تہذیب المتین فی ۱۳۱۷ھ

تاریخ امیر المومنین ۱۸۹۹ء

جلد اول

یہ وہ تاریخ ہی کہ جسمین تمام حالات وواقعات اور مناقبات ومشاجرات از عہدِ ولادت تا ہنگامِ خلافتِ جناب امیر المومنین امام المتقین حضرت علی ابن ابیطالب علیہما الصلوٰۃ والسلام مندرج ہین۔ اہلسنت کی کتب[۱] روضۃ الاحباب۔ روضۃ الصفا[۲] تاریخ ابو الفدا[۳]۔ تاریخ ابن اعثم کوفی[۴]۔ شرح ترجمہ نہج البلاغت[۵] وشرح دیوانِ[۶] جناب امیر علیہ السلام سے اور حضرات شیعہ کی کتب بحار الانوار[۷]۔ حق الیقین[۸]۔ جلاء العیون[۹]۔ ارشاد[۱۰] جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ۔ احتجاج[۱۱] طبرسی کامل بہائی[۱۲] ناسخ التواریخ[۱۳] اور مجالس[۱۴] المومنین سے مضامین اخذ کئے گئے ہین

اطلاع ضروری } چونکہ یہ کتاب موافق عقائد مذہب شیعہ کے ہی۔ بنابران خدمت مین حضرات اہلسنت والجماعت کے گزارش ہے کہ نہ تو اس کتاب کو خرید کرین اور نہ مطالعہ فرمائین محض برادران ایمانی حضرات شیعہ پیروانِ ائمہ طاہرین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کی واقفیت کیلئے چھاپی گئی کسی مخالف سے یا موالف سے مکابرہ یا مجادلہ منظور نہین۔ بر رسولان بلاغ باشد وبس ۞

العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

مطبع یوسفی واقع دہلی مین ۱۳۱۷ھ طبع ہوئی

قیمت ہر دو جلد کامل کاغذ خانی ؁ ر (قیمت کاغذ ولائتی ہر دو جلد کامل لعہ ر) صرف جلد دوم کاغذ مصری سے ر

maablib.org
MAAB 1431
مرکز احیاء آثار بر صغیر

هٰذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

للہ الحمد کہ بفضلِ رب العلمین و بطفیل ائمہ طاہرین بنابر بصیرت اہل ایمان و یقین و نظر بحجب و اقفیت ناظرین و مسرور قلوب مومنین المسلمین

جلد اول

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

من تصنیفات عالم بے نظیر فاضل نحریر جناب مولانا و مقتدانا مقبول بارگاہ رب زمن جناب مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ مدرس اول علوم شرقی ضلع کول حکام ہے

بمطبع یوسفی واقع دہلی باہتمام سید حسین علی طبع شد

فہرست مضامین کتاب مستطاب التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین جلد اول حصہ اول بقید صفحات

مضمون	صفحہ
دیباچہ نظم	۲
دیباچہ نثر	۴
ابتدائی خلقت نورانی امیر المومنین علیہ السلام	۵
اجداد طاہرین آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ	۸
پارہ از احوال خیر مآل والدین شریفین آنحضرت احوال پدر بزرگوار آن عالیمقدار	۹
احوال والدہ ماجدہ آنحضرت	۱۴
آثار ولادت باسعادت	۱۶
کیفیت ولادت آنجناب	۱۹
چندے از اسماء و کنیتہا و القاب حضرت امیر المومنین	۲۵
بعضے از حالات طفلی آن سرور صلوات اللہ علیہ	۳۱
حکایت لوار الحمد	۳۲
سابقہ اسلام آنجناب	۳۵
تمکن امیر المومنین بر وسادہ وزارت و خلافت حضرت سید المرسلین	۴۱
وفات حضرت ابوطالب پدر امیر المومنین	۴۶
ذکر ہجرت رسولخدا و علی مرتضے بسوے یثرب از بطحے و پارہ از جرات و جان نثاری آنحضرت کہ درین واقعہ بظہور آمدہ	۴۷
ذکر بناے حضرت رسولخدا مسجد مدینہ و او منزلت عالی کہ براے امیر المومنین در بخصوص ظاہر شدہ	۵۶
عقد مواخات فیما بین امیر المومنین و سید و سرور کائنات و خلاصہ موجودات صلوات اللہ علیہما	۶۰
عقد نکاح امیر المومنین علی مرتضے با سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما	۶۰
نکاح آسمانی بحکم حضرت جل و علا سبحانی	۶۳
سامان جہیز جناب سیدہ	۶۶

مضمون	صفحہ
کیفیت معاشرت امیر المومنین و سیدۃ نساء العالمین	۷۳
مجاہدات امیر المومنین در خدمت حضرت سید المرسلین	۷۸
غزوہ بدر	۷۹
قتل ابوجہل در جنگ بدر	۸۷
انجام کار ابولہب ابن عبد المطلب	۸۹
غزوہ احد	۹۱
شہادت امیر حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ	۹۸
غزوہ بنی النضیر	۱۰۱
غزوہ بنی المصطلق	۱۰۳
غزوہ خندق	۱۰۴
حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	۱۱۳
انجام کار بنی قریظہ و شہادت سعد بن معاذ	۱۱۵
غزوہ حدیبیہ و شک کردن بعض صحابہ در نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ	۱۱۸
بعضے از فضائل امیر المومنین	۱۲۳
غزوہ خیبر	۱۲۵
فتح فدک	۱۳۲
ذکر جنگ ذات السلاسل	۱۳۳
فتح مکہ مشرفہ	۱۳۷
شکستن رسولخدا و علی مرتضے بتان خانہ کعبہ را	۱۴۳
غزوہ حنین	۱۴۹
غزوہ طائف وغیرہ	۱۵۵
عطایاے رسول الثقلین بوقت تقسیم غنائم حنین	۱۵۷
رجوع بسوانح دیگران برگزیدہ عباد غیر از جنگ و جہاد	۱۶۱
وفات جناب فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین	۱۶۱
رجوع مہر منیر بناے امیر کبیر علیہ الصلوات من اللہ القدیر	۱۶۳
ذکر پارہ از حال جود و سخاے امیر المومنین علی مرتضی و بیان	

مضمون	صفحہ
نزول سورہ ہل اتی در شان آن سرچشمہ نوال و عطا	۱۶۵
نزول مائدہ براے اہلبیت رسولخدا	۱۷۳
ذکر بعضے از حالات متعلقہ غزوہ تبوک	۱۷۵
قصہ عقبہ	۱۷۸
عزل ابوبکر از ابلاغ سورہ برات و نصب امیر المومنین علیہ السلام بجاے ایشان	۱۸۲
ظہور فضیلت امیر المومنین علی مرتضے و بقیہ آل عبا علیہم التحیۃ والثنا در معاملہ مباہلہ با قوم نصارے	۱۸۷
توجہ امیر المومنین بسوے ملک یمن و شرح حالات آن امام زمن	۱۹۵
ذکر حجۃ الوداع	۲۰۰
نصب کردن حضرت بشیر نذیر امیر کل امیر را بخلافت خویش بمقام خم غدیر	۲۰۴
نزول آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر	۲۱۲
ظہور اخلاص و وفا از یاران باصفا نسبت برسولخدا و نوشتن ایشان صحیفہ میشومہ را	۲۱۵
تجہیز لشکر اسامہ و تخلف یاران از ان	۲۲۲
کیفیت پیشنمازی حضرت ابوبکر	۲۲۵
قصہ طلب قرطاس و نسبت ہذیان بآن اشرف الناس	۲۲۸
مخالفتہاے حضرت عمر با حضرت سید البشر	۲۳۴
ذکر مرض خیر الانام و پارہ از سوانح آن ایام مصیبت انجام	۲۳۶
کیفیت وقوع حادثہ کبرے و داہیہ عظمی رحلت رسولخدا بفردوس اعلے	۲۴۳
خاتمۃ الطبع از مالک مطبع	۲۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد جناب باری عز اسمہ

اے خدائے جلیل بے ہمتا
تجھسی کس طرح ہو بھلا کوئی شے
ہم کریں وصف کیا بیاں تیرے
تو نے پیدا کئے سیاہ و سفید
چاند سورج ثوابت و سیار
یوں تو مخلوق ہے تیری ہر چیز
کئے اس کے لئے مکان و مکین
تا کہ دکھلائیں راہ صدق و یقین

نہیں معبود کوئی تیرے سوا
وحدہٗ لا شریک لہٗ تو ہے
کیسے پوشیدہ ہیں نشان تیرے
چاہے اکدم میں کردے پھر ناپید
بحر و بر و صحاری و کہسار
مگر انسان ہے کچھ اور ہی چیز
واسطے اس کے سب زمان و زمین
کھولیں شرع متین کے آئین

ہے عبادت کے صرف تو لائق
غیر تو ہر چہ ہست در عالم
کائنات ایک کن[1] سے کی ظاہر
اپنی قدرت سے آشکار کیا
وحش و طیر آدم و جماد و نبات
اس کی خاطر تجھے بہت ہی عزیز
رہنمائی اسی کی تھی منظور
انکی تعداد از حساب ہزار

سب ہیں مخلوق اور تو خالق
حادث ہست و برائے تست قدم
تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر
آسمان و زمین و ما فیہا
جملہ ہستی تمام موجودات
اسکو بخشے ہیں تو نے عقل و تمیز
بھیجے جو انبیاء اہل شعور
ہوئی تعیین صد و بست و چہار[2]

نعت خواجہ کائنات و خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بعد ان سب کے فخر جزو کل
اشرف الانبیاء و ختم رسل
بہترین جہان و خیر انام
شافع مذنباں بروز قیام

[1] حق تعالیٰ فرماتا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی جب حق تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے ۱۲ [2] تعداد جو کچھ اسکے درمیان ہو ۱۲ یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار ۱۲

مرشد جن و انس معدن جود
وہ شفیع گناہگاران ہیں

صدر عالم محمد محمود
اور امید امیدواران ہیں

دین انکا ہے ناسخ ادیان
یا الٰہی تو بھیج اُن پہ مدام

انکو آیا ہے عرش سے قرآن
ہمسے لاکھوں درود اور سلام

منقبت شیر خدا و سردار اولیا علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ

بعد ان کے علی ولی خدا
مصطفےٰ کے وزیر اور بھائی
سید اولیا شہ کونین
علم جو حق سے مصطفےٰ کو ملے
صاحب ذو الفقار حیدر ہیں
یہ سعادت کہاں کسیکو ملی
رتبہ کیا شیر حق نے پایا ہے
اس میں آیا ہے آپکا مذکور

نفس پیغمبر و امام ھدےٰ
جبرئیل امین کے استاد
سرور اتقیا ابو الحسنین
وہ تمام انسے مرتضیٰ کو ملے
شاہ دُلدل سوار حیدر ہیں
تیغ حق سے نبی سے دختر لی
برتر از عرش انکا پایا ہے
اور یہ منسوب ہے بنام حضور

ہے امامت پہ آپ کی واللہ
حامی شرع و دین وصی رسول
حاوی فخر لحمک[3] لحمی
انکو ہے اختیار جنت و نار
غزوے یکسر کئے انہوں نے سر
کافروں کے وغا میں مونہہ موڑے
اے شہ ذو العلا و مجد و کرم
نذر کرتا ہے آپ کی مظہر

آیۂ انما[1] صریح گواہ
ماحی کفر و شرک زوج بتول
باب[2] عالی شہر علم نبی
گھر کے خالق کے ہیں علی مختار
اُحد و بدر و خندق و خیبر
دوش احمد پہ چڑھ کے بت توڑے
یہ رسالہ جو ہو گیا ہے رقم
ہو وے مقبول ہدیۂ احقر

مدح اشرف النسا جناب فاطمہ زہرا و باقی ائمہ ہدیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم

زوجہ بادشاہ خیبر گیر
سیدہ ہیں نساء عالم کی
وہ حسن اور حسین دو سرور
شب[4] چراغان پنجتن[5] لے کر
حقتعالیٰ کے سب یہ پیارے ہیں
تیرے الطاف کی نہیں پایان

فاطمہ دختر بشیر و نذیر
فخر ہیں آسیہ و مریم کی
دل و جان محمد و حیدر
اور باقی کے نو[6] تن لے کر
ہادی و رہنما ہمارے ہیں
اس قدر ہو وے اور اک احسان

ان کی کیا مدح ہو سکے تحریر
نور عینین سید الثقلین
ہے سعادت کا خاتمہ ان پر
ہوئے احمد سے تا بمہدی دین
اے خدا کیا ادا ہوں شکر تیرے
حشر بھی ان کے ساتھ ہو اپنا

یہاں کافی ہے آیۂ تطہیر
پاک و معصومہ مادر حسنین
ہے شہادت کا خاتمہ ان پر
پادشاہی دین کے چودہ نگین
پیشوا تو نے ہمکو ایسے دئے
انکا دامن ہو ہاتھ ہو اپنا

[1] یعنی آیۂ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الخ ۱۲ [2] اشارہ ہے طرف حدیث مشہور انا مدینۃ العلم و علی بابہا کے یعنی فرمایا رسول خدا نے میں شہر علم و حکمت ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے ۱۲ [3] رسول خدا نے فرمایا یا علی لحمک لحمی و دمک دمی اے علی تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے ۱۲ [4] شب چراغ گوہر درخشان ہے کہ رات کے وقت مثل چراغ کے روشن ہوتا ہے ۱۲

اما بعد یہہ پہلی جلد ہے کتاب مستطاب التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنینؑ کی جسمیں فقیر حقیر احوج عباد اللہ الغنی مظہر حسن بن سید صادق حسن المولوی الاثنا عشری نے سوانح عمری و واقعات تاریخی جناب امام الائمۃ و یعسوب الامۃ مولی الکل فی الکل ہادی الورے الی خیر السبل افضل الاوصیاء المرضیین و اکمل الاصفیاء المنتجبین ابو الائمۃ الطیبین الطاہرین مولانا و اولانا علی امیر المومنین صلواۃ اللہ علیہ و علیہم اجمعین کو اردو زبان میں ضبط کیا - آخری جلد اس کی کہ اسمیں حالات خلافت ظاہری جناب مستطاب تفویض بنائے بیعت حقہ سے لیکر واقعہ ہائلہ شہادت تک جملہ محاربات و منازعات اس عہد کے مفصل و مسلسل مندرج ہیں اس سے پہلے فرط رغبت شائقین سے لکھی اور توجہ معظمی جناب منشی سید علی حسین صاحب مالک مطبع یوسفی دہلی باسلوب خوب چھپکر شائع ہوگئی تو اس احقر نے جلد اول کو ولادت کثیر السعادت سے لکھنا شروع کیا چونکہ اس کا حجم ذرا بڑہ چلا تھا - اس لئے اس کے دو حصے کر دئے - پہلے حصہ میں ابتدائے ولادت آنحضرتؐ سے وفات سرور کائنات تک کے حالات یعنی کیفیت خلقت نورانی و جسمانی و وقائع طفلی و جوانی حضرت علی عمرانی - اور آپکے جنگ و جہاد کے معرکے کہ عہد کرامت مہد حضرت رسالت پناہ میں بارشاد و اشارے اس جناب کے واقع ہوئے - اور حکایت شادی شیر خدا با جناب بتول عذرا سیدۃ النسا فاطمہ زہرا مع پارۂ از نصوص خلافت و تقید و تاکیدات رسولخدا اس خصوص میں درج ہوتے - اور دوسرے حصے میں کسی قدر رنج و مصیبت و کوفت و کلفت کہ اس امت کے ہاتھ سے اہلبیت عصمت و طہارت کو پہنچی و جملہ قصص و حکایات متعلقہ غصب حقوق خاندان رسالت و دیگر کوائف زمان خلافت خلفا ثلثہ مع بعض احتجاج و مناظرات کے کہ حضرت امیر کبیر نے بنظر اتمام حجت ان صاحبوں کے ساتھ کئے تا واقعہ نادرہ قتل عثمان بن عفان لکھے گئے - غرض یہہ جلد اول جسکا جلد آخر مطبوع میں وعدہ تھا عنایت الہی سے تمام ہوئی ہر چند اس کے جمع و ترتیب و تدوین و تہذیب میں حتی المقدور کوشش کی گئی الا اپنے عجز و قصور کا اعتراف بہر کیف لازم ہے جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت امام الانام کی تاریخ جیسی کہ چاہئے لکھنا کوئی سہل و آسان کام نہیں اس کے لئے لکھنے والے کی قابلیت اور سامان کثیر درکار ہے سو سامان کی یہہ کیفیت ہے کہ کتب شیعہ اس زمانہ میں بھی جبکہ چھاپے کی بدولت ہر قسم کی کتابوں کی زیر روانی ہے ویسی ہی کم یاب ہیں جیسے کہ پہلے تھیں اول تو اس کام کی کتابیں چھپی ہی کم ہیں اور جو ایران وغیرہ میں چھپی ہیں تو اس قدر گراں ملتی ہیں کہ انکی قیمت ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابوں کے برابر ہی پڑتی ہے - پس دولتمند ہی انکو خرید سکتے ہیں - قطع نظر اسکے بوجہ کثرت معاندین و منکرین ہر زمانہ میں علمائے شیعہ کی توجہ زیادہ تر نشر فضائل و مناقب حضرت مظہر العجائب و الغرائب کی طرف مصروف رہی ہے اور نیز آپکے معجزات و خرق عادات کو لکھا اور شائع کیا کئے ہیں بعض نے کلام بلاغت نظام خطب و اشعار وغیرہ مواعظ و حکم کو جمع کیا ہے لیکن سلسلہ وار تاریخی حالات انحضرت کے بہت کم مدون ہوئے اس لئے یہہ امور خاصکر ابتدائی حالات مجکو مختلف مقامات سے التقاط کرکے جمع کرنے اور ترتیب دینے پڑے - بنابریں اگر میری ناقابلیت کی وجہ سے اسمیں کوئی نقص و قصور رہ گیا ہو تو معذور رہوں دیگر گزارش یہہ ہے کہ اصل موضوع اس مجموع کا جیسا کہ ظاہر ہے حضرت امیرؑ کے مقدس حالات کا ضبط کرنا ہے - کسی کے ساتھ بحث و مناظرہ و جنگ و جدل اصلاً یہاں مقصود نہیں الا چونکہ یہہ واقعات انحضرت کے ہیں جن کے بارے میں سنی و شیعہ کا اختلاف اس درجہ کو پہنچا کہ خود سنی و شیعہ دو جدا فرقے اسی سبب سے ہوئے - یعنی شیعہ مذہب

آیات و احادیث متفقہ فریقین آپ کو حضرت خیر الانام کے بعد جملہ انبیا و اوصیا سے اعلے و افضل جانتے ہیں اور امام برحق و خلیفہ بلا فصل منصوص من اللہ نصب کردہ خدا و رسول سمجھتے ہیں بخلاف اہل سنت کے کہ خلافت رسول کا گھر ہی گھر میں بروئے پنچایت فیصلہ کرکے اول حضرت ابو بکر پھر عمر پھر عثمان چوتھے درجہ پر آنحضرت کو رکھتے ہیں - اور اکثر علما شدت تعصب سے ترتیب خلافت حسب ترتیب لیاقت تجویز کر کے خلفا ثلثہ کو فضل و شرف میں بھی اس جناب پر ترجیح دیتے ہیں پس اس صورت میں ممکن نہ تھا کہ آپ کی سوانح عمری ایسی سرسری طور سے لکھی جائے کہ خاص خاص مقامات میں بھی جہاں آپ کی بزرگی دوست دشمن پر مثل روز روشن کے ثابت و مبرہن ہے فریق ثانی کے اقوال کا حوالہ نہ دیا جائے بس یہی ایک سبب ہے کہ جس نے اس کتاب میں بھی گونہ رنگ مناظرہ پیدا کر دیا ہے - تاہم مولف نے بنائے کلام کو سنی بھائیوں کی طرح درشتی و سخت گوئی پر نہیں رکھا جہاں کہیں انسے خطاب کیا ہے بنرمی و ملائمت کیا ہے چنانچہ جابجا انکو بلفظ حضرات و اہلسنت و جماعت اور انکے ممدوحین کو جناب و حضرت سے تعبیر کیا ہے - انکی طرح نہیں کہ شیعوں کو رافضی بدعتی اور کیا کیا کہا کرتے ہیں **وہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الودود ابتدائی خلقت نورانی امیر المومنین علیہ السلام**

سنی شیعہ نے بطرق متعددہ روایت کی ہے کہ وہ نور جس سے حضرت رسولخدا و علی مرتضی ظہور میں آئے ہزار ہا سال پیشتر خلق آدم علیہ السلام سے پیدا ہوکر مصروف عبادت پروردگار تھا جس وقت حق تعالی نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو آنحضرت کی پشت مبارک میں جگہ دی بعد ازاں وہ پشت ہائے پاکیزہ سے ارحام مطہرہ کی طرف منتقل ہوتا رہا تا اینکہ پشت عبد المطلب میں پہنچکر اسکے دو حصے ہوگئے ایک پشت عبد اللہ میں گیا اور اس سے سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ و آلہ ظہور میں آئے دوسرا پشت ابو طالب میں در آیا اور اس سے مولائے مومنین و یعسوب المسلمین پیدا ہوئے - ابو عبد اللہ **احمد بن حنبل** امام اہل سنت نے کتاب مسند اور کتاب فضائل میں اور ابن شیرویہ نے فردوس الاخبار میں اور میر سید علی ہمدانی نے مودۃ القربےٰ میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ آدم رکب فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد حتی انہ افترقا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ و فی علی الخلافۃ یعنی میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے چار ہزار سال پیشتر اس کے کہ حقتعالی آدمؑ کو پیدا کرے پس جب جل شانہ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو پشت آدم میں ترکیب دیا پس وہ نور برابر ایک جگہ ساتھ رہا تا اینکہ پشت عبد المطلب میں پہنچکر علیحدہ علیحدہ ہوگیا پس میرے لئے نبوت ہوئی اور علی کے لئے خلافت - اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہی ایک حدیث جسکو ایسے ایسے علماء معتبر نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے فضائل و مناقب امیر المومنین میں کافی ہے اس سے افضلیت اس جناب کی سوائے حضرت خاتم المرسلین کے جملہ سابقین و لاحقین بلکہ تمام انبیاء مرسلین پر ظاہر و ہویدا ہے - اور کمال درجہ کی یگانگت و نزدیکی آپ کی حضرت رسولخدا کے ساتھ ظاہر و عیان کہ بالتحقیق برادر و وصی و نفس رسولخدا آپ ہی تھے - اور اسی روایت کو اخطب خطبائی خوارزم موفق بن احمد مکی نے کہ علمائے مشہور اہل سنت سے ہیں مناقب میں اور ابن مغازلی شافعی نے اور نیز سید علی ہمدانی نے سلمان فارسیؓ سے اس طرح بھی روایت کیا ہے کنت انا و علی نورا بین یدی اللہ تعالی یسبح اللہ و یقدسہ ان یخلق اللہ آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شئ واحد الخ اس سے اور بھی قدامت اس نور کی ظاہر ہوتی ہے کہ بجائے چار ہزار سال قبل آدم چودہ ہزار سال اسمیں درج ہیں اور نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

اس عرصہ میں وہ نور بیکار نہ تھا بلکہ تسبیح و تقدیس پروردگار میں مشغول رہتا تھا۔ حیرت ہے کہ یہ حضرات سب کچھ اپنی کتابوں میں لکھتے اور رسولخدا سے نقل و روایت کرتے ہیں پھر موقعہ خلافت پر ابوبکر و عمر کو انحضرتؑ پر ترجیح و تفضیل دیتے ہیں اور اس ترتیب میں آپ کو چوتھے درجہ پر رکھتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ جب رسول اللہ نے خود فرمادیا کہ میرے لئے نبوت ہوئی اور علیؑ کے لئے خلافت تو پھر دوسرے کی گنجائش کہاں ہی اور خلفاء ثلثہ کس طرح اس میں داخل ہوسکتے ہیں اور جبکہ یہ نور پاک چار ہزار یا چودہ ہزار سال قبل از آدم اور بعد ان کے بھی پشت عبدالمطلب تک ایک ہی جگہ بلکہ کل ایک ہی شے رہا تو اس سے بڑھ کر اور کیا اتحاد و یگانگت ہوگی۔ چنانچہ انہیں وجوہ سے آپ بنصِ قرآن نفسِ رسول قرار پائے پس باوجود ایسی ذات مقدس کے شیخین وغیرہما کو کہ سالہا سال کفر و بت پرستی میں رہے خلیفہ رسول اللہ جاننا کونسی عقل و دانائی کی بات ہے چہ جائیکہ انحضرتؑ کی فضیلت کا خیال خام پکایا جائے اندرینصورت واقعی یہ لوگ نور خدا کو بجھانا چاہتے ہیں یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ مگر ایسا کب ہوسکتا ہے یَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ حقتعالی اپنے نور کو تمام اور کامل کئے بغیر نہیں رہ سکتا وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ گو اس سے کفار کراہت کریں اور علامت اس کی کہ حقتعالی نے اپنے اس نور کو تمام و کامل کردیا ایک یہی ہے کہ یہ حضرات جو افضلیت خلفاء ثلثہ کے دلدادہ ہیں خود ایسے اعلیٰ فضائل انحضرتؑ کے اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں بحار الانوار میں عبداللہؓ بن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم ایک روز حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں امیرالمومنینؑ تشریف لائے جب نظر مبارک رسولخدا کی اُن حضرت پر پڑی تو تبسم فرمایا اور کہا مرحبا ہو اس شخص پر کہ حق تعالی نے چالیس ہزار سال قبل از آدم اسکو پیدا کیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آیا ممکن ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے پہلے مخلوق ہو فرمایا ہاں حقتعالی نے میرے اور علیؑ کے نور کو اتنے عرصہ آدمؑ سے پہلے پیدا کیا پھر تمام اشیا کو اُس سے خلق فرمایا۔ وبروایت دیگر فرمایا حقتعالی نے دو ہزار سال قبل از آدم ہمارے نور کو پیدا کیا۔ پھر پشت آدم میں اُسکو جگہ دی چنانچہ آدمؑ بہشت میں ساکن تھے تو ہم اُنکی پشت میں تھے اور جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اُنکی پشت میں تھے اور جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو ہم اُنکی پشت میں تھے اور ہمارے ہی سبب سے آگ نے اُنکو ضرر نہ پہنچایا پس وہ سبحانہ تعالی ہمکو اصلابِ[1] طاہرہ سے ارحامِ مطہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا۔ تا اینکہ پشت عبدالمطلب میں پہنچے اُسوقت اُس نور کے دو حصے کئے مجکو پشت عبداللہ میں اور علیؑ کو پشت ابوطالب میں منتقل فرمایا پس ہمارے نور کو تمام اشیاء سے سابق و مقدم پیدا کیا اور سب کو اس نور سے نورانی فرمایا۔ بروایت اول پس ہمکو جانب راست عرش کے جگہ دی اور ہمارے بعد ملائکہ کو پیدا کیا ہم تسبیح و تقدیس و تکبیر حق سبحانہ تعالی کرتے تھے اور ملائکہ تسبیح و تقدیس و تکبیر کو ہم سے سیکھتے تھے پس جس شے نے تسبیح و تقدیس و تکبیر خدا کی سیکھی میری اور علیؑ کی تعلیم سے سیکھی یعنی ہم اُنکے معلم و اُستاد ہیں۔ اس مقام پر بعض ظرفا علما نے فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ جب علی و ابوبکر دونو معلم تھے تو کس لئے تم علیؑ کو ابوبکر سے افضل جانتے ہو تو ہم کہیں گے کہ واقعی معلم دونو تھے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ ابوبکر کا مکتب ایک بازار کی دوکان میں تھا اور شاگرد وہاں پندرہ مشرکوں کے لڑکے تھے۔ علیؑ کا مکتب بالائے آسمان اور شاگرد ملائکہ کرام و حاملان عرش رحمان تھے ؎ پیر مکتب خانۂ ابداع یعنی جبرئیل ٭ با ہمہ ذہن و ذکا طفل دبستان شماست ٭ اور امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالی نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو

[1] اصلاب جمع صلب بمعنی پشت و ارحام جمع رحم بچہ دان زنان ۱۲

چودہ ہزار سال قبل از خلق آدم پیدا کیا پس انکو ایک نور گردانا کہ منتقل کرتا تھا اُس نور کو پشت پاک مردان برگزیدہ سے طرف رحمہائے زنان پاکیزہ کے بعد ازاں اس نور مقدس کے دو ٹکڑے کئے ایک کو پشت عبداللہ بن عبدالمطلب میں قرار دیا اور اس سے محمد سید و سردار پیغمبران و خاتم مرسلان ہم پہنچے اور پیغمبری اُن پر قرار پائی اور دوسرے ٹکڑے کو پشت عبد مناف یعنی ابوطالب بن عبدالمطلب میں داخل کیا۔ اس سے علی پیدا ہوئے کہ امیر مومنان و بہترین اوصیاء پیغمبران ہیں پس حضرت رسول نے انکو اپنا وصی و خلیفہ و جانشین بنایا۔ اور شوہر اپنی دختر کا قرار دیا اور ادا کرنیوالا اپنے قرضوں کا اور وفا کرنیوالا اپنے عہدوں کا اور یاری کرنیوالا اپنے دین کا اور برطرف کرنیوالا اپنے غموں کا۔ اور نیز فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ جب میں پیدا ہوا تو ملائکہ نے آوازِ تسبیح و تقدیس حق سبحانہ تعالی بلند کرکے عرض کی اے پروردگار ہمارے اور اے سید و آقا ہمارے کیا وجہ ہے کہ ہم اب تیرے ولی اور تیرے نبی کے بھائی اور وصی و خلیفہ کو اُس کے ساتھ نہیں پاتے حالانکہ یہ دونو ہمیشہ سے ساتھ ساتھ تھے۔ ارشاد جناب باری ہوا کہ میں علیؑ کا حال تم سے زیادہ جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اُس پر شفیق و مہربان ہوں میں نے اس کے نور کو پشت ابوطالب میں ودیعت رکھا ہے اور بطریق عامہ اہل سنت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ حقتعالی نے ایک قطرہ آب کو تین ہزار سال قبل از آدم پیدا کیا اور اسکو مروارید سفید میں رکھا تا اینکہ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پس اُس پانی کو پشت آدم میں جاری و رواں فرمایا وہاں سے پشت شیثؑ میں منتقل فرمایا پس اسی طرح پشت ہائے انبیا و اوصیا میں منتقل ہوتا رہا تا اینکہ پشت عبدالمطلب میں پہنچکر اس کے دو حصے ہوگئے ایک پشت عبداللہ میں دوسرا پشت ابوطالب میں نقل ہوا پس نصف سے میں پیدا ہوا اور نصف سے علیؑ۔ یہی وجہ ہے کہ علیؑ میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں۔ پھر تلاوت فرمایا اس آیہ شریفہ کو وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا یعنی وہ وہ خدا ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا اور گردانا اسکو صاحب نسب و داماد اور تیرا پروردگار تمام امور پر قادر و توانا ہے۔ اور نیز فرمایا انحضرت نے کہ یہی سبب ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے اُسکا گوشت میرے گوشت سے اور اُس کا خون میرے خون سے ہے جو کوئی مجھکو دوست رکھتا ہے میری دوستی سے علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھکو دشمن رکھتا ہے میری دشمنی کی وجہ سے علیؑ کو دشمن رکھتا ہے **مؤلف** کہتا ہے مدتِ خلقت نور مطہر نبیؐ و علیؑ قبل از آدمؑ احادیث میں باختلاف مذکور ہوئی ہے ہوسکتا ہے کہ مقصود اس سے اظہار کثرت زمانہ و قدامت اس نور مقدس کی ہو چنانچہ زبان عرب میں عدد سبع (سات) و سبعین (ستر) مطلق کثرت کے مقام میں مستعمل ہوتے ہیں ایسا ہی یہاں چار چودہ چالیس ہزار وغیرہ سے ممکن ہے کہ مراد کثرت و زیادتی اس مدت کی ہو اور دیگر احتمالات بھی علما نے اس اختلاف کے ذکر کئے ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں **شیخ** صدوق محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے مطابق روایت میر سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربی کی روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی حق تعالی نے آدمیوں (بروایت مودۃ القربی نبیوں) کو مختلف شجروں سے پیدا کیا اور مجھکو اور تجھکو ایک شجر سے پیدا کیا پس میں اصل اور بیخ اس درخت کا ہوں اور تو فرع اس کی اور حسنؑ و حسینؑ اور دیگر ائمہ اولاد حسینؑ سے شاخیں اور ریشے ہیں اس درخت کے پس جو کوئی چنگ مارے اور متمسک ہو ایک شاخ سے اس درخت کی حقتعالی اسکو داخل بہشت کرتا ہے۔ سید علی ہمدانی کو لفظ میر اور سید سے کوئی صاحب شیعہ نہ سمجھیں وہ سُنی بزرگان اہل سنت و مقتدایان صوفیہ سے ہیں مولوی رشید الدین خان دہلوی اپنی کتاب ایضاح میں انکو علماء اہل سنت سے

تحقیق سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربیٰ

جنہوں نے مناقب اہلبیت اطہار میں کتابیں لکھیں گنتے ہیں اور انکی کتاب مودۃ القربےٰ پر فخر و ناز کرتے ہیں اور ملا عبد الرحمٰن جامی نے نفحات الانس میں انکی بڑی لمبی چوڑی تعریف کی ہے اور انکو جامع علوم ظاہری و باطنی کہا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حب الحکم اپنے پیر و مرشد شیخ شرف الدین محمود کے ربع مسکون عالم کی سیر فرمائی اور چودہ سو اولیا کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اور چار سو ولی سے صرف ایک مجلس میں ملے۔ وغیرہ وغیرہ

اجداد طاہرین امیر المومنین علیہ السلام اجداد امیر المومنینؑ حضرت عبد المطلبؑ سے لیکر آدم صفی اللہ تک بعینہٖ وہی اجداد حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ ہیں اور حالات انحضرات کے بضمن حال اُس جنابؐ کے کتب تاریخ و حدیث میں مثل کشف الغمہ و حیات القلوب وغیرہ کے تفصیل وار مذکور ہیں اور یہ بات کہ یہ حضرات حاملان نور مقدس تھے سب کے سب مومن مسلمان تھے اور جدات (دادیاں) انحضرتؐ کی بھی کم از کم اسوقت میں کہ یہ نور مطہر ان کے شکموں میں ہوتا تھا ضرور کفر و شرک سے پاک حلیہ ایمان و دین و صدق و یقین سے آراستہ ہوتی تھیں کتب کلامیہ امامیہ میں بدلیل و برہان ثابت کی گئی ہے اور یہ امر عقائد حقہ فرقہ اثنا عشریہ میں داخل ہے۔ اہل سنت جو اسکو نہیں مانتے اور اکثر کو انمیں سے کافر بتلاتے ہیں وہ جانیں انکو اختیار ہے ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ حدیث نور کے بھی قائل ہوں اور پھر اُن بزرگوں کو مشرک بت پرست کہیں جس نور نے ہزارہا سال پیش عرش ذو الجلال عبادت خدائے متعال کی ہو وہ دنیا میں کافر یا کافرہ کی پشت و رحم نجس میں ایکدم کو بھی قرار لے یہ بات ہمارے قیاس سے باہر ہے سنیوں کو اجداد پیغمبرؐ سے ایسی ہی عداوت مدنظر ہے تو چاہئے کہ پہلے ایسی حدیثوں کو اپنی کتابوں سے نکال دیں **بالجملہ** یہاں زیادہ تر ان امور سے تعرض نکر کے فہرست اسماء گرامی انحضرات کی لکھی جاتی ہے۔ وھو علی بن ابیطالب بن عبد المطلب (اصلی نام انکا شیبہؑ یا شیبۃ الحمد ہے چونکہ مطلب بن ہاشم آپ کے عم محترم نے انکی ننھیال سے لاکر اپنی زیر نظر انکو تربیت کیا تھا اس لئے عبد المطلب کے نام سے مشہور ہوئے اور ایسا محاورات عرب میں شائع ہے) بن ہاشم (اصلی نام انکا عمرو ہے ہاشم کے معنی توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنیوالے کے ہیں چونکہ وہ بھی روٹی کو توڑ کر شوربے میں بھگوتے اور خلائق کو کھلاتے تھے۔ لہذا اس نام کے ساتھ مشہور ہوتے) بن عبد منافؑ بن قصےٰ (بضم قاف و فتح صاد و تشدید یا) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئے (بضم لام و فتح واو و تشدید یا) بن غالب بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس (نیز و بعض ایاس) بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اود بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم خلیل بن تارخ بن ناخور بن سروع بن ارغو بن فالغ بن عابر (بروایتے یہ نام ہود علیہ السلام کا ہے) بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن ملک بن متوسلخ بن اخنوخ (بروایتے یہ نام ادریس علیہ السلام کا ہے) بن العادر بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام ۞

ؑ شیبہ پیری بڑھاپا چونکہ بوقت ولادت آپ کے سر میں سفید بال تھے لہذا اس نام سے موسوم ہوئے ۱۲ منہ ؑ لفظ مناف کا مادہ نوف ہے جسکے معنی بتصریح اہل لغت شرف و بلندی کی ہیں پس عبد مناف کے معنی عبد العالی ہوتے نہ وہ جو اہل سنت کہتے ہیں کہ مناف ایک بت کا نام تھا اور مراد اس سے اضافت اُس بت کیطرف ہو اور اس سے کفر آباء و اجداد حضرت رسالت پر دلیل لاتے ہیں بالفرض مناف نام بت کا ہو تب بھی جائز ہے کہ یہ لفظ مشترک ہو درمیان نام باری تعالیٰ و نام اس بت کے اور مقصود یہاں اول ہو نہ ثانی اور سلمنا کہ مراد یہاں بھی بت ہی ہو پھر بھی یہ ہو سکتا ہے کہ یہ نام انکی ماں و دیگر رشتہ داروں نے رکھا ہو نہ کہ باپ کا پس استدلال تمام نہوگا۔ اور واضح رہے کہ یہ آخری وجہ محض احتمالی ہی نہیں بلکہ صاحب عمدۃ الطالب نے کہ علماء اہل سنت سے ہے علی بالنقل عنہ اسکی تصریح کی ہے اور کہا ہے انما سمتہ عبد مناف امہ کہ عبد مناف کا یہ نام صرف انکی ماں نے رکھا تھا۔ اور یہی وجہ تسمیہ عبد طالب میں ہو بنا بر اس قول کے جو انکا نام عبد مناف بتلاتے ہیں جاری ہو سکتی ہیں اور بعض علماء نے افادہ کیا ہے کہ اعتقاد ایک امر قلبی متعلق بہ نیت و دل ہے صرف نام رکھ لینے یا کفر و ایمان کے کلمات زبان سے کہدینے سے اسکا ثبوت نہیں ہوتا پس اجداد پیغمبر جو اپنے اولاد کے ایسے نام رکھ دیتے تھے ابناء زمان کی موافقت سے کہ بت پرست تھے ایسا کرتے تھے تاکہ کفار اشرار کی ضرر سے کہ ہمیشہ درپے قلع و قمع نور محمدی کے رہتے تھے دین میں تعجب ہے کہ یہ لوگ عبد مناف کو بسبب اضافت طرف مناف کے کافر کہتے ہیں اور عبد اللہ پدر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو باضافت طرف اللہ کے مسلمان نہیں کہتے ۱۲ منہ عفی عنہ

پارۂ از حال خیر مآل والدین شریفین انحضرت صلوات اللہ علیہ پدر عالیقدر امیر المومنینؑ جیسا کہ پیشتر کہا گیا حضرت ابو طالب بن عبد المطلب ہیں کہ نام نامی انکا بقول بعض عمران ہے اور آل عمران کو آیات قرآن میں اس پر حمل کیا ہے اور بعض عبد مناف ہمنام انکے جد بزرگوار کے بتلاتے ہیں بہرحال ابو طالب کنیت ہے کہ بلحاظ طالب اپنے سب سے بڑے بیٹے کی کرتے تھے مگر یہ کنیت اس قدر مشہور ہوئی کہ آخر کو نام پر غالب آگئی۔ ابو طالب سردار عرب رئیس مکہ بہت بڑے حامی رسول اللہ کے تھے اور رشتہ میں انحضرتؐ کے حقیقی چچا ہوتے تھے بخلاف باقی چچوں عباسؓ و حمزہؓ وغیرہ کے کہ یہ حقیقی نہ تھے نیز ابو طالب مومن مسلمان کامل الایمان تھے کبھی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا اور اوصیاء ابراہیم علیہ السلام سے تھے اہلبیت رسالت نے کہ ثانی قرآن و احد ثقلان ہیں اس پر اجماع کیا ہے۔ اور علماء امامیہ ہر زمانے اور ہر طبقہ میں اسپر متفق چلے آئے ہیں چنانچہ انہوں نے علیحدہ کتابیں اس مقدمے میں لکھکر مخالفوں پر حجت تمام کی ہے البتہ کثرت کفار سے مجبور اخفاء اسلام کرتے تھے تاکہ حفظ و حمایت رسول خدا بوجہ احسن کر سکیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ مثال ابو طالب کی مثل اصحاب کہف کے ہے کہ اَسَرُّوا الْاِیْمَانَ وَاَظْهَرُوا الشِّرْكَ فَآتَاهُمُ اللّٰهُ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ یعنی انہوں نے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور شرک کا اظہار کیا پس حقتعالیٰ نے انکو دو چند اجر و ثواب مرحمت فرمایا پس ایسا ہی ابو طالب کو بوجہ اخفاء اسلام مبنی بر مصلحت کے دونا ثواب عنایت ہوا **روایت** ہے کہ حضرت رسول خدا بعد وفات اپنی والدین کے اپنے جد بزرگوار حضرت عبد المطلب کے دامن تربیت میں پرورش پاتے تھے جب وقت وفات عبد المطلبؑ کا نزدیک پہنچا تو انہوں نے انحضرتؐ کو اپنے سینے سے لگایا اور گریاں ہوئے سن مبارک رسالت پناہ کا اسوقت آٹھ سال کا تھا اور عمر عبد المطلب کی سو برس سے بھی گزر گئی تھی۔ پس اپنے فرزند ارجمند ابو طالب کی طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا اے ابو طالب حفاظت کر اس فرد یگانہ کی جس نے بوئے لطف پدر نہیں سونگھی اور آغوش شفقت مادر سے جدا رہا ہے کہ تو اسکو اپنا لخت جگر و نور نظر سمجھ تحقیق کہ میں نے اپنے تمام فرزندوں سے تجھکو اس کی خدمت کے لئے اختیار کیا ہے کیونکہ تو اور اس کا باپ عبد اللہ ایک ماں سے ہوا ہے ابو طالب اگر تو ظہور رفعت و جلالت میرے قرۃ العین تک زندہ رہا تو تجھکو معلوم ہوگا کہ اب میں نے اسکو پہچانا پس جہانتک ہو سکے اس کی تفقد اور خبر گیری میں کوتاہی نکر اور دست و زبان اور جان و مال سے اس کی اعانت کرتے رہنا قسم بخدا کہ اسکو بہت جلد وہ بزرگی و بادشاہی حاصل ہوگی جو ہمارے آبا و اجداد سے آجتک کسیکو نصیب نہیں ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عبد المطلب نے تمام بیٹوں کو کہ دس تھے جمع کر کے کہا کہ محمد یتیم ہے اسکو پناہ دو صاحب احتیاج ہے غنی و تونگر کرو اور میری محبت کو اس کے بارے میں مرعی رکھو ابو لہب نے کہا میں اس کی نگہداشت کرونگا عبد المطلب نے کہا کافی ہے کہ تو اپنی شرارت کو اس سے باز رکھے عباسؓ بولے یہ منصب میرے سپرد ہو کہا تو مرد خشمناک ہے مجھکو اندیشہ ہے کہ تیرا غصہ اس کے نازک دل کو صدمہ پہنچائے ابو طالب نے کہا میں اسکی محافظت کرونگا اور شرائط پرداخت بجا لاؤنگا عبد المطلب نے قبول کیا اور حضرت رسول خدا کو انکے سپرد فرمایا۔ اور کہا اَلْآنَ طَابَتْ لِيَ الْمَوْتُ اسوقت مرنا میرے لئے گوارا ہوا پس ابو طالب نے عبد المطلب کی وفات کے بعد انحضرتؐ کو اپنی جان و دل سے لگا لیا رات دن صبح و شام کسیوقت اپنے سے جدا ہونے دیتے تھے اپنے پہلو میں انکو سلاتے اور بنفس نفیس خدمات کے متکفل ہوتے کھانے پینے پہننے اور جملہ آسائش و آرام کے اسباب میں انحضرتؐ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال پر مقدم رکھتے اور کفار قریش و اشرار یہود سے کہ درپے انکی ایذا و آزار کے رہتے تھے حراست و نگاہبانی فرماتے اور اپنے مال و جاہ کو جو قریش میں وہ رکھتے تھے

آپکی نصرت میں کام میں لاتے غرض رسولخدا بحفظ و حمایت ابوطالب میں پرورش پاتے رہے تا اینکہ حقتعالی کی طرف سے مبعوث بہ نبوت ہوتے اور مامور ہوئے کہ مشرکین کو آشکارا اسلام کی طرف دعوت کریں پس قریش آنحضرت کی عداوت پر تل گئے یہ وہ وقت تھا کہ جناب ابوطالب کو آپکی نگہبانی میں بہت جانفشانی کرنی پڑی اور انہوں نے جیسا کہ چاہئے تھا بہت سعی و سرگرمی اور کمال دانائی اور دلیری سے اسکو نباہا ✦

روضتہ الاحباب میں ہے کہ کفار قریش جمع ہو کر انکے پاس آئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے اور ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے یا تو اسکو منع کرو کہ اس سے باز رہے ورنہ ہمکو دیدو کہ ہم قتل کریں نہیں تو لڑائی کے لئے تیار رہو ابوطالب نے حضرت سے بلا کر کفار کا کلام نقل کیا انحضرت نے بگمان اس کے کہ شاید ابوطالب اکتا کر میری حمایت سے دست کش ہوا چاہتے ہیں فرمایا اے چچا اگر آفتاب کو آسمان سے اتار کر میرے دست راست پر اور ماہتاب کو میرے دست چپ پر بھی بٹھاؤ اور کہو کہ میں اس کار سے باز آؤں تو میں باز نہ آؤنگا جبتک کہ حق تعالی اس دین کو ظاہر نہ کرے یا میں اس کے پیچھے نیست و نابود نہ ہو جاؤں یہ کہکر وہاں سے اٹھے ابوطالب پر یہ کلام سنکر رقت طاری ہوئی اور حضرت کو واپس بلا کر کہا اے برادرزادے اپنے کام میں مشغول ہو بخدا سوگند کہ جبتک میں زندہ ہوں کوئی تم پر دست قدرت نہیں پا سکتا اور کچھ اشعار پڑھے کہ دو شعر انمیں سے یہ ہیں ؎ وَاللّٰهِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْكَ بِجَمْعِهِمْ ✦ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنًا ✦ فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَیْكَ غَضَاضَةٌ ✦ وَاَبْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُیُوْنًا ✦ یعنی قسم بخدا کہ وہ سب ملکر بھی تیرا کچھ نہیں کر سکتے جبتک کہ میں زیر خاک مدفون نہو جاؤں پس تو اپنے کام کو کر تا رہ کوئی تنگی تجھ پر نہیں اور اس سے بشارت حاصل کر اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ **روایت** ہے کہ بعثت سے آٹھویں سال قریش نے اتفاق کیا کہ بنی ہاشم کے ساتھ ملنا جلنا لین دین شادی بیاہ سب ترک کردیں اور مسلمانوں کو تکلیف و آزار دینے لگے ابوطالب انکو مع رسولخدا اپنی شعب[1] میں لے گئے۔ اور نگہبانی کرتے تھے انکی تین سال مسلمان وہاں محصور رہے حضرت ابوطالب رسول اللہ کی حفاظت میں اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ لوگوں کے سامنے حضرت کے لئے ایک مقام خواب و آرام مقرر کرتے پھر اس کو تبدیل کر دیتے اور اس جگہ خود لیٹتے یا اپنے فرزند دلبند امیر المومنینؑ کو لٹاتے منقول ہے کہ اسوقت چالیس اشخاص بنی ہاشم وغیرہ سے آپ کے ہمراہ تھے ان سب کو جمع کر کے کہا کہ قسم بخدا کہ اگر ایک کانٹا بھی میرے اس فرزند کے لگا تو تم سب کو قتل کر دونگا الحاصل تا مین حیات ابوطالب حضرت رسولخدا مکہ میں برملا دعوت اسلام کرتے رہے قریش بہتیرا دانت پیستے تھے مگر کسی سے کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ انکے مرتے ہی آپکو اپنا وطن مالوف چھوڑنا پڑا جبرئیل امین نازل ہوئے اور پیغام ربانی پہنچایا کہ مکہ سے باہر جاؤ کہ اب یہاں کوئی تمہارا ناصر و مددگار نہیں رہا چنانچہ حضرت نے سال وفات ابوطالب کا نام عام الحزن (سال غم) رکھا تھا **مروی** ہے کہ جناب ابوطالب نے اپنے دو فرزند گرامی جعفرؓ و علیؑ کو امر کیا تھا کہ دعوت رسولخدا کو اجابت کریں اور جو کچھ وہ حضرت کہیں بجا لائیں اور ایمان لائیں انحضرت پر باین اقرار کہ آپ بہترین خلق ہیں اور لوگوں کو راہ راست کی طرف دعوت کرتے ہیں ایکمرتبہ حضرت رسولخدا نماز پڑھتے تھے اور امیر المومنینؑ ان کے داہنی جانب کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوطالب مع جعفرؓ وہاں سے گزرے اسوقت ابوطالب نے جعفرؓ کو اشارہ کیا کہ جا کر اپنے ابن عم کے پہلو میں کھڑا ہو پس جعفرؓ آکر امیر المومنینؑ کے برابر کھڑے ہو گئے حضرت رسولخدا نے

[1] شعب بالکسر بمعنی شگاف کوہ پہاڑ کی گھاٹی شعب ابوطالب مکہ میں وہ مقام ہے جہاں حضرت رسول خدا پیدا ہوئے تھے ۱۲ منہ

اثنائے نماز میں اسکا احساس کیا تو آگے بڑھ گئے اور ان دونو بھائیوں نے آپکے پیچھے نماز پڑھی چنانچہ یہ پہلی نماز جماعت تھی جو دو مرد کے ساتھ اسلام میں ادا ہوئی۔ فارغ ہوتے تو دیکھا کہ آثار فرح و سرور چہرہ منور ابوطالبؑ سے نمایاں ہیں انہوں نے چند اشعار پڑھے جنکا مضمون مدح جعفرؓ و علی علیہ السلام ہے اور انکو امر کیا ہے نصرت حضرت رسالت پناہ کا **امام محمد باقر** علیہ السلام اس حدیث کی نقل کے بعد فرماتے ہیں کہ کافی ہے تیرے لئے اگر انصاف کرے تو ابوطالبؑ کے مقدمے میں اسیقدر کہ انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو امر کیا اطاعت رسولخدا کا اور جہاد و جان سپاری کی آنحضرت کی خدمت میں تاکید بلیغ فرمائی بغیر اسکے کہ کوئی احتیاج مالی یا جاہی انسے رکھتے ہوں کس لئے کہ حضرت رسولخدا اس وقت مال دنیا سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور خویش و اقارب قاطبۃً انکے دشمن تھے پس حکم دینا جناب ابوطالبؑ کا اپنے فرزندوں کو متابعت آنحضرتؐ کے لئے سوائے اسکے نہیں کہ انکو دین اسلام کی طرف رغبت کامل تھی۔ اور اسکو حق جانتے تھے **بالجملہ** یہ اور مثل اسکی اور احادیث شیعہ و سنی دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ابوطالب مومن مسلمان معتقد رسالت تھے مگر اہل سنت بپاس ناموس اپنے خلیفوں کے جیسا کہ والدین حضرت رسولخدا جناب عبداللہ و آمنہ کو کافر جانتے ہیں ویسا ہی ابوطالب کو بھی کافر کہتے ہیں یعنی انکو ہرگز گوارا نہیں کہ انکے خلیفوں کے والدین بلکہ خود خلفا ابتدا میں کافر ہوں اور امیر المومنینؑ کے ماں باپ مسلمان کہلائیں۔ اس لئے وہ اس مقام میں بہت پیچ و تاب کھاتے ہیں اور جھنجلا کر کہتے ہیں نَرْجُوْا اَنْ یَّدْخُلَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ الْجَنَّةَ اِلَّا اَبُوْ طَالِبٍ فَاِنَّهٗ اَدْرَكَ الْبَعْثَ وَلَمْ یُؤْمِنْ ہمکو امید ہے کہ شاید عبدالمطلب بھی جنت میں داخل ہو جائیں الا ابوطالب کہ انہوں نے زمان بعثت کو ادراک کیا یعنے رسولخدا کی پیغمبری پر مبعوث ہونے تک زندہ رہے اور ایمان نہ لائے مدعا یہ کہ حضرت ابوطالبؑ کے لئے امید دخول جنت بالکل نہیں اس کے جواب میں کیا کہا جائے بجز اسکے کہ کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کہ یہ کلمہ عظیم و شدید ہے کہ انکے مونہہ سے نکلتا ہے۔ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوطالب کافر تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیونکر وہ کافر ہو سکتے ہیں حالانکہ انہوں نے یہ شعر کہا ہے ؎ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ✦ نَبِیًّا كَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْكُتُبِ آیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد کو نبی پایا مثل موسی کے کہ انکا ذکر کتب سابق میں لکھا ہوا تھا قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں محمد ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ ابوطالب کا یہ اشعار کہنا اور انکا عارف بہ نبوت ہونا بہت سے اخبار سے پایا جاتا ہے اسی سے شیعہ متمسک ہوئے ہیں کہ وہ مسلمان تھے۔ اور نیز یہی ابن اسحاق و صاحب مغازی اہل سنت کہتا ہے کہ علی بن حمزہ بصری نے اشعار ابوطالب جمع کئے ہیں اور گمان کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے اور اسلام پر فوت ہوئے پھر صاحب مواہب نے روایت کی ہے کہ ایک سال مکہ میں خشکی و قحط سالی تھی ابوطالب حضرت رسولخدا کو لیکر باہر آئے حالانکہ وہ حضرت اسوقت طفل صغیر سن تھے اور روئے انور مثل آفتاب روشن پس ابوطالب نے آنحضرت کو گود میں اٹھا لیا اور اپنی پشت مبارک کو خانہ کعبہ سے لگا کر کھڑے ہوئے اور پناہ چاہی آنحضرتؐ سے اور اشارہ کیا اپنی انگشت سے آسمان کی طرف آسمان میں اسوقت ابر کا نشان کوئی نہ تھا پس بادل ہر طرف سے اکٹھے ہوئے اور ایسا زور سے مینہہ برسا کہ ندی نالے پر ہو گئے چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ اپنے قصیدہ لامیہ میں ؎ وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ✦ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ کہ وہ سفید و نورانی شکل ہیں کہ طلب بارش کی جاتی ہے

انکی وجہ سے + وہ بہار ہیں تیموں کی اور حفاظت ہیں بیواؤں کی تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ بوقت وفات ابوطالب عباس بن عبد المطلب نے
دیکھا کہ لبہائے ابوطالب حرکت کرتے ہیں نزدیک جا کر سنا تو کہتے ہیں کہ اے برادر زادے قسم بخدا کہ جو کلمہ (کلمہ شہادتین) تم مجھ سے کہلوانا چاہتے
تھے میں نے کہہ لیا ہے حضرت رسولخدا نے یہ سنکر فرمایا شکر ہے خدا تعالی کا کہ اے چچا تم نے ہدایت پائی۔ صاحب تاریخ نقل روایت کے بعد
بتقاضائے سنیت خود کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت عباسؓ سے منقول ہے مگر مشہور یہ ہے کہ ابوطالب کافر مرے۔ لیکن حق الامر کسی کے
چھپائے چھپ نہیں سکتا۔ اس کے بعد ہی مورخ مذکور کہتا ہے مگر چند اشعار ابوطالب سے دریافت ہوتا ہے کہ انہوں نے تصدیق رسالت
کی ہے وہ اشعار یہ ہیں ؎ وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ صَادِقٌ + وَلَقَدْ صَدَقْتَ فَکُنْتَ قَبْلُ اَمِیْنًا + یعنی دعوت کی اور بلایا تو نے
مجھکو اے محمد (اپنی نبوت کی طرف) اور میں جانتا ہوں کہ اللہ راست کہا تو نے اور تو ہے سچا اور امانت گزار تھا ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ
مُحَمَّدٍ + مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا + اور تحقیق کہ مجھکو معلوم ہے کہ دین محمدی دنیا کے تمام دینوں سے بہتر دین ہے اب کوئی اس
فاضل مورخ (ابوالفدا) سے کہ فضیلت علم کے سوا کہتے ہیں کہ فوقیت سلطنت وحکمرانی بھی اسکو حاصل تھی پوچھے کہ تمہاری عقل کدھر گئی اور
کون فہم وفراست کو لیگیا جبکہ خود کہتے ہو کہ بعض اشعار ابوطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تصدیق رسالت کی اور اشعار بھی وہ نقل
کرتے ہو کہ انمیں فقط راستی وامانت آنحضرت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ انکے دین کو خیر ادیان جہان کہا ہے تو پھر اب انکے اسلام میں
کیا کلام باقی رہا کیا تصدیق رسالت تصدیق کل ماجاء بہ النبی نہیں جو کہ عین اسلام ہے اور کیا نظم ونثر کی تصدیق میں کوئی فرق ہوتا ہے نہیں
تو کیونکر تم ایک مرد مسلم کو جو اپنے اسلام کی اس طرح پر پکار پکار کر منادی کر رہے ہیں اور عباس جیسے جلیل القدر صحابی انکی شہادت دیتے
ہیں کافر بتا سکتے ہو اور مسلم بھی ایسے ویسے مسلم نہیں وہ مسلمان کہ خود بانی اسلام کے مربی وسرپرست باپ سے زیادہ ان پر شفیق ومہربان
جنھوں نے اپنی جان ومال زن وفرزند کنبے قبیلے کو آنحضرت کی خدمت اور حفظ وحمایت کے لئے وقف کر دیا تھا اور جبتک دم میں دم رہا اس
خدمت کو نہ چھوڑا سبحان اللہ ابوطالب تو کتب سابقہ سے آنحضرت کی نبوت کا اثبات کریں اور آپکو حضرت موسیٰ کی مثل اولوالعزم پیغمبر قرار
دیں اور اہل سنت کے نزدیک وہ ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے کبھی جنت میں جانے نہ پائیں گے یہ دشمنی علی علیہ السلام سے نہیں تو اور کیا
ہے **الحاصل** پیشتر گزرا کہ اہل بیت رسالت حضرت ابوطالب کے اسلام پر متفق ہیں اور اہل سنت بھی اسکو جانتے اور اپنی کتابوں میں
نقل کرتے ہیں چنانچہ صاحب مقصد اقصیٰ نے اپنی کتاب میں اور ابن اثیر نے جامع الاصول میں کہا ہے وَاَهْلُ الْبَیْتِ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ
اَبَا طَالِبٍ مَاتَ مُسْلِمًا کہ اہل بیت کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان فوت ہوئے پس اجماع انکا حجت ہے اور نیز گھر کا حال گھر والوں کو اچھی طرح
معلوم ہوتا ہے دوسرا ایسا نہیں جان سکتا چنانچہ اہل البیت ابصر بما فی البیت کہ گھر کے لوگ گھر کی چیزوں سے زیادہ واقف
ہوتے ہیں کہ ضرب المثل ہے۔ پس جبکہ بقول اہل سنت اہل بیت علیہم السلام اسلام ابوطالب پر متفق ہیں تو وہی ٹھیک ہے اور سنیوں کا اس سے
انکار کرنا بوجہ تخلف کرنے اور سوار نہ ہونے کشتی اہل بیت کے سمجھنا چاہیے مَنْ رَکِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا فَقَدْ غَرِقَ وَهَوٰی جو اس
کشتی میں سوار ہوا اُس نے نجات پائی جس نے اس سے تخلف کیا غرق اور ہلاک ہوا اور نیز ہم نے پیشتر کہا ہے کہ یہ حضرات جو ایسے مقدمات

میں زیادہ مبالغہ کرتے ہیں تو اس کا ایک سبب اپنے خلیفوں کی ہمدردی بھی ہے کہ کسی طرح امیر المومنین کو انپر فوقیت نہ ہونے پائے وانّٰی لھم ذٰلک
یہ بات انکو کب حاصل ہو سکتی ہے پس اس اعتبار سے انکا قول سرے سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اور ہم مکرر کہتے ہیں کہ ابوطالبؑ حدانیت خدا و
رسالت رسول اللہ پر ایمان کامل رکھتے تھے اور امین تھے وصایائے انبیا کے عبد المطلب سے انکو پہنچی تھیں انکو رسولخدا کو پہنچایا جیسا کہ احادیث شیعہ
سے ظاہر ہے **روایت** ہے کہ جبرئیل امین جانب رب العالمین سے نازل ہوئے اور کہا یا محمد اِنَّ یُقْرِءُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ
حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰی صُلْبٍ اَنْزَلَکَ وَبَطْنٍ حَمَلَکَ وَحِجْرٍ کَفَلَکَ یعنی اے محمد حقتعالی تمکو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے حرام کیا ہے آتش
جہنم کو اس پشت پر جس سے آپ جدا ہوتے اور اس رحم پر جس نے تمکو برداشت کیا اور اٹھایا اور اس کنار پر جس نے آپ کی کفالت پرورش
فرمائی پس پشت سے مراد پشت عبد اللہ ہے اور شکم سے شکم آمنہ اور کنار سے کنار ابوطالبؑ فاطمہ بنت اسد ہے **مروی** ہے کہ کسی نے
معصوم سے سوال کیا کہ رسولخدا نے جنازۂ ابوطالب پر نماز پڑھی یا نہ فرمایا نماز جنازہ اسوقت کہاں تھی کہ وہ حضرت پڑھتے مگر انکی
وفات پر اندوہ گین ہوئے اور امیر المومنین سے انکی تجہیز وتکفین کرائی اور خود جنازے پر حاضر ہوئے **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب
امالی میں روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا اپنے عم محترم ابوطالب کے پاس تشریف لائے درانحالیکہ مرغ روح انکا عالم اعلےٰ کو پرواز کر چکا
تھا اور چادر جسم مبارک پر ڈھانپ رکھی تھی۔ اور فرمایا اے چچا تم نے میری حفاظت کی جبکہ میں تیتم تھا اور حق تربیت بجالائے میری
کمسنی کے زمانے میں اور بعد بلوغ بھی میری نصرت ویاری میں کوتاہی نہ فرمائی پس اے عمو تمکو حقتعالی جزائے خیر دے بعد ازاں
امیر المومنین کو حکم دیا کہ انکو غسل دیں **اور** سید مختار بن معد موسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہ اثبات اسلام ابوطالب میں لکھی
ہے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا کو وفات ابوطالب کی خبر ہوئی تو کمال دلگیر ہوئے اور امیر المومنین کو امر کیا کہ شرائط غسل بجالائیں اسوقت
نہایت غم واندوہ کی حالت میں وہ کلمات ارشاد کئے جو اوپر گزرے آخر میں فرمایا قسم بخدا کہ میں اپنے چچا کے حق میں وہ شفاعت کروں گا جس سے
جن وانس حیران رہ جائیں گے **ابن ابی الحدید** معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں مدح حضرت ابوطالب ومدح امیر المومنین علیہ السلام میں
ایک قصیدہ لکھا ہے دو شعر اسکے یہاں پر نقل ہوتے ہیں کہتا ہے ؎ وَلَوْلَا اَبُوْ طَالِبٍ وَّابْنُهٗ + لَمَا مَثَّلَ الدِّیْنُ شَخْصًا وَّقَامَا
یعنی اگر ابوطالب اور انکے فرزند دلبند علی نہ ہوتے تو دین اسلام کبھی صورت پذیر وقائم نہیں ہو سکتا تھا ؎ فَذَاکَ بِمَکَّۃَ اٰوٰی
وَحَامٰی + وَهٰذَا بِیَثْرِبَ خَاضَ الْحِمَامَا اس نے یعنی ابوطالب نے مکہ میں اسکو پناہ دی اور حمایت کی اور اس نے یعنے امیر
المومنین نے مدینہ میں اپنی تئیں خوفناک مہلکوں میں ڈالا۔ اسی طرح دونو بزرگوں کے ساتھ ساتھ مدح کرتا چلا جاتا ہے **اب** ہم صرف
ایک حدیث اس مقام میں اور نقل کرتے ہیں اور اس بحث کو ختم کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ ایک روز امیر المومنین کوفہ کے محلہ رحبہ میں تشریف رکھتے تھے اور اصحاب گردو پیش آنحضرت کے جمع تھے کہ ایک مرد اٹھا اور عرض کی
یا امیر المومنین آپ اس شرف وبزرگی پر ہیں جو حق تعالی نے آپکو عطا کی ہے۔ حالانکہ آپ کے باپ آتش جہنم میں ہیں حضرت نے فرمایا خاموش

حمام الماء گہرا پانی جمع حمام ۱۲

رہ فضّ اللّٰہ فاک خدا تیرا موہنہ توڑے قسم بخدائے عزّوجل کہ جس نے محمد مصطفےٰ کو بحق و راستی پیغمبری پر مبعوث کیا کہ اگر میرا باپ تمام
گناہگاران روئے زمین کی شفاعت کرے تو حق تعالیٰ اُسکو قبول کرے آیا ہو سکتا ہے کہ باپ تو آتش جہنم میں معذب ہو اور بیٹا
قسمت کنندہ جنت و نار ہو بعد ازاں فرمایا کہ نُورِ ابو طالب بروزِ قیامت تمام خلقت کے انوار کو بجھا دیگا اِلّا نور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ و اماماں اولاد حسینؑ کو تحقیق کہ اُس کا نور ہمارے نور سے ہے جسکو حق تعالیٰ نے دو ہزار سال قبل از خلق آدم پیدا کیا لیکن
والدہ ماجدہ آپ کی پس فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں کہ اوّل زن ہاشمیہ ہیں کہ مرد ہاشمی کے نکاح میں آئیں
بروایت مناقب ابن شہر آشوب اول ھاشمیۃ من ھاشمیین یعنے پہلے زن ہاشمیہ ہیں کہ ہاشمی ماں اور ہاشمی باپ سے وجود میں آئیں
حدیث میں وارد ہے کہ مادر امیر المومنینؑ رسولخدا کے ساتھ معد بن عدنان تک تیئیس ۲۳ واسطوں سے قرابت رکھتی تھیں اتنی قرابتین
کیکو رسول اللہ سے نہ تھیں جس قدر کہ امیر المومنینؑ ماں کیطرف سے آنحضرت سے رکھتے تھے۔ اور نیز حدیث معتبر میں ہے کہ رسولخدا نے
فرمایا یا علیؑ چند چیزیں تمکو حاصل ہیں کہ مجھکو نہیں ایک یہ کہ تمہاری زوجہ فاطمہؑ ہے کہ میری کوئی زوجہ ایسی نہیں دوسرے تمہارے دو بیٹے
حسنؑ و حسینؑ ہیں کہ میرے کوئی صلبی بیٹا ایسا نہیں تیسرے خدیجہ جیسی بی بی تمہاری خُشدامن ہیں کہ میری ایسی خُشدامن نہیں چوتھے مجھسا
شخص تمہارا خسر ہے حالانکہ میرا خسر مجھسا کوئی نہیں۔ پانچویں تمہارا جعفرؑ سا بھائی ہے میرا کوئی نسبی بھائی ویسا نہیں چھٹے فاطمہ بنت اسد
جیسی زن ہاشمیہ مہاجرہ تمہاری ماں ہے میری ایسی ماں نہیں۔ غرض حضرت فاطمہ بنت اسد بمنزلۂ مادر رسول اللہ ہیں انہوں نے
آنحضرت کو پرورش کیا پھر اُن پر ایمان لائیں اور آپ کے ساتھ ہجرت کی اور سابقات اسلام سے ہیں بحار الانوار میں جناب فاطمہ سے روایت ہے کہ رسولخدا
حضرت عبد المطلب کی وفات کے بعد ہمارے ساتھ رہنے لگے اور مجکو ماں کہا کرتے تھے ہمارے یہاں چند درخت خرمے کے تھے جنکو تازہ
پھل آیا تھا۔ ہر روز چالیس اطفال خورد سال آنحضرت کے ساتھ درختوں میں داخل ہوتے اور جسقدر کھجوریں زمین پر پڑی پاتے اُٹھا کر کھا لیتے
بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے چھین جھپٹ لیتے میں نے کبھی آنحضرت کو نہ دیکھا کہ کسی کے ہاتھ سے دانۂ خرما لیا ہو۔ معمول تھا کہ میں یا میری کنیز
ایک مُشتِ خرما آنحضرت کے لئے چُن کر رکھ چھوڑتے تھے ایک روز بحسب اتفاق ہم دونو اس خدمت سے غافل رہے لڑکے آئے اور تمام خرمے
اُٹھا لیگئے آپ خواب راحت میں تھے بیدار ہوئے تو باغ کیطرف تشریف لیگئے کہ کوئی دانہ تناول کریں وہاں کوئی دانہ نہ دیکھا تو واپس
ہوئے میں کثرت خجالت سے مُونہہ پر آستین لیکر لیٹ گئی۔ لونڈی نے عرض کی کہ ہم آج سہواً آپکے واسطے کھجوریں نہ چُن سکے۔ لڑکے تمام لیگئے
یہ سنکر حضرت پھر باغ کی طرف متوجہ ہوئے اور درخت سے خطاب کر کے کہا کہ میں گرسنہ ہوں مجکو سیر کر قسم بخدا دیکھا میں نے کہ وہ شاخیں جن پر بڑی
بڑے گچھے کھجوروں کے لگے ہوئے تھے آنحضرت کے واسطے جھک گئیں اور آپنے جسقدر چاہا خرمے تناول کئے پھر شاخیں بلند ہو کر اپنے مقام کو
چلی گئیں میں یہ دیکھ کر حیران تھی کہ اتنے میں ابو طالب اندر آئے میں نے یہ قصہ اُنکے روبرو بیان کیا۔ انہوں نے کہا اے فاطمہ محمد پیغمبر آخر الزمان
ہے تیس سال بعد تجھ سے اسکا وصی پیدا ہوگا فاطمہ کہتی ہیں کہ جیسا ابو طالب نے کہا تھا تیس سال بعد علیؑ مجھ سے پیدا ہوتے شیخ صدوق
علیہ الرحمۃ نے کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ ایکروز امیر المومنینؑ با چشم اشکبار حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمۂ انا للّٰہ

ہجرت حضرت رسول اللہ و وفات ام علی

وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے تھے۔ حضرت نے سبب گریہ دریافت کیا تو عرض کی میری ماں فاطمہ بنت اسد نے رحمت خدا کی طرف
انتقال کیا حضرت رسولخدا یہ خبر سنکر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا حقتعالیٰ مغفرت کرے فاطمہ کی وہ میری بھی ماں تھی۔ پس دو جامے اور
ایک عمامہ اپنے ملبوس خاص سے عنایت کیا کہ انکو لیجاؤ اور فاطمہ کو انہیں کفن کرو اور عورات کو تاکید کرو کہ اچھی طرح انکو غسل دیں اور
جنازۂ فاطمہ کو نہ اُٹھانا تا وقتیکہ میں حاضر ہو کر متکفل اُن کے امور کا ہوں عبد اللہ بن عباس راوی حدیث کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر نہ گزری
تھی کہ حضرت رسولخدا تشریف لائے اسوقت جنازہ باہر لے آئے تھے حضرت کھڑے ہوئے اور چالیس تکبیروں کے ساتھ اُسپر نماز پڑھی
حالانکہ اس سے پہلے کبھی اس قدر تکبیروں سے کسی پر نماز نہ پڑھی تھی پھر بنفس نفیس قبر میں اُترے اور وہیں لیٹ گئے اسطرح پر کہ کوئی حرکت
یا صدا آپ سے اسوقت محسوس نہوتی تھی۔ بعد ازاں امیر المومنینؑ و امام حسن علیہما السلام کو امر کیا کہ داخل قبر ہوں اور میت کو اسمیں اُتاریں
جب فارغ ہوئے تو حضرت سرہانے فاطمہؑ کے تشریف لاتے اور فرمایا اے فاطمہ میں ہوں سید و بزرگ اولاد آدم کا۔ از راہ فخر نہیں کہتا جب منکر و
نکیر تم سے سؤال کریں تو کہو اللہ میرا پروردگار ہے۔ اور محمدؐ میرا پیغمبر اور اسلام میرا دین۔ اور قرآن میری کتاب اور بیٹا میرا علی بن ابی
طالب میرا امام ہے۔ بعد ازان دعا کی فاطمہ کے لئے کہ پروردگار ثابت رکھ اسکو ان عقائد حقہ پر پس قبر سے باہر آئے اور چند مشت خاک
دست مبارک سے قبر پر ڈالی اور ہاتھ کو ہاتھ پر مارا تا کہ خاک ہاتھوں کی جھڑ جائے پس فرمایا قسم ہے خدائے عزّوجل کی کہ میری جان اُس کے
قبضۂ قدرت میں ہے کہ فاطمہ نے میرے اس ہاتھ پر ہاتھ مارنیکی آواز کو بھی سُنا ہے اسوقت عمار یاسر اُٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ
آج آپنے ایسی نماز پڑھی کہ اس سے پیشتر کبھی ایسی نماز نہ پڑھی تھی۔ فرمایا اے ابو الیقظان فاطمہ اس نماز کی سزاوار تھی۔ بتحقیق کہ اس کے
ابو طالب سے بہت سی اولاد تھی۔ اور مال انکا کثیر اور ہمارا مال کمتر تھا فاطمہ مجھکو سیر کرتی اور اپنے بچوں کو گرسنہ رکھتی مجھکو کپڑا پہناتی اور انکو
برہنہ چھوڑتی مجھکو روغن ملتی اور انکو ژولیدہ مُو رہنے دیتی۔ عمار یاسر نے عرض کی آپنے چالیس تکبیریں نماز میں کہیں۔ فرمایا ہاں اے عمار
میں نے اپنے دہنے ہاتھ پر چالیس صفیں ملائکہ کی دیکھیں بعد ہر صف ایک تکبیر کہی۔ عمار نے کہا قبر میں لیٹنے کا سبب بھی ارشاد ہو فرمایا
ایک روز تنگی و فشار قبر کا مذکور تھا فاطمہ بہت خائف ہوئیں اس لئے میں قبر میں لیٹا تا کہ لحد ان پر وسیع ہو جائے عرض کی رداء خاص
میں کفن کیا اس کا کیا سبب ہے فرمایا میں نے برہنگی روز قیامت کا ذکر کیا تو فاطمہ نے کہا وا فضیحتاہ قیامت میں برہنہ محشور ہونگے
پس میں نے قاضی الحاجات سے سؤال کیا کہ اسکو پوشیدہ و مستور مبعوث کرے۔ بروایت دیگر فرمایا اے عمار ملائکہ نے ہوا کے لئے پر کھولے
اور فاطمہ کے لئے ایک دروازہ بہشت کا اس کی قبر میں کھُل گیا پس وہ راحت و ریحان و جنت نعیم میں ہے اور اسکی قبر ایک باغ ہے
باغہائے بہشت سے پھر فرمایا قسم ہے خدائے عزّوجلّ کی کہ میں قبر فاطمہ سے باہر نہیں آیا اِلّا یہ کہ دیکھا میں نے کہ دو چراغ نور کے اسکے سرہانے
اور دو پائینتی اور دو بغل میں روشن ہیں ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ میں کہتا ہے کہ فاطمہ بعد دس شخصوں کے اسلام لائیں
اور رسولخدا انکی تعظیم کرتے اور ماں کہکر انکو پکارتے تھے بوقت وفات انہوں نے آنحضرت کو اپنا وصی کیا اور آپنے اس وصایت کو
قبول و منظور فرمایا اور ان پر نماز پڑھی اور انکی قبر میں لیٹے اور اپنے پیراہن سے انکو کفن کیا۔ فاطمہ پہلی عورت ہے جس نے حضرت رسولخدا

کے ساتھ بیعت کی۔ **آثار ولادت باسعادت** شیخ سدید مفید علیہ الرحمہ کتاب روضۃ الواعظین میں نقل کرتے ہیں کہ
شب ولادت باسعادت حضرت رسالت پناہ فاطمہ بنت اسد۔ آمنہ بنت وہب کے پاس حاضر تھیں جو عجائب و غرائب کہ آمنہ
نے اُس رات مشاہدہ کئے فاطمہ نے تمام دیکھے صبح کو ابوطالب طواف خانہ کعبہ کر کے گھر میں تشریف لائے تو فاطمہ نے عرض
کی کہ رات کو اس قدر عجائبات و خوارق عادات مینے مشاہدہ کئے کہ زبان اُنکی بیان سے قاصر ہے۔ آج آمنہ کے ایک مولود مسعود
پیدا ہوا ہے جس کے وجود نے عالم کو نورانی کیا تا اینکہ ہم نے درختان ہجر (ایک شہر متعلقہ ملک یمن میں ہے) اپنی آنکھوں سے
دیکھے ابوطالب یہہ مژدہ فرحت افزا سُنکر ازبس شاد ہوئے اور کہا اے فاطمہ تمکو بھی یہہ حالت بعنایت الٰہی پیش آنیوالی ہے اب سے
تیس سال بعد تمہارے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ جہان کو اپنے نور سے روشن کریگا جو عجائبات کہ تم نے اب دیکھے ہیں اُسوقت بھی مشاہدہ
کروگی فاطمہ اس بات کو سُنکر منتظر اس سعادت کی رہتی تھیں۔ اُدھر ابوطالب کو عجائبات نظر آتے تھے اور جسقدر زمانہ ولادت باسعادت
شاہ ولایت کا نزدیک آتا تھا اسی قدر نور اُنکے چہرے کا ترقی پاتا تھا۔ جس مجلس میں بیٹھتے بباعث اس نور کے جدا اور ممتاز معلوم ہوتے
اور اسی امتیاز سے درندے وچرندے اُنحضرت پر سلام کرتے ایکدفعہ کا مذکور ہے کہ ابوطالب طائف کو جاتے تھے اثناء راہ میں ایک
شیر اُنکے مقابل ہوا مگر جسوقت آپ کو پہچانا پاس آکر مونہہ خاک پر رکھدیا اور دُم کو زمین پر کھینچے اور آثار تذلّل انکسار ظاہر کرنے لگا ابوطالب
نے سبب اس تذلّل و انکسار کا دریافت کیا تو شیر بقدرت خدا گویا ہوا کہ تم باپ ہو شیر خدا کے اور یاور و مددگار رسولخدا کے ہو کہتے ہیں
کہ اس روز سے محبت رسولخدا کی ابوطالب کے دلمیں زیادہ ہو گئی اور وہ اُنحضرتؐ کو بہت دوست رکھنے لگے **مروی** ہے کہ جب جناب
باری تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے حبیب کے حبیب اور مُعین و ناصر و وصی و برادر کو پردہ خفا سے عالم ظہور و جلا میں جلوہ دے اور چشم اہل عالم کو سرمہ دیدار
اُس جناب سے روشنائی بخشے تو صورت اسکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک روز حضرت رسولخدا رطب بہشت کہ بو اسکی بوئے مشک و عنبر سے فائق تھی
اور اشیاء دنیا سے بالکل مشابہت نہ رکھتی تھی بیٹھے تناول کر رہے تھے فاطمہ بنت اسد نے ایک دانہ اسمیں سے طلب کیا آپنے بعد لینے
اقرار شہادتین کے ایک دانہ اُنکو مرحمت فرمایا فاطمہؑ نے اس دانہ کو کھاکر ایک دانہ اور ابوطالب کے لئے مانگا حضرت نے ایک اور دانہ
انکو عطا کیا اور فرمایا کہ اُنسے بھی اقرار وحدانیت خدا اور میری رسالت کا پہلے لے لینا المختصر ابوطالب فاطمہ کے پاس آئے اور خوشبو اُس رطب
کی انکی مشام جان میں پہنچی تو انہوں نے باعث اس خوشبوئے عجیب کا دریافت کیا فاطمہ نے وہ دانہ نکالکر دکھلایا اور ابوطالبؑ کلمہ شہادتین
پڑھکر نوش جان فرمایا قدرت خدا سے وہ رطب مستحیل بہ نطفہ ہوا اور اسی شب فاطمہ بنت اسد کو حمل جناب امیرؑ ٹھیر گیا اور حسن و جمال ان کا بہ برکت
اس ماہ مُبین کے دو بالا ہو گیا پس وہ جناب شکم میں اپنی والدہ ماجدہ سے باتیں کرتے اور مونس اُنکی تنہائی کے ہوتے ایک روز فاطمہ مع جعفر
طیارؑ خانہ کعبہ کو جاتی تھیں حضرت امیر نے درون شکم سے جعفر کے ساتھ کچھ کلام کیا جعفرؑ اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر مدہوش ہو گئے فاطمہ قریب
کعبہ پہنچیں تو جتنے بت وہاں رکھے تھے سب مونہہ کے بھل گر پڑے فاطمہ نے اپنی شکم پر ہاتھ پھیر کر کہا اے فرزند گرامی تو ہنوز درمیان شکم ہے کہ
بت تجھے سجدہ کرتے ہیں جب باہر آئیگا تو نہ معلوم کہ کیا رتبہ تیرا ہوگا اور اس حال کو ابوطالب سے بیان کیا انہوں نے کہا یہ دلیل ہے اس

ابتداء تعلق نطفہ

امر کی جو طائف کی راہ میں شیر نے مجھے خبر دی تھی یہہ روایت ابن شہر آشوب کی ہے اور روضۃ الواعظین میں بروایت جابر بن عبداللہ انصاری
اس طرح پر نقل کیا ہے کہ اس زمانے میں ایک عابد مسمیٰ بمثرم بن رعیب تھا جو زہد و عبادت میں شہرۂ آفاق تھا ایک سو نوے برس اپنی عمر کے اُس نے
عبادت خدا میں بسر کئے تھے کمال اخلاص و صدق دل سے مصروف عبادت پروردگار رہتا تھا۔ اور کوئی حاجت اس مدت میں اس نے حقتعالیٰ سے طلب نہیں
کی تھی۔ ایک روز اس نے دُعا کی کہ اے پروردگار میرے اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کی میرے ساتھ ملاقات کرا حقتعالیٰ نے ابوطالب کو
اُسکے پاس بھیجا مثرم نے ابوطالب کو دیکھا تو آثار جلالت انکی جبین مُبین سے لائح تھے اُٹھ کھڑا ہوا اور انکی پیشانی کو بوسہ دیا اور اپنے روبرو انکو
بٹھایا پھر پوچھا تم کون ہو ابوطالبؑ نے کہا میں ایک مرد ہوں تہامہ سے کہا مکہ سے کہا کس شہر سے کہا کس قبیلہ سے ابوطالبؑ نے کہا قبیلہ عبد مناف و
فرزندان ہاشم سے راہب یہ سُنکر اُٹھا اور دوبارہ انکی پیشانی کو چوما اور کہا شکر ہے خدا کا کہ سوال میرا رد نہ کیا اور مجکو اپنے دوست کے ساتھ ملایا
قبل اس کے کہ میں دُنیا سے رحلت کروں پھر کہا مجکو حقتعالیٰ نے تمہارے بارے میں ایک بشارت الہام کی ہے ابوطالبؑ نے پوچھا وہ کیا بشارت
ہے مثرم نے کہا تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا ولی خدا و پیشوائے اتقیا و وصی و ناصر رسولخدا محمد مصطفےٰ کا پس جب تو اس فرزند کو پاوے
تو سلام میرا اسکو پہنچانا اور کہنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اس کا برگزیدہ و رسول اور تو اسکا وصی و خلیفہ ہے جس طرح محمدؐ پر
نبوت ختم ہوئی تم پر اور تمہارے گیارہ فرزندوں پر امامت و وصایت کا خاتمہ ہے ابوطالب یہ سُنکر اشک شادی آنکھوں میں بھر لائے اور پوچھا اے
راہب نام اُس فرزند کا کیا ہوگا۔ کہا نام اُسکا علیؑ ہوگا ابوطالبؑ نے کہا اے مثرم تیری ان باتوں کی حقیقت مجھ پر تب ظاہر ہو جبکہ کوئی دلیل روشن و
بُرہان ظاہر اس پر دکھلائے مثرم نے کہا کیا چیز تم مجھ سے چاہتے ہو تاکہ میرا صدق تم پر ظاہر ہو جائے ابوطالبؑ نے کہا میں اسوقت میوۂ بہشت
چاہتا ہوں۔ مثرم نے دُعا کی ہنوز دُعا اُس کی تمام نہوئی تھی کہ ایک طبق پُر از انگور و رطب و انار و سیب ابوطالبؑ کے پاس حاضر ہو گیا ابوطالب نے
اُس میں سے ایک انار اُٹھا لیا اور شاد شاد گھر کو واپس آئے گھر پہنچکر اُس انار کو تناول کیا حقتعالیٰ نے اس انار سے نطفہ انکی پشت میں قرار
دیا اور اسی شب کو فاطمہ بنت اسد کو حمل جناب امیرؑ ہا پس ہیبت سے اُنحضرت کی زمین حرکت میں آئی اور لرزہ اُسمیں پیدا ہوا کہ تین روز
تک اُسکو سکون نہوا اور دہشت عظیم قریش پر اس سبب سے طاری ہوئی اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اپنے بتوں کو کوہ ابوقبیس پر لیجا کر انسے
سوال کریں تاکہ یہ زلزلہ ساکن ہو پس جونہیں بتوں کو پہاڑ پر لیگئے تو زلزلہ میں اور زیادہ شدت ہوئی اور پتھر پہاڑ سے اُکھڑنے اور پہاڑ پھٹنے لگا
اور بت اوندھے گر پڑے قریش یہہ دیکھ کر حیران تھے کہ کیونکر اس بلا سے ہمکو نجات ہوگی کہ اتنے میں ابوطالبؑ وہاں آئے اور کہا اے معشر قریش
آج رات کو ایک بندہ مبارک نے رحم مادر میں قرار پکڑا ہے اگر تم اسکی اطاعت کروگے اور اسکی امامت و ولایت کی شہادت دوگے تو یہہ
زلزلہ تم سے رفع ہوگا ورنہ ایک گھر تہامہ میں تمہارا باقی نہ بچیگا قریش نے کہا اے ابوطالب جو تم کہو ہم کریں پس ابوطالبؑ نے ہاتھ طرف
آسمان کے بلند کئے اور کہا اِلٰہی وَسَیِّدِی اَسْئَلُکَ بِالْمُحَمَّدِیَّۃِ الْمَحْمُوْدَۃِ وَبِالْعَلَوِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ وَبِالْفَاطِمَۃِ الْبَیْضَاءِ اِلَّا تَفَضَّلْتَ
عَلٰی تِھَامَۃَ بِالرَّاْفَۃِ وَالرَّحْمَۃِ یعنی اے خدا اے سید و سردار میرے سوال کرتا ہوں تجھ سے بحق ملت محمد کہ پسندیدہ ہے و سُنت علیؑ کے کہ

بعض کتب میں اسکو مثرم بن غیث لکھا ہے بظاہر تصحیف معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ۔ تہامہ بکسر تا نوقانیہ ملک حجاز کا وہ حصہ کہ نجد سے اُترتا ہوا ہے ۱۲ منہ

حکایت مثرم بن رعیب

بلند مرتبہ ہے وطریقہ فاطمہ کے کہ روشن و نورانی ہو کہ البتہ اپنے فضل سے اہل تہامہ پر رحم فرمایا پس حضرت رسولخدا نے قسم یاد کی کہ اہل عرب نے ان کلمات کو لکھ لیا جب کوئی شدت انکو پیش آتی تو وہ اُن کے ساتھ دُعا کرتے تھے پس فوراً انکی دُعا قبول ہو جاتی تھی۔ حالانکہ وہ ان کلمات کی حقیقت سے خبر نہ رکھتے تھے **مُولف** کہتا ہے کہ اِس روایت سے پایا جاتا ہے کہ حمل اُس جناب کا انار بہشت سے تھا اور روایت سابقہ میں گزرا کہ وہ رطب بہشت سے بہم پہنچا تھا۔ ممکن ہے کہ انار و ثمر دونو بہر دو طریق مذکورہ بالا حضرت ابوطالب کو ہاتھ آئے ہوں اور دونو کو انعقاد حمل مبارک میں دخل ہوا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ یہ حمل میوۂ انگور سے حاصل ہوا تھا چنانچہ حضرت رسولخدا سے منقول ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں ثمری ہوں اور علیؑ عنبی یعنی انگور سے ہے اور یہہ دونو میوے لطیف ترین و پاکیزہ ترین میوہ ہائے بہشت سے ہیں اور فاطمہ تفاح یعنے سیب بہشت سے ہے چنانچہ جسوقت میں سیب جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو بوئے خوش فاطمہ کو استشمام کرتا ہوں پس اس سے سیب بہشت کی خوشبو مجکو آتی ہے **کتاب الانوار** تصنیف ابوالحسن بکری اُستاد شیخ شہید ثانیؒ میں جسکا ترجمہ مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری نے اُردو میں کیا ہے بروایت ابو مخنف لکھا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ جب زمانہ حمل کو پورا ایک مہینہ گزر گیا میں نے ایک آواز سُنی کہ ایک شخص مجھ سے کہتا ہے مبارک ہو تمکو اے فاطمہ کہ تمہارے شکم میں قرار پکڑا ہے اُس بندۂ صالح خدا نے جو عدل خدا کی ترازو تے راجح ہے اس حمل سے تمکو شرف دنیا و آخرت نصیب ہوا جب دوسرا مہینا تمام ہوا پھر کسی نے کہا مبارک ہو تمہیں اے فاطمہ حمل اس مولود کا جو زاہد و عابد و راکع و ساجد ہے تیسرے مہینے میں آواز آئی مبارک اور تہنیت ہو تمکو اے فاطمہ یہہ جوان ایسا پیدا ہوگا کہ کبھی لڑائی سے مونھہ نہ موڑے گا اور ہمیشہ کفار کو قتل کریگا۔ چوتھے مہینے میں بشارت ہوئی مبارک ہو اے فاطمہ یہہ فرزند امام انام و اسد ضرغام ہے پانچویں مہینے کی صدا تھی مبارک ہو اے فاطمہ یہہ فرزند امام المتقین و حجۃ خدا ہے عالمین پر چھٹے مہینے میں آواز آئی مبارک ہو اے فاطمہ یہہ فرزند دریائے جود و سخا و عَلَم ہدایت کا ہوگا ساتویں مہینے میں سُنا کہ یہہ فرزند نبأ عظیم یعنے کاشف امر رسالت یا بیان کرنیوالا احوال قیامت کا ہے اور معجزات و آثار کا مظہر ہوگا۔ آٹھویں مہینے میں صدا آئی مبارک ہو کہ یہہ فرزند ارجمند دن کو روزہ دار رات کو عابد شب بیدار و پدر ائمہ اطہار ہوگا نویں مہینے میں سُنا کہ مبارک ہو اے فاطمہ کہ یہ پسر امام پاک و پدر ائمہ اطہار و برگزیدہ بادشاہ جبار ہے فاطمہ کہتی ہیں کہ میں جس پتھر اور ڈھیلے اور شجر کے پاس سے گزرتی تھی ہر ایک بزبان فصیح مجھے تہنیت اور مبارکباد دیتا تھا۔ اس فضل و کرامت خدا پر جو مجھے بوجہ ہونے مادر نامدار اس فرزند کے ملی ہے۔ اور مشہور ہے کہ ایام حمل میں جناب امیر حضرت رسولخدا کے ساتھ شکم مادر سے باتیں کرتے تھے سلام کرتے آنحضرت پر اور شرائط تعظیم بجا لاتے چنانچہ جب حضرت رسولخدا دولت سرائے ابوطالب میں تشریف لاتے تو فاطمہ بنت اسد بے تحاشا اُٹھ کھڑی ہو جاتیں اس سے ابوطالب کو بہت حیرت ہوتی اور وہ کہتے کہ محمدؐ تمہاری خورد اور بمنزلہ فرزندوں کے ہیں پھر اس تعظیم کی کیا وجہ ہے فاطمہ نے کہا محمد جسوقت آتے ہیں جنین جو میرے شکم میں ہے اس قدر تڑپتا اور اضطراب کرتا ہے کہ مجکو بے اختیار اُٹھنا پڑتا ہے ایک روز ابوطالب نے کہا اے فاطمہ بھلا اگر آج رسولخدا آئیں تو اسوقت آپ کو ضبط کرنا پس ابوطالب نے ایک شانہ فاطمہ کا اور امیر حمزہ نے دوسرا شانہ پکڑا اگر جسوقت حضرت رسولخدا تشریف لائے تو وہ دونو پشت کے

بھل پیچھے کو گر پڑے اور فاطمہ سرو قد اُٹھ کھڑی ہوئیں اسوقت حضرت رسولخدا متبسم ہوئے بحدیکہ دندان مبارک مثل گوہر آبدار نمایاں ہوئے اور کہا اے چچا اگر تمام دنیا فاطمہ کو روکنے کے لئے زور کرے تو یہہ فرزند سب کے زور کو توڑ دیگا۔ ابوطالب یہ سُنکر بہت مسرور ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور نام پاک محمد پر درود بھیجا مناقب مرتضوی میں لکھا ہے کہ اسوقت حضرت رسولخدا نے فرمایا کرم اللہ وجہہ یعنے گرامی کرے حقتعالی اس کی رُو یا اس کی ذات کو اور بعض کتب سے نقل کیا ہے کہ جسوقت رسولخدا خانہ ابوطالب میں آتے تھے تو امیر المومنین شکم مادر سے اُن پر سلام کرتے تھے اور جسطرف کو وہ حضرت متوجہ ہوتے تھے جناب امیرؑ بھی رحم کے اندر اودھر ہی پھر جاتے تھے اس سبب سے رسول اللہ نے انکی نسبت یہ کلمہ کہا اور اور وجوہ بھی لکھی ہیں کہ جن سے صوفیہ لوگ بجائے رضی اللہ عنہ کے آنحضرت کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں **کیفیت ولادت آنحضرتؑ** نقل ہے کہ شب ولادت باسعادت ایک روشنی عظیم آسمان پر نمودار ہوئی اور نور ستاروں کا دوبالا ہو گیا۔ قریش اس حال کو دیکھ کر تعجب میں تھے اور جو کچھ جس کے جی میں آتا تھا اسکی نسبت رائے دیتا تھا کہ اتنے میں ابوطالب اپنی دولت سرا سے برآمد ہوئے جونہیں لوگوں نے انکو دیکھا اُس طرف دوڑے اور حقیقت اس نور و ضیا کی پوچھنے لگے ابوطالبؑ نے کہا کہ حجت خدا تمام ہوئی اَیُّهَا النَّاس تمکو بشارت ہو کہ یہہ رات اُس ولی ذوالجلال کی پیدائش کی ہے کہ حقتعالی کامل کریگا اسمیں خصائل خیر و خوبی کو اور وصایت بلا فاصلہ پیغمبران اس پر ختم ہوگی وہ ہے پیشوائے پرہیزگاران و یاری کنندہ دین رحمان و بر آورندہ شیطان نقمت منافقان و زینت عابدان و وصی پیغمبر آخرالزمان اور وہ ہے امام ہدایت و نجم فلک امامت و کلید باب علم و حکمت و ماحی کفر و شبہت جاء ایمان و یقین و دستور اسلام و دین **یزید بن قعنب** سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک روز میں اور عباس بن عبد المطلب اور کچھ لوگ بنی ہاشم و بنی عبد العزیٰ کے سامنے کعبہ کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ فاطمہ بنت اسد مسجد الحرام میں تشریف لائیں اور انکو نواں مہینا حمل جناب امیرؑ سے تھا اور درد زہ عارض ہو رہا تھا۔ پس وہ جناب خانہ کعبہ کے برابر کھڑی ہوئیں اور رو بجانب آسمان کر کے عرض کی کہ خداوندا میں ایمان لائی ہوں تجھ پر اور تیرے تمام پیغمبروں اور رسولوں پر جنکو تو نے بھیجا ہے اور تیری کتابوں پر جو تو نے نازل کی ہیں اور تصدیق کی ہے میں نے تمام اقوال و احکام اپنی جد ابراہیمؑ کی جنھوں نے اس خانۂ معظمہ کو بنا کیا ہے پس سوال کرتی ہوں تجھ سے بحق اس شخص کے جس نے اس خانۂ معظم کو بنا کیا اور بحق اس فرزند کے کہ میرے شکم میں ہے اور میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور مونس تنہائی میرا ہے اور مجکو یقین ہے کہ وہ ایک آیت و نشانی ہے تیری عظمت و جلالت کی آسان کر تو مجھ پر ولادت اسکی عباس اور یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ جب فاطمہ اس دعا سے فارغ ہوئیں تو دفعۃً دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ رخنہ دیوار سے داخل کعبہ ہو کر ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں اور دیوار کعبہ باہم مل گئی ہم نے ارادہ کیا کہ دروازۂ کعبہ کھولکر اندر جائیں ہر چند زور کیا مگر دروازہ نہ کھلا جانا کہ یہ امر جانب خدا سے ہے پس فاطمہ تین شبانہ روز خانہ کعبہ میں رہیں اور اہل مکہ بازاروں اور کوچوں میں اس قصہ کو بیان کرتے تھے اور عورات گھروں میں یہہ حکایت نقل کرتی تھیں اور سب کو تعجب تھا چوتھے روز اسی مقام سے دیوار کعبہ شق ہوئی اور فاطمہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کو گود میں لئے اس رخنہ سے باہر آئیں اور فرمایا ایہا الناس حقتعالی نے مجھے اپنی تمام مخلوقات سے

برگزیدہ کیا اور سب پر فضیلت بخشی خصوصاً زنان برگزیدہ سابقہ پر اس لئے کہ حقتعالی نے برگزیدہ کیا آسیہ زن فرعون کو اور اس نے
خانہ فرعون میں عبادتِ خدا کی کہ سزاوار عبادت نہ تھا اور برگزیدہ کیا مریم بنت عمران کو اور ولادت عیسٰے کو اس پر آسان کیا اور بیابان میں
درخت خشک سے رُطب تازہ اسکے لئے گرائے لیکن حق تعالی نے مجکو ان سب سے افضل کیا اسواسطے کہ میں تین روز اس کے خانہ محترم میں
رہی اور وہاں میرے فرزند برگزیدہ پیدا ہوا اور بہشت برین کے میوے کھائے اور جب میں نے اسکو لیکر ارادہ باہر آنیکا کیا تو ہاتف کی
آواز آئی کہ اے فاطمہ نام اس کا علی رکھہ میں علی اعلی ہوں میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور اسکو اپنی قدرت کاملہ
سے پیدا کیا اور اپنی عدالت سے بہرۂ کامل اور اپنی عزت وجلال سے حظ وافر بخشا ہے اور علوم نہانی و اسرار پنہانی سے آگاہ
کیا ہے اور اپنے خانہ معظم میں اسکو پیدا کیا ہے وہ سب سے پہلے سطح خانہ کعبہ پر اذان دیگا اور وہاں کے بتوں کو توڑ کر پھینکدیگا اور
مجکو عظمت وجلالت کی ساتھہ یاد کریگا اور امام و پیشوائے اُمت ہوگا بعد میرے پیغمبر برگزیدہ کے پس محمد رسول میرا ہے اور یہ وصی
اس کا پس خوشا حال اس کا جو اسکو دوست رکھے اور اسکی یاری کرے اور بُرا حال اُس کا جو اسکا حکم نہ مانے اور اسکی نُصرت سے روگردانی
کرے **نظم** چو خواست مادرش از بہر زادنش جائے ٭ درون خانۂ خویشش بداد جا جبار ٭ زبہر مدخل آن پیشوائے خیل زنان
شگافت حضرتِ جبار خانہ را دیوار ٭ پس آن مُطہرہ با احترام داخل شد ٭ در آن مکان مقدس بزاد مریم وار ٭ برون چو خواست
کہ آید پس از چہارم روز ٭ ندا شنید کہ نامش بر و علی بگزار ٭ فدائے نام چنین زادۂ بود جانم ٭ چنین امام گزینید یا اولی الابصار ٭
امام ہمام زین العابدین علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک روز فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتی تھیں حالانکہ وہ
حضرت امیرؑ سے حاملہ تھیں کہ ناگاہ اثنائے طواف میں ان کو دروزہ پیدا ہوا پس دیوار کعبہ بقدرت خدا شق ہوئی اور فاطمہ داخل کعبہ ہوئیں
اور امیر المومنینؑ اس مکان پاک و پاکیزہ میں پیدا ہوئے شاعر عرب کہتا ہے ع وَلَدَتْهُ فِي حَرَمِ الْمُعَظَّمِ اُمُّهُ ٭ طَابَتْ وَ
طَابَ وَلِيدُهَا وَالْمَوْلَدُ ٭ یعنی جنا انکو اُن کی ماں نے حرم محترم میں پس پاک و پاکیزہ ہے وہ ماں اور پاک ہے اس کا بیٹا اور پاک ہی
جائے ولادت **قطعہ** گوہر چو پاک بود و صدف نیز پاک بود ٭ آمد میانہ حرم کعبہ در وجود ٭ کعبش زفیض کعبہ صفا داشت لاجرم ٭
بر دوش سید دو جہاں جلوہ مینمود ٭ **رباعی** بسوئے کعبہ رود شیخ و من براہ نجف ٭ برب کعبہ کہ اینجا مرا است حق بطرف تفاوتے
کہ میان من است و او انیست ٭ کہ من بسوئے گہر رفتم و او بسوئے صدف ٭ فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ جب میں کعبہ میں داخل ہوئی
تو ایک ساعت سنگ سُرخ و نرم پر جو درمیان کعبہ کے ہے بیٹھی تھی کہ فرزند علی بن ابی طالب مجھ سے پیدا ہوئے بوقت وضع حمل کسی طرح کا
درد و الم جو عورتوں کو جننے کے وقت ہوتا ہے مجکو محسوس نہوا جو ہیں پیدا ہوئے سجدۂ خالق کے لئے جھک گئے پھر سر آسمان کیطرف
بلند کیا گویا تضرع وزاری بدرگاہ جناب باری کرتے ہیں اس وقت شکل و شباہت و تیور و انداز میرے فرزند کے بالکل تیور و انداز حضرت
رسولخدا کے سے تھے پس میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ بیٹھنے والو اٹھو اور تعظیم کرو اس ولی خدا کی اور اُس کے اعزاز و کرامت
کے لئے کھڑے ہو جاؤ میں اس آواز کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں پانچ عورتیں خوبصورت زیبا منظر مجکو دکھائی دیں کہ گویا پانچ

آمدن زنان بہشتی نزد ولادت امیر المومنین

بدر منیر ہیں وہ عورات میرے پاس آئیں اور میرا نام لیکر بولیں السلام علیک یا فاطمہ بنت اسد اور میرے روبرو بیٹھ گئیں میرا فرزند سوقت
کلمہ شریفہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا تھا پس پہلے اسکو حوا ام البشر نے اپنی گود
میں اُٹھایا اور مونہہ چومنے اور خوشبوئے بدن کو اُس کی سونگھنے لگیں میرا فرزند انکو دیکھ کر مسکرایا اور کہا السلام علیک یا اماہ سلام ہو میرا
تم پر اے مادر گرامی حضرت حوا نے جواب سلام دیا جب میں نے یہ سُنا تو کہا اے فرزند کیا میں تمہاری ماں نہیں ہوں انہوں نے کہا بیشک آپ
میری مادر عالیقدر ہیں لیکن میں اور آپ جملہ خلائق بشری صُلب آدم و شکم حوا سے پیدا ہوتے ہیں لہذا آدم سب کے باپ اور حوا اُن کی ماں
ہیں اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّآءُ پس دوسری بی بی نے جن کے ہاتھ میں غالیہ دان نقرہ تھا انکو اٹھایا اور بوسے لیکر سینہ سے لگایا
انہوں نے بھی اس بی بی کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا سلام ہو تم پر اے بہن اور رحمت خدا ہو انہوں نے جواب سلام دیا میں نے
کہا اے فرزند یہ کون معظمہ ہیں۔ کہا یہ مریم بنت عمران میری بہن ہیں اور یہ خوشبودان انکے پاس پُر از خوشبو ہائے بہشت ہے پس
حضرت مریم نے اپنی خوشبودان سے خوشبو نکالی اور انکو معطر کیا بعد ازاں ان کے ہاتھ سے تیسری بی بی نے لیا اور بدستور چھاتی سے
لگایا اور بوسہ لیتی اور خوشبو جسم نازنین کی سونگھتی تھیں پس ایک پارچہ حریر بہشت میں جو اُنکے پاس تھا انکو لپیٹا۔ پھر چوتھی بی بی نے لیا
اور پیار کیا حضرت علی نے انکی طرف دیکھا اور ہنسے بحدیکہ گویا چمک دانتوں کی مشرق و مغرب تک پہنچی بعد ازاں پانچویں بی بی نے لیا
اور اپنے سینہ سے لپٹایا میرے فرزند نے اُنکی طرف دیکھ کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اے اُم النبیینؑ و اے دایۂ اطفال مومنین انہوں نے کہا
وَعَلَيْكَ السَّلَام اے امیر المومنینؑ و وصی خاتم النبیینؐ اس کے بعد سب بیبیاں میرے فرزند کے پاس آئیں اور انکی ناف کو دیکھا تو بُریدہ و
درست پایا اسوقت میں نے کہا اگر اسوقت میرے فرزند کے ختنہ ہو جاتیں تو بہتر تھا کیونکہ دستور عرب تھا کہ بروز ولادت بچوں کے
ختنہ کرا دیتے تھے یہ سُنکر اُن بیبیوں نے کہا اے فاطمہ یہ فرزند مختون و مُزکی پیدا ہوا ہے اور صدمہ آہن اسکو نہ پہنچیگا الا ہاتھ سے ایک مرد
کے کہ خدا و رسول و ملائکہ آسمان و کوہ و دریا اسکو دشمن رکھتے ہیں اور لعنت کرتے ہیں اور جہنم اس کا مشتاق ہے فاطمہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا
کہ وہ مرد کون ہے کہ میرے لخت جگر کو بضرب شمشیر قتل کریگا اُن معظمات نے کہا کہ نام اس ملعون کا عبد الرحمن بن ملجم مرادی ہے جو
محراب عبادت میں درمیان مسجد کوفہ کے چالیس سال بعد ہجرت پیغمبرؐ کے اسکو شہید کریگا فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ کہکر وہ عورات جہاں سے آئی تھیں چلی
گئیں میں انکو دلمیں افسوس کرنے لگی کہ سوائے حوا و مریمؑ کے باقی تین بیبیوں کا حال مجکو نہ معلوم ہوا میرے فرزند نے بالہام ربانی اس کو
دریافت کرکے کہا اے مادر مہربان پہلی بی بی جس نے مجھے گود میں لیا حضرت حوا تھیں دوسری جن کے پاس چاندی کا خوشبودان
تھا مریم بنت عمران۔ تیسری مادر موسی چوتھی آسیہ بنت مزاحم زن فرعون پانچویں سارہ زوجہ ابراہیم خلیل الرحمن مجلسی علیہ الرحمہ بعد نقل
روایت فرماتے ہیں کہ یہ بات کہ حرارت آہن آنحضرت کو نہ پہنچے گی الا ہاتھ سے ابن ملجم کے ظاہرا مخالف ان اخبار کی ہے جن سے حضرت
امیرؑ کا بموقعہ جہاد ضربت شمشیر وغیرہ کھانا نکلتا ہے مثلاً جنگ خندق میں ضربت عمر بن عبدود سر مبارک میں پہنچی۔ پس ہو سکتا ہے کہ مراد
اس مقام پر یہ ہو کہ کوئی ضرب شمشیر وغیرہ بلا اختیار و رضائے آنحضرت کے انکو نہ پہنچے گی الا ہاتھ سے ابن ملجم ملعون کے کیونکہ ان

آمدن انبیاء اولو العزم نزد ولادت امیر المومنین

ضربات کو وہ حضرت برائے رضاء خدا باختیار خود اپنے اوپر لیتے تھے اور اپنی خواہش سے اپنے تئیں انکی معرض میں لاتے تھے۔ اور محتمل ہے کہ ان جراحات سے کوئی الم آنحضرتؐ کو نہ پہنچتا ہو پھر فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ ان بیبیوں کے چلے جانیکے بعد میں اسی سنگ سرخ پر بیٹھی تھی کہ ناگاہ پانچ مرد باحسن و جمال و ہیبت و جلال میرے پاس داخل ہوئے اول انمیں آدمؑ تھے دوم نوحؑ سوم ابراہیم خلیل چہارم موسیٰؑ پنجم عیسیٰ علیہ السلام انہوں نے آنکر میرے فرزند کو میرے آگے سے اٹھا لیا اور باری باری ایک ایک انکو لیتا اور چومتا اور باتین کرتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سبکے سب جدھر سے آئے تھے اسی طرف چلے گئے اور مجکو معلوم نہوا کہ کہاں سے آئے تھے اور کدھر کو گئے ہیں اس اثنا میں آواز ملائکہ کے پروں کی میرے کان میں آئی اور ایک ابر سفید اوپر سے نیچے کو اترتا ہوا دکھائی دیا وہ ابر میرے فرزند کو لیکر آسمان کی طرف چلا گیا میں نے سنا کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ پھراؤ علیؑ بن ابی طالب کو تمام مشارق و مغارب زمین مین اور سیر کراؤ اسکو صحرا و دریا اور پہاڑ اور ہموار زمین کی اور احکام و شرائع انبیاء مرسلین و اخلاق اوصیاء و صدیقین کو اس خاتم الاوصیا پر عرض کرو اور جو افعال و امور کہ انکے بھائی سردار اولین و آخرین کے ساتھ کئے تھے سوا خصوصیات نبوت کے تمام انکے ساتھ بجالاؤ اور جملہ انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین کے سامنے ان کو لیجاؤ کہ سب انکی زیارت سے مشرف ہون۔ فاطمہؑ کہتی ہیں کہ اسوقت میرا فرزند میری نظروں سے غائب ہو گیا اور بعد ایک لمحہ کے پھر میرے سامنے آگیا میں اسکی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک اور پارہ ابر نمودار ہوا اور مثل سابق پھر میرے فرزند کو لیکر اوڑا اور پھر ایک آواز آئی کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ پھرالاؤ علی بن ابی طالب کو جملہ مخلوقات خدا میں اور دیدو انکو علم و حلم و ورع و زہد و تقویٰ و شجاعت و سخاوت و صیانت از خطا و تواضع و وفا و ہیبت و مروت و کرم و مودت و دیانت و قناعت و فصاحت و بلاغت و عفاف و انصاف وغیرہ عادات و اخلاق انبیاء کرام و اوصیاء ذوی الاحترام تحقیق کہ علیؑ قاتل کفار و مرتضیٰ و پسندیدہ خداوند جبار ہین بعد اپنے بھائی رسولخدا کے امامت خلائق پر مبعوث ہونگے اور بہترین خلائق ہیں بعد آنحضرتؐ کے خود امام عادل ہیں اور پدر عالیمقدار اور جد نامدار ہیں گیارہ اماموں کے فاطمہؑ کہتی ہیں کہ میں بار دیگر اپنے فرزند کے غائب ہونے سے حیران تھی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک ساعت کے بعد پھر میرا نور چشم میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے غرض تین شبانہ روز مین کعبہ مین رہی میوہ ہائے بہشت کھایا کرتی تھی تیسرے روز میرے فرزند نے کہا اے مادر گرامی آج کی رات گزر جانے دیجئے صبح کو جس دیوار سے آپ داخل ہوئی تھین وہی کھل جائیگی اور آپ کو باہر جانیکا راستہ ملیگا۔ یہان کا یہہ حال تھا اور شہر میں ابوطالب ہمارے لئے دعائیں مانگ رہے تھے اور جناب رسولخدا مصروف قیام و قعود و رکوع و سجود تھے اور کہتے تھے خداوندا میرے تنگی دل کو دور کر اور سرور و خوش حالی سے مجکو معمور فرما۔ کہ اپنے ابن عم اور اسکی مادر محترم کو کہ بمنزلہ میری مان کے ہے بخیر و عافیت پاؤں۔ پس جبرئیل حضرت رسولخدا پر نازل ہوئے اور خوشخبری میرے فرزند کی صحیح و سالم پیدا ہونے کی آنحضرتؐ کو پہنچائی اور بشارت دی کہ وہ دونو عنقریب خانہ کعبہ سے نکلکر تمہارے پاس آتے ہیں اور **مناقب مرتضوی** مین لکھا ہے کہ جب فاطمہؑ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ داخل کعبہ ہوئین تو انکو ایک پردہ نظر آیا اس پردہ کے پیچھے چلی گئین اور وہان ذات فرخندہ صفات حضرت امیرؑ نہانخانہ تقدیر سے عالم

ظہور و شہود مین جلوہ گر ہوئے۔ اسوقت ایک مرغ سفید بال سقف خانہ سے اترا اور اپنی منقار سے سینۂ معارف گنجینۂ آنحضرتؐ پر اسم مبارک علیؑ اس نے منقوش کیا حالانکہ اس سے پیشتر علیؑ کسی کا نام عالم مین نہ تھا۔ نیز مناقب میں ہے کہ معمول تھا کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ابوجہل بتوں کی پاؤں کی خاک لیکر اس کے آنکھوں مین لگاتا جب خبر ولادت شاہ ولایت اس پیشوائے اہل غوایت نے سنی تو آیا اور خاک پائے بتان لیکر چاہا کہ آپ کی آنکھوں مین ڈالے ہر چند چاہا مگر حضرت امیرؑ نے اپنی آنکھین نہ کھولیں پس ابوجہل نے اپنی انگلیاں چشم وحدت بین اُس جناب پر رکھین اور بزور دست انکو کھولنا چاہا حضرتؑ نے بقوت ید اللٰہی ایک طمانچہ اس گمراہ کے موہنہ پر مارا کہ اس کے صدمہ سے پشت کے بھل گر پڑا اور گردن اس کی کج ہو گئی کہ یہ کجی آخر عمر تک اُس کی گردن مین نمایان تھی۔ اور امیر المومنینؑ بدستور آنکھین بند کئے تھے والدۂ امیرؑ نے جو یہہ دیکھا تو بہت پریشان ہوئین کہ مبادا میرا فرزند نابینا ہو۔ اسوقت الہام ملک علام حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا کہ تمہارا ابن عم و وصی و برادر پیدا ہو لیا ہے جلد اس طرف متوجہ ہو پس حضرت رسولخدا مع جملہ احباب وہان تشریف فرما ہوئے اور حضرت امیر کو اٹھا کر باحترام تمام اپنی گود مین بٹھایا۔ بوئے گیسوئے مشکبار احمد مختار مشام حیدر کرار مین پہنچی تو جمال جہان آرا کے دیکھنے کو آنکھین کھول دین اور شرائط تحیت و تسلیم بجالائے اور اپنی آنکھون کو دیدار فیض آثار آنحضرتؐ سے روشنائی بخشی ؎ بجز رسول بروئے کسے نظر نہ کشاد ۔ بہ کہ از اول نظرے داشتہ بمنظر او ۔ نیز مناقب ابن شہر آشوب مین ہے کہ تین روز آپنے آنکھین بند رکھین تیسرے دن جب حضرت رسولخدا تشریف لائے اسوقت کھولین اور آنحضرت کے روئے انور پر نظر کی حضرت رسولخدا نے فرمایا خصنی بالنظر وخصصتہ بالعلم اس نے مجھکو نظر کرنے اور دیکھنے کے لئے خاص کیا مین اسکو علم و حکمت سے مخصوص کرونگا **بالجملہ** حضرت ابوطالب کہتے ہین کہ جب مین نے اپنے فرزند کو اور اس نے مجھکو دیکھا تو کہنے لگا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام ہو تم پر میرا اور رحمت خدا و برکات خدا اے پدر بزرگوار پس مین نے اپنے فرزند کی بوسے لئے اور خوشبوئے بدن نازنین کی سونگھی اور آغوش میں لیا اور سینہ سے لگایا اور حمد و ثنائے الٰہی و درود حضرت رسالت پناہی بجا لایا پھر حضرت رسولخدا نے انکو اپنی گود مین لیا جناب امیرؑ روئے انور جناب ختمی مآب دیکھ کر ہنسے اور بکمال بشاشت کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور زبان معجز بیان سے تلاوت سورۂ مومنون کی شروع کی جب کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ تو حضرت رسولخدا نے فرمایا بتحقیق کہ رستگاری پائی مومنین نے تیرے سبب سے اور جب اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوَارِثُوْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ہُمْ فِیْہَا خَالِدُوْنَ پر پہنچے تو فرمایا بخدا تو امیر اور بادشاہ انکا ہے تو ہی انکو علم و حکمت سکھائیگا اور راہ نمائی انکی کریگا تجھ سے ہی ہدایت پائیں گے پھر فاطمہؑ سے فرمایا کہ جاؤ اس فرزند کے عم بزرگوار حمزہ کو اس کے ولادت کی خوشخبری دو تمہارے پیچھے میں اسکو سیراب کرونگا جب فاطمہؑ گئین تو آپنے زبان معجز نشان اپنی جناب امیرؑ کے دہن اقدس مین دی پس زبان مبارک سے بارہ چشمے شیر کے جاری ہوئے کہ وہ جلد خوب سیر ہو گئے فاطمہؑ پھر کر آئین تو دیکھا کہ ایک نور روئے منور جناب امیرؑ سے جانب آسمان ساطع ہے کہ روشنی اس کی آسمان تک پہنچی ہے پس بعد فاطمہؑ نے مثل دیگر اطفال کے جناب امیرؑ کو ایک پارچہ میں لپیٹا مگر انہوں نے اسکو پھاڑ ڈالا پھر ایک اور پارچہ میں لپیٹا اسکو

بھی پھاڑ دیا آخر دو پھر تین پارچون میں لپیٹا مگر اس معجز نما نے انکو بھی پھاڑ پھینکا اور قدرت خدا سے گویا ہوئے کہ اے والدہ ماجدہ میرے ہاتھون کو نہ باندھو میں چاہتا ہوں کہ انکو دعا کے لئے درگاہ جناب کبریا میں بلند کروں بروایتے فرمایا کہ مجھکو ان ہاتھوں سے ضرورت مصافحہ کرنے کی ملائکہ کرام کے ساتھ ہوتی ہے جب کپڑے کے اندر انکو بستہ پاتا ہون تو شرمندہ ہوتا ہون ناچار کپڑے کو پھاڑ ڈالنا پڑتا ہے ابوطالب یہہ حالات دیکھ کر مسرور ہوئے اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ایسا فرزند مجھکو عطا فرمایا اب موت مجھے سہل و آسان ہے جسوقت چاہے پیمانہ عمر لبریز ہو جائے **راوی** کہتا ہے کہ اگلے روز پھر حضرت رسولخدا خانۂ ابوطالب مین تشریف لائے علی بن ابی طالبؑ نے جو ہین آپ کو دیکھا تو ہمک ہمک کر ہاتھ پاؤں مارنے اور ہنسنے لگے تا کہ حضرت رسولخدا انکو اپنی گود مین لے لین اور کل کی طرح آج بھی زبان مبارک کیمر مونھہ مین دین پس حضرت نے انکو اٹھا لیا اور فرمایا الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے تمکو میری نصرت اور امداد کے لئے پیدا کیا اتم قلعہائے کفر کو اپنی طاقت سے گراؤ گے اور ارباب نفاق و عداوت کو ذلیل و خوار کرو گے پھر اپنی زبان مبارک اُنکے مونھہ میں دی کہ وہ حضرت سیر ہو گئے۔ نقل ہے کہ علیؑ بن ابی طالب رسول اللہ کو پہچانکر اشارے کرتے اور ہنستے تھے تو فاطمہؑ بنت اسد اس پر متعجب ہوتیں ابوطالب نے انسے کہا اسمیں تعجب کی کون سی بات ہے اس فرزند نے تو اپنے بھائی اور اپنے پیغمبر کو اُس وقت پہچان لیا تھا کہ جب تمہارے شکم مین تھے اور ہنوز متولد ہوئے تھے اب تو انکو آنکھون سے دیکھتے ہیں اب پہچانا تو کونسی تعجب کی بات ہے فاطمہؑ نے کہا سچ کہتے ہو اے ابوطالب اسمیں کچھ تعجب کرنا چاہئے **تیسرے** روز ابوطالبؑ نے ایک ولیمہ عظیم الشان کی تیاری کی یعنی تمام اہل مکہ و نواح مکہ کی اس خوشی میں دعوت فرمائی کہتے ہین کہ تین سو شتر ایک ہزار گائے ایک ہزار بکری اُنھوں نے اس کھانے کے لئے ذبح کی تھین مکانات فروش مکلف دیبا و حریر سے آراستہ و جملہ لوازم اعزاز و اکرام مہمانان عمدہ طور سے مہیا کئے گئے تھے عام طور سے منادی ہو گئی تھی کہ جو شخص اس متبرک طعام کے کھانے کا ارادہ کرے اوّل چاہئے کہ سات بار گرد خانۂ کعبہ طواف بجا لائے پھر دستر خوان پر آکر نعمتہائے اقسام و الوان کو نوش جان کرے جب مہمان طعام کھا کر رخصت ہوتے تو ابوطالب انسے کہتے تھے برادران عرب بکمال لطف و عنایت پروردگار ہے کہ اُس نے اپنے ولی و حجۃ امام المتقین کو تمہارے درمیان ظاہر کیا اب زمانہ نزول برکات کا نزدیک آتا جاتا ہے جلد تمہارے شبہات و جہالات دور ہو نگے۔ کھانا اس کثرت سے تھا کہ تمام اہل مکہ و نواح مکہ کھا کر سیر ہو گئے اور ہنوز بہت کچھ اس سے باقی تھا۔ پس ابوطالبؑ نے حکم دیا کہ صحرا میں لیجا کر وحوش و طیور کو کھلائیں تا کہ کوئی ذی روح آج اس تبرک سے محروم نہ رہے **بعد ازان** ابوطالبؑ نے ارادہ سفر کا کیا اور وہ مثرم عابد کی ملاقات کے لئے کوہ لکام کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اسکو مژدہ اس مولود کثیر السعادت کا پہنچاوین جب اس پہاڑ پر پہنچے اور غار مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ مثرم ایک چادر میں لپٹا رو بقبلہ مرا پڑا ہے اور دو مار ایک سفید ایک سیاہ اُس کی حفاظت کے لئے اس کے پاس بیٹھے ہیں جو ہین سانپوں نے ابوطالب کو آتے دیکھا تو غار میں چھپ گئے ابوطالب مثرم کے پاس گئے اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ پس خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مثرم کو زندہ کیا وہ اٹھا اور اپنا ہاتھ مونھہ پر پھیر کر کہنے لگا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ

لا شریک لہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ و ان علیاً ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ ابوطالب نے کہا بشارت ہو تجھکو اے مثرم کہ علیؑ پیدا ہو گئے مثرم نے سنتے ہی اس مژدہ جانفزا سے خوش ہو کر علامات و عجائبات ولادت دریافت کئے ابوطالبؑ نے تمام سرگذشت از سرتا پا کہہ سنائی اور کہا اے مثرم مجھکو اُس مولود مسعود ہی نے امر کیا ہے کہ تیرے پاس آؤں اور تجھکو بشارت اُس کے تولد کی دوں مثرم یہ کیفیت سُنکر سجدے مین گیا اور شکر حق سبحانہ تعالیٰ بجا لایا پھر رو بقبلہ لیٹ گیا اور ابوطالب سے کہا کہ میرے جسم پر چادر اوڑھا دو جسوقت ابوطالبؑ نے اس پر چادر ڈالی وہ عالم باقی کو رحلت کر گیا تین روز ابوطالبؑ وہان ٹھیرے ہر چند مثرم کو آوازیں دین مگر کوئی جواب نہ سنا پس وہ دونو سانپ باہر نکلے۔ اور سلام کیا ابوطالب پر اور انسے کہا کہ تم جاؤ اور ولی خدا کے ساتھ ملحق ہو تا کہ انکی حفاظت کرو ابوطالبؑ نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم اسکے اعمال شائستہ ہیں کہ قیامت تک اسکی محافظت کرین گے اور بروز قیامت ایک آگے اور ایک پیچھے ہو کر اس کو بہشت برین میں لیجائین گے پس ابوطالب مکہ کو پھرے **جابر** بن عبد اللہ انصاری راوی حدیث نے یہ باتین حضرت رسالت پناہ سے سُنی تو کہا اللہ اکبر لوگ کہتے ہین ابوطالبؑ کافر مرے حضرت رسولخدا نے فرمایا اے جابر شب معراج کو جبکہ مین زیر عرش پہنچا تو مین نے چار نور دیکھے پوچھا الٰہی یہہ نور کیسے ہین ندا آئی اے محمدؐ ایک نور انمین عبد المطلب تیرے جد کا ہے دوسرا ابوطالبؑ تیرے چچا کا تیسرا عبد اللہ تیرے باپ کا چوتھا طالبؑ بروایتے جعفر بن ابی طالب تیرے بھائی کا بیٹے کہا ای پروردگار میرے انہون نے کس سبب سے یہہ درجہ پایا ارشاد جناب باری ہوا کہ وہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنی قوم کی ایذا و آزار پر صبر کرتے تھے یہانتک کہ دنیا سے رحلت کی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ولادت باسعادت امیر المومنینؑ علی ابیطالب بروز جمعہ تیرھوین ماہ رجب تیس سال بعد واقعہ فیل کے خانۂ کعبہ کے اندر واقع ہوئی حالانکہ کوئی مولود اس سے پہلے اور اس کے بعد کعبہ کے اندر پیدا نہیں ہوا اور یہ قول مشہور درمیان خاصہ و عامہ کے ہے ہر چند بعض روایات سے روز یکشنبہ ساتوین اور بعض سے تیئسوین شعبان بھی معلوم ہوتی ہے اور سن شریف جناب رسالت مآبؐ کا اسوقت تیس سال کا تھا اور بادشاہ عجم ملک شہریار بن پرویز بن یزدجرد تھا۔ حضرت رسولخدا نے زبان مبارک اپنی ان کے مونھہ مین دی کھولا اور تحنیک کیا اور گوش راست مین اذان کہی اور گوش چپ میں اقامت کہی۔ کہ یہہ سنت ہی تمام بچون کے لئے وہ حضرت مع اپنے بھائیوں کے اوّل ہاشمی ہین کہ ہاشمی مان اور باپ سے پیدا ہوئے لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ دس سال چھوٹے تھے جعفر بن ابی طالب اپنے بھائی سے اور جعفر دس سال چھوٹے عقیل بن ابی طالب سے تھا اور عقیل دس سال چھوٹے طالب سے واللّٰہ اعلم بالصواب

چندے از اسماء و کنیتہا و القاب حضرت امیر المومنین علیہ السلام

اسماء گرامی آپکے بہت ہیں حتی کہ منقول ہے کہ حقتعالیٰ کے ایک ہزار ایک نام ہیں اور حضرت رسولخدا کے ایک ہزار نام اور جناب امیر علیہ السلام کے نوسو ننانوے نام اور صاحب کتاب الوار نے وارد کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے تین سو نام فقط کتب آسمانی مین مذکور ہوئے ہین۔ لیکن یہان بر قلیل انسے حسب حیثیت اس رسالہ کے نقل ہوتے ہیں از انجملہ ایک نام آپکا **علیؑ** ہے قبل اس کے کہ آپکا نام علیؑ رکھا جاوے کوئی مولود اس نام سے موسوم ہوا تھا۔ الا گاہے بر سبیل وصف مقام مدح میں اس لفظ کا استعمال کرتے تھے مثلاً کہتے تھے هٰذا ولدی علیٌّ یہ فرزند میرا بلند مرتبہ ہے جب سے اس جناب کا یہ نام مقرر ہوا اوروں نے بھی اپنی اولاد کو

اس نام سے موسوم کرنا شروع کیا واضح رہے کہ اول جس نے آنحضرت کو اس نام نامی کے ساتھ مسمی کیا وہ جناب باری عز اسمہ ہے
چنانچہ پیشتر گذرا کہ ہنوز آنجناب کعبہ سے باہر نہیں آئے تھے کہ اس نام سے موسوم ہوگئے تھے اور کشف الغمہ میں ہے۔ کہ جب امیر
المومنین پیدا ہوتے تو ابو طالب نے انکو اپنی گود میں اٹھایا اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر ابطح[1] کی طرف آئے اور آواز دی کہ
اے پروردگار سفیدی و سیاہی اس فرزند کا نام مجھ پر روشن فرما اسوقت ایک پارۂ ابر بروئے زمین نمودار ہوا اور اس نے ان سب کو
گھیر لیا پس از ساعتے جب ابر فرو ہوا تو ابو طالب کو ایک تختی اس جگہ سے ملی جس پر یہہ شعر تحریر تھے ؎ خصصتما بالولد الزکی
والطاہر المنتجب الرضی ✤ وان اسمہ القاہر علی ✤ علی اشتق من العلی ✤ یعنی مخصوص کئے گئے تم دونوں اے ابو طالب
فاطمہ بنت اسد ساتھ فرزند پاک و پاکیزہ کے کہ طاہر و برگزیدہ و پسندیدہ ہے بتحقیق کہ اس کا نام برتر علی ہے اور علی مشتق ہے اور نکلا
ہے علی اعلے سے۔ پس ابو طالب نے اس تختی کو اٹھا لیا اور لاکر خانۂ کعبہ میں لٹکا دی چنانچہ وہ اسیطرح پر آویزان تھی حتے کہ ہشام بن عبد الملک
مروانی نے اپنی عہد سلطنت میں اسکو اتارا اسوقت وہ لوح ناپدید ہوگئی اور مودۃ القربی میں ہے کہ وہ تختی زمرد سبز کی تھی آسمان سے
لٹکتی ہوئی معلوم ہوئی تو ابو طالب نے اسکو اپنے دونو ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس سے بہت خوش ہوتے اور دس اونٹ نحر کرکے ولیمہ کیا
پس وہ تختی بیت الحرام میں لٹکتی رہتی تھی اور بنی ہاشم اس پر فخر کیا کرتے تھے تا اینکہ عبد الملک ابن مروان نے عبد اللہ بن زبیر سے لڑکر اسکو
اتروا لیا اور کشف الغمہ میں ہے۔ کہ شب معراج حضرت رسولخدا سے ارشاد جناب باری ہوا کہ اے محمد علی کو میری طرف سے سلام کہہ اور کہہ
کہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں اور اسی دوستی کی وجہ سے میں نے اسکے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے فانا العلی العظیم وھو علی وانا
محمود وانت محمد پس میں علی عظیم ہوں اور وہ علی ہے اور میں محمود ہوں اور تو اے پیغمبر محمد ہے۔ اور علما شیعہ نے وجہہ میں اس تسمیہ کے
چند اقوال ذکر کئے ہیں بعض نے کہا ہے کہ معرکۂ جنگ میں جو شخص آپکے مقابل ہوتا تھا آپ اسپر غالب آتے تھے اس سبب سے آپکا نام علی ہوا اور بعضوں نے
کہا ہے کہ چونکہ بہشت میں کسی نبی اور وصی نبی کا گھر آپکے گھر سے بلند نہیں ہے اس باعث سے آپکا نام علی رکھا گیا۔ اور بعضوں نے یہ وجہ بیان کی
ہے کہ از بسکہ آپنے دوش مبارک رسول اللہ پر سوار ہو کر بام کعبہ سے بتوں کو گرایا بدین سبب یہ نام نامی پایا اور بعض کے نزدیک چونکہ عقد آپکا
جناب سیدہ سے عالم بالا و ملاء اعلی میں ہوا اس سبب سے اس نام سے مسمی ہوئے اور بعضوں نے اسکی وجہہ یہہ بیان کی ہے کہ بعد رسول مختار
اس جناب کا مرتبہ سب سے عالی و بلند ہے بایں وجہہ آپکا نام علی ہوا اور ایک نام آپکا حیدر ہے چنانچہ بروز فتح خیبر جبکہ مرحب یہودی آنحضرت
کے مقابل ہوا تو آپنے فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدرہ یعنی میں ہوں وہ جسکا نام اسکی ماں نے حیدر رکھا ہے لفظ حیدر کے معنی
شیر و ندہ کے ہیں چونکہ آپ بھی جرأت و شجاعت میں مثل شیر دلاور کے تھے اس سبب سے آپکا نام حیدر ہوا جابر جعفی کہ رُوات حدیث امام
محمد باقر سے ہے کہتا ہے کہ حیدر کے معنی حازم و ضابط و اختیار کنندہ اشیا نیک و بد و نظر کنندہ باریکی امور کے ہیں چونکہ وہ حضرت ان اوصاف
سے متصف تھے اس لئے یہ نام ہوا۔ اور ایک نام آپکا اسد اللہ ہے کہ مخالف و موالف نے آپ کو اس نام سے موسوم کیا ہے ملا جامی
سبحہ میں کہتا ہے ؎ شیر خدا شاہ ولایت علی ✤ صیقلی شرک خفی و جلی ✤ مروی ہے کہ جب اہل اسلام جنگ طلحہ عبدری سے کہ ایک

حیدر

اسد اللہ

[1] بطحا وادی مکہ کی ہے کہ گزرنے کی جگہ جسمین ایک سنگریزہ ہیں اور ہما اسکی انتہا کو شعب ہے کہ درمیان وادی منی کے ہے لیکن اس مقبرہ تک ہے جسکو اہل مکہ مقبرہ معلے کے نام سے پکارتے ہیں ۱۲ مجمع البحرین

مرد شجاعان عرب سے تھا بھاگے تو جناب مستطاب علی ابن ابی طالب اس کے سامنے تشریف لاتے اس نے پوچھا کہ تم کون ہو آپنے نقاب
چہرۂ مبارک سے اٹھا کر فرمایا میں ہوں شیر خدا و برہم زنندۂ صف اعدا روایت ہے کہ نام آنحضرت کا آسمان میں شماطیل زمین میں جمجائیل
لوح پر قیصوم قلم پر منصوم عرش پر معین اور رضوان خازن بہشت کے نزدیک امین ہے حور العین آپکو اصب کہتے ہیں اور صحف شیث میں
حم العین صحف ابراہیم میں حوبیل توریت میں ایلیا انجیل میں بریا زبور میں اوریا قرآن[1] میں علی اور رسولخدا کے نزدیک ناصر و عرب کے نزدیک نبی
ہے زبان عبرانی میں آپکو بلقاطیس اور سریانی میں شروحیل رومی میں بطیرس ہندی میں لنکرہ۔ اہل ارمن کے نزدیک فریق اور اہل
صقلاب کے نزدیک فروق عجم میں فیروز ترکون میں راح حبشیوں میں تبریک جنوں میں حنین اور فلاسفہ کے نزدیک یوشع کاہنوں کے نزدیک
بوی ہے شیاطین آپ کو مدمر اور مشرکین موت الاحمر کہتے ہیں اور آپکے پدر بزرگوار کے نزدیک نام آپکا ضرب یا ظہیر اور مادر عالیقدار کے
نزدیک اسد یا حیدر ہے **کنیات**۔ ایک کنیت آنحضرت کی ابو الحسن و ابو الحسین ہے بطریق اہل سنت منقول ہے کہ زمانہ رسولخدا میں امام
حسن اپنے باپ کو ابو الحسین اور امام حسین ابو الحسن کہتے تھے اور حضرت رسولخدا کو باپ کہتے اور بلفظ یا ابانا (اے باپ ہمارے) خطاب فرماتے
تھے جب آنحضرت نے رحلت کی تو اسوقت سے حضرت امیر کو باپ کے نام سے پکارنے لگے۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ حسنین نے مجھکو یا ابا
نہیں کہا جبتک کہ حضرت رسولخدا نے رحلت نہیں فرمائی اور حضرت رسولخدا نے آنحضرت کو بکنیت ابو الریحانتین یاد کیا ہے۔ خوارزمی کہ
علما اہل سنت سے ہے لکھتا ہے کہ ایک روز آنحضرت نے علی کو خطاب کرکے کہا السلام علیک یا ابا الریحانتین یعنی سلام ہو اے
تم پر اے پدر دو ریحانہ (امام حسن و امام حسین) کے علیک بریحانتی من الدنیا۔ فعن ینھد رکناک واللہ خلیفتی علیک
تجھکو چاہئے کہ میرے ان دو ریحانہ سے خبردار رہے پس عنقریب دو رکن تیرے حیات کے منہدم ہونگے۔ حقتعالی میرا خلیفہ ہے تجھ پر راوی
کہتا ہے کہ مراد حضرت رسالت پناہ کی دو رکن سے ایک وجود ذیجود اپنا ہے ایک فاطمہ زہرا کا چنانچہ جب حضرت رسولخدا نے رحلت فرمائی تو
حضرت امیر نے کہا کہ ایک ان دو رکنوں سے منہدم ہوا اور جب فاطمہ زہرا نے وفات پائی تو فرمایا کہ یہہ دوسرا رکن تھا کہ آنحضرت نے اس کے
منہدم ہونیکی خبر دی تھی ایک کنیت آپکی **ابو تراب** ہے کہ دوست دشمن آپ کو اس سے خطاب کرتے تھے لیکن دشمن اپنے زعم فاسد و گمان
باطل میں اسکو آنحضرت کی ایک نوع کی مذمت تصور کرتے تھے اور براہ شماتت آپکو اس کنیت سے یاد کرتے تھے اور تمسک انکا اس بیہودگی
میں روایت ابو ہریرہ کی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ و حضرت امیر کے درمیان کچھ رنجش ہوگئی تھی وہ حضرت گھر سے نکلکر مسجد میں فرش خاک پر لیٹ
رہے حضرت رسولخدا کو یہہ حال معلوم ہوا تو مسجد میں تشریف لائے اور نزدیک بیٹھکر خاک بدن مبارک آنحضرت سے جھاڑتے تھے اور فرماتے
تھے قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب اٹھ اے پدر خاک بعد ازاں حضرت کو ان کے حجرہ میں لے گئے اور زوجہ و زوج کے درمیان
صلح و صفائی کرائی۔ یہہ دروغ بیفروغ حضرت ابو ہریرہ کا ہے کہ بنی امیہ وغیرہ دشمنان امیر المومنین کی خوشامد میں اسکو تراشا ہے آنحضرت

ابو الحسن و ابو الحسین

ابو تراب

[1] قرآن میں آپکا نام علی چند جگہ موجود تھا کہ بعد بوقت جمع و ترتیب نکالدیا گیا ہے علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی اپنی کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود میں آنحضرت کا اسم مبارک علی موجود تھا اور کافی
نقل کیا ہے کہ اس جگہ یہ نام تھا پھر وہ تمام آیات لکھی ہیں جن سے یہ نام نکالا گیا ہے۔ از انجملہ یہہ آیہ شریفہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فی علی ... [illegible]

کے درمیان کبھی کوئی رنجش نہین ہوئی کہ حضرت رسولخدا کو انمین ضرورت صلح وصفائی کی ہو دونو بزرگوار معصوم و مُطہر تھے ایسے امور کا صدور
اُنسے ناممکن ہی شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب علل الشرائع مین بعد نقل ایک روایت کے کہ مضمون اسکا قریب بروایت موضوعہ مذکورۂ بالا
کے ہے فرماتے ہین مجھکو یہ حدیث میرے نزدیک معتمد و معتبر نہین کیونکہ علیؑ و فاطمہؑ کے درمیان کسی ایسے امر کا واقع ہونا امکان سے باہر ہے
کہ حضرت رسولخدا کو اسمین اصلاح کی حاجت ہو تحقیق کہ وہ حضرت سید الوصیین اور وہ جناب سیدۃ النسا العالمین ہین دونو بزرگوار حُسن خلق مین
حضرت رسولخدا کے قدم بقدم تھے لیکن میرا اعتماد اس کُنیّت کے باب مین روایت عبداللہ بن عباس پر ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا کہ حضرت رسولخدا
نے علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب کس لئے مقرر کی تو انہون نے کہا کہ چونکہ وہ حضرت صاحب و مالک ارض ہیں اور حجت خدا ہین زمین پر بعد
آنحضرتؐ کے اور سبب بقا و سکون ہین زمین کے لہذا آنحضرتؐ نے یہہ کُنیّت انکو عطا فرمائی" اور حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسولخدا
نے فرمایا کہ بروز قیامت جو شخص کہ اوّل قبر سے اُٹھیگا اور خاک کو اپنے سر سے دور کریگا وہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہوگا پس فرمایا آنحضرتؐ نے کہ
مین جب چاہتا ہوں کہ کُنیّت کروں اسکو تو ابوتراب کہتا ہوں یہی وجہہ ہے کہ عزیز ترین کُنیّت حضرت امیر المومنینؑ کے نزدیک ابوتراب
تھی اور بہت دوست رکھتے تھے کہ انکو بلفظ ابوتراب خطاب کرین جمع بین الصحیحین مین ہے کہ ایک شخص سہل بن سعد کے پاس
آیا اور کہا کہ حکام مدینہ علیؑ بن ابی طالبؑ کو ممبرون پر بدی اور برائی سے یاد کرتے ہین سہل نے کہا کیا برائی کرتے ہین آنحضرت کی اُس
شخص نے کہا کہ انکو ابوتراب کہتے ہین یہ سُنکر سہل ہنسا اور کہا موسوم نہین کیا اس نام سے انکو مگر حضرت رسولخدا نے اور آنحضرت
کے نزدیک کوئی نام اس سے زیادہ محبوب تر نہ تھا - اور نیز علل الشرائع مین عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ ایک روز جناب ختمی مآب افضل الصلوٰۃ
علیؑ ابن ابی طالب کو تلاش کرتے ہوئے نخلستان مدینہ مین تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک باغ مین وہ جناب اصلاح اراضی مین مشغول ریاضت ہیں
اور گرد و غبار سے روئے انور و بدن مُطہر آلودہ ہو رہا ہے یہ دیکھکر سردار انبیا نے فرمایا مین کسیکو ملامت نہین کرتا - جو تیرا نام ابوتراب رکھے
جناب امیرؑ کو یہہ نام پسند نہ آیا اور رنگ روئے مبارک سُرخ ہو گیا جناب رسولخدا نے آثار ناخوشی چہرۂ اقدس سے معلوم کرکے فرمایا اے علیؑ
جانتے ہو کہ مین تمکو خوش کرون عرض کی بہتر ہے اے رسولخدا فرمایا تو بھائی اور وزیر اور جانشین میرا ہے بعد میرے اور ادا کرنیوالا میری
قرضون کا ہی جو کوئی تجھکو دوست رکھے میری حیات مین حقتعالی اُسکو داخل جنّت کریگا اور جو دوست رکھے تجھکو بعد وفات میری کی
خدا تعالی اس کو باایمان دنیا سے اُٹھائیگا اور کچھ خوف اسکو نہو گا عذاب روز قیامت کا اور جو دشمن رکھے گا تجھکو کافر مریگا اور ہمیشہ عذاب
الیم جہنم مین گرفتار رہیگا اور ایک کنیت آپ کی ابو محمد ہے کس لئے کہ آپکے ایک بیٹے کا نام (یعنے محمد حنفیہ) محمد تھا - اور ایک کُنیّت ابو
السبطین ہے کیلئے کہ دو سبط رسول حسنؑ و حسینؑ آپ کے بیٹے ہین - اور ابو الشہداء ہے کیلئے کہ شہدا آپ کی اولاد سے ہیں **القاب**
مشہور لقب آپ کا مرتضیٰ (پسندیدہ) ہے اسواسطے کہ ہر امر مین رضائے خدا و خوشنودی رسول ہُدیٰ کو منظور و ملحوظ رکھتے تھے ابن عباسؓ
سے منقول ہے کہ بسبب متابعت رضا خدا و رسول کے آپکا لقب مرتضیٰ ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ ایک روز جبرئیل امین جانب
رب العالمین سے یہہ پیغام لائے کہ اے حبیب ہمارے ہم نے پسند کیا ہے علیؑ کو واسطے فاطمہؑ زہرا کے اور فاطمہؑ کو واسطے علیؑ کے اور

راضی ہوئی مین ہم اس پر لہذا آپ اس نام سے موسوم ہوئے اور ایک لقب آپ کا **امیر المومنینؑ** ہے خوارزمی نے روایت کی ہے کہ بروز غدیر
جبرئیل جانب حقتعالی سے آئے اور آپکو اس لقب سے مخصوص کیا پس حضرت رسولخدا نے فرمایا سلموا علی علیؑ بامیر المومنین کہ سلام کرو
علی پر ساتھ لقب امیر المومنینؑ کے چنانچہ سب سے پہلے جس نے اس لقب سے آنحضرتؐ کو سلام کیا وہ حضرت خلیفۂ ثانی تھے انہون نے بلفظ بخٍ
بخٍ آپ کو مبارکبادی کہ آپ مولا و امیر و امام تمام مومنین و مومنات کے ہوئے انتہے اور حق یہ ہے کہ امیر المومنینؑ آپکا نام خلق آدم
سے پہلے کا ہے جیسا کہ مودۃ القربےٰ مین حذیفہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگونکو معلوم ہوتا کہ علی کب سے امیر المومنین کے نام
سے موسوم ہوئے تو ان کی فضیلت کا انکار نہ کرتے تحقیق کہ انکا لقب امیر المومنینؑ ہوا کہ حالانکہ آدم ہنوز روح اور جسد کے درمیان تھے یعنے
ابھی روح ان کے بدن مین داخل نہین ہوئی تھی اور علمائے شیعہ نے کہا ہے کہ امیر المومنینؑ کا اطلاق سوائے آنحضرت کے ائمہ وغیر ائمہ
سے کسی کے اوپر جائز نہین کیونکہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ذالک الاسم سمی اللہ بہ علیا لم یسم بہ احدٌ قبلہ ولا یتسمّی
بہ بعدہ الا کافر کہ امیر المومنینؑ ایک نام ہے کہ حقتعالی نے علی علیہ السلام کو اس سے مخصوص کیا ہو کوئی آنحضرت سے پیشتر اس نام
سے موسوم نہین ہوا اور نہ کوئی آپکے بعد اپنا یہہ نام رکھے گا سوائے کافر کے اور ایک لقب آپ کا **یعسوب المسلمین** ہے لغت مین یعسوب کے
معنی امیر نحل و سردار قوم کے ہین چونکہ وہ حضرت سید و سردار مسلمانان تھے لہذا اس لقب سے مُلقب ہوئے - جناب امام رضا تفسیر آیہ شریفہ واوحی
ربک الی النحل مین فرماتے ہین کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ امیر نحل علیؑ بن ابی طالب ہی اور وجہہ اسکی بموجب بعض روایات یہ بیان ہوئی
ہے کہ ایکبار رسول مختار نے کچھ لشکر قلعہ بنی نفل کیطرف بھیجا تھا جب اہل قلعہ اس سے مغلوب ہوئے تو انہون نے خانہائے زنبور کو کھولدیا زنبورنے نکلکر
نیشہائے زہر آلود سے لشکر کو تہ و بالا کر ڈالا یہ حال پُر اختلال حضرت امیرؑ نے دیکھا تو میدان مین تشریف لائے زنبور اُس جناب کو دیکھکر فوراً سب کی
سب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عجز و انکسار کرنے لگین اسوقت حضرت رسولخدا نے فرمایا ھذا امیر النحل یہ ہے سردار مگسہائے
شہد کا **دوسری** روایت مین ہی کہ ایک مکان مین زنبورون نے چھتہ بنایا تھا کسیکو طاقت نہ تھی کہ اس کے پاس جائے حضرت امیر وہان
تشریف لے گئے اور اسمین سے شہد نکالا اسوقت رسول اللہ نے آپکا نام یعسوب رکھا - اور بعض روایات میں آپکو یعسوب آخرت کہا ہی یہہ نہایت
شرف و بزرگی ہے اُس جناب کیلئے ایک لقب گرامی ظہیر یعنی غالب ہے - منقول ہی کہ ایک روز آپکے پدر بزرگوار ابو طالبؑ اپنے بیٹون اور بھتیجون کو
جمع کیا اور بموجب رسم عرب انکو امر کیا کہ باہم کُشتی لڑین اس وقت حضرت علیؑ اپنی دستہائے مبارک کو کہ ضخیم و پُر گوشت تھے اور زیادہ دراز
و طولانی نہ تھے بڑھاتے تھے اور اپنے بھائیون اور عمزادون کو لپٹے پکڑتے اور ایک ایک خورد و بزرگ کو زمین پر پچھاڑتے تھے ابو طالب نے
یہ دیکھکر کہا ظہر علیؑ کہ غالب ہوا علی تب سے آپکا لقب ظہیر ہوا - ایک لقب آپکا میمون (مبارک) ہی قصہ اسکا اسطرح پر ہے - کہ آپ اپنے
مُرضعہ (شیر دہندہ) کے گھر کہ ایک عورت بنی ہلال سے تھی تشریف رکھتے تھے اور اپنے برادر رضاعی کے ساتھ کہ ایکسال آپ سے سن مین بڑا تھا
کھیل رہے تھے دایہ کسی کام کو گئی ہوئی تھی اس مکان کے نزدیک ایک کنوان تھا دایہ کا لڑکا کوئین کی مینڈ پر گیا اور اسکا پیر پھسلا حضرت
یہ دیکھکر دوڑے کہ اُسکو پکڑین راہ مین طناب خیمہ پائے مبارک مین اٹکی آپ اس طناب کو کھینچتے ہوئے سرِ چاہ پر پہنچے اور لڑکے کا پیر

اصلع

پکڑکر سنبھالے رہے تا اینکہ اس کی ماں آئی اور چلائی کہ لوگون آؤ اور تعجب کرو اس طفل مبارک و میمون سے کہ کسطرح پر میرے بچے کو گرنے سے بچایا ہے لوگ آتے تھے اور باوجود کم سنی اور پیر کے طناب مین الجھنے کے بچے کو بچانے سے تعجب کرتے تھے - تب سے دایہ آپکو میمون کہتی تھی اور وہ لڑکا اور اس کی اولاد و اولاد و اولاد اس قبیلہ مین متعلق میمون کے نام سے مشہور ہے ایک لقب آپ کا اصلع ہے صلع کے معنی لغت مین مقدم سر مین بال نہ ہونا ہے چونکہ سر مبارک پر آگے کی طرف بال نہ تھے اس لئے آپکو اصلع قریش کہتے تھے اور یہہ ایک علامت یمن اور اقبال مندی کی ہے چنانچہ خود ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہین کہ حقتعالی جس کی نسبت خیر و برکت کا ارادہ کرتا ہے اسکو اصلع کرتا ہے یعنے اُسکے پیشانی کے بالونکو گراتا ہے چنانچہ مین بھی اصلع ہون - اور ایک لقب آپکا **الانزع والبطین** ہے

الانزع البطین

انزع کے معنی بری و علٰحدہ شدہ کے ہین چونکہ وہ حضرت کفر سے بری و شرک سے علٰحدہ تھے اسلیئے یہ لقب پایا اور بطین شکم بزرگ کو کہتے ہین مانا جاکہ آپ بزرگ شکم تھے اس سے بطین کہلائے مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر سے کہا مین آپسے تین چیز سے سوال کرتا ہون جواب ارشاد کرین - ایک آپ کی کوتاہی قد سے دوسری بزرگی شکم سے تیسری صلع سر یعنی پیشانی پر بال نہونے سے آپنے فرمایا کہ حقتعالی نے میرے قد کو معتدل اور میری خلقت کو مستوی و ہموار بنایا ہے کہ نہ بہت بلند ہو نہ پست تاکہ دو ٹکڑے کرون کوتاہ قدون کو طول مین اور دراز قامت والون کو عرض مین اور چونکہ رسولخدا نے مجھے ہزار باب علم کے تعلیم کئے اور ہر باب سے ایکہزار باب اور مجھ پر منکشف ہوئے اور وہ سب میرے شکم مین جمع ہوئے پس تنگی کی شکم نے اور بلند ہوئے پہلو میرے - اور از انسکہ مین ہمیشہ کلاہ یعنی خود سر پر رکھکر کفار سے جہاد کرتا ہون بایں سبب بال میرے پیش سر کے اڑ گئے ہین **مجلسی** علیہ الرحمہ بعد نقل اس روایت کے بحار مین فرماتے ہین کہ بزرگی شکم کثرت علم سے ممکن ہے اسواسطے کہ بسبب کثرت علم فرح و سرور حاصل ہوتا ہے اور یہہ باعث ہے بزرگی شکم کا - ورنہ کوئی اور باعث اسکا نہین ہوسکتا کیلئے کہ وہ جناب ہمیشہ مشغول ریاضت و مجاہدات رہتے تھے اور خواب و خورش و آرام و آسایش مین قلت فرماتے تھے اور جو آلام جسمانی و صدمات روحانی دشمنون سے آپ کو پہنچتے تھے مزید برآن پس یہہ جملہ امور باعث لاغری و صغر بطن کے ہین نہ بزرگی و ضخامت شکم کے پس معلوم ہوا کہ سرور و شادمانی ہی باعث بزرگی شکم تھی جو آنحضرت کو کثرت علم سے حاصل ہوتی تھی - اور ممکن ہے کہ کثرت علوم و وفور معارف ربانی جنکا اظہار نہو سکے بالخاصیۃ سبب بزرگی شکم کا ہون مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ تجربہ بھی اس کا شاہد ہے **مؤلف** اوراق کہتا ہے کہ انکے سوا اور بہت سے القاب اس جناب کے کتب مین مرقوم ہین جیسے نفس رسول زوج بتول سیف اللہ المسلول - امیر البررہ قاتل الفجرہ - قسیم الجنۃ والنار کرار غیر فرار - صاحب اللوا - سید العرب - خاصف النعل - کشاف الکروب - صدیق اکبر - فاروق اعظم - باب مدینۃ العلم - مولیٰ - وصی - و قاضی دین رسول - منجز وعد الرسول - کاسر اصنام الکعبہ - ہازم الاحزاب - قاصم الاصلاب - داعی - شاہد - ہادی - ذی القرنین - قائد الغر المحجلین مظہر العجائب و الغرائب - مفرق الکتائب - مذل الاعداء - معز الاولیاء - اخطب الخطباء - قدوۃ اہل الکساء - امام الائمۃ الاتقیاء - محی السنۃ ممیت البدعۃ - اللاعب بالاسنۃ - الحصن الحصین - الخلیفۃ الامین - قاتل الناکثین و القاسطین و المارقین - لیث القرے - غیث الورے

۱۲ ادا کنندہ قرض رسول ۱۲ وفا کنندہ وعدہ رسول ۱۲ شکستہ کنندہ بتان کعبہ ۱۲ شکست دہندہ گروہا ۱۲ شکنندہ پشت ہا ۱۲ برچھیون کے ساتھ کھیلنے والا ۱۲

مفتاح الندے - مصباح الدجے - شمس الضحیٰ - اشجع من رکب و مشیٰ - اہدی من صام و صلّٰے - مولے کل من رسول اللہ مولے - المعتصم بالعروۃ الوثقٰی - الفتی اخو الفتےٰ - الذی انزل فیہ ہل اتیٰ - اکرم من اتبدئے - اشرف من ابتدائے - افضل من راح و اغتدے - الذی صدقہ رسول اللہ - الذی تصدق بخاتمہ فی الرکوع - الکوکب الازہر - الصارم المذکر - صاحب براۃ و غدیر خم و ساقی کوثر - مصلی القبلتین - اعلم من فی الحرمین الضارب بالسیفین - الطاعن بالرمحین - ابن عم المصطفےٰ - شقیق النبی المجتبےٰ - الہاشمی - المکی - المدنی - الابطحی - الطالبی - الرضی المرضی المقوی - الجوی - اللوذعی - الاریحی - الوفی - وغیرہ وغیرہ قریب پانسو القاب کے کتب میں نقل ہوئے ہین - مگر یہان اسی قدر پر اکتفا کی گئی **بحار الانوار** مین ہے کہ ایک روز متوکل عباسی نے زید بن حارثہ بصری سے کہا کہ کچھ فضائل علیؑ کے بیان کر - اُس نے کہا مجھ سے کب فضائل اُن حضرت کے بیان ہوسکتے ہین الا تبرے کہنے سے بموجب حروف تہجی کے کسی قدر القاب و اوصاف آپ کے بیان کرتا ہون - **ا** - یعنے وہ آمر و حکم کنندہ ہین از جانب خدا بالعدل و احسان **ب** باقر یعنے شگافندہ علوم جملہ ادیان **ت** تالی (تلاوت کنندہ) قرآن تبانّی و آہستگی **ث** ثاقب یعنے سوراخ کرنے والے حجاب ہائے شیطان کے **ج** جامع قرآن و احکام قرآن - **ح** حاکم ما بین الانس والجان - **خ** خالی تھے ہمزہ و بہتان سے **د** - دلیل و راہنما تھے تمام کے **ذ** ذاکر و یاد آرندہ معبود برحق تھے ظاہر و باطن میں **ر** - راہب یعنے ترسندہ تھے حقتعالی سے شب ہائے تاریک مین **ز** - زائد و راجح تھے تمام پر بلا نقصان کے **س** ساتر و عیب پوش تھے سب کے **ش** شاکر یعنے شکرگزار تھے خداوند رحمان کے **ص** صابر تھے تیغ و سنان پر راہ خدا میں **ض** - ضارب ذو الفقار تھے سرہائے کفار پر **ط** طالب راہ خدا تھے بے آمیزش ریا **ظ** - ظاہر و غالب تھے جماعہ کفار پر **ع** علی عالیقدر تھے اہل زمانہ پر **غ** غالب تھے شجاعان دہر پر **ف** - فارق و جدا کنندہ تھے سر ہائے کفار کے اُنکی گردنون سے **ق** - قوی دل قوی الاعضا تھے **ک** کامل تھے جمیع کمالات ظاہری و باطنی میں **ل** - لازم پکڑنے والے تھے امر و نہی الٰہی کے **م** مزوج یعنی جفت و زوج تھے بہترین زنان عالم کے **ن** نامی تھے کہ نام انکا قرآن مین مذکور ہے **و** ولی و امام ہین سب مومنون کے **ہ** ہادی تھے راہ راست خدا کے **ی** ید اللہ یعنے دست خدا تھے

بعضے از حالات طفلی آن سرورؑ امیر المومنینؑ پیدا ہوتے تو سن مبارک حضرت رسالت پناہ کا تیس سال کا تھا عہد طفلی ہی سے آپ کو اپنے چھوٹے چچا زاد بھائی سے کمال درجہ الفت تھی - بنہایت آپکو دوست رکھتے اور نہایت پیار کرتے تھے حتےٰ کہ بنفس نفیس خود متوجہ انکی تربیت اور پرورش کے ہوئے اور تمام ضروریات کی کفالت فرماتے - خود انکو نہلاتے دھلاتے خود شیر حلق مبارک مین ڈالتے اکثر اوقات زبان مبارک انکے موہنہ مین دیتے اور چوساتے فاطمہ بنت اسد کہتی ہین کہ مین ایک مرتبہ بیمار ہوگئی اور دودھ میرے نہ رہا حضرت رسولخدا میرے بیٹے علیؑ کے موہنہ مین زبان دیتے اور بحکم خدا ان کی رضاعت ہوتی - حکم دیا تھا کہ علیؑ کا گہوارہ ہموارہ میرے فرش خواب کے قریب ہے امیر المومنینؑ سوتے اور حضرت رسولخدا انکی گہوارہ جنبانی فرماتے جاگتے تو بکمال شفقت لکنے باتین کرتے سر و چشم کے بوسے لیتے سینہ سے لگاتے - اور فرماتے یہ ہے میرا بھائی اور میرا ولی و دوست و مددگار اور برگزیدہ میرا و ذخیرہ میرا اور پشت و پناہ و وصی میرا ہے اور شوہر ہے میری دختر نیک اختر کا اور امین ہے میرے علوم و وصایا کا

اور جانشین میرا ہے میری اُمت پر اور آنحضرت کو گود مین اُٹھاتے اور کوہستان مکہ اور اس کے درون اور وادیون مین سیر کراتے اور علوم نہانی و اسرار ربانی انکو گوش جان مین تعلیم و تلقین فرماتے امیر المومنین بھی جون جون سن تمیز کو پہنچتے تھے حضرت ہی کا دم بھرتے تھے دل و جان سے آپ پر قربان تھے آپ ہی کو اپنا مربی و سرپرست جانتے ایکدم کو خدمت سے جدائی گوارا نہ فرماتے تھے - اہل سِیر نے لکھا ہے کہ طفلی مین ہمیشہ معجزات و خرق عادات اس مظہر عجائبات سے ظاہر ہوا کرتے - ایک روز مین آپ اس قدر بڑھتے تھے جتنا کہ اور اطفال ایک مہینے مین بڑھتے ہین جب چلنے پھرنے کے دن آئے تو معمولی کھیل آپ کا یہ تھا کہ کوہ ابوقبیس پر جا بیٹھتے اور لڑکون کو کفار قریش کے سنگ و کلوخ مارتے اور دھمکاتے کہ تمہاری موت کے دن نزدیک آگئے جلد تر دیار کفر ویران ہون گے اور تمہارے سر اسطرح سے کٹین گے جیسے کہ زراعت کاٹی جاتی ہے - کوئی بندہ و آزاد تم سے بغیر قبول اسلام زندہ نہ بچے گا - مین کیا پیدا ہوا تمہاری شامت آئی اور موت مجسّم تمہارے لئے ظاہر ہوئی - تنہا دلیرانہ کفار سے جنگ آور ہونگا - اور تمام کرب و سختی کو جو میرے بھائی رسولخدا کو اشاعت اسلام مین پیش آئے گی - دور کرونگا - حال افزونی قوت کا یہ تھا - کہ صبح و شام اسمین فرق بین محسوس ہوتا تھا حتے کہ حقتعالی نے آپ کو طاقت کی اس مقدار معین پر پہنچا دیا جو اس جل شانہ کو آپکے لئے منظور تھی

حکایت لوا الحمد

کتاب الانوار مین ہے کہ جب سن شریف امیر المومنین کا کسی قدر زیادہ ہوا تو ایک روز لڑکون مین کھیل رہے تھے کہ ناگاہ جبرئیل امین آپ کو اُٹھا کر روضہ ابراہیم خلیل پر کوہ حری مین لیگئے - وہان جبرئیل و اسرافیل و میکائیل و دیگر ملائکہ نے لوا الحمد و رایۃ النصر کو جسے ذو العقاب بھی کہتے ہین آپکے سر مبارک پر کھولا اور مبارک باد دی بعد ازان آپ کی قدر و منزلت کو و تش نبیون کی قدر و منزلت کے ساتھ وزن کیا تو پلہ آپکی شان کا بھاری نکلا - و تش اوصیاء کو انمین شامل کیا تب بھی آپ ہی بھاری رہے پس حضرت جبرئیل نے کہا کس لئے راز خدا کے درپے ہوتے ہو تحقیق کہ اگر تمام دنیا کو سوائے حضرت محمد مصطفٰے کے ایکطرف رکھو گے اور اس فرزند ارجمند کو ایک طرف البتہ فضیلت و بزرگی اس کی راجح ہوگی - پس جبرئیل و جملہ ملائکہ جانب آسمان پرواز کرگئے اور حضرت امیر اس مقام مین تنہا رہے - اسوقت نیند آپ پر غالب آئی اور سو رہے - جانوران صحرائے جو بوئے دل نواز نفس رسول کی اس وحشت میں پائی جوق جوق اس طرف متوجہ ہوئے - حقتعالی نے ایک فرشتہ کو اپنے ولی اور اپنے نبی کے وصی کی حفاظت کے لئے مقرر کیا پس وہ فرشتہ آکر نزدیک حضرت کے بیٹھ گیا اور دستہ ریحان ہاتھ مین لیکر مروحہ جنبانی کرتا تھا تا اینکہ آپ خواب راحت سے بیدار ہوئے پس فرشتہ آسمان کو چلا گیا - جانوران وحشی جو آپکے گرد اگرد حلقہ زن تھے انمین سے ایک شیر عظیم الخلقہ کہ سردار انکا تھا آگے بڑھا اور سر کو قدمون پر شیر اللہ کے رکھ کر روتا تھا اور کہتا تھا مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون اے مولی میرے اور امام میرے - مین گواہی دیتا ہون کہ آپ بعد محمد مصطفٰے ولی خدا و امام الورٰے ہین اور رباب ہین جملہ حجج خدا ائمہ ہدٰے کے پس کرم کیجئے اور میری پشت پر سوار ہو لیجئے تا کہ مین حضرت کو در دولت تک پہنچا آؤن اور بوجہ اس امتیاز کے اپنے ہمچشمون مین عزت و فخر حاصل کرون پس امیر خیبر گیر پشت شیر پر سوار ہو کر گھر کو روانہ ہوئے جملہ وحشیان صحرا آپکے جلو مین تھے یہان کی کیفیت یہ تھی اور اُدھر

ابوطالب نے جو اپنے لخت جگر کو نہ پایا تو گھبرا کر ادھر اُدھر ڈھونڈتے پھرنے لگے - والدہ ماجدہ جدّہ ابقیر التین - انہون نے فراق مین اپنے نور دیدہ کے جیب قمیص کو چاک کیا - یہ حالت دیکھ کر تمام بنی ہاشم مین تہلکہ پڑ گیا - حمزہ و عباس و زبیر و حارث نے ابوطالب سے کہا ہم اپنی جان و مال نثار کرنیکو موجود ہین ابوطالب نے کہا کہ میرا فرزند کل صبح سے غائب ہے اور کچھ پتہ و نشان کسی کا نہین ملتا - ڈرتا ہون کہ ساحرون اور کاہنون سے کہ عجائب و معجزات اسکے دیکھ کر اسکے دشمن ہو رہے ہین کوئی گزند اسکو نہ پہنچے پس ابوطالب گھوڑے پر سوار ہوئے - اور حمزہ و عباس وغیرہ اولاد عبد المطلب و بنی ہاشم سب آپ کے ساتھ سوار ہوئے تمام شہر و نواح شہر روند ڈالا مگر کہین نشان آنحضرت کا نہ پایا تب خانہ کعبہ کی طرف واپس آئے اور پردہ ہائے خانہ کعبہ کو پکڑ کے رونے اور گریہ و زاری کرنے لگے اور دعائیں مانگتے تھے کہ اے پروردگار میرے بحق محمد مصطفٰے کہ تیرے نبی و برگزیدہ ہین اور بحق اس خانہ کعبہ کے کہ تیرا گھر ہے میرے فرزند دلبند کو مجھ سے ملا دے پس ناگاہ ایک ندا غیب سے آئی کہ اے ابوطالب اندیشہ نہ کرو تمہارے فرزند کو کچھ خوف نہیں تھوڑی دیر مین تمہارا نور عین تم سے آملتا ہے

القصہ امیر المومنین شیر نر پر سوار تھے جانوران صحرائی قطار در قطار آرہے تھے جبرئیل نے آکر لوا الحمد و رایت النصرت کو سر مبارک پر کھولا فرشتے پس و پیش یمین و یسار تہلیل و تسبیح خوان رواں تھے اور سواری کی شکوہ و شان بیرون از بیان رحمت خدا اسوقت جنبش مین آئی حوران بہشت نے نظارہ جمال بیمثال ولی ذی الجلال کے لئے سر غرفون سے باہر نکال دئے درختان جنت جھومنے لگے اور مرغان خوش الحان شاخہائے درختان پر چہچہاتے تھے المختصر جب اس کر و فر سے امام عالیمقام داخل مکہ ہوئے تو شدت خوف و اضطراب سے ارکان شہر مین زلزلہ پڑ گیا بحدیکہ اگر قدم عطوفت شیم حضرت رسالت پناہ کا درمیان نہوتا تو نزدیک تھا کہ شہر اُلٹ جاوے بارے سواری محلہ بنی ہاشم مین پہنچی جو ہین نظر مبارک حضرت امیر المومنین کی حضرت رسولخدا پر پڑی تو براہ تعظیم شیر سے اُتر کر سلام بجا لائے شیر نے جو حضرت ختم الانبیاء کو دیکھا تو نزدیک جا کر دو زانو بیٹھ گیا اور کلمہ شہادتین پڑھتا اور امامت و ولایت امیر المومنین کا اقرار کرتا تھا - بعد ازان اپنے اور تمام وحشیان ہمراہی کے لئے شفاعت کا خواستگار ہوا حضرت شفیع المذنبین نے وعدہ شفاعت کا فرمایا پس شیر نے خوش خوش مع تمام جانورون کے بجانب صحرا معاودت کی اور جبرئیل نے رایت نصرت حضرت رسولخدا کے حوالے کر کے آپ عالم بالا کی راہ لی یہ روز بسبب ظہور معجزہ خاتم انبیا و شاہ اولیا مکہ مین ایام مشہورہ سے ہوا دوست و ہوا خواہ ان حالات کو معلوم کرکے شاد و خندان تھے اور حاسد آتش غم مین سوزان تمام ہوئی حکایت لوا الحمد و وحشیان صحرا کی جو کسیقدر ایجاز و اختصار کے ساتھ کتاب انوار سے نقل کی گئی - اور وہ کتب معتبر شیعہ سے ہے کہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار مین جا بجا اس سے روایات نقل کرتے ہین - اور اہل سُنت سے میر سید علی ہمدانی نے مودۃ القربٰے مین حال لوا الحمد کا بروایت عبد اللہ بن سلام اسطرح پر لکھا ہے کہ عمود اسکا یاقوت سرخ کا اور قبضہ مروارید سفید کا اور پھریرا زمرد سبز کا ہے اور اسپر تین سطرین مرقوم ہین ایک مین بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دوسری مین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور تیسری سطر مین لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے راوی نے پوچھا یا رسول اللہ اس لوا کو بروز قیامت کون اُٹھائیگا فرمایا اسکو علی بن ابیطالب اُٹھائین گے جو دنیا مین میرے علم نصرت قسیم کو اُٹھاتے ہین اور جنکا نام حقتعالی نے آسمانون اور زمینون کے پیدا کرنے سے بیشتر

لکھ رکہا ہے پوچھا آپ کے نشان کے سائے مین کون لوگ ہونگے - فرمایا مومنین اولیا خدا اور دوست میرے اور شیعہ میرے اور دوست اور شیعہ علیؑ کے اور انصار اُس کے - پھر فرمایا فطوبیٰ لھم والویل لمن کذّبنی فی علیٍ او کذّب علیًا فیّ ومن دفعہٗ عن مقامہ الذی اقامہُ اللہ فیہ یعنی خوشا حال اُنکا جو اسکے سایہ مین ہونگے اور ویل عذاب ہے اُن لوگون کے لئے جو علیؑ کے بارے مین میری تکذیب کرین اور میرے باب مین علیؑ کی تکذیب کرین اور نیز ویل عذاب ہے اُن کے لئے جو علیؑ کو اس کے مقام سے دفع کرین جس پر کہ حقتعالیٰ نے اسکو منصوب کیا ہے **بالجملہ** سن مبارک امیر المومنینؑ پانچ سال کا ہوا تو ان ایام مین قحط عظیم و شدید بوجہ خشک سالی مکہ مین پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ اسکا اثر قبائل قریش حتےٰ کہ بنی ہاشم تک پہنچا ابو طالب بھی کہ مرد کثیر العیال تھے اور مال فراوان اپنے پاس نہ رکھتے تھے اس جہت سے اندیشہ مند تھے حضرت رسالت پناہ نے یہ دیکھ کر عباس بن عبد المطلب اپنے چچا کو بلایا اور کہا کہ اے ابا الفضل تحقیق کہ تمہارے بھائی ابوطالب کنبہ بہت رکھتے ہین اور انکا حال خشک سالی کی وجہ سے پر از اختلال ہے بہتر ہے کہ ہم انکے پاس چلین اور خواستگار ہون کہ اپنے بیٹون سے بعض کو ہم کو دیدین تاکہ گران باری عیال سے قدرے سبکدوشی حاصل ہو عباس نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور دونون نے ابو طالب سے ملکر کہا کہ ہم جانتے ہین کہ تمکو قحط نے زیر بار کیا ہے لہذا چاہتے ہین کہ بار عیال سے کچھ سبکدوش کرین اپنے بیٹون سے بعض کو ہمارے سپرد کرو ابوطالب نے کہا طالبؓ و عقیل کو وبروایتے صرف عقیل کو میرے لئے رہنے دو باقیون مین تمکو اختیار ہے جسکو چاہو لیجاؤ پس عباس نے جعفر کو لیا اور حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ کو انتخاب فرمایا اور کہا اخترتُ من اختارہُ اللہ لی علیکم کہ مین نے تمہارے درمیان سے اسی کو اپنے لئے اختیار کیا ہے جسکو حقتعالیٰ نے میرے لئے چنا ہے پس اسوقت سے وہ حضرت جناب رسالتمآب کے شامل اور انکی عیال مین داخل تھے آپکی خدمات کو بجان و دل بجا لاتے اور استرضائے آنجناب مین جد و جہد فرماتے تا اینکہ حضرت رسولخدا مبعوث بہ نبوت و بعد ازان مامور بہ ہجرت ہوئے اور مدینہ مین آپکا عقد جناب سیدہ کے ساتھ ہوا اسوقت ایک حجرہ علٰحدہ آپکے لئے تعین فرمایا - پس جیسا کہ ابوطالبؑ اور فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسالت پناہ کو تربیت کیا تھا اسیطرح رسولخدا اور خدیجۃ الکبریٰ نے امیر المومنینؑ کو پرورش فرمایا - لیکن ابو طالب اور فاطمہ کی تربیت کو رسول اللہ اور خدیجہ کی تربیت سے کیا نسبت ہو سکتی ہے یہ تربیت اس سے کہین بڑہ کر تھی - حضرت امیرؑ ایک خطبہ مین ارشاد فرماتے ہین ایہا الناس تم رسولخدا کے نزدیک میرا مرتبہ و مقام جانتے ہو اور جو قرابت قریب اور منزلت خاص کہ مجھکو آنحضرت سے حاصل تھی تمکو معلوم ہے بچپن مین وہ حضرت مجھکو اپنی گود مین رکھتے تھے اور سینہ حقائق گنجینہ سے لگاتے اور اپنے بستر پر لٹاتے اور جسم اطہر کو میرے بدن سے لگاتے اور اپنی بوئے خوش مجھکو سونگھاتے تھے - کھانے کی چیزون کو اول اپنے مونہہ مین چباتے پھر میرے مونہہ مین لقمہ دیتے - کبھی میری بات مین کذب و افترا اور میری فعل مین غلطی و خطا نہ پائی - تحقیق کہ حقتعالیٰ نے عہد شیرخوارگی سے ایک فرشتہ اپنے ملائکہ کرام سے آپ کے ساتھ مقرر کیا تھا کہ وہ رات دن مکارم اخلاق و محاسن آداب آپکو تعلیم کرتا رہتا تھا میری یہ کیفیت تھی کہ جسطرح بچہ شتر اپنی مان کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور جدا نہین ہوتا آنحضرت کے ساتھ رہتا تھا - وہ ہر روز مجھکو آداب ستودہ تعلیم کرتے اور اپنی اقتدار کی تاکید فرماتے دوسرے مقام پر فرماتے ہین کہ اسلام مین کوئی مکان نہ تھا سوائے رسول اللہ اور خدیجہؓ کے گھر کے میں انمین تیسرا تھا نور رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوت کو استشمام کرتا اور

نزول وحی کے وقت مین نوحہ شیطان کو سنتا تھا پس جس کی جڑین چشمہ رسالت سے سیراب ہوتی ہون اور جس کے شجرہ نے پستان نبوت سے دودھ پیا ہو اور منبع امامت سے اُسکی شاخین دراز ہوئی اور پھیلی ہون اور دار وحی و منزل میں اس نے نشو و نما پائی ہو جو عمر بھر رسول اللہ کی ساتھ رہا ہو - اور تا دم مرگ آنحضرت سے جدا نہوا ہو وہ اورون کے برابر کیونکر ہو سکتا ہے - اور طبری نے اپنی تاریخ مین اور محمد بن اسحاق نے مغازی میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا احسان و انعام الٰہی تھا علی بن ابی طالب پر کہ قریش قحط سالی میں مبتلا ہوئے اور حضرت رسولخدا و حمزہ و عباس حضرت ابوطالب کو کثرت عیال سے سبکبار کرنے کے درپے ہوئے پس رسول اللہؐ نے علیؑ کو حمزہؓ نے جعفرؓ کو اور عباسؓ نے طالب کو لیا صرف عقیل اپنے باپ ابوطالبؑ کے پاس رہ گئے جوان کے ساتھ شامل تھے جبتک کہ ابوطالبؑ نے قضا کی بعد ازان تنہا رہتے رہے تا اینکہ جنگ بدر مین اسیر ہوئے اور جعفر جاہلیت و اسلام مین حمزہ کے ساتھ تھے تا کہ حمزہؓ شہید ہوئے - اور طالب عباس کے شامل تھے تا اینکہ جنگ بدر مین ان کے ساتھ آئے اور وہان مفقود الخبر ہو گئے پھر انکا کچھ حال معلوم نہوا کہ کہان گئے - لیکن امیر المومنینؑ رسول اللہ کی خدمت مین داخل ہوئے تو انکا سن شریف چھہ سال کا تھا ٹھیک اسی قدر تھا کہ رسول اللہ کا سن تھا جبکہ ابو طالب کی حفاظت و تربیت مین داخل ہوئے تھے پس انکو حضرت مصطفےٰ و خدیجۃ الکبریٰ نے تربیت کیا اور انکی تربیت ابوطالبؑ و فاطمہ بنت اسد کی تربیت سے احسن و اولےٰ تھی پس وہ حضرت آخر تک رسولخدا کے ساتھ رہے - مناقب ابن شہر آشوب میں لکھا ہے کہ جون جون آپکی عمر بڑھتی گئی زور و طاقت مین بھی ترقی ہوتی گئی تھوڑے عرصہ مین یہہ نوبت پہنچی کہ بڑے سے بڑے پہلوان کے ساتھ بھی کشتی لڑتے تو اُسکو پچھاڑ ڈالتے تھے جس مرد کا ہاتھ ایک دفعہ پکڑ لیا جان نکالکر ہی چھوڑا پھر اُسسے سانس نہین آتا تھا دوڑتے ہوئے گھوڑے کو آگے سے روکتے اور صدمہ پہنچاتے تو پیچھے لوٹا دیتے تھے - پہاڑ کی چوٹی سے ایک ہاتھ سے پتھر اٹھا لاتے اور لوگون کے سامنے رکھتے ایک دو تین آدمی اسکو ہلانا چاہتے تو ہل نہ سکتا تھا - ابوجہل نے یہہ زور دست و قوت بازو معاینہ کیا تو چند اشعار آپکی شان مین کہے جنمین اہل مکہ کو آپکی سطوت و بطش سے ڈرایا ہے ایک شعر انمین سے یہ ہے ؎ ما ان لہ مشبہا فی الناس قاطبۃ کانہ النار یرمی الخلق بالشرر یعنی اسکا مشابہ و مثل تمام آدمیوں میں دوسرا نہیں گویا کہ وہ آتش روشن ہین کہ اس کے شرارے خلائق کو پہنچتے ہین **سابقہ اسلام آنحضرت علیہ السلام** یہہ بات کہ سب سے پہلے اسلام لائے یا دس سال کے سن مین اسلام لائے امیر المومنین علیہ السلام کی نسبت ایک رسمی و معمولی فقرات ہین کہ نظر بظاہر شرع بولنے اور لکھنے میں آتے ہیں ورنہ حقیقت مین کوئی وقت کوئی زمانہ نہ تھا جسمین وہ حضرت ایمان و اسلام سے عاری ہون شکم مادر اور پشت پدر تک مسلمان تھے خلق آدمؑ و ایجاد عالم سے پہلے مسلمان تھے - نہ صرف مسلمان بلکہ سید المسلمین و امیر المومنینؑ جیسا کہ شمہ اسکا پیشتر اس سے اس کتاب میں گزرا - اور حق تو یہ ہے کہ بموجب روایات مسلمہ فریقین کہ کسی قدر اسکے شروع کتاب مین مذکور ہوئین وہ حضرت مانند اپنے بھائی اور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کے ایک نور تھے کہ ایمان و اسلام شعاعین اس نور کی تھین جو کبھی اس سے جدا اور منفک نہ ہوتی تھین - پس ایسی ذات مقدس و مطہر کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اول اسلام لائے یا تمام سے پیشتر مشرف باسلام ہوئے اسکے معنی صرف یہ ہیں کہ تکلیف ظاہری شرعی اسکی مقتضی تھی کہ جو مین حضرت رسول بنبوت پر

مبعوث ہوئے اور حکم ہوا کہ خلائق کو وحدانیت خدا اور اپنی رسالت کی طرف دعوت کرو فوراً امیر المومنینؑ نے کلمہ شہادتین زبان مبارک پر جاری فرمایا **لکھا** ہے کہ حضرت رسالت پناہ پیش از نبوت کسی شرع کے پابند نہ تھے بموجب الہام الٰہی کار کرتے تھے۔ یعنے بجائے خود نبی تھے۔ چالیسوین سال اور ون پر مبعوث ہوئے اور مرتبہ رسالت کو پہنچے پس اسوقت جس نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی۔ وہ امیر المومنینؑ تھے **روایت** ہے کہ ایک بار آپ ابطح میں لیٹے ہوئے تھے اور علی علیہ السّلام دہنے ہاتھ پر اور جعفر طیار بائین پر اور امیر حمزہ آپکے پائینتی کی طرف لیٹے تھے۔ اسوقت جبرئیلؑ و اسرافیل و میکائیل آسمان سے نازل ہوئے۔ فرماتے ہین۔ کہ ملائکہ کے پرون کی آواز سُنکر مجھکو کچھ دہشت سی معلوم ہوئی سُنا مینے کہ اسرافیل جبرئیل سے کہتے ہین کہ ہم ان چار شخصون سے کس کی طرف بھیجے گئے ہین جبرئیل نے میری طرف اشارہ کیا کہ ان کی طرف کہ محمد مصطفٰے نام بہترین پیغمبران ہین۔ اور انکے دہنے جانب جو شخص لیٹا ہے وہ بھائی اور وصیؑ انکا ہے بہتر تمام اوصیاء انبیا کا۔ اور بائین جانب جعفر بن ابی طالبؑ ہے کہ دو رنگین پرون سے جنت مین پرواز کریگا اور چوتھا حمزہ سید الشہدا ہے پس جبرئیل آپکے سر اور میکائیل پاؤن کی طرف بیٹھ گئے اور تعظیم کی روسے بیدار نہ کیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو جبرئیل نے رسالت باری تعالی ادا کی۔ آپنے پوچھا تم کون ہو کہا مین جبرئیل ہون۔ بروایت دیگر ابوطالب کی بکریان چراتے تھے کہ ایک شخص نے سامنے آکر کہا یا رسول اللہ مین جبرئیل ہون کہ جانب رب جلیل سے آیا ہون تاکہ تمکو رسالت خلق پر مقرر کرون۔ پس پیر کو زمین پر مارا کہ چشمہ آب پانی کا ظاہر ہوا اس سے پانی لیکر خود وضو کیا اور آنحضرتؐ کو وضو کرنا سکھایا پھر نماز کی ترکیب بتائی۔ آپنے امیر المومنینؑ کو وضو و نماز تعلیم کی اور دونو بزرگوارون نے اوّل نماز ظہر اس جا پر ادا کی گھر پر آئے۔ تو حضرت خدیجہؓ کو وہ سب باتین تلقین فرمائی چنانچہ نماز عصر ہوئی تو خدیجہ بھی اسمین شریک تھیں **نہج البلاغہ** مین حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اُسوقت سوائے رسولخدا کے اور میرے اور خدیجۃ الکبرےٰ کے کسی گھر میں اسلام نہ تھا ہم نور وحی دیکھتے اور بوئے رسالت کو استشمام کرتے تھے جب روز اوّل وحی آنحضرتؐ پر نازل ہوئی تو مینے ایک آہ و زاری و نالہ و بیقراری کی سُنی عرض کی مین نے یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے فرمایا کہ نالہ و زاری شیطان ہے کہ نا اُمید ہوا اس سے کہ اُسکی عبادت کرین۔ پس فرمایا یا علیؑ تو سُنتا ہے جو کچھ کہ مین سُنتا ہون اور دیکھتا ہے جو مین دیکھتا ہون اور گو تو پیغمبر نہین الّا میرا وصی و برادر ہے اور عاقبت تیری بخیر ہے **عفیف** کندی ابن عم اشعث بن قیس کندی کہتا ہے کہ مین مرد تجارت پیشہ تھا اپنا مال ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجاتا قبل از ظہور امر نبوت کچھ مال منا مین لیگیا تھا تاکہ فروخت کرون ایک دفعہ عباس بن عبد المطلب کے پاس بیٹھا باتین کر رہا تھا آفتاب اسوقت ڈھل چکا تھا دیکھا مین نے کہ ایک جوان ایک خیمہ سے برآمد ہوا اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ اور قبلہ رو ہوکر نماز پڑھنے لگا بعد ازان ایک لڑکا نکلا اور وہ اس کے دہنے جانب کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت باہر آئی اور وہ اُن دونو کے پیچھے کھڑی ہوئی یہ رکوع و سجود کرتے تھے اور مین حیرت سے ٹکٹکی باندھے اُنکی طرف دیکھ رہا تھا عباس نے کہا کیا دیکھتا ہے مینے کہا اے ابا الفضل یہ ایک امر عظیم و بزرگ ہے انہون نے کہا جانتا ہے کہ یہ جوان کون ہے یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا برادر زادہ اور یہ لڑکا علی ابن ابی طالب میرا دوسرا بھتیجا ہے اور یہ عورت خدیجہ بنت

روایت عفیف کندی

خویلد زوجہ محمد ہے۔ محمد کہتا ہے کہ میرا خدا۔ خدائے سمٰوات و ارض ہے اُسی نے مجھکو اسکا امر کیا ہے۔ وہ خزانے کسرےٰ اور قیصر کے میرے لئے کھولیگا۔ قسم بخدا کہ ان تین کے سوا روئے زمین پر کوئی اور یہ دین نہین رکھتا۔ عفیف مذکور شیوع اسلام میں اس حدیث کو نقل کرتا اور افسوس کرتا تھا کہ کیوں اس روز اسلام نہ لے آیا کہ سبقت اسلام مین ثانی امیر المومنینؑ ہوتا **کتاب** ارشاد مین حضرت رسولخدا سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ اوّل شخص جو مجھ پر ایمان لایا علی ہے وہ سب سے پہلے بروز قیامت میرے ساتھ مصافحہ کریگا وہ ہے صدیق اکبر اور فاروق درمیان حق و باطل کے اور یعسوب امیر ہے مومنینؑ کا اور مال یعسوب ظالمون کا ہے اور نیز آپنے فرمایا کہ ملائکہ سات سال تک تنہا مجھ پر اور علیؑ پر صلوات بھیجتے رہے کس لئے کہ شہادت وحدانیت خدا اور میری رسالت کی اس مدّت مین میرے اور علیؑ کے سوا کسی سے آسمان پر نہین گئی **مُولّف** کہتا ہے کہ بعثت سے سات سال یا کچھ کم و بیش تک کسی صحابی کا سوائے امیر المومنینؑ کے اسلام نہ لانا کتب اہل سُنّت سے بھی ثابت ہے **استیعاب** میں بروایۃ حبۃ عرنی لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ مینے خدا عزّوجل کی عبادت کی پانچ سال قبل اس کے کہ کوئی اس اُمت سے اُس جلّ شانہ کی عبادت کرے اور خصائص نسائی مین ہے قَالَ عَلِیٌّ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُو رَسُوْلِ اللّٰہِ وانا الصّدیق الْاَکْبَرُ اَسْلَمْتُ قَبْلَ اَنْ اَسْلَمَ النَّاسُ بِسَبْعِ سِنِیْنَ لَا یَقُوْلُھَا غَیْرِیْ اِلَّا کَاذِبٌ یعنی مین ہون بندہ خدا اور بھائی رسولخدا کا اور مین صدیق اکبر ہون اسلام لایا ہون سات برس پہلے اورون سے۔ کوئی میرے سوا اسکو نہ کہیگا الّا جھوٹا۔ نیز خصائص مین ہے قَالَ عَلِیٌّ لَا اَعْرِفُ اَحَدًا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَبَدَ اللّٰہَ مَعَ نَبِیِّنَا صلعم غَیْرِیْ عَبَدْتُ اللّٰہَ قَبْلَ اَنْ یَّعْبُدَہٗ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ تِسْعَ سِنِیْنَ یعنی فرمایا علی مرتضےٰ نے کہ نہیں پہچانتا مین اس اُمت سے کسی کو کہ عبادت کی ہو اس نے ساتھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے میرے عبادت کی مینے حقتعالی کی قبل ہر عبادت کرنیوالے کے بقدر نو سال کے یہہ اور مثل اس کے اور روایات کثیرہ دلالت کرتی ہیں کہ وہ حضرت جناب رسالت پناہ کے ساتھ سالہا سال تک شرف اسلام و عبادت ملک علّام میں متفرد و یکتا رہے ہیں اسی سبب سے اہل سُنت کو بھی چار ناچار آنحضرت کا سب سے پہلے اسلام لانا تسلیم کرنا پڑا چنانچہ یہ امر انکے ہان مشہورات مستفیضہ بلکہ اجماعیات سے ہے **تاریخ الخلفا** مین ہے قال ابن عباس وزید بن ارقم وسلمان الفارسیؓ وجماعۃ انہ اول من اسلم ونقل بعضھم الاجماع علیہ یعنی ابن عباس و زید ارقم و سلمان فارسی اور ایک اور جماعت صحابہ کی قائل ہوئی ہے کہ وہ یعنے امیر المومنینؑ اوّل ہیں اسلام لانیوالوں کے اور بعضوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ نام اس جماعت قائلین کے جنکو اس مورخ نے طول جان کر چھوڑ دیا ہے صاحب روضۃ الاحباب جمال الدین عطاء اللہ حسینی نے مفصل لکھے ہیں منجملہ ان کے ہیں ابوذر غفاری و مقداد بن اسود کندی و جناب ابن الارث و جابر بن عبد اللہ انصاری و خزیمہ بن ثابت انصاری و ابو ایوب انصاری و انس بن مالک اور نیز روضۃ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت نے ہاتھ علیؑ کا اپنے دست حق پرست میں پکڑکر فرمایا ھٰذا اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ یعنی یہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا۔ اور نیز فرمایا آنحضرت نے اول ھذہ الامۃ ورودا علی الحوض اولھا اسلاما علی بن ابیطالب یعنی سب سے پہلے اس اُمت میں جو حوض کوثر پر وارد ہوگا وہ شخص ہوگا جو تمام سے پہلے اسلام لایا ہے اور وہ علی بن ابی طالب ہے۔

اور عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا السبق ثلاثۃ السابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسےٰ
صاحب یٰس والسابق الی محمدؐ علی ابن ابیطالبؑ یعنی سبقت کرنیوالے تین شخص ہین سبقت کرنیوالا طرف موسےٰ کے یوشع بن نون اور سبقت
کرنیوالا طرف عیسیٰ کے صاحب یٰسین یعنی شمعون بن حمون الصفا اور سبقت کرنیوالا طرف محمد مصطفےٰ کے علی بن ابی طالبؑ ہے - یہہ
حدیث جسے ابن حجر نے بھی صواعق محرقہ مین نقل کیا ہے جیسا کہ آنحضرتؑ کے سابق الاسلام ہونے پر دلالت کرتی ہے ویسا ہی اس سے
انکا خلیفہ بلا فصل رسول اللہ ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ ہر دو شخاص اُمتہائے سابقہ کے جن سے سبقت مین آپکو تشبیہہ دی گئی ہے وہ ہین
جو بعد موسیٰ و عیسے علیہما السلام کے انکے وصی و جانشین ہوئے پس امیر المومنینؑ کس لئے بعد محمد مصطفےٰ کے آنحضرت کے وصی و جانشین
نہون - نیز روضۃ الاحباب میں ہے - کہ از وے بہ ثبوت پیوستہ کہ فرمود صلیتُ مع النبیؐ قبل الناس سبعًا یعنے امیر المومنین نے فرمایا
کہ مینے پیغمبر خدا کے ساتھ سات سال اوروں سے پہلے نماز پڑھی ہے **بالجملہ** امیر المومنینؑ کا ہر کس و ناکس سے سالہا سال پہلے اسلام لانا
ایسا نہین کہ اسلام مین کسی فرد بشر پر مخفی ہو مگر تعصب بھی کیا بُری بلا ہے کہ باوجود اس سب کے بھی بعضوں نے آنکھوں پر ٹھیکری دھر کر
کہدیا کہ ابوبکر ہی سب سے پہلے اسلام لائے ہین - اور بعض اس سے بڑی ہوشیاری سے منہ شریف سے اُتار کر یہ بتاتے کہ لڑکوں
مین سب سے پیشتر علی عورتون مین خدیجۃ الکبریٰ غلاموں میں زید بن حارثہ اور غیر عمر کے آدمیوں میں ابوبکر مسلمان ہوئے ہین اور مقصود
انکا اس تاویل علیل سے یہہ ہے کہ سات یا نو برس کا تفاوت جو درمیان اسلام امیر مومنانؑ و اسلام ابوبکر بن ابی قحافہ کے ہے اسکو
خورد برد کر جائین کیونکہ ان کے گمان مین جب ہر ایک کا سابق الایمان ہونا ایک جہۃ خاص پر مبنی ہوا تو پھر تقدیم و تاخیر کی بحث ہی فضول
ٹھیری اس مقام پر مولوی شیخ احمد صاحب مرحوم عثمانی شیعی نے خوب کہا ہے "کہ رکاکت اس تاویل کی عیان ہے کیونکہ بروئے اس تاویل
کے شیخ مشر کوئلم بھی کہ چودھویں صدی میں مسلمان ہوئے سابق الایمان قرار پا سکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لیورپول واقع انگلستان کے
آدمیون مین سب سے پہلے مسٹر کوئیلم مسلمان ہوئے" واقعی اس صورت مین جو لوگ کہ کفار ہند و چین وغیرہ سے اول مسلمان ہوئے گو
بعثت پیغمبر سے صدہا سال بعد ہوتے ہوں وہ بھی سابقین اولین مین داخل ہو سکتے ہین - اور نیز حضرت ابوبکر حسب تحقیق و تصریح
علماء اہل سنت چالیس پینتالیس سال کی عمر مین مسلمان ہوئے اس عرصہ تک ظاہر ہے کہ بتون کے آگے سر جھکاتے اور ننک گھسنی کرتے
رہے ہین بخلاف امیر کبیر کے کہ روز ازل کے مسلمان بچپنے میں ہی کبھی بھولکر بت کے آگے سجدہ نہین کیا - چنانچہ تاریخ الخلفا مین ہے
قال الحسن بن زید بن الحسن ولم یعبد الاوثان قط لصغرہ یعنی حسن بن زید بن حسن نے کہا کہ آنحضرتؑ نے اپنے بچپن کے زمانے مین
بھی کبھی بتوں کی پرستش نہین کی دیگر یہہ کہ اسلام امیر المومنینؑ صرف یہہ تھا کہ حضرت رسولخدا نے انکو دعوت کی آپنے اجابت فرمائی بخلاف
حضرت عتیق صدیق اہل سنت کے کہ آنحضرت سے طالب دلیل و برہان ہوئے اور جبتک معجزہ بینہ آپسے نہین دیکھ لیا اسلام نہیں لائے
تفصیل اس اجمال کی حسب تصریح معتبرین اہلسنت مثل صاحب روضۃ الاحباب وغیرہ یہہ ہے کہ خلیفہ اول ملک یمن کو گئے تھے وہان
ایک یہودی روشن ضمیر تین سو نوے سال کے بوڑھے نے انکو ظہور اسلام کی خبر دی اور قبول اسلام و متابعت رسول انام کی تاکید بلیغ فرمائی

بشارت اسلام ابوبکر

چنانچہ ابوبکر مکہ مین واپس آئے تو اپنے دوست آشناؤن سے پوچھا کہ یہان کوئی امر جدید حادث ہوا ہے انہوں نے کہا ہاں یتیم ابوطالب
محمد بن عبد اللہ دعویٰ نبوت کا کرتے ہین - ابوبکر خدمت بابرکت حضرت رسالت مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اے ابوبکر اسلام قبول
کر صدیق سُنیان نے باوجود ہدایت اُس پیر صافی ضمیر کے تصدیق نبوت میں پس و پیش کر کے آپ سے دلیل و حُجت طلب کی - حضرت
نے فرمایا کہ میری حجت وہی بوڑھا ہے کہ تو نے مُلکِ یمن میں اُس سے ملاقات کی پس تمام قصہ اس ملاقات کا من و عن بیان
فرمایا پس کجا یہہ حالت تزلزل و حیرت کہاں وہ صورت اخلاص و صداقت خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت اور نور کو نار سے کون
مناسبت شاعر کہتا ہے ؎ کہے یون جو چاہے کوئی غیر سے * پہ نسبت علی کو نہین غیر سے * **اعتراض** کیا جاتا ہے
کہ بوقت اسلام امیر المومنینؑ طفل صغیر السن تھے پس بچپنے کے اسلام کا کیا اعتبار اور کیا اسپر افتخار **جواب** اس کا یہہ ہے کہ بوقت
بعثت پیغمبر خدا - علی مرتضیٰ بموجب روایات صحیحہ واقعی دس سال سے زیادہ کے نہ تھے چنانچہ خود فرماتے ہین ؎ سبقتکم الی
الاسلام طرًا * غلامًا ما بلغتُ اوان حُلُمی جسکا ترجمہ مولوی کریم الدین پانی پتی مترجم تاریخ ابو الفداء نے اُردو مین اس طرح
کیا ہے ؎ مسلمان مین ہوا ہوں سب سے پہلے * درآنحالیکہ نابالغ تھا لڑکا * مگر معترضین کو چاہئے کہ یہ اعتراض پہلے تو حق سبحانہ
تعالیٰ پر کرین کہ اُس نے اپنے نبیؐ کو بچون کو اسلام کی طرف بُلانے پر کس لئے مامور کیا اور پھر حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
اس اعتراض کے لئے نہایت ہی موزون ہین انہون نے ایک غیر مُکلّف لڑکے کو تکلیف اسلام کر کے صرف قبول اسلام ہی پر
اُس سے اکتفا نہیں کیا بلکہ اُسکے اِس اسلام لانے پر فخر کرتے اور فخریہ کہتے تھے ھٰذا اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِی یہہ ہے جو سب سے پہلے
مجھ پر ایمان لایا ہے - فخر کیا آپ تو اس اسلام کذائی پر اعلےٰ درجہ کا ثواب آخرت مترتب فرماتے اور برملا کہتے تھے کہ علی سب سے
پہلے حوض کوثر پر وارد ہوگا کس لئے کہ وہی سب سے پہلے اسلام لایا ہے - اور وہ اس سبقت اسلام مین مشابہ اوصیاء انبیاء مثل
حضرت یوشع و شمعون کے ہے - جیسا کہ ہم نے ابھی کتب اہل سُنت سے نقل کیا ہے - پس اگر بچپنے کے اسلام کا کچھ اعتبار و افتخار
نہ تھا تو کس لئے وہ حضرت ایسا اور ایسا فرماتے تھے خدا و رسول پر اعتراض وارد ہونے تک بھی امر سہل تھا زیادہ دشواری حضرات
معترضین کے لئے آگے چلکر ہے - کیونکہ صحابہ کبار بھی جنمین حضرت انس بن مالک جیسے بزرگان مقبولین شامل ہین آنحضرتؐ کے اس
بچپنے کے اسلام کو معتبر رکھتے اور فضائل و مناقب اس جناب سے شمار کرتے تھے - پس اب انحضرات کو چاہئے کہ اس اعتراض کو
صحابہ کبار پر جنکا ذکر تاریخ الخلفا سے مجملًا و روضۃ الاحباب سے ابھی مفصلًا گزرا - وارد ہوتا دیکھکر گھر ہی گھر مین فیصلہ کرلین
اور زیادہ چون و چرا نہ کرین - اور جو اس پر بھی نہیں سمجھتے تو آئین ہم انکو سمجھائے دیتے ہین - صاحبو - امیر المومنینؑ تمہارے خلیفوں
کی طرح عام آدمیوں سے نہ تھے کہ بوڑھے طوطے ہوکر اسلام لاتے جبھی معتبر ہوتا - وہ حضرت ازل سے بندۂ خاص خدا مقبول
بارگاہ کبریا خطا و عصیان سے بری برادر و نفس رسول عربی - دیگر انبیا کے صفات کے جامع و حاوی تھے - ایمن آدمؑ کا علم نوحؑ کا
تقوے - ابراہیمؑ کی خُلت موسیٰؑ کی ہیبت عیسیٰؑ کی عبادت جمع تھی - انکی طینت پاک انکی خلقت نورانی انکا علم علم لدنی و وہبی انکے

لئے آفتاب نے رجعت قہقری کی انکی خاطر آسمان سے تلوار اتری س ؎ خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر ٭ علیؑ کا مرتبہ اللہ اکبر ٭
پس آپکے اسلام وایمان باپ کی پیٹھ مین ہو یا مان کے پیٹ مین لڑکپن مین ہو یا جوانی و پیری مین اعلےٰ درجہ کا ایمان کمال ایقان واصل
عرفان تھا آنحضرت کو کسی عمر وبکر پر قیاس کرنا نور وظلمات ودن رات کو ایک دیکھنا دُرِ بے بہا کو کوڑیون کے مول لگانا۔ طلاء احمر کو
ڈھیلا پتھر تبلانا ہے نہین نہین بلکہ اپنے کور باطنی وظاہری نابینائی کو خلائق پر جلوہ گر کرنا اور اپنی حماقت وجہالت وعصبیت وناصبیت
کا کامل ثبوت دینا ہے **روضۃ الواعظین** وغیرہ کتب معتبرہ مین ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ایک بار سلمان فارسیؓ
وابوذر غفاری مع دیگر اجلۂ صحابہ کے خدمت بابرکت حضرت رسالت پناہ مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ ہم آپکے پسر عم علی
ابن ابی طالب کے حق مین کچھ لوگون سے ایسی باتین سنتے ہیں جو ہمکو ایذا دیتی اور اندوہگین کرتی ہیں۔ وہ کہتے ہین کہ علیؑ کو سبقت
اسلام مین کیا فخر وفوقیت ہے حالانکہ وہ لڑکپن مین اسلام لائے ہین۔ آپنے فرمایا تم نے کتب سابق مین پڑھا ہے کہ ابراہیمؑ پیدا
ہوئے تو اپنے موہنہ اور سر پر ہاتھ پھیرا اور شہادت وحدانیت خدا کی اور پارچہ اٹھا کر ستر عورتین اپنا کیا۔ پس نظر کی طرف
آسمان وزمین کے اور عبرت پکڑی اس سے اور اتمام حجت کیا ان لوگون پر کہ ستارون کو پوجتے تھے اور اپنا پروردگار انکو خیال کرتے تھے
چنانچہ حقتعالی نے قرآن شریف مین اس کی خبر دی ہے اور نیز تم جانتے ہو کہ فرعون حضرت موسیٰ کی جستجو مین زنان حاملہ کے شکم
چاک کراتا تھا۔ موسیٰ پیدا ہوئے تو اپنی مان سے کہا کہ مجھکو تابوت میں رکھکر دریا مین ڈال دو۔ مادرِ موسیٰ بچے کی باتین سنکر حیران
تھی۔ اور غرق ہونے سے ڈرتی تھی موسیٰ نے کہا اے مادرِ گرامی خوف نہ کرو کہ حقتعالی ستر روز کے عرصے مین مجھکو تمہاری طرف پھیر لاویگا
لاجرم انہون نے صندوق میں رکھکر انکو دریا مین بہادیا اور وہ حضرت حسب وعدہ اتنے ہی عرصے مین اپنی مان کے پاس واپس آگئے۔ اور
نیز تمکو معلوم ہے کہ عیسیٰ بن مریم نے جسطرح پر کہ قرآن مین ہے بوقتِ ولادت اپنی مان کے ساتھ باتین کین اور گہوارہ میں ان سے کہا
انی عبد اللہ واتانی الکتاب وجعلنی نبیا یعنی مین بندۂ خدا ہون اُس نے مجکو کتاب دی ہے اور نبی مقرر کیا۔ پھر تین روز بعد ولادت
کے حقتعالی نے انکو کتاب وپیغمبری عطا کی اور نماز وزکوٰۃ کی وصیت فرمائی۔ علےٰ ہذا تم سب کو معلوم ہے کہ باری تعالی نے مجھکو اور علیؑ کو
ایک نور واحد سے پیدا کیا ہے ہم پشت آدم مین تسبیح وتقدیس حق سبحانہ تعالی کرتے تھے پس منتقل ہوئے پشتہائے مردان سے طرف رحمہائے
زنان کی کہ لوگ ہمیشہ آواز تسبیح وتقدیس کو ہم سے سنتے تھے۔ اور ہمارے باپون اور ماؤن کی پیشانی پر ہمارے نور کو بچشم ظاہری معائنہ
کرتے تھے حتّٰی کہ پشتِ عبد المطلب مین پہنچکر اس نور کے دو حصے ہوگئے نصف میرے باپ عبد اللہ کی پیٹھ مین گیا اور نصف چچا
ابوطالب کی پیٹھ مین چنانچہ ہمارا نور انکی پیشانیون مین چمکتا تھا۔ بحدیکہ قریش میں بیٹھتے تو اس نور کی وجہہ سے علیحدہ پہچانے جاتی
جانوران صحرا ودرندگان تک اُن پر سلام کرتے تھے جبوقت علیؑ متولد ہوئے تو جبرئیل امین مجھ پر نازل ہوئے اور پیغام الہی پہنچایا کہ حقتعالی
تمکو سلام کہتا ہے اور مبارک باد دیتا ہے ولادت پر تمہارے بھائی علیؑ کی اور فرماتا ہے کہ وقت آیا ہے کہ تمہاری پیغمبری ظاہر ووحی آشکار
ورسالت ہویدا ہو مین تمکو اس سے قوت دونگا اور تمہارا نام بلند کرونگا وہ تمہارا بھائی اور وزیر وشبیہ وتمہارا جانشین ہے پس

جاؤ اور بدست راست اسکا استقبال کرو۔ بتحقیق کہ وہ سرگروہ اصحاب مین ہے اور اسکے شیعہ ودست رو سفید ودست وپا
سفید وروشن ہونگے۔ حضرت رسول فرماتے ہین کہ مین یہ پیغام بشارت انجام سنکر اٹھا اور ابوطالب کے گھر گیا۔ علیؑ نے مجھے
دیکھا تو کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ پس صحف آدم وشیث وصحف ابراہیم وتوریت موسیٰ وانجیل عیسیٰ کو تلاوت کرنے لگے
اس طرح پر کہ اگر یہ حضرات زندہ ہوتے تو اقرار کرتے کہ علیؑ ان کتابون کو ہم سے بہتر جانتا ہے پس قرآن کی تلاوت کی بغیر اسکے کہ
مجھ سے اُسکو سنا ہو اور میرے ساتھ باتیں کین جسطرح کہ انبیاء واوصیا باہم باتین کرتے ہین بعد ازان حالت طفولیت کی طرف رجوع
کیا۔ پس یہی حال ہے گیارہ امامون کا اولاد علیؑ سے پس فرمایا حضرت رسالت نے کہ تم لوگ اہل شرک ونفاق کی باتوں سے آزردہ
نہو چونکہ تم صاحبان یقین ہو تمکو ان باتوں کی پروا نہین۔ بعد ازان دیگر فضائل ومناقب حضرت مظہر العجائب والغرائب کے
بیان فرمائے سلمانؓ کہتے ہین کہ ہم نے کہا شکر ہے حقتعالی کا کہ ہم رستگارون سے ہین حضرت رسولخدا نے فرمایا بیشک تم
رستگارون سے ہو اور بہشت ہمارے اور تمہارے لئے خلق ہوا ہے جیسا کہ جہنم ہمارے دشمنون کے لئے خلق ہوا ہے **تمکن**
امیر المومنینؑ بر وسادۂ وزارت وخلافت سید المرسلین سنی وشیعہ نے بروایات کثیرہ نقل کیا
ہے کہ حضرت رسالت پناہ نزول وحی سے تین سال تک خاموش تھے یعنی اعلان رسالت نہ فرماتے تھے۔ بعد ازان یہ آیہ شریفہ نازل
ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وبقرات اہل بیت علیہم السلام وَرَھْطَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی اے محمد اپنے رشتہ داروں
کو کہ نزدیک ترین ہین اور گروہ مخلصین کو اُنسے ڈرا اور خوف آخرت دلا۔ پس حضرت ہدایت قوم پر آمادہ وکمربستہ ہوئے حضرت
امیر المومنینؑ کو حکم دیا کہ ایک صاع گندم لے اور نان تیار کر اور ایک ران گوسفند پکا اور ایک کاسہ شیر مہیا کر اور تمام اولاد عبد المطلب کو
امر کر ضیافت کھانیکو خانۂ ابوطالب میں جمع ہوں حضرت امیر المومنینؑ نے سب سامان درست کرکے انکو کہلا بھیجا کہ کل صبح تمہاری
دعوت ہے یہ لوگ چالیس مرد یا قدرے کم وبیش تھے۔ ابولہب نے کہا محمد چاہتا ہے کہ طعام قلیل سے ہمکو سیر کرے حالانکہ ہر ایک ہم سے
ایک بکرا سالم کہا جاتا ہے اور ایک کاسہ بزرگ شیر کا پی لیتا ہے تب بھی سیر نہیں ہوتا **الغرض** بروز دیگر سب لوگ خانۂ ابوطالب
مین جمع ہوئے حضرت کے اعمام ابوطالبؑ عباسؓ وحمزہ وابولہب بھی وہاں آئے داخل ہوئے تو سب نے بطریق جاہلیت سلام کیا حضرت
نے تحیۂ اسلام جواب دیا یہ امر انکو ناگوار معلوم ہوا اور خلاف اپنے رسم وقاعدہ کے سلام پسند نہ آیا۔ امیر المومنینؑ نے شوربے مین
روٹی بھگوکر ثرید بنایا۔ اور مع کاسہ شیر سب کے آگے لا رکھا حضرت رسولخدا نے اپنی دستہائے مبارک کو کھانے پر رکھا پھر فرمایا بسم اللہ کرو
اور بنام خدا نوش جان فرماؤ یہ دوسری بات تھی کہ ان لوگون پر گران گزری کہ بجائے بتون کے نام خدا کا امر کیا۔ مگر گرسنہ زیادہ
تھے کھانے میں مصروف ہوئے۔ سب کے سب کھا کر سیر ہوگئے لیکن کھانا ہنوز بدستور موجود تھا اور کچھ اس سے کم نہوا تھا حضرت رسولخدا
چاہتے تھے کہ کلام شروع کرین مگر ابولہب نے سبقت کرکے کہا دیکھا تم نے کہ تمہارے صاحب نے تم پر کیا جادو کیا کہ طعام قلیل سے تمکو سیر کردیا
اور کھانا ہنوز باقی ہے چونکہ اس مردود نے مبادرت کی آپ کی تکذیب پر لہذا حضرت نے اس روز کلام نہ کیا یہ لوگ جیسے آئے تھے

ویسے ہی لوٹ گئے پس حضرت نے فرمایا یا علیؑ دیکھا تو نے کہ اس مرد نے کیسی سبقت کی مین نے اسی وجہ سے کلام نہین کیا تم کل پھر اسی قدر طعام مہیا کرو اور ان لوگون کو بلاؤ تاکہ اپنی رسالت کو ان تک پہنچاؤن اور حجت تمام کرون - دوسرے روز پھر امیر المومنینؑ نے طعام ترتیب دیا اور اس گروہ نے حسب لخواہ سیر ہو کر کھایا - اسوقت حضرت رسولخدا نے ارشاد کیا اے اولاد عبد المطلب مین گمان نہین کرتا کہ عرب کے کوئی شخص اپنے قوم و قبیلہ کے لئے ایسی شے لایا ہو جو بہتر ہو اس سے کہ مین تمہارے لئے لایا ہون تحقیق کہ مین بھلائی دنیا و آخرت کی تمہارے لئے لایا ہون دنیا مین خزانے کسرےٰ و قیصر کے حقتعالی تمہارے لئے کھولدیگا اور آخرت مین جنۃ الخلد تمہارا مسکن و مقام ہوگا اگر وحدانیت خدا اور میری رسالت کا اقرار کرو ایہا الناس اگر مین تمکو خبر دون کہ تمہارا دشمن اس پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا کمین لگا رہا ہے کہ صبح و شام مین تمہارے اوپر آن پڑے تو تم اس امر مین میری تصدیق کروگے یا جھٹلاؤگے سب نے کہا کہ تصدیق کرینگے کس لئے کہ تم ہمارے درمیان مین راست گو ہو - آپ نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ کیسا خیر خواہ اُس کے ساتھ دروغ گوئی نہیں کرتا - تحقیق کہ حقتعالی نے مجھکو پیغمبری خلائق پر بھیجا ہے اور امر کیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیز و اقربا کو اسلام کی طرف دعوت کرون اور عذاب آخرت سے انکو ڈراؤن تم میرے قریبی رشتہ دار ہو جو طعام کہ تم نے ابھی یہان پر کھایا اسمین میرا معجزہ دیکھ لیا وہ مائدہ بنی اسرائیل سے کمتر نہین جو اسکو کھاکر مجھ پر ایمان نہ لائیگا حقتعالی اسکو عذاب مدید شدید مین مبتلا کریگا اے پسران عبد المطلب تم پر مخفی نہ رہے کہ پروردگار عالم نے کوئی پیغمبر نہین بھیجا الا یہ کہ اُسکے اہل سے ایک شخص کو اُس کا بھائی و وصی و وارث مقرر فرمایا ہے پس جو کوئی تم سے سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائیگا وہی میرا بھائی و وارث و وصی و خلیفہ ہوگا اور وہ مرتبہ اسکا ہوگا جو ہارون کو موسیٰ سے تھا - پس کون تم سے پیش قدمی کرتا ہے میری بیعت پر تاکہ میرا معین و مددگار ہو میرے مخالفون پر اور میرا بھائی اور وصی و خلیفہ ہو اور وہی میری طرف سے تبلیغ رسالت کرے اور میرے قرضون کو ادا اور میرے وعدون کو وفا فرمائے - حضرت یہ باتین کرتے تھے اور حاضرین حیرت نقش دیوار ساکت تھے جب آپ نے کلام کو تمام کیا تو امیر المومنینؑ اُٹھے اور عرض کی میں آپ سے بیعت کرتا ہون جس شرط پر کہ آپ چاہین - جو حکم آپ کرینگے اطاعت کرونگا - حضرت نے فرمایا بیٹھ جا کہ شاید جو لوگ سن مین تجھ سے بڑے ہین انمین سے کوئی اُٹھے اور دوبارہ اس کلام شریف کا اعادہ فرمایا - مگر سب خاموش تھے کشف الغمہ مین ہے کہ ابو طالب نے مصلحت نہ جانا کہ برملا اظہار اسلام کرکے بیعت کرین کہ مبادا لوگ انسے منحرف ہوجائین اور انکی قوت و شوکت گھٹ جائے اور آپکی حمایت و حفاظت اچھی طرح نہ کرسکین علےٰ ہذا حمزہ و جعفر و عباس وغیرہ کہ بدل اس طرف مائل تھے عداوت قریش کے سبب خاموش رہے باقی اپنے کفر پر مصر تھے پس ابو طالب نے کہا اے فرزند جو کچھ تم کہتے ہو راست و درست ہے الا مین مرد سن رسیدہ ہون میری عمر تمام ہوچکی میری خدمت یہ ہے کہ شر اعدا سے تمہاری حفاظت کرون تم جس بات پر حقتعالی کی طرف سے مامور ہوا اسمین مشغول رہو غرض امیر المومنینؑ پھر اُٹھے اور وہی کلمات عرض کئے جو پیشتر عرض کئے تھے تیسری مرتبہ حضرت رسولخدا نے علی مرتضیٰؑ کو اپنے قریب بلایا اور انسے بیعت لی - اور آب دہان مبارک اپنا انکے موہنہ پر ڈالا - اور درمیان دو بازو اور سینہ کے چھڑکا ابولہب نے

کہا خوب بدلا دیا تو نے اپنے بھائی اور اپنے ابن عم کا جس نے تیری اجابت کی کہ اسکا موہنہ تھوک سے بھر دیا - حضرت نے فرمایا بلکہ مینے اسکو علم و حلم و فہم سے مملو کیا ہے **بروایت** ابو الفدا امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مین آپکے دشمنون کے نیزہ لگاؤنگا اور آنکھین انکی پھوڑ دونگا اور شکم انکے چاک کرونگا اور ٹانگین انکی قطع کرونگا اور آپ کا وزیر ہونگا - حضرت نے علی مرتضیٰ کی گردن پر دست مبارک رکھ کر ارشاد کیا کہ یہ ہے میرا بھائی اور وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان اس کی سنو اور اطاعت کرو یہ سنکر سب لوگ از روئے تمسخر ہنسکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بات سنو اور اسکی اطاعت قبول کرو تمکو یہ حکم ہوا ہے **شیخ** مفید علیہ الرحمہ کتاب ارشاد مین بعد نقل روایت ہذا فرماتے ہین کہ یہ ایک منصب عظیم الشان ہے مخصوص امیر مومنان کے کسی مہاجر و انصار و دیگر مسلمان کو اسمین دخل و شرکت نہین اور کوئی اس بارگاہ عالی میں آنحضرت کی ہمسری نہین کرسکتا حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت رسولخدا آنحضرتؑ کی وجہ سے تبلیغ رسالت و اجراء اسلام و اظہار دعوت پر متمکن ہوئے اگر امیر المومنینؑ نہوتے تو اثبات ملت و استقرار شریعت و اظہار رسالت کی کوئی صورت نہ تھی - پس علی علیہ السلام ناصر اسلام و وزیر داعی الی الاسلام بحکم ایزد علام ہین حضرت رسول نے آپ کی ضمانت و حمایت سے امور رسالت کو تمام کیا - پس یہ ایک فضیلت ہے کہ پہاڑ اسکے ہموزن نہین ہوسکتے اور اس کی قدر و منزلت جملہ فضائل و مناقب سے بڑھ کر ہے **معراج** معراج جسمانی حضرت رسالت پناہ کو بنا بر مشہور قبل ہجرت مکہ معظمہ مین ہوا جبرئیل امین براق بہشت آپ کے واسطے لائے اور اُسپر حضرت کو سوار کرکے پہلے بیت المقدس پھر بیت المعمور پر لے گئے - سات آسمان عرش و کرسی کی سیر فرمائی ارواح انبیاء و اہل ملاء اعلےٰ سے ملاقات کی - بہشت و دوزخ کا معائنہ کیا - اعلےٰ مراتب قرب نزدیکی حضرت باری تعالی کو پہنچے مرتبہ قاب قوسین او ادنےٰ پر فائز ہوئے شرف مکالمہ و مناجات رب الارض والسماوات سے مشرف ہوئے پھر اسی رات کو مکہ مشرفہ کو واپس تشریف لائے - یہ قصہ بہت طول طویل ہے اس کتاب مین چونکہ مقصود بیان حالات امیر المومنینؑ ہے اسلئے یہان پر اس سے چند روایتین نقل ہوتی ہیں جو آنحضرتؑ سے علاقہ رکھتی ہین - اور جنسے شرف و بزرگواری آپ کی ہویدا ہے **واضح** رہے کہ شب معراج حقتعالی نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو خلافت و امامت امیر المومنینؑ کی تاکید بلیغ فرمائی اور مراتب و مدارج آنحضرت کے بضمن مراتب و مدارج حضرت خاتم المرسلین پہلے سے زیادہ ظاہر و روشن ہوئے **مروی** ہے کہ حضرت رسولخدا کسی آسمان سے نہین گزرتے تھے الا یہ کہ فرشتے وہان کے آنحضرت پر سلام کرتے اور حال میمنت اشتمال امیر المومنینؑ کا انسے دریافت کرتے - اور کہتے کہ جب آپ واپس دنیا میں جائیں تو سلام نیاز التیام ہمارا آنحضرتؑ کو پہنچائیں حضرت رسولخدا نے پوچھا آیا تم علی بن ابی طالبؑ کو پہچانتے ہو فرشتون نے کہا کیونکر ہم نہ پہچانین آنحضرتؑ کو حالانکہ حق تعالی نے بروز الست تمہارا اور آنحضرت کا پیمان ہم سے لیا ہے - پس ہم ہمیشہ تم پر اور آنحضرتؑ پر صلوات بھیجتے ہین - محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر روایت کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ جب مجھکو آسمان پر لے گئے - اور سدرۃ المنتہیٰ سے گزر کر حجاب ہائے نور تک پہنچا اور شرف مناجات و ہم کلامی جناب ایزدی پر فائز ہوا تو وہ وقت

ارشاد ہوا یا محمد مینے کہا لبیک اے پروردگار میرے وسعدیک مین بندہ تیرا ہون اور تو بابرکت و بلند رتبہ ہے پس فرمایا حق سبحانہ نے جان تو کہ علی ابن ابیطالب امام و پیشوا ہے میرے دوستونکا اور نور ہے میرے اطاعت کرنیوالون کے لیے اور وہ ہے کلمہ کہ لازم کیا ہے مینے اسکو اہل تقوی و پرہیزگاری پر۔ پس جس نے اطاعت علیؑ کی کی اُس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے اسکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ پس اس کو خوشخبری دے اس مرتبہ جلیل کی حضرت رسولخدا زمین پر تشریف لائے تو بشارت دی علیؑ کو اور جو کچھ حقتعالی نے انکے حق مین فرمایا تھا۔ سر بسر انسے بیان کیا۔ امیرالمومنینؑ نے کہا یا رسول اللہؐ آیا میری قدر اس درجہ کو پہنچی ہے کہ ایسے مکان برتر مین مجکو یاد کرین حضرت نے فرمایا البتہ۔ اے علی اپنے پروردگار کا شکر بجا لاؤ۔ پس وہ حضرت سجدۂ شکر جناب باری عز اسمہ کے لئے جھکے پس حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علی سجدہ سے سر اُٹھا کہ حقتعالی تیرے سبب سے اپنے ملائکہ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ اور خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا یا علیؑ مینے شب معراج تیرا نام چند مقامون مین اپنے نام کے ساتھ مقرون پایا پس بنظر غور و تامل اسکو دیکھا۔ اوّل جبکہ مین بیت المقدس پہنچا تو وہان صخرہ ارسنگ عظیم اپر لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ کہ کوئی معبود نہین سوائے خدائے عزوجل کے اور محمد رسول اسکے ہین تائید کی ہے مینے اُنکی ساتھ انکے وزیر کی مینے جبرئیل سے پوچھا کہ میرا وزیر کون ہے انہون نے کہا علی ابن ابیطالب دوسرے جب سدرۃ المنتہی سے گزر کر عرش معلےٰ پر پہنچا تو قوائم عرش پر لکھا دیکھا انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ تحقیق کہ میں ہوں خدائے بزرگ و برتر اور محمد میرے حبیب ہین میری خلائق سے نصرت و تائید کی ہے مینے انکی ساتھ انکے وزیر کی تیسرے جبکہ داخل جنت ہوا تو دروازۂ جنت پر دیکھا کہ تحریر ہے لا الہ الا انا محمد حبیبی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بہ بروایت دیگر ساتوین آسمان پر پہنچا تو لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ بن ابیطالب امیرالمومنینؑ اور جب حجاب ہائے نور پر پہنچا تو اسی عبارت کو لکھا دیکھا۔ اور فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ جب شب معراج مین پہلے آسمان پر پہنچا تو ایک قصر نقرۂ سفید کا دیکھا کہ دو فرشتے اُسکے دروازے پر موکل جبرئیل نے میرے اشارے سے اُنسے پوچھا کہ یہ قصر کسکا ہے انہون نے کہا کہ ایک جوان کا فرزندان ہاشم سے۔ آسمان دوم پر پہنچا تو ایک قصر طلائی سرخ کا نظر آیا وہان بھی دو فرشتے در قصر پر موجود تھے اُنسے حال مالک مکان کا دریافت کیا تو وہی جواب پایا جو پہلے آسمان پر ملا تھا کہ ایک جوان ہاشمی کا ہے تیسرے آسمان پر قصر یاقوت سرخ کا۔ چوتھے پر مروارید سفید کا پانچوین آسمان پر مروارید زرد کا چھٹے پر قصر مروارید سبز کا تھا دو دو فرشتے ہر ایک کے دروازے پر بدستور متعین تھے ساتوین آسمان پر ایک محل دیکھا کہ اسکی بنیاد نور عرش الہی سے تھی دو فرشتے اُسکے دروازے پر بھی نگہبان تھے سب جگہ جبرئیل میرے کہنے سے صاحب قصر کا حال اُن فرشتوں سے دریافت کرتے اور وہی جواب سُنتے تھے جو پہلے اور دوسرے آسمان پر سُنا تھا۔ پس میں اس مقام سے اوپر گیا تا اینکہ سدرۃ المنتہی پر پہنچا وہان سے جبرئیل مجھ سے علیحدہ ہو گئے مینے کہا اے جبرئیل

یہ روایت کتاب مودۃ القربی میر سید علی ہمدانی مین درمیان مودۃ ثامنہ کے بھی مذکور ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

مجھکو ایسی جگہ تنہا چھوڑتے ہو۔ کہا بحق اس خداوند جل و علا کے جس نے تمکو براستی پیغمبری پر بھیجا ہے کہ یہ مکان جہان تم پہنچے ہو کوئی بھی مرسل و ملک مقرب یہانتک نہین آیا۔ مجھکو طاقت نہین کہ ذرا اس سے آگے بڑھون پس تمکو سپرد بخدا کرتا ہون پس مین دریائے نور مین داخل ہوا اور امواج عظمت و جلال مجھکو نور سے ظلمت اور ظلمت سے نور کی طرف لیجاتی تھین تا اینکہ حقتعالی نے اپنے ملکوت سے اس مقام پر ایستادہ کیا جہان کہ منظور الہی تھا وہان آواز آئی کہ اے احمد میری خدمت مین کھڑا ہو۔ رعب سے اس آواز کے لرزہ بدنمین پڑ گیا اور عالم آلودگی دنیا سے تہی کیا دوبارہ آواز آئی اے احمدؐ۔ مینے بموجب الہام ربانی عرض کی لبیک وسعدیک ندا آئی خداوند جلیل تجھکو سلام پہنچاتا ہے مینے کہا وہ جل شانہ سلام ہے اور اس سے سلام ہے اور اسکی طرف رجوع کرتے ہین سلام سب کے پس شرف مکالمہ و مناجات حضرت قاضی الحاجات سے مشرف ہوا اور ارشاد ہوا کہ زمین پر تو نے کسکو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا مینے عرض کی اپنے پسر عم علیؑ ابن ابیطالب کو سات مرتبہ ملکوت اعلےٰ سے آواز آئی کہ اے احمدؐ علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ بہتر سلوک کر اور اسکی حرمت کو نگاہ رکھ پس دیکھا مینے کہ ساق عرش پر لکھا ہے کہ کوئی معبود نہین میرے سوا اور محمد رسول و پیغمبر میرا ہے قوت بخشی مینے اسکو ساتھ علی ابن ابی طالب کے پس ارشاد ہوا کہ اے احمدؐ مینے تیرا نام اپنے نام سے اشتقاق کیا ہے مین ہون خداوند حمید محمود اور تو محمد ہے اور تیرے ابن عم کا نام اپنے نام سے نکالا ہے میں علی اعلی ہون اور وہ علی ہے۔ اے ابوالقاسم مراجعت کر درانحالیکہ ہدایت یافتہ و ہدایت کنندہ ہے خوشا حال تیرا اور اسکا جو تجھ پر ایمان لائے۔ اور تصدیق تیری کرے حضرت رسولؐ فرماتے ہین کہ مین پھر دریائے نور مین غوطہ زن ہوا کہ موجین اسکی مجھکو نیچے لاتی تھین حتے کہ سدرۃ المنتہی مین جبرئیل کے پاس پہنچا۔ اور جو جو باتین قابل بیان تھین انسے بیان کین جبرئیل نے کہا تمکو معلوم ہے کہ حق تعالی نے تمکو بلفظ ابوالقاسم کسلئے خطاب کیا مین اسکے جواب مین متامل تھا کہ صدا آئی کہ ہم نے ابوالقاسم تجھکو اسلئے کہا کہ تو ہماری رحمت کو بروز قیامت ہمارے بندون مین قسمت کریگا۔ پس جبرئیل نے کہا گوارا ہو تمکو اے محمد کرامت اپنے پروردگار کی قسم بخدا اے حبیب میرے کہ جو کرامت تمکو عطا ہوئی ہے کسیکو اس سے پہلے عطا نہین ہوئی پس جبرئیل میرے ساتھ ہوئے اور مینے دنیا کی طرف مراجعت کی ساتوین آسمان پر اس قصر نورانی کے پاس گزر ہوا تو جبرئیل سے کہا کہ نام اس جوان ہاشمی صاحب قصر کا اس فرشتے سے دریافت کر فرشتے نے کہا وہ پسر عم محمد مصطفےٰؐ علیؑ مرتضی ہے اسی طرح ہر قصر کے پاس پہنچکر نام دریافت کرتا تھا اور یہی جواب سُنتا تھا دوسری روایت مین ہے کہ حقتعالی نے ندا کی اے محمد تو بندہ میرا ہے اور مین پروردگار تیرا ہون پس خضوع و شکستگی کر میرے لئے اور عبادت و بندگی میری بجا لا اور اعتماد کر مجھ پر اور بجز میرے کسی پر اعتماد و بھروسہ نہ کر بتحقیق کہ مین نے تجھکو چنا اور پسند کیا ہے تاکہ میرا بندہ و حبیب رسول و پیغمبر ہو۔ اور تیرے بھائی علیؑ کو چنا اور پسند کیا تاکہ میرا خلیفہ و مقرب ہو پس وہی حجت میری میرے بندون اور پیشوائے خلق ہے تیرے بعد اس سے پہچانے جاتے ہین دوست و دشمن میرے اور جدا ہوتا ہے لشکر شیطان کا میرے لشکر سے برپا ہوگا اس سے دین میرا اور محفوظ ہونگے حدود اور جاری ہونگے احکام اور بسبب تیرے اور اسکے اور امامون کے اسکے فرزندون سے میں اپنے بندون اور کنیزون پر رحم کرونگا اے محمدؐ جو متابعت کرے تیری پیدا کیا ہے مینے بہشت کو اسکے واسطے جیسا کہ جہنم کو تیرے

مخالفوں کے لئے پیدا کیا۔ اور واجب کیا ہے مینے اپنی کرامت کو تیرے لئے اور انکے دوستوں اور شیعون کے واسطے واجب کیا
مینے ثواب اپنا حضرت رسولخدا فرماتے ہیں کہ عرض کی مین نے پروردگار میرے مجکو نام ان اوصیا کے تلقین فرما تاکہ انکو پہچانون ارشاد
ہوا کہ اے محمد تیرے اوصیا وہ لوگ ہین کہ نام انکے ساق عرش پر لکھے ہیں پس نظر کر اور دیکھ انکو جب مینے ساق عرش کی طرف نگاہ کی
تو بارہ نور نظر آئے ہر ایک نور مین ایک سطر سبز تھی اسمین ہر ایک وصی کا نام تحریر تھا پہلا نام انمین علی بن ابی طالب کا اور آخری مہدی
ہادی صلوات اللہ علیہم کا تھا پس فرمایا باری تعالیٰ نے اے محمد یہہ ہین دوست میرے اور برگزیدے میرے اور حجت میری میرے
بندون پر تیرے بعد اور اوصیا و خلفا میرے ہین اور بہترین خلق ہین قسم ہے مجھکو اپنے عزت و جلال کی کہ مین اپنے دین کو ان سے
ظاہر کرونگا اور اپنے کلمہ کو ان سے بلند گردانونگا اور آخر ان سے کہ مہدی ہے اس سے زمین کو اپنے دشمنون سے پاک و صاف کرونگا
مشرق و مغرب پر اس کو تسلط بخشونگا ہوا کو اس کا مسخر کرونگا اور ابر ہائے تیز و تند کو اس کا مطیع فرماؤنگا تاکہ اس پر سوار ہو
اور آسمان و زمین سے جس جگہہ چاہے جاتے اور مدد کرونگا اسکی اپنے لشکروں سے پس اس کی سلطنت و بادشاہی کو مستمر کرونگا
اور مقرر کرونگا اپنی دولت کو درمیان اپنے دوستون اور اماموں کے کہ دست بدست پھرے تا روز قیامت

وفات ابو طالب علیہ السلام

منقول ہے کہ جب وقت وفات حضرت ابو طالب کا نزدیک آیا تو آپ نے اپنے دو بیٹوں جعفرؓ و
عقیلؓ اور اپنے حقیقی بھائیون اور چچازاد بھائیون کو اپنے پاس بلایا اور وصیت کی کہ جناب رسولخدا کی رعایت رکھین اور حق اطاعت
انکا اور علی مرتضیٰ کا بجا لائیں اور سب نیک کامون کی ترغیب لائی اور بری باتون سے اجتناب کرنیکا حکم دیا بعد ازان جناب سرور
کائنات اور امیر المومنین کو بلایا اور اپنے سینہ سے لگا کر کہا قسم بخدا کہ مجھ پر تمہاری جدائی نہایت شاق ہے میرے بعد کون تمہاری پرستاری
کریگا پھر سب کو کہا کہ مین تمکو حمایت و حفاظت خدا مین سونپتا ہون وہی تمہاری اعانت فرمائیگا اُس سے بہتر کوئی اپنے بندونکا حافظ و نگہبان
نہین بعد ازان آنکھین بند کرلین اور پانون پھیلا دئے اور حالت احتضار آنحضرت پر طاری ہوئی خویش و بیگانے تمام اس غم جانکاہ پر
گریان تھے حضرت سرور کائنات کہتے تھے اے فرشتگان رحمت نرمی و مدارا کرو قبض روح مین میرے چچا کی جو بجائے باپکے میری سرپرستی
کرتے تھے پس روح ابو طالب کی روضہ رضوان کو پرواز کر گئی جملہ حاضرین نے تجہیز و تکفین کرکے اس جناب کو دفن کیا۔ حضرت رسولخدا
بکمال درد و الم با دیدہ پر نم فرماتے تھے اے چچا کیا جلدی تمہاری موت آئی رحمت خدا ہو تم پر بروز ولادت و بروز حشر جبکہ تم دوبارہ
زندہ ہوگے۔ عمر ابو طالب کی بوقت وفات بنا بر مشہور اسی سال کی تھی اور عمر امیر المومنین کی اسوقت بیس سال کی اس سے تیسرے روز
بروایتے بعد از یکماہ یا تین ماہ حضرت خدیجہؓ نے رحمت خدا کی طرف انتقال کیا اور عمر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اسوقت چھیاسٹھ سال کی تھی۔ یہہ
دو صدمے عظیم حضرت رسولخدا کو پے در پے پہنچے اور آپنے اس سبب اس سال کا نام عام الحزن رکھا کیونکہ عمو و زوجہ دو ناصر و مددگار و ہمدم
و غمخوار آنحضرت کے اس سال مین راہی ملک بقا ہوئے بعد اس کے زیادہ عرصہ آپ مکہ مین نہ ٹھیر سکے اور جو ٹھیرے وہ بھی بکمال شدت و
پریشانی ٹھیرے **مؤلف** کہتا ہے کہ قبر مبارک حضرت ابو طالب و جناب خدیجۃ الکبریٰ کی مکہ مین اب تک بے گنبد تھی ہمارے اس زمانے

سے کچھ پیشتر یعنی اواسط تیرھوین صدی ہجری مین جناب مغفرت مآب مرزا جعفر علی فصیح لکھنوی نے کہ آخر ایام حیات میں ہجرت
کرکے مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے بکمال جانفشانی مومنین خالصین کو ترغیب و تحریص کرکے ان دونو قبروں کی گنبد تعمیر کرائی گویا تمام
شیعون پر بذل احسان کیا اب مومنین نزدیک و دور آنحضرات کی زیارت سے مستفید ہوتے ہین حقتعالی بعوض اس کار خیر کے مرزا
صاحب مرحوم کو جنت الخلدین مین گھر عطا فرماوے واقعی بہت بڑا کام کیا ہے۔

ذکر ہجرت رسولخدا و علی مرتضیٰ بسوئے یثرب از بطحی و پارہ از جرأت و جان نثاری آنحضرت کہ در این واقعہ بظہور آمدہ

پیشتر گزرا کہ حضرت ابو طالب کہ ایک سردار صاحب جاہ و رفعت و بارعب شخص تھے رحمت خدا کی طرف انتقال کر گئے تو مکہ
میں کوئی ناصر و مددگار رسول مختار کا باقی نہ رہا مگر وہ حضرت باوجود اسکے بھی ادائے فرائض رسالت میں سرمو کوتاہی روا نہ رکھتے
تھے۔ اعلان دین و اشاعت اسلام و ہدایت انام مین بدستور ساعی و سرگرم تھے اہل مکہ کو بکمال دلسوزی وحدانیت خدا اور اپنی
رسالت کی طرف دعوت کرتے اور حج کے دنوں میں جو لوگ باہر سے آتے انکو راہ راست دکھاتے تھے تا اینکہ رفتہ رفتہ حقانی
نور در و بام مکہ پر چمکنے لگا اور قریش کم کم آپ کی صدق و راستی کے قائل اور ایک ایک دو دو اُن سے حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے
اُدھر شرفا قبیلہ اوس و خزرج[۱] سکنہ مدینہ نے کہ بعد کو انصار دین کہلائے مکہ آکر اسلام قبول کر لیا۔ یہہ حالات بالطبع قریش کی غیظ و غضب
کے باعث ہوکر طرح طرح سے آنحضرت کو اور آپکے اصحاب انجاب کو ایذا و آزار دینے لگے حتّٰی کہ عرصہ مکہ آپ پر تنگ آیا اور جور و جفاء قریش سے
آپ آزردہ و دلریش ہوئے پس حقتعالی نے وحی کی کہ اے محمد اس شہر سے باہر جا کہ باشندے یہان کے سخت ستمگار ہین اور مدینہ کی طرف ہجرت
فرما کہ وہ لوگ تیری نصرت کو آمادہ و تیار ہیں **روایت** ہے کہ قریش کو جب کوئی مہم عظیم درپیش ہوتی تو ایک مکان تھا جسکو دار الندوہ
(کمیٹی گھر) کہتے تھے اسمین مشورے کے لئے جمع ہوتے مقرر تھا کہ چالیس سال سے کمتر کا کوئی آدمی اس مجلس مین داخل ہونے پاتا تھا پس جبکہ
دیکھا کہ حضرت رسولخدا کا کام دن بدن ترقی پر ہے اور اہل مدینہ بھی آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہوگئے تو وہ طیش مین آکر دار الندوہ مین
اکٹھے ہوئے۔ ہر قبیلہ سے ایک شخص سن رسیدہ و تجربہ کار نکلکر چالیس مرد وہان فراہم آئے اسوقت شیطان لعین بصورت ایک مرد پیر کے دروازہ
مکان پر آیا دربان نے اسکو روکا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں ایک مرد سالخوردہ نجد سے ہوں مینے سنا ہے کہ تم لوگ اس مرد محمد مصطفےٰ کے
دفع کے لئے جمع ہوئے ہو آیا ہوں کہ تمکو اپنی رائے صائب سے نفع پہنچاؤن۔ دربان نے اجازت دی شیطان اندر گیا جب سب لوگ اپنے
اپنے مرتبہ و مقام پر بیٹھ گئے ابو جہل اُٹھا۔ اور کہا اے معشر قریش ہم لوگ ملک عرب میں ایک خاص توقیر سے ممتاز ہین ہم مجاوران خانہ
خدا ہین کہ اطراف عالم سے لوگ اسکی زیارت کو آتے ہین سال میں دو مرتبہ حج و عمرہ کے تقریب سے خلائق کا یہان ہجوم ہوتا ہے ہماری عزت
و آبرو تمام کے نظروں مین مستقر ہے کسی کی مجال نہیں کہ حرم محترم مین ہماری طرف آنکھ بھر کر دیکھ سکے جنگ و جدال کرنا تو کیسا پس ہم اس

[۱] اوس و خزرج انصار کے دو بڑے اور مشہور قبیلے ہیں حضرت امیر انکی مدح میں فرماتے ہیں ۔ الاوس والخزرج القوم الذین ھم ۔ آووا فاعطوا فوق ما وھبوا ۔ یعنی اوس و خزرج وہ لوگ ہین جنہوں نے مسلمانوں کو پناہ دی اور انکو اس سے بڑھکر عطا ہوا جتنا کہ انہوں نے بخشا تھا ۱۲

شرف و فضیلت کے سزاوار ہیں اور تھے کہ محمد بن عبد اللہ نے ہمارے درمیان نشو و نما پائی ہم بوجہ اسکی صلاح و تقوی و امانت و دیانت کے اسکو امین کے نام سے پکارتے تھے اور وہ ہم میں عزیز و گرامی تھا جبکہ دعوی کیا کہ مین رسول فرستادہ خدا ہوں اور آسمانی خبرین میرے پاس آتی ہیں پس وہ ہمکو احمق ٹھیرانے لگا اور ہمارے جوانون کو فاسد کرنے اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرنے لگا اب کہتا ہے کہ ہمارے بزرگ اسلاف تمام آتش جہنم میں ہین ہمکو کوئی بات اس سے زیادہ ناگوار نہیں اور ہم ہر طرح اسکی دفعیہ کے خواستگار ہین ہینے اسکے قتل کی یہہ تدبیر سوچی ہے کہ ایک مرد کو اپنے درمیان سے انتخاب کریں کہ وہ خفیہ جاکر اسکو قتل کرے جب بنی ہاشم اس کے خون کا دعوی کرین تو ہم انکو دس گونہ خون بہا دیکر راضی کرلین شیطان لعین کہ شیخ نجدی کے لباس مین حاضر مجلس تھا یہہ سنکر اٹھکھڑا ہوا اور کہا یہہ رائے دور از صواب ہے کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس کام میں اپنی جان دینا گوارا کرسکے کیلئے کہ بنی ہاشم کبھی راضی نہونگے کہ محمد کا قاتل زمین پر زندہ راہ چلے وہ اپنے ہم سوگندوں بنی خزاعہ سے امداد طلب کرین گے اور جنگ عظیم تمہارے درمیان برپا ہوگی اور حرم خدا مین وہ کشت خون ہوگا کہ ابتک کبھی نہوا تھا پس عاص ابن وائل و امیہ بن خلف و ابی بن خلف نے کہا کہ ہم ایک مکان محکم بنائیں اسمیں سوراخ رکھیں اور محمد کو اسمین داخل کرکے دروازہ مسدود کردیں اور اسکی آب خورش اسمیں ڈال دین وہ وہان اپنی موت سے مرجائیگا جیسا کہ زہیر و نابغہ و امراء القیس ہلاک ہوتے۔ شیخ نجدی نے اسکو بھی ناپسند فرمایا پھر عتبہ و شیبہ و ابو سفیان نے کہا کہ اسکو اپنے شہر سے نکالدین اور اپنے خداؤن کی عبادت مین مشغول ہون۔ یہہ صلاح بھی مردود ٹھیری۔ پس جملہ حضار حیران تھے سب نے شیطان سے کہا اے شیخ تو اپنی رائے بیان کر اس نے کہا میری صلاح یہہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے قبائل قریش سے اور نیز قبائل عرب سے جو تمہارے ساتھ اتفاق کرین ایک ایک آدمی لو اور ایک مرد بنی ہاشم سے بھی تمہارے ہمراہ ہو پس سب مسلح ہوکر ایکبارہ محمد پر جا پڑو اور اسکو قتل کرڈالو کہ اس طرح سے اسکا خون تمام قبائل مین منتشر ہوجائیگا اور بنی ہاشم کسی خاص ایک شخص سے اسکا دعوی نہ کرسکین گے کیونکہ تمام قبائل سے مقابلہ کرنا انکی طاقت سے باہر ہے پس اسوقت اگر دیت طلب کرین گے تو ایک یا دو زیادہ سے زیادہ تین دیت انکو دے دینا۔ اس رائے پر سب نے صاد کیا۔ اور بموجب ایک روایت کے یہ صلاح ابو جہل نے پیش کی تھی اور شیطان نے اسکو پسند کیا تھا۔ بہرحال یہہ تجویز پختہ ہوکر مجلس برخاست ہوئی اور ابو لہب کو بنی ہاشم سے انہوں نے اپنے ساتھ لیا اور ارادہ کیا کہ رات کے وقت بیت الرسالت پر چڑھائی کرین پس حقتعالی نے اپنے نبی کو انکے مکر و حیلہ سے آگاہ کیا اور یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ یعنی جبکہ مکر کیا تجھ سے کافروں نے تا کہ تجھکو بسلاسل مقید کرین یا قتل کو پہنچائین یا مکہ سے باہر نکالدین وہ مکر و حیلہ کرتے ہین اور حقتعالی انکو اس حیلہ کی جزا دیتا ہے اور حقتعالی بہتر جزا دینے والا ہے جب رات ہوئی تو بموجب قرارداد جمع ہوکر شبخون مارنیکا ارادہ کیا منقول ہے کہ جبرئیل نے حضرت رسولخدا کو مشورہ قریش سے آگاہ کیا اور جانب حقتعالی سے ہجرت پر مامور فرمایا تو آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو طلب کرکے کہا یا علی قریش نے میرے قتل پر اتفاق کیا ہے پس حقتعالی نے مجھکو ہجرت کا حکم دیا مین آج شب کو غار ثور کو جاونگا تمکو حکم ہے کہ میری

خوابگاہ مین لیٹ جاؤ تاکہ وہ لوگ نہ جانین کہ مین چلا گیا ہوں پس تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے آپ کی جگہہ لیٹنے سے آپ سلامت رہین گے فرمایا البتہ امیر المومنین یہہ سنکر شاد و خندان ہوتے اور آنحضرت کی سلامتی اور اپنی جان نثاری پر سجدہ شکر بجا لائے چنانچہ اسی وجہہ سے وہ حضرت اس امت مین سب سے پہلے سجدہ شکر کرنیوالے اور پیشانی کو راہ خدا مین زمین پر رکھنے والے مشہور ہوئے پھر عرض کی آپ مع الخیر تشریف لیجاوین مین خدمت کے لئے بجان و دل حاضر ہوں اور توفیق چاہتا ہوں حقتعالی سے بروایت دیگر حضرت نے فرمایا یا علی آیا راضی ہے کہ کفار مجھکو طلب کریں اور نہ پائین اور تجھکو میری جگہہ پر پائیں اور قتل کو پہنچائین امیر المومنین نے عرض کی ہان یا رسول اللہ میں راضی ہوں کہ میری جان اور روح آپ پر فدا ہو بلکہ راضی ہوں کہ آپکے بھائی بند عزیز قریب اور اس حیوان پر جو آپکے کار آمد ہو اپنی جان فدا کرون مین زندگی صرف اس لئے چاہتا ہون کہ آپ کی خدمت کروں اور آپ کی امر و نہی بجا لاؤں آپکے دوستونکی اعانت اور دشمنون پر جہاد کرون ورنہ مین ایک ساعت زندگانی دنیا نہیں چاہتا پس حضرت نے فرمایا اے ابو الحسن یہہ باتین جو تو نے کہین تجھ سے پیشتر ملائکہ موکلان لوح محفوظ نے مجھ سے نقل کین کہ تو انکو کہے گا اور نیز انہون نے کہا کہ حقتعالی اس سبب سے وہ ثواب تجھکو کرامت کریگا جو نہ کسی کان نے سنے نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی دل پر گزرے ہونگے پھر فرمایا یا علی خدا تعالی تجھ پر میری شباہت ڈالے گا میری چادر سبز اوڑھکر میری جائے خواب پر لیٹ جاؤ تحقیق کہ حقتعالی اپنے دوستونکا بقدر انکے درجات کے امتحان کرتا ہے اول پیغمبرونکا امتحان سب سے سخت اور شدید ہے انکے بعد جنکی نیکوکاری زیادہ ہے اس کا ابتلا و امتحان شدید ہے پس اس جل شانہ نے تیرا امتحان کیا ہے اور میرا امتحان تیرے باب میں کیا ہے جیسا کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا امتحان فرمایا تھا پس دشمنون کی تلوارون کے نیچے مجھکو لٹانا میرے نزدیک ابراہیم کے اسماعیل کو ذبح کے لئے لٹانے سے بزرگتر ہے اور تیرا بطیب خاطر اسپر راضی ہونا اسماعیل کے اپنے پدر مہربان کی تلوار کے نیچے لیٹ جانے سے عظیم تر۔ پس صبر کرلے برادر کہ رحمت خدا نیکوکارون کے نزدیک ہے پس حضرت نے انکو سینہ سے لگایا اور رقت اس جناب پر طاری ہوئی امیر المومنین بھی آپ کی مفارقت سے بہت گریان ہوئے پس رسولخدا نے آپکو سپرد بخدا کیا اور جبرئیل کے ساتھ باہر آئے قریش اس وقت گھر کے گرد محاصرہ کئے کھڑے تھے آپنے سورہ یٰسین کو تا فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تلاوت کیا اور ایک مشت خاک اٹھا کر انکی طرف پھینکی اور فرمایا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ کہ بگڑ جائین یہہ چہرے جو اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسی بیحیائی سے پیش آئین حقتعالی نے انکی آنکھون کو بند کردیا کہ وہ حضرت انکے درمیان سے صاف نکل گئے اور قریش اپنے سرون سے خاک جھاڑتے رہ گئے منقول ہے کہ جن لوگون کے سرون پر یہہ مشت خاک پہنچی وہ سب بروز جنگ بدر مارے گئے پس حضرت رسول غار ثور کی طرف متوجہ ہوئے راستہ مین ابوبکر نے حضرت کو جاتے دیکھا کچھ سوچ سمجھکر آپکے پیچھے ہولئے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت بگمان اسکے کہ کفار قریش سے کوئی آتا ہے تیز و تند چلے اور پائے مبارک ایک پتھر پر لگا اور مجروح ہوکر خون اس سے رواں ہوا اور تسمہ جوتی کا ٹوٹ گیا ابوبکر قریب حضرت کے پہنچے تو ہر چند برکت اس صحبت و ہمراہی کی تو پہلے ہی ظاہر ہوگئی تھی کہ چوٹ کھائی مگر بخوف فتنہ

یا مصلحت دیگر ساتھ لے لیا یہہ پہلا خون تھا کہ بعد ہجرت آنحضرت سے حضرت یار غار کی بدولت بہا ہند ابن ابی ہالہ بھی ساتھ گیا تھا مگر اسکو کسی کام کے لئے واپس کیا اور آپ مع ابو بکر کے داخل غار ہوئے

اب حضرت امیر المومنینؑ کا حال

سُننے وہ چادر سبز حضرت رسولخدا اوڑھے خوابگاہ آنحضرت مین لیٹے تھے چونکہ دیوارین مکان کی بہت بلند نہ تھین کفار قریش باہر سے آپکو دیکھتے اور بگمان اس کے کہ حضرت رسولخدا ہیں پتھر اُنکی طرف پھینکتے تھے پس آیہ شریفہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ آپکی شان میں نازل ہوئی ترجمہ آدمیوں سے وہ شخص ہے جو اپنی جان کو طلب رضا و خوشنودی حقتعالی کے لئے فروخت کرتا ہے سُنّی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ آیہ مذکورہ حضرت امیرؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے ثعلبی و احمد حنبل و غزالی وغیرہ مفسران و محدثان سُنیان و نیز مفسران و محدثان شیعہ نے نقل کیا ہے کہ اس رات کو جبکہ امیر المومنینؑ خوابگاہ رسالت پناہ میں لیٹے تو حق تعالی نے وحی کی طرف جبرئیل و میکائیل کہ مینے تم دونوں میں سلسلہ اخوت و برادری قائم کیا اور تم سے ایک کی عمر بنسبت دوسرے کے دراز مقرر کی پس کونی تم سے قبول کرتا ہے کہ اس کی عمر کوتاہ اور اسکے بھائی کی عمر دراز ہو یعنی اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کرے کسینے بخوشی خاطر اسکو قبول نہ کیا پس حق تعالی نے انکی طرف وحی کی کہ کیوں مثل علی ابن ابی طالب کے نہیں ہوتے کہ مینے اسکو محمد کا بھائی قرار دیا اور رابطہ اُخوت اُنکی درمیان قائم فرمایا پس وہ محمد کے دشمنون میں لیٹا ہے اور اپنی جان کو اُس پر فدا کرتا ہے زمین پر جاؤ اور نظر کرو حال علیؑ پر اور دشمنون سے اسکی حفاظت کرو پس دونو فرشتے زمین پر آئے اور جبرئیل آنحضرت کے سر کے پاس اور میکائیل پاؤں کے پاس بیٹھے اور مبارکباد دیتے تھے اُس جناب کو اور کہتے تھے اے پسر ابو طالب کون تمہاری مانند ہو سکتا ہے کہ حق تعالی تمہارے سبب سے ملائکہ آسمان پر فخر و مباہات کرتا ہے پس حق تعالی نے آیہ مذکورہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل کی اور اخطب خوارزمی نے کہ محدثین اہل سُنّت سے ہے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا جس شب میں غار میں داخل ہوا اُس کی صبح کو جبرئیل امین خوشی خوشی میرے پاس آئے مینے سبب اس مسرت و شادی کا دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کیونکر خوش نہوں حالانکہ دیکھا مینے کہ حقتعالی نے تمہارے بھائی کو وصی اور تمہاری اُمّت کے امام کی عبادت کو پسند کیا اور اس سے فرشتون پر مباہات فرمائی کہ اے ملائکہ نظر کرو میرے ولی کی طرف جو زمین میں میرے پیغمبر کے بعد میری حجت ہے کہ کس طرح اپنی جان گرامی کو اپنے پیغمبر پر فدا کرتا ہے اور شکرانہ پر اس نعمت میں موہنہ کو خاک پر رکھا ہے پس گواہ کرتا ہوں تمکو کہ وہ پیشوائے خلق اور مولائے جمیع مخلوقات ہے القصہ قریش چاہتے تھے کہ خانہ آنحضرت مین گُھس جائین مگر ابولہب نے اس سے منع کیا کہ اسمین عورات و اطفال ہیں خطا ہیں ممکن ہے کہ تاریکی شب میں خطا واقع ہو اور کوئی انسے ہلاک ہو جائے پس بہتر ہے کہ رات کو حراست رکھیں طلوع صبح پر داخل خانہ ہوں جس وقت صبح طالع ہوئی تو کفار یکبار تلوارین کھینچکر امیر المومنینؑ کی طرف دوڑے خالد بن ولید ملعون سب کے آگے تھا حضرت نے جو یہہ دیکھا تو اُٹھکر انکے مقابل ہوئے اور ہاتھ خالد کا مروڑ کر تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی وہ مثل شتر فریاد کرتا تھا اور وہی تلوار لیکر قریش پر حملہ کیا وہ بھاگے مگر جب معلوم ہوا کہ امیر المومنینؑ ہیں تو کہنے لگے کہ ہمکو تجھ سے

کچھ کام نہیں محمد کہان ہے اُس کا نشان بتلا دے حضرت نے فرمایا تم نے انکو میرے سپرد کیا تھا کہ مجھ سے دریافت کرتے ہو تم انکو یہان سے نکالنا چاہتے تھے وہ خود نکل گئے ابو جہل نے کہا اس بیچارے کو کچھ نہ کہو کہ یہہ محمد کے دام فریب میں پھنسا ہے وہ اسکو اپنی جگہہ پر چھوڑ گیا ہے کہ خود چھوٹ جائے اور یہہ ہلاک ہو قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ابن الکوا خارجی نے حضرت امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں تھے جبکہ ابو بکر حضرت کے ساتھ غار مین تھے۔ آپنے فرمایا کہ میں اسوقت آنحضرتؐ کی خوابگاہ میں لیٹا اپنی جان کو اُن پر فدا کرتا تھا جب قریش حربہ و ہتھیار لے کر اندر آئے اور آنحضرت کو وہاں نہ پایا تو بکمال قہر و طیش مجھکو پکڑا اور آزار کرنے لگے پھر زنجیرون مین باندہ کر ایک مکان مین قید کیا اور دروازہ پر قفل لگا کر ایک عورت کو نگاہ بانی کو چھوڑا اور وہاں سے چلے گئے پس میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے یا علی بمجرد سُننے اس آواز کے تمام درد و کلفت مجھ سے زائل ہو گئی پھر دوسری آواز کان میں آئی اسوقت تمام زنجیرین جو مجھ پر لپٹی تھیں ٹوٹ کر علیحدہ جا پڑیں تیسری بار آواز آئی کہ یا علیؑ فوراً دروازہ مکان کا کُھل گیا اور میں باہر نکل آیا

بہر کیف جب کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ حضرت رسولخدا اُن سے پوشیدہ ہو گئے تو ہر طرف آپکی تلاش میں پھرنے لگے ابو جہل نے منادی کرائی کہ جو شخص محمد کو پکڑ لائے یا اس کا نشان ہمکو بتلائے تو سو شتر اسکو اپنے مال سے دونگا۔ پس ایک مرد قائف (سراغ رسان) کو لائے اُس نے نقش قدم آنحضرت کے پہچانے اور غار ثور تک سُراغ آپ کا پہنچایا۔ غار پر پہنچے تو مکڑی نے باعجاز آنحضرت در غار پر جالا تندیا تھا۔ اور جفت کبوتر نے آکر آشیانہ بنا کر انڈے دئیے تھے قریش وہاں پہنچے تو کبوتر اپنے آشیانہ سے اُڑا یہ حالات دیکھ کر اُنھوں نے کہا کہ محمد یہان ضرور آیا ہے مگر غار میں نہیں گیا۔ اگر غار میں جاتا تو جالا مکڑی کا سلامت نہ رہتا اور پرندے اُڑ جاتے پس یا تو یہان سے آسمان کو اُڑ گیا ہے یا زمین مین چلا گیا۔ بروایت دیگر موہنہ اس غار کا تنگ تھا حضرت رسولخدا وہان تشریف لائے تو بامر الٰہی اس قدر کشادہ ہو گیا کہ حضرت مع شتر اسمین داخل ہوتے پھر ویسا ہی تنگ ہو گیا جیسا کہ تھا۔ اور امر خدا سے ایک درخت اسکے موہنہ پر اُگا اور اسی قدر بلند ہو گیا پس کفار سر غار پر حیران کھڑے تھے۔ ابو بکر کہ حضرت کی رفاقت مین غار کے اندر تھے خوف و ہراس اُن پر طاری ہوا جوں جوں یہہ لوگ باتین کرتے تھے انکا شدت اضطراب سے حال دگرگون ہوا جاتا تھا سخت پیچ و تاب مین تھے قریب تھا کہ غار سے نکلکر کفار اشرار سے ملجائین اس وقت ایک شخص کفار سے غار کی طرف موہنہ کر کے پیشاب کرنے بیٹھا ابو بکر نے کہا اس مرد نے ہمکو دیکھ لیا ہے حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا ہرگز نہین دیکھا۔ دیکھ لیتا تو ہمارے سامنے اپنی عورتین برہنہ نہ کرتا غرض ہر چند حضرت سمجھاتے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور تسلّی دیتے تھے مگر حضرت صدیق کو یقین نہ آتا تھا اور انکے غم و اضطراب میں ذرا کمی نہ ہوتی تھی چنانچہ حقتعالی قرآن شریف میں اس کی خبر دیتا ہے اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنی جبکہ نکالا اسکو کفار نے در انحالیکہ وہ دوسرا تھا دو کا جبکہ کہتا تھا اپنے ہمراہی کو غمگین نہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ یہہ آیہ ہے جس سے حضرات اہل سُنّت بڑے طمطراق کے ساتھ فضیلت شیخ اوّل کی اثبات فرماتے ہیں۔ تمام تر زور

انکا لفظ لِصَاحِبِہٖ پر ہے یعنے یہہ کہ حق تعالیٰ نے ابوبکر کو صاحب پیغمبر کہا ہے اور اس سے کمال مدح وستائش حضرت یار غار کی عیان ہے حالانکہ لفظ صاحب میں کوئی مدح وستائش نہین اس کے معنی لغت مین صرف ہمراہی او ساتھی کے ہین جو کسی کا ساتھی وہمراہی ہو وہ اُس کا صاحب ہے خواہ اُسکو دوست رکھے یا نہ کیونکہ مفہوم لفظ صاحب میں دوستی ومحبت اصلاً شامل نہین یوسف علیہ السلام زندان مصر مین تھے اہل زندان باوصف کافر ہونے کے اُنکے صاحب اور ساتھی تھے چنانچہ قرآن مین ہے یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ یعنے یوسف نے انکی خطاب میں کہا اے میرے قید خانہ کے مصاحبو بلکہ انسان تو انسان حیوان بھی اگر آدمی کے ساتھ ہو تو محاورہ عرب میں اس کا صاحب کہلاتا ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں صَحِبَ الْحِمَارَ وَالْحِمَارُ صَاحِبُہٗ ساتھ لیا اُس نے گدھے کو گدھا اُسکا ساتھی ہے متنبی شاعر کہتا ہے ؎ وَیَسْتَصْحِبُ الْاِنْسَانُ مَنْ لَایُلَائِمُہٗ یعنی بسا اوقات انسان اپنے مخالف طبع لوگون کو اپنے ساتھ لیتا ہے پس آیہ مذکورہ میں کوئی فضیلت وفوقیت حضرت شیخ صاحب کے لئے نہین ہان ضعف ایمان انکا اس آیہ سے بخوبی عیان ہے کہ باوجود ہمراہ ہونے پیغمبر خدا کے اور بار بار فہمائش آنحضرت کے تسلی نہ پاتے تھے اور ڈرتے اور گھبراتے تھے پس وہ بار خاطر تھے نہ یار شاطر بخلاف امیر المومنین کے کہ سینکڑوں تلواروں کے تلے لیٹے ذرا پروانہ کرتے اور اپنی جان کو فدائے رسول الانس والجان فرماتے تھے شاعر نے خوب کہا ہے ؎ بس کن حدیث غار کہ غار است نزد عقل ✽ آن حزن وبیقراری شیخ معمّرم ✽ اور چونکہ خلیفہ اوّل کے بقول اُنہین کے مُریدون کے کہین غار ہی میں سانپنے بھی کاٹ لیا تھا اور حضرت امیر کی خدمت مین مسجد کوفہ مین اژدہے کی آنیکی حکایت مشہور ہے تو شاعر مذکور اس کے بعد کہتا ہے ؎ میر من آن امام کہ فرمانش بُرد مار ✽ من این امام مار گزیدہ کجا برم ✽ الغرض اس سے آگے حقتعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا یعنی اور نازل کیا حق تعالیٰ نے سکینہ اپنا پیغمبر پر اور مدد کی اس کی لشکروں کے ساتھ جنکو تم نہ دیکھتے تھے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے افادہ فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مین جس مقام پر انزال سکینہ فرمایا تو آنحضرت کے ساتھ مومنین پر بھی ضرور سکینہ نازل کیا ہے بخلاف اس مقام کے کہ ابوبکر حضرت کے ساتھ تھے اُنکو اس شرف سے محروم رکھکر انزال سکینہ صرف پیغمبر خدا پر فرمایا ہے اگر خلیفہ اوّل ایمان سے بہرہ ور ہوتے تو ضرور وہ بھی نزول سکینہ مین آنحضرت کے شریک ہوتے۔ اِسکے جواب مین علماء اہل سُنّت نے بہت کچھ ہاتھ پانو مارے ہین مگر کوئی معقول بات آج تک نہیں لاسکے اور تفصیل ان سوال وجواب کی کتب مُناظرہ میں مرقوم ہے **بالجملہ** حضرت رسولخدا تین روز غار مین رہے حضرت امیر المومنین رات کے وقت حاضر خدمت ہوتے اور آب وطعام ودیگر ضروریات آپکے لئے بہم پہنچاتے تیسری شب کو جسکی صبح کو ارادہ روانگی مدینہ کا تھا دو شتر حضرت کے اور دلیل راہ وابوبکر کی سواری کے لئے لے گئے۔ یہہ دونو اونٹ آنحضرت کی ملکیت خاص سے تھے۔ مگر مدارج النبوۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر کے تھے انہوں نے چار سو درہم بقولے آٹھ سو کو خرید کئے تھے۔ اسوقت آگے لائے تاکہ انمین سے ایک قبول کریں آپنے ایک کو بشرط بیع قبول کیا ابوبکر نے وہ آنحضرت کے ہاتھ نو سو درہم پر فروخت کیا یعنے روایت اوّل سات سو درہم کا وبروایت ثانی پانچ سو کا نفع آپسے حاصل کیا

روانگی حضرت مرسل الکل بسوئے مدینہ منورہ

اہل سُنّت کہتے ہین کہ ابوبکر نے بہت سا مال حضرت رسول پر انفاق کیا تھا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح انفاق کیا ہوگا جبکہ ایسے ضرورت کے وقت میں آپنے ان کا ایک اونٹ بلاقیمت منظور نہ فرمایا اور انہوں نے تگنے چوگنے داموں پر آنحضرت کے ہاتھ فروخت کیا سُبْحَانَ اللّٰہِ سوداگر لوگ عموماً جزوی نفع پر مال فروخت کیا کرتے ہین بعض جنکو زیادہ چاٹ لگی ہوتی ہے سوائی ڈیڑھی ہوے تک کر لیتے ہین۔ مگر حضرت یار غار کا دونے نفع پر بھی پیٹ نہ بھرا۔ انہوں نے دو سو یا چار سو کا مال نو سو پر پیغمبر خدا کے ہاتھ فروخت کیا۔ شیخ عبدالحق یہہ بھی کہتے ہین کہ ابوبکر نے چار مہینے پیشتر انکو خرید کیا تھا اور علف کھلا کر موٹا کیا تھا گویا بزعم خود یہہ ابوبکر کی زیادہ ستانی کا عذر بیان فرمایا ہے ہم کہتے ہین کہ گھاس وغیرہ ہی کھلایا تھا مشک وزعفران تو نہیں کھلایا تھا پھر گھاس نہ دیتے تو کیا انکو بھوکا مار دیتے اور کیا چار مہینے گھاس کھلانے سے دو سو کا اونٹ نو سو کا ہوجاتا ہے القصہ مکہ مین حضرت رسولخدا کو بوجہ آپ کی امانت ودیانت کے ابتداء سے معتمد ومعتبر سمجھتے تھے اور بنام ابوالقاسم امین موسوم کرتے تھے۔ اسی لئے بہت سا مال مکہ والون کا اور آور لوگون کا کہ بیرو بجات سے حج کے لئے آتے تھے آپکے پاس امانت تھا بنابرین حضرت امیر کو ہمراہ نہ لیا اور امر کیا کہ مکہ مین ٹھیر کر تمام امانات کو جو آپکے ذمے واجب الاداء تھین ادا کریں اور شب وروز منادی کرین کہ جس کی کوئی امانت ہو حاضر ہوکر وصول کرے اور کہدیا کہ جو امانتیں دو کرین علانیہ سب کے روبرو دو کرین کہ پھر کسیکو جائے کلام باقی نہ رہے۔ پھر فرمایا اے برادر مین تمکو اپنی دختر نیک اختر فاطمہ پر خلیفہ کرتا ہون اور تم دونو کو خدا کے سپرد کرتا ہون جب ان امور سے فارغ ہو تو اپنے اور فاطمہ زہرا اور فاطمہ بنت اسد ودیگر مستورات کے لئے سواری خرید کر رکھو جسوقت میرا خط تمہارے پاس پہنچے بلاتوقف روانہ مدینہ ہوجاؤ یہہ کہکر دونو بزرگوار باہم بغلگیر ہوئے۔ پس سرور کائنات متوجہ مدینہ سکینہ ہوئے اور امیر المومنین مکہ کو واپس تشریف لے گئے۔ کفار مکہ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت رسولخدا ان کے درمیان سے نکل گئے تو ایک تہلکہ عظیم انمین پڑا اور تذکرے ہونے لگے کہ دیکھو محمدؐ نے ہمکو کیسا دھوکہ دیا کہ ہزاروں کا زر وزیور جو اُس کے پاس امانت تھا ایک حیلہ یا یہہ ہمارے کردار کی سزا ہے کہ امین جانکر مال سپرد کیا۔ اب مال کا مال گیا اور احمق بھی بنے۔ ازانجملہ عُقبہ بن ابی مُعیط ملعون کہ حضرت رسالت پناہ سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ بہت بُرے کلمات آنحضرت کی شان میں کہتا تھا۔ ایک مرتبہ امیر المومنین اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے پاس بیٹھے تھے کہ اُس شقی نے ایک کلمہ بیجا زبان سے نکالا۔ حیدر کرار کو غصہ آیا اور تلوار میان سے نکال کر مثل باز نر کے کہ کبوتر پر جھپٹے اُس پر حملہ آور ہوتے۔ اور فرمایا او سگ ناپاک زادہ ناپاک تیرا مونہہ ہے کہ حق مین سید البشر طیب وطاہر کے کلمات ناہموار کہے تو اس جناب کو اپنا سا خیال کرتا ہوگا بتحقیق کہ وہ حضرت جملہ رجس اور نجاسات سے پاک وپاکیزہ ہیں جو ہمارے ساتھ بقدم عداوت پیش آئیگا عنقریب اپنی حرکت پر نادم وپشیمان ہوگا۔ اور دوست وپیرو ہمارا ہر آفت وبلا ومصیبت وعنا سے محفوظ رہیگا۔ اگر وہ جناب بحکم خدا یہاں سے تشریف لے گئے تو کیا ہوا مین خلیفہ وجانشین وپسر عم آنحضرت کا موجود ہون جس کی جو امانت ہو وہ میرے پاس آئے سب ادا کرونگا۔ پھر بآواز بلند فرمایا۔ اے معشر قریش اے

بنی زہرہ و بنی لوی و بنی غالب و بنی امیہ و بنی مخزوم وغیرہ اے اہل حرم محترم جس کی کوئی امانت حضرت رسولخدا کے پاس ہو مین
اُس کا ضامن ہوں مجھ سے آکر طلب کرے بعد ازاں اس حجرے مین داخل ہوئے جسمین ودائع و امانات رکھی تھین۔ چند تھان حریر کے
کے زمین پر بچھا دیتے اور تمام اموال و اسباب کو نکال نکال کر ان پر ڈالنا شروع کیا۔ اور صاحبان امانت کو بلایا ہر ایک اپنا مال
لیتا اور مدح و ثنائے رسولخدا میں رطب اللسان باہر جاتا تھے کہ ہر ایک کا مال پہنچ گیا۔ اور محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ کی صفت و ثنا کرتے
اور دعائین دیتے اپنے اپنے گھرون کو واپس ہوئے۔ اُدھر حضرت رسولخدا مدینہ کی طرف تشریف لیجا رہے تھے کہ اثناء راہ مین
اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ مین فروکش ہوئے ایک ضعیف و لاغر بھیڑ کہ کبھی نر کے ساتھ جفت ہوئی تھی۔ اور مطلق دودہ اُس کے تھا
گوشۂ خیمہ مین کھڑی تھی آپنے اس کے تھنون پر ہاتھ پھیرا شیر فراوان اس سے حاصل ہوا۔ ہاتھ مونہہ دھویا کُلّی کی وہ پانی ایک
جھاڑی کی جڑ مین گیا تو صبح کو اس جھاڑی کی جگہہ ایک درخت عظیم پُر برگ و بار دکھائی دیا ام معبد مذکور کی بہن کی بیٹی ہند کہتی ہے
کہ اسکے پھل بزرگ اور خوش ذائقہ تھے اور بوئے عنبر اُنسے آتی تھی۔ اور شیرینی مین شہد سے زیادہ تھے جو کوئی انکو کھاتا تو سیر ہو جاتا
پیاسا سیراب ہوتا اور بیمار شفا حاصل کرتا تھا۔ کوئی اونٹ کوئی بکری اس کے پتّے نہین کھاتے تھے الّا یہہ کہ انکا دودہ بڑہ جاتا تھا
ہمنے کثرت برکات کی وجہہ سے اس درخت کا نام شجرۂ مبارکہ رکھا تھا۔ اہل بادیہ شفاء بیماران کی غرض سے دُور دُور سے ہمارے
یہان آتے۔ اور اس پیڑ کے پھل اور پتّے لیجاتے۔ عرصۂ دراز تک یہی کیفیت رہی۔ حتّے کہ ایک روز صبح کو اُٹھے تو دیکھا کہ
میوے اُسکے گر گئے ہین اور پتون پر خزان آگئی ہم یہہ دیکھ کر مضطر و بیقرار تھے تا اینکہ خبر آئی کہ حضرت رسالت پناہ نے دُنیا سے
رحلت کی پھر اُس درخت پر وہ تری و تازگی نہ رہی اور نہ ویسے کثرت سے پھل آتے تھے۔ اس واقعہ کے تیس ۳۰ سال بعد ایک روز
دیکھا کہ اس کے تمام پھل گر گئے اور بجائے اُن کی جڑ سے لیکر شاخون تک کانٹے نکل آئے کہ ناگاہ خبر قتل امیر المومنین علی علیہ
السلام پہنچی پھر اس درخت پر پھل نہ آیا صرف پتون سے منتفع ہوتے تھے تا اینکہ ایک بار دیکھا کہ اُس کے تنے سے خون خالص
جاری ہے اور پتّے مُرجھا گئے ہم کمال اندوہگین تھے کہ اتنے میں خبر شہادت امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ ہمکو ملی پس وُہ
درخت تمام خشک ہو کر نیست و نابود ہو گیا۔ یہہ حدیث ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوہ کے رکن چہارم میں ربیع الابرار زمخشری
سے نقل کی ہے اُس کے آخر مین لکھتے ہین کہ زمخشری کہتا ہے کہ تعجب ہے کہ قصّہ اس درخت کا مثل قصّۂ شیر و گوسفند کیون نہ
مشہور ہوا مؤلف اوراق کہتا ہے کہ اسمین کوئی تعجب نہین۔ قصّہ گوسفند محض رسول اللہ کا معجزہ تھا۔ اُسکو ہر شخص نے نقل کیا
درخت کا قصّہ آنحضرت کا معجزہ تھا اور امیر المومنینؑ و امام حسین علیہما السلام کی فضیلت پر بھی شامل تھا وہ بھلا اس قدر مشہور
کیون ہونے لگا تھا یہی غنیمت ہے کہ اسکو زمخشری جیسے متعصبوں نے روایت کیا۔ اور مُلّا عبد الرحمن نے اس سے نقل فرمایا
اس کی شہرت دیکھتے تھے تو علامہ جار اللہ کو کتب شیعہ کا مطالعہ کرنا تھا بالجملہ قصّہ مذکورہ کتب شیعہ میں مشہورات سے ہے اور
بحار الانوار و مناقب ابن شہر آشوب وغیرہ مین مذکور و مسطور ہے الحاصل حضرت رسولخدا وارد مدینہ ہوئے تو بیرون شہر محلہ

قبا میں درمیان قبیلہ عمر بن عوف کے نزول اجلال فرمایا پس ابو واقد لیثی کو وہان سے مکہ بھیجکر امیر المومنین کو پیغام دیا کہ جلد اہل حرم
لیکر اس طرف کا عزم کرین اور مکہ میں زیادہ توقف روا نہ رکھین۔ اور خود قبا میں ٹھیر کر انکی آمد کا انتظار کھینچنے لگے ابو بکر نے کہا یا
رسول اللہ مدینہ مین تشریف لے چلیے کہ لوگ حضرت کے مشتاق ہین۔ فرمایا جبتک میرا بھائی علی ابن ابی طالب اور میری دختر
فاطمہ زہرا نہ آلین شہر مین نہ جاؤنگا۔ ہر چند حضرت عتیق اصرار کرتے تھے مگر کچھ فائدہ نہ تھا۔ تا اینکہ ابو بکر حضرت کو قبا میں
چھوڑ کر مدینہ میں چلے گئے کہتے ہیں کہ یہہ پہلا حسد تھا کہ صدیق سُنّیان سے امیر مومنان کی نسبت ظاہر ہوا اور عداوت آنحضرت
کی پایۂ ثبوت کو پہنچی۔ امیر المومنینؑ کو فرمان واجب الاذعان رسول انس و جان پہنچا تو کوچہ ہائے مکہ مین گشت کر کے مکرر منادی
کی کہ جسکا کوئی مطالبہ حضرت رسولخدا پر ہو حاضر آئے کیونکہ مین اب مکہ سے روانہ ہوتا ہون کوہ صحرا و شہر و قریہ سے زن و مرد آئے
اور جس کا جو کچھ چاہیے تھا لیگیا پس حضرت امیر نے ضعفائے مسلمین کو امر کیا کہ پوشیدہ و سبکبار رات کو شہر سے نکلیں اور وادی ذی
طوا مین جمع ہون تا اینکہ وہ حضرت ان سے ملحق ہون اور آپ سامان سفر مین مصروف ہوئے شتران سواری و بار برداری جو ضرور
تھی خرید کئے محمل و کجاوے زنان اہل حرم کے لیے بہم پہنچائے ضروریات مہیا ہوگئی تو عورات کو سوار کر کے اور ایمن پسر ام ایمن دایہ
رسولخدا و ابو واقد لیثی کو ہمراہ لیکر علانیہ روز روشن مین شہر سے باہر ہوئے کفار بد کردار آپ کو دیکھتے تھے مگر باعجاز حضرت
رسولخدا و ہیبت شیر خدا کچھ کہہ نہ سکتے تھے راہ مین ابو واقد اونٹون پر تشدّد کرتا اور انکو تیز ہانکتا تھا حضرت نے فرمایا نرمی کر عورات
کے ساتھ اے ابو واقد اور شتران کو آن کے آہستہ لیچل کہ وہ ضعیف ہین ابو واقد نے عرض کی مجھکو خوف ہے کہ کچھ لوگ قریش سے
ہمارے پیچھے آئین آپنے فرمایا اس کی فکر نہ کر اور خاطر جمع رکھ کیونکہ حضرت رسولخدا نے مجھکو خبر دی ہے کہ کوئی ضرر تجھکو ان سے
نہ پہنچیگا پس حضرت آہستہ آہستہ اونٹون کو چلاتے تھے اور رجز پڑھتے جاتے تھے وادی ضجنان کے قریب پہنچے تو آٹھ سوار مسلح
کہ کفار قریش نے انکو بھیجا تھا نمودار ہوئے ایک انمین سے حارث بن اُمیّہ کا غلام جناح نام نہایت دلیر و دلاور مرد تھا حضرت نے
انکو دیکھا تو ابو واقد اور ایمن کو امر کیا کہ شتران نسوان کو بٹھا دین اور آپ با شمشیر برہنہ ایک طرف متوجہہ ہوئے کفار بھی مقابل
ہوئے اور کہا یا علی تمہارا گمان یہہ ہے کہ ان عورات کو ہمارے درمیان سے لیجاؤ ہم ہرگز انکو نہ جانے دین گے اور تمہارا سر تن
سے جدا کرین گے پس اونٹوں کی طرف بڑھے کہ انکو اُٹھائین حضرت نے انہین روکا جناح بیفلاح نے شمشیر کا وار حضرت پر کیا
آپنے اسکو رد کیا اور ایک تلوار اِس زور سے اُس کے شانے پر لگائی کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو کر زین تک پہنچی پھر مثل شیر غرّان
اوروں کی طرف متوجہہ ہوئے کفار نابکار صولت و سطوت حیدر کرار کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے اور کہتے جاتے تھے کہ اے پسر ابو طالب ہم
ہاتھ اُٹھاؤ کہ ہم تم سے کوئی سروکار نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا مین باعلان اپنے بھائی رسولخدا کی طرف ہجرت کرتا ہوں اور عورات کو
اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون جو چاہے کہ اُس کا خون زمین پر روان ہو میرے سامنے آئے اور مجھکو اس سے روکے۔ **ایک** روایت
میں ہے کہ امیر المومنینؑ ابطح مکہ سے باہر آئے تو کفار کو حمیت جاہلیت دامنگیر ہوئی اور وہ ایک دوسرے کو لعنت ملامت کرنے لگے

کنا مرد ایک لڑکا ۲۲ سال کی عمر کا اس جرأت وجسارت کے ساتھ عورات کو تمہارے درمیان سے لیجائے اور تم کھڑے دیکھتے رہو اس سے زیادہ کیا بےغیرتی ہوگی۔ ابوسفیان و ابوجہل و عقبہ بن ابی معیط نے شہر میں پھر پھر کر لشکر جمع کیا اور عقب میں شیر ذوالجلال کے بہ نیتِ قتال وجدال روانہ ہوئے وادی ضجنان کے قریب پہنچکر مقابلہ ہوا مگر ہیبتِ اسد اللہ الغالب کی بمجرد دیکھنے کے ان روباہون پر غالب آئی اور کہا آج شب کو آرام کرین صبح کو جنگ کرین گے امیر المومنینؑ مستورات کو لیکر ایک سمت دامن کوہ مین اُترے اور لشکرِ قریش دوسری جانب فروکش ہوا رات کو صارم غلام عقبہ کو کہ سخت بیباک و متہور چالاک تھا اُنہون نے مقرر کیا کہ قافلہ مہاجرین پر شبخون مارے امیر المومنینؑ حفاظت قافلہ کے لیے بیدار و ہشیار تھے صارم آگے آیا تو حضرتؑ نے بیک ضربتِ شمشیر اُسے قتل کیا اور دونو کان اسکے پکڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور پتھروں کی ٹیک لگا کر سامنے کھڑا کر دیا کہ گویا پہرہ دار ہے تا کہ جالنوران صحرا اسکو دیکھ کر آگے نہ آوین صبح کو کفارِ نابکار بارادہ کارزار صف آرا ہوتے امیر المومنینؑ نے اس گروہ پر کہ ہزارہا پیدل وسوار تھے ایک حملہ حیدری کیا اور اِس قدر تیغ زنی و سر افشانی فرمائی کہ کشتون کے انبار لگ گئے جو زندہ بچے اُنہون نے فرار اختیار کیا اِس انبوہ کثیر سے صرف پچاس ساٹھ آدمی بچے جو بھاگ کر جان بر ہوتے ورنہ تمام وہین کھیت رہے امیر المومنینؑ مظفر و منصور سواریون کو ہمراہ لئے آگے کو چلے وادی ضجنان مین پہنچکر ایک روز مقام کیا یہان پر اُمِّ ایمن کنیز رسولخدا آ کر آنحضرت سے مل گئین اور بہت سے مسلمین مکہ بھی باریاب خدمت ہوئے اس شب کو تمام قافلہ مصروفِ عبادت رہا صبح کو نماز پڑھکر بار کیا اور مدینہ کو روانہ ہوتے ہر کوچ و مقام مین ذکر خدا کرتے چلے جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ جبرئیل نے نازل ہو کر حضرت رسولخدا کو آنحضرتؑ کی فتحیابی کی خبر پہنچائی تھی جس روز امیر المومنینؑ داخل مدینہ ہونے کو تھے حضرت رسالت مآب نے مع جماعت اصحاب شہر سے باہر آپ کا استقبال کیا اور فرمایا یا علیؑ کون تمہاری مثل ہو سکتا ہے جو عہد تم نے خدا سے کیا تھا اسکو پورا کیا اور میری وصیت بجالائے اور جان اپنی مجھ پر فدا کی جسطرح ہارون وصی موسیٰ تھے اُسی طرح تم میرے خلیفہ و وصیِ بلافصل ہو اور دوست و شیعہ تمہارے تمام رستگار ہیں اس کے سوا اور بہت سے کلمات صفت و ثنائی حیدر کرار مین ارشاد فرمائے پھر سب کے سب روانہ ہو کر شادان و فرحان داخل مدینہ سکینہ ہوئے

ذکر بنائے حضرت رسولخدا مسجد مدینہ را و منبر لتے عالی کہ برائے امیر المومنینؑ درین خصوص بظہور آمدہ

ناسخ التواریخ میں بروایت اہل سُنت مذکور ہے کہ حضرت رسولخدا محلہ قبا مین فروکش تھے تو اہل مدینہ خواستگار ہوتے کہ ایک مسجد اس جگہہ تعمیر ہو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص ناقہ پر سوار ہو کر باگ اُس کی چھوڑ دے جس مقام پر ناقہ توقف کرے اُسی مقام پر مسجد بنائی جائے اس لئے خلیفہ اوّل ناقہ پر سوار ہوئے مگر ناقہ اپنی جگہہ سے نہ ہلا ناچار اُتر آئے پس خلیفہ ثانی حضرت عمر اسپر چڑھے تب بھی ناقہ نے ایک قدم آگے نہ رکھا مجبور وہ بھی اپنا سا موہنہ لیکر اُترے اسوقت امیر المومنینؑ نے ارادہ سواری کا کیا ہنوز قدم مبارک رکاب مین ناقہ کی درست نہ رکھا تھا کہ ناقہ جست کرنے اور دوڑنے لگا حضرتؐ نے فرمایا اِرخ زمامہ یعنی یا علیؑ باگ کو ڈھیلی چھوڑ دو پس ایک زمین پر کہ

اسکو مربد[1] کہتے تھے اور کلثوم بن ہدم کی ملکیت سے اُسی کے مکان کے متصل تھی توقف کیا چنانچہ وہی مقام تعمیر مسجد کے لئے تعیین ہوا پیغمبر خدا نے اُسکو مالک سے مول لیا اور مسجد بنائی۔ یہی مسجد ہے کہ مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے اور پہلی مسجد ہے جو آپ نے مدینہ میں تعمیر فرمائی اور یہہ آیہ شریفہ اسکی شان مین نازل ہوئی لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ترجمہ البتہ وہ مسجد کہ روزِ اول سے اِس کی بنیاد تقویٰ و پرہیزگاری پر ہے زیادہ حقدار ہے کہ تو اسمین کھڑا ہو اسمین کچھ لوگ ہیں کہ طہارت و پاکیزہ ہونیکو دوست رکھتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والون کو۔ اور نیز سالِ اول ہجرت میں مسجد بزرگ مدینہ کہ مسجد نبیؐ کے نام سے مشہور ہے اور سوائے مسجد الحرام کے تمام مساجد سے افضل و اشرف ہے بنا ہوئی قطعہ زمین جس کی قسمت مین روز ازل سے یہہ دولت لکھی تھی دو یتیم انصاریوں سہل و سہیل نام کا مملوک تھا اس خزانے مین چند درخت خرمے کے لگے تھے بقیہ گورستان تھا کہ یہودی اپنے مُردون کو وہاں دفن کرتے تھے حضرتؐ نے دس اشرفی طلائی کو اسے خرید کیا اور امر کیا کہ خشت خام وہیں کی مٹی سے تیار کریں اور ایک مسجد کی بنیاد رکھی کہ طول و عرض اس کا برابر ایکسو ہاتھ کا مقرر کیا بوقت تعمیر مسجد اصحاب موضع حرہ سے پتھر لاتے تھے حضرت رسالت پناہ بھی انکے شریک تھے اور یہہ رجز پڑھتے جاتے تھے ؎ لاخیر الاخیر الاخرہ ، فارحم الانصار والمہاجرہ یعنی کوئی خیر و خوبی نہین بجز خیر و خوبی آخرت کے خداوندا رحم کر انصار و مہاجرین پر۔ اصحاب نے یہہ دیکھا تو بہت جد و جہد سے کام کرنے لگے اور اس رجز کو پڑھتے تھے لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ ، فَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ یعنی اگر ہم بیٹھ رہیں اور پیغمبر خدا کار کریں تو ہمارا یہہ فعل گمراہون کا فعل ہے۔ سید نور الدین سمہودی سُنی نے تاریخ مدینہ مسمی بوفاء الوفا مین روایت کی ہے کہ اسوقت حضرت رسول اللہ نے ردا دوش مبارک سے اُتار رکھی تھی۔ اصحاب نے بھی بتاسی آنحضرت کے اپنی ردائین اور چادرین اُتار لین اور ہمہ تن معروف کار ہوتے اِلّا عثمان بن عفان کہ مردِ نظیف و صفائی پسند تھے اینٹ پتھر اُٹھاتے تو اسکو کپڑوں سے علیحدہ رکھتے زمین پر ڈالتے تو آستینون کو جھاڑتے کپڑون سے گرد و غبار پونچھتے اور صاف کرتے علیؑ بن ابی طالب اُنکو دیکھ کر یہ شعر پڑھتے تھے ؎ لا یستوی مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا ۔ يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا ۔ وَمَنْ يُرَى عَنِ التُّرَابِ حَائِدًا یعنی برابر نہین وہ شخص کہ تعمیر مسجد کرتا ہے اور خستہ و برخاستہ اس مین زحمت اُٹھاتا ہے اس شخص کے کہ گرد و غبار سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ عمار یاسرؓ بغیر اس کے کہ معلوم کریں کہ یہ کس کی طرف اشارہ ہے اِن اشعار کو نقل کرنے اور دوہرانے لگے عثمان نے عمارؓ سے اسکو سنا تو اُنکو بہت غصہ آیا اور کہا اے پسر سمیہ تو مجھ پر طنز کرتا ہے اور آوازہ کستا ہے اگر اس سے باز نہ آئیگا تو یہہ لاٹھی کہ میرے ہاتھ مین ہے تیرے موہنہ پر مارونگا راوی حدیث (ام سلمہؓ) کہتی ہیں کہ پیغمبر خدا اسوقت ایک دیوار کے سائے میں بیٹھے تھے عثمان کا یہ کلام سنکر غضب آنحضرتؐ پر طاری ہوا اور فرمایا عمار جلدة بین عینی وانفی کہ عمار مجھکو اپنی آنکھ و ناک کے درمیان کی جلد کے برابر عزیز ہے جو اسکو

[1] مربد بروزن ممبر زمین کا وہ قطعہ ہے کہ اونٹون کے بٹھانے یا خرما وغیرہ کے سکھانے کے لئے اسکو علیحدہ کر رکھا ہو ۱۲

شروع عداوت عثمان با عمار یاسر

سنا ئیگا مجھکو ستا ئیگا۔ سب لوگ یہہ سنکر خاموش رہ گئے پھر عمار یاسرؓ سے کہنے لگے کہ پیغمبر خدا تمہارے سبب سے غضبناک ہوئے ہمکو خوف ہے کہ ہمارے بارے مین قرآن نازل ہو۔ پس یہہ پہلی عداوت عثمان کی تھی عمارؓ کے ساتھ اس کے بعد جو سلوک خلیفہ ثالث نے اپنی عہد خلافت مین حضرت عمار یاسرؓ کے ساتھ کئے معروف و مشہور ہین اور اس کتاب میں بھی اپنی موقعہ پر بعض انمین مذکور۔ بالجملہ بنیادین مسجد کی پتھرون سے پُر کرکے اوپر خشت خام کی عمارت بنا کی اور بقدر ایک قد آدم دیوارون کو بلند کیا اور قبلہ اس کا بیت المقدس کی طرف رکھا۔ تین دروازے اسمین رکھے ایک خاص رسولخدا کے لئے دوسرا باب الرحمۃ تیسرا آخر مسجد مین عام لوگونکے واسطے چھت اسمین نہ تھی مگر پس از چندے چوب خرما کو بطور ستون کے کھڑا کرکے شاخہائے خرما سے سقف پوش کیا تاکہ نمازی تمازت آفتاب سے محفوظ رہین اصحاب نے عرض کی کہ اوپر سے کاہگل کردین کہ بارش سے بھی بچاؤ ہو قبول نہوا اور فرمایا بناء مسجد موسیٰؑ اسی قدر تھی اس سے زیادہ اجازت نہ دونگا گرداگرد مسجد کے حجرات و مکانات ازواج رسولخدا و دیگر مہاجرین کے بنائے گئے کہ دروازے انکے صحن مسجد مین کھلے تھے حضرتؐ کے مکان کے پہلو مین ایک حجرہ امیر المومنینؑ کے لئے تعمیر ہوا اور ایک جگہہ حضرت حمزہ سید الشہداء کے لئے معین فرمائی۔ مگر تھوڑے عرصے کے بعد قبلہ بیت المقدس کی طرف سے تحویل ہوکر کعبہ مقدسہ کی طرف مقرر ہوا اور دروازے سب کے بند کردئے گئے صرف دروازہ حضرت رسولخدا کا اور ایک علی مرتضیٰ کا کھلا رہا **مسند احمد بن حنبل** و دیگر کتب اہل سنت میں بطرق متعددہ منقول ہے کہ صدر اسلام میں اصحاب نے وضو و نماز کی آسانی کے لئے دروازے مسجد رسول مین کھول لئے تھے کچھ عرصہ بعد حکم الٰہی نازل ہوا کہ تمام دروازے بند کر دئے جائین صرف ایک دروازہ علیؑ کا کھلا رہے لوگ اس مقدمے مین باہم گفتگوئین کرتے تھے حضرت رسولخدا نے یہہ سُنا تو ممبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ مینے سب کے دروازے بند کرنے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے کا حکم اپنی طرف سے نہین دیا جسطرح حق تعالیٰ کیطرف سے مامور ہوا اُسکی تعمیل بجالایا بتحقیق کہ اس سے پہلے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو امر کیا کہ ایک مسجد پاک و پاکیزہ بنا کہ بجز تیرے اور تیرے بھائی ہارون کے کوئی اسمین سکونت نہ کرنے پائے ایسا ہی مجھکو مامور کیا ہے کہ ایک مسجد تمام آلودگیون سے پاک تعمیر کرون کہ بجز میرے اور علیؑ کے کوئی اسمین اقامت نہ کرنے پائے **نیز مسند** مین ہے کہ بعض مہاجرین نے مسجد کے گرد مکان بنائے اور دروازے اُنکے مسجد میں کھولے تھے گاہ بیگاہ اس راہ سے مسجد میں چلے آتے اور رات کو وہان خواب کرتے تھے پس حکم الٰہی نافذ ہوا کہ تمام دروازے بند کر دئے جائین حضرت رسولخدا نے معاذ بن جبل کو امر کیا کہ اس کی منادی کردے سبنے اس حکم کی تعمیل کی الا علی بن ابی طالب کہ حضرت رسولخدا نے انکو کہا یا علیؑ تو پاک و پاکیزہ ہے بدستور ساکن رہ امیر حمزہؓ کو یہ حال معلوم ہوا تو دلگیر ہوئے اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ ہمکو مسجد سے

سد دروازہ ہائی صحابہ بجز باب علی

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ کل دس مکان آپ نے بنائے تھے اپنی اولاد و ازواج کے لئے دسوان کہ ان کے درمیان تھا علیؑ و فاطمہؑ کے واسطے پس اس مکان مین علی اور ان کی اولاد رہتی رہی تا اینکہ عبد الملک بن مروان نے اس پر حسد کرکے گرادیا اور صحن مسجد مین شامل کر لیا ۱۲ منہ

نکالتے ہو اور اطفال بنی عبد المطلب کو اسمیں ساکن کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ اگر یہہ امر میرے اختیار مین ہوتا تو کسیکو نہ نکالتا بخدا قسم کہ یہہ ایک عطا خدا ہے خاص علیؑ کے حق مین تحقیق کہ اے چچا تم خیر و خوبی پر ہو اور عاقبت تمہاری بخیر ہے اور تمکو خدا و رسول کی طرف سے بشارت ہو چونکہ حضرت نے انکو بشارت دی تھی لہذا حضرت حمزہؓ جنگ اُحد مین شہید ہوتے اور نیز ایک جماعت کو صحابہ سے یہ امر ناپسند ہوا عمر بن خطاب نے چند بار عرض کی کہ مجھکو ایک دریچہ رکھنے کی اجازت دیجائے آخر ایک روشندان پر راضی ہوتے مگر رضائے الٰہی نہ ہوئی کہ ایک سوراخ بھی ان کے گھر سے مسجد مین کھلا رہے پس صحابہ باہم بیٹھتے اور اس بات کا تذکرہ کرتے تھے تا اینکہ حضرت رسولخدا نے یہہ سُنا تو ممبر پر گئے اور خطبہ بلیغ ادا کیا کہ لوگوں کو ناگوار ہے کہ انکے دروازے مسجد کی طرف سے بند ہوگئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رہا قسم بخدا کہ مین نے انکو مسجد سے نہین نکالا اور نہ مین نے علی کو مسجد مین ساکن کیا ہے بلکہ حق تعالیٰ نے ایسا کیا ہے۔ اُس جل شانہ نے جسطرح ہارونؑ اور اولاد ہارونؑ کو مسجد موسیٰؑ میں رہنے کی اجازت دی اور اورون کو اس سے منع کیا تھا اسی طرح علی اور اُسکی ذریت کو میری مسجد میں رہنے کی اجازت فرمائی اور اورون کو اس سے منع کیا ہے تحقیق کہ علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی پس جو شخص کہ حکم الٰہی پر راضی نہو اور یہہ امر اسکو ناگوار گزرے اسکو چاہئے کہ اس طرف (راہ شام کی طرف اشارہ فرمایا) چلا جائے اور نیز مسند مین روایت ہے کہ عباس حضرت کے چچا نے سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ علیؑ کے لئے چند فضیلتیں ہین جو کسی صحابی کے لئے نہین ایک یہہ کہ بروز خیبر رسولخدا نے علم نصرت شیم انکو دیا دوسرے تمام صحابہ کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کروئے مگر علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا **روایت** ہے کہ عباس حضرتؐ کے چچا نے ہرچند التماس کیا کہ انکا مکان اس حکم سے مستثنیٰ رہے مگر قبول نہوا پس گزارش کیا کہ ایک سوراخ ہی میرے مکان سے مسجد مین رہے کہ اُس سے نگاہ کرسکوں یہہ بھی نہ مانا تا اینکہ راضی ہوئے کہ ایک پرنالہ مسجد کی طرف نصب کریں کہ بوقت بارش پانی انکے مکان کا صحن مسجد مین گرے اور یہی باعث انکو فخر و امتیاز کا ہو اس کی اجازت ہوئی اور حضرت رسولخدا نے بپاس خاطر اپنے عم مکرم و محترم کے اپنے ہاتھ سے پرنالہ نصب فرمایا۔ یہہ پرنالہ زمانہ رسولخدا و ابوبکر اور تین سال اول خلافت عمر مین بدستور نصب تھا اس کے بعد عمر نے اسے اُکھڑوا دیا امیر المومنینؑ کو یہہ جرأت خلیفہ صاحب کی ازبس ناگوار گزری اور شمشیر بکف اس جگہہ تشریف لائے اور خود کھڑے ہوکر پرنالہ کو اس کی جگہہ پر نصب کرایا ہم اسکا مفصل قصہ آگے لکھیں گے بالجملہ یہہ ایک فضیلت ہے کہ اس سے اعلےٰ درجہ کا اختصاص و اتحاد حضرت امیر المومنینؑ کا حضرت سید المرسلین کے ساتھ ثابت ہوتا ہے **صاحب** جامع الاصول نے۔ صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ رسولخدا نے امیر المومنینؑ کو فرمایا کہ کسیکو حلال نہیں کہ اس مسجد مین جنب ہو سوائے میرے اور تمہارے پس اگر دل حق گزین و دیدۂ راست بین کوئی رکھتا ہے تو صرف یہی ایک فضیلت اس کی ہدایت کے لئے کافی و وافی ہے واللہ الہادی **عقد مواخات فیمابین**

امیر المومنینؑ وسید وسرور کائنات وخلاصۂ موجودات صلوات اللہ علیہما - ہرچند امیر المومنینؑ نفس رسول رب العالمین ابتداء عالم سے انحضرتؐ کے اخ وبرادر ہیں اور دنیا مین بھی جو قرب قرابت آپ سے انحضرتؐ کو تھی وہ کسی دوسرے کو نہ تھی باوجود اس کے عقد مواخات میں بھی کہ فیمابین صحابہ منعقد ہوا چونکہ کوئی دوسرا انحضرتؐ کا عدیل وہمسر نہ تھا وہی حضرت برادر وشفیق حضرت رسولخداؐ کے قرار پائے انحضرتؐ نے آپکو اپنی اخوت وبرادری خاص سے اختصاص بخشا مورخین نے لکھا ہے کہ سال اوّل ہجرت میں پانچ یا آٹھ مہینے ہجرت کے بعد حضرت رسولخداؐ نے صحابہ مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات قائم کیا اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تا کہ یہہ لوگ باہم اتحاد وارتباط رکھین اور ہر شدت ورخا میں ایک دوسرے کے شریک حال رہین یہہ عقد مسجد مین بیٹھکر مستحکم کیا گیا اور ایک وثیقہ اس بارے مین تحریر ہوا چنانچہ جوڑیان صحابہ کی اس تحریر کے موافق ایک دوسرے کے بھائی کہلاتے اور باہم دیگر میراث پاتی تھیں تا اینکہ بعد غزوۂ بدر جبکہ آیۂ میراث نازل ہوئی تو میراث بالمواخات کا حکم برطرف ہوا **بالجملہ** سلمانؓ فارسی کو ابو درداء عمر بن ثعلبہ انصاری کے ساتھ ابو عبیدہ جراح کو سعد معاذ کے ساتھ ابوبکر بن ابی قحافہ کو حارثہ بن زید انصاری کے ساتھ عمر بن خطاب کو عتبان بن مالک انصاری کے ساتھ عثمان بن عفان کو اوس بن ثابت کے ساتھ زبیر بن العوام کو سلمہ بن سلامہ کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کو کعب بن مالک کے ساتھ عمار یاسر کو ثابت قیس انصاری کے ساتھ علی ہذا باقی مہاجرین کو بقیۂ انصار کے ساتھ برادر گردانا اور رشتہ مواخات انکے درمیان محکم کیا - بعد ازان امیر المومنینؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ میرا بھائی یہہ ہے - اور ابن حجر عسقلانی نے شرح صحیح بخاری میں ابن عبد البرؒ سے نقل کیا ہے کہ اس عقد کے علاوہ ایک اور عقد درمیان مہاجرین کے منعقد ہوا وہ اس طرح پر تھا کہ ابوبکر کا عمر کے ساتھ اور طلحہ کا زبیر کے ساتھ اور عثمان بن عفان کا عبد الرحمن بن عوف کے ہمراہ لگ جوڑ کیا اور جعفر بن ابیطالب کو معاذ بن جبل کا اور حمزہ بن عبد المطلب کو زید بن حارثہ کا بھائی بنایا پس علیؑ مرتضی نے عرض کی یا رسول اللہ آپنے صحابہ کے درمیان اخوت وبرادری قرار دی میرا بھائی کسکو مقرر فرمایا آپنے کہا انا اخوک میں تیرا بھائی ہوں اور بروایت دیگر فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنے تو دنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ سید وسردار مرسلانؐ پیشوائے متقیان رسولخداؐ سے عالمیان تھے کوئی انحضرتؐ کا شبیہ ونظیر نہ تھا الا علی ابن ابیطالبؑ کہ انحضرتؐ کے اخ وبرادر تھے

ے بلے زبادر دہرش نزاد طفل نظیر ✤ کسے کہ ہمچو پیمبر بود برادر او ✤ یہی باعث تھا کہ وہ جناب اکثر فرماتے تھے کہ میں ہوں بندۂ خدا اور بھائی رسولخداؐ کا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ممبر کوفہ پر فرما رہے تھے انا عبد اللہ واخو رسول اللہ میں ہوں بندۂ خدا وبرادر رسول اللہ ووارث محمد مصطفےؐ وشوہر فاطمہ زہرا وسید وسردار اوصیا ایک شخص زیر ممبر سے اٹھکر بولا کسکو بھلا معلوم نہیں ہوتا کہ کہے انا عبد اللہ واخو رسول اللہ جونہی یہہ کلمہ اس کے زبان سے نکلا جنون اُس کے دماغ مین پیدا ہوا بحدیکہ اس کا سر پکڑکر مسجد سے باہر لے گئے لوگوں نے اس کے رشتہ داروں سے پوچھا کیا اسکو کبھی کوئی عارضہ ہوا ہے کہا کبھی نہین **عقد نکاح امیر المومنینؑ علی مرتضی با سیدۃ النساء فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما** اس شادی خانہ

آبادی کی تاریخ مین اختلاف ہے کشف الغمہ مین حضرت امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ماہ رمضان ۲ھ ہجری مین عقد نکاح اور اس کے تین مہینے بعد ماہ ذی الحجہ سال مذکور مین زفاف واقعہ ہوا اور بعض علماؒ نے کہا ہے کہ خطبہ یعنی منگنی ماہ مبارک رمضان مین اور عقد شوال میں بعد مراجعت از جنگ بدر سولہ روز بعد وفات رقیہؓ دختر خدیجۃ الکبریؑ خواہر مادری انحضرتؐ کے ہوا اور شیخ مفیدؒ وسید ابن طاؤسؒ وغیرہ دیگر علماء شیعہ شب پنجشنبہ اکیسویں ماہ محرم سال تین ہجری بتلاتے ہین اور سُنیون کے یہان ماہ صفر ایک سال بعد ہجرت کے لکھا ہے لیکن مشہور درمیان علماء امامیہ قول اوّل ہے اور بنا براس کے جبکہ تاریخ ولادت جناب سیدہ بیسوین جمادی الثانی پانچ سال بعد از بعثت پیغمبرؐ لین کہ وہ بھی مشہور ہے تو سن شریف انحضرتؐ کا بوقت نکاح نو سال و چند ماہ کا ٹھیرتا ہے اور سن مبارک امیر المومنینؑ کا اسوقت علی الاشہر چوبیس سال کا تھا حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اگر حقتعالی علیؑ علیہ السلام کو فاطمہ زہراؑ کے لئے پیدا نہ کرتا تو دنیا میں کوئی اس جناب کا کفو وہمسر نہ تھا یہہ مضمون باسناد معتبرہ ابسیار سُنی وشیعہ نے حضرت رسول خداؐ سے نقل کیا ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب جناب سیدہ سن بلوغ کو پہنچیں تو رؤساء وبزرگان قریش ودیگر اکابر واشراف مسلمین نے حضرت رسولخداؐ سے آپ کی خواستگاری کی مگر جو شخص اس امر کی درخواست کرتا تھا حضرت روئے مبارک کو اُس کی طرف سے پھیر لیتے تھے اور اس طرح نفرت وکراہت کا اظہار کرتے کہ اُسکو گمان ہوتا کہ آپ مجھ پر خشمناک ہیں عجب نہیں کہ وحی آسمانی میری بارہ میں نازل ہوا ازانجملہ ابوبکر عمر نے بھی یکے بعد دیگرے اپنے اپنے لئے یہہ درخواست پیش کی انکے ساتھ بھی حضرت ویسے ہی کبیدگی وکشیدگی سے پیش آئے اور کہا کہ فاطمہؑ کی تجویز رضائے حق سبحانہ تعالی پر موقوف ومنحصر ہے وہ کریم جہاں چاہیگا اسکی نسبت کریگا - اسی طرح عبد الرحمن بن عوف صحابی وباعتقاد اہل سُنّت یکے از دہ یار بہشتی نے بھی اپنی دولت وثروت کے بھروسہ پر اسکا حوصلہ کیا بلکہ اس بیباک نے صاحب لولاک سے کہا کہ اگر فاطمہؑ مجھ سے بیاہی جائے تو مہر میں مال فراوان دون - اللہ اللہ کیسے ضعیف الاعتقاد یہہ لوگ تھے کہ پیغمبر خدا کو بھی اپنی طرح مال کا خواہاں دنیا کا طلبگار جانتے تھے حضرت اس کی اس بیہودہ سرائی سے بہت برہم ہوتے اور جوش غیظ مین ہاتھ بڑھاکر کچھ سنگریزے زمین سے اُٹھا لئے وہ کنکریاں دست حق پرست میں تسبیح کرتی تھین پھر انکو زمین پر پھینکدیا تو جواہر بے بہا تھے پس فرمایا یا ابن عوف تو ہمکو مال کا لالچ دیتا ہے ہمارے نزدیک اسکی کیا حقیقت ہے **القصہ** جب سب کو قرائن سے معلوم ہوا کہ یہہ دولت علی بن ابی طالبؑ کا حصہ ہے حضرت خاتون جنت کو خدا ورسول نے صرف شیر خدا کے لئے روک رکھا ہے اور وہی اسکا استحقاق بھی رکھتے ہین تو خاموش ہو رہے لیکن شیخین جیسے ہوشیاروں کو اسوقت اور سوجھی انہون نے ارادہ کیا کہ چلکر علیؑ کو ابھارئے اور انسے اس امر کی درخواست کرائے اگر التماس انکی درجۂ اجابت کو پہنچی جیسا کہ گمان غالب ہے تو دل سوزی کا اظہار ہے اور مُفت کرم داشتن ورنہ رد وانکار کی صورت میں علیؑ بھی تو اس ندامت وخجالت کا ذائقہ چکھین جو اوروں کو نصیب ہو چکی ہے یہ منصوبہ گانٹھ کر دونو بزرگوار مع عبد الرحمن بن عوف بروایتے سعد معاذ انصاری کی ساتھ امیر المومنینؑ کے گھر پر آئے مگر وہان حضرت کو نپایا آپ اسوقت ایک انصاری کے باغ مین شتر آب کش کے ذریعہ خرمے

درخواست عبد الرحمن بن عوف

کے درختوں میں پانی دے رہے تھے کہ اجرت اسکی وجہ معاش مین صرف کرین یہہ لوگ حضرت کی خدمت مین پہنچے تو ابو بکر نے سلسلہ کلام چھیڑا کہ اے ابو الحسن کوئی خیر و خوبی نہیں کہ تم مین نہو بلکہ تم ہر فضیلت میں اوروں پر سبقت لیگئے ہو حضرت رسولخدا کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے اور تمام سے پہلے ان پر ایمان لائے اسکے بعد سے ہمیشہ نصرت و اعانت انحضرت میں ساعی رہے ہو پس کیا وجہ ہے کہ باوجود اتنے حقوق کے تم نے ابتک فاطمہ زہرا کی خواستگاری نہیں کی تمام قریش حضرت سے یہ درخواست کر چکے مگر کسی کی بات قبول نہین کرتے کہتے ہین کہ یہہ امر حوالہ رضائے خدا ہے میرا گمان یہہ ہے کہ خدا و رسول نے فاطمہ زہرا کو تمہاری واسطے رکھا ہوا ہے حضرت امیر نے یہہ سنا تو آبدیدہ ہو کر فرمایا اے ابو بکر تو نے میرے غم کو تازہ کیا اور جو آرزو کہ میرے دل مین پوشیدہ تھی اس کو جوش مین لایا مجھکو اور رغبت فاطمہ نہو بھلا یہ کب ہو سکتا ہے مگر بوجہ ناداری کے حیا دامنگیر ہے کہ اس بات کو زبان پر لاؤن ابو بکر نے کہا دنیا و مافیہا رسول اللہ کی نظر مین ہیچ و پوچ ہے اس کا ذرا خیال دل مین نہ لاؤ اور جا کر آنحضرت سے اسکی درخواست کرو یہہ روایت ملا صالح کشفی سُنّی صاحب مناقب مرتضوی کی ہے اور بعض روایات مین ہے کہ سعد انصاری نے انحضرت کو اس درخواست کرنے پر ترغیب دی اور بنا بر بعض جابر انصاری نے اور اور لوگوں کے نام بھی مذکور ہوتے ہیں فی الحقیقت الاحباب مین ہے کہ یاران علی و اہل و خواص انحضرت نے انکو برانگیختہ کیا کہ فاطمہ کی درخواست کرین ظاہرا یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابو بکر و عمر کو انحضرت سے کون سا خلوص محبت تھا کہ یہہ خیر خواہی کرتے اور جو شاید ایسا ہوا بھی ہو تو انہین خیالات سے ہوا ہوگا جو پیشتر ذکر ہوئے بہرکیف آپ اونٹ لیکر مکان پر آئے اور اونٹ کو باندھا اور نعلین پائے مبارک مین پہنی اور متوجہ حرم سرائے نبوی ہوئے حضرت رسول اسوقت ام سلمہؓ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے امیر المومنینؑ نے کنڈی دروازے کی کھٹکائی ام سلمہ نے کہا کون ہے قبل اسکے کہ حضرت کہین کہ مین ہون رسولخدا نے فرمایا اے ام سلمہؓ دروازہ کھول کہ یہہ دوست ہے خدا و رسول کا لاجرم خدا و رسول بھی اسکو دوست رکھتے ہین ام سلمہؓ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ یہہ کون شخص ہے کہ بغیر دیکھے بھالے آپ اس کے حق مین ایسا ارشاد فرماتے ہین فرمایا خاموش رہ اے ام سلمہؓ یہہ کوئی لغو اور بیہودہ آدمی نہین بڑا مستقل مزاج میرے چچا کا بیٹا سب سے زیادہ ہمارا دوست اور پیارا ہے ام سلمہؓ کہتی ہین کہ یہہ سنکر مین اتنا جلد اٹھی کہ قریب تھا کہ پاؤں دامن مین الجھ کر موہنہ کے بھل گر پڑوں بارے دوڑ کر دروازہ کھولا قسم بخدا کہ جبتک مین پردہ میں نہ چلی گئی علیؑ نے مکان مین قدم نہ رکھا جس وقت مین اوٹ مین ہو گئی تو اندر آئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ نے بکمال بشاشت فرمایا و علیک السلام اور اشارہ بیٹھنے کا کیا علی علیہ السلام آپ کے سامنے سر جھکا کر اس طرح بیٹھے کہ گویا کسی کام کو آئے ہیں اور کہتے ہوئے شرم آتی ہے ام سلمہؓ کہتی ہین کہ حضرت رسول انکا مدعا دل پا گئے تھے فرمایا اے علیؑ معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی حاجت لیکر آئے ہو اگر کوئی مطلب رکھتے ہو تو بیان کرو کہ حاجتین تمہاری میرے نزدیک مقضی و برآوردہ ہین عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ بچپنے سے آپ نے مجھکو میرے

باپ ابو طالب اور ماں فاطمہ بنت اسد سے لیا اور کھانے پینے میں اپنا شریک کیا اور اپنے طور پر تعلیم و تربیت فرمائی ہمیشہ والدین سے زیادہ مجھ پر مہربان رہے آپکی بدولت حق تعالی نے مجھکو دولت ایمان بخشی ہر چند آپ ہر طرح میرے کفیل کار و پشت پناہ و سرپرست ہیں لیکن مین چاہتا ہون کہ زوجہ و اہلیہ میرے لئے ہو تاکہ اپنا گھر آباد کرون اسی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں التماس میری قبول ہو اور میرا نکاح اپنی دختر نیک اختر فاطمہ زہرا کے ساتھ فرماویں ام سلمہؓ کہتی ہین کہ مین روئے مبارک کی طرف دیکھ رہی تھی ہنوز علی کا کلام تمام نہوا تھا کہ دیکھا مینے کہ چہرۂ اقدس کثرت خوشی سے مانند آفتاب روشن ہو گیا و بروایت دیگر امیر المومنین نے فرمایا مین حاضر خدمت ہوا جب نظر مبارک میرے اوپر پڑی خندان ہوئے اور فرمایا اے ابو الحسن کدھر آئے ہو جو مدعا ہو بیان کرو پس مین نے اپنی خویشی و یگانگت و سبقت اسلام و نصرت دین و غزا و جہاد راہ خدا ایک ایک کا ذکر کیا فرمایا یا علی تو راست کہتا ہے اور جو تو نے ذکر کیا تو اس سے بہت بڑھ کر ہے مین نے عرض کی یا رسول اللہ میری خواہش یہہ ہے کہ فاطمہؑ کو میرے ساتھ تزویج کرین حضرت نے فرمایا تجھ سے پیشتر اوروں نے بھی یہہ درخواست کی تھی مگر جب فاطمہؑ سے انکا ذکر آیا تو آثار کراہت اسکے بشرے سے نمایاں ہوئے تو ٹھہر کہ مین فاطمہ سے استمزاج کرون پھر جواب دونگا پس آپ اندر تشریف لے گئے فاطمہ زہراؑ نے حضرت کو آتے دیکھا تو سرو قد تعظیم کو اٹھین اور حسب دستور رداء دوش مبارک سے سنبھالی نعلین پائے اطہر سے لین و ربانی لا کر دست و پائے اقدس کو دھویا بعد ازاں موءدب خدمت مین بیٹھین حضرت نے فرمایا اے فاطمہ علیؑ ابن ابی طالب کی فضیلت و قرابت کو جانتی ہو جو حقوق کہ دین خدا مین وہ رکھتے ہین تمکو معلوم ہین تحقیق کہ مینے حقتعالی سے التجا کی تھی کہ تمکو ایسے شخص سے کہ تمام خلقت سے بہتر اور سب سے زیادہ اسکا محبوب ہو تزویج کرے سو علی بن ابی طالب تمہارے خواستگاری کو آتے ہین تمہاری اسمین کیا رائے ہے فاطمہؑ یہہ سنکر چپ ہو گئین اور نہ کوئی علامت کراہت کی انسے ظاہر ہوئی حضرت نے فرمایا اللہ اکبر سکوتہا اقرارہا اسکی خاموشی بمنزلہ اس کے اقرار کے ہے بروایت اول حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا یا علیؑ تیرے پاس کچھ ہے بھی جس پر فاطمہ کے ساتھ تیرا نکاح کر دیں امیر المومنینؑ نے عرض کی فداک ابی و امی یا رسول اللہ میرا حال آپ سے پوشیدہ نہین ایک زرہ ایک تلوار ایک اونٹ رکھتا ہون بس یہی کل میری کائنات ہے حضرت نے فرمایا تلوار کی تجھکو احتیاج ہے اس سے راہ خدا مین جہاد کرتا ہے شتر آبکش حضر مین پانی لانے سفر مین اسباب لادنے کے لئے کار آمد ہے مگر زرہ کے بغیر کارروائی ہو سکتی ہے اسکو بیچ ڈالو وہی مہر فاطمہ ہے اور ہم تجھ سے اسپر رضامند ہیں **نکاح آسمانی بحکم حضرت جل و علا سبحانی** پس حضرت نے فرمایا اے ابو الحسن تجھکو بشارت ہو اور شاد رہ تو کہ قبل اسکے کہ مین زمین پر تیرا نکاح کرون حق تعالی بالائے آسمان یہہ نکاح کر چکا ہے ابھی تیرے آنے سے ذرا آگے ایک فرشتہ میرے پاس آیا جس کے بہت سے موہنہ اور بیشمار بازو تھے میں نے کبھی اس سے پیشتر ایسا فرشتہ نہ دیکھا تھا اس نے کہا یا محمدؐ اَبْشِرْ بِاجْتِمَاعِ الشَّمْلِ وَطَہَارَۃِ النَّسْلِ یعنی اے محمد بشارت ہو تمکو کہ افتراق و جدائی تمہاری اہل سے دور ہوئی اور نسل پاک و پاکیزہ کی بنیاد رکھی گئی میں نے پوچھا تیرا اس عبارت سے کیا مدعا ہے بولا مین ایک فرشتہ سطائیل نام قوائم عرش سے ایک قائمہ پر تعینات ہوں مینے حقتعالی سے درخواست کی تھی کہ مژدہ تزویج

علیؑ و فاطمہ اوّل میں پہنچاؤں اس لئے حاضر خدمت ہوا ہوں جبرئیل میری عقب میں آتے ہیں وہ مفصل کیفیت اس واقعہ کی
حضرت سے بیان کریں گے پس جبرئیل آئے اور سلام کے بعد ایک پارچہ حریر بہشتی سفید رنگ کا مجھکو دیا جسپر دو سطریں
نور کی تحریر تھیں مینے پوچھا اے برادر جبرئیل یہہ پارچہ کیسا ہے اور کیا اسپر لکھا ہے کہا اے محمد حقتعالیٰ نے زمین کی طرف ایک
نگاہ کی اور تمام خلائق سے تمکو اپنی رسالت و نبوت کے لئے اختیار کیا پس دوبارہ اسپر مطلع ہوا اور تمہارے بھائی ابن عم
اور وزیر علی بن ابی طالب کو برگزیدہ فرمایا اور اس کا عقد تمہاری دختر فاطمہ کے ساتھ کیا پس امر کیا کہ بہشت آراستہ ہوں اور درخت
طوبےٰ حُلے و زیورات سے ملبس ہو حوران جنت زینت کریں اور ملائکہ سمٰوات چرخ چہارم پر بیت المعمور کے پاس جمع ہوں پس
رضوان خزانہ دار بہشت نے ممبر نور جس پر آدم نے خطبہ کہا تھا جبکہ اسمار حسنیٰ ملائکہ پر عرض کئے تھے نصب کیا پس ایک فرشتہ فرشتگان

خطبہ راحیل

حجب سے جسکو راحیل کہتے ہیں اور تمام فرشتوں میں خوش آواز و شیرین زبان ہے اس ممبر پر گیا اور حمد و ثنائی حضرت باری بکمال
بلاغت و فصاحت ادا کی پھر کہا کہ اختیار کیا خداوند جبار نے بندہ گرامی و پسندیدہ اپنے کو بہترین زنان عالم کے لیے کہ دختر ہے افضل
انبیا و اشرف مرسلان کی پس پیوند کیا اپنے نبی کو ایک مرد کے ساتھ کہ اسکے کنبے سے مصاحب ہو سکا ہے اور قبول کرنیوالا
اسکی دعوت کا ہے اور سبقت کرنیوالا اس کے دین کی طرف ہے یعنی علیؑ بن ابی طالب کا نکاح بتول عذرا فاطمہ زہرا کے ساتھ
منعقد فرمایا جبرئیل کہتے ہیں کہ اس کے بعد مینے بحکم خدائے جلّ و علا علیؑ و فاطمہ کا نکاح پڑھا اور ملائکہ مقربین کو اس پر گواہ گردانا
اور انکی گواہی کو اس پارہ حریر پر ثبت کیا پروردگار عالم کا حکم ہے کہ اس کتبہ کو آپ کو دکھاؤں پھر مشک کی مُہر لگا کر خازن بہشت کے
سپرد کروں اور امر کیا حقتعالیٰ نے شجر طوبےٰ کو کہ تمام حُلے اور زیورات اپنے اس تقریب مبارک میں نثار کرے چنانچہ اس نے تمام برگ و
ساز اپنا اس خوشی میں لٹا دیا ملائکہ و حوران بہشت نے اس نچھاور کو اُٹھایا اور اس پر فخر و مباہات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو
ہدیہ دینگے تا بروز قیامت یہہ کیفیت نکاح آسمانی کی ہے اب تمکو ارشاد جناب باری ہے کہ مجمع اصحاب کے سامنے زمین پر بھی اس
نکاح کو منعقد کرو اور بشارت دو علیؑ و فاطمہؑ کو کہ حقتعالیٰ انکو دو پسر پاکؑ و پاکیزہ عطا کریگا کہ صاحب فخر و فضیلتہائے بیشمار ہوں گے
دنیا و آخرت میں پس حضرت نے فرمایا یا علی وہ فرشتہ ہنوز آسمان پر بھی نہ پہنچا ہوگا کہ تو نے کنڈی دروازے کی ہلائی ابن شہر آشوب
نے مناقب میں روایت کی ہے کہ نکاح امیر المومنینؑ کا فاطمہ زہرا کے ساتھ زمین پر چالیس روز بعد نکاح آسمانی کے ہوا اور وہ

روایت شیخ صدوق علیہ الرحمہ

پہلی یا چھٹی ذی الحجہ کو ہوا تھا **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے اس روز ایک فرشتہ دیکھا
جس کے چوبیس مونہہ تھے حضرت نے اسکو جبرئیل جانکر کہا اے اخی جبرئیل مینے اس سے پیشتر تمکو اس صورت میں نہ دیکھا تھا فرشتے نے کہا
یا رسول اللہ میں جبرئیل نہیں ہوں میرا نام محمود ہے حق تعالیٰ نے مجھکو امر کیا ہے کہ ایک نور کو دوسرے نور کے ساتھ تزویج کروں یعنی
علیؑ کو فاطمہؑ کے ساتھ بیاہ دوں جب فرشتے نے پشت موڑی تو دیکھا کہ اس کے دونو شانوں کے درمیان لکھا تھا محمد رسول
اللہ علیؑ وصیہٗ رسولخدا نے پوچھا اے محمود تمہارے شانوں کے درمیان یہہ عبارت کب سے تحریر ہے کہا بائیس ہزار سال قبل

خلق آدم سے صاحب ناسخ التاریخ کہتے ہیں کہ یہہ حدیث اہل سُنّت کے یہاں بھی بطرق متعددہ مروی ہے فرق اسقدر ہے کہ انکے
یہاں اس مَلَک کا نام بجائے محمود کے صرصائیل ذکر ہوا ہے اور لکھا ہے کہ اسکے بیس سر اور ہر سر میں ہزار آنکھیں تھیں اور ہاتھ اسکے
اسقدر دراز تھے کہ آسمانوں اور زمینوں سے نکلے ہوئے تھے اور شانوں کے درمیان بعد کلمہ شہادتین لکھا تھا علی ابن ابیطالب
مُقسم الجنۃ بہرکیف حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علی بشارت ہو تمکو کرامت پروردگار کی میں اس جلّ شانہ کے حکم کو تمہارے
بارے میں جاری کرونگا تم آگے چلکر مسجد میں ٹھیرو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں تاکہ فاطمہ کے ساتھ تمہارا نکاح کروں اور فضائل و مناقب کو
سب کے سامنے بیان کروں جن سے آنکھیں تیری اور تیرے دوستوں کی روز قیامت تک ٹھنڈی رہیں پس حضرت امیر المومنینؑ آپ کی
خدمت سے شاداں و فرحاں باہر آئے مسجد کیطرف تشریف لیجاتے تھے راہ میں ابوبکر و عمر کہ آپکے واپسی کے منتظر تھے آپسے ملے اور حال
دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے میرا نکاح فاطمہ کے ساتھ کر دیا اور مجھکو خبر دی کہ حقتعالیٰ نے بالائے آسمان یہہ نکاح منعقد فرمایا
اور وہ حضرت ابھی مسجد میں آتے ہیں تاکہ اسکا اعلان سب کے سامنے کریں شیخین نے یہ سنکر بظاہر اظہار مسرت و شادمانی کا کیا مگر دلوں کا حافظ خدا
ہے **الغرض** حضرت امیر مع ابوبکر و عمر مسجد میں آئے اور انکے پیچھے حضرت رسولخدا بھی داخل ہوئے آپنے بلالؓ کو حکم کیا کہ مہاجر و
انصار کو جمع کر پس ممبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا اے معشر مسلمین جبرئیل امین میرے پاس آئے اور خبر دی کہ حقتعالیٰ
نے ملائکہ کو بیت المعمور پر جمع کیا اور سب کے سامنے فاطمہ اپنی کنیز میری دختر کا نکاح اپنے بندے علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ کر دیا اور ملائکہ کو
اسپر شاہد کیا پس مجھکو امر کیا ہے کہ تمہارے حضور میں اسکا اعادہ کروں اور تمکو اسکا شاہد گردانوں بروایتے حضرت نے فرمایا اَیُّہَا النَّاس
مردان قریش مجھ سے بار بار فاطمہ کی خواستگاری کرتے تھے مگر میں اسکی تجویز کو حق سبحانہ تعالیٰ پر حوالے کرتا تھا بتحقیق کہ میرے پاس جبرئیل
آئے اور کہا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو فاطمہ تمہاری دختر کا روئے زمین پر آدم و غیر آدم سے کوئی ہمسر نہ تھا کہ جس کے ساتھ

خطبہ امیر المومنین

اسکا عقد ہوتا - پس حضرت بیٹھ گئے اور امیر المومنینؑ کو فرمایا اے ابوالحسن اٹھو اور فاطمہؑ کی خواستگاری کرو حضرت امیر اُٹھے اور ایک خطبہ
مختصر بکمال بلاغت و فصاحت پڑھا وہ خطبہ یہہ ہے الحمد للہ شُکرًا لِاَنْعُمِہٖ وَاَیَادِیہ ولا الٰہ الا اللہ شہادۃً تبلغہ و ترضیہ وصلی اللہ علیٰ
محمّدٍ صلوۃً تزلفہ وتحظیہ والنکاح مما امر اللہ عزّ وجلّ بہ و رضیہ و مجلسنا ھذا قضاہ اللہ و اذن فیہ وقد زوّجنی
رسول اللہ ابنۃ فاطمۃ وجعل صداقہا درعی ھذا وقد رضیت بذلک فاسئلوہ واشہدوا
خلاصہ مضمون بلاغت مشحون خطبہ شریفہ کا یہ ہے کہ اوّل حمد خدا کی پھر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجا بعد ازاں فرمایا کہ نکاح
ایک امر ہے کہ حق تعالیٰ نے اسکو پسند کیا اور اسکا حکم فرمایا ہے بتحقیق کہ ہماری یہہ مجلس بحکم و قضائے کردگار مرتب ہوئی ہے مقصود اس
سے یہہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے اپنی دختر مطہر فاطمہ زہرا کا نکاح میرے ساتھ کر دیا اور اس میری زرہ کو اسکا مہر گردانا میں اس پر راضی
ہوں تم بھی حضرت رسولخدا سے اسکو دریافت کرلو تاکہ گواہ رہو حاضرین مجلس نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ آیا آپنے فاطمہؑ کا عقد
علی بن ابی طالب کے ساتھ مہر مذکور پر کردیا ہے فرمایا ہاں کردیا اسپر مجلس سے شور مبارک باد بلند ہوا اسپنے کہا بارک اللہ لہما و علیہما

وجمع شملهما یعنی خداوند دولہا دولہن کو یہہ شادی مبارک کرے اور ان کے درمیان اتفاق و ملاپ رہے **مؤلف** کہتا ہے کہ اس روایت سے زرہ کا مہر مقرر ہونا پایا جاتا ہے اور ایک روایت میں پانچ سو درہم مہر کے ذکر ہوئے ہیں ممکن ہے کہ قیمت زرہ کی پانچ سو درہم ہوں پس مآل دونوں روایتوں کا ایک ہی ہوگا اور احادیث مین وارد ہے کہ حقتعالی نے ربع یعنی چہارم دنیا کو مہر فاطمہ قرار دیا اور بہشت و دوزخ کو انحضرت کا مہر گردانا تاکہ روز قیامت اپنے دوستونکو بہشت مین اور دشمنوں کو دوزخ مین داخل کرین لیکن زمین پر مشہور مہر انحضرت کا پانچ سو درہم ہے روایت ہے کہ حقتعالی نے پیغمبر خدا کے پاس وحی بھیجی کہ ہم نے مہر فاطمہ خمس یعنی پانچواں حصہ دنیا کا اور تہائی بہشت اور چار نہرین نہر فرات نیل مصر و نہروان و نہر بلخ مقرر کیا ہے مگر تم اے محمد اسکو پانچ سو درہم پر یاد و تاکہ تمہاری اُمت میں یہہ مقدار سُنت رہے فردوس الاخبار میں کہ کتب اہل سُنت سے ہے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنین سے فرمایا یا علی حق تعالی نے فاطمہ کو تجھ سے تزویج کیا اور زمین کو اسکا مہر مقرر کیا پس جو زمین پر راہ چلے اور تمہارا دشمن ہو وہ بحرام راہ چلتا ہے منقول ہے کہ رسولخدا اس کار خیر سے فراغت پاکر مسجد سے حرم سرا مین تشریف لیگئے تو جناب فاطمہ کو گریان پایا فرمایا اے فاطمہ کس لئے روتی ہے قسم بخدا کہ اگر میرے اہل بیت میں علی سے بہتر کوئی اور ہوتا تو مین تیرا نکاح اس سے کرتا تحقیق کہ مینے یہہ نکاح نہین کیا حق تعالی نے اس کے ساتھ تجھکو بیاہا ہے اور خمس مال تیرا مہر مقرر فرمایا ہے جبتک زمین و آسمان باقی ہے خمس تیرا اور تیری اولاد کا حق ہے مناقب مرتضوی مین نقل کیا ہے کہ جناب سیدہ اپنے مہر چار سو درہم قیمت زرہ سے مطلع ہوئیں تو حضرت رسولخدا کی خدمت مین عرض کی کہ سب کی لڑکیوں کا مہر درہم و دینار سے ہوتا ہے آپ کی دختر کا بھی یہی ہوگا تو اوروں سے کیا فرق ہوگا دعا کیجئے کہ حقتعالی میرا مہر آپ کی اُمت کی شفاعت قرار دے حضرت نے درگاہ باری مین دعا کی اور فی الفور درجہ اجابت کو پہنچی جبرئیل امین ایک قطعہ حریر لائے دو سطریں اس میں لکھی تھیں مضمون یہہ کہ حق تعالی نے مہر فاطمہ اس کی باپ کی اُمت کی شفاعت مقرر کی ہے جناب سیدہ اس رقعہ کو ہمیشہ بطور تبرک اپنے پاس رکھتی تھین بوقت رحلت وصیت کی کہ اسکو میرے ساتھ قبر میں دفن کر دینا تاکہ فردا قیامت اس حجت سے اپنے باپ کی اُمت عاصی کو بخشواؤں

سامان جہیز جناب سیدہ مروی ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنین سے فرمایا یا علی اپنی زرہ حطمیہ[1] کو بیچکر ہمارے پاس لے آؤ کہ سامان جہیز تمہاری زوجہ کا ہم پہنچے حضرت امیر حسب الارشاد زرہ کو بازار مین فروخت کے لئے لے گئے سُنی کہتے ہین کہ عثمان بن عفان نے وہ زرہ چار سو اسّی درہم پر خرید کی بہانتک تو مضائقہ نہین اس سے آگے خلیفوں کے شیداؤں اور انکے فخر و فضیلت کے دلدادوں نے ایک اور مضمون تراشا ہے کہ عثمان نے روپیہ اور زرہ دونو امیر المومنین کو دیکر کہا اے ابو الحسن تم اس زرہ کے لئے زیادہ اولے ہو میں یہہ زرہ تمکو اپنی طرف سے ہبہ کرتا ہوں ظاہرا یہہ فقرہ متعصبین اہل سُنت کا

[1] حطمہ بن محارب ایک زرہ بنانے والے کا نام ہے زرہ حطمیہ اسکی طرف منسوب ہے یا زرہ حطمیہ اس زرہ کو کہتے ہیں کہ جسپر لگ کر تلوار ٹوٹ جائے کیونکہ حطم کے معنی لغت میں ٹوٹنے کے ہیں یا زرہ گران بہا اور وزین کو کہتے ہیں اور اسی سے ہے حدیث ازدواج فاطمہ کی انحضرت نے علی علیہ السلام سے فرمایا این درعک الحطمیہ یا علی تمہاری زرہ حطمیہ کہاں ہو کذا فی القاموس

گھڑا ہوا ہے ورنہ انکے یہاں بھی کتب معتبرہ مین مثل روضۃ الاحباب وغیرہ کے صرف اسقدر لکھا ہے کہ عثمان نے اس زرہ کو چار سو اسّی درہم خرید کیا اور روایات شیعہ کے موافق تو یہہ ہے کہ حضرت امیر نے وہ زرہ بیچ ڈالی عثمان اور غیر عثمان کا اسمین مذکور نہیں اور عثمان کے زرہ واپس دینے کا تو کیا ہی کہنا ہے۔ ہان بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل نے امیر المومنین سے بشکل اعرابی بنکر اسکو خرید ا تھا اور قیمت انحضرت کو دی تھی پھر زرہ رسول اللہ کو دینے گئے تھے شاید یہی قصہ یار لوگون نے عثمان سے چسپان کر دیا ہے **بالجملہ** امیر المومنین کہتے ہیں کہ مینے زر قیمت لاکر رسولخدا کی دامن میں ڈال دیا نہ حضرت نے پوچھا کہ کس قدر ہیں نہ مینے ہی مارے شرم کے اس کا کچھ ذکر کیا حضرت نے ویسے ہی بے گنے ایک مٹھی درہموں کی بھر کر بلال کو دی کہ اس سے خوشبو و عطریات فاطمہ کے لئے خرید کرے پھر دو مٹھیاں اور بھریں اور ابو بکر و عمار یاسر و دیگر صحابیوں کے حوالے کیں کہ پارچہ و دیگر اسباب خانہ داری جو مناسب جانے لیویں ایک روایت مین ہے کہ ایک ثلث روپیہ خوشبو کے لئے اور دو تہائی پارچہ و اثاث البیت کے واسطے مرحمت فرمایا ظاہرا مراد یہہ ہے کہ جس قدر روپیہ اسوقت عنایت کیا اسمین تہائی خوشبو اور دو تہائی دیگر سامان کے لئے تھا نہ یہہ کہ تمام روپیہ یوںہی خرچ کر دیا گیا کس لئے کہ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ روپیہ مصارف روز رخصت کے لئے حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا تھا الحاصل یہہ حضرات بازار میں پہنچے اور خرید اسباب شروع کی جو چیز لیتے پہلے پوچھ پوچھکر حضرت ابو بکر کو دکھلا لیتے جب وہ کہتے تب اسکو لیتے پس انہون نے ایک کرتہ سات درہم کو خریدا اور ایک چادر چار درہم کو لی اور ایک قطیفہ (سرپیچ) سیاہ خیبری اور ایک کھٹولا کھجور کے بالوں سے بنا ہوا دو گدے نیچے بچھانے کے کہ ایک میں لیف خرما دوسرے مین بھیڑ کے بال بھرے تھے اور چار تکیے طائف کے چمڑے کے کہ گیاہ اذخر انمین بھرا تھا اور ایک پردہ بالو نکا اور ایک حصیر ہجر کا اور ایک چکی آٹا پیسنے کی ایک بادیہ تانبے کا ایک ظرف چمڑے کا پانی پینے کے لئے ایک کاسہ لکڑی کا دودھ پینے کا ایک مشک پانی کے لئے ایک لوٹا مٹی کا سیاہ روغن کیا ہوا ایک گھڑا مٹی کا سبز روغن کیا ہوا چند کوزے مٹی کے خریدے بروایتے ایک چھلنی آٹا چھاننے کی دو بازو بند چاندی کے بھی تھے جب تمام اشیاء خرید ہو گئین تو کچھ چیزیں ابو بکر نے باقی دیگر اصحاب نے اُٹھائیں اور حضرت کی خدمت میں لائے آپ ایک ایک چیز کو ہاتھ میں لیتے اور الٹ پلٹ کر دیکھتے اور فرماتے بارک اللہ لاھل البیت خدا گھر والوں کو اسمین برکت دے بروایتے آپ نے یہہ سامان دیکھا تو اشک آنکھوں میں بھر لائے اور فرمایا اللھم بارک لقوم جل آنیتھم الخزف یعنی پروردگار برکت دے اس قوم کو کہ تمام ظروف انکے مٹی کے ہین **القصہ** امیر المومنین فرماتے ہیں کہ نکاح کے بعد ایک مہینا گزر گیا مین ہمیشہ حضرت کے ساتھ نماز پڑھتا اور گھر کو لوٹ آتا اصلا فاطمہ کا ذکر زبان پر نہ لاتا حضرت بھی کچھ اس کا ذکر مذکور نہ فرماتے الا گاہ گاہ جبکہ تنہا ہوتے تو کہتے کیا ہی خوب زوجہ تیری ہے اے ابو الحسن شاد رہ کہ ہم نے بہترین زنان عالم کے ساتھ تیری شادی کی ہے ایک روز ازواج پیغمبر نے مجھ سے کہا یا علی اگر تم کہو تو ہم تمہاری طرف سے پیغمبر سے اس کا ذکر چھیڑین کہ وہ حضرت تمہاری زوجہ کو رخصت کر دین مینے کہا بہتر ہے کہو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ عقیل برادر امیر المومنین انحضرت کے پاس آئے اور کہا اے بھائی مجھکو فاطمہ دختر محمد کے ساتھ تمہاری شادی ہو جانے سے

اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ کسی بات سے ایسی خوشی نہوئی تھی اب تم کسلئے آنحضرتؐ سے درخواست نہیں کرتے کہ تمہاری بیوی
تمہارے گھر میں بھیجدیں ہماری دلی آرزو ہے کہ ہماری آنکھیں تمہاری زفاف سے روشن ہوں حضرت نے فرمایا قسم بخدا کہ میری
بھی یہی خواہش ہے مگر شرم آتی ہے کہ آنحضرتؐ کے سامنے اسکا ذکر زبان پر لاؤں عقیل نے قسمیں دیکر آپکو درخواست کرنے پر
آمادہ کیا اور اپنے ساتھ لیکر پیغمبر خدا کیطرف چلے راستہ میں اُمّ ایمن کنیز رسولخدا کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا تم ٹھیرو
میں اس کی تحریک کرتی ہوں کیونکہ ایسے کاموں مین عورتوں کی بات زیادہ اثر رکھتی ہے پس اُمّ ایمن اندر گئی اور حضرت
اُمّ سلمہؓ سے صلاح کی ام سلمہؓ ازواج پیغمبر کو ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوئیں آپ اسوقت عائشہ کے حجرے مین تشریف
رکھتے تھے یہہ سب ملکر سامنے بیٹھیں اور پرواز کلام اس طرح پر شروع کیا کہ اگر آج خدیجہؓ زندہ ہوتیں تو انکی آنکھیں انکی دختر
کے دیدار سے ٹھنڈک پاتین حضرت نے جو ہیں نام خدیجہ کا سُنا تو گریاں ہوئے اور فرمایا اَینَ مثل خدیجۃ صدّقتنی حین کذّبنی
النّاس وازرتنی علیٰ دین اللہ واعانتنی علیہ بمالھا ان اللہ عزوجل امرنی ان اُبشّرہ خدیجۃ ببیت فی الجنّۃ من قصب الزمرد لا صخب فیہ ولا نصب
یعنی کوئی مثل خدیجہ کے کہاں ہے اس نے میری تصدیق کی جبکہ اور آدمیوں نے جُھٹلایا دین خدا مین میری مددگار رہی اور
اپنے مال سے میری اعانت کی بتحقیق کہ حق تعالیٰ نے مجھکو امر کیا کہ اسکو بشارت دوں کہ خدا نے ایک مکان قصب زمرد کا اُسکے
لئے بہشت مین بنایا ہے جسمیں کوئی تعب مشقت نہیں اُمّ سلمہؓ بولیں ہمارے ماں باپ تم پر فدا ہوں یارسول اللہ جسقدر
آپ خدیجہؓ کی تعریف کرتے ہیں سب بجا و درست ہے اب وہ رحمت خدا میں واخل ہوئیں اور کرامتہائے حقتعالیٰ کو پہنچیں انکو نعمتہائی
پروردگار مبارک اور گوارا ہوں ہمکو بھی حق تعالیٰ منازل بہشت میں انکے ساتھ جمع کرے اسوقت ہمارے یہاں اکٹھے ہونے سے یہ غرض ہے
کہ تمہارے بھائی اور ابن عم علی ابن ابی طالب چاہتے ہین کہ حضرت انکی زوجہ فاطمہ زہرا کو انکو عطا کریں آپنے فرمایا اے اُمّ سلمہ کسلئے علی نے
خود مجھ سے اسکا سوال نہیں کیا ام سلمہ نے کہا حیا انکو مانع ہے حضرت نے ام ایمن سے کہا کہ جا علیؑ کو بلا لا امیر المومنینؑ آئے تو عورتیں ایک
طرف ہوگئیں آپ اندر آئے فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا شرم سے سر جُھکاتے تھا پیغمبر خدا نے فرمایا یا علی چاہتا ہے
کہ تیری زوجہ کو تیرے حوالے کر دیا جائے مینے آہستہ سے کہا ہاں یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں فرمایا بہتر ہے ہم آج
ہی شب کو فاطمہ کو وداع کرینگے پس میں خوشی خوشی باہر آیا اور آپنے اسیوقت اپنی ازواج کو بلا کر کہدیا کہ فاطمہ کو زینت کرو اور خوشبو ئیں
لگاؤ اور ایک حجرے میں اسکے لئے فرش بچھاؤ کہ فاطمہ اپنے شوہر کے پاس داخل ہو بروایتے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ تم اپنا حجرہ آراستہ کرو اور تمام کاروبار
کا انہیں کو کفیل گردانا ام سلمہ کہتی ہیں کہ مینے فاطمہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ خوشبو بھی ہے کہ اپنے لئے رکھ چھوڑی ہو کہا ہاں ہے اور ایک
شیشہ لے آئیں اسمیں سے تھوڑی سی خوشبو میری ہتیلی پر ڈالی ایسی بوئے خوش مینے کبھی نہ سونگھی تھی دل و دماغ معطر ہو گیا مینے کہا فاطمہ
یہ خوشبو تمکو کہاں سے ہاتھ آئی انہوں نے کہا کبھی کبھی وحیہ کلبی میرے باپ رسولخدا کی خدمت میں آتے ہین تو حضرت فرماتے ہیں اے فاطمہ
مسند لاؤ اور اپنے چچا کے واسطے بچھاؤ میں انکے لئے فرش بچھا دیتی ہوں وہ اسپر بیٹھتے ہین جب اُٹھتے ہین تو انکے کپڑوں سے ایک شے

جھڑتی ہے رسول اللہ مجھے کہتے ہیں کہ اسکو اُٹھا رکھو یہی وہ خوشبو ہے کہتے ہیں کہ عنبر خالص جبرئیل کے پروں سے جھڑتا ہے
جناب سیّدہ نے جبرئیل کو وحیہ کلبی اسلئے کہا کہ پیغمبر اونکا تھا وہ انکی شکل میں رسولخدا کے پاس آتے تھے پھر اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ اسکے سوا فاطمہ
کسیقدر عرق گلاب لائیں کہ کبھی ویسا خوشبو دار گلاب دیکھنے میں نہ آیا تھا مینے کہا فاطمہ یہ گلاب تمکو کہاں سے ملا کہا یہ گلاب نہیں یہ عرق پسینہ
رسولخدا ہے جب آپ دوپہر کے وقت قیلولہ فرماتے میں تو سوتے میں پسینہ آتا ہے میں وہ پسینہ اس شیشے میں لے لیتی ہوں اور منقول ہے
کہ جبرئیل ایک حُلہ بہشت سے لائے جسکی قیمت کل دنیا کے برابر تھی جب حضرت فاطمہؑ نے اسکو پہنا سب زنان قریش اسکو دیکھکر حیران
ہوگئیں اور پوچھنے لگیں کہ فاطمہ یہ کپڑا تمکو کہاں سے ملا ہے آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھکو عنایت کیا ہے **القصہ** حضرت نے نکاح کا
حکم دیکر طعام ولیمہ کی تیاری میں مصروف ہوئے۔ کچھ درہم قیمت زرہ سے حضرت اُمّ سلمہؓ کے پاس رکھے تھے وہ لیکر امیر المومنین کو
دئے اور فرمایا انکا روغن خرما و بروایتے روغن خرما دہی خرید لاؤ کہ خبیص[1] تمہاری طرف سے اور روٹی گوشت ہماری طرف سے ہوگا
حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ مین حسب الارشاد یہ اشیاء خرید کر خدمتمین لیگیا آپنے ایک دسترخوان چمڑے کا منگایا اور تمام کھجوریں اسپر ڈالدین پھر
گھی اور دہی بھی اس پر اونڈھا دیا اور آستینیں چڑھائیں اور دست مبارک سے ان چیزوں کو باہم ملایا اور امر کیا کہ روٹیاں بہت سی
تیار کیجائیں اور ایک مینڈھا ذبح کرایا جب تمام کھانا تیار ہوگیا تو مجھکو حکم دیا کہ جاؤ اور کھانے کے لئے لوگوں کو طلب کرو میں مسجد
مین گیا تو دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے پُر ہے مجھکو شرم آئی کہ بعض کو بلاؤں اور بعض کو نہ بلاؤں ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوکر کہا بھائیو لیمہ
فاطمہ مین کھانیکو چلو یہہ سُنکر تمام آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے مجھکو آدمیوں کی کثرت اور کھانیکی قلت سے تردد ہوا آگے بڑھکر حضرت کی
خدمتمیں عرض کی کہ آدمی بہت آگئے ہیں فرمایا کچھ اندیشہ نکرو اور ایک رومال کھانے پر ڈھانک دیا اور فرمایا دس دس آدمیوں کو اندر بلاؤ
میں دس آدمیونکو بلاتا جب وہ کھا کر باہر نکلتے تب اور دس کو بلاتا پہلے کھانا کھاتے پھر کھجوروں کا ملیدہ نوشجان کرتے تھے کہ برکت
حضرت رسالت پناہ سات سو مرد نے اسطرح پر کھانا کھالیا اور دوسری روایت میں ہے کہ جب امیر المومنینؑ نے آواز دی تو وہ آواز
باعجاز رسالت پناہی تمام مدینہ ونواح مدینہ میں پہنچی لوگ اسکو سنکر اپنے گھروں باغوں اور کھیتوں سے متوجہ دولت سرائے نبوی ہوئے
پس دسترخوان مسجد میں بچھا دئے گئے اور دعوتی کھانیکو بیٹھ گئے چار ہزار سے کچھ اوپر آدمی تھے سب کھا کھا کر سیر ہو گئے اور کھانا ہنوز بحال
خود باقی تھا پھر حضرت نے کچھ طبق منگوائے اور بھر بھر کر اُمّہات مومنین یعنی اپنی ازواج کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اپنے عزیزوں ہمسایوں کو
بھی کھلائیں پھر ایک طباق بھرا اور فرمایا یہ علیؑ و فاطمہؑ کا حصّہ ہے راوی کہتا ہے کہ تین روز تک لوگ آتے اور کھانا کھاتے اور کھانا کم نہ
ہوتا تھا **ولیمہ** سے فراغت پاکر حضرت اندر تشریف لیگئے اور ام سلمہؓ سے کہا کہ فاطمہ کو میرے پاس لے آؤ وہ گئیں اور جناب سیّدہ کو
اپنے ساتھ لائین کثرت شرم وحیا سے جناب سیّدہ دامن زمین پر گھسیٹتی آتی تھیں اور تمام بدن اطہر پسینہ میں تربتر ہو گیا تھا ایک جگہ راہیں
ٹھوکر کھائی حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ دنیا اور آخرت کی لغزشوں سے تجھ کو نگاہ رکھے سامنے کھڑی ہوئیں تو آپنے چادر

[1] خبیص بروزن امیر ایک حلوا ہے کہ روغن وخرما سے تیار کرتے ہین اسکو فارسی میں افرد شہ کہتے ہیں ۱۲ منتہی الارب

چہرہ انور سے سرکائی اور حضرت علیؑ کو جمال بیمثال اس بدر آسمان کمال کا دکھلایا رونمائی کے بعد ہاتھ فاطمہ کا پکڑکر علی علیہ السلام کے ہاتھ
میں دیا اور فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہ دختر رسول اللہ تجھکو مبارک ہو یا علی خوب زوجہ ہے تیری فاطمہ اور اے فاطمہ
خوب شوہر تیرا ہے علیؑ ۔ جبرئیل امین ولیمہ کی تقریب کیلئے ایک خوان آسمان سے لائے تھے اسمیں کسی قدر روٹیاں کچھ کیلے کی پھلیاں اور کشمش
اور بہی بھی آپ نے ایک دانہ بہی کا اٹھایا اور دست مبارک سے اسکے دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا علیؑ کو اور ایک فاطمہؑ کو عنایت
کیا اور فرمایا یہ ہدیہ بہشت ہے تمہارے لئے ان کاموں کے بعد آپ نے دختران عبد المطلب و دیگر زنان بنی ہاشم و زنان مہاجر
و انصار کو امر کیا کہ فاطمہ کے ساتھ ساتھ چلیں اور تکبیر و ذکر خدا اور ہنسی خوشی کی باتیں کرتی جائیں مگر کوئی بیہودہ کلمہ زبان سے
نہ نکالے کہ جسمیں خدا ناراض ہو پس خچر اپنی سواری کا جسے شہبا کہتے تھے طلب فرمایا اور ایک چادر اسپر ڈالکر جناب سیدہ کو سوار کیا
پیغمبر خدا اسکے آگے اور جبرئیل دہنی جانب اور میکائیل بائیں طرف اور ستر ہزار فرشتے پیچھے تسبیح خواں رواں ہوئے اور ستر ہزار
حوریں حضرت سیدہ کی سواری کو گھیرے ہوتے تھیں ۔ علماء اہل سنت نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ شب زفاف جبرئیل
نے استر کی باگ تھامی اسرافیل نے رکاب لی میکائیل نے دمچی پکڑی ۔ پیغمبر خدا فاطمہ کے کپڑوں کو سنوارتے جاتے تھے یہہ فرشتے تکبیر
کہتے اور ان کے ساتھ اور ملائکہ نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ یہہ تکبیر اسوقت سے قیامت تک سنت رہی کہ عروسی کے موقع پر کہا کریں ایک
روایت میں ہے کہ خچر کی لگام سلمان فارسیؓ کے ہاتھ میں تھی اور حمزہ و عقیل و جعفر و دیگر اہلبیت انکے پیچھے پیچھے جاتے تھے
بنی ہاشم ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے تھے ازواج پیغمبر ام سلمہ و عائشہ وغیرہ کچھ اشعار بطور رجز پڑھتی تھیں اور ساتھ کی عورتیں انکا
پہلا مصرعہ کہتی تھیں غرض اس شان و شکوہ سے سواری مانند باد بہاری چلی جاتی تھی عرب کا معمول تھا کہ زفاف کے موقع پر کہا
کرتے تھے یا لرفاء والبنین یعنی زوج و زوجہ میں موافقت رہے اور وہ صاحب اولاد ہوں حضرت رسولخدا نے دستورات
جاہلیت سے جانکر اس سے منع کیا اور فرمایا بجائے اسکے یہ کلمہ کہو عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ یعنی یہ شادی خیر و برکت کے ساتھ ہو مکان پر
پہنچے تو آپنے جناب سیدہ کو سواری سے اتارا اور امیر المومنینؑ کے سپرد کیا کہ اپنی خوابگاہ کو جاؤ مگر میں جبتک تمہارے پاس آؤں
کوئی بات نہ کرنا یہہ کہکر واپس ہوئے اور باقی ہمراہی بھی اپنے اپنے گھر کو لوٹے مگر ستر ہزار فرشتے بموجب احادیث رات بھر
تسبیح و تقدیس الٰہی میں مصروف رہے امیر المومنینؑ کہتے ہیں کہ میں فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مکان میں لے گیا وہ جاکر ایک گوشہ میں
بیٹھ گئیں اور شرم سے سر جھکائے تھیں اسطرح میں بھی ایک سمت خاموش بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت رسولخدا بھی تشریف لائے
اور فرمایا یہاں کون ہے ہم نے کہا آئیے یا رسول اللہ بخیر و برکت تشریف لائے پس داخل حجرہ ہوئے اور فاطمہ کو اپنے برابر بٹھایا
پھر فرمایا تھوڑا سا پانی لاؤ فاطمہ اٹھیں اور کاسہ چوبی میں پانی بھر لائیں حضرت نے اسمیں سے ایک گھونٹ لیکر اس پیالی
میں کلی کی اور تھوڑا سا پانی اسمیں سے جناب سیدہ کے سر پر ڈالا تھوڑا سا ان کے دونوں پستانوں کے درمیان چھڑکا قدری نشیب
شانوں کے بیچ میں چھڑکا اور فرمایا پروردگارا یہہ میری بیٹی ہے اور تمام عالم سے زیادہ مجھکو محبوب اور پیاری ہے اور جناب

امیرؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا خداوندا یہہ میرا بھائی ہے اور جملہ خلائق سے عزیز ہے بار الٰہا اسکو اپنا دوست و اطاعت گزار
و فرمان بردار بنا اور اسکی زوجہ کو اسپر مبارک گردان پھر فرمایا جا لے علی اور اپنی بی بی کے پاس داخل ہو خدا تجھ پر مبارک کرے و رحمت
الٰہی تم پر نازل ہو بتحقیق کہ حق تعالیٰ حمید مجید ہے یہ کہکر باہر نکلے اور بازو دروازے کے پکڑکر فرمایا طہرکما و طہر نسلکما انا سلم
لمن سالمکما و حرب لمن حاربکما استودعکما اللہ و استخلفہ علیکما یعنی خدا تمکو پاک کرے اور نسل پاک و پاکیزہ تم سے پیدا ہو میں تمہاری
دوست کا دوست ہوں اور تمہارے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں تمکو سپرد بخدا کرتا ہوں اور اس جل شانہ کو تم پر اپنا خلیفہ کرتا
ہوں پھر فرمایا کیا خوب دو دریائے علم ہیں کہ باہم ملاقات کرتے ہیں اور دو ستارے آسمان سعادت کے ایک دوسرے سے
نزدیک ہوتے ہیں یہ کہکر وہاں سے چلے گئے اور دولھا دولھن نے آرام کیا صبح زفاف حضرتؐ پھر تشریف لائے اور ایک
کاسہ شیر اپنے ساتھ لواتے لائے پس حضرت فاطمہ کو دیا اور فرمایا اشربی فداکِ ابوکِ پی میری پیاری کہ تیرا باپ تجھ پر
فدا ہو پھر امیر المومنینؑ کو دیا اور فرمایا اشرب فداک ابن عمک پی لے تیرے چچا کا بیٹا تجھ پر نثار ہو ۔ اور ایک روایت میں
حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ اسکے بعد آپ تین روز تک ہمارے پاس تشریف نہ لائے چوتھی صبح کو آئے تو اسماء بنت
عمیس خثعمیہ کو در حجرہ پر پایا فرمایا تو یہاں کسلئے کھڑی ہے حالانکہ حجرے میں مرد بیگانہ ہے اس نے کہا قربان جاؤں لڑکی
جب اول بار اپنی شوہر کے پاس جاتی ہے تو اسکو ایک خادمہ درکار ہوتی ہے کہ خدمت کرے اور کفیل کار ہو میں فاطمہؑ کی حاجت
روائی کو لئے یہاں حاضر ہوں فرمایا اے اسماء حق تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی حاجتیں بر لاوے نقل ہے کہ یہ نیک بی بی تیرہ
رات برابر تھے ساتھ رات جناب سیدہ کے پاس حاضر رہی اور خاص خاص خدمتیں آپ کی اس سے متعلق تھیں کہتے ہیں
بوقت وفات خدیجہ کبریٰ مادر فاطمہ اسماء نے اس خدمت کا ذمہ اٹھایا تھا ۔ خدیجہ کو بوقت نزع اپنی لخت جگر کی طرف سے
فکر لاحق تھا کہ زفاف کے موقع پر کون اس بن ماں کی بچی کا خبر گیراں ہوگا اسماء ان کے سرہانے حاضر تھیں کہا بی بی اگر
میں اسوقت تک زندہ رہی تو وعدہ کرتی ہوں کہ اس خدمت کو اپنی سعادت جانکر اسمیں کوتاہی نہ کرونگی پس اس وقت انہوں نے
وعدہ وفائی فرمائی ۔ اسماء بنت عمیسؓ بڑی خوش اعتقاد عورت تھی ۔ اہلبیت کی محبت پر ہمیشہ ثابت قدم رہی ابتدا میں انکا
نکاح جعفر طیارؑ سے ہوا تھا آخر میں خود مولائے مومنین کی زوجیت کا شرف حاصل کیا درمیان میں جیسے چاند کو گہن لگتا
ہے یا سورج بدلی میں آجاتا ہے کچھ عرصہ تک وہ خلیفہ اول کے نکاح میں مبتلا رہی اور صحبت ناجنس کے عذاب کو صبر و شکیبائی
سے برداشت کرتی تھیں مگر جو خصوصیت کہ اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ تھی اسمیں سر مو فرق نہیں آنے دیا انہیں دنوں میں
انہوں نے فدک کے مقدمے میں ابوبکر کے برخلاف جناب سیدہ کی گواہی دی تھی ۔ اور اس معصومہ کی وفات میں جن کی
نماز جنازے تک حضرت شیخ صاحب کو نصیب نہیں ہوئی وہ اول سے آخر تک شریک کاروبار رہیں چنانچہ ان امور کا ذکر آگے
موقعہ بموقعہ آئیگا القصہ حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ اس صبح کو سردی زیادہ تھی میں اور فاطمہ ایک چادر میں لیٹے تھے جب ہمنے

اسماء بنت عمیس

حضرت کی گفتگو ہمارے ساتھ سُنی تو چاہا کہ اُٹھ کر علحدہ ہو جائیں حضرت نے اپنے حق کی قسم دی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلنا ناچار ہم
اسیطرح لیٹے رہے تا اینکہ حضرت آکر ہمارے سرہانے بیٹھ گئے اور اپنے دونو پاؤں ہمارے بیچمین لیسار دئے دہنا پاؤں مینے اپنی
چھاتی سے اور بایاں فاطمہ نے اپنی چھاتی سے لگالیا کہ خنکی اور بھی درپہ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ملال کام میں غیرت
نہیں چاہتے جبکہ رسولخدا نے علیؑ و فاطمہ کو شب زفاف فرمایا کہ کوئی کام نہ کرنا تا وقتیکہ میں تمہارے پاس نہ آؤں اور جب صبح کو
انکے پاس تشریف لائے تو پائے مبارک انکے درمیان دراز کئے اور وہ بچھونے پر لیٹے ہوئے تھے بالجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ جب
پاؤں گرم ہو گئے تو رسول اللہ نے فرمایا یا علیؑ ایک کوزہ پانی کا لے آؤ میں اُٹھا اور پانی حاضر کیا آپنے تین مرتبہ لعاب دہن
اسمیں ڈالا اور آیات قرآنی اسپر دم کئے پھر فرمایا یا علیؑ اسکو پی لے مگر تھوڑا سا چھوڑ دینا مینے پیا حضرت نے باقی پانی کو میرے
سر و سینہ پر چھڑکا اور فرمایا اذھب اللہ عنک الرجس و طہرک تطہیرا یعنی خدا ہر رجس و بدی کو تجھ سے دور کرے اے
ابو الحسن اور گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے پھر فرمایا اور پانی لا مینے لا کر حاضر کیا حضرت نے پھر وہی عمل کیا اور فاطمہ کو بلایا
اور بقیہ کو انکے سر و سینہ پر چھڑکا اور وہی دُعا ان کے لئے کی پھر مجھکو فرمایا ذرا باہر جاؤ میں باہر چلا گیا تو تنہائی میں فاطمہ سے
پوچھا کہو بی بی تمہارا شوہر کیسا ہے عرض کی یا رسول اللہ جس رات علیؑ میرے پاس آئے مینے سُنا کہ زمین انکے ساتھ باتیں کرتی ہے
خوف و ہراس اس سے مجھ پر طاری ہوا پیغمبر خدا نے یہ سُنا تو سجدۂ شکر میں جُھک گئے سر اُٹھایا تو کہا بشارت ہو تجھکو اے فاطمہ
کہ حق تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلائق پر ترجیح دی تیری نسل پاک و طیب ہو گی زمین جو اسکی ساتھ باتین کرتی ہے اسکا سبب
یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اسکو مامور کیا ہے کہ جو کچھ اسپر واقع ہو اس سے علی علیہ السلام کو خبر دے بروایت دیگر فاطمہؑ نے عرض
کی میرا شوہر ہر طرح سے بہتر و افضل ہے الّا یہہ کہ زنان قریش کہتی ہیں کہ پیغمبر نے اپنی بیٹی ایک مفلس فقیر کو دیدی ہے رسولخدا
نے فرمایا اے بیٹی میری تیرا باپ فقیر نہیں نہ تیرا شوہر فقیر ہے تحقیق کہ تمام خزانے روئے زمین کے میرے سامنے پیش ہوتے مینے صرف
قرب خدائے جل و علا اختیار کیا اور دنیا نہ چاہی اے فاطمہ اگر تو وہ جانے جو کچھ کہ میں جانتا ہوں تو تیری نظر میں دُنیا کی کچھ حقیقت
نہ رہے آگاہ رہ کہ علیؑ تیرا شوہر اسلام میں سب سے سابق ہے اور علم و بردباری میں تمام سے فائق جناب احدیت نے تمام عالم سے
دو مردونکو چُنا اور چھانٹا ایک تیرا باپ ہے دوسرا تیرا شوہر بس اچھا شوہر ہے تیرا شوہر اسکی اطاعت کر اور کسی بات میں
اس کی مخالفت روا نہ رکھ بعد ازاں امیر المومنینؑ کو آواز دی کہ یا علیؑ اپنے گھر میں آؤ اور اپنی زوجہ کے ساتھ نرمی اور مدارا کرو
تحقیق کہ فاطمہ میری پارۂ تن ہے اس کی ایذا سے مجھکو ایذا ہوتی ہے اور اس کی خوشی بعینہ میری خوشی ہے تم دونو کو خدا کے
سپرد کرتا ہوں وہی میرا خلیفہ ہے تم پر یہہ کہکر باہر تشریف لے گئے علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بخدا سوگند جبتک فاطمہ زندہ رہیں
مینے کبھی انکو آزردہ نہیں کیا کوئی امر مجھ سے ایسا نہیں واقع ہوا جو انکی ناخوشی کا موجب ہوا اسی طرح فاطمہؑ نے بھی مجھ کو کسی بات
میں آزردہ نہیں کیا۔ اور کبھی میری نافرمانی اُنسے نہیں ہوئی بلکہ انکو دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور غم و الم میرے دل سے دور ہوتا تھا

حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حقتعالیٰ نے رسول اللہ کی طرف وحی کی کہ فاطمہ کو کہدو کہ علیؑ کی نافرمانی نہ کرے اگر وہ
غضبناک ہوگا تو میں غضبناک ہونگا نیز آنحضرت سے روایت ہے کہ حقتعالیٰ نے امیر المومنینؑ پر اور عورتیں حرام کی تھیں جبتک کہ فاطمہ
زندہ رہیں یہہ اس لئے کہ وہ حضرت طاہرہ تھیں حیض انکو نہ آتا تھا۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بعض محققین علماء سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالیٰ
نے سورۂ ہل اتیٰ میں انواع و اقسام نعمات بہشت کا ذکر کیا ہے مگر حوروں کا ذکر نہیں فرمایا شاید چونکہ یہہ سورہ اہل بیت کی شان میں
آیا ہے حقتعالیٰ نے فاطمہؑ کی رعایت سے حوروں کا ذکر نہیں فرمایا **کیفیت معاشرت امیر المومنین و سیدۃ النساء العالمین**
روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے مقرر کیا کہ اندر کے کاروبار مثل کھانا پکانے جھاڑو دینے آٹا پیسنے کے فاطمہ زہرا
کریں اور باہر کے کام پانی لانے بازار سے سودا خرید کر لانے کے علیؑ مرتضیٰ یا آپکی مادر گرامی فاطمہ بنت اسد بجا لائیں اور نیز روضۃ الاحباب
میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ دختر رسولخدا کو گھر کے کاروبار یعنے آگ کے آگے بیٹھنے آٹا پیسنے جھاڑو دینے سے زحمت
زیادہ پہنچی اور رنگ آپکے چہرہ کا متغیر ہو گیا۔ ایک روز مینے انسے کہا کہ کچھ بردے تمہارے باپ کے پاس بندی میں آئے ہیں
اگر آنحضرت سے اپنا حال جا کر کہو تو ممکن ہے کہ ایک خادم تمکو عطا کریں اور اس زحمت سے نجات ہو فاطمہ پیغمبر خدا کے گھر گئیں
مگر حضرت اسوقت گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے عائشہ تھی اُس سے حال بیان کیا اور واپس چلی آئیں حضرت رسولخدا شام کو
دولت سرا میں تشریف لائے تو عائشہ نے فاطمہ کا طلب خادم کے لیے حاضر ہونا بیان کیا۔ آپ اسیوقت خانہ علیؑ و زہرا کیطرف
متوجہ ہوتے دونو بزرگوار جامۂ شب خوابی پہنکر اسوقت لیٹ رہے تھے حضرت کو آتے دیکھکر اُٹھنا چاہا آپنے امر کیا کہ اپنے مقام
سے حرکت نہ کرو اور خود تشریف لا کر انکے سرہانے بیٹھ گئے اور پائے مبارک کو انکے درمیان داخل کیا علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ
اثر پائے مبارک اور راحت و خوشی اُنکی ہمارے سینونکو معلوم ہوئی پس فرمایا اے فاطمہ تم ہمارے گھر طلب خادم کے لئے گئی تھیں علی
مرتضیٰ نے کہا یا رسول اللہ مینے انکو بھیجا تھا کیونکہ کار خانگی سے فاطمہ کو بہت تکلیف ہوتی ہے حضرت نے فرمایا میں تمکو ایسی بات تعلیم
کرتا ہوں کہ خادم سے بہت بہتر ہے۔ جب سونے لگو تو چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرو کہ یہہ
تسبیح تمہارے لئے خادم سے کہین بہتر ہے۔ علی مرتضےٰ کہتے ہیں کہ مینے اسیوقت سے یہ تسبیح پڑھنی شروع کر دی پھر کبھی اس ورد کو نہین
چھوڑا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت کیا آپنے شب صفین یعنے لیلۃ الہریر کو بھی اسکو ترک نہیں کیا فرمایا کہ ہاں اس رات کو بھی
نہیں چھوڑا بروایتے ارشاد کیا کہ اول شب کو بھول گیا تھا آخر میں تدارک کیا مولف کہتا ہے کہ یہہ روایت روضۃ الاحباب کی
مطابق و موافق ہے روایت تسبیح فاطمہ کی کہ بعد ہر نماز کے اسکا پڑھنا کتب شیعہ میں وارد ہے اور اسکے موافق عملدرآمد ہوتا ہے مگر
بحار الانوار میں جو روایت اس مقام پر وارد کی ہے اسمین یہ تسبیح اس ترتیب سے ذکر نہین ہوئی اسمیں پہلے تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پھر تینتیس ۳۳
مرتبہ سبحان اللہ پھر چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ذکر ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ راوی کو سہو ہوا ہو اور اس نے اس ترتیب کو اُلٹ کر یعنی چونتیس
مرتبہ اللہ اکبر بجائے اول کے آخر مین ذکر کر دیا ہو اور ممکن ہے کہ سوتے وقت اس طرح پر ہو اور نماز کے بعد موافق روایت روضۃ الاحباب

تسبیح فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

کے ہو بہر حال بحار الانوار میں اس کے بعد اس قدر اور عبارت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ یہہ تسبیح سو کلمہ ہیں زبان سے اور ثواب اسکا ہزار ہے میزان میں اے فاطمہؑ اگر اس تسبیح کو ہر روز صبح کیوقت پڑھوگی تو حق تعالی کفایت کریگا تمہاری دنیا و آخرت کی حاجتونکو لکھا ہے کہ ہر چند اُسوقت نظر بمصالح اسلام و مسلمانان حضرت نے درخواست اپنی نور دیدہ کی منظور نہیں کی الّا بعد میں ایک لونڈی آپکو عنایت کی جسکا نام فضّہ رکھا گیا۔ اُسوقت سے معمول یہ تھا کہ ایک روز گھر کا کام جناب سیدہ کرتی تھیں ایک روز فضہ سے کراتی تھیں۔ سلمان فارسیؓ کہتے ہین کہ مین جو ایک روز فاطمہ کے گھر گیا دیکھا کہ وہ جناب چکّی پیس رہی ہین اور دست مبارک زخمی ہو کر خون اس سے بہہ رہا ہے تا اینکہ دستہ چکّی کا لہولہان ہو گیا ہے امام حسین مارے بھوک کے ایک طرف پڑے رو رہے ہیں لیکن فضّہ لونڈی آپ کی آرام سے بیٹھی ہے مینے عرض کی اے دختر رسول کس لئے آپ لونڈی سے خدمت نہیں لیتی فرمایا میرے باپنے مجھکو نصیحت کی ہے کہ ایک روز میں کام کروں ایک روز فضہ کرے **مثنوی** یوں ہوا ارشاد اے یار رسول ✤ حکم پر بابا کے چلتی ہے بتول ✤ بسکہ صاحب عدل ہے میرا پدر ✤ ہے یہہ حکم حضرت خیر البشر ✤ ایک دن فضّہ کرے سب کاروبار ✤ دوسرے دن بنت شاہ نامدار ✤ ایکدن لونڈی اگر ایذا اُٹھائے ✤ دوسرے دن چاہئے آرام پائے ✤ جبکی ہے مخلوق یہہ اے باتمیز ✤ ہے اُسی آقا کی زہرا بھی کنیز ✤ یہہ نہیں انصاف اے عالی مقام ✤ ایک لونڈی دوسرے سے لیوے کام ✤ حیف بی بی نکے بیٹھی فاطمہ ✤ رات دن ایذا اُٹھائے خادمہ ✤ **بالجملہ** حضرت خاتونِ جنّت باوجود لونڈی کے بھی جیسا کہ برگزیدگان خدا کا معمول ہے سب کاروبار خانگی اپنے ہاتھوں کرتیں اور دیگر عورات کی طرح اسکو مطلق عیب و عار نہ جانتی تھیں جو وقت گھر کے کام دھندے سے بچتا وہ طاعت خدا مین محراب عبادت میں بسر فرماتیں۔ لکھا ہے کہ ایکروز حضرت رسولخدا علی علیہ السّلام کے گھر مین گئے تو دیکھا دونوں بیوی میاں بیٹھے اناج پیس رہے ہیں فرمایا تم دونوں میں کون زیادہ تھکا ہوا ہے حضرت امیرؑ نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بہت تھک گئی ہین پس حضرت نے جناب سیّدہ سے کہا کہ تم اُٹھو وہ اُٹھیں تو فخر کائنات اُنکے مقام پر بیٹھ گئے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ چکّی چلانیمیں مصروف ہوئے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ جناب سیّدہ چکّی پیستے پیستے سُو جاتین فرشتے آتے اور چکّی چلاتے۔ اکثر ایسا واقع ہوتا کہ جناب معصومہ چکّی پیسنے مین لگی ہوئی ہین اور ملائکہ حسنین علیہما السّلام کا گہوارہ ہلا رہے اور انکو بہلا رہے ہیں شاعر کہتا ہے ؎ ہمیشہ اسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا ✤ عجب ڈھب یاد تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا ✤ مناقب خوارزمی میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ مجھکو رسول اللہ نے علیؑ کے بلانیکو بھیجا۔ مین آنحضرتؐ کے گھر پر گیا تو دیکھا کہ علی موجود نہیں الّا چکّی آٹا پیسنے کی خود بخود چل رہی ہے اور آٹا اُس سے گر رہا ہے۔ حیرت ہوئی اور حضرت کی خدمت میں واپس آکر یہہ ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا اے سلمانؓ اس سے تعجب نکر تحقیق کہ حق تعالی کیطرف سے چند فرشتے اہل بیت کیخدمت کے لئے مقرر ہین کہ کاروبار خانگی مین انکی امداد کرتے ہین وہی اس چکّی کو بھی پھراتے ہین۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ خانہ ملائک آشیانہ امیر المومنینؑ مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ فاطمہ چولھا جھونک رہی ہیں

اور امیر المومنینؑ عدس صاف کر رہے ہین فرمایا اے ابو الحسن جو کچھ مین کہتا ہوں سنو کیونکہ جو کچھ کہونگا حق تعالی کی طرف سے اور اس جل شانہ کے حکم سے کہونگا۔ کوئی شخص کاروبار خانگی میں اپنی زوجہ کو مدد نہین دیتا الّا یہ کہ بقدر ہر ایک بال کے کہ اس کے بدن پر ہے ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکّھا جاتا ہے جسمین دنکو روزہ رکھا ہو اور رات کو نماز مین کھڑا رہا ہو۔ اور اور بہت سے ثواب بیان فرمائے۔ بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ کاشانہ عرش آستانے میں تین تین روز کھانا نہیں پکتا تھا۔ اور وہ حضرات واسطے رضائے حق سُبحانہ تعالی کے صبر کرتے تھے۔ گھر میں ایک کھال کے سوا فرش نہ تھا۔ کہ دنکو اسپر اُونٹ دانہ کھاتا تھا۔ رات کو دونو بزرگوار اس کا بستر کرتے تھے ؎ اور اوڑھنے کو خانۂ بنت رسول میں ✤ بس ایک ہی ردا تھی علیؑ و بتول میں ✤ ایکدن سلمان فارسیؓ نے دیکھا کہ چادر جسے جناب سیدہ اوڑھتی ہیں اسمین بارہ پیوند لیف خرما کے لگے ہین کہا افسوس ہے قیصر و کسرے کی سندس و حریر پہنین اور دختر رسول اللہ کا یہہ لباس ہو حضرت رسولخدا نے یہ سُنکر فرمایا اے سلمانؓ میری بیٹی گروہ سابقین سے ہے کہ سبقت کریگی طرف نعمات جنّت کے سب سے پہلے جناب فاطمہؑ نے عرض کی یا رسول اللہ سلمان میری چادر کو دیکھکر تعجب کرتا ہے حالانکہ قسم ہے اُس خدائے برتر کی جس نے آپکو نبی برحق کیا ہے کہ پانچ سال سے میرے اور علیؑ کے پاس سوائے ایک کھال کے کپڑا نہیں دنکو اونٹ اسپر دانہ کھاتا ہے رات کیوقت ہم اسکو اپنا فرش خواب بناتے ہین اور ہمارا تکیہ چمڑے کا ہے کہ اس کے اندر خُرمے کی چھال بھری ہوئی ہے ✤ روایت ہے کہ کسی شقی نے اشقیا سے حضرت فاطمہ سے کہدیا کہ تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ عقد کیا چاہتے ہین جناب سیّدہ نے قسم دیکر پوچھا کہ یہہ صحیح ہے اس مردود نے قسمیں کھالین کہ اسمین سر مو فرق نہین حضرت صادقؑ فرماتے ہین کہ غیرت عظیم اس سبب سے فاطمہ پر طاری ہوئی اور غم و غصہ نے دل پر ہجوم کیا دن فکر و تردد مین کٹا رات ہوئی تو حسنینؑ و اُمّ کلثوم کو لیکر حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں امیر المومنینؑ دولت سرا مین تشریف لائے تو جناب سیّدہ کو نہ پایا حیرت اور تعجب مین رہے اور سبب اسکا آپ کو معلوم نہ تھا اور حیا دامنگیر ہوئی کہ باپ کے گھر سے انکو بلوائیں بنا برین محزون و ملول مسجد مین جاکر نماز پڑھنے لگے بہت دیر تک نماز پڑھی آخر خاک مسجد جمع کر کے اسپر تکیہ لگا کر لیٹ رہے حضرت رسولخدا نے فاطمہ کو غمگین دیکھا تو غسل کیا اور لباس پہنکر مسجد مین جاکر نمازین پڑھنے لگے ہر دو رکعت کے بعد دعا مانگتے تھے کہ الٰہی غم و الم کو فاطمہ کے دور کر کیونکہ آپکو آہ و زاری کرتے اور کروٹین بدلتے چھوڑ گئے تھے الغرض جب آنحضرتؐ نے دیکھا کہ کسی طرح فاطمہ کو آرام و قرار نہین آتا تو سب کو اپنے ساتھ مسجد مین جہاں امیر المومنینؑ فرش خاک پر لیٹے تھے لوالائے اور کہا اُٹھو اے ابو تراب تم نے آج بہت سے سوتوں کو جگایا ہے جاؤ ذرا ابو بکر و عمر کو بلا لاؤ شیخین حاضر حضرت ہوئے تو انکو سُنا کر امیر المومنینؑ سے کہا یا علیؑ تجھکو معلوم ہے کہ فاطمہ میری پارہ تن ہے جس نے اُسکو ایذا دی اس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے میرے بعد اسکو ایذا دی اور ستایا ایسا ہے گویا میری زندگی مین ستایا اور جس نے میری زندگی میں ستایا گویا میرے بعد ستایا امیر المومنینؑ نے عرض

کی یا رسول اللہ یہہ درست ہے لیکن قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو پیغمبری پر بھیجا کہ مجھکو اس امر کی جو فاطمہ نے سنا خبر تک بھی نہیں میرے دل میں کبھی اس کا خیال بھی نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا تو راست کہتا ہے پس حضرت فاطمہؑ شاد ہو گئیں اور مسکرانے لگیں بحدیکہ دندان مبارک نمایان ہوئے۔ اسوقت ایک شیخ نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص نے ناحق ہمکو اسوقت بلایا۔ ہمکو ان باتوں سے کیا علاقہ تھا۔ پس حضرت رسولخدا نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور امام حسن کو گود میں لیا اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ کو اٹھایا اور جناب فاطمہؑ نے اُمّ کلثوم کو لیا اور سبکے سب حجرہ امیر المومنینؑ میں آئے حضرت نے سب کو لٹا کر ایک چادر اُن پر ڈھانپ دی اور سپرد بخدا کر کے واپس مسجد میں تشریف لائے اور باقی رات کو عبادت پروردگار میں بسر کیا **مولف کہتا ہے** ۔ کہ روایت خطبہ دختر ابوجہل دراصل روایات اہل سُنّت سے ہے اہل حق کے نزدیک بعید ہے کہ حضرت امیر و فاطمہ زہرا میں کوئی ایسا نزاع و جھگڑا واقع ہو کہ اس کے تصفیہ کے لئے جناب رسالتمآب کو حکم ہونا پڑے۔ اسلئے کہ وہ دونو معصوم تھے اور رتبہ معصوم بلند ہے اس سے کہ ایسی صورتین انکو پیش آئیں اسی لئے شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ایسے روایات کو معتبر نہیں جانا چنانچہ بتشریح بضمن بیان کُنیات امیر المومنینؑ انکا قول نقل ہوا پس جو روایت اس قسم کی بطریق شیعہ نقل ہوتی ہے تقیہ پر محمول ہو سکتی ہے یعنی ممکن ہے کہ بحالت تقیہ ائمہ علیہم السّلام نے ایسا فرمایا ہو یا کوئی اور ایسی ہی مصلحت ہو جسکو ہماری عقول ادراک نہ کر سکین بہرکیف روایت مذکورہ بالا میں شیخین کے اسوقت طلب کرنے سے مقصود انکو تنبیہ کرنا تھا اور یہ مقصود گو اسوقت تو انکی سمجھ مین نہ آیا۔ اِلّا ثانی الحال جبکہ بعد رحلت رسول اللہ انہون نے دیدہ و دانستہ جناب سیّدہ کو فدکؔ وغیرہ کے مقدمے میں ایذائیں پہنچائیں تو اسوقت تو ضرور جان گئے ہونگے کہ یہہ ہمکو سنایا جاتا تھا مگر یہان ان باتونکی پرواہی کسے تھی لاجرم جہانتک ان سے ہو سکا آنحضرت کے آزار مین کوتاہی نہین کی چنانچہ شمہ اسکا آگے ذکر ہوگا اور ممکن ہے کہ یہہ خبر اسی طرف سے جناب سیّدہ کو دی یا دلائی گئی ہو پس اس صورت میں آنحضرت کے طلب کرنیکی مصلحت ظاہر ہے کہ انہین کے سامنے اسکی تکذیب بھی ہو جائے **قصّہ متکلمہ بقرآن** مناسبات مقام سے ہے قصّہ جناب فضّہ کنیز فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا۔ اس مقدس عورت نے آخر عمر مین سوائے قرآن کے کلام کرنا بالکل موقوف کر دیا تھا۔ جو بات کرتی تھیں۔ بذریعہ آیات قرآنی کہتی تھین بحار الانوار مین کتاب ابو القاسم قشیری سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص ایک مرتبہ راہ حج مین قافلہ سے جدا ہو کر صحرا مین رہ گیا۔ وہان ایک عورت اسکو ملی پوچھا تو کون ہے اُس نے بجائے اس کے کہ اپنا حال بیان کرے اس آیہ شریفہ کی تلاوت کی وَ قُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی کہہ سلام بعد ازان تم جان جاؤ گے۔ پس اس شخص نے سلام کیا اور پوچھا اے نیک بی بی تم اس صحرا میں کیا کرتی ہو کہا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ یعنے جسکو خدا ہدایت کرتا ہے کوئی اسکو گمراہ نہین کر سکتا وہ شخص پا گیا کہ راہ گم کردہ ہے کہنے لگا آیا تم آدمی ہو یا قوم جنات سے ہو تو نیکبخت عورت بولی یَا بَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ

پوچھا کہاں سے آئی ہو کہا یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ کہا کہاں کا ارادہ ہے فرمایا وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ یعنی واسطہ اللہ کے ہے لوگون پر حج خانہ کعبہ کا معلوم کیا کہ ارادہ حج کا ہے پوچھا قافلہ سے کب جدا ہوئی۔ فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ معلوم ہوا کہ چھ روز سے علٰحدہ ہیں عرض کی طعام حاضر ہے اگر رغبت ہو تو کھاؤ کہا وَ مَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ یعنے حق تعالٰی فرماتا ہے ہمنے انکو ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھائیں جانا کہ کھانا کھانا چاہتے ہیں پس کھانا کھلایا اور اپنے ہمراہ لیا کہا کہ جلد جلد چلو زن صالحہ نے کہا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنے شتر کے ساتھ چلنا میری طاقت سے باہر ہے مرد نے کہا تو میرے ساتھ سوار ہو جاؤ کہا لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنے اگر ہوتے آسمان و زمین سوائے خدا کے اور معبود ہوتے تو انکے انتظام میں خلل آتا اور فساد پڑ جاتا۔ مرد نے جانا کہ زن و مرد کا ایک جگہہ جمع ہونا موجب فساد جانتی اور اس سے کراہت کرتی ہین پس خود پیادہ ہو کر شتر سواری اس معظمہ کے آگے کیا کہ سوار ہو جیے وہ سوار ہوئی اور کہا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا پاک ہے وہ خدا جسنے اس جانور کو ہمارا مطیع و مسخر کیا۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم قافلہ میں پہنچے تو مینے کہا کوئی رشتہ دار تمہارا اس قافلہ میں ہے کہا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ۔ یٰمُوْسٰی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰہُ مینے ان چار ونامون سے آواز دی دیکھا مینے کہ چار جوان اس آواز کو سنکر قافلہ سے نکلے اور ہماری طرف متوجہ ہوئے مینے اُس بی بی سے پوچھا کہ یہہ تم سے کیا رشتہ رکھتے ہیں بولیں اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کہ مال اور بیٹے زینت ہیں زندگی دنیا کے لیے مینے جانا کہ انکے بیٹے ہین جب وہ جوان نزدیک آئے تو انسے خطاب کر کے کہا قَالَتْ یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ یعنے وہ آیتہ تلاوت کی جسمیں دختر شعیب نبی کا موسٰی علیہ السّلام کو اجیر کرانا اور اپنے باپ سے انکی سفارش کا ذکر ہے حقتعالٰی فرماتا ہے کہ کہا اس نے اے باپ میرے اجیر کر اسکو بتحقیق کہ یہہ بہتر ہے ان لوگو نکا کہ اجیر مقرر کرے تو انکو یہہ قوتی و امانت دار ہے وہ شخص کہتا ہے کہ یہ سنکر اُن جوانوں نے مجھکو بطور اُجرت کچھ مال دیا۔ زن صالحہ نے کہا وَ اللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ مضاعف و دونا کرتا ہے جس کے لیئے کہ چاہے اسپر انہوں نے کسی قدر اور مجھکو دیا مینے ان سے حال اس زن پاک سیرت کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہماری ماں فضّہ کنیز فاطمہ زہرا ہیں بیس برس ہوئے ہین کہ سوائے قرآن کے کلام نہین کیا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت فضّہ خادمہ اہل بیت بلکہ خمسہ آل عبا تھیں انہون نے انفاس متبرکہ حضرات پنجتن سے اکتساب فیوض کیا تھا جو تقوی و طہارت و علم و فضیلت انسے ظاہر ہو جاتے تعجب نہین حُسینیہ ایک کنیز آزاد کردہ حضرت امام جعفر صادق نے جس طرح ہارون رشید کے دربار مین ہزار ہا علماء و فضلا کے مجمع پر غلبہ پایا اور قاضی یحیی بن اکثم وغیرہ کو بند اور لاجواب فرمایا معروف و مشہور ہے اور یہہ قصّہ زبان عربی فارسی و اردو میں مُدوّن و مسطور نیز جامع اوراق نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت ابو حنیفہ کوفی امام اعظم اہلسنّت ایک بار منٰی میں حج کے موقع پر (حلق) سر منڈوانے کے لئے حجام کے تلاش میں تھے انکو ایک شخص حجام کے لباس میں ملا۔ اس سے اصلاح بنوانے لگے تو اس نے کہا کہ رو بقبلہ ہو اور شق راست میری جانب کرو اور

بسم اللہ کہو امام صاحب نے متعجب ہو کر پوچھا اے شخص تو کون ہے کہ تو نے صرف اصلاح سر مین تین مسئلے مجھکو تعلیم کئے کہ آگے معلوم نہ تھے - کہا مین غلام آزاد کردہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہوں پس جبقدر علم و فضیلت ان لوگوں سے ظاہر ہو جائے تعجب نہین ہاں مادہ قابل چاہئے کہ کسب فیضان کر سکے نہین تو کچھ فائدہ نہوگا - حضرت انس بن مالک خادم خاص حاجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ تھے مگر عقیدہ درست نہ تھا اہل بیت اطہار کی طرف سے سینہ صاف نہ رکھتے تھے - خود باب مدینہ علم نبیؐ امیر المومنین علیؑ کے لئے پیغمبر کے گھر کا دروازہ کھولنا گوارا نہ تھا - شہادت حدیث غدیر کو بزبان خلافت جناب امیر نسیان کے حیلہ سے ٹال گئے انجام یہہ ہوا کہ انحضرتؐ کی دعائے بد سے مبروص ہو کر مرے - سچ کہا ہے ؎ گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض - ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجان نشود ـ **ایہا الناظرین** حال عروسی جناب سیدہ و دامادی سید و سردار اولیا مولانا علی مرتضیٰ یہان پر ختم ہوا اب آگے راہ خدا میں آنحضرتؐ کے سرفروشی و جان نشانی کے واقعات ہین - یعنے بزم شادی کا بیان یہان تمام ہوا اب رزم کی داستانیں شروع ہیں - جس دھوم دھام سے آپکا بیاہ رچایا گیا کہ حقتعالیٰ بالائے آسمان اس کا میر سامان تھا رضوان خازن بہشت نے ممبر بچھایا راحیل نے خطبہ پڑھا - جبرئیل نکاح خوان تھے ملائکہ کرام گواہ بنے طوبی نے زیورات نثار کئے حوران بہشت نے اس نچھاور کو چنا - پھر حضرت رسالت نے زمین پر اسے دُہرایا دنیا مین اعلان فرمایا - اسی زور و شور کے آپکے جنگ و جہاد کے معرکے ہین جنہون نے بڑے بڑے شجاعوں کے نام صفحۂ دہر سے مٹا دئے کفر و شرک کی کمر ٹوٹی حق پرستی و خدا شناسی شائع ہوئی فرشتوں کی تحسین و آفرین کی آواز مابین زمین و آسمان بلند ہوئی حضرت حق سبحانہ نے تلوار ذوالفقار بصلۂ مردانگی بھیجی - حق یہہ ہے کہ تائید الٰہی و توجہ رسالت پناہی ہر حال مین شامل حال امیر المومنین تھی اور وہ حضرت اپنی بات مین آپ ہی اپنی نظیر تھے **واضح رہے** کہ جہاد امیر المومنین کفار معاندین کے ساتھ اور جد و جہد انحضرتؐ کے تمہید قواعد ملت و ترویج شعائر اسلام و اعلاء کلمۂ حق مین اور لڑائیاں آپکی اشرار یہود و احزاب مشرکین دشمنان دین سے مشہور و معروف ہین تمام موافق و مخالف اس سے واقف اور ہر دوست و دشمن اسکا معترف ہے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ لیکن جہاد راہ خدا پس دوست و دشمن اسکو جانتا ہے کہ وہ جناب سید مجاہدین ہین بلکہ جہاد مخصوص ذات بابرکات انکے ہے دوسرا اسمین شریک و سہیم نہین - جو آثار کہ جنگ بدر و احد و خندق وغیرہ میں شمشیر صاعقہ بار حیدر کرار سے ظاہر ہوئے کتب تاریخ واقدی - و بلاذری - وغیرہ انسے مملو و مشحون ہین اور اسمین طول فضول ہے کیونکہ مجاہدات علی معلومات ضروریہ سے ہیں جیسا کہ وجود مکہ و بغداد معلومات ضروریہ سے ہیں فی الواقع اسلام و مسلمانی کی بنیاد قوت بازوئے حیدری سے قائم ہوئی اور اسکی جڑون نے زور دست ید اللّٰہی سے مضبوطی پائی - جو تیغ زنی و سر افشانی کہ حمایت اسلام و بانی اسلام مین حضرت اسد اللہ الغالب نے فرمائی اس کی رُو سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر ذوالفقار علیؑ نہوتی تو اسلام کبھی یہ فروغ نہ پاتا بلکہ پردۂ عدم سے عالم ظہور میں بھی نہ آتا تلوار حیدر کرار نے گردن کشوں کی گردنین بدن سے جدا کیں اور سرکشوں کے سرون کو اسلام کے آگے جھکا دیا چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎ و ما ان ذلت اضربھم بسیفی

مجاہدات امیر المومنین در نصرت سید المرسلین

الی ان ذل للاسلام قومی ؎ یعنی میں برابر راہ خدا میں تلواریں مارتا رہا تا اینکہ میری (مغرور) قوم اسلام کے سامنے ذلیل و خوار ہو گئی چنانچہ ثبوت اس دعوی کا اس کتاب مین کتب فریقین سے موقع بموقع آئیگا **مخفی** نہ رہے کہ اہل حدیث و تاریخ نے اصطلاح مقرر کی ہے کہ جن لڑائیوں میں حضرت رسولخدا بنفس نفیس شریک ہوئے انکو غزوہ یا غزاۃ کہا کرتے ہین اور جنمیں آپنے شرکت نہین فرمائی بلکہ اصحاب سے کسی کو فوج کا سردار کرکے بھیجدیا انکو سریّہ کے نام سے پکارتے ہین حیوۃ القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام لڑائیاں جو عہد رسولخدا میں واقع ہوئیں تعداد مین اسی تھیں حدیث مین وارد ہے کہ اگر کوئی نذر کرے کہ دراہم کثیرہ راہ خدا مین تصدق کرونگا تو اسکو چاہئے کہ اسی درہم خیرات کرے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ یعنی حق تعالیٰ نے مقامات کثیرہ مین تمہاری نصرت کی امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہین کہ ہم نے شمار کیا کہ جو لڑائیاں حضرت رسولخدا کے عہد مین ہوئیں اور حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو انمیں فتح و نصرت بخشی کل اسی تھیں - منقول ہے کہ غزوات رسولخدا چھبیس تھے اور سریّہ پچاس سے کچھ اوپر اس مقام پر بعض مشہور غزوے اور سریے ذکر ہوتے ہین **اول** - افضل غزوات رسولخدا مین غزوۂ بدر[1] ہے جسکو بدر کبریٰ[2] اور بدر قتال بھی کہتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ حضرت رسولخدا مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لائے اور اصحاب انجاب اہل بیت اطیاب کو ایک جا پایا - گویا کفار اشرار کے دست تعدی سے گونہ نجات حاصل ہوئی - تو ادائے فرائض رسالت و بسط بساط شریعت مین دلجمعی سے مصروف ہوئے شہر علم نبوت کو کھولا اور امیر المومنین علی مرتضیٰ کو کہ وصی و خلیفہ آپکے تھے دروازہ اس شہر کا مقرر کیا چنانچہ حدیث شریف انا مدینۃ العلم و علی بابھا[3] اسکی شاہد ہے پس علم و حکمت کو اس دروازۂ عالی کی راہ خلائق مین پھیلانا شروع کیا - قوانین شرع نے تمہید پائی اور آئین دین مبین منضبط ہوئے تعلیم و تربیت مسلمین مین آپ اس قدر حریص تھے کہ تکلیف اُٹھاتے اور زحمت جھیلتے تھے مگر کسل و ملالت کو اصلاً اپنے مین راہ نہ دیتے تھے معمول تھا کہ جو شخص پابندی شرع اقدس میں جس قدر زیادہ سرگرمی ظاہر کرتا اسی قدر آنحضرت کے نزدیک معزز و محترم گنا جاتا - ادھر آپ تربیت و تہذیب بندگان خدا میں اس طرح پر دل و جان سے لگے ہوئے تھے اور اُدھر مشرکین قریش اپنے کفر و عناد پر ویسے ہی تُل رہے تھے بلکہ انکی وحشیانہ حرکتیں دن بدن بڑھتی جاتی اور ایذا پہنچاتی تھیں متواتر خبریں آتی تھیں کہ مسلمانوں کو جو انکے پنجۂ ظلم مین گرفتار ہین شکنجۂ عذاب میں کھینچ رکھا ہے مکہ مین یا باہر جہاں جس کسی سے ملتے ہین زبان ذم و نکوہش اسلام مین دراز کرکے لوگونکو جادۂ مستقیم سے ہٹاتے اور

غزوۂ بدر

[1] بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ ایک شخص کا نام ہے جس نے مابین مکہ و مدینہ ایک مقام پر چند کنوئیں لگائے تھے اس منزل اور ان کنووں کو اس کے نام سے منزل بدر و چاہ بدر کہتے ہین چونکہ یہ لڑائی اسی منزل یعنی ان کنووں کے پاس ہوئی اس لئے جنگ بدر کے نام سے موسوم ہوئی یا یہ کہ بدر اس کنوئے کو کہتے ہیں جس کے نزدیک جنگ واقع ہوئی بوجہ اس کے مدور ہونے اور پانی اس کی تہ میں مثل ماہ شب چاردہ کے چمکنے کے

[2] اس سے پہلے کفار قریش بسرداری کرز بن جابر الفہری مدینہ سے تین منزل پر [illegible] شتران رسولخدا و مواشی و دیگر مردم کو تاراج کر لیگئے تھے حضرت نے یہہ سُنا تو جماعت مہاجرین کو ساتھ لیکر اور علم نصرت شیم اس فوج کا امیر المومنینؑ کے ہاتھ میں دیکر مدینہ سے برآمد ہوئے اور تلاش مشرکین مین چاہ بدر تک تشریف لے گئے مگر کہیں پتہ و نشان اس گروہ بے شکوہ کا نہ ملا ناچار مدینہ کو مراجعت فرمائی پس اسی کے اعتبار سے اس جنگ کو بدر کبریٰ یعنی بڑا غزوہ اور بدر قتال یعنی وہ غزوہ بدر جسمیں کہ جنگ واقع ہوئی کہتے ہین - منہ عفی عنہ

[3] یعنی مین شہر علم ہون اور علیؑ اس کا دروازہ ۱۲

غول بیابانی کی طرح گمراہ کرتے ہیں انہی دنوں میں خبر آئی کہ کاروان قریش کہ شام سے واپس ہو کر مکہ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں شتران مہاجران چراگاہ سے ہنکا کر مکہ کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ یہہ وحشت ناک خبریں باعث ملال بلکہ اشتعال طبع اقدس ہوئیں ارشاد فرمایا کہ جتنے ہم قوم کے ساتھ بڑے سری کی نرمی کی اور لینت و مدارا کو انتہا کو پہنچایا اور بعثت سے آجتک زبانی پند و نصیحت پر اکتفا کرتا رہا کہ شاید اپنی وحشیانہ طریق اور جاہلانہ وطیرہ سے باز آئیں اور راہ ہدایت اختیار کریں مگر کچھ فائدہ نہوا وہ بدستور اپنی حماقت و جہالت پر اڑے ہوئے ہیں اور آتش فتنہ و فساد کو روشن کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ اب یہہ آگ بجز آب شمشیر اور کسی طرح نہ بجھے گی پس آیہ شریفہ اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقَاتَلُونَ بِاَنَّھُم ظُلِمُوا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصرِھِم لَقَدِیرٌ نازل ہوئی اور شمشیر شیر خدا نے میان سے کنارہ کیا یعنی دوسرے سال ہجرت سے آپنے انا النبی بالسیف کا اعلان فرمایا اور کمر کو جہاد اہل عناد کے لئے محکم باندھا ع بسال دوم بہتر بن عباد + برافراخت رایت بعزم جہاد + کمر بست بر قتل اعداء دین + چو گفتش خدا اقتلوا المشرکین + مروی ہے کہ ایک قافلہ قریش کا جسمین ابوسفیان بن حرب و عمرو عاص وغیرہ چالیس آدمی تھے تجارت کے واسطے مکہ سے شام کو گیا تھا بہت سامال متاع لوگوں کا اسمین تھا بلکہ کہتے ہیں کہ قریش سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ تھوڑا بہت مال اسکا اس قافلہ میں نہو حضرت رسولخدا نے یہہ سنا تو اصحاب کو جمع کر کے ترغیب لائی کہ ملکر ان کی سد راہ ہونا چاہئے اور وعدہ فرمایا کہ اس سفر میں یا تو قافلہ کا مال تمہارے ہاتھ آئیگا نہیں تو کفار نابکار پر غلبہ پاؤگے اور فتح و نصرت تمکو ہو گی۔ مدعا یہہ کہ قریش بھی لوٹ مار کا جو انہوں نے مال مسلمین میں شروع کر دی تھی ذرا مزہ چکھ لیں اور اسلام کی شوکت ان پر عیان ہو جائے پس حقتعالی نے طمع مال کو ذریعہ خروج گردانا اور حضرت تین سو تیرہ [۳۱۳] مرد جنگی کے ساتھ بارہویں رمضان المبارک کو مدینہ سے روانہ ہوئے یہہ تعداد بیشک اصحاب طالوت کی برابر ہے جبکہ جنگ جالوت کے لئے گیا اور اسپر فتح یاب ہوا تھا نیز لکھا ہے کہ حضرت صاحب الامر عجل اللہ فرجہ بھی اسی تعداد ہمراہیوں کے ساتھ ظہور فرما دینگے الحاصل تیراسی [۸۳] بقولے ستانوے آدمی مہاجرین سے تھے باقی انصار علم رسولخدا و مہاجرین امیر المومنین کے ہاتھ میں تھا اور علم انصار سعد بن عبادہ انصاری خزرجی کو عطا ہوا تھا۔ اس فتحمند لشکر میں کل ستر شتر تھے اور دو یا تین گھوڑے ایک گھوڑا مقداد بن اسود کے اور ایک مرثد بن ابی مرثد کے پاس تھا تیسرا شاید زبیر بن العوام کا تھا چونکہ آدمی زیادہ اور سواریاں کم تھیں دو دو تین تین آدمی باری باری ایک ایک سواری پر سوار ہوتے تھے حتے کہ خود حضرت رسولخدا کے شتر غضبا میں بھی امیر المومنین اور زید بن حارثہ اسی طرح کے شریک تھے یہ دونو بزرگ ہر چند بدل خواہاں ہوئے کہ حضرت کے بدلے بھی ہم پیادہ چلیں اور آپ سوار رہیں مگر قبول نہوا۔ آلات حرب سے صرف چھ زرہ اور سات تلواریں اس لشکر میں تھیں حضرت رسالت پناہ نے یہ سامان قلیل لشکر خدا کا دیکھا تو دست دعا دراز کئے اور کہا یَا رَبِّ اِنَّھُم حُفَاۃٌ فَاحمِلھُم وَجِیَاعٌ فَاَشبِعھُم وَعُرَاۃٌ فَاَلبِسھُم وَعَالَۃٌ فَاَغنِھِم پروردگارا یہہ لوگ برہنہ پا ہیں انکو سوار کر بھوکے ہیں سیر فرما لباس نہیں رکھتے کپڑے عنایت فرما مفلس تہی دست ہیں اپنے لطف سے غنی کر ببرکت اس دعا کے واپسی میں کوئی ایسا نہ تھا کہ مال اسباب لباس سے خالی ہو۔ اور ابوسفیان کو توجہ رسولخدا

یعنی مسلمانوں کو قتال کرنے کی اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم ہوتا تھا بے شک حقتعالی انکی مدد کی طاقت رکھتا ہے ۱۲

کی اطلاع ہوئی تو وہ اثنائے راہ سے شام کی طرف پلٹا اور منزل نقرہ پر پہنچکر ایک قاصد تیز رفتار ضمضم بن عمر خزاعی نام کو شتر راہوار دے کر مکہ کو روانہ کیا اور بیس دینار اس کی اجرت مقرر کئے تاکہ جسقدر جلد ممکن ہو اہل مکہ کو یہہ خبر پہنچا دے اور خود قافلہ سمیت راہ معروف کو چھوڑ کر دست راست کو ہو لیا دریا کے کنارے کنارے چلکر پانچ روز میں جدہ اور وہاں سے تین دن میں مکہ پہنچ گیا اور کسیکو اسکے حال سے اطلاع نہوئی جسوقت ابوسفیان مکہ میں داخل ہوا تو اہل مکہ بارادۂ جنگ باہر نکل چکے تھے القصہ ضمضم کے مکہ پہنچنے سے تین روز پیشتر عاتکہ بنت عبدالمطلب عمۂ رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ ایک شتر سوار ابطح میں کھڑا پکار رہا ہے کہ اے معشر قریش جلدی کرو اور اپنی قتل گاہ کی طرف روانہ ہو پھر وہ سوار مسجد الحرام کی طرف چلا لوگ اس کے ساتھ تھے اور بام خانہ کعبہ پر چڑھکر یہی آواز دی بعد ازاں کوہ ابوقبیس پر گیا اور سنگ عظیم پہاڑ کی چوٹی سے لڑھکایا کہ راہ میں آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور مکہ میں کوئی گھر بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے گھروں کے سوا ایسا نہ رہا جسمیں ایک ٹکڑہ اس پتھر کا نہ پہنچا ہو عاتکہ نے صبح کو یہہ خواب اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے بیان کیا عباس نے عتبہ سے اسکو نقل کیا اور رفتہ رفتہ تمام شہر میں مشہور ہو گیا۔ ابوجہل نے یہہ کیفیت سُنی تو کہا عاتکہ جھوٹ بولتی ہے اُس نے کوئی خواب ایسا نہیں دیکھا یہ اولاد عبدالمطلب میں دوسری پیغمبر پیدا ہوئی ہے قسم بہ لات و عزے کہ میں تین روز انتظار کرتا ہوں اگر اس عرصہ میں اس کا صدق ظاہر ہوا تو فبہا ورنہ ایک کتبہ تحریر کرونگا کہ کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے زیادہ دروغ گو نہیں انکی عورت و مرد سب جھوٹ بولتے ہیں اور اس کو تمام قبائل عرب میں پھراؤنگا کہ کوئی انکا اعتبار نہ کرے تیسرے روز ضمضم پہنچا اور باحال تباہ چاک گریبان اونٹ کے دُم کی طرف مُنہہ کئے گوش و بینی شتر سے خون رواں وادئ مکہ میں کھڑے ہو کر پکارا اے جماعت قریش اپنی قافلہ کی خبر لو قبل اس کے کہ محمدؐ اسکو تاراج کریں شاید تمہارے پہنچتے پہنچتے انکا کام تمام ہو جائے مکہ میں اس آواز پر تہلکہ پڑ گیا اور ہر شخص چلنے کی تیاری کرنے لگا سہیل بن عمرو صفوان بن امیہ و ابو البختری بن ہشام و منبہ بن حجاج وغیرہ شرفاء مکہ نے کہا اے گروہ قریش کونسی مصیبت اس سے زیادہ ہو گی کہ محمد اور اس کے ساتھی تمہارے بھرپور قافلہ کو لوٹ لیں قسم بخدا کہ کوئی عورت مرد تم میں ایسا نہیں جسکا مال اس قافلہ میں نہو اٹھو اور فوراً اسکا تدارک کرو مبادا کہ کام ہاتھ سے نکل جاوے نہیں تو آج سے تمہارے کاروبار بند اور تمہاری سوداگری مسدود ہوئی۔ پس صفوان نے ابتدا کی اور پانسو اشرفی خرچ سفر کے لئے اپنے پاس سے نکالکر رکھدی اس کے بعد سہیل بن عمرو نے بہت سا مال حاضر کیا۔ اسیطرح اوروں نے بھی حسب حیثیت روپیہ دیا یہانتک کہ کوئی قریش میں باقی نہ رہا جو اس چندہ میں شریک نہوا ہو پس بہت جلد سامان عظیم تیار ہو گیا اور ان لوگوں نے صلاح کی کہ جو کوئی اس سفر میں ساتھ جانے سے پہلوتہی کرے اس کا گھر تباہ و خراب کر دیں اسپر عباس بن عبدالمطلب کو بھی ناچار ساتھ چلنا پڑا پس وہ بھی مع اپنے دو بھتیجوں نوفل بن حارث بن عبدالمطلب و عقیل بن ابی طالب و بروایتے طالب بن ابیطالب کے ہمراہ ہوئے جائزہ لشکر لیا گیا تو نو سو پچاس [۹۵۰] مرد جرار گنتی میں آئے سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ہمراہ رکھتے تھے۔ بارہ شخص

خواب عاتکہ عمۂ رسولخدا

اسامی سرداران قریش

بنی ہاشم کو جو کفار کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے کوئی صدمہ نہیں پہنچا اور بنی زہرہ اخنس کے کہنے سے اثنائے راہ سے واپس چلے گئے تھے اسلئے محفوظ رہے چنانچہ آگے اس کا ذکر آتا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

یعنی عباسؓ بن عبدالمطلب عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ابی بن خلف حکیم بن حزام نضر بن حارث زمعہ بن اسود ابوجہل بن ہشام ابوالبختری بن
ہشام حارث بن عامر بن نوفل بنیہ و منبہ پسران حجاج روساء و بزرگان قوم سے تھے مقرر ہوا کہ ہر روز لشکر کا کھانا اور چارپایوں کا گھاس دانا
ایک سردار دے چنانچہ عین معرکہ بدر کے روز حضرت عباس کی باری تھی الغرض سب سامان ٹھیک ٹھاک کرکے بڑے کرّ و فر سے باہر نکلے گانے
بجانے والی عورتیں ساتھ تھیں شراب پیتے راگ سنتے دف بجاتے اچھلتے کودتے چلے جاتے تھے روضۃ الاحباب وغیرہ میں ہے کہ ابوسفیان نے
کسی کو اس مغرور لشکر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ تم لوگ قافلہ کی حفاظت و حمایت کے لئے جاتے تھے اب قافلہ صحیح و سلامت اپنے مقام پر پہنچگیا
بہتر ہے کہ واپس چلے آؤ اور محمدؐ سے تعرض نہ کرو مگر ابوجہل نے اس سے انکار کیا اور کہا قسم بخدا کہ ہم مراجعت نہ کرینگے تا اینکہ بدر پہنچکر
تین روز قیام کریں اور شتر قربانی کرکے کہانے کھلائیں اور مجلس عیش و عشرت جمائیں رقص و سرود کریں اور شرابیں اڑائیں اس سے ہماری
عظمت و شوکت کا سکہ عرب میں بیٹھ جائیگا پھر کسیکو جرات نہ ہوگی کہ ہمارے جان و مال پر طمع کرے اخنس بن شریق نے کہا اے بنی زہرہ تمہارا
مال خدا کے فضل سے سلامت آگیا اب اس مرد کی بات نہ سنو اور خیر و عافیت سے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ پس بنی زہرہ بالتمام واپس
ہوگئے لیکن ابوسفیان نے کلام نافرجام ابوجہل کا سُنا تو کہا واقوماہ ھذا فعل عمرو بن ھشام ہائے میری قوم یہہ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل
کے کرتوت ہیں۔ باوجودیکہ حمیت جاہلیت نے نہ چھوڑا مشرکوں کے ساتھ گیا اور جنگ بدر میں شریک ہوا اور چند زخم کھاکر
لوٹ کر بھاگا بالجملہ حضرت منزل سفر پر ایک منزل بدر سے مدینہ کی طرف قیام پذیر تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور وحی لائے کہ
قافلہ قریش تمہارے ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن کفار قریش کہ حمایت قافلہ کے لئے نکلے تھے اس طرف آرہے ہیں انکے ساتھ جنگ کرنا چاہئے
حقتعالی تمہاری نصرت کریگا۔ حضرت نے اصحاب کو جمع کرکے یہہ حال بیان کیا اور انکی رائے دریافت کی۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر
نے اٹھکر کہا یارسول اللہ قریش مردان جنگ آزمودہ اس فن میں مہارت کامل رکھتے ہیں اور پورے ساز و سامان کے ساتھ آئے ہیں ہمکو
پیشتر سے یہہ حال معلوم نہ تھا۔ حضرت کو کلام ابوبکر کا ناپسند ہوا فرمایا بیٹھجا پس عمر بن الخطاب اٹھے اور وہی باتیں کیں جو ابوبکر نے کہی تھیں
آپ نے انکو بھی بٹھادیا۔ اور فرمایا کہو کیا کرنا چاہئے پس مقداد بن اسود اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور
تصدیق رسالت کی ہے شہادت دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ خدا کی طرف سے لائے ہیں حق و صدق ہے اگر آپ ارشاد کریں تو جلتی آگ میں
گر پڑیں کانٹوں میں گھس جائیں اور کچھ پروا نہ کریں ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ انہوں نے موسیٰ سے کہا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا
انا ھھنا قاعدون تم اور تمہارا خدا جاکر جنگ کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں فاذھب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون یعنے ہم
تمہارے ساتھ ہوکر لڑنیکو تیار ہیں حضرت نے اسکو دعائے خیر دی پھر فرمایا ایھا الناس اشیروا علی لوگو مجھکو صلاح دو کہ کیا کروں
اور غرض آپکی تکرار کلام سے یہ تھی کہ انصار سے کوئی بولے کیونکہ زیادہ تعداد لشکر میں انصاریوں ہی کی تھی۔ اور نیز جبکہ بیعت عقبہ میں انہوں نے
حفاظت رسولخدا کا ذمہ اٹھایا تھا تو یہ کہا تھا کہ آپ ہماری امان میں ہیں اگر کوئی غنیم مدینہ میں آپ پر آئیگا تو ہم حمایت کرینگے جیسا کہ اپنے
ماں باپ اور زن و فرزند کی حمایت کرتے ہیں حضرت کو خیال تھا کہ مبادا انصار کہیں کہ ہم پر اپنے عہد کے موافق مدینہ کے اندر آپکی حمایت

لازم ہے نہ بیرون شہر اسوقت سعد معاذ انصاری اٹھے اور عرض کی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں یارسول اللہ شاید حضرت
کی غرض اس بار بار کے سوال کرنے سے ہم لوگ ہیں فرمایا ہاں عرض کی ہم آپکو نبی فرستادہ خدا جانتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ جو ہیں
آپ حق تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں راست و درست ہے سو چاہئے ہمکو حکم دیجئے کہ ہماری جانیں نثار کے لئے آمادہ ہیں اور مال آپ کے
سامنے حاضر جسقدر چاہیں آپ اس سے لے لیں اور جتنا مرضی ہو چھوڑ دیں قسم بخدا کہ جو آپ لے لیں گے وہ اس سے بہتر ہوگا جو چھوڑ دیں گے
پھر کہا ہم مدینہ میں کچھ لوگ اپنی قوم سے چھوڑ آئے ہیں جو ہمارے نسبت فنون جنگ سے زیادہ ماہر ہیں اور حسن عقیدت میں کسی طرح ہم سے
کمتر نہیں اگر وہ جانتے کہ اس سفر میں آپ کو لڑائی پیش آئیگی تو کبھی خدمت سے جدا ہوتے اب شتران سواری آپکے لئے مہیا ہیں اگر فتح و نصرت
ہمارے شامل حال ہوئی تو زہے دولت ورنہ در صورت ہمارے مغلوب و مقتول ہونیکے آپ بے تامل ان اونٹوں پر سوار ہوں اور
ہمارے بھائیوں کے پاس چلے جائیں کہ ہمارے بعد وہ آپ کی نصرت کرینگے حضرت رسولخدا سعد کے کلام سے شاد ہوگئے برواتے
فرمایا یاسعد جزاک اللہ عن بیعتک و مروتک و عھدک و عقدک خیرا پھر ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہوگا کیونکہ حقتعالی نے
میرے ساتھ وعدہ نصرت فرمایا ہے اور اسکا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔ پس وہاں سے سوار ہوئے اور بدر پہنچکر عدوہ شامی کے قریب منزل
کی ادھر سے مشرکین بھی عدوہ یمانی کے نزدیک اترے ہوئے تھے صرف ایک پہاڑی ٹیلہ درمیان حائل تھا رات ہوئی تو امیر المومنین
مامور ہوئے کہ حال قریش سے کوئی خبر لادیں سعد وقاص و زبیر بن العوام آپکے ساتھ ہوئے تھوڑی دور لشکر سے باہر گئے تھے کہ چند شتر
آبکش قریش کے انکو دکھائی دئے آدمی جو اونٹوں کے ساتھ تھے انکو دیکھ کر بھاگ گئے الّا دو تین نفر کہ گرفتار ہوئے باقیوں نے ترساں
و لرزاں لشکر میں جاکر غل مچایا کہ اے آل غالب ابن ابی کبشہ (پیغمبر خدا) آن پہنچا۔ اسکے آدمی ہمارے اونٹ گرفتار کرلیگئے اس بات کے
سُننے سے ترس و بیم افواج غنیم پر چھاگیا۔ یہاں یہ قیدی حضرت رسالت پناہ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو
عرض کی سقے ہیں کہ لشکر کے لئے پانی لاتے ہیں فرمایا کتنا لشکر ہوگا عرض کی تعداد اس لشکر عظیم کی ٹھیک ہمکو معلوم نہیں فرمایا کتنے اونٹ
ہر روز نحر ہوتے ہیں کہا کبھی نو کبھی دس فرمایا ہزار سے کم اور نو سو سے زیادہ نہیں پھر اسماء روساء قریش کے دریافت کئے غلاموں نے
ایک ایک سردار کا نام بتلایا حضرت اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو نکالکر تمہارے سامنے ڈالدیا ہے احادیث
معتبرہ میں ہے کہ جنگ بدر کی رات کو پانی نہ رہا تو حضرت امیرؑ بحکم حضرت رسالت پناہ مشک لیکر کوئیں پر گئے ڈول موجود نہ تھا لہذا کوئیں کے
اندر اترکر پانی بھرا اور لیکر چلے تھے کہ تین جھونکے ہوا کے ایک دوسرے کے بعد ایسے تیز و تند آئے کہ آپ چل نہ سکے ہر بار جب زور کا جھونکا
آگے کیطرف آتا تھا تو بیٹھ جاتے تھے وہ فرو ہوتا تھا تو پھر چلتے تھے حاضر درگاہ ہوئے تو حضرت نے پوچھا یا علیؑ اتنی دیر کیوں لگائی آپ نے
حال بیان کیا فرمایا یہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل ایک ایک ہزار ملک کے ساتھ تھے کہ ہماری مدد کو آسمان سے آئے ہیں تمہارے سلام کو تمہارے
پاس گئے تھے **القصہ** صبح سترہویں رمضان روز جمعہ کو قریش بکمال کبر و طیش میدان میں نکلکر صف آرا ہوئے ادھر سے حضرت رسولخدا

عدوہ بالضم کرانہ وادی و بالکسر جائے بلند ۱۲ منتہی

نے بھی لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا۔ سب سے اوّل جس نے کفار سے قدم میدان کارزار میں رکھا عتبہ پسر ربیعہ تھا اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید اس کے ساتھ تھے **نقل** ہے کہ مسلمان کثرت کفار سے خائف و ترساں ہو رہے تھے حق تعالیٰ نے انکی تسلی کے لئے یہہ آیہ شریفہ نازل کی وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنے اے رسول ہمارے اگر وے صلح کی طرف مائل ہوں تو تو بھی اس طرف میل کر اور خدا پر بھروسہ رکھ بنابرین آپنے اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ اے معشر قریش مین نہین چاہتا کہ سب سے پہلے تم پر تلوار اُٹھاؤن۔ مجھکو عرب کے ساتھ رہنے دو اگر راست گو نکلا اور قبائل پر غالب آیا تو تمہارے لئے فخر و ناموری کا باعث ہونگا کیونکہ تمہاری قوم و قبیلہ سے ہوں اور جو معاملہ بالعکس ہوا تو عرب میرے لئے کافی ہین تم کو اس تکادو کی ضرورت نہین عتبہ مذکور نے یہہ پیام سُنا تو کہا قسم بخدا کہ محمدؐ نے تمہارے ساتھ انصاف کیا جو اُسکا کلام نہ مانیگا کبھی فلاح نہ پائیگا۔ پس شتر سرخ مو پر سوار ہوا حضرتؐ نے فرمایا اِن یَکُ فِی اَحدٍ مِن القوم خیرٌ ففی صاحب الجمل الاحمر ان یطیعوہ یُرشدوا یعنی اگر اس قوم مین کوئی بھلائی ہے تو اس لال اونٹ والے میں ہے اگر اسکا کہنا مانین گے تو رستگار ہونگے پس عتبہ نے لوگونکو جمع کرکے کہا اے گروہ قریش آج میرا کہنا مان لو چاہو پھر کبھی نہ مانیو بتحقیق کہ محمدؐ تمہارا بھائی چچا کا بیٹا اور تمہارا بہتر و مہتر ہے اس کی قرابت داری کا لحاظ کرو اور اسکی بات سنو اور میرے کہنے پر عمل کرو اور یہاں سے واپس ہو جاؤ۔ ابو جہل نے یہ سُنا تو مارے غصّہ کے لال ہو گیا اور دلمین پیچ و تاب کھانے لگا کہ اگر آج عتبہ کی چرب زبانی سے لشکر میدان سے لوٹ گیا تو فخر بزرگ اسکو ہمیشہ کے لئے حاصل ہوگا۔ بولا اے عتبہ تو نے شمشیر بُرّان پسران عبد المطلب کو دیکھا اور ترس و خوف تجھ پر غالب آگیا تو اب ہمکو اُلٹا پھر نیکو کہتا ہے جبکہ قریب ہے کہ دشمن پر فتح پائیں اور برسوں کے بخار دل سے نکالیں عتبہ یہہ سُنکر اپنے اونٹ سے کود پڑا اور جھپٹ کر ابو جہل کو اُس کے گھوڑے سے کھینچ لیا اور زمین پر ڈالکر چاہتا تھا کہ ہلاک کرے اور لوگ درمیان میں آگئے اور انکو الگ کیا عتبہ نے کہا یہ مجھکو بزدل و ڈرپوک کہتا ہے آج معلوم ہو جائیگا کہ کون ڈرپوک ہے اور اسی جوش میں اپنے بھائی شیبہ اور اپنی بیٹے ولید کو آواز دی کہ باہر آؤ اور زرہ جنگ پہنی اور خود طلب کیا مگر اسکا سر اتنا بڑا تھا کہ تمام لشکر میں ایک خود اس کے برابر کا نہ ملا ناچار دو عمامے سر پر لپیٹے اور بھائی اور بیٹے کو ساتھ لیکر از راہ عصبیت جاہلیت سب سے پہلے میدان مین نکلکر آواز دی کہ اے محمدؐ کسی کو بھیج کہ ہمارے ساتھ جنگ آزما ہو تین مرد انصار سے عوف و معوذ پسران حارث و عبد اللہ بن رواحہ اس طرف سے برآمد ہوئے عتبہ نے نام و نسب انکا دریافت کیا جب معلوم ہوا کہ انصار ہین تو کہا تم ہمارے کفو نہیں ہو چلے جاؤ کہ ہم اپنے مثل کے سوا کسی کے ساتھ نہ لڑین گے۔ اور پکارا اے محمدؐ ہمارے بنی اعمام کو قریش سے ہماری طرف بھیجو راوی کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا بھی نہیں چاہتے تھے کہ ابتدا لڑائی کی انصار کی طرف سے ہو آپنے عُبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو کہا ای عُبیدہ اُٹھ عبیدہ مردانہ اُٹھے حالانکہ ستر سال انکی عمر سے گزر چکے تھے پھر اپنے عم محترم حمزہ بن عبد المطلب سے فرمایا اُٹھو اے چچا بعد ازاں امیر المومنینؑ امام الاشجعین کو اشارہ کیا آپ از روئے سن کے سب سے چھوٹے تھے پس تینوں بزرگوار تلوارین ہاتھ میں لیکر حضرتؐ کے سامنے کھڑے ہوئے فرمایا جاؤ اور طلب کرو اپنا حق جو حقتعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے تحقیق کہ قریش بڑے غرور و نخوت سے آئے ہیں

کہ نور خدا کو بجھاویں مگر خدا نہین چاہتا کہ اسکا نور بجھے اور وہ اپنے دین کے نور کو پورا و کامل کئے بغیر نہ رہیگا اے عبیدہ تو عتبہ کے ساتھ لڑائی کر اور اے حمزہ تو شیبہ کے ساتھ اور اے علیؑ تو ولید کے ساتھ نبرد آزما ہو پس تینوں کو دعائے خیر دیکر رخصت کیا میدان میں آئے تو چونکہ خود پہنے ہوئے تھے عتبہ نے انکو نہ پہچانا کہا تم کون ہو نام و نسب اپنا ظاہر کرو عبیدہ نے کہا میں عبیدہ پسر حارث بن عبد المطلب ہوں کہا اچھا کفو ہے تو وہ دونو کون ہین کہا ایک حمزہ بن عبد المطلب دوسرا علی بن ابی طالب عتبہ نے کہا وہ بھی ہمارے ابناء جنس و چچازاد ہین کم رتبہ کے آدمی نہیں لعنت خدا ہو اسپر جس نے ہمکو ایک دوسرے کا مقابل کیا یعنے ابو جہل ملعون نے ہمکو لڑوایا ہے پس عبیدہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور ایک ضربت اسکے سر پر لگائی کہ سر اسکا شگافتہ ہو گیا۔ عتبہ نے ایک وار عبیدہ کے پاؤن پر کیا جس سے دونو پیر عبیدہ کے کٹ کر زمین پر گر پڑے۔ امیر المومنینؑ ولید کے مقابل ہوئے تو یہہ رجز پڑھا ؎ انا ابن ذی الحوضین عبد المطلب ✤ وهاشم المطعم فی العام السغب ✤ اوفی بمیثاقی واحمی عن حسبی یعنے مین ہون پسر عبد المطلب کا جو حاجیوں کو سیراب کرتا اور بیٹا ہاشم کا جو قحط سال مین لوگون کو کھانا کھلاتا تھا۔ اپنے عہد کو کہ رسولخدا کے ساتھ کیا ہے پورا کرونگا اور اپنے حسب کی حمایت کرونگا۔ یہہ کہکر ایک تلوار ولید کے دہنے شانے پر ماری کہ اسکے بغل کے نیچے سے نکل گئی ولید نے جُھک کر دست بریدہ کو بائیں ہاتھ سے اُٹھایا اور اس زور سے حضرتؑ کے سر پر مارا کہ فرماتے ہین کہ معلوم ہوا کہ گویا آسمان میرے سر پر ٹوٹ پڑا ایک انگشتر طلائی اسکے ہاتھ مین تھی کہ ہاتھ کی حرکت کے ساتھ بجلی کی طرح چمکتی تھی پس ولید نے ایک نعرہ مارا کہ اُسکی ہیبت سے دونو لشکروں میں زلزلہ پڑ گیا اور پشت کرکے اپنے باپ کی طرف بھاگا امیر المومنینؑ نے پیچھے سے پہنچکر ایک تلوار اس کے اور لگائی کہ بُن ران پر بیٹھی اور اسکا کام تمام کیا۔ حمزہؓ و شیبہ مین تھوڑی دیر ردّ و بدل ہوتی رہی ایک تلوار مارتا دوسرا اُسکو ڈھال پر روکتا تھا یہانتک کہ تلوارین کند ہو گئیں اور ڈھالوں کے کٹ کٹ کر ٹکڑے ہو گئے پس دونو نے تلوارین پھینکدیں اور کشتی کرنے اور زور آزمانے لگے دونو لشکر انکا تماشا دیکھ رہے تھے امیر المومنینؑ ولید سے فارغ ہوتے تو مسلمانوں نے غل مچایا یا علی اس کُتّے کی خبر لو کہ تمہارے چچا کو بُری طرح چمٹا ہے حضرت اس طرف متوجہ ہوئے اور امیر حمزہ کی پشت کی طرف آئے چونکہ حمزہ کا قد شیبہ سے نکلتا ہوا تھا آپنے فرمایا اے عمو ذرا اپنا سر جُھکا لو حمزہ نے اپنا سر نہوڑایا کہ شیبہ کی چھاتی میں لگا دیا امیر المومنینؑ نے ایک تلوار لگائی کہ شیبہ کی کھوپری صاف اُڑ گئی پھر عتبہ کے پاس آکر چونکہ اسمیں ہنوز جان باقی تھی اسکو بھی فی النار کیا اس طرح پر قریش کے تینوں نامی دلیر زور بازوئے حیدری سے پست ہوئے اور رعب اسلام عُبدۂ اصنام پر چھا گیا۔ پس امیر المومنینؑ و حمزہؓ نے عُبیدہ کو اُٹھایا اور حضرت رسولخدا کی خدمت میں لائے حالانکہ مغز انکے ساق پا سے بہہ رہا تھا۔ چنانچہ عبیدہ اسی صدمہ سے جنگ بدر سے لوٹتے وقت مقام روحا یا صفرا پر فوت ہوئے اور اسی جگہہ دفن کئے گئے رحمۃ اللہ علیہ عتبہ وغیرہ کے مارے جانے کے بعد حنظلہ بن ابو سفیان لڑائی کے ارادہ سے باہر آیا۔ امیر المومنینؑ نے ایک ضرب تلوار اسکے سر پر لگائی کہ دونو آنکھیں نکلکر اسکے موہنہ پر آرہیں اور وہ گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ یہہ حنظلہ معاویہ بن ابو سفیان کا

عبدۂ اصنام پوجنے والے بتوں کے ۱۲ منہ

قتل عاص بن سعید

بھائی اور ولید بن عتبہ اسکا ماموں اور عتبہ بن ربیعہ پدر ہندہ اس کا نانا تھا اسیوجہ سے امیرالمومنین اپنے عہد خلافت میں اس سے کہتے تھے وَعِندِی السَّیفُ الَّذِی اَعضَضتُہٗ اَخَاکَ وَخَالَکَ وَجَدَّکَ یَومَ بَدرٍ یعنے اے معاویہ میرے پاس وہ تلوار جس سے تیرے بھائی اور تیرے ماموں اور نانا کو بروز بدر قتل کیا ہنوز موجود ہے اور نیز ان لوگوں سے جو تیغ قہر ید اللّٰہی سے اُس روز قتل ہوئے ایک عاص بن سعید بن عاص ہے یہ شخص شجاعت و دلیری مین شہرۂ آفاق تھا اور قوت و جسامت کے لحاظ سے گاو قریش کہلاتا تھا امیرالمومنین کے سامنے آیا تو حسب معمول ایک ادہی میں مقتول ہوا ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے کہ ایک روز عمر کے زمانے میں عاص مذکور کا بیٹا سعید بن عاص بن سعید عثمان بن عفان کے ساتھ بارگاہ خلافت مین گیا۔ عثمان تو اپنی رسوخ کی وجہہ سے خلافت پناہ کے نزدیک جا بیٹھے مگر سعید ایک گوشہ میں علحدہ بیٹھ گیا عمر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا ہم سے اس اعراض و کشیدگی کا کیا باعث ہے مگر تیرا گمان یہ ہوگا کہ مینے تیرے باپ کو قتل کیا۔ سو مینے اسکو قتل نہیں کیا۔ ہر چند میری دلی آرزو تھی کہ بروز بدر اسپر دسترس پاؤں مگر اسکو دیکھ کر رعب مجھ پر طاری ہوا اور جرأت نہوئی لیکن ابوالحسن نے حملہ کیا اور نہوز میں اپنے مقام پر نہ پہنچا تھا کہ انکے ہاتھ سے اسکا قضیہ فیصل ہو چکا تھا۔ امیرالمومنین بھی اس مجلس میں تشریف رکھتے تھے فرمایا یا عمر محا الاسلام بما قبلہ لما ذا تہیجہا القلوب اے عمر اسلام پہلی باتونکو محو کر چکا تو کس لئے دلوں کو بھڑکاتا ہے سعید نے کہا قسم بخدا اسکو کفو کریم نے قتل کیا ہے میں دوست نہ رکھتا تھا کہ میرا باپ اولاد عبد مناف کے سوا کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا القصہ شیر بیشہ ہیجا علی مرتضیٰ اسی طرح جہاد اعدا میں مصروف تھے جو آگے آتا پنجہ موت اور چنگ اجل سے سلامت نہ جاتا حضرت کو دیکھکر اور مسلمانوں بھی رگ و غین بھی خون شجاعت نے سرایت کی اور ہنگامۂ کارزار گرم ہو گیا۔ اسوقت ابلیس لعین سراقہ بن مالک کی صورت مین قریش کے پاس آکر بولا کہ علم لشکر مجھکو دو کہ میں تمہاری طرف سے جنگ کرونگا۔ اور بہت سے شیطانوں کو قبیلہ سراقہ کی صورت مشرکوں اور مسلمانوں کو دکھلا دیا اس سے قریش کے حوصلے بڑھ گئے اور آثار بیدلی و ہراس مسلمانوں کے چہروں سے ظاہر ہونے لگے حضرت رسولخدا نے یہ دیکھا تو دست دعا بدرگاہ کبریا بلند کئے اور عرض کی اللّٰہم انجز ما وعدتنی پروردگار اپنے وعدے کو جو فتح و نصرت کا تونے میرے ساتھ کیا ہے وفا کر۔ پھر کہا ان تہلک ہذہ العصابۃ من الاسلام لا تعبد فی الارض ابدا یعنے خداوندا اگر یہ لوگ کہ تیرے دین کی نصرت کرتے ہیں آج مارے گئے تو پھر روئے زمین پر کبھی کوئی تیری پرستش نہ کرے گا یہ کہتے اور الحاح و زاری جناب باری میں کر رہے تھے کہ ناگاہ غشی کہ علامت نزول وحی ہے آپ پر طاری ہوئی ایک لمحہ کے بعد وحی منجلی ہوئی تو فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے دعا اپنے پیغمبر کی اجابت کی یہ جبرئیل ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی امداد کو آتے ہیں اسوقت ایک کالی گھٹا جسمیں بہت سی بجلیاں چمکتی تھین مسلمانوں کے سر پر دکھائی دی اور ہتھیاروں کی آوازیں سُنیں خلاصہ یہ کہ شیطان نے جبرئیل کو دیکھا تو علم ہاتھ سے پھینک کر بھاگا منبہ بن حجاج نے اسکا گریبان پکڑا کہ اے سراقہ کہاں جاتا ہے چاہتا ہے کہ ہمارا کام درہم برہم ہو جائے ابلیس نے ایک ہاتھ اس کے سینہ پر مارا کہ دور ہو میں وہ باتین دیکھتا ہون جو تو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ کہکر

نزول ملائکہ بحمایت مسلمین

فرار ہو گیا خاتمہ جنگ کے بعد قریش نے مکہ مین شکایت کی کہ ہمکو سراقہ نے شکست دلائی سراقہ یہہ سنکر ان کے پاس آیا اور بحلف کہا کہ مجھکو تمہاری لڑائی کی خبر بھی نہیں نہ میں تمہاری ساتھ گیا تھا میں تمکو کسطرح شکست دلا سکتا ہوں حیران تھے کہ یہہ کیا کہتا ہے یہی تو اول بھاگا تھا۔ مسلمان ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا سراقہ کی صورت میں الحاصل امیرالمومنین ویسے ہی لیری و دلاوری کے ساتھ میدان میں لڑ رہے تھے بڑے بڑے نامی گرامی کفار آپکے آگے آتے اور آب شمشیر کے گھاٹ سیدھے دوزخ چلے جاتے۔ فرماتے ہین کہ مجھکو قریش کی جرأت وجہالت پر حیرت ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ولید جیسا جوان مرد میرے ہاتھ سے بیجان ہوا حنظلہ کے سر میں چوٹ لگی تو دونو آنکھین اس کی نکل پڑیں پھر بھی اپنی حماقت سے وہ باز نہیں آتے اور میرے سامنے آتے ہین **قتل ابوجہل** اسی گیرودار میں ابوجہل بن ہشام کہ خمیر مایۂ فساد و سرگروہ اہل عناد تھا بعض انصار کے ہاتھ سے خاک ہلاک پر گرا اور قول مخبر صادق کہ حق تعالیٰ اسکو میرے ضعیف ترین اصحاب کے ہاتھ سے قتل کرے گا راست نکلا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے سر پر پہنچا تو ہنوز اس کے بدن مین جان تھی۔ مجھکو مکہ میں اُس کے ہاتھ سے بہت ایذائیں پہنچی تھین۔ جاتے ہی اسکے چھاتی پر سوار ہو گیا اور گردن پر پاؤں رکھکر اس کی ٹھوڑی کے بال نوچنے لگا۔ اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھکو ذلیل و خوار کیا ابوجہل نے کہا اے گڈریے بھیڑوں کے چرانیوالے تو مقام عالی پر سوار ہوا۔ مگر یہ تو بتلا کہ فتح کسکی ہے عبداللہ نے کہا اے دشمن خدا تو فرعون سے بھی بدتر ہے وہ ڈوبتے وقت تو ایمان لے آیا تھا تو مرتے وقت بھی اپنے کفر سے باز نہین آتا آگاہ رہ کہ فتح خدا و رسول کے لئے ہے اب میں تجھکو تیری بدکرداری کی سزا دیتا ہوں اور تیرے سر کو بدن سے جُدا کرتا ہوں ابوجہل نے کہا لست باول عبد قتل مولاہ معنی یہہ کہ آگے بھی بہت سے غلاموں نے اپنے آقاؤں کے سر قلم کئے ہین تو مجھکو قتل کریگا تو کوئی انوکھی بات نہین۔ لیکن مین چاہتا ہوں کہ میرا سر کاٹے تو شانوں سے ملا ہوا کاٹنا کہ اور سروں مین بلند دکھائی دے عبداللہ نے کہا میں زنخ سے ملا کر کاٹونگا کہ نظروں میں پست و خوار معلوم ہو القصہ ابن مسعود نے سر بے مغز ابوجہل کا جُدا کیا۔ اور حضرت رسولخدا کی خدمتمین لاکر قدموں پر ڈالدیا آپنے سجدۂ شکر ادا کیا کہ فرعون اُمت مارا گیا **ایک** شیاطین قریش سے نوفل بن خویلد زبیر بن عوام کا چچا تھا کہ حضرت رسالت پناہ کے ساتھ کمال درجہ دشمنی و عداوت رکھتا تھا کہتے ہین کہ ایک بار اس نے طلحہ زبیر برواتیے طلحہ و ابوبکر کو مسلمانی کے جرم مین ایک شبانہ روز رسی مین باندھکر عذاب کیا تھا یہی وجہ تھی کہ قریش اس کی بہت تعظیم کرتے اور اپنا پیشوا مانتے تھے حضرت رسولخدا کو اس کا آنا معلوم ہوا تو دعا کی اللّٰہم اکفنی نوفل بن خویلد بار خدایا مجھ سے نوفل کی شرارت دفع کر۔ امیرالمومنین ایک حملے میں صفوف دشمن کو چیرتے پھاڑتے جا رہے تھے کہ ناگاہ نوفل مذکور حضرت کو نظر آیا ایک تلوار اس کے خود پر لگائی کہ دامن تک کاٹتی چلی گئی پھر دوسری ٹانگوں پر ماری جس سے دونو بیر کٹ کر گر گئے پس اسکا سر کاٹ کر حضرت رسولخدا کی خدمت میں لے گئے اسوقت پہنچے جبکہ حضرت کہہ رہے تھے کون ہے جو نوفل کی خبر ہمکو پہنچا دے پس حضرت اس کا مارا جانا معلوم کرکے مسرور ہوئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے

قتل نوفل بن خویلد

کہ اس نے دعا میری قبول کی - یہہ خوش خبری آپکو مژدۂ قتل ابوجہل سے پہلے پہنچی تھی محمد بن یعقوب کلینیؒ نے حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش اولاد عبدالمطلب کو بجبر و اکراہ اپنے ساتھ لائے تھے ہنگام جنگ جبکہ رجز خوانیاں ہونے لگین تو طالب بن ابی طالب بھی ان کے ساتھ رجز پڑھتے تھے مگر وہ برخلاف سب کے اپنے لشکر کے لئے بد دعا کرتے اور مسلمانون کے واسطے فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے قریش کو مضمون رجز معلوم ہوا تو کہا یہ ہمکو شکست دلائیگا اور انکو واپس مکہ بھیجدیا حضرت صادقؑ کہتے ہین کہ طالب دل میں مسلمان تھے **روایت** ہے کہ عین ہنگامۂ کارزار میں امیرالمومنینؑ نے ایک مٹھی کنکریونکی بھر کر حضرت رسولخدا کو دی - اور آپنے باشارۂ جبرئیلؑ کفار کی طرف پھینک کر فرمایا شاھت الوجوہ بگڑ جائیں یہ صورتیں پس جس جس کے وہ سنگریزے لگے سب کے سب قتل ہوتے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنے تم نے انکو قتل نہین کیا مگر خدا نے قتل کیا ہے اور تو نے سنگریزے نہین پھینکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے بیشتر گزرا کہ اس لڑائی میں فرشتے مسلمانوں کی مدد کو آئے تھے انہوں نے شیاطین ہی کو ہزیمت نہیں کیا بلکہ مشرکون کے قتل و اسیر کرنے میں بھی موقع بموقع مسلمانون کی مدد کرتے تھے یہ ملائکہ ابلق گھوڑون پر سوار سرخ زرد عمامے نور کے سر پر باندھے تھے جنکے شملے آگے پیچھے چھوٹے تھے جس کافر کی تلوار لگتی اور خون اس سے روان نہوتا تو یہ علامت تھی کہ وہ ضرب فرشتے کے ہاتھ کی ہے زوال آفتاب کے بعد کفار میں یارائی قرار نہ رہا پیٹھ دکھا کر بھاگے اور فتح عظیم کہ تمام فتوحات اسلامیہ بمنزلہ اس کے ثمرۂ نتیجون کے ہین مسلمانوں کو حاصل ہوئی بقول صحیح اس لڑائی مین ستر آدمی کفار کے مارے گئے اور اسی قدر اسیر ہوتے مقتولین سے چھتیس نفر بلا شرکت غیرے صرف تیغ ید اللّٰہی سے بیجان ہوئے باقیون مین تمام مسلمان اور ملائکہ اور نیز حضرت امیرالمومنین علیہ السلام شریک تھے محمد بن اسحاق کہ مورخین اہل سنت سے ہے صاف کہتا ہے کہ جو لوگ کہ شمشیر علی بن ابی طالبؑ سے قتل ہوئے اس سے زیادہ ہین کہ جو تمام مسلمانوں نے قتل کئے - شیخ مفید علیہ الرحمۃ تفصیل اسمائے کشتگان امیرالمومنینؑ اس طرح زیب رقم فرماتے ہیں [1] ولید بن عتبہ [2] عاص بن سعید - [3] طعیمہ بن عدی بن نوفل - [4] نوفل بن خویلد - [5] زمعہ بن اسود [6] حارث بن زمعہ - [7] نضر بن حارث بن عبدالدار - [8] عمیر بن عثمان بن کعب بن تیم چچا طلحہ کا - [9] عثمان بن عبید اللہ - [10] مالک بن عبید اللہ دو بھائی طلحہ کے - [11] عیسی بن عثمان - [12] مسعود بن امیہ بن مغیرہ - [13] قیس بن فاکہہ بن مغیرہ - [14] حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ - [15] ابوقیس بن ولید بن مغیرہ - [16] حنظلہ بن ابوسفیان - [17] عمرو بن مخزوم - [18] ابوالمنذر ابن ابی رفاعہ - [19] منبہ بن حجاج سہمی - [20] عاص بن منبہ - [21] علقمہ بن کلدہ [22] ابوالعاص بن قیس بن عدی - [23] معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص - [24] لوذان بن ربیعہ - [25] عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ - [26] مسعود بن امیہ بن مغیرہ - [27] حاجب بن سائب بن عویمر - [28] اوس بن مغیرہ بن لوذان - [29] زید بن ملیص - [30] عاصم بن ابی عوف - [31] سعید بن وہب [32] معاویہ بن ابی عامر بن عبدالقیس - [33] عبداللہ بن زہیر بن حارث بن اسد - [34] سائب بن مالک - [35] ابوالحکم بن اخنس - [36] ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ مروی ہے کہ ایک روز قبل از جنگ بدر حضرت خضرؑ امیرالمومنینؑ کو خواب مین نظر آئے اور کلمہ یا ھو یا من لا ھو

اسمائے کشتگان امیرالمومنینؑ

الا ھو کہ درحقیقت ایک اسم اعظم ہے آپکو تلقین کیا - امیرالمومنینؑ کہتے ہین کہ یہ کلمہ طیبہ لڑائی میں میری ورد زبان رہا - اسی کی برکت سے حقتعالیٰ مجھکو دشمنون پر مظفر و منصور کرتا تھا - منقول ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہدیا تھا کہ عباس و عقیل و حارث بن عبدالمطلب اپنی خوشی سے لڑائی میں نہیں آئے مشرکین انکو بجبر و اکراہ لائے ہین جنکو وہ ملیں قتل نہ کرے بعد اختتام جنگ ابوالبشیر یا ابوبصیر انصاری عباس و عقیل کو گرفتار کرکے حضرت کے پاس لایا آپنے پوچھا تو نے ان دونو کو اسیر کیا عرض کی ایک مرد سفید لباس نے جسکو مین پہچانتا نہین میری مدد کی فرمایا وہ فرشتہ تھا - بروایتے خود عباسؓ نے کہا مجھکو ابوبصیر نے نہیں پکڑا بلکہ میرے برادرزادے علیؑ نے پکڑا ہے حضرت نے فرمایا درست ہے وہ ایک فرشتہ تھا بصورت علیؑ کی حقتعالیٰ نے فرشتونکو میرے مدد کے لئے علیؑ کی صورت مین بھیجا تاکہ رعب انکا دشمنون کے دلمیں بیٹھ جائے **انجام کار ابولہب بن عبدالمطلب** ابورافع مولائے رسول اللہ کہ ابتدا مین غلام عباس بن عبدالمطلب تھا کہتا ہے کہ اسلام ہمارے (یعنی عباسؓ کے) گھر میں داخل ہوگیا تھا ام الفضل زوجہ عباس اور مین صریح مسلمان تھے لیکن عباس کا چونکہ بہت سا مال قریش کے پاس پھنسا ہوا تھا اس لئے اظہار اسلام نہ کرسکتے تھے - دشمن خدا ابولہب بیماری کے سبب خود جنگ بدر مین نہ گیا اپنی طرف سے عاص بن ہشام کو بھیجکر فتح کا انتظار کررہا تھا کہ قریش کی ہزیمت کی خبر مکہ مین پہنچی بہت نادم و خجل ہوا لیکن ہم لوگونمیں نئے سرے سے توانائی آگئی - مین ایک روز حجرۂ زمزم مین بیٹھا تیر بنا رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھین کہ ابولہب پائے کشان وہان آیا اور میری طرف سے پیٹھ موڑ کر بیٹھ گیا اتنے مین ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بھی آنکلا ابولہب نے اسے اپنے پاس بٹھالیا اور بہت التفات سے پوچھنے لگا کہ برادرزادے تو ٹھیک ٹھیک حال اس لڑائی کا مجھسے بیان کر ابوسفیان نے کہا عمو کیا بیان کروں ہم وہاں پہنچے دشمن سے مٹھ بھیڑ ہوئی ہم نے شکست کھائی بھاگے انہون نے تعاقب کیا اور قتل و قید جو چاہا سو کیا - مگر میں اپنے لشکر کو ملامت نہین کرتا کیونکہ مینے زمین و آسمان کے درمیان کچھ لوگ سفید پوش ابلق گھوڑون پر ایسے سوار دیکھے کہ کوئی بھی انکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا - ابورافع کہتا ہے کہ مینے کہا وہ فرشتے تھے ابولہب نے ایک الٹا ہاتھ میرے مارا دوسرا مارنا چاہتا تھا کہ ام الفضل ستون خیمہ اٹھا کر اس کی طرف دوڑیں اور اس زور سے اسکے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور کہا اس کا آقا یہاں نہیں تو تو اسکو ضعیف و ذلیل جانتا ہوگا - ابولہب اپنا سا موہنہ لئے اٹھکر گھر کو چلا گیا اور ایک ہفتہ کے بعد مرض عدسہ[1] میں مبتلا ہوکر مر گیا - چونکہ لوگ اس مرض سے بہت نفرت کرتے تھے تین روز تک گھر میں مُوا پڑا رہا کوئی اس کے پاس تک نہ جاتا تھا آخر اس کے بیٹون کو لوگون نے ملامت کی کہ تمہارا باپ گھر مین سڑ رہا ہے اور تم دفن نہین کرتے پس انہون نے اسکی لاش کو کھینچکر بیرون شہر ایک طرف ڈالدیا اور پتھرون مین چھپا دیا راوی کہتا ہے کہ اب وہ مقام عمرہ کے راستے پر واقع ہے جو اس راہ سے گزرتا ہے چند پتھر اسپر پھینک دیتا ہے چنانچہ پتھرون کا انبار بڑھتے بڑھتے بجائے خود ایک پہاڑ بنگیا ہے **بالجملہ** قریش سے جیسا کہ لکھا گیا ستر آدمی قتل اور اسیقدر دستگیر ہوئے اور لشکر منصور سے چودہ گیارہ یا نو اشخاص نے

[1] عدسہ ایک پھنسی ہے کہ آدمی کے نکلتی ہے اور بیشتر اوقات اسکو مار ڈالتی ہے غالباً یہ وہی مرض ہے جو آجکل ہندوستان خصوصاً نواح بمبئی میں بہت زور شور ہے اور بنام طاعون موسوم ہے ۱۲ منہ

باختلاف اقوال شہادت پائی کہ اوّل انسے عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب پسر عم پیغمبر تھے قریشی قیدیونکو دست بستہ حضرت رسولخدا کے
سامنے حاضر کیا تو عقبہ بن ابی معیط ونضر بن الحارث ایک رسّی مین بندھے تھے آپنے نگاہ تند ایک طرف دیکھا نضر چلّایا یا محمدؐ بحق
قرابت کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے میرے ساتھ وہی کرو جو اور قریش کے ساتھ کروگے - فرمایا اسلام قاطع رحم و قرابت ہے مسلم و
کافر میں کوئی قرابت نہین رہ سکتی - عرض کی آپنے فرمایا ہے کہ قریش اسیر ہوں تو انکو قتل نہ کرو ارشاد ہوا تو قریش سے نہیں ایک
مجوسی آتش پرست ہے اہل صفوریہ کا تیرا باپ جس سے تجھکو نسبت کرتے ہیں عمر مین تجھ سے چھوٹا ہے روایت ہے کہ نضر تندخو سخت
متعصب تھا قریش کو ہزیمت ہوئی تو یہ بھی فراریوں میں شامل تھا بھاگتا تھا اور کہتا تھا خداوندا اگر دین اسلام حق ہے اور تیری
طرف سے ہے تو ہم پر پتھر برسا کہ ہم تاب اس کے دیکھنے کی نہین لاسکتے پس گرفتار آیا اور اسوقت علی علیہ السلام نے بحکم خیر الانام اسکو
قتل کیا - نضر مارا گیا تو عقبہ سامنے آیا یہ عقبہ نہایت بدذات خبیث تھا مکہ میں امیہ بن خلف کے کہنے سے پیغمبر پر تھوکتا تھا حضرتؐ نے
عہد کیا تھا اگر اس پر قابو ہو تو قتل کئے بغیر نچھوڑین امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علیؑ اسکو قتل کرو اور اپنے پیغمبر کی نذر ادا کرو امیر المومنینؑ اسے
قتل کرنے لگے تو بولا اے محمدؐ میرے بعد میرے بچّوں کا کون کفیل ہوگا حضرتؐ نے فرمایا مسلمان ہوں گے تو آتش جہنم انکی کفالت
کریگی اسیوجہہ سے عقبہ صبیۃ النار کے نام سے مشہور رہا - یہ عقبہ آخری مرد ہے قتلائے بدر سے کہ امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے مارے
گئے ولید بن عقبہ فاسق جس کے بعض حالات آئندہ اس کتاب میں مذکور ہین اس عقبہ کا بیٹا ہے **القصّہ** نضر و عقبہ مارے
گئے تو اصحاب کو اندیشہ ہوا کہ مبادا حضرتؐ تمام اسیرون کے مارنے کا حکم دین اور فائدہ کہ فدیہ لینے مین ہمکو مدّنظر ہے فوت ہوجائے
کہنے لگے یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے قوم و قبیلہ سے ہین ان پر رحم کیجئے اور فدیہ لیکر آزاد فرمائیے مگر حضرت خاموش تھے سعد
معاذؓ نے جانا کہ حضرت اخذ فدیہ سے کراہت رکھتے ہیں عرض کی یہ پہلی لڑائی ہے اگر ہم مشرکین کو قتل کرین تو اس سے
بہتر ہوگا کہ فدیہ لیکر چھوڑدین عمر خطاب نے کہا یا رسول اللہ ان لوگون نے آپکو جھٹلایا اور وطن سے نکالا انکا قتل ہی کرنا
بہتر ہے علیؑ کو حکم دیجئے کہ عقیل کو قتل کرے مین فلان کو قتل کرتا ہون مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ خلیفہ ثانی کی کوئی غرض اس صلاح
سے نہ تھی بجز اس کے کہ کسی طرح علیؑ کا بھائی مارا جائے ورنہ جبکہ حضرت نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ بنی ہاشم کو قتل نہ کرو کہ وہ اپنی مرضی
سے نہین آئے تو اب اس کلام کا کون محل تھا - اور حیرت ہے کہ یہ شجاعت کہ اسیروں کے قتل مین شیخ صاحب اب ظاہر کرتے تھے
لڑائی کیوقت کہاں گئے تھے کہ ایک کافر بھی آپکے ہاتھ سے مارا نہ گیا چنانچہ تاریخ فریقین اس کی شاہد ہے **الحاصل** قرار پایا
کہ فی نفر کچھ روپیہ حسب حیثیت لیکر قیدیون کو رہا کیا جاوے - قریش اپنے اپنے واسطہ وارون کے لئے مکّہ سے مال بھیجتے اور انکو چھڑاتے
تھے - ابو العاص بن ربیع شوہر زینب بنت خدیجۃ الکبریٰ بھی بندی مین تھا زینبؓ نے اسکے فدیہ مین ایک گردن بند بھیجا کہ خدیجہؓ نے انکو
دیا تھا حضرت رسولخدا نے وہ گردن بند دیکھا تو دلگیر ہوئے اصحاب نے یہ دیکھ کر فدیہ ابو العاص کا معاف کر دیا اور وہ گردن بند
زینب کے پاس واپس بھیجدیا گیا - ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اس مقام پر ایک کلام اپنے اُستاد نقیب ابوجعفر سے

قتل عقبہ بن ابی معیط

نقل کیا ہے کہ قضیہ فدک مین انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کیا جایگا۔ **غزوۂ اُحد** ہجرت سے تیسرے سال ماہ شوال میں جنگ اُحد
واقع ہوا - یہ معرکہ تمام و کمال حضرت شیر ذوالجلال کی سعی بازو سے سر ہوا - کیونکہ تمام اصحاب حضرت رسالتمآب کو نرغۂ اعداء مین
تن تنہا چھوڑکر بھاگ گئے تھے - اس نازک وقت مین جو حیرت بخش کام حیدری جرأت وجانبازی سے نکلا - اُس کی نظیر صفحہ تاریخ
نہیں ملتی - آپنے بزور شمشیر ایک بار نہین بارہا کفار اشرار کے ہجوم کو پراگندہ کیا - اور ہزاروں تلوارون کے نیچے اُس ذات مقدس
کی نگاہبانی فرمائی - اس ہمت و جوانمردی کی ملاء اعلےٰ میں دُھوم مچ گئی فرشتون نے مابین زمین آسمان لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ
اِلَّا ذُوالْفَقَار کی منادی کی جبرئیل نے اس جانفشانی کی رسول اللہ کے سامنے داد دی اور اسپر مبارکباد کہی - لکھا ہے کہ
شکست بدر سے آسائش و آرام قریش پر حرام ہوگیا اور جہان انکی نظر میں تیرہ و تاریک دکھائی دیتا تھا انہون نے اپنی عورتونکو
رونے اور نوحہ کرنے سے روک دیا تھا کہ مبادا جوش غضب شدت گریہ سے مدہم پڑجائے اور آنسوؤں کا پانی آتش غیظ کو بجھا دے
اگلے سال بنی کنانہ وغیرہ اپنے ہم سوگند قبیلوں کو مدد کے لئے بلایا اور بہت سے سلاح و سامان کے ساتھ تین ہزار سوار اور دو ہزار
پیادے مردان کار لیکر کشتگان بدر کے بدلہ لینے کی نیت سے مدینہ پر چڑھ آئے اور اپنی عورتونکو بھی ساتھ لیتے آئے تا کہ دردناک
الحان میں شکست بدر کا حال سناتی اور انکے غصّہ کی آگ کو بھڑکاتی رہین چنانچہ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان وعمرہ دختر علقمہ
حارثیہ بھی لشکر میں شامل تھیں - اُدھر سے حضرت رسولخدا بھی سات سو مرد جنگی کے ساتھ مخالفون کے دفعیہ کے ارادہ سے
مدینہ سے نکلے - بیرون شہر کوہ احد کے متّصل دونو لشکرونکا مقابلہ ہوا حضرت نے دامن کوہ میں پہاڑ کی طرف پیٹھ کرکے اس
طرح پر کہ کوہ عینین بائیں ہاتھ پر اور مدینہ پیش رو رہے صفین راست کیں اس کوہ عینین میں ایک شعب (گھاٹی) تھی جہاں سے دشمن
کے گھات لگانے اور اندر گھس آنے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ نے عبداللہ بن جبیر کو مع پچاس کمانداروں کے سر شعب پر
کھڑا کیا کہ کسی کو اس طرف سے نہ آنے دے اور تاکید کی کہ لشکر اسلام کی فتح ہو یا شکست وہاں سے جُنبش نہ کرے عَلَم کبیر
خاصّہ رسولخدا اس روز بھی مانند جنگ بدر کے شیر خدا علی مرتضیٰ کے ہاتھ مین تھا لیکن عَلَم صغیر کہ اصطلاح اہل جنگ میں لوا کے
نام سے موسوم ہے مُصعب بن عمیر کو عنایت ہوا شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ علمداری قریش زمانۂ قدیم سے قصی
بن کلاب کے نام تھی وہ ہر جنگ مین رایت و لوا دونوں کے حامل ہوتے تھے بعد ازاں حمل رایت اولاد عبدالمطلب میں اور لوا
بنی عبدالدار مین قرار پایا حضرت رسولخدا مبعوث بہ نبوّت و مامور بجہاد ہوئے تو حملۂ تر و خشک آپ کے اختیار میں آیا آپنے
منصب رایت بنی ہاشم پر برقرار رکھا اور امیر المومنینؑ کو علمدار مہاجرین بنایا چنانچہ غزوۂ ودان سے کہ پہلا غزوہ ہے آخر تک
وہی حضرت علمدار لشکر رہتے تھے لیکن لوا ابتدائے جنگ میں مصعب بن عمیر کو عنایت کیا تھا مصعب نے شہادت پائی
اور لوا اس کے ہاتھ سے گرا تو قبائل قریش بہت شوق سے اس کے آرزومند تھے مگر حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ کو سب پر
ترجیح دی اُس روز سے امیر المومنینؑ حامل رایت و حامل لوا ہر دو ہوئے تب سے یہ منصب جلیل بنی ہاشم مین چلا آتا ہے لیکن

مشرکون کی علمداری بدستور بنی عبدالدار مین تھی - اس لڑائی مین بھی طلحہ بن ابی طلحہ عبدری علمدار لشکر تھا دونون لشکر میدان مین مقابل یکدگر کھڑے ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے طلحہ کے پاس آکر کہا کہ قریش کو جنگ بدر مین علمدارون کی نامردی سے روز بد دیکھنا نصیب ہوا اگر تم لوگ اس منصب کی شرائط پوری نہین کر سکتے تو علم ہم کو دو طلحہ کو کہ سردار قوم وکبش قریش تھا یہ کلام بہت ناگوار گزرا کہا تو ہمکو یہ کہتا ہے قسم بخدا کہ آج ہم ہین اور موت یا فتح پائین گے ورنہ ہلاک ہو جائین گے پس میدان مین آکر پکارا اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہماری کشتے دوزخ میں اور تمہارے بہشت میں جاتے ہین پس جسکو تم سے آرزوئے بہشت ہو میرے سامنے آئے میں اسکو ابھی بہشت مین بھیجتا ہون چونکہ کسی مین طاقت اس کے مقابلہ کی نہ تھی سب خاموش تھے اسوقت مولائے مومنان مانند شیر غران پرے سے نکلے اور یہ رجز پڑھا ؎ یا طلح ان کنتم کما تقول + لکم خیول ولنا فصول + فاثبت لننظر اینا المقتول + واینا اولی بما تقول + فقد اتاک الاسد الصئول + لصارم لیس بہ فلول + ینصرہ الناصر والرسول یعنے اے طلحہ اگر تم ایسے ہو جیسا کہ تو کہتا ہے تو تمہارے پاس گھوڑے ہیں اور ہمارے پاس تلواریں پس ٹھیر دیکھین کہ کون ہم سے قتل ہوتا ہے اور کون زیادہ سزاوار ہے اس گفتگو کا جو تو کہتا ہے پس شیر حملہ آور تجھ پر آپہنچا اس کے پاس تلوار ہے جو کبھی کند نہین ہوتی اور خدا ورسول اس کے مددگار ہین طلحہ نے پوچھا تو کون ہے کہا علی ابن ابی طالب طلحہ نے کہا اے قضم مین جانتا تھا کہ بجز تیرے کوئی میرا مقابل نہو گا - روایت ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امیر المومنین نے طلحہ کے ساتھ جنگ کیا تو اس نے بلفظ قضم کس لئے آنحضرت کو خطاب کیا حضرت نے فرمایا جس زمانے میں حضرت رسولخدا مکہ مین تھے کفار مکہ ابوطالب کے خوف سے خود آنحضرت سے متعرض نہو سکتے تھے الا اپنے لڑکونکو سکھلا دیتے تھے کہ راہ مین چلتے پھرتے آپ کو ایذا پہنچائیں پس حضرت گھر سے باہر جاتے تو لڑکے پتھر ڈھیلے آنحضرت پر پھینکتے کوڑا کرکٹ ڈالتے امیر المومنین کو یہ حال معلوم ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ جسوقت آپ باہر تشریف لیجائیں تو مجھکو ہمراہ لیچلین اس کے بعد حضرت ملازمت اشرف مین ہوتے اور اطفال انکی طرف متوجہ ہوتے تو حضرت انکو پکڑتے اور انکی رو دبینی کو زخمی کرتے پس لڑکے اپنے گھر و نکو جاتے اور کہتے قضمنا علی کہ ہمکو علی نے مجروح کیا اسوقت سے آپکو قضم کہنے لگے تھے - الغرض طلحہ نے ایک وار آنحضرت پر کیا آپنے سپر پر روکا اور ایک تلوار اس نابکار کے سر پر لگائی کہ سر کا بھیجا نکل پڑا پھر دوسری چوٹ کی دونو ٹانگین کٹ کر زمین پر آرہین اور طلحہ مع نشان کفر زمین پر گرا - امیر المومنین نے چاہا کہ اس کا سر قلم کرین اس نے رحم وقرابت کا واسطہ دیا نیز اسکا ستر کھل گیا تھا آپ لوٹ گئے مسلمانون نے کہا یا علی کس لئے اس کا کام تمام نہین کرتے فرمایا اس ضربت سے جانبر نہو گا الحاصل طلحہ کبش قریش تھا جو حضرت رسولخدا نے قبل از جنگ خواب مین دیکھا تھا اس کے قتل ہونے پر آپ نے باواز بلند تکبیر کہی اور مسلمانوں نے بھی آپکے ساتھ تکبیر کہی اسوقت فوجون نے دریا کی موجون کی طرح اپنی جگہ سے حرکت کی اور صفین لوٹ پھوٹ کر مسلمین ومشرکین باہم دست وگریبان ہو گئے - کتب

تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا نے ایک تلوار ابو دجانہ انصاری کو دی جسکی ایک سمت یہ شعر تحریر تھا ؎ فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ + والمرء بالجبن لاینجو من القدر + ترجمہ نامردی سے پشت کرنے میں عیب عار ہے اور مردانگی سے حملہ آوری میں قدر وعزت + حالانکہ آدمی نامردی سے موت کے ہاتھ سے نجات نہیں پاسکتا + ابو دجانہ اس تلوار کو لیکر مردانہ فوج اعدا میں گھس گئے جس گروہ پر جاتے اسکو پس پا و پامال کرتے تھے تا اینکہ منتہائے لشکر پر جہاں عورتیں کھڑی دف بجاتی اور رجز کے راگ گاتی تھین جا پہنچے ہند بنت عتبہ سامنے تھی چاہا کہ ایک ارمین جہان کو اس کے لوث وجود سے پاک کریں مگر بدیں خیال کہ شمشیر رسولخدا کو ایک بدکار عورت کے خون مین آلودہ کرنا زیبا نہیں اس ارادہ سے باز رہے - القصہ طلحہ قتل ہوا تو علم قریش اس کے بھائی ابو سعید بن ابی طلحہ نے لیا وہ بھی ہاتھ سے حیدر کرار کے فی النار ہوا پھر عثمان بن ابی طلحہ نے اسکو سنبھالا وہ بھی مارا گیا - پھر مسافع بن ابی طلحہ پھر حارث بن ابی طلحہ نے باری باری نشان کفر برپا کیا مگر امیر المومنین کی تلوار سے نہ وہ قائم رہ سکے نہ انکا نشان علی ہذا جو علم لیتا مارا جاتا تا اینکہ بروایت صحیح نو سردار علمدار قبیلہ عبدالدار کے شیر خدا کے ہاتھ سے دار البوار کو پہنچے جب کوئی شخص اس قبیلہ میں علم برداری کے قابل نہ رہا تو ایک غلام سیاہ فام پرے سے نکلا اس خطا کردار کا نام بمفاد برعکس نہند نام زنگی کافور صواب تھا غیظ وغضب سے آنکھین لال کئے کف موہنہ سے جاری علم کو زمین سے اٹھا کر چلا یا مین اپنے آقاؤنکے بدلے محمد کے سوا کسیکو نہ مارونگا جسم پلید اسکا بزرگی میں ایک گنبد خورو کی مانند معلوم ہوتا تھا - اسکی لاف وگزاف سنکر سب ڈر گئے الا امیر المومنین کہ خوف وہراس آپکے واسطے خلق ہی نہوا تھا آگے بڑھے اور بیک ضرب شمشیر اس کا بدن بیچ سے اسطرح کاٹ ڈالا کہ دونو ٹانگین زمین پر گر کر کھڑی رہ گئیں مشرکین ومسلمین آپکے ہاتھ کی صفائی پر حیران وانگشت بدندان تھے - بروایتی ایک تلوار لگائی کہ دست راست اسکا قطع ہو گیا غلام نے بائین ہاتھ سے علم تھاما دوسری ضرب میں وہ بھی ندارد تھا تب تو اسنے علم کو سینے سے لگا کر دونو بازوؤں سے دبایا اور کہا اے بنی عبدالدار مین تمہاری یاری ومددگاری کی غرض لین بجالایا امیر المومنین نے ایک ضربت اس کے سر پر لگائی اور قضیہ پاک کیا معلوم ہوتا ہے کہ دونو صورتیں اس کی قتل کی عمل میں آئی تھیں پس کفار ہزیمت پا کر بھاگے اور فتح مند لشکر مال واسباب انکا تاراج کرنے لگا اسوقت ایک چشم زخم مسلمانوں کو ایسی پہنچی جس سے سارا بنا بنایا کام مٹی ہو گیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کوہ عینین مین جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ایک گھاٹی تھی - جہاں سے غنیم کے پس پشت سے حملہ آور ہونیکا کھٹکا تھا حضرت رسالت پناہ نے عبداللہ جبیر کو اس پر مقرر کیا اور یہانتک کہدیا تھا کہ ہم قریش کو مارتے مارتے مکہ تک پہنچا دیں یا وہ ہمکو ہزیمت کر کے مدینہ مین داخل کریں مگر تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا قریش بھی اس کار آمد موقع سے ناواقف تھے خالد بن ولید ابوسفیان کے کہنے سے چند بار اثناء جنگ میں اس طرف آیا - مگر ابن جبیر کے اصحاب نے مارے تیروں کے اسکا موہنہ پھیر پھیر دیا اسوقت جو قریش منہزم اور مسلمان لوٹ مین مصروف ہوئے تو درے والون کے موہنہ مین پانی بھر آیا ابن جبیر نے ہر چند نصیحت کی سمجھایا کہ خدا سے ڈرو رسول اللہ نے ہمکو کیا تاکید کی ہے مگر انہون نے ایک نہ سنا اور وہان سے

کھسک گئے خالد فوج لئے گھات میں کھڑا ہی تھا فوراً اندر آ دھمکا عبد اللہ چند آدمیوں سے جو اس کے ساتھ رہ گئے تھے مزاحم ہوا مگر کیا پیش جا سکتے تھے سب کے سب ہیں کھیت رہے۔ ادھر عمرہ بنت حارث نے علم لشکر کہ سرنگون پڑا تھا اُٹھا کر سیدھا کھڑا کر دیا۔ قریش نے بھاگتے میں مڑ کر نشان لشکر کو کھڑا دیکھا تو واپس آئے اور دونوں طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا پس جو حالت کہ ایک لمحہ پہلے قریش کی تھی وہی اُسوقت مسلمانوں کی ہو گئی کھلبلی پڑ گئی اور جسکو جدھر راستہ ملا بھاگ نکلا حضرت رسولخدا نے خود سر مبارک سے اُٹھا کر بآواز بلند فرمایا لوگو ادھر آؤ میں رسولخدا ہوں خدا و رسول سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے مگر کچھ اثر نہ تھا حضرت عمر خطاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے بروز بدر صبر و ثابت قدمی پر ہم سے بیعت لی تھی اور کہدیا تھا کہ معرکہ سے بھاگنا ضلالت و گمراہی ہے اور جہاد میں مارا جانا شہادت پانا اور شہیدوں کے لئے جنت خلد کے ضامن ہوتے تھے۔ ہم میدان میں کھڑے تھے کہ ناگاہ سو مرد بزرگان و صناوید قریش سے بہت سی سپاہ کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے ہم سے صبر نہ ہو سکا بھاگ گئے اُسوقت علیؑ مثل شیر نر کے کہ گور خر پر جا پڑے بے دھڑک مشرکین میں گھس گئے مگر جب ہمکو دیکھا کہ بھاگے جا رہے ہیں پکارے زشت ہوں اور بگڑ جائیں یہ صورتیں کہاں جاتے ہو کیا جہنم ہی کا ارادہ کر لیا ہے جب دیکھا کہ نہیں لوٹتے تو ہم پر حملہ کیا ایک عریض تلوار اسوقت انکے ہاتھ میں تھی کہ موت اس سے ٹپکتی تھی کہا تم نے عہد کیا اور اسکو توڑ ڈالا تم ان لوگوں سے زیادہ قتل کے لائق ہو۔ اسوقت دیکھا مینے کہ دو آنکھیں انکی مانند دو کالنہ روغن زیت کے کہ آگ انمیں روشن ہو یا دو پیالہ پُر از خون کیطرح لال تھیں خوف ہوا کہ کہیں ایک حملے میں ہم سب کو نیست و نابود نہ کر ڈالیں مینے آگے بڑھ کر کہا اے ابو الحسن تمکو خدا کی قسم ہے کہ ہم سے ہاتھ اُٹھاؤ عرب کا دستور ہے کبھی بھاگتے کبھی حملہ کرتے ہیں جب حملہ کرتے ہیں تو بھاگنے کی کسر نکال دیتے ہیں۔ گویا میرا لحاظ کیا اور مونہہ پھیر کر کافروں کی طرف پلٹ گئے۔ عمر کہتے ہیں اب بھی جب مجھکو انکی وہ مہیب شکل یاد آجاتی ہے تو بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں **القصہ** خالد نے حضرت رسولخدا کو تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ دیکھا تو اپنے اصحاب پر چلایا کہ یہ ہے جسکو تم طلب کرتے تھے اب اسے جیتا نچھوڑو ان بیحیاؤں نے تیر تلوار برچھوں اور پتھروں کا مینہہ برسا دیا اصحاب کہ رکاب سعادت میں تھے خوب جی کھولکر لڑے۔ بہتوں نے گلگونۂ شہادت سے سرخروئے جاوید حاصل کی۔ مابقی بھاگ گئے لیکن کفار برابر اُمڈے چلے آ رہے تھے پس حضرت پر حالت غشی طاری ہوئی شیطان نے آپکی قتل کی خبر اُحد و مدینہ میں اُڑا دی اس سے رہے سہے ہوش بھی مسلمانوں کے اُڑ گئے **یاد رہے** کہ یہہ وہی خالد ولید ہے جو ثانی الحال مسلمان ہو کر خلیفہ اول کے زمانے میں انکے پیشگاہ سے ملقب سیف اللہ ممتاز ہوا۔ یہہ اس کے کفر کے دنوں کے کارنامے ہیں آئندہ عہد مسلمانی کے کرتوت بھی کسی قدر اس کتاب میں ہم بیان کریں گے۔ شیخ عبد الحق دہلوی کہ اپنے عقیدے کے موافق خالد خام کار کو پکا مسلمان سمجھے ہوئے ہیں اسکی حال کی تشدد و تقلب پر بہت تعجب کرتے ہیں کہ باوجود سطوع انوار و بروز اسرار انکی آنکھوں پر یہہ کیسا پردہ پڑا ہوا تھا مگر ہمارے نزدیک اس کے مسلمانی کے حالات کفر کی حالات

سے کچھ بہت مختلف نہیں تھے بلکہ زیادہ تر انکے ساتھ ملتے جلتے ہوئے تھے شیخ صاحب خود کہتے ہیں کہ اس کا باپ ولید بن مغیرہ اشد کفار و الدّ خصام تھا پس بیٹے کے بھی ساتھ کفر باقی رہے تو تعجب نہیں۔ الغرض حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں تو امیر المومنینؑ کے سوا مسلمانوں سے کسی کو اپنے پاس نہ پایا پوچھا یا علیؑ یہ لوگ کہاں گئے عرض کی عہد کو توڑ کر بھاگ گئے فرمایا تو کفار کو مجھ سے دفع کر۔ مورخین نے لکھا ہے کہ آٹھ شخصوں نے باہم عہد کیا تھا کہ مر جائیں گے مگر خدمت بابرکت سے جدا نہ نگے نام نامی ان کے یہہ ہیں امیر المومنینؑ طلحہ زبیر ابو دجانہ انصاری کہ نام انکا سماک بن خرشہ تھا۔ حارث بن صمہ حباب بن المنذر عاصم بن ثابت سہل بن حنیف سب نے حضرت کے سامنے جہاد کر کے داد مردمی و شجاعت دی مگر آخر کار کثرت کفار سے فرار کیا الّا علی بن ابی طالب کہ بدستور اسی جگہہ پر قائم تھے حضرت نے فرمایا تو کس لئے اوروں کے ساتھ نہ بھاگا آپنے عرض کی یا رسول اللہ اَاَکفر بعد الایمان اِنَّ لِی بِکَ اُسْوَۃ اے رسولخدا آیا میں ایمان کے بعد کفر اختیار کرتا تحقیق کہ مجھکو آپ سے اقتدا و پیروی ہے بقول صاحب مدارج یعنی مجھکو صرف آپ سے کام ہے اُن یار دوستوں سے جو مال کے پیچھے بھاگ گئے کچھ غرض نہیں رکھتا بنا بریں یہ مشہور ہے لیکن بعض روایات امامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا کلام آنحضرت نے ابو دجانہ سے فرمایا تھا امیر المومنینؑ سے اور یہ اقرب بصواب ہے **روضۃ الاحباب** وغیرہ میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جبکہ کفر مسلمانوں پر غالب آتے تو ایکبار پیغمبر خدا میری نظر سے غائب ہو گئے مینے ادھر اُدھر حضرت کو ڈھونڈا اثنائے مقتولین کے درمیان تلاش کیا کہیں نہ پایا تو دل میں کہنے لگا کہ پیغمبر ایسے نہیں کہ معرکۂ جنگ سے گریزاں ہوں اور قتل بھی نہیں ہوئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید حقتعالی نے ہماری حرکت سے غضبناک ہو کر اپنی پیغمبر کو آسمان پر اپنے پاس بلا لیا ہے پس اس سے بہتر کچھ نہیں کہ ان ملاعین کے مقابلہ میں داد جہاد دوں تا اینکہ مارا جاؤں پس نیام تلوار کو توڑ کر پھینکدیا اور با تیغ برہنہ اس انبوہ میں گھس گھس گیا یہانتک کہ انکو متفرق و پراگندہ کر ڈالا اس وقت دیکھا مینے کہ حضرت انکے درمیان صحیح و سالم موجود ہیں جانا کہ حق تعالی نے ملائکہ کرام سے انکی نگہبانی کرائی ہے القصہ حضرت امیرؑ کمر جانفشانی کو کسے ہوئے قلع و قمع اعدا میں مصروف تھے غنیم بار بار حضرت رسالت پر چڑھ کر آتے شیر خدا یکہ و تنہا انکا مقابلہ کر کے مونہہ پھیر دیتے تھے حتّی کہ لڑتے لڑتے تلوار آنحضرت کی پارہ پارہ ہو گئی وہ تیغ شکستہ حضرت رسولخدا کے پاس لاتے اور ثابت تلوار کی درخواست کی حضرتؐ نے ذو الفقار مرحمت کی۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ذو الفقار جبرئیلؑ آسمان سے آنحضرتؐ کے لئے لائے تھے اس کا قبضہ چاندی کا تھا اور وہ ہنوز ہمارے پاس موجود ہے۔ ابن ابی الحدید اپنے قصیدہ رائیہ میں اس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے ؎ وحیثُ الرمیضُ لشعشعانی فائض + مِنَ المصل الاعلی تبارک مصدرا + فلیس سواع بعد ذا بمُعظَّم + ولا اللات مَسجُوداً لھا و مُعفرا یعنی جب سے برق درخشندہ (ذو الفقار مبارک) اعلے جائے صدور (آسمان) سے نازل ہوئی ہے۔ سواع ولات (نام دو بتوں کا) کی اسوقت سے کچھ عزت نہیں رہی

حال ذوالفقار

کوئی انکو سجدہ نہین کرتا اور جبین کو انکے آگے خاک پر نہیں رگڑتا۔ حکیم سنائی حدیقہ میں کہتے ہین ؎ ذوالفقارے کہ از
بہشت خدائی ؛ بفرستادہ بود شرک زدائی ؛ علے ہذا مولوی معنوی ایک غزل میں فرماتے ہیں ؎ حضرت شاہے کہ
بیک ذوالفقار۔ ران گران از تن عنتر گرفت ؛ تیغ علی کورہ وسندان ندید ؛ نے علی از دست آہنگر گرفت ؛ بقولے
یہہ تلوار منبہ بن حجاج کی تھی حضرت امیرؑ نے بروز بدر اسکو قتل کرکے رسولخدا کی خدمت مین پیش کش گزرانی۔ اسوقت
انحضرتؐ نے آپ کو عنایت کی بہر کیف حضرت امیر المومنینؑ ذوالفقار لیکر پھر مصروف جہاد ہوئے رسولخدا ذرا پیچھے
سرک کر پہاڑ سے مل گئے تھے تاکہ لڑائی ایک سمت سے واقع ہو۔ کفار نابکار بار بار آپ پر حملے کرتے امیر المومنینؑ تن تنہا
انکو پریشان کرتے ایک مرتبہ ایک گروہ آیا آپنے ہشام بن اُمیّہ مخزومی کو انکے درمیان سے ہلاک کیا باقی فرار ہوئے
دوسرا دستہ متوجہ ہوا عمر بن عبداللہ جمحی لشکے بدست حیدر کرار فی النار ہوا باقیوں نے ہزیمت کھائی۔ اور گروہ آیا بشر
بن مالک عامری آپکے ہاتھ سے قتل ہوا اب مسلمان کچھ کچھ واپس آنے لگے سب سے پہلے ابودجانہ وسہل بن حنیف انصاری
نے مراجعت کی وہ حضرتؐ کے پاس کھڑے ہوتے آپ کی نگاہبانی کرتے تھے اور امیر المومنینؑ بزور شمشیر دہنے بائیں سے
دشمنوں کو ہٹاتے اور دور کرتے تھے حتےٰ کہ بقول صاحب کشف الغمہ دس مرتبہ دس گروہ نے آنحضرتؐ پر حملہ کیا اور سولہ
دفعہ آپنے انکا وار رد فرمایا مثل شیر غضبناک جہاد اعدا مین مصروف تھے تا اینکہ نوے زخم سر سینہ شکم دست و پا مین
لگے روضۃ الصفا میں ہے کہ سولہ ضربت حضرت کے لگے ہر ضربت مین زمین پر گرے اور ہر مرتبہ ایک مرد خوش رو
خوشبو آتا اور بازو پکڑ کر آپکو اُٹھاتا اور کہتا۔ حملہ کران اشرار پر بتحقیق کہ تو طاعت خدا و رسول مین ہے اور وہ دونو تجھ سے
راضی وخوشنود ہین۔ بعد ختم جنگ یہ ماجرا رسولخدا سے بیان کیا تو آپنے فرمایا یا علیؑ تو اس مرد کو پہچانتا ہے۔ عرض
کی نہین اِلّا وحیہ کلبی سے مشابہ تھا فرمایا تیری آنکھین روشن ہون کہ وہ جبرئیلؑ تھا۔ الغرض امیر المومنینؑ سید المجاہدین
نے اسقدر جنگ و جہاد کیا کہ کفار باوجود کثرت و شوکت کے آخر کار منہزم ہوئے اسوقت مابین زمین و آسمان ایک آواز سنائی
دی کہ کوئی کہتا ہے ؎ لا فتےٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار ؛ کہ کوئی مرد نہین بجز علیؑ کے اور کوئی تلوار نہین
سوائے ذوالفقار کے حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علیؑ تو اپنی مدح سُنتا ہے کہ رضوان فرشتہ تیری اور تیری تلوار کے حق
میں کیا کہہ رہا ہے حضرت امیر المومنینؑ فرط انبساط سے رونے لگے اور شکر حق تعالیٰ بجا لائے۔ بعض روایات میں ہے
کہ جبرئیل امین کرسی زرین پر درمیان آسمان و زمین لا فتےٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کہتے ہوئے دکھائی دئے ممکن ہے کہ
رضوان وجبرئیل دونو نے یہہ منادی کی ہو پس جبرئیل رسولخدا پر نازل ہوتے اور کہا علیؑ نے آج حق وفاداری وجان
نثاری ادا کیا حضرت نے فرمایا کیونکر نہ کرتا اِنَّ عَلِیًّا مِنِّی وَ اَنَا مِنْہُ بے شبہ علیؑ مجھ سے ہے اور مین اس سے جبرئیلؑ
نے کہا انا منکما یعنے مین تم دونو سے ہوں صاحب روضۃ الاحباب نقل حدیث کے بعد کہتے ہین کہ اس حدیث کو

بڑے بڑے محدثوں اور مورخوں نے اس طریق سے اپنی کتابوں مین نقل کیا ہے۔ اور مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ حدیث ندائی
لا فتےٰ سُنّی و شیعہ کے یہاں متواترات سے ہے ابن ابی الحدید وغیرہ مشاہیر علما اہل سُنّت نے کہا ہے کہ یہ حدیث احادیث مشہورہ سے
ہے اسکا انکار نہیں ہو سکتا عبداللہ بن مسعود صحابی زید بن وہب سے حال جنگ اُحد بیان کر رہے تھے زید نے پوچھا کیا واقعی علی بن
ابیطالبؑ و سہل بن حنیفؓ و ابودجانہ کے سوا تمام صحابہ رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے انہوں نے کہا سوائے علیؑ کے کوئی بھی آنحضرتؐ
کے پاس نہ رہا تھا عاصم بن ثابتؓ ابودجانہ وسہل بن حنیف وہ لوگ ہین جنہوں نے سب سے پہلے انحضرتؐ کی طرف مراجعت کی پھر
طلحہ بن عبیداللہ آکر شامل ہوئے۔ زید کہتا ہے مینے کہا ابوبکر عمر اسوقت کہاں گئے تھے کہا بھاگ گئے تھے پوچھا عثمان کا کیا حال تھا کہا
وہ بھاگ کر اتنی دور نکل گئے تھے کہ تیسرے روز مدینہ مین واپس آئے رسول اللہ نے انکو دیکھا تو کہا ذَھَبْتَ فِیْھَا عَرِیْضَۃً کہ تو
اس موقعہ پر لمبا بھاگنا بھاگا تھا۔ کہا اے عبداللہ تم اسوقت کہاں تھے کہا مین بھی جھگڑوں میں شامل تھا۔ کہا تو یہ حالات تمکو کیسے
معلوم ہوئے ابن مسعود نے کہا عاصم بن ثابتؓ سہل بن حنیف کی زبانی سُنی۔ کہا حیرت ہے کہ علی ابن ابی طالب ایسے دشوار موقع پر
کسطرح ثابت قدم رہے کہا تجھکو کیا فرشتوں کو بھی اس سے حیرت تھی مگر تو نے نہین سُنا کہ جبرئیل زمین آسمان کے درمیان پکارتے پھرتے
تھے لا سیف اِلّا ذوالفقار ولا فتےٰ اِلّا علی زید نے کہا کیونکر معلوم ہوا کہ یہہ آواز جبرئیل ہی کی ہے عبداللہ مسعود نے کہا مسلمانون
نے اسکو سُنا رسولخدا سے پوچھا کہ کسکی آواز ہے آپنے بتایا کہ جبرئیل کی ہے حقیر مولف کہتا ہے کہ اس روایت سے جسے شیخ مفید
علیہ الرحمہ نے بطرق اہل سُنّت روایت کیا ہے دریافت ہوتا ہے کہ گو بھاگنے میں ابوبکر عمر عثمان تینوں صاحب متساوی الاقدام تھے
اِلّا تیسرے روز واپس آنے کی فضیلت مخصوص حضرت ذی النورین کے لئے ہے لیکن روضۃ الصفا مین کہ روایت مذکور وہاں بطور
اختصار نقل ہوئی ہے وارد ہے کہ تینوں بزرگوار تیسرے ہی روز آتے تھے اور رسولخدا نے تینوں کو فرمایا تھا لقد ذھبتم فیھا عریضًا
غرض اسمین شک نہیں کہ انحضرات سے مطلق پایداری نہیں ہو سکی اور بخلاف امر حق تعالیٰ جاھدوا فی سبیل اللہ حق جہادہ
جہاد کر و راہ خدا مین جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ معرکہ سے روگردان ہوئے۔ حضرت عثمان کا بھاگنا اور تیسرے روز مدینہ مین لوٹ کر آنا تو اہلسنت
کے یہاں متواترات سے ہے اور شاید قریب با جماع پہنچا ہو خلیفہ ثانی کے فرار ہونے مین بھی واقدی وغیرہ انکے مورخین معتبرین
شیعوں کے ساتھ متفق اللفظ ہین اور نقل کرتے ہین کہ ضرار بن خطاب نے نیزے کا سرا عمر کے لگا کر کہا کہ تجھکو اس نعمت کا شکر ادا کرنا
چاہئے کہ آج میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا۔ مگر ابوبکر کے گریز کا صاف صاف اقرار کرتے ذرا ہچکچاتے ہیں اور اس سے گریز کرتے
ہین حالانکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ انہوں نے تمام جنگ میں کسی کافر کے ایک زخم نہین لگایا نہ آپ کوئی زخم کھایا۔ یہہ نہایت
عجیب بات ہے کہ ایک شخص ایسے معرکہ ہوش ربا میں جسمین تمام صحابہ رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ جائیں اول سے آخر تک موجود رہے تسپر
نہ وہ کسی کا بال بیکا کرے نہ اسکا بال ذرا بیکا ہو حالانکہ خود رسولخدا بھی اس ہنگامہ مین چوٹ چپیٹ سے سلامت نہین رہے یہاں بالا
مجبوراً یہہ کہنا پڑتا ہے کہ چونکہ کفار حضرت صدیق کو پہچانتے اور بباطن ان سے ملے ہوئے تھے جان بوجھکر متعرض نہوتے پس جو بھاگنا

کے منکر ہین اسکو مانیں کیونکہ یہہ تو ممکن نہیں کہ نسیبہ جراحہ ایک عورت تک بھی اس بلوۂ عام مین زخم کھائے اور نہ کھائیں تو حضرت یار غار فانظروا یا اولی الابصار واعتبروا غایۃ الاعتبار شیخ مفید علیہ الرحمہ سنیون کے طریق پر عبد اللہ بن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب کے لئے چار فضیلتین ہین کہ انکے سوا کسی میں نہیں اوّل وہ تمام عرب و عجم سے پہلے انحضرت پر ایمان لائے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوّم ہر لڑائی میں آپ کے علمدار ہوتے تھے۔ تیسرے بروز احد تمام صحابہ رسولخدا کو چھوڑکر بھاگ نکلے مگر وہ ثابت قدم رہے اسی طرح وندنایا کئے۔ چوتھے انہوں نے رسولخدا کو قبر مین داخل کیا یعنے وہ آخر العہد ہین انحضرت سے **فائدہ** مولانا مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب مین جنگ احد کے حالات میں فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ناد علی جنگ احد میں نہین بلکہ جنگ خیبر میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوہ میں لکھتے ہین کہ ظاہر یہہ ہے کہ ناد علی اسی معاملہ و معرکہ میں اُتری ہے واللہ اعلم۔

شہادت امیر حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ

وحشی قاتل حمزہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی بن الخیار جنگ بدر مین حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ قریش جنگ اُحد کے لئے چلے تو جبیر نے وحشی سے کہا اگر میرے چچا کے قاتل (حمزہ) کو قتل کرے تو اسکے بدلے مین تجھکو آزاد کر دونگا ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کو یہہ حال معلوم ہوا تو بہت درپے ہوئی راہ میں جہاں وحشی اسکو ملتا طمع دیتی اور سمجھاتی کہ حمزہ ہی نے میرے باپ عتبہ کو بھی قتل کیا ہے جسطرح ہو اسکو قتل کر اگر یہہ کام تیرے ہاتھوں بن پڑا تو آزادی کے سوا تیرے تئین بہت سا نفع ہوگا تجھے نہال کر دونگی۔ بروایتے ہند نے کہا اگر محمدؐ و حمزہؓ و علیؑ سے ایک کو بھی تو نے قتل کیا تو اسکے عوض مین ہم اس قدر مال تجھکو بخشیں گے کہ راضی ہو جائیگا۔ وحشی نے کہا مجھکو محمدؐ تک رسائی نہین۔ حمزہؓ کو اگر سوتا پاؤں تو جگا نہین سکتا ہان اگر ممکن ہوا تو علیؑ پر حربہ چلاؤنگا۔ کہتے ہین کہ یہ وحشی حربہ چلانے مین بہت چالاک تھا۔ جس کی طرف ہتھیار پھینکتا خطا نہ ہوتا۔ لڑائی کے دن جبکہ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا تو امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ فنون جنگ مین ماہر اور چار طرف سے باخبر ہین ان سے قطع اُمید کی ناگاہ اس کی نظر حمزہ پر پڑی کہ مثل پیل دمان و شیر ژیان لشکر مین گھس کر صفوں کو روندتے چلے آرہے ہیں سباع بن عبد العزیٰ خزاعی حضرت کے مقابل ہوا اس کی ماں مکہ مین عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی امیر حمزہ نے اسکے استہزا سباع کو ملامت کی کہا اے پسر مقطعۃ البظور تیرا یہہ مقدور کہ خدا اور رسول سے لڑنے آئے یہ کہتے ہی اسکو قتل کیا وحشی گھات میں تاک لگائے بیٹھا تھا۔ حمزہ اس طرف کو موڑے لو اس نے حربہ ایک طرف پھینکا جو ٹھیک ناف کے نیچے بیٹھا اور دوسری طرف کو

نسیبہ بنت کعب مازنیہ ایک بہادر عورت تھی حضرت رسولخدا اسکو غازیوں کی خدمت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے لڑائیوں مین ساتھ لیجایا کرتے تھے جنگ احد مین وہ اپنے شوہر اور عمارہ و عبد اللہ دو بیٹوں کے ساتھ آئی تھی بوقت جنگ مشکیں بھر بھر کر مسلمانوں کو پانی لا لا کر پلاتی پھرتی تھی۔ جب لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی اور اصحاب حضرت رسولخدا کو چھوڑکر بھاگنے لگے تو اس شیر دل عورت نے سقائی چھوڑکر حضرت رسول خدا کی حفاظت و حمایت پر کمر باندھی۔ حضرت نے اس کو ایک ڈھال دلوادی تھی اس ڈھال کو اور اپنے بدن کو انحضرت پر سپر کرلی اور کافروں کے حملوں کو روکتی اور جنگ کرتی تھی تا اینکہ ۱۳ زخم اس کے لگے کہ ایک زخم اُن مین کا ایک سال میں اچھا ہوا تھا حضرت رسول خدا نے اس کے حق میں فرمایا تھا لمقام ام عمارہ خیر من مقام فلان و فلان یعنی آج نسیبہ کا کام ابوبکر و عمر کے کام سے بہتر ہے ۱۲ خلاصہ روضۃ الصفا مفرد بنظر بیانی محمد و فلاں پھر گوشت آویختہ بالاے فرج زن کرا سکو کاٹ کر عورت کے ختنہ کرتے ہین ۱۲ منہ

حال ابوسفیان یزید و معاویہ

نکل گیا وحشی بھاگا اور حمزہ اسکے پیچھے چلے مگر زخم کاری لگا تھا طاقت نہ رہی زمین پر گرے کچھ لوگ انکے پاس آئے اور پکارا اے ابو عمارہ جواب نہ ملا جانا کہ کام تمام ہوا وحشی تھوڑی دور یہ ماجرے کھڑا دیکھ رہا تھا جب سب لوگ اِدھر اُدھر ہوگئے تو قریب آیا اور اپنا حربہ کھینچکر اسی سے شکم سید الشہدا چاک کیا اور جگر نکالکر ہند کے پاس لیگیا کہ لے یہ تیرے باپ کے قاتل کا جگر ہے اس ملعونہ نے جگر عم پیغمبر لیکر موہنہ مین رکھا اور دانتوں سے چبایا حضرت صادقؑ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کوئی جزو انحضرت کے بدن کا جہنم مین جاوے پس وہ جگر مثل سنگ سخت ہوگیا چبا نہ سکی زمین پر ڈالدیا ہوا مامور ہوئی اور اس جزو مقدس کو اسکے مقام پر پہنچادیا پس ہند ملعونہ اس روز سے **اکلۃ الاکباد** (جگر خوارہ) کے نام سے مشہور ہوئی۔ پھر وحشی کے ساتھ جہاں حمزہ پڑے تھے آئی۔ اور ان کے کان ناک ہاتھ خصیہ عضو تناسل کاٹ کر ایک رسی میں پروئے اور بشدت عداوت سے اسکو ہار کی طرح گلے مین پہنا یہہ حضرت معاویہ کی ماں کی کیفیت تھی اب ذرا ان کے بلوا صاحب ابوسفیان شوہر ہندہ کا حال بھی سنئے وہ اسپ سوار لاشہ حمزہ پر تشریف لائے اور پاس کھڑے ہوکر نیزہ جو ہاتھ مین تھا اُس جناب کے موہنہ پر مارتے اور کہتے تھے اے عاق اپنے کئے کا ذائقہ چکھ جلیس بن علقمہ کو حمیت عرب دامنگیر ہوئی بولا اے بنی کنانہ اس مرد کو کہ بزرگ قریش ہونیکا دعویٰ کرتا ہے دیکھو کہ اپنے مردہ چچازاد بھائی کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے بارے اسکے کہنے سے کچھ غیرت سی آئی کہا سچ کہتا ہے مجھسے غلطی ہوئی کہین اور اس کا ذکر نہ کرنا **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ قصہ ہو بہو مشابہ ہے ساتھ قصۂ سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے جبکہ یزید کے سامنے لایا اور طشت زرین مین زیر تخت رکھا گیا تھا۔ یزید ابوسفیان کا پوتا تھا تو امام عالیمقام بھی حمزہ سے قرابت ہی کی نسبت رکھتے تھے۔ اگر حمزہ سید شہدائے اُحد مین تو خامس آل عبا سید و سردار شہدائے عالم۔ وہاں ابوسفیان گھوڑے پر سوار کھڑا نوک سنان حمزہ کے لب و دندان پر مار رہا تھا یہاں یزید ملعون تخت سلطنت پر بیٹھا چوب خیزران (بید) اس مقدس مقام پر لگاتا تھا جسطرح ابوسفیان اپنی باجیانہ حرکت کے درمیان ذق **ایُّھا العاق** (اے عاق مزہ چکھ) کہکر اپنے دل کا بخار نکالتا تھا اسیطرح یزید بدبخت بھی نشۂ غرور مین چور اپنے بڑوں بدر کے کشتوں کو بلاتا تھا کہ آکر دیکھو میں نے کسطرح تمہارے دشمنوں کی اولاد سے تمہارے بدلے لئے۔ اگر ابوسفیان کو جلیس بن علقمہ نے ملامت کی تو یہاں بھی ابو برزہ اسلمی صحابی سے یہہ حال دیکھا نہ گیا پکارا وائے ہو تجھ پر اے یزید حسین کے دانتوں پر چھڑی لگاتا ہے قسم بخدا کہ مینے حضرت رسالتؐ کو بارہا اس لب و دندان کے بوسے لیتے دیکھا اور انکو سید و سردار جوانان بہشت کہکر پکارتے سُنا ہے پس فی الحقیقہ یہہ دونو قصے باہم اگر بہت ہی مشابہت رکھتے ہین فرق صرف اس قدر ہے کہ ابوسفیان ابن علقمہ کی سرزنش پر کچھ شرما گیا مگر یزید پلید بیحیائی و بدذاتی میں اپنے دادا کا بھی دادا نکلا۔ اس نے بجائے اس کے کہ اس شفیق ناصح یعنی ابو برزہ اسلمی کی نصیحت مانی اسکو بکمال ذلت و خواری مجلس سے نکلوا دیا **القصہ** بعد اختتام جنگ حضرت رسولخدا کو حمزہ کی فکر ہوئی امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علیؑ جاکر اپنے چچا کو تلاش کرو حضرت امیرؑ ڈھونڈتے ڈھونڈتے لاش حمزہؓ پر پہنچے انکو اس حال مین دیکھ کر نہ چاہا کہ یہ منحوس خبر حضرتؐ کے پاس لیجائیں تا اینکہ

حضرت رسولخدا خود وہان تشریف فرما ہوئے جب اپنے عم محترم کو اس حالت میں غلطان بخاک و خون پایا تو رقت اس جناب پر طاری ہوئی فرمایا مجھکو کبھی اس قدر غم والم نہیں ہوا تھا جیسا کہ آج اس موقع پر ہوا۔ پس بردیمنی دوش مبارک سے اُتار کر حمزہ پر ڈالی چادر چھوٹی تھی پیر کُھلے رہے انکو اذخر گھاس سے ڈھانپا اور نماز پڑھ کر اس جناب کو زیر زمین دفن کیا۔ اور فرمایا اگر اندیشہ نہوتا کہ زنان بنی عبد المطلب گریہ و بکا کریں گی اور غمگین ہونگی تو امر کرتا کہ لاشہ حمزہ کو اسی طرح رہنے دین تاکہ جانوران صحرا و مرغان ہوا انکا گوشت کھائیں اور وہ قیامت کے دن انکے شکم سے محشور ہوں تحقیق کہ مصیبت جس قدر عظیم ہوا اسکا ثواب بھی ویسا ہی عظیم ہوتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ لاشہائے شہدا کو جمع کرین کُل ستر شخص اس لڑائی مین شہید ہوئے تھے بقدر اسیران جنگ بدر کے جنکو پہلے سال فدیہ لیکر رہا کیا تھا ارشاد جناب باری تھا کہ جتنے اشخاص سے فدیہ لوگے اُتنے ہی تم سے آئندہ جنگ میں مقتول ہونگے مسلمان اس شرط پر راضی ہوگئے تھے کہ اسوقت مال دنیا سے متمتع ہوں ثانی الحال عز شہادت پہنچکر درجات آخرت پائیں پس سب پر نماز پڑھی اور دو دو تین تین کو ایک ایک قبر مین مدفون کیا الا حمزہؓ کہ علیحدہ قبر مین دفن ہوئے بروایتے حمزہؓ کو بھی انکے بھانجے عبد اللہ بن جحش کے ساتھ کہ اُمیمہ بنت عبد المطلب کے بطن سے تھے ایک قبر میں رکھا کہتے ہین کہ عبد اللہ مذکور لڑائی کے ارادہ گھر سے نکلتے تھے تو کہتے جاتے تھے الٰہی آج ایسی قوی بازو کافر سے میرا مقابلہ ہو کہ شہید کرکے میرے کان اور ناک کاٹ لے تاکہ بروز قیامت جب تو پوچھے کہ ناک اور کان کہاں گئے تو مین کہوں تیری اور تیرے رسول کی راہ مین نذر کئے اسوقت تو کہے البتہ گوش و بینی بُریدہ باتی۔ راوی کہتا ہے صبح کو عبد اللہ یہ آرزو کرتے تھے عصر کے وقت مینے دیکھ لیا کہ کفار نے انکی گوش و بینی کاٹ کر ایک رسّی میں گنے ہیں۔ جناب سیدہ خبر قتل جناب رسالتمآب سُنکر مدینہ سے گریہ کنان اُحد میں چلی آئیں تھیں ان کے ساتھ ایک ظرف پر آب تھا حضرت رسولخدا نے اُس پانی سے روئے مبارک کو دھویا پس امیر المومنینؑ تشریف لائے حالانکہ دستہائے مبارک شانوں تک خون مین رنگین تھے اور ذوالفقار سے لہو ٹپک رہا تھا جناب سیدہ کو دی کہ اسکو لے تحقیق کہ آج اس نے مجھ سے بیوفائی نہین کی پھر چند اشعار متضمن اپنی شجاعت اور بہادری کے بطور رجز پڑھے آخر انکا یہ شعر ہے

امیطی دماء القوم عنہ فانہ ٭ سقے آل عبد الدار کاس حمیم

یعنے اے فاطمہ ان لوگونکا خون اس تلوار سے دُور کر تحقیق کہ اس نے اولاد عبد الدار کو حمیم جہنم سے سیراب کیا ہے بنا بر مشہور مقتولان قریش اس لڑائی میں اٹھائیس نفر ہیں مورخین اہل سُنت نے اعتراف کیا ہے کہ عمدہ انمین حضرت امیرؑ کے ہاتھ سے مارے گئے محمد بن سحاق کہ اس سے بڑھکر کوئی معتبر مورخ انکے یہان نہیں کہتا ہے کہ علمدار قریش طلحہ بن ابی طلحہ کو انہون نے قتل کیا نیز اس کے بیٹے ابو سعید بن طلحہ اور اس کے بھائی خالد بن ابی طلحہ و عبد اللہ جمحی بن حمید و ابو الحکیم بن اخنس و سعد بن ابی حذیفہ و امیہ بن ابی حذیفہ و ارطاۃ بن شرجیل و ہشام بن امیہ و عمرو بن عبد اللہ جمحی و بشیر بن مالک و صواب غلام بنی عبد الدار۔ ان سب کو انحضرتؑ نے واصل جہنم فرمایا۔ اور فتح آپ کے دست حق پرست پر واقع ہوئی۔ حق تعالیٰ نے تمام صحابہ کو بھاگنے پر زجر و عتاب کیا انکی مدح آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن طاؤس علیہ الرحمہ

نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین جنگ احد سے واپس آئے تو اسّی زخم جسم شریف میں ایسے تھے کہ انمین فتیلہ رکھا گیا حضرت رسولخدا انکی مزاج پُرسی کو آئے تو دیکھا کہ ایک نطع (فرش چرمی) پر لیٹے ہین۔ آپ یہ حال دیکھ کر گریان ہوئے اور فرمایا جو کوئی راہ خدا میں ایسی ایذائیں اُٹھائے۔ اس کریم پر لازم ہے کہ جزائے جمیل و اجر جزیل اسکو کرامت کرے امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کا شکر ہے کہ مین حضرت سے روگردان نہین ہوا اور عار فرار سے سلامت رہا۔ الّا افسوس ہے کہ کیوں سعادت شہادت فائز نہوا حضرت نے فرمایا یا علیؑ تو اس سعادت پر فائز ہوگا **غزوہ بنی نضیر** بنی نضیر و بنی قُریظہ دو قبیلے یہود کے کہ سلسلۂ نسب انکا ہارون برادر موسیٰ علیہما السلام تک پہنچاتے تھے نواح مدینہ میں ساکن تھے۔ بنی نضیر میں قریباً ایک ہزار اور قریظہ میں سات سو مرد جنگی ہونگا۔ یہ لوگ حضرت رسولخدا کی امان میں تھے مُعاہدہ ہوگیا تھا کہ صلح و سلوک سے رہیں اور دشمنانِ اسلام کو کسی طرح کی امداد نہ دیں لیکن انکے فیما بین قضیے جھگڑے چلے جاتے تھے۔ نضیر چونکہ تعداد مین زیادہ اور عبد اللہ بن اُبی کے ساتھ ہم عہد و سوگند ہونیکا فخر رکھتے تھے قریظہ کو خیال میں نہ لاتے اور ہر بات میں اُن پر فضیلت و فوقیت چاہتے تھے۔ اتفاق سے ان دنوں ایک تنازعہ انمین پیدا ہوا فریقین نے حضرت رسولخدا کو اسمین حکم ٹھیرایا آپ نے بمقتضاء عدالت بلا رو رعایت فیصلہ کردیا یہ فیصلہ بنی نضیر کے خلاف تھا یعنے اس سے انکی ادعائے فوقیت جاتی رہی انہوں نے چاہا کہ اس حکم سے سرتابی کرین عبد اللہ ابن اُبی نے بہت زور لگایا مگر اسلام بھی اب زور پکڑ گیا تھا ایک پیش نہ چلی اور طرفین کو چار ناچار پیغمبر خدا کا حکم ماننا پڑا۔ لیکن بنی نضیر دلمین حضرت کے دشمن ہوگئے

حال عبد اللہ بن ابی

اور حال اس عبد اللہ بن اُبیّ کا یہ ہے کہ یہ شخص قبیلہ خزرج (انصار) میں ایک مقتدر شخص تھا بحدیکہ اسلام سے پہلے اہل مدینہ اس کے بادشاہ بنانیکی تجویزیں کر رہے تھے چنانچہ ایک تاج بھی انہوں نے اسکے لئے بنوالیا تھا کہ اتنے میں حضرت رسولخدا وہاں تشریف لے آئے پس بفحوائے آب آمد تیمم برخاست وہ تمام دفتر گاؤ خورد ہوگیا اور نانے نے دوسرا پلٹا کھایا خود عبد اللہ کو خواہی نخواہی اسلام قبول کرنا پڑا مگر باطن اسکا صاف نتھا۔ انہی دنوں مین حضرت رسولخدا کسی ضرورت میں بنی نضیر گئے تھے امیر المومنین اور چند دیگر اصحاب ہمراہ رکاب تھے یہودیوں نے صلاح کی کہ ایک آدمی چپکے سے دیوار پر جسکے تلے آپ بیٹھے تھے چڑھ جاتے اور ایک بھاری پتھر حضرت پر گرا کر آپکو قتل کرے عین موقع پر وحی ہوئی اور یہود عنود کا کید آپ پر کھُل گیا لاجرم حضرت بغیر اسکے کہ کچھ زبان سے کہین وہاں سے اُٹھکر سیدھے مدینہ کو چلے آئے نیز اصحاب بھی یکے بعد دیگرے آپ سے راہ میں آملے یہ بنا ہے غزوہ بنی نضیر کی۔ مدینہ پہنچکر حضرت نے انکو کہلا بھیجا کہ تم نے عہد شکنی کی اور غدر و بیوفائی تم سے ظاہر ہوئی اب کوئی حق تمہارا باقی نہ رہا فوراً ہمارے ملک سے اُٹھ جاؤ اگر کوئی متنفس تمہارا دس دن کے بعد یہان نظر آیا تو قتل کیا جائیگا یہودیون نے تعمیل حکم کے سوا چارہ نہ دیکھا مجبور سفر کی تیاری کرنے لگے جہان جہان اونٹ چرائی پر بھیج رکھے تھے اُلٹے منگائے کچھ اونٹ کرایہ پر لئے کہ اسباب و سامان ان پر بار کرکے کوچ کرین اتنے میں عبد اللہ اُبی منافق نے انکو پیغام دیا کہ تم لوگ میرے ہم سوگند ہو ناحق اپنا وطن چھوڑتے ہو مین دو ہزار مرد سے تمہاری مدد کرونگا اور بنی قُریظہ اور انکے ہم سوگند بنی غطفان بھی ایسے وقت کمک سے دریغ نہین کرین گے پس اپنے قلعوں کو مضبوط کرکے جمے رہو عبد اللہ کے اتنے

قتل غزورا یہودی

سہارے سے یہودیوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے پیغمبر خدا کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنے گھروں کو نہ چھوڑیں گے جو کچھ تم سے ہو سکے کرو یہ پیام انکا حضرت خیر الانام کو پہنچا تو باواز بلند تکبیر کہی اصحاب نے بھی آپکے ساتھ تکبیر کہی اور اسیوقت علم جنگ امیر المومنینؑ کے ہاتھ میں دیکر آگے روانہ کیا پیچھے سے آپ بھی عبد اللہ بن مکتوم کو مدینہ کی نگہبانی سونپ کر سوار ہوئے اور ایسے جلدی گئے کہ نماز عصر قبیلہ بنی نضیر میں جا کر پڑھی۔ نضیریوں نے دروازے قلعوں کے بند کرکے مدافعہ و مقاتلہ کے لئے پاؤں جمائے سراپردہ نبوی بنی حطمہ کے پرلے سرے پر لگایا گیا۔ اور مسلمانوں نے یہودیوں کا محاصرہ کر لیا کئی روز گزر گئے نہ ابن اُبی ہی انکی مدد کو آیا نہ بنی قُریظہ و بنی غطفان سے کوئی نکلا آخر ایک شب غزورا نام ایک یہودی نے ایک تیر مسلمانوں کی طرف چلایا جو خیمہ رسالت کی چوٹی پر آکر لگا آپنے حکم کیا کہ خیمہ میدان سے اکھاڑ کر پہاڑ کی آڑ میں برپا کیا جائے۔ مہاجرینؓ و انصار خیمہ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ رات زیادہ گئی اور امیر المومنین علیہ السلام نظر نہ آئے تو مسلمانوں میں چرچا ہوا حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ تمہارے ہی کار کی اصلاح و درستی کے لئے گئے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور غزورا کا سر جو ہاتھ میں لئے تھے لاکر رسول اللہ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کی یہ ہے جس نے آپ کے خیمہ پر تیر پھینکا تھا حضرت نے پوچھا یا علیؑ کسطرح تم نے اسکو قتل کیا۔ عرض کی یہ شخص از روئے جرأت و جسارت تمام قوم میں ممتاز تھا جب اس نے تیر پھینکا میں نے گمان کیا کہ اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں باہر بھی نکلیگا پس میں نے گھات لگایا کہ ناگاہ نو آدمیوں کے ساتھ با شمشیر برہنہ قلعہ سے نکلا یہ جماعت میرے نزدیک پہنچی تو میں نے اُن پر حملہ کیا اور اسکا سر کاٹ لیا ساتھی نکل گئے مگر ابھی دور نہیں گئے اگر کچھ آدمی میرے ساتھ چلیں تو انکو بھی ابھی پکڑ لاتا ہوں رسولخدا نے دس نفر آپکے ساتھ کئے کہ سہل بن حنیفؓ و ابو دجانہ انصاری ان کے درمیان تھے۔ امیر المومنینؑ نے قلعہ تک پہنچتے پہنچتے یہودیوں کو جا لیا اور ایک حملہ میں سب کو گھیر کر قتل کیا اور سر انکے کاٹ کر حضرت کی خدمت میں لائے آپنے امر کیا کہ ان سروں کو دروازے بنی حطمہ سے آویزاں کریں اس واقعہ سے رعب اسلام یہود و لئام پر چھا گیا اور وہ جلا وطن ہونے پر دوبارہ راضی ہو گئے حضرت رسولخدا نے فرمایا پیشتر انہوں نے انکار کیا اب جسقدر مال اسباب انکے اپنے اونٹ اٹھا سکیں لیجائیں باقی کی اجازت نہ دی بروایتے ہر سہ کس کو ایک شتر اور ایک مشک دیکر نکالدیا یہ لوگ کچھ اذرعات[1] شام کچھ خیبر میں جا کر آباد ہوئے اور انکی جائداد منقولہ و غیر منقولہ مع پچاس خود و پچاس زرہ تین سو چالیس تلوار کے حضرت رسالت پناہ کے ہاتھ آئی۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد میں فرماتے ہیں کہ یہ اول فی ہے جو آنحضرت نے مہاجرین اولین کے درمیان قسمت کی۔ اسمیں سے جو کچھ حضرت رسولخدا کے پاس رہا سب امیر المومنینؑ کو بخشدیا۔ اسطرح پر کہ مادام حیات حضرت کے تصرف میں تھا بعد ازاں حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں اور پھر آجتک اولاد فاطمہؑ کے قبضہ میں ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ جیسا یہود بنی نضیر کو عبد اللہ بن اُبی نے اکسا کر زیادہ تباہ و خراب کیا ویسا ہی ہمارے اس زمانے میں ارمنی عیسائیوں کے ساتھ اہل فرنگ نے سلوک کیا مختصر کیفیت اسکی اس طرح پر ہے کہ ملک ارمن و آرمینیہ جسمیں زیادہ عیسائیوں کی آبادی ہے سلطنت روم کا ایشیائی صوبہ ہے یہ لوگ اس زمانے میں جبکہ عیسائی سلطنتیں

[1] اذرعات بکسر رائے مہملہ ایک شہر ہے شام میں ۱۲

روئے زمین پر پھیلتی جا رہی ہیں بھلا ایک اسلامی حکومت پر کیونکر راضی ہو سکتے ہیں لاجرم دیگر رومی عیسائیوں کی طرح وہ بھی آئے دن فتنہ و فساد برپا رکھتے ہیں ان ایام میں اعنی ۱۳۱۳ھ ہجری میں حسب معمول ایک بغاوت انمیں پیدا ہوئی جسکے فرو کرنیکو افواج ترک سلطان کیطرف سے بھیجی گئیں۔ یورپ کے اخباروں خاصکر انگلستان والوں نے اسپر ایک طوفان برپا کر دیا اور شور مچانے اور واویلا کرنے لگے کہ آرمینیوں پر صریح ظلم ہو رہا ہے برطانیہ کلاں ہرگز اسکو گوارا نہ کریگا کہ یہ لوگ یوں پائمال ہوں اور جسطرح ہو گا ان مظلوموں کو ظلمہ کے پنجہ سے نجات دلوائیگا وغیرہ وغیرہ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے صاف صاف لکھا کہ سرکار انگریزی تیار ہے کہ باتفاق روس و فرانس وغیرہ سلطنت روم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے۔ ارمنی عیسائی اس مذہبی ہمدردی پر پھر گئے اور انمیں بغاوت اور سرکشی دم بدم بڑھنے اور پھیلنے لگی۔ ادھر ترک جو زمانے کے موافق غیر قوموں پر حکومت کرنیکا مادہ نہیں رکھتے اور تیغ زنی اور سر افشانی کے سوا دوسرا کام انکو کم آتا ہے یہ حالت دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور انہوں نے اس مادۂ فاسدہ یعنی آرمینیوں کی ایک طرف سے صفائی کرنی شروع کر دی کیا معنی کہ پہلے اگر ایک ایک دو دو کو قتل کرتے تھے تو اب گروہ گروہ اور گانو گانو کو قتل کرنے بھی سیر نہوتے تھے۔ غرض مقتولوں کی تعداد ہزاروں سے گزر گئی اور لاکھوں پر جا پہنچی مگر نہ انگلستان نے مدد کی نہ روس و فرانس نے۔ روس تو پہلے ہی سے سلطان کے ساتھ متفق الرائے تھا۔ فرانس اس فساد کا تمام الزام انگلستان کے سر لگاتا ہے۔ خود انگلستان یہ کہکر کہ سلطان کا اسمیں ذرا قصور نہیں انکے اہلکار نالائق و نااہل ہیں ہم آرمینیوں کی خاطر سلطان سے نہیں بگاڑ سکتے بات کو ٹال گیا۔ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قصور اس قضیے میں لندنی اخبار نویسوں اور اُنکے نامہ نگاروں کا ہے جنہوں نے بات کا بتنگڑ بنا کر ادھر آرمینیوں کا کچلا کرایا۔ اُدھر انگریزی کے نیکنامی کے دامن پر عیب عار کا دھبہ لگایا۔ **غزوۂ بنی المصطلق** سال پنجم ہجری میں غزوۂ بنی المصطلق[1] کہ اُسیکو غزوۂ مُریسیع[2] بھی کہتے ہیں واقع ہوا صورت اسکی یہ ہوئی کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے سنا کہ رئیس بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار نے مسلمانوں کے اضرار و آزار کے لئے لشکر جمع کیا ہے اور ارادہ مدینہ پر فوج کشی کا رکھتا ہے۔ پس حضرت نے سپاہ نصرت پناہ کو تیاری کا حکم دیا۔ اور علم مہاجرین امیر المومنینؑ اور علم انصار سعد بن عبادہ کو دیکر اس طرف روانہ ہوتے اثناء راہ میں ایک روز ایک وادی کے قریب مقام تھا کہ ناگاہ جبرئیل امین نے نازل ہو کر عرض کی کہ اے حبیب الہ العالمین اس صحرا میں ایک گروہ کفار اجنہ کا تمہارے ہلاک کرنیکے لئے پنہاں ہوا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا اس صحرا میں جاؤ اور جنات کو کہ دشمنان خدا و رسول ہیں اپنی قوت خدا داد سے دفع کرو۔ اور اسماء الہی کو کہ تم انکے علم سے مخصوص ہو اپنا حصن حصین بناؤ اور سو مرد صحابہ آپکے ہمراہ کئے جب وہ جناب قریب اس وادی کے پہنچے تو اصحاب کو وہاں چھوڑ کر آپ یکہ و تنہا کنار وادی تک تشریف لیگئے۔ پس معوذتین اور اسماء الہی کو پڑھا اور انکو آگے بلایا۔ اصحاب آگے آئے۔ حتے کہ ایک تیر کے فاصلہ پر حضرت سے رہگئے

[1] مصطلق جذیمہ بن سعد بن عمرو بن عمیر بن ربیعہ بن حارث کا لقب ہے اور وہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے ۱۲ [2] مریسیع تصغیر مرسوع بنی خزاعہ کے ایک کوئیں کا نام ہے جسپر بنی المصطلق منزل گزین تھے اور وہ مکہ و مدینہ کے درمیان نواح قدید میں واقع تھا ۱۲ منہ

اسوقت ایک اندھیاؤ اس زور سے چلا کہ قریب تھا کہ یہہ لوگ موہنہ کے بھل گر پڑیں حضرت اسد اللہ الغالب نے باواز بلند پکارا کہ مین ہوں علی بن ابی طالب وصی رسولخدا و پسر عم محمد مصطفےٰ اگر مرد میدان ہو تو ٹھیر کر میرے ساتھ مقابلہ کرو ناگاہ کچھ لوگ زنگی سیاہ رنگ کے کہ شعلہ ہائے آتش اُنکے ہاتھوں سے جھڑتے تھے نمودار ہوئے اور رفتہ رفتہ تمام صحرا اُنسے بھر گیا۔ حضرت امیر آیات قرآنی پڑھتے ہوئے اُنکے درمیان داخل ہوئے اور تلوار کھینچکر چپ و راست سے اُن پر وار کرتے تھے تھوڑی دیر میں وہ قوم جنات مثل دود سیاہ خستہ و تباہ ہوگئی حضرت نے تلوار میان کی اور جس راہ سے اندر گئے تھے باہر نکل آئے اصحاب نے پوچھا اے ابو الحسن آپنے کیا کیا اور کیا دیکھا تحقیق کہ ہم مارے خوف کے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں حضرت نے فرمایا جب وہ قوم مجھ پر ظاہر ہوئی تو مینے اسماء الٰہی کو اُن پر پڑھا وہ سب پست و حقیر ہو گئے۔ پس مین بے دھڑک اُنمیں گھس گیا اور بہت سوں کو قتل کیا اگر بحال خود باقی رہتے تو تمام کو نیست و نابود کرتا شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے مسلمانونکو اس بلا سے نجات دی۔ اب جو اُنسے باقی رہے وہ ہم سے پہلے حضرت رسولخدا کی خدمت میں پہنچکر مسلمان ہو گئے پس حضرت امیر اصحاب کو ساتھ لیکر حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ انکو دیکھ کر شاد و خورم ہوتے اور دعائیں دینے لگے پس لشکر اسلام وہاں سے چلکر مع الخیر وادی سے گزرا اور مقام مریسیع میں پہنچا اُدھر سے حارث بن ابی ضرار اپنے لشکر کے ساتھ مقابلے کے لئے صف آرا ہوا اور لڑائی شروع ہو گئی اثناء جنگ میں صفوان علمدار لشکر کفار ابو قتادہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور مالک اور اسکا بیٹا امیر المومنین کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں نے تعاقب کرکے دس شخص اور انسے فی النار کئے باقیوں کو گرفتار کر لیا علاوہ براین دو ہزار شتر پانچہزار بھیڑ بکری دو سو عورتیں غنیمت مین ہاتھ آئیں منجملہ قیدیوں کے برہ بنت حارث ابن ابی ضرار کو امیر المومنین اسیر کرکے حضرت رسولخدا کی خدمت میں لائے وہ مسلمان ہوتے اور اسکا قبیلہ بھی اسلام لایا **روایت** ہے کہ برہ کے باپ حارث نے حضرت کی خدمت میں عرض کی برہ زن کریمہ ہے آپ اس کو اسیر نہ بنائیں حضرت نے فرمایا اسکو اختیار ہے یہان رہے یا اپنے گھر کو لوٹ جائے۔ حارث نے بیٹی کو سمجھایا کہ مجھکو قوم میں فضیحت و رسوا نہ کر اور اپنے گھر کو واپس چل مگر اس نے خدا و رسول کو اختیار کیا حضرت رسول اللہ نے اسکو آزاد کرکے اس کے ساتھ نکاح کر لیا اور جویریہ نام رکھ کر داخل ازواج فرمایا۔ مسلمانوں نے یہہ دیکھا تو مناسب نہ جانا کہ زوجۂ پیغمبر کے عزیز و اقارب اسیری میں رہین انہوں نے اپنے اپنے قیدیونکو آزاد کر دیا۔ اس لئے جویریہ بی بی اپنی قوم و قبیلہ کے حق میں بہت مبارک و فرخندہ شمار ہوئی ہے

غزوہ خندق اسی سال سنہ ۵ ہجری میں رسولخدا کو بہت بڑا مشہور غزوہ خندق کا پیش آیا اس غزوہ میں امیر المومنین امام المتقین کے مبارک ہاتھوں سے وہ عظیم کام نکلا کہ جس سے بڑھ کر شاید اسلام میں دوسرا کام نہو گا۔ اسی لئے اسکا ثواب بھی قیامت تک کے جن و بشر کی عبادت کے ثواب سے زیادہ قرار پایا کیفیت اسکی اجمال و تفصیل کے درمیان اس طرح پر ہے کہ پیشتر گزرا کہ یہود بنی نضیر کو مدینہ سے اخراج کئے گئے تو بعض انسے خیبر میں اور بعض شام مین چلے گئے۔ مگر جلاء وطن ہونے سے جو اشتعال طبع اور افروختگی انمین پیدا ہو گئی تھی اس نے کہیں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ لاجرم حیی بن اخطب۔ سلام بن ابی الحقیق۔ کنانہ بن ربیع وغیرہ قریب بیس

اشخاص انتخابی کے مکہ گئے اور ابو سفیان سے ملکر اپنا رونا اس کے روبرو رویا اور خواستگار ہوئے کہ قریش پیغمبر خدا کی لڑائی میں انکو مدد دیویں یہاں تو خدا ہی (یعنی لات و ہبل) سے ایسا چاہتے تھے بہت آؤ بھگت سے پیش آئے اور وعدہ کیا کہ سب کام تمہارے حسب دلخواہ ہوگا یہودیوں نے کہا پچاس شخص شرفاء قریش سے خانہ کعبہ کے اندر استوار عہد کریں تب ہمکو اطمینان ہوگا ابو سفیان نے انکی مرضی کے موافق پچاس مرد روساء و اشراف قریش سے جمع کئے دونو فریق نے دیوار کعبہ سے سینہ لگا لگا کر قسمیں کھائیں کہ تا دم زیست محمدؐ کے ساتھ لڑنے سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے۔ معاہدہ سے فراغت ہوئے تو قریش نے انسے پوچھا۔ اے معشر یہود تم اہل کتاب سب سے مقدم ہو اسی سبب سے تمہارا علم بھی تمام کے علم سے سابق ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ہمارا دین کہ خانہ کعبہ کی خدمت و مرمت کرتے ہیں جو لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں انکے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آتے ہیں معہذا اپنے باپ دادا کے دین کی روش پر بتونکو بھی پوجتے ہیں بہتر ہے۔ یا محمد کا دین کہ چند بدعتیں ایجاد کرکے نیا مذہب پھیلانا چاہتا ہے۔ بہتر ہے۔ یہودی مسلمانوں سے ایسے بیزار اور مشرکوں کے اسقدر گنونڈے ہو رہے تھے کہ انہوں نے باوجود اہل کتاب ہونے کے شرک و بت پرستی کو توحید پر ترجیح دی اور کہا تمہارا دین محمد کے دین سے بہتر ہے قریش اس سے نہایت ہی خوش ہوئے اور پھول گئے۔ مکہ سے نبٹ کر یہود وغیرہ نے دیگر قبائل عرب میں چکر لگایا۔ جا بجا لوگونکو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے پھرتے تھے انہوں نے بنی غطفان بن قیس بن عیلان کو نخلستان خیبر کی ایک سال کی تمام یا نصف پیداوار دینی کرکے گانٹھا۔ کہ وہ اس لڑائی میں انکا ساتھ دیں غطفان کے ساتھ بنی اسد انکی ہم سوگند بھی چلنے کو تیار ہوئے اور نیز حارث بن عوف مزنی بنی مرہ کے ساتھ اور نویرہ بن طریف بنی اشجع سے اور عامر بن طفیل قبیلہ ہوازن سے لڑائی کو آمادہ ہوئے۔ علی ہذا قریش نے بنی سلیم اپنے خلفاء ہم عہد کو طلب معاونت میں نامہ لکھا۔ انہوں نے ابو الاعور سلمی کو سپاہ دیکر اس طرف روانہ کیا۔ المختصر قریش چار ہزار مردان کار کے ساتھ ابو سفیان بن حرب کی سرداری میں مکہ سے نکلکر یثرب کو روانہ ہوتے ایک ہزار بقولے پندرہ سو شتر اور تین سو گھوڑے انمیں تھے راہ میں دیگر قبائل مشرکین و یہود انمیں شامل ہوتے گئے یہانتک کہ دس ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ چونکہ اکثر قبائل و احزاب عرب اس لڑائی میں رسول اللہ کے برخلاف جمع ہو گئے تھے اس سے اس جنگ کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔ اُدھر رسول مختار کو کفار کی اس جتھہ بندی کی خبر پہنچی تو اصحاب کو جمع کرکے مشورہ کیا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جب کبھی ایسا لشکر کثیر کسی شہر پر چڑھ آتا ہے کہ شہر والے اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ایک خندق اس کے گرد کھود لیتے ہیں۔ تاکہ انکی شر سے محفوظ رہیں خدا و رسول کو یہہ رائے پسند آئی اور رسولخدا نے تین ہزار مہاجر و انصار کے ساتھ مدینہ سے نکلکر کوہ سلع کے نزدیک خیمہ لگایا۔ کچھ حصہ شہر کا عمارات اور دیوار احاطہ سے محفوظ تھا باقی مشرق کی طرف کا کشادہ میدان خندق کے لئے معین ہوا حضرت نے خود خط لگا کر مہاجر و انصار کے علیحدہ علیحدہ حصے بانٹ دئے چنانچہ ہر دس نفر پر چالیس گز و بروایتے دس گز کھدائی کا پڑتہ پڑا۔ حضرت رسولخدا و امیر المومنین مہاجرین کی طرف کام کرتے تھے بڑے قوی کار کن اور خندق کھودنے کے فن میں مہارت رکھنے والے حضرت سلمان فارسی تھے کہ تن تنہا دس آدمیوں کی

برابر کام کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ پانچ گز لمبی اور اسی قدر گہری خندق ایکدن میں کھود لیتے تھے۔ اس لئے انکے بارے میں تکرار ہوا مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان ہم میں داخل ہین۔ انصار انکو اپنی طرف کھینچتے تھے رسولخدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ نہ مہاجرین سے اور نہ انصار سے ہے سلمان ہم اہل بیت سے ہے القصہ مسلمان خندق کھودنے میں لگے ہوئے تھے اور رسولخدا بھی ترغیب وتحریص کی نظر سے بنفس نفیس انکے شریک ہوتے تھے چھہ روز کامل کھدائی ہوتی رہی اس عرصہ میں کئی معجزے انحضرت سے ظاہر ہوئے مثل مشہور معجزہ جابر کے بیکصاع طعام حضرت کو دعوت کرنے اور ببرکت آپ کے ایک ہزار آدمی کے اس سے سیر ہوجانے کے کہ تفصیل انکی کتب مبسوطہ میں مذکور ہے۔ عمار یاسرؓ وعثمان بن عفان کے درمیان اس موقع پر بھی مثل موقع تعمیر مسجد نبی کے ایک جھڑپ ہوگئی وجہ وہی حضرت خلیفہ ثالث کی تن آرائی اور اپنے تئیں اونچے کھینچنا یہہ کام خاک مٹی کا تھا وہ گرد وغبار سے کوسوں بھاگتے تھے عمار یاسر خندق کھود رہے تھے اور غبار بلند تھا کہ عثمان وہان سے گزرے اور انہون نے چہرہ کو گرد سے بچانے کو آستین سے ڈھانپ لیا۔ عمار نے یہ تن پروری دیکھی تو اعتراض کیا عثمان کو اس مرتبہ نہایت ہی غصہ آیا بولے اے پسر زن سیاہ تو مجھکو یہہ کہتا ہے اور اس پر بھی بس نہ کرکے حضرت رسولخدا کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ ہم اس لئے مسلمان نہیں ہوئے کہ لوگ ہمکو گالیاں دے لیا کریں۔ بروایت علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ حضرتؐ نے فرمایا۔ اگر اسلام درکار نہیں تو مجھکو تمہارے کافر ہوجانے کی پروا نہیں جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس پر یہہ آیہ شریفہ نازل ہوئی يَمُنُّونَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يمن عليكم ان هدٰكم للايمان ان كنتم صادقين ان الله يعلم غيب السموات والارض وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنی منت واحسان کھتے ہیں تجھہ پر اپنے اسلام لانے سے کہدے اے محمدؐ انسے کہ منت مت رکھو مجھہ پر اپنے اسلام لانے سے بلکہ اللہ کا احسان ہے تم پر کہ تمکو ایمان کی طرف ہدایت کی۔ اگر تم راست گو ہو تحقیق کہ اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کی غیب کی باتون کو جانتا ہے اور وہ تمہارے افعال واعمال کا دانا وبینا ہے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہین کہ سیاق آیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت یہہ لوگ اسلام نہ لائے تھے **بالجملہ** کفار کے مدینہ پہنچنے مین تین روز باقی تھے کہ مسلمان خندق کھود کر فارغ ہوگئے آٹھ دروازے اسکے رکھے اور ہر دروازے پر ایک ایک مرد مہاجر وانصار سے مع چند اشخاص کے مقرر ہوا کہ نگہبانی کریں اور کسیکو اندر نہ آنے دیں۔ بنی قریظہ نے حضرت رسولخدا سے عہد کر رکھا تھا کہ آپکے دشمنوں کا ساتھ نہ دینگے وہ اپنے اقرار پر قائم اور اسوقت اپنے قلعون مین متحصن تھے۔ مگر قریش اور یہود بنی نضیر انسے غافل نتھے مدینہ پہنچتے ہی حی بن اخطب یہودی رات کے وقت انکے مسکن پر گیا اور دروازہ قلعہ کا کھٹکایا کعب بن اسید رئیس قبیلہ کو حی کا آنا دریافت ہوا تو بولا اما افعل بدخول حی رجل مشئوم هوالان يدعونی الى نقض العهد میں حی کو اندر نہ آنے دونگا وہ ایک منحوس آدمی ہے اپنے قبیلہ (بنی نضیر) کو تو اسنے خراب کیا اب یہاں آیا ہے کہ ہم سے عہد شکنی کرائے۔ حی نے کہا اے کعب دروازہ کھول کہ عزت ابدی تمہارے لئے لایا ہوں اشراف قریش قبیلہ بنی کنانہ وغطفان وغیرہم کے ساتھ دس ہزار مرد لیکر آئے ہیں اب بلا اسکے کہ محمدؐ اور اسکے اصحاب کو تباہ وبرباد نہ کرلین یہہ لوگ یہاں سے نہ جائیں گے۔ کعب نے کہا وائے ہو تجھہ پر تو ذلت ابدی ہمارے لئے لایا ہے

عہد شکنی بنی قریظہ

ہمنے محمدؐ سے بھلائی کے سوا کچھہ نہیں دیکھا ہمکو تیری حاجت نہیں جہاں سے آیا ہے لوٹ جا۔ مکار حی نے کہا اے کعب تو ڈرتا ہے کہ میں اندر آؤنگا تو تجھے ضیافت کرنی پڑے گی اور آہو برہ بریان جو تنور میں رکھا ہوا ہے اسمین شریک ہونگا اس لئے کواڑ نہین کھولتا۔ کعب کو یہہ سنکر طیش آیا اور کہا دروازہ کھولدو ابن اخطب اندر آیا تو لگا شیطان کیطرح یہودیوں کو بھسلانے اور راہ صلاح وفلاح سے بہکانے اس قدر چرب زبانی کی کہ انکو اپنے ساتھ جانے پر راضی کرلیا۔ مزید احتیاط کے لئے عہدنامہ کہ حضرت رسولخدا نے انکو لکھدیا تھا منگا کر پھاڑ ڈالا کہ جو ہونا تھا سو ہولیا اب سوائے جنگ کے تمکو چارہ نہیں حضرت رسولخدا کو یہہ حال معلوم ہوا تو نہایت محزون ہوئے۔ اور خوف وہراس مسلمانوں مین دم بدم ترقی پکڑنے لگا۔ آپ نے سعد معاذ واسید بن حضیر انصاریوں کو کہ قبیلہ اوس سے تھے اور بنی قریظہ کے قدیمی ہم سوگند تھے انکی طرف بھیجا کہ تحقیق خبر لائیں اور حتی الامکان انکو نقض عہد سے باز رکھنے کی کوشش کریں مگر کچھہ فائدہ نہوا یہودیوں نے انکو اندر نہ آنے دیا اور کعب نے بالائے قلعہ سے انکے سامنے ہوکر دونو کو سب وشتم کیا اور شان مین حضرت سید الانس والجان کے ناشائستہ کلمات کہے۔ سعدؓ نے کہا تو مثل روباہ کے سوراخ میں گھسا ہے عنقریب قریش اپنے گھر کو لوٹ جائیں گے اسوقت رسولخدا تیرے گھر در کا محاصرہ کرکے اس سوراخ سے تجھے نکالین گے اور گردن مارین گے۔ یہہ کہکر واپس ہوئے اور ماجرے حضرت کی خدمتمین عرض کیا۔ **شیخ طبرسی** علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش بیس روز سے زیادہ بیرون خندق پڑا رہا بجز اسکے کہ دور سے تیر وپتھر ایک دوسرے پر پھینکتے تھے کوئی لڑائی فریقین مین نہ ہوتی تھی حضرت رسولخدا نے مسلمانون کی کمزوری اور منافقون کا نفاق علانیہ دیکھا تو چاہا کہ عیینہ بن حصین وحارث بن عوف رؤساء غطفان سے ثلث میوہ مدینہ کا دینا کرکے صلح کرلین تاکہ وہ قریش کی حمایت سے دست بردار ہوں پس سعد بن عبادہ انصاری کو بلاکر مشورہ کیا سعد نے کہا یا رسول اللہ اگر یہہ امر حکم خدا بوحی آپکو پہنچا ہے تو محل چون وچرا نہین سر تسلیم خم ہے جو چاہے سو کیجیے آپنے فرمایا وحی اس بارے مین نہین آئی الا اینکہ دیکھا کہ تمام عرب تمہاری عداوت پر متفق ہوگیا ہے چاہتا ہون کہ بطمع مال انکی جمعیت کو متفرق کرون۔ سعد معاذ نے کہا جب ہم مشرک تھے خدا کو نہ پہچانتے تھے تو وہ ہمارے مال میں طمع نہ کرسکتے تھے اب کہ مشرف باسلام ہوئے اور آپ کی خدمت کا امتیاز حاصل کیا تو کیونکر اپنی پیداوار انکو دین اور یہہ عار گوارا کریں بخدا سوگند کہ ہمارے پاس بجز شمشیر انکے لئے دوسری شے نہین حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ ترجمہ جبتک کہ حکم کرے خدا ہمارے درمیان اور وہ ہے زیادہ حکم کرنیوالا حاکمون کا) رسولخدا نے فرمایا میرا بھی دلی منشا یہی ہے اپنی عزم پر ثابت قدم رہو ہرگز حقتعالےٰ اپنے پیغمبر کو مخذول نچھوڑیگا اور ضرور اس دین کو بموجب اپنے وعدہ کے جملہ ادیان پر غالب کریگا پس حضرت بقدم جد وجہد ستادہ ہوئے اور اصحاب کو جہاد اہل عناد کی طرف دعوت کی اور وعدہ نصرت ویاری جناب باری انکو پہنچایا۔ کفار اشرار سے عمرو بن عبدود وعکرمہ بن ابی جہل وہبیرہ بن ابی وہب وضرار بن خطاب ومرداس فہری ہتھیار لگائے عربی گھوڑون پر سوار لشکر سے نکلے بنی کنانہ کی منزل گاہ پر پہنچے تو انکو بھی لڑائی کے لئے برانگیختہ کیا خندق کے قریب پہنچے تو کہا یہہ ایک مکر ہے کہ عرب

جنگ عمرو بن عبدود

اِس سے واقف نہ تھے یہہ اس فارسی کا کام ہے جو اسکے (پیغمبر) کے ساتھ ہے پس ایک مقام تنگ دیکھکر گھوڑونکو ایڑ لگائی اور
خندق کو پھلانگ گئے۔ عمرو بن عبدود شجاعت و مردانگی مین شہرۂ آفاق اکیلا ہزار مرد کے برابر شمار ہوتا تھا اسکو فارس یلیلؔ کہتے تھے
اس سبب کہ ایک مرتبہ قافلہ قریش کا کہ عمرو اسمین شامل تھا تجارت کے لئے شام کو جارہا تھا۔ راہ میں یلیل کے مقام پر ناگاہ ایک ہزار
قزاق انکے مقابل ہوئے اہل قافلہ تو انکو دیکھتے ہی بھاگ گئے مگر عمرو بدستور اپنے مقام پر کھڑا رہا رہزن نزدیک آئے تو اس نے ایک شتر
بچہ اُٹھا لیا اور بطور سپر اُسکو اپنے موہنہ کے سامنے کرکے باشمشیر برہنہ ان پر حملہ کیا اور اسقدر جنگ کیا کہ قزاق ہزیمت پاکر بھاگے اور قافلہ
صحیح سلامت نکل گیا تب سے اُسے فارس یلیل کہتے تھے۔ پس اسنے میدان مین گھوڑے کو جولان دیکر مبارز طلب کیا روضۃ الصفا میں
ہے کہ اہل اسلام عمرو کی جرأت وجلادت سے پہلے سے آگاہ تھے شدت خوف سے خون انکے بدن کا خشک ہوگیا اور وہ خاموش
بے حس وحرکت کھڑے تھے کانّ علیٰ رؤسہم الطّیر گویا انکے سرون پر پرندہ ہے۔ یہہ ایک ضرب المثل ہے عرب میں اونٹ کے
سر مین جوئیں پڑجاتی ہین جب بڑی ہوتی اور ایذا دینے لگتی ہیں تو وہ سر جھکا کر بیٹھ جاتا ہے کوّا آتا ہے اور اس کے سر پر بیٹھ کر
جوئیں اپنی چونچ سے چنتا ہے اونٹ اس خوف سے کہ مبادا کوّا اُڑ نہ جائے اور جوئیں سر مین رہ جائیں سر نیوڑائے چپ چاپ
بیٹھا رہتا ہے اور اصلا حرکت نہین کرتا۔ اسی سے یہ مثل مشہور ہوگئی کہ جب کوئی خاموش بیٹھتا ہے تو کہتے ہین کہ گویا اس کے سر پہ
پرندہ ہے۔ نیز روضۃ الصفا مین ہے کہ رسولخدا نے تامل وتساہل اصحاب کا ملاحظہ فرمایا تو ارشاد کیا کیا سبب ہے کس لئے اسکا مقابلہ
نہین کرتے حضرت عمر بن خطاب نے سب کی طرف سے عذر خواہی کی اور قصّہ عمرو کے ہزار نفر راہزن کے ساتھ تنہا جنگ کرنے اور انکو
شکست دینے کا جیسا اوپر ذکر ہوا مفصل بیان کیا یعنے جو خوف کہ خود حضرت کے دلمیں راسخ تھا اوروں مین القا فرمایا بالجملہ عمرو نے
نیزہ زمین گاڑ دیا اور اسپ کو جولان کرتا اور مبارز چاہتا تھا رسولخدا نے بیہودہ سرائی اس مردود کی سماعت کی تو فرمایا کوئی ایسا
دوست نہین جو شر اس دشمن کا ہم سے دفع کرے امیر المومنین سید الاشجعین اُٹھے اور عرض کی انا اُبارِزہ یا رسول اللہ میں اس سے
لڑونگا اور اس کی شرارت کو بحول خدا آپ سے دفع کرونگا۔ حضرت خاموش تھے دوبارہ عمرو نے آواز دی کہ کون ہے تم سے جو
میرے ساتھ نبرد آزما ہو اے یا ایہا الناس تم کہتے ہو کہ تمہارے کشتے جنت مین اور ہمارے دوزخ مین جلتے ہین فما یحب احدکم ان یقدم
علے الجنۃ او یقدم عدوّالہ الی النار پس کوئی نہین چاہتا کہ جنت میں داخل ہو یا اپنے دشمن کو جہنم کو بھیجے۔ یہہ کہتا اور دائین بائین
گھوڑا کو داتا کبھی نیزہ کبھی شمشیر کو ہلاتا پھرتا تھا اور رجز پڑھتا جاتا تھا جب کسی کو اس کے مقابلے کی جرأت نہوئی تو امیر کبیرؑ دوبارہ
اُٹھے اور اجازت پیکار طلب کی پیغمبر خدا نے فرمایا بیٹھ جا شاید کوئی دوسرا اُٹھے یا علیؑ یہہ عمرو بن عبدود ہے امیر المومنینؑ نے عرض کی
یا رسول اللہ مین بھی علی بن ابی طالب ہون ۵ پیمبر بگفتش کہ عمرو است این۔ کہ دست یلی آختہ زاستین ✤ علیؑ گفت اے شاہ اینک
منم۔ کہ یک جنبہ غیرت درجوشنم ✤ اس دفعہ عمرو نے آگے بڑھ کر باآواز بلند کہا کہ میں مبارز طلب کرتے کرتے تھک گیا اور آواز

یلیل بیہ و یائے تحتانی دو نقطوں والی بشکل یلین ایک مقام کا نام ہے شام میں ۱۲

میری کند ہوگئی مگر کوئی تم سے میرے سامنے نہ آیا امیر المومنینؑ یہہ سُنکر بیتاب ہوگئے اور باصرار والحاح اجازت چاہی پس حضرت
رسولخدا نے آپ کو قریب بلایا اور عمامہ مبارک اپنا سحاب نام انکے سر پر باندھا اور زرہ ذات الفضول بدن اقدس مین پہنائی
اور تلوار ذوالفقار کو آپکی کمر سے لٹکایا اور رخصت کیا اور فرمایا اللّٰہمّ اَعنہُ علیہ پروردگار انصرت کر علیؑ کی اسپر پس دست دعا
بلند کئے اور عرض کی پروردگارا تو نے عُبیدہ کو بروز بدر مجھسے لیا حمزہ کو بروز احد ماخوذ فرمایا یہہ علیؑ میرا بھائی اور پسر عم ہے اللّٰہمّ احفظہُ
من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وشمالہ ومن فوق راسہ ومن تحت قدمیہ فلا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین ۵
یعنی خداوندا آگے پیچھے دہنے بائین بالائے سر وزیر ہر دو پا سے اسکی حفاظت کر اور مجھکو تنہا واکیلا مت چھوڑ اور تو خیر وارثین ہی
پس شاہ مردان شیر یزدان مثل پیل دمان وشیر ژیان کے میدان جنگ مین تشریف لائے ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ اسوقت
حضرت رسولخدا نے فرمایا ذہب الایمان کُلّہُ الی الشرک کُلِّہ کہ تمام ایمان کل شرک کے سامنے گیا ہے پس صدائے گریہ وبکا
زنان مدینہ سے بلند ہوئی کیونکہ عمرو کی برابر کسیکو نہ جانتے تھے اندیشہ تھا کہ امیر المومنینؑ کہیں اس کافر کے ہاتھ سے مارے نہ جائیں
القصہ حضرت اسکے مقابل ہوئے تو اس نے نام ونشان آپکا دریافت کیا فرمایا مین ہون علیؑ بن ابی طالب پسر عم رسولخدا و داماد
آنحضرت کا۔ عمرو نے کہا ابو طالب ہمارا دوست وندیم تھا میں نہین چاہتا کہ اس کا بیٹا میرے ہاتھ سے مارا جائے ابن ابی الحدید کہتا ہی
کہ مینے اپنے شیخ اور اُستاد کے سامنے یہ حدیث پڑھی تو اُس نے کہا اُس ملعون نے جھوٹ کہا۔ اصل یہہ تھی کہ اس نے حضرت امیرؑ
کبیر کو دیکھا اور آپکے کارنامے جنگ بدر واُحد کے یاد آئے تو خوف اس پر طاری ہوا چاہتا تھا کہ حیلہ کرکے شیر خدا کے پنجہ سے نجات
پائے اس لئے باپ کی دوستی کا بہانہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے کہا لیکن مین چاہتا ہوں کہ تجھے قتل کروں کیونکہ تو کفر وعناد پر مُصر ہے
یہ سُنکر عمرو کو غیرت آئی اور حمیت جاہلیت اسکی دامن گیر ہوئی۔ بروایتے امیر المومنینؑ نے کہا اے عمرو مینے سنا ہے کہ تو پردہ ہائے
خانہ کعبہ سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا کہ جو کوئی معرکہ جنگ مین تین امر مجھ پر عرض کرے البتہ مین ایک امر اس سے قبول کرونگا اب مین
تین باتین تیری روبرو پیش کرتا ہوں ایک انسے قبول کر اوّل یہہ کہ خدا ورسول پر ایمان لا اور کثافت کفر ونجاست شرک سے باہر
نکل کہا یہہ اُمید مجھ سے نہ رکھ ممکن نہین کہ مین مسلمان ہون۔ فرمایا دوسرا امر یہہ ہے کہ تو یہان سے لوٹ جا اور لشکر کو بھی اپنے
ساتھ لیتا جا جو کچھ حضرت رسولخدا کہتے ہین اگر وہ راست نکلا اور انکا دعوی ثبوت کو پہنچگیا تو تمہارے لئے فخر وشرف کا باعث ہے
کسلئے کہ تم آنحضرت کے قوم وقبیلہ سے ہو ورنہ دروغ گوئی کی صورت مین درندگان عرب انکو کفایت کرین گے۔ اس بدبخت
نے کہا یہ بھی نہین ہوسکتا۔ اگر ایسا کرون تو زنان قریش گھرون مین تذکرہ کرین اور مرد اس مضمون کے شعر کہین کہ مین لڑائی مین جی
چرا گیا اور جن لوگون نے مجھکو اپنا رئیس ومقدم مانا تھا انکی ذرا مدد نہ کرسکا۔ کہتے ہین کہ عمرو مذکور کے جنگ بدر مین سخت ضربت
آئی تھی۔ اسی وجہہ سے وہ جنگ اُحد مین شامل نہو سکا وہ اب لڑائی کے لئے تلملا رہا تھا کہ مبادا جو نام مردانگی مین عرب مین اسکا
نکلا ہوا ہے کہین پست ہو جائے الغرض اُس نے دوسری بات بھی نہ مانی امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اگر امین سے کوئی بات تجھ کو

قتل عمرو بن عبدود

منظور نہین تو بہتر امر یہہ ہے کہ گھوڑے سے اُتر کر میرے ساتھ جنگ کرنے کیلئے کہ مین بھی پیادہ ہون عمرو یہہ سُنتے ہی گھوڑے سے کود پڑا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اور کہنے لگا کہ میرا گمان نہ تھا کہ عرب کے کوئی بھی میرے ساتھ لڑنے کی جرأت کر سکے یہہ کہکر ایک ضرب شمشیر حضرت پر لگائی آپنے سپر پر روکی سپر کو کاٹ کر سر اقدس تک پہنچی اور خون اس سے روان ہوا یہی مقام تھا کہ جہاں پینتیس ۳۵ سال بعد ابن ملجم ملعون نے زہر مین بجھی ہوئی تلوار ماری اور حضرت نے اس کے صدمے سے شہادت پائی۔ الغرض امیر المومنینؑ نے اللہ اکبر کہکر ایک ضرب عمرو ملعون پر لگائی جب سے سر نجس اس کا مثل گیند الگ جا پڑا صدائے تکبیر سے مسلمانون کو آگہی ہوئی کہ حضرت اس خبیث پر غالب آئے۔ بروایت دیگر چونکہ خدعہ و فریب جنگ میں روا ہے امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے تیئن فارس عرب کہتا ہے بس نہین کرتا کہ مین تن تنہا تیرا مقابلہ کرون لیکن اپنے ہمراہ دوسرے شخص کو لایا ہے کہ تیری مدد کرے عمرو یہ سنکر مُڑ کر پیچھے دیکھنے لگا حضرت نے ایک وار ایسا کیا کہ دونو پاؤن اس کے کٹ گئے اور وہ زمین پر گرا ایک گرد بلند ہوئی کہ دیکھنے والون کو نہ معلوم ہوا کہ کسنے کسکو قتل کیا منافقوں نے غل مچایا علیؑ مارے گئے تھوڑی دیر مین غبار فرو ہوا تو دیکھا کہ حضرت اسکے سینہ پر سوار اسکی ڈھاری ہاتھ مین پکڑے ہوئے سر قلم کر رہے ہیں پس سر پُر غرور اس کا کاٹ کر حضرت رسولخدا کی خدمت مین لائے حضرت نے امیر المومنینؑ کو آتے دیکھا تو استقبال کے لئے آگے بڑھے اور غبار چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے شاد رہ اے علیؑ کہ اگر تیرے اس عمل کو تمام اُمت کے اعمال کے ساتھ وزن کریں تو البتہ تیرا پلّہ بھاری نکلے کس لئے کہ کوئی گھر مشرکون کا ایسا نہین کہ اسکے مارے جانے سے ضعف اسمین داخل نہوا ہو اور کوئی گھر مسلمانون کا نہین جس نے اس سے قوت و عزت نہ پائی ہو اور نیز آنحضرتؐ نے فرمایا لَضَرْبَۃُ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ یا افضل من عبادۃ الثقلین یعنی ضربت علیؑ کی بروز خندق افضل ہے میری اُمت کی قیامت تک کی عبادت سے یا افضل ہے جن و انس کی عبادت سے ؎ ہمین اجر یکضربتش را ببین ۔ گر انصاف باشد ہمین بس ہمین۔ عبد اللہ بن مسعود صحابی حاضر تھے انہوں نے کہا کَفَی اللہ المؤمنین القتال بِعَلِیّ وکان اللہ عزیزًا قویًّا ۵ کہ کفایت کیا اللہ تعالی نے جنگ کو مسلمانون سے ساتھ علی علیہ السلام کے اور ہے اللہ عزت والا قوی۔ عمر ابوبکر نے اُٹھکر آنحضرتؐ کے سر و چشم پر بوسے دئے عمر نے کہا یا علیؑ عمرو کے زرہ کیوں چھوڑ دی ایسی زرہ تو تمام عرب مین نہین مل سکتی حضرت نے فرمایا مجھکو شرم آئی کہ اپنے پسر عم کو بعد قتل عریان کرون ابوبکر بن عباس سے منقول ہے کہ کہتا تھا کہ علیؑ نے ایک ضربت لگائی کہ اسلام میں کوئی ضرب اس سے عزیز نہ تھی یعنی عمرو بن عبدود کی اور ایک ضرب کھائی کہ کوئی اس سے زیادہ منحوس نہیں یعنی ضربت ابن ملجم مرادی کی **مولف کہتا ہے** کہ حدیث لَضَرْبَۃُ علی یوم الخندق آہ احادیث مشہورہ مستفیضہ سے ہے کہ سُنّی و شیعہ نے اپنے اپنے معتبر کتابون مین اسکو روایت کیا ہے تعجب ہے کہ باوجود ایسے احادیث کے بھی حضرات اہل سنّت ابوبکر و عمر کو آنحضرت پر ترجیح و تفضیل دیتے ہیں اور ذرا نہیں سوچتے کہ جب ایک ضرب آپکی اس اُمت کی قیامت تک کی تمام عبادات

سے بہتر ہے تو اور ضربات و دیگر مجاہدات و باقی عبادات امیر المومنینؑ کے کہانتک ثواب ہونگے اور شیخین انکے مقابل میں کس حساب مین شمار کئے جائیں گے طرہ یہ کہ خود آنحضرتؐ پر تہمت لگائی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ فَضَّلَنِی علی ابی بکر و عمر جَلَدْتُہٗ حَدَّ المُفْتَرِی کہ جو کوئی مجھکو ابوبکر و عمر پر ترجیح دیگا اسکو مفتری کی حد لگاؤنگا۔ یعنی وہ سزا دونگا جو شرع میں جھوٹے افترا پرداز کے لئے مقرر ہے کیا خوب جو اعتقاد کہ امیر المومنینؑ ان دو بزرگوں کی نسبت رکھتے تھے آئندہ ناظرین کتاب ہذا کو بخوبی معلوم ہو جائیگا یہان صرف اسیقدر کافی ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو سب سے پہلے اس سزا کے مستحق خدا و رسول ٹھہرتے ہیں جو ہمیشہ آپکو شیخین اور تمام صحابہ پر ترجیح دیتے رہے خود اہل سنّت نے بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا علیؑ خیر البشر فمن ابیٰ فقد کفر کہ علیؑ بہترین بشر ہین جو اس سے انکار کرے کافر ہے بعد ازان خلیفہ اول بھی اس حد کی زد سے نہین بچ سکتے کیونکہ وہ بھی اپنے عہد خلافت مین سر منبر فرماتے رہے اَقِیْلُوْنِی اَقِیْلُوْنِی لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ و علیٌّ فیکم کہ مجھکو خلافت سے نکالو میں تم سے بہتر نہین جبکہ علیؑ تم مین داخل ہین پس شبہ نہین کہ یہ حدیث اور اور بہت سی احادیث مثل اس کے جنکا کہین سر اور پیر نہین ملتا حکام وقت کے خوش کرنے کو خلفاء بنی اُمیّہ کے زمانے مین گھڑی گئی ہین۔ مگر بعض علماء امامیہ نے اس مقام پر افادہ فرمایا ہے کہ بالفرض تسلیم معنی اس حدیث کے یہہ ہونگے کہ تفضیل و ترجیح اس مقام پر ہوتی ہے جہاں مُفَضَّل و مُفَضَّل علیہ کے درمیان کوئی مناسبت ہو چونکہ امیر المومنینؑ اور شیخین مین اصلًا کوئی نسبت نہ تھی تو آنحضرتؐ کو ان پر ترجیح دینا ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ یہ انسان اس لکڑی سے عاقل تر یا یہہ مشک بکری کی مینگنیون سے خوشبو تر ہے پس جیسے یہ باتین سر تا پا غلط و واہیات ہین ویسا ہی امیر المومنینؑ کو ان لوگون سے افضل کہنا باعث آپکی کسر شان و قریب بہ تمسخر و استہزا تھا تو اس سبب سے آپنے فرمایا جو ایسا کہے گا جھوٹے افترا پرداز کی سزا پائیگا۔ چنانچہ اسی مقام سے ہے کہ جب کسیکو اپنے مبارک نام کے ساتھ معاویہ کا نام لیتے سُنتے تو آپ فرماتے تھے اَنْزَلَنِی الدَّھْرُ ثُمَّ اَنْزَلَنِی حَتّٰی قِیْلَ علیٌّ و معاویہ کہ زمانے نے مجھکو گرایا اور پھر گرایا حتے کہ کہا جاتا ہے کہ علیؑ و معاویہ پس یہان پر اول انزلنی سے خلفاء ثلثہ کا زمانہ اور دوم سے معاویہ کا مراد ہے **لطف** یہہ ہے کہ خود حضرات اہل سُنّت اپنے مقتداؤں سے نقل کرتے ہین کہ ابوبکر و عمر وغیرہ حضرت امیر المومنینؑ سے کوئی نسبت نہ رکھتے تھے اور انکا قیاس آنحضرتؐ پر نہین ہو سکتا باوجود اس کے پھر ایسے وضعی روایات کو زبان پر لاتے اور معتبر کہتے ہین کتاب مودۃ القربیٰ میں جس پر مولوی رشید الدین جیسے فاضل فخر کرتے ہین عبد اللہ بن عمر خطاب سے نقل کیا ہے کہ وہ جب صحاب پیغمبر کا ذکر کرتے تو ابوبکر عمر عثمان کا نام لیتے پھر خاموش ہو جاتے ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن علی بھی تو اصحاب سے ہین تو حضرت ابن عمر نے فرمایا علیؑ اہل بیت سے ہین وہ کسی کے برابر قیاس نہین کئے جا سکتے کیونکہ وہ رسول اللہ کے ساتھ اور انکے درجہ میں ہین۔ اللہ تعالی فرماتا ہے الذین اٰمنوا واتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انکی ذریت انکے ساتھ ایمان لائی تو ملحق و شامل کیا ہم نے انکے ساتھ انکی ذریات کو پس حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ فاطمہ رسول اللہ کے ساتھ انکے درجہ میں ہین اور علیؑ فاطمہ کے ساتھ ہین۔ اور نیز انہون نے نقل کیا ہے کہ بیعۃ

اسدی حذیفہ بن الیمان کے پاس گیا اور کہا ہم جب مناقب علی علیہ السلام نقل کرتے ہیں تو اہل بصرہ کہتے ہیں کہ تم علیؑ کے حق میں غلو کرتے ہو آیا کوئی حدیث تمہارے پاس اس بارے میں ہے تاکہ انکی زبان بند کیجائے حذیفہؓ نے کہا اے ربیعہ علیؑ کا کیا حال بیان ہو قسم بخدائے عزوجل کہ اگر امت محمدؐ کے اعمال روز بعثت انحضرتؐ سے لیکر قیامت تک کے ایک پلے میں رکھے جائیں اور علیؑ کا عمل دوسرے پلے میں تو البتہ آپ کا پلہ بھاری نکلے گا۔ ربیعہ نے کہا اسکا تو تحمل نہیں ہو سکتا۔ حذیفہ کو غصہ آیا اور کہا کیونکر تحمل نہیں ہو سکتا اے احمق کہاں تھے ابوبکر و عمر و حذیفہ و دیگر اصحاب رسول اللہ اس روز جبکہ عمرو بن عبدود مبارز طلب کرتا تھا۔ اور سب اسکے مقابلے سے جی چراتے تھے الا علی بن ابی طالب کہ میدان میں گئے اور حق تعالی نے اسکو انکے ہاتھ پر قتل کیا قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی کہ حذیفہ کی جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اجر و ثواب اسکا عظیم تر ہے اعمال امت محمدؐ سے تا بروز قیامت **بالجملہ** عمرو کی بہن اس کی لاش پر آئی تو دیکھا کہ لباس و سلاح اس کے بدن کے اتارے نہیں گئے سمجھی کہ اسکا قاتل مرد کریم تھا جس نے ان چیزوں کی پرواہ نہیں کی پوچھا کس نے اسے قتل کیا ہے کہا علی بن ابی طالب نے تو اس نے یہہ دو شعر پڑھے ؎ لوکان قاتل عمرٍو غیر قاتله ✦ لکنتُ ابکی علیه آخر الابد ✦ لکنّ قاتِلَه مَن لا یُعابُ بِهٖ ✦ مَنْ کان یُدعیٰ ابوه بیضة البلد ✦ یعنی اگر قاتل عمرو کوئی اور شخص ہوتا تو میں ابدالآباد اس پر رویا کرتی۔ مگر اسکو ایسے شخص نے قتل کیا ہے جو کسی عیب سے منسوب نہیں ہو سکتا اور اس کا باپ بیضۃ البلد کے نام سے پکارا جاتا تھا بیضۃ البلد کے معنے مہتر و سردار شہر کے ہیں جس پر اہل شہر مجتمع ہوں اور اس کا حکم مانیں چونکہ حضرت ابوطالبؑ رئیس قریش و سردار مکہ تھے لہذا اس نام سے موسوم تھے قصہ کوتاہ عمرو کے ساتھ ضرار ابن خطاب۔ ہبیرہ بن ابی وہب۔ نوفل بن عبداللہ۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی خندق کو عبور کر آئے تھے عمرو مارا گیا تو ضرار و ہبیرہ بقصد پیکار حضرت حیدر کرار کیطرف بڑھے آپ ضرار کی طرف متوجہ ہوتے۔ مگر ضرار کی نظر جو ہیں انحضرتؐ پر پڑی تو بے تحاشا بھاگا۔ اس سے سبب اس فرار فوری کا دریافت کیا گیا تو کہا میں نے موت مجسم کا علیؑ کے چہرے میں نظارہ کیا اسلئے قرار نہو سکا۔ ضرار کو بھاگتا دیکھ کر حضرت خلیفہ ثانی کو بھی شوق شجاعت چرایا اسکے پیچھے چلے تاکہ کوئی کام شہرت و عزت کا انکے ہاتھ سے بن پڑے۔ ضرار نے آپکو دیکھا تو پلٹا۔ مگر یہاں اسکو دیکھ کر تمام نشہ ہرن ہو گیا اور ہوش و حواس نے جواب دیدیا تھا۔ بارے ضرار نے زیادہ ضرر نہ پہنچایا صرف سر نیزہ کو انکے سر سے چھوا کر کہدیا کہ اے عمر یہہ ایک نعمت مشکورہ ہے جو تجھ پر ثابت کرتا ہوں میرا یہ احسان کبھی فراموش نہ کرنا تاکہ تجھکو زندہ چھوڑ دیا اگر عہد نہ کیا ہوتا کہ قریش سے کسیکو قتل نہ کرونگا تو تو کبھی میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت نہ جاتا **ابن ابی الحدید** معتزلی کہتا ہے کہ جنگ احد میں بھی حضرت عمر کو ضرار سے ایسی ہی ندامت اٹھانی پڑی تھی۔ جنگ خندق میں یہہ دوسری باری تھی **واقدی** نے دونو حکایتوں کو اپنی کتاب مغازی میں نقل کیا ہے ہبیرہ تھوڑی دیر حضرت امیرؑ کے مقابلے میں کھڑا رہا یہہ ہبیرہ شوہر ام ہانی خواہر امیر المومنینؑ تھا۔ آخر تاب ضرب دست ید اللہی نہ لا کر پیٹھ دکھائی اور بھاگتے میں زرہ اپنے بدن سے اتار کر حضرت کے

آگے پھینکتا گیا۔ ضرار و ہبیرہ بھاگے تو ان کے باقی رفیقوں عکرمہ وغیرہ کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ یہہ سب اپنے اپنے مقام پر واپس پہنچ گئے الا نوفل بن عبداللہ کہ خندق کو پھلانگنے میں پشت زین سے جدا ہو کر خندق میں گرا مسلمان اوپر سے پتھر مارنے لگے تو اس نے کہا اس ترسانے سے تو بہتر ہے کہ ایک مرتبہ قتل ہی کر دو اس لئے امیر المومنینؑ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کیا۔ ابوسفیان و خالد ولید کہ خندق کے باہر صف لشکر جمائے کھڑے تھے جب انہیں عمرو و نوفل کے مارے جانے اور باقی سرداروں کے خائب و خاسر پھر آنے کا حال معلوم ہوا تو خوف ان پر چھا گیا اور مع لشکر وہاں سے باگ موڑی بنی غطفان نے بھی انکے ساتھ فرار کیا اور منزل عقیق تک ان سب نے کہیں دم نہیں لیا اور کسی آدمی کو روانہ کیا کہ عمرو و نوفل کی لاشوں کو رسول اللہ سے خرید لے آپنے فرمایا کہ ہمکو ان کے پلید جسموں سے کچھ سروکار نہیں لانا کل ثمن الموتیٰ ہم مردوں کی قیمت نہیں کھاتے جہاں چاہیں انکو لیجائیں **مجلسی** علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ لشکر قریش عمرو کے قتل کے بعد بے توقف مکہ کو لوٹ گیا لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ چند روز یا کچھ زیادہ میدان جنگ میں ٹھہر کر مسلمانوں کا محاصرہ کئے رہا اس عرصہ میں کثرت سرما و قلت آذوقہ سے طرح طرح کے مصائب مسلمانوں کو پہنچیں اور بہت سے معجزات بھی حضرت رسالت پناہ سے ظاہر ہوئے الا منافقوں کی زبانیں بند نہوتی تھیں وہ کہتے تھے کہ خدا اور رسول نے ہمکو دھوکا دیا وہ فتح کہاں گئی جسکا وعدہ تھا۔ بعض مسلمان اس بہانے سے کہ ہمارے گھر کنار شہر پر واقع ہیں مبادا یہودی ان پر چڑھ آئیں آہستہ آہستہ لشکر گاہ سے کھسکنے لگے۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ بادیہ کی طرف چلنا اور اہل بادیہ (بدویوں) سے امداد طلب کرنا چاہئے رسولخدا نے ایک جماعت کو اصحاب سے مقرر کیا کہ راتوں کو مدینہ کے گرد پھر کر پاسبانی کریں امیر المومنینؑ تمام شب لشکر کے گرد گشت کرتے اور نگہبانی کی شرطیں بجا لاتے۔ قریش سے کوئی شخص ذرا بھی اپنی جگہہ سے حرکت کرتا تو حضرت خندق کے پار جاتے اور اسکا مقابلہ کرتے اور انکے لشکر میں پھرتے اور وہ آپکو دیکھتے آپ مطلق اس کی پروا نہ کرتے۔ اور راتوں کو تنہا مشغول عبادت رہتے صبح ہوتی تو اپنے لشکر میں واپس آتے جس مقام پر آپ ان ایام میں نماز پڑھتے وہاں بعد کو مسجد بنگئی چنانچہ یہہ مسجد مسجد امیر المومنینؑ کے نام سے مشہور ہے جو وہاں جاتا ہے اسمیں نماز پڑھتا ہے۔ مسجد فتح سے بقدر ایک تیر پرتاب بجانب عقیق واقع ہے جب حضرت رسولخدا نے دیکھا کہ اصحاب طول محاصرے سے تنگ آگئے اور گھبرا اٹھے ہیں تو مقام مسجد فتح پر تشریف لے گئے وہ ایک پہاڑ ہے جہاں پیچھے سے مسجد فتح بنا ہوئی اور دست دعا بگریہ و زاری حضرت باری میں دراز کئے اور ایفاء وعدہ ایزدی کی اسطرح پر درخوست کی یا صریخ المکروبین و یا مجیب دعوة المضطرین وائے کاشف کرب عظیم تو ہمارا اور ہمارے آباء اولین کا ولی ہے ہمارے اس غم و الم کو دور کر اور اپنی قدرت کاملہ سے اس قوم کی شدت و عنا کو ہمارے سر سے اٹھالے پس جبرئیل امین نازل ہوئے اور مژدۂ قبول دعا حضرت کو پہنچایا اور ساتھ ہی طوفان عظیم باد صرصر کا آیا لشکر کفار میں کھلبلی پڑ گئی خیموں کی میخیں اکھڑ کر الگ جا پڑیں دیگیں جو چولھوں پر بار تھیں ہوا کی تھپیڑوں سے سرنگوں گریں زحمت بے حد سے جماعت مشرکین کے ساندہ حال ہو کر خائب و خاسر اپنے وطنوں کو انہوں نے فرار کیا اور مسلمانوں کو ضیق محاصرہ سے رہائی ملی ✦ **حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ** روضۃ الصفا میں بروایت محمد بن اسحاق نقل کیا ہے کہ ایک جوان مسجد کوفہ میں یمانی سے کہتا تھا

مسجد امیر المومنین

خوشا حال تمہارا اے ابو عبداللہ کہ تم حضرت رسولخدا کی خدمت میں پہنچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اگر ہمکو شرف ملاقات آنحضرت کا حاصل ہوتا تو ہم اپنے تئیں خاک راہ انکا بناتے کہ وہ قدم مبارک اپنے ہم پر رکھتے ۔ حذیفہ کو یہ کلام اسکا سنکر غصہ آیا اور کہا تو جھوٹ کہتا ہے تجھ سے بہتر اصحاب آنحضرت کی خدمت میں تھے انہوں نے ایسا نہیں کیا پس حدیث شب احزاب بیان کرنے لگے ۔ کہ بخدا سوگند اُس رات کو بھوکہ اور سردی نے ہمکو ایسا ستایا تھا ۔ کہ خدا ہی جانتا ہے ۔ کسیقدر رات گذرے حضرت رسولخدا خواب سے بیدار ہوئے ۔ اور چند رکعت نماز پڑھ کر فرمایا کہ کوئی مرد ہے کہ ہمکو اس قوم (کفار) کی خبر پہنچاوے ۔ حق تعالی اس عمل کی عوض اسکو بہشت میں میرا رفیق کریگا حذیفہ کہتے ہیں کہ بخدا مارے بھوکھ اور سردی کے کسینے جواب تک آنحضرت کو نہ دیا آپ پھر مشغول نماز ہوئے فارغ ہوئے تھوڑی دیر میں پھر فرمایا کہ جو اسوقت ان لوگوں کی خبر ہمکو لا کر دے فردائے قیامت بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا ۔ اس مرتبہ بھی کوئی نہ بولا تا اینکہ تین چار بزرگان صحابہ کا نام لیکر خطاب کیا مگر کسینے جانا قبول نہ کیا اور انکا جواب یہ تھا کہ پناہ لیجاتے ہیں ہم طرف خدا و رسول کے اس آفت سے کہ ایسے وقت اپنی جگہہ سے جنبش کریں آخر مجھکو آواز دی کہ اے حذیفہ مینے عرض کی لبیک فرمایا کیا باعث ہے کہ مینے تین چار مرتبہ آواز دی اور تو سنتا تھا اور نہ بولا عرض کی یارسول اللہ جوع اور سردی مجھکو اس سے مانع آئی حضرت تبسم ہوئے اور فرمایا میرے نزدیک آ ۔ میں نزدیک گیا تو دست مبارک میرے سینہ اور شانوں کے درمیان پھیر کر فرمایا اللھم احفظہ من بین یدیہ و من خلفہ و عن یمینہ و شمالہ و من فوقہ و تحتہ خداوندا آگے پیچھے دہنے بائیں زیر و بالا سے حذیفہ کی حفاظت کر قسم بخدا کہ بھوکھ اور سرما کی زحمت مجھ سے زائل ہوگئی

مترجم کہتا ہے کہ واقعی صحابہ غیر معصوم جائز الخطا انسان تھے کبھی اطاعت و موافقت انسے ظاہر ہوتی تھی کبھی عصیان و مخالفت اہل سنت عموماً انکی مدح و ستائش میں بلند پروازیاں کرتے ہیں یہہ انکا افراط و غلو ہے ۔ دیکھو حذیفہ جیسے بزرگوار رازدار رسول نے کیسے پوست کندہ حال بیان کر دیا اور جوان نادان کو کہ زیادہ گوئی کرتا تھا کسطرح ڈانٹا ۔ بزرگان صحابہ سے بھی جنکا نام لیکر خطاب کیا گیا اور انہوں نے قبول نکیا ظاہراً شیخین اور ایسے ہی دیگر حضرات مراد معلوم ہوتے ہیں نہ کہ سلمانؓ و بوذرؓ و عمارؓ وغیرہ ۔ امیر المومنینؑ تو خود بقول حضرت عبداللہ بن عمر جماعہ صحابہ سے ارفع و اخل اہل بیت رسالت تھے انسے کیونکر ممکن ہے کہ حضرت رسولخدا کسی کام کو کہیں اور سردی یا فاقہ انکو تعمیل ارشاد نبوی سے مانع آئے ۔ علاوہ بریں نہ معلوم اسوقت وہ لشکر کے کس کنارے پر حفاظت میں مشغول ہونگے اگر شدت سرما و فاقہ کشی آنحضرت میں بھی اثر کرتی تو پھر کارروائی کیونکر ہوتی اور کشتی اسلام کسطرح کنارے پر پہنچتی القصہ

حذیفہ کہتے ہیں کہ رسولخدا نے مجھے حکم دیا کہ لشکر کفار میں جا کر خبر لا کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور تاکید فرمائی کہ کوئی حرکت وہاں تجھ سے صادر نہو پس مینے ہتھیار لگائے اور خندق سے عبور کیا ۔ برکت سے دعاء آنحضرت کی بھوکھ اور جاڑے کی شدت بالکل مجھ سے زائل ہوگئی اور ایسا گرم ہوگیا کہ گویا حمام میں جا رہا ہوں قریب پہنچا تو ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو کر انکو تکنے لگا اندھیاؤ نے طوفان برپا کر رکھا تھا ۔ ابوسفیان کے تاپنے کے لئے بہزار دقت تھوڑی سی آگ روشن کی تھی وہ کبھی اس پہلو کو اس سے گرم کرتا تھا کبھی اُسکو جی چاہا کہ اس موقع پر اسکے ایک تیر لگاؤں مگر قول رسول اللہ کا یاد آیا اور باز رہا ۔ علقمہ بن سلاقہ پکار رہا تھا کہ اے آل عاص ہوا اور سردی

مجھکو مارے ڈالتی ہے ۔ اسوقت لشکر خدا آ پہنچا اور بڑے بڑے پتھر آسمان سے ان پر برسنے لگے جنکو وہ ڈھالوں پر روکتے تھے ہوا کے جھونکوں سے انکے چراغ اُمید گل ہوگئے اور دلوں پر افسردگی کا ابر چھایا ۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے قیام کو یہاں طول ہوا اور دواب و مویشی ہلاک ہوئے بنی قریظہ نے مخالفت کا رویہ اختیار کیا سلاح و ہتھیار کند و بیکار ہوگئے یہہ باد تند رہا سہا تباہ کئے دیتی ہے میں تو اب نہ ٹھیرونگا ۔ یہہ کہکر اپنے اونٹ پر سوار ہوگیا ۔ جلدی میں اس کے پاؤں کی رسن بھی نہ کھولی ۔ عکرمہ بن ابی جہل یہ دیکھکر چلایا اے ابوسفیان تو پیشوائے قوم ہے انکو بلا میں چھوڑ کر کہاں بھاگا جا رہا ہے بارے اسکے کہنے سے کچھ شرم آئی اونٹ سے اتر کر اس کا پاؤں کھولا اور مہار ہاتھ میں لئے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ جلد بار کرو اسکے کہنے سے تمام قریش و غطفان و کنانہ و فزارہ ایک بار روانہ ہوئے اور ایک مرد انسے باقی نہ رہا راوی کہتا ہے کہ وہ بارکشی میں مصروف ہوئے تو میں واپس ہوا ۔ راستہ میں مجھکو بیس سوار سفید عمامے سر پر باندھے ملے وہ نے ان سے کہا کہ اپنے صاحب (پیغمبر خدا) سے کہہ کہ اللہ نے شر دشمن کو اُس سے دفع کیا اپنے مقام پر آیا تو پھر اُسی طرح جاڑا معلوم ہونے لگا حضرت رسولخدا اسوقت نماز پڑھ رہے تھے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ نزدیک آ آپکے پاس ایک چادر طویل و عریض تھی اسکا ایک گوشہ مجھ پر ڈھانپ دیا میں اسکو اوڑھ کر گرم ہوا اور سوگیا صبح کو آپنے نماز سے فارغ ہو کر مجھکو پکارا کہ قم یا نومان اے بہت سونے والے اُٹھ صدائی روح افزا آنحضرت سے بیدار ہو کر ماجرائے شب من و عن آپکے روبرو بیان کیا ۔ روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اب وہ ہم سے لڑنے نہ آئیں گے ہم انسے جنگ کو جائیں گے ایسا ہی ہوا کہ پھر کفار کو فرصت نہوئی کہ لشکر مسلمانوں پر لائیں حتے کہ حضرت اُن پر گئے اور مکہ معظمہ کو فتح کیا ۔ اس لڑائی میں چھہ شخص مسلمانوں سے شہید ہوئے ایک انمیں حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ تھے ۔ ایک تیر آپکے ہاتھ پر لگا اور رگ اکحل جسکو ہفت اندام و میزاب بدن کہتے ہیں قطع ہو کر خون روان ہوا جب ضعف بڑھنے اور قوت گھٹنے لگی تو انہوں نے انگشت موضع زخم پر رکھ کر دعا کی پروردگارا اگر مسلمانوں کو قریش کے ساتھ ابھی لڑنا باقی ہے تو مجھکو اس زخم سے نجات دے ۔ کیونکہ کوئی عمل خیر میرے نزدیک اس گروہ کے جنگ سے بہتر نہیں ۔ نہیں تو مجھکو زندگی درکار نہیں تہ دل سے شہادت کا خواستگار ہوں صرف اس قدر مہلت دے کہ بنی قریظہ کا خاتمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اُنکی دعا مستجاب ہوئی اور خون بند ہو کر مقام زخم ورم کر آیا اور غزوہ بنی قریظہ کے بعد خود بخود کھل کر باعث شہادت ہوا چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے اور کفار سے تین شخص مارے گئے عمرو بن عبدود عامری و نوفل بن عبداللہ مخزومی یہہ تیغ شرربار حیدر کرار سے فی النار ہوئے ایک عثمان بن منبہ بنی عبدالدار سے اسکے ایک تیر لگا اور مکہ پہنچکر اسی کے صدمہ سے مرگیا ۔

انجام کار بنی قریظہ و شہادت سعدؓ معاذ رضی اللہ

پہلے گزرا کہ بنی قریظہ و بنی نضیر حضرت بشیر نذیر کے ہم عہد اور آپ کے حفظ و حمایت میں داخل تھے ۔ نضیر اپنی عہد شکنی کے سبب کیفر کردار کو پہنچی یعنے بلا جلا میں مبتلا ہو کر وطن آوارہ ہوئے ۔ قریظہ کو چاہئے تھا کہ اپنے بھائیوں کے حال سے عبرت پکڑتے اور جنگ خندق میں مسلمانوں کی ساتھ ہو کر دل و جان سے انکی امداد کرتے وہ برخلاف اس کے کفار قریش اور مفسدان بنی نضیر کے ساتھ شامل ہوگئے کہ اس سے کافروں کی قوت و شوکت بڑھ گئی اور مسلمانوں پر خوف و ہراس نے غلبہ کیا چنانچہ شمہ اس کا پیشتر بیان ہوا ۔ بعض تواریخ میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے عمرو بن عبدود

وغیرہ کو قتل کیا اور کفار نابکار کو ہزیمت کر کے مقام عقیق تک پہنچایا اور وہ دوسرے روز باہنگ جنگ پلٹے۔ قوم بڑی سرگرم عداوت اسوقت یہی بنی قریظہ تھے انہوں نے طلوع شمس سے غروب آفتاب تک لشکر اسلام کے ساتھ میدان کارزار گرم رکھا۔ پس ایسے فتنہ جو مفسدہ پرداز قوم کا پہلو میں ہر دم لگا رہنا دشمن خانگی سے کم نہ تھا اور انکا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا ذمہ ہمت اہل اسلام پر لازم و متحتم بنابریں رسولخدا جنگ خندق سے فارغ ہوکر داخل دولت سرا ہوئے اور جناب سیدہ نے پانی مہیا کیا کہ گرد و غبار سے بدن اقدس کو شست و شو دیں تہیار اُتار دتے تھے مگر کپڑے ہنوز اُتارنے نہ پائے تھے نہ علم نصرت شیم ابتک کھولا گیا تھا کہ جبرئیل امین آئے۔ اور کہا اے محمد رحمت خدا ہو تم پر تم نے ہتھیار کھولدئے حالانکہ ملائکہ آسمان بدستور کمر بستہ ہین۔ مین کفرہ قریش کو مقام روحا یا حمرا الاسد (باختلاف روایات) تک نکال کر واپس چلا آرہا ہون حکم خالق ذوالمنن یہہ ہے کہ آپ نماز عصر قبیلۂ بنی قریظہ مین جاکر پڑھیں مین آگے جاکر بام و در کو اہل شہر پر متزلزل کرتا ہون جبرئیل تو یہ کہکر چلدئے اور رسولخدا نے امیر المومنین کو بلا کر حکم دیا کہ منادی کر دین کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے الا بنی قریظہ میں پس اصحاب نے اپنے اپنے مقام سے جنبش کی اور شیر خدا علم کبیر لیکر آگے بڑھے امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس روز رایت سیاہ امیر المومنین کے پاس تھا جسکو کہ عقاب کہتے تھے اور نیز لوائے سفید وہ حضرت رکھتے تھے۔ حضرت رسولخدا انکے پیچھے سوار ہوئے جس گروہ سے گزرتے وہ کہتا کہ ایک سوار دحیۂ کلبی کی صورت کا تحریص جنگ کرتا آگے جارہا ہے حضرت نے فرمایا وہ جبرئیل ہے الغرض امیر المومنین نے وہاں پہنچکر علم عین دیوار قلعہ کے تلے گاڑ دیا حضرت کو دیکھ کر قلعہ مین کھلبلی پڑگئی اور چلائے قد جاءکم قاتل عمرو و قد اقبل الیکم قاتل عمرو کہ قاتل عمرو بن عبدود تم پر چڑھ آیا۔ اور رعب عظیم انکے دلون پر چھا گیا آپ نے سنا کہ ایک شخص بطور رجز کے پڑھتا ہے ؎ قتل علیؑ عمروا۔ صاد علیؑ صقرا۔ قصم علیؑ ظہرا۔ ابرم علیؑ امرا۔ ہتک علیؑ سترا + یعنی قتل کیا علی نے عمرو کو اور صید کیا شہباز کو شکستہ کیا کمر کفر کو اور مضبوط کیا امر اسلام کو اور ہتک ناموس شرک فرمایا حضرت امیر نے یہ سنا تو فرمایا الحمد للہ الذی اظہر الاسلام و قمع الشرک کہ شکر ہے خدا تعالی کا کہ اس نے اسلام کی نصرت کی اور کفر کو قلع و قمع فرمایا۔ بروایت دیگر امیر المومنین وہان پہنچے تو یہودی مسلمانون کو گالیان دینے اور حضرت رسولخدا کی نسبت ناسزا بکنے لگے۔ اتنے مین حضرت رسول دراز گوش پر سوار وہان تشریف لائے۔ امیر المومنین نے آگے بڑھ کر عرض کی یا بی انت و امی یا رسول اللہ قلعہ کے پاس نہ آئے حضرت سمجھ گئے کہ یہود عنود نے گستاخانہ رویہ اختیار کیا ہے فرمایا یا علیؑ مجھ کو دیکھینگے تو حق تعالی انکو ذلیل و خوار کریگا۔ کوئی ناشائستہ کلمہ زبان سے نہ نکال سکینگے۔ اور جس طرح حق تعالی نے تجھکو عمرو کے قتل پر قادر کیا انکو بھی تو ہی قتل کریگا۔ پھر نزدیک جاکر کہا اے برادران میمون و خوک اے پرستندگان طاغوت تم مجھکو دشنام دیتے تھے انا اذا احللنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین بتحقیق کہ ہم جب کسی قوم کی ساحت میں بارادۂ انتقام نزول کرتے ہیں پس وہ برے انکے لئے۔ کعب بن اشرف نے بالائے قلعہ سے کہا یا ابا القاسم ما کنت جہولا و لا سبابا قط اے ابو القاسم تم ہرگز جاہل و دشنام دہندہ نہ تھے حضرت صادقؑ فرماتے ہین کہ حضرت رسول نے یہ کلمہ سنا تو شدت حیا سے عصا ہاتھ سے اور ردا دوش مبارک سے

گر گئی اور آپ چند قدم پیچھے کو ہٹ گئے پس لشکر اسلام قلعہ ہائے یہود کے نزدیک خیمہ زن ہوا اور پندرہ یا بقولے پچیس روز انکا محاصرہ کر کے سنگ و تیر ان پر برساتے تھے روایت ہے کہ ایک روز امیر کبیر سوار ہوئے اور یہہ کہکر کہ آج قلعہائے کفر کو فتح کرونگا ورنہ حمزہ سید الشہدا کیطرح شہید ہو جاونگا۔ ایک حملۂ حیدری کیا کفار کے آپ کی ہیبت و دہشت سے دل ٹھکانے نہ رہے۔ قاصد حضرت رسول کے پاس بھیجکر خواستگار ہوئے کہ سعد معاذ انصاریؓ جو کچھ ہمارے درمیان حکم کر دین ہمکو قبول و منظور ہے سعدؓ کے جنگ خندق میں تیر لگا تھا بکمال ضعف مدینہ میں صاحب فراش تھے اسی سبب سے اس غزوہ میں بھی حاضر نہ تھے حسب الایما حضرت سالتمآب انکو محافہ میں سوار کر کے لشکر گاہ میں لائے۔ بنی اوس خویش و اقارب سعد نے محافہ کو چارون طرف سے گھیر لیا کہ اے ابو عمر اپنی قدیمی ہم عہدون اور مددگارون پر رحم کرو انکی جانین بچاو۔ اس سعادتمند نے کہا کہ سعد راہ خدا میں ملامت کرنیوالون کی ملامت سے خوف نہ کریگا اور کہا اے معشر یہود تم میری حکومت پر راضی ہو کہا راضی ہیں اور اُمید نیکی و احسان کی تم سے رکھتے ہین۔ پھر رسولخدا کی طرف مڑے اور بکمال ادب آپ سے اذن چاہا حضرتؐ نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی تو سعد نے کہا حکم یہہ ہے کہ مردان یہود قتل کئے جائیں اور زنان و بچگان بردہ و اسیر اور مال و جائداد انکی مسلمانونمیں تقسیم ہو حضرت رسولخدا نے فرمایا اے سعد تم نے وہ حکم کیا جو حق تعالی بالائے ہفت آسمان کر چکا تھا پس یہودیوں کی مشکیں باندھ کر مدینہ مین لائے۔ حیی بن اخطب ملعون بھی انکے درمیان تھا انکو مسلمانون پر قسمت کیا کہ جنت البقیع مین لیجا کر قتل کریں۔ حیی کو حضرت امیرؑ نے اپنے دست مبارک سے قتل کیا لکھا ہے جب اسکو دست بستہ حضرت کے سامنے کھڑا کیا تو بولا ایک شریف آدمی دوسرے شریف کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہے آپ نے فرمایا بہت سے نیک بدون کے ہاتھ سے اور بد نیکون کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں وائے برحال اسکے کہ نیکوکار شرفا اسکو قتل کرین اور خوشا حال اسکا کہ کفار اشرار کے ہاتھ سے مارا جائے نیز روایت ہے کہ نظر مبارک رسولخدا حیی مذکور پر پڑی تو فرمایا اے فاسق صنع خدا کو اپنے حق مین کیونکر پاتا ہے کہا بخدا اسوگند اے محمد میں تمہاری عداوت میں اپنے تئیں ملامت نہیں کرتا جو کچھ مجھ سے ہوسکا کیا اور جسقدر جد و جہد امکان مین تھی بجالایا یا الاجس کی خدا مدد نہ کرے وہ مخذول ہے۔ پھر اپنی قوم سے خطاب کیا کہ ایہا الناس کہ جو کچھ خواستہ خدا ہے ضرور ہوگا یہہ ایک قتل تھا کہ بنی اسرائیل پر لکھا جاچکا تھا۔ اپنے دین و یقین پر ثابت رہو۔ کعب بن اسد رئیس قبیلہ سامنے آیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے کعب تجھکو ابن حواش شامی اپنے عالم بزرگ کی پند سودمند نہوئی جو کہتا تھا کہ نعمات شام کو چھوڑ کر فقر و فاقہ کیطرف آیا ہوں کہ پیغمبر مرسل کا دیدار کروں جسکا وطن مکہ اور ہجرتگاہ مدینہ ہے نان خشک و چند دانہ خرما پر قناعت کرنے والا اور دراز گوش پشت برہنہ پر سوار ہونے والا ہے اس کے آنکھوں میں سُرخی اور اسکی پشت پر مہر نبوت لگی ہوئی ہے۔ تلوار ہاتھ مین لیگا اور جو سامنے آئیگا اس پر جہاد کریگا اسکی بادشاہی منتہائی زمین تک پہنچے گی کعب نے کہا یہہ درست ہے اے محمدؐ اگر یہود نہ کہتے کہ بخوف جان ایمان لایا ہون تو مین البتہ تم پر ایمان لے آتا۔ مگر اب مین یہود پر مرتا ہون پس حضرت نے حکم دیا کہ اسکو بھی قتل کرین مروی ہے کہ یہود لئام کا کام جب مرام انجام کو پہنچا تو سعد کا زخم کہ بحکم خدا ابتک بستہ تھا پھوٹ نکلا۔ اور یہی باعث انکی وفات کا ہوا رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ سعد کی وفات کی خبر حضرت رسولخدا کو پہنچی

تو مع جماعت اصحاب انکے گھر پر تشریف لیگئے اور حاضر رہے جبتک کہ انکے غسل و کفن و حنوط سے فراغت ہوئے پس جنازہ سعد کے پیچھے برہنہ پا بلا رد ا بصورت مصیبت زدون کے روانہ ہوتے راہ میں کبھی دہنی جانب جنازہ کو پکڑتے تھے کبھی بائین جانب کو۔ قبر پر پہنچے تو خود بنفس نفیس قبر میں اُترے اور اپنے دست مبارک سے انکو لحد میں رکھا۔ بعد فراغت سبب ان امور کا دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ نعلین نہ پہننے کا باعث یہ تھا کہ ملائکہ پا برہنہ جنازہ کے ہمراہ تھے مینے انکے تاسی کی اور بار بار کندھا بدلتا تھا کیونکہ جبرئیل انکی جانب چپ و راست کو اٹھاتے تھے میں بھی اسیطرف کو اُٹھاتا تھا جسکو جبرئیل اُٹھاتے تھے۔ نیز منقول ہے کہ ستر ہزار ملائکہ نے جنازہ سعد پر نماز پڑھی کہ جبرئیل انکے درمیان تھے۔ حضرت رسولخدا نے پوچھا یا اخی جبرئیل کیا باعث تھا کہ تم نے اسقدر فرشتوں کے ساتھ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی کہا کہ وہ سورہ قل ہو اللہ کا ورد رکھتے تھے کھڑے بیٹھے سوار پیادہ جاتے آتے اسکو پڑھتے رہتے تھے نیز منقول ہے کہ سعد نے وفات پائی تو حضرت رسالت پناہ نے فرمایا رحمت خدا ہو تم پر اے سعد تم مثل ایک استخوان کے تھے گلوئے کافران میں اٹکے ہوئے اگر میرے بعد زندہ رہتے تو مدینہ میں گوسالہ پرستی نہونے دیتے یعنے حق بحقدار پہنچتا اور عمرو بکر خلافت پر مسلط نہونے پاتے ❊ ذکر

غزوہ حُدیبیہ و شک کردن بعض صحابہ در نبوت آنحضرت

صورت اس غزوہ کی یہہ ہوئی کہ حضرت رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ گویا مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور طواف خانہ خدا و باقی شرائط عمرہ بجالائے بنا بریں اصحاب کو حکم دیا کہ آمادہ سفر ہون اور ماہ ذی القعدہ ۶ سنہ ہجری میں چودہ پندرہ سو آدمی ساتھ لیکر مدینہ سے نکلے شتران قربانی آپ کے ہمراہ تھے مقام ذی الحلیفہ سے احرام عمرہ باندھا اور لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے رہگرائے منزل مقصود ہوئے۔ اصحاب بعض اس مقام سے اور بہت سے مسجد شجرہ سے مُحرم ہوئے قربانی کے جانور سب کے ساتھ تھے مکہ مین قریش کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے مشورہ کیا۔ رائے ناصواب انکی اس بات پر متفق ہوئی کہ جسطرح ہو حضرت کو زیارت خانہ کعبہ سے روکنا چاہیے پس خالد ولید کو دو سو سوار دیکر آگے بھیجا کہ موقع پاکر لشکر اسلام پر چھاپا مارے لیکن فضل الٰہی شامل حال رسول ذی الجلال تھا اُس سے کیسکا بال تک بھی بیکا نہوا تا اینکہ آپ چلتے چلتے مقام حدیبیہ پر کہ قریب بحرم واقعہ ہے پہنچکر فروکش ہوئے قریش بکمال قہر و طیش شہر سے نکل کر وادی ذی طوے مین خیمہ زن ہوئے حضرت نے انکو پیغام بھیجا کہ میرا ارادہ لڑائی کا نہین اس لئے یہاں آیا ہون کہ طواف خانہ معظمہ بجالاؤں اور جانوران قربانی کو ذبح کرکے انکا گوشت تمہارے لئے چھوڑ جاؤن۔ مگر مشرک راضی نہوتے تھے۔ حضرت نے فرمایا کسلئے مجھکو بجال خود نہین ہنے دیتے کہ اگر اپنے دعوے میں راست گو ہونگا تو بادشاہی دنیا مع فخر نبوت تمہارے لئے ہے کیونکہ تمہاری قوم اور خاندان سے ہوں ورنہ عرب کیڑے مجھکو کفایت کرتے ہین تمکو حاجت زحمت اُٹھانے کی نہیں پس اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے ایک درخت ببول کے تلے بیٹھکر بیعت لی یہ بڑی مشہور بیعت موسوم بہ بیعت رضوان و بیعت تحت الشجرہ ہے جسکا ذکر قرآن مین ہے۔ بارے ان باتون سے وہ سنگین دل کچھ نرم ہوئے اور کہا کہ اب تو تمہارا ادھر آنا اور ہمارا سد راہ ہونا عرب میں مشہور ہو گیا ہے اگر اس وقت داخل مکہ ہوتے

ذوالحلیفہ بضم حاء حطی و فتح لام وہ مقام ہے جسکو رسولخدا نے اہل مدینہ کا میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ مقرر فرمایا وہ مدینہ سے چھہ میل بجانب مکہ واقع ہے ۱۲ منہ

تو ہماری اسمیں سُبکی ہو گی اور دونکو حوصلہ ہو جائیگا جسکا جی چاہیگا بزبردستی چلا آیا کریگا۔ ہاں سال آئندہ ہم وعدہ کرتے ہین کہ تین دن صرف تمہارے واسطے خانہ معظمہ کو خالی کردین گے تم آکر بفراغت عمرہ بجالائیو کسی قسم کی مزاحمت نہو گی۔ حضرت رسولخدا اس پر راضی ہو گئے اور ٹھیر گیا کہ دس سال کے لئے فریقین مین مصالحہ ہو جائے کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرنے پائے راہیں آمدرفت کی کھُلجائیں اور کار و بار تجارت جاری ہو جنگ و جدال یک قلم برطرف مسلمان مکہ میں آسودہ حال و فارغ البال زیست کریں کفر و شرک پر انکو مجبور نہ کیا جائے۔ قریش نے کہا اسقدر اور بھی درخواست ہے کہ جو کوئی ہماری قوم و قبیلہ کا بھاگ کر تمہارے پاس چلا آئے آپ اسکو واپس بھیجدیں اور جو وہاں سے علحدہ ہوکر اپنے قوم میں شامل ہونا چاہے اسکے درپے نہوں حضرت نے فرمایا جو اسلام سے مرتد ہوکر کفر و شرک اختیار کرے ہم تہ دل سے اس سے بیزار رہیں اور اصلا اس کی حاجت نہین رکھتے۔ اس پر بعض کوتہ اندیش ضعیف الایمان مسلمان معترض ہوئے کہ ہمارے آدمی وہ واپس نہ دیں اور ہم انکے لوٹا دیں یہہ ٹھیک نہین اور مصلحت رسول کو انہوں نے نہ سمجھا زیادہ سرگرم اس بارے میں حضرت عمر بن الخطاب تھے انہوں نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر برحق ہوتے تو ہرگز اس صلح پر راضی نہوتے اور برملا حضرت رسولخدا پر اعتراض کیا کہ کیا ہم حق پر اور قریش باطل پر نہین فرمایا بلا شبہ وہ باطل اور تم حق پر ہو کہا پھر کس لئے اس خواری سے صلح کیجاوے آپنے فرمایا اے عمر حقتعالی میرے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ کرچکا ہے وعدہ ایزدی مین کبھی خلاف نہو گا بروایت علی ابن ابراہیم قمی عمر نے کہا اگر اس وقت چالیس مرد بھی میرے ساتھ ہوتے تو مین البتہ محمد سے مخالفت کرتا اور جب قاصدان قریش مجلس سے اُٹھ گئے تو انہون نے پھر کہا یا رسول اللہ آپنے نہیں کہا کہ ہم مسجد الحرام مین داخل ہونگے اور طواف خانہ کعبہ کرین گے اور سر منڈائیں گے فرمایا مینے یہ کب کہا ہے کہ یہہ ساری باتیں اسی سال مین ہونگی مین اب بھی کہتا ہوں کہ حق تعالی مجھ سے فتح مکہ کا وعدہ کرچکا ہے ہم ضرور مکہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے اور حجامت کرائین گے مگر حضرت عمر کی اس سے تسلی نہوئی اور وہ کہا کئے ماشککت فی نبوۃ محمد کشکی یوم الحدیبیہ یعنی نبوت محمد میں مجھکو شک تو بارہا ہوتے ہین الا حدیبیہ کے دن کا شک ان سب سے بڑھا ہوا ہے۔ القصہ جب اس قسم کے حضرات نے شور و شغب زیادہ کیا تو حضرت نے فرمایا اگر صلح قبول نہین کرتے تو تمکو اختیار ہے جاؤ اور انکے ساتھ جنگ کرو مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب میں نقل کیا ہے کہ یہہ لوگ گئے کہ قریش آمادہ جنگ و پیکار تھے ان پر حملہ آور ہوتے اور یہہ تاب انکے حملہ کی نہ لاکر باحال پریشان بھاگے کفار نے انکا تعاقب کیا اسوقت آپنے فرمایا یا علی اٹھو اور بزور شمشیر کفار کو پس پا کرو حضرت امیر تلوار کھینچکر مقابل ہوتے تو انہون نے کہا یا علی آیا محمد اس صلح سے پشیمان ہوئے حضرت نے فرمایا نہین وہ اپنے عہد پر قائم ہین پس اصحاب نادم و شرمندہ سامنے آئے رسولخدا نے انسے فرمایا مین تمکو خوب جانتا ہوں کہ بدر کی لڑائی میں ڈر گئے اور جنگ اُحد مین بھاگے کہ پہاڑوں پر چڑھ گئے اور نیز اور بہت سے موقع انکو یاد دلائے۔ مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ چونکہ روی خطاب حضرت کی اس کلام میں عمر خطاب کی طرف تھی تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ جنگ اُحد میں بھگوڑوں مین شامل تھے مؤلف کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کا اس روز

رسولخدا کی بات نہ ماننا اور حضرت کی نبوت میں شک کرنا کتب اہل سنت میں بھی اسی طرح مصرح ہے جیسا کہ کتب شیعہ میں
مزید اطمینان کے لئے چند عبارتیں انکی کتابونکی یہاں پر نقل ہوتی ہیں روضۃ الصفا میں ہے - و در خاطر بعضے از اہل اسلام
شیطان رجیم شبہات انداخت کہ مناسب صدق و یقین ایشان نبود و آور روضۃ الاحباب میں ہے مرویست از عمر بن خطابؓ کہ گفتا
کہ در آن روز امر عظیم در دل من پیدا شد و مراجعت کردم با حضرت مراجعتے کہ ہرگز مثل آں نکردہ بودم پھر اسیطرح کے چند سوال
و جواب جو کہ پہلے لکھے گئے درمیان خلیفہ ثانی اور حضرت رسول اللہ کے نقل کرکے لکھا ہے کہ عمرؓ گوید ہمچنا ملول و محزون از
مجلس آں سرور برخاستم و نزد ابوبکر صدیق رفتم و آں حکایات کہ بغرض حضرت سانیدہ بودم باوے گفت و ہماں جواب کہ
رسول گفتہ بود از ابوبکر شنیدم و در روایتے آنکہ صدیق گفت کہ اے عمر برو و دست در رکاب او زن و ہیچ اعتراض مکن کہ وے فرستادۂ
خدا است ہرچہ کند بوحی کند و مصلحت در آں باشد انتہی حضرت ابوبکر کے اس آخری فقرہ کو کہ برو و دست در رکاب او زن الخ
ملاحظہ فرمانا چاہئے کہ اس سے روایت علی بن ابراہیمؒ کی جو اوپر لکھی گئی یعنی عمر کہتے تھے کہ اگر میرے ساتھ چالیس آدمی ہوتے
تو میں آنحضرت سے مخالفت کرتا آہ - صرف تصدیق ہی نہیں ہوتی بلکہ کچھ بڑھ کر ثابت ہوتا ہے کیا معنی کہ اس سے صاف
صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پور خطاب نے جناب رسالت مآب کے ساتھ مخالفت کا ارادہ مصمم کر لیا تھا بخلاف روایت
علی ابن ابراہیم کے کہ اسمیں یہ خیال چالیس مرد کے ہمراہ ہونے پر مشروط ہے پس فرق ظاہر ہے اور قول خلیفہ اولؓ ہیچ
اعتراض مکن کہ وے فرستادۂ خدا است ہرچہ کند بوحی کند و مصلحت در آں باشد" - اس سے عیاں ہے کہ خلیفہ ثانی
پیغمبر پر اعتراض کرتے اور انکو فرستادۂ خدا نہ جانتے اور انکے افعال کو مبنی بر مصلحت و موافق وحی الٰہی خیال نہ کرتے تھے
معارج النبوۃ میں ہے نقلست از ابو عبیدہ جراح کہ با عمر گفت کہ محمد رسولخدا است جل و علا و ہرچہ گوید و کند بصدق و صواب
مقرون خواہد بود اے عمر از مکائد شیطان بخدا پناہ گیر و نفس خود را متہم دار - اور نیز معارج میں ہے و روایتست کہ در آں ما نیکہ
فاروق از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں سوال میکرد کہ نہ تو وعدہ کردی کہ چنین خواہد بود حضرت جواب داد کہ آرے بعد از آں
روئے بعمر آوردہ گفت کہ شما را فراموش شد کہ در روز احد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را مے خواندم و ہیچیک از شما
بمن مجال التفات نبود و فراموش گردید روز احزاب را کہ دشمنان از اعلی و اسفل متوجہ بودند و آنچہ وعدۂ خدائے تعالیٰ بود
بانجاز پیوست و بعد از آں یکیک واقعہ کہ بر فنون الطاف الٰہی و انجاز وعدۂ او بود بیاد ایشان داد انتہی - واضح رہے کہ اسکے
بعد جو کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ میں بہت سا استغفار بدرگاہ باری کرتا اور اعمال نیک مثل
نماز روزہ کے بجالاتا ہوں اور غلام راہ خدا میں آزاد کرتا ہوں کہ شاید اس جرات کا کہ اس روز مجھ سے سرزد ہوئی کفارہ
ہو جائے یہہ انکے لئے کچھ فائدہ مند نہیں کیونکہ مدعا شیعونکا ایسی باتوں کے نقل سے صرف اتنا ہے کہ یہہ حضرات ایمان
کامل و یقین واثق نہ رکھتے تھے اور رسول اللہ کی حیات میں خود آنحضرت کے ساتھ جب انکے یہہ سلوک تھے تو آپ کے بعد

انکی اہل بیت سے جو بے اعتنائی انسے صادر ہو بعید نہیں - اور نیز یہہ کہ جب عمر جیسے بزرگواروں کے دین و یقین کا یہ حال تھا تو بیچارا معاویہ اور
اسکے اقران و امثال کس گنتی میں ہیں پس قضیہ مجعولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول (ترجمہ صحابہ سبکے سب عادل ہیں) کسطرح معتبر
ٹھہر سکتا ہے - القصہ اہل شک و ریب کی بات اس معاملے میں مسموع و مقبول نہوئی اور وکلاء قریش حاضر ہوئے کہ صلحنامہ تحریر ہو امیر المومنین
وثیقہ لکھنے بیٹھے - اور لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل بن عمر نے کہا ہم رحمان و رحیم کو نہیں جانتے جیسا ہمیشہ سے لکھتے آئے ہیں
بسمک اللہم لکھو مسلمانون نے کہا رحمن و رحیم ضرور لکھنا چاہئے رسولخدا نے کہا یا علی بسمک اللہم لکھو آپنے حسب الارشاد بسمک اللہم لکھا اسکے
بعد لکھا ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ کہ یہہ وہ ہے جو رسول خدا نے فیصلہ کیا ہے سہیل بولا اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے
تو زیارت کعبہ سے کاہیکو مانع آتے بجائے رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھنا چاہئے حضرتؐ نے فرمایا قسم بخدا اگرچہ میں رسولخدا ہوں تم میری
تصدیق کرو یا تکذیب یا علی لفظ رسول اللہ کو محو کرکے بجائے اس کے ابن عبداللہ لکھدو امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے تو نہیں
ہو سکتا کہ وصف رسالت آپ کے نام نامی سے محو کروں بروایت معارج سہیل نے کہا اے علی لفظ رسول اللہ کو محو کرو ورنہ ہم اس صلح سے
بیزار ہیں امیر المومنین نے یہ سنا تو کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور قبضہ شمشیر دست حق پرست میں لیا کہ بزور تلوار انکو اس حکومت بیجا سے معزول
کریں اسوقت رسولخدا نے کاغذ اٹھا کر بدست مبارک خود لفظ رسول اللہ محو کیا بعد ازاں امیر المومنین نے بقولے خود حضرتؐ نے باعجاز
رسالت ابن عبداللہ لکھا غرض صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین کی مہر و گواہی اسپر ہو گئی تو حضرت رسولخدا نے علی مرتضیٰ سے کہا یا علی تم نے وصف
رسالت کو میرے نام سے محو کرنا نہ چاہا بخدا قسم کہ تمکو بھی ایک زمانے مین ان کفار فجار کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا کہ یہہ لوگ وصف
امیر المومنین کو تمہارے نام سے مٹانا چاہینگے تمکو مجبور مٹانا پڑیگا صدق رسول اللہ فی الحقیقت امیر المومنینؑ کو پس از جنگ صفین
بوقت تحکیم حکمین یہ قضیہ پیش آیا اور معاویہ و عمر و عاص لعین نے صلحنامہ مین لفظ امیر المومنین نہ لکھنے دیا چنانچہ یہ ماجرا مفصل اپنے مقام
میں مذکور ہے بالجملہ امر مصالحت اتمام کو پہنچا تو حضرت رسالت پناہ نے اصحاب کو حکم دیا کہ شتران قربانی کو نحر کریں اور اپنے سر کو
منڈاویں مگر اہل شک و ارتیاب نے قبول حکم نبوی سے انکار کیا حضرت ملول و حزین خیمہ حرم محترم میں آکر لیٹ گئے حضرت ام سلمہؓ ام المومنین
کو حال انکے ملال کا معلوم ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنے اونٹوں کو نحر کریں اور موئے سر منڈائیں لوگ آپکو دیکھینگے تو طوعاً و
کرہاً پیروی کرینگے آپنے اس نیک صلاح پر عمل کیا اور اصحاب نے چار و ناچار اتباع کیا اور محل ہوئے - کہتے ہیں کہ اس مصالحہ پر جس
سے یہ حضرات اس قدر نعل در آتش و برہم تھے فوائد عظیم مترتب ہوتے مسلمان کہ مکہ مین بحالت پریشان خائف و ترساں رہتے تھے انکی
بدولت ظاہر و آشکار ہو گئے قرآن پڑھتے نماز روزہ وغیرہ ارکان دین بجالاتے کیسکو چون و چرا کی مجال نہ تھی نیز آیات قرآنی کفار پر تلاوت
کرتے اور ان پر رد و انکار کرتے دبحث و مناظرہ پیش آتے تھے اس سے بہت سے مکہ والے کفر و بت پرستی کو چھوڑکر راہ راست پر آنے
لگے اور دین اسلام مکہ میں پھیل چلا چنانچہ دو ہی برس کے عرصے میں اتنے آدمی انسے مسلمان ہو گئے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک
ہوئے تھے - اسیوجہ سے بعض مفسرین کے نزدیک مراد فتح مبین سے آیہ شریفہ انا فتحنا لک فتحا مبینا مین بھی صلح

حدیث خاصف النعل

حدیبیہ ہے کہ بہت سی فتوحات اسلامیہ کا پیش خیمہ ہے۔ غرض مصلحت عظیم جو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس صلح سے ملحوظ و منظور تھی اسکے بعد بخوبی ظاہر و ہویدا ہوگئی **بعضے از فضائل امیر المومنین علیہ السلام متعلقہ این مقام** طبرسی راوندی و شیخ مفید علیہم الرحمہ نے علمائے شیعہ سے اور صاحب جامع الاصول وغیرہ اہل سنت نے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ میں سہیل بن عمر نے مع چند مشرکین کے حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ ہمارے بھائی بیٹوں اور غلاموں سے کچھ اشخاص کار و بار زراعت و خدمت سے روگردان ہوکر تمہارے پاس چلے آئے ہیں وہ دین ایمان سے کچھ بہرہ نہیں رکھتے ہمکو واپس لوا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا اے معشر قریش ان باتوں سے باز آؤ ورنہ ایسے شخص کو تم پر بھیجونگا جسکے دل کا حق تعالی امتحان کرچکا ہے وہ راہ خدا میں تم کو قتل کریگا صحابہ نے پوچھا وہ شخص کون ہے آیا ابوبکر ہے فرمایا نہیں کہا عمر ہے فرمایا نہیں وہ ہے جو اسوقت میرے جوتی درست کرتا ہے لوگ دوڑے کہ دیکھیں کون ہے دیکھا تو امیر المومنین سید الوصیین اس کام میں مشغول تھے نعلین مبارک رسولخدا کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا اسکو سی رہے تھے **بروایت** صاحب جامع الاصول خود شیخین نے یہہ سوال کرکے جواب مذکورہ بالا پایا تھا صاحب ناسخ التاریخ لکھتے ہیں کہ شاید سہیل وہ لوگ حضرت سے طلب کرتا ہو جو قبل وقوع صلح حضرت کی خدمت میں آگئے تھے ورنہ ایسا جواب تلخ نہ پاتا۔ اور **شیخ مفید** علیہ الرحمہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ کا جوتا ٹوٹ گیا تھا حضرت امیر کو دیا کہ اصلاح کریں اور آپ بقدر ایک تیر پرتاب ایک نعل پہنکر چلے پس اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم میں ایک شخص ہے کہ تاویل قرآن پر جنگ کریگا جیسا کہ مینے تنزیل قرآن پر جنگ کیا ہے ابوبکر نے کہا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ کہا نہیں حضرت عمر نے کہا اے رسولخدا میں ہوں فرمایا نہیں۔ پس سب خاموش ہوگئے اور ایک دوسرے کا مونہہ تکتے تھے اسوقت حضرت نے فرمایا وہ خاصف النعل[1] ہے۔ اور دست مبارک سے اشارہ کرکے امیر المومنین کو بتایا کہ یہہ ہے کہ تاویل قرآن پر جہاد کرے گا **مؤلف** کہتا ہے کہ حدیث اِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلٰى تَاوِيْلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ کہ تم سے ایک شخص ہے جو تاویل قرآن پر جنگ کریگا جیسا کہ مینے اسکی تنزیل پر جنگ کیا ہے پھر بوصف خاصف النعل اسکو ذات بابرکات امیر المومنین میں منحصر فرمانا کتب معتبرہ اہل سنت میں مثل مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم وغیرہ کے مروی ہے بلکہ ابن حجر جیسے متعصب نے اپنے صواعق محرقہ میں اسکو بعینہٖ چرا نقل کیا ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پر کل دو طرح کی جنگ ہوئی ایک اسکی تنزیل پر کہ کفار جو منکر تھے اور کہتے تھے مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ عَلٰى بَشَرٍ کہ خدا نے کوئی شے انسان پر نازل نہیں کی پس رسولخدا نے ان پر جہاد کیا تا اینکہ وہ تنزیل پر ایمان لائے۔ دوسری لڑائی آنحضرت کے بعد اسکی تاویل پر ہوئی کہ باغی و خارجی معنی قرآن میں تصرف کرتے تھے اور اس کے بنا پر دعوی وار خلافت تھے اسکو امیر المومنین نے انجام دیا پس وہ حضرت مثل و مشابہ رسول اللہ کے ہوئے انہوں نے ظاہر قرآن پر جہاد کیا تو انہوں نے اسکے باطن پر جنگ کیا یعنے دو لڑائیاں راہ دین میں ہوئیں پہلی حضرت

[1] خصف النعل خصفا سیا جوتے کو سینا خاصف سینے والا نعل جوتا ۱۲

خاتم النبیین نے کی دوسری انکے نائب و جانشین نے۔ اس سے زیادہ واضح دلیل خلافت امیر المومنین پر اور کیا ہوگی۔ ملا عبد الرحمن جامی کتاب شواہد النبوۃ کے چھٹے رکن میں عبد اللہ بن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسولخدا غزوۂ حدیبیہ کو جارہے تھے تو اثنائے راہ میں مقام جحفہ میں پانی ہوچکا اور تشنگی نے لشکر پر غلبہ پایا کہیں نشان پانی کا نہ تھا حضرت نے فرمایا کہ فلاں مقام پر کنواں ہے کچھ مسلمان مشکیں لیجائیں اور وہاں سے پانی بھر لائیں اور ضامن ہوئے اسکے لئے بہشت کے ایک شخص اٹھا اور عرض کی میں جاتا ہوں حضرت نے اسکے ساتھ چند آدمی اور کچھ سقے کردئے۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا جب اس کنوئیں کے نزدیک پہنچے تو وہاں کچھ درخت تھے ہم نے درختوں کے درمیان سے آوازیں سنیں اور بہت سی حرکتیں دیکھیں اور آگ بکثرت نظر آئی کہ بغیر ایندھن جل رہی ہے خوف ہم پر چھا گیا اور قدم آگے نہ اٹھ سکا اور واپس آکر رسولخدا کی خدمت میں حال بیان کیا آنحضرت نے فرمایا کہ وہ جنات تھے کہ تمکو ڈراتے تھے اگر چلے جاتے تو کچھ اندیشہ نہ تھا پس ایک اور شخص اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ میں وہاں جاتا ہوں اور ان سقوں کو لیکر وہاں گیا انکو بھی وہی صورت پیش آئی۔ اور وہاں سے پلٹ آئے حضرت نے انکو بھی فرمایا کہ اگر جسطرح مینے تمکو کہا تھا چلے جاتے تو کوئی گزند تمکو نہ تھا۔ اسی حیص بیص میں رات ہوگئی اور پیاس اصحاب کی بڑھتی جاتی تھی پس حضرت رسولخدا نے علیؑ کو بلایا اور کہا ان سقوں کو لیجاؤ اور اس کوئیں سے پانی لوالاؤ۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم مشکیں کندھوں پر اور تلواریں ہاتھوں میں لئے باہر آئے امیر المومنین علیؑ ہمارے آگے آگے تھے اور رجز پڑھتے تھے کہ اسکے معنے یہ ہیں ؎ پناہ من بخدائے است فرد بے ہمتا * کہ اوست خالق جنات و انس و ارض و سما * از عدو برق و آتش علی نیاندیشد * جو دیگراں نہ ہراسد ز صوت یا ز صدا * حتے کہ اس مقام پر پہنچے جہاں کہ وہ آوازیں اور حرکتیں پیدا ہوئیں اور دہشت ہم پر چھا گئی میں دل میں کہتا تھا کہ علیؑ بھی دو مرد کی طرح لوٹ آئیں گے مگر انہوں نے ہماری طرف نگاہ کرکے کہا کہ میرے قدم پر قدم چلے آؤ اور ذرا نہ ڈرو کہ ان چیزوں سے کوئی نقصان تمکو نہ پہنچے گا درختوں کے درمیان پہنچے تو بہت سی آگ بغیر لکڑی ایندھن کے وہاں جلتی معلوم ہوئی اور بدنوں سے جدا ہوئے سر نظر پڑے کہ ہولناک آوازیں انسے نکلتی تھیں امیر المومنین علی ان سروں پر پاؤں رکھتے تھے کہ میرے پیچھے چلے آؤ چپ راست کو نہ دیکھو اصلاً خوف نہیں ہم بھی پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے تا اینکہ اس کوئیں پر پہنچے ایک ڈول ہمارے پاس تھا براء بن مالکؓ نے کوئیں میں ڈالا ایک دو مرتبہ کھینچے پایا تھا کہ رسی ٹوٹ کر اندر جا پڑا اور کوئیں کے اندر سے ہنسی اور قہقہہ کی آوازیں آنے لگیں امیر المومنین نے کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ جاکر لشکر سے اور ڈول لے آئے اصحاب نے کہا کسکو طاقت ہے کہ ان درختوں سے گزرے امیر المومنین نے مصری لنگی کمر پر باندھی اور کوئیں میں اترے قہقہہ کی آوازیں جو آرہی تھیں اور زیادہ ہوگئیں جب کوئیں کے بیچوں بیچ پہنچے پاؤں پھسلا اور گرے بہت شور و غل ہوا اور ایک آواز آئی جیسے کوئی گلا دباتا ہو اور خناق کی کیفیت طاری ہو۔ ناگاہ امیر المومنین کی آواز سنی کہ

بعض کتب میں بجائے پہلے اور دوسرے شخص کے ابوبکر و عمر کا نام لکھا ہے ۱۲ منہ

اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ خدا تعالی بزرگ ہے اور میں بندۂ خدا و برادر رسول اللہ ہون پھر مشکین طلب کین
اور سب کو پانی سے پُر کیا اور ایک ایک کو باہر لائے پس آنحضرت نے دو مشکین اٹھائین اور ہم سبنے ایک ایک جب ان درختون
میں پہنچے تو جو کچھ پہلے دیکھا اور سُنا تھا کچھ واقع نہوا۔ ابھی درختوں سے نکلنے نہ پائے تھے کہ ایک خوفناک آواز آئی ایک ہاتف
غیب نے نعت رسول اللہ و منقبت امیر المومنین پڑھنی شروع کی رسول اللہ کی خدمت میں آئے تو حضرت امیر نے تمام قصہ آنحضرت
کی خدمت میں عرض کیا آپنے فرمایا وہ ہاتف عبد اللہ جن تھا جس نے شیطان تباہ شعر کو کوہ صفا پر قتل کیا ۔ مترجم کہتا
ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کا قوم جنات پر جہاد کرنا مشہورات سے ہے اور اس مختصر میں بھی چند مقام پر اسکا ذکر آیا ہے
ازانجملہ ایک یہی قصہ بیر العلم ہے جسکو مُلا عبد الرحمن جامی جیسے مُستند و معتبر شخص نے اور نیز مناقب میں فتوحات القدس سے
نقل کیا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک روز حضرت رسولخدا نے صحرا کا ارادہ کیا مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی علی ابن ابیطالب
آئیں تو انسے کہو کہ ایک مشک پانی کی بھر کر درمیان دو پہاڑون کے میرے پاس لے آئیں امیر المومنین تشریف لائے تو مینے یہ پیغام
پیغمبر کا انکو پہنچایا آپنے مشک کو چک پانی سے بھری اور ذو الفقار ہاتھ مین لی اور روانہ ہوئے آگے امیر المومنین راوی حدیث
فرماتے ہین کہ مین میان دو کوہ پہنچا تو ایک بوڑھے سے کہ بکریاں چرا رہا تھا پوچھا کہ رسول اللہ کدھر سے تشریف لے گئے ہین
اسنے کہا میں رسول اور اللہ کو نہین جانتا مجھے یہہ سُنکر غصہ آیا اور ایک پتھر اُٹھا کر زور سے اسکے سر مین مارا کہ پھٹ گیا بوڑھے
نے پتھر کھا کر فریاد کی بعد اس کے فریاد کے تمام صحرا سوار و پیادون سے بھر گیا اور سب مجھ پر حملہ لائے مینے تلوار کھینچ لی اور
بیدھڑک انمین گھس گیا اور داہنے بائین تلوارین مارتا تھا تا انکا انکو منہزم کیا آگے بڑھا تو ایک عورت سیاہ فام نظر آئی جس کے
دونو آنکھوں سے شرارہائے آتش بلند تھو اور ناک سے دھوان نکلتا تھا اس نے مجھکو دیکھ کر زمین پر ہاتھ مارا بعد اس کے
زمین اس جگہہ کی شق ہوئی اور سات عفریت وہانسے نکلے اور مجھ پر حملہ کیا مینے ایک کو اُنمین سے تلوار سے دو ٹکڑے کیا
اسوقت عورت نے کمر پکڑا ایک آہ کی کہ کمر ٹوٹ گئی مینے دوسرے کو قتل کیا باقی بھاگے پس عورت میرے مقابل ہوئی اسکو
بھی فضل خدا سے فی النار کیا ۔ اسوقت ایک غبار و وعظیم صحرا مین چھا گیا اور تاریکی ہوگئی میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا رفتہ رفتہ
وہ سیاہی دفع ہوئی تو مینے مشک آب رسول اللہ کی خدمت مین حاضر کی آپ پیاسے تھے پانی پیا اور میرے دو آنکھوں کے
درمیان بوسہ دیا پھر پوچھا یا اخی تمکو اتنی دیر کہان ہوئی مینے تمام قصہ اس بوڑھے گڈریے کا بیان کیا فرمایا وہ ابلیس ملعون تھا
کہ اپنے خیل و حشم کو جمع کیا اور زن سیاہ فام یغوث بت تھا کہ اہل جاہلیت اس کی پرستش کرتے تھے اے علی تمہارے اسکو قتل کرنے
سے ملائکہ آسمان تعجب مین رہے اور اہل بہشت نے شکرانہ ادا کیا کہ یہہ عورت ولی خدا کے ہاتھ پر ماری گئی بہشت فخر کرتا ہے
کہ مین علی ابن ابی طالب شیر خدا کا مسکن ہون پس حضرت رسولخدا نے دست مبارک دوش اطہر امیر المومنین پر مار کر کہا اے علی
اگر مجھکو خوف نہوتا کہ میری اُمت مثل اُمت عیسی کے تمہارے حق میں زیادتی کرے گی تو مین وہ باتین تمہارے لئے کہتا کہ خاک

راہ تمہاری اُٹھاتے اور توتیائے چشم بناتے ۔ منافقون نے یہہ حدیث سُنی تو کہا کہ جسقدر فضائل اپنے ابن عم کے ہمیشہ کہتے ہین
وہ کافی نہ تھے کہ اب انکو عیسیٰ سے تشبیہ دیتے ہیں پس حق تعالی نے انکی تکذیب میں یہہ آیہ شریفہ نازل کی ولما ضرب ابن مریم
مثلا اذا قومک منہ یصدون یعنے جبکہ پسر مریم کی مثال لائی گئی تو اسوقت تیری قوم اس سے انکار کرتی ہے شیخ مفید
علیہ الرحمہ اس قسم کی ایک روایت نقل کرنیکے بعد ارشاد مین فرماتے ہین کہ یہہ اخبار سنی و شیعہ نے برابر نقل کئے ہیں کسی کو انسے انکار
نہین الا جماعت معتزلہ کہ بباعث میل و انحراف کے طرف مذاہب باطلہ زنادقہ و براہمہ کے انکو نہیں مانتے اور نیز بعض نواصب
معاند بھی امیر المومنین کے جنون سے ملاقات کرنے اور انکا شر مسلمانون اور رسول اللہ سے دفع کرنیکو بعید جانتے ہین اور عداوت کی
راہ سے شیعوں کی بنائی ہوئی باتین کہکر ان پر مضحکہ کرتے ہین اور یہہ نہین سوچتے کہ یہی اعتراض بعینہ زندیق و دشمنان اسلام قرآن و
حدیث پر کر سکتے ہین جنمین جنون کے موجود ہونے اور رسول اللہ پر ایمان لانیکی خبر دی گئی ہے چنانچہ یہہ قصہ سورۂ جن مین مذکور
ہے اور عبد اللہ بن مسعود صحابی سے صحیح و ثابت ہے کہ انہون نے لیلۃ الجن مین جنات کو زطون کی شکل مین دیکھا پس ایسے ہی
اعتراض کفار سورۂ جن اور حدیث ابن مسعود پر بلکہ دیگر معجزات و خوارق عادات رسول خدا پر مثل چاند کے دو ٹکڑے کرنے اور
انگشتان مبارک سے پانی جاری ہونے اور سنگریزون کے آنحضرت کے ہاتھ مین تسبیح پڑھنے وغیرہ وغیرہ پر کر سکتے ہین پس دشمنان
امیر المومنین کہ آنحضرت کی اس فضیلت کا انکار کرتے ہین درحقیقت اسلام کی بنیاد کھوکھلی کرتے ہین گویا آنحضرت کے دشمنی کے
پردے میں انکو اسلام کی دشمنی منظور ہے کہ ملاحدہ اور دہریون کو اسپر اعتراض کی راہ بتاتے ہین **غزوۂ خیبر** حضرت رسولخدا
صلح حدیبیہ سے واپس آکر کوئی بیس روز ہی مدینہ سکینہ میں ٹھیرے ہونگے کہ شروع محرم ۷ھ مین آپکو خیبر پر چڑھائی کرنی پڑی یہہ لڑائی ہو نیکی
سابقہ تھی اسکو غزوۂ بنی نضیر و بنی قریظہ کا نتیجہ و ثمرہ سمجھنا چاہئے ۔ مقام خیبر مسکن یہود مدینہ سے چار منزل کے فاصلے پر تھا اسمین سات قلعے
مستحکم و استوار موسوم بہ ناعم قموص کتیبہ شق نطاط وطیح سلالم دس ہزار مردان کارزار و اسباب و سامان بے شمار سے بھرے ہوئے تھے ۔ علاوہ
برایں بنی غطفان اہل خیبر کے ہم عہد و سوگندان سے دو فرسخ یعنی چھ کوس کے فاصلے پر رہتے تھے ۔ انمین بھی چار ہزار مرد جنگی سے کم نہوگا
حضرت رسولخدا کل چودہ سو آدمیون کے ساتھ اس انبوہ کثیر کے مقابلے کو چلے ۔ مدینہ کے یہود مسلمانون پر طنز کرتے تھے کہ محمد نے خیبر کو بھی
بنی نضیر و قریظہ سمجھا ہے وہان جا کر دیکھین گے کہ فتح خیبر کوئی آسان کام نہین عبد اللہ بن ابی منافق نے یہودیونکو کہلا بھیجا کہ تمہارے پاس
سپاہ و اسباب وافر ہے خوب جی کھول کر لڑو محمد ہرگز تمہارے جوڑ کے نہین ۔ یہودی پہلے ہی سے اپنے ساز و سامان پر نازاں تھے اس پیغام
سے اور بھی پھول گئے ۔ اور انہون نے قاصد بھیجکر غطفانیوں کو بھی اپنی مدد پر طلب کیا ۔ مگر حقتعالی کو اسلام کا بول بالا منظور تھا اور
یہ فتح اس جل شانہ نے روز ازل سے حضرت امیر خیبر گیر کے نام پر لکھدی تھی ۔ انکا مال و رجال کچھ بھی کام نہ آئے اور خواستہ خدا ہو کر رہا
چنانچہ شرح اسکا بیان آتا ہے روایت ہے کہ علم لشکر اس روز بھی حسب دستور امیر المومنین امام الاجمعین کے ہاتھ مین تھا حضرت

غزوۂ خیبر

زط کالے رنگ کا آدمی زنگبار وغیرہ کا رہنے والا چونکہ جن سیاہ بھوتون کی شکل مین نظر آتے تھے اس لئے انکی تشبیہ دی گئی سو قاموس مین ذکر لفظ زط مرقوم ہے کہ جٹ لغات کا ہے کہ ہندوستان کی ایک قوم کا نام ہے ۱۲ منہ

رسولخدا کو بہت خیال اس بات کا تھا کہ کسیطرح ایسی راہ سے جائین کہ بنی غطفان اور خیبر کے بیچمین حائل ہوں اور انکو باہم ملنے نہ دیں لیکن
بنی غطفان اپنے منزل و مکان سے نکلے تو انکو پیچھے سے ایک آہٹ محسوس ہوئی گمان کیا کہ مسلمان ان کے گھروں کو تاخت و تاراج کرنے
آئے ہین پس وہ ویسے ہی لوٹے پھر گئے - بروایتے منادی غیب نے انکے درمیان آواز دی کہ اے بنی غطفان اپنے مسکن کو واپس جاؤ تحقیق
کہ غنیم تمہارے اہل و عیال پر چڑھ آیا ہے - وہان جا کر دیکھا تو کسیکو نہ پایا جانا کہ یہ آواز خدا کیطرف سے تھی اُدھر رسولخدا خیبر کے قریب پہنچکر
ایک مقام پر درمیان درختان خرما اُتر کر خیمہ زن ہوئے - اگلے روز بوقت ظہر حضرت کے منادی نے آواز دی لوگ جمع ہوئے تو دیکھا
کہ ایک مرد آپ کے پاس بیٹھا ہے فرمایا کہ مین اس درخت کے نیچے سو رہا تھا کہ یہہ آکر میرے تلوار میان سے لیکر میرے سرہانے کھڑا ہوا
مین بیدار ہوا تو بولا اے محمدؐ اسوقت کون تمکو میرے ہاتھ سے نجات دے سکتا ہے مینے کہا میرا خدا بس تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی
اور اسیطرح خاموش بے حس و حرکت بیٹھا ہے غرض حضرت نے اسکا قصور معاف کیا اور بیس روز تک یہودیون کا محاصرہ کئے رہے اس
عرصہ مین امیر المومنینؑ کو درد چشم شدید عارض ہوا مسلمان قلعہ کے پاس جاتے اور سنگ و تیر سے انکے ساتھ جنگ کرتے یہودی اندر سے
جواب دیتے روایت ہے کہ سب سے محکم و مضبوط قلعہ انکا قموص تھا اسکے گرد ایک خندق کھودی ہوئی تھی مرحب یہودی کہ شجاعت
و جوانمردی مین رستم وقت شمار ہوتا تھا اور کثرت طاقت و ثروت کی وجہ سے یہودیونکا سردار گنا جاتا تھا ہر روز مع فوج قلعہ
قموص سے باہر نکلتا اور مسلمانون کے ساتھ جنگ کرتا حضرت رسولخدا بوجہہ درد سر ان دنون بنفس نفیس معرکہ جہاد مین حاضر نہوتے
ایک سردار کو مہاجر و انصار سے فوج و علم دیکر اس کے مقابلے کو بھیجتے چنانچہ پہلے دن سعد بن عبادہ انصاریؓ کو بھیجا سعد نے میدان
مین جا کر خوب داد دلاوری دی تا اینکہ زخمی ہوئے مگر قلعہ فتح نہ کر سکے ناچار واپس آئے دوسرے روز حضرت ابوبکر گئے ناکام
پھرے تیسرے دن عمر خطاب آگے بڑھے لیکن تاب مقابلہ نہ لا کر خائف و ترساں روگردان ہوئے بروایت دیگر اول روز عمر پھر
ابوبکر تیسرے روز پھر عمر تشریف لیگئے مگر سوائے اس کے کہ اسلام کو نظر کفار مین ذلیل و خوار کیا کوئی کار نہ کر سکے - ابن ابی الحدید
کہ علما معتزلہ اہل سنت سے ہے چند اشعار مین اس امر کا ذکر کرتا ہے - دو شعر انسے یہ ہین ۵ وان انس لا انس الذین تقدما -
وفرّھما والفرّ قد علما حوبٌ + وللراية العظمى وقد ذهبا بها + ملابس ذلٍّ فوقها وجلابيبُ +
کہتا ہے کہ اگر مین تمام باتین بھلا دوں تو اُن دو شخصون کے بھاگنے کو تو نہ بھولونگا جنہون نے سبقت کی اور حالانکہ وہ جانتے تھے کہ
جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے علم بزرگ اسلام پر جسکو وہ لیکر گئے تھے لباسہائے ذلت و پردہ ہائے تاریک ڈھانپ دئے الحاصل
تیسرے روز جبکہ حضرت عمر خطاب جنگ گاہ سے واپس آئے تو حضرت رسالت پناہ نے باواز بلند فرمایا لاُعطين الراية غدًا رجلًا
کرارا غیر فرار يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله يفتح الله على يديه یعنے کل مین علم لشکر اس مرد کو دونگا کہ لڑنے والا ہے
بھاگنے والا نہین خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہین حق تعالی اس لڑائی کو اس کے ہاتھ پر فتح کریگا
یہ حدیث جہانتک دیکھا جاتا ہے کتب اہل سنت مین متواترات سے ہے - تمام محدثون اور جملہ مورخون نے اسکو نقل و روایت کیا

معجزہ حضرت رسالت پناہ در روز خیبر

حدیث اعطائے رایت

ہے ہاں بعض متعصبون نے فقرات حدیث مین کچھ کاٹ چھانٹ کی ہے یعنے لفظ کرار غیر فرار کو حضرات شیخین کے پاس خاطر کی
وجہ سے نکال دیا ہے - سو وہ جانین - ہمارے نزدیک تو صفت کا وبال گردن پر لیا ہے اس اصلاح سے کچھ فائدہ بحال شیخین نہین
پہنچ سکتا انکا فرار ہونا اور حضرت امیرؑ کا کرار غیر فرار ہونا نفس قصہ سے ظاہر ہے - جو صفت کہ خدا و رسول کیطرف سے اسکا اعلان منظور
تھا یعنی امیر المومنینؑ کا خدا و رسول کو اور خدا و رسول کا انکو دوست رکھنا اسکو انہون نے بالاتفاق روایت کیا ہے اور کیونکر نہ
کرتے ایسی باتین روایت نہ کرتے تو حجت خدا کیونکر تمام ہوتی وَلِلّٰهِ الحُجّةُ البالغة القصہ حدیث مذکور زبان مبارک حضرت سے سنکر
ہر ایک کو اس کی آرزو ہوئی کہ علم لشکر مجھکو ملے - چونکہ امیر المومنینؑ بوجہ آشوب چشم جہاد پر جانیکے قابل نہ تھے اس لئے
بہت سون کو امید کرنیکا موقع ملا - بریدہ بن الحصیب کہتا ہے جو کوئی آنحضرتؐ سے ادنی تقرب رکھتا تھا وہ بھی اس رات
اُمید وار تھا کہ علم مجھکو ملے اور فتح میرے ہاتھ پر ہو حضرت عمر باوجودیکہ اپنے تئین جانتے اور دوبار آزما چکے تھے مگر وہ بھی
اس تمنا سے خالی نہ تھے چنانچہ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھکو آرزوئے امارت نہین ہوئی اِلّا اُس رات امیر المومنینؑ کو یہ حال معلوم
ہوا تو کہا اللهم لا مانع لما اَعطيتَ ولا معطي لما منعتَ خداوندا جو چیز تو دینا چاہے اسکو کوئی روک نہین سکتا اور جسکو
تو منع کرے کوئی اس کے دینے پر قادر نہین - غرض صبح ہوئی تو آفتاب نبوت نے افق خیمہ سے طلوع کیا اور علم سفید سامنے
در خیمہ کے نصب ہوا - اسوقت ہر ایک اپنے آپ کو دکھلاتا اور آنحضرتؐ کی نظر مین لاتا تھا تا کہ آپ اسکی طرف التفات کرین
سعد وقاص کہتے ہین کہ مین چند بار آپکے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھا اور پھر اُٹھا تا کہ علم لشکر مجھکو ملے - مگر حضرت نے فرمایا علیؑ
ابن ابی طالبؑ کہان ہے صدائین چار طرف سے بلند ہوتین کہ انکی آنکھین دکھتی ہین اور شدت درد سے اپنی پشت پا تک نظر
نہین کر سکتے - فرمایا انکو یہان لاؤ - حسب الحکم لوگ ہاتھ پکڑ کر سامنے لائے رسولخدا نے پوچھا یا علیؑ کیا حال ہے عرض کی یا رسول
اللہ آنکھین نہین کھلتی ہین اور سر مین درد شدید ہے آپ نے بکمال شفقت بزرگانہ سر مبارک امیر المومنینؑ کو اپنے زانو پر رکھا اور
آب دہن اپنا انکی آنکھون پر ملا فی الفور آنکھین کھل گئین بلکہ پہلے سے زیادہ روشن ہوگئیں اور درد سر جاتا رہا پس حضرت نے
فرمایا اللّٰهمّ اذهب عنه الحرّ والبرد بار الہا اضرر سرما و گرما سے علیؑ کو نگاہ رکھ مدارج النبوہ مین ہے چونکہ غزوہ خیبر سخت گرمی
کی موسم مین تھا اس لئے حدت حرارت سے بچنے کے لئے دعا کی اور سرما کا ذکر استطراداً در بیان آگیا بہرکیف اس کے بعد ببرکت
دعا خاتم المرسلین شیر خدا نے سردی و گرمی سے کبھی ایذا نہ پائی سخت سے سخت گرمی مین جامۂ پنبہ دار پہن لیتے اور پروا نہ کرتے
اور کڑکتے جاڑے میں باریک کپڑے زیب تن فرماتے اور خبر تک نہوتی - نیز لکھا ہے کہ بعد ازان مدت العمر آنحضرتؐ کو درد سر و
درد چشم عارض نہوا القصہ علم لشکر حضرت فاتح خیبر کو عنایت ہو کر اذن جہاد ملا - محمد ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں
روایت کی ہے کہ رسولخدا نے اُس روز اپنا ملبوس خاص امیر المومنینؑ کو مرحمت کیا اور عمامہ مبارک اپنا انکے سر پر باندھا اور اپنے
استر پر سوار کر کے کہا یا علیؑ جاؤ جبرئیل تمہارے دہنے میکائیل بائیں عزرائیل آگے اور اسرافیل پیچھے چلین گے اور میری دعا تمہارے

ساتھ ساتھ ہوگی اور نیز فرمایا اے علیؑ ان لوگوں نے اپنی کتابون مین پڑھا ہے کہ ایلیا نام ایک شخص انکو ہلاک کرے گا بس تم
اپنا نام علی انکو بتلانا کہ علی و ایلیا ایک ہی لفظ ہے۔ اسکو سنکر انشاء اللہ تعالیٰ مخذول ہونگے۔ امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول
اللہ علیٰ مَاذَا اُقَاتِلُ کہ کس بات پر ان سے جنگ کرون فرمایا جنگ کر جبتک کہ شہادت دین وحدانیت خدا اور میری رسالت
کی جب یہ شہادت دی تو انکا خون و مال ہمپر حرام ہے۔ بروایتے فرمایا یا علیؑ پہلے ان پر اسلام کو عرض کر قسم بخدا کہ اگر ایک نفس بھی
تیرے ہاتھ پر ہدایت پائے تو بہتر ہے شتران سرخ موسے کہ راہ خدا میں انکو خیرات کرے **الغرض** امیر المومنینؑ علم نصرت شیم لیکر
روانہ ہوئے تا اینکہ زیر قلعہ قموص جاکر ایک بلند جگہ پر اسکو نصب کیا معارج البنوۃ وغیرہ مین ہے کہ اسوقت ایک عالم نے
علمائے یہود سے بالائے قلعہ سے پکار کر کہا کہ تو کون ہے۔ حضرت نے فرمایا ؎ اَنَا عَلِیُّ وَابنِ عَبدِالمُطَّلِب + مُھَذَّبٌ ذُو سَطوَۃٍ
وَذُو غَضَب + یعنی مین علی پسر عبد المطلب کا تہذیب یافتہ صاحب قہر و غضب ہوں یہودی نے نام علیؑ سنا تو چلایا غُلِبتُم وَمَا
اُنزِلَ عَلیٰ مُوسٰی۔ مغلوب ہوئے تم قسم ہے توریت کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی۔ اور رعب آنحضرت کا یہودیون پر چھا گیا۔ بس
اول جس نے میدان جنگ مین قدم رکھا وہ حارث برادر مرحب تھا فوج یہود کے ساتھ قلعہ سے نکلکر لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا
اس حملہ مین مسلمانون سے دو مرد شہید ہوئے امیر المومنینؑ یہ دیکھکر مثل شہباز نر اس کافر کے سر پر آئے اور ہیک ذوالفقار
مانند حمار اسکو دو ٹکڑے کیا مرحب بھائی کے مارے جانے پر شیر غضبناک کیطرح قلعہ سے نکلا یہ مرحب قوم یہود میں بے مثل و
یکتا سرزرگ بلند بالا تھا اسوقت دو زرہ بدن مین اور دو عمامے سر پر رکھتا تھا کہ انکے اوپر خود اور خود پر ایک سنگ کلان سوراخ
کرکے رکھا تھا صرف بھالا اُس کے نیزے کا تین من وزن کا بیان کیا گیا ہے غرض مرحب حیدر کرار کو دیکھکر جوش و خروش
کرنے اور یہ رجز پڑھنے لگا ؎ قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب یعنی یہودان خیبر جانتے ہین کہ مین
مرحب ہوں سلاح سے غرق آہن پہلوان جنگ آزمودہ ہون۔ امیر المومنینؑ نے اسکے جواب مین ایک رجز پڑھا اول
شعر اس کا یہ ہے ؎ انا الذی سمتنی امی حیدرہ + ضرغام اجام ولیث قسورہ + یعنے مین ہون وہ شخص کہ
میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے شیر آجام یعنے بنو نکار ہنے والا اور شیر ببر ہون۔ لکھا ہے کہ مرحب نے خواب مین دیکھا تھا
کہ ایک شیر اسکو ہلاک کرتا ہے امیر المومنینؑ نے رجز میں اپنا نام باعجاز حیدر یعنی شیر بتلایا تو اسکو اپنے خواب کی تعبیر معلوم ہوئی بروایت
شیخ ابو جعفر طوسیؒ اسکی ایک دایہ کاہنہ تھی کہ بوجہ جسامت و شجاعت کے مرحب کو بہت چاہتی تھی اس نے کہدیا تھا کہ جس کے
ساتھ چاہے جنگ کرنا کہ تو سب پر غالب آئیگا۔ الا جسکا نام حیدر ہو اس کے پاس نہ جانا کہ مارا جائیگا اسوجہت نام حیدر کا امیر
المومنینؑ سے سنا تو بہت گھبرایا اور بے تحاشے بھاگا راہ مین شیطان بصورت ایک عالم یہود کے اسکو ملا پوچھا کہاں جاتا ہے
مرحب نے قصہ دایہ کا اس کے روبرو بیان کیا شیطان نے کہا قَبَّحَ اللّٰہُ وَجھَکَ زشت ہو تیری رو تو ایک عورت
کے کہنے سے معرکہ جنگ سے روگردان ہوتا ہے حالانکہ عورات کی باتین اکثر غلط و خطا ہوتی ہین بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو

قتل حارث

جنگ مرحب

دنیا میں حیدر نام بہت سے اشخاص ہین کیا ضرور ہے کہ یہ وہی حیدر ہو جس کے ہاتھ پر تجھے قتل ہونا ہے لوٹ جا کر مین مردان یہود کو تیرے
جنگ کرکے تیرے پیچھے بھیجتا ہوں لاجرم مرحب اپنی قتل گاہ کو پھرا اور آتے ہی چاہا کہ حضرت امیر پر وار کرے مگر آپ نے پیش دستی کرکے
ذوالفقار اسپر چلائی کہ سنگ و خود اور دستار کو مع اسکے سر کے کاٹکر قربوس زین تک پہنچی اور اسکے دو ٹکڑے کرڈالے کتاب **مشارق الانوار**
مین روایت کی ہے کہ امیر خیبر گیرؑ نے مرحب کو قتل کیا تو جبرئیل تعجب کنان حضرت رسالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے باعث
استعجاب دریافت کیا تو انہون نے کہا اے محمد ملائکہ مقام ملکوت مین اسوقت لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا تکرار کررہے
ہین۔ میرے تعجب کا یہ باعث ہے کہ مجھکو حکم تھا کہ قوم لوط کو ہلاک کرون بس انکے سات شہرون کو طبقہ ہفتم زمین سے اکھاڑا اور اپنی بازو پر
اٹھایا اور اسقدر بلند کیا کہ اہل آسمان آواز مرغان و صدائے گریہ اطفال سنتے تھے صبح تک بازوؤن پر لئے منتظر حکم ربانی کھڑا رہا ان کی
سنگینی مجھکو محسوس نہوئی۔ الا آج کہ علیؑ نے اللہ اکبر کہکر ازروئے غضب ضربت حیدری مرحب پر لگائی تو مجھکو حکم ہوا کہ زیادتی طاقت تم اس
کو اپنے بازوؤں پر روکوں کہ مبادا گاؤ زمین تک اسکا صدمہ پہنچے اس ضربت کی سنگینی ان شہرونکی سنگینی سے اپنے پرون پر زیادہ پاتا ہون
حالانکہ میکائیل و اسرافیل بحکم رب جلیل پیچھے سے آنحضرت کے بازو کو تھامے ہوئے تھے۔ صاحب حملہ حیدری کہتے ہین ؎ چو شمشیر ش
از مرد و مرکب گذشت۔ ہمیخواست کز ہم درد کوہ و دشت۔ چو او خورد بر خاک روح الامین۔ رسید و بگسترد پر بر زمین۔ سرافیل بازو و میکال
دست۔ گرفتند تا خاک ازان ضرب رست۔ ولے یک وجب تیغ بنشستہ بود + کہ روح الامین پر بگستر د زود۔ ببرید شمشیر ضرغام دین۔ سہ پر زینہ
از بال روح الامین۔ ز ضربش طپید انچناں دشت و دد + کہ گاؤ زمین بافت گفتی لگد۔ شنیدم کزان ضرب از جنبیاں۔ برافتاد کیخاندان کلان
روضۃ الاحباب وغیرہ مین ہے کہ اس روز سات مرد بہادران و شجاعان یہود سے امیر المومنینؑ نے اپنے ہاتھ سے قتل کئے
بقیۃ السیف قلعہ کیطرف بھاگے حضرت نے انکا تعاقب کیا اسوقت ایک یہودی نے موڑ کر ایک ضربت آپ کے ہاتھ پر لگائی کہ سپر دست
حق پرست سے گرگئی دوسرے نے جرأت کی ڈھال اٹھا کر بھاگا۔ حضرت کو غیظ آیا اور ان پر ایک حملہ حیدری کیا یہود قلعہ میں گھس گئے
اور پل روئے خندق سے اٹھا کر دروازہ کہ آہنی تھا بند کرلیا حضرت بیک جست در قلعہ پر پہنچے اور بزور ید اللہی اُس در آہنی کو اکھاڑ کر
بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا اور جہاد کرتے تھے کہ صدائے الامان یہود بے بود سے بلند ہوئی اسوقت آپ نے کواڑ کو پس پشت
کی طرف پھینکا چالیس ہاتھ پر جاکر پڑا سات جوانوں نے مسلمانون سے چاہا کہ اسکو حرکت دین ذرا نہ ہلا سکے چالیس آدمی باہمدگر ملکر اسکو
پلٹنا چاہتے تھے قادر نہوتے۔ بروایت روضۃ الصفا ستر اشخاص نے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے تاریخ طبری مین ہے کہ اصحاب رسول
سے ستر آدمی گئے اور اس در کو جگہ سے نہ ہلا سکے **علیٰ ہذا** اس کے وزن مین بھی اختلاف کیا ہے صاحب معارج البنوہ آٹھ سو من
پختہ کا لکھتے ہین روضۃ الصفا مین تین ہزار من تک کی روایت نقل کی ہے **معارج النبوہ** میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
کی ہے۔ کہ جسوقت امیر المومنینؑ نے در خیبر کو اکھاڑنے کے لئے پکڑکر جنبش دی تو تمام قلعہ مین زلزلہ پڑ گیا تھے کہ صفیہ بنت حی اخطب کہ اپنے
تخت پر بیٹھی تھی سرنگوں زمین پر گری اور اس کے موہنہ مین چوٹ آئی۔ کہ نشان اسکا باقی رہا۔ **جابر انصاری** کہتے ہین کہ امیر المومنینؑ

نے درِ خیبر کو ہاتھ میں لیکر خندق کا پُل بنا دیا کہ مسلمان اس پر سے گزر کر داخل قلعہ ہوئے - ابو عبداللہ جدلی کہتا ہے کہ امیر المومنین نے
مجھ سے نقل کیا کہ مینے درِ خیبر کو اکھاڑ کر ہاتھ میں لیا اور یہودیوں سے جنگ کرتا تھا تا اینکہ بفضل خدا انکو شکست دی پھر اسکو خندق کے
اوپر مثل پُل کے ہاتھ مین لئے رہا حتے کہ مسلمان اس پر سے گزر گئے پس اسکو دور پھینکدیا کسینے کہا یا امیر المومنین بڑا بھاری بوجھ آپنے
اُٹھایا - حضرت نے فرمایا کہ مجھکو اس حال سے کہ میرے ہاتھ مین ہے زیادہ بھاری معلوم نہوتا تھا - اور نیز حضرت فرماتے تھے کہ مینے
درِ خیبر کو اکھاڑ کر دور پھینکا تو یہ امر قوت بدنی اور حرکت غذائی سے نہ تھا بلکہ مین موید تھا ساتھ قوت ملکوتی اور نفس نورانی کے کہ نور پروردگار
سے منور تھا اور مین رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے بمنزلہ ایک چراغ کے ہوں کہ دوسرے چراغ سے روشن کرین بخدا سوگند کہ اگر تمام عرب
میرے مقابلے پر تُل جائے تو ذرا مونہہ نہ موڑوں اور موقع ملے تو تمام منافقونکی گردنین کاٹ ڈالوں بتحقیق کہ جو شخص مرنے سے نہین
ڈرتا اور ہمیشہ آرزوئے مرگ مین رہتا ہے وہ لڑائی سے کیونکر بھاگے گا مجلسی علیہ الرحمہ بعد نقل قصہ حیات القلوب میں کہتے ہین
کہ ابوبکر و عمر کا لڑائی سے فرار کرنا اور حضرت رسولخدا کا اس کے بعد یہہ فرمانا کہ مین علم اس شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھے
اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھین - متواترات سے ہے بخاری و مسلم وغیرہ محدثین اہل سُنت نے اسکو اپنی اپنی کتابوں میں
روایت کیا ہے اور نیز اکثر مناقب و مفاخر انحضرت کے یہاں نقل ہوئے انکی معتبرہ کتب میں مذکور ہیں پس جسکو تھوڑی سی تمیز بھی
ہو تو اسکے نزدیک یہی ایک واقعہ انحضرت کے استحقاق خلافت اور شیخین کے عدم استحقاق مین کافی ہے کس لئے کہ ہر عاقل سمجھ سکتا
ہے کہ جب حضرت انکے بھاگنے کے بعد فرمائین کہ کل میں علم اس شخص کو دونگا جسمین یہہ صفات ہونگے تو اس سے ظاہر ہے کہ مراد انحضرت
کی یہہ ہے کہ بھاگنے والے یعنی شیخین ان صفات سے عاری ہیں پس جو شخص کہ خدا اور رسول کو دوست نہ رکھے اور خدا اور رسول اسکو
دوست نہ رکھین تو وہ کیونکر خلیفہ خدا و پیشوائے دین و دنیا ہو سکتا ہے انتہی القصہ اہل قموص و دیگر اہل خیبر نے یہہ امر غریب
حضرت مظہر العجائب و الغرائب سے مشاہدہ کیا تو بالحاح و زاری طالب امان ہوئے شاہ ولایت پناہ نے باجازت حضرت رسالت انکو امان
دی بدین شرط کہ کوئی شخص بجز اسپ و قمچی اپنے ساتھ دوسری چیز نہ لیجائے باقی تمام مال و اسباب جملہ سلاح و دواب مسلمانوں کے لئے
ہے اور فرمایا زنہار کہ کوئی شے اپنے پاس پوشیدہ نہ رکھین کہ اگر بعد کو ظاہر ہو گی تو مال مسروق تصور ہو کر امان باطل ہو جائیگی
اس فتح سے غنیمت عظیم مسلمانوں کے ہاتھ آئی کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی صاحب مدارج کہتے ہین کہ سو زرہ چار سو تلوارین
ہزار نیزے پانسو کمانین صرف قلعہ قموص سے کہ کنانہ ابن ابی الحقیق اسکا سردار تھا ملے دیگر مال و اسباب کو بھی پھر قیاس کرنا چاہیے پھر باقی
قلعون کے غنائم کو دیکھنا چاہیے - حضرت رسولخدا کو فتح خیبر کی خبر پہنچی تو خوشی خوشی خیمہ سے نکلکر متوجہ قلعہ ہوئے امیر المومنین نے
بیرون در تک آکر انکا استقبال کیا نزدیک پہنچے تو حضرت نے آغوش شفقت مین لیا اور پیشانی نورانی انحضرت پر بوسے دئے پھر فرمایا
قَدْ بَلَغَنِي نَبَاءُكَ الْمَشْكُورُ وَصَنِيعُكَ الْمَذْكُورُ قَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَرَضِيتُ أَنَا عَنْكَ یعنے مینے تیری سعی مشکور اور شجاعت
مشہور کا حال سُنا بتحقیق کہ اے علی خدا تجھ سے خوشنود ہوا اور مین راضی ہون امیر المومنین نے یہ کلمات زبان حقائق ترجمان انحضرت

سے سُنے تو رقت آپ پر طاری ہوئی رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا علی تیرے اسوقت رونیکا کیا باعث ہے عرض کی یا رسول
اللہ یہ گریہ شادی ہے کیونکر شاد نہوں مین جبکہ آپ مجھ سے رضامند ہون رسولخدا نے مکرر فرمایا یا علی نہ تنہا مین تجھ سے راضی ہوں
بلکہ حقتعالی و جبرئیل و میکائیل و دیگر ملائکہ جلیل تجھ سے راضی ہیں بروایت اخطب خوارزم وغیرہ محدثین اہل سُنت آپ نے کہا
یا علی اگر اندیشہ نہوتا کہ کچھ لوگ میری اُمت کے تیرے بارے میں گمراہ ہو جائیں گے جیسے کہ قوم نصاری عیسیٰ کے بارے میں گمراہ ہو گئے
تو البتہ مین چند اوصاف و فضائل تیرے بیان کرتا کہ جدھر تو گزرتا مسلمان خاک تیری قدمونکی اُٹھاتے اور آنکھونکو لگاتے اور بقیہ آب وضو
تیرا لیتے اور بیمارونکو اس سے شفا دیتے - لیکن بس ہے تیرے لئے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے الا یہ کہ میرے بعد کوئی
نبی نہیں یا علی تو میرے قرضوں کو ادا کریگا اور میری سُنت پر جنگ کریگا - آخرت مین سب سے زیادہ مجھ سے نزدیک ہوگا اور فردائے
قیامت میرا خلیفہ ہوگا حوض کوثر پر اور تو ہی سب سے بیشتر کوثر پر وارد ہوگا اور تمام اُمت سے پہلے بہشت میں جائیگا - تیرے شیعہ
بہشت مین ممبر ہائے نور پر چمکتے ہونگے حقیر مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کا جسکو سوائے اخطب خوارزم موفق بن احمد مکی کے
دیگر مشاہیر علمائے اہل جماعت واحدی و نیشاپوری وغیرہ نے روایت کیا ہے ایک تتمہ بھی متضمن بر فضائل عالیہ امیر المومنین موجود
ہے جسکو ہم نے بنظر اختصار اس مقام پر نقل نہیں کیا - لیکن امام احمد بن حنبل نے مقدار مذکورہ بالا مین بھی قطع برید کی ہے انہوں نے
جسقدر اپنی مسند مین روایت کی ہے یہ ہے والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول طوائف من امتی فیک ما قالت النصاری فی ابن
مریم لقلت الیوم فیک مقالۃ لا تمر بملاء من المسلمین الا اخذ التراب من تحت قدمیک للبرکت مگر طالب حق کے لئے جو کچھ امام
صاحب لکھ گئے ہین وہ بھی کافی و وافی ہے کہتے ہین کہ کنانہ بن ابی الحقیق رئیس خیبر کو جڑاؤ سُنہری زیورات اپنے باپ سے
میراث سے پہنچے تھے جو ایک بکری کی کھال میں سماتی تھے بعد ازان بڑھتے بڑھتے پوست گاؤ کی مقدار کو پہنچ گئے اسپر بھی ترقی
ہوئی تو جلد شتر میں رکھے جانے لگے - چونکہ اہل مکہ گاہ گاہ شادی بیاہ کے موقعوں پر ان زیورات کو کنانہ سے کرایہ پر منگایا کرتے
تھے - اسلئے حضرت رسولخدا انسے واقف تھے خیبر فتح ہوا تو آپنے اُس زر و جواہر کا حال دریافت کیا یہودی لگے حیلے حوالے
بتانے اور ٹالنے - حضرت نے فرمایا اگر مجھکو معلوم ہوا کہ تم نے یہہ مال مجھ سے چھپایا ہے تو امان تم سے اُٹھ جائیگی یہ قول و قرار
ہو گیا آخر وحی آسمانی نے یہودیوں کا کید کھولدیا اور وہ مال بجنسہ ایک خزانے سے زمین مین گڑا ہوا ملا - اب حسب قرار داد امان النبی
بر طرف ہوئی - خود کنانہ ایک مسلمان کے قصاص میں مارا گیا اور اسکی بیوی صفیہ بنت حی اخطب مع دیگر زنان یہود بندی میں آئی
صفیہ چونکہ زن صاحب جمال ہفتدہ سالہ امیر کی بیوی امیر کی بیٹی تھی اور سلسلہ نسب کا حضرت ہارون نبی تک پہنچتا تھا اس لئے مسلمونکی
یہ صلاح ہوئی کہ وہ حضرت رسالت پناہ کے لئے مخصوص ہو پس صفیہ خاتون داخل زوجات عالیات ہوئین اور انکا مہر انکی آزادی قرار
پایا یہ صفیہ وہی بی بی ہین کہ امیر المومنین کی باب خیبر کو جنبش دینے کے وقت دہشت کھا کر اوندھے مونہہ زمین پر گریں اور انکے چہرے پر خراش
آئی بروز زفاف حضرت رسولخدا نے اس خراش کا سبب انسے پوچھا تو انہوں نے تمام قصہ تخت سے گرنے اور چوٹ کھانیکا

آپکے روبرو بیان کیا حضرت نے سُنکر فرمایا اے صفیہ علی کا مرتبہ حق تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے جب انہون نے درخیبر کو پکڑ کر ہلایا تو زمین و آسمان عرش اعلےٰ تک اُنکے غصہ سے لرز گئے القصّہ حضرت نے یہودیونکی دوبارہ جان بخشی کی نہ صرف جان بخشی بلکہ تمام باغ اور کھیت اس ملک کے انکو دیدئے کہ نصف محاصل اُسکا حضرت کو دیا کرین باقی نصف بونے جوتنے کی اُجرت میں وہ کھاوین اس طرح غزوۂ خیبر کا خاتمہ ہوا **فتح فدک** فدک کا علاقہ گو آبادی میں خیبر کے برابر نہ تھا مگر حاصل خیزی میں اس سے کم تر نہ تھا خیبر کی یہہ صورت ہوئی تو اہل فدک خوف کھاکر خود طالب صلح ہوئے امیر المومنین بنفس نفیس وہان تشریف لیگئے اور انکو امان بخشی چونکہ فدک بغیر فوج کشی اور مسلمانون کے جنگ و جدل کے ہاتھ آیا تھا۔اس لئے بموجب نص قرآن رسول اللہ کا خالص مال ہوا پس جبرئیل امین نازل ہوئے۔اور آیہ شریفہ وآت ذاالقربیٰ حقّہٗ لاتے حضرت رسولخدا نے پوچھا یا اخی جبرئیل میری ذوالقربے یعنے قرابت دار کون ہین اور حق انکا کیا ہے کہا ذوالقربے فاطمہ زہرا اور حق انکا فدک ہے وہ انکو عطا کرو بنا برین حضرت نے فدک فاطمہ کو مرحمت فرمایا۔اور اس مقدمے مین ایک وثیقہ لکھدیا اُسوقت سے وہ معصومہ فدک پر قابض و متصرف تھیں حتّے کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ خلیفہ اوّل نے اُس معصومہ سے غصب کیا۔معارج النبوۃ مین کتاب مقصد اقصے سے نقل کیا ہے کہ رسولخدا نے فاطمہ کو فدک کا وثیقہ لکھدیا تھا فاطمہ اس کاغذ کو بعد رحلت رسولخدا ابوبکر کے پاس لائین اور کہا یہ کتبہ حضرت رسولخدا کا ہے کہ میرے اور حسنین کے نام لکھا ہے یہ قصہ آگے اس کتاب مین اپنے مقام پر مفصل لکھا جائیگا ✦

آمدن جعفر طیار برادر عالی وقار جناب حیدر کرار از حبشہ و شہادت آنجناب رضی اللہ عنہ ✦

مقرر ہے کہ قبل از ہجرت مدینہ چند اصحاب حضرت رسالت مآب قریش مکہ کی زیادتیون سے تنگ آکر جعفر طیار برادر اکبر امیر المومنین کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اب کہ مدینہ منورہ ہجرت گاہ خیر الانام قرار پایا اور اندھیر الکفر کا فروغ اسلام کے سامنے دن بدن کافور ہونے لگا تو حضرت رسولخدا کو مہاجران حبشہ کو فکر ہوا چنانچہ قبل روانگی غزوۂ خیبر ایک خط نجاشی بادشاہ حبش کو لکھ کر اسکو اسلام کی طرف دعوت کیا اور اپنے اصحاب کو اس سے واپس مانگا نجاشی کو نامہ عنبر شمامہ حضرت کا ملا تو صدق دل سے ایمان لایا۔اور اصحاب کو خلعتہائے فاخرہ دیکر باتحف ہدایائے بسیار روانہ درگاہ کیا یہ قافلہ فتح خیبر کے روز خدمت بابرکت مین پہنچا اپنے برادر و ابن عم جعفر طیار کی آمد کی خبر سُنکر حضرت رسولخدا شاد ہوگئے اور جوش سرور مین فرمایا لاادری بایّہما اسرّ بفتح خیبر ام بقدوم جعفر یعنے مین نہین جانتا کہ ان دونو باتون مین کس سے زیادہ خوش ہوں خیبر کے فتح ہونے سے یا جعفر کے آنے سے اور چند قدم آگے بڑھکر جعفر کا استقبال کیا اور انکو گلے لگایا پھر تمام مہاجرین حبشہ کو غنائم خیبر سے حصہ دیا اور جعفر طیار کو اس کے علاوہ نماز تسبیحات تعلیم فرمائی کہ دنیوی انعام واکرام سے کہین زیادہ تھی۔یہہ نماز شیعون مین رائج و متداول ہے اور کتب شیعہ مین مذکور و مشہور۔غرض جعفر مدینہ مین حاضر خدمت رسول اللہ تھے تا اینکہ اگلے سال جنگ موتہ مین امیر لشکر مقرر ہوگئے اور وہین اُس جناب نے شہادت پائی۔بروایت صاحب استیعاب عمر جعفر کی اکتالیس سال کی ہوتی

فدک

ابن ابی الحدید نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی مختلف شجرون سے پیدا ہوتے ہین الّا مین اور جعفرؓ کہ ہماری خلقت شجرۂ واحد سے ہے اور جعفرؓ کی طرف دیکھکر آپنے فرمایا انت اشبہ النّاس بخلقی وخُلقی کہ اے جعفر تم از روئے خلقت و خُلق سب سے زیادہ مجھ سے شباہت رکھتے ہو۔لکھا ہے کہ خبر شہادت جعفر طیار مدینہ مین آئی تو حضرت رسولخدا انکے گھر پر تشریف لے گئے اور عبداللہ وعون ومحمد پسران جعفر کو پاس بلاکر پیار کیا اور انکے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اسما بنت عمیس زوجہ جعفر نے کہا یارسول اللہ آپ اس طرح انکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہین کہ گویا یہ یتیم ہوگئے فرمایا واقعی اے اسما میرے بھائی جعفر نے وفات پائی۔چونکہ جہاد مین انکے دونو ہاتھ قطع ہوگئے تھے تو حق تعالیٰ نے انکو دو پر زمرد سبز کے عنایت کئے ہیں جنسے وہ بہشت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہین **مروی ہے** کہ حق تعالیٰ نے وحی کی رسول اللہ کی طرف کہ ہم کو چار خصلتین جعفر رضی اللہ عنہ کی پسند ہین حضرت نے پوچھا اے اخی جعفر وہ چار خصلتین تم مین کیا کیا ہین جو حق تعالیٰ کو پسندیدہ ہین عرض کی یارسول اللہ ایک یہہ کہ مینے جاہلیت و اسلام میں کبھی شراب نہین پی کیونکہ جانتا تھا کہ وہ عقل کو زائل کر دیتی ہے۔دوسری کبھی جھوٹ نہین بولا کس لئے کہ مروت آدمی کی اس سے جاتی رہتی ہے سوم کسی کی عورت کے ساتھ زنا نہین کیا کہ مبادا کوئی میری عورت کے ساتھ اسکا ارادہ کرے چوتھے اصنام پرستی نہین کی کیونکہ جانتا تھا کہ کوئی نفع وضرر انسے متصور نہین۔پس حضرت رسولخدا نے دست مبارک انکے شانے پر رکھکر فرمایا سزاوار ہے کہ حقتعالیٰ تمکو دو پر عطا کرے کہ اپنے فرشتون کے ساتھ پرواز کرو **مؤلف کہتا ہے** کہ حدیث جعفر کے دو پر عطا ہونے کی جنسے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین کتب سنّی و شیعہ مین معروف و مشہور ہے اسمین حاجت طول کی نہین چنانچہ اسیوجہ سے وہ جناب بلقب طیار و ذوالجناحین مشہور ہین صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت رسولخدا جب پسر جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے السّلام علیک یا ابن ذی الجناحین (ترجمہ سلام ہو تجھ پر اے بیٹے دو پرون والے کے) امیر المومنین علیہ السّلام کا شعر ہے ؎ وجعفر الّذی یُضحی ویُمسی ✦ یطیر مع الملائکۃ ابن امی ✦ یعنے جعفر طیار کہ صبح و شام ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہین میرے بھائی ہین ✦

جنگ ذات السّلاسل غزوۂ خیبر سے لیکر فتح مکہ تک کوئی پونے دو سال کی مدت میں بہت سے چھوٹے چھوٹے غزوے و سریّے واقع ہوئے جنمین حضرت امیر المومنینؑ امام الاشجعین کو قولاً و فعلاً بہت کچھ دخل تھا۔مگر چونکہ ہماری نظر اختصار پر ہے لہذا ان تمام سے یہان صرف ایک سریہ ذات السّلاسل نقل کرتے ہین اور نیز چونکہ اکثر مورخین اہل تسنن نے اس جنگ کو پورا نقل نہین کیا اور بزعم خود ایک فضیلت کو فضائل آنحضرت سے کم کرنا چاہا ہے اس لئے ضرور ہوا کہ کسیقدر تفصیل کے ساتھ یہ قصہ لکھا جائے **واضح رہے** کہ عمرو عاص جیسے چالاکون نے جب دیکھا کہ اسلام نہ صرف قریش میں پھیل رہا ہے بلکہ اسکا سکہ دن بدن تمام ملک عرب میں بیٹھتا چلا جاتا ہے اُدھر نجاشی بادشاہ حبش کو دیکھا کہ مسلمان ہوگیا تو انکی کمر ہمت کہ بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی مخالفت پر کسی تھی ٹوٹ گئی اب انکو اپنا فائدہ اسمین دکھائی دیا کہ جسطرح ہو مدینہ چلکر مسلمانی اختیار کیجے۔ناگوار تو بہت تھا کر کیا مونھہ لیکر جائیں مگر مرتا کیا نہ کرتا لاچار مدینہ کا ارادہ کرکے نکلے۔راہ مین خالد ولید بھی آکر انکے شامل ہوگئے غرض دونونے

۱۵) از فضائل جعفر طیار برادر امیر المومنین

بالاتفاق حضرت منبع مکارم اخلاق کی خدمت مین جاکر کلمہ پڑھ لیا **واقدی** کہتا ہے کہ عمرو نے کہا یا رسول اللہ مینے بناء اسلام کی گرانے مین بہت سی کوششیں کیں میں چاہتا ہوں کہ اسکی تائید میں بھی ویسی ہی آثار مجھ سے ظاہر ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہم تجھکو انشاء اللہ تعالیٰ کسی مہم پر بھیجین گے۔ انہیں دنوں حضرتؐ کو خبر ملی کہ کچھ لوگ قبیلہ قضاعہ وغیرہ کے وادی الرمل مین جمع ہوتے ہین کہ ناگاہ مدینہ پر شبخون ماریں حضرتؐ نے عمرو عاص کو بلاکر کہا کہ اپنا ساز و سامان درست کر کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ تجھے بھیجنے والے ہین تاکہ مال غنیمت تیرے ہاتھ آئے۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ میں مال کی خاطر تو مسلمان نہیں ہوا فرمایا کیا مضائقہ ہے مال اگر حلال طریقہ سے ہاتھ آئے تو کیا برا ہے پس ایک علم سفید ترتیب دیا اور تین سو یا بقولے سات سو مرد کے ساتھ اسکو روانہ کیا۔ ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ جراح وغیرہ بزرگان مہاجرین و انصار اس مہم میں اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ یہہ روایت واقدی کی ہے لیکن علماء شیعہ نے اہل بیت علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے پہلے اس فوج کا سردار ابوبکر کو کیا اور انسے کہدیا کہ قبیلہ بنی سلیم پر جائیں مشرکوں نے پہاڑوں پر نگاہبان بٹھا رکھے تھے جو ہین فوج کے آنے سے مطلع ہوئے تو اپنے گھر و مین کہ پہاڑ و مین درختوں کے درمیان مخفی تھے گھس گئے مسلمان درے میں داخل ہوئے تو بے خبر انکے سر پر آپڑے چنانچہ بہت سوں نے انسے شربت شہادت نوش کیا مابقی کو حضرت خلیفہ اول لیکر بھاگ آئے۔ ابوبکر واپس آئے تو رسولخدا نے عمر بن خطاب کو امیر لشکر کرکے اس طرف روانہ کیا مگر وہ بھی اسی معمولی راستہ سے گئے اور ویسے ہی نقصان اٹھا کر الٹے پھرے اسوقت عمرو عاص نے کہا یا رسول اللہ مدار جنگ مکر و فریب پر ہے حضرت مجھکو اس مہم پر مقرر کرین شاید حیلہ کرکے کوئی کام نکال سکوں غرض عمرو عاص مامور ہوا مگر وہ بھی راہ متعارف مشہور سے گیا اور اس قوم جنگجو پر دست قدرت نہ پاسکا۔ بروایت سابق عمرو عاص ہان پہنچا تو کسیکو وادی مین نہ پایا کچھ مولیشی ادھر ادھر چرتے دکھائی دئے انکو اس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اور ذبح کرکے طعام تیار کیا بس فقط یہی غنیمت اس غزوہ میں ہاتھ آئی مدینہ میں آئے تو لشکر نے رسول اللہ سے امیر کی شکایت کی کہ اس نے ہمکو آگ روشن کرنے اور گرم ہونے سے روکا۔ اور نیز دشمن کے پیچھے نہ جانے دیا۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ ہم آگ روشن کرتے تو وہ ہماری قلت سے واقف ہوکر ہم پر دلیر ہوجاتے اور جو تعاقب کرتے تو ممکن تھا کہ مددا انکو ملے اور لوٹ کر ہمکو قتل کریں بس یہی غنیمت ہے کہ ہم زندہ واپس آئے یعنے جان بچی لاکھون پائے۔ یہانتک پہنچکر عامۂ مورخین[1] خاموش ہوگئے ہین کچھ نہیں بتاتے کہ آگے کیا ہوا حضرت رسالت پناہ نے آیا اس مہم کو ناقص و ادھورا چھوڑ دیا یا کسی اور ذریعہ سے اس شریر قوم کی بیخ کنی کی تدبیر ہوئی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو بتلاتے ہین کہ اس کے بعد کیا ہوا اس کے بعد بھی وہی ہوا جو اس سے پہلے ہوا کرتا تھا اور جو ابھی عنقریب جنگ خیبر مین ہو چکا تھا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا یہہ کیفیت دیکھکر بنہایت ملول و حزین ہوئے اور نفرین کی ان لوگون کو جو اسلام کا نام ڈبوتے پھرتے تھے بعد ازان حضرت امیر خیبر گیر کو طلب کیا اور علم لشکر انکو دیکر درگاہ باری میں عرض کی پروردگارا میں اس شخص کو اس کام پر بھیجتا ہوں جو کرار غیر فرار ہے خداوندا رحمت

[1] معارج النبوۃ و روضۃ الصفا میں بضمن وقائع سنہ ۸ ہجری بعض ان حالات سے جو ہم نے بروایات شیعہ آگے لکھے ہین کشف الغمہ سے نقل کیے ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

اپنے نبی کو اس کے بارے مین رعایت کر اور اسکو دشمن پر یاری و مددگاری بخش **روایت** ہے کہ امیر المومنین کے پاس ایک عصابہ یعنے سربیچ تھا جب کسی اہم کام پر مامور ہوتے تو اسکو زیب سر فرماتے پس حضرت نے جناب فاطمہ سے وہ عصابہ طلب کیا۔ جناب معصومہ گھبرا گئین کہ خیر ہے کہاں کا عزم کیا آپنے فرمایا کہ مجھکو رسول اللہ نے وادی الرمل پر مقرر فرمایا ہے فاطمہ یہہ سنکر رونے لگین اتنے مین حضرت رسولخدا وہان تشریف لائے اور کہا اے فاطمہ کیوں روتی ہو تمہارا شوہر اس سفر سے انشاء اللہ تعالیٰ صحیح سالم واپس آئیگا۔ کوئی گزند اسے نہ پہنچے گا۔ امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نہین چاہتے کہ مین سعادت شہادت پر فائز ہوں۔ غرض حضرت روانہ ہوئے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے مسجد احزاب تک آنحضرت کی مشایعت فرمائی اسوقت حیدر کرار ایک اسپ راہوار کمیت رنگ پر سوار تھے اور برد یمنی بدن اقدس میں اور نیزہ خطی دست مبارک مین رکھتے تھے پس حضرت رسولخدا نے دعائے خیر کے ساتھ رخصت کیا۔ ابوبکر و عمر و عمرو عاص بھی حضرت کے لشکر مین تھے راہ راست سے منحرف ہوکر آپنے راہ عراق کی اختیار کی تو اصحاب نے خیال کیا کہ کہیں اور جانیکا ارادہ ہے۔ مگر آپ راہ غیر متعارف سے جارہے تھے رات کو چلتے اور دنکو گھاٹیوں اور شگاف کوہ مین پنہان رہتے عمرو عاص نے دیکھا کہ جس طریق سے وہ حضرت جارہے ہین ضرور کامیاب مراد ہونگے حسد اس پر غالب آیا اور ابوبکر و عمر کے پاس آکر کہنے لگا کہ علی ناواقف ہین ان راہوں کو نہین جانتے ہم ان سے زیادہ آگاہ ہین تم انکو منع کرو۔ اس راستہ مین موذی جانور اور درندے بکثرت ہین انکا ضرر مسلمانوں کو دشمنوں کے ضرر سے زیادہ ہوگا انہوں نے حضرت کی خدمت مین جاکر عرض کیا آپنے فرمایا جسکو اطاعت خدا و رسول منظور ہے میرے ساتھ چلا آئے ورنہ اختیار ہے جدھر کو چاہے چلا جائے۔ پس شیر خدا چلے جاتے تھے۔ جانوران صحرا و درندوں سے آپکے لشکر کو کسیطرح کا ضرر نہ پہنچا نزدیک مقصد پہنچے تو حکم دیا کہ منہہ چارپاؤں کے باندہ لین کہ کوئی آواز انسے نہ نکلنے پائے۔ پس صبح ہوتے ہوتے انکو جالیا اور تیغ تیز قوم فتنہ انگیز مین رکھی بہت سے انمین سے بروایتے ایک سو بیس آدمی مارے گئے باقی مع زن و فرزند دستگیر ہوئے چونکہ انکو زنجیروں اور رسیوں میں باندھا تھا اس لئے اس غزوے کو ذات السلاسل کہتے ہین اور بعض کے نزدیک سلاسل اس مقام کا نام تھا جہاں یہہ فوج کشی ہوئی تھی۔ اور اور قول بھی اس بارے میں اہل تاریخ و سیر کے ہین مگر حقیر مولف کہتا ہے کہ چونکہ سلسلے افواج مسلمین کے یکے بعد دیگرے اس مہم مین جڑھ کر گئے تھے شاید اسوجہہ سے اسکا نام ذات السلاسل رکھا گیا ہو واللہ اعلم

مروی ہے کہ یہہ مقام مدینہ سے پانچ منزل کے فاصلے پر تھا جس صبح کو یہہ غارت واقع ہوئی حضرت رسولخدا دولت سرا سے برآمد ہوتے تو سورۃ والعادیات کو تلاوت فرماتے تھے یہہ سورہ اس روز نازل ہوئی اور حقتعالیٰ نے اس جنگ کی کیفیت اسمین بیان کی ہے چنانچہ فرماتا ہے وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا یعنے قسم ہے اسپان دوندہ کی جنکو دوڑتے دوڑتے دم چڑھ گیا اور ہانپنے لگے فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا اور انکے جو اپنی سموں سے پتھروں سے آگ نکالین چونکہ وہ زمین سنگلاخ تھی اس لئے گھوڑوں کے نعل اسمیں لگ کر شرارہائے آتش نکلتے تھے فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا اور انکی قسم جو غارت لانے والے ہین بوقت صبح فاثرن

یہ نقعًا پس انہون نے غبار اس جگہ برانگیختہ کیا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور جماعت کفار کے درمیان داخل ہوگئے۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ اس سورہ مین حق تعالیٰ نے عمرو عاص کے علیؑ پر حسد کرنیکو اپنے پر حسد کرنا کہا ہے کیونکہ مراد کنود سے حاسد ہے اور حُبّ خیر یعنی محبت زندگانی دنیا کو انکی سخت و شدید تبلایا ہے کہ وہ خوف جان کرتے اور درندوں سے ڈرتے تھے **بروایت دیگر** امیر اس جماعت کا حارث بن مکید جسکو پانسو سوار کے برابر گنتے تھے حضرت امیرؑ پر حملہ آور ہوا آپ نے اُسے قتل کیا۔ پھر اس کا چچازاد بھائی عمر بن فتاک رجز پڑھتا ہوا آگے آیا صاحب ذوالفقار نے اُسے بھی واصل جہنم کیا پھر ہر چند مبارز طلب کیا مگر کوئی اس قوم مورد لوم سے باہر نہ نکلا۔ پس شیر بیشۂ شجاعت نے ان گرگان وادی ضلالت پر حملہ کیا کہ بہت سے دلیر انکی خاک ہلاک پر پڑے باقی زن و مرد گرفتار آئے مجاہدین مال اسباب پر متصرف ہوکر مدینہ کو پلٹے۔ بموجب اس روایت کے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ مین کنود یعنی ناسپاس سے مراد حارث بن مکید ہے **القصہ** امیر المومنینؑ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت سید المرسلین مع جماعت انصار و مہاجرین انکے استقبال کے لئے نکلے صحابہ دو طرف راہ کے قطار باندھ کر کھڑے ہوگئے جسوقت نظر امیر المومنینؑ کی جمال باکمال حضرت رسولخدا پر پڑی گھوڑے سے اُتر لئے اور دوڑ کر رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا فرمایا یا علیؑ سوار ہو کہ خدا اور رسول تجھ سے راضی و خوشنود ہین خدا کا شکر ہے کہ اس نے میرا بازو تجھ سے محکم کیا اور میری پیٹھ کو تجھ سے قوت بخشی یا علی موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ میرا بازو میرے بھائی ہارون سے قوی کر اور امر رسالت مین انکو میرا شریک گردان مینے بھی تیرے حق مین یہی سوال کیا اس جل شانہ نے اسکو قبول فرمایا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مجھکو علیؑ کی محبت مین ملامت نہ کرو کیونکہ مین بحکم خدا اسکو دوست رکھتا ہوں بعد ازان سب خوشی خوشی شہر میں آئے اور اموال غنائم لشکر پر تقسیم فرمایا۔ حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ کا حال لشکریون سے پوچھا تو انہون نے آپ کی مدح و ثنا کی الّا یہ کہا کہ ہر نماز مین جو ہم نے انکے ساتھ پڑھی سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھتے رہے۔ رسول اللہ نے اسکا سبب حضرتؑ سے دریافت کیا آپنے عرض کیا یا رسول اللہ مین اس سورہ کو بہت دوست رکھتا ہون فرمایا یا علی خدا تجھکو دوست رکھتا ہے جیسا تو سورۂ قل ہو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر اندیشہ نہوتا کہ ایک گروہ اس اُمّت کا تیرے پیچھے گمراہ ہوجائیگا جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کے پیچھے گمراہ ہوگئے تو مین چند اوصاف تیرے بیان کرتا کہ جہاں کو گزرتا لوگ خاک تیرے قدموں کی برکت کے لئے اُٹھا رکھتے **روایت ہے** کہ حضرت ابوبکر کے پاس غزوۂ سلاسل مین ایک کملی تھی جہان بیٹھتے اس کا فرش کرتے اُٹھتے تو تہ کر کے اپنے ساتھ لے لیتے اہل یمن نے انکو اس کملی سے پہچان رکھا تھا۔ جب بعد وفات سرور کائنات خلیفہ ہوتے تو انہون لے بیعت نہ کی اور کہا نَحْنُ نُبَايِعُ ذَا الْعَبَايَةِ ہم اس کملی والے سے بیعت کرین۔ نیز اس جنگ میں رافع بن رافع حضرت شیخ صاحب کے ساتھ تھا اثناء راہ مین آپنے اسکو چند نصیحتیں کین پھر فرمایا اے رافع ہرگز دو مسلمانون پر امیر نہ بنا اور حکومت مسلمانان کی کبھی طمع نہ کرنا رافع کہتا ہے مینے کہا سب باتین تو مینے تمہاری مانین

فضیلت سورۂ قل ہو اللہ

بیعت حضرت ابوبکر

مگر یہ کہ طالب حکومت نہوں یہ دشوار کام ہے مین دیکھتا ہوں کہ آجکل رسول اللہ کی خدمت مین لوگ جاہ و رفعت کے طلبگار ہین منصب حکومت پاتے ہین کوئی بھی اسے نہیں چھوڑتا۔ مین کیون مسلمانون کی حکومت سے پرہیز کروں۔ ابوبکر نے کہا حق تعالیٰ نے پیغمبر کو مبعوث کیا ہے کہ جسطرح پر ہو اسلام کو دنیا میں پھیلائین پس وہ حضرت ہر ایک کو طوعًا و کرہًا مسلمان کرتے ہین پس جو شخص مسلمان ہوا خدا کی پناہ مین داخل ہوا اور اسکا جار و ہمسایہ ہوا پس اگر کوئی خدا کے جار پر حاکم ہوکر کسی قسم کا تشدد کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ ضرور اسپر غضبناک ہوگا جیسا کہ کیسکے ہمسایہ شفیق و مہربان ہو اور دوسرا اسپر ستم کرنا چاہے تو وہ شفیق ہمسایہ ضرور اس کی حمایت کریگا پس خبردار حکومت مسلمانان کی کبھی خواہش نہ کرنا۔ رافع کہتا ہے کہ اس جنگ کے بعد مین حضرت رسول خدا سے اجازت لیکر اپنے وطن کو چلا گیا پھر جو واپس مدینہ مین آیا تو وہاں اور ہی زمانہ تھا حضرتؐ رحلت کر گئے تھے اور ابوبکر انکی جگہ پر بیٹھکر مسلمانون مین حکمرانی کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ تنہائی مین مینے انسے کہا کہ اے ابوبکر تم مجھکو دو مسلمانون کی حکومت سے منع کرتے تھے آج خود تمام مسلمانوں پر خلیفہ بنے بیٹھے ہو یہ کیا ماجرا ہے ابوبکر نے جواب مین کہا کہ یہ کام میری گردن پر رکھدیا گیا اب اگر اسکو اُتار کر پھینکتا ہوں تو مسلمانوں مین تفرقہ و اختلاف پڑجانیکا خوف ہے **مولف کہتا ہے** کہ یہ جواب حضرت عتیق کا کہان تک صحیح و درست ہے اس کا حال آگے چلکر بیان خلافت مین معلوم ہوجائیگا **فتح مکہ مشرفہ** فتح مکّہ اسلام کے اعظم فتوحات سے ہے۔ اور آیہ شریفہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا مین اسکو فتح مبین کہا ہے۔ عرصہ دراز سے مسلمانون کے ساتھ خدا کا وعدہ تھا۔ کہ تم مسجد الحرام میں داخل ہوگے سر منڈاؤ گے بال کترواؤ گے اور اصلا خوف و خطر نہوگا چنانچہ آیہ شریفہ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ اس سے خبر دیتی ہے۔ پس بموجب وعدۂ ایزدی سب کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں اور سینوں مین دل بیقرار تھے کہ یہ وعدہ کب پورے طور سے وفا ہوگا گو سال گزشتہ ایک مرتبہ بتقریب عمرۃ القضا زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہو بھی چکے تھے مگر اس سے جیسی چاہئے تسلّی نہین ہوئی تھی اور دلوں کے ولولے جون کے تون باقی تھے۔ ظاہری اسباب مین اسکا سامان یہ ہوا کہ قبیلہ بکر بن کنانہ و قبیلہ خزاعہ کے درمیان مکہ مین قدیم سے عداوت چلی آتی تھی صلح حدیبیہ کے بعد خزاعہ رسولخدا کی امان مین داخل ہوتے اور بنی بکر قریش کی امان مین اور قرار پایا کہ طرفین سے کوئی اپنے خلفا و ہم سوگندون کی باہمی تنازعات مین دخل نہ دے اور کسی قسم کی امداد انکی نہ کرے اگر ایسا ہوا تو صلح دہ سالہ ٹوٹ جائیگی مگر قریش اس عہد پر قائم نرہے جلد ہی اسکو توڑ ڈالا۔ بات یہ ہوئی کہ ایک شخص قبیلہ بکر کا کچھ اشعار حضرت رسولخدا کی مذمت میں پڑھ رہا تھا ایک غلام خزاعی نے وہ ہذیانات سُنکر اُسے روکا مگر وہ مردود باز نہ آیا غلام کو غصہ آیا اور ایک طمانچہ اس مرد بکری کے کھینچ مارا پس مرد بکری نے اپنے قبیلہ سے امداد چاہی خزاعہ اپنے غلام کی مدد پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم جنگ شروع ہوگئی۔ خزاعہ تعداد میں زیادہ تھے انہوں نے مارتے مارتے دشمن کو حرم تک پہنچا دیا مگر قریش برخلاف معاہدہ بنی بکر کی امداد کو آمادہ ہوگئے انہون نے نہ تنہا چارپاؤں اور ہتھیاروں سے اپنے ہم سوگند کی مدد کی بلکہ چند کس انکے شرفا سے مثل صفوان بن امیّہ و عکرمہ بن ابوجہل و سہیل بن عمرو وغیرہ کے موہنہ چھپا کر لڑائی مین بھی

شریک ہوئے سوہنہ اس لئے چھپایا تاکہ کیکو انکا شامل جنگ ہونا معلوم نہونے پائے اور صُلح حُدیبیہ مین خلل نہ آئے ۔ مگر یہہ راز فوراً افشاء ہو گیا اور مغلوب خزاعیوں سے ایک شخص مسمّی عمر بن سالم نے مدینہ جاکر حضرت رسُولخدا کے سامنے ایسی درد انگیز نظم مین یہ حال سُنایا کہ طبع مبارک پریشان ہو گئی ۔ فرمایا حسبُکَ یَا عُمَر بس کر اے عمر پس حضرت وہان سے اُٹھے اور شدت غضب سے دامن ردا زمین پر لٹکتا جاتا تھا اور فرماتے تھے لَا نُصِرۡتُ اِن لَّم اَنۡصُرۡ بَنِی خُزَاعَۃَ فِیمَا اَنۡصُرُ بِہٖ نَفۡسِیۡ مین کبھی منصور نہوں اگر اس موقع پر بنی خزاعہ کی اسیطرح نُصرت نہ کرون جسطرح پر کہ اپنے نفس کی نصرت کرتا ہون ۔ خلاصہ یہ کہ حضرت نے عزم بالجزم مکہ کے فتح کرنیکا کر لیا اور دُعا کی پروردگار اس خبر کو قریش سے پنہان رکھ کہ ہم ناگاہ انکے سر پر پہنچ جائین ادھر قریش اپنی حرکت پر سخت پشیمان تھے جانتے تھے کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اب معاہدہ قائم رہنے والا نہیں پس انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو مدینہ بھیجا کہ کچھ اصلاح کرے ابوسفیان نے حضرت رسُولخدا کی خدمت مین پہنچکر بدین گمان کہ شاید اسوقت تک حضرت کو اس قصّہ کی خبر نہیں پہنچی صُلح حُدیبیہ کے دوبارہ تازہ کرنے کی درخواست کی اور بہت کچھ زبانی زور اسمین لگایا مگر کچھ جواب نہ پایا ناچار اہل بیتؑ و اصحاب سے ملتجی ہوا وہان بھی کشود کار نہوا ۔ مکرر امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر الحاح کی تو حضرت نے فرمایا اے ابوسفیان تو بزرگ قریش ہے در مسجد رسُول اللہ پر کھڑا ہو کر کہدے کہ مینے قریش کو امان دی اور اپنے گھر کو چلا جا ۔ ابوسفیان نے کہا یا علیؑ اس سے کچھ فائدہ بھی ہوگا فرمایا یہ مین نہیں جانتا کہ کچھ فائدہ ہوگا یا نہ الّا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں دکھائی دیتا یہہ امیر المومنینؑ کی طبعی کشادہ دلی و ظرافت کا نتیجہ تھا جسمین کہ آپ اوروں سے ممتاز تھے ۔ دشمنون نے اس خصلت ستودہ کو عیب تصوّر کیا حاشا کہ اسمین کوئی عیب کی بات ہو رسُول اللہ خود مزاح کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہے اَمۡزِحُ وَلَا اَکۡذِبُ مین خوش طبعی کرتا ہوں مگر جھوٹ نہیں بولتا ۔ علی ہذا امیر المومنینؑ کی عادت میں خوش طبعی و لطیفہ گوئی تھی دروغ و باطل سے دونو صاحبوں کو احتراز تھا ۔ اسی قصّہ کو دیکھ لو کہ بجز اس کے کہ ابوسفیان جیسے خرانٹ کو ایک لطافت کے ساتھ احمق بنا دیا اور اسمین کیا عیب ہوا ۔ مگر چشم بداندیش کو کیا کیا جائے ۔ ؎ گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است ۔ ہم اس مبحث پر آئندہ کسی اور مقام پر بھی کچھ لکھین گے ۔ غرض احمق ابوسفیان دروازہ مسجد پر کھڑا ہو کر پکارا کہ مینے قریش کو امان دی اور انکا پیمان تازہ کیا اب نہین کہ محمد میرے کئے کو رد کرین ۔ لوگ یہ سُنکر ہنسنے لگے وہ مکہ کو چلدیا وہان پہنچا تو قریش نے پوچھا کیا کر آیا ابوسفیان نے تمام ماجرے بیان کیا سبنے کہا علیؑ نے تیرے ساتھ ریشخند کیا تو امان طلب کرنے گیا تھا نہ کہ امان دینے ہندہ اسکی زوجہ کو اس کی حماقت پر غصّہ آیا اور کہا خدا تیرا برا کرے ٹکڑے الاتین اس کے سر و سینہ مین رسید کین کہ بُرا سفیر تھا تو قوم کیطرف سے انکے واسطے منحوس خبر لایا نیز طول قیام مدینہ سے لوگون کو خیال ہو گیا تھا کہ کہین ابوسفیان نے دین اسلام تو قبول نہیں کر لیا ۔ اس تہمت کے دفع کرنے کے لئے حضرت امیر معاویہ کے باوا صاحب نے یہ تدبیر کی کہ ایک بکرا ذبح کر کے اسکا خون بتون کے سر کو ملا اور بکمال ادب دست بستہ انکے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ جبتک زندہ ہوں تمہارا بندہ ہونگا تمہاری پرستش کو مرتے دم تک نہ چھوڑونگا ۔ درحقیقت ایسا ہی ہوا کہ بمراسنے بلکہ اسکے بیٹون اور پوتون مین بھی کینے بت پرستی نہین چھوڑی ۔ القصّہ حضرت رسُولخدا بہت سرگرم تھے کہ ہماری خبرین قریش پر پوشیدہ رہیں مگر خاطب ابن ابی بلتعہ صحابی بدری

مزاح امیر المومنین

قصۂ خاطب بن ابی بلتعہ صحابی

نے کہ مہاجرین مکہ سے تھا اپنا فائدہ اسمین دیکھا کہ قریش کو حضرت کے ارادے سے مطلع کردے پس اس نے ایک خط اس مضمون کا لکھ کر زن سیاہ فام کو جسپر شبہ نہو سکے دیا لونڈی نے اسکو اپنی چوٹی کے بالوں مین گوندھ لیا اور روانہ ہوئی حضرت رسُولخدا کو وحی سے حال معلوم ہوا آپنے امیر المومنینؑ و زبیر بن العوام کو بھیجا کہ جاکر راہ مین اس عورت سے خط لیلین یہ حضرات روضۂ خاخ میں اس کے پاس پہنچے زبیر نے آگے بڑھ کر خط کی تفتیش کی عورت گریہ و بکا کرنے اور قسمین کھانے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہین زبیر نے کہا یا علیؑ اس کے پاس خط نہین قسمیں کھاتی ہے آپ نے فرمایا کیونکر خط اس کے پاس نہین رسُول اللہ نے فرمایا ہے اور رُوح الامین خبر لائے ہیں نہ حضرت دروغ کہتے ہین نہ جبرئیل جھوٹی خبر دے سکتے ہین ۔ پس تلوار میان سے نکالکر عورت پر آئے کہ جلد خط نکال ورنہ ابھی تیرا سر قلم کرتا ہون تلوار کی چمک دیکھ کر زن محتال سیدھی ہو گئی اور جلد اوڑھنی سے سر کا گیسوؤں کو کھول کھال خط نکال دیا شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ یہ ایک منقبت ہے مع دیگر مناقب و مفاخر امیر المومنینؑ کی کہ اس سے حضرت رسُولخدا کی حکمت عملی خبر کی پوشیدہ رہنے اور ناگہان قریش پر جا پہنچنے کی کامل و تمام ہوتی ہے ۔ چونکہ یہہ نازک مقام رازداری کا تھا اور اغیار پر اسمیں اعتماد و اعتبار نہو سکتا تھا اسواسطے امیر المومنینؑ کو اس کام کے لئے انتخاب فرمایا اور زبیر کو چونکہ اپنی ماں صفیہ کیطرف سے بنی ہاشم مین داخل اور شجاعت میں یگانہ و ممتاز تھا انکا شریک گردانا لیکن اُس نے اگر امیر المومنینؑ تدارک نفرماوین تو کام ہی خراب کر دیا تھا پس زبیر کے لئے اس خصوص میں کوئی فخر و فضیلت نہین رہی الغرض حضرت رسُولخدا کو خاطب کا خط ملا تو ممبر پر گئے اور کہا ایہا النّاس مینے خدا سے چاہا تھا کہ ہماری خبرین مشرکین پر مخفی رہین ایک شخص نے تم سے یہہ خط مکہ کو لکھا پس چاہیئے کہ کاتب نامہ اُٹھ کھڑا ہو قبل اس کے کہ وحی اُسکو رسوا کرے پس خاطب بید کی طرح تھر تھر کانپتا اُٹھا اور عرض کی یا رسُول اللہ مینے یہ خط لکھا ہے لیکن مین منافق نہین ہوا نہ آپ کی رسالت مین مجھکو شک عارض ہوا ہے فرمایا پھر کس لئے تونے ایسی حرکت کی عرض کی یا رسُول اللہ میرے اہل و عیال مکہ مین ہین کوئی یار و مددگار انکا نہین مینے چاہا کہ قریش پر احسان کرون تاکہ انکو ضرر نہ پہنچائین ورنہ مجھکو اپنے دین و یقین مین اصلاً شک نہین ہوا پس عمر خطاب اُٹھے اور عرض کی یا رسُول اللہ مجھکو اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اُتاروں فرمایا کہ اہل بدر سے ہی جانے دے شاید توبہ کرے اور حق تعالٰی گناہ بخشدے ۔ مگر اسکو مسجد سے نکال دو پس لوگ اُٹھے اور اسکو پشت کی طرف سے دھکیلتے تھے وہ پیچھے مڑ کر رسُول اللہ کیطرف دیکھتا جاتا تھا ۔ آخر حضرت رحمۃ للعالمین کو رحم آیا اور اسے واپس بلوا کر اس کی توبہ قبول فرمائی اور دُعائی مغفرت کی اُس کے لئے **القصّہ** دوم رمضان روز جمعہ کو حضرت مدینہ سکینہ سے برآمد ہوئے دس ہزار مرد پرخاشجو کہ چار سو ان میں اسپ سوار تھے ہمراہ رکاب فیض انتساب ہوتے موضع کراع الغمیم پر پہنچکر ارشاد کیا کہ بوجہ سفر سب روزہ افطار کرلین اور خود بھی افطار فرمایا مگر بعض اصحاب نے تعمیل ارشاد سے پہلو تہی کیا **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ منزل غسفان پر آپنے ایک جام آب طلب کیا اور ہاتھ مین لیکر اسکو بلند کیا کہ سب دیکھ لین پھر نوش فرمایا من بعد عرض میں پہنچا کہ بعض اصحاب افطار نہین کرتے دو مرتبہ فرمایا اُولٰٓئِکَ الۡعُصَاۃُ یعنے وہ نافرمان ہین ۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہین کہ جنہوں نے افطار روزہ سے انکار کیا وہ بلاشبہ عاصی و نافرمان

آمدن عباس با ابوسفیان بخدمت حضرت رسالت پناہ

تھے انکی اولاد بھی روز قیامت تک نافرمان رہے گی - اور نیز حضرت نے فرمایا کہ ہم انکو پہچانتے ہین - القصہ لشکر فیروزی اثر ثنیۃ العقاب پر پہنچا تو عباس بن عبدالمطلب مع ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب عبداللہ بن امیہ مخزومی مکہ سے معسکر ہمایوں میں آئی عباس تو بے روک ٹوک خیمہ رسالت مین داخل ہو گئے مگر ان دونو کو حاجب نے منع کیا عباس نے خدمت مین پہنچکر عرض کی جُعِلْتُ فِدَاکَ یا رسول اللہ تمہارے چچا کا بیٹا ابوسفیان و پسر عمہ دروازے پر کھڑے ہین - فرمایا مجھکو انکی حاجت نہین یہ چچا کا بیٹا وہ ہی نہین کہ میری ہتک حرمت کرتا تھا اور پسر عمہ مکہ مین کہتا تھا کہ مین جب ایمان لاؤن کہ ان پہاڑون مین پانی کے چشمے جاری کرو - راوی کہتا ہے کہ ابوسفیان بن حارث حضرت کی مذمت میں اشعار لکھتا تھا اور آپ کو سخت آزردہ کرتا تھا - پس اُمّ سلمہ اُمّ المومنین نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ابوسفیان آپ کے چچا کا بیٹا تائب ہو کر آیا ہے اسکو اپنے لطف و احسان سے محروم نہ رکھئے اور عبداللہ حضرت کا پھوپھی زاد بھائی میر ابرادر حقیقی آپ سے قرابت و مصاہرت رکھتا ہے بہرحال مستحق اکرام و افضال ہے اُدھر ابوسفیان نے بیرون در سے پکار کر کہا یا رسول اللہ ہمارے حق میں آپ ایسے ہوجئے جیسے کہ یوسف اپنے بھائیون کے حق مین تھے پس حضرت نے دونو کا قصور معاف کیا اور دونو مسلمان ہوئے - وہان سے کوچ کرکے لشکر اسلام مقام مرالظہران مین مکہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر فروکش ہوا رات ہوئی تو حکم ہوا کہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمون کے آگے آگ روشن کرین - اسوقت عباس عم خیر الناس کو فکر ہوا کہ مبادا رسولخدا اس لشکر جرار کے ساتھ بلا امان داخل مکہ ہون اور شہر پامال سم اسپان و قدم شیر مردان ہو جائے پس وہ اس تلاش مین ہوئے کہ کوئی آدمی اس نواح کا ملے تو اس کی زبانی روساء قریش کو کہلا بھیجین کہ کل یہان آکر بمنت و سماجت جسطرح ہو حضرت سے امان حاصل کرین اسی تلاش مین رفتہ رفتہ لشکر سے دور نکل گئے - اُدھر ابوسفیان بن حرب پدر معاویہ و حکیم بن خزام و بدیل ورقاء شہر سے نکلکر ثنیۃ مرالظہران پر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ یہہ آگ کیسی ہے - ابوسفیان نے کہا کہ قبیلہ خزاعہ کی تو یہ آتش معلوم نہین ہوتی انہین یہ شکوہ و کثرت کہان ہان بنی تمیم یا قبیلہ ربیعہ ہون تو ہون اتنے مین عباس نے آواز پہچان کر کہا ابوسفیان ہے ابوسفیان نے بھی عباس کو پہچان لیا بولا اے ابوالفضل یہ آگ کیسی اس صحرا مین روشن ہے عباس نے کہا اے بے وقوف حضرت رسولخدا دس ہزار لشکر کے ساتھ آئے ہیں ابوسفیان نے گھبرا کر کہا یا ابا الفضل اب کیا کرنا چاہئے - عباس بولے کہ جلد میرے پیچھے سوار ہو لے کہ چلکر آنحضرت سے تجھکو امان دلوا دون ابوسفیان فوراً عم رسولخدا کے پیچھے سوار ہو گیا اور عباس اسکو لشکر گاہ مین لائے - عمر خطاب نے ابوسفیان کو دیکھ کر پہچانا کہا اے دشمن خدا خدا کا احسان ہے کہ ہم نے تجھکو بے عہد و پیمان پایا یہہ کہکر دوڑے ہوئے حضرت رسولخدا کی خدمت مین جا کر کہا یا رسول اللہ ابوسفیان بے امان و ایمان لشکر مین ہے مجھکو اجازت دیجئے کہ اسکو قتل کرون اتنے مین عباس پہنچکر شفاعت خواہ ہوئے کہ مینے اسکو امان دی ہے حضرت بھی منظور کرین مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ شیخ دوم کی یہ عادت تھی کہ جب کسی گرفتار یا ایسے ہی نہتے لاچار کو دیکھتے تھے تو

انکی رگ شجاعت حرکت کرتی تھی اس کے مارنے پر بہت دلاوری ظاہر کرتے تھے لیکن معرکہ جہاد مین کہ اظہار شجاعت کا اصلی موقع ہے وہان انکا خون خشک ہو جاتا تھا - کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ ایک کافر بھی لڑائی مین آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہو - الغرض ابوسفیان کی ضراعت و سماجت و عباس کی شفاعت سے اسکی جان بخشی ہوئی اور ابوسفیان نے بخوف جان نہ برغبت ایمان کلمہ شہادتین پڑھا - اگلے روز عباس نے کہکر اتنی رعایت اور اسکے ساتھ کرا دی کہ قریش سے جو ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو امان مین ہے - صبح کو جب قریب ہوا کہ لشکر نصرت اثر مثل امواج بحر اخضر اپنے مقام سے جنبش کرے تو عباس نے بدین خیال کہ ابوسفیان نے مسلمانون کو پراگندہ و متفرق دیکھا ہے اور شوکت اسلام کما حقہ ابھی اس کے ذہن نشین نہین ہوئی ایسا نہو کہ مکہ جا کر کچھہ اور رنگ لائے اسکو لیجا کر ایک بلندی پر جس کے نیچے سے فوجین گزرنے والی تھین بٹھلا دیا - ابوسفیان فوج کے تزک و احتشام و کثرت و اژدحام کو دیکھکر مدہوش ہو گیا اور بکمال حیرت عباس سے کہنے لگا اے ابا الفضل تمہارے بھتیجے نے بڑی بادشاہی پائی ہے عباس نے کہا ارے احمق یہ بادشاہی نہین نبوت و پیمبری ہے یہی باتین تھین کہ غول بزرگ لشکر کا جسمین مجمع مہاجر و انصار اور خود رسول مختار تھے دکھائی دیا - آگے آگے سعد عبادہ انصاری علم لئے تھے انہون نے جو ہین ابوسفیان کو دیکھا کہنے لگے ع اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃ ٭ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَۃ ٭ وَاَذَلَّ اللّٰہُ قُرَیْشًا ٭ یعنے آج اے ابوسفیان روز کشت و خون ہے - آج حرمت اہل حرم کی حلال ہوگی اور قریش کی نخوت خاک مین ملے گی یہ سنکر ابوسفیان کے رہے سہے بھی ہوش اُڑ گئے - حضرت رسولخدا کی سواری برابر آئی تو چلایا جُعِلْتُ فِدَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قربان ہون آپ پر آپنے سُنا کہ سعد کیا کہتا ہے پھر سعد کا قول نقل کیا حضرت نے فرمایا ایسا نہین ہوگا - پس اس نظر سے کہ مبادا سعد سے کوئی حرکت خلاف مصلحت سرزد ہو جائے - امیر المومنین علیہ السلام کو حکم دیا کہ علم لشکر سعد سے لیلین شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ چونکہ حضرت جانتے تھے کہ سعد کا معزول ہونا انصار کو ناگوار ہوگا اور کبھی راضی نہونگے کہ سوائے رسولخدا یا نفس رسول کوئی اُنسے علم لے اس لئے امیر المومنین کو اس کار کے لئے اختیار کیا اور یہ فضیلت آپکی ذات سے مخصوص فرمائی چنانچہ آنحضرت نے آگے بڑھ کر علم سعد سے لے لیا اور بہت احتیاط سے سپاہ کو لے گئے کہ کوئی امر خلاف مصلحت ظہور مین نہ آیا مولف کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا کو جس قدر احتیاط ملحوظ تھی مگر خالد ولید کہ کچھہ فوج کے ساتھ دوسری راہ سے داخل شہر ہوا جوانی کے نشہ اور سرداری کے ترنگ مین ایسا چور تھا کہ اُس نے باوجود ممانعت رسولخدا تلوار کھینچکر خدا جانے کب کب کے بدلے مکیون سے لئے کہ ایک دم کے دم مین ستر اشخاص انسے مارے حضرت رسالت پناہ یہ سنکر سخت برہم ہوتے مگر اب کیا ہو سکتا تھا جو ہونا تھا سو ہو لیا - علماء اہل سنت نے خالد کے اس ظلم و ستم کی تاویل مین بہت کچھہ باتین بنائی ہین مگر بے فائدہ اسمین ذرا شبہ نہین کہ یہہ فعل اسکا خلاف حکم خدا و رسول کبائر معاصی سے تھا شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ مین کہتے ہین کہ ہمکو یاد ہے کہ جب مکہ مین قاضی علی بن جار اللہ سے کہ خالد ولید کی اولاد سے تھا ملاقات ہوئی اور خالد کے بحکم رسول اللہ اہل مکہ پر دست درازی کر بیٹھنے کا ذکر آیا تو قاضی مذکور شرمندہ ہوا اور رفع خجالت کے لئے کہنے لگا وَاللّٰہِ کَانَ فِیْہِ رضی اللہ عنہ شَوْبًا مِنَ الْاِسْتِعْجَالِ وَالْمُبَادَرَۃِ اِلَی الْقِتَالِ - قسم بخدا کہ خالد میں ایک گونہ جلد بازی اور مبادرت

بجنگ ستی انتہی المحاصل عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا کہ مکہ مین جاکر قریش سے کہو کہ اسلام قبول کرین تاکہ قتل و قید سے امان پائین ابوسفیان افتان وخیزان لشکر سے پیشتر داخل شہر ہوا اس کے پیچھے غبار لشکر سر بآسمان کشیدہ بلند تھا لوگ اُس کی طرف دوڑے کہ پوچھیں کیا حال ہے ابوسفیان نے کہا اَسلِمُوا تَسلِمُوا اسلام لاؤ تاکہ نجات پاؤ قسم بخدا کہ ایسا لشکر عظیم آرہا ہے کہ بادشاہون کو بھی اس سے مقابلے کی تاب نہین قریش نے برہم ہوکر کہا کہ یہ کیا منحوس خبر تو ہمارے لئے لایا ہند زوجۂ ابوسفیان نے کہا اے آل غالب اس پیر احمق کو قتل کرو تاکہ پھر ایسی بیہودہ باتیں نہ کرے اور خود لپک اس کی ڈاڑھی پکڑ لی اور خوب زدوکوب کیا جیسا کہ اس سے پہلے مدینہ سے واپس آنے پر بھی خوب کندہ کاری کی تھی اور اپنی دو موقعہ پر موقوف نہین ہادر امیر معاویہ اپنے شوہر کے ساتھ ہمیشہ اسیطرح پیش آتی تھی اور مدام اسکو اپنی جوتی کے تلے رکھتی تھی سغرض افواج ظفر امواج اعلیٰ واسفل مکہ سے داخل ہوئیں و خیمہ رسالت کوہ حجوں پر لگایا گیا منادی نے پکار دیا کہ کوئی لشکریون سے اہل شہر سے متعرض نہو الا مَن اَلقَی السِّلاحَ فَھُوَ اٰمِنٌ وَمَن اَغلَقَ بَابَ دَارِہٖ فَھُوَ اٰمِنٌ یعنے جو ہتھیار ڈالدے یا گھر کا دروازہ بند کرلے وہ امن مین ہے۔ الا چند اشخاص زن و مرد جنہون نے ہنگام قیام مکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دی تھین انکا خون ہدر فرمایا۔ **نقل ہے** کہ امیر المومنین علیہ السلام نے سُنا کہ چند اشخاص بنی مخزوم سے کہ قیس بن سائب و حارث بن ہشام انمین داخل ہین خانہ اُم ہانی خواہر انحضرت مین پناہ گیر ہوئے ہین پس حضرت ویسے ہی ہتھیار لگائے اُم ہانی کے گھر پر آئے اور دروازہ پر آواز دی کہ باہر نکالو ان لوگون کو جنکو تم نے پناہ دی ہے۔ نعرہ حیدری سنکر اندر والے کانپ گئے اُم ہانی خود دروازے پر آئیں اور چونکہ خود مین سر وروے حضرت پوشیدہ تھے اس لئے آپکو نہ پہچان سکی اور کہا اے بندۂ خدا مین اُم ہانی خواہر علی مرتضیٰ بنت عم محمد مصطفیٰ ہون یہان سے چلا جا حضرت نے فرمایا جو لوگ تمہارے گھر مین پناہ گزین ہین انہیں نکالو اُم ہانی نے کہا قسم بخدا اے جوان ہیں تیری شکایت رسولخدا سے کرونگی۔ اسوقت آپنے خود سر مبارک سے اُٹھا دیا۔ اُم ہانی نے اپنے برادر محترم کو پہچانا تو دوڑکر لپٹ گئیں حضرت نے انکو چھاتی سے لگالیا اور فرمایا اے بہن حضرت رسولخدا نے ان لوگون کا خون ہدر کیا ہے مجھکو انہیں قتل کئے بغیر چارہ نہین ام ہانی نے کہا تم پر قربان ہوں مینے قسم کھائی ہے کہ تمہاری شکایت رسول اللہ سے کرونگی فرمایا وہ حضرت بالائے وادی پر خیمہ زن ہین جاؤ اور اپنی قسم پوری کرو پس اُم ہانی متوجہ خدمت رسول اللہ ہوئیں آپ اسوقت خیمہ مین مشغول غسل تھے جناب سیدہ چادر پردہ پکڑے حاضر خدمت اقدس تھین اُم ہانی کی آواز سنکر آپنے پہچانا فرمایا مرحبا ہو اُم ہانی اُم ہانی نے ماجرے بیان کیا حضرت نے فرمایا ہم نے امان دی جنکو کہ تم نے امان دی۔ حضرت فاطمہ زہرا نے کہا اے اُم ہانی اپنے بھائی کی شکایت کرنے آئی ہو جنہون نے دشمنان خدا و رسول کو دھمکایا۔ عرض کی تم پر فدا ہون میری تقصیر معاف کرو رسولخدا نے فرمایا خدا جزائے خیر دے علی کو کہ راہ خدا مین کسی کی رعایت نہین کرتے اور مکرر فرمایا کہ مینے امان دی جسکو کہ اُم ہانی نے امان دی بوجہ قرابت علی کے القصہ غسل سے فارغ ہوکر حضرت فخر کائنات نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا اور سوار ہوکر بعزم طواف بیت اللہ روانہ ہوتے

ہدر یعنی اول و ثانی حق خون کا باطل و ضائع ہونا ۱۲ منہ

اسوقت سورۂ انا فتحنا آپ تلاوت کرتے جاتے تھے پس بلا احرام مسجد الحرام مین داخل ہوکر نیزہ سے استلام حجر اسود فرمایا اور تکبیر کہی اصحاب باوفا نے بھی آپ کے ہمراہ تکبیر کہی صدائے تکبیر سے مکہ و کوہستان مکہ گونج اُٹھے۔ مشرکین کہ پہاڑون پر کھڑے اس شان کبریائی کو بنگاہ عبرت دیکھ رہے تھے غلغلہ تکبیر سنکر کانپنے لگے حضرت رسالت پناہ سوارہ طواف بیت الحرام کا بجالائے اصحاب پیادہ پا آپ کے ہمراہ تھے بعد ازاں بتون کے توڑنے کی طرف متوجہ ہوتے مسجد الحرام مین کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے کہ انکی پیر لوہے سیسے اور چونے گچ سے زمین مین محکم تھے حضرت خاتم الرسل سنان نیزہ انکی آنکھون میں مارتے اور فرماتے جَاءَ الحَقُّ وَزَھَقَ البَاطِلُ۔ بمجرد اس کے بت بقدرت خدا و اعجاز رسولخدا اپنی جگہ سے اُکھڑ کر اوندھے مونہہ زمین پر گرجاتے تھے کفار یہ صورت دیکھ کر کہتے کہ محمد بڑا جادوگر ہے حتےٰ کہ تمام بتونکو اسی طرح اُکھاڑ پھینکا الا چند بت لنکے کہ دیوارون پر اونچے جگہ رکھے ہوئے تھے بنابرین امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ میرے شانون پر چڑھ کر ان کو گرائیے۔ فرمایا یا علی تمکو طاقت بار نبوت اُٹھانے کی نہین اس لئے تم میرے کاندھے پر سوار ہو تاکہ یہ کار عظیم تمہارے ہاتھ سے انجام پائے بروایتے فرمایا اے علی تمنے ابتدائے تائید اسلام مین مشقتیں جھیلین مصائب اُٹھائے تا اینکہ نشان دین و ایمان تمہارے زور بازو سے قائم ہوا پس سزاوار ہے کہ آج تمہارا رتبہ عالی و شان رفیع دوست و دشمن پر ظاہر ہو پس تم میرے شانے پر سوار ہوکر ان بتونکو گراؤ پس سید المرسلین خم ہوئے اور امیر المومنین نے دوش نبی پر چڑھ کر رتبہ معراج حاصل کیا شاعر کہتا ہے ؎ زہے نقش پائے کہ بر دوش احمد ٭ ز مہر نبوت مقدم نشیند ٭ ودیگر ؎ مرتضیٰ آنکہ شہ مسند عالی نسبت ٭ آفتابیست کہ برج شرفش دوش نبی است ٭ کتاب قطب شاہیہ میں کہ ۱۰۵۵ ہجری مین سلطان ابوالمظفر عبداللہ قطب شاہ والی دکن کے نام پر لکھی گئی اور الحق ایک نفیس و لطیف کتاب ہے بعض محققین عرفا سے نقل کیا ہے کہ شب معراج جبکہ محب و محبوب مین ملاقات معنوی ہوئی۔ اور خلوت خانہ خاص یعنے منزل قاب قوسین او ادنیٰ مین ہمکلامی و راز و نیاز کی خصوصیت حاصل کی۔ تو اشرف انبیا کو بباعث کمال ہیبت و وحشت ایک حرارت بدن اقدس مین محسوس ہونے لگی کہ اگر الطاف الٰہی اسکا تدارک نہ کرے تو طاقت بشری اس تپ محرق کی تاب لانے مین عاجز تھی مگر رحمت کاملہ خداوندی فوراً شامل حال ہوکر ید قدرت نامتناہی شانہ حضرت رسالت پناہی سے مس ہوا کہ وہ حرارت اسیدم مبدل بہ برودت ہوگئی۔ بروز فتح مکہ بتون کے توڑنے کی وقت امیر المومنین نے جو پائے مبارک شانہ اطہر پیغمبر پر رکھا اتفاق سے اُسی مقام پر پہنچا جہان کہ دست رحمت ایزدی مس ہوا تھا اور فضیلت بالائی فضیلت حضرت مرتضوی کو حاصل ہوئی چنانچہ حسان بن ثابت انصاری نے اس مضمون کو نظم کیا ہے ؎ وَالنَّبِیُّ المُصطَفٰی قَالَ لَنَا ٭ لَیلَۃَ المِعرَاجِ لَمَّا صَعِدَہ ٭ وَضَعَ اللہُ بِظَھرِی یَدَہٗ ٭ فَاَحَسَّ القَلبُ اَن قَد بَرَدَہٗ ٭ وَعَلِیٌّ وَاضِعٌ اَقدَامَہٗ ٭ فِی مَحَلٍّ وَضَعَ اللہُ یَدَہٗ ٭ ترجمہ بر کتف مصطفیٰ ید قدرت نہادہ حق ٭ شام وصال دین سخن از قول مصطفیٰ است ٭ جائیکہ حق بر آن ید قدرت نہادہ بود ٭ از روئے احترام بر ان پائے مرتضیٰ است ٭

استلام حجر اسود کا چھونا یا بوسہ لینا لبون سے یا ہاتھون سے یا کسی اور شے سے ۱۲

الغرض رسولخدا نے فرمایا یا علی تم پہنچے جہان کہ چاہتے تھے عرض کی ہان۔ یا رسول اللہ قسم بخدا کہ اپنے تئین ایسا پاتا ہون کہ اگر چاہون تو آسمان کو ہاتھ لگا دون اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے پوچھا یا علی تم اپنے تئین کیسا پاتے ہو عرض کی یا حضرت مین دیکھتا ہون کہ تمام پردے میرے آنکھون کے سامنے سے اُٹھ گئے ہین اور گویا سر میرا ساق عرش تک پہنچا ہے جس چیز کیطرف ہاتھ بڑھاؤن میرے ہاتھ مین آجائے آپ نے فرمایا کہ خوشا حال تمہارا کہ کار حق کرتے ہو اور خوشا حال میرا کہ بار حق اٹھاتے ہون خلاصہ یہ کہ امیر المومنین نے تمام بت جو اوپر رکھے تھے نیچے ڈالدئے اور بت کلان بنی خزاعہ کا جسکا نام ہُبل تھا اُسے اس زور سے زمین پر پٹکا کہ گر کر چکنا چور ہو گیا۔ پھر وہ جناب میزاب کے قریب سے کود پڑے اور کود کر ہنسنے لگے رسولخدا نے پوچھا یا علی تم کیون ہنسے عرض کی اس لیے ہنسا کہ اتنے اونچے سے گرا اور کسی طرح کا الم مجھے نہ پہنچا۔ فرمایا کیونکر تمکو الم پہنچتا کہ محمدؐ نے تمھین اُٹھایا اور جبرئیل نے اُتارا روایت ہے کہ بت ہُبل ٹوٹ گیا تو زبیر بن العوام نے ابوسفیان بن حرب سے کہا دیکھا تو نے یہ بُت جسپر بروز احد تو ناز کرتا تھا اور کہتا تھا اعل ہبل آج ریزہ ریزہ ہو کر خاک مین ملگیا۔ ابوسفیان نے کہا اے زبیر مجھکو ملامت نہ کر تحقیق کہ اگر خدائے محمدؐ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو صورت دگرگون ہوتی اور رسولخدا و علی مرتضے کیطرف اشارہ کرکے کہا بجز ان دو کے کہ انہون نے تو بتون کی پرستش نہین کی اور ہم تم سب ان کے آگے سجدہ کرتے اور معبود جانتے تھے صرف آگے پیچھے کا فرق ہے کوئی چار دن پہلے اسلام یے آیا کوئی بعد مین عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ علیؑ کے لئے چار فضیلتین ایسی ہین کہ اگر تمام عالم کے لوگون پر تقسیم کیجا ئین تو سبکے لئے وسعت رکھ سکتی ہین۔ اوّل۔ یہ کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے کبھی بت کی عبادت نہین کی اور اصلاً شراب نہین پی۔ دوسری فضیلت یہ جبرئیل حقتعالی کیطرف سے وحی لیکر نازل ہوتے تھے تو وہ انکے پرون کی آواز محسوس کرتے تھے۔ ہم مین کسی اور کو محسوس نہوتی تھی تیسری۔ جب حق تعالی نے ارادہ کیا کہ فاطمہ صلوات علیہا کو انکے ساتھ تزویج کرے تو حور العین کو حکم کیا کہ زینت کرکے ایک جگہ جمع ہون اور طوبی کو حکم کیا کہ دُر و یاقوت نثار کرے پس اس نے اس قدر جواہرات تصدق کئے کہ پہاڑون اور ٹیلون کے برابر انبار لگ گئے ان جواہرات کو حورون نے اُٹھایا اور باہم ہدیہ بھیجتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ ہدیہ ہے علیؑ و فاطمہؑ کا۔ چوتھی فضیلت یہ کہ جب رسولخدا نے مکہ فتح کیا تو علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار فرمایا۔ اور بتون کو انحضرت کے ہاتھ سے تُڑوایا بعض علماء شیعہ نے افادہ فرمایا ہے کہ دشمنان جناب امیر چاہتے ہین کہ اتنی بڑی فضیلت کو انحضرتؑ کی مٹا دین چنانچہ اسکی تاویل مین کہتے ہین کہ اگر رسولخدا نے انحضرتؑ کو اپنے دوش مبارک پر چڑھایا تو کیا ہوا ہر شخص اپنے بچون کو کاندھے پر چڑھاتا ہے۔ فضیلت تو ابوبکر کے لئے ہے جنہون نے بروز غار رسول اللہ کو اپنے پشت پر سوار کیا۔ مگر یہ قول انکا براہ عداوت و عناد ہے اگر یہ امر باعث فضیلت جناب ولایتمآبؑ ہوتا تو بزرگان محدثین و مفسرین اہل سنت مثل احمد بن حنبل و ابو یعلی الموصلی و خطیب خوارزم وغیرہ اسکو مقام فضیلت مین نہ لکھتے حالانکہ انہون نے اس سے آپکی فضیلت ثابت کی ہے اور شعرا نے اس بارے مین شعر کہے ہین۔ دوسرے یہہ کہ دوش مبارک رسولؐ پر سوار ہونا ایک منزلت شریف و مرتبہ عظیم ہے۔ جسکا مثل نہین اس لئے کہ دوش نبی اشرف ہے عرش و کرسی سے جیسے کہ نبیؐ اشرف ہین عالم

علوی و سفلی سے پس سوار ہونے والا ایسی شریف جگہہ پر کیونکر افضل نہوگا۔ اس کے سوا یہ قصہ اور چند فضیلتون پر مشتمل ہے پہلی شرکت جناب امیرؑ کی رسولخدا کے ساتھ بتون کے توڑنے مین ظاہر ہے کہ تمام افعال رسولخدا نیک ہین خاصکر بت شکنی کہ افضل اعمال ہے پس شرکت رسول اللہ کی افضل اعمال مین کسقدر فضیلت رکھتی ہے۔ دوسرے معین و مددگار ہونا اُس جناب کا پس کیونکر وہ حضرت انسے افضل ہونگے جو رسول اللہ کو نرغہ اعدا مین چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں تیسرے وہ جناب باذن و اجازت رسول اللہ صلعم کعبہ پر کہ افضل اماکن ہے چڑھے واسطے توڑنے بتون کے غرض جیسے معراج باعث فضیلت رسولخدا ہے ویسے ہی یہ امر باعث فضیلت علی مرتضیؑ ہے۔ تعجب ہے کہ یہ حضرات صرف اتنی بات سے کہ ابوبکر رسولخدا کے ساتھ غار مین رہے بڑی بھاری فضیلت ابوبکر کی ثابت کرتے ہین اور ایسی بڑی فضیلت جناب امیرؑ کا اقرار نہین کرتے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ بتون کو توڑا یہ امر صریح باعث اعزاز دین و ذلت و نکبت مشرکین ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی بت توڑے تھے مگر چھپکر نہ علانیہ اور کہا تھا کہ تمہارے بڑے بت نے یہ کام کیا ہے پوچھو اس سے اگر بولتا ہو مگر رسولخدا و شیر الٰہ نے علانیہ کفار کے سامنے بتون کو توڑا تو یہ فعل انکا افضل ہے فعل خلیل اللہ سے۔ اور یہہ قول انکا کہ لڑکون کو سب اپنے کاندھے پر چڑھاتے ہین سراسر تعصب و عناد سے ہے کس لئے کہ سب کو معلوم ہے امیر المومنینؑ اسوقت طفل صغیر نہ تھے بلکہ سن مبارک اُس جناب کا فتح مکہ مین تیس اکتیس سال کا تھا اتنی عمر کا آدمی ہرگز لڑکا نہین ہوتا۔ اور یہہ جو کہا کہ ابوبکر نے رسولخدا کو اپنی پشت پر اُٹھایا تو بفرض و تسلیم اسمین ہرگز کوئی فضیلت ابوبکر کے لئے نہین کس لئے کہ گدھے خچر گھوڑے اونٹ بھی تو حضرت کو اُٹھاتے اور آپ اُن پر سوار ہوتے تھے پس اسمین اگر کوئی فضیلت خلیفہ اول کو ہوئی تو ان سواریون کے برابر ہوئی ظاہر ہے کہ بوقت اُٹھانے ابوبکر کے اس جناب نے بوجہ نبوت کا نہین دکھایا تھا جیسا کہ اور سواریون پر سوار ہوتے وقت اسکا اظہار نہوتا تھا۔ بخلاف اسوقت کے کہ بوجھ نبوت کا دکھانا منظور تھا تاکہ معلوم ہو کہ کوئی اسکو نہین اُٹھا سکتا کس لئے کہ جب جناب امیر سے جنھین یہ طاقت تھی کہ دو انگلیون سے در خیبر اُکھاڑ کر پھینکدیا یہ بوجھ نہ اُٹھ سکا تو پھر اور کون اسکو اُٹھا سکتا تھا القصہ مسجد الحرام کو بتون کی نجاست سے پاک و صاف کرکے حضرت خیر الانام کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور نماز نافلہ وہان بجا لائے پھر در کعبہ کے بازوؤن کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑے ہوئے اور عمر بن الخطاب کو بلا کر کہا تم مجھکو جھٹلاتے اور میرے خواب کو دروغ بتلاتے تھے اور وعدہ ایزدی پر ایمان نہ لاتے تھے میرے خواب کی یہ تعبیر ہے جو آج دیکھتے ہو۔ پھر فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ یعنی خدائے وحدہ لاشریک نے اپنا وعدہ وفا فرمایا اور اپنے بندہ کی نصرت کی اور تنہا قبائل و احزاب کو منہزم فرمایا۔ اسوقت شرفاء قریش جنہون نے آپ کو انواع و اقسام کی ایذائیں دی تھین مسجد مین خائف و ترسان منتظر تھے کہ حضرت انکے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ آپنے فرمایا اے معشر قریش تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان رکھتے ہو میرے طرف سے عرض کی نقول خیراً و نظن خیراً ہم اچھا کہتے اور نیک گمان کرتے ہین آپ برادر کریم و پسر برادر کریم ہین کہ ہم پر سب طرح کی قدرت رکھتے ہین چونکہ اس کلام مین انہون نے قصہ حضرت یوسف و برادران یوسف کیطرف اشارہ کیا تھا تو آپنے فرمایا مین بھی تم سے وہی کہتا ہون جو یوسفؑ نے بوقت قدرت اپنے بھائیون

کہا تھا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین کہ تم پر آج کوئی گرفت نہین خدا تمہارا گناہ بخشے اور وہ بہت زیادہ رحم کرنیوالا
رحم کرنیوالونکا۔ بعد ازان فرمایا فاذھبوا انتم الطلقاء جاؤ تم غلامان آزاد کردہ ہو۔ چنانچہ اہل مکہ کہ بروز فتح یا اُس کے بعد مسلمان ہوئے
اُسی روز سے طلقا و آزاد کردہ کہلانے مین **فائدہ**۔ معاویہ بن ابوسفیان طلیق پسر طلیق ہے بلا شک و شبہ مگر ابن حجر ہیتمی مکی نے ایک سالہ مسمی
تطہیر الجنان واللسان عن الخطور والتفوہ بثلب سیدنا معاویۃ بن ابی سفیان" حمایت معاویہ مین لکھکر بہت کچھ اس کی مدح گستری کی ہے اور حق یہ ہے
کہ تعصب و ہٹ دھرمی کی خوب دل کھولکر داد دی ہے یہین اس کے اسلام کی نسبت بھی لکھا ہے کہ معاویہ بروز حدیبیہ یا بعد اس کے سنہ سات
ہجری مین اسلام لایا مگر بخوف اپنے ماں باپ کے کہ کہین نفقہ نہ بند کر دین اُسکو چھپاتا اور ہجرت سے کنیاتا رہا تا اینکہ بروز فتح اسلام کا
اظہار کیا ہمارے نزدیک اس توجیہ مین شیخ ابن حجر سے ایک یہہ فروگذاشت ہوگئی کہ انہون نے بضمن مدح حضرت معاویہ انکے والدین
کی تنقیص فرمائی حالانکہ اس کتاب مین انہون نے انکی مداحی مین بھی تقصیر نہین کی چنانچہ یہان سے تھوڑے ہی آگے بڑھکر ابوسفیان کی نسبت
افادہ فرماتے ہین فحسن اسلامہ وتزاید صلاحہ حتی صار من افاضل المومنین واکابر الصادقین یعنی ابوسفیان کا اسلام
خوب ہوا اور اس کی صلاح و تقوے نے زیادتی پکڑی حتے کہ وہ (ابن حجر جیسے) مومنین و صادقین سے اکبر و افضل ہوگیا۔ اور والدہ
خال المومنین ہند بنت عتبہ کی نسبت لکھتے ہین فاطمئنت الی الاسلام کہ اسکو صحابہ کو مسجد الحرام مین مشغول عبادت دیکھکر اسلام پر
اطمینان کامل حاصل ہوگئی۔ پھر ذرا آگے چلکر کہتے ہین وہ بہت بیدار مغز و ہوشیار تھی بمجرد بیعت گھر پر جاکر اُس بت کو جو گھر مین رکھ چھوڑا
تھا پیرون مین کچلکر ریزہ ریزہ کر دیا کہ ہم تجھ سے دھوکہ مین رہے پس ایسے عقلاء کاملین و افاضل صادقین کے لئے تھوڑے ہی عرصہ
پیشتر ایسا پکا کفر ثابت کرنا کہ معاویہ اُن کے خوف سے اظہار اسلام نہ کرسکا بلا شبہ انکے رتبہ کو گھٹانا اور شان کو کم کرنا ہے۔ دوسرے یہ کہ
صرف روٹی کپڑا بند ہو جانے کے خوف سے معاویہ جیسے ہٹے کٹے جوان آدمی کا جو ہر طرح محنت و مزدوری کرکے پیٹ پال سکتا تھا
دو سال غایت سال بھر تک بتون کے آگے سر رگڑتے رہنا اور اظہار اسلام سے جی چرانا ثبوت تقیہ کی ایسی روشن مثال ہے کہ اس کی نظیر
شیعون کے ہان کبھی نہ ملے گی تعجب ہے کہ یہ حضرات ان لوگونکی حمایت مین ایسے از خود رفتہ ہو جاتے ہین کہ انکو اپنے مسائل مسلمہ کی بھی خبر
نہین رہتی۔ معاویہ کو طلقاء و مولفۃ القلوب سے نکالنے مین یہ اہتمام کہ دنیا بھر کے مورخوں کے خلاف فتح مکہ سے سال بھر پہلے اسکا اسلام فرض
کرکے صندوق تقیہ مین بند کیا جائے اور حضرت ابوطالب حامی و سرپرست رسول اللہ کا اسلام کہ صرف اسلام و صاحب اسلام کے فائدہ کی
غرض سے اسکا اعلان نفرماتے رہے قبول نہو گو انکے اشعار آبدار بصدائے بلند اس کی گواہی دین اور گو اجماع اہل بیت اس پر منعقد ہو اور
بر خود عباس بن عبد المطلب مرتے وقت انکی زبان سے کلمہ شہادتین سماعت فرمائین چنانچہ یہہ امور بیشتر تاریخ ابو الفدا وغیرہ سے نقل ہوئے
الحاصل معاویہ کا طلیق ہونا مثل روز روشن ثابت و مبرہن ہے حاجت اقامت دلیل نہین رکھتا۔ امیر المومنین ایک خط مین اسکو لکھتے
ہین واما قولک انا بنو عبد مناف فکذلک نحن ولکن لیس امیۃ کھاشم ولا حرب کعبد المطلب ولا ابوسفیان
کابی طالب ولا المہاجر کالطلیق ولا الصریح کاللصیق ولا المحق کالمبطل ولا المومن کالمدغل یعنے تیرا یہ کہنا کہ ہم اولاد

عبد مناف ہین درست ہے مگر امیہ* ہاشم کی مثل نہین نہ حرب عبد المطلب کے برابر نہ ابوسفیان ابوطالب کے مقابل علی ہذا راہ خدا مین ہجرت
کرنیوالا غلام آزاد کردہ کی مانند نہین ہے اور نہ صریح النسب الحاقی و الصاقی کی مثل ہو سکتا ہے ایسا ہی اہل حق و باطل مین فرق ہے اور مومن
و دغا باز مین امتیاز اس کلام مین آنحضرت نے اپنے تئین مہاجر صریح محق و مومن سے تعبیر فرمایا اور معاویہ کو اس کے خلاف طلیق لصیق مبطل و
مدغل کہا۔ بس یہی ایک ارشاد شیعوں کے لئے کافی ہے اور قول ابن حجر مثل گوز شتر انکے نزدیک ذرا وقعت نہین رکھتا۔ القصہ حضرت رسولخدا
نے مواعظ شافیہ و احکام دین مسلمانونکو تلقین کئے پھر فرمایا یا ایہا الناس مکہ ابتدائے خلقت عالم سے حرم محترم خدا ہے اور روز قیامت تک حرم
رہیگا اسمین انسان کا قتل کرنا جانور کا شکار کھیلنا بلکہ درخت و گیاہ حرم تک کاٹنا کسی کو جائز نہین ہمارے لئے صرف ایک ساعت کو خونریزی
جائز ہوئی پھر حرمت بحال خود عود کر آئی لکھا ہے کہ چند اشخاص اراذل و اوباش مکہ سے باشارہ اشراف آپکے اصحاب سے بجنگ پیش آئے
تھے لاجرم آپنے بھی اجازت جنگ دی مگر تھوڑی ہی دیر مین جبکہ معروض رائے ہوا کہ قریش ہلاک ہوتے جاتے ہین ممانعت فرمائی الا خزاعہ کہ انکو
عصر تک بنی بکر کو قتل کرنے کی اجازت ہوئی تھی **حکایت** چند نفر بزرگان قریش سے ایک جگہہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ اتنے مین ظہر کا وقت
آیا اور بلال بن رباح نے حسب الحکم بام کعبہ پر جاکر اذان دی۔ عکرمہ بن ابوجہل نے کہا کیسا بُرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بام کعبہ پر مثل گدھے
کے چیختا ہے۔ خالد بن اُسید بولا خدا کا شکر ہے کہ آج ابو عتاب (پدر خالد مذکور) زندہ نہین کہ اس حبشی زادہ کو سقف خانہ پر دیکھتا اور اسکے
مکروہ آواز کو سنتا۔ سہیل بن عمر نے کہا بھائی یہ خانہ خانہ خدا ہے اگر منظور خدا ہوگا تو وہ ان حالات کو بدل دیگا۔ ابوسفیان بن حرب
بھی شامل جلسہ تھا کہنے لگا لیکن مین تو اسبارے مین کچھ نہین کہتا کیونکہ جانتا ہوں کہ یہہ دیواریں بھی محمد کو ماجرے کی خبر کردین گی۔ حضرت رسولخدا
کو وحی کے ذریعہ ان چار یارون کی باتین معلوم ہوئین تو آپنے انکو بلوا کر ہر ایک کا کلام اس سے نقل کیا عتاب بن اُسید برادر خالد نے عرض کی
یا رسول اللہ ہم نے واقعی یہ باتین کہی ہین لیکن اب استغفار کرتے ہیں ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ مین کچھ نہین بولا حضرت
متبسم ہوئے اور اس کی تصدیق فرمائی :: **کشتن خالد بن ولید مسلمانان بنی جذیمہ را**۔ قوم جذیمہ پسر عامر مقام یلملم و غمیصا پر
مکہ سے دو منزل دور رہتی تھی۔ یہہ لوگ رسول اللہ کی خدمت مین آکر مسلمان ہوگئے تھے اور زمانہ امان آنحضرت سے لیکر اپنے وطن مین مسجد
تعمیر کرکے مسلمانی قاعدے سے زندگی بسر کرتے تھے اسوقت کہ حضرت رسولخدا مکہ مشرفہ مین وارد ہوتے چاہا کہ انکے حال سے آگاہ ہون
کہ آیا اپنے عہد و اقرار پر قائم ہیں یا نہین لاجرم خالد ولید کو ساڑھے تین سو سوار کہ بعض انمین مہاجر و انصار و اکثر بنی سلیم اس کے ہم قوم تھے
دیکر اس طرف روانہ کیا کہ خبر مشخص لائے چونکہ مقصود محض ان کے حال کا دریافت کرنا تھا اس لئے بر تقدیر انکے کفر و ارتداد کی بھی رخصت جنگ و
پیکار نہ تھی۔ لیکن خالد نے چاہا کہ جس طرح ہو اس قوم کو تباہ و برباد کیجئے اور کینہائے دیرینہ انسے لیجئے نقل ہے کہ خالد کا چچا فاکہہ بن المغیرہ اور
عبد الرحمن بن عوف کا باپ عوف بن عوف کسی زمانے مین اس قبیلہ مین مارے گئے تھے وہ دونو یمن کی تجارت سے مال لیکر واپس آرہے تھے
اثنائے راہ مین اس قبیلہ مین فروکش ہوئے انہون نے بطمع مال انکو قتل کرکے مال لے لیا تھا یہہ کینہ اس کے دلمین تھا حالانکہ انکے قاتلوں سے

* بنا بر مشہور کہا ورنہ روایات شیعہ امیہ عبد مناف کا بیٹا نہ تھا غلام تھا ۱۲ منہ

اسوقت کوئی زندہ نہ تھا اور اسلام جاہلیت کے قضیّوں جھگڑون کو بہت تشدّد سے محو و ملتی کر چکا تھا۔ مگر یہان ان باتون کی کیا
پروا تھی بکمال جوش و خروش اس سرزمین مین پہنچے انکو کیا خبر تھی کہ مسلمان ہمارا حال دریافت کرنیکو آرہے ہین یا ہماری جان لینے کو لشکر لارہے
ہین ہمسایہ قبیلون سے آئے دن جنگ و جدال رہتے تھے جانا کہ اب بھی کوئی انمین سے چڑھ آیا ہے لاجرم مسلح ہوکر انکے دفعیہ کو نکلے روضۃ
الاحباب مین ہے کہ خالد نے انسے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کہا مسلمان پانچوں وقت کی نماز پڑھنے والے اور دین نبیؐ کی تصدیق
کرنیوالے ہین اپنے دریان مسجدین بنائی ہین انمین بیانگ بلند اذان کہتے اور شعار دین کو برپا رکھتے ہین خالد نے کہا پھر ہتھیار کس لئے لگائے
ہین کہا ہمارے بعض اعراب سے عداوت ہے تمکو دور سے آتے دیکھ کر سمجھے کہ کہین وہ نہ چڑھ آئے ہوں مگر خالد نے انکا عذر قبول نہ کیا اور کہا
اگر مسلمان ہو تو ہتھیار ڈالدو انہون نے بے تامل ہتھیار ڈالدئے تب اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ انکی مشکین باندہ لو اور ہر ایک اسیر کو اپنے
اصحاب سے ایک ایک کے سپرد کیا پس مردان قبیلہ اس کے لشکر مین قید تھے اور اطفال و زنان خیمون مین مصروف آہ و فغان تا اینکہ ایک رات
اس سفاک نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کرے بنی سلیم نے حسب الامر اپنے اسیرون کو مار ڈالا الا مہاجر و انصار نے بیگناہ مسلمانوں
کے خون پر ہاتھ نہ اُٹھایا بلکہ انکو رہا کر دیا کہ بعض نے انسے حضرت رسول اللہ کی خدمت مین جاکر ماجرے بیان کیا۔ حضرت کو اس حال کے سُننے
سے جس قدر غصہ آیا اور اس جماعت کثیر مسلمانوں کی ناحق خونریزی جتنی آپ پر ناگوار گزری اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حاضرین سے
فرمایا کہ خالد ولید نے مسلمانون کو مسجد مین جبکہ وہ مشغول جمعہ و جماعت تھے پکڑ کر قتل کیا پھر روبقبلہ کھڑے ہوکر دست دعا بلند کئے اور تین
مرتبہ بدین عبارت خالد پر تبرا کیا اللّٰھم انی ابرء الیک مما صنع خالدؓ خداوندا مین خالد کے فعل سے بیزار ہی ڈھونڈتا ہون تیری طرف
پھر اس قوم کی بیکسانہ مظلومیت کو یاد کرکے رحمت آپ پر طاری ہوئی اور گریان ہوتے یہ روایت روضۃ الاحباب معارج النبوہ وغیرہ کتب
معتبرہ اہل سنت کی ہے اور نیز روضۃ الاحباب مین عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا مین سریۂ خالد
مین شامل تھا اسیرون مین ایک جوان کہ اس کے ہاتھ گردن مین بندھے تھے میری رسی مین تھا اُس نے کہا اے شخص ہو سکتا ہے کہ
مجھکو ذرا اس سامنے کے خیمہ مین ان عورات کے پاس لیچلے کہ انسے کچھ حاجت رکھتا ہوں پھر جو چاہنا میرے ساتھ کرنا مینے کہا یہ
کام بہت آسان ہے غرض مین اسکو وہان لیگیا وہ انمین سے ایک عورت سے ملا اور باہم کچھ باتین کین اور چند اشعار پڑھے پھر مین واپس
لے آیا جبوقت اسکو قتل کیا تو وہ عورت آئی اور بیتابانہ اس کی لاش پر گر پڑی اور دو تین نعرہ مارکر جان بحق تسلیم ہوگئی اہل سریہ نے واپس
آکر جب یہ قصہ حضرت رسول اللہ کی خدمت مین نقل کیا تو آپنے فرمایا اَمَا کَانَ فِیکُمْ رَجُلٌ رَحِیمٌ کیا تم مین ایک مرد بھی ایسا نہ تھا کہ
اسکو رحم آتا۔ القصہ ان دنون مال عظیم زر و سیم ذخیرۂ غنیمت مین رسول اللہ کے پاس آیا تھا وہ سب امیر المومنینؑ کو دیکر کہا کہ جاکر ان لوگون
کو رضامند کرین امیر کبیر تشریف لیگئے اور تمام مال اس قوم پر بدل کیا واپس آئے تو آپنے پوچھا یا علیؑ کیا کر آئے عرض کی یا رسول اللہ اول
جو لوگ انمین قتل ہوئے تھے انکا خون بہا دیا اور جو حمل انکے ضائع ہوئے تھے اس کے بدلے لونڈی غلام انکو بخشے پس مال کثیر میرے
پاس باقی رہا تو جو مال و اسباب انکا غارت ہوا تھا حتے کہ مشکون اور برتنون اور گڈریون کی رسیون تک کا معاوضہ انکو بھر دیا تب بھی باقی

قصہ جوان مقتول

رہا تو معلوم و نامعلوم کامون کا بدلا دیا پھر بھی کسی قدر بچ رہا تو اس لئے انکو دیدیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ آپ سے راضی ہو جائین فرمایا یا علیؑ
تونے اس لئے انکو مال دیا کہ مجھ سے راضی ہو جائین خدا تجھ سے راضی ہو یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی
بروایتے فرمایا یا علی تونے مجھکو راضی کیا خدا تجھے راضی کرے اے علی تو میری اُمت کا ہدایت کرنیوالا ہے سعید ہے وہ جو تجھے دوست رکھے
اور تیری پیروی کرے و شقی و بدبخت ہے جو کہ تجھ سے روگردان ہوتا بروز قیامت شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب ارشاد میں ارشاد کرتے ہین کہ
جو طریقہ کفر و عدوان کا براہ حمیت جاہلیت خالد نے اختیار کیا تھا اس سے قریب تھا کہ اسلام نظرون مین معیوب ہوجائے اور بجائے
رغبت کے لوگ اس طرف سے نفرت کرنے لگین پس نزدیک تھا کہ نظام دین اور اشاعت شرع مین خلل واقع ہوکر معاملہ درہم برہم
ہوجاتے اگر امیر المومنینؑ تشریف فرما ہوکر جلد زخمی دلون کی چارہ جوئی نہ کرین اور اس قوم ستمدیدہ کو دوبارہ رسول اللہ سے راضی نہ فرمائیں
آپنے کمال سیرچشمی سے ان شکستہ دلونکی تسلی کی اور مواد فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ ظاہر ہے کہ اس مجمع مین کوئی ایسا نہ تھا کہ اس
کام کو حسب دلخواہ جناب رسالت پناہ انجام دیتا اسی لئے حضرت کو کسی دوسرے پر اعتبار و اعتماد نہوا۔ یہ ایک فضیلت ہے کہ اور وہ کے
تمام حق و باطل فضائل سے اعلیٰ و افضل ہے اور کوئی دوسرا اسمین آنحضرت کا شریک و سہیم نہین۔ **غزوۂ حُنین** غزوۂ حنین حضرت
رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا آخری غزوہ ہے اس کے بعد کفار کو سر اُٹھانے کی مجال نہ رہی اور تقریباً تمام ملک عرب پر مسلمانون کا
قبضہ و تصرف ہوگیا۔ اس غزوہ مین بھی شکست کے بعد اسلام کی فتح ہوئی۔ یہان بھی بجز چند اشخاص کے حضرت کی خدمت مین کوئی
نہ ٹھیرا بڑے بڑے یار غار جان نثار کے دعویدار آپ کو نرغہ کفار مین چھوڑ کر فرار کر گئے جیسا کہ آگے واضح ہوگا۔ اس لڑائی کا سبب یہ ہوا
کہ جب فتح مکہ کی خبر اطراف و جوانب مین منتشر ہوئی تو قبیلہ ہوازن و ثقیف نے کہ بزرگان قبائل سے تھے باہم مشورہ کیا کہ محمد کا اقتدار دن
بدن بڑھتا جاتا ہے اس روزافزون ترقی سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ اس طرف کا بھی عزم کرین پس ہمکو چاہئے کہ سبقت
کرین اور کل کے کام کے لئے آج تیار ہو جائین ورنہ ملک و ملت دونو ہاتھ سے جاتے رہین گے آس پاس کے قبیلے مثل جشم و نصر و سعد و
بنی ہلال وغیرہ کے بھی انکی امداد کو اُٹھ کھڑے ہوئے الا قبیلہ کعب و کلاب کہ یہ دو جدا رہے غرضکہ تیس ہزار مرد جرار کا جمگھٹ ہوگیا اور ان
سب نے مالک بن عوف نصری کو اپنا سردار اور ابو جرول کو علمدار بنایا مالک بن عوف ہر چند پہلوان زورمند الا نا آزمودہ کار تھا اس نے
لشکر کو حکم دیا کہ اپنے عیال و اطفال و مویشی و اموال سب ساتھ لیچلیں تاکہ مال و ناموس کے لئے سپاہی جی توڑ کر لڑے اور کوئی میدان جنگ سے
بھاگنے نہ پائے ایک شخص درید بن الصمہ نصری نام اس لشکر مین تھا جسکی عمر بقولے ایک سو ساٹھ سال کو پہنچی تھی اور بباعث ضعف پیری اسکی
بصارت جاتی رہی تھی اسکو یمن و برکت کی غرض سے نہ کہ جنگ و جرأت کے لئے ساتھ لیا تھا جب اسکو زنان و اطفال و اسباب و اموال
کے ساتھ لانیکا حال معلوم ہوا تو مالک کو نصیحت کی کہ انکو لڑائی مین ساتھ لیجانا مناسب نہین اور کہا کہ جس قوم کا ستارۂ اقبال عروج پر
ہوتا ہے اس کا کوئی لڑنیوالا جد و جہد مین اپنی طرف سے کوتاہی نہین کرتا۔ برعکس اس کے بخت برگشتہ کو کوئی چیز فرار سے نہین روک سکتی پھر
پوچھا کہ قبیلہ بنی کعب و بنی کلاب بھی ساتھ ہین یا نہیں کہا نہین درید نے کہا اگر تمہارا نصیب یاور ہوتا تو یہ دو نامور قبیلے کبھی تخلف نہ کرتے

قصہ درید بن الصمہ

مین دیکھتا ہوں کہ گویا تم نے میدان جنگ سے فرار کیا ہے اور تمہارا مال و اسباب مواشی و دواب عورات و اطفال تمام غنیم کے ہاتھ آئے مالک کو درید کی اس دریدہ دہنی پر بہت غصہ آیا۔ کہا اپنی زبان بند کر تو بہر فرتوت ہو گیا ہے اور ہوش و حواس تیرے بجا نہین رہے بے سوچے سمجھے جو ملین آتا ہے کہدیتا ہے غرض مالک نے درید کی نصیحت نہ سُنی اور لشکر ضلالت نے وہان سے کوچ کرکے مقام حُنین مین نزول کیا۔ اُدھر رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس جتھہ بندی کی اطلاع ہوئی تو آپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دی اور حق تعالی کیطرف سے وعدہ فتح و نصرت انکو سُنایا کہ غلبہ پاؤ گے اور انکے اموال و اولاد غنیمت مین تمہارے ہاتھ آئین گے پس لوگ جنگ کو آمادہ ہوئے علاوہ ان دس ہزار مرد کے کہ پہلے سے آپکے ساتھ تھے دو ہزار بروایتے چھ ہزار طلقاء مکہ سے مستعد ہو گئے۔ آپنے سو زرہین مع دیگر ساز و سامان کے صفوان بن اُمیّہ سے عاریت لین اور علم بزرگ حسب معمول امیر المومنینؑ کو عنایت کرکے کہا یا علیؑ اسکو لو کہ حق تعالی نے یہ فتح بھی تمہارے نام پر لکھی ہے پس آپ آخر ماہ رمضان یا شروع شوال مین رہ گرائے مقصد ہوئے امیر المومنینؑ لوائے نصرت لئے آگے آگے جاتے تھے۔ صاحب حملہ حیدری نے اس کیفیت کو اس طرح قلمبند کیا ہے ؎ چو آن شیر فیروز جنگ خدا ٭ روان شد بہ پیش نبی با لوا ٭ نیازم ترا گفت فرخ سروش ٭ کہ ناموس عالم گرفتی بدوش ٭ تو گفتی کہ ایمان و صدق و یقین ٭ جوانمردی و ہمت و دنیا و دین ٭ وفا و کرم شوکت و اقتدار ٭ شکوہ و مہابت شکیب و قرار ٭ دگر عزم و اقبال فتح و ظفر ٭ زیک جیب باہم بر آوردہ سر ٭ ہمی رفت درپیش ضرغام دین ٭ بدنبال او اشرف المرسلین ٭ عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی جسکو پیغمبر خدا نے مشرکونکا حال دریافت کرنے کے لئے مکہ سے اس طرف کو بھیجا تھا واپس ہو کر راہ مین حاضر خدمت ہوا اور مفصل کیفیت کثرت سپاہ و سامان کی اور بال بچون اور چارپاؤن کے ساتھ لانے کی معروض کی حضرت یہ سنکر متبسم ہوئے اور فرمایا فضل خدا سے امید ہے کہ یہ تمام اشیا غنیمت مسلمانان ہون پہلی بات کہ اس لشکر مین واقع ہوئی حضرت ابوبکر کی نظر بد تھی جو انکو پہنچی چونکہ حضرت عتیق نے ایسا شاندار لشکر کبھی پہلے کاہے کو دیکھا تھا اوچھے برتن کی طرح چھلک گئے اور کہنے لگے لَن نُّغلَبَ الیَومَ مِن قِلَّۃٍ کہ آج ہم کمی لشکر کے سبب سے شکست نہ پائین گے بقول صاحب روضۃ الاحباب یہ کلمہ انہون نے خود رسول اللہ سے کہا چونکہ اسمین شائبہ عجب غرور تھا کہ فتح و نصرت مین کثرت سپاہ پر بھروسا کیا تھا خدا و رسول کو ناپسند پڑا پس اول مرتبہ جو حنین میں مسلمانون کو شکست ہوئی اسکی علت یہی چشم زخم صدیق سُنیان تھی تا کہ آئندہ کوئی کثرت سپاہ پر اعتماد نہ کرے اور فتح و نصرت کو صرف اس جل شانہ کی طرف سے جانے چنانچہ ارشاد ہے وَیَومَ حُنَینٍ اِذ اَعجَبَتکُم کَثرَتُکُم فَلَم تُغنِ عَنکُم شَیئًا وَضَاقَت عَلَیکُمُ الاَرضُ بِمَا رَحُبَت ثُمَّ وَلَّیتُم مُدبِرِینَ ﴿۵﴾ یعنے حق تعالی نے مقامات کثیرہ مین تمہاری نصرت کی اور بروز حُنین نصرت کی جبکہ تم کثرت لشکر پر مغرور تھے مگر کچھ فائدہ اس کثرت نے نہ بخشا اور زمین باین فراخی تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ دکھلا کر بھاگ گئے۔ تعجب ہے صاحب مدارج النبوۃ سے کہ باوجودیکہ اس کتاب کی بنا روضۃ الاحباب پر رکھی اور زیادہ تر مضامین کو اس سے نقل کرتے مگر بیان پر اس کے قول کو درمیان مین نہین لاتے اور اسکا اور جملہ کتب تفسیر و حدیث کے خلاف اس جگہ کا قائل بجائے ابوبکر کے کسی اور شخص مجہول الاسم و الجسم کو قرار دیتے ہین اور خلیفہ اول کو اس الزام سے بچاتے ہین مگر ولن یصلح العطار ما افسد الدھر جسکو زمانہ ہی فاسد کرے

عطار کیا اصلاح کریگا القصہ اِدھر سے ہوازن اور اُدھر سے مسلمان چلتے چلتے وادی حُنین کے نزدیک پہنچے۔ اس وادی کے ایک جانب میدان مسطح و ہموار دوسری طرف درے اور پہاڑ تھے مالک بن عوف نے پہلے پہنچکر میدان مین ڈیرے لگا دئے اور فوج کو تعین کیا کہ درون اور گھاٹیون کے سرون پر مسلمانون کے گھات مین رہین رسول اللہ نے بعد نماز صبح لشکر کو ترتیب دیکر مونھ اندھیرے آگے بڑھنے کا حکم دیا راستہ تنگ تھا تمام فوج ایک جگہ سے نہ گزر سکی لہذا دستہ دستہ متفرق ہو کر مختلف گھاٹیون اور کوچون سے داخل ہوئے کفار کہ گھات مین انکے منتظر تھے حملہ آور ہوئے مقدمہ لشکر پر خالد ولید مع قبیلہ بنی سلیم تھا انکے صدمہ کی تاب نہ لا کر اُلٹے پاؤن پیچھے پھرا سُنی صاحبان اسکو سیف اللہ کہتے ہین کیا سیف خدا کا یہی کام ہے کہ معرکہ زحف سے فرار کرے اور اورون کے بھی فرار کا باعث ہو روضۃ الاحباب مین ہے کہ سب سے پہلے خالد نے فرار کیا اس کے پیچھے کفار قریش نے کہ قریب العہد بجاہلیت تھے بعد ازان باقی اصحاب مہاجر و انصار بھاگے رسولخدا اس روز خچر سفید رنگ پر جسکو فروہ جزامی نے حضرت کو ہدیہ مین بھیجا تھا سوار تھے اصحاب کو پکارتے تھے کہ اے انصار خدا و رسول مین بندہ خدا و رسول اسکا ہون کبھی کہتے تھے اِلَیَّ اَینَ اَیُّھَا النَّاس لوگو کہان بھاگے جاتے ہو مگر اصحاب اس طرح بھاگنے مین مصروف تھے کہ ذرا پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے۔ قریش کہ تازہ مسلمان اور حسد و کینہ سے بھرے ہوئے تھے ہنستے اور ان پر طعن کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ اصحاب محمدؐ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ سمندر کے کنارہ سے اس طرف کہین دم نہ لین گے دوسرا کہتا تھا کہ آج محمد کا سحر باطل ہوا ایک نے صفوان بن اُمیّہ سے کہا تجھکو بشارت ہو کہ محمدؐ اور انکے اصحاب بھاگ گئے اس نے کہا کیا خاک بشارت یہ ہے قریش سے ایک شخص ہمارا بادشاہ ہو وہ اچھا ہے یا ہوازن سے ہو وہ اچھا ہے منقول ہے کہ نسیبہ بنت کعب بھگوڑون کے مونھ پر خاک ڈالتی اور کہتی کہ خدا اور رسول سے بھاگ کر کہان جاؤ گے مگر مطلق اثر نہ تھا۔ یہ نسیبہ وہی شیر دل عورت ہے جسکا حال بقیہ جنگ احد سے کسیقدر ناظرین کو معلوم ہے اسوقت حضرت عمر خطاب نسیبہ کے سامنے سے گزرے تو اس نے للکارا اے عمر یہ کیا کام ہے جو تم کرتے ہو۔ عمر نے کہا خدا کا حکم یہی ہے۔ کیا خوب خدا کا حکم یہی تھا کہ اس کے پیغمبر کو تین ہزار تلوار کے تلے چھوڑ کر معرکہ جہاد سے بھاگ جاؤ حضرت ابوبکر جنکو کثرت سپاہ پر بہت گھمنڈ تھا پہلے ہی چلدئے تھے ابن ابی الحدید انکی نسبت اپنے قصیدہ رائیہ مین کہتا ہے ؎ ولیس بنکرٍ فی حُنینٍ فرارہ ٭ ففی احدٍ قد فرّ خوفاً و خیبرا یعنی ابوبکر کا جنگ حنین مین فرار کرنا کوئی انوکھی بات نہین وہ اس سے پیشتر جنگ اُحد و جنگ خیبر مین بھی ڈر کر بھاگ چکے ہین حقیر مؤلف کہتا ہے کہ یہ ہین ممدوحین اہل سُنّت جنکی دل کھولکر لمبی چوڑی تعریفین کرتے کرتے بھی انکے پیٹ نہین بھرتے ابتدا مین جبکہ ہمت و جوانمردی کی اسلام مین سخت حاجت تھی تو یہ امور کبھی بھولکر بھی ان بزرگوارون سے ظاہر نہوئے ہمیشہ معرکہ جنگ مین پیٹھ دکھاتے ہی نظر آئے۔ ثانی الحال دنیا و دین مضبوط ہو گئی اور اس شجرہ طیبہ نے جڑ پکڑ لی تو اسمین شاخ و برگ پھول پھل آنے ہی تھے نہ کیونکر آتے۔ فخر یہ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ ثانی کے عہد مین اس قدر شہر فتح ہوئے۔ ہم کہتے ہین بیشک ہوئے۔ مگر یہ تو بتائیں کہ کبھی حضرت نے بھی اپنے ہاتھون کوئی کارنمایاں کرکے دکھایا۔ یہ نہیں تو بڑی فتوحات جنمین وہ شریک تک ہوتے تھے کچھ انکے لئے فائدہ مند نہین اسوقت بھی حضرت امیرؑ کی حکمت و تدبیر ہی کام کرتی تھی جیسے کہ ابتدا مین انکی زور شمشیر سے

کاروائی ہوتی تھی اب انکی نیک صلاح و مشورہ کی برکت سے مسلمانوں کو یہہ کامیابیاں نصیب ہوتی تھیں۔ چنانچہ آئندہ اس مجموعہ کے ناظرین پر بھی یہہ بات کسیقدر ظاہر ہو جائیگی علاوہ بر این بقول اہل سُنّت رسولخدا خود فرما گئے تھے کہ ہمارے بعد حق تعالیٰ اس دین کی فاسقون فاجروں سے نصرت کرائیگا چنانچہ حدیث ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر صحیح بخاری تک میں موجود ہے اِس حدیث کے موافق انحضرت کی مدح و ستائش کی ذرا بھی گنجائش نہیں رہتی بلکہ اور الرجل الفاجر کی مصداق ٹھہر جائیں تو تعجب نہیں بالجملہ وعدۂ الٰہی تھا کہ کسرٰے و قیصر کے ملکوں پر اسلام کا قبضہ ہو جائیگا اور مدائن و قسطنطنیہ کی دیواروں پر اسکا پھریرا لہرائیگا سو اسکے آثار حضرت رسالت پناہی کے زمانے مین بزور بازوی ید اللّٰہی دکھائی دینے لگے تھے کہ اکثر عرب مشرکون کافروں سے پاک ہو گیا تھا۔ اس امن و آسائش کے زمانے مین اگر اہنوں نے بھی گھروں مین بیٹھکر تنگے زبانی انکے چلائے تو فخر کی کیا بات ہے **القصّہ** سولہ ہزار مرد سے اس بھاگ دوڑ مین صرف چار شخص حضرت کی خدمت مین رہ گئے باقی تمام بھاگ نکلے اوّل وافضل انمین امیر المومنینؑ تھے کہ پیش روئے سید المرسلین تیغزنی و سر افشانی کفار نابکار مین مشغول تھے۔ اور حقیقت یہہ ہے کہ جو کوئی ٹھیرا آپ ہی کے ٹھیرنے سے ٹھیرا اسی لئے بعض ظرفا علما نے کہا ہے ابو بکر عانھم و علیؑ اعانھم کہ ابو بکر تو وہ تھے جنہوں نے اس لشکر کو بد نظر لگائی اور علی وہ کہ جنہوں نے انکی اعانت کی دوم عباس بن المطلب عم محترم رسولخدا کہ آنحضرت کے اُشتر کے آگے آگے تھے سوم ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب آپ کے دوسرے چچازاد بھائی کہ وہی رکاب خچر کی تھامے ہوتے تھے۔ چہارم عبد اللہ بن مسعود صحابی کہ آپکے بائیں طرف تھے۔ بروایتے دس اشخاص ثابت قدم رہے نو بنی ہاشم سے یعنی امیر المومنینؑ و عباس و فضل و قثم پسران عباس و ابوسفیان و ربیعہ پسران حارث بن عبد المطلب و عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب و عتبہ و معتب پسران ابو لہب دسویں ایمن پسر امّ ایمن انصاری سے روایت ہے کہ مالک بن عوف سر عسکر کفار نے میدان خالی پاکر چاہا کہ آگے بڑھکر حضرت رسولخدا پر حملہ کرے تو اسوقت ایمن انصاری اس کے سدراہ ہوئے مالک نے ایک ضربت تلوار کی انکی لگائی جس سے اس سعادتمند نے سعادت شہادت حاصل کی ایمن کے قتل کے بعد مالک نے اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو اسکا گھوڑا باعجاز رسالت پناہ رُک گیا اور آگے نہ بڑھا پس حضرت رسولخدا نے تلوار میان سے کھینچ لی اور استر دلدل کو جس پر آپ سوار تھے مہمیز کیا اور بنفس نفیس کفار پر حملہ آور ہوئے اور اس عبارت کو بطور رجز پڑھتے تھے ۔ انا النبی لا کذب ✤ انا ابن عبد المطّلب ایسے پُر آشوب حالت میں آپکا زور زور اس رجز کو پڑھنا گویا ہجوم اعدا کو اپنی طرف بلانا تھا حالانکہ اسوقت گھوڑے پر بھی نہیں آپ خچر پر سوار تھے جو اصلا کو دنے پھاندنے دوڑنے بھاگنے کی صلاحیت نہیں رکھتا یہہ امر انحضرت کے کمال شجاعت و دلاوری و اطمینان قلب و وثوق وعدہ ایزدی پر دلالت کرتا ہے کہتے ہیں کہ اس لڑائی کے سوا رسول اللہ کو کہیں خود بدولت لڑنیکا اتفاق نہیں ہوا **مروی** ہے کہ اس گیر و دار مین عباسؓ نے امیر المومنینؑ کو نزدیک دیکھا تو حیران ہوئے کہ ایسے نازک وقت مین کرار غیر فرار کہاں گئے فضل انکی بیٹے نے دوری برق شمشیر انکو دکھلا کر کہا کہ وہ مین کہ خرمن ہستی کو دشمنوں کے جلاتے اور مایہ حیات کو انکے خاک مین ملاتے ہیں عباس نے غور سے

دیکھکر ضربت حیدری کو پہچانا تو کہا نیکو کار ہے پسر نیکو کار کا عم و خال اس کے فدا ہوں اسپر پھر فضل کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے چالیس کافر اس روز اپنے ہاتھ سے قتل کئے جس پر تلوار لگاتے دو برابر حصے اسکے ہو جاتے تھے حتّیٰ کہ مینی و ذکر تک بھی برابر تقسیم ہوتے اور ضربت اس جناب کی ہمیشہ بکر ہوتی تھی یعنے پہلے ہی چوٹ مین دشمن کا کام تمام کر دیتے تھے دوسرے کی حاجت نہ رہتی تھی۔ نقل ہے کہ عباس مرد دراز قد و بلند آواز تھے انہوں نے باشارۂ نبی مآب ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر پکارا اے اصحاب سورۂ بقرہ و اے صاحبان بیعت شجرہ کہاں بھاگے جاتے ہو رسولخدا یہاں تشریف رکھتے ہیں پس حضرتؐ نے دست دعا بجانب آسمان بلند کئے اور عرض کی اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکیٰ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اسوقت تم نے وہ دعا کی جس سے موسیٰؑ کے لئے دریا شگافتہ ہوا اور بنی اسرائیل نے غرق سے نجات پائی۔ غرض انصار نصرت شعار نے صدائے عباس سُنی تو پلٹے اور لبیک لبیک کہتے ہوئے بکمال خجالت حضرت رسالت پناہ کے پاس سے گزر کر علم امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہوئے تھے کہ قریب ایک سو نفر کے زیر علم نصرت شیم جمع ہو گئے اور حضرتؑ نے انکو ساتھ لیکر کفار پر حملہ کیا اسوقت رسول اللہ نے فرمایا الآن حمی الوطیس یعنی اب تنور کارزار گرم ہوا۔ اتنے مین ابو جرول علمدار لشکر ہوازن علم ہاتھ مین لئے شتر سرخ پر سوار حضرت امیرؑ کے سامنے نمودار ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ مرد دو جس مسلمان کو قتل کرتا اُسکی لاش کو اوپر اچھالتا تھا تاکہ اس کی قوم دیکھے اور اس کی جوانمردی کی داد دے۔ آپ کے نزدیک آیا تو یہہ رجز پڑھا ۔ انا ابو جرول لا براح ✤ حتیٰ نبیح القوم او نباح یعنے مین ابو جرول ہوں بلا شک و شبہ جنگ کرونگا جبتک کہ ہم دشمنوں کو قتل کرین یا خود قتل ہو جائین حضرت امیرؑ نے بڑھ کر اوّل اس کے شتر کی پشت پر پھر اسکو سر پر ایسی ضربت لگائی کہ وہ دونو گر کر سرد ہو گئے اور اس شعر کو پڑھا ۔ قد علم القوم لدی الصباح ✤ انّی لدی الھیجاء ذو نصاح ✤ یعنی قوم بوقت صبح یہ معلوم کر چکی ہے کہ مین بوقت جنگ صاحب نصاح ہوں۔ ابو جرول کے مارے جانے پر مشرکین مین تاب و تواں نہ رہی حضرت رسولخدا نے دعا کی خداوندا تو نے ابتدا مین مسلمانوں کو تلخی عذاب چکھائی انتہا مین حلاوت عطا و بخشش سے انکا موہنہ میٹھا کر اور ایک مشت سنگریزہ اُٹھا کر مشرکون کے موہنہ پر ماری اور فرمایا شاھت الوجوہ جابر انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایسی آواز ان سنگریزوں کی ہوئی کہ گویا کسی نے ایک طشت انکا اُلٹ دیا ہے۔ بروایتے مشت خاک تھی جس سے سب کے موہنہ خاک سے بھر گئے ممکن ہے کہ دو بار مٹھی بھر کر پھینکی ہو ایک دفعہ کنکریوں کی دوسری دفعہ مٹی کی غرض نسیم فتح و ظفر مہبّ لطف خداوند اکبر سے چلی ملائکہ آسمان نصرت پیغمبر آخر الزمان کے لئے نازل ہوئے۔ بعدیکہ لوگ انکی آوازین سُنتے تھے مگر دیکھ نہ سکتے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا و عذب الذین کفروا و ذٰلک جزاء الکافرین ترجمہ پھر نازل کیا اللہ نے سکینے و وقار اپنے کو اوپر رسول کے اور اوپر مومنوں کے اور نازل کیا ایسے لشکروں کو جنکو تم دیکھتے نہ تھے اور عذاب کیا کافروں کو اور یہی ہے بدلا کافروں کا۔ امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ سکینہ ایک ہوائے خوشگوار خوشبو دار ہے جو بہشت سے نازل ہوتی ہے

قتل ابو جرول

انسان کی صورت رکھتی ہے... [illegible] وہ فرشتے یا رسن کہ شکاری کے پاس اوقت شکار ہوتے ہیں۔ دیکھو یہاں جیسی پیغمبر خدا پر سکینہ نازل کیا ویسی ہی مومنین پر کیا بخلاف آیۂ غار کہ وہاں انزل اللہ سکینتہ صرف پیغمبر پر ہوا حضرت یار غار پر نہیں ہوا فتدبر ۱۲ منہ

قصہ شیبہ بن عثمان عبدری

چلتی ہے اور اس کی صورت بشکل آدمی ہوتی ہے وہ ہمیشہ پیغمبروں کے ساتھ رہتی ہے - غرض کافرون کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ خوار وزار میدان جنگ سے بھاگ گئے اور بال بچے مال وچوپائے سب مسلمانون کے لئے چھوڑ گئے - شجرہ بن ربیعہ نضری نے اسیر ہو کر کہا کہ اب وہ ابلق سوار سفید لباس تم مین نظر نہین آتے جنہون نے ہمکو مغلوب کیا معلوم ہوا کہ وہ ملائکہ تھے - شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری نے کہا میرے عزیزون اور رشتہ دارون سے آٹھ مرد جنہون نے یکے بعد دیگرے علم قریش لیا جنگ اُحد مین مارے گئے تھے لہذا محمد کیطرف سے کینہ عظیم میرے دلمین تھا ہمیشہ اسی گھات میں رہتا کہ قابو ملے تو انسے اپنے کینہ کا بدلا لون اور دلمین کہتا تھا کہ اگر تمام جہان بھی مسلمان ہو جائیگا تو مین تب بھی نہونگا فتح مکہ کے بعد میری کچھ ہمت ٹوٹ گئی اور مین اپنے کامیابی سے مایوس ہو نیکو تھا کہ اتنے مین غزوہ حُنین پیش آیا پس اسی خیال سے ساتھ ہو لیا کہ شاید اسمین کوئی موقع کینہ کشی کا ملے جسوقت مسلمان منہزم ہو کر بھاگے اور میدان خالی ہوا تو مینے دیکھا کہ آگے کیطرف سے عباس آنحضرتؐ کے چچا انکی حفاظت کرتے ہین اور دہنی بائین جانب بھی خالی ہین تو مین پشت کیجانب سے بڑھا اور تلوار میان سے نکال لی قریب پہنچا تو ایک آگ میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئی کہ اگر ذرا وہان ٹھیرون تو جلا کر مجھکو خاکستر کر دے پس دونو ہاتھ اپنے آنکھون پر رکھکر پیچھے کو دوڑا حضرتؐ نے آواز دی کہ اے شیبہ نزدیک آ پاس گیا تو دست مبارک میرے سینہ پر لگا کر فرمایا اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الشَّیْطَان خداوندا اس سے وسوسہ شیطان کو دور کر یا تو میری وہ حالت تھی یا بجز اس کے وہ حضرت میرے نزدیک میرے دو گوش اور دونو آنکھوں سے زیادہ عزیز ہو گئے فرمایا اے شیبہ جا اور کفار سے جنگ کر پس مین ان پر حملہ آور ہوا اور یہ جوش مجھ مین تھا کہ اگر اسوقت میرا باپ بھی میرے مقابل ہوتا تو اسکو بھی قتل کئے بغیر نہ چھوڑتا - اختتام جنگ کے بعد رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اے شیبہ جو کچھ حق تعالیٰ نے تیرے لئے چاہا وہ اس سے بہتر ہے جو تو نے اپنے واسطے چاہا تھا پھر تمام باتین جو میرے دلمین گزری تھین ایک ایک بیان کین پس مینے کلمہ پڑھا اور اسلام لایا اور عرض کی حضرت میرے لئے دعائے مغفرت کرین آپنے فرمایا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ **حیات القلوب** مین ہے کہ جب آفتاب بلند ہوا تو حضرت نے امر کیا کہ کشت وخون سے ہاتھ اُٹھائیں جس کے پاس کوئی بردہ ہو اسکو رہنے دے مارے نہین ابن الکوع نام ایک شخص فتح مکہ کے روز بنی ہذیل کی طرف سے مسلمانونکی جاسوسی کے لئے آیا تھا اس جنگ مین اسیر ہو گیا عمر خطاب نے اسکو گرفتار پا کر ایک مرد انصاری کو اشارہ کیا کہ یہ دشمن خدا کفار کا جاسوس بنا تھا اسی زندہ نہ رکھنا چاہئے مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ بارہا معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم کی یہ عادت تھی کہ لڑائی کے وقت بھاگ جاتے اور اسیران دست بستہ پر اظہار جرأت وجلاوت فرماتے تھے - غرض انصاری نے عمر کے کہنے سے دھوکا کھا کر ابن الکوع کو مار ڈالا آنحضرتؐ خدا نے یہ سُنا تو نادم ہوئے کہ ہمنے منع نہین کیا کہ قیدیوں کو نہ مارو لبعد ازان ایک اور شخص جمیل بن معمر نام اسی طرح مارا گیا اسپر آپنے غضبناک ہو کر انصاریوں سے جواب طلب کیا کہ باوجود ممانعت کے تم کس لئے قیدیونکو قتل کئے جاتے ہو اُنہون نے کہا ہم نے

ف عبدری منسوب بقبیلہ عبدالدار ہے اس کا باپ اور کئی چچے بروز اُحد امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے چنانچہ جنگ اُحد مین اس کا بیان گزرا ۱۲ منہ

عمر کے کہنے سے قتل کیا پس آپنے عمر کیطرف سے موںھہ پھیر لیا اور اعراض فرمایا تا اینکہ چند روز بعد عمیر بن وہب نے عذر خواہی کر کے خطا معاف کرائی - مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ابتدائے جنگ مین ابوبکر نے رسول اللہ کو آزردہ کیا تھا انتہا مین عمر نے کیا - روایت ہے کہ جنگ حُنین مین چار ہزار اسیر اور بارہ ہزار شتر مسلمانون کے ہاتھ آئے - بروایتے چھ ہزار بردے چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکری اور بقدر چالیس ہزار اوقیہ ف کے چاندی غنیمت مین ملی حضرت نے تمام غنائم بدیل بن ورقا خزاعی کے سپرد کین کہ مقام جعرانہ مین لیجا کر نگہبانی کرے تا کہ بوقت فرصت مسلمانون مین تقسیم کیجائین اور خود تعاقب کفار کا عزم کیا نقل ہے کہ ایک سو کافر اس جنگ مین مارے گئے اور مسلمانون سے کل چار شخصون نے شہادت پائی *

غزوہ طائف وغیرہ منقول ہے کہ جب حُنین مین مشرکون کو شکست ہوئی اور انکی جماعت تفرقہ سے بدل گئی تو انکے دو گروہ ہو گئے بڑا گروہ ثقیف وغیرہ کا کہ مالک بن عوف انہین شامل تھا طائف کو گیا جہاں انکے احمال واثقال محفوظ تھے اور کہتے ہین کہ ایک سال کا ذخیرہ مہیا کر کے اس کی فصیل کو مضبوط کیا تھا کہ ضرورت کیوقت اسمین پناہ گزین ہون - باقی اعراب بادیہ نشین نے مع اپنے تابعین کے اوطاس کی راہ لی حضرت رسولخدا نے ابو عامر اشعری کو کچھ فوج دیکر انکے پیچھے بھیجا سلمہ بن اکوع وزبیر عوام وابو موسی اشعری اس کے لشکر مین تھے یہ لوگ اوطاس مین پہنچے تو مخالف بجنگ وجدل پیش آئے اثنائے جنگ مین دُرید بن الصمہ پیر کُہن سال جسکا کچھ حال پہلے مذکور ہوا اور اسوقت وہ اس گروہ کا سردار تھا مارا گیا اُدھر ابو عامر سردار مُسلمین نے بھی اس کشمکش وکوشش مین جام شہادت نوش کیا مگر فتح ونصرت مسلمانون کے شامل حال ہوئی - او مظفر ومفتوح حاضر خدمت ہوئی رسولخدا نے ابو عامر کے لئے دعاء خیر فرمائی بعد ازان حضرت خود بدولت واقبال عازم تسخیر طائف ہو کر اس طرف کو روانہ ہوئے علمداری لشکر اس غزوے مین بھی بدستور امیر المومنینؑ قاتل المشرکین سے متعلق تھی کفار حصار طائف مین متحصن ہو کر مدافعہ ومقابلے کے لئے تیار تھے رسولخدا نے حکم دیا کہ قلعہ کا محاصرہ کر لین مشرکین دیوار قلعہ سے تیر مارتے تھے جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہوتے مگر تاہم کچھ کم وبیش بائیس روز محاصرہ کئے رہے اس عرصہ مین حبیب خدا نے شیر خدا علی مرتضی کو کچھ سپاہ کے ساتھ تعیین کیا کہ اطراف طائف مین گشت کر کے جہان بتخانہ پائیں خاک مین ملائین جو بجنگ پیش آئے اُسکو قتل فرمائیں امیر خیبر گیر حسب الایما متوجہ خدمت ہوئے راہ مین ایک لشکر عظیم قبیلہ خثیم سے آپکا سامنا ہوا ایک پہلوان شہاب نام الخاپیش رو تھا ہنگام سحر کہ ہنوز تاریکی شب دور نہوئی تھی دونو لشکرون کی باہم ملاقات ہوئی شہاب نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا امیر المومنین نے چاہا کہ کوئی مسلمان اس کے مقابلے کو نکلے مگر کسیکو ہمت نہ ہوئی جب معلوم ہوا کہ کوئی اس سے لڑنیکی جرأت نہ کرے گا تو بالفور خود مہیائے پیکار ہوئے اسوقت ابو العاص بن ربیع شوہر زینب خاتون نے عرض کی یا امیر المومنین آپ تکلیف نہ کرین میں اس کی شرارت کو آپ سے دفع کرتا ہون چونکہ تیار ہو گئے تھے قبول نہ کیا اور فرمایا اگر مین یہان کام آیا تو امیر اس لشکر کا تو ہے الغرض یہ شہاب اللہ ثاقب اس شہاب خاسر وخائب کی

ف اوقیہ کی مقدار چالیس درہم شرعی ہے کہ ہر درم چھ دانگ ہر دانگ دو قیراط ہر قیراط دو طسوج ہر طسوج دو جو میانہ کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

مقابل ہوا اور بیکضرب ذوالفقار اسکو واصل جہنم فرمایا سردار کے مارے جانے سے لشکر مین تاب قرار نہ رہی بھاگ گئے حضرت
نے گرد نواح مین پھر کر جہاں کوئی بت یا بتخانہ پایا نیست و نابود کر دیا اور فائز المرام مراجعت فرمائی رسولخدا ابھی محاصرہ
طائف ہی مین تھے کہ آپ حاضر خدمت ہو گئے حضرت نے امیر المومنین کو دیکھا تو تکبیر کہی اور دست مبارک اس جناب کا
پکڑکر گوشہ خلوت مین لے گئے اور عرصہ دراز تک آپ کے ساتھ تنہائی مین راز کہتے رہے کوئی پاس نہ تھا کیا معلوم کہ
نبی و وصی مین کیا باتیں ہوئیں مگر حاسدون کی آنکھ مین یہ مجلس خار گزری اور بر ملا رسول اللہ پر اعتراض کیا۔ چنانچہ سُنّی و
شیعہ نے بطرق بسیار جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب سید انبیا اشرف اوصیا کے ساتھ خلوت میں
راز کہہ رہے تھے تو عمر خطاب نے آگے جاکر کہا ان کے ساتھ تنہائی مین باتین کرتے ہو اور ہمکو پاس نہین آنے دیتے
حضرت نے فرمایا ما انتجیتہ و لکنّ اللہ انتجاہ یعنے مینے راز نہین کہا بلکہ حق تعالیٰ نے راز کہا۔ مسند احمد حنبل وغیرہ
مین بجائے عمر کے لفظ قائل لکھا ہے یعنے ایک کہنے والے نے کہا مگر اورون نے یہہ ستر پوشی روا نہین رکھی صاف صاف
حضرت عمر کا نام لے دیا معارج النبوہ مین ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ گوید کہ در ہنگام خلوت و مشاورہ نبی با وصی
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ با حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گفت یا رسول اللہ با علی راز میگوئی و با وخلوت میکنی
آنسرور گفت ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجاہ روایت ہے کہ رسولخدا کے اس جواب با صواب سے بجائے اسکے کہ خلیفہ ثانی اپنی
جرأت پر پشیمان ہوتے یہہ کہنے لگے کہ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ بروز حدیبیہ ہمکو کہدیا تھا کہ مسجد الحرام میں داخل ہو گے پھر
نہ داخل ہوتے۔ یعنی جیسے اس روز وہ (معاذ اللہ) جھوٹ بولدیا تھا۔ ایسے ہی آج یہہ جھوٹ کہتے ہین کہ خدا انسے مناجات
کرتا ہے ہم نہین کرتے حضرت نے یہ سُنکر فرمایا مینے کب کہا تھا کہ تم اسی سال داخل ہو گے پھر آخر داخل ہوتے یا نہین
دیکھیے بار بار گستاخی کرکے خلیفہ ثانی کس طرح پر رسول اللہ کو آزردہ فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ ایام محاصرہ میں ایک روز
نافع بن غیلان قبیلۂ ثقیف کے کچھ آدمی ساتھ لیکر قلعے سے نکلا رسولخدا نے امیر المومنین کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا وادی
وج میں تلاقی کفر و ایمان واقع ہوئی اور نافع امیر المومنین کے تیغ صاعقہ بار سے مارا گیا اور اس کے اصحاب بھاگ گئے اس
سے رعب عظیم اہل قلعہ پر چھا گیا بعض لوگ قلعہ سے نکلکر فوراً مسلمان ہو گئے باقی نے کہلا بھیجا کہ آپ محاصرہ اُٹھا لین تو
ہمارے قاصد آنکر کچھ شرائط پیش کرین چنانچہ رسول اللہ مکہ میں آئے تو ان لوگوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ ہم مسلمان ہوتے
ہین بشرطیکہ نماز و زکوٰۃ سے مستثنیٰ رہین حضرت نے فرمایا لا خیر فی دین لا رکوع فیہ و لا سجود یعنے جس دین مین رکوع و سجدہ
نہین کوئی بھلائی اسمین نہین ہو سکتی پھر فرمایا قسم بخدائے عزوجل کہ میری جان اس کے قبضہ قدرت مین ہے کہ تم نماز پڑھو
زکوٰۃ نکالو نہین تو تم پر ایسے شخص کو بھیجونگا جو بمنزلہ میرے نفس و جان کے ہے وہ تمکو قتل اور تمہارے زن و فرزند کو اسیر کریگا
پھر امیر المومنین کا ہاتھ پکڑکر بلند کیا کہ یہ ہے وہ شخص قاصدون نے واپس جاکر جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا اُس قوم سے بیان

راز گفتن رسول اللہ با علی مرتضیٰ

قتل نافع بن غیلان

کیا تمام اہل طائف بلا چون و چرا مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اس اُمت سے میری نافرمانی کریگا مین سہم اللہ یعنے تیر
خدا کو اُس پر بھیجونگا اصحاب نے پوچھا سہم اللہ کون ہے فرمایا علی بن ابی طالب ہین کہ جہان انکو بھیجتا ہوں جبرئیل و میکائیل انکے راست
و چپ ہوتے ہین اور ایک ابر فرشتہ آگے اور ابر رحمت ان پر سایہ افگن و البس نہین ہوتے جبتک کہ حق تعالیٰ اس مہم کو انکے دست حق پرست
پر فتح نہین کرتا۔ ابن اثیر نے کامل مین روایت کی ہے کہ جب محاصرہ طائف کو طول ہو گیا تو حضرت رسولخدا نے نوفل بن معاویہ دُئلی سے
اس بارے مین مشورہ کیا اس نے کہا یا رسول اللہ یہہ لوگ مثل ایک روباہ کے سوراخ مین گھسے ہوئے ہین اگر آپنے یہان قیام کیا تو
ضرور ہے کہ نکلین اور گرفتار ہوں اور جو انکو چھوڑ دین گے تو کچھ ضرر آپ کو نہین پہنچا سکتے پس حضرت نے اذن کوچ دیا۔ عطایا

رسول الثقلین بوقت تقسیم غنائم حنین

روضۃ الصفا مین ہے کہ رسولخدا محاصرہ طائف سے اُٹھکر جعرانہ مین جہان
حنین کی غنیمتیں محفوظ تھین تشریف لائے اور دست سخا و کرم دراز کرکے قریش کو کہ تازہ مسلمان مُولّفۃ القلوب تھے انعام و بخشش
سے مالامال کر دیا کہتے ہین کہ جسوقت اموال غنیمت نقد و جنس آپ کے سامنے انبار تھے ابو سفیان بن حرب کہ خست و امساک مین شہرہ
آفاق تھا خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آج آپ تمام قریش سے زیادہ مالدار ہین آپ تبسم ہوئے تو ابو سفیان نے سلسلہ
طمع کھولکر کہا مجھکو بھی اس مال سے کچھ عنایت کیجیے آپنے فرمایا کہ بقدر چالیس اوقیہ سیم اور سو شتر اسکو دیدین لالچی ابو سفیان نے گردن
طمع دراز کی اور اپنے بیٹوں یزید و معاویہ کا حصہ مانگا حضرت نے اتنا ہی اتنا انکو بھی مرحمت کیا ابو سفیان یہہ جود و سخا اس کان عطا
کی دیکھکر حیران رہ گیا اور کہنے لگا میرے مان باپ تمپر فدا ہون قسم بخدا کہ تم بوقت جنگ و صلح دونو کریم ہو انتہائے کرم و بخشش سے جو
اسوقت آپنے بدل کیا حق تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے۔ پس حکیم بن حزام کو سو اونٹ عنایت کئے اس نے زیادہ کی خواہش کی تو بھی دیے
اور بخشے علی ہذا سہیل بن عمرو و صفوان بن اُمیّہ و حویطب بن عبد العزیٰ و اسید بن حارثہ ثقفی و حارث بن ہشام برادر ابو جہل و قیس
بن عدی و اقرع بن حابس تمیمی و عُیینہ بن حصن فزاری وغیرہم کو سو سو اونٹ دئے۔ انکے سوا ہشام بن عمرو عامری و مخرمہ بن نوفل
و سعید بن یربوع وغیرہ کو کہ دوسرے درجے کے لوگ تھے پچاس پچاس شتر مرحمت فرمائے مولف روضۃ الصفا کہتے ہین کہ
اختلاف ہے اس بارے مین کہ آیا یہہ عطیات خاص خمس سے تھین یا مجموع غنائم سے۔ بعض علما نے قول اول اختیار کیا ہے
بعض نے دوسرا بہر حال کل اصحاب قریب بارہ ہزار کے تھے جماعت مولفہ قلوب کے سوا تمام کو چار چار شتر ملے سوار کو حصہ اس سے
زیادہ تھا حالانکہ زیادہ سے زیادہ بروایت اونٹوں کے چوبیس ہزار تک کی ہے یہ بھی معجزات حضرت ختمی مآب سے ہے کہ فقط چوبیس
ہزار اونٹ بارہ ہزار پر تقسیم ہون اور چار چار سے کم کسیکو نہ ملے اور بعض سو سو تک بھی پا جاتین لکھا ہے کہ عباس بن مرداس شاعر کہ روسائے
قریش سے تھا اسکو چار شتر ملے تو بہت غصہ ہوا اور چند اشعار اسمین لکھے کہ دو شعر انکے یہ ہین ۔ اتجعل نھبی و نھب العبید
بین عیینۃ والاقرع + فما کان حصن و لا حابس + یفوقان مرداس فی المجمع یعنے میری اور عبید کی غنیمت کو عیینہ اور اقرع

قصہ عباس بن مرداس سلمی

سیف اللہ و واصل امیر المومنین کے لقب ہین نام مبو نبی جہان غضنفر ... کیا اسما و القاب بعضے ... لقب ہین ... جعرانہ بکسر جیم و سکون عین جہلہ

کے درمیان قسمت کرتے ہو۔ حالانکہ حصن عیینہ کا باپ اور حابس اقرع کا میرے باپ مرداس سے فائق نہ تھے حضرت نے یہ شعر
سنے تو غضبناک ہو کر امیر المومنین سے فرمایا اقطع لسانہ کہ اس کی زبان کاٹ لو حضرت اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے عباس کہتا ہے کہ سخت
تشویش و اضطراب مجھکو لاحق ہوا میں نے کہا یا علی واقعی تم میری زبان کاٹوگے فرمایا جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اس کی تعمیل کرونگا
تھوڑی دور جاکر پھر میں نے کہا یا علی ضرور ہی میری زبان قطع کروگے حضرت نے پھر وہی جواب دیا تا اینکہ مجھکو ایک احاطہ میں جہاں
شتر بکثرت تھے لیگئے اور فرمایا چار سے لیکر سو شتر تک جتنے چاہیے اپنے لئے انتخاب کر میں نے کہا میرے ماں باپ فدا ہوں تم کسقدر
کریم حلیم اور صاحب علم ہو حلم و کرم یہہ کہ بجائے سزا کے سو اونٹ بخشے اور علم یہہ کہ کسطرح پر امیر المومنین رسولخدا کی مراد کو پاگئے حالانکہ
اس شاعر کو اس کا شعور نہوا۔ امیر المومنین نے کہا اے عباس رسول اللہ نے تجھکو چار شتر دیئے تاکہ مولفۃ القلوب سے ممتاز او مہاجر
و انصار میں شامل ہو مگر حرص تجھ پر غالب ہے عباس نے کہا یا ابا الحسن میں تم سے صلاح پوچھتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ
قسمت خدا و رسول پر راضی ہو پس عباس نے بطوع رغبت چار اونٹ لئے اور زیادہ کی خواہش نہ کی نیز اس تقسیم پر بعض انصار بھی
برہم ہوئے کہ اس کے کیا معنی کہ لڑنے بھڑنے کیوقت تو ہم جب تقسیم اموال کا وقت آیا تو قریش کا گھر بھر گیا بعض نے کہا آج اپنے شہر والے
و عموزاد بھائیوں کو دیکھکر ہم کو بھول گئے۔ غرض حضرت نے انکو یکجا بلایا تو امر کیا کہ سب ایک خیمہ میں جمع ہوں اور سوائے
انصار کے کوئی وہاں نہ جائے پس امیر المومنین کا ہاتھ پکڑ کر اس خیمہ میں داخل ہوئے اور انکے درمیان بیٹھ کر فرمایا اے معشر
انصار یہہ کیا باتیں ہیں کہ تمہارے درمیان سنی جاتی ہیں آیا تم نے ایسا اور ایسا کہا ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مشائخ و
بزرگان انصار کے مونہہ سے کوئی کلمہ خلاف نہیں نکلا ہاں جوان نو عمروں نے ایسا کہا ہے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے درمیان
آیا تو تم نار ہائے آتش کے کنارے تھے حق تعالی نے میری بدولت ہمکو دوزخ سے نجات دی انہوں نے کہا بلی وللہ ولرسولہ المن
و الطول یعنی ہاں درست ہے اور خدا و رسول کے لئے ہے فضل و احسان پھر فرمایا اور تم باہمدیگر دشمنی اور پھوٹ رکھتے تھے میری
وجہہ سے الفت و محبت پیدا ہوئی نیز قلیل و ذلیل تھے کثرت و آبرو حاصل کی۔ اسیطرح آپ اپنے احسانات شمار فرماتے اور
انصار حضرت کے تصدیق کرتے جاتے تھے تا اینکہ فرمایا کہ جواب دو مجھکو کیلئے جواب نہیں دیتے انصار نے کہا ہمارے ماں باپ تم پر
فدا ہوں کیا جواب دیں آپکے احسان ہم پر اور تمام عالم پر بکثرت ہیں فرمایا نہیں تم کہہ سکتے ہو کہ تو ہمارے پاس آیا حالانکہ تیری
قوم نے تجھکو جھٹلایا تھا ہم نے تصدیق کی انہوں نے گھر سے نکالا تھا ہم نے پناہ دی۔ کوئی ناصر و مددگار نہ رکھتا تھا ہم نے نصرت
یاری کی خائف و ترساں تھا ہم نے امینی بخشی اسوقت صدائے گریہ انصار سے بلند ہوئی۔ اور بزرگان و شرفا قبیلہ اپنی
اپنی جگہہ سے اٹھکر پائے مبارک پر گر پڑے اور دست و پائے اقدس کو چومتے تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہ ہمارے اپنے
مال حاضر ہیں آپ چاہیں تو انکو بھی ان لوگوں پر تقسیم فرمادیں آپنے فرمایا اے گروہ انصار تم اتنی سی بات پر خفا ہوگئے کہ میں نے
کچھ مال دنیا تازہ مسلمانوں کو دیا تاکہ انکے دلوں کو اسلام کیطرف مائل کروں اور تمکو تمہارے اعتقاد واثق و ایمان کامل پر چھوڑ دیا

آیا تم راضی نہیں کہ اور لوگ شتر و گوسفند لیکر گھر کو جائیں اور تم اپنے حصہ میں رسول اللہ کو لیجاؤ سب نے کہا ہم راضی ہیں ہم راضی
ہیں اور جس کی زبان سے کوئی کلمہ نکلا وہ براہ عداوت و رنج نہ تھا بلکہ اس گمان سے کہ شاید آپ انسے ناراض ہیں یا وہ آپکے نزدیک
قصوروار ہیں حضرت انکے لئے دعا مغفرت کریں آپنے فرمایا اللھم اغفر للانصار و لابناء الانصار و لابناء ابناء
الانصار حق تعالی تو انصار اور انکے بیٹے پوتوں تک کے گناہ معاف کر۔ پھر فرمایا الانصار کرشی و عیبتی کہ انصار میرے
مخصوص صندوق رازداں ہیں اگر تمام آدمی ایک راستہ کو جائیں اور انصار دوسرے کو تو میں انصار کے ساتھ جاؤنگا اللھم
اغفر للانصار۔ نیز اس تقسیم میں ذوالخویصرہ تمیمی معروف بذی الثدیہ ملعون نے حضرت رسول اللہ پر اعتراض کیا جیسا کہ
مشہور ہے۔ مگر تاریخ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ یہ اعتراض اس مردود نے اسوقت کیا تھا جبکہ امیر المومنین نے یمن سے مال
بھیجا تھا اور رسولخدا اسکو تقسیم فرمارہے تھے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے یہاں کا قصہ اس جگہ لکھا
جاتا ہے دوسرا اپنے موقعہ پر آگے آئیگا۔ شیخ طبرسی علیہ الرحمہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا غنائم حنین
بانٹ رہے تھے تو ایک مرد قبیلہ بنی تمیم کا جسکو ذوالخویصرہ کہتے تھے حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ تقسیم اموال
میں عدل و انصاف کیجے حضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا ویلک اذا لم یکن العدل عندی فعند من یکون وائے ہو تجھ پر میں
ہی عدل نہ کرونگا تو پھر اور کون عدل کرے گا۔ عمر خطاب حاضر تھے بولے یا حضرت مجھکو حکم دیجے کہ اسکو قتل کروں فرمایا جانے دو
کہ اس کے کچھ اصحاب ہونگے کہ تمہارے نماز روزے انکے نماز روزوں کے سامنے کم اور حقیر ہونگے وہ قرآن پڑھینگے الا قرآن
انکے حلقوم سے نہ گذریگا یعنے مطلب و معانی سے سروکار نہوگا دین سے اس طرح نکل جائینگے جسطرح کہ تیر کمان سے انکی علامت
ایک مرد سیاہ ہوگا جس کے ایک بازو پر گوشت کا ٹکڑا مثل پستان عورت کے لٹکتا ہوگا پس وہ بہترین گروہ پر خروج کرینگے
ابوسعید کہتے ہیں کہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ کلام رسول انام کی زبان مبارک سے سنا اور نیز گواہی دیتا ہوں کہ جنگ خوارج
میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ بموجب حکم اس جناب کے کشتگان میں اس مرد کی تلاش کی
اور انہیں علامات سے کہ رسول اللہ نے بیان کی تھیں اسکو پالیا مولف کہتا ہے کہ قصہ ذوالثدیہ ملعون کے قتل ہونیکا اس
کتاب میں اپنے موقعہ پر مفصل مذکور ہے نیز شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ غنائم حنین تقسیم ہو چکے تو حضرت سوار ہوئے
لوگ آپ کے پیچھے دوڑتے تھے کہ یا رسول اللہ ہمکو بھی کچھ دیجئے تا اینکہ ایک مقام پر آپ کو گھیر لیا اور ردا دوش مبارک سے
کھینچ لی آپنے فرمایا لوگو میری ردا مجھکو دو قسم بخدا کہ اگر میرے پاس بعدد گیاہ زمین بھی شتر گاؤ گوسفند ہوں تو سب کو تقسیم کر
دوں اور اصلا بخل و ہراس خلاکت ملیں نہ لاؤں پس حضرت نے چند بال کوہان شتر سے اٹھا کر دکھائے کہ بخدا اسقدر کہ میں نے
تمہاری غنیمت سے اس قدر بھی نہیں لیا الا خمس اور وہ بھی تمکو دیدیا۔ القصہ بارہویں ذی القعدہ کو حضرت نے جعرانہ سے احرام
عمرہ باندھا اور مکہ میں تشریف لاکر اس کے مناسک ادا کئے پھر عتاب اسید کو حکومت مکہ دیکر اور معاذ بن جبل کو تعلیم مسائل کے

لئے اس کا مدوگار مقرر کرکے مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے تھے یہ ہین مشہور غزوات و مجاہدات امیر المومنین کے حضرت سید المرسلین کی خدمت مین کہ سنی و شیعہ کی معتبر کتابون سے بہت اختصار کے ساتھ یہان پر نقل ہوئے چونکہ مقصود اصلی اس کتاب سے امیر المومنین کے حالات کا ضبط کرنا ہے اس لئے تاریخ اسلام سے بہت سی باتین عمداً قلم انداز کی گئین بلکہ کمتر کوئی بات لکھی ہے جسکو کسی نہ کسی طرح کا علاقہ انحضرت سے نہو۔ طالب حق منصف مزاج اسکو دیکھکر جان سکتا ہے کہ اصحاب جناب رسالتمآب سے کیونکر کوئی انحضرت کا ہمسر ہو سکتا ہے چہ جائے کہ کسیکی برتری کا سودائے خام پکایا جائے۔ اور جبکہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ تمام کدو کاوش و سعی و کوشش آنجناب بغرض اعلاء کلمۃ اللہ محض رضائے خدا و رسول خدا کے لئے کی ہین اغراض نفسانی اور بشری خواہشوں کو انہین مطلقاً دخل نہین تو ان کا ناموں کی قیمت ایک سے ہزار تک بڑھجاتی ہے کس لئے کہ اگر اورون سے غرضیکہ کبھی اس جرات و جلادت کا کہین ظاہر ہوا ہے تو بہت اسی ذاتی قومی ملکی غرضین اس مین شامل پائی گئی ہین۔ مثلاً خالد ولید کے کرشمے خونریزی اسی قسم کے نکلے ہین۔ ابن اثیر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ مہم بنی جذیمہ کے بعد ایک روز عبد الرحمن بن عوف و خالد ولید مین تکرار ہوئی عبد الرحمن نے کہا کہ تو نے براہ حمیت جاہلیت ناحق مسلمانون کا خون کیا خالد نے کہا تو یہ کہتا ہے حالانکہ مینے جو کچھ کیا تیری ہی خاطر سے کیا تیری باپ عوف کا بدلا لیا عبد الرحمن نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے مین اپنے باپ کا عوض آپ لیچکا تھا تو نے اپنے چچا فاکہ بن المغیرہ کی عوض انکو قتل کیا ہے پس ان حضرات کے جہاد راہ خدا کی یہ کیفیت تھی اسی طرح اس خالد نے خلیفہ اول کے زمانے مین جو مسلمانون کو بہ تہمت ارتداد قتل کیا اسکا زیادہ تر تعلق ایک عورت صاحب جمال کے عشق سے تھا نہ کہ ورود دین سے جیسین وہ ایسا فریفتہ ہوا تھا کہ اس عورت کے شوہر کو قتل کرکے اسی رات اس کے ساتھ ہم بستر ہوا اور ظاہری رعایت بھی شرع متعین کی عدہ وغیرہ کے بارے مین نکی پہلا قصہ اس کتاب مین گزر گیا دوسرا آگے خلافت خلیفہ اول کے بیان مین بیان کیا جائیگا۔ پس ان شخصون کے ناپاک حرکات کو حالات جناب مرتضوی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے وہ نفسانی خواہشون اور شہوانی آلودگیون سے بالکل پاک و صاف خالص خدا و رسول کے لئے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ معرکہ جنگ مین آپ ایک کافر پر حملہ آور ہوئے اور تلوار کھینچکر چاہتے تھے کہ اسے قتل کرین کہ اس نے حضرت کے مونہہ پر تھوک دیا آپ نے بمجرد اس کے تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور اسکو رہا کیا تاکہ شائبہ غرض نفسانی شامل ہو کر اخلاص عمل مین فرق نہ آئے۔ چنانچہ مولوی روم نے اس قصہ کو اپنی مثنوی مین نظم کیا ہے ؎

از علی آموز اخلاص عمل ✤ شیر حق را دان منزہ از دغل ✤
در غزا بر پہلوانے دست یافت ✤ زود شمشیرے برآورد و شتافت ✤
او خدو انداخت بر روئے علی ✤ افتخار ہر نبی و ہر ولی ✤
او خدو انداخت بر روئے کہ ماہ ✤ سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ ✤
در زمان انداخت شمشیر آن علی ✤ کرد او اندر غزایش کاہلی ✤
گشت حیران آن مبارز زین عمل ✤ وز نمودن عفو و رحمت بے محل ✤
گفت بر من تیغ تیز افراشتی ✤ از چہ افگندی مرا بگذاشتی ✤
گفت من تیغ از پئے حق میزنم ✤ بندۂ حقم نہ مامور تنم ✤
شیر حقم نیستم شیر ہوا ✤ فعل من بر دین من باشد گوا ✤

رجوع بسوانح

دیگر آں برگزیدہ عباد غیر از جنگ و جہاد

مشہور غزوات امیر المومنین لکھنے کے بعد ہم دوبارہ اس جناب کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں اور جو ضروری باتیں درمیان میں لکھنے سے رہ گئی ہیں انکو یہاں پر درج کرتے ہیں پس واضح رہے کہ پیشتر معلوم ہوا کہ زفاف شیر خدا کا سیدۃ النساء کے ساتھ موافق مشہور شروع ماہ ذی الحجہ سنہ ۲ ہجری میں واقع ہوا۔ اس مواصلت سراپا یمن و برکت کو ابھی پورے نو مہینے نہ گزرنے پائے تھے کہ نہال آرزو بارور ہوا اور نخل تمنا میں پھل لگا یعنے ۱۵ رمضان سنہ ۳ ہجری کو سرو بوستان امامت و غنچہ چمن رسالت سبط اکبر پیغمبر بشکم اطہر جناب سیدہ سے متولد ہوئے رسولخدا نے اس مولود مسعود کا نام ہارون پیغمبر کے بیٹے کے نام پر حسن رکھا کیا معنی کہ انکا نام شبر بزبان عبرانی تھا آپنے اسکا ترجمہ عربی حسن مقرر کیا یعنی تشبیہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی کی تکمیل فرمائی اور ساتویں روز اس تولد کے اس جناب کا عقیقہ کیا۔ زیادہ حالات اس ولادت کثیر السعادت کے انحضرت کی تاریخ میں دیکھنے چاہئیں اس کے دوسرے سال یعنے ۳ رمضان سنہ ۴ ہجری کو شاہ گلگوں قبا خامس آل عبا سبط اصغر حضرت سید الشہدا وجود میں آئے انکا نام شبیر پسر دوم ہارون کے نام کا ترجمہ حسین حسب حکم خدا رکھا گیا مدارج النبوۃ میں ہے کہ جناب سیدہ امام حسن کے پیدا ہونیکے پچاس روز بعد امام حسین سے حاملہ ہوئیں حالانکہ انکو اور عورتوں کی طرح حیض و نفاس نہ آتا تھا چنانچہ اسی لئے آپکا نام حور بتول رکھا گیا مروی ہے کہ امام حسین کل چھ مہینے شکم مادر گرامی میں رہے یہ آپ کے خصائص سے بھی ہے کہ ابتدائے عالم سے آجتک کوئی بچہ سوائے انحضرت کے اور یحیی بن زکریا کے اتنی تھوڑی مدت حمل میں رہ کر زندہ نہیں رہا معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے ایک روز نماز صبح سے فارغ ہو کر امیر المومنین کو مژدہ غیبی سے افتخار بخشا پس انکا ہاتھ پکڑے ہوئے حجرہ جناب سیدہ کیطرف آئے اور آپکو در حجرہ پر بٹھلا کر فرمایا کہ کسیکو اندر نہ آنے دیں مراد یہ کہ امام حسین پیدا ہوتے ہیں اور ملائکہ کرام آپکے پاس اس خوشی کی مبارکباد کو آتے ہیں کوئی اور اندر نہ آنے پائے یہ کہکر خود حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئے اور امیر المومنین نے در حجرہ پر قیام کیا تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر وہاں تشریف لائے اور حضرت امیر سے حال رسولخدا کا پوچھنے لگے آپنے فرمایا فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے فرشتے آپکی زیارت کرنے اور مبارکباد دینے کے لئے آرہے ہیں اس لئے فرصت نہیں چنانچہ اسوقت تک چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے آچکے ہیں اور بھی آئینگے۔ ابوبکر یہ تعداد سنکر حیران رہ گئے اتنے میں عمر خطاب و عثمان بن عفان و دیگر صحابہ کرام بھی وہاں آگئے اور منتظر تھے کہ کب رسول اللہ اس شغل سے فارغ ہوں پس از ساعتے آپ باہر تشریف لائے اور دوستونکو اپنے ساتھ اندر لیگئے اسوقت ابوبکر نے قول امیر المومنین کا انحضرت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا یا علی تمکو تعداد فرشتگان پر کسطرح اطلاع ہوئی عرض کی میں فرشتوں کے آنے سے مطلع ہوتا تھا جو گروہ انکا یہاں سے گزرتا تھا اپنی تعداد ایک خاص زبان مین تقریر کرتا تھا مینے اسکو سمجھا اور یاد رکھا اور باہم جوڑ لیا تا اینکہ اس کا مجموعہ اس قدر ہوا آپنے فرمایا زادک اللہ علماً و عقلاً یا علی اے علی حقتعالی تمہارے علم و عقل کو زیادہ کرے نیز سنہ ۴ ہجری میں جناب فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین نے دنیا سے رحلت کی اس موقعہ پر حضرت رسولخدا کا اپنے لباس خاص سے انکو کفن دینا اور چالیس تکبیروں کے ساتھ ان پر نماز پڑھنا اور قبل دفن انکی قبر میں لیٹنا۔ اور عقائد حقہ کا انکو تلقین فرمانا مع دیگر مناقب و مراتب اس جناب کے پیشتر نقل ہو چکا اب حاجت اعادہ نہیں

ص ۷۹ فصل ۱۰ فی مناقب سیدنا علی بن ابی طالب ۱۱

یہاں پر مزید حالات کتب معتبرہ اہل سنّت سے نقل ہوتے ہیں کتاب نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار تصنیف شیخ مومن شبلنجی مصری مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ رسول اللہ نے اسامہ بن زید و ابو ایوب انصاری و عمر خطاب اور ایک غلام سیاہ ان چار شخصوں کو حکم دیا کہ اس معظمہ کی قبر کھودیں انہوں نے جنت البقیع میں قبر کھودنی شروع کی جب لحد تک پہنچے تو حضرت رسولخدا نے خود اسکو کھودا اور مٹی بنفس نفیس اس کی نکالتے تھے قبر کھُد کر تیار ہو گئی تو حضرت اُس قبر میں لیٹے اور دعا کی پروردگارا میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخشدے اور حجت اسکو تلقین فرما اور قبر کو وسیع کر اسکے لئے بحق اپنے نبی محمد اور دیگر انبیاء سابقین کے تحقیق کہ تو ارحم الراحمین ہے مدارج میں ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ فشار قبر سے سوائے فاطمہ بنت اسد کے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپکے فرزند قاسم کو بھی یہ عذاب ہوگا فرمایا بلکہ ابراہیم کو بھی کہ جس نے اس سے بھی چھوٹے سن میں انتقال کیا۔ ظاہرا قبر منور اس جناب کی جنت البقیع میں متصل بائمہ اربعہ علیہم السّلام ہے جہاں پردہ پڑا رہتا ہے اور لوگ غلطی سے اُسے قبر فاطمہ زہرا صلوات اللہ سمجھکر اس معصومہ کی زیارت بجالاتے ہیں چنانچہ مولوی محمد علی بن محمد باقر اصفہانی رسالہ فارسیہ انتخاب الزاد میں بضمن تحقیق مرقد مطہر جناب سیدہ ایک عبارت لکھتے ہیں کہ خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ کہ ایک جماعت قائل ہے کہ جنت البقیع میں ہے برایں تقدیر ظاہر ہے کہ بیت الاحزان میں ہوگی جیسا کہ بعض محققین اہل سُنّت نے تصریح کی ہے اور قول سنیونکا موضوعات احکام میں بالاتفاق مقبول ہے مگر چونکہ معارض اقویٰ رکھتا ہے اور ظاہر اقبہ ائمہ البقیع میں جہاں کہ پردہ پڑا رہتا ہے اور عوام اسکو قبر فاطمہ کہتے ہیں وہ قبر فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنین علیہ السّلام کی ہے جیسا کہ ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور جو قبہ اس زمانے میں مادر امیر المومنینؑ سے منسوب ہے ظاہرا بے اصل ہے کہ برعایت قبر عثمان بنایا گیا ہے۔ چنانچہ بعض کُتب اہل سُنّت میں الفاظ مشعر اسکے پائے جاتے ہیں حقیر مترجم کہتا ہے کہ مینے بھی اس قبہ منسوبہ بفاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو ۱۳۰۹ ہجری میں جب کہ زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوا دیکھا کہ منتہائے بقیع پر قبر عثمان سے بھی دور جانب شمال واقع ہے۔ اسکو دیکھکر ہر ایک صاحب عقل جان سکتا ہے کہ یہ چالاکی صرف حضرت قتیل دار کی پردہ پوشی اور انکی قبر کو زبردستی مسلمانوں کی قبروں میں شامل کرنے کی غرض سے کیگئی ہے۔ کیونکہ جب مسلمانوں نے اتفاق کرکے حضرت باحیا کو قتل کیا تو مقابر مسلمین میں انکے دفن سے بھی مانع آئے اس سبب سے مجبوراً انکو قبرستان یہود بیرون البقیع میں دفن کرنا پڑا معاویہ نے اپنے عہد حکومت میں دیوار البقیع کو توڑکر اسکو داخل البقیع کیا اور مسلمانونکو مجبور کیا کہ اپنے اپنے مردے اس کے گرد پیش دفن کریں چنانچہ اس کا تذکرہ آگے قتل عثمان کے ذکر میں آئیگا پس اسوقت بڑی ہوشیاری کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت اسد کی فرضی قبر بھی عثمان کی قبر سے کچھ آگے بڑھ کر بنادی گئی ہے نہیں تو باوجود اس محبت و فرط رافت کے جو حضرت رسالت پناہ اس معظمہ کی نسبت رکھتے تھے کون ضرورت تھی کہ شروع ہجرت و صدر اسلام میں انکے جنازے کو اتنی دور لیجاتے اور قبرستان مسلمین قریب تر کو چھوڑکر یہودیوں کے مقبرے کے بھی پرلے سرے پر جاکر انکو دفن کرتے یہی وجہ ہے کہ محققین اہل سُنّت نے بھی اس معاویہ شاہی چالاکی کو قبول نہیں کیا۔ چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب میں سید سمہودی سے نقل کرتے ہیں پس انچہ الان

اعتقاد مردم است و قبہ مشہور بقبہ فاطمہ بنت اسد کہ شمالی قبہ امیر المومنین عثمان ست صحیح نباشد اگرچہ بعض مورخین نیز موافق آں ذکر کردہ اند“۔ پھر وجہ اس صحیح ہونے کی انہی سید مذکور سے اس طرح نقل کی ہے ”میگوید چگونہ روا باشد کہ سرور انبیا باوجود آں ہمہ محبت وعنایت کہ در بارہ وے داشتہ او را در موضع بعید از البقیع دفن کند باآنکہ در وقت وفات عثمان بن مظعون فرمود ادفن الیہ من مات من اھلی (ترجمہ جو کوئی میری اہل سے مرے گا میں اسکو ابن مظعون کے پاس دفن کرونگا) وچوں شہید عثمان رضی اللہ عنہ بحقیقت داخل بقیع نیست و ایں قبہ منسوب بفاطمہ بنت اسد خود دور تر ست از وے پس دفن وے رضی اللہ عنہا دراں نہایت بعید ست انتہی“ رجوع

مہر منیر برائے امیر کبیر علیہ الصلوات من اللہ القدیر

حدیث میں وارد ہے کہ جو جو باتیں پہلی اُمتوں میں واقع ہوئیں وہ سب اس اُمت میں بھی واقع ہونگی طابق النعل بالنعل یعنے مثل برابر ہونے ایک جوتی کے دوسرے کے ساتھ۔ پس ردشمس کہ علامت بزرگی و رفیع الشان خرق عادت ہے برگزیدگان سابق کے لئے مثل یوشع بن نون وغیرہ کے ظاہر ہو چکا ہے لہذا اس اُمت میں بھی اس کا واقع ہونا ضروریات سے تھا چونکہ سوائے امیر المومنین نفس رسول رب العالمین کے دوسرا محل مناسب اس موہبت عظمیٰ و آیتہ کبریٰ کا نہ تھا یہ دولت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی اور وہی حضرت اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہوئے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ واضح رہے کہ رجوع آفتاب امیر المومنین کے لئے دو مرتبہ ہوا ایک دفعہ جناب رسالت مآب کے عین حیات میں دوسرے آپکی وفات کے بعد عہد خلافت ظاہری امیر المومنین میں۔ عہد خلافت کا واقعہ حالات خلافت اس جناب میں مذکور ہے یہاں پیغمبر خدا کے زمانے کا واقعہ بیان ہوتا ہے خاصّہ و عامّہ نے ام سلمۃ و اسماء بنت عمیس و ابو سعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ جنگ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کیطرف متوجہ تھے تو ایک روز منزل صہبا میں سر مبارک اس جناب کا امیر المومنین کی گود میں تھا کہ یکبارگی ناگاہ اثر نزول وحی آپ پر ظاہر ہوا اور زمان وحی نے طول کھینچا حتے کہ آفتاب غروب ہو گیا جب وحی منجلی ہوئی تو آپنے پوچھا یا علی تم نے نماز عصر پڑھ لی تھی عرض کی نہیں یارسول اللہ۔ شواہد النبوۃ وغیرہ میں ہے کہ جب وقت نماز تنگ ہونے لگا تو حضرت نے نماز عصر باشارہ ادا کی اور بعد اتمام وحی آنحضرت کو اسکی خبر دی بہر حال جب رسولخدا کو معلوم ہوا کہ امیر المومنینؑ کی نماز فوت ہو گئی یا نماز بکمال بار کوع و سجود نہیں ہو سکی تو دست دعا بجانب آسمان بلند کئے اور عرض کی پروردگارا اگر علی تیری اور تیرے نبی کی طاعت میں تھا تو آفتاب کو اس کے لئے واپس لاتا کہ نماز عصر کو فضیلت کے وقت میں بجالائے۔ بروایت شواہد حضرت نے خود دعا نہیں فرمائی امیر المومنین سے کہا یا اخی دعا کرو کہ حق تعالیٰ تمہاری دعا کی برکت سے آفتاب کو پھیر لائے تاکہ نماز کو بوقت فضیلت ادا کرو پس امیر المومنینؑ اُٹھے اور دُعا کی پس آفتاب غروب شدہ جانب مغرب سے بلند ہوا تا اینکہ اس مقام پر آگیا جہاں کہ نماز عصر کے وقت ہوتا ہے اور آپنے نماز عصر بہ نیت ادا پڑھی پھر جلد غروب ہو گیا۔ اسماء کہتی ہیں کہ بوقت غروب ہمیں ہے ایک آواز سنائی دی۔ جیسے کہ ارہ سے بوقت گزرنے لکڑی کے سنائی دیتی ہے۔ احمد بن صالح کہ اکابر اہل سُنّت سے ہے کہتا ہے کہ ارباب علم کو شایان نہیں کہ اس حدیث کی حفظ میں تغافل کریں کیونکہ یہ علامات نبوت سے ہے شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتا ہے کہ حدیث ردشمس کو طحاوی حنفی نے اپنی کتاب شرح آثار میں اور عیاض نے

شواہد مطبوعہ میں حدیث رد شمس کو دو طریق سے دو مقام پر نقل کیا ہے ایک رکن چہارم میں دربیان شواہد و دلائل کے کہ رسولخدا کے عہد میں واقع ہوئی دوم رکن ششم میں بضمن بیان خرق عادات امیر المومنینؑ ۱۲ منہ

عیاض مالکی نے شفا میں تصحیح کیا ہے یعنے اس کے راوی ان کے نزدیک سب ثقہ ہیں اور شیخ الاسلام ابو زرعہ رازی اور ایک اور جماعت نے اس کی تحسین کی ہے اور اُن لوگوں کی رد کی ہے جو اسکو موضوع کہتے ہیں۔ اور روضتہ الاحباب میں ہے کہ شیخ سعید گازرونی شافعی نے بھی اپنی کتاب منتقی میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کوئی اعتراض اس پر نہیں کیا الا ذہبی میزان الاعتدال میں اسکو ضعیف کہتا ہے اس لئے کہ بعض محدثوں نے عمار بن مطر رہاوی کو کہ اس کے راویوں سے ایک شخص ہے ضعیف جانا ہے اور نیز اس لئے کہ ابو ہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہے لم ترد الشمس الا لیوشع بن نون یعنے آفتاب کبھی رد نہیں ہوا الا یوشع علیہ السلام کے لئے۔ مصنف روضتہ الاحباب کہتا ہے کہ اس عمار بن مطر کو بعض اہل حدیث نے ثقہ کہا ہے اور بعضوں نے بوصف حفظ یاد کیا ہے چنانچہ یہ بات کلام ذہبی سے بھی معلوم ہوتی ہے پس عمار کی حدیث مطلقاً رد نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ حدیث رد شمس کو ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے رہی حدیث ابو ہریرہ سو محتمل ہے کہ مراد انحضرت کی یہ ہو کہ انبیاء سابقین سے کسی کے لئے سوائے یوشع کی رجعت آفتاب نہیں ہوئی۔ یا یہ حدیث انحضرت سے قبل وقوع رد شمس برائے امیر المومنین صادر ہوئی ہو۔ **مولف** اوراق کہتا ہے کہ بعض کتب اہل سُنت سے معلوم ہوتا ہے کہ رجعت آفتاب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لئے بھی ہوئی ہے پس حدیث ابو ہریرہ سرے سے وضعی و باطل ہو گی مخفی نہ رہے کہ جو مہارت حدیث بنانے میں ابو ہریرہ کو تھی سُنی بھی اس سے ناواقف نہیں ہیں رسول اللہ پر اس کی افترا پردازی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ خود خلیفہ ثانی کو بھی تنگ آکر یہ کہنا پڑا لتترکن الحدیث عن رسول اللہ او لالحقنک بارض دوس یعنی کنز العمال وغیرہ کتب معتبرہ اہل سُنت میں ہے کہ حضرت عمر کو کثرت روایت ابو ہریرہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے اسکو کہا تو حدیث رسولخدا کو ترک کر ورنہ تجھکو تیرے مسکن زمین دوس کیطرف نکلوا دونگا۔ مگر ذہبی کو عداوت امیر المومنین نے ایسا مضطر و مجبور کیا کہ اس نے ایسے جھوٹے کذاب کی حدیث کو تو بے چون و چرا سر پر رکھا اور اصلاً اس کی تاویل کی طرف بھی شل صاحب روضتہ الاحباب کے متوجہ نہوا اور ابن مطر کی جسے محدثوں نے ثقہ کہا اور بصفت حفظ یاد کیا ہے اور خود ذہبی کے کلام سے بھی بقول صاحب روضہ یہ اوصاف اسمیں پائے جاتے ہیں جرح فرماتے اور اس بنا ر فاسد پر حدیث رد شمس کو ضعیف کہدیا۔ الغرض پھر شیخ ابن حجر کہتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ جب آفتاب غروب ہو گیا تو اس کے ساتھ ہی وقت نماز بھی جاتا رہا اس کے دوبارہ لوٹ کر آنے سے کیا فائدہ بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ جیسا رجعت آفتاب آپ کی خصوصیات و کرامات سے ہے ویسا ہی نماز کا اسوقت بہ نیت ادا پڑھنا دوسری خصوصیت و کرامت ہو گی۔ سوائے اس کے اگر آفتاب دوبارہ آسمان پر لوٹ آئے تو وقت نماز بھی اس کے ساتھ لوٹ آئیگا یا نہیں یہ مسئلہ خود محل نظر ہے۔ ہم نے اسکا بیان اور اسمیں قول راجح بحث و برہان اپنی کتاب شرح عباب شروع کتاب الصلوٰۃ میں لکھدیا ہے بعد ازاں یہ فاضل حکایت مشہور واعظ مداح اہل بیت کی جس کے لئے بھی آفتاب چھپکر نکل آیا تھا سبط ابن الجوزی سے نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ابو المنصور مظفر بن اردشیر ایک روز بعد عصر ممبر پر مدح و ثنائے اہلبیت اطہار میں مشغول تھا اور حدیث رد شمس درمیان تھی کہ ناگاہ آفتاب پر ابر آگیا بحدیکہ اہل مجلس نے جانا کہ دن چھپکر رات ہو گئی ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اہل سُنت نے اس حکایت کو اسطرح

روایت کیا ہے جیسا کہ ابن حجر کہتا ہے چنانچہ سید علیخاں مدنی نے بھی ربیع الابرار میں مثل صواعق محرقہ کی یہی لکھا ہے لیکن علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الیقین میں نقل کیا ہے کہ ایک واعظ زاہد ذکر فضائل جناب امیر علیہ السلام کرتا تھا کہ آفتاب قریب بغروب پہنچا اور افق میں تیرگی چھاگئی۔ بہرکیف واعظ مذکور ممبر پر کھڑا ہو گیا اور آفتاب کیطرف خطاب کر کے یہ اشعار پڑھنے لگا ۵ لا تغربی یا شمس حتی تنقضی + مدحی لصنو المصطفی ولنجلہ + واثنی عنانک ان اردت ثناءہ + انسیت یومک اذ رددت لاجلہ + انکان للمولی وقوفک فلیکن + ہذا الوقوف لخیلہ ولرجلہ یعنے اے آفتاب مت غروب ہو جبتک کہ مدح ابن عم رسول و زوج بتول تمام ہو جائے۔ چونکہ تینے انحضرت کی مدح کا عزم کیا ہے تو اپنی باگ موڑلے کیا تو اس دن کو بھول گیا ہے جبکہ انکی خاطر پلٹ کر آیا تھا۔ اگر تیرا توقف مولے اور آقا کے لئے تھا تو اب انکے نوکروں چاکروں کے لئے بھی تجھکو توقف چاہئے پس آفتاب اسوقت نکل آیا اور افق روشن ہو گئی تا اینکہ مدح جناب امیر تمام ہوئی علامہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں چونکہ مجلس سامعین سے پر تھی لہذا خاص و عام نے اس قصہ کو نقل کیا تا اینکہ متواترات سے ہو گیا۔ لیکن سید علی مدنی نے لکھا ہے فطلعت الشمس من تحت الغیم عند انتہاء الابیات ولا یدری ما رمی علیہ من الاموال و الثیاب یعنے جونہیں یہ اشعار تمام ہوئے آفتاب بادل کے نیچے سے نکل آیا اسوقت نہ معلوم کہ کسقدر روپیہ پیسا اور پارچے اس پر ڈالے گئے

ذکر پارۂ از حال جود و سخائے امیر المومنین علی مرتضی و بیان نزول سورۂ ہل اتی در شان آں سرچشمہ نوال و عطا

کینے حضرت امیر کے سامنے حال سخاوت حاتم طائی بیان کیا کہ ایک مکان چالیس دروازوں کا بنایا تھا ہر دروازے سے سائل کو دیتا تھا حتے کہ اگر کوئی چالیسوں دروازہ سے بھی آکر مانگتا تو ہر دفعہ اسکو عطا کرتا حضرت نے فرمایا کس لئے پہلے ہی دروازے پر اس قدر نہیں دیدیتا تھا کہ پھر حاجت مانگنے کی نہ رہتی۔ الحق آپ کی سخاوت ایسی ہی تھی بھوکے نے روٹی کا ٹکڑا مانگا آپنے قطار اونٹوں کی اسکو بخشدی عین موقعہ جنگ میں ایک مشرک نے تلوار کا سوال کیا رد نہ فرمایا شمشیر دیڈالی پس بشر کا کیا مقدور ہے کہ آپکی سخاوت کا بیان کماحقہ کر سکے لیکن یہاں حسب حیثیت اس رسالہ کے تھوڑا سا لازمہ وقائع نگاری جانکر لکھا جاتا ہے **حیات القلوب** میں ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ سے لوٹ کر آئے تو رسولخدا خیبر میں تشریف رکھتے تھے جعفر بہت سے تحف و ہدایا از قسم پارچہ و خوشبو وغیرہ کے آپکے واسطے اپنے ساتھ لائے تھے جب یہ تحفے نظر انور سے گزرے تو آپنے ایک قطیفہ بیش قیمت انمیں سے اُٹھالیا اور فرمایا یہ اسکو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھے اور خدا اور رسول اسے دوست رکھیں پس صحابہ نے گردنیں طمع کی بلند کیں آپ نے فرمایا علی کہاں ہیں عمار دوڑے گئے اور امیر المومنین کو بلا کر لائے حضرت نے وہ قطیفہ انکو مرحمت کیا جناب امیر نے وہ قطیفہ لے لیا مدینہ میں آئے تو اسکو لیکر بقیع کیطرف کہ ان دنوں بازار مدینہ اُدھر لگتا تھا تشریف لیگئے اور اس قطیفہ کو کہ طلا باف تھا سُنار کو دیا کہ سونا اسکا جدا کرے بقدر ایک ہزار دینار سونا اسمیں سے برآمد ہوا حضرت نے تمام فقرا مہاجرین و انصار پر قسمت کر دیا ایک حبہ تک اپنے لئے نہ رکھا اور خالی ہاتھ گھر واپس آئے اگلے روز حضرت رسولخدا مع عمار یاسر و حذیفہ بن الیمان وغیرہ آپکے ملے اور فرمایا یا علی کل ایک ہزار دینار تمہارے ہاتھ آئے ہیں آج ہم مع ان صحابیوں کے دنکا کھانا تمہارے گھر کھائینگے

حدیث قطیفہ مطلا

حضرت کے یہاں اس روز قلیل و کثیر کچھ موجود نہ تھا کہ مہمانی کریں انکار کرتے بھی شرم آئی لاجرم عرض کی چلیے یا رسول اللہ
اور جسکو چاہے اپنے ساتھ لے چلیے پس رسولخدا مع رفقا داخل خانہ حضرت امیر ہوئے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں اور عمار و سلمان
و ابوذر و مقداد کل پانچ شخص آپ کے ہمراہ تھے حضرت امیر سبقت کر کے حضرت فاطمہ کی طرف چلے تاکہ انکے پاس کچھ ہو تو لیکر
مہمانوں کو کھلائیں گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ صحن خانہ میں ایک کاسۂ بزرگ پر از ثرید گرما گرم رکھا ہے جس کے اوپر بہت سا گوشت
ہے اور بوئے مشک اس سے آرہی ہے پس وہ کاسہ اٹھا کر حضرت رسولخدا کے روبرو رکھدیا ہم سب نے کھایا حتٰے کہ سیر ہوگئے مگر کھانا
بدستور تھا کچھ اس سے کم ہوا تھا حضرت رسولخدا اٹھکر فاطمہؑ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا اے فاطمہ یہ طعام تمہارے پاس کہاں
سے آیا فاطمہؑ نے اس طرح پر کہ ہم نے بھی سنا فرمایا خدا کے پاس سے تحقیق کہ وہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے پس حضرت اشکبار
باہر تشریف لائے اور فرماتے تھے خدا کا شکر ہے کہ مینے رحلت نہ کی تا آنکہ اپنی دختر میں وہ امر دیکھ لیا جو زکریا نے مریم بنت عمران
میں دیکھا تھا جب زکریاؑ محراب میں ان کے پاس جاتے تو پوچھتے اے مریم تمہارے پاس یہ رزق کہاں سے آیا وہ کہتی خدا کے پاس
سے اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اور آیہ شریفہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنے اختیار کرتے ہیں
اپنے اوپر اوروں کو اگرچہ خود بھی محتاج ہیں یعنے گو آپ بھوکے ہوں مگر اپنا کھانا اوروں کو کھلا دیتے ہیں امیر المومنینؑ کی شان
میں اتری چنانچہ کنز میں شیخ شرف الدین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولخدا کی خدمت میں حاضر
ہوکر بھوک سے شکایت کی حضرت نے ازواج کو کہلا بھیجا کہ ایک شخص بھوکا ہے اگر کسی کے پاس کچھ ہو تو اسکو دیدے سب نے
جواب دیا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے حضرت نے یہ جواب سنکر فرمایا آج کی شب کون اسکا متکفل ہوتا ہے
امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی میں اسکو مہمان کرونگا پس حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف لیگئے اور اس ماجرے سے انکو آگاہ
کیا جناب سیدہ نے فرمایا کہ میرے پاس بجز قوت اطفال اور کچھ موجود نہیں مگر مہمان کو اپنے فرزندوں پر اختیار کرتے ہوں حضرت
نے فرمایا بچوں کو بھوکا سلادو اور اس مرد کا پیٹ بھر دو جناب سیدہ نے ایسا ہی کیا صبح کو جب جناب امیر حاضر خدمت رسولخدا
ہوئے تو حق تعالیٰ نے یہ آیہ نازل کی ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنے باوجود اپنے محتاجگی کے اوروں کو اپنے
اوپر اختیار کرتے ہیں اور بطریق شیعہ امام بحق ناطق جعفر بن محمد صادق علیہما السلام سے نقل ہے کہ ایک روز کاشانہ ملائک آشیانہ
جناب امیر میں کچھ کھانے کو نہ تھا حضرت رسالت پناہ نے ایک دینار دیا اور فرمایا اے علی جاؤ اور اپنے عیال کے لئے کچھ خرید
پس وہ جناب دینار لیکر رخصت ہوئے راہ میں مقداد بن اسود کندی تشنے ملے اور حاجتمندی انحضرت سے بیان کی آپنے وہ
دینار مقداد کو دیدیا اور خود مسجد میں آکر سو رہے رسولخدا نے آپ کا بہت انتظار کیا جب دیر ہوئی تو آپ بھی مسجد میں تشریف
لائے دیکھا کہ علی خواب استراحت میں ہیں انکو بیدار کر کے پوچھا یا علی تم نے آج کیا کار خیر کیا عرض کی جب میں آپ سے مرخص ہوا
تو مجھے مقداد راستے میں ملے اور اپنی احتیاج ظاہر کی مینے وہ دینار انکو دیدیا حضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے اسکی خبر دی

ہے اور آیہ ویؤثرون الخ تمہاری شان میں لائے ہیں ارشاد القلوب مناقب وغیرہ کتب شیعہ و سنی میں مسطور ہے کہ ایک بار حیدر کرار مکہ
معظمہ میں تشریف رکھتے تھے ایک اعرابی کو دیکھا کہ دامن پردہ کعبہ کا پکڑے ہوئے خداوند عالم سے چار ہزار درہم طلب کرتا ہے حضرت
نے اس اعرابی سے پوچھا کہ تو اس قدر دراہم لیکر کیا کریگا اس نے کہا تم کون ہو اور کیوں پوچھتے ہو آپنے فرمایا کہ میں علی بن ابیطالب
ہوں یہ سنکر اس نے کہا اَنتَ واللہِ حاجتی قسم بخدا کہ تم ہی میری حاجت ہو یا حضرت مہر میری زوجہ کا میرے ذمہ ہے ایک ہزار
درہم تو اسکو دونگا ایک ہزار مجھ پر قرض کے ہیں وہ ادا کرونگا ایک ہزار میں اپنے رہنے کا مکان بناؤنگا باقی ایک ہزار میں اپنی باقی
زندگی بسر کرونگا حضرت نے یہ سنکر فرمایا اَنصفتَ یا اعرابی یعنے انصاف کیا تو نے اے اعرابی اور زیادہ طلبی نہیں کی جب تو مکہ
سے مراجعت کرے تو مدینہ رسول میں آکر میرا گھر پوچھ لینا الحاصل اعرابی ایک ہفتہ مکہ میں ٹھیرا پھر مدینہ میں آیا اور بازار میں کھڑا ہوکر
پکارا کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ مجھے علی بن ابی طالب کا گھر بتادے اتفاق سے حسنین علیہما السلام اس راہ سے تشریف لاتے تھے اعرابی کی آواز
سنکر ارشاد کیا کہ ہمارے ساتھ آکہ ہم تجھے اس جناب کے گھر پہنچادیں اعرابی نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم نواسے رسول اللہ کے فرزند ہیں اس
اس امیر کے جنکا تو گھر پوچھتا ہے سو غرض حسنین اعرابی کو مکان پر لائے اور حضرت کی خدمت میں حاضر کیا آپنے سلمان فارسی سے ارشاد
کیا کہ باغ جسے رسول خدا نے میرے لئے لگایا ہے بیچ ڈالو سلمانؓ نے حسب فرمان واجب الاذعان شہر میں پھر کر وہ باغ بارہ ہزار درہم
فروخت کیا اور روپیہ نقد حضرت کی خدمت میں لائے آپنے چار ہزار درہم اعرابی کو وعدہ کے اور چالیس درہم اپنی طرف سے زاد راہ کے
عنایت کئے باقی فقراء و مساکین مدینہ پر کہ باغ کی فروخت کی خبر سنکر انحضرت کے گرد جمع ہو گئے تھے تقسیم کر دئے اور کچھ اپنے
لئے باقی نہ رکھا بعد تقسیم جب دولت سرا میں تشریف لائے تو جناب سیدہ نے پوچھا یا ابن عم مینے سنا ہے کہ تم نے اپنے باغ کو بیچا
ہے فرمایا ہاں بیچا ہے کہا قیمت کہاں ہے فرمایا محتاجین و مستحقین پر تقسیم کردی جناب معصومہ نے کہا میں اور دونو فرزند میرے
بھوکے ہیں اور شک نہیں کہ تمہارا ابھی یہی حال ہے یہ سنکر وہ جناب گھر سے باہر تشریف لائے تاکہ کسی سے کچھ قرض لیکر سب کی فاقہ
شکنی کرائیں اس اثنا میں جناب رسالت مآب داخل خانہ ہوتے اور جناب سیدہ سے پوچھا کہ میرے ابن عم کہاں ہیں عرض کی باہر
تشریف لیگئے ہیں آپ نے سات درہم اس جناب کو دئے کہ میرے ابن عم کو دو کہ وہ تمہارے واسطے طعام خرید کریں یہ کہکر واپس
تشریف لے گئے امیر المومنینؑ گھر میں تشریف لائے تو کہا شاید میرے ابن عم رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ یہاں تشریف لائے تھے کہ بوئے
خوش میرے مشام میں آتی ہے جناب معصومہ نے کہا ہاں اور وہ سات درہم انکو دئے اور پیغام رسولخدا پہنچایا۔ جناب امیر علیہ السلام
امام حسنؑ کو ساتھ لیکر بازار میں تشریف لاتے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کہتا ہے مَن یقرض الوفی الملی یعنے کون شخص ہے کہ قرض
دے وفا کنندہ کو جسکا خزانہ مال و نعمت سے پر ہے۔ یعنے جو مجھے قرض دیگا بمنزلہ قرض دینے خدا کے ہے وہ سبحانہ تعالیٰ اس کا عوض
اسکو دیگا۔ جناب امیر نے یہ سنکر امام حسن علیہ السلام سے پوچھا یا بُنَیَّ نُعطیہ الدراہم اے فرزند ہم یہ درہم اسکو دیدیں امام حسنؑ نے
عرض کی بہتر ہے اے پدر بزرگوار۔ پس حضرت نے وہ درہم اسکو دیدئے اور ارادہ کیا کہ ایک شخص کے پاس جا کر کچھ قرض لیں راہ میں

ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس کے پاس ایک ناقہ تھا کہا یا حضرت آپ اس ناقہ کو خرید کرتے ہیں فرمایا لیس معی ثمنہا یعنے
میرے پاس اس کی قیمت نہیں اس نے کہا آپ قرض لیلیں جب آپکے پاس ہو دیدیجیے گا۔ حضرت نے فرمایا کتنے کو دیگا عرض کی
سو درہم کو فرمایا اے حسن اس ناقہ کو لیلو۔ جب آگے بڑھے تو ایک اور اعرابی ملا اس نے عرض کی یا علی اسکو بیچتے ہو فرمایا ہاں مگر تو
اسکو لیکر کیا کریگا۔ عرض کی اسپر سوار ہو کر تمہارے بھائی رسولخدا کے ساتھ کفار سے جہاد کرونگا۔ فرمایا تو قبول کرے تو میں تجھ مفت
ہی دیدوں عرض کی ایک سو ستر درم اسکی قیمت کے دیتا ہوں فرمایا اے حسنؑ درم اس سے لیکر ناقہ دیدو اور چلو کہ اس اعرابی ڈھونڈکر
اس کی قیمت دیویں پس اس کے تلاش میں چلے۔ جناب رسولخدا کو ایک جگہہ کھڑے دیکھا کہ پیشتر اس سے کبھی اس جگہہ نہ دیکھا تھا
حضرت آپ کو دیکھکر متبسم ہوئے اور کہا اے ابو الحسن اس اعرابی کو ڈھونڈتے ہو کہ جسنے تمہارے ہاتھ ناقہ بیچا تھا۔ عرض کی ہاں
یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اے ابو الحسن وہ آدمی نہ تھا بلکہ جبرئیل تھا جس نے تمہارے ہاتھ ناقہ فروخت کیا اور میکائیل نے
تم سے خریدا اور وہ ناقہ ناقہائے بہشت سے تھا اور وہ درہم خداوند عالم کے نزدیک سے تھے کہ وہ ملی وفی ہے یہ اشارہ ہے اس
عبارت کیطرف جو سائل نے لکھے تھے یعنے من یقرض الوفی الملی۔ مصنف مناقب مرتضوی بعد نقل قصہ کے کہتا ہے کہ روایت
بیع وشرا ناقہ کتب سلف میں کئی طریق سے وارد ہوئی ہے چنانچہ زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک بار امیر المومنینؑ کے گھر میں تین
روز کا فاقہ تھا جناب سیدہ نے اپنی چادر دی کہ فروخت کرکے اس سے کھانا خریدیں امیر المومنین نے وہ چادر چھہ درہم کو بیچکر
درہم خیرات کردیئے پس ایک شخص مہار ناقہ ہاتھ میں لئے حضرت کے پاس آیا اور آپ کو وہ ناقہ سو درہم کو اودھار دے گیا اسکو
لئے جاتے تھے کہ دوسرا شخص ملا اور ایک سو ساٹھ درہم نقد دیکر اس نے آپسے ناقہ خرید لیا پس حضرت نے سو درہم اس بائع
کو دئے اور باقی ساٹھ گھر میں لاکر جناب سیدہ کے حوالے کئے اور قصہ انکے روبرو بیان کیا رسولخدا نے یہ حال سنا تو فرمایا فروشندہ
ناقہ جبرئیل تھا اور خریدار میکائیل اور وہ ناقہ ناقہائے بہشت سے تھا جس پر فاطمہ بروز قیامت سوار ہونگی۔ اور اربعین جار اللہ
میں نقل کیا ہے کہ جناب سیدہ نے چھہ درہم جناب امیر کو دئے کہ اس سے خوردنی عیال کے لئے خرید کریں حضرت طعام خریدنے
کے لئے بازار میں جارہے تھے کہ راہ میں ایک شخص نے کہا من یقرض المولی الوفی آپنے وہ درہم اسکو دیدئے اور گھر آکر حضرت فاطمہؑ
سے قصہ بیان کیا معصومہ پاک نے کہا وہ وفی ہے البتہ وفا کریگا پس امیر المومنینؑ خدمت ختم المرسلین کو روانہ ہوئے راہ میں ایک
اعرابی ناقہ لئے سامنے آیا اور عرض کی اے ابو الحسن ناقہ خریدتے ہو آپ نے کہا میرے پاس دام نہیں کہا کیا مضائقہ ہے قیمت قرض ہی
جب تمہارے پاس ہوگی دیدینا۔ غرض حضرت نے سو درہم کو خرید لیا تھوڑی دیر بعد ایک اور اعرابی ملا اور اس نے وہ ناقہ تین
سو درہم پر آپسے لیلیا۔ امیر المومنینؑ نے گھر آکر پہلے حضرت فاطمہؑ سے پھر حضرت رسولخدا کی خدمت میں یہ کیفیت عرض کی آپ نے
فرمایا بخ بخ یا ابا الحسن اعطیت ستۃ دراہم اعطاک اللہ ثلث مائۃ درہم یعنے مبارک ہو تمکو اے حسنؑ کے باپ کہ تم نے
چھہ درہم راہ خدا میں دئے تھے حق تعالیٰ نے تمکو تین سو درہم عطا فرمائے بائع ناقہ جبرئیل تھا اور مشتری میکائیل وبروایتے اسرافیل

مولف کہتا ہے کہ سنی صاحبان تبلائیں کہ انکے شیخین کے ساتھ بھی جبرئیل و میکائیل نے کبھی بہشتی ناقہ کی خرید و فروخت کا معاملہ
کیا ہے نہیں کیا تو ان لوگوں کو انکے درجے پر رکھیں اور نفس رسول اللہ کے لیے جو درجہ خدا و رسول کی طرف سے مقرر ہے اس پر جانیں لطف
یہ ہے کہ جیسے اعمال حسنہ امیر المومنین مبنی بر کمال حسن نیت واخلاص ہوتے تھے ویسے ہی خدا و رسول کیطرف سے انکی قدردانی بھی اعلے درجہ کی
ہوتی تھی ایک اسی مقام کو دیکھ لو کہ آپ نے چھہ درہم دئے جبرئیل و میکائیل ناقہ بہشت لائے اور تین سو درہم دئے گئے۔ ایک مرتبہ چار درہم آپنے
راہ خدا میں خیرات کئے۔ آیہ شریفہ الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرًا و علانیۃ الخ قرآن میں نازل ہوئی جسکو قیامت تک تلاوت کرتے رہیں گے۔ صواعق محرقہ وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت کے پاس چار درہم تھے ایک کو دن میں دیا ایک رات کو ایک پوشیدہ
خیرات کیا ایک ظاہر وعلانیہ حق تعالیٰ نے یہہ آیہ شریفہ آپکی شان میں نازل کی معنے آیہ کے یہ ہیں کہ جو لوگ اپنے اموال کو رات اور دن ظاہر و
پوشیدہ راہ خدا میں صرف کرتے ہیں انکا اجر و ثواب خدا کے نزدیک ہے اور خوف اور غم انکے لئے نہیں پس یہ فضیلت بھی مخصوص اس
جناب کے ہے جیسا کہ آیہ نجویٰ کر عمل کرنا خاص آپکا حصہ تھا کوئی دوسرا اسمیں آپکا شریک نہیں۔ مفسرین معتبرین فریقین نے لکھا ہے
کہ اغنیا و مالدار لوگ دیر تک حضرت رسول اللہ کی خدمت میں بیٹھتے اور بہت باتیں کرتے تھے کہ فقرا کو جگہہ نہ ملتی اور وہ بات تک نہ کرنے پاتے
تھے یہ بات حضرت کو بہت ناگوار ہوئی پس آیہ شریفہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقات الخ
نازل ہوئی یعنے اے ایمان لانے والو جب تم رسول اللہ سے باتیں کرنی چاہو اور مناجات کرو تو اپنی رازداری سے پیشتر صدقہ اور خیرات کیا
کرو کہ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے جب یہ آیہ نازل ہوئی تو فقرا بوجہ تہی دستی اور امرا بخل و خست کی وجہ سے حضرت کی ہمکلامی سے
باز رہے۔ لیکن امیر المومنینؑ کے پاس ایک دینار تھا اسکو دس درم کو فروخت کیا اور دس مرتبہ خیرات دیکر دس ہی دفعہ آپسے گفتگو فرمائی
تفسیر ثعلبی و جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیہ ہے کہ کسی نے اسپر مجھسے پہلے عمل نہیں کیا
اور نہ کوئی میرے بعد عمل کریگا وہ آیہ مناجات ہے جب نازل ہوئی تو ایک دینار میرے پاس تھا اسکو دس درم کو بیچدیا جب ایک بات
رسولخدا سے کرنا چاہتا تو ایک درم تصدق کرتا تا اینکہ دراہم تمام ہوئے بعد ازاں وہ آیہ منسوخ ہوگئی اور میری وجہ سے امت نے اس
آیہ پر عمل کرنے سے رہائی پائی الحق ۵ نشد بغیر میسر کہ از عنایت حق۔ عمل بآیہ نجویٰ شو میسر او ۵ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات
اہل سنت جو خلفا کی نسبت کہتے ہیں کہ انہوں نے راہ خدا میں بہت سا مال صرف کیا یہ قول انکا کسقدر صحیح ہے۔ جو لوگ ایک درم کے لالچ
سے رسولخدا کے ساتھ بات کرنا چھوڑ دیں اور آپ کی ہمکلامی انکے نزدیک ایک درہم کے برابر بھی قدر و قیمت نہ رکھے تو ظاہر ہے کہ وہ
راہ خدا میں کیا مال صرف کرنے لگے ہیں۔ لبعض حضرات کہتے ہیں کہ وقت تنگ تھا یعنے آیہ نازل ہوئی پھر جلدی ہی منسوخ ہوگئی عمل کسو وقت
کرلیتے یہ قول انکا درست نہیں کس لئے آیہ مذکور بنا بر تصریح بعض مفسرین دس دن کے بعد منسوخ ہوئی ہے علاوہ برایں خود اہل سنت قائل
ہیں کہ امیر المومنینؑ نے اسپر عمل کیا پھر انکے واسطے وقت کہاں سے آگیا تھا۔ نیز جناب امیر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی نماز پڑھتے
میں سائل کو عطا کی حق تعالیٰ نے اسکی جلدو میں آیہ شریفہ انما ولیکم اللہ الخ نازل فرمائی جسمیں نہ صرف آپ کی اس خیرات پر مدح سرائی کی ہے

قصہ آیہ نجویٰ

نزول آیہ انما ولیکم اللہ

بلکہ اس جناب کی خلافت بلا فصل پر بھی نص صریح فرمائی ہے تفصیل اس اجمال کی بموجب تصریح مفسرین و محدثین اہل سنت مثل زمخشری و نیشاپوری و ثعلبی و حافظ ابو نعیم و مسند احمد بن حنبل و مناقب ابن مغازلی و صحیح نسائی وغیرہ کے یہ ہے کہ ایک روز رسولخدا مع جماعت اصحاب نماز ظہر پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے بہیئت فقرا مسجد میں آکر سوال کیا صفوں کے گرد پھرتا تھا اور طلب کرتا تھا جب کسینے اس کی حاجت روائی نہ کی تو اس نے حق سبحانہ تعالی کیطرف خطاب کرکے کہا خداوندا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا اور کسی نے مجھکو نہ دیا جب امیر المومنین نے یہ کلام سنا تو حالانکہ آپ اسوقت رکوع میں تھے انگشت مبارک کو جسمیں انگوٹھی پہنے ہوئے تھے اسکی طرف کرکے حرکت دی گدا آپ کا مقصود پا گیا اور جلد انگلی سے انگشتر نکال لی اور شکر گویاں ہا نہو روانہ ہوا رسولخدا صلی اللہ علیہ اثنائے نماز میں اس سے واقف ہوئے بعد فراغت نماز سر مبارک اپنا طرف آسمان بلند کیا اور عرض کی پروردگارا موسی پیغمبر نے تجھ سے سوال کیا کہ کار نبوت میں میری اعانت فرما تاکہ یہ کام حسب مرام انجام کو پہنچے اور میرے بھائی ہارون کو کہ میری اہل سے ہے میرا وزیر مقرر کر تاکہ میرا دین اس سے قوت پکڑے اور اسے اس کام میں میرا شریک کر پس خداوندا تو نے دعا اس کی قبول کی اور ارشاد کیا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا کہ ہم عنقریب تیرے بازو کو اس سے قوی کریں گے اور تم دونو کو سلطنت عنایت کریں گے پروردگارا میں بھی تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں اَللّٰهُمَّ فَاشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي عَلِيًّا اشْدُدْ بِهِ ظَهْرِي خداوندا میرے سینہ کو کشادہ کر اور میرے کام کو آسان فرما اور میرے اہل سے علیؑ کو میرا وزیر بنا کہ میری پشت اس سے مضبوط ہو راوی کہتا ہے کہ یہ دعا آپ کی ہنوز تمام نہوئی تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ آیہ شریفہ لائے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ یعنے تمہارا ولی کوئی نہیں بجز اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے نماز کو برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں درانحالیکہ رکوع میں ہوتے ہیں مراد یہ کہ تمہارے دین کا نگہبان اور حامی اور تمہاری کاروبار کا اولے بتصرف صرف خدا ہے اور رسول اور وہ مومن جو ان صفات سے موصوف ہیں چونکہ یہ آیہ باتفاق مفسرین امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی اسلئے کاروبار خلائق میں تصرف کرنے والے اور اسمیں دخل دینے والے یعنی ولی صرف تین شخص ہوئے خدا و رسول و امیر المومنین اور یہی معنی امام کے ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ امالی میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر خطاب نے کہا میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں خیرات کیں کہ کاش میرے حق میں بھی کوئی آیہ نازل ہووے جیسے کہ علیؑ کے حق میں نازل ہوئی۔ مگر کچھ ہوا اختلاف کیا ہے اسمیں کہ شخص واحد یعنے امیر المومنین کے لئے صیغہ جمع کیوں استعمال کیا گیا اس کی کیا وجہ تھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اسمیں اس جناب کی تعظیم مقصود ہے چنانچہ اکثر عظمت و بزرگی کے مقام پر واحد کی جگہہ جمع کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ جمع کا صیغہ یہاں اس لئے استعمال ہوا تاکہ اور لوگ بھی اس نیک کام کی طرف رغبت کریں اور فقراء و مساکین پر انفاق کرنیمیں کوتاہی روا نہ رکھیں کہ انکو بھی ایسا ہی ثواب اور مرتبہ جلیل ملے جیسا کہ انحضرت کو مرحمت ہوا اور بعض علماء امامیہ نے کہا ہے کہ حضرات ائمہ معصومین یعنے امیر المومنینؑ سے لیکر حضرت صاحب الامرؑ تک

سب نے حالت رکوع میں نماز کے وقت صدقہ دیا ہے پس اس صیغہ جمع سے ان تمام حضرات کیطرف اشارہ ہے۔ بہرکیف امام غزالی حجت الاسلام اہل سنت نے اپنی کتاب سر العالمین میں روایت کی ہے کہ وہ انگشتر جو امیر المومنین نے حالت نماز میں سائل کو دی انگشتر سلیمان علی نبینا و علیہ السلام تھی کہ بعد انحضرت کے قوم جنات کو کہ مقرب انحضرت کے تھے ہاتھ آئی تھی اور انہوں نے بطور پیشکش رسول اللہ کی خدمت میں ہدیہ کی آپنے شاہ ولایت کو مرحمت فرمائی چنانچہ جن و انس نے اس عطیہ خیر الورے کا مشاہدہ کیا جب وقت نماز ظہر کا آیا اور صفوف جماعت آراستہ ہوکر سب لوگ متوجہ نماز ہوئے تو حق تعالی نے جبرئیل کو بصورت درویش مسجد رسول میں بھیجا کہ صحابہ سے سوال کرے جب کسینے کچھ نہ دیا تو امیر المومنین نے اسکو اس عطیہ سے خوشوقت فرمایا **مولف** کہتا ہے کہ اسی جگہہ سے ہے کہ شاعر نے کہا ہے ؎ انگوٹھی دی جو سائل کو علیؑ نے غل ہوا ہر سو ✤ گدا کو مرتبہ حیدر نے بخشا ہے سلیمان کا **نیز** سورہ مبارکہ ہل اتیٰ شان میں امیر المومنین و دیگر اہل بیت طاہرین کے نازل ہوئی جبکہ انحضرات نے تین روز متواتر روزے پر روزہ رکھا اور اپنا کھانا مسکین و یتیم و اسیر کو بخشدیا۔ فرید الدین عطار کہتا ہے ؎ بمسکین نانے از بہر خدا داد ✤ خداوند جہانش ہل اتٰی داد **و دیگرے** ؎ آں شنیدی کہ حیدر کرار ✤ کافران کشت و قلعہا بکشاد ✤ تا ندا داد سہ قرص نانِ جویں ✤ ہفدہ آیت خداش نفرستاد ✤ مفسرین شیعہ و سنی نے تفسیر آیہ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ الآیہ میں روایت کی ہے کہ ایک بار حسنین علیہما السلام زمانہ طفولیت میں بیمار ہوئے حضرت رسولخدا نے جناب امیرؑ سے کہا یا ابا الحسن کوئی شے نذر کرو کہ خداوند عالم انکو جلد شفا عنایت کرے بنابرین جناب امیرؑ اور جناب سیدہ نے کہ حسنینؑ اور فضہ خادمہ انحضرات نے بھی تین تین روزے نذر کئے۔ جب حسنینؑ شفایاب ہوئے اور ان بزرگواروں نے ادائے نذر شروع کیا تو اسوقت بیت الرسالت میں کچھ کھانیکو موجود نہ تھا لاجرم حضرت امیر المومنین شمعون یہودی کے گھر تشریف لیگئے اور کسیقدر صوف طلب کیا کہ دختر رسولخدا فخر مریم و حوا فاطمہ زہرا اسکو کاتے اور تین صاع جو اجرت کے اس سے لئے اور جناب معصومہ کو لاکر دے۔ آپ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو پیسکر پانچ قرص نان پکائے بعد افطار جسوقت سب صاحب کھانا کھانے بیٹھے تو ایک مسکین نے دروازے پر آکر آواز دی کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ میں مسکین ہوں مجھکو کھانا دو خدا تعالی تمکو نعمات بہشت عطا کریگا جناب امیرؑ نے یہ سنکر لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور بہ تبعیت آپ کے جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ و فضہ نے بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور سب نے اپنی اپنی روٹی فقیر کو اٹھا دی۔ اور تنہا پانی پر قناعت کرکے سب بھوکے سو رہے دوسرے دن پھر روزہ تھا جناب معصومہ نے پھر ایک صاع جو پیسکر پانچ روٹیاں تیار کیں افطار کے بعد اپنی اپنی روٹی لیکر کھانے بیٹھے تھے کہ ایک اور آواز دروازے سے آئی کہ میں یتیم و بیکس ہوں کچھ کھانیکو اپنے پاس نہیں رکھتا۔ امیر المومنینؑ نے اپنا حصہ اسکو اٹھا دیا اور آپکے ساتھ گھر بھر نے اپنا اپنا حصہ اسکو عطا کیا اور خود بھوکے صبر کرکے سو رہے **تیسرے** دن پھر حسب معمول روٹیاں پکیں اور بعد افطار پانچوں بزرگوار کھانیکو بیٹھے کہ ایک اسیر نے آکر پکارا اسلام ہو میرا پر اے اہل بیت رسالت ہمکو قید کرتے ہو اور کھانیکو نہیں دیتے بروایتے تینوں دن حق تعالی نے جبرئیل پاکی اور ایسی ہی فرشتے کو بھیجا تھا اس نے بنام مسکین و یتیم و اسیر سوال کیا۔ غرض جناب

نزول سورۂ ہل اتیٰ در شان امیر المومنین و اہلبیت طاہرین

اسیر نے جو آواز اس اسیر کی سنی تو لقمہ ہاتھ سے ڈال دیا اور کہا اے فاطمہ اے دختر رسول آخر الزمان یہہ اسیر تمہارے پاس آیا ہے کہ
کہیں نہیں جاسکتا کیونکہ غل و زنجیر میں قید ہے اور شکایت کرتا ہے بھوک اور فاقہ کی ذرا شک نہیں کہ جو آج اسکو کھانا دیگا حق تعالےٰ
اسکو بروز قیامت نعمات بہشت سے متلذذ کریگا جناب سیدہ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ چکی پیستے پیستے مجروح ہوگئے ہیں ایک صاع
اسمیں سے باقی تھا میرے بچے بہت ہی بھوکے ہیں خداوندا تو انکو ضائع نکر انکا باپ سیر چشم و فراخ دست ہے یہ کہکر تمام کھانا سائل
کو اٹھا دیا۔ اور سوائے گھونٹ پانی کے اُس روز بھی کسی نے کچھ نہ چکھا چونکہ اب روزے نذر کے تمام ہوگئے تھے اگلے روز بہ نیت
افطار سب بیدار ہوئے۔ امیر المومنینؑ حسنینؑ کو رسولخدا کی خدمت میں لیگئے درانحالیکہ وہ بھوکھ کی شدت سے کانپ رہے
تھے حضرت نے جب اپنے جگر پاروں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا اے ابو الحسنؑ بہت ناگوار ہے مجھکو کہ تمکو اس حال میں دیکھوں چلو
فاطمہؑ کے پاس چلیں وہاں جاکر دیکھا کہ جناب معصومہ محراب عبادت میں کھڑی ہیں اور شکم مبارک انکا شدت گرسنگی سے پشت کو جا لگا
ہے اور آنکھیں نیچے اُتر گئیں ہیں آپنے اپنی جگر گوشہ کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا پناہ لیجاتا ہوں طرف خدا کے تمہارے اس حال سے
اسوقت جبرئیل حق تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ لو جو کچھ کہ حق تعالیٰ نے تمہارے لئے مہیا کیا ہے پس سورہ ہل اتیٰ کو
اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَاءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا تک آپکے سامنے تلاوت کیا رسولخدا شکریہ اس عطیہ عظمیٰ کا بجالاتے صاحب
کشف الغمہ اس حکایت کی نقل کے بعد فرماتے ہیں وَهٰذِهِ السُّوْرَةُ نَزَلَتْ فِیْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ بِاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ لَا اَعْرِفُ اَحَدًا خَالَفَ فِیْهَا
یعنے یہ سورہ باتفاق تمام مسلمانوں کے اس قصہ میں نازل ہوئی ہے مجھکو معلوم نہیں کہ کسینے بھی اسمیں خلاف کیا ہو۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ جب رسولخدا فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور انکا یہ حال دیکھا تو گریاں ہوئے اور کہا تم تین روز سے گرسنہ ہو اور یہ حالت
تمہاری ہو گئی اور مجھکو خبر نہیں اتنے میں جبرئیل یہ آیات لیکر نازل ہوئے اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا
عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا یعنے بیشک ابرار و نیکوکار پئیں گے کاسوں سے کہ ہوگا مزاج انکا
مثل کافور کے سرچشمہ کہ اس سے پئیں گے بندگان خدا جاری کریں گے اسکو جاری کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ چشمہ رسولخدا کے
گھر میں ہوگا۔ اور اس سے اور چشمے خدا کے انبیاء و مومنوں کے گھروں میں جاری کریں گے یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ پورا کرتے ہیں
نذر کو مراد اس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا اور ڈرتے ہیں اس روز سے کہ شر اسکا عظیم ہے
وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا اور دیتے ہیں کھانا اسکی محبت پر مسکین و یتیم و اسیر کو اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ
اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَاءً وَّلَا شُکُوْرًا اور کہتے ہیں کہ ہم صرف خدا کے واسطے تمکو کھانا دیتے ہیں اور نہیں چاہتے تم سے بدلا اور شکر اِنَّا نَخَافُ مِنْ
رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا تحقیق کہ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے جسدن کہ ہوگا ترش رو و سخت۔ معصوم فرماتے ہیں کہ یہ بات
انہوں نے زبان سے نہیں کہی تھی اور دل میں رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے انکے دل کی بات کی خبر دی کہ یہ اس ارادے سے دیتے
ہیں فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا پس نگاہ رکھا حق تعالیٰ نے انکو اسدن کے شر سے اور عنایت

کی انکو تازگی و سرور۔ اور جزا دی بسبب انکے صبر کے کہ بہشت میں رہیں اور حریر بہشت کو لباس بنائیں اور بیٹھیں اسمیں تکیہ لگاکر
اوپر تختوں کے اور نہ دیکھیں اسمیں حرارت آفتاب نہ برودت زمہریر ابن عباس سے منقول ہے کہ بہشت میں ایک روشنی مثل روشنی
آفتاب کے دکھائی دیگی بہشتی کہیں گے خداوندا تو نے فرمایا تھا لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا کہ نہیں دیکھیں گے اسمیں آفتاب کو پس یہ روشنی
کیسی ہے اسوقت جبرئیل ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ یہ نور آفتاب کا نہیں بلکہ فاطمہ زہراؑ و علی مرتضیٰؑ کے تبسم کرنیکا نور ہے کہ یہ حضرات
اسوقت باہم تبسم ہوتے ہیں **نزول مائدہ**۔ ہر چند مائدہ یعنی خوان پر از نعمات بہشت حضرات اہلبیت اطہار کے لئے بارہا
نازل ہوا ہے چنانچہ ایک قصہ اس کے نازل ہونیکا ابھی اس کتاب میں گزرا الا اطعام مسکین و یتیم و اسیر کے بعد نزول مائدہ از بس
مشہورات سے ہے علماء فریقین نے اسکو اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے یہاں چند روایتیں متعلق اس قصہ کے نقل ہوتی
ہیں **ازانجملہ** سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے ثعلبی سے کہ مفسرین اہل سنت سے ہے اور اس نے محمد بن علی معازلی سنی سے نقل
کیا ہے کہ وہ اپنی کتاب موسوم بلغہ میں لکھتا ہے کہ اہل بیت رسالت کی اس سخاوت کے بعد اور نیز سورہ ہل اتیٰ کے نازل ہونیکے بعد
حضرت واہب العطایا نے ایک خوان پر از نعمتہائے جنتی انکے لئے بھیجا کہ ایک ہفتہ تک شب و روز اسمیں سے کھاتے تھے بعد ازاں
وہ خوان ناپدید ہوگیا۔ اور محمد بن یوسف شافعی نے کفایت الطالب میں قصہ نزول ہل اتیٰ کے ضمن میں اس طرح لکھا ہے کہ چوتھے
روز امیر المومنینؑ حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ کی خدمت میں لائے حضرت نے انکو دیکھا اور انکے بھوکے رہنے کا حال آپکو معلوم
ہوا تو ایک کو گود میں دوسرے کو شانے پر لے لیا اور حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے فاطمہؑ اپنے باپ کو دیکھکر بے اختیار رونے لگیں اور
عرض کی بطور حکایت کہتی ہوں نہ بطور شکایت کہ آج چار روز سے میں اور علیؑ اور حسنینؑ نے طعام دنیا سے ذرا سا نہیں چکھا اور تم
سے حال چھپاتی رہی حضرت رسولخدا نے دست مبارک اپنے دعا کے لئے بلند کئے اور عرض کی اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّائِدَةً کَمَا
اَنْزَلْتَ عَلٰی مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ خداوندا آل محمد کے لئے بھی مائدہ بہشت بھیج جیسا کہ تو نے اس سے پہلے مریم بنت عمران کے لئے بھیجا
تھا پس حضرت فاطمہؑ و امیر المومنینؑ و حسنؑ و حسینؑ کو حجرہ کے اندر لے گئے وہاں ایک کاسہ دیکھا مرصع بجواہر کہ خوشبو مشک اس سے
آتی تھی ثرید سے بھرا ہوا یعنے شوربے میں ٹکڑے روٹی کے تر کئے ہوئے اور بوٹیاں اس کے اوپر رکھیں سبنے اسمیں سے کھایا اور
سات شبانہ روز اس سے کھاتے رہے مگر کھانا کم نہ ہوتا تھا۔ آٹھویں دن صبح کو ایک دن یہودیہ ہمسایہ نے ایک ہڈی امام حسینؑ کے
ہاتھ میں دیکھکر پوچھا یا ابن رسول اللہ یہ ہڈی تمہارے پاس کہاں سے آئی امام علیہ السلام نے کہا یہ عالم غیب سے ہے یہودیہ نے چاہا
کہ آنحضرت کے ہاتھ سے لے لے وہ استخوان فوراً غائب ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی خوان بھی اپنے مقام کو واپس چلا گیا حضرت
رسالت پناہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ اگر اسکا اظہار نہ ہوتا تو یہ خوان روز قیامت تک خانہائے اہل بیت میں موجود رہتا اور فرات
بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے قصہ نزول ہل اتیٰ نقل کیا ہے اسمیں اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام تین دن کے بعد ابو جبلہ انصاری کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے ایک دینار قرض لیا اور بازار کو خرید طعام

کے لیے متوجہ ہوئے اثنا راہ میں مقداد بن اسود کندی سے ملاقات ہوئی وہ غمگین و حزین ایک مقام پر بیٹھے تھے امیر المومنینؑ نے باعث انکے حزن و ملال کا دریافت کیا انہوں نے کہا میں کہتا ہوں جو کچھ بندہ صالح موسے بن عمران نے کہا تھا رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ یعنی اے پروردگار میرے میں اس خیرات و نیکی کا جو تو نے میری طرف نازل کی محتاج ہوں جناب امیرؑ نے پوچھا تمکو کے روز کا فاقہ ہے عرض کی چار دن کا حضرت نے فرمایا اللہ اکبر آل محمدؐ تو تین روز سے فاقہ سے ہیں اور تو چار روز سے ہے پس تو ہم سے زیادہ اس دینار کا سزاوار ہے یہ کہکر آپنے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور خود رسول اللہ کی خدمت میں تشریف لائے آپ مسجد میں مشغول عبادت تھے بعد فراغت دست مبارک اپنا شانہ آنحضرت پر رکھکر ارشاد کیا کہ یا علی میں تمہارے گھر چلتا ہوں تاکہ کچھ کھانا کھاؤں اسواسطے کہ مینے سنا ہے کہ تم نے ابوجبلہ سے ایک دینار قرض لیا ہے پس حضرت رواں ہوئے اور امیر المومنینؑ دلمیں کہتے تھے کہ دینار تو مقداد کو دیدیا اور آپ یہ فرماتے ہیں اور رسول اللہ نے بھوکھ کے شدت سے پتھر شکم مبارک پر باندھ رکھا تھا حضرت فاطمہ نے جو آثار گرسنگی اپنے باپ کے چہرہ پر نمایاں دیکھے بولیں واسوتاہ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اے ابو الحسنؑ تم جانتے ہو کہ تین روز سے ہم نے خود کھانا نہیں کھایا پھر حجرہ طاہرہ میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اے ربّ العباد محمدؐ پیغمبر و برگزیدہ تیرا ہے اور فاطمہ اُس کی دختر تیری لونڈی اور علی اسکا ابن عم اور داماد اور حسنینؑ اس کے نواسے ہیں بار الہا تو نے بنی اسرائیل مائدہ نازل کیا انہوں نے کفران نعمت کیا خداوندا آل محمدؐ کفران نعمت نہ کریں گے انکے لئے مائدہ نازل کر پس سلام پھیرا تو دیکھا ایک طبق پُر از طعام آگے رکھا ہے اسکو اُٹھاکر رسول اللہ کی خدمت میں لائیں پس پنجتن نے بیٹھکر کھانا تناول کیا پیغمبر خدا کھاتے تھے اور رخ انور امیر المومنینؑ پر نگاہ کرتے اور مسکراتے جاتے تھے اور جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کی طرف دیکھ رہے تھے حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علیؑ کھانا کھاؤ اور فاطمہ سے کچھ نہ پوچھو شکر کرتا ہوں باری تعالی کا کہ تم اور فاطمہ زکریا و مریم کی مثل ہوگئے کہ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَہَا رِزْقًا قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا قَالَتْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ترجمہ جب زکریا محراب عبادت میں مریم کے پاس آتے انکے پاس اچھی روزی مہیا پاتے پوچھتے اے مریم تمہارے پاس یہ رزق کہاں سے آیا وہ کہتی یہ خدا کے پاس سے آیا بتحقیق کہ وہ جسکو چاہتا ہے بے حساب بخشتا ہے پس حضرت رسولخدا نے فرمایا اے علیؑ یہ منزلت تمہاری بباعث اُس دینار کے ہے کہ تم نے مقداد کو دیا تھا **تنبیہ** اس مقام پر بعض کوتاہ بینوں نے کہا ہے کہ آیا جائز ہی کسیکے لئے کہ خیرات میں اس قدر مبالغہ کرے کہ اپنے نفس کو اور اپنی اہل کو قریب بہلاکت پہنچائے حالانکہ حق تعالی فرماتا ہے یسئلونک مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ یعنے سوال کرتے ہیں تجھ سے اے پیغمبر کہ کس طور پر صدقہ دیں پس کہدے انسے کہ جو کچھ نفقہ عیال سے باقی ہے وہ صدقہ کرو اور حدیث میں بھی ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ نفقہ عیال کے بعد دیا جائے جواب اس کلام کا بعض اعلام نے یہ دیا ہے کہ لفظ عفو جیسا کہ بمعنی مذکورہ بالا آیا ہے ویسا ہی بمعنی افضل و اطیب بھی آیا ہے پس معنی آیہ یہ ہونگے کہ جو کچھ کہ بہتر و خوب تر ہو خیرات کرو اور مؤید اس کے ہے آیہ شریفہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی ہرگز خیر و خوبی کو نہ پہنچوگے جبتک کہ

صدقہ دو اور خیرات کرو اُس شے کو جسکو کہ تم دوست رکھتے ہو۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ عمدہ خیرات وہ ہے کہ سائل کو غنی کردے کہ اس کے بعد محتاج سوال نہ رہے۔ اور حضرت امیر المومنینؑ ان ایام میں اپنا حصہ سائل کو دیتے تھے اوروں پر جبر نہ کرتے جناب فاطمہؑ و حسنینؑ و فضہ ثواب آخرت کے لیے بخوشی خاطر حضرت کی تاسّی فرماتے تھے **مؤلف کہتا ہے** کہ اگر امیر المومنینؑ نے اپنے نفس اور اپنے کنبے پر جبر کیا ہوتا اور یہ جبر ناپسند جناب کبریا ہوتا تو قرآن میں آپ کی مدح ہرگز نہ آتی بلکہ (العیاذ باللہ) اگر مذمت نازل ہوتی تعجب نہ تھا اب جبکہ سورہ کا سورہ اس جناب کی مدح اور اس کار خیر کی خوبی میں نازل ہوگیا تو کسی معاند کا اسمیں چون و چرا کرنا محض جھک مارنا ہے جو فعل کہ مقبول درگاہ الٰہی ہو چکا تھا کہ اس کی صفت و ثنا میں آیات قرآنی نے نزول اجلال پایا تو اسپر اعتراض کرنے والا ہرگز مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ شاعر عربی کہتا ہے ؎ قوم اتی فی مدحہم ھل اتی ، ماشک فی ذلک الا ملحدا یعنی جن لوگوں کی مدح میں ہل اتی نازل ہوا انکے بارے میں سوائے ملحد بیدین کے کوئی شک نہ کرے گا تعجب ہے کہ حضرات معترضین امیر المومنینؑ پر اعتراض کرنے میں تو اس قدر دلیر ہیں اور اپنے پیر و مرشدوں صوفیوں کی لغو حرکات کو کہ عقل بھی انکو قبول نہیں کرتی سر پر رکھ لیتے ہیں مثل اس کے کہ کہتے ہیں کہ بایزید بسطامی نے ایک سال تک پانی نہیں پیا فلاں صوفی نے چند چلے کھینچے ہر ایک چلے میں ایک دن میں ایک گھونٹ دودھ یا ایک دانہ بادام پر بسر کرتا تھا حالانکہ یہ ریاضات نفس کے لیے مضر رساں ہیں اور دوسرے کو کچھ نفع نہیں پہنچاتے بخلاف اس جناب کے تین روز کی فاقہ کشی کے کہ اسمیں ہر چند مشقت تھی الّا مسکین و یتیم و اسیر کا شکم سیر کیا گیا اور باعث اسکا ہوا کہ اتنی آیتیں انحضرات کی شان میں نازل ہوئیں لیکن وہ ناہنجار باتیں چونکہ صوفیوں سے ہیں ممدوح و قابل اقتدا ہیں اور یہی امر امیر المومنینؑ و اہلبیت طاہرینؑ سے واقع ہوا اس لئے معیوب شاعر شیعی کہتا ہے ؎ ہمہ بپذیری و چوں ز آل نبی باشد حرف ٭ زود بجروشی وگوئی نہ صواب ست خطا است ٭ بگمان گفتن تو باز نباید کہ ترا ٭ بدل اندر غضب و دشمنی آل عباست

ذکر بعضے از حالات متعلقہ غزوہ تبوک

غزوہ تبوک (بتقدیم تاء مثناة فوقانیہ) حضرت رسالت پناہ کا آخری غزوہ ہے اس کے بعد آنحضرت کو بنفس نفیس کسی لڑائی میں شریک ہونیکا اتفاق نہیں ہوا۔ اس غزوے کے سبب میں مؤرخوں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک قافلہ سوداگروں کا شام سے آیا اور یہ خبر لایا کہ بادشاہ روم بہت سے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آرہا ہے۔ قبیلہ لخم و جذام و عاملہ و غسان اس کے ساتھ ملگئے ہیں بروایتے خبر آئی کہ ہرقل والی روم نے قباذ نام ایک سردار کو چالیس ہزار سوار دے کر اس طرف بھیجا ہے۔ بقولے یہود مدینہ نے کہا اے ابوالقاسم اگر تم پیغمبر ہو تو زمین شام کو کہ محل حشر و ملک انبیا ہے کیوں تصرف میں نہیں لاتے۔ لیکن بعض روایات معتبرہ میں ہے کہ اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل نے جسکا علاقہ شام تک پھیلا تھا بہت سا لشکر جمع کیا تھا اور کہتا تھا کہ محمدؐ پر چڑھائی کرکے انکو اور انکے اصحاب کو قتل کرونگا اور انکا ملک تاخت و تاراج کر ڈالونگا بنابریں خوف عظیم اصحاب پر چھایا تھا بحدیکہ کوئی آواز سنتے تو یہی کہتے کہ مقدمۃ لشکر اکیدر ہے کہ مدینہ پر آیا ہے **بہرکیف** حضرت نے عزم بالجزم جہاد کیا چونکہ بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ اس دفعہ ضرورت جدال و

قتال نہ پڑیگی اور تمام کاروبار بفضل کردگار یونہی درست ہوجائیں گے لہذا امیر المومنینؑ کا ساتھ لیجانا مناسب نہ جانا دیگر یہ کہ کفار و منافقین چاہتے تھے کہ حضرت رسولؐ کے اس طولانی سفر سے فائدہ اُٹھائیں آپکے پیچھے مدینہ میں لوٹ مار مچائیں پس کوئی شخص کہ آپ کے غیبت میں اس کی نگہبانی کماینبغی کرسکے نہ تھا الاّ امیر المومنینؑ اس لئے بھی آپ کا یہاں رہنا ضروری معلوم ہوا۔ اور حق یہ ہے کہ قرب زمان رحلت میں امیر المومنینؑ کا آپ کیطرف سے دارالہجرت اور بیضۂ اسلام میں حاکم خلق و نائب رسول ہوکر رہنا اشد ضروریات سے تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ بعد حضرت رسالت زیبندۂ مسند امامت و امارت آپ ہیں اور حجت خدا و رسول خلائق پر تمام ہو پس ان وجوہ سے مصلحت الٰہی یہ ہوئی کہ رسولخدا سفر کریں اور وہ حضرتؑ مدینہ میں رہیں چنانچہ فرمایا یا علیؑ حکم خدا یہ ہے کہ تم میرے پیچھے نگہبان مدینہ رہو حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ حکم خدا و رسول بجان و دل قبول ہے ہرچند آپکی خدمت سے جدائی مجھ پر نہایت شاق ہے فرمایا یا علیؑ راضی نہیں کہ تیری نسبت میرے سے تمام امور میں سوائے نبوت کے ہارون کی نسبت ہو موسیٰؑ سے بتحقیق کہ تیرے یہاں رہنے کا ثواب ساتھ چلنے کے ثواب سے زیادہ ہوگا اور یا علیؑ چونکہ تو چاہتا ہے کہ تمام طور و اطوار نشست و برخاست میرے اور میرے اصحاب نیک کردار کے معائنہ کرتا رہے پس حق تعالیٰ تیری خاطر سے زمین کو جسپر کہ تو ہے اور جسپر کہ ہم ہونگے بلند کریگا اور تیری بینائی کو قوت دیگا کہ تو تمام کیفیت ہماری مشاہدہ کرے گا اور وہ موانست کہ تجھکو ہمارے ساتھ ہے تجھ سے فوت نہونے پائے گی۔ امام زین العابدین علیہ السلام یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص اہل مجلس سے اُٹھا اور کہا کیونکر ہوسکتا ہے کہ علیؑ کے لئے وہ امر واقع ہو جو سوائے انبیا کے کیکو میسر نہیں ہوسکتا امام عالیمقامؑ نے فرمایا کہ یہ بھی معجزۂ رسول اللہ تھا کہ حق تعالیٰ نے انکی دعا سے درمیان کی زمین کو پست کیا اور دیدۂ حق بین امیر المومنینؑ کو طاقت بخشی کہ آپنے وہ کیفیت مشاہدہ کی امام محمد باقرؑ نے اس حدیث کو نقل کرکے فرمایا کہ کسقدر ناانصافی کرتے ہیں یہ لوگ علیؑ کے بارے میں کہ جو باتیں دیگر صحابہ کی نسبت قبول کرتے ہیں انحضرت کی نسبت انکے انکار کرتے ہیں حالانکہ زبان سے کہتے ہیں کہ وہ حضرت افضل صحابہ ہیں بعض حضار نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ کیونکر فرمایا تم لوگ ابوبکر عمر عثمان کے دوستونکو دوست رکھتے ہو اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرتے اور بیزاری ڈھونڈتے ہو۔ مگر جب علیؑ تک پہنچتے ہو تو کہتے ہو کہ انکے دوستوں کے دوست ہیں الاّ انکی دشمنوں سے بیزاری نہیں کرتے حالانکہ جانتے ہو اور قائل ہو کہ رسولخدا نے فرمایا اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ یعنے خداوندا دوست رکھ علیؑ کے دوست کو اور دشمن جان اس کے دشمن کو اور نصرت کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور ترک نصرت و یاری کر جو اس کی ترک نصرت و یاری کرے۔ دیگر یہ کہ جب کسی کرامت کا بدعا رسول اللہ انحضرت کے لئے واقع ہونیکا ذکر ہوتا ہے تو انکار کرتے ہو حالانکہ ویسے ہی کرامت ان لوگوں کے لئے روایت کرتے ہو اور بجان و دل اسکو قبول کرتے اور اسپر ایمان لاتے ہو مثلاً کہتے ہو کہ عمر خطاب مدینہ میں خطبہ کہہ رہے تھے اثنائے خطبہ میں

کہنے لگے کہ دور ہو اے پہاڑ جب حاضرین نے اس بےجوڑ کلام کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا مینے سعد وقاص کے ساتھ نہاوند پر لشکر بھیجا ہے وہ اسوقت کفار کے ساتھ مشغول جہاد تھے بعض کفار چاہتے تھے کہ پشت کوہ سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں مینے اس کلام سے پہاڑ کو تنبیہ کی کہ انکو نہ آنے دے چنانچہ وہ نہ آسکے اور مسلمانوں نے فتح پائی لوگوں نے یہ قصہ بقید وقت و تاریخ یاد رکھا جب لشکر وہاں سے واپس آیا تو اسکی تصدیق ہوئی۔ حالانکہ نہاوند مدینہ سے پچاس منزل کے فاصلہ پر تھا پس حضرت نے فرمایا کہ ان امور کا پسر خطاب سے سرزد ہونا بلاچون و چرا مان لیتے ہو اور امیر المومنینؑ سے کہ مخزن اسرار آسمان و زمین و مظہر عجائب و غرائب ہیں باور نہیں کرتے۔ القصہ حضرت رسالت پناہ امیر المومنینؑ کو حکومت مدینہ پر تعین کرکے اور محمد بن مسلمہ بقولے سباع بن عرفطہ کو آپ کی خدمت میں چھوڑ کر پچیس ہزار بروایتے تیس ہزار مرد جرار کے ساتھ جنمیں دس ہزار اسپ بارہ ہزار شتر تھے روانہ منزل مقصود ہوئے اسوقت پہلی شرارت جو کفار و منافقین نے مدینہ میں کی یہ تھی کہ شہرت دیدی کہ رسول اللہ علی علیہ السلام کیطرف سے سینہ صاف نہ تھے اور انکی ہمراہی آپ پر گراں تھی اس لئے انکو ساتھ نہ لیگئے امیر المومنینؑ کو یہ باتیں سُنکر کمال قلق ہوا اور ہتھیار زیب تن کرکے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بمقام جرف میں حضرت کی خدمت میں پہنچکر ماجرا بیان کیا۔ آپنے فرمایا اِرْجِعْ یَا اَخِیْ فَاِنَّ الْمَدِیْنَۃَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا بِیْ اَوْ بِکَ یعنے اے بھائی لوٹ جاؤ کہ سزاوار نہیں کہ مدینہ بے میرے یا تمہارے رہے فَاَنْتَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ وَدَارِ ھِجْرَتِیْ وَقَوْمِیْ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ تحقیق کہ تو میرا خلیفہ ہے میرے اہلبیت پر اور میری دارالہجرت پر اور میری قوم پر آیا راضی نہیں ہے تو کہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسےؑ سے الّا یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں یہ حدیث نص صریح ہے خلافت بلافصل امیر المومنینؑ پر کس لئے کہ اسمیں آنحضرت نے تمام مدارج ہارونی سوائے نبوت کے آپ کے لئے ثابت فرمائے اور شک نہیں کہ منجملہ ان مدارج کے خلافت و وصایت موسیٰؑ بھی ہارون کے لئے تھی پس امیر المومنینؑ کے لئے بھی خلافت و وصایت رسول اللہ ثابت ہوئی حیرت ہے کہ اہل سُنت اس حدیث متواتر کے بھی قائل ہیں اور پھر اوروں کو امیر المومنینؑ سے مقدم جانتے ہیں معارج النبوۃ میں ہے کہ جب موسیٰؑ مع بنی اسرائیل دریائے نیل سے گزرے تو آگے موسےؑ تھے اور پیچھے ہارون اور انکے درمیان تمام قوم بنی اسرائیل پس اول و آخر کی برکت سے دریا کو مجال نہوئی کہ ایک بال کیکے بدن کا تر کرسکے اسیطرح اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بروز قیامت حق تعالیٰ کیطرف سے خطاب ہوگا کہ اے محمدؐ تم نے کہا تھا یا علی اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی رسولخدا عرض کریں گے ہاں اے پروردگار میرے ارشاد ہوگا کہ چونکہ اب تمہاری اُمت کو دریائے آتش سے گزرنا ہوگا لہذا تمکو چاہئے کہ تم اور علیؑ دونو سے ایک آگے ہو اور ایک پیچھے اور بیچمیں اپنی اُمت کو رکھو کہ آگ کو مجال نہو کہ ایک بال تمہاری اُمت کا جلاسکے۔ اُسوقت یہ تشبیہ پوری ہوگی انتہیٰ **دوسری** حرکت قوم نفاق پیشہ نے یہ کی کہ جب امیر المومنینؑ رسولخدا کے پاس اُنکی شکایت کو گئے تو انہوں نے راہ میں ایک گڑھا کھود کر اسکو خس پوش کیا تاکہ جب حضرت واپس تشریف لائیں تو اسمیں گر پڑیں اور اوپر سے یہ ملاعین پتھر مار کر آپکا کام تمام کریں۔ روایت ہے کہ گڑھا جو انہوں نے کھودا تھا پچاس ہاتھ لمبا تھا اور بہت عمیق تھا جب امیر المومنینؑ مراجعت کرکے قریب پہنچے

گڑھے کے آگے تو اسپ سواری انحضرت نے باعجاز آپ کے سر بلند کر کے عرض کی یا امیر المومنینؑ میری اور آپکی ہلاک کی تدبیر کی ہی اور حال روپوش گڑھے کا بیان کیا آپنے اسکو دعائے خیر دیکر امر کیا کہ چلا چلے پس گھوڑا حسب حکم اشرف رواں ہوا حق تعالیٰ نے گیاہ ضعیف کو کہ گڑھے پر بچھا کر تھوڑی تھوڑی خاک اسپر ڈال دی تھی محکم فرمایا گھوڑا بے تکلف اسپر سے گزر گیا دوسری سمت پہنچکر حضرت نے حکم کیا کہ گھاس کو سر غار سے ہٹائیں اور کید منافقین کا کھل گیا اور وہ بھرے مجمع میں خوار و ذلیل ہوئے بعض علمانے کہا ہے کہ آیہ شریفہ کفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا یعنے اسلام کے بعد انہوں نے کفر اختیار کیا اور اس چیز کا ارادہ کیا جسکو نہ پا سکے اس واقع میں نازل ہوئی۔ اسوقت گھوڑے نے پھر کلام کیا کہ یا امیر المومنین چوبیس[۲۴] اشخاص ہیں جنہوں نے آپکے اور آپکے بھائی رسول اللہ کے قتل کی صلاح کی ہے بارہ انمیں یہاں ہیں اور بارہ ہمراہ رکاب اس جناب کے گئے ہیں وہ راستے میں انحضرت کے ساتھ کچھ مکر کریں گے۔ مومنین کہ حاضر تھے یہ سنکر کہنے لگے یا امیر المومنینؑ یہہ تمام ماجرا لکھکر کسی تیز رو قاصد کو دیجئے کہ آنحضرت کے پاس لیجائے تاکہ رسولخدا کید منافقین سے محفوظ رہیں آپنے فرمایا کہ پیک خدا سب سے زیادہ تیز رو ہے وہ سبحانہ تعالیٰ خود آپ کو خبر کر دیگا۔ فی الحقیقت جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا حضرت رسولخدا کو وحی ہوئی اور تمام حال یہاں کا آپ پر کھل گیا پس آپنے اصحاب کو جمع کیا اور کہا روح الامین مجھکو خبر دیتے ہیں کہ جماعت منافقین نے حوالی مدینہ میں علی بن ابی طالب کے قتل کی تدبیر کی تھی حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے انکو انکی شر سے محفوظ رکھا۔ مومنین اس خبر کو سنکر خوش ہوئے مگر منافقوں کو یقین نہ آیا اور باہم کہنے لگے کہ اصل حال اس لئے چھپاتے ہیں کہ لوگ انکے قتل پر دلیر نہ ہو جائیں ورنہ ممکن نہیں کہ علی اس تدبیر سے جان بر ہوئے ہوں ہمکو چاہئے کہ انکی باتوں پر نہ جائیں اور اپنے کام میں سعی کریں تاکہ ان دونوں بھائیوں کے ہاتھ سے نجات ملے پس کوشش کرو کہ محمد اس سفر سے سلامت نہ جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ راہ تبوک میں ایک عقبہ مسمی بہ عقبہ ذی فتق تھا منافقوں نے مشورہ کیا کہ ہنگام مراجعت اس پر جمع ہوں اور آپ کی سواری کے شتر کو بھڑکائیں تاکہ آپ اسکی پشت سے شگاف کوہ میں گریں۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ بوقت مراجعت ایک رات عقبہ پیش آیا حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ منادی ندا کرے کہ کوئی شخص اس عقبہ پر نہ جائے جبتک کہ رسولخدا نہ گزر جائیں پس حضرت شتر سوار اسپر تشریف لے گئے حذیفہؓ بن یمان مہار شتر کی پکڑے ہوئے تھے اور عمار یاسرؓ پیچھے سے اسکو ہنکاتے تھے حذیفہ کہتے ہیں کہ دیکھا بنے کہ بارہ[۱۲] یا چودہ[۱۴] سوار حضرت کی طرف متوجہ ہوئے بنے آپ کو آگاہ کیا آپنے انکو ڈانٹا وہ بھاگے بروایتے عمارؓ نے آگے بڑھ کر انکے اونٹوں کے مونہہ پر مارا حضرت نے فرمایا تم نے پہچانا کہ یہہ کون تھے کہا نہیں یا رسول اللہ انکے مونہہ پوشیدہ تھے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ قیامت تک منافق رہیں گے جانتے ہو کہ انکا کیا ارادہ تھا چاہتے تھے کہ میرے اونٹ کو بھڑکائیں اور مجھکو گرا کر ہلاک کریں حذیفہ نے کہا یا رسول اللہ کیوں آپ حکم نہیں دیتے کہ انکا سر کاٹ لیں فرمایا میں نہیں چاہتا کہ عرب کہیں کہ محمدؐ نے کچھ لوگوں کی مدد سے اپنے دشمنوں سے جنگ کیا غالب ہوئے تو اب انکو قتل کرتے ہیں خداوند اللہ انکو دبیلہ میں گرفتار کرے عرض کی دبیلہ کیا

فرمایا ایک شعلہ آتش ہے کہ انکے دلمیں پیدا ہو کر باعث ہلاکت ہوگا بعد ازاں انکے اور انکے باپوں کے نام حذیفہ و عمار کو بتلائے اور فرمایا پوشیدہ رکھو اور انکو رسوا نہ کرو۔ نیز روضۃ الاحباب میں ہے کہ مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے اصحاب سے بارہ[۱۲] شخص منافق ہیں کہ روئے بہشت نہ دیکھیں گے اور اسکی بو کو نہ سونگھیں گے حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط جبتک کہ شتر سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے یعنے انکا بہشت میں جانا ناممکن ہے۔ اور آٹھ شخص انمیں زحمت دبیلہ میں گرفتار ہونگے کہ ایک شعلہ آتش انکے شانوں سے اُٹھکر سینوں سے نکلجایگا۔ اسیوجہ سے حذیفہ صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ کے نام سے مشہور ہیں یعنی وہ ایسے اسرار جانتے ہیں کہ انکے سوا کوئی دوسرا انکو نہیں جانتا۔ اور محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اصحاب عقبہ چودہ نفر تھے بدیں تفصیل ابوبکرؓ عمرؓ معاویہ۔ ابوسفیان پدر معاویہ۔ طلحہ۔ سعد وقاص۔ ابوعبیدہ جراح۔ ابوالاعور مغیرہ بن شعبہ سالم مولائے ابوحذیفہ۔ خالد ولید۔ عمرو عاص ابوموسیٰ اشعری عبدالرحمن بن عوف حق تعالیٰ اپنی رحمت کو انسے دور رکھے انکے حق میں آیہ شریفہ ھموا بما لم ینالوا نازل ہوئی نیز منقول ہو کہ رسول اللہ نے سات موقعہ پر ابوسفیان کو لعنت کی انا نجملہ ایک موقعہ عقبہ ہے کل بارہ[۱۲] اشخاص وہاں تھے۔ سات بنی اُمیہ سے باقی دیگر اقوام سے پس حضرت نے لعنت کی تمام حاضرین عقبہ پر سوائے اپنے اور اپنے شتر کے اور اس کے کھینچنے والے اور ہنکانے والے کے معارج النبوہ میں ہے کہ امیر المومنین عمر کچھ عرصہ تک حذیفہ کے پاس جاتے اور قسمیں دے دے کر اس سے پوچھتے رہے کہ مجھکو تو رسول اللہ نے گروہ منافقین میں شامل نہیں کیا حذیفہ کہتے تھے نہیں نہیں انتہیٰ۔ اس روایت کا پچھلا حصہ یعنی یہ کہ حذیفہ کہتے تھے نہیں نہیں وضعی یعنی راوی کا اپنے دل کا بنایا ہوا ہے۔ حذیفہؓ نے کبھی خلیفہ صاحب کے اس گروہ میں شامل ہونے سے انکار نہیں کیا اور اگر وہ انکار کرتے تو پھر عمر کو بار بار انکے پاس جانے اور قسمیں دیکر پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی حقیقت یہ ہے کہ حذیفہ خلیفہ صاحب کے استفسار کے جواب میں ہمیشہ یہی کہے گئے کہ میں رسولخدا کا راز افشا نہ کرونگا جس سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ انکا مقصود کیا تھا لیکن حضرت عمر از روئے تجاہل یا بگمان اسکے کہ شاید بوجہ روپوش ہونیکے اس موقعہ پر کسینے مجھکو نہ دیکھا ہو حذیفہ سے پوچھ پوچھکر اپنا سر کھپاتے رہے کہ کسیطرح انکے موہنہ سے کہلوالیں کہ تم انمیں شامل نہ تھے۔ مگر حذیفہ ایسا کیونکر کرسکتے تھے کتاب سواد و بیاض سے کہ کتب اہل سُنت سے طبقات مشائخ کے بیان میں لکھی گئی ہے نقل ہوا ہے کہ چونکہ رسولخدا نے فرمایا تھا اعرفکم بشان المنافقین حذیفہ کہ سب سے زیادہ منافقوں کے حال سے خبردار حذیفہ ہے۔ سلئے امیر المومنین عمرؓ نے دو مرتبہ انکے پاس جا کر اور دو مرتبہ انکو اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ تو منافقوں کو پہچانتا ہے بتلا کہ میں بھی ان میں شامل ہوں یا نہ حذیفہ ہر بار یہی کہتے تھے ماکنت فشوا سر رسول اللہ کہ میں رسول اللہ کا راز ظاہر نہ کرونگا۔ یعنے اگر میں کہدوں کہ تم بھی انمیں شامل ہو تو اسمیں خوف افشائے راز رسول اللہ ہے یہاں حذیفہ نے ہرچند صاف تو نہ کہا مگر اس عبارت میں وہ کنایتہ عمر کو منافقوں میں شامل کر گئے کیں لئے کہ اگر بتقدیر عدم شمول عمر یہہ کہتے کہ تم اسمیں داخل نہیں ہو تو اسمیں ہرگز کوئی افشائے راز نہ تھا کما لا یخفیٰ۔ اور اس سے بھی زیادہ ابلغ طریقہ سے انہوں نے وفات عمر کے بعد اس کی تصریح کی ہے چنانچہ صحیح بخاری میں تفسیر

اس حدیث کو عبدالرحیم ملتانی نے بھی رسالہ ارشاد الخلفا میں صحیح بخاری سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

آیہ شریفہ اِنَّ المُنٰفِقِینَ فِی الدَّرکِ الاَسفَلِ مِنَ النَّارِ کے ذیل میں سورہ نساء سے اسود سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں ایک روز مسجد مدینہ میں حلقہ درس عبداللہ بن عمر میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ حذیفہؓ داخل ہوئے اور عبداللہ کے نزدیک پہنچکر سلام کیا مگر اس نے حذیفہ کی کچھ تعظیم نہ کی اس لئے حذیفہ نے عبداللہ کی طرف خطاب کرکے کہا قد اکثر النِّفَاق فی قوم کانوا خیراً منکم یعنے نفاق ان لوگوں میں بکثرت تھا جو کہ تم سے بہتر تھے اگر تم میں ہو تو محل تعجب نہیں اسود کہتا ہے کہ میں نے اسوقت آیہ شریفہ اِنَّ المُنٰفِقِینَ فِی الدَّرکِ الاَسفَلِ مِنَ النَّارِ کو تلاوت کیا (ترجمہ) بے شک منافق طبقہ زیرین جہنم میں ہیں اسوقت ابن عمر ہنسنے لگے حذیفہ انسے اعراض کرکے مسجد کے اور جانب میں جا کر بیٹھ گئے جب ابن عمر وہاں سے اُٹھ گئے اور انکا مجمع متفرق ہو گیا تو حذیفہ نے سنگریزہ میری طرف پھینک کر مجھکو اپنے پاس بُلایا اور کہا مجھے عبداللہ کے اس موقعہ پر ہنسنے سے تعجب آتا ہے باوجودیکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ میرا اس کلام سے کیا مدعا تھا۔ ظاہر ہے کہ حذیفہ کا مدعا اس کلام سے یہ تھا کہ عبداللہ اور انکے باپ پسر خطاب اور ویسے ہی اور اشخاص جنھیں لوگ عبداللہ سے بہتر جانتے تھے انمیں نفاق بکثرت پھیلا ہوا تھا۔ اسپر عبداللہ کو رونا چاہیئے تھا نہ کہ ہنسنا۔ قاضی نور اللہ شستری مجالس المومنین میں فرماتے ہیں کہ اگر حذیفہ عبداللہ کی طرف نفاق کی نسبت کرنیمیں راست گو تھے تو کفر عبداللہ وغیرہ کا لازم آتا ہے اور جو دروغ زن تھے تو فسق حذیفہ کا بہر تقدیر اہل سنت کہ دعویٰ تمام صحابہ کی عدالت کا کرتے ہیں صحیح نہ ہوگا۔ مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ منافقین عقبہ تبوک میں کامیاب مراد نہوئے تو نادم ہو کر عمارؓ و حذیفہؓ سے دلمیں دشمنی رکھنے لگے۔ ابو بکر خلیفہ ہوئے تو عمر نے حذیفہ سے مواخذہ کرکے چاہا کہ حمایت رسول اللہ کا اس سے بدلا لے لیکن ابو بکر نے انکو اس سے منع کیا کہ اس کے بارے میں سکوت ہی مناسب ہے خود عمر خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے پھر اس کا ارادہ کیا کہ جسطرح ہو اس سے انتقام لیجئے چنانچہ اسکو طلب کرکے کہا کہ میں سُنتا ہے کہ تو ایک جماعت کو صحابہ پیغمبر سے منافق بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ جہنم کے دربان ہونگے یہ کہکر اپنا درہ بلند کیا کہ حذیفہ کے مارے حذیفہ نے کہا اے عمر ساکن ہو کہ تو بھی جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے کہ منافقوں کو اسمیں داخل ہونے سے منع کریگا۔ عمر نے اسوقت سختی کرنیمیں مصلحت دیکھی اور متبسم ہو کر حذیفہ کی خوشامد کرنے اور حاضرین کے سامنے اس کی مدح و ثنا کرنے لگے مگر آخر کار عثمان نے سب کے بدلے لے لئے اور روح منافقین کو اپنے سے شاد کیا اہل نفاق کے قضیئے میں کلام کو طول ہو گیا۔ اب ہم پھر اصل قصہ کیطرف رجوع کرتے ہیں اور ناظرین کو کسی قدر حال غزوہ تبوک کا سُناتے ہیں غرض حضرت رسولخدا چلتے چلتے مقام تبوک میں پہنچے وہ ایک موضع تھا نواحی شام میں مگر بعض مورخ ایک قلعہ کا نام بتلاتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ایک چشمہ اس نام کا تھا ممکن ہے کہ اول چشمہ ہو پھر اسپر آبادی ہو کر اس آبادی کے گرد دیوار بطور فصیل کے بنا کی ہو اور آبادی اور حصار کا نام چشمہ ہی کے نام پر تبوک مشہور ہو گیا ہو بہر کیف حضرت کو وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ شاہ روم کی اس طرف متوجہ ہونے کی خبر غلط تھی رسول اللہ نے قریب دو مہینے کے وہاں قیام کیا کوئی مقابلہ پر نہ آیا بلکہ آپنے سرداروں کو اطراف و

قصہ اکیدر بن عبدالملک نصرانی والی دومۃ الجندل

جوانب میں بھیجکر بہت سا ملک تسخیر کر لیا بحدیکہ رعب اسلام نواح شام میں قائم ہو گیا روایت ہے کہ رسولخدا نے زبیر عوام و سماک بن خراشہ کو بیس سواروں کے ساتھ تعین کیا کہ اکیدر نصرانی والی دومۃ الجندل کو پکڑ لائیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس کے پاس ساز و سامان بسیار اور لشکر بہت ہے اور قلعہ استوار و حصین میں جاگزین ہے ہم بیس بائیس آدمی کیونکر اسکو گرفتار کر سکتے ہیں فرمایا حیلہ و تدبیر سے دستگیر کرو عرض کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے یہاں سے اس کے قلعہ تک میدان مسطح و ہموار ہے اور چاندنی راتیں ہیں وہ ہمکو دور سے دیکھ سکتے اور پہچان سکتے ہیں فرمایا اگر چاہتے ہو کہ انکی نظر سے پوشیدہ رہو اور نور تمہارا مثل نور ماہتاب کے درخشاں ہو کہ وہ تمیز نہ کر سکیں تو درود بھیجو محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اعتقاد کرو کہ بہترین آل محمد علی ابن ابی طالب ہیں علی الخصوص تو اے زبیر اعتقاد کر کہ علی جس گروہ میں ہوں انمیں سزاوار حکومت و ریاست وہ ہیں انکے ہوتے دوسرے کو برتری نہیں پہنچتی پس جب ایسا کروگے تو انکی نظر سے پنہاں ہو جاؤ گے حتے کہ انکے قصر کے نیچے پہنچ جاؤ پس اس وقت حق تعالیٰ چند گاؤ صحرائی کو بھیجے گا کہ اپنے سینگوں کو دیوار قلعہ پر ماریں گی اکیدر یہ آواز سنکر شکار کے شوق میں نیچے اُتر آئیگا اسوقت اسکو پکڑ لینا پس یہ لوگ حسب ارشاد ہدایت بنیاد روانہ ہوئے اور ببرکت اس عمل کے زیر قلعہ جا پہنچے وہاں جس طرح حضرت نے خبر دی تھی جنگلی گائیں آئیں اور سینگوں سے دیوار قلعہ کو ٹھوکرانے لگیں اکیدر کہ شیفتہ شکار تھا انکی آواز سنکر بیقرار ہو گیا اس کی عورت نے کہا زنہار تو اسوقت نیچے اُترنے کا ارادہ نہ کیجیو کہ محمدؐ مع اصحاب یہاں سے نزدیک پڑے ہوئے ہیں مبادا کہ انکے آدمی تجھکو پکڑ لیجائیں اس نے کہا کسکو طاقت ہے کہ اس شب روشن میں لشکر سے جدا ہووے اور یہاں آتے حالانکہ انکو معلوم ہے کہ ہمارے جاسوس و نگہبان گھات میں لگے ہوئے ہیں اور اگر اسوقت کوئی ہمارے قصر کے پاس ہوتا تو یہ وحشی جانور کسطرح یہاں آتے غرض اکیدر نے عورت کا کہنا نہ مانا اور قصر سے اُتر کر سوار ہوا جنگلی گائیں اس کو دیکھکر بھاگیں اور اس نے انکے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ جب قلعہ سے دور نکل گیا تو اصحاب رسول اللہ نے اسکو گرفتار کر لیا اکیدر نے التجا کی کہ میرے بیش قیمت کپڑے اُتار لو صرف ایک پیراہن رہنے دو اور نیزہ پٹکا اور شمشیر کمر سے کھول لو کہ شاید محمدؐ اس حال میں دیکھ کر مجھ پر رحم کریں اور میری جان بخشی ہو جائے صحاب نے اس کی درخواست قبول کی اور اسکو حاضر خدمت رسول اللہ کیا۔ فقرائے مسلمین نے جو اس کے گراں بہا لباس کو دیکھا اور اس کے زیورات پر نظر کی تو کہنے لگے کہ کیا یہ چیزیں بہشت سے آئی ہیں حضرت نے فرمایا یہ اکیدر کا لباس ہے بہشت کا ایک رومال کہ زبیر و سماک کو ملیگا اس تمام لباس و زیورات سے بہتر ہوگا بشرطیکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہیں جبتک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں۔ القصہ اکیدر کو رسولخدا کی حضور میں پیش کیا تو وہ روتے اور گریہ و بکا کرنے لگا کہ یا حضرت مجھکو چھوڑ دیجئے کہ میں اپنے ملک کے آگے سے آپ کے دشمنوں کو دفع کرونگا۔ حضرت نے فرمایا اگر تو عہد کو وفا نہ کرے کہا اگر عہد پورا نہ کروں تو اگر تم نبی برگزیدہ خدا ہو تو پھر خدا تمکو مجھ پر مظفر کریگا۔ یعنے جس خدا نے تمہارے اصحاب کا

ناظرین کو ملحوظ خاطر رہے کہ جنگ جمل کے بیان میں کام آئے گی ۱۲ منہ

سایہ زمین پر نہ کرنے دیا اور جانوران صحرائی کو بھیجا کہ مجھکو اپنی جائے پناہ سے نکالا اور تمہارے ہاتھ میں قید کیا۔ اگر میں عہد شکنی کرونگا تو پھر وہی قادر مطلق تمکو مجھ پر فتحیاب کرے گا۔ پس حضرت نے اس کے ساتھ صلح کی کہ وہ رہا ہو بشرطیکہ ہر سال دو مرتبہ ایک ماہ رجب میں دوسرے صفر میں ایک ایک ہزار اوقیہ طلا اور دو دو سو حلّے مدینہ میں بھیجے اور جو لشکر مسلمانوں کا اس کے ملک سے گزرے اسکو تین روز تک مہمان رکھے اور اگلی منزل کے واسطے زاد راہ اس کے ہمراہ کرے اگر ان باتوں کے خلاف کرے گا تو امان خدا و رسول اس سے اٹھ جائیگی **عزل ابوبکر از ابلاغ سورہ برات و نصب امیر المومنین بجائے وے** چونکہ بسم اللہ آیۂ و علامت رحمت خدا ہے اور سورہ برات مشرکوں کی سرکوبی و تہدید کے لئے نازل ہوئی لہذا اس کے ساتھ بسم اللہ نہیں آئی۔ اس سورہ کے شروع کی چند آیتیں جنکا مضمون یہ ہے کہ خدا و رسول کفار کے عہد و پیمان کے ذمہ وار نہیں جن سے مدت معیّن کا معاہدہ ہے اس مدت کو پورا کرے ورنہ چار مہینے کی مہلت ہے اگر اس عرصہ میں ایمان لائے تو بہتر ورنہ جہاں پاؤ انکو قتل کرو اور خانۂ خدا کو رجس و نجاست کفر و شرک سے پاک کرو۔ نازل ہوئیں تو رسول اللہ نے ابوبکر کو دیں کہ موسم حج میں مکہ جا کر مشرکوں کو سنائے **روایت** ہے کہ کفار کا قاعدہ تھا کہ جن کپڑوں میں طواف خانہ کعبہ بجا لاتے انکو خیرات کر دیتے اور اگر وہ کپڑے مانگے کے یا کرایہ کے ہوتے تو انکے مالکوں کو واپس دیدیتے۔ غرض جن کپڑوں میں طواف کرتے انکو پھر اپنے استعمال میں لانا انکی شرع میں مذموم تھا پس جسکو بکرایہ یا بعاریت لباس میسر نہ آتا اور اپنے لباس کے دے ڈالنے کا بھی مقدور نہ رکھتا تو ننگا مادر زاد ہو کر طواف بجا لاتا اور نیز ننگ و ہر نگ طواف کرنیکو وہ بہت اچھا سمجھتے تھے اور کہتے تھے جس نے برہنہ طواف کیا وہ طفل معصوم کی طرح گناہوں سے نکل گیا جس قوم کی عبادات کا یہ حال ہو اسکی دیگر عادات کا کیا ٹھکانا ہے۔ اتفاقاً ان ایام میں ایک زن صاحب جمال باہر سے مکہ میں طواف کو آئی تھی چونکہ اسکے پاس بدن کے کپڑوں کے سوا دوسرا جامہ پہننے کو نہ تھا اس لئے طواف کے واسطے کرایہ پر یا بعاریت لباس لینا چاہا دستیاب نہوا تو ناچار اس تن نازنین غیرت ماہ کامل کو عریاں کیا دونو ہاتھ آگے پیچھے عورتین پر رکھکر مشغول طواف ہوئی وہ طواف کرتی تھی اور اہل مکہ چار طرف کھڑے اس کے حسن و جمال کو بے پردہ دیکھ دیکھ کر غش ہو رہے تھے فارغ ہوتے تو بہت سوں نے اسکو شادی کا پیام دیا عورت نے کہا یہ خیال دل سے دور رکھو کیونکہ میں آزاد نہیں پائے بند یعنے شوہر دار ہوں حضرت رسولخدا غزوہ تبوک سے مراجعت کرکے آخر ذی القعدہ میں ارادہ حج بیت اللہ کا رکھتے تھے کہ یہ اخبار گوش زد ہوئے طبیعت نے کراہت کی اور نہ چاہا کہ کفار کے ساتھ ان پلید رسموں میں شریک ہوں پس حضرت ابوبکر کو آیات مذکورہ دیکر پہلی ذی الحجہ ۹ ہجری کو اس طرف بھیجا وہ مسجد ذی الحلیفہ سے احرام باندھ کر آگے بڑھے ہی تھے کہ حضرت کو وحی ہوئی اور جبرئیل نے آکر بعد سلام ملک علام کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا لَا یُؤَدِّی عَنْکَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ رَجُلٌ مِّنْکَ یعنے ان آیات کو یا تم خود پہنچاؤ یا وہ شخص جو تم سے ہو کہ قرب و قرابت اور شرف و فضیلت میں مثل تمہارے ہو بروایتے جبرئیل نازل ہوئے اور کہا لا یبلغ

عَنْکَ اِلَّا عَلِیٌّ کہ کوئی بجز علی علیہ السلام کے انکو نہ پہنچائے پس حضرت نے جناب امیر کو بلایا اور جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ چند اشخاص آپ کے ہمراہ گئے اور ناقہ غضبا خاص اپنی سواری کا شتر آنحضرت کو دیا کہ جا کر ان آیات کو ابوبکر سے لیلو اور حج کے دن تمہیں خود لوگوں کے سامنے انکو قرأت کرو ابوبکر کو اختیار ہے خواہ تمہارے ساتھ حج کرے یا واپس مدینہ آجائے اور یہ چار کلمے ارشاد کئے کہ مشرکوں کو پہنچا دیں اول یہ کہ کوئی خانہ خدا میں داخل نہو جبتک کہ ایمان نہ لائے۔ دوم کوئی طواف خانہ کعبہ نہ کرے تیسرے اس سال کے بعد کسی مشرک کو اجازت نہیں کہ حج خانۂ کعبہ بجالائے چوتھے جو خدا و رسول کیطرف سے عہد معین رکھتے ہیں اس پر قائم رہیں جن کے پاس عہد نہیں یا عہد موقت نہیں رکھتے تو چار ماہ یعنے دہم ذی الحجہ سے دہم ربیع الثانی تک امان میں ہیں اس کے بعد اگر مسلمان نہوں گے تو انکا خون و مال حلال ہوگا پس امیر المومنین سوار ہوئے اور منزل روحا یا جحفہ پر ابوبکر کو جا لیا۔ حضرت شیخ صاحب نے اس آنیکا سبب دریافت کیا۔ آپنے فرمایا کہ مجھکو رسول اللہ نے حکم دیکر بھیجا ہے کہ آیات تم سے لیلوں اور خود انکو قرأت کروں تم چاہو میرے ساتھ مکہ چلو حج بجالاؤ ورنہ مدینہ پلٹ جاؤ ابوبکر آیات کو حوالہ امیر المومنین کرکے آپ مدینہ آتے اور حضرت رسولخدا کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ اہلتنی لامرٍ طالت الاعناق الی فلما صرت ببعض الطریق عزلتنی عنہ آپنے مجھکو ایک کام کے لائق جانا جس کے سبب بہت سی گردنیں میری طرف دراز ہوئیں پس ابھی تھوڑی دور گیا تھا کہ معزول فرمایا حضرت نے فرمایا مجھکو خدا تعالٰے نے معزول کیا ہے ابوبکر کو زیادہ اندیشہ ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے حق میں کچھ نازل ہوا ہے فرمایا نہیں مگر جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور کہا تم خود انکو پہنچاؤ یا کوئی اور جو تم سے ہو پہنچائے اس لئے میں نے علی ابن ابی طالب کو بھیجا **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ قصہ ابوبکر کی رسالت برائت سے معزول ہونے اور امیر المومنین کے اسپر مقرر فرمائے جانیکا اسکو جسطور سے علمائے شیعہ نے نقل کیا ہے ویسے ہی اکابر محدثین و مفسرین اہل سنت نے کیا ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی در منثور میں و ابو عبد الرحمن نسائی نے خصائص میں گازرونی نے اپنی تاریخ میں عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں کواشی اپنی تفسیر مسمی بہ تلخیص میں میرزا محمد بدخشانی نزل الابرار میں ثعلبی تفسیر میں سبط بن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں محب الدین طبری ریاض النضرۃ میں اور دیگر اشخاص اپنی اپنی کتابوں میں اسکو اسیطرح نقل و روایت کرتے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا یعنے تمام نے ابوبکر کا آیات کو حوالہ امیر المومنین کرکے اثنائے راہ سے لوٹنا اور حضرت رسولخدا کے آگے اپنی آزردگی اور ملالت کا اظہار کرنا بتصریح لکھا ہے کہ صریح انکے معزول ہونے پر دال ہے۔ مگر شاہ عبد العزیز دہلوی تحفہ میں باوجود اسکی کہتے ہیں کہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر امارت حج پر مامور ہوئے تھے نہ رسالت سورہ برات پر سورہ برات انکے جانے کے بعد نازل ہوئی اور علی علیہ السلام کو دی گئی پس عزل متحقق نہوگا صاحب تشیید المطاعن اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس عزل و نصب کو نو صحابیوں نے یعنے خود امیر المومنین نے ابوبکر نے عبد اللہ بن عباس ابو سعید خدری عبد اللہ عمر ابو ہریرہ سعد وقاص ابو رافع اور انس بن مالک نے روایت کیا ہے۔ پس شاہ صاحب کو لازم تھا کہ ثابت کرتے کہ ان سبنے اسکو ویسے ہی روایت کیا ہے

جیسے وہ کہتے ہیں ورنہ ان بے سروپا باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اور جبکہ یہہ معزولیت نو صحابیوں کے روایت سے ثابت متحقق ہے تو وہ متواترات سے سمجھی جائے گی کیونکہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں روایت پیشنمازی ابوبکر کو آٹھ صحابیوں کی روایت کے دعوے سے متواتر کہا ہے چنانچہ لکھتا ہے اعلم ان ہذا الحدیث متواتر لانہ ورد من حدیث عائشۃ وابن مسعود وابن عباس وابن عمر و عبداللہ بن زمعۃ وابی سعید و علی بن ابیطالب و حفصۃ انتہی یعنے جان تو کہ یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ اسکو عائشہ عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن ربیعہ و ابوسعید خدری و علی بن ابیطالب و حفصہ نے روایت کیا ہے پس جب آٹھ صحابیوں کی روایت متواتر ہے تو نو کی بطریق اولے متواتر ہوگی - اگر شاہ صاحب اپنی یہاں کی کسی روایت ضعیف میں اپنا فائدہ دیکھکر شیعوں کے مقابلے میں اسکو ترجیح دیں اور روایت متواتر مشہور کو چھوڑ دیں تو انکا قول کیونکر مقبول و مسموع ہو سکتا ہے ایسا ہو تو باب احتجاج و استدلال طرفین سے سد ہو جاتے - بالجملہ حضرت عتیق کا ادائے سورہ برأت سے بحکم رب العزت معزول ہونا اور اثنائے راہ سے مراجعت کرکے رسولخدا کی خدمت میں جزع و فزع بلکہ گریہ و بکا کرنا کتب معتبرہ اہل سنت میں جیسا ہم اوپر لکھ آئے مشہورات مستفیضہ سے ہے انکے بڑے بڑے محدثوں اور مفسروں نے اسکو روایت کیا ہے شاہ صاحب اور مریدان شاہ صاحب کی قدرت سے باہر ہے کہ اس واقعہ کو تمام کتابوں سے نکال ڈالیں اب دیکھنا چاہئے کہ خدا و رسول کا انکو اس کام پر مقرر کرنا پھر بلا پہنچے منزل مقصود کے ادھر سے واپس بلوا لینا یعنے چہ کس لئے ایسا کیا گیا اس سے تو بہتر تھا کہ پہلے ہی سے امیرالمومنین کو آیات حوالے کردیتے اور انکے معترض ہی نہ ہوتے تاکہ ایک بیچارے بوڑھے آدمی کی یوں مٹی خراب نہ ہوتی جس سے کہ وہ زار و قطار روتے تھے - چونکہ افعال ایزدی میں شائبہ جہالت اور عبث ہونیکا نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ مبنی بر مصلحت و حکمت ہوا کرتے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اسمیں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ہو پس واضح رہے کہ مصلحت و حکمت اس عزل و نصب کی یہ تھی کہ تمام خلقت کو اور خود شیخ صاحب کو معلوم ہو جائے کہ وہ خدا اور رسول کے نزدیک ایک سورہ قرآنیہ کے پہنچانے کی قابلیت نہیں رکھتے چہ جائیکہ خلافت عامہ مسلمانان کی پس ثانی الحال جبکہ وہ بظلم غصب خلافت کا ارادہ کریں تو سب کو یہہ واقعہ یاد رہے اور تمام پر حجت خدا اتمام ہو اگر اول ہی امیرالمومنین کو اس مہم پر مقرر فرما دیتے تو یہ نکتہ صاف طور سے سمجھ میں نہ آتا اور خیال رہتا کہ سوائے انحضرت کے اور اشخاص بھی اسکی صلاحیت رکھتے ہیں حضرت ابوبکر کا اس معزولیت پر گریہ و بکا کرنا ہر چند روایات کثیرہ اہل سنت میں وارد ہے مگر یہاں بنظر اختصار صرف ایک روایت نقل ہوتی ہے کتاب کنز العمال میں تفسیر سورہ توبہ کے ذیل میں ابوبکر سے روایت کی ہے ان النبی بعثہ ببراءۃ الی اہل مکۃ فسار بہا ثلثا ثم قال لعلیؑ الحقہ فرد علی ابابکر ففعل فلما قدم ابوبکر بکی فقال یا رسول اللہ حدث فی شیء فقال ما حدث فیک الا خیر لکن امرت ان لا یبلغہ الا انا او رجل منی - حم - وابن خزیمہ وابو عوانہ قط یعنی رسول اللہ نے ابوبکر کو سورہ برات دیکر مکہ بھیجا تین دن کے بعد علیؑ کو کہا کہ تم جا کر ابوبکر کو واپس بھیجدو اور تم اسکو پہنچا دو پس وہ گئے

ابوبکر رسول اللہ کی خدمت میں آئے تو رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ میرے میں کوئی نئی بات حادث ہوئی فرمایا بجز خیر و خوبی کے کچھ تجھ میں حادث نہیں ہوا الا مجھکو حکم ہوا کہ اسکو یا میں خود پہنچاؤں یا کوئی اور جو میری اہل سے ہو روایت کیا ہے اس کو احمد حنبل نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ و ابو عوانہ اور دار قطنی نے القصہ ابوبکر تو روتے دھوتے مدینہ میں تشریف لے آئے اور امیرالمومنینؑ طے منازل کرکے داخل مکہ ہوئے اور روز عرفہ عرفات میں اور شب عید مشعر الحرام میں اور دہم ذی الحجہ روز عید کو جمرات کے نزدیک اور ایام تشریق میں منیٰ میں باآواز بلند اس سورہ کو مشرکوں کے سامنے قرأت کرتے تھے اور فرماتے تھے لا یدخل البیت کافر و لا یحج مشرک و لا یطوف بالبیت عریان - بروایتے روز عید کو کوہ شعب پر تشریف لیگئے اور شمشیر میان سے نکال لی اور باآواز بلند ان کلمات کو کہتے تھے اسوقت حراش و شعبہ پسران عبدود و برادران عمرو بن عبدود نے جسکو امیرالمومنینؑ نے بروز احزاب قتل کیا تھا کہا کہ تو ہمکو چار مہینے کی مہلت دیتا ہے تحقیق کہ ہم تجھ سے اور تیرے ابن عم سے بیزار ہیں اور تم دونو کے لئے ہمارے پاس بجز نیزہ و شمشیر دوسری چیز نہیں حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو میری شمشیر کو دوبارہ آزما لو بروایتے کسینے کہا اگر معاہدہ جو ہمارے اور تمہارے ابن عم کے درمیان ہے اس کے ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو ہم ابتدا تم سے کرتے یعنے پہلے تمہی کو قتل کرتے حضرت نے فرمایا اگر رسول اللہ نے منع نکیا ہوتا کہ کوئی امر اپنی طرف سے حادث نہ کروں تو میں تجھ کو قتل کئے بغیر نہ چھوڑتا نیز جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھکو مکہ بھیجا میں قریش کی عداوت کا حال بخوبی جانتا تھا کہ اگر انسے ہو سکے تو میرا ہر ایک عضو کاٹ کر ایک ایک پہاڑ پر رکھ آئیں اور راضی تھے کہ اگر میرے قتل میں انکی جان و مال و زن و فرزند کام آئیں تو اس سے بھی دریغ نہ کریں میں نے رسولخدا کا پیغام انکو پہنچایا تو انکے چہرے دفعۃً غیظ و غضب سے افروختہ ہو گئے اور لگا ہر ایک اظہار کراہت و عداوت کرنے حتے کہ زن و مرد کے چہروں سے بغض و عناد کے آثار عیاں تھے مگر میں نے کچھ پروا نہ کی اور تعمیل ارشاد نبوی میں سرگرم رہا تا اینکہ سب کو آپکا حکم سنا دیا مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ تاریخ طبری میں کہ کتب اہل سنت سے ہے لکھا ہے کہ سال ششم ہجرت عمرہ حدیبیہ میں حضرت رسولخدا نے عمر بن الخطاب کو مکہ بھیجنا چاہا تو وہ ڈر گئے اور بدیں عذر کہ مجھکو انسے خوف ہے تعمیل حکم سے پہلو تہی کیا علی ہذا سال نہم ہجرت میں فتح مکہ کے بعد آنحضرت نے پھر عمر کو کہا کہ اشراف قریش کے پاس پیغام لیجائیں انہوں نے اسوقت بھی خوف کا اظہار کیا باوجودیکہ کسیکا بال تک بھی انکے ہاتھ سے بیکا نہوا تھا بلکہ باطن میں ہمیشہ انکے موافق رہتے تھے امیرالمومنین حال آنکہ کوئی شخص مکہ میں نہ تھا کہ جسکو ان کے ہاتھ سے صدمہ پہنچا ہو ان کے نوک سنان و شمشیر جان ستان ہر ایک کے جگر میں کھبی تھی اس پر بھی آنحضرت نے کچھ پروا نہ کی اور تنہا ایک لاکھ مشرک کے مجمع میں چلے گئے اور انکے پیمان و امان کو توڑ ڈالا اور انکے دین و آئین کو باطل فرمایا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا **الغرض** حضرت اس مہم سے فارغ ہو کر حسب المرام مدینہ سکینہ کیطرف واپس ہوئے با آرام و آہستگی طے مسافت کرتے تھے ادھر حضرت رسولخدا کے پاس کوئی خبر آسمانی اس مقدمہ میں نہ پہنچی تو آپ دلگیر ہوئے اور

تشویش و نگرانی دن بدن بڑھتی جاتی تھی۔ حتے کہ آثار حزن وملال چہرۂ اقدس سے نمایاں ہونے لگے شدت غم سے اپنے ازواج کے پاس جانا چھوڑ دیا صحابہ یہہ صورت دیکھتے تھے مگر کسیکی جرأت نہ تھی کہ باعث اس تغیر کا دریافت کر سکے آخر ابوذر غفاری نے عرض کی یارسول اللہ آپ کے غم واندوہ کو دیکھکر اصحاب گمان کرتے ہیں کہ آپکی وفات کی خبر آپکو دیگئی ہے یا کوئی خبر بد اُمت کے حق میں ملی ہے یا کوئی مرض آپکے دشمنوں کو عارض ہوا ہے فرمایا ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں لیکن یہہ رنج والم علی ابن ابیطالب کی طرف سے ہے مجھکو کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کیا صورت انکو پیش آئی نہ کوئی وحی اس بارہ میں پہنچی تحقیق کہ حق تعالی نے علی کے مقدمے میں مجھکو نو خصلتیں عطا کیں تین دنیا میں تین آخرت میں دو خصلتیں ایسی ہیں کہ انسے بیخوف ہوں اور ایک جس سے ڈرتا ہوں لیکن تین خصلتیں دنیا کی پس وہ میری ستر کو چھپائیں گے اور میری امور کو انجام دیں گے اور میری وصی ہونگے میری اُمت پر۔ اور تین آخرت کی ایک یہ کہ لوائے حمد مجھکو دیں گے تو میں انکے حوالہ کرونگا کہ میرے لیے اسکو برپا رکھیں دوم شفاعت کے مقام میں ان پر اعتماد کرونگا سوم وہ میرے مُعین و مددگار ہونگے بہشت کی کنجیاں اُٹھائیں۔ اور دو باتیں کہ انسے اپنے بعد مطمئن ہوں یہ ہیں کہ وہ کبھی گمراہ نہوں گے اور اسلام پر کفر کو اختیار نہ کریں گے ایک جس سے ڈرتا ہوں وہ مکر قریش ہے انکی ساتھ۔ القصہ رسولخدا کا معمول تھا کہ صبح کو نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک قبلہ رو مشغول تعقیب و ذکر الہی رہتے تھے امیر المومنین حاضرین کیطرف مونہہ پھیرتے اور لوگ آنحضرت سے اجازت لیکر اپنے کاروبار کو جاتے پیغمبر خدا نے انکو اس کام پر مقرر کیا تھا جب آپ مکہ گئے تو حضرت نے کسیکو اس خدمت پر مامور نہ کیا خود روئے مبارک صحابہ کیطرف کرتے اور اجازت فرماتے ایک روز ابوذر نے اجازت باہر جانیکی چاہی حضرت نے اجازت دی تو وہ شہر سے نکلکر شوق لقائے امیر المومنین میں مدینہ کی راہ ہولیے آخر جذب محبت نے اثر دکھلایا اور کشش دل اپنا رنگ لائی امیر المومنین کو دیکھا کہ ناقہ پر سوار اس طرف کو آرہے ہیں دوڑ کر آنحضرت سے لپٹ گئے اور چھاتی سے لگالیا اور روئے انور بوسے دیتے تھے پھر عرض کی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم آہستہ آہستہ آؤ میں آگے چلکر تمہارے آنے کی خوشخبری رسول اللہ کو پہنچاتا ہوں کیونکہ وہ حضرت تمہاری مفارقت میں نہایت بیچین ہیں پھر جلد آکر یہہ مژدۂ فرحت افزا رسولخدا کو پہنچایا آپنے فرمایا اے اباذر میں اس کی عوض تمکو بشارت بہشت دیتا ہوں پس سوار ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ سوار ہوئے بیرون شہر قران سعدین واقع ہوا بھائی نے بھائی کو دیکھا آنکھوں میں ٹھنڈک تن میں توانائی آئی امیر المومنین کی نظر روئے انور خاتم المرسلین پر پڑی تو ناقہ سے اُتر لیے حضرت بھی پیادہ پا ہوگئے اور دونو ہاتھ حضرت امیر کے گلے میں ڈالدئے اور روئے منور و دوش اطہر امیر پر رکھکر جوش مسرت میں خوب گریہ کیا امیر المومنین بھی بہت روتے ۵ وہ رو رو کے اس طرح دونو ملے کہ جسطرح ساون سے بھادوں ملے ❖ پھر فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں بیان کر کہ کیا کر آیا تحقیق کہ مجھکو تیرے مقدمے میں غم بہت پہنچی امیر المومنین نے تمام قصہ مفصل عرض کیا یہ سنکر فرمایا کہ حق تعالی زیادہ دانا ہے اس جل شانہ نے مجھکو اس کام کے لیے اختیار کیا تھا

ظہور فضیلت امیر المومنین علی مرتضے و باقی آل عبا علیہم التحیۃ

واقعہ در معاملہ مباہلہ با قوم نصارے

منقول ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا اور تمام عرب آپ کا مطیع و منقاد ہوگیا تو امرا و رؤسا و سلاطین روئے زمین کو خطوط لکھکر اسلام کی طرف دعوت کی از انجملہ ایک خط نصاریٰ نجران کو لکھا کہ اسلام قبول کرو اور شہادت دو وحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفےٰ کی ورنہ جزیہ دینا ہوگا۔ اس طرح پر کہ بذلت و خواری اسکو اپنے ہاتھ سے ادا کروگے اگر اس سے بھی انکار ہے تو جنگ کے لئے آمادہ رہو یہہ خط نصرانیوں کو پہنچا تو انکے عظما علما و زہاد و رہبان ایک کنیسہ بزرگ میں جمع ہوئے اور چند روز انکے درمیان اس امر میں مباحثہ و مناظرہ ہوتا رہا کہ آیا یہ محمد وہی ہیں جنکی مسیح علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام نے خبر دی ہے یا کوئی اور بعض متعصب کہتے تھے کہ عیسےٰ کے بعد قیامت تک دو پیغمبر ہونگے ایک کا نام محمد دوسرے کا احمد ہے موسےؑ کو اول کی خبر دی گئی ہے اور عیسےؑ کو دوسرے کی یہہ قریشی صرف اپنی قوم پر مبعوث ہوا ہے وہ پیغمبر جس کی بادشاہی روئے زمین پر پھیل جائے گی اور دین کا خاتمہ اسپر ہوگا اس کے بعد آئیگا دلیل اس کی یہ ہے کہ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ اس کے فرزند نہیں بخلاف اُس پیغمبر موعود کے کہ اس کی نسل جاری و رواں ہوگی اور ایک فرزند اس کا ہوگا کہ تمام عالم پر حکومت کریگا ساتھ دین حنیف کے دوسرا فریق کہتا تھا کہ محمد و احمد ایک شخص کے نام ہیں اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ دونو کو اسی ایک شخص کی بشارت دی گئی ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے ایک قوم پر مبعوث ہوں اور دعوی کریں بعثت کا تمام عالم پر ایسا کذاب و دروغ زن قابل نبوت نہیں ہوسکتا ہے آگاہ رہو کہ اسکی نسل دختر پاکیزہ و مطہرہ سے ہے اور وہ بادشاہ عالم کہ مالک شرق و غرب زمین ہوگا اس کی ذریت سے ہوگا وہ ہے خاتم النبین و خیر المرسلین غرض اس سوال و جواب میں طول ہوگیا اور ہر چند منکرین نبوت پر آنحضرت کی حقانیت کھل گئی اور انکے دل اسکو مان گئے تھے الا بظاہر اقرار کرنے میں ڈرتے تھے کہ وہ جاہ و منزلت کہ انکو قوم میں حاصل ہے اور مال و دولت کہ وہ اس ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں انسے جاتی رہے لہذا باطل حجتیں نکالتے تھے آخر یہ صلاح ٹھیری کہ کتاب جامع بزرگ کہ جامع کتب صحائف انبیا ہے مجمع میں لائی جائے اور اس کی عبارتیں سب کے سامنے پڑھی جائیں تاکہ ہر ایک اسمیں غور و خوض کر سکے۔ اہل انکار کہ ذی اقتدار لوگ تھے اس کے بھی خلاف ہوئے کہ ایسا نہو کہ حق الامر ظاہر ہوجائے مگر حاضرین کے اصرار سے چار ناچار اس کتاب کو لانا پڑا ایک شخص اسکو اپنے سر پہ اُٹھا کر لایا کتاب اس قدر گراں تھی کہ بمشکل چل سکتا تھا اسکو لاکر مجمع میں رکھا اور صحف آدمؑ و شیثؑ و ابراہیمؑ و توریت موسےؑ و انجیل عیسیؑ سے مقامات نکالکر پڑھے اور سنائے گئے حق مثل نور صبح ظاہر و آشکار تھا۔ اول صحیفہ آدمؑ و شیثؑ کی عبارات پڑھیں پس رفتہ رفتہ صندوق ابراہیم علیہ السلام تک آئے اسمیں لکھا تھا کہ حق تعالی نے فضیلت و بزرگی دی ابراہیم کو اور برگزیدہ کیا اسکو اپنی خلت کے ساتھ اور صلوات و برکات بھیجی اسپر اور نبوت و امامت کو اس کی پشت میں قرار دیا اور تابوت آدم کہ علم و حکمت سے مشحون ہے اسکو عنایت کیا پس نظر کی ابراہیم نے طرف اس تابوت کے اور دیکھا کہ اسمیں بعدد انبیاء اولو العزم اور انکے اوصیاء کے خانے بنے ہیں پس حضرت ہر خانے کو دیکھتے اور معائنہ کرتے تھے تا اینکہ خانۂ محمد آخر الزماں تک پہنچے اس کے دہنے جانب خانۂ علی بن ابی طالب کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ یہہ شبیہ و نظیر و

وصی آنحضرتؐ کا ہے کہ موید بنصرت الٰہی ہو گا عرض کی ابراہیمؑ نے خداوندا یہ دو مخلوق بزرگوار کون ہیں وحی ہوئی کہ اے ابراہیم یہ بندہ و برگزیدہ میرا محمدؐ خاتم پیغمبران ہے اور دوسرا اس کا وصی و وارث علم علی بن ابیطالبؑ ہے تحقیق کہ محمدؐ فاتح و خاتم ہے کہ تمام خلائق سے پیشتر جبکہ آدمؑ پانی اور مٹی ہی کے درمیان تھا ہمنے اسکو نبوت دی ہے اور آخر زمانے میں مبعوث ہو گا اس کا دین کامل اور نبوت اسپر تمام ہو گی اور علیؑ اس کا بھائی صدیق اکبر ہے صلوات و برکات ہو ان دونو برگزیدہ و معصوم و مطہر پر پس حضرت ابراہیمؑ نے بارہ نور درخشاں دیکھے چاہا کہ انکے اسمائے گرامی سے مطلع ہوں ارشاد ہوا کہ ایک نور میری کنیز فاطمہ زہرا دختر محمد مصطفےٰؐ کا ہے اور باقی حسنؑ و حسینؑ و ائمہ اولاد حسینؑ کے حضرت قائم آل محمدؐ تک پس حضرت ابراہیمؑ نے درود و صلوات بھیجے ان انوار برگزیدہ پر اور کہا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پس وحی کی حق تعالیٰ نے انکی طرف کہ گوارا ہو تجھکو اے ابراہیم فضیلت و کرامت اپنی پروردگار کی تحقیق کہ محمدؐ اور اس کی آل معصوم و مطہر تیری نسل اور تیری فرزند اسمعیلؑ کی پشت سے ہونگے اور مقرون کرونگا تیری صلوات و برکات کو اس صلوات و برکات کے ساتھ جو کہ ان پر بھیجوں گا۔ بعد ازاں توریت و انجیل کی بشارتیں پڑھی اور مجلس ختم ہوئی اہم جسکا کہ لقب سید تھا مع عبد المسیح عاقب کے کہ بزرگان ملت و منکر نبوت تھے ملزم و مبہوت ہو کر اپنے معابد کو چلے گئے مترجم کہتا ہے کہ نصرانیوں کے باہم گرمباحثے کی روایت بہت طولانی ہے مجلسی علیہ الرحمہ نے سید بن طاؤسؒ سے اور انہوں نے کتاب مفضل شیبانی سے اسکو نقل کیا ہے اسمیں باہمی سوال و جواب بہت بسط و تفصیل سے مذکور ہیں اور بشارات کتب و صحف انبیا کو مفصل نقل کیا ہے۔ یہاں پر ہم نے تھوڑا سا اس سے اختصار کے ساتھ لکھا ہے جسکو تمام حال دیکھنا منظور ہو بحار الانوار ناسخ التواریخ وغیرہ میں دیکھے القصہ سید و عاقب ابو الحارثہ مع قیس بن حصین و یزید بن عبد مدان قسیسین حضر موت کے اور کرز بن علقمہ برادر ابو الحارثہ کہ اسیوقت سفر سے آیا تھا و دیگر اہل علم و معرفت و شرف فضیلت کے آمادہ سفر ہوتے کہ مدینہ جا کر حضرت رسول خدا سے ملاقات کریں اور آپکے اوضاع اور اطوار کو دیکھیں سید و عاقب نے اپنے اپنے بیٹے کہ ایک کا نام صبغۃ المحسن دوسرے کا عبد المنعم تھا اور اپنی ازدواج سارہ و مریم کو ساتھ لیا راوی کہتا ہے کہ راہ میں ایک مقام پر کرز کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اسنے غصہ ہو کر کہا تعس الابعد یعنے ہلاک ہو وہ شخص کہ جسکے پاس ہم جاتے ہیں اس سے اشارہ اُس کا رسول اللہ کی طرف تھا ابو الحارث نے یہ سنکر کہا بَلْ تَعِسْتَ اَنْتَ کہ تو ہلاک ہو اور سر کے بھل گرے کرز نے کہا اے برادر یہ کیا بات تو کہتا ہے اس نے کہا قسم بخدا کہ محمدؐ رسول فرستادہ خدا وہ پیغمبر آخر الزماں ہیں جنکا ہم انتظار کر رہے تھے کرز بولا اگر ایسا ہے تو پھر کس لئے اس پر ایمان نہیں لاتا کہا تمام قوم کے خلاف کام کرنا آسان نہیں ایسا کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمکو دے رکھا ہے اب چھین لیں۔ بروایتی یہ گفتگو کرز اور عاقب کے درمیان ہوئی اور عاقب نے اسکو مصباح چہارم انجیل سے بشارت بعثت محمد مصطفےٰؐ اور دیگر آثار و علامات آنحضرتؐ کے سنائے کرز نے کہا اگر یہ شخص وہی ہے تو کس لئے ہمکو اس کے معارضے کے لئے لیجاتا ہے۔ کہا ہم اس لئے جاتے ہیں کہ انکی باتیں سنیں اور انکے طور و اطوار مشاہدہ کریں اگر وہی ہیں جن کے اوصاف کتابوں میں پڑھے تو اُس کے ساتھ صلح کر لیں تاکہ ضرر سے

ایمن رہیں اور اگر دروغ گو ہے تو خلقت سے اسکی شرارت کو دفع کریں کرز نے کہا اگر اسکی حقیقت ہمکو ثابت ہو جائے تو پھر صلح کیسی کس لئے ان پر ایمان نہ لے آئیں کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ نصاریٰ نے عزت و حرمت و مال و دولت ہمکو دیا ہے ہماری اطاعت کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ ہو کر دشمن سے جہاد کرتے ہیں کنیسہائے بزرگ ہمارے لئے تعمیر کرائے ہیں یہ باتیں مسلمانی میں کہاں وہاں وضیع و شریف ادنیٰ اعلےٰ سب برابر ہیں کرز کے دلمیں ان باتوں سے محبت اسلام پیدا ہو گئی اور یہی باتیں انجام کار اس کے اسلام کا سبب ہوئیں غرض قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو ایک مقام پر اتر کر سب نے غسل کیا اور لباسہائے فاخرہ ابریشمین و زیورات سے اپنے تئیں زینت کیا اور بکمال تزک و احتشام داخل شہر ہوتے صحابہ انکو دیکھکر کہتے تھے کہ وفود عرب سے کوئی اس نشان کا ابتک مدینہ میں نہیں آیا پس یہ لوگ دامن کشاں داخل مسجد ہوتے اور سلام کیا آنحضرتؐ پر آپنے جواب سلام کا نہ دیا اور روئے مبارک انکی طرف سے پھیر لیا اتنے میں انکی نماز کا وقت آیا تو رو بمشرق ہو کر نماز پڑھنے لگے بعض صحابہ نے چاہا کہ انکو منع کریں حضرتؐ نے فرمایا جو چاہیں کریں انسے تعرض نہ کرو نماز سے فارغ ہو کر پھر حاضر خدمت ہوتے ہر چند گفتگو کرنا چاہتے تھے مگر جواب نہ ملا ناچار مسجد سے نکلکر عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف سے کہ سابقہ آشنائی انسے رکھتے تھے ملاقات کی اور کہا تمہارے پیغمبر نے ہمکو خط لکھکر اسلام کی طرف دعوت کی یہاں آئے تو ہمارے سلام کا جواب نہیں دیتے اور ہمارے ساتھ بات نہیں کرتے انہوں نے کہا یہ عقدہ علی ابیطالبؑ سے حل ہو گا پس اُن کو امیر المومنینؑ کی خدمت میں لائے اور کیفیت بیان کی آپنے فرمایا یہ لباس و زیورات آثار دین اور سفر کے میلے کچیلے کپڑے یا پارچہ صوف پہنیں نصاریٰ نے حسب الایما بالوں کے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوتے اور سلام کیا آپنے جواب سلام دیا اور فرمایا قسم بخدا کہ پہلی مرتبہ جو میرے پاس آئے تو شیطان ان کے ساتھ تھا۔ اس لئے مینے انکو جواب نہ دیا پس کئی دن حضرتؐ سے سوال پوچھتے اور آپ کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے پھر کہا اے ابو القاسم ہم نے تمہاری صفات کتب انبیا میں مطالعہ کیں سب تم پر مطابق ہیں الّا ایک امر کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جو پیغمبر مسیح کے بعد آئیگا مسیح کی تصدیق کریگا حالانکہ تم اسکی تکذیب کرتے ہو وہ خداوند ہے تم بندہ بتلاتے ہو آپنے فرمایا میں انکی پیغمبری کی تصدیق کرتا ہوں مگر انکو بندہ جانتا ہوں کہا بندہ کیونکر ایسے کام کر سکتا ہے جیسے مسیح نے کئے۔ وہ مردوں کو زندہ کرتا کور مادر زاد کو بینا فرماتا مبروص کو شفا دیتا دلوں کے پوشیدہ راز بتلاتا تھا سوائے خدا کے کوئی بشر ان امور پر قدرت نہیں رکھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ ساری باتیں جو عیسےٰؑ کے ہاتھ پر ہوتی تھیں بحکم خدا ہوتی تھیں وہ بندہ برگزیدہ خدا تھے بندگی سے عار نہ رکھتے تھے کیا تم نہیں جانتے کہ وہ گوشت پوست خون و مو و رگ و پے رکھتے تھے کھاتے پیتے اور بیت الخلا جاتے تھے سب یہ صفات مخلوق کی ہیں خداوند عالم ان سے پاک و منزہ ہے کہا کوئی ان کے سوا ایسا ہے کہ بدوں باپ کے پیدا ہوا ہو حضرتؐ نے فرمایا حق تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کے نزدیک کسیکو بغیر باپ کے پیدا کرنا کچھ مشکل کام نہیں حضرت عیسےٰؑ بے باپ کے پیدا ہوئے آدم علیہ السلام بدوں ماں اور باپ دونو کے پیدا ہوتے پس اس آیہ شریفہ کو ان پر تلاوت کیا اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ بے شک مثال عیسےٰ علیہ السلام کی مثل آدمؑ کے ہے کہ اسکو مٹی سے پیدا کیا پھر اسکو کہا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا

نصرانی یہ حجت واضح و دلیل روشن سنکر بھی قائل نہوتے اور ہٹ دھرمی سے یہی کہو گئے کہ عیسیٰ خداوند پسر خدا ہے پس حق تعالیٰ نے آیہ مباہلہ بھیجی وہ یہ ہے فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ یعنی جو کوئی مجادلہ کرے تجھ سے اے محمدؐ بعد اس کے کہ آیا تیری طرف جو کچھ کہ حق علم ہے پس کہہ تو انسے کہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی کو اور ہم اپنے ان لوگوں کو کہ بمنزلہ ہمارے نفس کے ہیں اور تم اپنوں کو پس نفرین کریں اور گردانیں لعنت خدا او دروغ گویوں پس حضرت نے یہہ آیہ انکے سامنے پڑھی اور کہا میں تمہارے ساتھ مباہلہ کرونگا کیونکہ تم حق کو قبول نہیں کرتے پس وہ مباہلہ پر راضی ہوگئے اور قرار پایا کہ کل فلاں مقام پر مباہلہ کریں یہ کہکر اپنی قیام گاہ کو چلے گئے اور باہم کہتے تھے کہ محمدؐ نے تم پر حجت تمام کی اور امر اس کا ظاہر ہوگیا اب دیکھا چاہئے کہ کن لوگوں کے ساتھ تم سے مباہلہ کرتے ہیں۔ اگر دنیوی احتشام کے ساتھ لاؤ لشکر لیکر آئے تو جاننا کہ یہ روش بادشاہوں اور جباروں کی ہے کچھ خوف کا مقام نہیں اور جو چند فقرائے صلحا عزیزترین خلق اللہ کے ساتھ آئے تو یہ طریقہ پیغمبروں اور سچے لوگوں کا ہے اسوقت انکے ساتھ مباہلہ وملاعنہ سے پرہیز کرنا چاہئے پس حضرت رسولخدا نے امر کیا کہ زمین زیر درخت کو جاروب کریں اور اگلے روز حسب الحکم ایک عبائے سیاہ رنگ تنک لاکر اس درخت پر پھیلا دی اور سید و عاقب اپنے کنبے والوں کے ساتھ نکلے اور نصارائے نجران و سواران بنی حارث بن کعب انکے ساتھ بڑے کرّوفر کے ساتھ برآمد ہوتے اُدھر سے مہاجر و انصار و دیگر اہل مدینہ اپنے اپنے نشان لئے تجمل وشان سے شہر سے باہر آئے کہ دیکھیں کہ کیا انجام ہوتا ہے حضرت رسولخدا ہنوز حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے جب دن چڑھا اور آفتاب بلند ہوا تو آپ بھی برآمد ہوئے کہ اسطرح پر امیر المومنینؑ کا کہ بمنزلہ آپکے نفس کے تھے ہاتھ آپکے ہاتھ میں اور حسنینؑ آگے آگے اور جناب سیدہ آپکے پیچھے پیچھے تھیں بروایت روضۃ الاحباب امام حسینؑ کو گود میں لئے تھے اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور علیؑ اور فاطمہؑ دونو آپکے پیچھے پیچھے آرہے تھے اور حضرتؐ انسے کہتے جاتے تھے کہ جسوقت میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نجرانیوں نے پنجتن پاک کو اس طرح آتے دیکھا اور دعا و آمین کی گفتگو سنی تو خوف ان پر غالب ہوا ابو الحارثہ کہ انکا حبر و دانشمند شخص تھا بولا یارو میں چند صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے تو حق تعالیٰ انکی خاطر سے پہاڑ کو جگہہ سے سرکا دیگا خبردار انکے ساتھ مباہلہ نہ کرنا نہیں تو روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہیگا بروایت اوّل حضرت رسالت مع اہل بیت عصمت و طہارت خراماں خراماں زیر درخت جس کے اوپر عبا ڈال رکھی تھی تشریف لائے اور عبا کے سایہ میں دو زانو مثل نشست انبیا بیٹھ گئے پس سید و عاقب کو بلوا کر کہا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرو انہوں نے کہا اے ابو القاسم اس جوان اور دو لڑکوں اور ایک عورت کے ساتھ مباہلہ کرتے ہو اور بڑے بڑے شاندار آدمی جو تم پر ایمان لائے ہیں انکو حاضر نہیں کرتے فرمایا کہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں کہ انکو لیکر مباہلہ کروں بتحقیق کہ یہ لوگ اس جل شانہ کے نزدیک بہترین اہل ارض ہیں اور نزدیکترین ہیں مجھ سے از روئے قرابت کے یہ سنکر انکے چہروں کے رنگ زرد ہوگئے اور مشورے کے لئے اپنے اصحاب کیطرف

پلٹے اسوقت ایک شخص انکے علماء سے بروایتے کرز بن علقمہ اٹھا اور کہا وائے ہو تم پر ہرگز محمدؐ کے ساتھ مباہلہ نہ کرو یاد کرو ان اوصاف کو کہ تم نے کتاب جامعہ میں ان کی پڑھی ہیں قسم بخدا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ راست گو ہیں اگر تم نے انکے ساتھ مباہلہ کیا تو دیر نہوگی کہ تم بندر و سور کی شکل میں مسخ ہو جاؤ گے پس خدا سے ڈرو اور ناحق دنیا کو تہ و بالا نہ کرو بتحقیق کہ جس قوم نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مباہلہ کیا وہ ایک چشم زون میں نیست و نابود ہوگیا ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ آفتاب کسطرح زرد پڑ گیا ہے اور درختوں نے سر نیہوڑا لئے اور طیور آشیانوں سے گر پڑے اور پرونکو زمین پر بچھائے اور جو کچھ انکے چینہ دانوں میں تھا خوف عذاب سے گداختہ ہوگیا ہے حالانکہ کوئی گناہ انکا نہیں لیکن وہ آثار نزول عذاب دیکھ رہے اور خوف کھا رہے ہیں اور پہاڑوں کو دیکھو کہ لرز رہے ہیں اور عالم دھواں دھار ہوگیا ہے اور پارہائے ابر سیاہ باوجودیکہ موسم گرما بارش کا نہیں کیونکر آسمان پر جمع ہوتے جاتے ہیں۔ اور نظر کرو محمدؐ اور انکے اہل بیت کی طرف کہ ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے منتظر اس کے ہیں کہ تم نفرین قبول کرو پس آگاہ رہو کہ اگر ایک کلمہ لعن کا ان کے موہنہ سے نکلا تو ہم سب تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ایک متنفس ہم سے سلامت نہ جائیگا۔ پس سید و عاقب نے آثار غضب الٰہی کو دیکھا تو جانا کہ اگر ہم نے مباہلہ کیا تو ضرور قہر خدا ہم پر نازل ہوگا اور انکا بدن دہشت سے کانپنے لگا اور نزدیک تھا کہ ہوش و حواس باطل ہو جائیں کرز نے کہا اگر اسلام لاؤ تو عذاب دنیا و عقبیٰ سے نجات ملے اور جو دنیوی اعتبارات سے دست بردار نہیں ہوتے تو جلد جاؤ اور محمدؐ سے صلح کرو انہوں نے کہا اے کرز تو ہماری طرف سے انکے پاس جا جس طرح تو صلح کریگا ہم اس پر راضی ہیں بہتر ہے کہ ابن عم محمدؐ علی بن ابی طالب کے واسطے سے امر مصالحۃ کو انجام دے پس کرز روانہ ہوا اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ شہادت دیتا ہوں کہ خدا واحد و یکتا ہے اور آپ اور عیسیٰؑ دونو بندۂ خدا اور رسول و فرستادہ اس کے ہیں یہ کہکر انکا پیغام پہنچایا رسولخدا نے انکی درخواست قبول کی اور امیر المومنینؑ کو امر کیا کہ جا کر امر صلح طے کریں پس حضرت تشریف لے گئے اور دو ہزار حلہ نفیس اور ایک ہزار مثقال طلا سالانہ پر کہ نصف اسکا محرم میں اور نصف رجب میں ادا کریں صلح کی اور سید و عاقب دونوں کو خدمت میں حاضر کیا کہ انہوں نے بخواری وزاری حضرت کے سامنے اس قرارداد کا اقرار کیا آپ نے فرمایا کہ مینے بھی قبول کیا قسم بخدا کہ اگر آج تم میری اور ان لوگوں کی ساتھ جو زیر عبا ہیں مباہلہ کرتے تو حق تعالیٰ اس وادی کو تم پر آتش روشن کر دیتا کہ یہ آگ ایک ساعت میں تمکو اور تمہارے تمام اہل ملت کو جہاں جہاں ہوتے جلا کر خاک سیاہ کر دیتی بعد ازاں وہاں سے اٹھے اور مظفر و منصور شہر میں تشریف لائے مسجد میں داخل ہوئے تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا حق تعالیٰ تمکو سلام پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندے موسےؑ و ہارونؑ نے مع اپنی دشمن قاروں کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ یعنے قاروں کو مع اس کے اصحاب کے کہ اس کی اعانت کرتے تھے زمین میں اتار دیا اے احمدؐ قسم ہے مجھکو اپنی عزت و بزرگواری کی کہ اگر تو اپنے اہل بیت کے ساتھ تمام اہل زمین کے ساتھ مباہلہ کرے تو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ بنیں اور زمین نیچے دھنس جائے پس رسول اللہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنا موہنہ زمین پر رکھا۔ پھر ہاتھوں کو بلند کیا تا اینکہ سفیدی زیر بغل نمایاں ہوئی۔ اور تین مرتبہ کہا شُکْرًا لِلْمُنْعِمِ حاضرین نے اس شکریہ کا

سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے شکر کیا اس انعام و افضال کا کہ حق تعالیٰ نے میرے اہل بیت کو عطا کیا پھر ماجرے جبرئیل کے
آنیکا بیان فرمایا۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے حق الیقین میں روایت مباہلہ کو تفسیر ثعلبی و کشاف زمخشری سے نقل کیا ہے اس کے آخر
میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدائے عزوجل کی کہ میری جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ مرگ و ہلاکت
اہل نجران پر آویختہ تھی اگر مباہلہ کرتے تو تمام خوک و بوزنہ ہو جاتے اور یہ صحرا ان کے لئے آگ بنجاتا کہ سب کے سب جلتے کہ مرغ
درختوں پر اس عذاب سے نجات نہ پاتے اور ایک سال نہ گزرتا کہ نصاریٰ روئے زمین سے نیست و نابود ہو جاتے۔ بعد ازاں
صاحب کشاف نے روایت عائشہ نقل کی ہے اُسمیں ہے کہ حضرت نے اپنی اہل بیت کو داخل عبا کیا اور یہ آیہ شریفہ
تلاوت کی اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا نیز حق الیقین میں
ہو کہ قصہ مباہلہ سنی و شیعہ کے درمیان متواترات سے ہے تمام محدثوں مفسروں اور مورخوں نے اسکو نقل کیا ہے اور گو اس کے بعض خصوصیات
میں اختلاف ہے لیکن اس امر پر سب متفق ہیں کہ مباہلہ صرف آل عبا کے ساتھ تھا اور ان حضرات کے سوا کوئی دوسرا اسمیں شریک نہیں ہوا پس
اس سے ظاہر ہے کہ امیر المومنینؑ و فاطمہ زہرا و حسنینؑ علیہم السلام افضل و اشرف خلق ہیں خدا کے نزدیک چنانچہ تمام مخالفین معاندین نے
مثل زمخشری و بیضاوی و فخر رازی وغیرہ کے اس کا اقرار کیا ہے از انجملہ زمخشری کہ سب سے زیادہ متعصب ہے کشاف میں کہتا ہے کہ اگر کوئی
کہے کہ دشمن کو مباہلہ کے لئے بلانے سے مدعا یہ تھا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ کاذب تھے یا وہ حضرت تھے پس یہ امر آپ سے اور آپکے دشمن سے
مخصوص تھا زنان و اطفال کو بھی شامل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ ان لوگوں کا اسمیں شامل کرنا دلالت کرتا ہے
کہ ان کے ساتھ مباہلہ کرنے میں آپکو زیادہ وثوق و اعتماد تھا بنسبت اس کے کہ تنہا مباہلہ کرتے پس اس لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں اور سب سے
زیادہ عزیزوں اور محبوبوں کو مقام ہلاکت و نفرین میں لائے اور صرف اپنے اوپر کفایت نہ کی اور خاص فرزندوں کو دیگر اعزہ و اقارب کے
درمیان سے اس لئے اختیار کیا کہ یہ سب میں زیادہ عزیز و محبوب قلوب ہوتے ہیں لہذا اوقات آدمی اپنے تئیں معرض ہلاکت میں
ڈالتا ہے تاکہ انکو صدمہ نہ پہنچے اسیوجہ سے عورات و اولاد کو لڑائیوں میں لیجاتے ہیں کہ انکے خاطر سے بھاگنے نہ پائیں۔ اور یہی وجہ
ہے کہ حقتعالیٰ نے انکو اس آیہ شریفہ میں خود مباہلہ کرنیوالوں کے نفسوں اور جانوں پر مقدم ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ جان سے
زیادہ عزیز ہیں اس کے بعد زمخشری کہتا ہے کہ یہ ایک دلیل ہے فضیلت آل عبا پر کہ اس سے زیادہ قوی دلیل کوئی ہو نہیں
سکتی **مولف** کہتا ہے کہ اہل سنت آیہ مباہلہ میں لفظ انفسنا و انفسکم سے مباہلہ کرنیوالوں کے نفس اور ذات مراد لیتے ہیں
نہ وہ اشخاص کہ بمنزلہ انکے نفس و ذات کے ہوں اس لئے امیر المومنین کو وہ اَبْنَآءَنَا میں داخل جانتے ہیں نہ اَنْفُسَنَا میں چنانچہ
عبارت مذکورہ بالا کشاف کی اس پر دلالت کرتی ہے اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ میں حسب عادت خود اس مضمون کو زیادہ
وسعت سے لکھا ہے ہم کہتے ہیں شاہ صاحب نے ناحق اس میں خامہ فرسائی فرمائی انکو کوئی فائدہ زائدہ اس سے حاصل نہیں خواہ
ابناءنا میں داخل ہوں یا انفسنا میں امیر المومنینؑ ہی رہیں گے ابوبکر و عمر تو داخل ہونے سے رہے۔ جب یہ نہیں تو ابناءنا

میں تو آنحضرت کا داخل ہونا اور بھی اچھا ہے کس لئے کہ وہ بقول صاحب کشاف خود شخص کے نفس و ذات سے بھی زیادہ عزیز ہوتے
ہیں چنانچہ یہی وجہ انہوں نے کلام الٰہی میں ابناءنا و نساءنا کے انفسنا سے پہلے ذکر ہونیکی بیان کی ہے اس صورت میں وہ
حضرت نفس رسول ہونے سے بھی شرف و فضیلت میں ایک نمبر بڑھے رہے چنانچہ اسیوجہ سے صاحب کشاف کو اقرار کرنا پڑا
کہ یہ ایک ایسی دلیل فضیلت اہلبیت کی ہے کہ اس سے زیادہ قوی کوئی دلیل ہو نہیں سکتی لیکن ہم نے الزاماً ایسا کہا ہے تحقیق مقام یہی
ہے کہ امیر المومنین صرف انفسنا کے مصداق ہیں نہ کہ ابناءنا کے ورنہ کلام خدا حشو و زیادتی پر شامل ہوگا۔ کسلئے کہ مقصود اس مقام پر علی و
فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کا صاحب مباہلہ کے ساتھ شامل کرنا تھا سو وہ اس تقدیر پر ابناءنا و نساءنا سے حاصل ہو گیا ابناءنا میں
امیر المومنین و حسنین و نساءنا میں جناب فاطمہ آگئیں پھر لفظ انفسنا کے بڑھانے اور آپ اپنے تئیں بلانے سے فائدہ شاہ صاحب
کہتے ہیں کہ ندع انفسنا (بلائیں ہم اپنے نفسوں کو) سے مراد نحضر انفسنا (حاضر کریں ہم اپنے نفسوں کو) ہے تو کیا جب وہ حضرت
فعل ندع و نبتہل و نجعل لعنۃ اللہ صیغہائے متکلم مع الغیر کے فاعل۔ یعنی اپنے اہلبیت اطہار کو اس کام میں شریک
کرنیوالے اور مباہلہ کرنے والے اور جھوٹوں پر لعنت کرنیوالے ہوئے تو خود حاضر نہوں گے۔ اور کیا بغیر لفظ انفسنا کے زیادہ
کرنے کے کیکو آپ کے شرکت میں شک و شبہ رہتا پس ضرور ہے کہ انفسنا سے اشخاص بمنزلہ نفس مراد ہوں کہ کلام الٰہی لغو و حشو سے
پاک رہے پس شاہ صاحب کی یہہ دراز نفسی کہ دعوت نفس یعنے آپ اپنے تئیں بلانا خلاف محاورہ نہیں یہاں کچھ مفید مطلب نہیں
ہو سکتے۔ ہم نے تسلیم کیا کہ انفسنا سے اشخاص بمنزلہ نفس مراد لینا بھی ایک مجاز ہے لیکن یہ مجاز محاورہ عرب و عجم بلکہ تمام عالم کے
روزمرہ میں شائع و ذائع ہے۔ ہر زبان میں اپنے محبوب اور دوست کو جان و دل بولتے اور لکھتے ہیں خاصکر امیر المومنینؑ کے
مقدمے میں یہ مجاز بہت ہی ظاہر ہے آپکا نفس و جان رسول اللہ ہونا اسلام میں سوائے معاند متعصب کے کسی پر پوشیدہ نہیں شاعر کہتا
ہے یا علی تم اور نبی تو ایک ہے ٭ چشم احول میں مگر دو ہوگئے **دیگرہ** نبی و علی ہر دو نسبت بہم ٭ دو تا و یکے چوں زبان قلم
صحاح اہل سنت میں مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا علی منی وانا منہ کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے خصائص نسائی
میں ہے کہ آپ نے فرمایا علی کنفسی کہ علی مثل میرے نفس کے ہے اور فردوس الاخبار وغیرہ میں روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ علی مجھ سے بمنزلہ سر کے ہے بدن سے بروایت دیگر بمنزلہ روح کے ہے میرے بدن سے اور ایک گروہ مخالفین کو اپنے خطاب
کر کے کہا کہ نماز پڑھو زکوٰۃ ادا کرو ورنہ اس شخص کو تم پر بھیجونگا کہ بمنزلہ میرے نفس کے ہے یعنی علی علیہ السلام کو غرض ایسی روایتیں بکثرت
ہیں اور اس کتاب میں بھی جابجا نقل ہوتی ہیں یہ سب قرینہ واضحہ ہیں اس مجاز کے۔ اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر
انفسنا کا مصداق امیر المومنینؑ کو ٹھیرائیں تو کفار کی طرف سے کون انفسکم کا مصداق ہوگا۔ چنانچہ لکھتے ہیں ونیز از جانب
پیغمبر حضرت امیر را مصداق انفسنا قرار دادیم از جانب کفار در انفسکم کدام کس را مصداق انفس کفار قرار خواہیم داد یہ عجیب و
غریب ایراد ہے جو شاہ صاحب نے اس مقام پر وارد کیا ہے واقعی جب انسان کسی امر میں عاجز آجاتا ہے تو ایسی ہی ایسی

بے تکی باتیں بنانے لگتا ہے جیسا کہ ڈوبنے والا ایک ایک تنکے کا سہارا لیتا ہے کہ شاید اسی کی مدد سے غرق ہونے سے
بچ نکلے یہی مثل بعینہٖ اس مقام پر شاہ صاحب کی ہے۔ خصم آپکے اس منطق کے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ کیا ضرور ہے کہ اگر کفار کی طرف
انفسکم کا مصداق غیر معیّن رہے تو حضرت رسالت پناہ کی جانب انفسنا کے مصداق خود وہی حضرت ہوں دوسرا کوئی اسکا
مصداق نہونے پائے ان دونو باتوں میں کونسی ملازمت ہے۔ کیا شاہ صاحب انکی طرف ابناءکم و نساءکم کے مصداق معیّن
کرچکے جو انفسکم کا مصداق چاہتے ہیں اور کیا ان دو گروہوں کے اُدھر غیر معیّن رہنے سے وہ ابناءنا و نساءنا کا مصداق
بھی خود حضرت رسالت پناہ ہی کو قرار دیں گے۔ یہ نہیں تو پھر کیلئے انفسکم ہی کے مصداق پر زور دیا جاتا ہے جبکہ مباہلہ واقع
ہی نہیں ہوا اور وہ لوگ پنجتن پاک کی شکل ہی دیکھکر تھر تھر کانپنے لگے مقابلہ کرنا تو درکنار پھر تو کوئی کیا جانے کہ انکی طرف کون
اصل مباہلہ کرنیوالا اور کون اس کے زن و فرزند اور کون بمنزلہ نفس کے ہوتا اودھر سے تو حضرت رسولخدا بموجب حکم خدا ان
چار بزرگواروں کو ہمراہ لیکر میدان میں تشریف لائے انکی تشخیص و تعیین ہوگئی اُدھر بغیر اس کے انکی معیّن کرنے کی کیا سبیل ہے
بیشتر گزارش ہے کہ مورخین نے لکھا ہے کہ امیر و فرمانروائے نصارائے نجران عبدالمسیح ملقب بعاقب تھا پس اگر مباہلہ واقع ہوتا
تو ضرور مد مقابل و صاحب مباہلہ کفار کی طرف سے یہی شخص ہوتا۔ دوم صاحب رجال و مجمع الکنا یعنے سردار لشکر ایہم ملقب
بہ سید۔ سوم عالم اس جماعت کا صاحب مدارس و معابد ابوالحارث بن علقمہ چہارم کرز بن علقمہ برادر ابوالحارث کا یہ چار اشخاص انکے
رؤسا و سربرآوردہ بتلائے گئے ہیں۔ از انجملہ ابوالحارث پر حقانیت اسلام مثل روز روشن ظاہر ہو چکی تھی وہ رسالت رسولخدا
کا بدل قائل تھا بلکہ جب راہ میں اس کے شتر کے ٹھوکر لگی اور اسپر اسکے بھائی کرز نے ایک کلمہ ناشائستہ حضرت رسالت پناہ کی نسبت
سونہہ سے نکالا تو اس نے اسکو ڈانٹا پھر اعتقاد رسالت اس جناب کا کہ خود رکھتا تھا اسکو تلقین کیا چنانچہ اسیوجہ سے کرز مدینہ
مدینہ پہنچکر مسلمان ہوگیا پس ان دونو بھائیوں سے تو اُمید نہیں ہو سکتی کہ وہ اس کام میں کھڑے ہوتے یا اہل مباہلہ کے معین و
مددگار بھی بنتے۔ عاقب خود رئیس دوسرا اصل مباہلہ کرنے والا تھا رہ گیا ایک سید سو ہو نہو وہی مصداق انفسکم کا ہوتا۔ یقین نہیں
تو احتمال تو اس کی نسبت بھی ضرور و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب سید کا مصداق انفسکم ہونا محتمل ہوا تو
شاہ صاحب کا ارشاد کہ اس طرف کون انفسکم کا مصداق ہوگا۔ اور اس سے امیر المومنینؑ کے نفس رسول ہونے پر استدلال لانا باطل
ہوگیا لیجئے یہ مرحلہ بھی طے ہوا اب تو شاہ صاحب کے تعلماً اس آیہ شریفہ سے حضرت امیر کا نفس رسول ہونا مان لیں گے اور اسمیں
چون و چرا نہ کریں گے **فخر الدین** رازی امام اہلسنت بعض علمائے شیعہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ بموجب آیہ مباہلہ نفس
رسول ہیں پس تمام کمالات رسولخدا میں سوائے پیغمبری کے آپکے شریک ہونگے اور چونکہ آپکے کمالات سے ایک کمال جمیع انبیا
و صحابہ سے افضل ہونا بھی ہے تو حضرت امیرؑ بھی جملہ پیغمبروں اور تمام صحابہ سے افضل و اشرف ہونگے امام صاحب اس دلیل کو
شیعوں کی طرف سے تفصیل نقل کرکے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسا اجماع منعقد ہے اسپر کہ محمدؐ علیؑ سے افضل ہیں ویسا ہی اجماع ہے کہ

تمام انبیاء غیر انبیا سے افضل ہوتے ہیں پس علی علیہ السّلام کی افضلیت انبیا پر ثابت نہوگی۔ انبیا کے بارے میں تو امام صاحب نے
یہ فرمایا مگر صحابہ کے مقدمے میں جب کوئی بات نہ سوجھی تو خاموش ہو رہے شیعہ آپکے اس حُجّت کے جواب میں کہ انبیاء غیر انبیا سے
ہمیشہ افضل ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ اجماع سُنّیوں کے اپنے گھر کا اجماع ہے۔ ہم اس اجماع کے قائل نہیں اور بغیر سُنّی و شیعہ کے
اتفاق کے کوئی اجماع اجماع نہیں ہو سکتا سُنّیوں نے اہل بیت اطہار کے مراتب گھٹانے کو اور بھی چند اجماع کئے ہیں جو شیعوں کے
نزدیک ذرہ بھر بھی وقعت نہیں رکھتے پس حضرت امیرؑ کا جملہ انبیا سے افضل ہونا بموجب اس آیہ شریفہ کے بحال خود ثابت رہیگا
حقیر مؤلف کہتا ہے کہ امام صاحب کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو امیر المومنینؑ کے نفس رسول اللہ ہونے سے انکار نہیں
اس سے انکار ہوتا تو مسئلہ فضیلت انبیا میں وہ اجماع کی لوچ و ناقص دلیل سے کس لئے متمسک ہوتے کیوں شاہ عبدالعزیز
کی طرح سرے ہی سے یہ نہ کہدیتے کہ حضرت امیر ابناءنا کے مصداق ہیں انفسنا کے نہیں

ذکر توجہ امیر المومنینؑ بسوئے یمن و شرح حالات آل امام زمن

منقول ہے کہ ہجرت سے دسویں سال حضرت رسولخدا صلی
اللہ علیہ وآلہ نے انحضرتؑ کو ملک یمن کو روانہ کیا تاکہ ان لوگوں کو پند و نصیحت کرکے دین اسلام کی طرف مائل کریں اور انکی
اصلاح فرمائیں اور جو بجنگ پیش آئے اسپر جہاد فرمائیں تین سو آدمی آپکے ساتھ کئے اور حکم دیا کہ موضع قبا میں توقف کریں
تا آنکہ سپاہ متعینہ آپ کے پاس جمع ہو جائے پس ایک علم انحضرتؑ کے لئے ترتیب دیا اور عمامہ سر مبارک پر اپنے ہاتھ سے باندھا
جس کے کہتے ہیں کہ دو سرے آگے پیچھے کی طرف چھوٹ رہے تھے پیچھے کا سرا بالشت بھر کا اور اگلا کوئی ہاتھ بھر کا لمبا ہوگا
بعد ازاں فرمایا یا علی میں تجھکو بھیجتا ہوں ہر چند تیری جدائی مجھ پر بہت شاق ہے تم انکو کلمہ شہادتین اور روزے نماز کیطرف
ترغیب دو قبول کریں تو انکی زکوٰۃ لیکر انکے درمیان تقسیم کرو اور زیادہ متعرض نہو وَاللّٰہِ لِاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْکَ رَجُلًا
وَاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ قسم بخدا کہ اگر حق تعالیٰ ایک مرد واحد کو تیرے ہاتھ پر ہدایت بخشے تو یہ تیرے
لئے تمام ان اشیاء سے بہتر ہے جن پر کہ آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے **بروایت** شیخ طبرسی آپ کو بھیجا تاکہ انکو اسلام
کی طرف دعوت کریں اور انکے خزائن سے خمس لیں اور احکام الٰہی یعنی حلال و حرام سے آگاہ کریں اور اہل نجران سے زکوٰۃ و جزیہ
وصول فرمائیں۔ بہرکیف تاریخ الخلفا وغیرہ میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھکو اہل کتاب کے ملک میں بھیجتے
ہیں حالانکہ میں ہنوز جوان ہوں حضرتؐ نے دست مبارک اپنا سینہ جناب امیرؑ پر رکھکر فرمایا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ وَاھْدِ قَلْبَہٗ
بارخدایا تو اس کی زبان کو ثابت رکھ اور دل کو ہدایت فرما بروایت روضۃ الاحباب فرمایا حق تعالیٰ تجھکو کامل ہدایت کریگا اور
تیری زبان کو راستی پر ثابت گردانے گا۔ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھکو کبھی کسی قضیہ میں شک عارض نہیں ہوا صاحب
روضہ کہتے ہیں کہ ببرکت دعائے رسالت پناہ آپ کی مہارت علم قضا میں اس درجہ کو پہنچی تھی کہ زبان گوہر بار رسول مختار سے
خطاب اقضاکم علی کا سماعت فرمایا۔ نیز حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی جبکہ عقبہ افیق پر پہنچو تو وہاں کے شجر و حجر و زمین کو

میری طرف سے سلام پہنچاؤ پس حضرت روانہ ہوئے چلتے چلتے جب حوالی یمن میں عقبہ افیق پر پہنچے تو دیکھا کہ اہل یمن سلاح و سلب سے آراستہ ہو کر مقابلے کو آمادہ ہیں حضرت نے بآواز بلند فرمایا یا شجر و یا مدر و یا ثری محمد رسول اللہ یقرئکم السلام اے درختو اور پتھرو اور اے قطعات زمین محمد رسولخدا تمکو سلام پہنچاتے ہیں پس کوئی سنگ و درخت اور ڈھیلا نہ رہا الا یہ کہ آواز کو سنکر کانپنے لگا اور کہا محمد رسولخدا اور تم پر ہمارا سلام ہو اہل یمن نے جو یہ حال مشاہدہ کیا خوف سے انکے دل سینوں میں دہل گئے اور حربے ہاتھوں سے گر پڑے۔ حضرت نے قریب پہنچکر صف جنگ راست کی پھر فرمان رسولخدا کو انکے سامنے قرأت کیا قبیلہ ہمدان کلام اعجاز نشان حضرت امیر مومنان سنکر تمام قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہو گیا حضرت امیرؑ نے یہ حال حضرت رسولخدا کی خدمتمیں لکھا آپ بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر حق سبحانہ تعالیٰ ادا کیا پھر فرمایا السلام علی ھمدان السلام علی ھمدان کہ سلام ہو میرا ہمدان پر **مؤلف** کہتا ہے کہ قبیلہ ہمدان اس کے بعد ہمیشہ شیعہ مخلص و ہوا خواہ حیدر کرار رہا ہے خاصکر جنگ صفین میں بحمایت امیر المومنین انسے کار نمایاں ظاہر ہوئے اور وفاداری و جانثاری کو انتہا درجہ پہنچایا چنانچہ حضرت نے خوشنود ہو کر چند اشعار انکی مدح و ستائش میں پڑھے آخری شعر انکا یہ ہے ؎ اذا کنت بوابا علی باب جنة ، لقلت لھمدان ادخلوا بسلام یعنے جبکہ میں دروازہ جنت پر صاحب اختیار ہونگا تو ہمدان کو کہونگا کہ سلامتی کے ساتھ اسمیں داخل ہو جاؤ چنانچہ تفصیل ان کو الف کے انہی مقام میں مذکور ہے۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت رسولخدا نے خالد ولید کو یمن بھیجا تھا بعد ازاں امیر المومنین کو روانہ کیا کہ خمس غنائم اس سے لیلیں بریدہ بن حصیب اس لشکر میں تھا کہتا ہے کہ میں پہلے سے علی کو دشمن رکھتا تھا جسوقت اموال خمس علیحدہ ہوئے تو انہوں نے انمیں سے ایک لونڈی کہ تمام کنیزوں میں خوبصورت تھی چھانٹ لی اور اس کے ساتھ صحبت کی صبح کو غسل کیا تو اثر رطوبت موئی سر میں ظاہر تھا مینے خالد سے کہا تو نے دیکھا کہ یہ مرد کیا کرتا ہے اور انسے کہا کہ اے ابو الحسن یہ کیا معاملہ ہے کہا تجھکو معلوم نہیں کہ یہ لونڈی خمس میں آل محمدؐ کے حصہ میں آئی پس آل علیؑ کا سہم ہوئی مینے اس کے ساتھ مقاربت کی بریدہ کہتا ہے کہ سفر یمن سے واپس آکر مینے یہ ماجرے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپنے فرمایا اے بریدہ آیا علیؑ کو دشمن رکھتا ہے مینے کہا ہاں فرمایا انکو دشمن مت رکھ بلکہ دوستی کو زیادہ کر تحقیق کہ علیؑ کا حصہ خمس میں اس لونڈی سے زیادہ تھا۔ بروایتے بریدہ نے کہا مینے جو یہ شکایت کی تو رنگ رخسارہ مبارک رسول اللہ کا سرخ ہو گیا اور فرمایا علیؑ کی شان میں بدگمان نہو کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے اور وہ ولی امور تمہارا ہے میرے بعد پس جسکا میں ولی ہوں علی اس کا ولی ہے۔ حضرات اہل سنت حدیث من کنت مولاہ الخ میں لفظ مولےٰ کے معنومیں تکرار کرتے اور کہا کرتے ہیں کہ یہ صریح وصاف خلافت پر دلالت نہیں کرتا اگر خلافت ہی مقصود تھی تو صاف صاف کیوں نہ کہا کہ علی ولی الامر بعدی لیجئے اس حدیث روضۃ الاحباب میں اور نیز حدیث مسند احمد بن حنبل میں جو آگے نقل ہوتی ہے لفظ ولی الامر بعدی بھی موجود ہے بڑی خوبی تو مذہب حقہ کی یہی ہے

کر کوئی بات اسکی مفید مطلب نہو کہ مخالفین کے یہاں موجود نہو اور کوئی حجت ایسی نہو کہ ان پر تمام نہوئی ہو روضۃ الصفا میں مطابق روایت ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کی ہے کہ حضرت ختم الرسل غزوہ تبوک سے واپس آئے تو عمرو بن معدیکرب زبیدی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سخنان ہدایت نشان دربارۂ قیامت و احوال قیامت زبان مبارک آنحضرت سے سنکر مسلمان ہو گیا الا بعد چندے کسی بات پر ناراض ہو کر مرتد ہوا اور اپنے وطن مالوف کو لوٹا اور راہ میں ایک گروہ کو بنی حارث بن کعب سے تاراج کر آگیا سرور کائنات کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر المومنینؑ کو ایک جماعت مہاجر و انصار ہمراہ کر کے بنی زبید اس کے قبیلہ مقرر کیا اور خالد ولید کو کچھ اعراب و دیگر قبیلہ جعفی پر جدا تعین فرمایا۔ لیکن اسکو کہدیا کہ جہاں دونوں لشکر ملیں امیر و فرمان روا امیر المومنین ہیں چاہئے کہ آنحضرت کے حکم سے اصلا تجاوز نہ کرے پس دونوں لشکر اپنے اپنے مقصد کو روانہ ہوئے قبیلۂ جعفی نے جب سنا کہ ان پر لشکر تعینات ہوا ہے تو انکے دو گروہ ہو گئے ایک یمن کو چلا گیا دوسرا قبیلہ بنی زبید سے جا ملا امیر المومنینؑ نے یہ سنکر خالد کو لکھا کہ جس جگہ ہے توقف کرے جبتک کہ ہم وہاں نہ پہنچیں مگر اس بے سعادت نے تعمیل ارشاد سے انکار کیا حضرت نے خالد بن سعید عاص کو مع سپاہ مقدمۃ الجیش بھیجا کہ جا کر اسکو بزور شمشیر روک لے چنانچہ خالد سعید نے آگے جا کر خالد ولید کو روک رکھا تا آنکہ امیر المومنین نے وہاں پہنچکر اسکو اس نافرمانی پر بہت زجر و ملامت کیا پھر بالاتفاق آگے بڑھے قبیلہ زبید کو حضرت کے آنے کی اطلاع ہوئی تو عمرو سے کہنے لگے اے ابو ثور کیا حال ہوگا تیرا جبکہ یہ جوان قریشی تجھ سے ملاقات کر کے خراج طلب کریگا۔ عمرو نے کہا تم بھی دیکھو گے کہ میں کس طرح پر اسکو خراج دیتا ہوں اور اپنی شجاعت و جوانمردی کا اظہار کرتا تھا۔ القصہ صفوف جنگ دونوں طرف سے آراستہ ہوئیں اور عمرو بن معدیکرب نے میدان میں نکلکر مبارز طلب کیا۔ حضرت امیر اس کے مقابلے کو آمادہ ہوئے خالد بن سعید نے کہا یا بی انت و امی مجھے اجازت دیجئے کہ اس کے ساتھ جنگ آزما ہوں۔ فرمایا اگر میری اطاعت لازم جانتا ہے تو یہیں ٹھیر اور خود آگے جا کر ایک نعرہ حیدری اس زور سے کیا کہ اس کی ہیبت سے عمرو بغیر اسکے کہ ذرا ہتھیار کرے بھاگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اصحاب نے بھی فرار کیا۔ مگر حضرتؑ نے اسکے ایک بھائی اور ایک بھتیجے کو پھر بھی زیر تیغ کھینچا اس کی عورت رکانہ بنت سلامہ مع دیگر زنان قبیلہ کے بندی میں گرفتار ہوئی اور بہت سا مال غنیمت اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا آپنے خالد سعید کو امر کیا کہ قبیلہ میں ٹھہر کر زکوٰۃ جمع کرے اور جو کوئی واپس ہو کر مسلمان ہو اور امان چاہے اسکو امان دے۔ پس عمرو معدیکرب آکر دوبارہ خالد کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس نے اس کے زن و فرزند کو واپس دیا یہ عمرو معدیکرب یکہ تازان عرب سے شمار ہوتا تھا اور عمر خطاب کے زمانے میں جنگ روم و عجم میں بڑے بڑے نمایاں کام اس کے ہاتھ سے نکلے ہیں۔ الغرض حضرت نے اس غنیمت سے ایک کنیز اپنے لئے اختیار کی تھی خالد ولید نے بتقاضائے عداوت بریدہ اسلمی کو خط دیکر حضرت رسولخدا کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کو اس قصہ سے آگاہ کرے۔ ارشاد میں ہے کہ بریدہ مدینہ پہنچا تو عمر خطاب اس سے ملا اور حال پوچھا جب معلوم ہوا علیؑ کی شکایت لیکر آیا ہے تو بہت خوش ہوئے اور کہا ضرور یہ حال رسول اللہ سے کہنا چاہئے کنیزک کا قصہ سنیں گے تو غالباً اپنی بیٹی کی وجہ سے ناراض ہونگے۔ بحر روضۃ الصفا

قصہ عمرو بن معدیکرب زبیدی

میں ہے کہ بریدہ نے مجلس اقدس میں جا کر خالد کا خط آپ کو دیا چونکہ اس مردود نے حضرت شیر خدا کو منسوب بہ خیانت کیا تھا جوں جوں حضرت خط کو پڑھتے تھے رنگ روئے مبارک کا متغیر ہوتا تھا اور آثارِ غضب جبین مبین سے ظاہر ہوتے جاتے تھے بریدہ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ لوگوں کو مال غنیمت میں اس طرح تصرف کی اجازت دیں گے تو محنت مسلمانوں کی ضائع ہو جائے گی رسولخدا نے کہا وائے ہو تجھ پر اے بریدہ آیا تو منافق ہو گیا تحقیق کہ علی کو غنیمت سے حلال ہے جو کچھ کہ مجھکو حلال ہے اِنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِب خیر النَّاسِ لَکَ وَلِقَوْمِکَ وخیر مَنْ اُخْلِفُ بَعْدِیْ لِکَافَّۃِ اُمَّتِیْ علی ابن ابی طالب تیرے اور میرے قوم کے لئے تمام آدمیوں سے بہتر ہیں۔ اور شہر میں میری تمام اُمت کے لئے ان سب جنکو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں۔ اے بُریدہ پرہیز کر علی کی دشمنی سے اگر انکو دشمن رکھے گا تو خدا تجھکو دشمن رکھے گا۔ بریدہ کہتا ہے کہ میں شدتِ انفعال سے اسوقت چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جاتے تو اسمیں سما جاؤں پس کہا میں نے پناہ لیجاتا ہوں طرف خدا کے غضب خدا اور رسولِ خدا سے یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے پس حضرت نے میرے لئے دعائے مغفرت کی اس کے بعد علیؑ میرے نزدیک محبوب ترین خلائق تھے افسوس ہے کہ اہلسنت ایسی صریح وصاف روایتیں افضلیت امیر المومنین کے باب میں نقل کرتے ہیں اور پھر ابوبکر وعمر کو آنحضرت پر ترجیح دیتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ کبھی حضرت ابوبکر کی نسبت بھی پیغمبر خدا نے خیر مَنْ اُخْلِفُ بَعْدِیْ لِکَافَّۃِ اُمَّتِیْ کہا ہے یعنی یہ کہ وہ میری اُمت کے لئے میرے تمام پس ماندوں سے بہتر ہیں جبکہ ابوبکر کے لئے کبھی آنحضرت نے ایسا کلمہ نہیں فرمایا تو پھر آپنے آنحضرت کے برخلاف کس لئے انکو اُمت کے لئے سب سے بہتر مان لیا اور کیسے اپنا خلیفہ بنالیا۔ خیر خلائق للاُمت خلافت کے لئے سزاوار نہ تھی تو کیا شرّ خلائق اس کے لئے زیبا تھی۔ اس کے بعد صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ مؤلف اعلام الوریٰ نے کہا کہ اس روایت کو احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ حقیر مولف کتاب ہذا بمقدار ضروری روایت مسند احمد حنبل سے بھی اس مقام میں نقل کرتا ہے اور انصاف اسکا اہل انصاف پر چھوڑتا ہے وھی ھذا قالَ بُرَیدۃ وکنتُ بعثنی خالِد بنُ الولید الی رسول اللہ یُخبِرُہ بذلک فلما اَتیتُ النبی رَفعتُ الکتاب فقُرِئ علیہ فرایتُ الغضَبَ فی وجہ رسول اللہ فقلتُ یارسول اللہ ھذا مکان العائذ بک بعثتنی مع رجلٍ وامرتنی ان اُطیعہ فقد بَلَّغتُ ما اُرسِلتُ بہ فقال رسول اللہ لا تقع فی علیؑ فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی یعنی بُریدہ کہتا ہے کہ مجھکو خالد ولید نے رسول اللہ کے پاس بھیجا کہ انکو اس امر کی یعنی امیر المومنین کی لونڈی پر تصرف کرنے کی خبر دوں پس میں حضرت کی خدمت میں آیا اور اس کا خط آپکو دیا پس دیکھا میں نے کہ آثارِ غضب روئے مبارک رسول اللہ پر ظاہر ہونے لگے پس کہا میں نے یا رسول اللہ یہ مقام آپ سے پناہ چاہنے والے کا ہے آپ نے مجھکو ایک مرد کے ساتھ بھیجا اور اس کی اطاعت کا حکم دیا پس میں نے اس کا خط پہنچا دیا حضرت نے فرمایا علیؑ کے ساتھ دشمنی نہ کر تحقیق کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے اور وہ میرے بعد تمہارا ولی امر ہے۔ القصہ حضرت امیرؑ یمن میں لوگوں کو احکام وآداب شریعت تعلیم کرتے اور انکے باہمی تنازعات کو فیصل فرماتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی کا گھوڑا چھوٹ گیا۔ اور اس نے لاتوں سے ایک آدمی کو مار ڈالا وارثان مقتول مالک

اسپ کو پکڑ کر حضرت کے پاس لائے اور دعویٰ دار خون بہا کے ہوتے مالک نے گواہ گذرانے کہ گھوڑے کے چھوٹنے میں اس کا کوئی قصور نہ تھا حضرت نے خون بہا اسپر لازم نہ کیا مدعی ناراض ہو کر شکایت رسولخدا کے پاس مدینہ لیگئے کہ ہم پر علی علیہ السلام نے ظلم کیا حضرت نے فرمایا علی ظالم نہیں وہ ظلم کے لئے خلق نہیں ہوئے۔ ان الولایۃ من بعدی لعلی والحکم حکمہ والقول قولہ لا یرد حکمہ وقولہ وولایتہ الا کافر ولا یرضی بحکمہ وولایتہ الا مؤمن کہ ولایت وحکومت میرے بعد علی کی ہے پس حکم وہ ہے جو وہ حکم کریں اور قول انکا قول ہے انکی حکم وحکومت کو وہ نہیں کرتا مگر کافر اور انکی حکومت وولایت پر راضی نہیں ہوتا مگر مومن جب اہل یمن نے یہ باتیں زبان مبارک سے سُنیں تو بولے ہم حضرت امیرؑ کے حکم پر راضی ہیں رسولخدا نے فرمایا جو بات تم نے کی اس کی توبہ اسیطرح ہو سکتی ہے نیز ہنگام قیام یمن میں کعب الاحبار یہودی کہ ثانی الحال خلیفہ ثانی پھر خلیفہ ثالث کا مقرب بنا حضرت کے دست حق پرست پر اسلام لایا۔ یہ شخص علماء ودانشمندان یہود سے تھا اس کے مسلمان ہونیکا قصہ روضۃ الصفا میں اس طرح لکھا ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السّلام کی فصاحت وبلاغت کا شہرہ اس نے سُنا تو اپنا جلد پہنا اور شُتر پر سوار ہوا اس کے ساتھ ایک اور مرد علمائے یہود سے ہولیا یہ دونو مجلس اقدس میں پہنچے تو اسوقت آپ معروف وعظ وپند تھے اور یہ کلام زبان پر تھا مَن الناس من یبصر باللیل ولا یبصر بالنھار ومنھم من لا یبصر باللیل ولا یبصر بالنھار یعنی بعض آدمی ہیں کہ رات کو دیکھتے ہیں اور دنکو نہیں دیکھتے اور بعض ایسے ہیں کہ نہ رات کو دیکھتے ہیں نہ دنکو دیکھتے ہیں کعب نے کہا سات کہا انہوں نے بعد ازاں آپنے فرمایا من یُعطِ بالید القصیرۃ یُعطَ بالیدِ الطّوِیلۃ یعنے جو کوتاہ ہاتھ سے دیتا ہے دراز ہاتھ سے دیا جاتا ہے کعب نے اسکی بھی تصدیق کی اُس عالم نے جو کہ اس کے ساتھ تھا کہا کیونکر ایسی بات کی تصدیق کرتا ہے جو ہنوز مشتبہ ہے کعب نے کہا اس کلام کا صدق پوشیدہ نہیں جو رات کو دیکھتا ہے دنکو نہیں وہ ہے جو اول کتاب پر ایمان لایا آخر میں اس سے منحرف ہوا اور جو نہ رات کو دیکھتا ہے نہ دنکو وہ ہے جو کبھی اسپر ایمان نہیں لایا۔ تیسری بات بھی ظاہر ہے جو راہ خدا میں خیرات کرتا ہے جتنا وہ دیتا ہے حق تعالیٰ اس سے زیادہ اسکو عطا کرتا ہے اسوقت ایک سائل نے کعب سے سوال کیا اس نے اپنا حلّہ اتار کر اُسکو دیدیا۔ عالم یہود اسکی اس حرکت سے ناراض ہو کر وہاں سے چلدیا اس کے جانے کے بعد ایک عورت کعب کے پاس آئی اور کہا میرا شتر تو لے لے اور اپنا جھکو دیدے اس نے کہا بشرطیکہ اس کے علاوہ ایک حلّہ بھی مجھکو دے۔ عورت نے اپنا حلّہ اتار کر دیدیا کعب وہ حلّہ پہنکر اور اس اونٹ پر سوار ہو کر اس عالم کے پیچھے روانہ ہوا۔ اور اس کے پاس پہنچکر کہا دیکھا تو نے صدق اس مقولہ کا مَن یُعطِ بالید القصیرۃ یُعطَ بالید الطویلۃ پھر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں آ کر ملتجی ہوا کہ شکل وشمائل وعادات وخصائل حضرت رسولخدا کے کسیقدر اس کے لئے بیان کریں آپنے کچھ حال فرخندہ مآل آپکا بیان کیا۔ کعب ہنسنے لگا سبب خندہ دریافت کیا گیا تو عرض کیا کہ جو کچھ آپنے بیان کیا مو بمو اسکی تطبیق کتب سابقہ میں پاتا ہوں غرض کعب نے مسلمان ہو کر بقدر امکان احکام اسلام ومسائل دین باب مدینہ علم نبیؐ سے اخذ کئے اور یمن میں ٹھیر کر جو سیکھا تھا لوگوں کو سکھانے اور تعلیم

دیئے لگا تا اینکہ خلیفہ ثانی کے عہد میں مدینہ آیا اور رسولخدا کے زیارت سے محروم رہ جانے پر افسوس کیا کرتا تھا تمام ہوئی عبارت
روضۃ الصفا کی روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب امیر المومنینؑ ملک یمن میں مقیم تھے تو آپ نے کیقدر زر غیر خالص کہ خاک معدن سے
ہنوز پاک نہوا تھا حضرت رسولخدا کی خدمت میں بھیجا آنحضرت نے وہ سونا چار شخصوں یعنے عیینہ بن حصن فزاری و اقرع بن حابس و زید بن
الخیل مہلہل و علقمہ بن علاثہ کو بانٹ دیا۔ اسپر ایک شخص جس کی آنکھیں اندر کو اتری ہوئی اور استخوان رخسار و پیشانی باہر کو ابھری
ہوئی تھی گھن کی ڈاڑھی سر منڈا ازار پہنے دامن چڑھائے تھا اٹھا اور حضرت کی تقسیم پر معترض ہوا کہ اے محمدؐ تم نے اس قسمت میں خوف
خدا ملحوظ نہ رکھا آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر مجھ سے زیادہ اور کون خوف خدا کا لحاظ کریگا۔ جب وہ شخص وہاں سے چلا تو حضرت
نے اسکی پشت کیطرف دیکھکر فرمایا۔ اسکی نسل سے ایک قوم ہوگی کہ قرآن کو عمدگی سے پڑھینگے مگر انکے گلے سے نہ اترے گا یعنی انکے
دل اس سے آگاہ نہونگے۔ اسلام سے ایسے نکل جائینگے جیسے کہ تیر صید سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں اس قوم کو پاؤں
تو انکو قتل کروں اور کسی کو زندہ نہ چھوڑوں مراد اس سے قوم خوارج ہے کہ حضرت امیرؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئی۔ اسی قسم
کی ایک روایت پہلے تقسیم غنائم حنین میں گذری القصہ حضرت یمن میں تشریف رکھتے تھے تا اینکہ حضرت رسولخدا حجۃ الوداع کو
تشریف لیگئے تو امیر المومنینؑ اس طرف سے متوجہ خدمت ہوئے اور مکہ معظمہ میں قران سعدین واقع ہوا جیسا کہ آئندہ اس کا
ذکر آتا ہے بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ ان ایام میں آپ دو مرتبہ تشریف فرمائے ملک یمن ہوتے ہیں شیخ کلینی علیہ الرحمۃ نے
امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ یمن سے واپس تشریف لائے تو چار سپ حضرت رسولخدا کے لئے ہدیہ میں
لائے آپنے پوچھا کونسا گھوڑا انمیں ایسا ہے کہ سفیدی رکھتا ہو عرض کی ایک گھوڑا ہے فرمایا اسکو میرے لئے رکھو عرض کی
دو گھوڑے کمیت رنگ کے ہیں کہ انکی بھی سفید نشان ہیں فرمایا انکو حسنینؑ کو دو حضرت امیرؑ نے عرض کی چوتھا سیاہ رنگ ہے
فرمایا اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت اپنی اہل و عیال کے خرچ میں لاؤ اغا یمن الخیل فی ذوات الاوضاح تحقیق کہ یمن و
برکت گھوڑے کی سفید پیشانی و سفید دست و پا میں ہوتی ہے **ذکر حجۃ الوداع** حضرت رسولخدا بعد ہجرت دس سال مدینہ
سکینہ میں رہے دسویں سال حج پر مامور ہوتے اور یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی
کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ یعنے آواز دے آدمیوں کے درمیان ساتھ حج کے اور
بلا انکو اس طرف تاکہ آئیں تیرے پاس درحالیکہ پیادہ ہوں یا شتران لاغر پر سوار ہوں ہر درہ عمیق سے یا راہ دور سے تاکہ شاہد
و حاضر ہوں وہ اپنے منافع آخرت و دنیا کو پس حضرت نے منادی کرائی کہ رسول اللہ عازم حج ہیں تاکہ مسلمانوں کو مناسک
حج تعلیم کریں جو کوئی چاہے آپ کے ساتھ حج کو چلے اور نیز قبائل عرب میں بھی کہلا بھیجا پس مسلمان یہ سنکر جوق جوق حاضر درگاہ
ہونے لگے اور حضرت ۲۵ ذی القعدہ کو ایک جمعیت عظیم کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوتے راہ میں اطراف و جوانب سے
آدمی شامل ہوتے گئے حتے کہ سو لاکھ کے قریب مجمع ہوگیا۔ ازواج رسول اللہ و جناب فاطمہ زہرا علحدہ علحدہ ہودجوں

میں سوار تھیں۔ اور نیز شتران ہدی (قربانی) آپ نے مدینہ سے ہمراہ لئے تھے مسجد ذو الحلیفہ پر پہنچکر محرم ہوئے۔ اور صدا
لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ الخ بلند کی اصحابنے بھی ساتھ ساتھ یہ صدا بلند کی شور تلبیہ سے زمین و زمان گونج اٹھے
اور جنگل و پہاڑ میں غلغلہ پڑگیا امیر المومنینؑ ان ایام میں یمن میں تشریف رکھتے تھے رسولخدا نے مدینہ سے انکو لکھا کہ مکہ آکر شریک حجۃ
الاسلام ہوں بنابریں وہ حضرت مع اصحاب متوجہ مکہ معظمہ ہوئے اور میقات اہل یمن مقام یلملم سے احرام حج باندھا اور ہدی
اپنے ساتھ لیتے آئے قریب پہنچے تو لشکر کو ایک مقام پر چھوڑا اور ایک مرد کو ان پر امیر و خلیفہ مقرر کرکے خود جریدہ عازم خدمت
بابرکت ہوئے حضرت رسالت پناہ مکہ میں داخل ہونیکو تھے کہ آپنے پہنچکر سلام کیا بکمال مسرت جواب سلام فرمایا پھر پوچھا یا علی
تم نے کیا نیت کی عرض کی یا رسول اللہ آپنے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا تھا میں نے اپنی نیت کو آپکی نیت پر منعقد کیا اور کہا اَللّٰهُمَّ
اِهْلَالًا کَاِهْلَالِ نَبِیِّکَ پروردگارا میری وہی نیت ہے جو تیرے نبی کی نیت ہے نیز چونتیس شتر قربانی کے ساتھ لایا ہوں
فرمایا اللہ اکبر ہمارے ساتھ چھیاسٹھ شتر ہدی ہیں۔ یا علی تو حج و مناسک حج و ہدی میں میرا شریک ہے اپنے احرام پر قائم رہ
یہ امر مناقب مخصوصہ امیر المومنینؑ سے ہے کہ اکثر اوقات آپ اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے پس حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ واپس
جاکر لشکر کو لیوالاؤ تاکہ مکہ میں سب جمع ہوجائیں پس حضرت واپس ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ لشکر اثناء راہ میں آپ کو آتا ہوا ملا
حالانکہ تمام حلے کہ نصارائے نجران سے آپنے وصول کئے تھے انہوں نے پہن رکھے تھے۔ آپ تو ملاقات رسول اللہ کے لئے آگے
گئے اور انہوں نے فرصت کو غنیمت جان کر تمام حلے بستوں میں سے کھولکر پہن لئے۔ حضرت کو یہ صورت دیکھکر غصہ آیا اور اس
شخص کو جسے خلیفہ مقرر کیا تھا بعتاب خطاب کیا کہ تو نے کیوں انکو پہننے دیا۔ ہنوز نظر انور رسولخدا سے نگزرنے پائی تھے کہ ان پر
تصرف ہوگیا اس نے کہا انہوں نے التجا کی کہ انسے زینت کریں اور احرام بجالائیں من بعد واپس کردیں گے فرمایا لا واللہ تمام حلے
انسے اتروالئے اور بدستور بقچوں میں باندھکر اونٹوں پر بار کئے یہ لوگ اس سبب سے حضرت کے دشمن ہوگئے اور مکہ پہنچکر دفتر شکایت
کھولا جب ان خائنوں کی شکایت زیادہ ہوئی تو رسول اللہ نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے ایها الناس ارفعوا السنتکم عن
علیؑ بن ابی طالب فانہ خشن فی ذات اللہ عزوجل غیر مداهن فی دینه لوگو لب شکایت علی بن ابی طالب کو بند کرو کیونکہ وہ
راہ خدا میں خشن و درشت ہیں اور امور دین میں کسی کی رعایت کرنیوالے نہیں تب یہ لوگ خاموش ہوئے اور قرب و منزلت امیر
المومنینؑ کی رسولخدا کے نزدیک انکو معلوم ہوئی القصہ حضرت بتاسی رسول اللہ اپنے احرام پر قائم تھے۔ لیکن بہت سے مسلمان
ایسے تھے کہ ہدی اپنے ساتھ نہ رکھتے تھے انکے لئے آیہ شریفہ نازل ہوئی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنے حج و عمرہ کو خدا کے
لئے تمام کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر مجھکو پیشتر معلوم ہوتا کہ حق تعالیٰ تمام عمرہ کا امر کریگا تو ہدی ساتھ نہ لاتا جن لوگوں نے
سیاق ہدی نہیں کیا چاہئے کہ بنیت حج سے عمرہ کی طرف عدول کریں اور محل ہوجائیں سراقہ بن مالک نے عرض کی یا رسول اللہ
یہ حکم خاص اس سال کے لئے ہے یا کہ ہمیشہ کے واسطے حضرت نے انگشتہائے مبارک ایک ہاتھ کی دوسرے کی انگلیوں میں

داخل کرکے فرمایا کہ عمرہ داخل حج ہوا اسطرح پر اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا پس بعض آدمیوں نے اطاعت کی اور محل ہوتے اور باقی احرام پر رہے۔ سنے کہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا بھی چونکہ ہدی ساتھ نہ رکھتی تھیں محل ہوگئیں روایت ہے کہ امیر المومنین نے کہ تازہ یمن سے آئے تھے جب کہ فاطمہ کو محل دیکھا اور بوئے خوش آنحضرت سے استشمام کی اور جامہ رنگیز جسم اطہر پر مشاہدہ کئے تو کہا اے فاطمہ تم کس لئے قبل از وقت محل ہوئیں آپنے فرمایا کہ رسول اللہ نے ایسا ارشاد فرمایا غرض اہل اطاعت محل ہوتے اور نافرمانوں نے مخالفت پر اصرار کیا اور ظاہر یہہ کیا کہ رسول اللہ احرام میں گرد آلود و ژولیدہ مو ہیں ہم کو کیا زیبا ہے کہ نہا دھو کر خوشبو لگائیں اور عورات کے ساتھ ہم بستر ہوں حضرت تعمیل ارشاد میں یہ حیلے حوالے سُنکر بہت ناخوش ہوئے اور مکرر فرمایا اگر میں سیاق ہدی نہ کرتا تو البتہ حج سے عمرہ کیطرف عدول کرکے محل ہوجاتا جو کوئی قربانی نہیں رکھتا چاہئے کہ محل ہوجائے مگر اہل خلاف میں ذرا اثر نہ کیا سرگروہ اہل عصیان حضرت عمر بن الخطاب تھے جیسا کہ پیشتر صلح حدیبیہ کے موقع پر رسولخدا نے سر منڈانے یا بال کتروانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے قبول نہ کیا تھا اسیطرح اب بھی مخالفت پر تُلے ہوتے تھے حضرت نے انکو بُلا کر پوچھا اے عمر تو کس لئے مُحل نہیں ہوا کیا تو نے سیاق ہدی کیا ہے کہا نہیں فرمایا تو پھر کس لئے مُحل نہیں ہوتا حالانکہ مینے مکرر امر کیا ہے کہ جس نے سیاق ہدی نہیں کیا محل ہوجائے کہا میں محل نہونگا تا وقتیکہ آپ احرام میں ہیں فرمایا تو حج تمتع پر مرتے دم تک ایمان نہ لائیگا **مؤلف کہتا ہے** کہ حج تمتع یہہ ہے کہ میقات سے نیت عمرہ تمتع کریں اور مکہ پہنچکر طواف و سعی وغیرہ کے بعد محل ہوجائیں بعدازاں ۸ ذی الحجہ کو احرام حج باندھیں۔ چونکہ اسمیں حج و عمرہ بایکدگر مرتبط و متصل ہیں اور ایک احلال موجب انتفاع و التذاذ درمیان حائل اس لئے اس حج کو حج تمتع کہتے ہیں آگے صرف حج قران و حج افراد تھے۔ یعنے جو لوگ سیاق ہدی کرتے تھے وہ حج قران کرتے تھے ورنہ حج افراد حجۃ الوداع میں حضرت رسولخدا نے بموجب آیۂ وافی ہدایہ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ قربانی ہمراہ نہ لانے والوں کو امر کیا کہ حج افراد سے عمرہ کی نیت کی طرف عدول کریں اور حج تمتع بجا لائیں خلیفہ ثانی نے مع دیگر متمردین کے اس کی قبول سے انکار کیا اور نہ صرف اسوقت بلکہ جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا وہ عمر بھر کبھی حج تمتع پر ایمان نہ لائے اور ہمیشہ اس انکار پر اصرار رکھتے تھے جیسا کہ متعہ عورات کے بھی منکر رہے تا اینکہ اپنے عہد خلافت میں برخلاف خدا و رسول دونو قسم کے متعہ سے بدیں عبارت ممانعت فرمائی متعتان کانتا فی عهد رسول الله انا احرمهما و اعاقب علیهما متعة النساء و متعة الحج دو متعہ عہد رسولخدا میں تھے میں دونو کو حرام کرتا ہوں اور ان پر عذاب کرتا ہوں ایک متعہ زنان دوسرا متعہ حج یہ عبارت ہے کہ قریب قریب تمام کتب معتبرہ سُنی و شیعہ میں آپسے نقل ہوئی ہے اور گویا متواترات اسلامیہ سے ہے۔ اب ذرا ابن سینہ زوری کو ملاحظہ کیجئے کہ دو متعہ زمانہ رسول اللہ میں تھے میں انکو حرام کرتا ہوں۔ بھلا آپ کو حرام ہی کرنا تھا تو عہد رسول اللہ کے حوالے کی کون ضرورت تھی یہہ تو صریح مشاقہ و معاندہ با خدا و رسول ہوا اور اہل مشاقہ پر جو وعید شدید قرآن میں ہے اسکو

کون نہیں جانتا و من یشاقق الرسول الخ ترجمہ اور جو کوئی خلاف کرے پیغمبر کے بعد اس کے کہ راہ ہدایت اس کے لئے ظاہر ہوجاتے اور مومنوں کے مخالف راستے کی پیروی کرے۔ چھوڑدیں گے ہم اسکو اسپر جسکو کہ اختیار کیا اس نے اور ڈالیں گے اسکو جہنم میں اور بُری بازگشت ہے وہ جہنم) باوجود اسکے اہل سُنت کی خلیفہ صاحب کی حمایت و ہوا خواہی بھی تماشا گاہ اہل انصاف ہے یہ تو حال متعہ کی حرمت کا ہے کہ خود اس کے حرام کرنیوالے بھی عہد رسول میں اسے مروج بتلاتے ہیں تسپر یہہ حضرات شیعوں سے اُلجھتے ہیں اور متعہ النسا کو زنا بتلاتے ہیں اور اتنا خیال نہیں کرتے کہ متعہ سدباب زنا ہے نہ کہ العیاذ باللہ خود زنا قال امام البررہ لولا ما نهی عمر عن المتعة ما زنی الا شقی امام ابرار حیدر کرار فرماتے ہیں کہ اگر عمر متعہ سے لوگوں کو منع نہ کرتا تو مسلمانوں میں کوئی شقی ہی زنا کرتا تو کرتا بالجملہ متعتین آنحضرات کے زمانے سے اسلام سے نہ معدوم ہوئے اور نہ آئندہ معدوم ہونگے شیعہ علی العموم انکے قائل اور کاربند ہیں سنیوں سے بھی فرقہ مالکیہ متعہ النساء کو حلال جانتا ہے تو ایک چوتھائی انسے بھی نکل گئی اب متعۃ الحج کی سُنئے بخاری و مسلم میں مروان بن حکم سے روایت کی ہے کہ مقام عسفان میں علیؑ و عثمان کے درمیان نزاع ہوئی عثمان لوگوں کو حج تمتع سے منع کرتے تھے حضرت امیرؑ نے یہ سُنکر صدائے لبیک بعمرہ تمتع بلند کی اور فرمایا لبیک بعمرة وحجة عثمان نے کہا میں حج تمتع سے منع کرتا ہوں اور تم صریح میرے مخالفت کرتے ہو آپنے فرمایا میں کسی کے کہنے سے سُنت رسول اللہ کو نچھوڑونگا اور صحیح مسلم میں مُطرف سے روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مجھ سے کہا کہ میں آج ایک حدیث تجھسے نقل کرتا ہوں شاید کہ حق تعالیٰ تجھکو اس سے نفع بخشے تو جان کہ رسول اللہ نے اپنے اہل سے ایک گروہ کو عشر ذی الحجہ میں عمرہ بجا لانیکا حکم دیا پھر کوئی آیہ نازل نہیں ہوئی کہ اسکو منسوخ کرے اور آنحضرت نے منع نہ کیا جبتک کہ دنیا سے تشریف لیگئے اس کے بعد ایک مرد نے اپنی رائے سے جو چاہا سو کہدیا القصہ آٹھویں ذی الحجہ کو بوقت زوال آفتاب آپنے حکم دیا کہ سب لوگ احرام حج باندھیں اور تلبیہ گویان مکہ سے برآمد ہوکر منیٰ میں داخل ہوتے چنانچہ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ صبح کی نمازیں منیٰ میں پڑھیں صبح روز نہم ذی الحجہ متوجہ عرفات ہوئے اور مشعر الحرام سے گزرکر عرفات میں پہنچے نمرہ میں درختان اراک[1] کے نزدیک خیمہ رسالت برپا ہوا اور تا غروب آفتاب وہاں وقوف فرمایا کہ نماز ظہر و عصر اس جگہ ادا ہوئی بعد غروب وہاں سے سوار ہوکر مشعر الحرام میں تشریف فرما ہوئے اور مغرب عشا کو ادا کیا اور وہیں شب باش ہوتے علی الصباح روز عید مشعر سے کوچ کرکے منیٰ میں آئے اور رمی جمرہ عقبہ کے بعد قربانی کی امیر المومنینؑ نے بھی آپ کے ساتھ قربانی کی حضرت رسولخدا نے امر کیا کہ تمام شتران قربانی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر ایک دیگچہ میں پکائیں جب یہ سو بوٹیوں کی ہنڈیا پک کر تیار ہوگئی تو نبی و وصی نے باہم بیٹھکر اسمیں سے تناول کیا اس طرح پر گویا تمام قربانی سے کھانا کھایا بعد ازاں موئے سر منڈوائے اور مکہ میں آکر طواف خانہ کعبہ و سعی مابین صفا و مروہ بجا لائے اور اسی روز منا کو واپس تشریف لیگئے جہاں کہ گیارہویں بارہویں تیرہویں تین روز ایام تشریق کے قیام کیا تیرہویں کو

[1] اراک درخت پیلو جسکی لکڑی سے مسواک کرتے ہیں *

جمرات سہ گانہ کو رمی کرکے مکہ تشریف لائے اور مناسک حج تمام ہوتے روایت ہے کہ دوسرے روز ایام تشریق سے سورۂ اذا جاء نصر اللہ اُن حضرت پر نازل ہوئی چونکہ اسمیں فتح و نصرت الٰہی اور لوگوں کی فوج فوج دین اسلام میں داخل ہونیکی خبر دی گئی تھی معلوم ہوا کہ یہہ اشارہ ہے کہ آپ دین خدا کو جس قدر مقصود ایزدی تھا رواج دے چکے اب زمان ناگزیر پیش ہے تسبیح و استغفار کرنا چاہئے پس حضرت اپنے ناقہ موسومہ عضبا پر سوار ہوئے اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا کیا کہ بہت سے احکام حلال و حرام اسمیں بیان کئے بعد ازاں فرمایا ایہا الناس میں دو شے عظیم تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میرے اہل بیت چنگ مارو انکے دامن میں اور تمسک کرو انسے تاکہ گمراہی سے بچو۔ پھر فرمایا کہ حاضرین کو چاہئے کہ یہہ باتیں غائبوں کو پہنچائیں **نصب کردن حضرت بشیر نذیر امیر کل امیر را بخلافت خویش** بمقام **خم غدیر** حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدا جس اصرار کے ساتھ خلافت جناب امیرؑ کا اعلان فرمایا اور جیسے بار بار اس پر ایمان لانے اور کاربند ہونیکی اُمت کو تاکید فرمائی ایسی کسی امر شرعی کے رواج دینے میں سعی نہیں کی اور کیونکر کرتے ایسا امر اہم و ضروری بھی تو کوئی دوسرا نہ تھا جیسے آپ کی نبوت کا اقرار اصل ایمان ہے ویسے ہی ولایت و امامت امیر المومنینؑ کا اذعان دین اسلام کی جان مگر افسوس کہ بہت بڑا گروہ اس اُمت کا اس اصل اصیل کا منکر ہی رہا سچ یہہ ہے کہ شیطان لعین کا وار چل گیا اور اس نے خلقت کو گمراہ کر ڈالا اور اس طرح مسلمانوں کی مجموعی طاقت و شکوہ و شوکت کا خون ہو گیا اگر سُنی و شیعہ کا یہ خلافت کا اختلاف نہوتا تو آج دنیا بھر کے مسلمان باہم شیر و شکر ہوتے یہہ کیوں ہوتا کہ وہ اِسے دیکھتا ہے تو موہنہ چڑھا کر کُپا کر لیتا ہے کہ خلیفوں کا دشمن بدگوئی سلف رافضی۔ کافر۔ آتا ہے اس سے سلام علیک نہ کرنی چاہئے ادھر یہہ ہے غاصبوں کا پیرو عدو آل نبی ناصبی وغیرہ کہکر اعراض ہی مناسب جانتا ہے پوری صفائی نہ اِدھر سے ہے نہ اُدھر سے۔ جہاں کہیں دنیوی تعلقات کی وجہہ سے گونہ ارتباط ہے بھی تو خالص نہیں اختلاف مذہبی سنیوں میں کھٹک ہی جاتا ہے یہ صورت ہندوستان میں ہے جہاں سرکار انگریزی کے سایہ میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتی ہیں جس جگہہ انکی اپنی حکومت ہے وہاں کا تو ذکر ہی کیا ہے ان سب باتوں کا اصل اصول یہی خلافت کا تنازع ہے دوسری بات نہیں۔ حضرت رسولخدا کو ابتدا سے اسمیں اہتمام تام تھا کہ جیسا یہ امر ضروری و شاندار ہے ویسا ہی اس کی اشاعت بھی بوجہ اکمل بتکرار ہونی چاہئے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت نے خلافت مرتضویہ کا بنیادی پتھر اسوقت رکھا جبکہ آیہ شریفہ وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ نازل ہوئی ہے پہلے طعام قلیل سے جماعت کثیر کو سیر کرکے معجزہ باہرہ دکھلایا پھر خلافت و امامت حضرت امیرؑ کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ کفار براہ طنز حضرت ابوطالب کو کہتے تھے لیھنك الیوم ان دخلت فی دین ابن اخیك فقد جعل ابنك اَمِيرًا عَلَيْكَ تمکو آج کا دن مبارک ہو کہ اپنے بھتیجے کے دین میں داخل ہوتے اور اس نے تمہارے بیٹے کو تم پر امیر مقرر کیا۔ بعد ازاں تھوڑے عرصے کے بعد بمدینہ سفر

ہجرت کی تو آنحضرت کو اپنا وصی و خلیفہ کرکے اپنی جگہہ بلکہ اپنے بستر پر اپنی چادر کے تلے عین تلواروں کے سایہ میں چھوڑ گئے تاکہ آپکی کامل شجاعت اور خالص محبت اور سچی اطاعت ہر ایک کو معلوم ہو۔ اور حجت خدا تمام ہوجائے اور لوگوں کی امانتیں انکو پہنچ جائیں۔ پھر نزول آیہ وافی ہدایہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ الخ سے جس خوبی و صفائی کے ساتھ خدا و رسول کیطرف سے اس امر کا اظہار ہوا محتاج بیان نہیں۔ پھر غزوۂ تبوک پر رسول اللہ نے سفر دور کا ارادہ کیا تو آنحضرتؐ کو مدینہ میں اپنا وصی و جانشین کرکے کہا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ ہارون موسےٰ سے تھا فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد نبی نہوگا۔ پھر ابلاغ سورۂ برات میں تنہا خلافت حضرت مرتضوی ہی کا اظہار نہیں ہوا بلکہ اوروں سے اس کی نفی کا بڑے زور شور سے اشتہار دیا گیا۔ مگر واہ رے اُمت کہ اُسنے بھی ابوبکر کو خلیفہ بنا کر ہی چھوڑا گو خدا و رسول نے چند آیتیں بکر لینے واپس لے لیں اور پکار کر کہدیا کہ یہہ انکے پہنچانے کے لائق ہی نہیں مگر وہ کب مانتے تھے شاباش۔ مذکورہ بالا قصص کہ ہم انکو بتفصیل اس کتاب میں کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں اعلان خلافت کے مشہور اور معرکہ کے مقامات ہیں ورنہ کتب اہل سُنت میں تلاش کیا جائے تو صدہا ہزارہا مواقعات پر اس کی تصریح موجود ہے چنانچہ ہم نے بھی موقعہ بموقعہ ایسی روایات نقل کی ہیں ابھی حضرت امیرؑ کے یمن کو تشریف لیجانے کے بیان میں خالد ولید کی شرارت اور اپنی امنگ سے بریدۂ اسلمی نے آنحضرتؐ کی شکایت کرکے پیشگاہ پیغمبر سے جو انعام پایا ناظرین کو بھولا نہوگا اس موقعہ پر بھی حضرت نے ڈنکے کی چوٹ کہدیا کہ میں اور علیؑ دو قالب اور ایک جان ہیں وہی میرے بعد اُمت کے ولی و صاحب اختیار ہونگے۔ کوئی انکی نافرمانی نہ کرے یا بُرَیْدَۃ لَا تُعْصِیَنَّ عَلِیًّا فَاِنَّهٗ مِنِّي وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ الْاَمْرِ بَعْدِي متواترات سے ہے اب ہم اُس قصہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں جس کے سامنے مذکورہ بالا تنبیہیں اور تاکیدیں پاسنگ کے برابر بھی نہیں کیونکہ یہہ بخلاف سو دو سو ہزار دو ہزار غایت درجہ پانچ سات ہزار آدمیوں کے سامنے واقع ہوتے تھے خطبۂ غدیر خم جس کا حال ہم اس جگہ بیان کرینوالے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے سامنے پڑھا گیا۔ اور تمام سے آپ کی امامت و وصایت کا اقرار لیا گیا ؛ **پس واضح** رہے کہ سفر مکہ و جمعیت مسلمانان سے اس موقع پر خدا اور رسول کو دو امر ملحوظ و مقصود تھے ایک مناسک حج و احکام حلال و حرام کا لوگوں کو تعلیم کرنا دوسرا امامت و خلافت امیر المومنینؑ کا عام طور سے اعلان فرمانا پہلا امر بطریق اجمال بخیر گزارش ہوا دوسرے کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب سے بار بار تاکید ہوتی تھی مگر رسولخدا بخوف اصحاب منافقین و دشمنان اہلبیت طاہرین اس کے اظہار میں تامل فرماتے تھے تا اینکہ حضرت عرفات میں تشریف رکھتے تھے کہ اس بارے میں مفصل وحی ہوئی جبرئیل امین رب العالمین کی طرف سے نازل ہوئے اور بعد تحفۂ سلام یہہ پیغام پہنچایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے محمدؐ اجل تمہارے نزدیک پہنچی اور عمر آخر ہوئی پس وصی و جانشین کرو اپنا علی بن ابی طالب کو اور علوم گزشتہ و آئندہ کہ تمہارے پاس ودیعت ہیں اور سلاح انبیا و تابوت سکینہ وغیرہ علامات و معجزات پیغمبران کہ تم رکھتے ہو سب آنحضرت کو تسلیم کرو اور عَلَم و نشان قرار دو

انکے تئیں درمیان اُمّت کے کہ لوگ ان سے ہدایت پائیں اور تازہ کروا ہے عہد و پیمان کو کہ ان کے مُقدمے میں تم نے خلقت
کے ساتھ کئے ہیں اور یاد دلاؤ انکی ولایت و امامت کو کہ ہم پیشتر تمہارے پاس بھیج چکے ہیں تحقیق کہ میں نے کسی پیغمبر کی روح کو
قبض نہیں کیا الّا یہہ اس کے دین کو کامل اور نعمت کو تمام گردانا اپنے دوستوں کی ولایت اور دشمنوں کی دشمنی کے ساتھ
اس لئے کہ میں زمین کو کبھی امام و پیشوا کے خلائق سے خالی نہیں چھوڑتا تاکہ حُجّت میری خلق پر تمام ہو پس کامل کیا میں نے اس دین کو
اور تمام کیا اپنی نعمت کو ساتھ ولایت ولی اپنے علی بن ابی طالبؑ کے کہ وہ مولا ہر مومن و مومنہ کا ہے اور وصی و جانشین ہے
میرے پیغمبر کا اور خلیفہ اس کا ہے اس کی اُمّت پر بعد اس کے اور حُجّت کاملہ خدا ہے اس کی اطاعت بعینہ مثل محمدؐ
کے اطاعت کے ہے اور محمدؐ کی اطاعت مثل طاعت خدا سب پر فرض ہے پس جس نے اسکو پہچانا مومن ہوا اور جس نے
انکار کیا وہ کافر ہے۔ حضرت رسولخدا کو اندیشہ تھا کہ مبادا اہل شقاق و نفاق پراگندہ ہو جائیں اور کفر جاہلیت کی طرف
رجوع کریں کیونکہ امیرالمومنینؑ کے ساتھ انکی عداوت آپ کو بخوبی معلوم تھی اور جو کینے انحضرت کی طرف سے سینوں میں
بھرے ہوئے تھے اس جناب پر روشن تھے لاجرم تبلیغ رسالت میں تاخیر فرماتے تھے تا اینکہ مسجد خیف میں پھر وحی آئی
کہ ولایت و امامت انحضرت کو ان لوگوں تک پہنچایا اور سب کے مواجہہ میں آپ کو قائم مقام بنانا چاہیے۔ مگر وعدہ حفاظت
از شر اہل عداوت اس کے ساتھ نہ تھا اس لئے آپ متامل تھے حقیقت یہ ہے کہ ان احکام میں التعیین وقت نہ تھا اگر
وقت تبلیغ معین ہو جاتا تو اس سے تجاوز ممکن نہ تھا پس حضرت موقعہ مناسب کہ شرارت اعدا سے حفاظت رہے ڈھونڈتے
تھے کہ مناسک حج سے فراغت پاکر متوجہ مدینہ منورہ ہوتے تو موضع کراع الغمیم پر پھر اس کی تاکید ہوئی آپ نے فرمایا
اے برادر جبرئیل یہ لوگ قریب العہد بکفر اور علیؑ کے ہاتھ سے صدمہ اٹھائے ہوئے ہیں مجھکو خوف ہے کہ میری تکذیب
کریں اور میر المنا انکے مقدمے میں قبول نہ کریں پس اٹھارہویں ذی الحجہ کو جبکہ موکب ہمایوں نواحی غدیر خم سے گزر رہا تھا
عین تمازت آفتاب کیوقت یکایک خطاب باعتاب مع وعدہ عصمت و حفاظت جانب رب العزت سے صادر ہوا
یعنی اس آیہ شریفہ نے شرف نزول پایا یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اے رسول ہمارے پہنچاؤ ان
لوگوں کو جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تم پر تمہارے پروردگار کی جانب سے دربارہ ولایت و امامت علی بن ابی طالبؑ کے فَاِنْ
لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ اور جو نہ پہنچایا تم نے اسکو تو چونکہ یہہ امر جزو اعظم دین و ضروری اسلام ہے تم نے رسالت اپنے
پروردگار کی ادا ہی نہیں کی وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور دلجمعی رکھو شر اشرار سے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے
محفوظ رکھے گا تفسیر نیشاپوری تفسیر ثعلبی و تفسیر درمنثور سیوطی تفسیر اسباب نزول وغیرہ کتب معتبرہ اہل سُنّت سے ظاہر ہے کہ یہہ
آیہ روز غدیر جناب امیرؑ کے باب میں نازل ہوئی اور مناقب ابن مردویہ وغیرہ میں عبداللہ مسعود سے روایت ہے کہ
عہد کرامت حضرت رسالت میں اسکو اس طرح پر پڑھتے تھے یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ

اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی نام انحضرت کا اور ولایت آپ کی جمیع مومنین پر جسکا ابلاغ منظور تھا بصریح آیہ شریفہ
میں موجود تھی لبعد زمانہ رسولخدا کے وردو دین کے دل سوزوں نے لفظان عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کو اسمیں سے نکالڈالا۔ الغرض
سواری رسالت پناہ کی عین غدیر خم کے محاذ میں تھی اور اگلا حصہ لشکر کا مقام جحفہ تک کوئی تین میل آگے بڑھ گیا تھا دن کے
گیارہ بجے کے وقت یہہ تہدیدی خطاب پہنچا۔ دوپہر کا وقت گرمی کا موسم عرب کا ملک میدان کی دھوپ مگر حکم حاکم حقیقی سے
فوراً شتر کی باگ روک لی اور مناویوں کو حکم دیا کہ جو لوگ آگے نکل گئے ہیں انکو واپس بلائیں اور پیچھے آنیوالوں کو روکیں کہ
آگے جانے نہ پائیں پس باشارہ جبرئیل راستے سے قدرے دہنے ہاتھ کو میل کرکے مقام خم غدیر میں جہاں پر کہ اب مسجد بنی ہوئی
ہے تشریف لائے اور سواری سے اُترے اصحاب بھی آپکے ساتھ اُترے اس جگہہ کوئی سامان مسافروں کے آسائش و آرام کا نہ
تھا اس لئے یہاں منزل کرنا اصلاً معمول نہ تھا پس اس صحرائی خالی میں ایسی تیز دھوپکے وقت راہ گیروں کے ٹھیرانے سے مصلحت
الٰہی یہہ تھی کہ اس امر جلیل القدر کی عظمت سب کو معلوم ہو اور اس کی ضروری ہونیکو جان جائیں اور نیز یہاں سے راستے قبائل کے
جدا ہونے تھے آگے بڑھنے میں اندیشہ تھا کہ جمعیت متفرق ہو جاتی گی لہذا پس ماندے رُک لئے گئے اور آگے والے حکماً لوٹائے
گئے اور آپنے حکم دیا کہ درختوں کے نیچے کی جگہہ خس و خار سے صاف کریں اور پالان شتران سے ایک جاتے بلند مثل ممبر کے
آراستہ ہو روضۃ الصفا میں اعلام الورٰے اور ربیع الابرار سے نقل کیا ہے پس حضرت فرمود تا زیر درختان آنموضع را
صفا دادند و پالانہائے شتران راجمع کردہ بزیر یکدگر نہادند باشارت آنحضرت آنگاہ بلال مؤذن ندا کرد الصّلوٰۃ جامعۃ و بروایتے
ندا کرد حیّ علیٰ خیر العمل خلق مجتمع گشتہ رسول اللہ بر بالائے آں پالانہا بر آمد و علی نیز بامر آں سرور بآں موضع بر آمدہ در
پہلوئے راست او بایستاد۔ اسوقت بھی عجیب عالم و طرفہ سمان تھا۔ لاکھ سوا لاکھ آدمیوں کا ایک جگہہ جمگھٹ آفتاب آسمان کے
بیچوں بیچ اپنی پوری تمازت اور تیزی سے سر پر کھڑا آنکھیں دکھا رہا ہے تلے عرب کی پتھریلی جھلجھلاتی زمین پاؤں میں آبلے
ڈالے دیتی ہے ہر طرف جہاں تک دیکھئے ایک دشت پُر خار سایہ کا نام نہیں کیا ہوا جو دو چار پیڑ گرمی کے مارے لوؤں سے
کملائے ایک طرف کو دکھائی دیتے ہیں لئے کیا ہو سکتا ہے مثل مشہور ہے ایک انار سو بیمار وہ کس کس پر سایہ کرتے پھریں۔ مجبور
ہوکر لوگوں نے چادریں سروں پر تان لیں کہ بھیجا نہ پک جائے بعضوں نے کپڑے تہ کرکے پیروں کے نیچے دے لئے کہ جلتا جلتی
ریت سے بچیں آسنا ہی غنیمت ہے ایک اونچی جگہہ پر رسولخدا انکے دہنے ہاتھ کو علی مرتضےٰ اس طرح پاس پاس کھڑے ہیں کہ گویا
چاند سورج نے ایک بُرج سے سر نکالا ہے مومنین با صدق و یقین کی آنکھیں حضرت خاتم المرسلین کی طرف لگی ہیں کہ کیا
زبان مبارک سے ارشاد ہوتا ہے جو کچھ حضرت فرمائینگے یہہ ضرور اسیر آمنّا و صدّقنا کا شور مچائیں گے۔ ادھر یار لوگ بھی تاڑ گئے
ہیں کہ کوئی انوکھی بات نہیں وہی اساطیر الاوّلین ہے جسکو سنتے سنتے کان بہرے ہوگئے جو ہمیشہ کھڑے بیٹھے صاف صاف اور
اشارے کنایہ سے فرمایا کئے ہیں آج اسکی تاکید مزید ہوگی بھائی کو بلا کر برابر کھڑا کرنا پکار کر یہی کہہ رہا ہے کہ انکی خلافت کا ذکر ہے

عبارت روضۃ الصفا

خطبہ روز غدیر

نیر سر دست تو اس کا کیا تدارک ہو سکتا ہے اب تو بجز اس کے کچھ چارہ نہیں کہ جیسا کچھ کہیں وہم بخوشی سن لو بلکہ اظہار رضامندی
میں ایک قدم اوروں سے آگے ہی بڑھا رہے تو بہتر ہے تاکہ کسیکو بدگمانی کی گنجائش نہ ملے۔ جو کچھ بخ بخ وہزا لنسبے کرتے بنے
کر لینے وو بروقت ہم بھی دیکھ لیں گے کہ یہ بیل کیسی منڈھے چڑھتی ہے ادھر سے بھی اس کے جواب میں وہ تدبیر ہو کہ انشاء اللہ
تسمہ لگا نہ رہے ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کسکی طرف اشارہ ہے یہہ وہ بزرگ ہیں جو جلسہ کے ختم ہوتے ہی سب سے پہلے بخٍ
بخٍ لک یا ابن ابی طالب الخ پکاری تھی اور پھر جلدی ہی صحیفہ مشومہ کی تیاری میں سرگرم ہو گئے۔ چنانچہ ابھی اسکا
بیان آتا ہے۔ القصہ یہاں تو پیٹ میں یہہ کھلبلی پڑی ہوئی تھی اور وہاں حضرت افصح عرب وعجم نے زبان گوہر بار کو کھولا اور
ایک خطبہ مشتمل بر حمد وثنائے جناب احدیت وپند ونصیحت امت اس طلاقت وذلاقت سے ادا کیا کہ بڑے بڑے فصحاو
بلغا محو سماعت تھے یہہ خطبہ تمامہا کتب مبسوطہ میں منقول ہے یہاں بنظر اختصار بہت سا اس سے چھوڑ دیا گیا پس حضرت نے
اپنی رحلت کی خبر دی فرمایا انی قد دعیت ویوشک ان اجیب وقد حان منی حقوق من بین اظہرکم ایہا الناس مجھکو
مرگ کیطرف بلایا ہے عنقریب اجابت کرنیوالا ہوں تحقیق کہ وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان سے غائب
وپوشیدہ ہو جاؤں انی مخلف فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا من بعدی کتاب اللہ وعترتی میں تمہارے درمیان
دو شے چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اس سے تمسک کرو گے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہو گے وہ شے کتاب خدا اور میری عترت ہے
ان اللطیف الخبیر اخبرنی بانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض تحقیق کہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھکو خبر دی ہے کہ یہ دونو
ایک دوسرے سے کبھی جدا نہونگے جبتک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں پس فرمایا اللہم ہل بلغت پروردگارا
آیا میں نے تیری رسالت پہنچائی پھر اور مناقب ومفاخر امیر المومنین بیان کئے اور ہر فصل کے بعد کہتے تھے اللہم ہل بلغت تا اینکہ
آخر میں باواز بلند فرمایا الست اولی بکم من انفسکم آیا تمہارے لئے تم سے میں اولے بتصرف نہیں ہوں۔ بروایتے کہا
الستم تعلمون انی اولی بکم من انفسکم یعنی تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے نفسوں سے تمہارے لئے اولی بتصرف ہوں
بروایت مشکوۃ دو مرتبہ اس عبارت کو کہا اور صواعق محرقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ فرمایا۔ سب نے کہا بیشک آپ ایسی ہی ہیں
یعنی ہم سے زیادہ ہم پر اختیار رکھنے والے ہیں جب سب سے یہ اقرار لے لیا اسوقت امیر المومنین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر
بلند کیا بحدیکہ سفیدی بغل دونو کی دکھائی دی بروایت روضۃ الصفا دست علی را گرفتہ از پا لا نہائے شتر برداشت چنانکہ قدم
امیر بزانوئے پیغمبر رسید یہ بڑی طاقت کا کام تھا سو آپ کی طاقت میں شک ہی کسے ہے پس فرمایا من کنت مولاہ فہذا
علی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ جس کا میں مولے وآقا ہوں
یہ علی اسکا مولا وآقا ہے بار الٰہا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو اسے دشمن رکھے اور نصرت و
یاری کر اس کی جو علی کی نصرت ویاری کرے اور ترک نصرت کر اور مخذول فرما اس کے تئیں جو علی کو مخذول کرے۔ اور فقرہ

عبارت روضۃ الاحباب

عبارت روضۃ الاحباب

میں ہے فرمود الست اولی بالمؤمنین من انفسہم یعنے آیا نیستم من اولے بمومنان از نفسہائے ایشان و روایتے آنکہ فرمود
گویا مرا بعالم بقا خوانندہ ومن اجابت نمودم بدانید کہ من درمیان شما دو امر عظیم میگزارم یکے از دیگرے بزرگتر است
قرآن واہل البیت من بہ بینید واحتیاط کنید بعد از من کہ باین دو امر چگونہ سلوک خواہید نمود ورعایت حقوق آنہا چہ
کیفیت خواہید کرد وآن دو امر از یکدگر ہرگز جدا نخواہند شد تا در لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود۔ بدرستیکہ
خدائے تعالیٰ مولائے من است ومن مولائے جمیع مومنانم بعد ازاں دست علی را بگرفت فرمود من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ
حیث کان یعنے دعائے مذکورہ بالا کے سوا اس قدر اور دعا کی کہ خداوندا گردش دے حق کو جسطرف کہ علی گردش
کرے۔ الغرض بعد اتمام خطبہ آپنے پھر فرمایا اللہم ہل بلغت پھر اصحاب سے کہا میں نے تمکو حکم خدا تعالے پہنچایا آیا تم
سنا سب نے کہا ہاں ہم نے سنا فرمایا اللہم اشہد علیہم خداوندا تو ان پر شاہد رہیو پس ممبر سے اترے اور دو رکعت نماز
پڑھی اسوقت زوال آفتاب ہو گیا تھا مؤذن نے اذان ظہر کی کہی اور آپنے نماز ظہر بجماعت ادا کی واضح رہے
کہ یہ حدیث مشہور ومتواتر ہے فریقین سے کوئی اس کی صحت وتواتر میں کلام نہیں کر سکتا شیخ ابن حجر مکی صواعق
محرقہ میں کہتا ہے کہ یہہ حدیث صحیح ہے بلا شک وشبہ اور بزرگان محدثین نے مثل ترمذی ونسائی واحمد بن حنبل کے
اسکو روایت کیا ہے اور طرق اس کے بہت زیادہ کثرت سے ہیں چنانچہ سولہ صحابیوں نے اسکو پیغمبر خدا سے
روایت کیا ہے حالانکہ اس سے بیشتر یہی ابن حجر روایت پیشمازی ابو بکر کو آٹھ صحابیوں کی روایت کے دعوی سے
متواتر کہہ چکا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ بروایت احمد بن حنبل تیس صحابی نے حدیث غدیر کو رسول خدا سے سنا اور عہد خلافت
امیر المومنین علی بن ابی طالب میں جب اس پر نزاع ہوئی تو اس کی شہادت دی اور نیز ابن حجر مذکور اکثر اسناد اسکی
صحیح وحسن بتاتا ہے اور رد کرتا ہے قول اسکا جس نے فقرہ اللہم وال من والاہ الخ کو وضعی کہا ہے یہہ حال اس کتاب کا
ہے جو خاص ابطال مذہب شیعہ کے لئے لکھی گئی ہے اور جسکا نام بکمال سوز وگداز صواعق محرقہ (برقہائے سوزندہ) فی الرد
علی اہل البدع والزندقہ رکھا ہے ورنہ راوی اس حدیث شریف کے بقول دیگر اہل سنت سیکڑوں ہیں ابن مغازلی
شافعی کتاب مناقب میں کہتا ہے کہ اسکو تقریباً سو صحابیوں نے نقل کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ انہیں داخل ہیں یہ حدیث
ثابت وواقع ہے مجھکو معلوم نہیں کہ علی کس لئے اس فضیلت سے مخصوص ہوئے اور کس لئے کوئی دوسرا انکا شریک
نہوا۔ اور ابو العباس ہمدانی مشہور بہ ابن عقدہ نے ایک کتاب مسمی بولایت خاص اس باب میں لکھی ہے اور اس میں
اس حدیث کو ایک سو پانچ طریق سے روایت کیا ہے۔ اور شیخ عماد الدین ابن کثیر شامی شافعی اپنی تاریخ کبیر میں محمد
بن جریر طبری کے حال میں لکھتا ہے کہ اس نے ایک کتاب ضخیم دو جلد وہمیں لکھی ہے جسمیں روایات حدیث غدیر خم کو

جمع کیا ہے۔ اور ابو المعالی جوینی معروف بامام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ وہ تعجب کرتا تھا کہ میں نے بغداد میں ایک کتاب ایک صحاف کے پاس دیکھی کہ اس کی پشت پر یہہ عبارت تحریر تھی المجلد الثامن والعشرون من طرق حدیث مَن کُنتُ مَولاہ فھذا علیٌّ مَولاہ کہ یہہ اٹھائیسویں جلد ہے بیان طرق حدیث غدیر سے **الحاصل** اس حدیث کی صحت و تواتر میں کلام کرنیوالا تو بریلی کے پاگلخانہ کے لائق ہے نہ کہ ارباب الباب کے جواب خطاب کی قابل اس لئے جب اکثر اہل سنت نے دیکھا کہ اس کی سند میں تو کسی طرح گفتگو کی مجال نہیں اور اسکو اس کے اصلی معنوں پر رہنے دینے میں بھی قباحت عظیم کا سامنا ہے کہ سارا کھیل ہی بگڑا جاتا ہے یعنے خلافت خلفاء ثلثہ ہی درہم برہم ہوئی جاتی ہے تو وہ اسکی تاویل کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے لفظ مولے بمعنی اولے بتصرف یعنی ولی و امام لغت میں نہیں آیا مراد یہاں دوست یا ناصر ہے یعنے حضرت نے فرمایا ہے کہ جسکا میں دوست ہوں علی اسکا دوست ہے ہم ابو عبیدہ وغیرہ مستند لوگوں کے کلام سے کہ اہل لغت کے دار و مدار ہیں اور انہوں نے مولے کو اولے بتصرف سے تفسیر و تعبیر کیا ہے اس مقام پر قطع نظر کر کے کہتے ہیں کہ مراد اولے بتصرف سے مالک امور و صاحب اختیار یعنے سید و سردار ہے گو لفظ مولے ان معنوں میں زبان عرب میں شائع ہے ہر قبیلہ میں اپنی بزرگوں اور سرگروہوں کو بلفظ مولائی یعنی سید و مطاع و اولے بتصرف خطاب کرتے ہیں بلکہ ان معنوں میں کثرت استعمال کی وجہ سے مولے لفظ عبد کا مقابل قرار پا گیا ہے چنانچہ کہتے ہیں اھانة العبد اھانة المولی کہ غلام کی تحقیر یعنیہ اس کے آقا کی تحقیر ہے۔ ابن اثیر نہایہ میں کہتا ہے وقد تکرر المولی فی الحدیث وھو اسم یقع علی جماعة کثیرة فھو الربّ والمالکُ والسیّد الخ کہ لفظ مولے کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے وہ ایک اسم ہے کہ جماعت کثیر پر مثل رب مالک سید وغیرہ کے بولا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہہ لفظ مالک سردار متولی امور سب معنوں میں بولا جاتا ہے خود ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اقرار کیا ہے کہ مولے چند معنوں میں مشترک ہے اور منجملہ انکے متصرف فی الامر کو شمار کیا ہے پس یہی متصرف فی الامر ہونا یہاں کافی ہے کس لئے کہ جب رسول اللہ نے فرمایا کہ جسکا میں متصرف فی الامر ہوں علی اسکا متصرف فی الامر ہے تو پھر امامت و خلافت میں کیا باقی رہ گیا جس طرح کا تصرف مسلمانوں کے کاروبار میں رسول مختار کو حاصل تھا وہ تمام حیدر کرار کے لئے ثابت ہو گیا۔ علاوہ بر ایں سیاق کلام بلاغت نظام حضرت خیر الانام خود کہہ رہا ہے کہ یہاں بجز امامت کے دوسرے معنے مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ من کنتُ مولاہ کوئی جملہ جداگانہ نہیں وہ فقرہ الست اولی بکم من انفسکم کے بعد اور اسپر متفرع ہے یعنی پہلے آپنے حاضرین سے پوچھا کہ میں تمہارے نفسوں سے اولی بتصرف ہوں یا نہ جب سب نے اسکا اقرار کیا تو آپنے فوراً فرمایا من کنت مولاہ فھذا علیٌّ مولاہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولے سے بھی آپنے وہی اولی بکم من انفسکم والے معنی مراد لئے ہیں ورنہ سیاق کلام بگڑ جائیگا دیگر یہہ کہ الفاظ مشترکہ سے ہمیشہ کوئی خاص معنی بلحاظ قرینے و موقعہ کے سمجھے جایا کرتے ہیں تو اب دیکھنا چاہئے کہ یہاں لفظ مولے سے کن معنوں کے سمجھنے کا موقعہ

ہے ولی امور و اولے بتصرف کا۔ یا جیسا کہ سنی کہتے ہیں دوست اور ناصر کا۔ سو تمام قرائن حالیہ و مقالیہ باواز بلند پکار رہے ہیں کہ اس جگہ سوائے اولے بتصرف یعنے امام و خلیفہ کے کوئی اور معنے ٹھیک ہی نہیں بیٹھتے اول تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس غضب کی تاکید کہ اے نبی ہمارے پہنچا تو اس رسالت کو نہیں پہنچائیگا تو تونے کوئی رسالت ہماری پہنچائی ہی نہیں۔ کیونکہ اکثر محدثین و مفسرین اہل سنت ثعلبی و سیوطی و نیشاپوری وغیرہ نے جیسا کہ پیشتر گزرا اسکا اقرار کیا کہ آیہ یَا اَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغ الخ بروز غدیر امر ولایت امیر المومنین میں نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ کا ایسے نا وقت جلتی دھوپ میں ہزاران ہزار خلق اللہ کو ایک چٹیل میدان میں اتارنا اور آگے گئے ہوؤں کو تین تین کوس سے گھیر کر پیچھے ہٹانا پھر ممبر پر جا کر اپنی رحلت کی خبر دینا اور اس کے ساتھ ہی فضائل و مناقب حضرت امیر کو بیان کرنا کیا یہ سب کچھ اسی لئے تھا کہ جتلایا جائے کہ علی محب یا ناصر مسلمانان ہیں کیا وہ حضرت پہلے انکے دشمن تھے جواب دوست ہوئے کیا آیہ المؤمنونَ والمؤمناتُ بعضُھم اولیاءُ بعض سے یہہ عقدہ حل نہیں ہوا تھا۔ اور کیا آپ کا ناصر اسلام و مسلمین ہونا کسی فرد بشر پر مخفی تھا کیا نصرت اسلام میں جو عظیم مہمات آپکے مبارک ہاتھوں سے سرہوئی تھیں جمادات تک اس کے شاہد نہ تھے۔ پھر ایسے صریح وصاف امر کے اظہار کے لئے کیوں خدا کو ایسا اصرار تھا اور کاہیکو پیغمبر نے اتنی سی بات کے واسطے خلقت کو تہ و بالا کر دیا کیلئے پہاڑ کھود کر ایک گھاس کا تنکا نکالا گیا۔ تعصب بھی کیا بری بلاہے کیسے بڑے معرکہ کے معاملے کو مٹایا جاتا ہے اور کس طرح چاند پر خاک ڈالی جاتی ہے طرفہ یہہ کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر مولے کے معنے اولے بتصرف بھی ہوں تب بھی اتنا ہی ثابت ہو گا کہ وہ حضرت فی وقت من الاوقات خلیفہ تھے خلافت بلا فصل تو اسوقت بھی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے گی۔ سو اسکو سنی بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی چوتھے درجہ پر خلیفہ تھے۔ اس حقیر نے پہلے پہل یہہ تاویل علیل تحفہ عزیزیہ میں دیکھی تھی اور جانتا تھا کہ شاہ صاحب کی جیسی عادت ہے کہ الزام و ہجو خصم کے شوق میں ہر رطب و یابس لکھدیا کرتے ہیں ایسے ہی یہ تجربات بھی انکے قلم سے نکل گئی ہے مگر جب کتابیں دیکھتے دیکھتے معلوم ہوا کہ اصل اس کی ملا سعد الدین تفتازانی سے ہے انہوں نے شرح مقاصد میں اس توجیہ کو لکھا ہے نہ صرف لکھا ہے بلکہ اسپر فخر و ناز کیا ہے کہ یہ ہمارا ہی حصہ ہے کسیکو پہلے سے نہ سوجھی تھی اسوقت بلا مبالغہ عرض ہے کہ مجھکو سخت تعجب ہوا کہ ہیں اتنا بڑا عالم اور ایسی موٹی سمجھ کسی کی قیاس میں آسکتا ہے کہ ایسے بڑے اہتمام سے تو خدا و رسول خلیفہ و امام مقرر کریں مگر چوتھے درجہ کا کریں اور پہلے تین درجوں کا ذکر کبھی بھولکر بھی زبان پر نہ لائیں۔ اتنی بات اس فاضل کے ذہن میں نہ آئی کہ اگر کوئی مرشد مطاع اپنے کسی خاص الخاص مرید کو یا مثلاً کوئی بادشاہ عالیجاہ اپنے قریبی رشتہ دار کو اپنا قائمقام و جانشین کرے اور اپنے مریدوں اور رعایا کو کہے کہ یہہ میرا خلیفہ اور تم سب کا سید و سردار ہے تو کیا اس کارروائی سے ان لوگوں کو یہہ سمجھنا چاہئے کہ وہ شخص اس مرشد یا بادشاہ کے مرنے کے بعد چوتھے درجہ پر

اسکا خلیفہ ہوگا اور پہلے تین درجوں میں اس کے دیگر مریدوں و ملازموں کو کہ وہ بھی اس کے ماتحت ہوچکے تھے اسکا خلیفہ بنا
چلے آب ہم باقی واقعات متعلقہ اس قصہ کے لکھتے ہیں کہ ان سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ مراد اس تبلیغ سے تبلیغ امامت
وخلافت امیر المومنینؑ ہے اور معنے مولے کے صرف اولے بتصرف ہیں اور کچھ نہیں اور زیادہ تر انہیں کی کتابوں سے لکھتے ہیں
در روضۃ الصفا میں روایت سابقہ منقولہ از اعلام الورے وربیع الابرار کے ضمن میں ہے پس فرود آمد در خیمہ خاص نشست
و فرمود کہ امیر المومنینؑ علی در خیمہ دیگر بنشیند بعد ازاں طبقات خلائق را امر کرد کہ بخیمہ علی رفتند و زبان بہ تہنیت آنحضرت کشادند
وچوں مردم ازیں امر فارغ شدند امہات بفرمودہ خواجۂ کائنات نزد علی رفتہ او را تہنیت گفتند از جملہ اصحاب عمر بن الخطاب
گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی مولائے جمیع مومنین و مومنات انتہی حضرت خلیفہ ثانی کا (و بروایت صواعق محرقہ
عمر و ابوبکر دونوں کا) اس منصب عظیم پر آنحضرت کو مبارکباد دینا قریب قریب تمام کتب اہلسنت میں جنمیں حدیث غدیر کو نقل کیا ہے
لکھا ہوا ہے اور یہہ عبارت انکی روایت ہوتی ہے بخٍ بخٍ لک ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولا
کل مؤمن و مؤمنۃ کہ خوشا حال تمہارا یا مبارک و گوارا ہو تمکو اے پسر ابو طالب کے کہ تم میرے اور ہر مومن مومنہ
کے مولا و سردار ہوگئے ہو روضۃ الاحباب میں ہے و مرویست کہ قدوہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت کہ اے علی بامداد کردی
مولائے من و مولائے ہر مومن و مومنہ نظم روا نہ برائے سر دین خویش تاجے سازد * ز خاک پائے جوانمرد وال من والاہ
زوال عداوت او دور وار تا نخوری * ز تیغ لفظ بنی رحم عاد من عاداہ * گواہ پاکی اصلت ولائے شاہ ہے واں * کہ بر کمال
معالیش ال آتے است گواہ * تمام ہوئی عبارت روضۃ الاحباب کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مبارکباد اس امر پر دی گئی
ہے جو انکے گمان میں پہلے نہیں تھا اب حادث ہوا ہے پس وہ امر خلافت و امامت ہی ہو سکتا ہے نہ کہ نصرت و محبت مومنین و
مومنات کہ یہہ ہمیشہ آپ کے لئے ثابت ہے۔ کتب شیعہ میں مرقوم ہے کہ حضرت نے غدیر میں تین روز قیام کیا اس عرصہ میں لوگ
حسب الامر غول کے غول خیمہ امیر المومنینؑ میں جاتے اور بلفظ السلام علیک یا امیر المومنین آپ کو سلام کرتے اور مبارکباد دیتے
تھے اس منصب جلیل کے پہلے ابوبکر عمر وغیرہ مہاجرین نے آپکے بیعت کی پھر انصار نے پھر قبائل عرب درجہ بدرجہ اس سے
مشرف ہوتے ہر ایک گروہ کہ بیعت کرتا تھا حضرت رسالت پناہ فرماتے تھے الحمد للہ الذی فضلنا علی جمیع العالمین خدا کا
شکر ہے کہ اس نے ہمکو تمام عالم کے لوگوں پر فضیلت بخشی مرد فارغ ہوتے تو ازواج رسول اللہ نے مع دیگر عورات مسلمین تہنیت و
مبارکباد کہی مودۃ القربیٰ وغیرہ میں حضرت عمر خطاب سے منقول ہے کہ بروز غدیر ایک جوان خوبرو با لباس ہائے مشکبو میرے برابر
کھڑا تھا جب رسول اللہ نے خطبہ تمام کیا اور لوگ آنحضرت سے اور علی بن ابی طالب سے مصافحہ کرنے لگے تو اس نے کہا قسم بخدا
میں نے کسی کام میں ایسی تاکید و تشدید نہیں دیکھی تھی جیسی کہ آج رسول اللہ نے اپنے بھائی اور ابن عم کے لئے عقد خلافت کو مستحکم
کیا ہے کوئی اس عقد کو نہ کھولے گا الا یہہ کہ خدا و رسول سے کافر ہو جائیگا تحقیق کہ ویل و عذاب ہے اس کے لئے جو اسکے

کھولنے کا ارادہ کرے بروایتے اس جوان نے خلیفہ صاحب کے مونڈھے پکڑ کر ہلائے کہ اے عمر تو اس عقد کو نہ کھولیو بیعت مانع
ہوئی کہ آپ اس سے نام نشان اسکا دریافت کریں لاجرم رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور قصہ اس جوان رعنا کا نقل
کیا آپنے فرمایا اے عمر وہ جوان جبرئیل تھا اور تجھکو تنبیہ کرتا تھا زنہار کہ اس عقد کو نہ کھولیو کیونکہ ایسا کریگا تو خدا و رسول
اور تمام مومنین تجھ سے بیزار ہونگے۔ اور نیز سنی شیعہ نے روایت کی ہے کہ اسوقت حسان بن ثابت انصاری شاعر نبی
نے اجازت چاہی کہ اس مبارک موقعہ کی یادگار میں کچھ اشعار کہے رسول اللہ نے کہا قل یا حسان علی اسم اللہ کہہ اے حسان بنام خدا
تو اس نے ایک بلند جگہہ پر کھڑے ہوکر چند اشعار آبدار پڑھے جن سے جناب امیرؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا بخوبی ظاہر ہے اول انکا
یہہ ہے ع یناديهم يوم الغدير نبيهم * بخم واسمع بالنبی منادیا یعنی رسولخدا بروز غدیر خم کے مقام میں انکو پکارتے تھے اور لوگ
بکثرت انکی آواز کو سن رہے تھے پھر دو شعروں کے بعد کہا ع فقال لہ قم یا علی فاننی * رضيتك من بعدی اماماً و هادیاً
ترجمہ رسول اللہ نے انکو کہا اے علی اٹھ بتحقیق کہ میں راضی ہوا کہ تو میرے بعد امام و ہادی انام ہو۔ یہ اشعار تذکرہ خواص
الامۃ سبط ابن جوزی و کفایۃ الطالب یوسف گنجی شافعی و مناقب خوارزمی وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت میں نقل ہوئے ہیں اب
فرمائیے اس سے بڑھکر اور کونسی ایسی بات ہوگی جو خلافت علی علیہ السلام پر دلالت کرے گی اشعار تمام کرنے کے بعد پیغمبر
خدا نے حسان کو دعائے خیر دی کہ لا تزال یا حسان مؤیداً بروح القدس ما نصرتنا بلسانک اے حسان تو روح القدس سے
مؤید رہے جبتک کہ اپنی زبان سے ہماری نصرت کرے چونکہ آپ جانتے تھے کہ حسان کا انجام کار اچھا نہیں اور وہ
ایک نہ ایک دن حضرت امیر المومنینؑ کی مخالفت کریگا بنا بریں اس کے دعا کو مشروط فرمایا۔ جیسا کہ حق تعالی نے فضیلت
ازواج رسول کو چونکہ جانتا تھا کہ انسے بعض کا انجام بخیر نہ ہوگا کہ وہ امامت حقہ سے انکار کریں گی مشروط فرمایا چنانچہ ارشاد
کیا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن اے ازواج پیغمبر تم مثل دیگر عورات کے نہیں اگر تقوے و پرہیزگاری
کرو اور اہلبیت کی خوبی و آغاز و انجام سے واقف تھا تو انکی فضائل مطلق بلا کسی قسم کے قید کے ارشاد کئے چنانچہ ایک
سورہ ہل اتی ہی کو دیکھ لو کہ کوئی قید اسمیں نہیں وجزاهم بما صبروا جنة و حريرا یعنے بدلا دیا انکو حق تعالی نے بوجہ
ان کے صبر کرنے کے جنت و حریر کو نیز ایک بہت بڑی حجت اس کی کہ بروز غدیر خلافت جناب امیرؑ پر نص قطعی
ہوئی یہہ ہے کہ آیہ اکمال دین و اتمام نعمۃ اسی روز نازل ہوئی۔ اخطب خطبائی خوارزم و ابن مغازلی شافعی و ابن
مردویہ و ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابھی لوگ اس مقدس مجلس سے متفرق نہ ہوتے تھے کہ جبرئیل یہہ آیہ لائے
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہ آج کامل کیا میں نے تمہارے دین کو اور تمام کی
نعمت اپنی اور راضی ہوا میں تمہارے لئے دین اسلام سے پس حضرت رسالت پناہ نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین و
اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب یعنے اللہ بزرگ و برتر ہے اس نے ہمارے دین کو کامل کیا اور ہمارے

حکایت حارث بن نعمان فہری

لئے اتمام نعمت فرمایا اور راضی ہوا میری رسالت پر اور ولایت علی ابن ابی طالب پر اس سے معلوم ہوا کہ یہہ تبلیغ ایک جلیل القدر امر تھا جس سے دین خدا کامل اور نعمت تمام ہوئی ایسی خلافت و امامت جیسے بڑے مہم کام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت نے فقرہ والولایۃ لعلیّ بن ابی طالب میں اس کی اور بھی توضیح فرما دی اب اگر ہم یہہ بھی مان لیں کہ لفظ مولے سے مراد محب و ناصر ہی ہے تب بھی ہمارا مطلب فوت نہیں ہوتا کس لئے کہ ایسی محبت و نصرت کہ جس کی اعلان میں یہہ بلا کا اہتمام خدائے کریم کو ہو کہ اگر پیغمبر بھی اسکو اُمّت کو نہ پہنچائیں تو پیغمبری سے ہاتھ دھوئیں۔ تمام مسلمانوں زن و مرد سے فرداً فرداً اس کا اقرار لیا جائے۔ شیخین جیسے بزرگوار بڑی تپاک سے اسپر مبارکباد کہیں حسّان سا شاعر اس کے لئے اشعار نظم کرے اس کی تبلیغ پر دین خدا کامل نعمت خدا اتمام ہو ورنہ بغیر اس کے دین کے ادھورا اور نعمت کے ناقص رہ جانیکا اندیشہ ہو ایسی نصرت و محبت ہرگز خلافت و امامت سے کم درجہ کے کوئی شے نہیں ہو سکتی۔ ثعلبی وغیرہ علماء عامہ نے تفسیر آیہ شریفہ سئل سائل بعذاب الخ میں روایت کی ہے کہ جب رسولخدا نے بروز غدیر لوگوں کو جمع کیا اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہہ خبر بسبب منتشر ہونے آدمیوں کے تمام شہروں میں پھیل گئی اور شایع ہوئی ایک شخص مسمی حارث بن نعمان فہری نے اسکو سُنا تو اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور مدینہ آیا شتر کو بیرون مسجد باندھ کر خود اندر رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اسوقت اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اس نے آکر کہا یا محمد تم نے ہمکو امر کیا کہ کلمہ پڑھو اور شہادت دو وحدانیت خدا اور میری رسالت کی ہم نے اسکو قبول کیا۔ پھر حکم دیا کہ نماز پنجگانہ بجا لاؤ اسکو بھی سر پر رکھا پھر کہا کہ زکوٰۃ دو وہ بھی مانا روزہ ہائے ماہ رمضان کو فرمایا اس کو بھی منظور کیا حج خانہ کعبہ کے لئے کہا وہ بھی بجا لائے۔ مگر تم ان سب باتوں پر راضی نہوئے تا اینکہ اپنے بھائی کے بازو کو پکڑ کر اُٹھایا اور ہم سب پر اسکو فضیلت دی اور خلیفہ بنایا اور کہا جس کا میں مولیٰ ہوں اسکا علی مولے ہے۔ اب یہہ فرمائیے کہ یہہ بات آپنے اپنی طرف سے کہی ہے یا خدا کی طرف سے حضرت نے فرمایا قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی کہ یہہ بات میں نے خدا کی جانب سے کہی یہہ سُنکر حارث اپنی سواری کی طرف چلا اور کہتا تھا اللّٰھم ان کان ما قال محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم بار خدایا اگر جو کچھ کہ محمد کہتے ہیں راست ہے تو ہم میں تاب اس کی نہیں آسمان سے ہم پر پتھر برسا یا کوئی اور عذاب دردناک ہم پر نازل کر راوی کہتا ہے کہ ہنوز اپنی سواری تک نہ پہنچا تھا کہ ایک پتھر خدا کی طرف سے اس کے سر پر گرا اور اس کے پیچھے سے نکل گیا اور وہ واصل جہنم ہوا اسوقت حق تعالیٰ نے یہہ آیہ شریفہ نازل کی سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع کہ سوال کیا ایک سوال کرنیوالے نے اس عذاب کا جو کافروں کے واسطے ہے اور کوئی اسکو دفع نہیں کر سکتا۔ **انصاف** کیا ہے اس مقام پر محمد غزالی امام اہلسنت نے اپنی کتاب سر العالمین و کشف ما فی الدارین میں جیسا کہ ابن جوزی نے اس سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا اسفرت الحجۃ وجھھا واجمعت

عبارت امام غزالی

الجماھیر علی متن الحدیث فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولا کل مومن ومومنۃ یعنے صاف اور روشن ہوئی حجّت اور جمع ہوئی جمہور اُمّت اوپر متن حدیث غدیر کے اور اتفاق کیا انہوں نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس کہی عمر نے یہہ عبارت بخ بخ الخ اسکے بعد امام غزالی کہتے ہیں فھذا تسلیم ورضاء وتحکیم ثم بعد ذلک غلب الھوی لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الھواء فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار وسقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ؕ یعنے یہہ کہنا عمر کا خلافت علیؑ کو مان لینا ہے اور اسپر راضی ہونا اور آنحضرت کو حاکم سمجھنا مگر بعد اس کے ہوائے نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست و حکومت فانی کے غلبہ کیا۔ ایک ریاست بزرگ کا ہاتھ آنا اور جھنڈا خلافت کا ملکوں میں گڑ جانا اور علم کے پھریروں کا ہوا پر اُڑنا اور ہوا کا بیرقوں سے لپٹنا اور گھوڑوں کا دو طرفہ جلوس میں چلنا اور گھوڑوں کے پیروں کی کثرت سے شل جال کے معلوم ہونا اور ملکوں اور شہروں کا فتح کرنا ان باتوں نے ان کو جام خواہش پلا کر بیخود کر دیا اور یہی بے خودی خلافت کا باعث ہوئی اور اپنی حالت سابق کی طرف انہوں نے عود کیا اور اس عہد کو اپنی پس پشت ڈالا اور ایک ادنیٰ شے کو یعنے حکومت دنیا کو خرید کیا پس کیا بُری شے ہے جو انہوں نے خرید کی۔ اب ہم قصہ غدیر خم کو ختم کرتے ہیں مگر اس قدر اور کہتے ہیں کہ ہر چند فضائل اس روز مبارک اعنی ۱۸ ذی الحجہ کی کتب شیعہ میں بکثرت منقول ہیں الا کتب اہلسنت بھی اس سے خالی نہیں۔ مودۃ القربےٰ میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ جو شخص ۱۸ ذی الحجہ کو روزہ رکھے ایسا ہے جیسا کہ اس نے ساٹھ مہینے برابر روزے رکھے ہوں کیونکہ وہ ایک روز ہے جسمیں کہ رسول اللہ نے غدیر خم میں علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ظہورِ اخلاص و وفا از یاران باصفا نسبت بہ رسول خدا و نوشتن ایشاں صحیفہ ملعونہ را

پہلے گزرا کہ غزوہ تبوک سے مراجعت کے وقت اصحاب منافقین نے شتر سواری رسول اللہ کو بھڑکانا چاہا تھا کہ آپ اسکی پشت سے گر کر جان بحق ہوں اسیطرح ان لوگوں نے اسوقت بھی حجۃ الوداع سے واپس آنے میں اسکا ارادہ کیا تفصیل اس اجمال کی بروایت حذیفہ بن الیمان یہہ ہے کہ جب مکہ میں آنحضرت کو وحی ہوئی کہ امیر المومنین کو اپنا وصی و جانشین مقرر کریں اور علوم گزشتہ و آئندہ کہ آپ کے پاس ودیعت ہیں انکو پہنچائیں تو آپنے ایک شب روز حضرت امیرؑ کے ساتھ خلوت کر کے تمام علوم و حکم آنحضرت کو تفویض کئے اتفاقاً وہ روز عائشہ کی باری کا تھا وہ اسکی تاک جھانک میں رہیں۔ چونکہ بیوی گھر کی رہنے والی یہاں کی خوبو سے واقف تھیں بھانپ گئیں کہ کیا معاملہ ہے مگر حضرت رسولخدا نظر بمصلحت مذکورہ بالا چاہتے تھے کہ ابھی یہہ راز افشا نہو بنابریں آپنے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا ہوں کہ ایک عام مجلس کر کے علیؑ کو خدا کے حکم کے بموجب امام

وپیشوائے خلق اور اپنا خلیفہ مقرر کروں تمام خلائق پر اسکو ظاہر کر کے سب سے اسکا اقرار لونگا - مگر تجھکو چاہیے کہ جبتک میں نہ کہوں اس راز کو اپنے دلمیں پوشیدہ رکھے - اگر اس کی حفاظت کرے گی تو حق تعالیٰ تجھ سے راضی وخوشنود ہوگا اور دنیا وعقبیٰ میں تیری حفاظت کریگا ورنہ تمام اعمال خیر تمہارے حبط اور ضائع ہو جائیں گے اور خدا اور رسول کی نافرمان ٹھیرو گی - لیکن ان بیوی صاحبہ میں اتنی تاب کہاں تھی کہ خاموش ایسے ضروری معاملے میں چپ رہتیں - اسوقت تو حضرت کے سامنے سب کچھ قول وقرار کر لئے مگر تھوڑی ہی دیر میں اپنے باپ ابوبکر سے اسکو لے بیٹھیں ابوبکر سے عمر کو اور انسے ابوعبیدہ وجراح وعبدالرحمن عوف وغیرہ تمام دوستوں ہواخواہوں کے پاس تار برقی کی طرح یہ خبر پھیل گئی - اور لگے یہ حضرات مشورے کرنے اور تدبیریں سوچنے آخر قرار پایا کہ قبل اس کے کہ یہ ارادہ وقوع میں آئے حضرت رسالت پناہ کے قتل کی تدبیر کرنی چاہیئے نوع قتل میں فکر کرتے کرتے وہی پہلے غزوہ تبوک والی صورت پر آکر ٹھیرے اور عقبہ ہرشی کہ جحفہ سے کچھ آگے بڑھ کر ہے اس کام کے لئے تعین ہوا اُدھر مصلحت الٰہی بفحوائے وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اسکی مقتضی ہوئی کہ جسقدر جلد ہو یہ مرحلہ طے ہونا چاہیئے پس مقام غدیر میں دربار عام ہو کر یہ مہم باحسن الوجوہ انصرام کو پہنچی چنانچہ مفصل حال اس کا پیچھے بیان ہوا - یہ سب کچھ ہوا مگر ان حضرات کے حوصلے ذرا پست نہوتے بلکہ اس سے زیادہ تر انکے عزم میں پختگی اور عداوت میں سختی ہو گئی - پس حضرت نے وہاں سے کوچ کیا اور باقی دن اور رات کو چلتے رہے تا اینکہ عقبہ ہرشی پر پہنچے یہ لوگ پہلے سے آگے جا کر پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو گئے تھے اور ڈھیلے پتھر وغیرہ اونٹ کے بھڑکانے کے سامان وہ اپنے ساتھ لیتے گئے تھے - حذیفہ بن یمان رضی راوی حدیث کہتے ہیں کہ رسولخدا قریب عقبہ کے پہنچے تو مجھکو اور عمار یاسرؓ کو بلایا اور عمارؓ کو امر کیا کہ آگے سے مہار ناقہ کی پکڑے اور مجھکو حکم دیا کہ اس کے پیچھے رہوں تا اینکہ عقبہ پر پہنچے منافقوں نے پتھر ناقہ کے پیروں میں لڑکائے ناقہ جھجکا اور قریب تھا کہ بھڑک کر حضرت کو پشت سے گرا دے آپنے اسکو آواز دی کہ ساکن ہو کہ تجھکو کچھ خوف نہیں پس ناقہ بزبان فصیح گویا ہوا یا رسول اللہ میں ہرگز ہاتھ یا پاؤں نہ ہلاؤنگا جبتک کہ آپ مجھ پر سوار ہیں منافق لوگ آگے بڑھے تا کہ اس کو ہاتھوں سے نیچے دھکیل دیں اسوقت مینے اور عمار یاسرؓ نے تلواریں سونت لیں اور انکی طرف دوڑے رات نہایت تاریک تھی وہ اپنی تدبیر سے مایوس ہو کر پیچھے کو لوٹ گئے - اسوقت مینے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون لوگ تھے کہ آپ کی نسبت ایسا ارادہ رکھتے تھے فرمایا اے حذیفہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا وآخرت میں منافق رہیں گے میں نے کہا کس لئے آپ ان کو مروا نہیں ڈالتے فرمایا میں حق تعالیٰ کی طرف سے اسپر مامور نہیں ایسا کروں تو لوگ کہیں کہ محمد جن لوگوں کی امداد سے اپنے دشمنوں پر غالب آئے انہیں کو قتل کرتے ہیں حق تعالیٰ انکو عذاب آخرت میں مبتلا کرے گا - مینے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ مہاجرین سے ہیں یا انصار سے تو آپنے سب کے نام مجھسے ارشاد کئے لیکن ان میں بعض ایسے تھے کہ جنکو میں نہ چاہتا تھا کہ اس مجمع میں شریک ہوں اس لئے ان کے نام سنکر خاموش رہ گیا آپنے فرمایا اے حذیفہ گویا تجھکو اسمیں شک عارض ہوا ہے

تو سر بلند کر کے مینے سر اُٹھا کر دیکھا تو تمام قطار باندھے درے کے سرے پر کھڑے تھے اتنے میں بجلی چمکی اور مینے اس کی روشنی میں ہر ایک کو شناخت کیا سب وہی تھے جن کے حضرت نے نام لئے تھے حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ چودہ اشخاص تھے بدیں تفصیل ابوبکر - عمر - عثمان - طلحہ - عبدالرحمن بن عوف - سعد بن ابی وقاص - ابوعبیدہ جراح - معاویہ بن ابی سفیان - عمرو عاص یہ نو شخص قریش سے - اور ابوموسیٰ اشعری - مغیرہ بن شعبہ ثقفی - اوس بن حدثان بصری - ابوہریرہ - ابوطلحہ انصاری یہ پانچ دیگر قبائل سے - حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم عقبہ سے نیچے اُترے تو صبح ہو گئی تھی حضرت رسولخدا نے ناقہ سے اُتر کر نماز کا تہیہ کیا مسلمان پیچھے سے آکر شامل جماعت ہوتے تھے اسوقت دیکھا مینے کہ یہ لوگ بھی آکر اوروں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے نماز پڑھ چکے تو رسول اللہ نے دیکھا کہ ابوبکر - عمر - ابوعبیدہ تینوں باہم سرگوشی کر رہے ہیں آپنے حکم دیا کہ منادی ندا کر دے کہ کوئی تین آدمی باہم سرگوشی نہ کریں - وہاں سے کوچ ہو کر اگلی منزل پر ٹھیرے تو سالم مولائے ابی حذیفہ نے دیکھا کہ وہی تین اشخاص پھر ایک جگہ بیٹھے چپکے چپکے کچھ راز کی باتیں کر رہے ہیں سالم چلتا چلتا کھڑا ہو گیا اور بولا مجھکو بھی بتاؤ کہ تم کیا اصلاح کر رہے ہو نہیں تو میں جا کر رسول اللہ سے اس کی خبر کرتا ہوں حضرت ابوبکر نے کہا اے سالم اگر تو عہد کرے کہ ہمارا راز کسی پر افشا نہ کرے گا بلکہ اس امر میں ہمارا معین ومددگار ہوگا تو ہم تجھکو بھی شریک کئے لیتے ہیں اس نے عہد کیا تو کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ علی کی خلافت کے مقدمے میں محمد کی اطاعت نہ کریں سالم نے کہا اس امر میں میں تم سے زیادہ آمادہ ہوں قسم بخدا کہ مجھکو کسی خاندان سے اس قدر عداوت نہیں جتنی کہ بنی ہاشم سے ہے اور بنی ہاشم میں کسیکو اتنا دشمن نہیں رکھتا جتنا علی بن ابی طالب کو میں اس کام میں تمہارا بدل وجان مددگار ہوں - پس سب نے عہد وپیمان کئے اور قسمیں کھائیں کہ اس معاہدے کو توڑا اور اس کام کو بگاڑا چاہے یہ پخت وپز کر کے متفرق ہو گئے حضرت رسولخدا کوچ کرنیکو تھے کہ یہ حضرات انکے سامنے آئے آپنے فرمایا آج تم سب اکٹھے بیٹھے کیا پوشیدہ باتیں کر رہے تھے حالانکہ مینے منع کیا تھا کہ کوئی پوشیدہ باتیں نہ کرے انہوں نے کہا یا رسول اللہ اسوقت کے سوا ہم نے تو آج ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھی حضرت تھوڑی دیر تک بنگاہ تعجب انکی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا تم سچ کہتے ہو یا خدا تعالیٰ بتحقیق کہ حق تعالیٰ تمہارے ارادوں سے غافل نہیں پس حضرت سوار ہوتے تا اینکہ مدینہ منورہ پہنچے اسوقت یہ لوگ مدینہ میں پھر ابوبکر کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے اس معاملے میں ایک صحیفہ تحریر کیا تا کہ زبانی قول وقرار قید کتابت میں آجائے اور عہد کیا کہ پیمان خلافت امیر المومنین قطعی توڑا جائے اور یہ امر صرف ابوبکر ابوعبیدہ جراح سالم مولائے حذیفہ کے لئے تعین ہو دوسرے کو اسمیں دخل نہیں **مولف** کہتا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی جو مرتے وقت حسب تصریح تاریخ الخلفاء وغیرہ ابوعبیدہ جراح وسالم مولائے حذیفہ کو بار بار یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے لَوْ اَدْرَکَنِیْ اَحَدُ رَجُلَیْنِ ثُمَّ جَعَلْتُ ھٰذَا الْاَمْرَ اِلَیْہِ لَوَثِقْتُ یعنے اگر ان دو لوگوں میں ایک بھی اسوقت زندہ ہوتا اور میں اسکو خلیفہ بناتا تو مجھے اسپر بھروسا تھا اور کبھی کہتے تھے ابوعبیدہ امین اس اُمت کا تھا اگر میں اسکو پاتا تو اپنے بعد خلیفہ

بنا تا پھر اگر خدا مجھ سے استفسار کرتا تو کہتا پروردگارا تیرے نبی سے سُنا تھا کہ ابو عبیدہ امین ہے۔ اسکا پتہ یہاں سے
لگتا ہے کہ کس لئے وہ ان دو ہی کو اس قدر یاد کرتے تھے اور کیوں تمام موجودین پر انکو ترجیح دیتے تھے بلکہ اس حساب سے
تو ابو بکر کا خود عمر کو خلیفہ بنانا ایک نوع کی زبردستی اور دھینگا دھانگی تھی مگر اُن کا بھی عذر واضح ہے۔ حضرت عمر کے سقیفہ کے
دن کی کوششیں ایسی نہ تھیں کہ ابو بکر انکو نظر انداز کر دیتے ہاں حضرت عمر کی حالت اور تھی وہ خلافت پا نہیں موجودین سے
کسی کے کنونشے نہ تھے پس وہ ابو عبیدہ و سالم کو جتنا یاد کریں تھوڑا ہے الغرض صحیفہ مشومہ لکھا گیا اور اسمیں چونتیس اشخاص
کے نام درج ہوئے جو وہ اصحاب عقبہ اور باقی دیگر اشخاص اور وہ ابو عبیدہ کے سپرد ہوا یعنے ابو عبیدہ اسکا امین بنایا گیا۔ یہ
تمام حدیث حذیفہ نے ایک جوان انصاری سے اپنی وفات کے قریب نقل کی جبکہ اُس نے مدائن میں ان کے پاس حاضر ہو کر حال
غاصبان خلافت و متغلبان اُمت کا دریافت کیا۔ غرض انصاری نے پوچھا کہ ابو بکر عمر ابو عبیدہ قریش سے تھے اور چاہتے
تھے کہ کسی طرح خلافت امیر المومنین سے باز رکھیں لیکن انہوں نے سالم کو کیوں اپنے ساتھ شامل کیا وہ نہ مہاجرین سے تھا نہ
انصار سے ایک زن انصاریہ کا غلام آزاد کردہ تھا حذیفہ نے کہا یہ لوگ امیر المومنین سے اس سبب سے عداوت رکھتے تھے کہ انکے
عزیز و اقربا ان کے ہاتھ سے مارے گئے تھے پس شیر خدا کے ضربات سے انکے سینوں میں زخم کھل رہے تھے اور انکے فضل و
کمال پر حسد کرتے اور انکے مدارج پر جلتے تھے سالم کو بھی اس حسد و عداوت میں اپنی مثل پایا تو اسکو بھی اپنا شریک کر لیا پھر
انصاری نے کہا اے حذیفہ میں چاہتا ہوں کہ تم مضمون اس نامہ کا مجھ سے بیان کرو حذیفہ نے کہا ہاں اسماء بنت عمیس خثعمیہ
نے جو اُسوقت ابو بکر کے نکاح میں تھی اور تمام ماجرے اپنی آنکھوں سے دیکھتی اور کانوں سے سُنتی تھی مجھ سے روایت کی
ہے کہ جب قیل و قال کے بعد رائے فاسد انکی تحریر صحیفہ پر ٹھیری تو انہوں نے سعید بن عاص اموی کو امر کیا اس نے لکھنا شروع
کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ امر ہے کہ اتفاق کیا ہے اسپر بزرگان و شرفاء اُمت محمدیہ نے مہاجر و انصار سے جنکی
حق تعالیٰ قرآن میں اپنے رسول کی زبان پر صفت و ثنا کرتا ہے سبنے صلاح و مشورہ کر کے مسلمانوں کی بھلائی و بہبودی
کے لئے اس صحیفہ کو لکھا ہے تاکہ روز قیامت تک اس کی پیروی کریں اما بعد تحقیق کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم
سے محمد مصطفٰے کو رسالت خلق پر مبعوث کیا ساتھ دین مرضی و پسندیدہ کے پس انہوں نے ادائے رسالت فرمایا اور جو
کچھ خدا نے حکم دیا اس کے بندوں کو پہنچایا اور واجب کیا ہم پر کہ اس کی تمام باتوں پر قائم ہوں حتے کہ کامل کیا ہمارے
لئے اس دین کو واجب کیا اُس کے فرائض کو اور محکم کیا اسکی سنتوں کو پس حق تعالیٰ نے دار آخرت کو ان کے لئے دنیا پر اختیار
کیا اور انکی روح کو قبض فرمایا درانحالیکہ عزیز و گرامی تھی وہ خدا کے نزدیک اور تنعم کیا انکو ساتھ نعمات ابدی لیکن
بغیر اس کے کہ وہ کسیکو اپنا وصی و جانشین مقرر کریں تاکہ اُمت جس کی رائے و خیر خواہی پر اعتماد کرے اسکو اپنے لئے اختیار
کریں پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ رسول اللہ کی نیک پیروی کریں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی

مضمون صحیفہ ملعونہ

رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تحقیق کہ تمہارے لئے ہے رسول اللہ میں تاسّی نیک اور پیغمبر خدا نے کسیکو خلیفہ اس لئے نہیں
بنایا کہ مبادا خلافت ایک گھر میں ہے کہ انکی میراث ہو جائے اور باقی مسلمان اس سے محروم رہیں اور اس لئے بھی کہ
تو انگر اسکو اپنے درمیان دست بدست نہ پھرائیں اور نیز اس لئے کہ کوئی دعویدار خلافت نہ کہے کہ یہ امر ہمیشہ کو میری اولاد
میں ہے گا تا بروز قیامت پس جبکہ کوئی خلیفہ مرے تو لازم ہے کہ تمام اہل الرائے مسلمانوں سے جمع ہو کر مشورہ کریں اور
جسکو مستحق خلافت و امامت دیکھیں اس سے بیعت کریں پس اگر کوئی دعوی کرے کہ مجھکو رسول اللہ نے خلیفہ مقرر کیا ہے
اور نص کی ہے میری خلافت پر تو وہ دروغ کہتا ہے اور خبر لایا ہے برخلاف اس کے کہ اصحاب رسول اللہ کو پیغمبر
کی نسبت معلوم ہے اور مخالف ہے تمام مسلمانوں کے علی ہذا جو کوئی دعوی کرے کہ خلافت رسول میراث سے ملتی ہے
یا کوئی انحضرت کا وارث بنا چاہے تو اُس نے محال بات کہی کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہیں
ہوتے جو کچھ ہم سے باقی رہتا ہے صدقہ راہ خدا ہے۔ اور جو مدعی ہو کہ میں بوجہ قرابت رسول مستحق خلافت ہوں اور یہ
امر مجھ میں اور میری اولاد میں منحصر ہے تا روز قیامت کہ بیٹا اسکو اپنے باپ سے میراث میں پاتا رہے گا اور ہمارے سوا
دوسرے کو نہیں پہنچتی پس نہیں ہے خلافت اس مدعی کے لئے اور نہ اسکی اولاد کے واسطے گو انکا نسب پیغمبر سے کیسا ہی
نزدیک ہو کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کہ کریم و بزرگتر تم سے خدا کے نزدیک وہ ہے
جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ان ذمۃ المسلمین واحدۃ یسعی بھا ادناھم وکلھم ید علی من سواھم
یعنی امان مسلمانوں کے ایک ہی چاہئے کہ ادنے و اعلےٰ اس کے لئے کوشش کریں اور سب ملکر اپنے دشمنوں کو دفع کریں
پس جو شخص کتاب اللہ پر ایمان لایا اور سُنت رسول اللہ کا اس نے اقرار کیا راہ حق پر مستقیم ہوا اور طریقہ صواب کو اخذ کیا اور
جس نے اس سے کراہت کی اور مسلمانوں کے خلیفہ مقرر کرنیکا دستور اسکو پسند نہ آیا وہ حق کا مخالف اور جماعت مسلمانان کا
مفارق ہوا پس ایسے شخص کو قتل کرنا چاہئے کیونکہ اس کے قتل میں امت کی صلاح ہے اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو
شخص اُمت کی جمعیت میں تفرقہ ڈالے اسکو قتل کر دو اور تنہا کو مار و کوئی کیوں نہو کیونکہ جمع ہونا علامت رحمت ہے اور جدا
رہنا نشان عذاب اور نیز فرمایا رسول اللہ نے کہ میری اُمت کبھی گمراہی پر جمع نہو گی اور مسلمان غیروں پر مثل دست واحد
کے ہیں کوئی انکی جماعت سے جدا نہیں ہوتا الا وہ کہ انکا دشمن اور انکے دشمنوں کا دوست ہوتا ہے پس خدا اور رسول نے اسکا
خون حلال فرمایا ہے لکھا اس نامہ کو سعید بن العاص نے باتفاق ان لوگوں کے جن کی گواہی اسمیں ثبت ہے ماہ محرم سنہ
دس ہجری میں بروایت حذیفہ گواہوں کے نام اس تفصیل سے ہیں۔ ابو سفیان بن حرب۔ عکرمہ بن ابو جہل۔ صفوان
بن امیہ۔ سعید بن العاص۔ خالد بن ولید۔ عیاش بن ربیعہ۔ بشیر بن سعد۔ سہیل بن عمر حکیم بن خرام صہیب بن سنان۔
ابو اعور اسلمی مطیع بن اسود بدری اور اور لوگ جن کے نام حذیفہ کو یاد نہیں رہے اور نیز بموجب روایت حذیفہ ابو عبیدہ امین نے

اس صحیفہ کو لیکر مکہ بھیجدیا وہاں خانہ کعبہ میں دفن کر دیا گیا چنانچہ عہد خلافت عمر بن خطاب تک اسیطرح مدفون تھا انہوں نے اپنے زمانہ میں اسکو نکلوایا یہہ وہی صحیفہ ہے جس کی نسبت امیر المومنین نے عمر کے جنازہ پر فرمایا ما احب الی ان القی اللہ بصحیفۃ ہذا المسجی کہ میں بہت دوست رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کروں اس مرد کے صحیفہ کے ساتھ کہ کفن میں لپٹا ہوا پڑا ہے۔ مراد یہہ کہ جو صحیفہ اس نے اور اس کے رفیقوں نے لکھا ہے اسے لیکر حق تعالیٰ کے آگے پیش کروں اور اس سے داد خواہی چاہوں۔ ناسخ التاریخ میں ہے کہ ابوجعفر طبری کہ بزرگان اہل سنت سے ہے بسند خود ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ جب شرفا قریش نے علی کے قتل کے لئے یہہ صحیفہ لکھکر ابوعبیدہ جراح امین قریش کے سپرد کیا کہ اسکو پوشیدہ رکھے پیغمبر خدا نے اس آیہ شریفہ کو قرآت کیا ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلثۃ الخ یعنے حق تعالیٰ جو کچھ کہ مابین زمینوں اور آسمانوں کے ہے اسکو جانتا ہے جہاں کہیں تین شخص راز کہتے ہیں وہ انکا چوتھا ہوتا ہے اور جہاں پانچ کہتے ہیں وہ چھٹا ہوتا ہے وہ ہر کم وزیادہ میں ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ ہوں پھر بروز قیامت انکو انکے اعمال کی خبر دیگا۔ تحقیق کہ اللہ ہر شے کا علیم و دانا ہے۔ پس ابوعبیدہ کو طلب کرکے وہ صحیفہ اس سے طلب کیا اس نے آنحضرت کو دیا حضرت نے فرمایا تم اسلام لانے کے بعد کافر ہوگئے انہوں نے حلف کرکے کہا ہم نے اس سے کوئی بدارادہ نہ کیا تھا۔ پیغمبر نے فرمایا یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا یعنے قسم کھاتے ہیں خدا کی کہ ہم نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کلمہ کفر کو کہا اور بعد اسلام کے کافر ہوگئے اور ارادہ کیا اس کا جسکو نہ پایا صاحب ناسخ التاریخ کہتے ہیں کہ ابوجعفر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے وہ صحیفہ انسے لے لیا لیکن اور مورخ کہتے ہیں کہ یہ لوگ کتابت صحیفہ کے بعد ابوبکر کے گھر سے نکل کر پراگندہ ہوگئے اگلے روز صبح کو رسول اللہ نے نماز ادا کی پھر مصروف تعقیب ہے تا اینکہ آفتاب طلوع ہوا اسوقت ابوعبیدہ سے کہا کیا خوب ہے ابوعبیدہ تو امین امت ہوا پھر اس آیہ شریفہ کو اسپر قرآت کیا فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ہذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون یعنے ویل وعذاب ہے ان لوگوں کے لئے کہ نامہ کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہہ خدا کے پاس سے ہے تاکہ تھوڑی سی قیمت پر اس کو فروخت کریں پس عذاب ہے ان پر بباعث اس کے کہ انکے ہاتھوں نے لکھا ہے اور عذاب ہے اس سے کہ انہوں نے اسکو کسب کیا ہے پس رسول اللہ نے فرمایا یہہ جماعت ان لوگوں سے مشابہ ہے کہ آدمیوں سے استغفار کرتے ہیں اور خدا سے مغفرت نہیں چاہتے۔ حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہے جب کہ ایسی باتوں میں رات بسر کرتے ہیں جنکو خدا دوست نہیں رکھتا اور خدا انکی کردار کا عالم و دانا ہے پس فرمایا کہ ایک گروہ نے اس امت سے بطریق جاہلیت ایک عہدنامہ لکھا ہے اور اسکو خانہ کعبہ پر لٹکایا ہے حق تعالیٰ نے انکو مہلت دی ہے امتحان کے لئے تاکہ جو لوگ ان کے بعد آئیں حق و باطل میں تمیز کر سکیں اگر اللہ تعالیٰ مجھکو امر نہ کرتا کہ

ان لوگوں سے تعرض نہ کروں تو البتہ میں حکم دیتا کہ ان کا سر کاٹ لیا جائے یہہ سنکر منافقین تھرا گئے اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں بحدیکہ ان کی خیانت جملہ حاضرین پر آشکار ہوگئی اور سبنے جان لیا کہ تمام تعریفیں جو رسول اللہ کرتے تھے اور تمام آیات کہ وہ حضرت پڑھتے تھے ان کے حق میں تھیں۔ پس حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس سفر سے واپس ہوکر ام سلمہؓ کے گھر میں نزول کیا اور ایک مہینے تک کسی بی بی کے گھر نہ گئے جیسا کہ پیشتر جایا کرتے تھے پس عائشہ و حفصہ نے ان کی شکایت اپنے باپ کی شیخین نے کہا ہمکو اسکا سبب معلوم ہے کہ کس لئے وہ ایسا کرتے ہیں تم جاکر بلاطفت و مدارا میش آؤ اور محبت و دوستی جتاؤ وہ صاحب حیا و کرم ہیں رضامند ہوجائیں گے اور مثل سابق مہربانی کرنے لگیں گے پس عائشہ تنہا حضرت کی خدمت میں آئی جبکہ آپ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے اور امیر المومنین حاضر درگاہ تھے رسول اللہ نے فرمایا کس لئے آئی ہے اے حمیرا عائشہ نے کہا آپکا میرے گھر پر قدم رنجہ نہ ہونا مجھ پر نہایت شاق ہے اور میں پناہ لیجاتی ہوں طرف خدا کے غضب رسول خدا سے فرمایا اگر یہہ باتیں راست ہوتیں تو ہرگز میرا راز افشا نہ کرتی جو کہ مینے تیرے سپرد کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ اس کو ظاہر نہ کرنا تحقیق کہ اس کے اظہار سے تو آپ ہلاک ہوئی اور اوروں کو ہلاک کیا پس حضرت نے کنیز ام سلمہ سے ارشاد کیا کہ میری تمام ازواج کو بلالا وہ گئی اور بلا لائی جب سب جمع ہوگئیں تو حضرت نے انسے فرمایا کہ سنو جو کچھ کہ میں کہتا ہوں اور علیؑ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ میرا بھائی و وصی و وارث ہے میرے بعد تمہارے اور تمام امت کے اوپر میرا خلیفہ ہے پس اس کی ہر امر میں اطاعت کرو اور کسی بات میں نافرمانی نہ کرو تحقیق کہ اس کی نافرمانی میں ہلاکت و نقصان ہے۔ پھر حضرت امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علی ان عورتوں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں انکی نگہبانی کرو اور انکے خرچ کے کفیل ہو جبتک کہ تمہاری فرمانبرداری کریں پس امر و نہی کرو انکے تئیں اگر نہ مانیں تو انکو رہا کرو اور طلاق دو امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ وہن و سستی و ضعف رائے عورتوں کی سرشت میں داخل ہے فرمایا نرمی و مدارا کرو ان کے ساتھ جہانتک کہ مصلحت جانو پھر بھی عصیان کریں تو انکو طلاق دو تمام ازواج خاموش تھیں اور کچھ نہ بولیں الا عائشہ کہ اس نے کہا یا رسول کب ہو سکتا ہے کہ آپ کسی امر کے لئے ہمکو ارشاد کریں اور ہم اس کے خلاف کریں فرمایا ایسا نہیں اے حمیرا تو نے میری مخالفت کی بدترین مخالفت کرنا اور بخدا سوگند کہ تو اس بات کی بھی مخالفت کرے گی جو کہ تجھ سے اب کہتا ہوں تجھ سے میرے بعد علیؑ کی نافرمانی صادر ہوگی اور جس گھر میں تجھکو چھوڑتا ہوں علانیہ اس سے نکلے گی اور ہزارہا آدمی تیرے گرد اگرد ہوں گے پس اسوقت تو اپنے پروردگار کی عاصی نافرمان ہوگی اور علامت اس کی یہ ہوگی کہ سگان حواب تیری راہ میں تجھ پر فریاد کریں گے یہہ ایک امر ہے کہ البتہ ہونے والا ہے پس حضرت نے سب کو اجازت دی کہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں **حقیر مولف** کہتا ہے کہ رسول اللہ کا امیر المومنینؑ کو اپنی ازواج کے طلاق کا اختیار دینا کتب معتبرہ اہل سنت سے مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر وغیرہ کے ثابت ہے اور قصہ عائشہ کے امیر المومنینؑ پر خروج کرنے اور سگان حواب کے اسپر بھونکنے کا اس کتاب میں اپنے مقام پر مفصل لکھا گیا ہے

وہاں دیکھیں

تجہیز لشکر اُسامہ و تخلّف یاران ازان

رسولخدا حجۃ الوداع سے واپس آکر کوئی سوا دو مہینے مدینہ میں زندہ رہے اس عرصہ میں عہد و پیمان خلافت امیر المومنین کو تازہ کرنے اور اس بنا کو مضبوط و محکم بنانے میں برابر سرگرم تھے بار بار خطبے کہتے اور اُمت کو تقویٰ و پرہیزگاری خدا اور پابندی شرع کی تقید کرتے اور وصیت کرتے کہ سُنت و طریقہ آنحضرت کو قائم رکھیں اور بدعت سے باز رہیں اور مُتمسک ہوں ساتھ دو ثقل عظیم وگراں کے کہ عترت پیغمبر و کتاب خدا ہے اور متابعت و پیروی ان دونو کی بجالائیں بشیتر فرماتے ایہا الناس میں تم سے آگے جاتا ہوں تم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگے اسوقت تم سے پوچھونگا کہ ان دو شے بزرگ کی کہ تمہارے درمیان چھوڑ آیا تھا کس طرح رعایت کی اور کیسے انکے ساتھ پیش آئے پس دیکھوں کہ اُنسے کیا سلوک کرتے ہو تحقیق کہ علی بن ابی طالب میرا بھائی و پسر عم و وصی و خلیفہ ہے قتال کرے گا تاویل قرآن پر جیسا کہ مینے اس کی تنزیل پر قتال کی ہے۔ مرض الموت سے چند روز پہلے آپنے چاہا کہ مدینہ ارباب نفاق و شقاق سے پاک ہو جائے تاکہ بوقت وفات کوئی خرخشہ امر خلافت میں نہ رہے پس آپنے ارادہ کیا کہ ایک لشکر گراں پانچہزار کی جمعیت کا روم کی طرف بھیجا جائے جہاں کہ اب دو سال پہلے جنگ موتہ میں آپکے کئی سردار کام آئے تھے ابوبکر و عمر وغیرہ تمام صحابہ کو جنکی طرف سے فتنہ و فساد کا اندیشہ تھا اس سپاہ میں بھرتی کیا اور سرداری اسکی اپنے غلام آزاد کردہ کے بیٹے اسامہ بن زید کو عنایت کی جیسا کہ اکثر اوقات ان لوگوں کو ایسے اشخاص کے ماتحت کیا کرتے تھے تاکہ اظہار رتبہ اسلام میں ہر کس و ناکس کو معلوم رہے چنانچہ جنگ سلاسل میں انکو عمرو عاص کے ماتحت مقرر کیا تھا سریہ خبط میں ابوعبیدہ جراح کے وقس علی ہذا اُسنّی حضرت رسولخدا کی اس حکمت عملی کی تردید میں کہتے ہیں کہ کسی شخص کے امیر لشکر ہونے سے مامورین پر اس کی فضیلت و فوقیت لازم نہیں آتی۔ اور ایک روایت اپنی من گھڑت اس مقدمہ میں پیش کرتے ہیں کہ غزوہ سلاسل سے واپس آکر عمرو عاص کو یہہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ میں ابوبکر و عمر سے افضل ہوں کیونکہ ان پر امیر رہا اور وہ میرے تابع رہ چکے ہیں بارے اس نے چاہا کہ اس کی تصدیق رسول اللہ سے بھی کرائے پس حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ آپکے نزدیک سب سے زیادہ دوست و محبوب کون ہے فرمایا عائشہ عرض کی اور مردوں سے فرمایا اس کا باپ پوچھا اس کے بعد کہا عمر علی ہذا چند اشخاص کے نام یکے بعد دیگرے لئے اور عمرو عاص کا ذکر نہ کیا تو وہ خاموش ہو گیا ایسی روایتیں گھڑی گھر میں تسلّی کا باعث ہوں تو ہوں خصم کے سامنے انکی ذرا وقعت نہیں ہو سکتی بھلا شیعہ کیونکر ایسی ہا در ہوا روایتوں سے ایک عقلی قاعدے پر تفضیل مفضول کی مباحث سے دست بردار ہونے لگے ہیں۔ قطع نظر اس کے اُسامہ کو خود رسول مقبول نے بقول علمائے اہل سُنّت جملہ مامورین پر ترجیح و تفضیل دی اور برملا فرمایا کہ وہ میرے نزدیک بہترین اشخاص سے ہے اور اسکا باپ سب سے زیادہ مجھکو عزیز تھا روضۃ الاحباب میں ہے کہ اشراف مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد وقاص و ابوعبیدہ جراح وغیرہ لشکر اسامہ میں مامور ہوتے تو یہہ صورت بعض لوگوں پر ناگوار گزری اور انہوں نے طعن سے کہا کہ پیغمبر نے اس غلام کو مہاجرین اولین پر

امیر مقرر کیا حضرت کو یہ کلام انکا پہنچا تو غضبناک ہوئے اور باوجود شدت بخار و درد سر عصابہ سر مبارک سے باندہ کر برآمد ہوئے اور ممبر جا کر فرمایا یا ایہا الناس یہ کیا باتیں ہیں جو اُسامہ کی امارت میں میں تم سے سُنتا ہوں تم نے آج ہی اعتراض نہیں کیا اس سے پہلے اس کے باپ زید کے امیر کرنے پر بھی تم اسیطرح معترض ہوئے تھے قسم بخدا کہ وہ لائق امارت تھا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا سزاوار ریاست و سرداری ہے۔ زید میرے نزدیک تمام آدمیوں سے زیادہ دوست تھا اُسکا بیٹا اسامہ بھی محبوب ترین مردم سے ہے یہہ دونو مظنّہ خیرات و نکوئی میں میری وصیّت کو انکے مقدمے میں قبول کرو اور نیکی کرو انکے ساتھ کیونکہ وہ تمہارا خیر خواہ و دانشمند ہے تمام ہوئی عبارت روضۃ الاحباب کی معلوم نہیں کہ جب حضرات شیخین ایسے ایسے لوگوں سے بھی رتبہ میں کم تھے تو اہل سُنّت امیر کبیرؑ کے مقابلے میں کیوں کر ان کی افضلیت کا حرف زبان پر لا سکتے ہیں کیا کبھی وہ حضرت بھی اُسامہ کے ماتحت ہوئے ہیں اور ان پر بھی اس طرح برملا (العیاذ باللہ) ان باپ بیٹے کو ترجیح دی گئی ہے اسامہ تو اسامہ یہہ حضرات اپنی ہی کتابوں سے کسی شخص کا سوائے رسول اللہ کے ایک ساعت کو آنحضرت پر امیر ہونا ثابت کردیں۔ الغرض حضرت رسولخدا نے حکم دیا کہ لشکر جلد مہیائے سفر ہو مگر یہہ لوگ بھی ہوا کے رُخ کو پہچاننے والے تھے انہوں نے تعمیل ارشاد میں لیت و لعل شروع کیا زیادہ تاکید ہوئی تو ظاہر کیا کہ ہم ابھی سفر حجۃ الوداع سے آئے ہیں سامان تیار نہیں کہتے اس کی تیاری کر رہے ہیں مہیا ہو جائیگا تو جائیں گے یہی کیفیت تھی کہ حضرت بہ بیماری موت بیمار ہو گئے پس جوں جوں مرض آپکا شدید ہوتا جاتا تھا اُسی قدر اس کی تاکید کرتے اور فرماتے تھے جَهِّزُوا جَيْشَ اُسَامَة لعن الله من تخلّف عنها لشکر اسامہ کے لئے جلد تیار ہو خدا لعنت کرے اُسکو جو اس سے تخلف کرے پس اسامہ کو امر کیا کہ شہر سے ایک فرسخ کے فاصلے پر باہر جا کر توقف کرے تاوقتیکہ لشکر متعینہ اس سے ملحق ہو جائے اسوقت انکو ساتھ لیکر مہم پر روانہ ہو پس اُسامہ نشان لشکر جسکو کہتے ہیں کہ باوجود ضعف مرض آپنے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا تھا باہر لیگیا لیکن یہ لوگ حضرت کی بیماری دیکھکر بے طرح مچلتے اور بہانوں ملتے تھے لہذا آپنے قیس بن سعد عبادہ و حباب بن المنذر انصاریوں کو کہ آپکے لشکروں کے راندہ تھے تعیین کیا کہ جماعت مذکورہ کو بجبر و اکراہ شہر سے نکالیں انہوں نے دیگر انصار کی مدد سے انکو شہر سے لیجا کر لشکر گاہ اسامہ میں پہنچایا اور اسامہ سے کہا کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اب فوراً توقف نہو اسیوقت کوچ کرو اسامہ نے کوچ کیا اور ان لوگوں نے واپس آکر انکے چلے جانے کی خبر پہنچائی رسولخدا نے فرمایا وہ ہرگز نہ جائیں گے ایسا ہی ہوا تھوڑی دور جا کر ابوبکر عمر ابوعبیدہ وغیرہ نے اسامہ سے کہا کہ مدینہ خالی چھوڑ کر کہاں جاتا ہے ہمکو کبھی یہاں ٹھیرنے کی حاجت نہ تھی جیسے کہ اسوقت ہے رسول اللہ بیمار پڑے ہیں اگر انکی حالت دگرگوں ہوئی تو وہ امور پیش آئیں گے جنکا تدارک حیز امکان سے باہر ہوگا پس انجام کار انتظار کرنا اور یہاں توقف کرنا چاہئے غرض کہہ سنکر اسکو پہلے لشکر گاہ پر پھیر لائے اور بی بی عائشہ کے پاس ایک قاصد کو خفیہ بھیجکر حضرت کا حال دریافت کرایا انہوں نے کہلا بھیجا کہ آپ کی بیماری صعب ہے تمکو جس مقام پر کہ ہو ایک قدم وہاں سے آگے جانا نہ چاہئے میں وقت وقت کی خبر بھیجتی رہوں گی جب مرض

میں اور شدت ہوئی تو عائشہ نے صہیب کو شیخین کے پاس بھیجکر پیام دیا کہ رسول اللہ کا مرض بڑھ گیا ہے اور امید زیست بالکل منقطع ہے تم جس جس کو مناسب جانو ساتھ لیکر مدینہ میں چلے آؤ صہیب لشکرگاہ میں پہنچا تو وہ اسکو اسامہ کے پاس لے گئے کہ دیکھو کیا یہ کہتا ہے ہم آنحضرت کو اس حال میں چھوڑ کر کیسے آگے جا سکتے ہیں اور اجازت چاہی اس سے شہر میں آنے کی اسامہ نے کہا بہتر ہے جاؤ مگر چھپ کر جاؤ کہ کوئی تمکو نہ دیکھے پھر اگر حضرت کو افاقہ ہو تو جلد لشکرگاہ میں لوٹ آؤ ورنہ ہمکو بھی خبر کرو کہ سب ہاں چلے آئیں رات کا وقت تھا کہ یہ لوگ داخل شہر ہوئے اور حضرت رسول اللہ نے اسوقت غشی سے آنکھیں کھولیں اور فرمایا قَدْ طَرَقَ لَیْلَتَنَا ھٰذِہِ الْمَدِیْنَةَ شَرٌّ عَظِیْمٌ کہ آج رات اس شہر میں ایک شر عظیم داخل ہوا ہے حاضرین نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کچھ لوگ لشکر اسامہ سے میرے حکم کے خلاف فتنہ و فساد کی نیت سے شہر میں لوٹ آئے ہیں۔ آگاہ ہو کہ میں ان سے بیزار ہوں پس فرمایا روانہ کرو لشکر اسامہ کو لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا اور اسکو آخر تک کہتے رہے تھے کہ چند بار کہا مخفی نہ رہے کہ جماعت متخلفین از لشکر اسامہ پر پیغمبر خدا کا لعنت کرنا کتب معتبرہ اہلسنت میں ویسا ہی مُصرّح ہے جیسا کہ حضرات شیخین اور انکے ہمچشموں کا اس لشکر میں متعین ہونا اور پھر اس سے متخلف ہوکر شہر میں چلے آنا پھر انکے ہاں مصرح ہے محمد شہرستانی اشعری نے ملل و نحل میں فقرہ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا کو روایت کیا ہے اور اس تخلف کو اُن اختلافات سے جو بوقت وفات پیغمبر حادث ہوئے دوسرا اختلاف قرار دیا ہے یعنے قضیہ قرطاس کو جسکا بیان آگے آتا ہے پہلا اختلاف اور تخلف از لشکر اسامہ دوسرا مقرر کیا ہے اور ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں ابوبکر جوہری سے یہ تمام قصہ نقل کیا ہے اسمیں ہے فَلَمَّا اَفَاقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ سَئَلَ عَنْ اُسَامَةَ وَالْبَعْثِ فَاُخْبِرَ اَنَّھُمْ یَتَجَھَّزُوْنَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَنْفِذُوْا بَعْثَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْہُ یعنے جب رسولخدا کو غش سے افاقہ ہوا تو لشکر اسامہ کی نسبت استفسار کیا آپکو خبر دی گئی کہ وہ لوگ تیاری میں مصروف ہیں پس فرمایا روانہ کرو لشکر اسامہ کو خدا لعنت کرے اسکو جو کہ اس سے تخلف کرے۔ بالجملہ ان لوگوں نے باوجود اس تاکید شدید پیغمبر کے لشکر سے تخلف کیا اور لعن پیغمبر کو اپنے اوپر لیکر لشکرگاہ سے مدینہ چلے آتے تو انکی دیکھا دیکھی اوروں نے بھی آہستہ آہستہ کھسکنا شروع کیا حتے کہ آخرش خود اسامہ علم سمیت مدینہ میں چلا آیا اور لشکر کا جانا حیات رسول اللہ میں قطعی ملتوی رہا۔ پس مدد و لعن سے کوئی بچ نہیں سکتا ہاں فرق اسقدر ہے کہ اور لوگ تو وفات آنحضرت کے بعد اس مہم پر چلے گئے۔ الا حضرت ابوبکر و عمر اسوقت بھی اس غزوہ سے محروم رہے یعنے باوجود غصب حکومت و امارت بھی انہوں نے مدینہ چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ حضرات اہل سنت ان بزرگواروں کو اس لعن صریح رسالت پناہ کی زد سے بچانیکو کہتے ہیں کہ ابوبکر کو رسول اللہ نے امامت نماز پر مقرر فرمایا لہذا وہ حکم سابق منسوخ ہوگیا۔ اور عمر کو ابوبکر نے خلیفہ ہوکر اسامہ سے اجازت لیکر اپنی اعانت و امداد کے لئے ٹھہرالیا تھا۔ امامت نماز پر جیسا کچھ پیغمبر نے ابوبکر کو مقرر کیا تھا اسکا بیان ابھی آگے آتا ہے۔ لیکن عمر کے مدینہ میں چھوڑ دینے کا اختیار اسامہ کو معلوم نہیں کہ کسنے دیا تھا وہ ایک خاص جماعت پر صرف اس لئے امیر ہوا تھا کہ انکو لڑانیکو لیجا

اور اس کے متعلق کاروبار میں حکمرانی کرے نہ یہہ کہ جسکو چاہے چھوڑ جائے اور جسکو چاہے ساتھ لیجائے عمر رسولخدا کے مقرر کئے ہوئے تعیناتیوں سے تھے انکے چھوڑ دینیکا اسامہ ہرگز مجاز نہ تھا علاوہ بریں حضرت ابوبکر بقول اہل سنت خود اسوقت خلیفہ مطاع تھے تو انکا اسامہ سے اجازت لینا اور اس التجا کے لئے اس کے گھر پر جانا جیسا کہ یہہ حضرات فخریہ کہتے ہیں یعنے یہہ خود مختار نہ تھے تو اپنے لئے بھی اجازت لینا چاہئے تھا۔ صرف عمر کے لئے اجازت چاہنے پر کیوں اکتفا کیا گیا مجلسی علیہ الرحمہ مورخین و محدثین عامہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اسامہ کو تمام عمر امیر کہتے رہے۔ اور یہہ کہ جب ابوبکر نے اپنے خلیفہ بنجانے کی خبر اسامہ کو بھیجی تو اس نے کہا میں نے اور اس لشکر نے کہ میری ساتھ ہے تجھکو خلیفہ نہیں کیا رسول اللہ نے مجھکو تمہارے اوپر امیر مقرر کیا اور اس سے معزول نہیں فرمایا حتے کہ دنیا سے رحلت کی تم میری اجازت بغیر مدینہ میں ٹھیر گئے وہ حضرت اعلم و دانا تھے مجھکو اور تمکو خوب پہچانتے تھے مجھکو تم پر امارت بخشی مجھکو تمہارے زیر فرمان نہ کیا تو کچھ سوچ سمجھکر کیا ہے ابوبکر یہ باتیں سنکر چاہتے تھے کہ اپنے تئیں خلافت سے خلع کریں لیکن عمر انکو مانع آئے اسامہ سفر سے واپس آیا تو دروازہ مسجد پر کھڑا ہوکر چلایا کہ مجھکو تعجب ہے اس مرد سے کہ رسول اللہ نے مجھے اسپر امیر کیا اور وہ معزول کرکے اپنی امارت کا دعوی کرتا ہے مجلسیؒ کہتے ہیں کہ جبکہ شیخین مامور بہ اطاعت اسامہ اور اس کی رعایا سے تھے اور وہ بالاتفاق خلیفہ نہ تھا بلکہ جو خلیفہ ہونا اس کی اطاعت اسپر لازم تھی تو وہ اس کے باوجود کیونکر خلیفہ ہو سکتے ہیں

کیفیت پیشنمازی ابوبکر

حدیث حذیفہ میں ہے کہ جب رسولخدا بیمار ہوئے تھے آپکا دستور تھا کہ جسوقت مسجد میں اذان ہوتی تھی المقدور خود باہر تشریف لاتے اور گو سخت زحمت اٹھاتے مگر نماز سب کے ساتھ ہی بجا لاتے اور جو کسی وقت تکلیف بہت زیادہ ہوتی اور آپ آ نہ سکتے تو امیر المومنینؑ کو حکم دیتے وہ حضرت آپکی نیابت سے نماز پڑھاتے حضرت امیرؑ اور فضل بن عباس آپ کی خدمت میں شب و روز حاضر رہتے تھے اور جدا نہوتے جس رات کو یہ لوگ لشکر اسامہ سے جدا ہوکر شہر میں آئے اس کی صبح کو بلال نے اذان کہی پھر در دولت پر آکر آواز دی تاکہ حضرتؐ کو نمازیوں کے جمع ہوجانے کی اطلاع دے مگر مرض اسوقت شدت پر تھا کسنے اسکی آواز نہ سنی اندر آنا چاہا تو بی بی عائشہ نے اسکو روکدیا اور صہیب کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسول اللہ بیماری کی زیادتی سے نماز نہیں پڑھا سکتے علی بن ابی طالب انکی بیمارداری میں لگے ہوئے ہیں بہت اچھا موقع ہے جلد آؤ اور نماز پڑھاؤ یہ پیشنمازی ثانی الحال تمہارے بہت کام آئیگی۔ ادھر لوگ مسجد میں انتظار کر رہے تھے کہ رسول اللہ تشریف لاتے ہیں یا امیر المومنینؑ کو بھیجتے ہیں کہ یکایک ناگاہ ابوبکر داخل ہوئے اور کہا کہ مرض کی زیادتی سے رسولخدا اسوقت نماز کو نہیں آسکتے مجھکو امر کیا ہے کہ نماز پڑھاؤں اصحاب سے ایک صاحب نے کہا کہ تم تو لشکر اسامہ میں تھے تمکو یہ حکم رسولخدا کا کیونکر پہنچا بخدا قسم کہ میں گمان نہیں کرتا کہ آنحضرت نے تمکو بلایا یا نماز پڑھانیکو فرمایا ہو بلال نے کہا ذرا صبر کرو میں جاکر حضرت سے دریافت کئے لیتا ہوں پس بلال دوبارہ دروازے گئے اور اس مرتبہ زور سے کنڈی کھٹکائی رسول اللہ نے آنکھیں کھولیں کہ دیکھو کون ہے کیا کہتا ہے۔ فضل دروازے پر

آئے بلال نے انسے کہا کہ ابوبکر رسول خدا کے مقام پر کھڑے کہتے ہیں کہ مجھکو آنحضرت نے نماز پڑھانیکا حکم دیا ہے فضل حیران
ہوئے کہ ابن ابوبکر لشکر اسامہ میں نہیں قسم بخدا کہ یہ وہی شر بزرگ ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ آج رات اس شہر میں داخل
ہوا ہے اور بلال کو ساتھ اندر لیجا کر ماجرے بیان کیا حضرت رسالت پناہ یہ سُنکر نہایت آزردہ و سراسیمہ ہوتے فرمایا مجھکو
اٹھاؤ اور مسجد میں لیچلو قسم بخدائے عزوجل کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ بلائے عظیم اسلام پر نازل ہوئی
پس عصابہ سر مبارک سے باندھکر اور ایک ہاتھ دوش مبارک امیر المومنین پر اور دوسرا شانہ فضل بن عباس پر رکھکر پائے کشاں
باہر تشریف لائے اور بکمال تعب مسجد میں داخل ہوئے یہاں جماعت شروع ہو گئی تھی حضرت ابوبکر امام و عمر۔ ابوعبیدہ
سالم صہیب وغیرہ مقتدی تھے مگر اکثر اشخاص نے اقتدا نہیں کی تھی اور بلال کی واپسی کا انتظار کھینچ رہے تھے سرور عالم کا
اس حال سے تشریف لانا انکو عظیم معلوم ہوا پس حضرت نے محراب میں پہنچکر ابوبکر کو ہاتھ سے گھسیٹ کر علیحدہ کیا اور خود مصلے پر
کھڑے ہوکر نماز شروع کی پست لوگ پیچھے ہٹے اور صفوں میں مل جُل کر غائب ہو گئے حضرت نے سبکے ساتھ نماز ادا کی ضعف کے
سبب اچھی طرح آواز نہ نکلتی تھی لہذا بلال تکبیرات کو بلند کہتے تھے کہ سب کو انتقالات قیام و قعود سے آگاہی ہو
نماز سے فارغ ہوکر پیچھے کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اَیُّہا النَّاس تم ابن ابوقحافہ اور اس کے اصحاب سے تعجب نہیں
کرتے جنے انکو لشکر اسامہ کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس کے برخلاف آمادہ و فساد ہوکر مدینہ میں چلے آئے گویا حق تعالیٰ انے
انکو انکے پیلے کفر و بدکاری کی طرف پھر اویا پس فرمایا کہ مجھکو ممبر پر بٹھلاؤ حضار نے دست مبارک پکڑکر ممبر پر بٹھایا پایۂ
ممبر پر جھکر اوّل حمد و ثنائے الٰہی ادا کی بعد ازاں فرمایا اے گروہ مسلمین مجھکو ہنگام ناگزیر (مرگ) درپیش ہے لیکن تمکو راہ روشن
و طریق واضح پر چھوڑتا ہوں در انحالیکہ راہ دین کو تمہارے لئے صاف اور آشکار کر دیا ہے تمکو چاہئے کہ میرے بعد اختلاف
نہ کرو جیسا کہ بنی اسرائیل نے اختلاف کیا تھا بندگان خدا میں تم پر حلال کرتا ہوں اُن امور کو جن کو قرآن نے حلال کیا
اور چھوڑتا ہوں تمہارے درمیان دو شے بزرگ جبتک انسے متمسک ہو گے ہرگز گمراہ نہو گے وہ کتاب خدا اور میری عترت
اہلبیت ہیں یہ دونو میرے خلیفہ ہیں تمپر اور کبھی ایک دوسرے سے جدا نہوں گے جبتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد
ہوں لیکن اسوقت میں تم سے سوال کرونگا کہ تم نے ان دونو کی کسطرح رعایت کی بتحقیق کہ اس روز چند اشخاص کو میرے اصحاب سے
حوض سے ہٹائیں گے اور دور کرینگے جسطرح پانی پلانیکے وقت شتران اجنبی و غریب کو دور کرتے ہیں پس وہ کہینگے کہ میں فلاں
ہوں اور میں فلاں میں انکو کہونگا کہ میں تمہارے نام جانتا ہوں الاتم میرے بعد مرتد گئے اور دین سے نکل گئے پس اسنے
رحمت خدا سے دور ہوا و عذاب ابدی کے نزدیک مترجم کہتا ہے کہ حدیث حوض صحاح اہل سُنت میں بطرق متعددہ
متکثرہ وارد ہوئی ہے ازانجملہ سہل بن سعد سے نقل کیا ہے اور متفق علیہ ہے کہ اُس نے کہا مینے رسول اللہ سے سُنا کہ آپنے
فرمایا اَنَا فرطکم علی الحوض من ورد شرب ومن شرب لم یظماء ابدًا ولیردن علیّ اقوام اعرفھم ویعرفونی ثم یحال

حدیث حوض

بینی وبینھم فاقول انھم من امتی فیقال انک لاتدری مااحدثوا بعدک فاقول سحقًا لمن تبدل بعدی یعنی میں تم سے
پہلے حوض کوثر پر وارد ہونگا اور جو اسپر وارد ہوگا پانی پئیگا اور جو اسکا پانی پی لیگا کبھی پیاسا نہوگا اور کچھ لوگ میرے
پاس آئیں گے کہ میں انکو اور وہ مجھکو پہچانتے ہوں گے پس میرے اور انکے درمیان کوئی حائل اور روک واقع ہو جائے گی
پس میں کہونگا کہ یہ میری امت سے ہیں جواب ملے گا کہ تمکو معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا اور کیسے کیسے بدعتیں
دین میں احداث کیں پس میں کہونگا کہ رحمت خدا سے دور ہو جنے میرے بعد میرے دین میں تغیر و تبدل کیا اور انس بن
مالک سے روایت کی ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ لَیَرِدَنَّ علی الحوض رجال ممن صاحبنی حتی اذا رایتھم ورفعوا الیّ
رؤسھم اختلجوا فلاقولن ای ربی اصحابی فلیقالن لی انک لاتدری مااحدثوا بعدک ایک جماعت میرے اصحاب کی حوض
کوثر پر میرے پاس وارد ہو گی تا اینکہ جب میں انکو دیکھونگا اور وہ میری طرف دیکھنے کو سر بلند کرینگے تو میری نظر سے
محجوب جائیں گے پس میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ میرے اصحاب تھے پس مجھ سے کہیں گے کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے
تیرے پیچھے کیا کیا احداث کئے اس قسم کی روایتیں صحاح ستہ میں بکثرت ہیں۔ غرض حضرت ممبر سے اُترکر اپنے حجرہ
طاہرہ کو تشریف لے گئے۔ اور ارباب نفاق مدینہ میں پوشیدہ تھے کہ آپنے رحلت فرمائی پس غصب خلافت و منع
حقوق خاندان رسالت سے کیا جو کچھ کہ کیا اس کے بعد حذیفہ راوی حدیث نے مرد انصاری سے کہا کہ ایک خلیفہ رسول کے
ساتھ انکی یہ سلوک تھے دوسرے خلیفہ نے قرآن کو تحریف کیا اور جسطرح چاہا اسمیں تغیر و تبدل کر ڈالا اے انصاری یہ امر
عظیم کہ مینے تجھ سے نقل کیا طالب ہدایت کے لئے محل عبرت ہے سعادت مند انصاری نے یہ تمام باتیں سُنی تو کہا بخدا
سوگند کہ تونے مجھکو ہدایت کیا میں ہمیشہ ان لوگوں سے بیزاری طلب کرونگا اور دشمن انکا ہونگا اور خدمت امیر المومنین
علی کو مایہ سعادت جانکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونگا تاکہ سعادت شہادت نصیب ہو انشاء اللہ تعالیٰ پس
حذیفہ کو وداع کرکے متوجہ ملازمت شاہ ولایت ہوا اور اسوقت خدمت بابرکت میں پہنچا جبکہ حضرت مدینہ سے عراق
کی طرف طلحہ زبیر کے فتنہ کے دفع کرنے کو تشریف لاتے تھے راہ میں باریاب خدمت ہوکر ملازم رکاب ہوا پس سب سے
اوّل جو جنگ جمل میں شہید ہوا وہ تھا۔ یہ وہ جوان ہے جسے حضرت نے قرآن شریف دیکر ناکثین کے پاس بھیجا اور ان
بے رحموں نے اسکو بے قصور مار ڈالا تھا جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل مذکور ہے یہ ہے کیفیت پیشنمازی ابوبکر کی موافق روایت
شیعہ کے اور سنیوں سے ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں اپنے اُستاد شیخ ابویوسف یعقوب بن اسمعیل لمعانی
سے وہ باب عداوت عائشہ با اہل بیت امجاد ایک کلام طویل نقل کیا ہے اسمیں ہے کہ امیر المومنین ابوبکر کی پیشنمازی کو عائشہ
کی طرف منسوب کرتے تھے کہ اس نے بلال مؤذن اپنے باپکے آزاد کردے سے کہلا دیا کہ ابوبکر نماز پڑھاتے رسول اللہ نے کیسکو
اس کام کے لئے تعین نہیں کیا تھا صرف اسقدر فرمایا تھا کہ کوئی نماز پڑھا دے نماز نماز صبح تھی رسول اللہ باوجود کمال

ضعف علیؑ و عباسؓ کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھائی ابوبکر نے اس امامت کو اپنے لئے دلیل خلافت گردانا اور کہا کون تم سے راضی ہے کہ ان قدموں پر سبقت کرے جنکو رسول اللہ نے مقدم کیا ہے اور پیغمبر خداؐ کے اس برآمد ہونیکو انہوں نے اس پر حمل نہیں کیا کہ وہ ابوبکر کو ہٹانے آئے تھے بلکہ اسکو حتی المقدور آنحضرت کی نماز جماعت کی پابندی پر محمول کرتے ہیں پھر شیخ لمعانی کہتا ہے کہ یہ ایک نکتہ تھا جس نے ابوبکر کو خلافت دلوادی اور علیؑ کے نزدیک وہ صرف عائشہ کی کار پردازی تھی وہ بارہا خلوت میں اپنے اصحاب سے اسکو کہتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ پیغمبر خدا نے ناراض ہوکر عائشہ و حفصہ کے حق میں کہا تھا انکن صوٰحبات یوسف کہ تم وہی عورتیں ہو جنہوں نے یوسف کو گمراہ کرنا چاہا تھا۔ یہ دونوں اپنی اپنی باپ کے واسطے کوشش کرتی تھیں اور پیغمبر خدا اس کے تدارک کو نکلے تھے اور انہوں نے ابوبکر کو محراب سے دور کر دیا انتہی اور صحیح بخاری میں عروہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے آپ میں خفت پائی تو باہر تشریف لائے اور محراب میں نماز پڑھی پس ابوبکر آنحضرت کی نماز سے نماز پڑھتے تھے اور اور خلقت ابوبکر کے نماز سے یعنے اور لوگ ابوبکر کی تکبیروں سے اقوال و افعال آنحضرت پر اطلاع پاتے تھے مؤلف کہتا ہے کہ نظر بحالات سابق خصوص اس مبالغہ و اہتمام سے کہ آنحضرت کو ان لوگوں کے مدینہ سے نکالنے میں مرکوز خاطر تھا کہ تخلف جیش اسامہ پر لعن تک سے بھی دریغ نہ فرمایا ناممکن ہے کہ آپنے اپنی طرف سے جناب ابوبکر کو امام نماز مقرر کیا ہو یہ صرف بی عائشہ انکی دختر نیک اختر کی چالاکی تھی گو رسول اللہ نے عین موقعہ پر اسکا تدارک کما ینبغی فرما دیا۔ مگر پھر بھی یار لوگ انکو رسول اللہ کا مقرر کردہ پیشنماز کہے گئے اور اس فرضی پیشنمازی کو نہ صرف انکے فضائل سے شمار کیا بلکہ خلافت و امامت عامہ کی دلیل گردانا۔ مگر قدرت خدا دیکھئے کہ کسطرح یہہ شبہ صاف ہوا ہے خود انہی کے مونہہ سے کہلا دیا گیا کہ امامت نماز کوئی چیز ہی نہیں چنانچہ یہہ حضرات رسولخدا سے روایت کرتے اور اسکو صحیح جانتے ہیں کہ نماز ہر ایک کے پیچھے جائز ہے خواہ نیکبخت ہو یا بدکردار[1] پس جبکہ امامت نماز عدالت کی بھی علامت نہیں تو امامت عامہ یعنے خلافت کی کیونکر دلیل ہو سکتی ہے اور اس سے انکو کیا فائدہ ہوا

قصہ طلب قرطاس و نسبت ہذیان بآں اشرف الناس

واقعات دردانگیز و مصیبت خیز سے ایک واقعہ طلب قرطاس ہے مجمل بیان اس کا حسب روایات فریقین یہ ہے کہ سرور کائنات نے تاکید مزید و تشدید امر خلافت کے لئے دوران مرض

[1] یہ بات بھی اس مقام پر قابل لحاظ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ امیر المؤمنین سے اسقدر عداوت رکھتی تھیں کہ صحیح بخاری میں جہاں کہ یہ حدیث انکی زبان سے نقل ہوئی ہے وہیں انکا نام نہیں بتایا ہے فقط رجل آخر (کوئی مرد) مذکور ہے عبداللہ بن عباس نے راوی حدیث کو آگاہ کیا کہ مراد رجل سے امیر المؤمنین ہیں۔ اور ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے صاف صاف لکھ دیا کہ عائشہ خوش نہ تھی کہ نام مبارک امیر المؤمنین کا لے یا بسبب شدت عداوت وہ یہ نام لے نہیں سکتی تھی ۱۲ منہ عفی عنہ
سنن ابوداؤد اور مشکوۃ میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ جہاد تم پر واجب ہے ہر امیر کے ساتھ نیکو ہو یا فاجر اور مرتکب کبائر کا ہو اور نماز واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے نیکوکار ہو یا بدکردار اور ہر چند کہ مرتکب کبیرہ عمل میں لاتے۔ اور نماز واجب ہے ہر مسلمان پر نیک ہو یا فاسق اگرچہ گناہان کبیرہ کرتا ہو سوا اسکے غیر مقلدات کے نزدیک غلام کی امامت بلا کراہت جائز ہے اور کہتے ہیں کہ عائشہ کے ایک غلام ابو عمر نام تھا جس کے پیچھے وہ نماز پڑھا کرتی تھیں اور طفل نابالغ کے پیچھے نماز جائز ہے اور دلیل لاتے ہیں کہ عمرو بن سلمہ سات سال کا لڑکا حضرت رسول خدا کے زمانے میں اپنے قوم کی امامت کیا کرتا تھا ۱۲ بجلد

میں فرمایا کہ قلم دوات اور کاغذ سفید میرے پاس حاضر کرو کہ تمہارے لئے ایک کتبہ لکھوں جس سے ہمیشہ ہمیشہ کو گمراہی سے نجات پاؤ عمر خطاب مع اپنے مددگاروں کے اس مجلس میں موجود تھے اس سے مانع آئے اور کاغذ نہ آنے دیا یا کاغذ حاضر ہوا تو انہوں نے اسکو پھاڑ ڈالا کہ اس شخص یعنے رسولخدا کے حواس ٹھکانے نہیں ہذیان بکتے ہیں ہمکو کتاب خدا کافی ہے بعض حاضرین نے کہا کاغذ قلم و دوات ضرور لانا چاہئے کہ پیغمبر خدا آخری وصیت قلمبند کریں عمر کے ساتھیوں نے کہا کچھ ضرور نہیں القول ماقال عمر حسبنا کتاب اللہ بات وہی ٹھیک ہے جو عمر نے کہی ہمکو قرآن کفایت کرتا ہے پس نزاع و اختلاف نے اس مقدمے میں طول ہوا اور طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں حضرت نے یہہ صورت دیکھی تو نہایت دلگیر ہوئے اور بکمال غیظ فرمایا قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع میرے پاس سے چلے جاؤ یہاں جھگڑنا و نزاع کرنا زیبا نہیں یہ قصہ مشہورات و متواترات سے ہے صحاح ستہ اہل سنت اور انکی دیگر کتابوں میں موجود ہے اور شہرت اس کی اس درجہ کو ہے کہ صرف بخاری نے باوجود سخت تعصب کے اسکو سات موقعوں پر نقل کیا ہے اور مسلم میں تین طریق سے روایت کیا ہے اور مشکوۃ میں بھی ہے از انجملہ صحیح بخاری وغیرہ میں بھی ہے کہ عبداللہ بن عباس اس روز کو یاد کرتے تھے کہ یوم الخمیس ما یوم الخمیس پنجشنبہ کا دن بھی عجب پنجشنبہ کا دن ہے یہ کہکر اس قدر روتے کہ سنگریزے مسجد کے انکے آنسوؤں سے پر ہوگئے انسے پوچھا اے ابن عباس کونسا امر عظیم پنجشنبہ کو واقع ہوا کہ تم اسکو اتنا یاد کرتے ہو کہا اس روز درد و وجع رسول اللہ کا شدید ہوا اور انہوں نے چاہا کہ ایک نامہ لکھیں کہ انکے بعد امت میں اختلاف نہ رہے پس فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا آؤ تمکو ایک نوشتہ لکھدوں کہ جس سے کبھی گمراہ نہو۔ بروایتے فرمایا ایتونی بدواۃ و بقرطاس کہ لے آؤ دوات اور کاغذ اور بعض میں ہے ایتونی بکتف لاؤ میرے پاس شانہ گوسفند یا شتر قال عمر ان النبی قد غلب علیہ الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ یعنے عمر نے کہا رسول اللہ پر درد غالب ہے تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے بروایتے عمر نے کہا دعوا الرجل انہ لیہجر و حسبنا کتاب اللہ اس مرد کو چھوڑو بتحقیق کہ وہ ہذیان بکتا ہے۔ بعض روایات میں خود ہذیان کا لفظ موجود ہے یعنے دعوا الرجل انہ لیہذو بہرحال راوی کہتا ہے فاختلف اہل البیت فاختصموا منہم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعدہ و منہم من یقول ما قال عمر یعنے جو لوگ اسوقت مکان میں تھے انمیں اختلاف و خصومت واقع ہوئی بعض کہتے تھے کہ قلم دوات لے آؤ کہ نبی یہہ نوشتہ لکھدیں جس سے تم کبھی گمراہ نہو اور بعض وہ تھے عمر کا کہنا کہتے تھے فلما اکثروا اللغط و الاختلاف عند النبی قال رسول اللہ قوموا عنی لا ینبغی عند نبی تنازع جب بک بک اور اختلاف پیغمبر کے سامنے زیادہ ہوا تو آنحضرت نے فرمایا اٹھ کھڑے ہو جاؤ کہ نبی کے پاس بیٹھکر یہ جھگڑے کرنے سزاوار نہیں ابن عباس کہتے ہیں فتنازعوا و لا ینبغی عند نبی تنازع کہ انہوں نے نزاع اور جھگڑا کیا حالانکہ پیغمبر خدا کے پاس جھگڑا کرنا سزاوار نہ تھا۔ اور نیز ابن عباس کہتے تھے ان الرزیۃ کل الرزیۃ فیما حال بین رسول اللہ و بین ان یکتب لہم ذلک الکتاب لاختلافہم و لغطہم مصیبت سے مصیبت سخت

مصیبت ہے یہہ کہ رسول اللہ کو نوشتہ نہ لکھنے دیا اور اسمیں اور رسولخدا میں حائل ہوئے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنیکے واقعی اس سے بڑھکر اور کونسی مصیبت ہوگی کہ پیغمبر خدا آخر وقت میں وصیت لکھنا چاہیں اور وصیت بھی وہ کہ امت کو ابد الآباد ضلالت و گمراہی سے بچائے اور یہہ لوگ اس سے مانع آئیں نہ صرف منع کریں بلکہ آپ کو رو در رو مختل الحواس و ہذیان بکنے والا (معاذ اللہ منہ) بتلائیں اور اس قدر آزردہ و ناراض کریں کہ رحمۃ للعالمین جن کے خلق عظیم کی حق تعالیٰ قرآن میں صفت و ثنا کرتا ہے انکے پاس بیٹھنے کے بھی روادار نہ ہوں اور بکمال غیظ و غضب اپنے مکان سے اٹھوا دیں ادنے شخص بھی مرنے کے وقت وصیت کرنا چاہتا ہے تو اس کی بات کو سنتے اور مانتے ہیں بلکہ نہایت دلجوئی کرتے ہیں تاکہ جو کچھ اس کے دلمیں ہو کہہ گزرے رسولخدا کہ باعث ایجاد عالم و فخر بنی آدم تھے اور ہر ایک کلمہ آپکا وحی منزل من اللہ ہلاکت سے بچانیوالا ہادی و راہ نما تھا انکی وصیت کرنے پر یہہ لوگ یہ رنگ لائیں کفار کہا کرتے تھے انہ لمجنون حضرت عمر نے کہا انہ لیہجر خدا تو یا ایہا الرسول یا ایہا النبی ان القاب کے ساتھ آپکو خطاب کرے اور جناب پسر خطاب ان الرجل (یہہ مرد) کہیں کیسے بے ادبی کی بات اور کسقدر شوخ چشمی اور گستاخی یہہ تھی۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اطاعت کرو خدا و رسول کی اور نیز کہتا ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا کہ جو رسول خدا تمکو حکم کریں اسکو قبول کرو جس سے منع کریں باز رہو یہہ بجائے اطاعت کے ایسی زبان درازیاں کریں کیا یہی اطاعت رسول تھی اور یہی آنحضرت کے امر و نہی کی پیروی جو انہوں نے آخر وقت میں رسول اللہ کے سامنے ظاہر کی۔ بات صرف یہہ ہے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ جو بات ہمیشہ کہتے ہیں اور جو ابھی بر سر ممبر کہی اور جسکو غدیر خم میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے مجمع میں تقریر کیا یعنے خلافت علی مرتضی اسی کو اسوقت لکھوائیں گے پس انہوں نے سوچا کہ زبانی باتوں کا علاج ہو سکتا ہے کچھ بند و بست کر لینگے مگر نوشتہ تو مثل نوشتہ تقدیر کسی کی مٹائے نہ مٹیگا۔ لاجرم وہ بات پیدا کی کہ اگر وہ کاغذ لکھا بھی جاتا تو کچھ فائدہ نہ تھا پس شرم و حیا بلکہ دین ایمان کو بالائے طاق رکھکر کہدیا ان الرجل لیہجر یہ شخص بدحواس اور بیہوش ہیں اس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اور حضرت عمر کا یہہ کہنا کہ حسبنا کتاب اللہ کہ ہمکو کتاب خدا یعنے قرآن کافی ہے عجیب منطق ہے۔ حضرت رسول اللہ تو کہیں کہ قرآن و اہل بیت دونو ساتھ ہیں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہوں گے اور بار بار دونو سے تمسک کرنے کا حکم دیں اور یہہ حضرت کہیں کہ ہمکو قرآن کافی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بیمار کہے کہ میرے پاس طب کی کتابیں موجود ہیں اس لئے طبیب کی حاجت نہیں رکھتا پھر بیمار بھی وہ کہ ایک حرف ان کتابوں کا خود نہ پڑھ سکے یہی حال بعینہ خلیفہ صاحب کا اس مقام پر ہے کہ آپکی علم و معرفت کی تو یہ کیفیت تھی کہ خود انہیں کے قول کی موافق زنان پردہ نشین بھی انسے افقہ تھیں اور جہاں کوئی مشکل پیش آجاتی تھی تو اہل بیت کا دامن پکڑتے اور حضرت حلال مشکلات کی خدمت میں التجا لیجاتے تھے۔ لیکن زبان سے کہنے کو حسبنا کتاب اللہ کہہ گئے۔ جبکہ آیات متعلقہ احکام حسب تصریح علماء کل پانسو ہیں تو ظاہر ہے کہ انسے تمام مسائل

شرعی استخراج نہیں ہو سکتے۔ علاوہ بریں قرآن میں محکم متشابہ ناسخ منسوخ مجمل مؤول ہر طرح کا کلام ہے تو کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمکو قرآن کافی ہے۔ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم کہ اس کی تاویل سوائے اللہ کے اور ان لوگوں کے جو علم میں راسخ ہیں کوئی نہیں جانتا۔ سو ظاہر ہے کہ راسخون فی العلم رسولخدا ہیں یا انکے اہلبیت ہدیٰ جن کے گھر میں قرآن اترا ہے نہ کہ حضرت پسر خطاب جس کی زبان لولا علی لہلک عمر کہتے خشک ہوتی تھی۔ تعجب ہے کہ حضرت امیرؑ کی خلافت لکھنے پر تو حضرت عمر نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر بدحواسی کی تہمت لگائی اپنی خلافت کا کاغذ لکھتے وقت ابوبکر کو سڑی خبطی ہذیان بکنے والا نہ بتایا۔ انہوں نے بھی تو اپنے مرض موت ہی میں یہ نوشتہ لکھوایا تھا۔ بلکہ وہ تو اثنائے تحریر میں سچ مچ بیہوش ہو جاتے تھے حتے کہ عمر کا نام بھی عثمان کاتب وثیقہ نے انکی بیہوشی میں اپنی ہوشیاری سے لکھدیا جسکو ہوش میں آکر خلیفہ اول نے بہت پسند کیا چنانچہ اسکا ذکر آئندہ زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں آئیگا۔ مگر وہاں اپنا فائدہ تھا حضرت ابوبکر کی بیہوشی بھی ہوشیاری ہو گئی یہاں امیر المومنین کا درمیان تھا کہ حضرت اعقل ناس بھی بدحواس سمجھے گئے نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس شاعر عربی کہتا ہے ؎ اوصے النبی فقال قائلہم ۔ قد ظل یہجر سید البشر ۔ ورأوا ابا بکر اصاب فلم ۔ یہجر وقد اوصی الی عمر یعنے پیغمبر نے وصیت کی تو انکے کہنے والے نے کہا کہ سید و سردار آدم ہذیان بکتے ہیں اور ابوبکر نے عمر کے واسطے وصیت کی تو انکے نزدیک وہ راہ صواب پر تھے اور ہذیان نہیں بکتے تھے شاہ عبد العزیز تحفہ میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ اس قضیہ کے بعد تین چار روز زندہ رہے اسوقت عمر نے منع کر دیا تھا دوسرے وقت کیوں نہ کسی اور نے آنحضرت سے اس کاغذ کو لکھوالیا۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ بعد میں لکھوانے سے کیا فائدہ تھا جن لوگوں کے واسطے یہہ نوشتہ تھا اور جنکو اس سے ہدایت کرنا اور آگاہ کرنا منظور تھا وہ تو روبرو ہی اختلال حواس و ہذیان تجویز کر چکے تھے پھر اگر اس جلسہ کے بعد یہ نوشتہ لکھا بھی جاتا تو کیا اثر ہوتا وہ کیوں اسکو قبول کرنے لگے تھے تب تو اتنی ہی بات اسکو کافی تھی کہ پیغمبر نے کوئی کتبہ نہیں لکھا ان لوگوں نے آپ کاغذ لکھکر انکی طرف منسوب کر دیا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس قضیہ کے بعد خود رسول اللہ ہی نے اس کے لکھنے کا خیال ترک کر دیا تھا۔ حدیث میں وارد ہے کہ اس کے بعد بعض اصحاب نے عرض کیا کہ ہم کاغذ قلم دوات حاضر کریں تو حضرت نے فرمایا ابعد ما سمعت یعنے تم نے یہ حال ان لوگوں کا دیکھا اور گستاخی اور دریدہ دہنی ان کی مشاہدہ کی پھر مجھ سے اس کے لکھنے کو کہتے ہو اب اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ اب تمکو یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور انکو ایذا نہ دینا یہ کلام حسرت انجام آنحضرت کا سنکر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ قطع نظر اس کے۔ تین چار روز تک اس کے بعد آپکا زندہ رہنا بھی تسلیم نہیں بعض کتب اہل سنت سے پایا جاتا ہے کہ اسی روز بلکہ اسیوقت اس جلسہ کے برخاست ہوتے ہی جاں بحق ہو گئے ابن ابی الحدید معتزلی لکھتا ہے فمات رسول اللہ فی ذلک الیوم یعنے جس روز کہ قضیہ قرطاس وقوع پذیر ہوا

اسی روز آنحضرت نے رحلت کی اور واقدی نے لکھا ہے کہ جب انکے درمیان یہہ شور و غل ہوا اور حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور وہ لوگ وہاں سے اُٹھکر چلے گئے اسیوقت روح پرفتوح نے جسم اطہر سے انتقال کیا۔ ظرفہ یہہ ہے کہ اہل سُنت کہتے ہیں کہ اس کاغذ میں حضرت رسالت پناہ خلافت امیر المومنینؑ کی تصریح کیا چاہتے تھے مگر حضرت عمر نے براہ دلسوزی و دردو بین کہ وہ خلیفہ ہونگے تو عرب ان پر اتفاق نہیں کرینگے انکو اس سے باز رکھا نووی شارح مسلم اس حدیث کی شرح میں لکھتا ہے قد اختلف العلماء فی الکتاب الذی ھم النبی بہ فقیل اراد ان ینص علی الخلافۃ فی انسان معین لئلا یقع نزاع و فتن یعنے علما نے اختلاف کیا ہے اس کتبہ میں کہ پیغمبر خدا اس کے لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے چاہا تھا کہ ایک شخص خاص کے واسطے خلافت لکھ جائیں تاکہ باہم نزاع و فساد نہونے پائے درحقیقت جسقدر نزاع و فساد اس کاغذ کے نہ لکھے جانے کے سبب سے ہوئے اتنے کسی سبب سے نہیں ہوئے بلکہ سچ پوچھو تو بنیاد تمام لڑائی جھگڑوں مسلمانوں کی اور جملہ اختلافات کی یہی مسئلہ خلافت ہے۔ اور ابن ابی الحدید نے تاریخ بغداد سے ایک روایت نقل کی ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ابتدائے خلافت عمر میں انکے پاس داخل ہوا تو دیکھا مینے کہ بقدر ایک صاع (ہندوستان کے وزن سے تین سوا تین سیر کا ہوتا ہے) کے خرما انکے آگے چٹائی پر پڑے ہیں اور ایک گھڑا پانی کا پاس رکھا ہے مجھکو دیکھکر میری بہی تواضع کی کہ کھاؤ مینے ایک دانہ اس سے اُٹھا کر کھالیا۔ لیکن خلیفہ صاحب نے جو کھانا شروع کیا تو تمام کو کھا گئے پھر گھڑا منہہ سے لگا کر پانی پیا اور اپنے بچھونے پر لیٹکر بار بار خدا کا شکر کرتے تھے بعد ازاں مجھ سے بولے من این جئت یا عبد اللہ اے عبد اللہ تم اسوقت کہاں سے آتے ہو مینے کہا مسجد سے پوچھا اپنے چچیرے بھائی کو کس حال پر چھوڑا عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں سمجھا کہ شاید عبد اللہ جعفر کو پوچھتے ہیں مینے کہا اپنے ہم سنوں کے ساتھ کھیل رہے تھے عمر نے کہا میں انکو نہیں پوچھتا انما عنیت عظیمکم اہل البیت میرا سوال تم اہل بیت کے بزرگ کی نسبت ہے مینے کہا وہ ایک شخص کے باغ میں پانی سینچ رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے عمر نے کہا اے عبد اللہ تمکو قسم دیتا ہوں تم پر قربانی شتران لازم ہوا اگر تم چھپاؤ آیا انکے دل میں اب بہی کچھ خیال خلافت کا باقی ہے مینے کہا ہاں کیوں نہیں عمر نے کہا شاید انکا گمان یہ ہے کہ رسول اللہ انکو خلیفہ کر گئے ہیں مینے کہا البتہ اس کے علاوہ میں تم سے کہتا ہوں کہ مینے اپنے باپ سے پوچھا تھا کہ علی جو دعوی خلافت کا کرتے ہیں آیا وہ درست ہے انہوں نے کہا ہاں درست ہے عمر نے کہا رسول اللہ کی باتیں اس بارے میں کچھ ایسی پریشان اور مبہم ہوتی تھیں کہ ان سے کسی حجت کا اثبات اور کوئی عذر قطع نہیں ہوسکتا یعنے صاف صاف نہیں تہیں اور پیغمبر بسا اوقات علی کی محبت کے سبب سے طریق حق سے لغزش کر جاتے تھے اور انہوں نے مرض الموت میں چاہا کہ ان کے نام کی تصریح کر جائیں مینے بسبب محبت و شفقت مسلمانوں کے انکو روک دیا اور قسم کہا کے کہنے دیا قسم بخدائے کعبہ کہ اگر علی خلیفہ ہوتے تو قریش انکو نہ مانتے اور عرب چاروں طرف سے اُٹھ کھڑے ہوتے رسولخدا

روایت ابن ابی الحدید

کو بہی میرے دل کی بات معلوم ہوگئی تھی لہذا چپکے ہو رہے اور جو خدا کو منظور تھا وہی ہو کر رہا۔ تمام ہوئی روایت ابن ابی الحدید کی حقیر مؤلف کہتا ہے کہ رسول اللہ چپکے کہاں ہو رہے بلکہ قوموا عنی کہکر بکمال ذلت و خواری آپ کو حجرۂ مقدس سے نکلوا دیا اور علی کے حق میں تو ضرور وہ حضرت طریق حق سے گذر جاتے تھے لیکن حق پر جب رہتے جبکہ آپ کی یا آپکے برادر کلاں حضرت ابوبکر کی مدح فرماتے یا آپ کی خلافت کا پتہ لکھ جاتے۔ ہمارے نزدیک آپ کو بارگاہ خداوندی میں دخل تو تھا ہی حتی کہ وحی آپکی رائے کی موافق نازل ہوتی تھی لیکن یہ برا کیا کہ پیغمبر خدا کو پیغمبری سے یہ کہکر لگتے ہاتھ آپنے نہ روکدیا کہ وہ پیغمبر ہونگے تو قریش انکو نہ مانیگے اور عرب مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوگا کہ سرے ہی سے چھٹی ہوجاتی وحی آپ کی رائے کے موافق تو آتی ہی تھی آپ ہی کے پاس آجایا کرتی پھر دیکھتے کہ آپ کی حسن تدبیر سے خلافت کو کیا رونق ہوئی ہے جو نبوت کو ہوتی اُدھر خدا کو یہ آسانی ہوجاتی کہ ہر بات میں آپ کی رائے معلوم کر کے وحی بھیجنے کی تکلیف سے چھوٹ جاتا سب کام آپ کی رائے زرین کے حوالے ہوجاتے آپ خود ہی سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر لیتے بھلا صاحب یہ غیب کی بات آپنے کہانسے جانی کوئی الہام ہوا یا جبرئیل آپ سے کہہ گئے کہ امیر المومنین خلیفہ ہوتے تو عرب انپر اتفاق نہ کرتا جو کوئی آپکا خیر خواہ یہ کہے کہ زمانہ خلافت علی علیہ السلام سے ظاہر ہوا کہ جنگ جمل و صفین و نہروان میں لوگ انسے لڑتے رہے تو ہم کہینگے کہ یہ بہی حضرت خلیفہ صاحب ہی کی عنایت تھی نہ وہ غصب خلافت کر کے سنتہائے رسول کو یوں ملیامیٹ کرتے نہ آنحضرت کو یہ قصے جھگڑے پیش آتے دیکھیے سب سے پہلا قضیہ اس عہد کا طلحہ زبیر کا فتنہ ہے جو صرف اس سبب سے پیدا ہوا کہ امیر المومنین موافق سنت رسول اللہ کی موافق برابر حصہ دیتے تھے مگر انکو تو خلیفوں کے وقت کی بردوں کی چاٹ لگی ہوئی تھی کیوں راضی ہوتے بگڑ بیٹھے اور ایسے بگڑے کہ ظالموں نے جمل کا بکھیڑا کھڑا کر دیا انکی دیکھا دیکھی معاویہ کو بھی حوصلہ ہوا اور اُس نے بہانہ طلب خون عثمان دوسرا جنگ صفین پیش کیا۔ نہروان کی لڑائی ظاہر ہی ہے کہ جنگ صفین کے بعد اور اور جھگڑے ایسے پیدا ہوے چلے خاتمہ ہوا اب نرالے کہ یہ تمام جنگ و جدل کسکی طرف سے واقع ہوئے اور خلیفہ صاحب کا یہ ارشاد اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اِمْضَاءَ مَا حَتَمَ کہ وہی ہوا جو خدا کو منظور تھا جبریوں اور قدریوں کے قول کے بہت ہی مشابہ ہے اگر یہی راستہ کھولا جائے تو اہل فسق و فجور و کفر و زور کو اچھا خاصہ عذر ہاتھ آتا ہے وہ کہدینگے کہ ہم کیا کریں خدا کو یہی منظور تھا جو ہم سے صادر ہوا پس ابو لولو نے جو آپکے شکم میں خنجر لگایا اسکی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا کو یہی منظور تھا اُس بیچارے کا کیا قصور تھا نیز شیعہ جو کوئی کلمہ آپکے حق میں کہہ بیٹھتے ہیں خدا انکے منہہ سے کہلوا دیتا ہے انکا کیا گناہ ہے جو آپکے معتقد اُسے سنکر جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرے موقعہ پر اس عذر بدتر از گناہ کو خلافت پناہ نے اور بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ ابن ابی الحدید انکی سفر شام کی حکایت بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور عبد اللہ بن عباس اپنے اپنے اونٹوں پر سوار سب سے علیحدہ چلے جا رہے تھے اُسوقت عمر نے کہا اے پسر عباس میں تمہارے ابن عم علی علیہ السلام کی شکایت کرنیوالا تھا مینے ہر چند چاہا کہ اس سفر میں وہ ہمارے ساتھ آئیں نہ آئے اور میں انکو اپنے سے ہمیشہ خفا پاتا ہوں اس غیظ و غضب کا سبب کچھ تمہاری بھی سمجھ میں آتا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا اسکا سبب تمکو خود معلوم ہے عمر نے کہا شاید انکا یہ غصہ خلافت کے نہ ملنے پر ہے مینے

روایت دیگر از ابن ابی الحدید

کہاہان یہی وجہ ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ خلافت اُن کے لئے چاہتے تھے عمر نے کہا جبکہ خدانے نہ چاہا کہ خلافت انکو ملے تو رسولخدا کے چاہنے سے کیا ہوسکتا تھا رسولخدا نے یہ چاہا خدا نے اسکے برخلاف چاہا۔ کیا ہمیشہ وہی ہوتا تھا جو رسولخدا چاہتے تھے رسولخدا تو بہتیرا چاہتے رہے کہ اُن کے چچا ابوطالب مسلمان ہوجائین مگر خدانے نہ چاہا نہوئے انتہے **حقیر مولف** کہتا ہے کہ حضرت ابوطالب تو خدا کے فضل سے مسلمان اور مسلمانون کے سرتاج ہین اُنکی نسبت تو یہ ناحق کی ٹربڑ ہے مگر ہان ابولہب ابوجہل وغیرہ کفار قریش و دیگر کفرہ فجرہ کو بہت اچھا پروانہ خلافت آپنے عطا کردیا ہے وہ ضرور قیامت کے روز اس سند عمری کے حوالے سے خدا کے سامنے کہہ سکتے ہین کہ تونے ہی تو نہ چاہا کہ ہم مسلمان ہون تو پھر کیا ہم کوئی تجھ سے زبردست تھے کہ تیرے خلاف مرضی کے مسلمان ہوجاتے **اب ہم** حضرت عمر کی پیغمبر خدا کی ساتھ چند مخالفتین نقل کرتے ہین اور اس بحث کو ختم کرتے ہین **ازانجملہ** ایک عظیم مخالفت یہی قصۂ قرطاس کی ہے کہ رسول اللہ تو وصیتنامہ لکھنے کو کاغذ مانگین اور وہ کہین ہذیان بکتے ہین ہمکو کتاب خدا کافی ہے اور اس سرکشی کا نام عقل و دوربینی اور مسلمانون کی خیرخواہی رکھین اور اسکو فخریہ لوگون کے سامنے نقل کرین۔ پہلے گذرا کہ ابن عباس اس مصیبت کو یاد کرکے زار و قطار مثل ابرنوبہار رویا کرتے تھے و فاضل شہرستانی نے ملل و نحل مین اسکو مسلمانون کا پہلا نزاع و فساد کہا ہے اور لکھا ہے کہ کسی مسئلہ شرعیہ پر اسقدر تلوار نہین چلی جسقدر کہ مسئلہ امامت پر چلی۔ ایک انہین سے روز حدیبیہ کی مخالفت ہے کہ حضرتؐ نے نظر بمصالح کفار کے ساتھ صلح فرمائی تو حضرت خلیفہ ثانی بگڑ بیٹھے اور لگے حضرتؐ کی نبوت مین شک کرنے اور اتنا شک کیا کہ خود اپنے قول کے موافق یہ شک عمر بھر کے شکوک سے جو انہون نے حضرت کی رسالت مین کئے تھے بڑھ چڑھکر تھا۔ ایک اور مخالفت حجۃ الوداع کے دن کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے حکم دیا کہ جو لوگ ہدی ساتھ نہین لائے عمرۂ تمتع کی نیت بدلکر محل ہوجائین لیکن عمر اور اُنکے اصحاب نے اسکو اپنے لئے کسرشان جانا کہ علیؑ تو رسول اللہ کے ساتھ محرم اور ان کے حج مین شریک ہین اور ہم محل ہوجائین پس پیغمبرؐ کے حکم کی مخالفت کی اور احرام پر جمے رہے اور نہ اُسوقت بلکہ تا زیست حج تمتع پر ایمان نہ لائے۔ اور بھی عہد خلافت مین اس مخالفت پیغمبر کا بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ دو متعہ پیغمبر خدا نے حلال کئے تھے مین ان دونون کو حرام کرتا ہون وہ متعۃ النساء و متعۃ الحج ہین۔ چنانچہ پیشتر کسیقدر تفصیل سے انکا بیان گذرا۔ ایک روز نمایان مخالفت پیغمبر کی ابوہریرہ والی حکایت ہے مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین اسکو نقل کیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ابوہریرہ کہتا ہے کہ مین ایک روز حضرت رسول اللہ کی طلب مین چلا آپ کو ایک مرد انصاری کے باغ مین پایا پس مجھکو نعلین مبارک اپنے دے ادر کہا ان کو لیجا اور جو تجھے ملے انکو دکھلا کر کہنا کہ پیغمبر خدا نے کہا ہے کہ جو بصدق دل لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دے بشارت بہشت اسکے لئے ہے ابوہریرہ نے کہا کہ سب سے پہلے جس سے میری ملاقات ہوئی وہ حضرت عمر خطاب تھے اُنہون نے پوچھا یہ جوتیان کیسے لئے پھرتا ہے مینے کہا پیغمبر خدا نے دی ہین کہ جو وحدانیت خدا کی گواہی دے اُسکو بشارت بہشت دون یہ سُنکر حضرت عمر نے نہ آو دیکھا نہ تاو ایک مکا ابوہریرہ کے سینہ مین اس زور سے رسید کیا کہ وہ بیچارہ پشت کے بل زمین پر جا پڑا اور کہا جہانسے آیا ہے وہین چلا جا پس ابوہریرہ گرتا پڑتا بھاگا اور روتا جاتا تھا باغ مین پہنچا تو رسولخدا نے پوچھا اے ابوہریرہ تجھکو کیا ہوا اُسنے ماجرائے گذشتہ بیان کیا اُتنے مین

زدوکوب کردن عمر ابوہریرہ را

حضرت عمر بھی وہان آگئے۔ پیغمبر نے پوچھا کس لئے تونے اسکو مارا کہا یا رسول اللہ آپنے اسکو بھیجا تھا کہ یہ بشارت دے فرمایا ہان کہا آپ ایسا نہ کرین نہین تو لوگ اسپر بھروسہ کرکے اعمال خیر کو بالکل چھوڑ دینگے۔ دیکھئے جتنا درد دین حضرت عمر کو تھا پیغمبر کو نہ تھا اور جسقدر وہ اسکے نیک و بد کو جانتے تھے حضرتؐ نہ جانتے تھے اسی لئے تو ہمنے کہا تھا کہ انکو خدا کی کچہری مین اپنے لئے پیغمبری کی درخواست دینی چاہئے تھی۔ اب ذرا راوی حدیث کی شرارت کو بھی خیال کیجئے کہ پیغمبرؐ نے یہ نصیحت حضرت عمر کی سُنی تو فرمایا اچھا رہنے دو کہ لوگ اعمال خیر بجالائین یعنی پہلے سے حضرت کو اسکی خبر نہ تھی عمر کے کہنے سے بُرے نتیجے کی خبر اسکو جانا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایک اور سُنئے عبد اللہ بن اُبی منافق مرا تو اُسکا بیٹا عبید اللہ بن عبد اللہ کہ مومن خالص تھا حضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا کہ پیرہن مبارک اپنے بدن کا اُسکے کفن کو عنایت کرین آپنے اپنا کرتا اوتار دیا پھر ملتجی ہوا کہ نماز جنازہ بھی پڑھائین آپ کو اُسکی دلداری منظور تھی نماز کیواسطے بھی کھڑے ہوگئے حضرت عمر کا تو جوش دینداری رسولخدا کی نسبت زیادہ تھا ہی بیتاب ہوگئے اور بروایت صحیح بخاری و مسلم آپکا کپڑا پکڑ کر گھسیٹا کہ آپ اس منافق کی نماز پڑھتے ہین حالانکہ حقتعالیٰ نے آپ کو اس سے منع کیا ہے رسولخدا نے فرمایا دور ہو اے عمر مجھ سے اور نماز پڑھنے دے زیادہ مبالغہ کیا تو فرمایا حقتعالے نے مجھکو اختیار دیا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کہ طلب آمرزش کر انکے لئے یا نکر ان تستغفر لهم سبعين مرة اگر استغفار کرے انکے لئے ستر مرتبہ۔ پس حضرت نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے مین حقتعالے اسکو بخشدیگا تو زیادہ استغفار کرتا غرض حضرت نے اُسپر نماز پڑھی بعد ازان آیہ نہی صلوٰۃ نازل ہوئی۔ عمر کہتے ہین کہ مجھکو آنحضرت پر اسقدر جرأت کرنے سے تعجب ہوتا ہے یہ روایت صحیحین کی ہے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ عمر کی اس جرأت (گستاخی) پر اور لوگ بھی تعجب کرتے تھے اور بطریق شیعہ حضرت صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ عبید اللہ پسر عبد اللہ کے تالیف قلب کے لئے اُسکے جنازہ پر حاضر ہوئے عمر نے کہا آیا خدا نے تمکو اسکی قبر پر کھڑے ہونے سے منع نہین کیا حضرت نے کچھ جواب نہ دیا تو اُس نے پھر تکرار کیا فرمایا وائے ہو تجھپر تو کیا جانے کہ مینے اسپر کیا کہا مینے یہ کہا کہ خداوندا اسکی قبر کو آتش سے پر کر اور اسکے بدن کو آتش جہنم مین جلا حضرت صادقؑ کہتے ہین کہ عمر نے مصلحت رسولؐ کو بگاڑ دیا اور وہ امر حضرت سے ظاہر کرایا جسکو آپ اسکے بیٹے کی دلشکنی کے خیال سے ظاہر کرنا نہین چاہتے تھے واضح رہے کہ یہ عبید اللہ پسر عبد اللہ وہ شخص ہے کہ جب عبد اللہ مذکور نے ایک سفر مین کہا کہ ابکے یہانسے لوٹ کر مدینہ جائین تو عزیزتر ہمارا (یعنی خود) ذلیل تر کو یعنی پیغمبر کو وہانسے نکالدیگا تو یہ عبید اللہ تاک مین رہا جب سواری مدینہ کے قریب پہنچی تو اُس نے آگے جاکر اپنے باپ کی سواری کے اونٹ کو روکا اور کہا قسم بخدا کہ تجھکو مدینہ جانا نہین ملیگا جب تک حضرت رسولخدا اجازت ندین تاکہ تو بھی جان لے کہ عزیزتر کون ہے اور ذلیل تر کون وہ اسکو روکے کھڑا تھا اور لوگ انکا تماشا دیکھتے جاتے تھے اور عبد اللہ کہتا تھا انا انا اذل من الصبیان انا اذل من النساء مین بچون سے بھی زیادہ ذلیل ہون مین عورتون سے بھی بیقدر ہون اور وہ مومن اسکو نہ چھوڑتا تھا حتے کہ رسولخدا نے پہنچکر باپ کو بیٹے کے ہاتھ سے خلاصی دلوائی۔ اور نیز اسی عبید اللہ نے کہین سے یہ سُنا کہ رسولخدا عبد اللہ بن اُبی کو مروانا چاہتے ہین تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کو میرے باپ کا قتل

منظور ہے تو مجھکو حکم دیجیے کہ قبل اسکے کہ آپ اس مقام سے حرکت کرین مین اُسکا سر آپکے لئے کاٹ لاتا ہون باوجودیکہ قبیلہ خزرج مین اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنیوالا مجھ سے بڑھکر کوئی دوسرا نہین اور عرصہ سے وہ بجز میرے اور کسی کے ہاتھ کی کوئی شے نہین کھاتا لیکن مجھکو خوف ہے کہ اگر کوئی اور شخص اُسکی گردن مارے تو مبادا مجھے صبر نہو سکے اور اُس سے بدلا لون اور اس سبب سے جہنم مین ڈالا جاؤن حضرت نے فرمایا اے عبد اللہ مین نے اُسکے قتل کا ارادہ نہین کیا بلکہ جب تک ہمارے درمیان رہیگا اُسکے ساتھ نیکی کرینگے۔ افسوس کہ حضرت عمر نے مصلحت پیغمبر کو اس مومن پاک کے حق مین برہم کیا اور اُسکا دل دکھایا یعنی وہ کلمہ آپ سے کہلوایا جسکو آپ کہنا نہین چاہتے تھے **روضۃ الاحباب مین ہے** وبثبوت پیوستہ کہ بعد ازانکہ ابن اُبی را دفن کردہ بودند حضرت بر سر قبر وے برفت وفرمود تا آن را بیرون آوردند وسر وے بر کنار مبارک خود نہادند وآب دہن مبارک خود در دہان وے انداخت انتہے۔ ہرچند یہ بیہودہ روایت ہمارے نزدیک معتبر نہین لیکن چونکہ روضۃ الاحباب کی ہے اسلیے الزاماً گذارش ہے کہ رسول اللہ کو تو ابن اُبی کی اسقدر خاطر منظور تھی کہ اُسکی لاش کو قبر سے نکلوا کر آب دہن اُسکے منہ مین ڈالا اور حضرت عمر کو اُسپر نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا یہ صریح مخالفت ومعاندت ہے رسولخدا کے ساتھ۔

ذکر مرض حضرت خیر الانام وپارۂ از سوانح آن ایام مصیبت انجام

مرض الموت جسمین کہ آپنے رحمت خدائے ذو الجلال کی طرف انتقال فرمایا کوئی بارہ تیرہ روز مستمر رہا چونکہ تاریخ وفات بنابر مشہور میان علمائے امامیہ ۲۸ صفر ۱۱ ہجری ہے اس سبب سے غالباً ۱۶ یا ۱۷ صفر سے یہ مرض شروع ہوا۔ مدارج النبوۃ مین ہے چونکہ وہ حضرت شدت مرض سے بار بار بیہوش ہوتے اور ہوش مین آتے تھے چلنا چاہتے تو اچھی طرح چل پھر نہین سکتے تھے اسلیے لوگ آپ کی بیماری کو ذات الجنب تجویز کرتے تھے۔ مگر آپنے اسکی تردید کی اور فرمایا کہ ذات الجنب شیطان سے ہے حقتعالے اسکو مجھپر مسلط نہین کرسکتا منقول ہے کہ ابتدائے مرض مین رسولخدا مامور ہوئے کہ اہل گورستان بقیع کے لئے دعائے مغفرت کرین پس دست مبارک امیر المومنین کا پکڑ کر اسطرف کو روانہ ہوئے صحابہ حضرت کے پیچھے پیچھے جاتے تھے جنۃ البقیع مین پہنچے تو فرمایا السَّلامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ گوارا ومبارک ہو تمکو یہ حالت جسمین کہ ہو کیونکہ تم فتنون سے پناہ مین ہو جو خلقت کو پیش آنیوالے ہین تحقیق کہ فتنہائے بسیار مثل پارہ ہائے شب تار لوگون کی طرف متوجہ ہین پس دیر تک کھڑے ہوئے اُنکے لئے طلب آمرزش کرتے رہے پھر امیر المومنین سے فرمایا کہ جبرئیل ہر سال قرآن کو ایک مرتبہ مجھپر عرض کرتے تھے الا امسال کہ دو مرتبہ عرض کیا لہذا میرا گمان یہ ہے کہ اجل میری نزدیک پہنچی یا علی حقتعالی نے مجھکو اختیار دیا کہ چاہون تو دنیا مین رہون اور خزانہائے روئے زمین میرے قبض وتصرف مین ہون ورنہ بہشت برین کو جاؤن اور ملاقات پروردگار پر فائز ہون۔ پس مینے ملاقات اپنے پروردگار کی اختیار کی جسوقت کہ مین جان بحق ہون تو غسل دینا اور میری ستر پوشی کرنا کیونکہ جو کوئی میرے عورتین پر نگاہ کرے گا نابینا ہو جائیگا۔ پس مراجعت فرمائی بیت الشرف ہوئے مرض آنحضرت کا سخت وشدید ہوتا جاتا تھا تین روز بعد عصابہ سر مبارک پر باندھکر امیر المومنین اور فضل بن عباس کے سہارے سے برآمد ہوئے اور ممبر پر جا کر کہا لوگو مین تمہارے درمیان سے جاتا ہون جسکے ساتھ میرا کوئی وعدہ ہو یا جسکا میرے ذمہ کچھ قرضہ ہو وہ آئے اور مجھکو آگاہ کرے ایہا الناس

کوئی شے بجز اعمال خیر کے بندگان خدا کو عذاب سے نہین بچا سکتی پس اگر کوئی یہ دعوے کرے کہ بغیر عمل خیر کے رستگار ہو جاؤن یا آرزو کرے کہ بے طاعت خدا اُسکی رضا حاصل کرسکون محض باطل ہے قسم بخدائے عز وجل کہ سوائے نیک اعمال کے کوئی چیز عذاب خدا سے نجات نہ دیگی نہین جانتے کہ اگر مین بھی معصیت خدا کرون تو جہنم مین بھیجدیا جاؤنگا۔ پس فرمایا پروردگارا مین نے تیری رسالت ادا کی۔ پس ممبر سے اُترے اور نماز خفیف وسبک بجماعت ادا کرکے حضرت ام سلمہؓ کے گھر مین داخل ہوئے ایک روز یا دو روز وہان رہکر حجرہ عائشہ مین تشریف لائے مرض آنحضرت کا دن بدن زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ایک روز بوقت صبح بلال نے آواز دی آپ اُسوقت متوجہ عالم قدس تھے مطلع نہوئے عائشہ نے کہا ابوبکر کو کہو نماز پڑھائے حفصہ نے کہا عمر کو کہو یہ آوازین گوش مبارک مین پہنچین اور غرض فاسد انکی معلوم ہوئی تو فرمایا خاموش رہو تم اُن عورتون کے مشابہ ہو جو یوسف کو گمراہ کرنا چاہتی تھین۔ آپنے ابوبکر وعمر کو اس سے پہلے لشکر اسامہ مین تعین کیا تھا اُسوقت انکی بیٹیون کی باتون سے معلوم کیا کہ وہ مدینہ مین فتنہ وفساد کو موجود ہین نہایت دلگیر ہوئے اور بدین خیال کہ مبادا انکی نماز دلون مین اشتباہ پیدا کرے اُسی شدت مرض مین امیر المومنین اور فضل کے شانے پر ہاتھ رکھکر پیر زمین پر کھسیٹتے ہوئے مسجد مین تشریف لائے محراب مین پہنچے تو دیکھا ابوبکر نے مسبقت کی ہے دست مبارک سے اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹو اور خود محراب مین بیٹھکر نماز شروع کی بعد فراغت دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اور ابوبکر وعمر وغیرہ کو بلا کر فرمایا مینے تمکو امر نہین کیا کہ لشکر اسامہ کے ساتھ جاؤ ابوبکر نے کہا مین گیا تھا الا واپس آیا کہ ایکبار پھر آپ کو دیکھلون عمر نے کہا مینے نچاہا کہ آپ کی بیماری کی خبر اورون سے سنون اسلیے نہین گیا حضرت نے فرمایا جاؤ لشکر اسامہ کو بھیجاؤ پھر تین مرتبہ فرمایا لَعَنَ اللهُ مَنْ تَخَلَّفَ جيشَ الاسامة جناب امیر کہتے ہین کہ حضرت رسالت پناہ نے لشکر اسامہ کے ساتھ اُن لوگون کو بھیجا تھا جو مجھ سے بغض وعناد رکھتے تھے اور مین نے راہ خدا مین اُن کے عزیز واقارب کو قتل کیا تھا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ محبت رکھتے تھے اور اُن کے سینے میری طرف سے صاف تھے اُنکو اپنے پاس مدینہ مین ٹھہرالیا تھا تاکہ کوئی مفسد میرے خلاف فتنہ پردازی نکرنے پائے لیکن یہ لوگ وہانسے لوٹ آئے اور میری بیعت کو جو خدا ورسول نے انکی گردنون مین ڈالی تھی توڑ ڈالا اور جسکے ساتھ چاہا بیعت کرلی حالانکہ مین آنحضرت کی تجہیز وتکفین مین کہ امر اہم تھا مصروف رہا اور اُنہون نے اپنا کام محکم کیا۔ غرض مسجد مین جانیکی تکان اور اس غم واندوہ کے سبب سے رسول اللہ کو غش آگیا مسلمان رونے لگے اور صدائے آہ وبکا اہلخانہ ملایک آشیانہ اُس جناب سے بلند ہوئی۔ پس چشم مبارک کھولی اور فرمایا میرے پاس دوات وقلم وشانہ گوسفند حاضر کرو کہ ایک نامہ لکھون تاکہ گمراہ نہو ایک شخص اُٹھا کہ قلم دوات لائے عمر نے کہا بیٹھ جا یہ ہذیان بکتے ہین اور بیماری نے ان پر غلبہ کیا ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے۔ پس حاضرین مین اختلاف ہوا بعض کہتے تھے کہ عمر درست کہتے ہین ہمکو کتاب اللہ کافی ہے باقیون نے کہا اسوقت پیغمبر خدا کے خلاف نکرو جو مانگتے ہین حاضر کرنا چاہیے بس اسمین نزاع ہوئی دوبارہ دریافت کیا کہ جو کچھ آپ طلب کرتے ہین حاضر کرین فرمایا مجھکو یہ باتین سنکر حاجت نہین کہ وہ کاغذ لکھون الا تمکو وصیت کرتا ہون کہ میرے اہلبیت کے ساتھ نیک سلوک کرنا یہ کہکر روئے مبارک انکی طرف سے پھیر لی اور یہ لوگ اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے۔ ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین خدمت جناب رسولخدا

مین حاضر ہوا وہ جناب ایک چادر اوڑھے تھے اور اسقدر حرارت تپ کی تھی کہ اُسکے اوپر سے بدنِ شریف پر ہاتھ نرکھا جاتا تھا مجھکو یہ دیکھکر تعجب ہوا حضرت نے فرمایا انبیار کی بلاؤن کی برابر کسی کی بلا سخت نہین ہوتی جیسا اُنکی بلائین سخت ہین ویسے ہی اِن کے اجر بھی زیادہ ہین۔ کہتے ہین کہ یہ شدتِ حرارت اثر اُس زہر کا تھا جو خیبر مین زنِ یہودیہ نے آپ کو کھلایا تھا چنانچہ ہر سال آپ اسکی وجہ سے فصد کراتے تھے اِس مرتبہ اُسکا زور زیادہ ہوا اور آپنے وفات پائی اور حکمت اِسمین یہ تھی کہ پیغمبر کو سعادت شہادت بھی حاصل ہو شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب مجمع اصحاب اُس جناب کے پاس سے متفرق ہوگیا اور فقط امیر المومنینؑ اور عباس اور خاص اہلبیت آپکے باقی رہگئے تو عباس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپکے بعد امرِ خلافت ہمارے درمیان رہنے والا ہے تو ہمکو اسکی بشارت دین اور جو علمِ نبوت سے آپکو معلوم ہے کہ یہ لوگ اسپر غالب آئینگے تو ہمارے لئے انکو وصیت کرجائین حضرت نے فرمایا تمکو میرے بعد ضعیف کرینگے اور غلبہ پائینگے یہ سُنکر تمام اہلبیت گریان ہوئے اور اُس جناب کی زندگی سے قطع امید کی۔ اور سُنی و شیعہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے عباس رضی سے فرمایا اے عمو تم میری وصیت قبول کرتے ہو کہ میرا قرض ادا اور میرے وعدے وفا کرو اور مجھکو بری الذمہ فرماؤ اور میرے وصی ہو میرے اہلبیت پر عباسؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مین مرد پیر و عیالدار ہون اور آپ سخاوت و بخشش مین مثل بادِ بہار و ابرِ آذار میرا مال کفایت نہین کرتا کہ آپکے وعدون کو وفا اور آپکی بخششون کو پورا کرون پس حضرت امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا اخی انت تقبل وصیتی و تنجز عدتی و تقضی دینی و تقوم بامر اھلی من بعدی اے برادر تم میری وصیت قبول کرتے ہو کہ میرے وعدون کو وفا اور میرے قرض کو ادا کرو اور میرے بعد میرے اہل و عیال کے خبرگیران رہو۔ اُسوقت گریہ امیر المومنینؑ پر غالب ہوا بحدیکہ شدتِ گریہ سے بولا نہ جاتا تھا بکمال دشواری اپنے تئین ضبط کرکے کہا ہان یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ارشاد کیا اے علی تم میرے بھائی ہو دنیا و آخرت مین اور وصی و خلیفہ ہو میرے بعد میرے اہل اور میری امت پر پس فرمایا اے بلال میرا خود ذو الجبینین اور زرہ ذات الفضول اور علم عقاب اور شمشیر ذو الفقار حاضر کر اور عمامہ سحاب اور دوسرا عمامہ طحیہ اور چادر اور ابرقہ اور عصائے خورد اور عصائے کلان ممشوق نام یہ تمام اشیار لے آ عباس کہتے ہین کہ مینے یہ ابرقہ اس سے پہلے کبھی نہین دیکھا تھا جب اسکو لاکر رکھا تو نزدیک تھا کہ اُسکے نور سے آنکھین خیرہ ہو جائین پس حضرت نے فرمایا یا علی یہ ابرقہ جبرئیل میرے لئے لائے اور کہا اسکو حلقہائے زرہ کے اندر مثل تکمہ کے کمر پر باندھو پس دو جوڑے نعلین عربی کے منگائے ایک مین پیوند لگا تھا دوسرا ثابت تھا اور پیراہن جو کہ شبِ معراج زیب بدن کیا تھا اور ایک اور کرتا کہ بروز احد پہنا تھا اور تین کلاہ منگائین ایک جو سفر مین پہنتے تھے۔ دوسری روزہائے عید کو زینتِ سر فرماتے۔ تیسری وہ تھی کہ اُسکو پہنکر اصحاب کے درمیان بیٹھتے تھے۔ بعد ازان فرمایا اے بلال میرے دو استر (خچر) ایک شہبا دوسرا دلدل حاضر کر اور دو ناقے عضبا و صہبا لا اور دو گھوڑے جناح و حیزوم لے آ۔ راوی کہتا ہے کہ جناح وہ اسپ تھا کہ جسکو مسجد رسول اللہ پر کھڑا رکھتے تھے جب حضرت کسی کو ضروری کام کو بھیجتے تھے تو وہ اُسپر سوار ہوتا تھا اور حیزوم ایک اسپ تھا کہ بروز احد رسولخدا اسپر سوار تھے اور جبرئیل ہامین آسمان و زمین سے اسکو کہتے تھے اَقْدِمْ یا حَیزُوم آگے بڑھو اے حیزوم۔ اور

وصایت جناب امیر علیہ السلام

اپنا حمار یعفور نام منگایا پس امیر المومنینؑ کو فرمایا یا علی اٹھو اور ان اشیار پر میری حیات مین سب کے سامنے تمام کی شہادت سے قبضہ کرو تاکہ کوئی میرے بعد تم سے اِس مین نزاع نہ کرسکے امیر المومنینؑ فرماتے ہین کہ مین اٹھا اور شدتِ الم سے میرے پاؤن مین طاقتِ رفتار نہتی لڑکھڑاتا گیا اور اِن تمام اشیار کو اپنے گھر بھوا لیگیا۔ واپس آیا تو حضرت نے انگشتر مبارک اپنی انگلی سے نکالکر میری انگلی مین پہنائی۔ اُسوقت بنی ہاشم و دیگر مسلمان حجرہ ہمایون مین بھرے ہوئے تھے اور شدتِ ضعف سے سرِ مبارک راست چپ کو ہل رہا تھا ایک جگہ قائم نہ تھا۔ پس باواز بلند کہ سبنے سُنا فرمایا اے مسلمانون علی میرا بھائی اور وصی و خلیفہ ہے میرے اہلبیت اور میری امت پر وہ میرے قرضون کو ادا اور میرے وعدونکو پورا کریگا اے گروہ حاضرین علیؑ کو دشمن نرکھو اور اسکے حکم کے خلاف نہ کرو کہ گمراہ ہوجاؤ گے اور حسد و رشک اسپر نہ کرو اور اسے چھوڑکر دوسری طرف مائل نہو کہ کفر تمپر عاید ہوگا۔ اور بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وقت وفات حضرت رسولخدا کا قریب پہنچا تو جبرئیل جانب رب جلیل سے ایک نامہ لائے اور ملائکہ مقرب اُن کے ساتھ تھے پس کہا یا محمد جو لوگ تمہارے پاس ہین اُنکو کہو کہ باہر جائین الا وصی تمہارے علی بن ابیطالب ٹھہرے رہین تاکہ اِس نامہ آسمانی کو ہمسے لین پس تمام حاضرین اُٹھ گئے صرف امیر المومنینؑ رہے اور جناب سیدہؑ دروازہ پر تھین پس جبرئیل نے کہا کہ اے محمد حقتعالی تمکو سلام پہنچاتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ یہ وہ عہد ہے کہ شب معراج تمہارے ساتھ قرار پایا تھا اور ملائکہ کو اُسپر گواہ کیا تھا۔ ہرچند مین کافی ہون شہادت کے لئے حضرت رسولخدا نے یہ کلام جبرئیل سے سُنا تو ہیبت سے اس کلام کے بند بند بدنِ اقدس کا کانپنے لگا اور فرمایا اے جبرئیل پروردگار میرا سلام ہے تمام نقصون اور عیبون سے اور اُسکی طرف سے ہین تمام سلامتیین اور اُسی کی طرف رجوع ہوتے ہین تمام تحیہ و سلام راست فرمایا پروردگار عالم نے اور اپنے وعدہ کو وفا کیا پس وہ نامہ جبرئیل سے لیکر امیر المومنینؑ کے ہاتھ مین دیا کہ اسکو کھولکر پڑھین پس آنحضرت نے اول سے آخر تک اُسکو قرات کیا رسولخدا نے فرمایا یا علی یہ عہد خدا ہے میرے ساتھ اور شرط ہے جو اُس جل شانہ نے مجھسے کی ہے پس آپنے مینے ادائے رسالت کیا اور شرط خیرخواہی بجالایا امیر المومنینؑ نے عرض کی میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپنے تبلیغِ رسالت بوجہ احسن فرمائی اور حقِ خیرخواہی اُمت بجالائے گواہی دیتے ہین اسپر چشم و گوش میرے اور خون و گوشت میرا پس جبرئیل نے کہا انا لکما علیٰ ذٰلک من الشاھدین مین تم دونو کا ان باتونپر گواہ ہون پس حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی عہدِ خدا کو جو اسمین ہے وفا کرنا اور خدا و رسول اور اُن کے دوستون کا دوست رہنا اور اُن کے دشمنون کا دشمن اور صبر کرنا اُن مصائب پر جو تمپر وارد ہون بہ تحقیق کہ تمہارا حق غصب کرینگے اور خمس تمکو نہ دینگے اور حرمت تمہاری کہ حرمت خدا و رسول ہے ضایع کرینگے پس تم غصہ کو اپنے ضبط کرنا پس جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ انکو کہدیجیے کہ انکی ہتک حرمت کرینگے اور انکی ریش کو ان کے سر کے خون سے رنگین کرینگے حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہین کہ مین یہ باتین سُنکر مدہوش ہوتا تھا پس عرض کی مینے کہ قبول کیا مینے یا رسول اللہ اور راضی ہون اسپر ہرچند کہ میری حرمت کو ضایع کرین اور سُنتہائے رسولؐ کو معطل کرین اور کتاب خدا کو پھاڑ ڈالین اور کعبہ خدا کو گرادین اور میری ڈاڑھی کو میرے خون سے خضاب کرین مین ان سب باتون پر صبر کرونگا اور امید اجر و ثواب درگاہ خدا سے رکھونگا

پس رسولخدا نے حضرت فاطمہ زہرا و حسنین علیہم السلام کو بلایا اور جو جو مصائب اُنکو پیش آنیوالے تھے اُنسے آگاہ کیا۔ اُنہون نے بھی قبول کیا اور وعدہ صبر فرمایا پس وصیت نامہ کو طلائے بہشت سے جسے آگ کی آنچ نہ لگی تھی مہر کیا اور امیر المومنین کے سپرد کیا۔ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس نامہ میں تمام سنن و احکام خدا و رسولؐ مندرج تھے اور تمام حالات آنحضرتؐ کو پیش آنیوالے تھے غصب خلافت وغیرہ سے یک بیک مصرح تھے۔ چنانچہ حقتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ یعنی بتحقیق کہ ہم مُردون کو زندہ کرتے ہین اور لکھتے ہین جو کچھ وہ آگے بھیجتے ہین اور اُنکے آثار اور اُن تمام اشیاء کو جنکو احصار و احاطہ کیا ہمنے امام مبین مین یعنی لوح محفوظ یا امیر المومنینؑ ہین۔ **نیز** حدیث مین ہے کہ حضرت رسولخدا نے بلال کو

قصاص رسولخدا

فرمایا کہ مسجد مین لوگون کو جمع کر پس عمامہ سر انور پر باندھا اور باہر تشریف لائے در آنحالیکہ کمان پر تکیہ کئے تھے پس ممبر پر رونق افروز ہوئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا اے گروہ اصحاب کیسا پیغمبر تھا مین تمہارے لئے آیا مین نے تمہارے ساتھ ہو کر راہ خدا مین جہاد نہین کیا کیا جہاد مین میرے دانت نہین ٹوٹے میری پیشانی خاک آلود نہین ہوئی اور میرے مُنہہ پر خون نہین بہا اور کیا میری ریش خون سے رنگین نہین ہوئی آیا مین نے سنگ گرسنگی شکم پر نہین باندھا تمام حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ جو کچھ آپ فرماتے ہین حق و صدق ہے حقتعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے حضرت نے فرمایا خدا تمکو بھی جزاء خیر دے پھر ارشاد کیا کہ حقتعالےٰ نے فرمایا ہے کہ کسی ظالم کا ظلم اس سے نہین گذرے گا اور قسم یاد کی ہے کہ وہ ہر ایک سے اُسکا انتقام لیگا پس مین تمکو قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ جسکو مجھ سے کچھ ایذا پہنچی ہو اُٹھے اور مجھ سے قصاص لے کیونکہ میرے نزدیک قصاص آخرت سے کہ انبیاء و ملائکہ کے سامنے ہوگا دنیا کا قصاص بہتر ہے پس ایک شخص کہ نام اُسکا سوادہ بن قیس تھا اُٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون

حکایت سوادہ بن قیس

ایک روز آپ طائف سے تشریف لا رہے تھے اور مین حضرت کے استقبال کو گیا تھا آپ نے عصا اُٹھایا کہ اپنے ناقہ کو مارین وہ عصا میرے شکم پر لگا معلوم نہین کہ عمداً مجھکو مارا یا سہواً حضرت نے فرمایا معاذ اللہ کہ مین جان کر تجھکو مارتا اور بلال سے فرمایا کہ وہ عصا فاطمہؑ کے گھر سے لے آ بلال نے مسجد سے نکلکر مدینہ کے بازارون مین پکار دیا ایہا الناس وہ کون ہے کہ قبل قیامت اپنے نفس پر قصاص چاہے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ قبل روز جزا اپنے تئین معرض قصاص مین لائے ہین پھر در دولت جناب سیدہ پر جا کر وہ عصا طلب کیا جناب معصومہ نے کہا رسول اللہ کا یہ وقت عصا کے کار فرمائی کا نہین عصا کیا ہوگا بلال نے عرض کی کہ آپ کو خبر نہین کہ حضرت مسجد مین تشریف لائے ہین اور سب کو وداع کرتے ہین وداع کا نام سنکر حضرت فاطمہؑ رونے لگین اور بلال عصا لیکر مسجد مین آئے حضرت نے فرمایا وہ مرد پیر کہان گیا اُس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون حاضر ہون فرمایا نزدیک آ اور مجھ سے قصاص لے تاکہ تو راضی ہو اُس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنا شکم مبارک کھولین حضرت نے شکم محترم کھولا تو اُس نے عرض کی اگر اجازت ہو تو مین آپکے شکم کا بوسہ لون اجازت ملی تو اُس نے بوسہ شکم لیکر کہا کہ پناہ چاہتا ہون روز قیامت کی آتش جہنم سے ساتھ موضع قصاص شکم حضرت رسولخدا کے حضرت نے فرمایا اے سوادہ قصاص لیتا ہے یا عفو کرتا ہے عرض کی یا رسول اللہ مینے عفو کیا پس حضرت ممبر سے اُترکر خانہ ام سلمہؓ

مین داخل ہوئے اور دعا کرتے تھے خداوندا تو اس امت کو آتش جہنم سے بچائیو روز حساب و جزا انپر آسان کیجیو پھر فرمایا اے ام سلمہ جبرئیل خبر مرگ میرے لئے لائے ہین پس تمپر سلام ہو کہ اسکے بعد تم محمدؐ کی آواز نہ سنوگی حضرت ام سلمہؓ نے جو یہ خبر محنت اثر حضرت سے سنی بیتاب ہو کر رونے اور اشک بہانے لگین کہ کیسی مصیبت ہمپر آئی جسکا کچھ تدارک نہین ہو سکتا۔ نقل ہے کہ دوران مرض مین ایک روز امیر المومنینؑ کسی کار ضروری کو باہر تشریف لیگئے تھے حضرت رسولخدا نے اُس جناب کو نہ پایا تو فرمایا اُدۡعُوۡا لِیۡ اَخِیۡ وَحَبِیۡبِیۡ وَصَاحِبِیۡ کہ میرے بھائی اور میرے دوست اور صاحب کو میرے لئے طلب کرو عائشہ نے ابوبکر کو اور حفصہ نے عمر کو بلوایا جب یہ دونو صاحب سامنے گئے تو روئے مبارک کو اُنکی طرف سے پھیر لیا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی ارشاد کیا کہ میرے حبیب و خلیل اور میرے بھائی کو بُلاؤ شیخین پھر اپنی بیٹیون کے اشارہ سے حاضر بیگاہ ہوئے پھر حضرت نے اعراض فرمایا۔ اسوقت ام سلمہؓ نے کہا کہ علی علیہ السلام کو بلواؤ وہ اُن کے سوا کسی کو نہین چاہتے پس آدمی گیا اور حضرت

تعلیم ہزار باب علم بامیر المومنین

امیرؑ کو بلا لایا۔ حضرت رسولخدا نے آپ کو دیکھا تو اپنے آغوش مین لیلیا اور دہن مبارک اپنا آنحضرت کے کان پر رکھکر بہت دیر تک چادر کے اندر آہستہ آہستہ باتین کرتے رہے اصحاب بیرون در کھڑے تھے جب فارغ ہوئے تو کہا یا علیؑ رسول اللہؐ تمسے راز کہتے تھے فرمایا ہان ایکہزار باب علم کے مجھکو تعلیم کیے کہ اُنسے ہزار باب اور مجھپر منکشف ہوئے بروایت دیگر فرمایا کہ ہزار باب حلال و حرام و علوم گذشتہ و آیندہ سے تا روز قیامت مجھکو تلقین کیے کہ ہر ایک باب سے ایکہزار باب اور مجھپر کشادہ ہوئے چنانچہ مین لوگون کے مرنے اور اُن کے تمام مصائب سے اطلاع رکھتا ہون اور اُنکی درمیان بحکم حق فیصلہ کرنے پر قادر ہون۔ **نیز** منقول ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ کو سینہ حقائق گنجینہ سے لگا کر کہا اے برادر جبکہ مین دنیا سے مفارقت کرون تو یہ لوگ میرے غسل و کفن کی طرف متوجہ نہونگے اور میری لاش کو چھوڑ کر غصب خلافت مین مصروف ہوجائینگے لیکن یا علیؑ تو اپنے حق کے طلب کے لئے اُنکے پیچھے نجائیو اور مجھ سے جدا نہونا بتحقیق کہ تیری مثال اس امت مین خانہ کعبہ کی مانند ہے کہ اپنی جگہہ پر قائم ہے اور لوگ ہر چہار طرف سے اُسکے طواف کو آتے ہین اے علیؑ تو علم ہدایت اور نور دین و روشنی آسمان و زمین ہے قسم بخدائے عزوجل کہ مینے تیری ولایت و امامت و وجوب اطاعت کو سب پر ظاہر کردیا اور تمام سے اقرار انقیاد کا اور تیری بیعت کا لیا گو اُنہون نے بظاہر اُسکو قبول کیا لیکن مین جانتا ہون کہ وفا نہ کرینگے پس تجھکو چاہیے کہ میرے مرنیکے بعد مجھکو غسل و کفن دے پھر نماز پڑھکر دفن کرے بعد ازان اپنے گھر مین بیٹھکر قرآن کو بموجب ترتیب نزول جمع کرے اور کسی کی پروا نکر اور جور امت کو صبر و سکون سے برداشت کر جبتک مجھ سے ملحق ہو

وداع فرمودن رسولخدا اہلبیت خود را

پھر حضرت فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو بلایا اور ایک ہاتھ سے فاطمہؑ اور دوسرے سے امیر المومنینؑ کا ہاتھ اپنے دست مبارک مین پکڑ کر بہ نگاہ حسرت اُنکی طرف دیکھتے رہے اور قطرات اشک دیدہ حق بین سے جاری تھے۔ بات کرنی چاہتے تھے لیکن شدت گریہ مانع تھی پس اہلبیت رسالت مین غلغلہ پڑگیا اور شور فریاد بلند ہوا حضرت فاطمہؑ روتی تھین اور بیتابانہ عرض کرتی تھین اے پدر بزرگوار میرے آپکے گریہ سے سینۂ فاطمہ چاک چاک ہوا جاتا ہے اور آتش حسرت روشن ہو کر میرے جگر کو جلائے دیتی ہے اے سید و سردار پیمبران و اے بہترین آیندگان و گذشتگان و امین خداوند رحمان و حبیب ملک منان بعد تمہارے کون میرے بچون کی حمایت کریگا اور جو ذلتین کہ امت سے ہمکو پہنچنے والی ہین اُنمین کون ہمارا مددگار ہوگا اور تمہارے بھائی علی ابن ابیطالب کی کہ تمہارے دین کے ناصر و مددگار ہین کون نصرت و یاری

کریگا تمہارے بعد وحی خدا منقطع ہوجائیگی اور احکام آسمانی نازل نہونگے پس سینہ مبارک آنحضرت سے لپٹ گئین اور روے انور کے بوسے لیتی تھین اور دریاے اشک آنکھونسے جاری تھا پس حضرت نے فاطمہ کا ہاتھ امیر المومنین کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا یا علی یہ امانت خدا ہے تمہارے پاس حرمت خدا اور میری حرمت کو اسکے مقدمہ مین رعایت کرو اور مجھکو یقین ہے کہ تم رعایت کروگے اے علی فاطمہ بہترین زنان بہشت ہے اور اسکا رتبہ خدا کے نزدیک مریم بنت عمران کے مرتبہ سے زیادہ ہے جس سے فاطمہ راضی ہے مین اُس سے راضی ہون اور حق جلّ و علاو ملائکہ ارض وسما اُس سے راضی ہین وائے ہے اُسپر جو اسکو ستائے اور اسکا حق غصب کرے اور ویل و عذاب ہے اُسکے لیے جو اسکی ہتک حرمت کرے اور بُرا حال ہے اسکا جو اسکے گھر کا دروازہ جلائے اور عذاب الیم ہے اُسپر جو اسکو ایذا و اہانت پہنچائے اور درجہ زیرین جہنم ہے اُسکے واسطے جو اس سے نزاع کرے حضرت امام موسیٰ کاظم اس قسم کے روایت نقل کرنیکے بعد گریان ہوئے اور فرمایا اے مادر گرامی افسوس کہ تمہاری حرمت کو ضائع کیا اور تمہارے درعز و شرف کو توڑا اور حرمت خدا کو تمہارے حق مین رعایت نکیا پس رسولخدا نے جناب فاطمہ کی تسلّی کی اور صبر و سکون کی انکو وصیت فرمائی پھر فرمایا اے فاطمہ حقتعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور چن لیا تمام خلق سے تیرے باپ کو اور اُسکو پیغمبری بخشی پھر اختیار کیا تیرے شوہر علی ابن ابیطالب کو اور مجھکو امر کیا کہ تجھکو اسکی ساتھ تزویج کرون پس مینے بحکم پروردگار اسکو وصی و جانشین اپنا کیا اے فاطمہ علی کا حق تمام مسلمانون پر سب سے زیادہ ہے اور اسکا اسلام تمام سے قدیم ہے اور اسکا علم و حلم سب سے بیشتر اور قدر و منزلت کا پلہ سب سے گران تر ہے اے فاطمہ علی میرا بھائی اور میرا برگزیدہ ہے اور باپ ہے میرے فرزندون کا بہ تحقیق کہ حقتعالیٰ نے اسکو وہ نیک خصلتین بخشی ہین کہ اس سے پہلے کسی کو نہین بخشی اور نہ اسکے بعد کسی کو بخشے گا جناب فاطمہ یہ سنکر شاد ہوگئین پھر حضرت نے فرمایا اے فاطمہ صبر کر اور آگاہ رہ کہ تیرا باپ جلد تجھسے جدا ہو کر اپنے پروردگار کے پاس جانیوالا ہے فاطمہ نے عرض کی اے پدر اوّل مجھکو مسرور کیا۔ اور آخر مین محزون فرمایا۔ ارشاد کیا اے دختر دنیا کے کام ایسے ہی ہین یہان کی شادی و غم باہم توام ہین اور اسکی صفائی کدورت کے ساتھ آمیختہ ہے آیا اور بیان کرون تمہارے لئے اے بیٹی میری جناب سیدہ نے عرض کی بہت بہتر کچھ اور ارشاد فرمایئے رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا حقتعالیٰ نے خلایق کو پیدا کیا اور انکی دو قسمین کین مجھکو اور علی کو قسم افضل و اعلیٰ مین رکھا پھر ان دو قسمون کے قبیلے قرار دئے تو ہمکو بہتر قبیلہ مین تعبیہ کیا پس ان قبیلون کے خاندان بنائے اور ہمکو عمدہ خاندان مین مقرر کیا اور اسمین سے مجھکو اور علی و حسن و حسین اور تمکو اے فاطمہ انتخاب کیا چنانچہ فرمایا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الخ پس مین بہترین اولاد آدم ہون اور علی بہتر ہے ملک عرب کا اور تو بہتر ہے زنان عالم کی اور حسن و حسین سید و سردار جوانان بہشت ہین اور تمہاری نسل سے ہی مہدی آل محمد کہ حقتعالے اُسکی برکت سے زمین کو عدل سے معمور کریگا جبکہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب مین روایت کی ہے کہ حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ میرے نورچشم فاطمہ زہرا کو بلاؤ یہ کہکر بیہوش ہوگئے جناب سیدہ نے آکر سید انبیاء کو غش مین دیکھا تو رو رو کر کہنے لگین اے پدر بزرگوار میرے میری جان آپکی جان پر فدا ہو اور میری شکل آپکی صورت پر قربان مین آپ پر آثار مرگ دیکھتی ہون آیا اپنی بیٹی سے بات نہین کرتے اور اسکو تسلی نہین دیتے آواز فاطمہ کی گوش مبارک مین پہنچی تو آنکھین کھولدین اور فرمایا اے دختر مین تمسے جدا ہوتا ہون

[illegible]

اور تمکو وداع کرتا ہون پس سلام ہو تمپر میرا جناب سیدہ نے پُر درد دل سے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے بابا جان مین بروز قیامت آپکو کہان پاؤن گی فرمایا جہان کہ خلقت کا حساب لین گے عرض کی اگر وہان نملین تو کہان ڈھونڈون حضرت نے فرمایا مقام محمود مین مین وہان گناہگاران امت کی شفاعت کرتا ہونگا۔ عرض کی اگر وہان بھی نہ پاؤن حضرت نے فرمایا تو پل صراط پر تلاش کرنا کہ اُس روز میری امت صراط پر سے گذرے گی اور مین وہان کھڑا ہونگا اور میرے دہنی طرف جبرئیل اور بائین طرف میکائیل اور باقی ملائکہ آگے پیچھے کھڑے ہونگے اور وہ سب اس امت گنہگار کے لئے دعا کرتے ہونگے کہ خداوندا امت محمد کو سلامتی کے ساتھ پل صراط سے پار کر اور حساب کو انپر آسان فرما پھر جناب فاطمہ نے پوچھا کہ میری مان خدیجہ کبرے کس جگہہ ہین حضرت نے فرمایا کہ ایک قصر مین ہین کہ چار قصر بہشت کے دروازے اُسمین کھلتے ہین یہ فرماکر حضرت بیہوش ہوگئے ہوش مین آئے تو فرمایا کہ مجھکو فاطمہ کے گھر لیچلو جب وہان تشریف لائے تو سر مبارک اپنا جناب سیدہ کی گود مین رکھا امام حسن اور امام حسین حال زار اپنے جد بزرگوار کا دیکھکر رونے اور گھبرانے لگے حضرت نے انکو اپنے پاس بلایا اور دونو جگر گوشون کو گلے سے لگایا۔ امام حسن زیادہ روتے تھے فرمایا اے حسن گریہ نکر تیرا رونا مجھپر دشوار ہے اور میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے بروایت دیگر دونو شاہزادون کو اپنے سینے سے لگایا اور ان دو گل بوستان رسالت کو سونگھتے تھے امیر المومنین کہتے ہین کہ مجھکو خوف ہوا کہ مبادا حضرت کی زحمت اور زیادتی کلفت کا باعث ہون پس مینے چاہا کہ انکو آپ کے سینہ سے جدا کرون فرمایا یا علی رہنے دو کہ مین انکو سونگھون اور یہ مجھکو استشمام کرین یہ میری ملاقات سے توشہ حاصل کرین اور مین ان کے دیدار سے ٹھنڈک پاؤن تحقیق کہ میرے بعد مصائب عظیم اور بلائین سخت انکو پیش آنیوالی ہین خدا لعنت کرے اُسپر جو انکو ستائے اور جور و ستم انپر روا رکھے خداوندا مین حسنین کو تیرے سپرد کرتا ہون یا صالح المومنین یعنی حضرت امیر کے۔ پس ازواج مکرّمات کو وداع کیا اور وصیت فرمائی اُن کو گھرون مین بیٹھنے اور اعمال خیر بجالانیکی خصوصاً عائشہ و حفصہ کو بہت تاکید کی کہ فتنہ و فساد سے محترز رہین۔ معارج النبوۃ مین ہے کہ عائشہ نے التماس نصیحت کیا تو حضرت نے فرمایا اے عائشہ تمکو لازم ہے کہ اپنے گھر کے گوشہ مین قرار پکڑو اور صبر و صیانت پر کاربند ہو جیسا کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ کہ اے زنان پیغمبر اپنے گھرون مین توقف کرو اور پہلی جاہلیت کی طرح اپنے تئین دکھاتی نہ پھرو۔ یہ سُنکر عائشہ اسقدر روئی کہ حضرت رسالت پناہ کی آنکھون سے بھی اشک حسرت نکل پڑے

کیفیت وقوع حادثہ کبرےٰ و داہیہ عظمےٰ رحلت حضرت رسولخدا بفردوس اعلےٰ

حدیث مین وارد ہے کہ عمار یاسر نے پوچھا یا رسول اللہ جب آپ دار دنیا سے دار البقا کو رحلت فرمائین تو کون آپ کو غسل دیگا فرمایا میرے غسل دینے والے علی ابن ابیطالب ہین جس عضو کو دھونا چاہینگے ملائکہ اُنکی مدد کرینگے پھر عرض کی میرے مان باپ آپ پر فدا ہون کون آپ پر نماز پڑھیگا حضرت رسولخدا امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے پسر ابوطالب جب تم دیکھو کہ روح میرے بدن سے نکل گئی تو مجھکو اچھی طرح سے غسل دینا اور ان دو کپڑون مین جو میرے بدن پر ہین یا چادر مصری سفید یا بُرد یمانی مین مجھکو کفن کرنا لیکن میرا کفن بہت گران قیمت نہو بعد ازان میرا جنازہ اُٹھاکر میری قبر کے پاس رکھدینا پس سب سے پہلے جو مجھپر نماز پڑھیگا خداوند جبار

ہوگا کہ اپنی عظمت وجلال سے مجھپر درود و صلوٰۃ بھیجیگا۔ اسکے بعد جبرئیل و اسرافیل و میکائیل معہ ملائکہ آسمان و زمین کہ سوائے رب العالمین
کوئی انکا شمار و حساب نہین جانتا نماز پڑھین گے بعد ازان میرے اہلبیت و ازواج مجھپر نماز پڑھین یعنی مجھپر سلام بھیجین لیکن صدائے نالہ و
فغان بلند نہ کرین اور مجھکو آزار نہ پہنچائین۔ **روایت** ہے کہ جبرئیل رسولخدا کے پاس بقدر چالیس درہم کافور بہشت لائے تھے پس
حضرت نے اسکے تین حصے کئے ایک اپنے لئے رکھا دوسرا جناب امیر کو تیسرا حصہ جناب فاطمہ کو مرحمت کیا۔ منقول ہے کہ جب وقت وفات
سرور کائنات و خلاصہ موجودات نزدیک پہنچا تو امیر المومنین کو امر کیا یا علی حکم خدا آگیا تم میرا سر اپنے دامن مین رکھو جب جان میرے بدن سے
نکل جائے تو میرا کف دہن ہاتھ مین لو اور اپنے منہہ پر ملو اور جب تک کہ قبر مین دفن نکر لو میرے پاس سے جدا نہو اور مجھکو قبلہ رو کر دینا
اور پھر میری تجہیز و تکفین کرنا پس مجھپر نماز پڑھنا اور میرے پاس سے جدا نہونا جبتک کہ مجھکو قبر مین دفن نکر دو یہ کہکر حضرت بیہوش
ہوگئے اس اثنا مین کسی نے دروازہ پر دستک دی جناب سیدہ نے پوچھا کون ہے کہا مرد مسافر ہون چاہتا ہون کہ رسول اللہ کی خدمت مین
حاضر ہون فرمایا اے بندہ خدا یہ وقت ملاقات رسول اللہ کا نہین وہ حضرت اپنے مرض مین مشغول ہین بروایتے ملک الموت بشکل ایک
اعرابی دروازہ پر آئے اور کہا السلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ و مختلف الملائکۃ اجازت دو کہ مین اندر آؤن
رحمت خدا ہو تمپر جناب سیدہ بالین پیغمبر پر حاضر تھین بولین آنحضرت کو طاقت ملاقات نہین دوبارہ اجازت چاہی وہی جواب پایا
تیسری مرتبہ بصدائے مہیب کہ تمام اہلخانہ اسکو سنکر کانپ گئے خواستگار اجازت ہوئے اس مرتبہ حضرت رسولخدا نے غش سے آنکھین کھولدین
کہا اے فاطمہ جانتی ہو کہ یہ کون شخص ہے یہ توڑنیوالا لذتون کا اور پراگندہ کرنیوالا جماعتون کا ہے بچون کو یتیم بناتا اور عورتون کو بیوہ کرتا ہے
یہ فرشتہ موت ہے یہ احسان الہی ہے کہ تمہارے دروازہ پر طالب اجازت ہے اور بلا اجازت اندر نہین آتا۔ ورنہ جب اندر آتا ہے تو کوئی
اسکو منع نہین کر سکتا باہر جاتا ہے تو کوئی روک نہین سکتا اسکو اجازت دو کہ اندر آئے پس ملک الموت اندر آئے اور کہا السلام علیک یا
رسول اللہ فرمایا وعلیک السلام اے ملک الموت تمسے میری ایک حاجت ہے کہ تم میری روح قبض نکرنا جبتک کہ جبرئیل میرے پاس آلین
اور مین انسے ملاقات نہ کرون پس ملک الموت باہر گئے اتنے مین جبرئیل امین آسمان سے نازل ہوئے اور ملک الموت سے کہا کہ روح محمد مصطفی
کو قبض کرو مگر نہین دیکھتے تم کہ دروازے آسمانون کے کھلے ہین اور حوران خلد برین نے زینت کی ہے پس جبرئیل معہ ملک الموت
اندر گئے اور کہا سلام ہو تمپر میرا اے ابوالقاسم بہ تحقیق کہ حقتعالی مشتاق تمہاری ملاقات کا ہے پس جبرئیل دست راست آنحضرت
پر کھڑے ہوئے اور میکائیل دست چپ پر اور ملک الموت پیش رو ہوئے مصروف قبض روح ہوا اسوقت رسولخدا نے اپنی ازواج معظمہ
اور اپنے فرزندون کو وداع کیا اور حضرت فاطمہ کو نزدیک بلا کر انکے کان مین کچھ ارشاد کیا کہ وہ جناب گریان ہوئین دوبارہ ایک بات
کہی تو مسکرانے لگین حاضرین نے سبب اس گریہ و خندہ کا دریافت کیا آنحضرت سے فرمایا اول بار مجھکو اپنی رحلت کی خبر دی یہ باعث گریہ تھا
پھر فرمایا کہ تو دنیا میں بہت دنون زندہ نرہے گی اور میرے اہلبیت مین سب سے پہلے میرے پاس آئیگی اس سبب سے شاد و خندان ہوئی
الغرض دم واپسین رسول اللہ نے ہاتھ بڑھا کر سر مبارک امیر المومنین کو اپنے لحاف مین لیلیا اور دہن مبارک انکے کان پر رکھ کر اسرار الہی

و علوم نامتناہی کہتے تھے کہ اسی حالت مین مرغ روح اقدس نے آشیانہ عرش کی طرف پرواز کیا۔ امیر المومنین نے سر لحاف سے نکالکر فرمایا
کہ حقتعالی تمکو ماتم پیغمبر مین اجر عظیم دے بتحقیق کہ آنحضرت نے رحمت خدائے لایزال کی طرف انتقال فرمایا پس بیت رسالت سے شور نالہ و
بکا بلند ہوا جو مومن خالص الاعتقاد تھے اور غصب خلافت مین شریک نہوئے تھے وہ شریک ماتم و تعزیت رہے باقیون نے اپنی راہ لی
ابن عباس کہتے ہین کہ مینے حضرت امیر المومنین سے پوچھا کہ رسولخدا نے لحاف کے اندر تمسے کیا راز کہے فرمایا مجھکو ہزار باب علم کے تعلیم
فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب اور کھلجاتے ہین **نیز** امیر المومنین فرماتے ہین کہ میرا سوائے حضرت رسالت پناہ کے دنیا مین کوئی مونس و غمخوار و
یار و مددگار نہ تھا جسپر کہ اعتماد کرتا اور امید یاری و وفاداری اس سے رکھتا آنحضرت نے مجھکو بچپن مین پرورش کیا بڑا ہو کر کمالات نفسانی و
علوم ربانی تعلیم فرمائے پس آپ کی وفات سے جو صدمۂ عظیم مجھپر پڑا میرا گمان یہ ہے اگر پہاڑون پر بھی وہ صدمہ پڑتا تو اسکی تاب لاتے لوگونکا
حال اس مصیبت مین مختلف تھا انکی اہلبیت کی تو یہ کیفیت تھی کہ اسقدر روتے پیٹتے اور بیقرار ہوتے تھے کہ صبر انسے جاتا رہا تھا۔ اور اپنے
تئین سنبھال نہ سکتے تھے اور فرزندان عبد المطلب و باقی آدمیونکا یہ حال تھا کہ بعض انسے کہتے تھے کہ صبر کرو اور بعض انکے ساتھ روتے
دھوتے تھے لیکن مینے باوجود اس کوہ غم کے جو مجھپر پڑا اپنے آپ کو ضبط کیا اور خاموش ہوا اور جو کچھ آنحضرت نے مجھکو وصیت فرمائی تھی اسمین
مصروف ہوا حالانکہ میری آنکھونسے آنسو جاری تھے اور آہ جگر سوز سینہ سے نکلتی تھی تا انیکہ جو کچھ حقتعالی نے مجھپر لازم کیا تھا۔ اسکو بجالایا
اور رحمت الہی کا امیدوار رہا غرض قبض روح اقدس کے بعد حضرت امیر متوجہ غسل اس جناب کے ہوئے اور جسطرح پر کہ حضرت رسالت پناہ
نے انکو غسل ولادت اپنے دست مبارک سے دیا تھا اسیطرح آنحضرت نے آپ کو غسل میت اپنے ہاتھ سے دیا۔ ملائکہ جسم اطہر کو کروٹ دینے
اور پہلو بدلنے مین آپکے مددگار تھے اور فضل بن عباس پانی لاتے تھے حضرت نے انکی آنکھون کو عصابہ (پٹی) بندھوا دیا تھا کہ مبادا
عورتین رسالت پناہ پر نظر پڑجائے اور نور بصارت جاتا رہے۔ حضرت امام رضا فرماتے ہین کہ نہلانے مین کچھ پانی گوشۂ چشم رسولخدا مین باقی
رہگیا تھا حضرت امیر المومنین نے سر زبان سے اسکو چوس لیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہون یا رسول اللہ آپ زندگی مین اور
وفات کے بعد ہر وقت طیب و پاکیزہ تھے۔ اور نیز حضرت نے فرمایا بابی انت و امی تم خاتم الرسل تھے تمہارے مرنے سے پیغمبری دنیا
سے اٹھ گئی اور وحی آسمانی منقطع ہوئی بتحقیق کہ تمہاری مصیبت وہ مصیبت عظیم ہے جس سے اور مصیبتون کو تسلی ہوتی ہے اگر آپ
رونے اور بیقرار ہونے سے ہمکو نہ منع کر جاتے تو مین جوئے اشک اپنی آنکھون سے بہاتا اور تمام رطوبت چشم کو اس مصیبت مین خرچ کر ڈالتا
پس جو درد و الم کہ ہمارے دلو مین متمکن ہے گو کتنا ہی ہو اس مصیبت کے مقابلہ مین تھوڑا ہے میرے ماں باپ تمپر فدا ہون یا رسول اللہ
ہمکو فراموش نفرمائے اور اپنے پروردگار کے سامنے یاد کیجئے گا۔ غسل کے بعد کافور بہشت سے آپ کو حنوط کیا اور کفن پہنایا۔ شیخ کلینی و شیخ
طبرسی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کی ہے کہ تین پارچہ مین آپکو کفن دیا ایک چادر حبری سرخ دو پارچہ یمنی سفید **نقل ہے** کہ شیطان
ملعون چاہتا تھا کہ فریب دے اور غسل اس جناب سے مانع آئے چنانچہ سب نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ تمہارے پیغمبر پاک و پاکیزہ تھے انکو حاجت غسل
دینے کی نہین حضرت امیر نے فرمایا دور ہو اے دشمن خدا ہمکو آنحضرت نے حکم دیا ہے کہ آپکو غسل دین اور کفن کر کے مدفون کرین کہ سنت

maablib.org

ہے تمام مسلمان کے لئے تا بروز قیامت نیز ایک آواز آئی اور آواز دہندہ معلوم نہوتا تھا کہ گویا کوئی اموات اہلبیت علیہم السلام کو تعزیت کرتا ہے اور کہتا ہے سلام ہو تم پر اور رحمت خدا اور برکتیں اُسکی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے تم اپنا اجر و ثواب صرف روز قیامت کو پاؤ گے۔ پس جو کہ دور کیا جائے آتش جہنم سے اور داخل ہووے بہشت میں پس وہ رستگار ہے اور نہیں ہے زندگی دنیا مگر مایہ فریب پس کہا کہ رحمت خدا ہر مصیبت میں صبر دلانیوالی ہے اور حقتعالیٰ خلف ہے ہر ایک ہلاک ہونیوالے کا اور اسکا ثواب تدارک کرتا ہے ہر امر فوت شدہ کا پس خدا پر بھروسہ کرو اور اسکے فضل کے امیدوار ہو تحقیق کہ مبتلا مصیبت وہ شخص ہے کہ ثواب خدا اسے محروم ہو اور سلام ہو تم پر اور رحمت خدا کی۔ حضرت امیر المومنینؑ نے یہ آواز سُنکر فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے کہ ہماری تعزیت اور تسلی کے لئے آئے تھے۔ امام محمد باقر و جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسولخدا نے امیر المومنینؑ کو وصیت کی تھی کہ یا علی جب میں جان بحق ہوں تو تم چھ مشکیں پانی کی چاہ غرس سے بھروا کر مجھکو اچھی طرح سے غسل دینا پھر کفن اور حنوط کرنا۔ اُسوقت گریبان کفن پکڑ کر میری لاش کو بٹھاؤ اور جو چاہتے ہو سوال کرو کہ مجھ سے جو کچھ پوچھو گے اُسکا جواب دونگا پس آنحضرت نے ایسا ہی کیا اس مقام پر بھی ایک ہزار باب علم کے باب مدینہ علم کو تعلیم فرمائے کہ اُنمیں سے ہر ایک باب سے ہزار باب اور آنحضرت پر کھلتے تھے القصہ غسل و کفن کے بعد جنازہ فخر عالم کا تیار ہوا تو اول حقتعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ اُسپر بھیجی پھر ملائکہ نے درود و صلوات کہی بعد ازاں امیر المومنینؑ نے معہ اپنے اصحاب خاص کے نماز پڑھی بعد ازاں دیگر مہاجرین و انصار کو اجازت دی وہ دس دس آدمی اندر آتے اور گرداگرد جنازہ کے کھڑے ہوتے اور حضرت امیر اُنکے درمیان کھڑے ہو کر آیہ شریفہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا کی تلاوت فرماتے پس وہ درود و صلوات آنحضرت پر بھیجتے اور باہر چلے جاتے تھے حتے کہ اہل مدینہ و نواح مدینہ تمام نے اسطرح آنحضرت پر نماز پڑھی۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر رسولخدا کے غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو مجھکو اور ابوذر و مقداد کو اندر بلایا پس آپ آگے کھڑے ہوئے اور ہم معہ جناب سیدہ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کے اُنکے پیچھے اور نماز جنازہ بجالائے۔ اسکے بعد دس دس صحابیوں کو بلا کر درود و صلوات اُنسے کہلواتے تھے حتے کہ تمام مہاجر و انصار نے اسطرح پر نماز ادا کی لیکن واقعی نماز وہی تھی جو ہمنے آنحضرت پر پڑھی روایت ہے کہ اہل خلاف چاہتے تھے کہ رسولخدا کو جنۃ البقیع میں دفن کریں اور ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھائیں حضرت امیر نے یہ سُنا تو باہر تشریف لائے اور کہا ایہا الناس رسول اللہ زندہ و مُردہ ہمارے امام و پیشوا ہیں اور اُنہوں نے وصیت کی ہے کہ جسجگہہ میری روح قبض ہو وہیں دفن کیا جاؤں۔ چونکہ بڑا مطلب ان لوگوں کا غصب خلافت تھا لہذا ان امور میں زیادہ کد و کاوش مناسب جانکر حضرت کی رائے پر حوالے کیا پس نماز جنازہ بظاہر اسی طرح بلا امام ہوئی جیسا کہ ہمنے اوپر لکھا۔ اور دفن بھی حضرت حجرہ ہمایوں ہی میں ہوئے۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ فوج فوج در آمدند و ہر یک نماز علیحدہ گذاردند و علی گفت ہیچ کس امامت نکند بر وے کہ وے امام شما است ہم در حال حیات و ہم در ممات۔ اور نیز

روضہ میں ہے کہ علی مرتضیٰ گفت در روئے زمین ہیچ بقعہ نیست گرامی تر نزد خداوند تعالےٰ از بقعہ کہ روح پیغمبران در ان بقعہ قبض کردہ باشند پس فراش وے برداشتند و موضع قبر معین ساختند ظاہرا قبر مقدس کو ابوطلحہ زید بن سہل انصاری نے کھودا گو در حقیقت ملائکہ نے یہ خدمت انجام دی روضۃ الاحباب میں ہے کہ بڑے گورکن مدینہ میں دو شخص تھے ابو عبیدہ جراح اور ابوطلحہ انصاری۔ اوّل درمیانی قبر کھودتا تھا دوسرا بغلی۔ عباسؓ نے آدمی بھیجکر دونو کو بلوایا اور کہا جو پہلے آئیگا اُسی کے طریقہ پر قبر مبارک کھدائی جائیگی اور کہا اللّٰھم خر لنبیک پروردگار اختیار کر اپنے نبی کے لئے جسکو چاہے پس ابوطلحہ بغلی قبر کھودنے والا آیا اور اُس نے قبر کو کھودا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ ابو عبیدہ اُسوقت قبر کھودنے کو آتے تو سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کو اہلبیت رسالت سے غصب کرنیکو اُنکی عوض کون جاتا۔ الغرض قبر کھدکر تیار ہوئی تو جنازہ کو پائنتی کی طرف اسکے نزدیک لائے اور امیر المومنین معہ فضل بن عباس قبر کے اندر داخل ہوئے کہ جسد اطہر کو زمین میں اُتاریں اُسوقت اوس بن خولی انصاری نے کہ اہل بدر سے تھا بیرون در سے آواز دی کہ یا علیؑ ہمارا حق نظر انداز نہ کرو اور ہمکو اس شرکت سے محروم نہ رکھو آپ نے اُسکو بھی اندر بلا لیا اور سب نے ملکر اُس گنج خوبی کو قبر میں داخل کیا پس امیر المومنینؑ نے کہا پروردگارا یہ تیرا نور ہے جس سے تو نے ظلمت کفر و شرک کو مقہور کیا اور اسکو خلقت کا راہبر بنایا اور اپنی طرف ہدایت کرائی روحہ نسخۃ الاحدیۃ فی اللاہوت وجسدہ صورۃ معانی الملک والملکوت وقلبہ خزانۃ الحی الذی لایموت طاؤس الکبریاء وحمام الجبروت انکی روح نسخہ وحدت یگانگی ہے عالم لاہوت میں اور انکا جسم ملک و ملکوت کے معنون کا ظاہر کرنیوالا اور انکا دل حیؔ لایموت کا خزانہ اسرار ہے کبریا کا طاؤس اور جبروت کا کبوتر۔ پس قبر سے باہر آئے اور خشت اُسپر چنی روضۃ الاحباب میں ہے کہ سب سے آخر جو قبر سے باہر آیا قثم بن عباس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ علیؑ سب کے بعد قبر سے نکلے اور یہ جو روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنی انگوٹھی قبر میں ڈالدی اور اس بہانہ سے اندر اُتر کر پائے مبارک کو مس کیا اور باہر آکر کہا کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ سے قریب العہد ہوں یہ روایت محققین حدیث کے نزدیک معتبر نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اُس نے انگوٹھی نکالنے کو اندر جانا چاہا تو علی مرتضیٰ نے اُسکو روکدیا اور خود قبر میں اُتر کر اُسکی انگوٹھی نکالدی انتہےٰ۔ **ناسخ التواریخ** میں ہے کہ کسی نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں یہ ماجرا نقل کیا تو آپنے فرمایا کہ اُس کی مجال نہ تھی کہ ایسا کر سکتا بالجملہ اینٹوں کے اوپر مٹی ڈالی اور قبر کو مسطح بقدر چار انگشت کشادہ یا ایک شبر کے زمین سے بلند کیا اور اسپر پانی چھڑکا پس امیر المومنینؑ رو بقبر کھڑے ہوئے اور یہ کلمات ارشاد کئے۔ ان الصبر لجمیل الا عنک وان الجزع لقبیح الا علیک وان المصاب بک لجلیل وانہ بعدک لقلیل بیشک ہر مصیبت میں صبر کرنا اچھا ہے الا تمہاری مصیبت میں اور البتہ ہر ایک کے مرنے پر جزع و بیقراری کرنا قبیح ہے مگر تمہاری موت پر تحقیق کہ تمہاری مصیبت عظیم مصیبت ہے اور تمہارے بعد کمتر کوئی ایسی مصیبت ہوگی۔ منقول ہے کہ جب حضرت رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی تو ابوبکر و عمر و عبدالرحمن وغیرہ مہاجر و انصار اہلبیت اطہار کو مبتلا درد مصیبت چھوڑ گئے اور اصلاً انکی تعزیت نکی اور رسولخدا کے دفن و کفن کی طرف بھی متوجہ نہوئے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر غصب خلافت کی فکریں کرنے لگے اسی سبب بہت سے لوگ آنحضرت کی نماز جنازہ میں بھی شریک نہوئے حضرت امیر المومنینؑ نے بریدہ کو اُن کے پاس بھیجکر نماز کو بلوایا مگر وہ نہ آئے

حتے کہ انکی بیعت اسوقت تمام ہوئی جبکہ یہان انحضرتؐ کو دفن کر چکے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے آکر حضرت امیر المومنینؑ سے کہا کہ منافقین صحابہ نے اس خوف سے کہ مبادا تم فارغ ہو جاؤ تو وہ تمہارا حق غصب کر سکین ابوبکر کے ساتھ بیعت کر لی ہے حضرت کے ہاتھ مین اسوقت بیلچہ تھا اور قبر رسوؐ خدا کو اس سے درست کر رہے تھے یہ سنکر سر بیلچہ کو زمین پر رکھا اور اسکے دستہ پر ہاتھ رکھکر آیات اول سورہ عنکبوت کو سآء مَا یَحکمُون تک تلاوت فرمایا حاصل ترجمہ ان آیات کا یہ ہے۔ آیا ان لوگون نے یہ خیال کیا کہ ہم چھوڑ دے جائینگے اور آزمائے نہ جائینگے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے البتہ آزمایا ہے ہمنے ان لوگون کو جو انکے پہلے تھے اور البتہ معلوم کریگا اللہ ان لوگون کے تئین جو راست گو ہین اور جو جھوٹے دروغ زن ہین۔ آیا بدکار لوگ گمان کرتے ہین کہ ہمسے چھوٹ جائینگے۔ بس وہ غلط حکم کرتے ہین۔ تفصیل قصہ غصب خلافت اس کتاب کی دوسری جلد مین مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ **کلینی** علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسوؐلخدا روضۂ رضوان کو تشریف لے گئے تو جناب سیدہ کو انحضرت کی مفارقت اور منافقون کے ظلم و اذیت سے وہ رنج و مصیبت پیش آئی کہ جسکی شدت سوائے حقتعالیٰ کے کسی کو معلوم نہین پس اس جل شانہ نے جبرئیل کو مقرر کیا کہ اس جناب کے پاس جاکر بسخنان دلآویز ان کے غم و اندوہ کو تسکین دین جبرئیل ہر روز آتے اور اس جناب کی دلداری فرماتے اور قرب و منزلت رسول اللہ اور ان کے مدارج عالیہ بدرگاہ باری انکے بیان کرتے اور جو سلطنت حق و باطل اس امت مین ہونیوالی تھی اور رنج و مصیبت و بلا و محنت آنحضرت کی ذریت کو پیش آنیوالی تھی۔ اور جن جن عذاب مین دشمنان اہلبیت مبتلا ہونیوالے تھے ایک ایک کرکے انکی روبرو بیان کرتے تھے امیر المومنینؑ ان تمام حالات اور سوانح نادرات کو لکھتے جاتے تھے تا اینکہ رفتہ رفتہ ایک کتاب لکھی کہ جو مصحف فاطمہؑ کے نام سے موسوم ہے اور تمام احوال آیندہ روز قیامت تک کے اسمین درج ہین اور وہ اب قائم آل محمدؐ کے پاس ہے۔ پس معصوم نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ رسول اللہ کے بعد پچھتر روز زندہ رہین اور جبتک رہین مبتلائے رنج و غم رہین تا اینکہ اپنے پدر بزرگوار احمد مختار سے ملحق ہوئین۔ صلوات اللہ علیہا و علے ابیہا و بعلہا و بنیہا +

تمام شد جلد اوّل حصۂ اوّل

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی نعمائہ النعمۃ علی۔ الٰہی تیری بندہ نوازی کا شکریہ ادا نہین ہو سکتا اگرچہ ہر حال مین بندہ پر تیرا شکریہ واجب ہے لیکن یہ شکر حد وجب سے بھی تجاوز کر گیا کہ تو نے وہ علم جو حق و باطل مین تمیز کرنیوالا ہے عطا کیا پھر توفیق تحریر مرحمت فرمائی بعد ازان عمر اسقدر بخشی۔ کہ اپنی حیات مین اس کی اشاعت دیکھ لی اور اس سے بڑھکر یہ کرم و فضل فرمایا کہ چھپ کر بھی شائع ہو گئی۔ آخری یہ التماس ہے کہ یا ارحم الراحمین تو جمیع مومنین محققین کو اس کے مطالعہ کی بھی توفیق عنایت فرما اور حشر کے روز طرفداران ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ محشور کیجو۔ آمین ثم آمین + المرقوم ۲۳ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ ہجری صلعم

دیکھو حصہ دوم

هٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ

للہ الحمد کہ بفضل رب العالمین و بطفیل ائمہ طاہرین بنابر بصیرت اہل ایمان و یقین و بنظر بہجت و واقفیت ناظرین و سرور قلوب مومنین المسمّٰی بہ

جلد اوّل

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

حصۂ دوم

من تصنیفات عالم بے نظیر و فاضل نحریر جناب مولانا و مقتدانا مقبول بارگاہ رب من جناب مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ مدرس اول علوم شرقی ضلع گجرانوالہ دام ظلہم

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسنین طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین

جلد اول حصہ دوم

ظہورِ شرور وفتن بعد رحلتِ حضرت رسولِ ربِ ذی المنن ازین دارِ محن

اب ہم حضرت امیر کبیر کی زندگانی کے اُس حصہ پر پہنچتے ہین جو طرح طرح کے رنج ومصیبت وایذا واہانت سے مشحون ہے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا دارِ دُنیا سے رحلت کرنا تھا کہ اُن کے اہلبیت طاہرہ تیرِ آفات کا نشانہ بنگئے۔ اوّل تو آپ کی وفات ہی اُنحضرت کے لئے بزرگ ترین مصائب تھی اسپر جو سلوک با اخلاص یارون نے اُن بزرگون کے ساتھہ کئے عبرتنگاہ اولو الابصار ہین۔ خلقت کا دستور ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اُسکے اعزّہ واولاد کے ساتھہ بلطف ومدارا پیش آتے ہین اور تسلی ودلاسا دیتے ہین خصوصاً کسی پیر ومرشد کے گذر جانے پیر تو مریدان باوفا اُسکی اولاد کو اُسکی جگہہ جانتے اور سر پر بٹھاتے ہین اور کمال درجہ اُنکی تعظیم وتکریم بجالاتے ہین لیکن مرشدِ عالم وہادیِ امم صلوات اللہ علیہ کی وفات پر معاملہ برعکس دیکھنے مین آیا یہان آنحضرت کی آنکھہ بند ہوتے ہی اُنکے چچازاد بھائی اور داماد ووصی اور اُنکی دخترِ نیک اختر پارہ جگر سے کینہ ہائے دیرینہ نکالنے کھڑے ہوگئے اور طرح طرح سے ایذائین پہنچانے لگے اور وہ ستم آنحضرت پر کئے جنکا مجمل بیان آگے آتا ہے اہلِ تاریخ کے نزدیک مشہور ہے اور ابن قتیبہ وغیرہ مورخین سنیہ کی کتابون مین مسطور ہے کہ امیر المومنین اپنے فرزند دلبند امام حسن علیہ السلام سے فرماتے تھے یا بنی مازلت مظلوما مبغیا علی منذ هلک جدک اے فرزند جب سے تمہارے نانا رسولخدا نے دارِ آخرت کی طرف رحلت فرمائی مجھپر ہمیشہ ظلم وبغاوت ہوتی رہی ہے۔ ابراہیم بن یحیٰے کہتا ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے لقد ظلمت عدد المدر والوبر تحقیق کہ مین بقدرِ ریگ بیابان وموہائے جانداران ظلم کیا گیا ہون اور نیز آنحضرت نے فرمایا انا اول من یجثو بین یدی اللہ عزوجل یوم القیامة للخصومة مین اول ہون اُن لوگون مین کہ بروزِ قیامت

حق تعالے کے سامنے فریاد خواہ ہونگے۔ **مروی ہے** کہ حضرت رسالت پناہ کے قبض روح کیوقت حضرت یارِ غار مدینہ مین تشریف نہ رکھتے تھے شہر کے باہر سُنخ مین عوالے مدینہ سے اپنے گھر پر تھے اُنکی عدم موجودگی مین سخت تشویش واضطراب خلیفہ ثانی کو عارض ہوا کہ مبادا حصولِ مدعا مین جسکے لئے عرصہ سے سرگردان ہین کوئی حرج نہ پڑے پس اس جلدی مین اُنہین اور تو کچھہ نہ سوجھا بجز اس کے کہ تلوار سونت لی اور پکارے لا اسمع احدا یقول مات رسول اللہ الا ضربتہ بسیفی کہ مین جسکو یہ کہتے ہوئے سنونگا کہ رسول اللہ مرگئے یہ تلوار اُسکے سر پر مارونگا۔ صحیح بخاری مین ہے کہ عمر قسمیہ کہتے تھے کہ رسول اللہ فوت نہین ہوئے تا اینکہ انہون نے کہا کہ اللہ تعالے اُنکو بھیجیگا اور وہ اُن لوگون کے ہاتھہ پاؤن کاٹین گے جو اُنہین مُردہ بتلاتے ہین۔ اور کنز العمال[۱] مین ہے کہ عمر مُنہہ پھاڑ پھاڑ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ موئے نہین۔ اُنکی روح کو آسمان پر لیگئے ہین جیسا کہ حضرت موسیٰ کی روح کو لے گئے تھے۔ کبھی کہتے تھے انکو حالتِ غشی ہے ہر چند لوگ کہتے وہ بلاشبہ مرگئے اور اُسپر قسمین کھاتے تھے حضرت عباس عمّ خیر الناس نے تو یہانتک کہا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اور لوگ ایک مرتبہ مرین اور رسول اللہ کو دو دفعہ موت آئے وہ حضرت حق تعالے کے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہین مگر حضرت عمر اپنے دُھن مین کسی کی نہ سُنتے تھے اور تلوار گھماتے اور خلقت کو دھمکاتے پھرتے تھے کہ خبردار کوئی یہ نہ کہے کہ رسول اللہ مر گئے اور جسوقت تک کہ ابوبکر اپنے مکان پر بیرونِ شہر سے نہین آلئے اُن کے سر پر بناوٹی جنون کا بھوت ویسے ہی سوار رہا۔ اہل سُنت کہتے ہین کہ رسول اللہ کی محبت اور آپ کے رنج مفارقت سے خلیفہ ثانی کے حواس ٹھکانے نہ رہے تھے بیخودی کی حالت مین ایسا اور ایسا کہتے تھے ہم اسکو قبول نہین کرسکتے کیونکہ حضرت امیر المومنین اور جناب سیدہ اور اُنکی اولاد طاہرہ سے بڑھکر کسی کو آپ کی ساتھہ محبت ہو نہین سکتی اُنکے حق مین تو اس حادثے سے کوہِ غم ٹوٹ پڑا تھا اُنسے زیادہ کسی کے لئے رنج وقلق کا دعوے کرنا نرا دعوے ہی دعوے ہے مثل مشہور ہے جگر جگر و دگر دگر پس جب اُنہی حضرات نے اِس مصیبت کو بصبر وسکون برداشت کرلیا اور اصلاً باختہ حواس نہوئے تو خلیفہ ثانی کا فرطِ غم سے بدحواس ہوجانا بجدیکہ آسمان کو زمین کہنے لگنا کیونکر تسلیم ہوسکتا ہے حالانکہ خلیفہ صاحب کو اسقدر محبت حضرت رسالت پناہ کے ساتھہ تھی وہ اُنکی زندگی کے حالات سے بخوبی عیان ہے وہ کبھی جنگ کے موقعہ پر آپ کے ساتھہ پائداری نہین کرسکے۔ اور نرغہ اعدا مین آنحضرت کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جانا اُنکا شیوہ ہوگیا تھا۔ بہتیرا رسولخدا پکارتے کہ مین نبی برحق ہون مجھکو چھوڑ کر کہان جاتے ہو مگر ایک نہ سُنتے تھے اُسوقت یہ فرطِ محبت کہان جاتا تھا۔ علاوہ ازین ابھی قربِ وفات و دورانِ مرض الموت مین آپ بار بار اپنے مرگ کی خبر دیتے اور عمر اُسکو سُنتے اور اُف تک نکرتے تھے بلکہ وصیت نامہ ہدایت شمامہ کے لکھنے کو قلم دوات مانگا تو خود حضرت عمر ہی نے اُسکے دینے سے انکار کیا اور بکمال دریدہ دہنی آپ کو ہذیان سے نسبت دیکر حسبنا کتاب اللہ فرمایا جسکے صاف معنی یہ ہین کہ اِنکے مرنیکے بعد ہمکو کتابِ خدا کفایت کرتی ہے نوشتے وتحریر کی حاجت نہین رکھتے۔ حضرت کے قبض روح ہوتے ہی یہ قلبِ ماہیت کسطرح ہوگیا کہ وہ آپ کے ایسے گہرے دوست بنگئے کہ اس رنج مین آپے سے باہر ہوگئے غرض ممکن نہین کہ عمر کی یہ بدحواسی کوئی واقعی بدحواسی ہو کہ شدتِ الم واندوہ سے اُنپر طاری ہوئی ہو یہ صرف ایک دفع الوقتی

[۱] اصل عبارت کنز العمال کی ہے فلم یزل عمر یتکلم حتی ان بدا شدقاه کہ عمر برابر کلام کرتے تھے تا اینکہ اُن کے دونو کنج دہن کھل گئے۔ ۱۲ منہ

تھی کہ بوجہ غیر حاضر ہونے حضرت ابوبکر و دیگر رفقاء کے انکو عمل مین لانی پڑی چنانچہ اکثر اوقات بادشاہون اور بڑے آدمیون کے مرنے پر اُن کے امراء و ارکانِ دولت ایسا کیا کرتے ہین کہ میعاد معینہ تک انکی موت کو چھپائے رکھتے ہین تاکہ اسمین ضروری انتظام کرلین ایسا ہی حضرت عمر نے ابوبکر کے آنیتک پیغمبرِ خدا کی موت کے چھپانے مین طرح طرح سے سعی کی کہ لوگ شبہ مین پڑ جائین اور کوئی خلافت و جانشینی کے مقدمہ مین غور نکرنے پائے۔ پھر کنزالعمال مین ہے فاقبل ابوبکر من السنح الخ خلاصہ یہ کہ ابوبکر اپنے مکان واقعہ سنح سے آکر بیت الرسالت مین داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ کے روئے انور سے چادر سرکا کر دیکھا اور کہا قسم بخدا کہ آنحضرت نے وفات پائی عمر کا انکار درست نہین۔ پھر مسجد مین آکر ممبر رسول اللہ کے پاس کھڑے ہوئے عمر انکو دیکھکر بیٹھ گئے اور ابوبکر نے اورون کو بھی خاموش کرکے بٹھلایا پس خطبہ پڑھا تمام ہوا خلاصہ عبارت کنزالعمال کا۔ دیکھئے ابوبکر کو دیکھتے ہی خلیفہ ثانی کا تمام نشہ کیونکر ہرن ہوگیا اور وہ یا تو انکار موت رسول اللہ پر اڑے کھڑے تھے یا فوراً بیٹھ گئے حضرت ابوبکر نے جو خطبہ اسوقت کہا وہ قریباً تمام کتب تاریخ و حدیث سُنیہ مین مذکور ہے اور وہ یہ ہے ایہا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنی لوگو جو شخص کہ محمد کو معبود جانکر انکی پرستش کرتا تھا پس تحقیق کہ محمد مر گئے اور جو اللہ کو پوجتا تھا پس اللہ زندہ ہے کبھی نہ مریگا۔ جو رنگ کہ حضرت عتیق نے اسوقت اختیار کیا تھا انکی اس عبارت خطبہ سے بخوبی عیان ہے۔ بھلا اس مجمع مین ایسا کون تھا جو رسول اللہ کو معبود جانکر گریہ کرتا ہو نہین تھا تو اس سوءِ ادب کے ساتھ آنحضرت کے ذکر کی کون ضرورت تھی کیا تسلّی و دلاسا دینے اور روتون کو خاموش کرنیکا یہی ایک طریق تھا اور کیا جنکا کوئی مرجاتا ہے انکو یونہین تعزیت کیا کرتے ہین۔ اسکے بعد خلیفہ اوّل نے یہ آیہ شریفہ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ یعنی حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد صرف ایک رسول ہین پس آیا اگر وہ مر جائین یا قتل ہو جائین تو تم مرتد ہو جاؤ گے تا آخر آیہ۔ غرض خطبہ تمام ہوا تو نہ حضرت عمر کی وہ بیقراری تھی نہ فریاد نہ بدحواسی نہ جنون اُسیوقت خلافت و سلطنت کی صلاحین ہونے لگین حتے کہ اُسی تک و دو مین اپنے اہالی موالی کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کی راہ لی اور لاشہ رسول اللہ کو بلا غسل و کفن چھوڑ گئے کہ انکی اہلبیت و بنی ہاشم اسکے کفیل ہین مولوی روم نے بہت درست کہا ہے

این صحابہ جاہ و حشمت خواستند ٭ مصطفٰے را بے کفن بگذاشتند ٭

ذکر حال پُر اختلال سقیفۂ بنی ساعدہ

قبیلہ بنی ساعدہ خزرجی انصاریون کا ایک شعبہ ہے یہ سقیفہ (چھتہ) انکی نشست گاہ تھی جہان لوگ صلاح مشورے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ مکان اہل مدینہ کے لئے ایسا تھا جیسا کہ قریش اہل مکہ کے واسطے دارالندوہ پس جیسے کفار قریش وہان جمع ہوکر حضرت رسولِ خدا کے قتل و قمع کی تدبیرین سوچا کرتے تھے ایسے ہی آنحضرت کی وفات کے روز ابوبکر و عمر اور اُن کے رفیقون نے اس سقیفہ مین اُن کے اہلبیت کی دائمی تباہی و بربادی کی تدبیر کی کہ انکو خلافت رسول اللہ سے محروم و مہجور کرکے خود اسپر قابض ہوگئے۔ پس تمام آلام و مصائب و جملہ کوفت و کلفت کہ اہلبیتِ رسالت اور ان کے دوستون کو باضافہ ظلمہائے بنی امیہ و بنی عباس و اتلاف حقوق و انقاع ہموم پہنچے اور تا قیام قیامت پہنچین گے سب اسی اصل غیر اصیل کے فرع اور اسی شجر کے ثمر ہین جو بروز سقیفہ لگایا گیا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ واقعہ ہائلہ کربلا و قتل و قمع اولاد علیؑ و زہرا و اعزہ و

واقربا و گرفتاری زنان و اطفال و غارتِ اسباب و اموال سب کچھ اسی روز ہوا جبکہ عمر کی کارپردازی سے حکومتِ اسلام امیرالمومنین علیہ السلام سے مسلوب و مغصوب ہوکر ابوبکر پر مقرر ہوئی۔ گویا حضرت سید الشہدا روحی و روح آبائی لہ الفدا کا خون اسی انصاریون کی بیٹھک کے اندر سقیفہ کے سقف کے نیچے بہایا گیا۔ اسی جگہہ سے ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے۔ انا قتیل یوم السقیفۃ کہ مین اسی روز قتل ہوچکا تھا جبکہ سقیفہ بنی ساعدہ مین عمر کے دست برد سے خلافت ہم اہلبیت سے چھین لی گئی تھی۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہین ما قطرت قطرۃ من دمائنا و دماء شیعتنا الا و ھو فی اعناقھما الی یوم القیامۃ کہ ایک قطرہ بھی ہمارے خون کا اور ہمارے شیعون کے خون کا نہین گرا مگر اسکا وبال اِن دونو کی گردن پر ہے۔ روایت ہے کہ جب زید شہید نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ مین خروج کیا تو کسی نے اُنسے پوچھا کہ ابوبکر و عمر کی نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ زید نے اُسوقت تو کچھ جواب دیا مگر عین وقت جنگ مین جبکہ ایک تیر لشکرِ مخالف سے آکر انکی پیشانی پر لگا تو کہا این سائلی عن ابی بکر و عمر ھما اقامانی فی ھذا المقام کہ کہان ہے وہ شخص جو مجھ سے ابوبکر و عمر کا حال پوچھتا تھا اِنہی دونو نے مجھکو اس حال کو پہنچایا ہے بالجملہ یہ دونو بزرگ اور اُن کے اعوان و انصار و یاران و فادار مثل ابی عبیدہ جراح و سالم مولائے ابی حذیفہ وغیرہ جمع ہوگئے تو انہون نے دیکھا کہ امیرالمومنینؑ معہ جملہ بنی ہاشم سیدالمرسلینؐ کے سوگ و ماتم مین ہین وہ ہرگز اسوقت ہمسے تعرض نکرینگے اور اصلاً کاروبار خلافت مین دخیل نہونگے پس مسلمانو نکا بڑا گروہ انصاریون کا گروہ ہے انکو ور براہ کرلیا تو سب کام ٹھیک ٹھاک ہوجائیگا یہ سوچکر یہ خود غرض جماعت سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف روانہ ہوئی اور وہان پہنچکر اظہار کیا کہ رسول اللہ نے رحلت کی کوئی انکا جانشین مقرر ہونا چاہیے جو آنحضرت کے بعد مسلمانون کے قضیے جھگڑے چکائے کافرون پر جہاد کرے جسمین اس کام کی قابلیت پاؤ شرائط بیعت بجالاؤ صلحاء انصار یہ سُنکر حیران ہوئے کہ آئین کیا کہتے ہو کل کی بات ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ ابن ابیطالب کو مجمع عام مین غدیر خم کے مقام پر اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا۔ اور ہمسے اسکا قول و قرار لیا۔ اور اے عمر تمکو بھول گیا کہ آنحضرت نے ہم سب سے علیؑ کو بلفظ امیرالمومنینؑ سلام کروایا پس جبکہ وہ مومنون کے امیر ہین تو انکے ہوتے کوئی اور کیونکر خلیفہ ہوسکتا ہے ابوبکر نے کہا یہ درست ہے مگر اُسکے بعد آپنے خلافتِ علیؑ کو منسوخ کردیا چنانچہ ہمنے سُنا ہے کہ فرماتے تھے انا اھل البیت اکرمنا اللہ واصطفٰنا للنبوۃ ولم یرض لنا بالدنیا وان اللہ لا یجمع النبوۃ والخلافۃ یعنی ہم اہلبیت کا حقتعالیٰ نے اکرام کیا اور نبوت کیلئے ہمکو برگزیدہ فرمایا اور نہین رضامند ہوا ہمارے لئے واسطے دنیا کے اور بالضرور وہ سبحانہ جمع نکریگا نبوت و خلافت کو۔ عمر وغیرہ نے تصدیق کی کہ ہمنے بھی پیغمبر کی زبان سے یہی سُنا ہے۔ قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ مجالس المومنین مین رقمطراز ہین کہ اِن لوگون نے سقیفہ مین جاکر انصار کو بہکایا کہ علیؑ مکان کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اور کاروبار خلافت سے جسپر منصوص تھے پہلوتہی کرتے ہین اور اسکی پروا نہین کرتے بہرکیف اِن باتون سے لوگون کو شبہ ہوگیا۔ اور بعض انکار نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو خلیفہ ہماری قوم یعنی انصار سے کیون نہو۔ کامل بہائی مین ہے کہ اوّل جس نے سعد عبادہ کے خلیفہ بنانے پر انصار کو برانگیختہ کیا خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین تھا اُس نے کہا ایہا الناس علیؑ ابن ابیطالب گھر مین بیٹھکر تعزیت رسول اللہ مین مصروف

ہین قریش مین کوئی دوسرا شخص اس کام کی لائق موجود نہین اتنا اشارہ پاکر انصار سعد بن عبادہ انصاری خزرجی سے بیعت کرنے پر تیار ہو گئے سعد اِن دنون بیمار تھے اُنکو گھر سے نکال لائے اور مجمع کے درمیان ایک مسند پر بٹھا دیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اِن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ سعد عبادہ اپنے لیے خواہانِ خلافت ہوئے اور نہ انصار نے ابتداً اُن کے لیے اس امر کی خواہش کی بلکہ جیسا کہ مذکور ہوا وہ حضرت امیرؑ کو خلیفہ نصب کردہ خدا و رسولؐ و امام برحق جانتے تھے۔ مگر اِن لوگون نے اُنھین دھوکا دیا۔ پس جب اُنہون نے جانا کہ یہ درپے ہین اور چاہتے ہین کہ خلافت کو ہم غصب کرلین اور نیز شبہ ہوا کہ شاید شاہِ ولایت پناہ اِس سے کراہت رکھتے ہین تو اُسوقت اُنہون نے سعد عبادہ کو اس کار کیلیے انتخاب کیا۔ پس انصار سعد کو ابوبکر کے مقابلہ مین خلیفہ بنانا چاہتے تھے نہ کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین اور **نیز** یہان سے روشن ہوا کہ سقیفہ پردازی کی ابتدا اول حضرت شیخین کی طرف سے اُٹھی۔ پس سُنّی جو کہتے ہین کہ انصار نے سقیفہ سعد کے خلیفہ بنانیکا فتنہ برپا کیا ابوبکر عمر رفع فساد کے لیے وہان گئے اور اس سے حرص سلطنت مین جنازہ رسولؐ اللہ کے چھوڑ جانیکا عظیم طعن اُن سے دفع یا ہلکا کیا چاہتے ہین یہ بھی صحیح نہو گا۔ غرض خطباء انصار اپنے فضائل بیان کرتے تھے کہ لوگو فخر و فضیلت تمکو ہے محمد مصطفےٰ بارہ تیرہ سال اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت کرتے رہے مگر بہت کم آدمیون نے قبول کیا کہ جنسے نہ دین خدا کو عزت تھی نہ شر اعدا سے آنحضرت کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ تا اینکہ تم اُسکے نبی پر ایمان لائے اور اُنکے دشمنون پر جہاد کیا۔ پس تمہاری تلوار سے عرب راہِ راست پر آیا چار ناچار انکو مسلمان ہونا پڑا پس وہ حضرت دنیا سے رخصت ہوئے در انحالیکہ تم سے راضی و خوشنود تھے۔ پس اُن کی جانشینی اور خلافت تمہارا حق ہے مبادرت کرو اسکی طرف قبل اسکے کہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔ سبحان اللہ عجب وقت تھا اور طرفہ نفسا نفسی کہا جاتا تھا کہ ہماری تلوار سے عرب راہ راست پر آیا ہمنے اُنکو مسلمان کیا جسکی تلوار کے یہ اصلی و واقعی اوصاف تھے اُسکا ذکر نہین۔ القصہ حضرت ابوبکر نے کہا اے معشر انصار تمہارے شرف و بزرگی مین کس کو کلام ہے۔ حضرت رسولخدا نے تمہاری طرف ہجرت کی اور تمنے اسلام اور مسلمین کی نصرت فرمائی حتےٰ کہ حضرت باری عزاسمہ سے انصار دین کا لقب حاصل کیا مگر مہاجرین کا حق تمسے فائق ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوم و قبیلہ سے ہین اور آپکے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین۔ اُنکی خاطر کفار قریش کے جور سہے ظلم اُٹھائے گھربار عزیز و یگانون کو ترک کیا اور آپکا ساتھ نہ چھوڑا اپنی جان و مال کو اُنپر قربان کیا عرب انکے سوا کبھی دوسرے کی اطاعت نہ کریگا۔ یہی باتین ہین کہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین فرابسط سے لکھی ہین۔ خلیفہ ثانی اُنکی بہت مدح کیا کرتے تھے کہ ابوبکر بڑے سخنور تھے مین بھی اس روز ایک تقریر پُر تزویر اپنے دل مین بنا کر لیگیا تھا چاہتا تھا کہ جلسہ مین بیان کرون اُنہون نے روک دیا اور خود بالبداہت یہ تقریر فرمائی قسم بخدا کہ میری سوچی ہوئی تقریر سے کہین بڑھکر تھی۔ معلوم نہین کہ اُنہون نے اسکے بدیہی ہونیکا کہان سے یقین حاصل کیا تھا ممکن ہے کہ جسطرح عمر پہلے سے دل مین بنا کر لیگئے تھے اس سے زیادہ خونِ جگر پیکر ابوبکر نے یہ تقریر بنائی ہو۔ مزید برآن اسمین بجز اسکے کہ قرب و قومیت رسول اللہ کا سہارا لیا ہے اور اسکو دلیل استحقاق خلافت گردانا اور ہے ہی کیا۔ سو یہ بات اگر خلیفہ اول کو عقل مآل اندیش ہوتی تو زبان پر لانیکی قابل نتھی چہ جائیکہ اسی کو اخذ خلافت کا ذریعہ بنایا کیونکہ ظاہر ہے کہ یہی تقریر بالا وے اصلی حقدار کی طرف سے انہیر منقلب ہوتی ہے نہ غضب ہے کہ ابوبکر کہین ساتوین آٹھوین پشت مین جاکر رسول اللہ کے ہم نسب ہونے سے خلافت کا دعوے کرین اور اُنکی

حقیقی چچازاد اور انکی اکلوتی بیٹی کے شوہر جو ہر طرح کے فضل و کمال سے آراستہ ہون محروم رہجائین اسی جگہہ سے ہے کہ حضرت امیر المومنین قریش کا شجرہ رسول اللہ سے کہتے تھے تو اپنے تئین اسکا ثمر اور پھل فرماتے تھے۔ اور یہ بات کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر جان و مال قربان کیا تھا اسی سے ظاہر ہے کہ ہمیشہ معرکہائے جنگ مین آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اس سے کہ ہجرت کے وقت اُنہون نے بقول صاحب مدارج دو سو کا اونٹ نو سو کو رسول اللہ کے ہاتھ بیچا تھا جیسا کہ پہلے گذرا۔ القصہ تاریخ طبری مین ہے کہ ابوبکر نے کہا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے **الائمۃ من قریش** بنابر اسکے خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اور کسیکا نہین پس ہاتھ کھولو کہ قریش سے کسی ایک کے ساتھ بیعت کرین اور تم اسکے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کہ رسول اللہ کے سامنے تھے۔ انصار نے کہا ہم علی ابن ابیطالب سے بیعت کرینگے جو رسول اللہ کے چچازاد بھائی ہین۔ **نقل ہے** کہ عویم بن ساعدہ نے کہا ان الخلافۃ لایکون الا من اھل بیت النبوۃ فاجعلوھا حیث جعلہ اللہ کہ خلافت سوائے خاندانِ نبوت کے اور کسی کو نہین پہنچتی اسکو اسی جگہہ رہنے دو جہان خدا نے رکھی ہے۔ اور کہا ایسا نہ کروگے تو سب سے پہلے جو اہل دین کے ساتھ جنگ کریگا وہ تم ہوگے۔ کہتے ہین کہ یہ عویم سعد اہلِ قبا سے تھا جنکے حق مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ہے۔ فیه رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین کہ اسمین یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین جو کہ دوست رکھتے ہین پاکیزہ رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والون کو۔ خزیمہ بن ثابت نے کہا اے گروہ انصار اگر آج تمنے اِن لوگون کو اپنے اوپر مقدم کر لیا تو یاد رہے کہ قیامت تک تمپر مقدم رہین گے اور حکومت کرینگے اسپر انصار سعد عبادہ کی طرف رجوع ہو گئے۔ الّا عمر معہ اپنے یاران ہمدم بدستور ابوبکر کے خلیفہ بنانے پر تُلے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے انصار تم مہاجرین کے بعد اور اُنکے دوسرے درجہ پر ہو ہم تمہاری قدر و منزلت پہچانتے ہین ہر کام مین تمکو شریک رکھین گے اور کوئی امر تمہارے صلاح بغیر انجام نہ دینگے فنحن الامراء وانتم الوزراء بس چاہیے کہ ہم امیر ہون اور تم ہمارے وزیر۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اسوقت حباب بن منذر بن جموح اُٹھا اور کہا اے قوم انصار اپنے تئین ضبط کرو تحقیق کہ یہ لوگ تمہارے زیر سایہ ہین انکی طاقت نہین کہ تمہارے بغیر کوئی امر طے کرین جو کچھ ہوگا تمہاری مرضی و اجازت سے ہوگا کیونکہ تم صاحب قوت و شوکت ہو خلائق کی آنکھین تمہاری طرف لگی ہوئی ہین کہ آیا تم کیا کرتے ہو پس زنہار باہم اختلاف کرکے کام مت بگاڑیو اگر انکو اسی پر اصرار ہے تو بہتر ہے ایک انسے امیر ہو ایک ہم سے اور مہاجرین سے مخاطب ہو کر کہا منا امیر ومنکم امیر ایک امیر ہمارا ایک تمہارا۔ امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر آیہ شریفہ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کہ ظاہر ہوا فساد خشکی و تری مین بوجہ اسکے کہ لوگون نے اپنے ہاتھون کسب کیا تھا۔ مین فرماتے ہین کہ قسم بخدا کہ یہ اسوقت تھا جبکہ انصار نے کہا منا امیر ومنکم امیر اور **نیز** مروی ہے کہ آپ نے عبد الرحیم قصیر سے فرمایا اے عبد الرحیم یہ لوگ رسول اللہ کی وفات کے بعد حالتِ جاہلیت کیطرف عود کرگئے تھے۔ بطریق جاہلیت سعد سے بیعت کیا چاہتے تھے اور ویسے ہی رجز پڑھتے تھے ۔ یا سعد انت المرجا وشعرک المرجل وفحلک المرجم اے سعد تو امیدگاہ ہے اور تیرے بال شانہ کردہ اور تیرا عدو سنگسار شدہ ہے۔ القصہ عمر نے کہا ھیھات ھیھات دو تلوارین ایک میان مین نہین سماتین دو بادشاہ ایک ملک مین حکمران نہو سکین گے عرب کبھی راضی نہو گا کہ تم انپر حاکم ہو حالانکہ رسول اللہ تمسے نہین

ہین قریش مین کوئی دوسرا شخص اس کام کی لائق موجود نہین اتنا اشارہ پاکر انصار سعد بن عبادہ انصاری خزرجی سے بیعت کرنے پر تیار ہو گئے سعد ان دنون بیمار تھے انکو گھر سے نکال لائے اور مجمع کے درمیان ایک مسند پر بٹھا دیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ سعد عبادہ اپنے لیے خواہان خلافت ہوئے اور نہ انصار نے ابتداءً اُن کے لئے اس امر کی خواہش کی بلکہ جیسا کہ مذکور ہوا وہ حضرت امیرؑ کو خلیفہ نصب کردہ خدا و رسولؐ و امام برحق جانتے تھے۔ مگر ان لوگون نے اُنہین دھوکا دیا۔ پس جب اُنہون نے جانا کہ یہ درپے ہین اور چاہتے ہین کہ خلافت کو ہم غصب کرلین اور نیز شبہ ہوا کہ شاید شاہ ولایت پناہ اس سے کراہت رکھتے ہین تو اُسوقت اُنہون نے سعد عبادہ کو اس کار کیلئے انتخاب کیا۔ پس انصار سعد کو ابوبکر کے مقابلہ مین خلیفہ بنانا چاہتے تھے نہ کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین اور **نیز** یہان سے روشن ہوا کہ سقیفہ پردازی کی ابتدا اول حضرت شیخین کی طرف سے اُٹھی۔ پس سُنی جو کہتے ہین کہ انصار نے سقیفہ سعد کے خلیفہ بنانیکا فتنہ برپا کیا ابوبکر عمر برفع فساد کے لئے وہان گئے اور اس سے حرص سلطنت مین جنازۂ رسول اللہ کے چھوڑ جانیکا عظیم طعن اُن سے دفع یا ہلکا کیا چاہتے ہین یہ بھی صحیح نہوگا۔ غرض خطباء انصار اپنے فضائل بیان کرتے تھے کہ لوگو فخر و فضیلت تمکو ہے محمد مصطفےٰ بارہ تیرہ سال اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت کرتے رہے مگر بہت کم آدمیون نے قبول کیا کہ جنسے نہ دین خدا کو عزت تھی نہ شر اعدا سے آنحضرت کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ تا اینکہ تم اُسکے نبی پر ایمان لائے اور اُنکے دشمنون پر جہاد کیا۔ پس تمہاری تلوار سے عرب راہ راست پر آیا چار ناچار انکو مسلمان ہونا پڑا پس وہ حضرت دنیا سے رخصت ہوئے درانحالیکہ تم سے راضی و خوشنود تھے۔ پس اُن کی جانشینی اور خلافت تمہارا حق ہے مبادرت کرو اسکی طرف قبل اسکے کہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔ سبحان اللہ عجب وقت تھا اور طرفہ نفسا نفسی کہا جاتا تھا کہ ہماری تلوار سے عرب راہ راست پر آیا ہمنے اُنکو مسلمان کیا جبکی تلوار کے یہ اصلی و واقعی اوصاف تھے اُسکا ذکر نہین۔ القصہ حضرت ابوبکر نے کہا اے معشر انصار تمہارے شرف و بزرگی مین کس کو کلام ہے۔ حضرت رسولخدا نے تمہاری طرف ہجرت کی اور تمنے اسلام اور مسلمین کی نصرت فرمائی حتےٰ کہ حضرت باری عزاسمہ سے انصار دین کا لقب حاصل کیا مگر مہاجرین کا حق تمسے فائق ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قوم و قبیلہ سے ہین اور آپکے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین۔ انکی خاطر کفار قریش کے جور سہے ظلم اُٹھائے گھربار عزیز و بیگانون کو ترک کیا اور آپکا ساتھ نہ چھوڑا اپنی جان و مال کو اُنپر قربان کیا عرب انکے سوا کبھی دوسرے کی اطاعت نہ کریگا یہی باتین ہین کہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین وزالبسط سے لکھی ہین۔ خلیفہ ثانی اُنکی بہت مدح کیا کرتے تھے کہ ابوبکر بڑے سخنور تھے مین بھی اس روز ایک تقریر پُر تزویر اپنے دل مین بنا کر لیگیا تھا چاہتا تھا کہ جلسہ مین بیان کرون اُنہون نے روکدیا اور خود بالبداہت یہ تقریر فرمائی قسم بخدا کہ میری سوچی ہوئی تقریر سے کہین بڑھکر تھی۔ معلوم نہین کہ اُنہون نے اسکے بدیہی ہونیکا کہان سے یقین حاصل کیا تھا ممکن ہے کہ جس طرح عمر پہلے سے دل مین بنا کر لیگئے تھے اس سے زیادہ خون جگر پیکر ابوبکر نے یہ تقریر بنائی ہو۔ مزید برآن اسمین بجز اسکے کہ قرب و قومیت رسول اللہ کا سہارا لیا ہے اور اسکو دلیل استحقاق خلافت گردانا اور ہے ہی کیا۔ سو یہ بات اگر خلیفہ اول کو عقل مآل اندیش ہوتی تو زبان پر لانیکی قابل نہتھی چہ جائیکہ اسی کو اخذ خلافت کا ذریعہ بنایا کیونکہ ظاہر ہے کہ یہی تقریر بالاولٰے اصلی حقدار کی طرف سے اُنپر منقلب ہوئی ہے نہ غضب ہو کہ ابوبکر کہین ساتوین آٹھوین پشت مین جاکر رسول اللہ کے ہم نسب ہونے سے خلافت کا دعوے کرین اور اُنکی

حقیقی چچازاد اور انکی اکلوتی بیٹی کے شوہر جو ہر طرح کے فضل و کمال سے آراستہ ہون محروم رہجائین اسی جگہہ سے ہے کہ حضرت امیر المومنین قریش کا شجرہ رسول اللہ سے کہتے تھے تو اپنے تئین اسکا ثمر اور پھل فرماتے تھے۔ اور یہ بات کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر جان و مال قربان کیا تھا ظاہر ہے کہ ہمیشہ معرکہائے جنگ مین آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور اس سے کہ ہجرت کے وقت اُنہون نے بقول صاحب مدارج دو سو کا اونٹ نو سو کو رسول اللہ کے ہاتھ بیچا تھا جیسا کہ پہلے گذرا۔ القصہ تاریخ طبری مین ہے کہ ابوبکر نے کہا تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے **الائمة من قریش** بنابر اسکے خلافت صرف قریش کا حصہ ہے اور کسیکا نہین پس ہاتھ کھولو کہ قریش سے کسی ایک کے ساتھ بیعت کرین اور تم اُسکے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کہ رسول اللہ کے سامنے تھے۔ انصار نے کہا ہم علی ابن ابیطالب سے بیعت کرینگے جو رسول اللہ کے چچازاد بھائی ہین۔ **نقل** ہے کہ عویم بن ساعدہ نے کہا ان الخلافة لایکون الا من اهل بیت النبوة فاجعلوها حیث جعلها الله کہ خلافت سوائے خاندان نبوت کے اور کسی کو نہین پہنچتی اسکو اسی جگہہ رہنے دو جہان خدا نے رکھی ہے۔ اور کہا ایسا نہ کروگے تو سب سے پہلے جو اہل دین کے ساتھ جنگ کریگا وہ تم ہوگے۔ کہتے ہین کہ یہ عویم سعد اہل قبا سے تھا جنکے حق مین یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی ہے۔ فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المتطهرین کہ اسمین یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین جو کہ دوست رکھتے ہین پاکیزہ رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والون کو۔ خزیمہ بن ثابت نے کہا اے گروہ انصار اگر آج تمنے ان لوگون کو اپنے اوپر مقدم کرلیا تو یاد رہے کہ قیامت تک تمپر مقدم رہین گے اور حکومت کرینگے اسپر انصار سعد عبادہ کی طرف رجوع ہو گئے۔ الا عمر معہ اپنے یاران ہمدم بدستور ابوبکر کے خلیفہ بنانے پر تلے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے انصار تم مہاجرین کے بعد اور اُنکے دوسرے درجہ پر ہو ہم تمہاری قدر و منزلت پہچانتے ہین ہر کام مین تمکو شریک رکھین گے اور کوئی امر تمہارے صلاح بغیر انجام نہ دینگے فنحن الامراء وانتم الوزراء پس چاہیے کہ ہم امیر ہون اور تم ہمارے وزیر۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اسوقت حباب بن منذر بن جموح اُٹھا اور کہا اے قوم انصار اپنے تئین ضبط کرو بتحقیق کہ یہ لوگ تمہارے زیر سایہ ہین انکی طاقت نہین کہ تمہارے بغیر کوئی امر طے کرین جو کچھ ہوگا تمہاری مرضی و اجازت سے ہوگا کیونکہ تم صاحب قوت و شوکت ہو خلائق کی آنکھین تمہاری طرف لگی ہوئی ہین کہ آیا تم کیا کرتے ہو پس زنہار باہم اختلاف کرکے کام مت بگاڑیو اگر انکو اسی پر اصرار ہے تو بہتر ہے ایک اُنسے امیر ہو ایک ہم سے اور مہاجرین سے مخاطب ہو کر کہا منا امیر و منکم امیر ایک امیر ہمارا رہا ایک تمہارا۔ امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر آیۂ شریفہ ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کہ ظاہر ہوا فساد خشکی و تری مین بوجہ اسکے کہ لوگون نے اپنے ہاتھون کسب کیا تھا۔ مین فرماتے ہین کہ قسم بخدا کہ یہ اسوقت تھا جبکہ انصار نے کہا منا امیر و منکم امیر اور **نیز** مروی ہے کہ آپ نے عبد الرحیم قصیر سے فرمایا اے عبد الرحیم یہ لوگ رسول اللہ کی وفات کے بعد حالت جاہلیت کیطرف عود کر گئے تھے۔ بطریق جاہلیت سعد سے بیعت کیا چاہتے تھے اور ویسے ہی رجز پڑھتے تھے ۔ یا سعد انت المرجا وشعرك المرحل وفحلك المرجم اے سعد تو امیدگاہ ہے اور تیرے بال شانہ کردہ اور تیرا عدو سنگسار شدہ ہے۔ القصہ عمر نے کہا هیهات هیهات دو تلوارین ایک میان مین نہین سما تین دو بادشاہ ایک ملک مین حکمران نہو سکین گے عرب کبھی راضی نہو گا کہ تم اُنپر حاکم ہو حالانکہ رسول اللہ تمسے نہین

ہم آنحضرت کے عزیز و اقارب ہین ہمسے اُنکی سلطنت کو منع نکرو۔ حباب نے پھر کہا انصاریو اپنے ہاتھون کو روکو اور اِس شخص کی اور اسکے اصحاب کی باتین نہ سنو یہ تمکو محروم کیا چاہتے ہین بخدا کہ تم اِن سے زیادہ ترسزاوار خلافت ہو۔ **نہج البلاغہ** مین ہے امیرالمومنین کو سقیفہ کی خبرین پہنچین تو پوچھا انصار نے کیا کہا عرض کی وہ کہتے ہین ایک امیر ہم سے ہو اور ایک تم سے۔ آپنے فرمایا کس لئے تمنے اِن پر حجت نکی کہ تمہاری نسبت آنحضرت نے فرمایا ہے ان یحسن الی محسنہم و یتجاوز عن مسیئہم کہ اِن کے نیکوکارون کے ساتھ احسان کیا جائے اور بدکردارون سے درگذر اور تجاوز کرین۔ حاضرین نے عرض کی اِسمین حجت کی کیا بات ہے فرمایا اگر خلافت اُنکے لئے ہوتی تو یہ وصیت اُنکے حق مین نہ فرماتے پھر پوچھا قریش نے کیا کہا۔ کہا انہون نے کہا کہ ہم شجرۂ رسول اللہ سے ہین فرمایا احتجوا بالشجرۃ و اضاعوا الثمرۃ افسوس اُنہون نے شجرۂ رسول اللہ سے تو احتجاج کیا اور اِسکے پھل یعنی خود آنحضرت کو ضائع و بیکار رہنے دیا۔ القصہ عمر و حباب مین گفتگو بڑھ گئی اور سخت و سست باتین ہو کر گالی گلوچ ہونے لگی۔ عمر ابوبکر سے بیعت کرانا چاہتے تھے اور حباب کا گوشۂ خاطر سعد کی جانب مائل تھا۔ ابوعبیدہ نے کہا اے معشر انصار تمنے سب سے پہلے دینِ خدا کی نصرت کی ہے ایسا نہو کہ تم ہی تمام سے پہلے اِسمین رخنہ اندازی کرو۔ غرض یہ باتین ہو رہی تھین اور جسکا جو جی چاہتا تھا کہتا تھا مگر انجام کار نہ عمر کی غلظت و درستی کچھ کارگر ہوئی نہ ابوعبیدہ کی خوشامد و نرمی جس امر نے شیخین کو یہان جتوادیا وہ قبیلہ اوس و خزرج کی باہمی قدیمی عداوت تھی۔ تفصیل اِسکی یہ ہے کہ اِن دو قبیلون مین جو دو حقیقی بھائیون اوس و خزرج پسران حارثہ بن ثعلبہ کی اولاد سے تھی قدیم الایام سے جنگ و جدل چلے آتے تھے چنانچہ یوم القبیع یوم فجار یوم بعاث وغیرہ انکی مشہور لڑائیون کے دن زبان زد عام تھے۔ اسلام کے آنے سے یہ آتش حرب بجھی نہ تھی الا دب گئی تھی۔ اب جو سقیفہ مین سعد عبادہ خزرجی سے بیعت کی ٹھہری تو اوسیون کو یہ امر بہت شاق و گران گذرا اور اُنکی دشمنی کی کنجلائی ہوئی چنگاری پھر بھڑک اُٹھی۔ اسید بن حضیر کہ نقبائے انصار سے تھا اور شرف بیعت عقبہ کا رکھتا تھا۔ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا یہ کام قریش کا ہے جسکو وہ مقدم کرین اُسکو مقدم کرنا چاہیے بعد ازان بشیر بن سعد پدر نعمان نے کہ بزرگانِ انصار سے شمار ہوتا تھا قریش کے تقدیم کی طرف میلان خاطر ظاہر کیا اِن دو اوسی سردارون کے موافق ہوجانے سے جناب ابوبکر کی خوشی کے مارے باچھین کھل گئین اور انہون نے کہا احسنتم احسنتم جزاکم اللہ خیرا شاباش آفرین خدا تمہین جزا خیر دے۔ اب یہ دو عمر و ابوعبیدہ مرد شیوخ مہاجرین سے موجود ہین انمین سے جس ایک کے ساتھ چاہو بیعت کر لو۔ اور اپنی پہلی درمیانی قرار داد کی وجہ سے فوراً جواب پایا کہ کون اُن قدمون کو پیچھے ہٹا سکتا ہے جنکو رسول اللہ نے نماز مین آگے بڑھایا اور اِسکی ساتھ ہی حضرت عمر نے لپک کر اِن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا یعنی بیعت کر لی۔ بقولے پہلے بشیر سعد نے بیعت کی پھر عمر خطاب نے تاریخ ابن خلدون مین ہے کہ جب شیخین اور انصار کے درمیان کلام کو طول ہوا اور بشیر بن سعد انکا طرفدار بنگیا تو ابوبکر نے عمر کو آنکھ سے اشارہ کیا عمر نے بفور اشارے کے بیعت کی اِسکے بعد بشیر مذکور نے کی۔ پھر ابوعبیدہ جراح نے اُسوقت حباب نے کہا اے بشیر قسم بخدا کہ تو نے اپنے ابن عم پر رشک و حسد کیا اور کینۂ دیرینہ تیرا جوش زن ہوا کہ مبادا وہ امیر ہو جائے۔ یہ کہکر تلوار میان سے نکال لی لوگون نے بمشکل تمام اُسکو ٹھنڈا کیا۔ تو اُس نے کہا اب جبکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تو کیا ہو سکتا ہے قسم بخدا کہ ایک وہ زمانہ ہوگا کہ اِنسے پانی مانگوگے اور وہ قطرۂ آب تمکو ندینگے ابوبکر نے کہا اے حباب تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہا تجھ سے نہین

مگر تیرے بعد اور لوگ اِسپر مسلط ہونگے جو ایسا کرینگے ابوبکر نے کہا جب ایسا ہو تو اُنکو معزول کر دیجیو حباب نے کہا یہ بات اے ابوبکر اُسوقت نہ تو ہوگا اور نہ مین ہونگا اور لوگ پیدا ہونگے کہ ہماری اولاد پر ایذا دیکر معذب کرینگی۔ ابن ابی الحدید اپنے اُستاد شیخ ابوجعفر یحیی بن محمد علوی سے نقل کرتا ہے کہ یہ پیشین گوئی حباب کی بروز واقعہ حرّہ پوری ہوئی جبکہ یزیدیون نے انصار سے مشرکین بدر کے بدلے لئے پھر کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا بھی اپنی ذریت کی نسبت یہی خوف کرتے تھے کہ اُمت آنحضرت کے بعد اُنسے کینے نکالے گی پس چاہتے تھے کہ اُن کے ابن عم و داماد آپکے بعد خلیفہ ہون اور وقتاً فوقتاً اِسکی تاکید و تمہید کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ امیر و والی امر ہو کر رہنے مین اُن کے لئے اتنا اندیشہ نہ تھا جتنا کہ رعایا ہو کر رہنے مین تھا مگر قضائے الہی اِسکے مساعد نہوئی اور آل رسول اللہ کو پہنچا جو کچھ کہ پہنچا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ اسید بن حضیر نے کہا قسم بخدا کہ اگر آج خزرج کو خلافت ملجاتی تو ہمیشہ ہمیشہ کو تمپر فضیلت و فوقیت چاہتے اور کبھی تمکو اُسمین شریک نکرتے اب اُٹھو اور ابوبکر سے بیعت کرو پس انہون نے بیعت کی۔ اور سعد عبادہ اور خزرجیون کو شکست فاش ہوئی **مؤلف** کہتا ہے دیکھئے بشیر بن سعد و اسید بن حضیر بزرگان و اصحاب خاص خاتم النبیین سے تھے پھر بھی کیسی سخت عداوت اپنے خزرجی بھائیون کی طرف سے دل مین رکھتے تھے کہ جبتک اُنکا کام خراب نکیا آرام نلیا۔ اخوت اسلام و طول صحبتِ خیر الانام نے اصلاً انکو نفع نہ بخشا۔ ایسے ہی حضرت امیرالمومنین کی طرف سے اکثر مہاجرین کے دلونمین کینے بھرے ہوئے تھے کیونکہ اُنکے بہت سے دوست آشنا عزیز و اقربا آنحضرت کی تلوار سے قتل ہوئے تھے یہی عداوت حضرت رسولخدا کی وفات کے بعد ظاہر ہوئی کہ نص رسول اللہ کو آنحضرت کی خلافت پر بالائے طاق رکھدیا اور حق بحقدار نہ پہنچنے دیا بلکہ انواع و ستم و آزار آنحضرت پر کئے پس جیسے اوسیون کی عداوت خزرجیون سے باوجود انکی صحابی جلیل القدر ہونیکی صحیح و ثابت ہے ویسے ہی اکثر صحابہ کی عداوت امیرالمومنین قاتل المشرکین کے ساتھ کوئی عجیب نہین مگر سنی حب و حمایت شیخین مین اِسکو نہین مانتے اور بعید جانتے ہین کہ صحابہ نص رسول اللہ کو ترک کرین بلکہ شیعون پر اِس اعتقاد مین طنز و طعن کرتے اور اُنکو نادان بتاتے ہین۔ فخر رازی تفسیر کبیر مین سورہ نمل کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ مورچہ نے اپنی قوم کو ڈرایا کہ یَا اَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اے چیونٹیو اپنے گھرون مین چلی جاؤ ایسا نہو کہ سلیمان اور انکا لشکر تمکو کچل دے درانحالیکہ وہ ناواقف ہون دیکھو چیونٹی نے بھی سلیمان اور اُن کے لشکر کی طرف یہ گمان کیا کہ وہ دیدہ و دانستہ جاندارون کو پاؤن مین کچل دینگے شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ بیوقوف ہین کہ اصحاب رسول اللہ کی طرف ارتکاب جرم کی نسبت کرتے ہین۔ پس اب امام صاحب اور انکے مقتدی آنکھین کھولین کہ بشیر بن سعد و اسید بن حضیر جیسے بزرگ صحابیون نے اپنے بنی اعمام کے ساتھ حسد و عداوت سے کیا سلوک کیا۔ ابن اثیر مذکور کہتا ہے کہ بشیر نے ابوبکر سے بیعت کی تو حباب نے کہا لقد عققت[1] عقاقا و انفست علی ابن عمک الامارۃ کہ ابوبکر سے تیری بیعت کرنیکی کوئی وجہ نہین۔ بجز اسکے کہ تو نے قطع رحم کیا اور اپنے چچا کے بیٹے کی امارت پر حسد لیگیا۔ علاوہ برایں جو حضرت رسول اللہ کی آخری زندگی کے حالات کو بغور دیکھے اُسکو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ خلافت کے خواستگارون نے اِسکی طمع مین کیا کچھ نہین کیا آپ نے وصیت نامہ لکھنے کو قلم دوات مانگا انہون نے

[1] بعض کتب مین عفقتک عفاقاً فاء موحدہ و تاء مثناۃ کے ساتھ آیا ہے اسوقت اِسکے معنی یہ ہونگے بہت سی بلائین تجھکو نیست و نابود کرین۔ ۱۲ منہ

ہذیا۔ اور اشارۃً آنحضرت کو ہذیان سے منسوب کیا۔ جیش اسامہ مین بھرتی کرکے شام کو بھیجنا چاہا پہلوتہی کیا تاکید کی بجانے پر مردود و ملعون کہا ذرا
اثر نہو۔ پس جب آپ کی زندگی مین اُنکی یہ کیفیت تھی تو وفات کے بعد اگر حرص حکومت و امارت مین نص خلافت حضرت امیرؑ کو ہضم کرجائین تو اُنسے
کیا بعید ہے۔ ہم آگے چلکر خود سُنیون کی روایت سے یہ مضمون نقل کرینگے یہان اتنا اور کہتے ہین کہ اگر طمع سلطنت مین از خود رفتہ نہ تھے تو
کسلئے قبض روح رسالت پناہ کے وقت عمر دیوانہ بکار خویش ہشیار بنگئے کیون لاشۂ رسول اللہؐ کو چھوڑکر بلا اطلاع بنی ہاشم چُپکے چُپکے سقیفہ کو
دوڑ گئے اور کس لئے ابوبکر نے عمر کو آنکھ کا اشارہ کرکے بیعت کرائی۔ الغرض بشیر بن سعد نے خواہ عمر سے پہلے بیعت کی خواہ بعد اس مین
شک نہین کہ اسکی بیعت ابوبکر کی کامیابی مین بہت فائدہ مند ہوئی۔ لیکن علامہ حلی علیہ الرحمہ خلاصۃ الرجال مین اسکو اصحاب مقبولین سے
شمار کرتے ہین صاحب مجالس لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ اسکی بیعت کرنیکا قصہ جیسا کہ مشہور ہے علامہ کے نزدیک صحیح نہوا ہو یا اُنہون نے
اس بیعت مین اسکو معذور رکھا ہو کیونکہ اس روز اکثر انصار نے اس دھوکہ مین ابوبکر سے بیعت کی کہ امیر المومنینؑ اس سے کراہت رکھتے
ہین پس اس بیعت سے لازم نہین آتا کہ وہ خلافتِ ابوبکر کو برحق جانتا ہو۔ بلکہ ممکن ہے کہ بعد زوالِ شبہ حقیقت حال اسپر کھل گئی ہو اور اس
بیعت سے پشیمان ہوا ہو۔ **بالجملہ** بیعت ہوچکی تو سلمان فارسیؓ نے اپنی زبان فارسی مین کہا کردید و نکردید۔ پھر عربی مین کہا اصبتم واخطاتم
کہ تمنے کیا اور پھر کچھ نہ کیا۔ یعنی مسلمان ہوئے تھے تو باقی اسلام کے جملہ اوامر و احکام پر کان لگانا اور تمام ضروریات اسلام کو ماننا چاہیے تھا۔
جب امامت جیسے ضروری امر مین آنحضرت کا فرمان واجب الاذعان نہ سُنا تو تمہارا اسلام کچھ اسلام نہین بعض کہتے ہین کہ مدعا یہ تھا کہ اصبتم
الخیر واخطاتم المعدن کہ تمنے یہ تو اچھا کیا کہ خلافت کا تصفیہ کرلیا مگر اسکے معدن و مقام کی تعیین مین خطا کی اور چوک گئے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے
کہ ہمارے اصحاب افضلیہ کے قول کی بموجب یہ اسطرح ہے۔ اخطأتم واصبتم کہ پہلے تمنے بیعت ابوبکر مین تامل کرنے مین خطا کی پھر بیعت کرکے
راہ صواب پر آگئے۔ مگر یہ خیال محال ہے سلمان رضی اللہ عنہ کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ غرض مہاجرین سے
رفقاء و یاران شیخین نے ابوبکر سے بیعت کی انصار سے زیادہ تر اوسیون نے کی بعض نے کہا ہم علیؑ کے سوا کسی کے ساتھ نہ کرینگے قبیلہ
خزرج نے بالتمام انکار کیا۔ بنی ہاشم سرے سے علیحدہ تھے ان کے ساتھ خواص اصحاب امیر المومنینؑ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار یاسر۔ خالد
بن سعید براء بن عازب وغیرہ نے اس سے انکار کیا۔ زبیر بروایت ابن اثیر طلحہ زبیر و ابوسفیان بن حرب و اُبی بن کعب وغیرہ بھی اسمین

قصہ سعد بن عبادہ انصاری

شامل نہین ہوئے۔ سعد بن عبادہ مدۃ العمر ابوبکر و عمر دونو کی خلافت کا قائل نہین ہوا۔ **نقل ہے** کہ ہنگامۂ بیعت مین قریب تھا کہ سعد
لوگون کے پاؤن تلے دب کر ہلاک ہو کسی نے کہا قتلتم سعداً تمنے سعد کو مار ڈالا۔ عمر نے کہا اقتلوا سعداً قتل اللہ سعداً سعد کو قتل
کرو خدا اُسکو قتل کرے۔ قیس بن سعد نے یہ سُنا تو دوڑکر عمر کی ڈاڑھی پکڑلی کہ اے پسر صحاک جبشیہ لڑائیون مین ڈر کر بھاگنے والے امن مین
شیر کی طرح غرانے والے۔ اگر ایک بال بھی میرے باپ کا بدن کا کم ہوا تو ایک دانت تیرے منہہ مین باقی نچھوڑونگا ابوبکر نے کہا رفق و مدارا کر
اے عمر کہ رفق ہی مطلوب ہے۔ سعد نے کہا اے پسر صحاک اسوقت مجھ مین طاقت برخاست نہین۔ نہین تو مدینہ مین تمہارے نکالنے اور
بدر کرنیکی آواز کے سوا اسوقت دوسری آواز سنائی نہ دیتی دور ہو یہان سے اور وہین چلے جاؤ جہانکہ تم ذلیل و خوار دوسرون کے

زیر دست و تابعدار تھے۔ اے آل خزرج مجھکو اس آشوبگاہ سے باہر نکالو۔ پس خزرج اسکو اُٹھا کر گھر مین لیگئے۔ کامل بہائی مین ہے کہ ابوبکر کی
بیعت کا قصہ پیش آیا تو انصار نے کہا تمنے خلیفہ نصب کردہ رسولخدا کو ترک کیا اور تابع ہوائے نفس ہوگئے تو تمسے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح
نہین ہم سعد عبادہ کو اپنا امیر بناتے ہین سعد نے کہا مین دین کو دنیا کی عوض نہین بیچتا اور اسلام کے بعد کفر اختیار نہین کرتا باوجود خلیفہ برحق
کے مجھکو خلافت منظور نہین اس سے ابوبکر کا کام قوی ہوگیا۔ اور لوگ اسکی طرف مائل ہوئے جب سعد سے بیعت کرنیکو کہا تو اُس نے کہا کہ مینے
اپنے لئے یہ کذب و دروغ روا نرکھا تو اورون کے لئے کیونکر روا رکھونگا پس اُس نے اپنی تمام قوم سمیت ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا۔ اور اُسکے
آدمیون کی کثرت و شوکت سے کوئی اُسپر جبر نہ کرسکا بلکہ بظاہر موافقت کا دم بھرتے تھے کہ کسی حیلہ سے اس سے بیعت لین حتے کہ ایک روز
قیس بن سعد نے عمر سے کہا کہ مین تجھکو نصیحت کرتا ہون سعد نے قسم کھائی ہے کہ تمسے بیعت نکرونگا اور بجبر اس سے بیعت نہین لے سکتے
الا یہ کہ اسے قتل کرو اور وہ قتل نہوگا جبتک کہ تمام خزرج قتل نہون اور خزرج کا قتل ہونا بھی اُسکے قتل پر منحصر ہے اور یہ قتل نہونگے جبتک کہ
تمام بطون یمن نیست و نابود نہو جائین یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے بہتر ہے کہ اس سے تعرض نکرو۔ اور محمد بن جریر طبری نے
ابو علقمہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے سعد سے کہا کہ ابوبکر سے بیعت ہوئی تو کس لئے اُسمین شامل نہوا تو اُس نے کہا قسم بخدا کہ مینے
رسول اللہؐ سے سُنا ہے کہ فرمایا اذا انا مت یضل الاھواء و یرجع الناس الی اعقابھم فالحق یومئذ مع علی و کتاب اللہ بیدہ
لا نتبائعوا احدا غیرہ کہ میرے بعد لوگ بسبب خواہشاتِ نفسانی کے گمراہ ہوجائین گے اور اپنے پہلے کفر کی طرف رجوع کرینگے پس حق اُس
روز علیؑ کے ساتھ ہوگا اور کتاب خدا اُسکے ہاتھ مین تو اُن کے سوا کسی سے بیعت نکرنا۔ **راوی** کہتا ہے کہ مینے کہا تیرے سوا کسی
اور نے بھی یہ حدیث پیغمبرؐ سے سُنی ہے کہا کیون نہین سُنی مگر لوگون کے دلونمین بغض اور کینے بھرے ہوئے ہین۔ ان باتون کو
چھپاتے ہین۔ مینے کہا یہ نہین بلکہ تو خلافت اپنے لئے چاہتا تھا۔ تو اُس نے بحلف کہا کہ میرا یہ ارادہ تھا۔ اگر لوگ علیؑ سے بیعت کرتے
تو سب سے پہلے بیعت کرنیوالا مین ہوتا۔ غرض اس قضیے کے بعد سعد چندے مدینہ مین رہے پھر شروع عہد خلافت عمر مین شام کو
چلے گئے وہان ایک ایک ہفتہ اپنے عزیز و یگانون مین بسر کرتے تھے اور دیہہ بدیہہ پھرتے تھے خالد ولید کو یہ حال معلوم ہوا تو عمر کے
خوش کرنیکو تیر و کمان لیکر ایک رات راستہ کے سرے پر جا بیٹھا اور ایک تیر دلدوز مار کر انکا کام تمام کیا۔ بعض کہتے ہین کہ عمر نے کچھ
روپیہ دیکر محمد بن مسلمہ کو سعد کے قتل کے لئے شام کو بھیجا تھا اور تاریخ بلاذری سے نقل ہوا ہے کہ عمر خطاب نے خالد اور ابن مسلمہ
دونو کو مدینہ سے بھیجا تھا ان کے تیرون سے شہید ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ کا بھی نام لیا گیا ہے۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین
کہ سعد نے ابوبکر سے بیعت نہین کی اور شام کو چلا گیا وہان کچھ عرصہ بعد ایک بڑے آدمی کی تحریک سے مارا گیا۔ ظاہر ہے کہ بڑے آدمی
سے اس مصنف کی مراد فقط حضرت عمر سے ہے بہر کیف بدنامی کے خوف سے یہ مشہور کیا گیا کہ جنون نے انکے تئین قتل کیا ہے اور ایک شعر
بھی انکی زبان سے مشہور کردیا وہو ہذا **ع** قد قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ + فرمیناہ بسہمین فلم یخط فؤادہ +
یعنی ہمنے سردار خزرج سعد عبادہ کو قتل کیا اسکے دو تیر لگائے + وہ بخطا اسکے دل مین لگے۔ **لطیفہ** امام ابوحنیفہ کوفی و مومن الطاق

مین اکثر اوقات مزاح ہوتی تھی ایک مرتبہ ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر خلافت حق علیؑ ابن ابیطالب تھا تو کسلئے انہون نے رسول اللہ کی وفات کے بعد اسکو طلب نکیا مومن الطاق بڑے حاضر جواب تھے بولے خاف ان یقتلہ الجن کما قتلو اسعد بن عبادۃ انکو ڈر ہوا کہ جیسا جنون نے سعد عبادہ کو قتل کیا کوئی جن انحضرت کو نہ قتل کرڈالے۔ **نقل ہے** کہ حضرت رسولخدا کے غسل کیوقت عباس بن عبد المطلب نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا تھا کہ برادر زادے دست دراز کرو کہ مین تمہارے ساتھ بیعت کرلون لوگون کو معلوم ہوگا کہ عم رسول اللہ نے انکے ابن عم سے بیعت کرلی ہے تو کوئی چون و چرا نکریگا حضرت نے فرمایا اے عمو کیا اسمین کسی کو رخنہ اندازی کی مجال ہے عباسؓ نے کہا تمکو معلوم ہوجائیگا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا مین نہین چاہتا کہ یہ امر دیوارون کے پیچھے مکان مین مخفی طور سے ہو۔ ابی بن کعب انصاری کہتا ہے کہ مین بروز سقیفہ شام کیوقت ایک مجلس انصار کے پاس سے گذرا پوچھا کہان سے آتا ہے مینے کہا اہلبیت رسالت کیخدمت سے کہا کس حالت پر انکو چھوڑا مینے کہا کیا حال ہوا ان لوگونکا جنکا مکان آجتک مہبط جبرئیل و محلّ رسولخدا رہا ہے اور اب یا امور اُسکے منقطع ہوگئے۔ اسپر جملہ حاضرین کو رقت ہوئی اور مین بھی رویا۔

تشیید بنائے بیعت سقیفہ و تتمیم خلافت خلیفہ

سقیفہ مین جیسا اوپر گذرا بہت تھوڑے اشخاص نے ابوبکر سے بیعت کی تھی مگر اسکے بعد خود انکی سرگرمی اور دلسوز یارونکی جانفشانی سے جلد جلد اس جماعت مین ترقی ہوتی گئی پہلے تو سقیفہ سے نکلتے ہی ان لوگون نے مشہور کیا کہ خلیفہ اوّل پر خلافت قرار پاگئی ہے تمام مسلمانون کو چاہیے کہ انکی ساتھ بیعت کرین۔ اسی اثنا مین معاذ جبل یمن سے آگئے تو جملہ یاران ہمدم وہمراز خالد ولید سے جانباز کو ساتھ لیکر شہر کی گشت کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور جُدا جُدا ہر ایک سے ملکر بیعت پر زور دیتے تھے۔ منقول ہے کہ ابوبکر کہتے تھے البدار البدار قبل البوار مبادرت کرو طرف بیعت کی قبل اسکے کہ عذاب وہلاکت مین گرفتار ہو۔ حضرت عمر نے کمر کو چادر سے مضبوط کس رکھا تھا اور پکارتے پھرتے تھے الا ان ابابکر قد بویع فھلموا الی البیعۃ لوگو ابوبکر سے بیعت ہوچکی ہے تم بھی آکر بیعت کرو۔ یہ سنکر عوام بیعت کرتے۔ اور جہان کہین کسی کے گھر مین پوشیدہ ہونیکی خبر سُن پاتے تو اپنے اہالی موالی ہمیت اُسکے گھر مین گھس جاتے اور اُسکو نکالکر بیعت کرالیتے تب چھوڑتے حتےٰ کہ بنی ہاشم اور انکے جانب دار ابھی غسل وکفن رسول اللہ سے فارغ نہونے پائے تھے کہ انہون نے صدہا ہزارہا خلائق کو طوعاً وکرہاً اپنے سے متفق کرلیا صاحب کامل بہائی لکھتے ہین کہ انہون نے اسی رات کو عکرمہ بن ابی جہل اور اسکے چچیرے بھائی حارث بن ہشام وغیرہ سے تحفہ تحائف دیکر اور وعدہ حکومت کرکے بیعت لی۔ اور بحار الانوار مین نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے زنان مہاجرین وانصار کو کچھ مال رشوت کے طور سے تقسیم کیا۔ زید بن ثابت اسکو پہنچاتے تھے زنان بنی عدی بن نجار سے جو ایک کے پاس اُسکا حصہ لیگئے تو اُس نے کہا یہ کیسا مال ہے زید نے کہا ابوبکر نے عورات کو تقسیم کیا ہے یہ تمہارا حصہ ہے عورت نے کہا تم مجھکو رشوت دیکر میرے دین سے پھیرنا چاہتے ہو مین یہ مال نہین لیتی اور اسکو رد کیا۔ **جملہ** مخالفین بیعت سے ایک ابوسفیان پدر امیر معاویہ تھا کہ بڑے جوش وخروش سے کہتا تھا کہ آج ایسے فتنہ وفساد کا غبار بلند ہوا ہے کہ آب شمشیر کے سوا ہرگز نہ دبیگا۔ آل عبد مناف کو

قصہ ابوسفیان ابن حرب

کیا ہوا ادنے ترین قبائل قبیلہ تیم کو حکومت ہو وہ خاموش رہین کہان ہین دو مرد ذلیل وضعیف علی وعباس کہ ابوبکر کو خلافت سے روکین پھر حضرت امیر المومنین کی خدمت مین آکر چلایا ابسط یدک ابایعک فواللہ لئن شئت لاملئنھا خیلا ورجلا اپنا ہاتھ کھولو کہ بیعت کرون قسم بخدا کہ تم چاہو گے تو اس شہر کو سوارون اور پیادون سے مالامال کرونگا۔ یہ روایت ابن اثیر کی ہے کامل مین اور شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد مین فرماتے ہین کہ اُس نے بیت الرسالت کے در پر کھڑے ہوکر کہا۔ اے بنی ہاشم تم راضی ہو کہ ابوفصیل[1] رذیل پسر رذیل یعنی ابوبکر بن ابی قحافہ تمپر حکمران ہو۔ پھر کچھ اشعار پڑھے جنکا حاصل مطلب یہ ہے اے پسران ہاشم خلافت رسول اللہ تمہارا حق ہے بنی تیم وبنی عدی کو نہ دو ابوالحسن علیؑ کے سوا کوئی اس کام کے لائق نہین اے ابوالحسن اپنے ہاتھون کو تھامے رہو تحقیق کہ جو امر تم چاہتے ہو اسکے سزاوار بھی ہو وغیرہ وغیرہ۔ مگر چونکہ یہ تمام باتین بہ نیّت فاسد مسلمانون مین کشت وخون کراکر تماشا دیکھنے کی نیت سے تھین قبول بارگاہ ولایت پناہ نہوئین ارشاد ہوا کہ او ابوسفیان تو ہمیشہ اسلام ومسلمین کا بدخواہ رہا ہے تیری کوئی بات قربۃً الی اللہ نہین چلا جا کہ ہم رسول اللہ کے کام مین مشغول ہین جو جیسا کریگا پائیگا ابوسفیان وہانسے پلٹا تو مسجد مین آکر بنی امیہ کو پھسلانے لگا۔ غرض اسی طرح دیوانہ وار پھرتا تھا اب سُنئے کہ بانیان بیعت بکریہ نے کیونکر اس بھوت کو اپنے سر سے ٹالا انہون نے اسے خلوت مین بلاکر سمجھا دیا کہ حکومت شام تیرے نام کئے دیتے ہین۔ ابوسفیان اس اشارت بابشارت کے پاتے ہی ٹھنڈا ہوگیا۔ روضۃ الصفا مین ہے۔ گویند صدیق وفاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان داعیہ مخالفت دارد پسر او یزید را بامارت شام نوید دادند ابوسفیان کہ این معلوم کرد ترک منازعت ومخالفت نمودہ مطیع ومنقاد گشت۔ غرض اسی معاہدے کے موافق پس از چندے اسکا بیٹا یزید پھر معاویہ یکے بعد دیگرے حاکم شام ہوئے حتےٰ کہ معاویہ کے بعد یزید پلید کو حکومت شام وخلافت اسلام پہنچی گویا قتل امام حسین علیہ السلام کا پروانہ بھی حضرات شیخین نے ساتھ کے ساتھ ہی جاری کردیا تھا۔ اور ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ابوسفیان جمع اموال صدقات کے لئے مدینہ سے باہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو رسول اللہ رحلت فرماچکے تھے پس وہ ابوبکر کی مذمت کرنے اور اُسکے برخلاف لوگون کو بھڑکانے لگا عمر نے ابوبکر سے کہا کہ مجھکو اسکی شرارت سے خوف ہے بہتر ہے کہ جو مال یہ تحصیل کرکے لایا ہے اُسی کے پاس رہنے دو ابوبکر نے اسکو قبول کرلیا ابوسفیان راضی ہوگیا۔ بنابر اس روایت کے جبتک اس نے مال ومنصب دونون نہین لے لئے روبراہ نہین ہوا **شیخ** مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ فتنہ عام ہوگیا تھا اور بلا ومصیبت تمام خرابی کے اسباب بہمہ وجوہ مہیا اور شیطان کے پورا پورا قابو پالیا تھا کہ اہل شقاق ونفاق باہمدیگر معاون ومددگار تھے اور مومن اہل ایقان ایک دوسرے کی نصرت ویاری چھوڑ بیٹھے تھے۔ یہی معنے ہین قول حق سبحانہ تعالےٰ کے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃً کہ ڈرو اور خوف کرو اس فتنہ سے کہ اسکی مصیبت خاصکر تمسے ظالمون ہی کے لئے نہین بلکہ ظالم اور غیر ظالم دونو کے لئے یکسان ہے۔ **حقیر** مترجم کہتا ہے کہ واقعی حضرت رسول اللہ کی وفات کے بعد صدر خلافت خلیفہ اوّل مین کچھ ایسی ہی ہوا مسلمانون مین چلی تھی کہ مومن منافق سب ایک رنگ مین رنگین ہوکر نصّ روز غدیر کو بھلا بیٹھے تھے۔ الّا چند نفر قلیل جنکے قدم اس نازک موقعہ پر ثابت وقائم رہے گو تھوڑے عرصہ بعد انمین سے بہت سے متنبہ ہوکر

[1] فصیل بچہ شتر از مادر جدا شدہ۔ چونکہ لفظ بکر کے معنی بھی قریب قریب اسی کے بچہ شتر کے ہین لہذا ابوبکر کو براہ طنز وعیب ابوفصیل کہا کرتے تھے۔ ہکذا فی البحار ۱۲

حق کی طرف رجوع کرنے لگے۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا کی وفات کے بعد مسلمانون کی ٹھیک وہی کیفیت ہوگئی تھی
جو حضرت موسے کے کوہ طور پر جانیکے وقت بنی اسرائیل کی ہوئی تھی۔ جیسے وہ انکے وصی وجانشین جناب ہارون کی اطاعت سے نکلکر
گوسالہ سامری کی پرستش کرنے لگے تھے ایسے ہی یہان وارث مرتبہ ہارونی جناب مرتضیٰ علیؑ کی اطاعت چھوڑ کر اس امت کے گوسالہ یعنی ابو بکر
کے مطیع ہوگئے تھے۔ راست فرمایا ہے رسول اللہ نے لترکبن امتی سنۃ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل کہ میری امت سُنّت بنی اسرائیل
پر عمل کریگی جسطرح کہ ایک جوتی دوسری کی برابر ہوتی ہے۔ **القصہ** اگلے روز تجدید وتکمیل بیعت کا جلسہ مسجد رسول اللہ مین ہوا ابو بکر نے ممبر
رسول اللہ پر جاکر خطبہ کہا کہ مین تمپر والی ہوا ہون حالانکہ تمسے بہتر وافضل نہین ہون جنتک اطاعت خدا بجالاؤن میری اطاعت تمپر لازم ہے
جب نافرمانی اُس جل شانہ کی کرون تو میری اطاعت تمپر لازم نہین پس عدل وانصاف کرون تو پیروی کرو ورنہ مجھے معزول فرماؤ۔ آگاہ ہو کہ
میرے لئے ایک شیطان ہے کہ مجھپر غالب ہوتا ہے پس جب تم دیکھو کہ مین غضبناک ہون تو مجھ سے اجتناب کرو۔ یہ کلمات آپ سے متواتر ہین
حتے کہ صاحب صواعق محرقہ تک نے ان کو نقل کیا ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ وہ انکی بہت مدح کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا خطبہ
آجتک کسی سے نہین سُنا۔ مگر ہم حیران ہین کہ جس شخص پر وقتاً فوقتاً شیطان مسلط ہوتا ہو وہ کوئی دینی فرمانروائی کیونکر کرسکتا ہے اس کے
شیطنت کی حالت کے اقوال وافعال واحکام کو لیکر کیا کرینگے۔ عجب نہین کہ آپ جو سقیفہ مین دوڑے گئے اور وہان جاکر کہا کہ خلافت علیؑ کو
رسول اللہ منسوخ کر چکے اور حدیث الائمۃ من قریش تصنیف فرمائی بعد ازان قضیہ فدک مین حدیث منع میراث انبیاء بیان کی یہ سب
اُسی وقت کے خیال ہون جبکہ شیطان آپ پر سوار ہو حیرت ہے کہ خلیفہ ثانی سے تو شیطان اسقدر ڈرے کہ ان کے سایہ سے بھاگے اور
جس راستے کو وہ جائین وہ راستہ بھی چھوڑ دے جیسا کہ یہ حضرات انکے مناقب ومفاخر مین کہتے اور لکھتے ہین اور خلیفہ اوّل پر کہ لامحالہ انسے
افضل تھے کہ ایسا دلیر ہو کہ جب چاہے انکی گردن پر آچڑھے سلیم بن قیس ہلالی نے سلمانؓ فارسی سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا
کہ مین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا جبکہ وہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے غسل دینے مین مصروف تھے اور
عرض کی ابو بکر اسوقت ممبر رسول اللہ پر ہین اور لوگ راضی نہین کہ ایک ہاتھ سے بیعت کرین دونو ہاتھون سے کرتے ہین حضرت نے فرمایا
جس نے سب سے پہلے بیعت کی وہ کون تھا سلمانؓ نے کہا سقیفہ بنی ساعدہ مین تو اول بشیر بن سعد نے پھر ابو عبیدہ جراح پھر عمر نے پھر
سالم مولائی ابی حذیفہ نے بیعت کی فرمایا یہ نہین جس نے ممبر رسولؐ پر اول بیعت کی وہ کون تھا سلمانؓ نے کہا وہ ایک مرد پیر کبیر السن
تھا جسکی پیشانی پر اثر سجود ظاہر تھا کمر باندھے عصا ہاتھ مین لئے لڑکھڑاتا آگے آیا۔ اور کہا خدا کا شکر ہے کہ مین دنیا سے نہ اُٹھا جبتک کہ
تجھکو اس مقام پر نہ دیکھ لیا۔ ہاتھ بڑھا کہ بیعت کرون۔ ابو بکر نے ہاتھ دراز کیا اور اُس نے بیعت کی پھر مسجد سے چلا گیا۔ حضرت نے
پوچھا اے سلمانؓ تجھکو معلوم ہے کہ وہ کون شخص تھا کہا نہین لیکن یہ کلام اسکا مجھکو بہت بُرا معلوم ہوا گویا وہ رسول اللہ کی موت پر
شماتت کرتا تھا۔ آپنے فرمایا اے سلمانؓ وہ ابلیس ملعون تھا تحقیق کہ مجھکو رسول اللہ نے خبر دی ہے کہ جو سب سے پہلے میرے ممبر پر
بصورت شیخ کبیر ابو بکر سے بیعت کریگا شیطان ہوگا۔ **منقول ہے** کہ ابلیس بروز وفات رسول اللہ بصورت مغیرہ بن شعبہ متمثل

بیعت ابلیس با ابو بکر

ہو کر پکارا کہ ایہا الناس خلافت رسول اللہ کو سلطنت کسرے وقیصر قرار ندو بلکہ اسمین وسعت کرو کہ سب کے لئے گنجایش ہو اور بنی ہاشم
کی طرف اسکو رد نکرو کہ زنان حاملہ اسکے امیدوار رہین گی یعنی اگر بنی ہاشم سے مخصوص ہو جائیگی تو جب کوئی عورت انسے حاملہ ہوگی تو منتظر
بچہ پیدا ہونیکی رہے گی اور دوسرون کے واسطہ ایسی تجویز نکریگی **روایت ہے** کہ جب بروز غدیر حضرت رسولخدا نے علی علیہ السلام کو
اپنا وصی وجانشین مقرر کیا اُسوقت ابلیس لعین نہایت محزون وغمگین ہوا اور اُس نے غصہ مین آکر ایک چیخ ماری کہ اسکا تمام لشکر خشکی
وتری سے سمٹ کر اسکے پاس جمع ہوگیا اور کہا اے سید وسردار ہمارے کیا مصیبت تجھپر واقع ہوئی کہ ہمنے اسطرح کی آواز کبھی تجھ سے نہین
سُنی اُس نے کہا محمد مصطفےٰ نے آج وہ کام کیا ہے کہ اگر تمام ہوگیا تو پھر کبھی میرے لئے اُمید کامیابی کی نہین۔ بعد ازان جسوقت حضرت
رسالت پناہ مرض الموت مین بیمار ہوئے اور قلم ودوات طلب کیا اور عمر نے ندینے دیا اور کہا قد غلب علیہ الوجع وانہ لیہجر حسبنا کتاب اللہ
کہ درد نے انپر غلبہ کیا اور وہ ہذیان بکتے ہین ہمکو کتاب خدا کافی ہے تو اُسوقت پھر شیطان نے ایک نعرہ مارا اور لشکر جمع ہوا تو ان سے
اپنا اطمینان دلی ظاہر کیا پھر آنحضرت نے وفات پائی۔ اور ابو بکر کو خلافت ملی تو شیطان نے بڑی خوشی منائی تاج شاہی اپنے سر پر رکھا
اور ممبر پر جاکر اپنے ذریت سے کہا کہ مسرور ہو کہ اب پورے طور طاعت خدا نہو گی جبتک کہ مہدی آل محمد ظہور نکرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام
نے بعد نقل حدیث فرمایا یہی معنے ہین قول حق سبحانہ تعالیٰ لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المومنین کے **ترجمہ** البتہ تصدیق
کیا ابلیس نے اُنپر اپنے ظن کو پس متابعت کی اسکی اُنہون نے بجز ایک گروہ مومنون کے۔ امامؑ نے فرمایا جو گمان ابلیس نے انکی نسبت بروز
منع قلم ودوات کیا تھا اسکی آج تصدیق ہوگئی۔ **روایت بریدہ اسلمی** روضۃ الصفا مین عنیہ سے نقل کیا ہے کہ بریدہ بن
حصیب اسلمی نے اپنے قبیلہ مین ایک علم ترتیب دیا اور مدینہ مین لاکر در دولت سرائے امیر المومنینؑ علی بن ابیطالب پر گاڑ دیا عمر خطاب
کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس سے کہا مسلمانون نے ابو بکر کے ساتھ بیعت کرلی ہے تو کسلئے مخالفت کرتا ہے بُریدہ نے کہا ہم اس کے مالک کے
سوا کسی سے بیعت نکرینگے پس مجمع صحابہ مین طلب کرکے پوچھا یہ کیا باتین ہین جو تو کہتا ہے بریدہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ
رسول اللہ نے مجھکو اور خالد ولید کو حضرت علیؑ کے ہمراہ یمن کو بھیجا تھا مجھکو اُنسے اسقدر عداوت تھی کہ اُس سے زیادہ ہو نہین سکتی واپس
آکر رسول خدا کی خدمت مین داخل ہوا تو آپنے انکا حال پوچھا مین اپنی اُسی عداوت کی وجہ سے اُنکی غیبت اور بدگوئی کرنے لگا پس دیکھا مینے
کہ روئے مبارک رسول اللہ متغیر ہوگئی اور شدت غیظ سے فرمایا یا بریدۃ اتقع فی رجل ہو اولی الناس بکم بعدی اے بُریدہ تو اس شخص
کی مذمت کرتا ہے جو میرے بعد تمہارے لئے سب سے اولیٰ ہے جب یہ کلام آنحضرت کی زبان معجز بیان سے سُنا تو مینے کہا یا رسول اللہ تو بہ کرتا ہون
اس امر سے کہ آپ کے غضب وغصہ کا باعث ہو حضرت میرے حق مین دعائے مغفرت فرماوین فرمایا علیؑ کو آلینے دے تھوڑی دیر مین علیؑ آئے
اور گوشہ مسجد مین بیٹھکر نعلین رسول اللہ کی اصلاح کرنے لگے اُسوقت مینے عرض کی یا رسول اللہ آپنے وعدہ کو وفا فرمائیے فرمایا یا علیؑ بُریدہ
تمسے عداوت رکھتا تھا۔ مگر اب اسپر نادم ہے اور توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین اسکے لئے استغفار کرون تم بھی استغفار کرو پس رسولخدا
وعلی مرتضےٰ دونو نے میرے لئے استغفار کی بعد ازان بریدہ دوستان وہواخواہان امیر المومنینؑ سے تھا اور جنگ جمل وصفین مین ملازم رکاب فیض انتساب تھے

روایت براء بن عازب

براء بن عازب کہتے ہین کہ مین ہمیشہ بنی ہاشم کا خیرخواہ رہا رسول اللہ نے وفات پائی تو شدت رنج والم سے چاہتا تھا کہ دیوانہ ہو جاؤن پس بار بار درِ دولت پر حضرت اہلبیت کی خدمت مین جاتا اور باہر بزرگانِ قریش کے حال کا نگران تھا کہ دیکھون یہ کیا کہتے اور کیا کرتے ہین کہ یک بیک دیکھا مینے کہ حضرت ابوبکر و عمر مجمع سے غائب ہو گئے تھوڑی دیر مین سنا کہ سقیفۂ بنی ساعدہ مین خلافت کی تاک دو مین گئے ہین پھر خبر آئی کہ ابوبکر کے ساتھ بیعت ہی ہو گئی - پس از ساعتے کیا دیکھتا ہون کہ وہ اور اُنکے اصحاب ابوعبیدہ و عمر خطاب و دیگر حاضرین جلسہ چلے آرہے ہین اور چادر ہائے یمنی کمرون سے باندھ رکھے ہین جسکو راہ مین دیکھتے ہین پکڑ کر خواہ بیعت پر رضامند ہو یا نہو اُسکا ہاتھ ابوبکر کے ہاتھ سے چھوا دیتے ہین یہ دیکھکر میرے ہوش پرواز کر گئے اور دوڑا ہوا آنحضرت کی طرف گیا دروازہ بند تھا زور سے کھٹکایا اور کہا ابوبکر سے بیعت ہو گئی ہے عباس اندر تھے بولے - تَرِبَت اَیدِیکُم اِلیٰ اٰخِرِ الدَّھرِ اے بنی ہاشم تم ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے - مینے تمکو کہا تھا مگر تمنے نہ مانا - اب اسکا نتیجہ دیکھا - براء کہتے ہین کہ مین ایسا ہی ملول و حزین تھا کہ اتنے مین رات ہو گئی رات کو دیکھا مینے کہ مقداد و سلمان و ابوذر و عبادہ بن صامت و ابوالہیثم بن تیہان و حذیفہ و عمار یاسر یہ سب ایک مقام پر بیٹھے صلاح کر رہے ہین کہ امر خلافت کو شورائے مہاجرین کی طرف راجع کرین ابوبکر و عمر کو اس حال کی خبر پہنچی تو انہون نے ابوعبیدہ جراح و مغیرہ بن شعبہ کو بلاکر مشورہ کیا مغیرہ نے کہا اس امر مین خوف صرف علی ابن ابیطالب کا ہی پس ہمکو چاہیے کہ عباس بن المطلب کے پاس چلین وہ عم رسول خدا ہین انکے لئے امر خلافت مین کچھ حق مقرر کر دینا چاہیے تاکہ وہ علی ابن ابیطالب سے جدا ہو جائین پس اگلے روز رات کے وقت یہ لوگ عباس کے مکان پر گئے اور دستک دی عباس خود دروازے پر آئے اور سب کو اندر لے گئے جب ہر ایک اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گیا تو ابوبکر نے سلسلۂ کلام شروع کیا اور بعد حمد و صلواۃ کہا خدا کا شکر ہے کہ اُسنے ہمارے درمیان نبی مرسل مبعوث کیا اب اُس حضرت نے خانۂ آخرت کو دارِ ناپائیدار پر اختیار کیا اور ہمکو چھوڑ گئے کہ برضائے یکدگر کسی کو والیِ امر اور اپنا حاکم مقرر کرین پس مسلمانون نے بالاتفاق مجھکو اس کار کے لئے انتخاب اور اختیار کیا ہے مجھکو اس مین ذرا وسواس و اندیشہ نہین مگر سنتا ہون کہ بعض مسلمان میرے خلاف حرکت کر رہے ہین ہم تمہارے پاس آئے ہین کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے اس امر مین کچھ حصہ مقرر کرین کیونکہ تم عمِ رسول خدا ہو اور وہ حضرت ہمارے اور تمہارے درمیان سے ہین - چونکہ عمر کے مزاج مین غلظت و خشونت تھی تو انہون نے بدین خیال کہ مبادا عباس سمجھین کہ ہمسے ڈر کر ہمارے پاس آئے ہین کہا اے عباس ہم کوئی حاجت اور غرض لیکر تمہارے پاس نہین آئے بلکہ محض تمہاری خیرخواہی اور بہبودی مدنظر ہے کیونکہ مسلمانون نے مضبوطی سے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے تم ابتک اس سے علیحدہ ہو ہمکو خوف ہے کہ اس مخالفت سے تمکو کوئی ضرر پہنچے پس ہم تمہارے خیرخواہ ہین اور تمہاری حفاظت کی نظر سے کہتے ہین کہ جو کچھ کرو خوب سوچ سمجھکر کرنا عباس یہ باتین سُنکر اُٹھے اور حمد و صلوۃ کے بعد کہا کہ یہ درست ہے کہ حقتعالےٰ نے اپنی رحمتِ کاملہ سے نبی مرسل کو ہمارے درمیان مبعوث کیا الا امت کو اختیار نہین کہ آنحضرت کے بعد بہوائے نفسانی جسکو چاہین خلیفہ بنالین پس اگر تمنے رسول اللہ کی قرابت سے خلافت لی ہے تو صرف ہمارا حق تھا کہ غصب کیا اور مسلمانون کی وجہ سے حاصل کی ہے

تو ہم بھی انہین سے ہین اور اسپر رضامند نہین اے ابوبکر تمہارے کلام مین صریح تناقض ہے ایکبار تم کہتے ہو کہ مسلمانون نے مجھپر اتفاق کیا پھر خود ہی بیان کرتے ہو کہ وہ اسکے خلاف ہین - اگر کچھ تم ہمکو دینا چاہتے ہو تمہارا اپنا حق ہے تو ہمکو اسکی ضرورت نہین اسکو اپنے پاس رہنے دو اور جو تمام مسلمانونکا ہے تو تم اسکے دینے کے مجاز نہین اور ہمارا ہے تو ہم راضی نہین کہ اسمین سے تھوڑا سا لین اور باقی تمہارے پاس چھوڑ دین - اور تمہارا یہ کہنا کہ رسول اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان سے ہین پس وہ حضرت ایک شجرہ ہین کہ ہم اُسکی شاخین اور تم ہمسایہ ہو اور اے عمر تو جو کہتا ہے کہ اس مخالفت مین ہمارے لئے خوفِ ضرر ہے پس اس خوف کی تمنے بنیاد ڈالی ہے اور تم ہی اسکے بانی ہو واللہ المستعان -

روایت ابن ابی الحدید معتزلی دربارۂ نصِ خلافت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ابوبکر انباری اپنی امالی مین لکھتا ہے کہ ایک روز علیؑ مسجد رسول اللہ مین عمر خطاب کے پاس بیٹھے تھے وہانسے اُٹھے تو ایک مرد بیہودہ سرا آپ کی مذمت کرنے اور عجب و خودپسندی سے آپ کو منسوب کرنے لگا عمر نے کہا اگر وہ عجب کرین تو بجا ہے قسم بخدا کہ اگر وہ نہوتے تو ستونِ اسلام قائم نہوتا اور وہ ہین افضائے امت و سابق الاسلام و صاحب شرف و فضیلت اس مرد نے کہا ایسا ہی تو کسلئے تم اُنکو خلافت نہین دیتے - عمر نے کہا کَرِھنَاہُ عَلیٰ حَدَاثَۃِ السِّنِّ وَ حُبِّہٖ بَنِی عَبدِ المُطَّلِب یعنی وجہ کم سنی اور اولاد عبد المطلب کو دوست رکھنے کے ہم انکی امارت سے کراہت رکھتے ہین تاہم کچھ عرصہ نگذریگا کہ وہ خلافت پر فائز ہونگے - ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے یہ کلمات ابوجعفر یحییٰ بن ابی زید نقیب کے سامنے قرات کئے تو کہا یہ اخبار نصِ خلافت علیؑ بن ابیطالب پر دلالت کرتے ہین - لیکن مجھکو صحابہ کا رسول اللہ کی اس نص کے برخلاف اتفاق کر لینا بہت ہی بعید معلوم ہوتا ہے جیساکہ کسی اور امر ضروری دین نماز روزہ حج وغیرہ مین انکی مخالفت پر متفق ہو جانا بعید ہے - ابوجعفر نے کہا یہ لوگ خلافت کو نماز روزہ کی طرح ضروری دین نہین جانتے تھے بلکہ امارتِ لشکر و تدبیر جنگ و سیاست رعیت کی طرح اسکو دنیوی انتظامات سے شمار کرتے تھے اسی سبب سے مصالح ملکی کے سامنے نص پیغمبر کی مخالفت کرنیکی پروا نہین کرتے تھے مگر نہین دیکھا تو نے کہ لشکر اسامہ کے ساتھ جانیکو اپنی مصلحت کے خلاف جانکر ابوبکر و عمر نے کیسی صریح مخالفت پیغمبر کی حالانکہ ابھی وہ حضرت زندہ تھے - اور نیز تو جانتا ہے کہ آنحضرت نے ابوہریرہ کو حکم دیا کہ منادی کردے کہ جو کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ از روئے اخلاص کہے گا داخل بہشت ہوگا تو عمر نے ابوہریرہ کی چھاتی مین اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ پشت کے بل گر پڑا اسی طرح بہت سی نصوص پیغمبر کو انہون نے ترک کیا مثل اسکے کہ سہم ذوی القربیٰ کا ضبط کر لیا اور مؤلفۃ القلوب کا حصہ ندیا - رسول اللہ نے مرض موت مین وصیت کی کہ نصارائے نجران کو جزیرۃ العرب سے نکالدین اُنہون نے اسپر عمل نہ کیا - اور اسقدر نصوص پیغمبر کی مخالفت کی کہ انکے بعد فقہائے اہلسنت قیاس کو نص پر ترجیح دینے لگے تا اینکہ رفتہ رفتہ اہل قیاس نے ایک تازہ شریعت بنالی غرض ملک و بادشاہی کی مصلحتون کو عموماً نصوص پیغمبر پر مقدم رکھتے تھے - علیٰ ہذا علیؑ کی خلافت مین بھی نصِ پیغمبر کی پروا نہین کی اور اسکی مخالفت کی یہ وجہ بیان کی کہ لوگ انکی طرف سے بغض و عداوت رکھتے ہین اور اپنے باپ بھائی اور بیٹون کے جو انکے ہاتھ سے مارے گئے خون کے طلبگار ہین بعض کہتے تھے کہ وہ جوان ہین اور نسب شریف رکھتے ہین اسکی وجہ سے ہمپر فخر و فوقیت چاہین گے جو ناقابلِ برداشت ہوگا - اور بعض راضی نہ تھے کہ

خلافت ونبوت ایک گھر مین جمع ہون کہ پھر کسی کو اسپر دسترس نرہے اور کہتے تھے کہ خلافت اس خاندان سے باہر رہے گی تو امید ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمکو بھی اس سے حصہ ملے۔ یہ حال مومن مسلمانونکا تھا منافق خود آنحضرت سے جلتے تھے اور انکی قرابت قریبہ کو پیغمبرؐ کے ساتھ دیکھ نہ سکتے تھے **بالجملہ** سب ہمدست وہمداستان ہوگئے کہ خلافت کو علیؑ تک نہ پہنچنے دین سرداران وسربرآوردگان نے کہا کہ عرب علیؑ کی اطاعت نہین کرینگے وہ نص رسولؐ کے تو منکر نہ تھے اَلّا یہ کہتے تھے کہ حاضر وہ باتین دیکھ سکتا ہے کہ غائب اُنکو دیکھ نہین سکتا۔ پیغمبرؐ اس وقت موجود نہین کہ مصلحت وقت کو دیکھین انصار کے سعد عبادہ سے بیعت کے ارادے نے اور بھی انکو تقویت دیدی چنانچہ وہ سقیفہ کو دوڑ گئے اور وہان جاکر فوراً ابوبکر سے بیعت کرلی فبایعوہ وکانت فلتۃً وہ بیعت جلدی کا بن سوچا سمجھا کام تھا جیسا کہ عمر خطاب کہتے تھے اور کہا اگر کوئی کہیگا کہ کیسے تمنے نص رسولؐ اللہ کی مخالفت کی تو کہین گے کہ فتنہ وفساد کے خوف سے کی ابوبکر ہی اس کار کے لئے موزون ہے۔ خصوصاً جبکہ عمر اسکا وزیر ہو وہ ایک بوڑھا تجربہ کار آدمی ہے نرمی وآہستگی سے کام کریگا اور چونکہ شرافت نسبی نہین رکھتا تو اسکی طرف سے غرور وشیخت کا بھی اندیشہ نہین اگر خلافت علیؑ کو دیتے تو لوگ اسلام کو چھوڑکر دوبارہ بت پرست وکافر ہوجاتے پس صلاح اسلام کے لئے مخالفت نص کی روا ہے۔ یہ خاص خاص لوگونکا مقولہ تھا عوام نے جب دیکھا کہ بزرگانِ صحابہ علیؑ کے خلاف جمع ہوگئے تو انہون نے جانا کہ اس نص کے برخلاف انکو رسولؐ اللہ سے کوئی خبر پہنچی ہوگی خاصکر جبکہ ابوبکر نے حدیث الائمۃ من قریش روایت کی تو وہ سمجھے کہ نص خاص اس سے منسوخ ہوگئی اب خلافت کیلئے فقط قریشی ہونا درکار ہے کوئی کیون نہو اور کہا کہ بزرگانِ صحابہ رسولؐ خدا کے مقصود ومراد کو اچھی طرح پہچانتے تھے انہون نے جو کچھ کیا ہے سوچ سمجھکر کیا ہوگا۔ کیونکہ اعراب بادیہ نشین قوت فکر واجتہاد کی نرکھتے تھے کسی نیک وبد سے انکو بحث نہ تھی اگر ان کے سرغنے نماز واجب بھی انکے ساقط کردیتے تو وہ اسکو بھی قبول کرلیتے۔ لاجرم نص رسولؐ خدا دربارہ خلافت علیؑ مرتضےٰ محو ومندرس ہوگئی۔ علاوہ برین علی علیہ السلام وبنی ہاشم نے گھر کے دروازے بند کرلئے کہ بے شرکت غیرے کفن ودفن رسولؐ اللہ بجالاوین اس نے ابوبکر کی بیعت کو اور بھی قوت بخشی کیونکہ لوگون نے جانا کہ آنحضرت کو اس طرف توجہ نہین چنانچہ رسولؐ اللہ کے کاروبار سے فارغ ہوکر علیؑ نے جب اپنا حق طلب کیا تو انصار وغیرہ نے یہی کہا لو دعوتنا الی نفسک قبل البیعۃ لماعدلنا بک احداً اگر بیعت سے پہلے تم اپنی طرف دعوت کرتے تو ہم تمہارے برابر کسی کو نہ جانتے۔ مگر اب جبکہ بیعت ہوچکی تو اسکے توڑنیکی کوئی سبیل نہین۔ اسکے بعد نقیب ابوجعفر کہتا ہے کہ عمر کی مخالفتین رسولؐ اللہ کے بکثرت ہین اور اگر کوئی بھی مخالفت نہوتی تو صرف وہی مخالفت کافی تھی جو کہ اس نے مرض الموت آنحضرت مین کی کہ آپنے دوات وشانہ طلب کیا کہ ایک نامہ لکھین جس سے اُمت کو ابدی ضلالت وگمراہی سے نجات ہو تو عمر نے ندیا اور کہا جو کچھ کہا۔ یعنی کہا اِنَّ الرَّجُلَ قَدْ یَہجُر بتحقیق کہ یہ مرد ہذیان بکتا ہے ہمکو کتاب اللہ کافی ہے جب رسولؐ اللہ کے سامنے اُن کی زندگی مین اسکی یہ کیفیت تھی تو اگر آپ کے پیچھے اُن کے خلاف ابوبکر سے بیعت کرلی تو کون تعجب کی بات ہے جب عمر کے سامنے کوئی حدیث خلافت علی علیہ السلام کا ذکر کرتا تو وہ کہتے کہ رسولؐ اللہ نے ابوبکر کو نماز پڑھانیکا حکم دیا تو وہ حدیث منسوخ ہوگئی۔ پھر نقیب مذکور کہتا ہے کہ ایک بات یہ ہوئی کہ ابوبکر وعمر نے خلافت پاکر تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کی موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے اور روکھی سوکھی روٹی پر

قناعت کرتے اور اموال غنائم لوگون کو بانٹ دیتے خود اسمین طمع نہ کرتے اس سے مسلمانون کے دل مین کچھ شک وشبہ تھا بھی تو رفع ہوگیا کہ اگر اغراض نفسانی انکو اس مخالفت کی باعث ہوتی تو چاہیئے تھا کہ اموال دنیا سے متمتع ہوتے کیونکہ خلاف نص رسولؐ کرکے دین کو بگاڑا ہوتا تو دنیا سے تو بہرہ ور ہونا تھا جبکہ انہون نے اموالِ دنیا سے بھی بہت فائدہ نہ اٹھایا تو اسی سے معلوم ہوا کہ انہون نے نص رسولؐ اللہ کی مخالفت نہین کی۔ ابوجعفر اسکے جواب مین کہتا ہے کہ انہون نے مال دنیا کی لذتون کو تو یاد رکھا اور لذتِ ریاست وحکومت کو بھلادیا حالانکہ اولوالعزم باہمت لوگ کھانے پینے جماع کرنیکی لذائذ کو مدِ نظر نہین رکھتے بڑی لذت کہ انکو مقصود ہوتی ہے لذتِ حکومت ونفاذ امر ہے وہ حاصل ہوگئی تو پھر کسی چیز کی پروا نہین کرتے شیخین نے اسکو حاصل کیا عثمان بھی ان کے قدم بقدم چلتا تو اسکا بھی بال بیکا نہوتا اور کوئی اسپر معترض نہوسکتا ہرچند وہ قبلہ کو خانہ کعبہ سے اٹھاکر بیت المقدس کی طرف بدل دیتا اور ہرچند نماز پنجگانہ سے ایک نماز کم دیتا۔ کیونکہ اہلِ دنیا کی نظر دنیوی کاروبار پر ہوتی ہے اور اپنے مطلب سے مطلب رکھتے ہین اسکو حسب مراد پاتے ہین تو کچھ تعرض نہین کرتے اسمین کسر دیکھتے ہین تو چیختے چلاتے اور شور مچاتے ہین عثمان نے بیت المال پر دست درازی کی اور اپنے اپنے رشتہ دارون سے خاص کرلیا یعنی ہمہ تن دنیا مین غرق ہوگیا تو لوگ اسکی بغاوت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو فاجر وفاسق کہا حتےٰ کہ حصار مین دیکر مارڈالا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ بات کہ ابوبکر وعمر اپنے عہد خلافت مین اموال بیت المال سے بہرہ ور نہین ہوئے محض ہد خشک سے گذران کرتے رہے کلیۃً صحیح نہین آئندہ حالات خلیفہ ثانی مین ناظرین دیکھین گے کہ وہ ایک رقم چھیاسی ہزار کی اپنے سر پر لیگئے اور اتنے بڑے مالدار تھے کہ مرے تو لاکھون کا نقد وجنس اپنے ورثہ کیلئے چھوڑ گئے ہان بڑا مقصود جسکے ہاتھون یہ حضرات بکے ہوئے تھے اور جسکی خاطر دین وایمان تک سے ہاتھ دہو دئے تھے حب جاہ وحکومت خلائق کے مزے تھے نہ یہ کہ مالی انتفاع سے بالمرّہ خالی رہے۔ البتہ عثمان کیطرح مطلقاً ناعاقبت اندیش نہ تھے کہ تمام اموال خود ہضم کرجاتے یا اپنے لگے سگون مین لٹادیتے۔ اور اورون کو کورا جواب دیدیتے۔ اور یہ کہ علی علیہ السلام خلیفہ ہوتے تو لوگ ترکِ اسلام کرکے کافر بت پرست ہوجاتے لغو وبے دلیل ہے یہ باتین بغض وعداوت والی اقلیم ولایت وامامت کی راہ سے تراشی گئی ہین۔ غیب کی بات خدا کے سوا کوئی نہین جانتا کسکو معلوم ہے کہ اُسوقت کیا ہوتا اور ابوبکر کے خلیفہ ہونے مین بقول تمہارے کیا کچھ نہین ہوا کتب تاریخ موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے قریباً تمام ملک عرب مرتد ہوگیا تھا۔ بلکہ فخریہ کہا جاتا ہے کہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کو اصلی کفر کی طرف لوٹ گئے تھے ابوبکر نے بڑی ہمت وجوانمردی سے انکو دوبارہ اسلام پر مائل کیا۔ اور سچ پوچھو تو ارتداد وارتداد کہین کچھ بھی نہ تھا۔ اسی خلافت ابوبکر پر اعراب بگڑ بیٹھے تھے کہ رسولؐ اللہ نے اپنے ابن عم وداماد کو خلافت دی ہے ہم زکوٰۃ انہین کو دینگے ابوبکر نے فوجین بھیجکر انکو زیر کیا۔ امیرالمومنینؑ خلیفہ ہوتے تو وہ چون بھی نکرتے۔ چنانچہ آگے ذرا زیادہ وضاحت سے اسکی تشریح کیجائیگی اور مقطع کلام اس مقام پر یہ ہے کہ یہ اعذار بارده کہ علیؑ خلیفہ ہوتے تو یہ ہوتا وہ ہوتا وہ مانے جو ابوبکر وعمر کو خدا ورسولؐ کی نسبت زیادہ دانا ودوراندیش دین کا دردمند اسلام کا خیرخواہ جانے جب حق تعالےٰ نے آنحضرت کو اپنے رسولؐ کا خلیفہ ووصی مقرر کردیا اور رسولؐ اللہ نے اسکا اعلان فرماکر سب سے اقرار لے لیا تو ابوبکر وعمر اسمین چون وچرا

کرنیوالے کون غنیمت ہے کہ اس معتزلی نے نص خلافت حضرت امیرؑ کا اقرار تو کیا نہین تو عام اہلسنت تو جیسا کہ پہلے گذرا اسکے منکر ہی نظر آتے ہین اور حدیث غدیر مین لفظ مولےٰ کو دوست و ناصر وغیرہ کے معنون مین لیکر تاویل علیل فرماتے ہین اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ بعید ہے کہ صحابہ نص رسول اللہ کے خلاف اتفاق کرین سو اس معتزلی نقیب نے کہ بقول اپنے شاگرد ابن ابی الحدید کے خلافت خلفاء کا قائل سُنّی ہی اس استبعاد کی اچھی طرح سے جڑ اکھیڑ دی ہے وہ صاف صاف کہتا ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ کی مخالفت کی ذرا پروا نہین کرتے تھے اور بات بات پر آنحضرت کے خلاف کرتے رہتے۔ ایسے مخالفین رسول رب العالمین کی تصویب کرنا اور انکو بزرگان دین کہنا اور پیشوائے مذہب بنانا انہین حضرات کو مبارک ہو ہم تو آنحضرت صلعم کو نبی مرسل معصوم و مطہر از خطا و زلل جانتے ہین اور آپکے جملہ اقوال و احکام کو واجب القبول و لازم العمل سمجھتے ہین کیونکہ جو کچھ وہ کہتے تھے بحکم خدا و وحی من اللہ کہتے تھے حقتعالی فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنی جو کچھ رسول تمہاری طرف لائین اسکو لیلو اور جس سے منع کرین باز رہو۔ نعوذ باللہ منہا محبت شیخین بھی ان لوگون کو کہان سے کہان لیگئی ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین قول اکثر اہلسنت کا کہ رسولخدا بھی مثل ایک مجتہد کے تھے کسی امر مین انکی رائے برسر صواب ہوتی تھی کہین خطا۔ اسی لئے صحابہ کو انکی مخالفت روا تھی اور جیش اسامہ سے انکا تخلف کرنا بجا نقل کرکے کامل تیس وجہون سے اسکو رد فرمایا ہے جنہین اکثر محکمات قرآن سے استدلال کیا ہے پھر ان شبہات کی جو ان مزخرفات کے لئے بطور دلیل بیان کی ہین دھجیان اوڑا دی ہین فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ جو اس ردّ و قدح پر مفصل اطلاع پانا چاہی جائے کہ کتاب مستطاب بحار الانوار کا مطالعہ کرے

ذکر مصیبت عظمےٰ و داہیہ کبرےٰ اعنی شرح ظلم و ستمے کہ در مقدمہ اخذ بیعت بر حضرات اہلبیت علیہم السلام رفتہ

پہلے گذرا کہ حضرت امیر المومنینؑ کو جناب خاتم المرسلینؐ نے خبر دی تھی کہ بعد میرے تمسے خلافت غصب کرینگے اور انواع و اقسام کی تکالیف و ایذائین دینگے۔ اور وصیت فرمائی تھی کہ یا علیؑ اگر ناصر و مددگار پاؤ تو جہاد کرو اس قوم پر ورنہ صبر کرنا پس وہ حضرت ہمیشہ اس وصیت پر کاربند رہے اور ظلم و ستم کو ظالمون کے بصبر و سکون برداشت کیا کیے تاہم اپنے حق کی طلب سے بھی خاموش نہین بیٹھے اور حکومت اسلام کے حصول کے لئے کہ خدا و رسولؐ نے آنحضرتؑ پر مقرر کی تھی حتے المقدور سعی کرتے رہے تاکہ احکام خدا کو مسلمانون کے درمیان جاری کرین اور شریعت رسول اللہ کو کما حقہ رواج بخشین الحق خلافت اغیار کے ہاتھ مین مغصوب ہونیکا آنحضرت کو سخت صدمہ تھا اور گمراہی امت کی آپکو کمال ایذا دیتی تھی اور یہ ایک مصیبت تھی کہ شروع سے آخر تک تمام ائمہ معصومین پر برابر مستمر رہی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین بلیۃ الناس علینا عظیمۃ ان دعوناھم لم یستجیبوا لنا و ان ترکناھم لم یھتدوا بغیرنا کہ ہم خلائق کی طرف سے بڑی مصیبت مین ہین اگر انکو راہ راست کی طرف دعوت کرتے ہین تو اجابت نہین کرتے اور جو اُن کے حال پر رہنے دیتے ہین تو کسی مین لیاقت نہین پاتے کہ انکو ہدایت کرے اور ضلالت و گمراہی سے نجات دے۔ منقول ہے

کہ جس روز ابوبکر کے ساتھ بیعت ہوئی اُسی رات کو آنحضرت نے جناب فاطمہ کو پشت حمار پر سوار کیا اور حسنؑ و حسینؑ اپنے دونون شہزادون کو ہمراہ لیا اور جملہ مہاجر و انصار ممیز کار بدر کے گھرون پر جاکر اپنی نصرت و حمایت کی طرف انکو دعوت کیا اور حدیث غدیر کو یاد دلایا۔ یعنی اتمام حجت بالکل وجوہ فرمایا۔ کل چوالیس اشخاص نے حضرت کی دعوت قبول کی آپنے انکو امر کیا کہ کل صبح سر منڈا کر اور ہتیار لگاکر ہمارے پاس آئین اور سر و جان کی شرط پر شرائط بیعت بجا لائین۔ مگر خوف و ہراس نے انپر غلبہ کیا اور اپنے عہد پر قائم نرہے چنانچہ دن ہوا تو سوائے چار اشخاص سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد۔ اور مقداد اسود۔ و عمار یاسر و بروایتے زبیر بن عوام کے کوئی نہ آیا۔ آپنے دوسرے پھر تیسرے روز ایسا ہی کیا رات کو وعدہ کرتے تھے مگر صبح کو کوئی اُسے وفا نکرتا تھا۔ الا وہی چار اشخاص۔ حضرت ابو عبد اللہ جعفر صادق کہتے ہین کہ رسول اللہ کے بعد تمام خلقت مرتد ہوگئی تھی۔ الا تین شخص سلمان ابوذر و مقداد تحقیق کہ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی تو چالیس مرد امیر المومنین علی ابیطالب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم آپ کے سوا کسی کی اطاعت نہ کرینگے کیونکہ ہمکو رسول اللہ نے بروز غدیر یہی حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کل اپنے سرون کو منڈوا کر ہمارے پاس آؤ۔ اگلے روز سوائے ان تین شخصون کے کوئی حاضر نہوا۔ عمار یاسر ظہر کے وقت پہنچے حضرت نے انکے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ما ان لک ان تستیقظ کہ ابھی تک تیرے خواب سے بیدار ہونے کا وقت نہین آیا تھا۔ چلے جاؤ کہ مین تمہاری نصرت کی حاجت نہین رکھتا۔ جب تم صرف سر منڈوانے مین میری اطاعت نہین کرتے تو کوہائے آہن کے ساتھ جنگ کرنے مین تو کیونکر اطاعت کروگے۔ الغرض حضرت نے غدر و بیوفائی امت کی مشاہدہ کی اور دیکھا کہ یہ لوگ ہرگز آپ کا ساتھ ندینگے تو انسے اعراض کیا اور مکان کا دروازہ بند کرکے جمع و تالیف قرآن مین مشغول ہوئے۔ ابوبکر نے آپ کو بلوایا کہ یہان آکر بیعت کر جائے فرمایا مینے قسم کھائی ہے کہ ردا دوش پر نہ لونگا الا نماز کے لئے جبتک کہ کلام الہی کو جمع نہ کرلون۔ ابتک قرآن کاغذ کے پرچون کپڑے کے ٹکڑون اور ہڈیون پر متفرق تھا آپنے اسکو ایکجا جمع فرمایا اور تنزیل و تاویل و ناسخ و منسوخ کو اُسکے واضح کیا پس ایک پارچہ پر لکھا اور اسپر مہر کی اور باہر لائے۔ لوگ مسجد مین ابوبکر کے گرد جمع تھے آپنے باواز بلند کہا ایہا الناس مین رسول اللہ کے کفن و دفن سے فارغ ہوکر جمع قرآن مین مصروف ہوگیا تھا۔ اب اسکو پورا کرلیا ہے۔ کوئی آیہ رسولخدا پر نازل نہین ہوئی الا یہ کہ مینے اسکو اسمین درج کیا ہے تحقیق کہ وہ حضرت دنیا سے تشریف نہین لیگئے جبتک کہ مجھکو ہر ایک آیہ تعلیم نہین کی اور اسکی تاویل نہین بتلائی۔ اب فردائے قیامت نہ کہنا کہ ہم اس سے آگاہ نہوئے یا علیؑ نے ہمکو اپنی طرف دعوت نہین کیا یا اپنے حقوق یاد نہین دلوائے یا اول سے آخر تک تمام قرآن ہمپر عرض نہین کیا۔ عمر نے کہا جو قرآن کہ ہمارے پاس ہے ہمارے لئے کافی ہے تمہارے قرآن کی حاجت نہین رکھتے۔ حضرت نے فرمایا تو تم اسکو اب نہ دیکھو گے تا وقتیکہ قائم آل محمدؐ ظہور نہ کرین یہ کہکر خشمناک اپنے حجرۂ طاہرہ کی طرف مراجعت کی اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرماتے تھے۔ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فلبئس ما یشترون نقل ہے کہ یہ قرآن ائمہ ہدےٰ علیہم السلام کے پاس تھا اور اب امام مہدی علیہ السلام کے پاس موجود ہے اور وہ ٹھیک اُسی ترتیب پر جمع ہوا ہے جسپر کہ نازل ہوا ہے چنانچہ اسمین سب سے پہلے سورۂ اقرا باسم ربک ہے پھر سورۂ مدثر پھر مزمل۔ اسکے بعد سورۂ تبت پھر سورۂ کوثر

علی ہذا القیاس ۔ مگر چونکہ قرآن موجود مروج ہے بتمامہ کلام خدا منزل من اللہ ہے لہذا ہم اسی کی قرأت و تلاوت اور اسی کے اوامر و نواہی کے امتثال پر مامور ہین ۔ یہ اس لئے کہ اُمت محمدیہ مین اختلاف نہو اور یہود و نصاریٰ کی طرح اِن کے جدا جدا قرآن نہو جائین ۔ **القصہ** عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سب لوگ سوائے علیؑ بن ابیطالب اور اُن کے اصحاب کے تجھ سے بیعت کر چکے جبتک وہ بیعت نہ کرینگے مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ کام تجھپر راست نہ آئیگا کسی کو بھیجکر اُنکو یہان بلوا اور اُنسے بیعت لے ۔ ابوبکر نے قنفذ کو حضرت کے پاس بھیجا ۔ یہ شخص طلقا بنی عدی بن کعب سے نہایت تند خو بد خاشجو تھا ۔ حضرت کی خدمت مین آکر کہنے لگا کہ چلئے خلیفہ رسول اللہ نے تمکو بلایا ہے ۔ آپ نے فرمایا بہت جلد تمنے رسول اللہؐ پر تہمت لگائی آنحضرت نے تو میرے سوا کسی کو اپنا خلیفہ نہین کیا ابوبکر کہان سے خلیفہ رسولؐ بنگئے قنفذ نے واپس آکر یہ جواب باصواب ابوبکر سے کہا عمر کو طیش آیا اور افروختہ ہوگئے ۔ ابوبکر نے انہین ٹھنڈا کیا اور قنفذ کو پھر بھیجا کہ اُنسے کہو کہ امیر المومنینؑ ابوبکر تمکو بلاتے ہین حضرت نے امیر المومنین کا نام قنفذ کی زبان سے سُنا تو فرمایا دروغ ہے قسم بخدا کہ وہ خوب جانتے ہین کہ خدا اور رسولؐ نے مجھکو اس نام سے موسوم کیا ۔ اور ابوبکر و عمر دونو نے اس نام سے مجھپر سلام کیا اور ابوبکر ساتوان شخص ہے سلام کرنیوالونکا اُس نے اور اُسکے رفیق عمر نے رسول اللہؐ سے پوچھا تھا کہ یہ حکم آپکا ہے یا حقتعالےٰ کی طرف سے اسکو تبلیغ کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ حکم خدا کا ہے اور علیؑ امیر ہے مومنونکا اور سید و سردار مسلمانون کا ہے اور صاحب انوار محجلین ہے روز قیامت بحکم خدا پل صراط پر بیٹھے گا اور اپنے دوستونکو جنت مین اور دشمنون کو جہنم مین داخل کریگا یہ جواب سُنکر حضرت عمر جامہ سے باہر ہوگئے اور شدت غیظ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ مین علیؑ کو اچھی طرح جانتا ہون وہ کبھی تیرے مطیع و منقاد نہونگے مجھکو اجازت دے کہ انکا سر قلم کردون قسم بخدا کہ بغیر انکے قتل ہونیکے یہ کام کبھی درست نہین ہونیکا ۔ پس خالد ولید کو آواز دی اور اسکو اور قنفذ دونو کو امر کیا کہ ہیزم و آتش ہمراہ لیچلین کہ اگر امیر المومنینؑ دروازہ بند کرلین تو مکان کو انپر جلا کر خاک سیاہ کر ڈالین **مؤلف** کہتا ہے کہ عمر کا خانہ علیؑ و فاطمہؑ کے جلانیکے لئے آگ اور ایندھن لیجانا اہلسنّت کے نزدیک بھی صحیح و ثابت ہے خود شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین اسکا اقرار کیا ہے ۔ لکھا ہے کہ کچھ لوگ حضرت رسالت پناہ کے عہد مین نماز جماعت مین حاضر نہوتے تھے حضرت نے اُن کے گھرون کے جلا دینے کا حکم دیا پس خلیفہ ثانی جو اہلبیت کا گھر جلانے گئے تو انکا یہ فعل پیغمبر خدا کی اس حدیث سے مستنبط تھا چنانچہ کہتے ہین ”و تخصیص سوختن ودین تہدید مبنی بر استنباط دقیق است از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت در حق کسانیکہ در جماعت حاضر نمے شدند و بامام اقتدا نمی کردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بودند کہ این جماعت اگر از ترک جماعت باز نخواہند آمد خانہ ہا را برایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر امام منصوب کردہ پیغمبر خدا بود و آنہا ترک اقتدائے امام بحق بخاطر خود ہامے اندیشیدند و رفاقت جماعت مسلمین نمی کردند مستحق ہمان تہدید شدند انتہےٰ بلفظہ ۔ دیکھئے شاہ صاحب یہان تمام دعوون سے کہ اُنہون نے جابجا اسی کتاب مین محبت و دوستیٔ اہلبیت کے کئے ہین اور اسکو مین مذہب اہلسنّت قرار دیا ہے یک لخت دست بردار ہوگئے کہ جناب امیر المومنینؑ اور اُن کے توابعین و لواحقین کے حق مین ایسا شدید طعن وارد کرتے ہین کہ پناہ بخدا انکو مخالف بیعت ابوبکر مین گروہ منافقین تارکین جماعت رسول رب العالمین سے تشبیہ دی ہے اور خلیفہ ثانی کے

بیت الرسالت جلانے کے ارادے کو حدیث پیغمبر سے باستنباط دقیق مستنبط کہا ہے یہان سے مثل سپیدہ صبح کے ظاہر و روشن ہے کہ انکے وہ تمام دعوے محبت و ولاء اہل بیت کے از سرتا پا باطل ہین ۔ نیز یہ کلام شاہ جی کا مذہب اہل سنّت کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی آنحضرت کو گو چوتھے درجہ ہی پر ہون خلیفہ راشد جانتے ہین پس جبکہ وہ تمام مسلمانون کے برخلاف خلیفہ برحق کی مخالفت کا اندیشہ رکھتے تھے تو قابل خلافت کہان رہے ۔ نیز شاہ صاحب نے اسی پر اکتفا نہین کیا اسکے بعد آنحضرت کو اس مخالفت ابوبکر مین ابن خنطل شاعر کافر ہجو گوئے پیغمبر سے مشابہت دیتے ہین جسکی نسبت رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ مین بھی جا کر پردہ ہائے کعبہ مین پناہ گیر ہو تب بھی اُسے قتل کرین ۔ آخر مین شاہ صاحب لکھتے ہین ہرگاہ این قسم مردودان الہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ فاطمہ چرا پناہ باید داد ۔ اسکے بعد بھی اگر مریدان شاہ صاحب اُنکو محب و دوست اہلبیتؑ کہے جائین تو نہ معلوم انکے نزدیک دشمنی کس جانور کا نام ہے ۔ اہل عقل کے نزدیک تو وہ اس فقرہ اخیرہ سے حد ناصبیت سے گذر کر خارجیت تک پہنچگئے کسی مومن مسلمان کا کام نہین کہ یون ذم و تہجین عترت رسول خدا کو اپنا شیوا بنائے کہ سردار اوصیا و امام اتقیا اور اُنکے اصحاب و رفقا کو نعوذ باللہ منہا ابن خنطل شاعر کافر کے مشابہ گردان کر واجب القتل ٹھہرائے اور برملا ان خاصان خدا و مقربان درگاہ کبریا کو مردودان بارگاہ الٰہ کہے ۔ بار الہا اگر نشہ محبت حضرت خلیفہ ثانی مین شاہ صاحب ایسے چور ہوگئے تھے کہ مذمت اہلبیت عصمت و طہارت اُنکے نزدیک چندان وقعت نرکھتی تھی تو مذمت اصحاب رسولخدا کو کہ آنحضرت کے ساتھ تھی تو مخالف مذہب سنّت جماعت جانکر اس سے تو باز رہنا تھا ۔ کم از کم طلحہ زبیر کا ہی لحاظ پاس کرنا تھا جنکا خاتمہ حضرت عثمان کی محبت اور امیر المومنینؑ کی عداوت پر ہوا تھا ۔ کیونکہ بروایت واقدی و طبری اجلۂ علماء سنّت اس گھر مین آپ کے ساتھ سوائے امام حسنؑ و امام حسینؑ و جناب فاطمہ بنی ہاشم و سلمان و ابوذر و مقداد و طلحہ و زبیر بھی تھے ۔ ذکر الواقدی قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃ حین امتنع علی و اصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت و الا احرقتہ و من فیہ قال و فی البیت علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین و جماعۃ من اصحاب النبی فقالت فاطمۃ تحرق علی ولدی قال ای و اللہ او لیخرجن و لیبایعن یعنی واقدی نے ذکر کیا ہے کہ زید بن اسلم نے کہا کہ مین بھی ان لوگون مین شامل تھا جو عمر کے ساتھ فاطمہؑ کے دروازہ پر لکڑیان اُٹھا کر لے گئے جبکہ علیؑ اور اُنکے اصحاب نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا پس عمر نے فاطمہؑ سے کہا کہ جو لوگ تمہارے گھر مین ہین اُنکو باہر نکالو نہین تو مین اُسکو معہ اُنکے جو اسمین ہین جلا دونگا ۔ راوی کہتا ہے کہ اسوقت گھر مین علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ اور ایک جماعت اصحاب رسولخدا کی تھی ۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ تو میرے بچون کو جلا دیگا عمر نے کہا ہان قسم بخدا یا یہ کہ وہ نکلین اور بیعت کرین ۔ اور اصل عبارت طبری کی کہ صحیح ترین تواریخ اہلسنت سے یہ ہے ”اتی عمر بن الخطاب منزل علی و فیہ طلحۃ و زبیر و رجال من المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعۃ“ کہ عمر خطاب علی علیہ السلام کے مکان پر آئے حالانکہ وہان طلحہ زبیر اور کچھ لوگ مہاجرین سے تھے اور کہا قسم بخدا کہ مین گھر کو تمپر جلا دونگا الا یہ کہ بیعت کیلئے باہر نکلو پس اس سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کی صحابہ کے ساتھ دوستی اور عداوت کا دار و مدار بھی انکی اہلبیتؑ کے ساتھ عداوت و محبت پر ہے ۔ یہی طلحہ زبیر جب حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ ہو کر بیعت ابوبکر سے

انکار کرتے ہین تو مردودانِ درگاہِ الٰہی مثل ابن خطل کافر روسیاہ ٹھہرتے ہین اور جب نکث بیعت کرکے انحضرت پر چڑھائی کرتے اور
تلوار کھینچکر آپ کے روبرو کھڑے ہوتے ہین تو داخل عشرہ مبشرہ و حواریان رسول اللہ ہو جاتے ہین **فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار**
القصہ حضرت خلیفہ ثانی خالد ولید و قنفذ وغیرہ یارانِ باوفا کو ساتھ لیکر در بیت عصمت طہارت پر پہنچے اور وہان انکے ہاتھ سے وہ ستم ہوئے
جنکے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے اور کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔ گھر کے کواڑ بند تھے اور اندر امیر المومنین و جناب سیدہ و حسن و حسین وغیرہ
گھر کے لوگ تھے۔ عمر نے چلا کر کہا یا علی باہر آکر خلیفہ رسول سے بیعت کرو ورنہ اس گھر کو آگ لگا دونگا۔ اور اسکے ساتھ ہی دروازہ کے آگے
اور دیوار کی جڑ و نمین لکڑیان چن دین غالب یہ ہے کہ دیوارین حجراتِ مقدسہ کی حسب تصریح شیخ عبد الحق دہلوی صاحب جذب القلوب شاخہار خرما کی تھین
جنکو کھٹری کرکے کاہ گل کیا گیا تھا اور وہ بیشک آسانی سے آتش گیری کی قابلیت رکھتی تھین جناب سیدہ آواز سنکر دروازہ پر تشریف لائین
حالانکہ غم مفارقت رسول اللہ مین ازبس نحیف و لاغر ہو رہی تھین اور عصابہ سر مبارک پر بندھا تھا پس در سے فرمایا اے عمر کیون ہمکو ستاتا ہے
کیا مدعا تیرا ہے کہا دروازہ کھولو نہین تو مین گھر کو تم سمیت جلا دونگا اس معصومہ نے کہا اے عمر خدا سے نہین ڈرتا ہمارے گھر مین بغیر ہماری
مرضی کے گھسا جاتا ہے مگر کچھ فائدہ نہوا اور آگ لکڑیون مین لگا دی گئی جس سے دروازہ جل اٹھا۔ جناب سیدہ مانع ہوئین اور صدائے
بانالہ آہ یا ابتاہ یا رسول اللہ بلند کی عمر نے نہ مانا آگے بڑھکر غلاف شمشیر اس مطہرہ کے پہلو پر مارا اور ایک تازیانہ بہت زور سے بازوے مبارک
پر لگایا۔ ان صدمات سے وہ جناب گرین اور ساتھ ہی آپکا حمل ساقط ہوا یعنی فرزند نرینہ محسن نام کہ شکم اطہر مین تھا اور جناب رسولخدا نے
ولادت سے پہلے اس نام سے اسکو موسوم فرمایا تھا۔ شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ **روایت** ابن عباس قنفذ ملعون نے بازو
دروازہ کا پہلوئے مبارک اس جناب پر گرایا اور اس سے یہ حادثہ ہوا اور تازیانہ بھی اسی نے مارا ہے۔ اور بعض روایات مین مغیرہ بن
شعبہ کا نام بھی اس کام مین لیا گیا ہے۔ غرض عمر نے خود یہ حرکات کین یا انکی امر و اشارے سے انکے دوستون نے کین بات ایک ہی ہے
یہی ضربات تھین جنکے صدمہ سے وہ جناب دل صاحب فراش ہوئین اور آخر کار دنیا سے رحلت کر گئین۔ تازیانہ اس زور سے لگا تھا کہ
غسل میت کے وقت بازوئے مبارک پر ایک نشان سیاہ مثل بازوبند دکھائی دیتا تھا۔ اور در کے پہلو پر گرنے سے کہتے ہین کہ استخوان
پہلو ٹوٹ گیا تھا۔ یہ سلوک جگر گوشہ رسول اللہ کے ساتھ انحضرت کے تھے جو اپنے تئین انحضرت کے یاران باصفا و مردانِ جان نثار بتلاتے
تھے۔ سنی گو صاف صاف اس قصہ کے اقرار کرنے سے ذرا شرماتے ہین الا جو شخص انکی کتابون کو اچھی طرح چھان بین کرے اسکو واضح
ہوگا کہ یہ قصہ ان کے یہان ویسا ہی وارد ہوا ہے جیسا کہ جملہ حالات اور شدائد مصیبات کہ شیعہ نے نقل کئے ہین انکے یہان ملتے ہین
اور ہرگز شیعہ انکی نقل مین متفرد نہین ہین۔ چنانچہ حقیر نے اس قصہ کو بھی مرویہ فریقین جانکر نقل کیا ہے۔ اب شواہد کتب اہل سنت سنئے
اور انحضرت کی کرتوتون کی داد دیجئے۔ محمد شہرستانی کہ فاضل معتبر اہل سنت کا ہے اپنی مشہور کتاب ملل و نحل مین نظام معتزلی سے اس
قصہ کو ان لفظون مین نقل کرتا ہے ان عمر ضرب بطن فاطمة یوم البیعة حتی اسقطت المحسن من بطنها وکان عمر یصیح احرقوها بمن
فیها وما کان فی الدار غیر علی وفاطمة والحسن والحسین علیهم السلام یعنی عمر نے شکم مبارک جناب فاطمہ پر روز بیعت ضرب لگائی کہ جسکے صدمہ سے محسن کا حمل اس معصومہ سے

ساقط ہوا اور عمر چیختے تھے کہ اس گھر کو معہ اسکے گھر والون کے جلا دو۔ حالانکہ گھر مین اسوقت سوائے علی و فاطمہ و حسن و حسین کے کوئی نہ تھا
اور ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ مین ابو جعفر نقیب اپنے استاد سے علم حدیث حاصل کرتا تھا جب زینب بنت رسول اللہ کے
مکہ معظمہ سے مدینہ آنیکے قصہ پر پہنچا اور وہ حال قرأت کیا کہ ہبار بن اسود نے زینب کو اپنے نیزہ سے ڈرایا کہ انکا حمل ساقط ہوا اس وجہ پیغمبر خدا
نے ہبار کا خون مباح کیا تو ابو جعفر مذکور نے کہا کہ جب رسول اللہ نے ہبار کا خون اسوجہہ سے کہ اس نے زینب کو ڈراکر انکا حمل ساقط کیا تھا
مباح فرمایا تو ظاہر ہے اگر وہ حضرت زندہ ہوتے تو ضرور اس شخص کا خون بھی مباح فرماتے جس نے فاطمہ زہرا کو ڈراکر انکا حمل ساقط کرایا۔
ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے ابو جعفر سے کہا مین یہ امر تمہاری طرف سے روایت کرون جیسا کہ لوگ کہتے ہین کہ فاطمہ ڈرائی گئین اور محسن
نام بچہ انکے ساقط ہوا ابو جعفر نے کہا کہ مجھ سے نہ اسکو روایت کر نہ اسکے بطلان کو۔ انتہی۔ غرض اسی طرح متفرق مقامون اور مختلف پیراؤن مین
یہ حالات جستہ جستہ انکے یہان ملتے ہین اور دامن اعتبار رواتِ شیعہ کو کذب و اختلاق کی آلودگی سے بکلّی پاک و صاف کرتے ہین پس عنقریب
ہے کہ ہنگامہ قیامت برپا اور حضرت احکم الحاکمین تخت معدلت پر جلوہ فرما ہو اور ان جور و بیداد کی داد بواجبی دے۔ مروی ہے کہ اول
بروز قیامت جسکے لئے حکم دینگے وہ محسن پسر امیر المومنین ہونگے کہ قاتلان انحضرت کو جنہون نے دروازہ پہلوئے مادر انحضرت پر گرا کر انکو
شہید کیا تازیانے لگانیکا حکم کرینگے کہ اگر ایک تازیانہ بھی انمین سے دریاہائے مشرق و مغرب عالم پر لگائین تو تمام دریا جوش مین آجائین
اور پہاڑون پر اسکو رکھدین تو پہاڑ پگھلنے لگین اور جلکر خاکستر ہو جائین یہ ادنے داد رسی اس مظلومہ کی ہے **نظم**

اہل دین کی فاطمہ مخدومہ ہے ∴ پاک ہے معصومہ ہے مظلومہ ہے ∴ رجس سے طاہر ہو وہ عصمت مآب ∴ حق ہے معصومہ ہے وہ عالیجناب
آیۂ تطہیر سے افضل ہے کیا ∴ آپ ہے مداح زہرا کا خدا ∴ بضعة منی بھی تجھکو یاد ہے ∴ احمد مرسل نے کیا ارشاد ہے
جس نے دی ایذا اسے کافر ہوا ∴ ربقۂ اسلام سے باہر ہوا ∴ جس سے وہ آزردہ ہو مردود ہے ∴ جس سے وہ راضی نہو مردود ہے
جو عدو اسکا ہو وہ ناپید ہو ∴ بکر ہو یا عمر ہو یا زید ہو ∴

الحاصل جو حالت اسوقت حضرت شیر خدا شہسوار عرصہ لافتی کی ہوگی
وہ ہر شخص قیاس کر سکتا ہے لکھا ہے کہ آپ شدت غیرت و غضب سے بیتاب ہوگئے اور اسی جذبہ جوش مین گریبان خلیفہ ثانی کا پکڑ کر
کھینچا اور بیک اشارہ انکو زمین پر دے مارا کہ ناک زمین پر رگڑی گئی اور گردن مین چوٹ آئی چاہتے تھے کہ جان سے مار ڈالین مگر یاد آئی
وصیت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی کہ ان لوگون کے مقابلے اور مقاتلے سے ممانعت فرمائی تھی اور صبر و سکون کی وصیت کی ہے دین
خیال اس سے باز رہے اور فرمایا والذی اکرم محمدا بالنبوة یا ابن صهاک لولا کتاب من الله سبق وعهد عهده الی رسول الله لعلمت انک
لا تدخل بیتی قسم بخدائے ذوالجلال اے پسر صہاک اگر مصلحت الٰہی اسکے مقتضی نہوتی اور رسول اللہ کے ساتھ عہد نہ کیا ہوتا تو تجھکو معلوم
ہو جاتا کہ کس طرح میرے گھر مین قدم رکھ سکتا ہے۔ پس عمر نے ابوبکر سے کمک طلب کی اور فوج لشکر وہان آگیا۔ ادھر سلمان و ابوذر و
مقداد و زبیر و عمار یاسر وغیرہم بھی یہ شور و شر سنکر جمع ہوگئے تھے اور حمایت امیر المومنین مین دست بہ شمشیر ہوا چاہتے تھے بلکہ زبیر نے تو تلوار
میان سے نکال لی تھی جو آخر کار ان کے ہاتھ سے چھینی اور دیوار مین مار کر توڑ دی گئی۔ غرض قریب تھا کہ فتنہ و آشوب عظیم برپا ہوا اور خطرناک

خلل وخرابی اسلام مین پڑے حضرت نے جلد آتش فتنہ کو دبایا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھکو ان کے ساتھ اور انکو میرے ساتھ چھوڑ دو مین مامور نہین کہ اسوقت ان کے اوپر جہاد کرون الحق عظیم مصلحت ہے جس پر وہ حضرت کاربند ہوئے اگر اس حالت مین کشت وخون واقع ہوتا تو اسکا انجام زبون تھا بہت سے تیغ قہر مرتضوی سے ہلاک ہوتے بہت سے باہم لڑ بھڑ کر نابود ہو جاتے مابقی کہ قریب العہد بکفر تھے مرتد ہو جاتے اور اسطرح سے نقش اسلام صفحۂ دہر سے مٹ جاتا۔ یہ آنسی جناب کا حوصلہ تھا کہ ایسا ظلم صریح مشاہدہ کیا اور اسپر صبر فرمایا۔ **مروی** ہے کہ ایک روز جناب سیدہ آپکے خاموش بیٹھنے اور اپنا حق طلب نہ کرنے سے اظہار رنج وملال فرما رہی تھین کہ اتنے مین آواز موذن کی آئی کہ اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ حضرت نے فرمایا اتسرک زوال ھذا النداء من الارض یعنی اے فاطمہ تم چاہتی ہو کہ یہ آواز روئے زمین سے گم ہو جائے فرمایا نہین ارشاد کیا کہ جو تم کہتی ہو اسمین اسی کا اندیشہ ہے۔ **الحاصل** شیر خدا نے سر تسلیم خم کر دیا اور ان روباہ پیشون نے بڑھکر رسن سیاہ گلوئے حق جو مین ڈالدی بروایتے عمامہ سر اقدس سے اتار کر گردن مین ڈالا اور کشان کشان مسجد کی طرف لیچلے لوگ کوی وبرزن مین جمع تھے اور اس عبرتناک واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت امیرؑ کے جہان صدہا نام ہین وہان ایک نام آپکا الغالب علی کل الغالب بھی ہے اس سے یہی مراد ہے کہ نفس سرکش جو ہر ایک انسان پر غالب ہے آپ اُسپر غالب تھے عجب حالت تھی کہ شیر بیشۂ ہیجا ویکہ تاز میدان لافتی جسکی تیغ شرربار کے آگے بڑے بڑے جوانمردون جرارون کے پتے آب آب ہوتے تھے اور جسکے ایک نعرۂ حیدری سے ہزارہا شجاعون کے دل سینون مین ہل جاتے تھے وہ چند نامردون کے ہاتھ مین یون زار وگرفتار جا رہا ہے الحق دو حالتین جدا جدا تھین اور دونونکا مقتضا علیحدہ وہ جہاد صغیر جسمانی تھا تو یہ مجاہدہ کبیر روحانی وہ صفت جلالی تھی تو یہ کمال جمالی۔ اور سچ یہ ہے کہ کمال عبودیت وتفویض کل کے کرشمے تھے مشابہ ہوائے نفسانی نہ وہان تھا نہ یہان بل ھم عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون بلکہ وہ بندگان برگزیدگان خدا مین اس سبحانہ تعالی پر قول مین سبقت نہین کرتے اور اسکے حکم کے موافق کام کرتے ہین۔ **منقول ہی** کہ اسوقت حضرت ابا ذر غفاری حسرت سے کف افسوس ملتے تھے اور کہتے تھے لیت السیوف قد عادت بایدینا ثابتۃ کاش ہم ان ہاتھون سے دوبارہ راہ خدا مین جہاد کرتے۔ مقداد کہتے تھے اگر امیر المومنینؑ چاہتے تو حقتعالی سے اپنے دشمنون کے دفع کے لئے دعا مانگتے اور وہ درجۂ اجابت پر پہنچتی سلمانؓ نے کہا مولای اعلم بما فیہ میرے مولے دقائق امور وخفی مصلحتون کے ہمسے زیادہ دانا ہین جو کرتے ہین سوچ سمجھکر کرتے ہین بریدہ سے **روایت** ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے زمانہ خلافت امیر المومنینؑ مین اسی قصۂ بیعت ابوبکر کیطرف اشارہ کر کے آپکو لکھا انک تقاد کما تقاد الجمل المخشوش کہ تم بیعت کے لئے اسطرح کھینچے جاتے تھے جیسے کہ شتر کو مہار ڈالکر کھینچتے ہین حضرت نے اسکے جواب مین تحریر فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ مین مثل شتر مہار کردہ کی ابوبکر کی بیعت کے لئے کھینچا گیا تھا ولعمر اللہ لقد اردت ان تذم فمدحت وان تفضح فافتضحت بخدا سوگند کہ تو نے اس کلام سے میری مذمت کرنی چاہی تھی مگر مدح کی اور مجھکو فضیحت کرنا چاہا تھا خود رسوا ہوا وما علی المسلم من غضاضۃ فی ان یکون مظلوما ما لم یکن شاکا فی دینہ او مرتابا فی یقینہ وھذہ حجتی علیک وعلی غیرک مرد مسلمان کے لئے اسمین کوئی عیب وعار نہین کہ اسپر ظلم کیا جائے تاوقتیکہ اسکو اپنے دین ویقین مین شک د

ریب عارض نہو اے معاویہ میری حجت ہے تجھپر اور اور لوگون پر جو اس قسم کا اعتراض مجھپر کرنا چاہین۔ بالجملہ جب بحالت کذائے مسجد رسول اللہ مین پہنچے اور نظر مبارک روضۂ رسولخدا پر پڑی تو اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر اے پسر مادر اس قوم نے مجھکو ضعیف وناتوان کیا اور قریب ہے کہ مجھکو مار ڈالین یہ اسی سلسلہ درازِ تشبیہ کا تتمہ ہے جسمین اس امت کے واردات کو حالات بنی اسرائیل سے حذو النعل بالنعل مطابق کہا گیا ہے حضرت رسولخدا کو موسیٰ اور امیر المومنینؑ کو ان کے بھائی ہارون اور آنحضرت کی وفات کو غیبت چہل روزہ موسیٰ کے مشابہ ومماثل تبلایا ہے اور حضرت عتیق کو گوسالہ سامری اور ثانی لاثانی کو خود سامری اور ان کے سقیفہ پردازی کو گوسالہ پرستی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس اس موقعہ پر بھی حضرت نے اسی سلسلہ مین اس آیۂ شریفہ کو تلاوت فرمایا جو ہارون علیہ السلام کی زبان سے شکایت قوم مین قرآن مین آئی ہے چونکہ عقد مواخات کے اعتبار سے یہان بھی نبی ووصی کے درمیان اخوت روحانی تھی اسلئے آنحضرت کو پسر مادر سے خطاب کیا یا چونکہ دونو کی خلقت ایک نور سے تھی اسلئے حارثہ اس نور کو بلفظ ام تعبیر فرمایا یا یہ کہ جناب فاطمہ بنت اسد مرتبۂ رسول بمنزلہ مادر آنحضرت کے تھین چنانچہ اسی لحاظ سے جب امیر المومنین علیہ السلام نے انکی وفات کی خبر حضرت رسالت پناہ کو پہنچائی اور عرض کیا مَاتَتْ اُمّی تو حضرت نے فرمایا بل امّی ایضاً کہ وہ تمہاری ہی مان نہین میری بھی مان تھین ھذا کلہ فی البحار **مروی** ہے کہ اس دردناک آواز کو سنکر روح رسالت پناہ لحد مین بیتاب ہوگئی۔ اور اسمین سے ایک ہاتھ کہ ہو بہو دست مبارک رسولخدا کے مشابہ تھا برآمد ہوا اور ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے کہا اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم سواک رجلا اے ابوبکر خدا سے کافر ہو گیا جس نے تجھکو مٹی سے پیدا کیا اور درست آدمی بنایا۔ اور نیز حضرت اسوقت اپنے برادر گرامی حضرت جعفر طیارؓ وعم محترم حمزہ بن عبد المطلبؓ کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے واجعفراہ لا جعفر لی الیوم واحمزتاہ لا حمزۃ لی الیوم ہائے افسوس اے جعفر۔ آج میرے لئے جعفر نہین اور ہائے افسوس اے حمزہ آج میرے لئے حمزہ نہین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے نقیب ابو جعفر یحیی بن ابی زید سے پوچھا کہ اگر جعفر وحمزہ زندہ ہوتے تو کیا وہ حضرت امیر علیہ السلام سے بیعت کرتے اور انکی خلافت پر راضی ہو جاتے۔ اُس نے کہا البتہ جسطرح برگ آتش چوب عرفج مین درآتی ہے وہ اسی طرح حضرت کی بیعت مین داخل ہوتے۔ مینے کہا میرا گمان یہ ہے کہ جعفر تو البتہ آنحضرت سے بیعت کرتے الا حمزہ چونکہ مرد جبار قوی النفس درشت خو شجاع ومتفخر تھے اور علی سے سن مین بڑے اور رشتہ مین آپ کے چچا ہوتے تھے اور ان کے اخبار وآثار جنگ وجہاد مین معروف ہین اور انکی شجاعت ودلاوری زبانہائے خلایق پر مذکور ومشہور رہے بہت بعید تھا کہ یہ امر انکے واقع ہو۔ نقیب نے کہا اخلاق وعادات حمزہ البتہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تو نے بیان کیا مگر وہ دین قوی رکھتے تھے اور صدق دل سے پیغمبر خدا کی تصدیق کر چکے تھے کہ اصلاً شک وریب اسمین نہ تھا۔ اگر اسوقت زندہ ہوتے اور حالات امیر المومنینؑ پر اطلاع پاتے اور جو قرب ومنزلت انکو حضرت رسالتؐ سے تھا مشاہدہ کرتے تو البتہ اپنی نخوت سے تنزل کرتے اور آنحضرت کو رضائے خدا ورسولخدا کے واسطے اپنے اوپر ترجیح دیتے اور امر خلافت کو ان کے سپرد کرتے اور اخلاق حمزہ کو امیر المومنین کے اخلاق سے کچھ نسبت نہ تھی کس لئے کہ اخلاق علی اصلی وروحانی ہے کہ باعث صفائی فطرت

بلا ریاضت تعلیم آپ کو حاصل ہوئے تھے وہ اپنی فراست وجودتِ طبع سے وہ وہ باریک باتین نکالتے تھے کہ حکماء مدقق اُنکی ادراک سے عاجز آئین باوجود اسکے قوت وشجاعت مین بھی حمزہ سے کمتر نہ تھے اگر حمزہ زندہ ہوتے اور محاسنِ عادات ومکارم اخلاق امیر المومنین مشاہدہ کرتے تو ابوذر ومقداد سے زیادہ مطیع ہوتے اور یہ جو تونے کہا کہ حمزہ آپکے چچا اور سن مین اُنسے زیادہ تھے عباس بھی اُن کے چچا اور سن مین بڑے تھے۔ تسپر جو سبقِ خلافتِ امیر المومنین مین وہ رکھتے تھے کسی کو نہ تھی۔ اور چچا ہمیشہ اپنے بھتیجون کی متابعت کرتے آئے ہین حمزہ وعباس دونو حضرت رسالت پناہ کے چچا تھے انکی اطاعت کرتے تھے اور اُنکی نبوت کی تصدیق فرماتے تھے ابوطالب کہ شیخ ورئیس بنی ہاشم تھے اور تمام قریش اُن کے مطیع ومنقاد تھے کسطرح پر اطاعت وفرمانبرداری رسول اللہ کی کرتے تھے۔ حالانکہ پیغمبر خدا اُن کے عیال مین داخل تھے اور انکے پرورش کردہ اور بمنزلہ اُنکی اولاد کے شمار ہوتے تھے۔ حضرت صادق فرماتے ہین کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کو مسجد مین لائے تو جناب سیدہ بادلِ مجروح وغمگین نالان وحزین معہ دیگر زنان بنی ہاشم اُن کے پیچھے گھر سے نکلین اور مسجد تک آئین جب روضہ رسول اللہ کے قریب پہنچین تو چلائین اے گروہ ستمگار واے قوم غدار میرے پسر عم سے ہاتھ اُٹھاو ورنہ قسم بخدا کہ اپنے موئے سر کو پریشان کرونگی اور پیراہن رسول اللہ کو سر پر لیکر حضرت حق جل وعلی کے سامنے فریاد خواہ ہونگی فما ناقۃ صالح باکرم علی اللہ منی ولا الفصیل باکرم علی اللہ من ولدی صالح پیغمبر کی اونٹنی حق تعالےٰ کے نزدیک مجھ سے زیادہ عزیز نہین اور نہ اُسکا بچہ اس سبحانہ کے نزدیک میرے بچّون سے زیادہ گرامی ہے بروایتے فرمایا اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ مجھکو بیوہ اور میرے بچّون کو یتیم کرے قسم بخدا کہ اگر انسے ہاتھ نہ اُٹھائیگا تو مین اپنے بال کھولونگی۔ اور گریبان چاک کرونگی اور اپنے باپ کی قبر پر جاکر فریاد کرون گی۔ پس حضرت امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور متوجہ روضۂ رسولخدا ہوئین حضرت امیر المومنینؑ نے سلمانؓ فارسی سے کہا کہ جلد دخترِ رسولؐ اللہ کی خبر لے تحقیق کہ مین دیکھتا ہون کہ شہر مدینہ زیر وزبر ہوا چاہتا ہے جو کچھ وہ کہتی ہین اگر اسکو عمل مین لائین تو اس شہر کا معہ شہر والون کے نشان باقی نرہیگا سلمان کہتے ہین کہ اُسوقت دیکھا مینے کہ دیوارین مسجد کی لرزنے لگین اور زمین سے بلند ہوئین بحدیکہ اگر کوئی چاہتا کہ اُن کے نیچے سے نکل جائے تو نکل سکتا تھا پس مینے دوڑکر عرض کی اے سیدہ نساء اے بتول عذرا واے خاتونِ قیامت واے بانوئے حجلہ کرامت واے جگر گوشہ رسول ثقلین مادر سبطین ان لوگونکو بخشو اور اپنے باپ کی اُمت پر رحم کرو بتحقیق کہ تم خانوادہ رحمت وشفاعت ہو اور تمہارے باپ رحمتِ عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہین۔ تم عذاب الہٰی کے نزول کا باعث نہ ہو ہمارے میری التماس کو بلطف قبول کیا اور اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف مراجعت فرمائی اُسوقت دیکھا مینے کہ دیوارین مسجد کی اپنی جگہہ پر آئین اور جگہہ پر آنے مین اُنسے ایک غبار بلند ہوا کہ اوڑکر ہمارے چہرون پر بیٹھا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ بخدا سوگند اگر فاطمہؑ اپنے موئے سر پراگندہ کرتین تو تمام آدمی ہلاک ہوجاتے۔ القصہ حضرت کو ابوبکر کی پیشگاہ مین لائے تو عمر اُسوقت تلوار کھینچے آپ کے سر پر کھڑے تھے۔ اور خالد ولید وابو عبیدہ جراح وسالم مولای حذیفہ ومعاذ جبل ومغیرہ شعبہ واسید بن حضیر وبشیر بن سعد اور اور لوگ ہتھیار لگائے آراستہ وپیراستہ انکے گرداگرد تھے سلیم بن قیس راوی حدیث کہتے ہین کہ آہ وزاری جناب سیدہ کی سنکر تمام جماعت آبدیدہ ہوئی الا عمر خطاب وخالد ومغیرہ اور عمر نے کہا کہ ہمکو عورتون کی رائے کی کچھ پروا نہین۔ ابوبکر نے جو حضرت کو اس حال مین دیکھا

تو از بسکہ زمانہ سازی اور نرم دلی اُن کے مزاج مین بہتی بولے انکو کھولدو۔ امیر المومنین نے فرمایا اے ابوبکر کیسی جلد تمنے مخالفت رسول اللہ پر کمر باندھی اور کسقدر جلدی آنحضرت کے اہلبیت کو ایذا وآزار پہنچانے لگے کونسے استحقاق اور کس مرتبہ پر تم مجھ سے طلبگار بیعت ہو کیا کل بروز غدیر تمنے خدا ورسولؐ کے حکم سے میرے ساتھ بیعت نہین کی۔ ابوبکر ابھی اسکا جواب دینے نہ پائے تھے کہ عمر بولے اے علی ان باتون کو چھوڑو اور بیعت کرو جبتک بیعت نہ کروگے ہمارے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتے حضرت نے فرمایا اگر نہ کرونگا تو کیا کروگے کہا بذلت وخواری تمکو قتل کرینگے فرمایا تو بندۂ خدا وبرادر رسولؐ اللہ کے قاتل ٹھہروگے۔ ابوبکر نے کہا اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسول اللہ فما نقر لک بذلک یعنی تمہارا بندۂ خدا ہونا قبول ومسلم ہے لیکن برادر رسولؐ اللہ ہونیکا ہم اقرار نہین رکھتے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا اے ابوبکر اسکا اقرار نہین کرتا کہ رسول اللہ نے بروز مواخات مجھکو اپنا بھائی بنایا۔ پس بریدہ نے کہا اے عمر واے ابوبکر تم حاضر نہ تھے جب رسولؐ اللہ نے ہمکو اور تمکو امر کیا تھا کہ جاکر علی علیہ السلام کو بامارت وبادشاہی مومنان سلام کرین اور تمنے پوچھا کہ آیا یہ حکم خدا کی طرف سے ہے تو حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ ہان یہ حکم حقتعالےٰ کا ہے پس ہم سبنے بلفظ السلام علیک یا امیر المومنین آنحضرت پر سلام کیا عمر نے کہا کہ اے بریدہ تجھکو ان امور مین دخل دینے کا منصب نہین بُریدہ نے کہا قسم بخدا کہ مین اس شہر مین نرہونگا جہان تم امیر ہو اور خلیفہ رسول اللہ معزول کیا جائے پس عمر نے حکم دیا کہ بُریدہ کو مارکر نکالدین اسکے بعد سلمان فارسی اُٹھے اور کہا اے ابوبکر خدا سے ڈر اور جس مقام مین بیٹھنے کا استحقاق نہین رکھتا اس سے علیحدہ ہو اور جن لوگون کا یہ کام ہے اُنکے لئے چھوڑ دے اور تمام اُمت کو قیامت تک ضلالت وجہالت مین نہ مبتلا کر عمر نے انکو دھمکایا کہ تو کون ہے اور ان کامون مین تجھے کیا دخل ہے سلمان نے کہا قسم بخدا کہ اگر مین جانتا کہ اپنی تلوار سے اس دین کی امداد کر سکتا ہون تو مردانہ وار راہ خدا مین جہاد کرتا پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہوئے کہ تمنے کیا اور کچھ نہ کیا دین اسلام مین داخل ہوئے اور اس سے نکل گئے پس بشارت ہو تمکو ساتھ مصیبت وعنا ونا امیدی از نعمت ورخا کے۔ آگاہ رہو کہ اسکے بعد ظلمہ بیباک تمپر مسلط ہونگے اور جور وظلم تمہارے درمیان شائع ہوگا اور کتاب خدا واحکام خدا بدلدئے جائینگے۔ پس ابوذر ومقداد کھڑے ہوئے اور حجت کو انپر تمام کیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ اجازت دو تو ہم تلوار نکالین اور اس قوم پر جہاد کرین آپنے فرمایا رحمت خدا ہو تمپر اور اجازت جہاد نہ دی۔ ابوبکر بالائے ممبر خاموش بیٹھے تھے اور زبان سے کچھ نہ کہتے تھے عمر نے انکو کہا کیا ممبر کے اوپر چپکا بیٹھا ہے علیؑ زیر ممبر بیٹھا بیعت نہین کرتا اور تمرّد کرتا ہے مجھکو حکم دے کہ اسکی گردن جدا کرون اسوقت امام حسنؑ وامام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے پاس کھڑے تھے یہ کلمہ عمر سے سنکر رونے اور چلانے اور روبروئے ضریح رسولخدا کرکے فریاد کرنے لگے یا اجداہ یا رسولؐ اللہ ہمکو دیکھو کہ کیسے بے یار ومددگار ہین حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے نور چشمون کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ گریہ مت کرو بتحقیق کہ ان کو قدرت نہین کہ تمہارے باپ کو قتل کرین یا ایسا خیال بھی دل مین لاسکین۔ اسوقت ام سلمہ زوجہ رسولخدا اور امِ ایمن مربّیہ آنحضرت اپنے حجرون سے نکلکر چلائین کہ اے ابوبکر وعمر واے اصحاب پیغمبر خوب تمنے کینہ ہائے دیرینہ ظاہر کئے اور جلد آنحضرت کے اہلبیت سے بدلے لئے عمر نے کہا دونو کو مسجد سے نکالدین کہ ہمکو عورتون کی باتون سے سروکار نہین۔ پس عمر بدین خیال کہ امر بیعت مین خلل وخرابی پڑے بیتاب تھے اور شدت وحدت مین تا بمقدور کمی نکرتے تھے خالد ولید نے بھی تلوار میان سے

نکال لی تھی لیکن ابوبکر نے دیکھا کہ حضرت امیرؑ کسی نوع بیعت پر رضامند نہین ہوتے لاجرم اپنی جگہہ سے اُٹھے اور آپ کے قریب آکر اپنا ہاتھ
آنحضرت کے ہاتھ پر رکھدیا گویا بیعت ہوگئی۔ بروایتے عباس بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام تلوارون کے نیچے بیٹھے ہین وہ دوڑتے
ہوئے آئے اور غل مچاتے تھے لوگو میرے برادرزادے سے ہاتھ اوٹھاؤ اور رفق و مدارا کرو اسکے ساتھ مین اُس سے بیعت کرا دونگا
پس اُنہون نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر خلیفہ اوّل کے ہاتھ سے مَس کر دیا اور وہ اسپر رضامند ہوگئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین
کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے بیعت نہین کی تا وقتیکہ دھوان آنحضرت کے گھر سے بلند نہین ہوا **الحاصل** یہ روایات شیعہ ہین کہ اس
بارے مین وارد ہوئی ہین۔ اہلسنت کے نزدیک جبتک جناب سیّدہ زندہ رہین اُسوقت تک امیرالمومنین نے بیعت نہین کی جب
چھ ماہ بعد اُس جناب کا انتقال ہوا تو اُسوقت مجبوراً بیعت کی ہے۔ صحیح بخاری مین ہے۔ وکان لعلی من الناس وجہ فی حیوۃ
فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشھر موضع الحاجۃ یعنی علیؑ کے لئے فاطمہؑ کی زندگی
مین لوگون کی طرف سے ایک وجہ درو تھی جب اُنکا انتقال ہوا تو آپ نے لوگون کے چہرون کو اپنی طرف سے متغیر پایا پس طالب مصالحہ
و بیعت ہوئے ابوبکر کے ساتھ حالانکہ اس چھ مہینے کے عرصہ مین اُنہون نے بیعت نہین کی تھی اس سے ظاہر ہے کہ جناب سیّدہ کی
حیات مین جو لوگ آپکا پاس و لحاظ کرتے تھے وہ انکی وفات کے بعد باقی نرہا تھا لہذا ملجا و مضطر ہو کر آپنے بیعت ابوبکر کی خواہش کی۔ اور
جامع الاصول مین ہے فکان لعلی وجہ من الناس حیوۃ فاطمہ فلما توفیت فاطمۃ انصرفت وجوہ الناس عن علی و مکثت
فاطمۃ بعد رسول اللہ ستۃ اشھر ثم توفیت فقال رجل للزھری فلم یبایعہ علی فقال لا واللہ ولا احد من بنی ہاشم حتی بایعہ علی یعنی علیؑ کی طرف فاطمہؑ کی زندگی
مین لوگون کا رُخ تھا جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو علیؑ کی طرف سے لوگون کا رخ پھر گیا اور فاطمہ حضرت رسول اللہؐ کے بعد چھ مہینے زندہ رہین
پھر وفات پائی ایک شخص نے زہری راوی حدیث سے کہا کیا علیؑ نے ابوبکر سے بیعت نہین کی کہا نہین اور نہ کسی نے بنی ہاشم سے بیعت کی
جبتک کہ علیؑ نے نہ کی۔ اور ابن ابی الحدید جلد سادس شرح نہج البلاغہ مین کتاب سقیفہ احمد بن العزیز جوہری سے نقل کرتا ہے کہ بنی ہاشم و
زبیر اُس روز علیؑ کے ساتھ تھے اور وہ یعنی زبیر اپنے تئین بنی ہاشم سے خیال کرتے تھے۔ اور علی علیہ السلام بھی کہا کرتے کہ زبیر ہم اہلبیت
سے تھا تا اینکہ اُسکی اولاد جوان ہوئی اُسوقت اُنہون نے اُسکو ہمسے پھیر لیا۔ پس عمر نے کہا علیکم بالکلب اس کتے زبیر کو پکڑو سلم بن
اسلم نے اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور دیوار مین مار کر اُسکو توڑ دیا اور علیؑ کو معہ زبیر و بنی ہاشم ابوبکر کے پاس لائے درانحالیکہ وہ کہتے تھی
کہ مین بندۂ خدا و برادر رسول اللہ ہون پس اُنسے کہا بیعت کرو آپنے کہا مین تمہاری نسبت اس کار کے لئے احق و اولیٰ ہون۔ تم انصار
پر قرابت رسول اللہ کو حجت لائے اور اُنہون نے اس سبب سے تمہاری امارت تسلیم کی مین بھی یہی حجت تمپر لاتا ہون پس خدا سے ڈرو
اور وہ بات کہ انصار نے تمہین بخشی ہے ہمارے حوالے کرو۔ ورنہ تم بلاشبہ گروہ ظالمین سے ہوگے۔ عمر نے کہا جبتک تم ابوبکر سے
بیعت نہین کرینگے ہمارے ہاتھون سے چھوٹ نہین سکتے۔ حضرت نے فرمایا احلب حلبا لک شطرہ اشدد لہ الیوم امرہ یردہ علیک غدا
تو دودھ دوہتا ہے کہ آپ بھی اُسمین سے پئے اور اسکے لئے امر کو مضبوط بناتا ہے کہ کل کو تیری طرف لوٹا دے قسم بخدا کہ مین تیرا کہنا نہ مانونگا

استدلال اہلسنت دربارہ بیعت امیرالمومنین با ابوبکر

ابوبکر نے کہا یا علیؑ تمکو بیعت منظور نہین تو مین مجبور نہین کرتا ابوعبیدہ نے کہا اے ابوالحسن تم نوجوان ہو یہ تمہاری قوم کے سن رسیدہ مشائخ
ہین تمسے زیادہ تجربہ و واقفیت رکھتے ہین ابوبکر پختہ کار متحمل مزاج اور منتظم آدمی ہے۔ اسوقت خلافت کو اسکے لئے چھوڑ دو ثانی الحال اگر
تمہاری عمر دراز ہوئے اور زندہ رہے تو بوجہ قرابت و جہاد و سبقت اسلام تم ہی اس کام کے لئے انسب ہوگے حضرت نے فرمایا اللہ اللہ
اے معشر مہاجرین سلطنت پیغمبر خدا کو آنحضرت کے گھرانے سے نہ نکالو اور حقدارون کو محروم نہ کرو قسم بخدا کہ ہم اہلبیت تم سے زیادہ اس کار
کے لائق ہین بتحقیق کہ ہم قاری قرآن و دانائے فقہ و احکام و عالم فرائض و سنن ہین انتظام جیسا کہ ہم کر سکتے ہین کسی سے نہین ہو سکتا قسم
بخدا کہ یہ ہمارا حق ہے تم اس بارے مین حرص و ہوا کی پیروی نکرو کہ حق سے تجاوز کر جاؤ گے۔ بشیر بن سعد نے کہا یا علیؑ اگر انصار یہ باتین
تمسے قبل بیعت سنتے تو انسے دو شخص بھی تمہارے مقدمہ مین اختلاف نکرتے مگر اب وہ ابوبکر کے ساتھ بیعت کر چکے پس علی علیہ السلام گھر
کو چلے گئے اور جبتک فاطمہؑ زندہ رہین بیعت نہین کی تمام ہوئی روایت صاحب سقیفہ کی اسمین جواب کلام بشیر بن سعد جو شاہ مردان نے دیا مذکور
یا جوہری نے مصلحۃً اسکو نقل نہین کیا مگر ہم روضۃ الاحباب سے اُسکی اصل عبارت مین اسکو نقل کرتے ہین وہ یہ ہے حضرت نے فرمایا اے بشیر تو
روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل ندادہ و تجہیز و تکفین وے نا نمودہ و از دفن وے فراغت حاصل نکردہ دم در طلب
خلافت و حکومت زدمے و با مردم در منازعت و خصومت شدمے۔ بعد ازان صاحب روضۃ الاحباب فرماتے ہین کہ ابوبکر صدیق چون دید
کہ کلمات علیؑ جملہ محکم و استوار و ہر یکے از انہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت اے ابوالحسنؑ مرا گمان این بود کہ
ترا با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمے کردم الکنون کہ مردم اتفاق نمودہ اند
اگر تو نیز بایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر نمائی حرجے بر تو نیست پس علیؑ
از مجلس برخاست و متوجہ خانہ خویش گشت۔ **غرض** حضرت امیرالمومنینؑ نے اسطرح کے بہت سے کلام کئے اور ہر طرح سے اُنپر حجت تمام
فرمائی۔ از انجملہ حدیث غدیر کو یاد دلا کر اسپر شہادت طلب کی بارہ اشخاص نے غازیان بدر سے گواہی دی کہ ہمنے یہ حدیث پیغمبر خدا سے
سُنی ہے زید بن ارقم نے کتمان شہادت کیا اور بددعائے حضرت نابینا ہوا۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ ابن ارقم مذکور ہمیشہ اس شہادت کے
ترک پر اظہار ندامت کرتا اور خدا تعالےٰ سے دعائے آمرش مانگتا۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ زید کی طرح اور لوگون نے بھی اس شہادت
کو چھپا کر ایسے ہی تمغے پائے ہین کیونکہ حضرت امیرالمومنینؑ اکثر موقعون پر حدیث مذکور کو حجت لاتے تھے اور اسپر شہادت طلب فرماتے تھے
سعادتمند ادائے شہادت کرتے بدبخت دیدہ و دانستہ حیلے حوالے کر کے ٹالتے اور بددعائے حضرت مبتلائے بلیات ہوتے تھے۔ چنانچہ
حلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اس مقدمہ مین گواہی چاہی حضار نے گواہی دی۔ الا انس بن مالک
براء بن عازب و اشعث بن قیس و خالد بن یزید کہ اُنہون نے کتمان شہادت کیا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا اے انس تو نہ مریگا تا وقتیکہ حقتعالیٰ
تجھکو مرض برص مین مبتلا کرے جسکو تیرا عمامہ نہ چھپا سکے۔ اور اے اشعث تیری ایک آنکھ جاتی رہیگی اور اے خالد تو جاہلیت کی موت مریگا
اور اے براء تو نے جس مقام سے ہجرت کی ہے اُس جگہہ تیری موت آئیگی۔ جابر بن عبداللہ انصاری راوی حدیث کہتے ہین کہ قسم بخدا

کہ مینے دیکھا کہ انس کی پیشانی پر برص نمودار تھے ہرچند وہ عمامہ سے اسکو چھپانا چاہتا تھا نہین چھپتا تھا اور اشعث کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی وہ کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے کہ امیر المومنینؑ نے میرے لئے دنیوی عذاب پر اکتفا کیا کہ بصارت چشم جاتی رہی اور عقوبت اُخروی سے محفوظ رکھا۔ اور خالد مرا تو بنی کندہ نے اسکی قبر پر گھوڑون اور اونٹون کو برسم جاہلیت پے کیا اور براء کو معاویہ نے حاکم یمن مقرر کیا تھا وہ اسی مقام پر فوت ہوا جہان سے ہجرت کی تھی۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ شرع کے موافق لوگ دو گواہون کی گواہی پر اپنا حق پا لیتے ہین طرفہ ماجرا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کو دس ہزار گواہون کی گواہی پر بھی اُنکا حق نہ ملا۔ **روایت ہے** کہ اسوقت سعد ابی وقاص نے کہا اے پسر ابو طالب تم خلافت کی بہت ہی حرص رکھتے ہو۔ چنانچہ حضرت اپنے ایک خطبہ مین اسطرف اشارہ کرتے ہین کہ ایک کہنے والے نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے تم اس امر پر بہت ہی حریص ہو مینے اُسے کہا بل انتم واللہ احرص وابعد وانا اخص واقرب۔ یعنی قسم بخدا کہ تم مجھ سے زیادہ اسکی حرص رکھتے ہو کیونکہ تم اس سے بعید ہو۔ مین اس سے اقرب ہون اور اسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہون انما طلبتُ حقا لی وانتم تحولون بینی وبینہ وتضربون وجھی دونہ مین تو صرف اپنا حق چاہتا ہون تم اُسکے اور میرے درمیان حائل ہوتے اور اُس سے مانع آتے ہو۔ فرماتے ہین کہ یہ حجت واضح سُنکر وہ قائل (سعد وقاص) مبہوت وحیران رہ گیا اور کچھ جواب اُسے بن نہ آیا۔ **بالجملہ** دریائے تقریر حضرت امیر موج زن تھا اور ایک ایک موقعہ کا اپنی نص خلافت و وصایت سے ذکر کرکے مجمع حاضرین سے اسکا اقرار لیتے تھے۔ ابو بکر یہ دیکھکر دنگ رہ گئے اور اندیشہ ہوا کہ مبادا لوگ اُنسے برگشتہ ہو جائین بولے یا علیؑ جو تم کہتے ہو سب درست ہے ہمنے بھی پیغمبر خدا سے یہ سُنا ہے الا ہمنے آنحضرت سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ہم اہلبیت کو حقتعالے نے برگزیدہ کیا اور چُنا۔ اور دار آخرت کو ہمارے لئے دنیا پر اختیار کیا بتحقیق کہ حقتعالے اس خاندان کے لئے نبوت و خلافت کو جمع نکریگا۔ حضرت نے فرمایا اے ابو بکر تمہارے سوا کسی اور نے بھی یہ حدیث پیغمبر سے سُنی ہے عمر نے کہا خلیفہ رسول اللہ راست کہتے ہین مینے بھی اسکو سُنا ہے علیٰ ہذا ابو عبیدہ و سالم مولائے ابی حذیفہ و معاذ بن جبل نے بھی گواہی دی حضرت نے کہا تمنے کسی نے کچھ نہین سُنا الا یہ کہ اپنے قول و اقرار کو پورا کرتے ہو اور صحیفہ ملعونہ جو کعبہ مین بیٹھکر لکھا ہے اور باہم عہد کیا ہے کہ رسول اللہ کے بعد جسطرح ہو خلافت کو انکی اہلبیت تک نہ پہنچنے دین اُسکو وفا کرتے ہو۔ نہین تو قول پیغمبر مخالف قرآن نہین ہو سکتا حقتعالے فرماتا ہے ام یحسدون الناس علیٰ ما اتٰھم اللہ من فضلہ فقد اتینا آل ابراھیم الکتٰب والحکمۃ واتینٰھم ملکاً عظیما آیا وہ حسد کرتے ہین نیک آدمیون پر اُس چیز سے کہ حقتعالے نے اپنے فضل سے اُنکو عطا کی ہے پس ہمنے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی اور ملک عظیم اُنکو بخشا حضرت نے فرمایا کہ کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے سنت اور ملک سے خلافت یہ سب آل ابراہیم کو دی گئین اور ہم آل ابراہیم سے ہین۔ **القصہ** حضرت امیر سے بیعت لینے یا اُنکو کسی دباؤ سے معذور و معاف رکھنے کے بعد علیٰ اختلاف الروایات یہ حضرات اورون کی طرف متوجہ ہوئے سب سے پہلے اُنہون نے زبیر کو پکڑا تلوار تو اُنکی پہلے ہی لیلی تھی۔ اب زمین پر ڈالا اور حضرت عمر اُنکے سینہ پر سوار ہوئے اور یون گھونٹ کر اُنسے بیعت لی زبیر نے کہا اے پسر ضحاک قسم بخدا اگر میرے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو تو ہرگز یہ جرات نہین کر سکتا تھا۔ اور جو یہ طاغی کہ تیرے گرد و پیش جمع ہین تیری حمایت نہ کرتے تو مجال نہ تھی کہ تم علیؑ پر سبقت لیجاتے۔ اسکے بعد سلمانؓ کو

گلے مین رسن ڈالکر کشان کشان لائے رسی کی رگڑ سے گلا چھلکر نشان پڑ گیا تھا۔ پس اُن کے ہاتھ کو بیعت کے لئے مروڑ ڈالا۔ پھر ابا ذر و مقداد وغیرہ سے اسیطرح بیعت حاصل کی سلمانؓ نے کہا ہلاکت ہو اے قوم تمپر تمنے گذشتہ فرقون کے اختلاف و افتراق کی پیروی کی اور سنت رسول اللہ کو پس پشت ڈالا کہ خلافت کو اُسکی معدن سے نکالکر باہر لیگئے۔ عمر نے کہا اب جبکہ تو نے اور تیرے صاحب نے بیعت کر لی اور جو تم چاہتے تھے اُس سے تمہاری آنکھین روشن ہو مین تو اب جو چاہو سو کہو ہمکو اسکی پروا نہین خدا نے اس امر کو اس گھر والون سے دور رکھا جن کو تمنے خدا بنالیا امیر المومنینؑ نے فرمایا اے پسر صحاک ہمکو تو خلافت نہو اور تجھکو اور پسر آکلۃ الذبان کو ہو کہا اے ابو الحسنؑ جبکہ عامۂ خلائق ابو بکر پر رضامند ہون اور تیرے نہون تو اسمین میرا کیا گناہ ہے۔ حضرت نے فرمایا لیکن خدا اور رسولؐ تو میرے سوا کسی پر رضامند نہین پس بشارت ہو تجھکو اور تیرے اصحاب کو جو اسمین تیرے شریک ہین ساتھ سخط و غضب خدا اور رسولؐ کے وائے ہو تجھپر اے پسر خطاب مگر نہین جانتا کہ تو نے کیا کام کیا اور کونسا معاہدہ توڑ ڈالا اور کیا بُری حرکت تجھ سے صادر ہوئی ہے۔ زبیر نے عمر کو سخت سخت باتین کہین اور سلمانؓ فارسی اور جناب مرتضویؑ نے خاص خاص عقوبات اُخروی کہ بعض بنی ان کے لئے مقرر ہین تذکرہ فرمائے اور بہت گفتگو رہی جسکو ہم مناسب اس رسالے کے بخیال ترک کرتے ہین اور اپنے سُنی بھائیون سے انصاف چاہتے ہین کہ وہی بتلا ئین کہ کوئی بھی معقول پسند آدمی اس بیعت کذائی کو پسند کرے گا چہ جائیکہ اس تُھکا فضیحتی کا اجماع امت و اتفاق نام رکھا جائے اور دینی بادشاہی یعنی نیابت حضرت رسالت پناہی کی بنیاد اسپر قائم کیجائے اور روایت موضوعہ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت گمراہی پر جمع نہین ہوتی۔ تو اسکے ساتھ شامل کرکے اس خلافت کو خلافت مشہودہ کہا جائے۔ مانا کہ روایت مذکورہ ہی صحیح ہے تاہم علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام و عباسؓ و جملہ بنی ہاشم و زبیر و سلمانؓ و ابو ذرؓ وغیرہم تو یکے سب آنحضرت کے اعزہ و اصحاب سہی کیا عام امت مین بھی داخل نہ تھے کہ ان کے شریک ہوئے بغیر ہی اجماع متحقق ہو گیا۔ اور کیا رضامندی اور خوشی کی بیعت اور جبر و تعدی کی بیعت کا ایک ہی حکم ہے کہ اسکی کچھ پروا نہ کی گئی۔ روایت گذشتہ بخاری و جامع الاصول سے ظاہر ہے کہ چھ مہینے تک ان بزرگوارون نے بیعت نہین کی اور بعد کو حضرت فاطمہؑ کی وفات پر کی تو بحال مجبوری محض بیکسی و بیبسی کی حالت مین۔ پس کیا ایسی بیعت سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے تو وہ ہی بتلا ئین کہ یہ چھ ماہ کہ بالکل بیعت نہین ہوئی کس حساب مین رہے اور حضرت خلیفہ صاحب اس عرصۂ دراز تک کس حجت و دلیل سے اموال و نفوس مسلمانان مین تصرف کرتے رہے۔ طرفہ یہ کہ سعد عبادہ انصاری کہ اساطین دین مبین سے مخبر بہ نعیم بہشت و مبشر بہ خیر آخرت تھے اور بیعت عقبہ و غازیان بدر مین داخل ہونیکا فخر رکھتے تھے مدۃ العمر اس بیعت سے کنارہ کش رہے اور وہ زمانہ خلافت عمر خطاب مین شہید ہوئے تو اس اعتبار سے تمام زمانہ خلافت ابو بکر ان کی خلافت پر اجماع نہین ہوا امام فخر الدین رازی یہان گاؤ تازی اس مقام پر عاجز رہ گئے اور کوئی بات معقول نہ لا سکے۔ آپ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین وان قیل ان الانصار نازعوا فیہ اگر کہا جائے کہ انصار نے یعنی سعد عبادہ وغیرہ نے اسمین نزاع کی قلنا لا نزاع فیہ لانہ ارتفع ذالک النزاع عند موت سعد بن عبادۃ ونحن انما نتمسک بھذا الاجماع یعنی ہم کہین گے کہ اسمین کوئی نزاع نہین کیونکہ یہ نزاع سعد عبادہ کے مرنے پر برطرف ہو لیا پس ہم اسی اجماع سے جو اسوقت منعقد ہوا تمسک کرتے ہین دیکھئے امام صاحب نے اس ہنڈا کی خبر کہان جا کر نکالی اور جو اجماع صدر خلافت

ابوبکر مین کاروبار خلافت مین انکے دخل دینے سے پہلے ہونا چاہیے تھا۔ وہ آپنے خلافت عمر مین برسون کے بعد بمشکل مڑھکر تیار کیا حضرت ابوبکر کو گو اپنی عمر بھر اجماع نصیب نہوا مگر امام صاحب نے انکے بعد سعد کی موت پر اجماع بنا کر جھٹ اس سے تمسک کر لیا کیا کہنے آپ کے اس دلیل بازی کے تب ہی تو آپ امام المستدلین قرار پائے۔ امام صاحب کی اس منطق کے موافق تو کوئی مسئلہ بھی مختلف فیہ نہین رہتا اس طرح پر تو ہر ایک اختلافی مسئلہ کو جب ایک فریق دنیا سے گذر جائے مجمع علیہ کہہ سکتے ہین بھلا امام صاحب نے تو اس اجماع سے کہ سعد کے مرنے پر حاصل ہوا تمسک کر کے پیچھا چھوڑا لیا حضرت ابوبکر اور اُن کے اصحاب دُو سوا دو سال تک کونسے اجماع سے متمسک تھے کاش وہ یہی کہتے کہ کبھی نہ کبھی تو سعد مریگا ہی اُسوقت اجماع ہو رہے گا ہم اسی وقت کے آیندہ آنیوالے اجماع کی بنا پر کار خلافت کر رہے ہین مگر خلیفہ صاحب کو تو اُسکے برخلاف تادم مرگ انصار کا اختلاف دل مین کھٹکتا رہا چنانچہ مرض الموت مین جہان اور باتین حسرت و افسوس کی اُنسے منقول ہین وہان ایک یہ بھی ہے کہ کیون نہ مینے رسول اللہ سے دریافت کر لیا کہ آیا انصار کا بھی اسمین کچھ حق وحصہ ہے جیسا آگے آتا ہے۔ غرض اجماع صحابہ کہ بقول متقدمین اہل سنت صحت خلافت ابوبکر کا دار و مدار اسپر ہے کہین کچھ ثابت نہین ہوتا۔ اسلیئے متاخرین نے اس دلیل کو چھوڑ کر ایک اور بات پیدا کی صاحب مواقف کہتے ہین کہ جب خلافت بیعت و اختیار سے ثابت ہو جائے تو وہ اجماع اہل حل و عقد کی محتاج نرہے گی کیونکہ کوئی دلیل اسپر قائم نہین ہوئی نہ از روئے عقل کے نہ نقل کے بلکہ بیعت کر لینا ایک دو کا اہل حل و عقد سے کافی ہوگا ثبوت امامت مین و وجوب متابعت مسلمانان مین کیونکہ ہم جانتے ہین کہ صحابہ نے باوجود اس صلابت کے کہ دین مین رکھتے تھے اسیقدر پر اکتفا کیا مثل بیعت کر لینے عمر کے ابوبکر سے اور مثل بیعت کر لینے عبد الرحمن کے عثمان سے اور شرط نہین کیا انہون نے انعقاد خلافت مین اجماع اہل مدینہ کو چہ جائے کہ علمار امت کے اجماع کو اور کسی نے اُسپر انکار نکیا اور اتفاق کیا اسپر اہل اعصار نے ہمارے زمانہ تک تمام ہوا ترجمہ عبارت صاحب مواقف کا بس اب ہمکو ضرورت کلام باقی نہین رہی اہل انصاف خود دریافت کر سکتے ہین کہ وہ خلافت کس پایہ کی ہوگی جسکی عمر کی بیعت کے سوا کوئی دلیل نہین ملسکتی جسکو عمر نے بھی آخر کار اسکو فلتہ یعنی بن سوچے سمجھے بات کہکر علیحدہ ہو جا مین لکھا سمجھی اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض احادیث مرویہ اہلسنت کہ خلافت بلا فاصلہ امیر المومنین علیہ السلام پر دلالت واضح رکھتی ہین انکی کتابون سے نقل کیجائین ؎

بعض روایات اہلسنت کہ دلالت بر خلافت بلا فاصلہ امیر المومنین علیہ السلام دارد

واضح رہے کہ اصل اصول فرقہ ناجیہ امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے امام مفترض الطاعۃ و خلیفہ بلا فصل جانتے ہین اور یہ عقیدہ سدیدہ انکی کتب کلامیہ مین بہ دلائل عقلیہ و شواہد نقلیہ متفق علیہ مین الفریقین ثابت و مقرر ہے۔ ہمیشہ علمائے اعلام خلفاً عن سلف سعی مشکور اس بارے مین مبذول اور اپنے مخالفون کو قائل بطرز معقول کرتے رہے ہین چنانچہ تصنیفات قدمار فرقہ مثل شیخ سدید مفید و علم الہدیٰ سید مرتضے و خواجہ نصیر الدین طوسی و علامہ جمال الملۃ والدین الحلی و مولانا مقدس احمد اردبیلی وغیرہم عرب وعجم سے اور ہندوستان سے افادات آیۃ اللہ فی العالمین جناب سید دلدار علی نصیر آبادی و حکیم مرزا محمد دہلوی و سلطان العلمار مولانا السید محمد لکھنوی و سید العلمار جناب سید حسین الکھنوی و مفتی محمد قلی کنتوری وغیرہ وغیرہ

شاہد عدل اس دعوے کے ہین اور اس قرب زمان مین جناب مغفرت مآب خاتم المتکلمین قدوۃ المتاخرین مولانا السید حامد حسین طاب ثراہ نے علم کلام کو کمال پر پہنچا دیا اور وہ ضخیم کتابین اس فن مین لکھی ہین جنکا جواب نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر جس نے مجلدات عبقات الانوار و استقصار الافحام کا مطالعہ کیا ہے اُس پر بخوبی روشن ہے مگر اس کتاب کا اصل موضوع واقعات و واردات جناب مرتضوی کا ضبط کرنا ہے ادلہ امامت کی توضیح و تفصیل یہان مقصود نہین اسلیئے صرف چند روایتین سوائے احادیث مشہورہ غدیر و منزلت و قصہ ابلاغ سورہ برات و قصہ جمع کرنے رسول اللہ کا بنی ہاشم کو باین غرض کہ جو اُنسے آنحضرت پر ایمان لائے وہی آپکا وصی و جانشین ہوگا اور ایمان لانے حضرت امیر المومنین اور قصہ سلام کرانے کا آنحضرت کے تئین بلفظ امیر المومنین وغیرہ کے کہ پیشتر مجملاً ذکر ہوئے یہان نقل ہوتی ہین۔ **مسند احمد بن حنبل** اور مناقب خوارزمی و فصول مہمہ وغیرہ مین ہے کہ بروز احد جبکہ جبرئیل امین نے حضرت امیر المومنین کی شجاعت و جان نثاری کی مدح کی تو حضرت رسولخدا نے فرمایا کیونکر علیؑ ایسے نہون حالانکہ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ یعنی علی مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے جبرئیل نے کہا وانا منکما کہ مین تم دونو سے ہون اور نیز آنحضرت نے فرمایا اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ البتہ علی مجھ سے ہی اور مین اُس سے اور وہ ہے والی امور اور آقا ہر ایک مومن کا بعد میرے۔ **دیگر** ابن مغازلی واسطی نے اپنی کتاب مناقب مین روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا من ناصب علیاً الخلافۃ بعدی فھو کافر قد حارب اللہ ورسولہ ومن شک فی علی فھو کافر یعنی جو میرے بعد علیؑ کے ساتھ امر خلافت مین نزاع و خصومت کرے کافر ہے گویا اُس نے خدا و رسولؐ کے ساتھ جنگ کیا ہے اور جو شک لائے علیؑ کے مقدمہ مین وہ کافر ہے۔ **دیگر** ابو الحسن بن المغازلی شافعی نے انس سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ ایک ستارہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ مین آسمان سے اُترا حضرت نے فرمایا اس ستارے کی طرف دیکھو اور نگران رہو جسکے گھر مین وہ اُترے گا وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا لوگون نے دیکھا تو وہ ستارہ خانہ علیؑ مین نازل ہوا پس منافقون نے کہا ان محمداً فقد ضل علیٰ علی آگاہ رہو کہ محمد علیؑ کی محبت مین گمراہ ہو گئے پس حقتعالیٰ نے یہ آیات نازل کین والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی قسم ہے ستارے کی جسوقت کہ وہ نیچے کو جھکا تمہارا صاحب یعنی پیغمبر خدا محبت علیؑ مین گمراہ نہین ہوا اور وہ خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتا تاوقتیکہ وحی اسپر نازل نہین ہو لیتی **دیگر احمد بن حنبل** امام اہلسنت اپنی مسند مین انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ اُس نے کہا مینے سلمانؓ فارسی سے کہا کہ رسول اللہ سے دریافت کرو کہ ان کے بعد انکا وصی کون ہوگا سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپکے بعد آپکا وصی کون ہوگا فرمایا میرا وصی اور میرا وارث اور میرے دین کا ادا کرنیوالا اور میرے وعدونکا وفا کرنیوالا علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ **دیگر** اخطب خطبار موفق بن احمد نے کتاب فضائل مین اور ابراہیم بن محمد حموینی نے کتاب فرائد السمطین مین اور ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا مین ایک مرتبہ پیغمبر خدا کے ساتھ تھا کہ آپنے ایک آہ کی مینے عرض کی یا رسول اللہ کیا حال ہے آپکا فرمایا مجھکو میرے مرنیکی خبر دی گئی ہے مینے عرض کی پھر کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیجیے فرمایا کسکو کر دون مینے کہا ابوبکر کو آپ خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ کی مینے سبب پوچھا تو فرمایا

مجھکو خبر مرگ دی گئی ہے مینے کہا کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرماوین فرمایا کسکو مینے کہا عمر کو آپ پھر خاموش ہوگئے تھوڑی دیر بعد تیسری مرتبہ آہ کی اور پھر میرے استفسار پر وہی جواب ارشاد فرمایا تب مینے کہا آپ علیؑ کو خلیفہ مقرر فرماوین فرمایا والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلن الجنۃ اجمعون اکتعون یعنی اُسی خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے اگر لوگ علیؑ کی اطاعت کرین تو وہ اِن تمام کو جنت مین داخل کرے - اور شرح نہج البلاغہ مین ہے کہ حضرت نے فرمایا آوہ[1] لن تفعلوا واللہ لئن فعلتموہ لیدخلنکم الجنۃ افسوس کہ تم ہرگز اسکو خلیفہ نہ کروگے قسم خدا کی اگر اسکو خلافت دو تو تمکو وہ جنت مین لیجائے - دیکھئے اِس روایت سے کسقدر قلق و اضطراب حضرت رسالتماب کا خلافت امیرالمومنینؑ کے لئے ظاہر ہوتا ہے - **دیگر حافظ ابونعیم** نے حلیۃ الاولیا مین انس خادم رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ وضو کے لئے پانی حاضر کر پس وضو کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا جو شخص اول اِس در سے آئے وہ امام ہے پرہیزگارونکا اور سید و سردار مسلمانون کا اور یعسوب مومنان اور اُنکا بادشاہ ہے اور خاتم اوصیا ہے اور قائد و پیشرو سفید رو اور دست و پا سفیدونکا ہے کہ انکو بہشت کی طرف لیجائیگا - انس کہتے ہین کہ مین دل مین دعا مانگ رہا تھا کہ خداوندا وہ شخص انصار سے ہو کہ اتنے مین علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پوچھا کون ہے مینے عرض کی علیؑ پس حضرت شاد و خندان وہانسے اُٹھے اور اُنکی طرف آئے اور دونو ہاتھ اپنے علیؑ کی گردن مین ڈالدئے اور عرق اُن کے روئے مبارک سے پونچھتے تھے علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ سبب اِس التفات تازہ کا کیا ہے فرمایا کیون نہوے علیؑ حالانکہ تو میری طرف سے میری رسالت کو پہنچائیگا اور میری آواز اُنکو سنائیگا اور جس امر مین وہ اختلاف کرینگے بہ بیان شافی اسکو روشن کریگا - **دیگر احمد بن حنبل** نے مسند مین اور احمد بیہقی نے اپنی صحیح مین حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا من اراد ان ینظر الی نوح فی عزمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی موسی فی عقلہ والی عیسے فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب یعنی جو شخص چاہے کہ نظر کرے طرف نوح کے انکے عزم و ارادے مین اور طرف ابراہیم کے اُنکے حلم و برداشت مین اور طرف موسیٰ کے اُنکی عقل و دانائی مین اور طرف عیسےٰ کی انکی عبادت مین اُسکو چاہے کہ نظر کرے طرف علیؑ بن ابیطالب کے اور فخرالدین رازی نے اربعین مین کتاب فضائل الصحابہ بیہقی سے اسطرح پر نقل کیا ہے کہ جو ارادہ کرے طرف آدمؑ کے اُن کے علم مین اور طرف نوحؑ کے اُن کے تقوے مین اور طرف ابراہیم کے اُن کے خلق مین اور طرف موسیٰ کے اُنکی ہیبت مین اور طرف عیسے کے اُنکی عبادت مین اُسکو چاہئے کہ نظر کرے طرف علیؑ ابن ابیطالب کے اور حدیث فردوس الاخبار مین اِس سے بھی زیادہ مبسوط طور سے وارد ہوئی ہے فخر رازی شیعون کی طرف سے کہتے ہین کہ ظاہر حدیث دلالت کرتا ہے کہ وہ حضرت ان پیغمبرون کے مساوی ہین اور شک نہین کہ یہ پیغمبر ابوبکر و دیگر صحابہ سے افضل تھے پس افضل کا مساوی بھی افضل ہوگا - پس علیؑ ابن ابیطالب ابوبکر وغیرہ سے افضل ہوئے پس وہی خلیفہ ہونگے ورنہ ترجیح مرجوح لازم آئیگی - **دیگر موفق بن احمد** مذکور نے کہ بزرگان علمائے عامہ سے ہے کتاب فضائل مین روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب شب معراج مین آسمان پر گیا اور سدرۃ المنتہی پر پہنچکر روبرو جناب احدیت کے کھڑا ہوا تو مجھ سے خطاب کیا اور پوچھا اے

[1] آوہ بروزن خیر ایک کلمہ ہے جو کہ شکایت کے وقت بولا جاتا ہے ۱۲ ۞

محمدؐ تو نے خلقت کو آزمایا سب سے زیادہ کسکو اپنا مطیع و فرمانبردار پایا مینے عرض کی پروردگارا علیؑ کے تئین - فرمایا راست کہا تو نے اے محمدؐ پس آیا تو نے کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا ہے کہ تیرے احکام لوگون تک پہنچادے اور قرآن اُنکو تعلیم کرے عرض کی پروردگار تیرے اختیار کر تحقیق کہ جسکو تو اختیار کریگا اُسی کو مین اختیار کرونگا ارشاد ہوا کہ مینے علیؑ کو اختیار کیا تو اسکو اپنا خلیفہ و وصی مقرر کر کیونکہ مینے اپنا علم و حلم اُسے عطا کیا ہے اور وہ ہے امیر مومنونکا حقیقۃً کوئی اُسکے رتبہ کو نہین پہنچ سکا نہ اُس سے پہلے نہ اُسکے بعد اے محمدؐ علیؑ نشان ہدایت ہے اور امام ہے اُن لوگون کا جو میری طاعت کرین اور نور ہے میرے دوستونکا اور کلمہ ہے کہ مینے متقین پر اسکو لازم گردانا ہے جو اُسکو دوست رکھے اُس نے مجھکو دوست رکھا اور جس نے اُسکے ساتھ دشمنی کی اُس نے میرے ساتھ دشمنی کی اے محمدؐ تو اُس کو اِس کی بشارت دے پیغمبرؐ خدا فرماتے ہین کہ مینے علیؑ کو بشارت دی تو اُنہون نے کہا مین بندہ خدا اور اُس کے قبضہ قدرت مین ہون اگر مجھکو عذاب کرے تو میرے گناہون کے سبب کرے گا اور یہ ظلم نہوگا اور جو وعدہ وفائی فرمائے تو وہ میرا مولیٰ ہے مینے کہا پروردگارا علیؑ کے قلب کو مجلا کر اور اسکو بہار ایمان بنا ارشاد ہوا کہ مین نے دعا تیری قبول کی اے محمدؐ الا یہ میرے علم سابق مین گذرا ہے کہ وہ مبتلائے بلا ہوگا تحقیق کہ اگر علیؑ نہوتا تو میرا گروہ اور میرے دوستون کا گروہ اور میرے نبیون کے دوستون کا گروہ شناخت نہوتا **خطبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ** کتاب احتجاج مین امام ہمام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے روایت کی کہ سلمان علیہ الرحمۃ والرضوان نے دفن رسول اللہ سے تین روز بعد خطبہ کہا ایہا الناس اگر مین تمام فضائل امیرالمومنینؑ جو مجھے معلوم ہین بیان کرون تو بعض کہتے کہین گے سلمان دیوانہ ہوگیا اور بعض کہین گے کہ خداوندا قاتل سلمانؓ کی مغفرت کر آگاہ رہو کہ تمہارے لئے منایا اور موتین ہین جنکے ساتھ امید و بلایا و آفات شامل ہین آگاہ رہو کہ علیؑ بن ابیطالب کے پاس علم منایا اور بلایا اور میراث وصایا اور فصل خطاب و اصل انساب ہے جیسا کہ ہارون وصی موسےٰ کے پاس تھا - کیونکہ رسولخدا نے فرمایا یا علی انت وصیی فی اھلی وخلیفتی فی امتی بمنزلۃ ہارون من موسےٰ اے علیؑ تو میرا وصی ہے میرے اہل مین اور میرا خلیفہ ہے میری امت پر ٹھیک ویسا ہی جیسا کہ ہارون وصی موسےٰ تھے مگر تمنے بنی اسرائیل کی طرح قبول حق سے اباکیا و حذو النعل بالنعل اُنکی پیروی کی قسم ہے اُس پروردگار کی کہ سلمانؓ کی جان اُسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناتے تو دین و دنیا دونو مین نفع پاتے اور حالت تمہاری یہ ہوتی کہ اگر مرغان ہوا اور ماہیان دریا کو طلب کرتے تو وہ تمہاری اجابت کرتین - دوستان خدا فقر و فاقہ مین مبتلا نہوتے اور فرائض خدا کامل طور سے انصرام پاتے حتے کہ دو شخص بھی احکام خدا مین مختلف نہوتے مگر تمنے اِس سے انکار کیا اور اغیار کو والی امر بنایا - پس بشارت ہو تمکو ساتھ مصیبت و بلا و ناامیدی از رفاہ و رخا کے پس مین صاف … ظاہر کہتا ہون کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رشتہ محبت و ولا منقطع ہوا - پھر کہا لوگو اہلبیت رسول اللہ کا دامن پکڑو تحقیق کہ وہی بزرگ … ہدایت راہ نمائے جنت ہونگے اور علی علیہ السلام کی اطاعت کرو کیونکہ ہمنے ایکبار نہین بار بار رسول اللہ کے سامنے حضرت کو امارت و ولایت مومنین کے ساتھ سلام کیا ہے اور وہ حضرت ہمیشہ اسکا حکم دیتے اور تاکید کرتے رہے ہین - کیا ہوا اُن لوگونکو کہ اُنکی فضیلت کو جان بوجھکر اُن پر حسد کرتے ہین جیسا کہ قابیل نے ہابیل پر حسد کیا اور اُسے مار ڈالا اور جسطرح امت موسیٰ اُسی حسد کے سبب سے

دین سے پھر گئی۔ ایہا الناس کدھر جاتے ہو ہمکو ابو فلان و فلان سے کیا کام ہے۔ دیدہ و دانستہ کیون جاہل بنے جاتے ہو قسم خدا کی تم کافر ہو جاؤگے اور ایک دوسرے کو مار ڈالوگے اور ناجی کو ہالک اور ہلاک شوندہ کو نجات یابندہ کہنے لگوگے۔ آگاہ رہو کہ مینے اپنا عقیدہ ظاہر کردیا مین تابع ہون اپنے مولی اور مولائے ہر مومن و مومنہ کا کہ علی امیر المومنین و سید الوصیین اور قائد الغر المحجلین و امام الصدیقین و شہداء صالحین مین حضرت سلمانؓ بڑے راسخ العقیدہ کامل الایمان تھے بیعت بکر یہ ہلڑ مین انکی گردن مین چوٹ آئی جس سے استخوان گردن مین کجی رہ گئی تھی عمر انسے کہا کرتے کہ بنی ہاشم اگر بیعت سے تخلف کرین تو انکو شایان ہے کیونکہ قرابت رسول اللہ کا فخر رکھتے ہین بارے تو کسلئے اکڑتا پھرتا ہے وہ کہتے مین بھی انکا دوست اور شیعہ ہون دنیا اور آخرت مین وہ بیعت کرینگے تو بیعت کرونگا نہین تو نکرونگا۔ ابن قتیبہ مورخ اہل سنت کہتا ہے کہ صحابہ سے اٹھارہ شخص رافضی تھے انمین ایک سلمانؓ کو شمار کیا ہی

علت اینکہ چرا حضرت شاہ مردان بر جفائے دشمنان صبر نمود و با خلفائے ثلثہ ہمچو طلحہ و زبیر و معاویہ جنگ و جدال نفرمود۔ اصلی مصلحت تو ایسے امور کی حضرت علام الغیوب ہی کو معلوم ہوگی یا وہ حضرت خود اسکو خوب جانتے ہونگے۔ ہم صرف اسقدر رکھتے ہین کہ جو کام وہ جناب کرتے تھے مطابق حکم خدا و رسول کرتے تھے اور اسی مین حق منحصر ہوتا تھا فان علیا مع الحق والحق مع علی۔ بتحقیق کہ علی حق کے ساتھ ہین اور حق علیؑ کے ساتھ اور نیز آنحضرتؑ کو مثل سائر ائمہ علیہم السلام ایک کتاب خدا و رسول کی طرف سے ملا ہوا تھا جسمین آپ کے اعمال و افعال درج تھے پس آپ کے جملہ کار و بار اسی تحریر کے موافق ہوتے تھے۔ اسکے علاوہ جو کچھ احادیث مین اس مقدمہ مین اور خلفاء ثلثہ کے ساتھ آپکے دیگر برتاؤ مین وارد ہوا ہے ہم اسکو بھی مفصل لکھتے ہین پس واضح رہے کہ انبیا و اوصیا علیہم السلام ہر چند خدا کے خاص بندے اور اسکے چیدے اور برگزیدے ہین اور دیگر خلائق پر انکو یہ فضیلت و فوقیت ہے کہ جو کچھ اس سبحانہ سے چاہین اور جسکی درخواست کرین اس کی درگاہ مین سب قبول و منظور ہو لیکن باوجود اسکے وہ بہر حال تابع رضائے خدا و مطیع مرضی مولے رہتے ہین اور جسوقت جو مصلحت الہی پاتے ہین اسکے موافق عمل مین لاتے ہین جب جنگ و جہاد اعدا پر مامور ہوتے ہین تو اسکو بجان و دل بجالاتے ہین اور جب سکوت و تقیہ و تحمل جفا و بلیہ کا اشارہ پاتے ہین تو بیچون و چرا اسپر کاربند ہوتے ہین چنانچہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کا یہی دستور تھا جبتک مشرکین

علامہ محمد بن علی ابن شہر آشوب مازندرانی اپنی مشہور کتاب مناقب مین حضرت ابو عبد اللہ جعفر صادق سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے پاس ایک نامہ سربمہر بھیجا تھا کہ اے محمدؐ یہ تمہاری وصیت ہے تمہارے نجبائے اہلبیت کیطرف حضرت نے فرمایا اے جبرئیل نجبائے اہلبیت کون ہین فرمایا امیر المومنین علی بن ابیطالب اور انکی اولاد طاہرین۔ اس صحیفہ مین سونے کی مہرین لگی تھین پس حضرت نے وہ نامہ علی علیہ السلام کو دیا آپ نے اپنے نام کی مہر کو توڑا اور جو کچھ اسمین لکھا تھا اسپر عمل کیا۔ پھر اسکو امام حسن کے حوالے کیا انہون نے اپنے نام کی مہر کو توڑا اور اسکے موافق عمل کیا پھر وہ نامہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا انہون نے اپنے نام کی مہر کھولی تو لکھا تھا کہ اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر جہاد کرو اور درجہ شہادت حاصل کر بتحقیق کہ شہادت تیری ساتھ ہی حاصل ہوگی پس حضرت نے اسپر عمل کیا اور نامہ امام زین العابدین کو دیا۔ انہون نے کھولی تو لکھا تھا اپنے گھر کا لازم رہ اور خاموشی سے بسر کیجو اور معروف عبادت پروردگار رہ پھر امام محمد باقر کو دیا ان کے لئے وصیت تھی کہ لوگون سے حدیثین بیان کر اور فتوے دے اور سوائے خدا کے کسی سے خوف نہ کر کسی کو تجھپر دست قدرت نہین پھر وہ نامہ راوی حدیث امام جعفر صادقؑ تک پہنچا انہون نے اسکو کھولا تو لکھا تھا حدیث کی روایت کر اور اپنے آباء صالحین کے علوم کو رونق و رواج دو اور بجز خداوند عالم کسی سے خوف نکر بتحقیق کہ تم اسکی حرز و امان مین ہو پس انہون نے اسپر عمل کیا اور اسکو موسی بن جعفر کو دیدیا علی ہذا موسی اپنے بعد کے امام کو و علی ہذا تا اینکہ امام مہدی علیہ السلام تک پہنچیگا مگر صاحب مناقب علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی وارد ہوئی ہے یعنی ابو بکر بن شیبہ نے محمد بن فضیل سے اور اس نے اعمش سے اور اس نے ابی صالح سے اور اس نے عبد اللہ بن عباس سے اور انہون نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے اسکو روایت کیا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

مکہ کے جور و جفا سہنے اور انکی ایذا و آزار اٹھانے مین مصلحت الہی نظر آئی بصبر و سکون اسکو برداشت کرتے رہے اور جب حکم جہاد ملا اور قتل و قمع کفار اشرار پر مامور ہوئے تو اسکے لئے آمادہ و تیار ہو گئے بنفس نفیس معرکون مین شریک ہوتے اور پے در پے صدمے اٹھاتے مگر ایک قدم پیچھے نہ ہٹاتے تھے اور قدم بقدم آپ کے آپکے بھائی و داماد و وصی امیر المومنین علیؑ تھے کہ ایک وقت مامور بجہاد ہو کر بڑے بڑے سرکشون کے سرون کو تہ تیغ کھینچتے اور مرحب جیسے جوان و عمرو بن عبدود سے پہلوان کو خاک ہلاک پر ڈالتے تھے اور ناکثین و قاسطین و مارقین سے لڑکر داد مردی و مردانگی دیتے تھے۔ اور دوسرے وقت شیخین جیسے بہادرون سے کہ کبھی کوئی شجاعت کا کام انسے سنا نہین گیا انواع و اقسام کی ذلتین اور تکلیفین جھیلتے اور دم نہ مارتے تھے۔ مشہور ہے کہ زمانہ خلافت ظاہری مین جبکہ آپ کوفہ مین رونق افروز تھے خود آنحضرت کے سامنے بعض منافقون نے یہ اعتراض پیش کیا تھا کہ مابالہ لم ینازع ابا بکر و عمر و عثمان کما نازع طلحۃ و زبیر کہ اسکا کیا سبب ہے کہ حضرت جیسے طلحہ زبیر کے ساتھ بجنگ و جدال پیش آئے ثلثہ کے ساتھ کیون نہ پیش آئے حضرت نے یہ سنا تو ممبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بلیغ اس مقدمے مین ارشاد کیا۔ فرمایا ایہا الناس مینے سنا ہے کہ تم ایسا اور ایسا کہتے ہو بتحقیق کہ مجھکو ابتدا مین صبر کرنے اور بہ جنگ و جہاد پیش نہ آنے مین سات پیغمبران مرسل سے اقتدا ہے اول انمین حضرت نوح ہین کہ حقتعالے قرآن مین خبر دیتا ہے کہ انہون نے کہا رَبِّ اَنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پروردگارا مین غلبہ کفار مین دبا ہوا ہون میری نصرت کر اگر کہو نوح مغلوب نہ تھے تو اس مین تکذیب قرآن ہے جو باعث کفر ہے اور اگر وہ حضرت مغلوب تھے تو مین بھی مغلوب رہا اور جائے اعتراض نہین **دوسرے** ابراہیم علیہ السلام کہ انہون نے فرمایا و اعتزلکم و ما تدعون من دون اللہ کہ مین تم سے اور جن بتونکو تم سوائے خدا کے بلاتے اور انکو پوجتے ہو کنارہ کش ہوتا ہون اور عزلت اختیار کرتا ہون۔ کہتے ہین کہ ابراہیمؑ کفار کے خوف سے بابل کو چھوڑ کر فارس کے پہاڑون مین چلے گئے تھے اور سات سال وہان سرگردان رہے حتے کہ آذر بت تراش مر گیا اسوقت بابل مین آکر بتون کو توڑا اور آتش نمرود آنحضرت پر سرد ہوئی پس حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اگر تم کہو کہ ابراہیمؑ نے بغیر اسکے کہ آنحضرت کو کچھ صدمہ امت سے پہنچا انسے اعتزال کیا تو کافر ہوگئے اور جو صدمہ و مصیبت کے سبب سے وہ حضرت کنارہ کش ہوئے تو وصی یعنی خود وہ حضرت معذور تر ہین۔ **تیسرے** ابراہیم کے خالہ زاد بھائی لوط پیغمبر کہ اپنی قوم سے کہتے تھے لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید کہ کاش مجھکو تمہارے ساتھ مقابلے کی قوت ہوتی یا کوئی مضبوط جائے پناہ ملتی یعنی کنبہ و قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی مدد سے تمکو دفع کرتا۔ پس اگر کہو کہ وہ ان کے دفعیہ پر قادر تھے تو کافر ہوگئے ورنہ وصی معذور تر ہے۔ **چوتھے** انمین یوسف علیہ السلام ہین کہ کہتے تھے رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ اے پروردگار میرے زندان میرے نزدیک محبوب تر ہے اس کام سے کہ جسکی طرف یہ عورتین مجھکو بلاتی ہین پس اگر کہو کہ عورتون کے مکر و فریب سے بہ تنگ آکر انہون نے یہ دعا نہین کی تھی تو اسمین تکذیب قرآن ہے اور عجز اور تنگی کی صورت مین میرا عذر واضح ہے۔ **پانچوین** موسی بن عمران ہین کہ انہون نے فرعون سے کہا تھا ففررت منکم لما خفتکم کہ مین تمسے بھاگ گیا تھا جبکہ تمسے خائف ہوا تھا۔ پس اگر کہو کہ موسی نے بلا خوف فرار کیا تھا تو یہ خلاف قرآن ہے اور خوف کھا کر بھاگے مین میرا بھی وہی عذر ہے۔ **چھٹے** ہارون ہین کہ

انہون نے موسیٰ سے اپنی قوم کی شکایت کی یا ابن امان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر اس قوم نے مجھکو ضعیف کر دیا اور قریب تھا کہ قتل کرین میرے تئین اگر کہو ایسا نہ تھا اور حضرت ہارون نے دروغ کہا تو کفر تم پر لازم آتا ہے اور جو راست ہے تو میرا عذر بھی لائق پذیرائی ہے۔ **ساتوین** حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ ہین کہ بخوف کفار غار مین چھپے اگر کہو کچھ خوف آنحضرت کو نہ تھا تو بوجہ ارتکاب کذب بر انبیا کفر لازم آتا ہے اور اگر قائل ہو کہ خائف تھے اور بوجہ خوف اسکے سوا چارہ نہ رکھتے تھے تو انکا وصی معذور ہے۔ حاضرین یہ کلام بلاغت نظام آنحضرت سے سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیرالمومنین حق بجانب آپ کے ہے جو کچھ آپ فرماتے ہین لاریب درست ہے۔ اور متواترات سے ہے کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے آنحضرت کو وصیت کی تھی کہ اگر ناصر و مددگار ملین تو جنگ کرین ورنہ صبر فرمائین یہی وجہ ہے کہ حضرت مکرر فرماتے تھے کہ اگر چالیس مرد میرے ساتھ ہوتے تو ان پر جہاد کرتا۔ اور منقول ہے کہ بوقت بیعت جب ابوبکر و عمر نے کہا اگر بیعت نکروگے تو قتل کیئے جاؤگے حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور تین مرتبہ فرمایا اللھم اشھد پروردگار گواہ رہنا کہ شرائط جہاد میرے لئے جمع نہین ہوئین جو کچھ کرتا ہون بمجبوری ہے نہج البلاغہ مین ہے فنظرت فاذا لیس لی معین الا اھل بیتی فضننت بھم عن الموت فاغضیت علی القذیٰ وشربت علی الشجیٰ وصبرت علی اخذ الکظم وعلیٰ امر من طعم العلقم یعنی پس نگاہ کی اور دیکھا مینے تو کوئی میرا مددگار نہ تھا بجز میرے اہلبیتؑ کے پس مجھکو دریغ آیا کہ انکو موت کے حوالہ کرون پس مینے خس وخاشاک کے ساتھ آنکھین بند کین اور جرعہ غم والم نوش کیا اور غصہ کے ضبط کرنے اور علقمؑ تلخ کے ذائقہ چکھنے پر صبر کیا۔ زرارہ بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس لئے امیرالمومنینؑ نے لوگون کو اپنی طرف دعوت نکیا اور کیون اپنے دشمن پر تلوار نہ اٹھائی حضرت نے فرمایا اس خوف سے کہ مرتد نہو جائین اور رسالت محمدؐ کی گواہی سے باز رہین۔ اور صدقہ بن مسلم نے عمر بن قیس ماصر سے حضرت علیؑ کے گھر مین بیٹھ رہنے کی نسبت استفسار کیا تو اس نے کہا علی اس امت مین جملہ فرائض خدا سے ایک فریضہ تھے کہ رسولخدا نے مثل دیگر فرائض نماز روزہ وغیرہ کے انکو امت تک پہنچا دیا۔ فرائض کو یہ ضرور نہین کہ اپنی طرف کسی کو دعوت کرین خلقت کا فرض ہے کہ انکو اجابت کرے پس اگر وہ حضرت گھر مین بیٹھ رہے تو معذور ہین خلائق نے انکو ترک کیا تو معذور نہین انپر فرض تھا کہ انکو باہر لاتے اور اس مقام پر جہان رسول اللہ نے نصب کیا تھا وضع فرماتے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس جواب کو پسند کیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ جواب ماخوذ ہے حدیث پیغمبرؐ سے کہ فرمایا یا علی مثلک مثل الکعبۃ توتی ولا تاتی کہ اے علی تیری مثال مثل کعبہ کے ہے کہ تیرے پاس لوگ آئین تجھکو ضرورت نہین کہ کسی کے پاس جائے۔ **نیز** منقول ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیون علی علیہ السلام نے امتناع نہ کیا اور اپنے دشمنون کو دفع نہ فرمایا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ پشت کفار و منافقین مین کچھ ودائع خدا تھین پس حضرت نے اسوقت تک جہاد نہ کیا جبتک کہ وہ وہانسے نکل نہ چکین جسوقت آنکے علیحدہ ہولین تو جس سے جنگ کرنا تھا جنگ کیا اور قتل فرمایا۔ **نقل ہے** کہ کسی نے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ علی علیہ السلام کسواسطے ثلثہ کا عطیہ

لہ علقم بروزن جعفر حنظل و ہر چیز تلخ باشد و درخت تلخ مزہ و کنار تلخ و آب سخت تلخ۔ ۱۲۔ منتہی الارب۔ + + +

جوابات شیخ مفید علیہ الرحمہ

لیتے تھے اور کیون ان کے پیچھے نماز پڑھی اور کاہیکو ان کے جنگ مین اسیر کی ہوئی عورتون سے وطی کی۔ اور کس لئے ان کی مجالس مین بیٹھکر حکم کرتے تھے۔ **شیخ** نے جواب دیا لیکن آنحضرت کا انکے عطیات کو قبول کرنا پس وہ آپکا حق تھا جسقدر اس سے ہاتھ آیا حق بحقدار رسید باقی غاصبون کے ہاتھون مین مغصوب رہا۔ اور لیکن ان کے پیچھے نماز پڑھنا پس آپ امام برحق تھے جس نے آنحضرت پر تقدم کیا اسکی نماز باطل ہوئی لیکن انکی اسیرون متمتع ہونا پس ہم اسکو نہین مانتے کیونکہ بروایت شیعہ خولہ مادر محمد حنفیہ کو محمد بن مسلم حنفی نے آنحضرت کے ساتھ تزویج کیا تھا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ عمر خطاب نے اپنے عہد خلافت مین جب ان اسیرون کو واپس لیا تو خولہ کو نہین لیا اگر وہ بھی بملک یمین تصرف مین آئی ہوتی تو اسکو بھی واپس لیتے علاوہ برین اگر بملک یمین متصرف ہوتے تب بھی آنحضرت کیلئے مباح تھا کسلئے کہ ابوبکر نے جن لوگون کو اسیر کیا وہ بقول تمہارے منکر رسالت پیغمبر کافر مطلق تھے پس ہر ایک کو ان کی ساتھ وطی جائز تھی ہرچند کہ یزید یا زیادہی انکو قید کرتا۔ البتہ یہ اعتراض اسوقت درست ہوتا کہ یہ لوگ منکر امامت آنحضرت کے ہوتے اور پھر امیرالمومنین از روے ملک یمین انکی عورات پر تصرف فرماتے اور لیکن انکی مجالس مین شریک ہوکر حکم کرنا پس اگر آنحضرت کو قدرت ہوتی کہ تمام احکام آپ جاری کرین اور انکو ایک قضیہ مین بھی حکم نہ کرنے دین تو وہ البتہ ایسا کرتے کیونکہ حکومت صرف آپ کے لئے تھی کہ آپ حاکم شرعی تھے نہ کہ وہ لوگ۔ اور علی بن میثم سے پوچھا کہ علی علیہ السلام نے کس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھی کہا وہ انکو بمنزلہ ستون مسجد کے سمجھ لیتے تھے کہا عثمان کے آگے ولید بن عقبہ کو کیون حد لگائی کہا اسلئے کہ اجرا حدود آنحضرت کیلئے تھا اور آپکا کام تھا جسطرح پر ممکن ہوتا تھا اسکو اجرا کرتے تھے کہا ابوبکر و عمر کو کیون مشورہ دیتے تھے کہا اسلئے تاکہ احکام خدا کو احیا کرین چنانچہ یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کو اسلئے مشورہ دیتے تھے بہ تحقیق کہ ملک و حکومت آنحضرت کے لئے تھی جہانتک ممکن ہوتا تھا خود مصالح خلقت کا اظہار کرتے ورنہ دوسرون کے ذریعہ اسکو ظاہر فرماتے تھے تاکہ حتےٰ المقدور احیاء امر خدا بجالائین کہا شورے مین کسلئے شریک ہوئے کہا تاکہ اپنی حجتون کے بیان کرنیکا موقع ملے اور اگر کوئی مصنفانہ مناظرہ کرنا چاہے تو اسپر اظہار غلبہ ہوسکے اور مدعیون پر ان کے دعوون کا بطلان روشن ہو جائے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت اس روز فرماتے تھے الیوم ادخلت فی باب اذا انصفت فیہ وصلت الی حقی کہ آج مین اس دروازہ مین داخل ہو گیا ہون کہ اگر انصاف کیا جائے تو اپنے حق کو پہنچ جاؤن یعنی ابوبکر نے بروز سقیفہ استبداد کیا اور مجھکو مشورے مین شریک نکیا۔ کہا کسلئے اپنی بیٹی کو عمر سے تزویج کیا جواب مین کہا کہ عمر ظاہر اسلمان کلمہ گو اور رسول اللہ کی فضیلت کے قائل تھے پس اپنے بنظر استصلاح ایسا کیا اور اسلئے کہ ان کے شر سے محفوظ رہین حالانکہ لوط پیغمبر نے اپنی بیٹیان کفار کے آگے پیش کین تاکہ انکو گمراہی سے باز رکھین اور کہا ھؤلاء بناتی اطھر لکم کہ یہ میری بیٹیان تمہارے لئے پاکیزہ تر ہین اور حالانکہ آسیہ بنت مزاحم فرعون کے تحت مین تھی۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ام کلثوم دختر امیرالمومنینؑ کا خلیفہ ثانی کے ساتھ تزویج ہونا قول ضعیف ہے۔ پس جواب مذکورہ بالا بفرض وتقدیر تسلیم ہوگا اور اسمین چند اقوال ہین چنانچہ آئندہ اسکا ذکر آئیگا۔

ذکر احتجاج بعض مہاجرین وانصار بر غاصبین خلافت رسول مختار

علامہ طبرسی علیہ الرحمہ کتاب احتجاج مین روایت کرتے ہین کہ ابان بن تغلب نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسول اللہ فدا ہون آپ پر اصحاب رسول اللہ مین کوئی بھی ایسا تھا جس نے ابوبکر کے غصب خلافت کرنے اور ناحق نار و آنحضرت کے مقام پر بیٹھ جانے پر

رد و انکار کیا ہو آپ نے فرمایا ہاں بارہ اشخاص نے مہاجر و انصار سے اس پر انکار کیا اور عین اسوقت جبکہ وہ ممبر رسول اللہ پر بیٹھے تھے اسطرح کے کلام کرکے حجت تمام کی ان کے نام یہ ہین۔ خالد بن سعید بن عاص اموی۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد بن اسود کندی۔ عمار یاسر و بریدہ اسلمی چھ مہاجرین سے اور ابوالہیثم بن تیہان و سہل بن حنیف و عثمان بن حنیف و خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین و ابی بن کعب و ابو ایوب انصار سے۔ **حقیر مولف** کہتا ہے کہ بعض روایات مین بجائے سعید بن عاص کے عمر بن سعید اسکا بھائی مذکور ہے یہ دونون بھائی مکہ مین مسلمان ہوکر حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اور بروز خیبر جعفر طیار کے ساتھ مدینہ مین آئے تھے اور خالد و عمر و ابان ابنائے سعید تینون سعادتمند مخلصان و شیعیان امیر المومنین سے تھے باوجودیکہ بنی امیہ سے تھے اور اس موقعہ پر ظاہر ہے کہ عمر بن سعید ہی شریک ہون کیونکہ حسب تصریح ابن اثیر وغیرہ مورخین خالد قرب زمان وفات رسولخدا مین مدینہ مین نہ تھے۔ بلکہ اخذ صدقات کے کام پر یمن مین گئے ہوئے تھے الا یہ کہ کہین کہ اسوقت وہان آگئے تھے اور نیز بعض روایات مین ابی بن کعب کو مہاجرین مین شامل کیا ہے۔ یہ وہم راوی ہے۔ اور نیز عبد اللہ بن مسعود کو بھی انمین زیادہ کیا ہے اور عثمان بن حنیف کا انصار مین ذکر نہین کیا اور اسطرح بارہ کی تعداد پوری کی ہے لیکن عبد اللہ بن مسعود کی نسبت مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین لکھتے ہین کہ ان کے باقی حالات اسکے خلاف ہین کہ وہ اس مجمع مین شریک ہون بہرکیف ان بارہ اشخاص نے مخالفت ابوبکر پر کمر باندھی اور جمع ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے کہا کہ جسوقت وہ ممبر رسول اللہ پر ہون جاکر انکو نیچے کھینچ لین اوروں نے کہا ایسا کرنا اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے اور حقتعالے فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ اپنے ہاتھون اپنے آپ کو ہلاکت مین نہ ڈالو۔ بہتر ہے کہ ہم حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کرین اور جو کچھ وہ حضرت حکم دین اسپر کاربند ہون پس سب کے سب در دولت پر حاضر ہوئے اور عرض کی یا امیر المومنین آپنے اپنا حق چھوڑا اور جس کار کیلئے آپ اولی و احق تھے اسے ترک کیا حالانکہ بنص رسول اللہ آپ حق کے ساتھ ہین اور حق آپ کے ساتھ اور جس طرف آپ رجوع کرتے ہین حق اسی طرف مائل ہوتا ہے۔ پس ہمنے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر کو جبکہ وہ ممبر رسولخدا پر بیٹھین نیچے اتار لین اسمین حضرت کی کیا رائے ہے حضرت نے فرمایا یہ امر لا کلام محرک جنگ و جدال ہوگا اور اسوقت تم ان کے مقابلے مین اس سے زیادہ نہین جسقدر کہ کھانے مین نمک ہوتا ہے یا آنکھ مین سرمہ

ذکر اینکہ عامۂ خلائق بچہ سبب از حضرت امیر المومنین کنارہ کردند و چرا با آنحضرت نگردید

بحار الانوار مین ابو زید نحوی سے نقل کیا ہے کہ اس نے خلیل بن احمد عروضی سے سوال کیا کہ کس لئے ان لوگون نے علی علیہ السلام کو ترک کیا باوجود اس قرب و قرابت کے کہ وہ رسول اللہ سے رکھتے تھے اور اس رتبہ بلند کے کہ مسلمانون مین انکو حاصل تھا اور ان عنا و کلفتون کے کہ حمایت اسلام مین آنحضرت نے جھیلی تھین۔ اس نے کہا قسم بخدا کہ آنحضرت کا نور ان کے انوار پر غالب آیا اور تمام خوبیون مین سب سے بڑھ گئے والناس الی امثالھم امیل اور لوگ اپنے امثال کی طرف زیادہ مائل و راغب ہوتے ہین۔ اور نیز ابو زید نے خلیل سے کہا کہ کیا وجہ تھی کہ اصحاب رسول اللہ باہم ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا سگے بھائی ایک ماں کے بیٹے ہین اور علی ان کے درمیان مختلف البطن دوسری ماں سے معلوم ہوتے تھے اس نے کہا وہ حضرت اسلام مین انسے سابق تھے اور شرف و فضیلت مین ان پر فائق اور علم و حلم و ہدایت مین

انسے بڑھ گئے تھے پس انہون نے انپر حسد کیا والناس الی امثالھم اشکالھم امیل اور مسلمہ بن نمیل سے پوچھا گیا کہ کیا بات تھی کہ عامۂ خلائق نے علی کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ہر ایک خیر و خوبی مین پائگاہ عالی رکھتے تھے اس نے کہا اسلیئے کہ انکی آنکھون کی ضو کوتاہ تھی آنحضرت کے نور کے دیکھنے کی تاب نہ لائی والناس الی اشکالھم امیل یونس بن حبیب نحوی نے کہا (یہ شخص عثمانی تھا) کہ مینے خلیل بن احمد سے کہا ایک مسئلہ پوچھتا ہون بشرطیکہ اسکو پوشیدہ رکھے اس نے کہا تیرے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ جواب سوال سے زیادہ سخت و غلیظ ہوگا بس تو بھی اسکو پوشیدہ رکھنا مینے کہا ہان تیری زندگی مین کسی سے نہ کہونگا کہا تو پوچھ مینے کہا کیا بات تھی کہ اصحاب رسول اللہ باہم ایک ماں کے بیٹے معلوم ہوتے تھے الا علی بن ابیطالب کہ ایسے علیحدہ گویا سوتیلے بھائی تھے۔ کہا تو نے کہانسے یہ سوال نکالا مینے کہا تو جواب کا وعدہ کرچکا ہے کہا تو بھی اخفا کا وعدہ کرچکا کہا ہان تیری حیات تک اس نے کہا علی علیہ السلام اسلام مین انسے مقدم تھے اور علم مین فائق اور شرافت مین سابق اور زہد و تقوے مین انپر راجح اور جہاد مین انسے زیادہ تھے لہذا انپر حسد لے گئے اور خلقت کا دستور ہے کہ اپنی مثل و جنس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے بہ نسبت ناجنس کے۔ پس اسکو سمجھ لے **مولف** کہتا ہے کہ یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ بنی امیہ اسلامی دنیا پر بری بلا کی طرح چھائے ہوئے تھے اور حضرت امیر المومنین کا نام تک کوئی علانیہ نہ لے سکتا تھا مناقب و فضائل کا تو کیا ذکر اگر کسی کو روایت مین بھی آپکا نام لینا ہوتا تو کہتا قال ابو زینب کذا کہ پدر زینب نے ایسا اور ایسا کہا اور صریح نام نہ لیتا اور اگر کوئی شیعہ کسی معتبر دوست کے گھر جاتا تو چھپ کر اس سے بات کرتا۔ اور اسکے زوجہ اور غلام تک سے ڈرتا پس ایسے ہی وقت مین یہ سوال و جواب باہم عہد و پیمان کے بعد واقع ہوا کیونکہ بقول صاحب تاریخ ابن خلکان خلیل مذکور کی وفات سنہ ۱۷۶ ہجری مین واقع ہوئی اور کل عمر اسکی چوہتر سال کی ہے پس اسکی عمر کا زیادہ حصہ بنی امیہ کے عہد سلطنت مین جنکا خاتمہ موافق مشہور سنہ ۱۳۲ ہجری مین ہوا ہے گذرا۔ اور نیز ابن خلکان مین ہے کہ خلیل مذکور امام علم نحو تھا اور علم عروض[1] یعنی علم اوزان شعر کو اس نے اختراع کیا۔ اور وہ ہی استاد سیبویہ نحوی کا ہے اور وہ ایک مرد صالح عاقل حلیم و صاحب وقار تھا ایک مرتبہ عبد اللہ بن مقفع اور اسکے درمیان رات بھر باتین ہوتی رہین صبح کو جدا ہوئے تو خلیل سے پوچھا گیا کہ تو نے ابن مقفع کو کیسا پایا اس نے کہا ایک مرد ہے کہ اسکا علم اسکی عقل سے زیادہ ہے ابن مقفع سے جو خلیل کی نسبت دریافت ہوا تو اس نے کہا رأیت رجلا عقلہ اکثر من علمہ کہ مینے ایک مرد کو دیکھا کہ اسکی عقل اسکے علم سے زیادہ ہے۔ اور حسن بن فضال نے

[1] یہ شخص پرلے سرے کا ذکی الطبع تیز فہم تھا علم عروض اس نے اپنی تیز ذہنی کی بدولت ایجاد کیا۔ ایک روز بصرہ مین دھوبیون کے کوچہ سے جا رہا تھا جنگ و رباب کی مختلف طور کی آوازین سنکر دل مین کہنے لگا کہ اس سے کوئی ایسا اصول و قاعدہ اخذ کرنا چاہئے جو پہلے کسی کو نہ معلوم ہوا ہو۔ پس علم عروض جیسا کہ شائع ہے وضع کیا۔ ایک اور حکایت اسکے ذکاوت و ذہانت کی صاحب مجالس المومنین مین یہ لکھی ہے کہ اسکے زمانہ مین ایک طبیب تھا کہ روشنی چشم کی دوا دیا کرتا تھا اور وہ دوا لوگون کو بہت نفع دیتی تھی اتفاقاً وہ طبیب مر گیا ایک روز ایک شخص خلیل کے پاس بیٹھا ہوا اس کے مرنے پر افسوس اور اس دوا کی حاجت بیان کر رہا تھا۔ خلیل نے کہا اس دوا سے کچھ باقی ہے کہا نہین کہا وہ ظرف ہے جسمین وہ دوا بناتا تھا کہا ہان ہے خلیل نے اسے منگایا اور ناک کے نزدیک کرکے اس کی دوائین معلوم کرنے لگا تا اینکہ پندرہ دوائین دریافت کرلین پھر ان کی مقدار معین کرکے نسخہ بنا کر لوگون کو دینے لگا اس سے فائدہ ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسکا اصل نسخہ طبیب مذکور کی کتابون مین سے ملا معلوم ہوا کہ اس مین کل سولہ دوائین تھین جنمین پندرہ خلیل نے کھرل سونگھ کر دریافت کرلی تھین۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ لوگ حضرت امیرؑ کو چھوڑ کر غیرون کی طرف کیون مائل ہوتے تھے حالانکہ آنحضرت کا فضل و سابقہ اور
حضرت رسولخدا کے نزدیک آپکا رتبہ انکو اچھی طرح سے معلوم تھا فرمایا اسلئے کہ ان کے آباو اجداد و اخوان و اولاد و اعمام و اخوال سے بہت سے
اشخاص کہ دشمن خدا و رسولؐ تھے آپکے ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے تھے پس وہ نہین چاہتے تھے کہ وہ حضرت انپر حکمران ہون اور اورون کیطرف
یہ کینے اُن کے دل مین نہ تھے کیونکہ اُنہون نے رسولخدا کے سامنے ایسے جنگ و جہاد نہین کئے تھے بدین وجہ اُنسے پھر کر اورون کی طرف
مائل تھے۔ اور عبداللہ بن عمر نے جناب امیرالمومنینؑ سے کہا قریش تمکو کیونکر دوست رکھین حالانکہ تمنے بروز بدر و احد اُن کے سادات سے
ستر سردار ایسے قتل کئے ہین کہ جنکی ناک اُن کے لبون سے پہلے پانی مین پہنچتی تھی۔ یعنی وہ دراز بینی تھے (یہ عرب کے نزدیک حسن صورت
و فخر و شرافت کی علامت ہے) حضرت نے فرمایا ما ترکت بدر لنا مذیقا[1] ولا من خلفنا طریقاً کہ بدر نے ہمارے لئے مذیق نہین
باقی رکھا اور نہ پیچھے کیطرف کو راستہ چھوڑا ہے۔ اور امام زین العابدینؑ سے سوال ہوا کہ کیون قریش علیؑ سے بغض رکھتے ہین فرمایا۔
اورد اولھم النار و قلد اٰخرھم العار کہ آنحضرت نے اُنکے اگلون کو جہنم مین بھیجا اور پچھلون پر عیب و عار رکھا۔ اور ابو ہلال عسکری نے کتاب
اوائل مین ابو الہیثم بن تیہان کے حال مین لکھا ہے کہ وہ ایک شخص ہے جس نے ابتدائے نبوت رسول اللہ مین سب سے پہلے اپنا ہاتھ آنحضرت
کے ہاتھ مین دیا یعنی بیعت عقبہ اول اس نے کی پھر کہتا ہے کہ اسی ابو الہیثم نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنینؑ کے سامنے کھڑے ہوکر
خطبہ کہا اور کہا اے امیرالمومنینؑ قریش کا حسد تمپر دو وجہ سے ہے اُنکے نیکو کار تمہارے فضل غالب اور درجہ عالی کے خواستگار ہوئے
اور اشرار نے حسد کیا کہ دلون پر ثقیل و گران گزرا اور اعمال کو حبط کیا کیونکہ اُنہون نے تمپر نعمات خدا دیکھین جنسے کہ تم محظوظ ہوا اور وہ محروم
ہین۔ پس تمہاری برابری کی خواہش پرسش کی اور تمپر سبقت لیجانا چاہا پس بعید ہوئی قسم خدا کی اُنپر غایت اور منقطع ہوئی جولانگاہ اور
جب تمہارے مدارج کو ادراک کرسکے تو اسطرح تمہارے ساتھ پیش آئے جیسا کہ آپ دیکھتے ہین قسم بخدا کہ تم تمام سے زیادہ قریش کے
شکرگزاری کے سزاوار تھے کیونکہ تمنے اُن کے نبی کی نصرت کی اُنکی حیات مین اور اُن کے حقوق کو ادا کیا اُنکی وفات کے بعد قسم خدا کی
کہ اُنکی بغاوت اُن ہی کو ضرر پہنچائیگی اُنہون نے نکث نہین کیا مگر بیعت خدا کو اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھون کے اوپر ہے اور لیکن ہم
گروہ انصار پس ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانین تمہاری ساتھ ہین ہاتھ تمہارے اُن دشمنون پر ہین جو موجود ہین اور زبانین اُنپر جو
غائب ہین نہج البلاغۃ مین ہے کہ حضرت امیر کبیر سے آپکے اصحاب مین ایک شخص نے کہ قبیلۂ بنی اسد سے تھا سوال کیا کیف دفعکم
عن ھذا المقام و انتم احق بہ کہ تمہاری قوم نے تمکو اس مقام (خلافت) سے کیون دفع کیا حالانکہ تم سب سے زیادہ اس منصب کے لئے
احق و اولےٰ ہو۔ چونکہ یہ سوال ایام صفین مین عین موقعہ جنگ پر کیا تھا فرمایا اے اخو بنی اسد تو سخت پُر اضطراب اور نہایت بیتاب ہے موقعہ
و محل کو نہین دیکھتا۔ تاہم حرمت مصاہرت[2] رکھتا ہے اور حق مسئلت مجھکو حاصل ہے پس سن کہ ہم باوجودیکہ اعلےٰ نسب اور حضرت

[1] مذیق شیر آب آمیختہ یا مذق دوست غیر خالص اور بعض کتب مین بجائے مذیق کے صدیق آیا ہے یعنی بدر نے کوئی ہمارا دوست نہین چھوڑا۔ ۱۲ بحار +
[2] حرمت مصاہرت یہ کہ زینب بنت جحش زوجہ رسولخدا قبیلۂ بنی اسد سے تھین اور قطب راوندی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ خود آنحضرت نے ایک نکاح بنی اسد مین کیا تھا مگر ابن ابی الحدید اسکو نہین مانتا

رسولخدا سے سب سے زیادہ اقرب ہین مگر ان لوگون نے دندان طمع تیز کئے اور ہمارا حق ہم سے مسلوب و مغصوب کر لیا پس ہم خاموش ہوگئے اور
انصاف اسکا خدا کے حوالہ کیا وہ سبحانہ بروز قیامت ضرور اسکی داد دیگا۔ پس تو اس ظلم و زیادتی یا چوری و ڈکیتی کو جو کچھ کہ بے جانے دے
فدع عنک نھباً صیح فی حجراتہ[1] یعنی اس غارت و لوٹ کے ذکر کو ترک کر جسکے گرد و نواح مین اسکا شور و غوغا ہو چکا ہے۔ اسوقت
جو خطب بزرگ پسر ابوسفیان کا درپیش ہے اسکی بابت سوال کر کہ زمانہ مجھکو بار بار رونیکے بعد اسپر ہنسی آتی ہے۔ طرفہ ماجرا ہے اور عجیب
واقعہ قسم بخدا کہ ان لوگون نے ایک طرف سے نور خدا کے مٹانے اور اسکے سرچشمہ کو ایک سرے سے بند کرنیکی دل مین ٹھان لی ہے کہ
یون شر و فساد و ظلم و بیداد پر تل گئے پس اگر یہ شور و شر فرو ہوا تو مین خلقت کو خالص حق پر لے اُونگا ورنہ معاملہ دگرگون ہوا تو فلا تذھب
نفسک علیھم حسرات تیرا دل انپر حسرت و افسوس نکرے واللہ علیم بما یصنعون اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین۔ نیز بحار مین
شعبی سے منقول ہے کہ اُس نے کہا ہم نہین جانتے کہ علی بن ابیطالب کے بارے مین کیا کرین اگر انکو دوست رکھتے ہین تو فقیر و محتاج
ہوتے ہین اور جو اُنسے بغض و عناد کرتے ہین تو کافر ہوتے ہین اور نظام نے کہا کہ علی متکلم کے واسطے ایک مصیبت ہین اگر اُنکا حق پورا
کرتے ہین تو غالی بنتے ہین اور جو اُنمین کمی کرتے ہین تو یہ اسارت اور بدی ہے اور درمیانی مرتبہ دقیق و باریک ہے۔ ابو العیناء نے علی
ابن جہم سے کہا کہ تو تو علی علیہ السلام کو اسلئے دشمن رکھتا ہے کہ وہ حضرت فاعل و مفعول دونو کو قتل کرتے تھے اور تو ایک اُنمین سے ہے اس نے
کہا اے مخنث تو ابو العیناء نے کہا فضرب لنا مثلاً و نسی خلقہ یعنی ہمارے لئے مثال لایا اور اپنی خلقت کو فراموش کیا کیا معنی کہ مخنث آپ ہے
کہتا ہمکو ہے رجال کشی مین ہے کہ احمد بن حنبل امیرالمومنینؑ سے اسلئے عداوت رکھتا تھا کہ آنحضرت نے بروز نہروان اُسکے دادا ذی الثدیہ
کو قتل کیا تھا۔ اور مبرد کامل مین کہتا ہے کہ اصمع بن مطہر اصمعی کے دادا کے امیرالمومنینؑ نے چوری کی علت مین ہاتھ کاٹے تھے اس لئے
اصمعی آنحضرت سے عداوت رکھتا تھا۔ پس اس صورت مین تمکو آمادۂ جنگ و جہاد ہونا چاہئے اسمین شک نہین کہ مجھکو یہ اس شورش
کا خیال ہے کہ وہ میرے قتل و ایذا کے درپے ہون گے۔ بروایتے حضرت نے فرمایا تم ایسا کروگے تو وہ تلوارین لیکر آمادۂ رزم و پیکار ہونگے جیسا کہ پہلے
کرچکے ہین کہ مجھکو مقہور و مغلوب کرکے گھر سے نکالا اور کہا بیعت کرو ورنہ قتل کرینگے پس مجھکو چارہ نرہا بجز اسکے کہ انکو اپنے سے دفع کرون۔

[1] یہ پہلا مصرعہ امرء القیس مشہور شاعر کے شعر کا ہے دوسرا مصرعہ اسکا یہ ہے ولکن حدیثاً ما حدیث الرواحل یعنی تو اس غذری و غارت کے ذکر کو چھوڑدے جسکا شور و غل اسکے محل و مقام پر ہو چکا ہے۔ لیکن اسوقت شتران راحلہ[2] کا ذکر کر۔ اور قصہ اسکا اسطرح پر ہے کہ امرء القیس اپنے باپ کے قتل ہونے کے بعد قبائل عرب مین پھرتا تھا پس وہ خالد بن سدوس نبہانی کے یہان پناہ گیر ہوا۔ اُسوقت بنی جذیلہ اس پر دوبارہ چڑھ آئے اور اسکے اونٹون کو چراگاہ مین سے لیکر رفوچکر ہوئے امرء القیس کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس کی شکایت خالد سے کی خالد نے کہا تو اپنے شتران راحلہ مجھکو دے کہ اُن پر چڑھکر تیرے تمام اونٹ پھیر لاؤن پہلکر سوار ہوا تا اینکہ اُن کے پاس جا پہنچا اور کہا اے بنی جذیلہ تم میرے جار کے اونٹ لے آئے اُنہون نے کہا وہ تیرا جار نہین کہا البتہ میرا ہمسایہ ہے اور یہ شتران راحلہ اُسی کے ہین جن پر مین سوار ہون۔ پس وہ پلٹے اور اسے اُلٹے اُتار کر وہ اونٹ بار بردار بھی لیگئے اور بقولے خود خالد سے یہ شتران رواحل لیکر چمپت ہوگیا تھا بہرحال امرء القیس کو اس دوسرے نقصان کا حال معلوم ہوا تو اُس نے قصیدہ کہا جسکا اول شعر یہ ہے۔ امیرالمومنینؑ نے خلفاء ثلٰثہ کے معاملہ کو امرء القیس کی پہلی بار اونٹ لیجانے اور معاویہ کی سرکشی کو اسکی دوبارہ کی غارت سے تشبیہ دی اور یہ مصرعہ پڑھا۔ ۱۲ + + +

[2] راحلہ شتر قوی کہ سفر کی طاقت رکھے اور بوجھ اُٹھا سکے یا وہ شتر کہ نجیب و کامل الاوصاف ہو۔ ۱۲ منتہی الارب + + +

تحقیق کہ مجھکو رسول اللہ نے خبر دی ہے کہ اے ابوالحسن اُمت تیری ساتھ غدر و بیوفائی کریگی اور جو عہد مجھ سے کیا ہے اسے توڑ دیگی اور چونکہ
تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس یہ لوگ میرے بعد تجھے چھوڑ کر گوسالہ پرستی کرین گے پس مینے عرض کی یارسول اللہ مجھکو اُسوقت
کیا کرنا چاہیے فرمایا اگر مددگار ملین تو جہاد کر ورنہ حفظ نفس لازم ہے تاوقتیکہ مظلوم و ستمرسیدہ میرے پاس آئے پس آنحضرت نے وفات پائی تو
مین انکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا آپکے دفن سے فارغ ہوکر قرآن جمع کرنے لگا۔ اسکے بعد فاطمہؑ و حسنینؑ کو ہمراہ لیکر سابقین اسلام و اہل بدر
کے گھرون پر جاکر معاونت طلب کی مگر سوائے ان چار شخصون سلمانؓ ابا ذرؓ مقدادؓ و عمار یاسرؓ کے کسی نے قبول نہ کیا پس میری حجت ان پر
تمام ہوئی۔ اب جبکہ تم لوگون نے انکا بغض و عداوت خدا اور رسول اور اُن کے اہلبیت کے ساتھ معلوم کرلیا اور جان گئے کہ ان کے دلونمین
کینے بھرے ہوئے ہین تو اس ارادہ کو ترک کرو ہان جو کچھ رسول اللہ سے میرے بارے مین سُنا ہے اُسکو انکے سامنے بیان کرو تاکہ حجت ظاہر ہو۔
اور ان کے لئے عذر کی گنجائش نہ رہے اور یہ باعث انکی دوری کا ہو خدا اور رسولؐ سے۔ پس جمعہ کا دن تھا اور رسول خدا کی وفات کو پانچ
روز گزرے تھے کہ یہ لوگ مسجد پیغمبر مین جاکر ممبر کے گرداگرد بیٹھ گئے اتنے مین ابوبکر ممبر پر گئے انصار نے مہاجرین کو اشارہ کیا کہ تقدیم
تمکو کرنی چاہیے کسلئے کہ حقتعالیٰ نے قرآن مین تمکو مقدم کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے لقد تاب اللہ بالنبی علی المہاجرین والانصار یعنی توبہ
قبول کی اللہ نے مہاجرین و انصار کی طفیل اپنے نبی کے۔ ابان نے عرض کی یا ابن رسول اللہ عوام اس آیہ کو اس طرح نہین پڑھتے فرمایا اُس
طرح پڑھتے مین کہا یون پڑھتے ہین لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار کہ حقتعالیٰ نے توبہ پیغمبر کی اور مہاجرین و انصار کی قبول کی
فرمایا وائے ہو اُن پر نبی نے کیا گناہ کیا تھا کہ انکی توبہ قبول کرتا اور لوگون کی توبہ انکے طفیل سے قبول ہوئی نہ کہ انہون نے توبہ کی۔ القصہ
بحکم آیہ شریفہ مہاجرین نے سبقت کی اور سب سے اول خالد بن سعید اُٹھے۔ روایت ہے کہ یہ لوگ بروز وفات رسولخدا مدینہ مین موجود نہ تھے
ابوبکر کے خلیفہ ہونیکے بعد آگئے تھے اور یہ بزرگان مجلس رسولخدا اور اعلام مسجد آنحضرت سے تھے پس خالد کہا اے ابوبکر تم جانتے ہو کہ
رسولخدا نے بروز بنی قریظہ جبکہ ہم آنحضرت کے گرد و پیش جمع تھے اور علیؑ نے دس آدمی بزرگان و شرفائے کفار سے قتل کئے تھے ہمکو
خطاب کرکے فرمایا اے گروہ مہاجر و انصار مین تمکو وصیت کرتا ہون اسے یاد رکھو ان علی بن ابی طالب امیرکم بعدی و خلیفتی فیکم بذلک
اوصانی ربی آگاہ رہو کہ علی ابن ابیطالب میرے بعد تمہارے امیر اور میرے خلیفہ و جانشین ہین تمپر مین بحکم خدا تمکو یہ کہتا ہون بہ تحقیق کہ
اگر میرا کہنا نہ مانو گے اور انکی نصرت و یاری سے ہاتھ اُٹھاؤ گے تو تمہارے احکام مختلف اور تمہارا دین خراب ہوجائیگا اور تمہاری سلطنت
اشرار کے ہاتھ مین چلی جائیگی آگاہ رہو کہ میرے اہلبیت میرے بعد وارث خلافت اور فرمانروائے امت ہین پروردگارا جو کوئی ان کی
اطاعت کرے اور میری وصیت کو اُن کے حق مین یاد رکھے اُسکو میرے ساتھ میرے زمرہ مین محشور کر کہ نعمات آخرت سے بہرہ ور ہو
اور جو انکی مخالفت کرے اسکو بہشت سے محروم فرما۔ عمر خطاب نے کہا خاموش رہ اے خالد کہ تو اہل مشورت سے نہین نہ اُن لوگون مین ہے
جنکی رائے کی پیروی کیجاتی ہے خالد نے کہا تو خاموش رہ اے پسر خطاب تو اورون کی زبان سے کلام کرتا ہے قسم بخدا کہ قریش کو معلوم
ہے کہ تو حسب مین لئیم منصب مین پست و دنی اور قدر مین خسیس ہے نہ ناموری و شہرت مین حصہ رکھتا ہے نہ راہ خدا مین کچھ مشقت

تکلم خالد بن سعید بن العاص

عنا کھینچا ہے اور معہذا لڑائیون مین بزدل خرچ اموال مین بخیل ہے قریش مین کوئی فخر و فضیلت نہین رکھتا اور جنگ مین کوئی ذکر مشہور نہین
اور تیری مثال اس معاملے مین شیطان کی مثال ہے اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف اللہ رب العلمین فکان
عاقبتہما انہما فی النار خالدین فیہا و ذلک جزاء الظلمین جبکہ اُس نے انسان سے کہا کہ کفر اختیار کر جب اُس نے کفر اختیار کیا تو کہا مین تجھ سے
بیزار ہون تحقیق کہ مین خدائے عالمین سے ڈرتا ہون۔ پس انجام دونو کا یہ ہوا کہ وہ جہنم مین ہون گے ہمیشہ کے لئے اور یہی ہے جزا
اور بدلا ظالمون کا۔ یہ سُنکر عمر بند ہوگئے اور خالد بیٹھ گئے۔ اسکے بعد سلمان اُٹھے اور وہ پہلے انکار بیعت مین اپنی گردن پر چوٹ کھا چکے تھے
اور اول فارسی مین کہا کردید و نکردید و ندانید کہ چہ کردید بعد ازان عربی مین کلام کیا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے ابوبکر جب تجھ سے
کوئی سوال کرین جسکو تو نہ جانتا ہو تو کس سے پوچھے گا اور اگر کوئی مشکل تجھپر آن پڑے تو کسکی طرف پناہ لیجائیگا اور کیا عذر کریگا اسمین کہ
تو نے اس شخص پر پیش قدمی کی ہے جو علم مین تجھ سے زیادہ اور قرابت مین رسول اللہ سے نزدیک تر ہے اور قرآن و حدیث کی تاویل
کو بہتر جانتا ہے حضرت رسولخدا نے اپنی حیات مین اُسکو مقدم کیا ہے اور وفات کے بعد کے لئے تمکو وصیت فرما گئے ہین پس تمنے انکی
وصیت کو بھلا دیا اور انکے عہد کو شکست کیا اور لشکر اسامہ مین نہ جانے سے آنحضرت کی صریح و صاف مخالفت کی کہ وہ امور تمسے سرزد ہوئے
کہ جنکے اندیشہ سے تمکو رسولخدا نے اُسمین مقرر کیا اور مدینہ سے نکالنا چاہا تھا۔ پس اے ابوبکر بہت جلد تیری زندگی تمام ہوجائیگی اور اس
وبال عظیم کا بوجھ سر پر لئے قبر کے گڑھے مین جانا ہوگا توبہ کر اور حق کو حقدار کے حوالے کر کہ اس صورت مین اُس روز جبکہ تیرے ہی اعوان
و انصار تجھکو گور کے سپرد کرآئین گے امید نجات ہے بہ تحقیق کہ تو نے علیؑ کے بارے مین وہی سب کچھ دیکھا اور سُنا ہے جو کہ ہمنے دیکھا
اور سُنا ہے مگر اُس نے تجھکو اس سے باز نہ رکھا جو کام تو نے اختیار کیا ہے پس خدا سے ڈر اور دین خدا مین رخنہ ڈالنے اور مسلمانون کے
کام مین خلل و خرابی پیدا کرنے سے پرہیز کر فقد اعذر من انذر بہ تحقیق کہ جس نے ڈرایا اور خوف دلایا اُس نے اپنا عذر پورا
کردیا۔ سلمان نے اپنا کلام ختم کیا تو ابوذر اُٹھے اور کہا اے معشر قریش تمنے بہت بُرا کام کیا کہ قرابت رسول اللہ کا پاس و لحاظ نہ کیا قسم
بخدا کہ اب عرب سے ایک جماعت مرتد ہوجائیگی اور اُن کے عقائد مین شکوک و شبہات داخل ہونگے اگر اس امر کو اہلبیت پیغمبر سے
مخصوص رکھتے تو دو تلوارین باہمی مخالفت پر میان سے نہ نکلتین قسم بخدا کہ اب یہ خلافت خلافت پیغمبر نہ رہے گی جو چاہے گا بقہر و غلبہ اُسپر
متصرف ہوجائیگا اور وہ لوگ اسکی طمع کرینگے جو مطلق اہلیت نہ رکھتے ہونگے اور اسکی طلب مین خونریزیان واقع ہونگی۔ امام علیہ السلام
نے فرمایا فکان کما قال ابوذر ویسا ہی ہوا جیسا کہ ابوذر نے کہا تھا کہ معاویہ و یزید وغیرہ فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس تک اُسپر متصرف
ہوئے یہ صرف اُسی روز کی کارروائی کا نتیجہ تھا۔ پس ابوذرؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ امر خلافت میرے بعد علیؑ کیلئے
ہے پھر حسنؑ کے پھر حسینؑ کے لئے بعد ازان میری ذریۃ طاہرہ کے واسطے پس تمنے قول پیغمبر کو پس پشت ڈالا اور جو عہد آنحضرت سے
کیا تھا اُسکو بھول گئے اور دنیا طلب کی اور آخرت باقی کو جسکا شباب پیری سے نہین بدلتا جسکی نعمات مین زوال کو راہ نہین جس مین
غم ہے نہ موت دنیائے فانی اور ناچیز کی عوض بیچ ڈالا ٹھیک اسی طرح پر جیسے کہ امم سابقہ اپنے نبیون کے بعد کافر ہوگئے اور دین مین

تکلم ابوذر غفاری

تغیر و تبدل کیا پس عنقریب ہے کہ جو تمنے کیا ہے اُسکا مزہ چکھو اور اپنے فعلونکا بدلا پاؤ وَمَا اللّٰہُ بِظَلاّمٍ لِلْعَبِیْدِ اور اللہ بندون پر ظلم
کرنیوالا نہین۔ اِن کے بعد مقداد بن اسود اُٹھے اور کہا اے ابوبکر ظلم و ستم سے باز آ اور اِس معصیت سے تائب ہو اور گھر مین بیٹھکر اِس پر تکلم مقداد بن اسود
گریہ و بکا کر اور یہ امر اُسکے سپرد کر جو اسکے لیئے اولےٰ و احق ہے۔ بہ تحقیق کہ رسول اللہ نے خلافت علیؑ کا تجھ سے اقرار لیا ہے اور اُنکی بیعت
تیری گردن مین ہے اور تمکو جیش اسامہ مین مقرر کیا تاکہ معلوم ہو کہ تو اور تیرا مددگار عمر خلافت پیغمبر کی قابلیت نہین رکھتے۔ اور نیز تم دونو
کو غزوہ ذات السلاسل مین معدنِ شقاق و نفاق عمرو عاص کا محکوم کیا جسکی شان مین یہ آیہ نازل ہوئی اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کہ
اے محمد تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔ بتحقیق کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ آیہ عمرو کے حق مین آئی ہے باوجود اسکے عمرو کو تمپر امیر مقرر کیا اور اُسنے
تمسے حفاظت و پاسبانی لشکر کا کام لیا اب تم پاسبانی سے حکمرانی کرنا چاہتے ہو اور خلیفہ بنتے ہو۔ ہان اے ابوبکر خدا سے ڈر اور اِس بار گران
سے اپنے تئین سبکدوش کر قبل اسکے کہ موقعہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے کہ زندگی مین اور مرنیکے بعد تیری سلامتی اسی مین ہے دنیا کے دون
کا فریفتہ نہو اور قریش اور غیر قریش سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ عنقریب زندگانی دنیا تمام ہو جائیگی اور تجھکو جزائے عمل بھگتنا پڑیگا۔ تجھکو بخوبی معلوم
ہے کہ رسول اللہ کے بعد خلافت علیؑ کا حق ہے اسکے حوالے کر کہ تیرا پردہ فاش نہو اور گناہ ہلکا اور خفیف رہے قسم بخدا کہ مینے حق نصیحت
ادا کیا بشرطیکہ تو اسکو سُنے اور مانے وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور سب کاروبار خدا کی طرف لوٹنے والے ہین۔ پھر بریدہ بن الحصیب اسلمی اُٹھے
اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حق کو باطل سے کیا پیش آیا اے ابوبکر تو بھول گیا یا جان بوجھکر بھولا بنگیا یا تیرے نفس نے تجھکو دھوکہ مین تکلم بریدہ بن الحصیب
ڈالا اور باطل کو تیری نظر مین آراستہ کیا۔ کیا تجھکو یاد نہین رہا کہ رسول اللہ نے اپنی حضور مین علیؑ کو ہمسے امیر المومنین کہلوایا اور وہ حضرت
اکثر اوقات فرماتے تھے کہ وہ امیر المومنین و قاتل القاسطین ہین اے ابوبکر خدا سے ڈر اور پیشتر اسکے کہ موقعہ تدارک گذر ہے جلد اِس کا
تدارک کر اور اپنے تئین ہلاکت و تباہی مین نہ ڈال اور خلافت کو اُسکی طرف راجع کر جو تجھ سے زیادہ اسکی لیاقت رکھتا ہے اور اِس مین
ذرا دیر نہ کر کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ بتحقیق کہ مینے تجھکو خالص نصیحت کی اور راہ نجات کو تجھپر روشن کیا فلا تکونن ظہیرا للمجرمین
پس تو اہل جرم و عصیان کا مددگار مت بن۔ جب بریدہ نے کلام تمام کیا تو عمار یاسر اُٹھے اور کہا اے گروہ مسلمین اور اے جماعت قریش تم اچھی
طرح جانتے ہو اور نہین جانتے تو اب جانو کہ اہلبیت نبی سب سے زیادہ اولے و انسب ہین اُنکی خلافت اور وراثت کے لئے اور دین کے تکلم عمار یاسر
کامون اور مسلمانون کی نگہبانی کے لیئے وہ محکم اور استوار ترین مردم ہین پس ابوبکر کو کہو کہ حق کو اہل حق پر رد کرے پیشتر اسکے کہ تمہاری
جمعیت مین تفرقہ اور تمہارے کام مین ضعف و سستی راہ پائے اور تمہارا دشمن مظفر اور تمہاری پراگندگی ظاہر ہو اور فتنہ تمہارے
درمیان بزرگ ہو اور تمہارا ایتلاف اختلاف کے ساتھ بدل جائے اور تمہارے دشمنون کو تم مین طمع کرنیکا موقعہ ملے۔ تم خوب جانتے ہو
کہ بنی ہاشم اِس کار کے لئے تمسے زیادہ شایان ہین اور علی مرتضےٰ بحکم خدا اور رسول تمہارے ولیِ امور ہین تمنے دیکھا ہے کہ رسول اللہ نے
تمہارے گھرون کے دروازے مسجد سے بند کردئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا اور تم مین سے بہتسون نے فاطمہؑ کی خواستگاری کی
آنحضرت نے انکار کیا اور علیؑ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ مین شہر علم و حکمت ہون اور علیؑ اُسکا دروازہ

جو چاہے کہ علم حاصل کرے اُسکو چاہیئے کہ دروازہ کی راہ سے اس تک پہنچے۔ پس تم مشکلات امور مین آنحضرتؐ کے محتاج ہو اور وہ ہر امر مین
تمسے مستغنی و بے نیاز ہین کیا ہو گیا ہے تمہارے تئین کہ علیؑ سے مُنہ موڑتے ہو اور اُنکا حق ہضم کیا چاہتے ہو اور نعمات دائمی آخرت کو چھوڑکر
زندگانی چندروزہ دنیا کو اختیار کرتے ہو فَبِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا پس بُرا ہے بدلا ظالمون کا پس جو کچھ حقتعالےٰ نے اُن کے لئے مقرر کیا ہے اُنکو
عطا کرو اور اصلا ایک طرف سے پشت نہ پھراؤ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ اپنے پچھلے پانو پر نہ پھرو کہ خائب و خاسر رہوگے۔ عمار یہ کہکر خاموش ہوئے
تھے کہ ابی بن کعب انصاری اُٹھے اور کہا اے ابوبکر جو امر کہ حقتعالےٰ نے دوسرون کے لئے مقرر کیا ہے اُسکا انکار نہ کر اور رسول اللہ کے اور تکلم ابی بن کعب
اُن کے برگزیدہ اور صفی کے حق مین سب سے پہلے عصیان و نافرمانی عمل مین نہ لا حق کو صاحبان حق کی طرف واپس کر کہ سلامتی دنیا و آخرت
اسی مین ہے اور ضلالت و گمراہی مین مت رہ تاکہ انجام کار ندامت نہ اُٹھائے اور توبہ کر کہ گناہ تیرے ہلکے ہون اور جس امر سے حقتعالےٰ نے تجھے
خاص نہین کیا اسکو اپنے لئے مخصوص نہ بنا اور اُسکا وبال اپنے اوپر نہ لے بتحقیق کہ تو عنقریب دنیا سے مفارقت کریگا اور تیری بازگشت خدا
کی طرف ہوگی وہ سبحانہ تیرے گناہون پر تجھ سے مواخذہ کریگا۔ وَمَا رَبُّکَ بِظَلاّمٍ لِلْعَبِیْدِ اور تیرا خدا بندون پر ظلم کرنیوالا نہین۔ پس
خزیمہ بن ثابت نے اُٹھکر کہا ایہا الناس تم جانتے ہو کہ رسول اللہ نے میری شہادت قبول کی اور اُسکو دو گواہون کے مقام پر رکھا۔ تکلم خزیمہ بن ثابت
حاضرین نے کہا ہان ہم جانتے ہین خزیمہ نے کہا تو مین گواہی دیتا ہون کہ مینے رسولخدا سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اہل بیتی یفرقون بین
الحق والباطل وھم الائمۃ الذین یقتدی بھم کہ میری اہلبیت ہی حق و باطل کے درمیان فرق کرینگے اور وہ امام ہین جنکی پیروی کیجائے۔
جو کچھ مین جانتا تھا تمہارے سامنے بیان کیا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ رسول اور قاصد پر سوائے بلاغ ظاہر کے کچھ نہین۔ اسکے
بعد ابو الہیثم بن التیہان اُٹھے اور کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ نے بروز غدیر علیؑ کو اپنے پاس کھڑا کرکے جو کچھ اُن کے حق مین کہنا تھا تکلم ابو الہیثم بن التیہان
کہا تو اسپر جماعۂ صحابہ مین اختلاف ہوا انصار بالاتفاق کہتے تھے کہ حضرت نے آپکو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا ہے بعض اُن کے برخلاف اسکے
قائل تھے کہ آپنے یہ بتلایا ہے کہ جسکا مین مولا ہون علیؑ بھی اُسکا مولا ہے پس ہمنے کچھ لوگ اپنے درمیان سے رسول اللہ کی خدمت مین
بھیجے انہون نے جاکر یہ سوال کیا آپ نے فرمایا اُنہین کہدو کہ علیؑ امیر المومنین ہے میرے بعد اور تمام سے زیادہ نصیحت کرنیوالا امت کا ہے
جو میرے سامنے گذرا تھا مین اسکی گواہی دیتا ہون فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ جو چاہے اِس پر ایمان لائے ورنہ کافر ہو جائے
اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا بیشک قیامت کا دن معین ہے جسمین حق و باطل مین تمیز ہو جائیگی۔ پھر سہل بن حنیف نے کلام شروع کیا بعد حمد
و ثنائے الٰہی و درود بر رسالت پناہی کہا اے معشر قریش میری بات سُنو اور اسکو مانو مین شہادت دیتا ہون کہ مینے رسول اللہ کو اِس مقام پر
(اشارہ کیا طرف روضۂ مقدسہ کے) دیکھا کہ علیؑ کا ہاتھ آنحضرت کے ہاتھ مین تھا اور فرماتے تھے ھٰذَا عَلِیٌّ اِمَامُکُمْ مِنْ بَعْدِیْ وَاَوَّلُ مَنْ تکلم سہل بن حنیف
یُصَافِحُنِیْ عَلٰی حَوْضِیْ فَطُوْبٰی لِمَنِ اتَّبَعَہٗ وَنَصَرَہٗ وَالْوَیْلُ لِمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہُ وَخَذَلَہٗ کہ یہ علیؑ تمہارے امام ہین میرے بعد سب سے پہلے میری ساتھ
حوض کوثر پر مصافحہ کرینگے۔ پس خوشحال اُسکا جو اُنکی پیروی کرے اور مددگار ہو اور عذاب ہے اُس شخص کے لئے کہ اُنسے تخلف کرے
اور نصرت سے دست بردار ہو۔ پھر سہیل کے بھائی عثمان بن حنیف نے کہا ہمنے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ کہتے تھے میرے اہلبیت

تقریر عثمان بن حنیف

ستارہ ہائے زمین ہین اُن پر پیش قدمی نکرو کیونکہ والیانِ امت میرے بعد وہ ہین حاضرین سے ایک شخص نے اُٹھکر کہا یا رسول اللہ آپ کے اہلبیت سے وہ کون کون اشخاص ہین جنکی آپ یہ صفت فرماتے ہین فرمایا علیؑ اور اسکی اولاد طاہرین پس حضرت نے دوازدہ امام سے ہر ایک کا نام بتلایا پس اے ابوبکر تو پہلا شخص نہو کہ آنحضرت کی امانت مین خیانت کرے درانحالیکہ تم واقف اور دانا ہو۔ بعد از ان ابو ایوب انصاری صاحب منزل رسول اللہ اٹھے اور کہا اے بندگانِ خدا خدا کا خوف کرو اور جو کچھ اہلبیت پیغمبر کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہوچکا ہے اُسمین حائل نہو بتحقیق کہ تمنے بھی مختلف اوقات اور متعدد مقامات مین وہی سُنا ہے جو کچھ ہمارے اِن بھائیون نے پیغمبرِ خدا سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے اہلبیت میرے بعد تمہارے امام و پیشوا ہین اور علیؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ هذا امیر البررة وقاتل الکفرة مخذول من خذله ومنصور من نصره کہ یہ امیر ابرار ہے اور قاتل کفار و فجار اسکا نصرت کرنیوالا منصور ہے اور تارک نصرت مخذول پس اس ظلم سے توبہ کرو خدا تعالےٰ کی طرف ان اللہ هو التواب الرحیم ولا تولوا عنه معرضين بتحقیق کہ حقتعالےٰ توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم ہے اس سے اعراض اور روگردانی نکرو۔ **مروی** ہے کہ جب یہ بارہ حضرات اپنی اپنی تقریرین پوری کرچکے تو اورون کو بھی جرأت ہوئی اور اُنہون نے بھی کلام کئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ ابوبکر ممبر پر بیٹھے ہوئے تھے یہ تقریرین سُنکر مبہوت و حیران رہ گئے اور کچھ جواب ندے سکے اور کہا تو یہ کہا ولیتکم ولست بخیرکم اقیلونی اقیلونی مین تمپر والی ہوا ہون درانحالیکہ مین تمسے بہتر نہین ہون مجھکو اس خلافت سے نکالو۔ بروایت ابن ابی الحدید وغیرہ[۱] علماء اہلسنت آپ نے یہ خطبہ اسطرح فرمایا لست بخیرکم وعلیؑ فیکم کہ مین تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان ہین حضرت امیر علیہ السلام بھی اپنے خطبہ شقشقیہ مین اسکی طرف اشارہ فرماتے ہین فیا عجبا بینا هو یستقیلها فی حیوته اذ عقدها لآخر بعد وفاته تعجب ہے کہ ابوبکر اپنی زندگی مین تو اپنے تئین شائستہ خلافت نہ جانتا تھا اور اس سے اقالہ چاہتا تھا مگر مرنے کے وقت اسکو اور کے لئے یعنی عمر کے لئے مقرر کرگیا۔ القصہ جب حضرت عمر نے ابوبکر کو سرِ منبر اقیلونی اقیلونی کہتے سُنا تو نہایت متردد ہوئے کہ مبادا کار ہاتھ سے نکل جائے اور ایسی جگہہ خلافت چلی جائے جہان سے نکلنا مشکل ہو یعنی اہلبیت علیہم السلام تک پہنچ جائے پس بہت جلد اسکے تدارک کی طرف متوجہ ہوئے اور بکمال غیظ و غضب مین اُٹھکر کہا انزل عنها یا لکع اے لئیم ناکس ممبر سے نیچے اُتر اذا کنت لا تقوم بحجج قریش لم اقمت نفسك هذا المقام اگر تجھکو قریش کی حجتون کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو کیون اس جگہہ بیٹھا تھا۔ قسم بخدا کہ مینے ارادہ کرلیا ہے کہ تجھکو خلافت سے خلع کرون اور سالم مولائے ابی حذیفہ کو اس مقام پر نصب فرماؤن ابوبکر خاموش اور محزون ممبر سے اُتر آئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے گھر کو چلے گئے اور فکرمند تھے کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو تین روز تک مسجد مین آکر قدم نہین رکھا اور اسی اُدھیڑ بُن مین رہے کہ کیا کرین چوتھے روز خالد ولید ایک ہزار جوان لیکر خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کس فکر مین سوتے ہو اُٹھو دیکھو بنی ہاشم نے دندان طمع اس کار کے لئے تیز کرلئے ہین۔ پھر معاذ بن جبل ہزار مرد سے آئے اور سالم مولائی ابی حذیفہ

[۱] مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین فرماتے ہین کہ حدیث استقالہ کو اہلسنت سے طبری نے اپنی تاریخ مین اور بلاذری نے انساب الاشراف مین اور سمعانی نے فضائل مین اور ابوعبیدہ نے بعض تصنیفات مین روایت کیا ہے اور فخر رازی نے نہایة العقول مین اسکی صحت مین قدح نہین کی بلکہ ادر ضعیف جواب سے اسکی تردید کی ہے اور اسکا کلام اسکی صحت پر حجت کافی ہے۔ ۱۲

اسیقدر لشکر لے آئے پھر تو لوگ ہر طرف سے آنے لگے بعد یکہ چار ہزار کا جمگھٹا ہوگیا اُسوقت حضرت عمر شمشیر برہنہ لیکر آگے آگے ہوئے اور خلیفہ اوّل مع اُس جمِ غفیر کے اُن کے پیچھے اور اس کر و فر کے ساتھ داخل مسجد رسول اللہ ہوئے عمر نے کہا اے اصحاب علیؑ اگر تم سے کسی نے آج اس طرح کا کلام کیا جیسا کہ اس روز کیا تو قسم بخدا کہ اس تلوار سے اُسکا سر اُڑا دونگا خالد سعید کو یہ سُنکر تاب نرہی کہا اے پسر صنحاک حبشیہ تو ہمکو تلوار سے ڈراتا اور اپنی کثرت پر نازان ہے قسم بخدا کہ ہماری تلوارین تمہاری تلوارون سے تیز ہین اور ہم گو تعداد مین تمسے کم ہین لیکن چونکہ حجتِ خدا ہمارے درمیان ہے زیادہ ہین قسم بخدا کہ اگر امام علیہ السلام نے ہمکو جنگ و جدل سے منع نکیا ہوتا تو مین تلوار کھینچتا اور راہِ خدا مین تمپر جہاد کرتا تاکہ جو کچھ ہمپر واجب ہے ادا ہوجاتا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اے خالد بیٹھ جا کہ حقتعالےٰ کے نزدیک تیرا رتبہ بلند ہوا اور سعی مشکور ہوئی۔ پس خالد بیٹھ گئے اور سلمانؓ نے اُٹھکر کہا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر مینے رسول اللہ سے سُنا ہے اگر جھوٹ کہتا ہون تو دونو کانون سے بہرا ہوجاؤن کہ فرماتے تھے ایک وقت ہوگا کہ میرا ابن عم اور میرا بھائی مع چند نفر اپنے اصحاب کے اس مسجد مین بیٹھا ہوگا اُسوقت اُسپر ایک جماعت سگانِ جہنم کی بارادہ اُن کے قتل کے ہجوم کرے گی مجھکو اسمین ذرا شک نہین کہ تم وہی لوگ ہو کہ تلوارین لیکر ابن عم رسول اللہ کے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو عمر کو یہ سُنکر غصہ آیا اور جھپٹ کر چاہتے تھے کہ سلمان پر حملہ کرین امیر المومنین نے آگے بڑھکر گریبان پکڑا اور انکو زمین پر پچھاڑا اور فرمایا اے پسر صنحاکہ حبشیہ اگر حکم خدا اسطرح پر نہوتا اور مینے رسول اللہ سے عہد نکیا ہوتا تو تجھکو دکھلا دیتا کہ ہم مین سے کسکے مددگار ضعیف ہین اور کسکے قوی اور کون تعداد مین زیادہ ہے اور کون کم۔ پھر اپنے اصحاب سے کہا رحمتِ خدا ہو تمپر اپنے اپنے گھر کو چلے جاؤ قسم بخدا کہ مین اب مسجد مین نہ آؤنگا مگر اسطرح جیسے کہ موسیٰ و ہارون داخل ہوئے جبکہ اُن کے اصحاب نے اُنسے کہا اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون کہ جاؤ تم اور تمہارا رب جنگ کرو ہم یہان بیٹھے ہین قسم بخدا کہ اب مین مسجد مین نہ آؤنگا مگر زیارت پیغمبر کے لئے یا جب کوئی مشکل پیش آئے تو اُسکے حل کرنیکے واسطے کیونکہ مجھکو جائز نہین کہ امت کو حیران و سرگردان چھوڑون اور راہِ راست نہ دکھلاؤن۔ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار مین بعد نقل حدیث مذکور کتاب کشف الیقین سے نقل کرتے ہین کہ حدیث بارہ[۲] اصحاب کی ابوبکر کی خلافت پر انکار کرنیکی جیسے شیعون کے یہان متواترات سے ہے ایسا ہی اسکو اہلسنت نے بھی نقل کیا ہے اگر راویانِ شیعہ ہی اسکو روایت کرتے اور سُنی نکرتے تو ہم اسکو اپنی کتاب مین نقل نہ کرتے کیونکہ ہمارے اصحاب اپنے مخالفین کے نزدیک متہم ہین مگر انمین سے احمد بن محمد الطبری معروف بخلیلی نے اپنے رواۃ و رجال سے اسکو نقل کیا ہے۔ اور محمد بن جریر الطبری صاحب التاریخ نے کتاب مناقب الائمہ مین روایت کیا ہے چنانچہ عبارت محمد بن جریر کی یہ ہے خبر الاثنی عشر الذین انکروا علی ابی بکر جلوسه فی مجلس رسول الله حدثنا ابو علی الحسن بن علی بن النحاس الکوفی العدل الاسدی قال حدثنا احمد ابن ابی الحسین العامری قال حدثنی عمی ابو معمر شعبة بن خیثم الاسدی قال حدثنی عثمان الاعشی عن زید بن وهب یعنی حدیث بارہ شخصون کی جنہون نے ابوبکر پر اُسکے رسول اللہ کی جگہہ بیٹھ جانے کی وجہ سے رد و انکار کیا روایت کیا ہے اسکو ہمسے ابو علی حسن بن علی بن نحاس کوفی عدل اسدی نے کہا اُس نے روایت کیا ہے اسکو مجھ سے احمد بن ابی الحسین عامری نے اور کہا اُس نے روایت کیا ہے مجھ سے

میرے چچا ابو معمر شعبہ بن ہیثم اسدی نے اور کہا حدیث کیا ہے مجھ سے عثمان اعشی نے اور اُس نے زید بن وہب سے پس طبری مذکور نے آخر حدیث تک اسکو اسی طرح نقل کیا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے سوائے تھوڑے سے فرق کے ۔

ردّ و انکار حضرت حسنؑ مجتبیٰ بر خلیفہ اوّل

امام حسن علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو ممبر پر اپنے جد امجد رسول اللہؐ کی جگہہ پر آنحضرت کے بعد اُن کے پدر عالیمقدار جناب حیدر کرار کیلئے مقرر ہتی بیٹھا دیکھکر ردّ و انکار فرمایا بزرگان اہل سنت نے اسکو نقل کیا ہے ابن حجر مکی ہیتمی کہ متعصبین اہل سنت سے ہے صواعق محرقہ مین لکھتا ہے اخرج الدار قطنی ان الحسن جاء الیٰ ابی بکر و ھو علی منبر رسول اللہ کہ دارقطنی نے اس حدیث کو اخراج کیاہے کہ حسن بن علی علیہما السلام ابوبکر کے پاس آئے جبکہ وہ ممبر رسول اللہ پر بیٹھے تھے فقال انزل عن مجلس ابی اور فرمایا میرے باپ کی بیٹھنے کی جگہہ سے نیچے اتر فقال صدقت واللہ انہ مجلس ابیک لا مجلس ابی ابوبکر نے کہا تم راست کہتے ہو قسم بخدا کہ یہ تمہارے باپ کی جگہہ ہے میرے باپ کی نہین ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ و بکیٰ پھر انکو لیکر اپنی گود مین بٹھا لیا اور رونے لگے فقال علی اما واللہ ما کان عن رأیی فقال صدقت واللہ ما اتھمتک علی علیہ السلام نے کہا قسم بخدا کہ حسنؑ کا یہ کلام میری صلاح اور میری رائے سے نہ تھا ابوبکر نے کہا راست کہتے ہو قسم بخدا کہ مین تمکو اسکی تہمت نہین لگاتا اس آخری گفتگو کے بڑھانے سے غالباً راوی حدیث کو یہ ظاہر کرنا مقصود ہوگا کہ حضرت امیر ابوبکر کے رسول اللہ کی جانشین ہونے پر ناخوش نہ تھے کہ اُنہون نے اپنی برائت فرمائی ۔ سو حاشاہ عن ذلک ۔ اس معاملے مین جو کچھ آپ کی کیفیت تھی وہ آنحضرت کے گذشتہ و آئیندہ حالات کے دیکھنے سے بخوبی عیان ہے اور اس فقرے سے بھی اسیقدر ظاہر ہوتا ہی کہ امام حسنؑ نے اُسوقت جو کچھ کہا وہ حضرت کے اشارہ سے نہ تھا اور فقط اسی کا آپنے انکار کیا بالجملہ شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ مین رقم طراز ہین کہ امام حسنؑ کی یہ حرکت طفلانہ تھی اطفال کا قاعدہ ہے کہ اپنے بزرگ کی جگہہ کسی غیر شخص کو بٹھا یا اُسکی کسی شئے کو استعمال کرتا دیکھکر ایسا کیا کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مناقب عالیہ اہلبیت عصمت و طہارت کہ جنمین وہ حضرات عامۂ خلائق سے مستثنیٰ و ممتاز ہین اور وہ کتب اہلسنت مین بکثرت موجود ہین شاہ صاحب نے اسمقام پر بالکل بھلا دی ہین یا دیدہ و دانستہ انسے چشم پوشی کرلی ۔ ورنہ حضرت امام حسنؑ کے فعل کو حرکت طفلانہ سے نسبت نہ دیتے ۔ مشہور ہے کہ حضرت امیرؑ فرماتے تھے نحن اھل بیت لا نقاس بالناس ما عادانا بیت الاخرب ما نبح علینا کلب الا وجرب کہ ہم اہلبیت کا قیاس اور آدمیون پر نہین ہو سکتا کسی خاندان نے ہمسے دشمنی نہین کی مگر یہ کہ وہ تباہ و برباد ہوگیا اور کوئی کتا ہمپر نہین بھونکا الا گرگین ہوا ۔ اور صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے منقول ہے قال اخذ الحسن ابن علی تمرۃ من تمرۃ الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال النبی کخ کخ لیطرحھا ثم قال لا شعرت انا لا ناکل الصدقۃ یعنی کہا اُس نے کہ امام حسنؑ نے ایک خرما صدقات کے خرمون سے اُٹھا کر منہہ مین رکھ لیا تھا رسول خدا نے اُنکو فرمایا کخ کخ تاکہ اسکو گرا دین پھر فرمایا نہین جانتا تو کہ ہم اہلبیت پر صدقہ حرام ہے شراح بخاری نے اسپر مناقشہ کیا ہے کہ امام حسنؑ اُسوقت صغیر السن و غیر مکلف تھے پس

ے تحریرمین صاحب عارض ۱۲ ۔

پس حضرت رسول خدا نے کیونکر فرمایا اَمَا تعلم اور منع کیا اُنکے تئین پھر جواب اس مناقشہ کا خود ہی اسطرح پر دیا ہے کہ حضرت کا یہ ارشاد بہت درست و بجا تھا کسلئے کہ امام حسن علیہ السلام اسوقت بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے تھے ۔ کما صرح بہ ابن حجر العسقلانی پس جو شخص شیرخوارگی سے لوح محفوظ کا مطالعہ کرے اسکے افعال طفلانہ کیونکر ہو سکتے ہین ۔ ہم اس مقام پر ایک روایت ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ کی زبانی اور سُناتے ہین جس سے ثابت ہے کہ حضرت ائمہ معصومین علیہم السلام کے لئے کم سن اور مُسن ہونا کوئی تفاوت کا باعث نہ تھا اُنکے ہر حال مین فضل و کمالات ظاہر ہوتے رہتے تھے ۔ صواعق محرقہ کی فصل سوم باب یازدہم مین حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے حال مین لکھا ہے کہ وہ حضرت اپنے والد ماجد کے وفات کے ایک سال بعد اتفاقاً ایک روز بغداد کے ایک کوچہ مین کھڑے تھے اور کچھ لڑکے وہان کھیل رہے تھے اسوقت سن مبارک نو سال کا تھا کہ یکایک مامون رشید کی سواری وہان آئی اور لڑکے تو دیکھکر بھاگ گئے لیکن حضرت بدستور کھڑے رہے قدرت خدا سے مامون کے دل مین آپ کی محبت پڑ گئی اور اُس نے پاس آکر کہا لڑکے تم اور ون کے ساتھ کیون نہ بھاگے فرمایا اے امیر راستہ تنگ تھا کہ مین چھوڑ دیتا نیز کوئی جرم مینے نہین کیا تھا کہ اُسکے خوف سے بھاگتا اور تیری طرف سے بھی گمان نہ تھا کہ بغیر گناہ ستائیگا مامون کو یہ جواب بہت پسند آیا پوچھا صاحبزادے تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے فرمایا محمد بن علی الرضا ۔ مامون نے کہا رحمت خدا ہو اُنپر یہ کہکر گھوڑا بڑھایا اُسکے ساتھ باز شکاری تھے صحرا مین جاکر ایک باز کو تیتر پر چھوڑا وہ غائب ہوگیا تھوڑی دیر مین جو واپس آیا تو ایک چھوٹی مچھلی اُسکی چونچ مین تھی جسمین ہنوز رمق جان باقی تھی مامون کو بہت حیرت ہوئی شہر مین واپس آیا تو لڑکے بدستور اُس کوچہ مین کھیل رہے تھے اور امام محمد تقیؑ اُنکے پاس کھڑے تھے اُسکو دیکھکر پھر بھاگے پس مامون نے حضرت کے پاس آکر کہا اے محمد ہمارے ہاتھ مین کیا ہی حضرت نے فرمایا ان اللہ خلق فی بحر قدرتہ سمکا صغاراً تصیدھا بزاۃ الملوک والخلفاء فیختبر بھا سلالۃ اھل بیت المصطفیٰ یعنی حقتعالیٰ نے اپنے بحر قدرت مین ماہیان خورد پیدا کین جنکو سلاطین و خلفا کے شکاری جانور شکار کرتے ہین اور وہ اُنسے سلالۂ اہلبیت مصطفیٰ کو امتحان کرتے ہین مامون نے کہا انت ابن الرضا حقا تم بیشک پسر امام رضا ہو پھر آنحضرت کو اپنے ساتھ لیلیا اور احسان و اکرام کرتا تھا اُنکے ساتھ اور غایت درجہ تعظیم آنحضرت کی بجا لاتا اور بوجہ اس فضل و کمال کے کہ اس خورد سالی مین آنحضرت سے دیکھا تھا ارادہ کیا کہ اپنی دختر ام الفضل کا نکاح اُنسے کر دے عباسیون نے یہ سُنا تو مانع آئے اور ڈرے کہ جسطرح امام رضا کو ولی عہد کر دیا تھا مبادا امامون محمد تقیؑ کو بھی ولی عہد نہ کر دے مامون نے کہا کہ مینے اسکو بدین وجہ اختیار کیا ہے کہ وہ باوجود صغیر سن کے تمام اہل علم و فضل پر فضیلت و فوقیت رکھتا ہے اُنہون نے اسمین نزاع کیا اور نہ مانا اور کہا کہ ہم کسی کو اُن کے پاس بھیجکر امتحان و آزمایش کرینگے پس یحییٰ بن اکثم کو بھیجا اور وعدہ زر و مال کیا اسکے ساتھ اگر آنحضرت کے تئین بند اور لاجواب کر دے پس مامون نے حکم کیا کہ فرش بچھا مین اور مسند آراستہ کرین اُسپر آنحضرت کے تئین بٹھلایا اور یحییٰ نے بہت سے سوالات آپ سے کئے آپنے سب کے جواب باصواب دئے کہ مامون کو بھی پسند آئے اور اُس نے صدائے احسنت و آفرین بلند کی پھر عرض کی اے ابو جعفر اگر مناسب سمجھین تو آپ بھی کوئی سوال یحییٰ سے کرین حضرت نے فرمایا کیا کہتا ہے تو اے یحییٰ اُس عورت کے بارے مین کہ ایک مرد نے صبح کو اسکو دیکھا تو

اُسپر حرام تھی جب دن چڑھا تو حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت حرام ہوئی اور عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی بعد ازان مغرب کے وقت حرام ہوئی اور عشا کے وقت حلال ہوئی پھر نصف شب مین حرام ہوئی اور طلوع صبح پر حلال ہوگئی یہ عورت کون تھی اور کس طرح اس مرد پر تین دفعہ حرام و حلال ہوئی یحییٰ حیران رہ گیا اور کہا مین جواب اس مسئلہ کا نہین جانتا حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ایک کنیز تھی کہ ایک مرد اجنبی نے اسکی طرف بشہوت نگاہ کی تو وہ حرام تھی۔ کچھ دن چڑھے اُس نے اسکو خرید لیا تو حلال ہوگئی ظہر کے وقت آزاد کر دیا حرام ہوگئی عصر کے وقت اُس سے نکاح کر لیا حلال ہوئی مغرب کو اُس سے ظہار کیا حرام ہوگئی عشا کیوقت کفارۂ ظہار ادا کر دیا حلال ہوگئی نصف شب کو طلاق رجعی دیا حرام طلوع فجر کے وقت رجوع کر لیا حلال ہوگئی مامون نے عباسیون سے کہا دیکھا تمنے اور جان گئے وہ امر کہ جسکے منکر تھے اور اسی مجلس مین اپنی دختر امّ الفضل کا نکاح آنحضرت کے ساتھ کر دیا۔ الغرض جیسا امام حسن علیہ السلام نے خلیفہ اوّل پر سر منبر ردّ و انکار کیا اسیطرح جناب سیّد الشہدا نے خلیفہ ثانی پر اُن کے عہدِ خلافت مین سر ممبر اعتراض و انکار فرمایا اور کہا ہمارے باپ کے ممبر سے اُتر عمر نے کہا درست کہتے ہو تمہارے باپ کا ممبر ہے میرے باپ کا نہین پھر پوچھا کس نے تمکو اس کا امر کیا ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا کہ کسی نے انکو نہین کہا یہ روایت تاریخ الخلفا کی ہے لیکن ازالۃ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ آپ ممبر پر چڑھگئے اور فرمایا انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک کہ میرے باپ کے ممبر سے اُترا اور اپنے باپ کے ممبر پر جاکر خطبہ کہہ عمر نے کہا میرے باپ کا کوئی ممبر نہین ہے کہان جاؤن یہ کہکر حضرت کو اپنے پاس بٹھا لیا اور پس از تمام خطبہ انکو اپنے ساتھ گھر لیگئے اور وہان پوچھا کہ کس نے تمکو یہ تعلیم کیا تھا آپ نے قسمیہ فرمایا کہ مجھکو کسی نے نہین تعلیم کیا پس عمر خوشامد کی باتین کرنے لگے کہ اے فرزند تم یہان آیا کرو امام حسینؑ فرماتے ہین کہ مین اُن کے کہنے کے بموجب ایک روز اُن کے گھر پر گیا تو وہ معاویہ کے ساتھ خلوت مین تھے عبد اللہ عمر نے اندر جانیکی اجازت طلب کی اجازت ندی وہ لوٹ گئے مین بھی یہ دیکھکر واپس چلا آیا پھر جو عمر ملے اور کہنے لگے کہ تم نہ آئے مینے کہا مین گیا تھا تم معاویہ کے ساتھ خلوت مین باتین کر رہے تھے مین پلٹ آیا۔ کہا تم اطلاع کراتے تمکو اس سے کیا نسبت تھی۔ پھر فرمایا صاحبزادے جو بال ہمارے سرون پر ہین یا خدا نے اگائے ہین یا تمنے و بروایت صواعق محرقہ کہا ھل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوک ای الرفعۃ ما نلنا الا بہ آیا ہمارے سرون کے بال سوائے تمہارے پدر بزرگوار کے کسی اور نے بھی اُگائے ہین۔ مراد یہ کہ جو مرتبہ رفیع و بلند ہمکو حاصل ہوا ہے صرف تمہارے باپ کے سبب ہوا ہے یہ کلام حق تھا کہ حضرت عمر کی زبان پر جاری ہوا گویہ زبانی ہی زبانی جمع خرچ تھا دل مین اسکا اثر نہ تھا نہین تو خلافت کیون ہضم کر بیٹھتے۔ اور نیز اہلسنت نے روایت کیا ہے کہ عمر ایک مرتبہ اموالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے حسنین علیہما السلام کو کچھ زیادہ اور عبد اللہ ابن عمر اپنے بیٹے کو کم دیا عبد اللہ نے اعتراض کیا کہ مجھکو انسے کم دیتے ہو حالانکہ مین رسول اللہ کے زمانہ سے صاحب سیف و جہاد ہون اور انہون نے مدینہ سے قدم باہر نہین رکھا۔ عمر نے کہا خاموش رہ تجھے ان سے کیا نسبت ہے نہ تیرا باپ ان کے باپ کے برابر ہے نہ مان انکی مان کی ہمسر علیٰ ہذا تیرے جدّ و جدّہ و عمّو و عمّہ و خال و خالہ کو ان کے جدّ و جدّہ و عمّو و عمّہ و خال و خالہ سے کچھ مناسبت نہین تحقیق کہ ان کے باپ علیؑ ابن ابیطالب ہین مان فاطمہ زہراؑ بنتِ رسول اللہ جدّ رسول اللہ جدّہ خدیجۃ الکبریٰ چچا جعفر طیّار عمّہ ام ہانی جسکے گھر سے آنحضرت کو معراج ہوئی ماموں ابراہیم پسر رسول اللہ

خالہ زینب و ام کلثوم و رقیّہ بنات رسول خدا ہین ابن عمر یہ سنکر پشیمان ہوا اور کچھ نہ بولا۔ لیکن کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جب علیؑ ابن ابیطالب حضرت عمر سے بقولِ خود عمر افضل تھے تو وہ کسلئے حق بحقدار نہین پہنچاتے تھے اور کیون خلافت پر آپ متصرف تھے۔

احتجاج امیر المومنین علیہ السلام با ابوبکر

حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابوبکر پر کارِ خلافت استوار ہوگیا تو ہر چند حضرت امیرؑ کے ساتھ کشادہ روئی اور انبساط کرتے مگر وہ حضرت گرفتہ خاطر و منقبض رہتے تھے بنابران انہون نے ارادہ کیا کہ عذر خواہی کر کے یہ کبیدگی حضرت کے دل سے دور کرین پس ایک موقعہ خلوت و تنہائی کا دیکھکر حضرت کیخدمت مین حاضر ہوئے اور کہا اے ابو الحسنؑ مجھکو امر خلافت مین رغبت نہین نہ مین اسکی حرص رکھتا تھا نہ مجھکو اپنے اوپر بھروسہ تھا کہ اسکا انصرام کر سکونگا۔ کیا وجہ ہے کہ تمکو اپنے سے آزردہ اور دلگیر پاتا ہون حضرت نے فرمایا اگر تجھکو اس کام مین رغبت نہین اور اپنے تئین اسکے لائق نہین جانتا تو کیون یہ بوجھ اپنے اوپر لے رکھا ہے کہا مینے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلال کہ حقتعالے میری امت کو ضلالت و گمراہی پر جمع نہ کریگا جب دیکھا کہ مسلمانون نے مجھپر اجماع کیا تو پیغمبر کی اطاعت کی اور خلافت قبول کر لی اگر جانتا کہ کوئی مخالف ہے تو راضی نہوتا حضرت امیر المومنینؑ نے کہا تو جو کہتا ہے کہ اجماع امت ہوگیا تو کیا تیرے نزدیک مین امت پیغمبرؐ سے نہین یا سلمان و عمار و ابوذر و مقداد وغیرہ ہم امت سے نہین یا سعد بن عبادہ اور اُسکے توابع و لواحقین امت مین داخل نہین ابوبکر نے کہا یہ سب داخل امت ہین حضرتؑ نے فرمایا تو پھر کسطرح اس حدیث سے تمسک کرتا ہے اور دعوے اجماع اپنی خلافت پر کرتا ہے۔ ابوبکر نے کہا مجھکو تمہاری مخالفت کی خبر نہ تھی یہانتک کہ یہ امر مجھپر قرار پا گیا اُسوقت اگر اپنے تئین اس سے خلع کرتا تو خوف تھا کہ لوگ مرتد ہو جائین اور فتنہ برپا ہو کہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کر ڈالین۔ اسلئے اسکو قبول کیا اور سمجھا کہ تم بھی راضی ہوگے کہ ایسا فتنہ برانگیختہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ اب تبلا کہ اس کام کا استحقاق کسکو ہے ابوبکر نے کہا جسمین نصیحت و وفا و دفع مداہنہ و محابا ہو اور حسن سیرت کے ساتھ عدل و انصاف سے موصوف ہو اور علم کتاب اللہ و سُنت رسول اللہ اور خطاب فاصل رکھتا ہو اور دنیا سے زاہد اور قلیل الرغبۃ ہو مظلوم مسکین کی داد ظالم سے لے اور بعید و قریب سے انصاف کرے حضرت نے فرمایا اور نیز جو اسلام مین سابقہ اور رسول اللہ سے قرب و قرابت رکھتا ہو ابوبکر نے کہا ہان۔ حضرت نے فرمایا تو تجھکو قسم ہے حق تعالے کی کہ سچ کہنا یہ صفات تجھ مین ہین یا مجھ مین کہا یا علیؑ تم مین۔ اُس وقت حضرت نے اپنے فضائل ایک ایک کر کے گنوانے شروع کئے ہر ایک فضیلت مین آپ کو قسم دیکر پوچھتے کہ آیا یہ وصف تجھ مین ہے یا مجھ مین وہ کہتے تم مین پس فرمایا مین سب سے پہلے اسلام لایا یا تو مین اہل موسم کے پاس سورۂ برات لیکر گیا یا تو ہجرت کیوقت مینے اپنی جان کو آنحضرت کا وقایہ بنایا یا تو نے۔ آیہ زکوٰۃ انگشتر مین خدا اور رسولؐ کے ساتھ ولایت مومنین میرے لئے آئی یا تیرے لئے۔ بروز غدیر رسول اللہ نے ہر مومن و مومنہ کا مولیٰ مجھکو کہا یا تجھکو وزارت پیغمبر بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے میرے لئے مقرر ہوئی یا تیرے لئے رسول خدا مباہلہ نصارائے نجران کے لئے مجھکو اور میرے اہلبیت کو لیگئے تھے یا تجھکو عبا کو بروز کسا آنحضرت نے میرے اور میرے اہلبیتؑ کے اوپر ڈالکر کہا اللھم ھؤلاء اہل بیتی پروردگارا یہ میرے اہلبیت ہین یا تیرے اوپر۔ آیہ مبارکہ یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ

مستطیرا کہ وفا کرتے ہین وہ نذر کے تئین اور ڈرتے ہین اُس روز سے کہ اُسکی بدی ظاہر ہے میرے اور میرے اہلبیت کے حق مین نازل ہوئی یا تیرے ۔ آیا مین ہون وہ شخص کہ بروز احد آسمان سے اُسکے لئے لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی آواز سنائی دی یا تو ہے ۔ آفتاب نے میرے لئے آسمان پر رجعت کی یا تیرے لئے مجھکو بروز خیبر رسول اللہ نے بولائے فتح عطا کیا تھا یا تجھکو تونے بروز خندق عمرو بن عبدود کو قتل کرکے رسول اللہ اور مسلمانون کے دلون سے فکر و تردد کو دور کیا تھا یا مینے ۔ تو رسول اللہ کی طرف سے جنات کے پاس پیغام لیکر گیا اور اُسکو انجام کو پہنچایا یا مین ۔ تیرے آباو اجداد کو رسول اللہ نے آدم سے لیکر عبد المطلب تک تمام کو زنا و سفاح سے پاک تبلایا یا میرے آباو اجداد کو ۔ آنحضرت نے فاطمہ زہرا کا نکاح خدا کے حکم کے موافق تیرے ساتھ کیا یا میرے ساتھ کیا حسن و حسین دو ریحانہ رسول اللہ کا مین باپ ہون یا کہ تو ۔ کہ فرمایا ان کے حق مین ھذان سید ا شباب اہل الجنۃ و ابوھما خیر منھما یہ دونو سید و سردار ہین جوانان بہشت کے اور انکا باپ ان دونو سے بہتر ہے ۔ تیرے بھائی کو خدا نے جنت مین دو پر عطا کئے کہ آنسے ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہین یا میرے بھائی کو ۔ آیا مین ضامن قرض پیغمبر ہوا کہ موسم حج مین اُسکے ادا کی منادی کی یا تو ۔ تجھکو رسول اللہ نے گوشت طیر کے کھانیکے لئے احب خلق کہکر خدا سے طلب کیا یا مجھکو ۔ تجھکو رسول اللہ نے تاویل قرآن پر جنگ کرنے اور ناکثین و قاسطین و مارقین کے قتل کرنیکی بشارت دی یا مجھکو ۔ مینے آنحضرت کا آخری کلام سنا اور غسل و کفن کرکے دفن کیا یا تونے ۔ رسول اللہ نے علم قضا مجھکو سکھایا اور اقضاکم علی فرمایا یا تجھکو سکھایا ۔ میرے لئے اصحاب کو حکم دیا کہ بلفظ امیر المومنین اسپر سلام کرین یا تیرے لئے آیا پیغمبر خدا سے زیادہ قرابت تو رکھتا ہے یا مین ۔ تجھکو بوقت حاجت حقتعالے نے دینار عنایت کئے کہ جبرئیل ناقہ بیچ گئے اور میکائیل خرید لے گئے کہ تجھکو اسوقت ابوبکر رونے لگے ۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو رسول اللہ نے بوقت کسر اصنام کعبہ اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور اتنا بلند فرمایا کہ اگر چاہتا تو اپنا ہاتھ آسمان پر پہنچا سکتا تھا یا تجھکو ۔ آیا تجھ سے رسول اللہ نے فرمایا انت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ کہ تو دنیا و آخرت مین میر علمدار ہے یا مجھ سے ۔ تیرا دروازہ مسجد کی طرف کھلا رکھا جبکہ تمام دروازون کے بند کرنیکا حکم پہنچا یا میرا دروازہ آیا تونے صدقہ دیکر رسول اللہ کے ساتھ باتین کرنیکی عزت پائی جبکہ آیہ نجوی نازل ہوئی یا مینے تا اینکہ عتاب الہی مین یہ آیہ شریفہ نازل ہوئی ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوىکم صدقات آیا تم ڈر گئے کہ اپنی راز داری کرنے سے پہلے تمکو صدقہ دینا پڑا ۔ اور رسول اللہ نے بوقت تزویج فاطمہ تیرے حق مین یہ فرمایا زوجتک اول الناس ایمانا و ارجحھم اسلاما یعنے اے فاطمہ مینے تجھکو اس شخص کے ساتھ تزویج کیا ہے جو ایمان لانے مین سب سے اول ہے اور اُسکا اسلام تمام سے راجح تر ہے یا میرے حق مین اے ابوبکر تجھکو قسم ہے حق سبحانہ تعالے کی کہ آیا رسول اللہ نے الحق مع علی و علی مع الحق لا یفترقان حتی یردا علی الحوض کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ یہ دونو جدا نہوں گے تا وقتیکہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرین ۔ تیرے حق مین ارشاد کیا یا میرے حق مین پس حضرت شمار فضائل کرتے اور ابوبکر آپ کی تصدیق کرتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ واقعی یہی امور ہین جنسے آدمی ریاست امت کے لایق ہوتا ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر پھر کس چیز نے تجھکو مغرور کیا کہ خدا اور رسول کے حکم سے مونہہ موڑا حالانکہ ضروریات دین

سے جنکی اہل دین کو احتیاج ہوتی ہے تو آگاہ نہین ابوبکر یہ سنکر زار زار روے اور کہا اے ابو الحسن تم راست کہتے ہو ایک آج کی رات مجھکو مہلت دو تا کہ اس کار کے نشیب و فراز کو سوچ لون آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین پس اپنے گھر کو گئے رات کو خواب مین حضرت رسول خدا کو دیکھا اور سلام کیا آنحضرت نے اعراض کیا اور مونہہ موڑ لیا عرض کی یا رسول اللہ مینے کونسی نافرمانی کی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہین دیتے فرمایا کیونکر تیرے سلام کا جواب دون حالانکہ تونے اُس شخص سے دشمنی کی ہے جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہین اے ابوبکر حق کو حقدارون تک پہنچا عرض کی حقدار کون ہین فرمایا علی ہے جس نے آج تجھ سے بعتاب خطاب کیا ۔ عرض کی بہت خوب مین حسب الحکم خلافت علی کے سپرد کرونگا صبح ہوئی تو حضرت امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوکر بیعت کی اور کہا مسجد مین چلکر خواب کا حال بیان کرتا ہون اور تفویض خلافت سے خلقت کو آگاہی دیتا ہون یہ کہکر پریشان و سراسیمہ وہان سے نکلے ادھر عمر بھی تک و دو مین لگے ہوے تھے اور جب سے سنا تھا کہ خلیفہ نے علی کے ساتھ خلوت مین باتین کین ہین گھبرائے پھرتے تھے یک ناگاہ ابوبکر سے ملاقات ہوئی حال دریافت کیا جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو کہا اے خلیفہ رسول اللہ تم ہرگز سحر بنی ہاشم سے دھوکہ نہ کھا یو ان کی ساحری ہمیشہ سے معلوم و مشہور ہے پس ایسی ہی باتین کرتے رہے تا اینکہ اس رائے سے ابوبکر کو پھیر دیا اور جس امر مین تھے اُسمین مستقل اور مستقر کر دیا ۔ حضرت امیر المومنین مسجد مین منتظر ابوبکر کے آنیکے تھے جب وہ اپنے وعدہ پر حاضر نہوے تو قیافہ سے معلوم کرکے اس جگہہ سے اُٹھکر روضہ رسول اللہ پر جا بیٹھے اتنے مین عمر داخل مسجد ہوے اور حضرت کو دیکھکر کہنے لگے یا علی دون ما تروم خرط القتاد اے علی جو بات تم چاہتے ہو وہ ممکن نہین پس حضرت نے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی ۔ کامل بہائی مین ہے کہ اسکے بعد جب ابوبکر علی علیہ السلام سے ملتے تو کہتے اے علی مجھکو معذور رکھو ۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ مینے شمار کیا دس مرتبہ میرے سامنے اُنہون نے عذر خواہی کی تھی ۔ سلمان کہتے ہین کہ ابوبکر امیر المومنین علیہ السلام سے اس طرح عذر خواہی کیا کرتے تھے المعذرۃ الیک من التقدم علیک کہ عذر خواہی ہے تمہارے سامنے اس شخص سے جسنے تمپر تقدیم کیا ہے ۔ ایک روز ایک مجلس مین علی و عباس سے کہا کہ مجھکو معذور رکھنا کیونکہ مینے اپنے آپ تمپر تقدم نہین کیا ۔ مگر لوگ غالب آئے ہمارے اوپر اس امر مین ۔ ابن عباس نے کہا کہ بروز سقیفہ مغیرہ بن شعبہ میرے باپ کے پاس آکر عذر معذرت کرنے لگا اُنہون نے کہا خدا معذور نرکھے اسکو جو ترے تئین معذور جانے دور ہو میرے پاس سے لعنت خدا ہو تجھپر ۔ ابو عبیدہ جراح امیر المومنین سے ملا تو آپنے فرمایا ایت ایضا تظاہرت علینا تو نے بھی ہمارے خلاف اورون کی یاری کی کہا عذر چاہتا ہون تمسے اے علی حضرت نے اُسکی طرف روئے مبارک پھیر لی اور فرمایا اب کون موقعہ عذر خواہی کا ہے جبکہ جو کچھ کرنا تھا کر چکے ۔ زہری عامر کہتا ہے ۔ علی لعمری کان بالناس ارءفا ؛ وفی العلم بالاحکام اقضی و اعرفا ؛ فاعذر قوم اخروہ وقدموا ؛ عدیا و تیما وھو اعلی و اشرفا ؛ یعنی قسم بخدا کہ علی لوگون پر زیادہ مہربان تھے اور علم احکام مین اقضے و اعرف تھے کوئی عذر اُس قوم کا مقبول نہین جنہون نے انکو موخر کیا اور تیم و عدی کو مقدم کیا حالانکہ وہ حضرت اُنکی نسبت اعلے اور اشرف تھے

عذر خواہی ابوبکر از امیر المومنین

معجزۂ امیر المومنین

معجزات حضرت کے لاتعد و لاتحصے ہین اگر ہم انکو لکھنے لگین تو اتنی ہی ایک اور کتاب تیار ہو جائے اور وہ تمام نہون لیکن اگر کہین شاذ و نادر سلسلۂ کلام مین کوئی

معجزہ آجاتا ہے تو لکھنا پڑتا ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ رواتِ شیعہ نے اسکو متواتر روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ علی علیہ السلام نے ابوبکر سے ملاقات کر کے کہا اے ابوبکر تم نہین جانتے کہ رسول اللہ نے تمکو حکم دیا تھا کہ میرے اوپر بلفظ امیرالمومنین سلام کرو اور امر کیا میری متابعت اور فرمانبرداری کا ابوبکر اظہار شک و اشتباہ کرتے تھے حضرت نے فرمایا راضی ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان اس مقدمہ مین کوئی ثالث ہووے کہا ہان مین راضی ہون جسکو چاہو حکم مقرر کرو حضرت نے فرمایا مین حضرت رسولخدا کو حکم کرتا ہون کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ وہ حضرت وفات پا چکے ہان اگر خواب مین حکم دین تو مین قبول کرون امیرالمومنینؑ نے خلیفہ اول کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ انکو مسجد قبا مین لیگئے اور وہان جا کر دو رکعت نماز پڑھی اُسوقت دیکھا کہ حضرت رسولخدا محرابِ مسجد مین تشریف رکھتے ہین فرمایا اے ابوبکر یہ رسولخدا موجود ہین ان سے دریافت کر لو رسول اللہ نے فرمایا اے ابوبکر کیا مین نے تمکو امر نہین کیا کہ علیؑ کو بلفظ امیرالمومنینؑ سلام کرو اور انکی متابعت کرو عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا تو کسلئے خلافت انکو نہین دیتا- عرض کی اب دیدونگا پس ابوبکر وہان سے اُٹھے اور دل مین کچھ ارادہ نہ تھا بجز اسکے کہ امیرالمومنینؑ سے بیعت کرین اور محزون و غمگین تھے راستہ مین حضرت عمر سے ملاقات ہوئی اُنہون نے حال دریافت کیا تو کہا مینے رسول اللہ کو دیکھا ہے آنحضرت نے مجھکو کہا کہ خلافت علیؑ کو دیدو- عمر نے کہا تجھکو سحر بنی ہاشم کا حال معلوم نہین یہ محض انکی ساحری ہے **بروایتے** کہا اے ابوبکر مگر فراموش کیا تو نے کہ ہم سب ایک روز ساتھ تھے اُنہون نے دو درختون کی طرف اشارہ کیا کہ باہم ملجائین اور خود اُنکے نیچے جا کر رفع حاجت کیا- پھر ایک طرف اشارہ کیا جدا ہو کر جہان جہان سے آئے تھے چلے گئے ابوبکر نے کہا ہان مجھکو یہ یاد ہے اور جب مین اُنکے ساتھ غار مین تھا تو مینے دیکھا کہ جالا مکڑی کا ہمارے اندر جانے سے ٹوٹ گیا تو اُنہون نے اپنا ہاتھ اُسپر پھیر اپھر ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ تھا اور مجھ سے کہا اگر تو چاہے تو تجھکو جعفر اور اُسکے اصحاب کو دریائے حبشہ مین کشتی کے اندر بیٹھے اور تیرتے ہوئے دکھادون پس میرے مُنہہ پر ہاتھ پھیرا مینے اُنکی کشتی کو دریا مین تیرتے دیکھا مینے اسی روز جان لیا تھا کہ یہ جادوگر ہین یہ کہکر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے +

ذکر نزاع امیرالمومنینؑ و عباسؓ بن عبد المطلب در میراث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتاب احتجاج مین ابو رافع سے منقول ہے کہ اُس نے کہا مین ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا کہ امیرالمومنینؑ اور عباس بن عبد المطلب وہان آئے حالانکہ اُن کے درمیان میراث پیغمبر مین نزاع و تکرار تھی- ابوبکر نے دور سے انکو دیکھکر کہا یکفیکم القصیر الطویل کہ کفایت کرتے ہین تمکو کوتاہ قد و دراز قامت کوتاہ قد سے اسکی مراد امیرالمومنینؑ تھے اور دراز قامت سے عباس- نزدیک آئے تو عباسؓ نے کہا مین پیغمبر کا چچا اور اُنکا وارث ہون یہ علیؑ انکا ترکہ مجھکو نہین دیتے اور تکرار کرتے ہین ابوبکر نے کہا کہان تھے اُس روز تم اے عباس جب کہ پیغمبر خدا نے تمام اولاد عبد المطلب کو جمع کر کے کہا ایکم یوازرنی یکون وصیی و خلیفتی فی اھلی ینجز وعدی و یقضی دینی کہ کون ہے تم سے ایسا کہ آج میری اعانت و امداد کرے اور کل میرا وصی و خلیفہ ہو میرے اہلبیت پر اور میرے وعدون کو وفا کرے اور میرے قرضون کو ادا کرے اُسوقت سوائے علیؑ کے کسی نے اسکو قبول نہ کیا پس حضرت نے علیؑ کو فرمایا کہ تو ہی میرا وصی و خلیفہ ہے عباس نے کہا یہ جانتا ہے تو تو کسلئے آنحضرت پر اپنے تئین ترجیح دیتا ہے اور کیون ان کو خلافت نہین دیدیتا- ابوبکر نے کہا اے بنی عبد المطلب

تمہارے درمیان کوئی نزاع و تکرار نہین تم اسی امر کے اظہار کے لئے میرے پاس آئے تھے **مؤلف** کہتا ہے کہ ظاہرا یہ حضرات اتمام حجت ہی کے لئے گئے تھے ورنہ عباس امیرالمومنینؑ کے ساتھ نزاع کرنے والے نہ تھے اور جو اشیار خاص حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے حضور مین حضرت امیرالمومنینؑ کو بخشی تھین اُنکا مطالبہ اُنسے بعید تھا- اور یہ ویسی ہی صورت ہے جیسے کہ محمد حنفیہؓ نے اظہار امامت امام زین العابدین کے لئے آنحضرت سے امامت پر نزاع کی اور شہادت حجر اسود پر اس سے دستبردار ہوئے تاکہ خلقت کو معلوم ہو جائے کہ امام برحق وہ حضرتؑ ہین- **مروی ہے** کہ یحیی بن خالد برمکی نے ہارون رشید کے سامنے یحیی بن الحکم سے سوال کیا کہ مجھکو خبر دے کہ آیا حق کبھی دو جہت مختلف مین بھی پایا جاتا ہے ہشام نے کہا ظاہر ہے کہ کبھی ایسا نہین ہوتا جہان ایک بات پر اختلاف ہو گا حق ایک ہی طرف ہو گا یحیی نے کہا تو بتلا کہ علیؑ و عباسؓ مین جو پیغمبر خدا کی میراث پر نزاع ہوئی اور وہ یہ خصومت ابوبکر کے پاس لے گئے تو ان دونو مین کون حق پر تھا اور کون باطل پر ہشام کہتے ہین کہ مینے سوچا کہ اگر علیؑ کو باطل پر بتلاتا ہون تو مذہب سے خارج اور کافر بنتا ہون اور جو عباسؓ کو مبطل کہا تو مامون رشید اسکی اولاد سے ہے بیشک مجھکو قتل کرا دیگا پس سخت دشواری اور دقت مجھپر واقع ہوئی کیونکہ اس سے پہلے کبھی یہ مسئلہ مجھپر وارد نہوا تھا کہ اسکے جواب مین اندیشہ کرنے اور سوچنے کا موقعہ ملتا پس سخت حیران تھا اسی تشویش و اضطراب مین یاد آیا مجھکو قول امام جعفر صادقؑ کا کہ فرمایا تھا یا ھشام لا تزال مؤیدا بروح القدس ما نصرتنا بلسانک اے ہشام روح القدس سے تیری تائید ہوتی رہے گی جبتک کہ تو اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتا رہیگا- پس مینے جانا کہ جواب سے محروم نرہونگا- اور اسیوقت میرے خیال مین اسکا جواب آگیا- پس مینے یحیی سے کہا کہ ان دونو یعنی علیؑ و عباسؓ سے ایک بھی ناحق پر نہ تھا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ دو فرشتون اور داؤد کا قصہ قران مین مذکور ہے- چنانچہ فرماتا ہے- ھل اتٰک نبأ الخصم اذ تسوروا المحراب- آیا تجھکو ان خصومت کرنیوالون کی خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر داؤد کے پاس محرابِ عبادت مین آئے- پس تیرے نزدیک ان دونو مین سے کون خطا پر تھا کہا کوئی بھی نہ تھا وہ فرشتے صرف داؤد کو انکی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے گئے تھے ہشام نے کہا تو علیؑ و عباس سے بھی کوئی خطا پر نہ تھا وہ ابوبکر کو اسکی خطا پر آگاہ کرنیکو گئے تھے ہارون رشید کو یہ جواب پسند آیا- اور کتب اہل سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ و جناب عباسؓ نے ابوبکر و عمر دونو سے انکی عہد خلافت مین میراث پیغمبر طلب کی ہے اور نیز یہ حضرات شیخین کو کاذب خائن غادر آثم جانتے تھے- **صحیح مسلم** کی کتاب الجہاد مین ایک حدیث طولانی کے ضمن مین مذکور ہے کہ علیؑ و عباسؓ عمر کے پاس گئے اور عمر نے بعد کلام طولانی کے انسے کہا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابوبکر انکا جانشین ہوا تو تم دونو اُسکے پاس گئے اور تو نے اے عباسؓ اپنے بھتیجے کی اور علیؑ نے اپنی زوجہ کے باپ کی میراث اُس سے طلب کی ابوبکر نے کہا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے- لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین صدقہ ہے فرایتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما یعنی عمر نے کہا کہ تم دونو نے ابوبکر کو کاذب غادر خائن اور آثم جانا واللہ یعلم انہ صادق بار راشد تابع للحق حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ صادق و بار نیکوکار و راشد و تابع بحق تھا- پھر ابوبکر نے وفات پائی اور مین خلیفہ رسول اللہ و خلیفہ ابوبکر ہوا تو تم نے مجھکو بھی کاذب غادر خائن اور آثم جانا- اور خدا کو معلوم ہے کہ مین صادق بار راشد و تابع للحق ہون بموجب اس حدیث کے حضرت

شیخین امیر المومنینؑ اور عباسؓ کے نزدیک اِن چارون صفتون مذکورہ بالا سے موصوف تھے طرفہ یہ کہ کتب حدیث سُنیہ مین یہ چارون صفتین علامات نفاق کہی گئی ہین مشکوۃ باب الکبائر مین عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ قال رسول اللہ اربع من کان فیہ کان منافقا خالصا و من کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتے یدعھا۔ اذا ائتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاھد غدر و اذا خاصم فجر۔ کہ چار خصلتین ہین جسمین وہ ہونگی خالص منافق ہوگا اور جسمین اُنمین سے ایک خصلت ہوگی اُسمین نفاق کی ایک خصلت ہوگی تاوقتیکہ اُسکے تئین چھوڑ دے۔ جب امین ہوتا ہے تو خیانت کرتا ہے اور خبر دیتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے عہد کرتا ہے تو غدر و بیوفائی کرتا ہے مخاصمت کرتا ہے تو فسق و فجور کام مین لاتا ہے۔ پس موافق کتب اہلسنت بقول حضرت عمر بشہادت شاہدین عادلین علیؑ و عباسؓ جناب شیخین منافق خالص ٹھہرے۔ **احتجاج اُسامہ بن زید و ابوقحافہ پدر ابوبکر بر ابوبکر** امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ عمر خطاب نے ابوبکر سے کہا کہ اُسامہ کو لکھو کہ وہ یہان جلد چلا آئے اُسکا وہان رہنا ہمارے لئے بدنامی کا باعث ہے۔ ابوبکر نے اُسکو لکھا یہ نامہ ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے اُسامہ پسر زید کے نام۔ بعد حمد و صلوۃ کے مدعا یہ ہے کہ جسوقت میرا خط تیرے پاس پہنچے تجھکو چاہئے کہ اپنے لشکر سمیت اسطرف کوچ کرے کیونکہ مسلمانون نے جمع ہوکر مجھکو اپنا والی امور بنا لیا ہے۔ پس تو بھی مخالفت نکر کہ عاصی و نافرمان نہو اور میری طرف سے تجھکو وہ بات پیش نہ آئے جس سے تو کراہت کرے والسلام۔ اُسامہ نے اُسکے جواب مین لکھا یہ خط ہے اسامہ بن زید عامل رسول اللہ کی طرف سے غزوہ شام پر۔ اما بعد تیرا خط پہنچا جسکا اول و آخر باہم متناقض ہے اول مین تو لکھتا ہے کہ مین خلیفہ رسول اللہ ہون آخر مین کہتا ہے کہ لوگون نے جمع ہوکر مجھکو خلیفہ بنا لیا ہے تجھکو معلوم ہو کہ مین اور میرے ساتھ جسقدر مہاجرین و مسلمین ہین تیری ولایت پر رضامند نہین نہ ہمنے تجھکو خلیفہ بنایا ہے پس نظر کر اور دیکھ اور حق کو اہل حق تک پہنچا اور اُن کے اور اپنے درمیان حائل نہو تحقیق کہ جو کچھ بروز غدیر رسول اللہ نے فرمایا تو اُسکو جانتا ہے بہت عرصہ نہین گذرا کہ اُسکو بھول گیا ہو اُسکے خلاف کر کہ اللہ و رسولؐ کا نافرمان ہوگا اور اُسکا جسکو تجھپر اور تیرے صاحب پر امیر مقرر کیا ہے رسول اللہ نے آخری وقت تک مجھکو تمہاری امارت سے معزول نہین فرمایا تم دونو نے میری نافرمانی کی اور بلا میری اجازت مدینہ مین بیٹھ رہے۔ ابوبکر یہ خط دیکھکر بہت پریشان ہوئے اور اُنہون نے چاہا کہ اپنے تئین خلافت سے خلع کرین الا عمر نے اُنہین منع کیا اور کہا جو پیراہن تمکو خدا نے پہنایا ہے اُسکو اپنے بدن سے نہ اُتارو کہ ندامت اٹھاؤگے اسامہ کو دوبارہ لکھو اور بالحاح و اصرار لکھو اور فلان فلان اشخاص سے اسکو لکھواؤ کہ جماعت مسلمین سے علیحدہ نرہے جو امر وہ طے کرچکے ہین اُسمین شامل ہو جائے پس ابوبکر نے اور اُن کے یاران ہمدم نے اسامہ کو لکھا کہ ہم اس امر مین اتفاق کرچکے ہین تو بھی اُسمین شامل ہو اور زنہار کہ تیری طرف سے کوئی فتنہ اُٹھے تحقیق کہ مسلمان قریب العہد بکفر ہین۔ یہ خط اسامہ کو پہنچے تو مدینہ کو چلا آیا یہان آکر ابوبکر پر ہجوم خلائق دیکھا تو حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا یہ کیا ماجرا ہے حضرت نے فرمایا جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے اسامہ نے کہا کیا آپنے بیعت کر لی ہے فرمایا ہان کہا بالطوع و رغبت کے ہے یا بجبر و کراہت فرمایا بجبر و کراہت پس اسامہ ابوبکر کے پاس گیا اور بہ لفظ خلیفۃ المسلمین اُسپر سلام کیا ابوبکر نے بھی کہا و علیک السلام ایہا الامیر۔ بروایت دیگر اسامہ مدینہ مین آیا تو کہا اے ابوبکر تجھکو یاد نہین کہ

رسول اللہ نے ہمکو امر کیا تھا کہ علیؑ کو بلفظ امیر المومنین سلام کرین پس تو نے کہا کیا یہ حکم خدا و رسول کا ہے فرمایا ہان پھر عمر نے بھی پوچھا کہ یہ حکم خدا و رسولؐ کا ہے فرمایا ہان پھر جملہ اشخاص نے اسطرح پر آنحضرت کو سلام کیا مین سب سے کم سن تھا مینے سب سے پیچھے اُٹھکر سلام کیا۔ ابوبکر نے کہا کہ خدا تعالی نہین چاہتا کہ نبوت و خلافت ایک جگہہ جمع ہون۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ شیخین مدۃ العمر اسامہ کے کنونڈے رہے اُسکو امیر کہتے اور بہت تواضع و تکریم کرتے اور مال و منال سے بھی بہت کچھ اُسکے ساتھ سلوک کرتے تھے لاجرم وہ بھی اُنہی کا دم بھرتا تھا حتے کہ حضرت امیرؑ کے ساتھ اِن کے عہد خلافت مین لڑائیون مین بھی شریک نہین ہوا اور یہ عذر کیا کہ مینے قسم کھائی ہے کہ کسی مسلمان پر تلوار نہ اُٹھاؤنگا لیکن علماء رجال نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرؑ نے اُسکو اس قسم مین معذور رکھا اور اپنے عامل والی مدینہ کو لکھا کہ اُسکا حصہ عطایا مین بدستور جاری رکھے الا سعد وقاص و عبداللہ عمر کہ اِن کے لئے ممانعت فرمائی۔ اور امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ اسامہ نے آخر مین حق کی طرف رجوع کیا پس اُسکے حق مین بجز نیکی کے کچھ نہ کہو۔ مگر علامہ حلی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ دونو روایتین ضعیف ہین بنا بر آن وہ اسامہ کی روایت کے قبول کرنے مین توقف اولے جانتے ہین۔ منقول ہے کہ حضرت رسولخدا کی خبر وفات مکہ مین پہنچی تو شہر لرز گیا۔ ابوقحافہ پدر ابوبکر نابینا تھے اس اضطراب کا سبب دریافت کرنے لگے کسی نے کہا کہ حضرت رسولخدا نے وفات پائی کہا اُنکا جانشین کون ہوا کہا تمہارے صاحبزادے ابوبکر ابوقحافہ نے کہا کیا بنی عبد الشمس اور بنی مغیرہ نے اُسکو قبول کر لیا کہا ہان ابوقحافہ نے کہا لا مانع لما اعطی اللہ و لا معطی لما منع اللہ جو چیز خدا عطا کرے اُسکا کوئی منع کرنیوالا نہین اور جسکو وہ منع کرے اُسکا کوئی عطا کرنیوالا نہین۔ عجیب بات ہے کہ وہ نبوت پر تو نزاع کرتے تھے اور خلافت کو بیچون و چرا تسلیم کر لیا۔ یعنی نبوت حقہ مین تکرار تھا اور خلافت باطلہ کو مان لیا ان ھذا الشئ یراد یہ ایک شے ہے جسمین ہمسے بدی کا ارادہ کیا گیا ہے دوسری روایت مین ہے کہ رسول اللہ نے وفات پائی اور ابوبکر کے ساتھ بیعت ہوئی تو بڑے میان طائف مین تشریف رکھتے تھے وہان انکو خلافت پناہ کا خط پہنچا لکھا تھا کہ یہ خط ہے ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کی طرف سے ابوقحافہ کے نام بعد حمد و صلوۃ کے تحقیق کہ لوگ مجھپر جمع ہوئے اور مین آج خلیفہ خدا ہون اگر تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہو۔ ابوقحافہ نے خط کو پڑھا تو قاصد سے پوچھا کہ علیؑ کو کیون خلیفہ نہ بنایا کہا اسلئے کہ وہ سن مین کم تھے اور نیز اُن کے ہاتھ سے قریش اور غیر قریش کے بہت سے خون ہوئے تھے۔ ابوبکر اُن سے عمر مین بڑے ہین ابوقحافہ نے کہا اگر اسکا استحقاق عمر ہی کی زیادتی پر ہے تو مین ابوبکر سے بڑا ہون مجھکو خلافت ہونی چاہیے تحقیق کہ علیؑ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہوئی اور ناحق اُسکا حق چھین لیا گیا رسولخدا نے اُنکے لئے بیعت لی تھی اور ہم سب نے اُنسے بیعت کی تھی پھر ابوبکر کو خط لکھا کہ یہ خط ابوقحافہ کی طرف سے ہے ابوبکر کے نام۔ اما بعد تیرا خط پہنچا میرے نزدیک وہ ایک احمق آدمی کا خط ہے کیونکہ اُسکے مضامین تایکدگر متناقض ہین کبھی تو کہتا ہے کہ مین خلیفہ خدا ہون گا ہے اپنے تئین خلیفہ رسول اللہ بتلاتا ہے کبھی کہتا ہے کہ لوگون نے رضامند ہوکر مجھکو خلیفہ بنایا پس یہ امر مشتبہ ہے زنہار تو ایسے امر مین داخل نہو جس سے باہر آنا تیرے لئے دشوار ہو اور انجام ندامت و ملامت بوقت حساب و بروز قیامت ہو تو خود جانتا ہے کہ کون اس کار کے لئے مجھ سے زیادہ اولے ہے پس خدا کو حاضر جان گویا کہ تو اُسکو دیکھ رہا ہے اور حق کو صاحب حق سے باز نرکھ کیونکہ آج اسکا ترک کرنا تیرے لئے آسان اور زیادہ سلامتی کا باعث ہے +

ذکر قضیۂ غصب فدک

فدک بفتح حرف اوّل و ثانی ایک قریہ کا نام ہے کہ مدینہ سے دو منزل اور خیبر سے قریب ایک منزل کے ہے پیشتر یہودیون کے قبضہ مین تھا
سنہ ہجری مین جبکہ قلاع خیبر امیر المومنین کے ہاتھ پر فتح ہوئے تو وہان کے باشندون نے خائف ہوکر حضرت رسولخدا سے صلح کی درخواست
کی حبیب السیر وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت نے علی علیہ السّلام کو بھیجا اور مصالحہ آنحضرت کے ہاتھ پر واقع ہوا اس طریق سے کہ علیؑ اُن کے خون
سے درگزرین اور حوائط (باغہا) و دیواریست (متعلق خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کے رہین معجم البلدان سے نقل ہوا ہےکہ یہ علاقہ بہت
زرخیز ہے اور چشمہائے آب روان اسمین جاری اور درختان خرما بکثرت اور محاصل اسکے فراوان ہین - اور مجلسی علیہ الرحمہ حیات القلوب
مین بضمن ایک روایت طولانی کے لکھتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے اہل فدک سے چوبیس[۲۴] ہزار دینار سالانہ پر مقاطعہ کیا کہ اس زمانہ کے
حساب سے تین ہزار چھ سو تومان سکہ رائج ایران ہوتے ہین اور یہ مال تحقیق صاحب تشیید المطاعن ہندوستان کے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ
کے مساوی ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد زمانہ سرور کائنات کے اسکی آمدنی مین نمایان ترقی ہوئی کسلیے کہ سُنن ابو داوٗد چھاپہ لکھنؤ مین[۱] ہے کہ عمر بن
عبدالعزیز کے زمانہ مین غلات فدک کی قیمت چالیس[۴۰] ہزار دینار زر سرخ کو پہنچی تھی - جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ فدک چونکہ بغیر جنگ اور بلا
کسی کوشش کے مسلمانون کے ہاتھ آیا تھا تو بموجب آیات قرآنیہ خاص حضرت رسولخدا کا مال تھا پس آیہ شریفہ وآتِ ذَا الْقُرْبىٰ حَقَّه
نازل ہوئی اور وہ حضرت مامور ہوئے کہ ذوی القربے کو انکا حق پہنچائین - معارج النبوۃ مین ہے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا
حقتعالے فرماتا ہے کہ اپنے خویش و اقارب کا حق ادا کرو رسولخدا نے فرمایا میرے خویش و اقارب کون ہین اور حق انکا کیا ہے - کہا
رشتہ دار فاطمہ زہرا اور انکا حق حوائط فدک ہین اُن کے حوالے کرو اور جو کچھ حصّہ خدا اور رسول اسمین ہے وہ بھی ان کو دو پس آنحضرت
نے جناب سیدہ کو بلایا اور فدک انکو عنایت کیا اور ایک وثیقہ اس باب مین لکھدیا کہ وہ آنحضرت کے پاس تھا - انتہیٰ بعرض بموجب
اس وثیقہ کے فدک جناب فاطمہ کے قبض و تصرف مین تھا جتے کہ جناب رسالت پناہ نے وفات پائی اور خلافت ابوبکر کے قبضہ مین آئی
اُسوقت عمر خطاب نے اُنسے کہا کہ فدک فاطمہ کے پاس نہین رہنا چاہیے کیونکہ یہ بڑی آمدنی کی چیز ہے اگر ان کے پاس رہا تو لوگ بدستور اُنکے
گرد جمع رہین گے بتحقیق کہ اہل دنیا زر و مال چاہتے ہین اور روپیہ پیسا طلب کرتے ہین وہان حاجت روائی دیکھین گے تو بس وہین کے
ہو رہین گے اس سے ممکن ہے کہ تیری خلافت مین خلل آئے پس فدک اُنسے لے لے اور اموال فی و خمس کو انپر بند کر ابوبکر نے اُسکو پسند کیا

[۱] اصل عبارت مندرجہ سنن ابو داوٗد چھاپہ لکھنؤ یہ ہے قال ابو داود ولی عمر بن عبد العزيز الخلافة وغلته (يعنی فدک) اربعون الف دينار یعنی ابو داوٗد نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو غلات فدک بقدر چالیس ہزار دینار کے قیمت کی تھی یعلن معن ابو داوٗد چھاپہ دہلی سے در و مندان دین نے یہ عبارت نکال ڈالی ہی - کذا فی تشیید المطاعن - ۱۲
[۲] عامۂ اہل سنت اس قضیے کے گھٹانے اور ہلکا کرنیکو فدک جیسی عظیم جائداد کو ادنی شے بتاتے اور کہا کرتے ہین کہ شیعون نے ذرا سی بات پر طومار باندھ رکھا ہے اور اتنا نہین جانتے کہ اگر موافق ان کے قول کے تسلیم بھی کرلین کہ وہ تھوڑی ہی سی مالیت کی چیز بھی تو اس سے جو طعن کہ خلفا پر ہے کچھ ہلکا نہین ہوتا بلکہ اور سخت ہو جاتا ہے کہ انہون نے ایسی ناچیز شے کو بضعۂ رسول سے دریغ رکھا اور اسپر انکو غضبناک فرمایا چنانچہ خود حقیر ایک مرتبہ علمائے اہلسنت سے ایک کی مجلس مین حاضر تھا کہ کچھ اسی قسم کا ذکر آیا ایک شخص نے حاضرین سے کہ مجھ سے واقف نہ تھا کہا اجی فدک وک تھا ہی کیا فقط خرمے کے چند پیڑ تھے تو رافضیون نے بات کا بتنگڑ بنا رکھا ہے اسپر صاحب خانہ کہ شائستہ و مہذب شخص تھے بولے تمکو ایسا نہین کہنا چاہیے اس سے تو خلیفہ اوّل پر اور بھی الزام آتا ہے کہ انہون نے ایسی ذرا سی شے پر رسول اللہ کی بیٹی کو ناخوش کیا - ۱۲ منہ عفی عنہ

اور دو مرد بھیجدیے کہ انہون نے جاکر وکیل جناب سیدہ کو نکال دیا جناب معصومہؑ ابوبکر سے فریاد خواہ ہوئین اور وثیقہ رسول اللہ انکو دکھلایا
عمر بھی موجود تھے دونو نے اس سطرہ کی تصدیق سے اعراض کیا اور اُس وثیقہ پر بھی لحاظ نہ فرمایا بلکہ عمر نے دیکھنے کے حیلے سے اُسکو فاطمہؑ
سے لیکر چاک کردیا اور خلاف قانون شرع اُنسے گواہ طلب کیے حضرت فاطمہؑ ام ایمن اور حضرت علیؑ کو بروایتے انکو معہ حسنینؑ کے شہادت کے لیے
لے گئین ان بزرگوارون نے گواہی دی کہ فی الواقع رسول خدا نے فدک فاطمہ زہرا کو بخشا ہے مگر انہون نے شہادت حسنینؑ بوجہ صغیر سنی
اور باقیون کی - اسلیے کہ نصاب گواہان پوری نہین رد کی اور کہا ایک مرد یا ایک عورت اور ہونی چاہیے - شرح مواقف مین ہے - اما
الحسن والحسين فللفرعية لان شهادة الولد لا يقبل لاحد والديه واجداده عند اكثر اهل العلم وايضاً هما كانا صغيرين فی
ذلک الوقت اما علیؑ و ام ايمن فلقصورهما عن نصاب البينة وهو رجلان او رجل وامرأتان یعنی لیکن شہادت حسنین علیہما السلام
کی پس بسبب فرعیت کے رد کی کسلیے کہ گواہی بیٹے کی کسی ایک کے لیے والدین و اجداد سے اکثر اہل علم کے نزدیک جائز نہین اور لیکن علیؑ اور
ام ایمن کی پس اس سبب سے کہ نصاب گواہان سے کم تھی - کیونکہ دو مرد ہونے چاہیین یا ایک مرد اور دو عورتین - بروایتے امیر المومنین
و ام ایمن و اسماء بنت عمیس نے ادائے شہادت کرکے نصاب شہادت کو تمام کیا بنابرین ابوبکر نے چاہا کہ فدک کو واگزار کردین اور اس باب
مین ایک وثیقہ لکھدین مگر خلیفہ ثانی اس سے مانع آئے اور کہا کہ فاطمہ ایک عورت ہے اور علیؑ اُسکا شوہر اُس نے اپنے فائدہ کے لیے
(العیاذ باللہ) گواہی دی اور دو عورتون کی گواہی از روئے شرع کافی نہین - ابوبکر نے اُسکو قبول کرلیا اور یہی جواب فاطمہؑ کو دیدیا -
پس آنحضرت نے قسم یاد کی کہ اسماء بنت عمیس و ام ایمن اہل جنت سے ہین انہون نے اسکا اقرار کیا اور باوجود اسکے حق فاطمہ نہ پایا پس
وہ حضرت آزردہ ہوئین اور قسم کھائی کہ ان دونو کی شکایت حضرت رسولخدا سے کرونگی اور بیمار ہوئین تو حضرت امیر المومنینؑ کو وصیت
کی کہ آپکو پوشیدہ دفن کرین تاکہ ابوبکر و عمر آپ کے جنازے پر نہ آنے پائین یہ روایت صاحب تاریخ آل عباس کی ہے کما نقل عنہ -
پس اب ناظرین خود انصاف فرمالین کہ آیا ہوسکتا ہے کہ قرۃ العین باوجود ان فضائل عالیہ و مناقب سامیہ کے کہ حقتعالے نے قران مین
انکی عصمت و طہارت کی خبر دی چنانچہ آیہ تطہیر نازل ہوئی اور رسولخدا نے انکو اپنا پارۂ تن و سیدۂ نساء اہل الجنۃ اور انکی ایذا و آزار کو اپنا ایذا
و آزار قرار دیا دعوئے ناحق پیش کرین اور دوسرونکا حق بظلم لینا چاہین اور امیر المومنین نفس رسول رب العالمین با آن زہد و تقوے
وجود و سخا و ترک لذات دنیا و اختیار رضائے خدا کہ جملہ مسلمانان مین یہ صفتین اُس جناب کے لیے مسلم الثبوت و متفق علیہ ہین اُن کو
اس مطالبہ ناروا سے مانع نہ آئین اور اس پر بھی بس نکرکے خود بھی انکی حمایت کرین اور گواہی بدروغ اپنے فائدے کے لیے دین -
نعوذ باللہ منہا - مگر تعصب و ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہین اوّل تو حضرت فاطمہؑ کا یہ کہنا کہ حضرت رسولخدا نے مجھکو فدک عطا کیا کیا کم تھا کہ حاجت
گواہون کی ہوئی کیا ممکن تھا کہ وہ معصومہ مال دنیا کے لیے مرتکب کذب صریح کی ہوتین اور معاذ اللہ پیغمبر خدا پر تہمت لگاتین سبحان اللہ
بضعہ رسول و صدیقہ بتول دعوے کرین کہ یہ شے مجھکو آنحضرت نے ہبہ کی ہے اور ابوبکر اسکے جواب مین فرمائین لا اصدق قولک یا لا اعرف
صدق قولک کہ مین تیرے قول کی تصدیق نہین کرتا یا تیری صداقت مجھکو معلوم نہین علی اختلاف الروایات جیسا کہ فخر الدین رازی نے

تفسیر کبیر مین لکھا ہے اور پھر صدیق کہلا مین شاعر شیعی کہتا ہے ٭ چھوٹا کہین بتول کے دعوے کو جو بھلا ٭ صدیق ہم کہیں اسے کیونکر ہو یہ روا ٭ تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت ادنے صحابی کے ساتھ ایسا معاملہ روا نہین رکھتے اور باعتقاد عدالت جمیع صحابہ اِن کے تمام دعوؤن کو گو وہ انہی کے فائدے پر مبنی ہون واجب القبول جانتے ہین اور مطلق چون وچرا سے لب کشا نہین ہوتے خود حضرت ابوبکر نے ایسے دعوؤن کو بلا حجت وبینہ قبول کیا اور جو انہون نے مانگا بیدریغ دیا ہے۔ صحیح بخاری مین ایک روایت ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہین کہ حضرت رسولخدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مال بحرین آئیگا تو تجھکو اتنا اور اتنا (تین مرتبہ ہاتھون سے اشارہ کرکے) دونگے بعد وفات آنحضرت کے جب مالِ بحرین آیا تو ابوبکر نے کہا جسکو رسولخدا پر کچھ قرض ہو یا جسکے ساتھ آنحضرت کا کوئی وعدہ ہو ہمارے پاس آئے پس مین گیا اور حال بیان کیا ابوبکر نے کہا اسیطرح ہاتھ بھر کر روپیہ اٹھالے مینے دونو ہاتھون سے روپیہ اٹھا لیا شمار کیا تو پانچسو درہم تھا پس سہ گونہ اُسکا یعنی ایکہزار پانچسو درہم مجھکو دلوادے تمام ہوئی روایت بخاری کی۔ ابن حجر فتح الباری مین اس حدیث کی شرح مین کہتا ہے فیه قبول الخبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلک نفعا الی نفسه لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاهدا علی صحة دعواه کہ اسمین ہے قبول کر لینا ایک مرد عادل صحابی کی خبر کا اگرچہ وہ اُسکی ذاتی فائدہ تک پہنچے کسلیئے کہ ابوبکر نے جابر سے اُسکے دعوے کی صحت پر گواہ طلب نہین کیا اور عینی شارح بخاری عبارت مندرجہ بالا کو بعض شراح بخاری سے نقل کرکے کہتا ہے قلت انما لم یلتمس شاهدا منه لانه عدل بالکتاب والسنة اما الکتاب فقوله تعالی کنتم خیر امة وکذلک جعلناکم امة وسطا فمثل جابر ان لم یکن من خیر امة فمن یکون واما السنة فلقوله من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ولا یظن ذلک بمسلم فضلا عن صحابی (ترجمہ) مین کہتا ہون کہ ابوبکر نے جابر سے گواہ طلب کیا کسلیئے کہ وہ (جابر) عادل تھا ازروئے کتاب خدا وسنت رسولخدا کے لیکن کتاب خدا پس قول خدا تعالے کا کنتم خیر امة کہ ہو تم خیر امت اور ایسا ہی قول حق سبحانہ تعالی کا جعلناکم امة وسطا گردانا ہمنے اُن کو امت وسط و درمیانہ پس اگر جابر سا شخص خیر امت نہو گا تو اور کون ہوگا۔ اور لیکن سنت رسولخدا۔ پس حدیث پیغمبر ہے کہ جو کوئی دیدہ ودانستہ مجھپر جھوٹ باندھے چاہیے کہ وہ اپنی جگہہ آتش جہنم مین مہیا کرے پس پیغمبر پر دروغ باندھنا عام مسلمان کی نسبت بھی گمان نہین کیا جاسکتا چہ جائیکہ ایک صحابی کی نسبت۔ افسوس کہ ادنی صحابی پر کذب تجویز نہین کرتے اور اُن کے دعوؤن کو گو وہ اُنہی کے فائدون پر مبنی ہون بدلیل قرآن وحدیث واجب القبول ومسلم جانتے ہین اور بنت رسول اللہ پر آنحضرت کی نسبت جھوٹی تہمت لگانا حلال ومباح جانتے ہین کہ انکے دعوے کو واجب القبول کیا جائز القول بھی نہین گردانتے۔ اگر اِن صاحبون کے نزدیک حضرت فاطمہ کوئی مزید شرف وفضیلت کہ اُن کے قول کی تصدیق کا موجب ہو نرکھتی تھین تو کیا شرف صحبت آنحضرت کا بھی اُنکو حاصل نہ تھا اور کیا وہ صحابی بھی نتھین کہ اُنکا دعوے ہبہ فدک رد کیا گیا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ انہی حضرت عتیق ابوبکر صدیق نے ایک اور صحابی کے قول کی تصدیق کی کہ بمدارج جابر انصاری سے کمتر تھا اور مال کثیر بلا شاہد وبینہ اُسکے حوالے کیا چنانچہ کنز العمال وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت مین ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ مال بحرین آیا تو ابوبکر کا منادی مدینہ مین پکارتا تھا کہ جسکو حضرت رسولخدا پر کوئی وعدہ ہو حاضر ہووے لوگ

آتے تھے اور وہ اُنکو مال دیتے تھے حتے کہ ابو بشیر مازنی حاضر ہوا اور کہا کہ رسولخدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس مال بحرین آئے تو تو آنا۔ ابوبکر نے دو ہتڑ سے دو یا تین مرتبہ اُسکو روپیہ دیا شمار کیا تو ایک ہزار چار سے درہم تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کام خلافت مین حضرت خلیفہ صاحب نے مال بحرین سے بہت کام نکالا وعدہ ہائے رسولخدا کے حیلے سے جود وسخا وتالیف قلوب کا بازار گرم تھا جو کوئی کچھ چاہتا تھا پاجاتا تھا۔ یہ لکھہ یو شاہتی مگر محروم تھے تو اہلبیت نبی کیا صدیقہ کبرے خلیفہ اول کے نزدیک اس ابو بشیر کے برابر بھی اعتبار نہ رکھتی تھین کہ اُسکو جو کچھ مانگا بلا حجت دیدیا اور اس معصومہ سے گواہ طلب کیئے حقیقت یہ ہے کہ صدق وراستی معصومہ پاک دختر صاحب لولاک کی ایسی نتھی کہ ابوبکر پر کیا کسی فرد بشر پر بھی مخفی ہو۔ یہ صرف دشمنی آل عبا واہلبیت رسولخدا جو دلو نمین راسخ تھی آنحضرت سے یہ سب کچھ کرانی تھی اور نیز غصب فدک کا سبب یہ بھی ہے کہ چاہتے تھے کہ اُنکا ہاتھ مال دنیا سے خالی رہے تاکہ کوئی اہل طمع مال دولت اُن کے پاس پھٹکنے نہ پائے کیا معنی کہ اگر باوجود فضیلت قرابت ونفس خدا ورسول کے اگر کچھ مال بھی اُن کے پاس ہوتا تو ممکن تھا کہ بعض طبیعتین انکی طرف مائل ہوتین اور خلافت مغصوبہ مین خلل پڑتا جیساکہ بیشتر گذرا پس دیدہ ودانستہ صدیق ہبہ سے انکار کیا گیا۔ اور ابن ابی الحدید معتزلی نے اسکا سبب اور ہی نقل کیا ہے وہ شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ مینے علی بن فارقی شافعی مدرس مدرسہ غربیہ بغداد سے سوال کیا کہ فاطمہ راست گو تھین بانہ کہا البتہ صادقہ تھین مینے کہا پھر ابوبکر نے انکو فدک کسلیئے ندیا جبکہ وہ جانتا تھا وہ جھوٹ نہین بتین یہ سنکر وہ فاضل مسکرایا اور ایک کلام لطیف ومستحسن اسکے جواب مین کہا حالانکہ صاحب ناموس و متدین شخص تھا اور مزاح وتمسخر اسکے مزاج مین کمتر تھا وہ کلام لطیف یہ ہے۔ لو

اعطاها الیوم فدک بمجرد دعواها لجاءت الیه غدا وادعت لزوجها الخلافة وزحزحته عن مقامه ولم یمکنه الاعتذار

والمدافعة بشیء لانه یکون قد اسجل علی نفسه بانها صادقة فیما تدعی کائنا ما کان من غیر حاجة الی بینة وشهود

یعنی اگر ابوبکر آج اُنکے دعوے کی تصدیق کرکے فدک اُن کے حوالے کردیتا تو کل فاطمہ آتین اور اپنے شوہر کے لئے خلافت کا دعوے کرتین اور اُسکو خلافت سے معزول کراتین تو وہ پھر کیا عذر پیش کرتا اور کس دلیل سے اُن کے دعوے کو رد کرتا کسلیئے کہ جبکہ فدک کے بارے مین انکا دعوے بغیر گواہون کے قبول کر لیا ہوتا تو اُن کے تمام دعوے بلا گواہ قبول کرنے پڑتے اور سب جگہہ اُنکی صداقت کا قائل ہونا پڑتا۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ کلام حق وصحیح ہے ہرچند کہ بمقام مزاح وخوش طبعی مین کہا گیا ہے۔ **دوسرے** ابوبکر کا اس مقام پر گواہ طلب کرنا خلاف قاعدہ شرع ناروا تھا کسلیئے کہ حضرت فاطمہ فدک پر رسول اللہ کے زمانہ سے قابض ومتصرف چلی آتی تھین والقبض دلیل الملک قبضہ ملکیت کی دلیل ہے۔ اور اس حدیث پیغمبر کے موافق کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی گواہ لانا مدعی کا کام ہے اور منکر پر قسم ہے گواہ ابوبکر کو لانے چاہیئین تھے کہ وہ مدعی تھے نہ کہ حضرت فاطمہ سے طلب کرتے چنانچہ اسی سبب سے بعض روایات شیعہ مین وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین نے خلیفہ اول پر احتجاج کیا کہ اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ ہمارے مقدمہ مین تمام مسلمانون کے برخلاف حکم کرے کہا نہین فرمایا پس اگر کسی کے ہاتھ مین کوئی شے ہو کہ وہ اُسپر قابض ومتصرف ہو اور مین اُس اور اُس شے کا دعوے تیرے آگے پیش کرون تو تو گواہ کس سے طلب کریگا کہا تجھسے فرمایا تو فدک کے بارے مین فاطمہ سے کیون گواہ

طلب کیے حالانکہ وہ رسول اللہ کی زندگی سے اُسپر قابض و متصرف چلی آتی تھین پس گواہ مسلمانون سے کہ اُسکے دعویدار تھے طلب کرنے چاہیئیں تھے
ابوبکر یہ سنکر خاموش ہو گئے مگر عمر نے کہا یا علیؑ اِن باتون کو جانے دو کہ ہم تمہاری حجتون کی طاقت نہین رکھتے اگر گواہان عادل لاؤ گے تو فدک تمہین
ملیگا ورنہ تمہارا اور فاطمہؑ کا اسمین کوئی حق نہین **تیسرے** ایک گواہ پر حکم کرنا موافق مذاہب اہلسنّت کے جائز و روا ہے اور بہت سی
احادیث و روایات اِن کی اسپر دلالت کرتی ہین بلکہ خود خلیفہ اوّل کا اسپر عملدرآمد رہا ہے چنانچہ کنز العمال مین مذکور ہے عن جعفر بن
محمد عن ابیہ عن علی بن ابیطالب ان رسول اللہ و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد و الیمین یعنی امام جعفر صادقؑ نے حضرت
علیؑ سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ رسولخدا و ابوبکر و عمر و عثمان ایک شہادت پر مع قسم کے قضیے فیصل کرتے تھے اور تلویح شرح توضیح مین ہے
عن علی ان النبی قضی بشہادۃ شاہد و یمین صاحب الحق و روی عن ان النبی و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد و الیمین
یعنی علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے ایک شاہد کی شہادت اور صاحب حق کی قسم کھانے پر فیصلہ فرمایا۔ اور نیز آنحضرت سے
روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر خدا و ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور قسم پر قضیے فیصل فرماتے تھے۔ پس اگر حضرت ابوبکر مقدمہ فدک مین بھی شہادت
امیر المومنینؑ و قسم جناب سیّدہ پر فیصلہ فرماتے تو کیا قباحت اسمین تھی۔ بلکہ کتب اہل سنّت سے ظاہر ہے کہ اُن کے ہان شہادت واحد پر
بدون قسم کے بھی حکم کرنا ہے صحیح بخاری مین ہے۔ ان بنی صہیب مولی ابن جدعان ادعوا بیتین و حجرۃ ان رسول اللہ اعطی ذلک
صہیبا فقال مروان من یشہد لکما علی ذلک قالوا ابن عمر فدعاہ فشہد لاعطی رسول اللہ صہیبا بیتین و حجرۃ فقضی
مروان بشہادتہ لہم یعنی پسران صہیب مولائی ابن جدعان نے دو مکان اور ایک حجرے کا دعوے کیا کہ رسول اللہ نے صہیب کو عطا
کیے تھے مروان نے کہا کون گواہ ہے تمہارا اسپر انہون نے کہا عبد اللہ بن عمر مروان نے ابن عمر کو بلایا اُس نے شہادت دی کہ البتہ حضرت
رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے صہیب کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا کیا تھا۔ پس مروان نے اس شہادت پر فیصلہ بحق پسران صہیب کر دیا۔
اس روایت سے کہ اصح الکتب بعد کتاب البارہی کی ہے ظاہر ہے کہ مروان قاضی منصوب کردہ معاویہ ابن ابوسفیان نے صرف ایک ابن عمر
کی گواہی پر پسران صہیب کی ڈگری کر دی۔ نہ اسپر صحابہ سے کسی نے اعتراض کیا نہ امیر معاویہ نے کہ باعتقاد حضرات سُنیہ خلیفہ برحق تھا پس اگر
ابوبکر بھی بشہادت امیر المومنینؑ فدک کو واگذار کر دیتے تو کب خلاف شرع تھا بلکہ یہان تو امّ ایمن مربیہ رسولخدا و دو سردار جوانان بہشت آنحضرت
کے ساتھ تھے۔ کیا اِن سب بزرگون کی گواہی عبد اللہ عمر کی گواہی کے برابر بھی نہ تھی۔ ذرا انصاف کرنا چاہیے اور یون بالمرۃ حق سے نہین
گذرنا چاہیے ذرا فضائل امیر المومنینؑ اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ ہون اور پھر اس کمینہ کارروائی ردّ شہادت کو دیکھا جاوے کہ کسقدر بیجا تھی
اور جو اسکی توجیہ مین یہ کہنا کہ جر منفعت کے لیے یہ گواہی تھی اسلیے قبول نہوئی کتنی شوخ چشمی و بیباکی ہے۔ حدیث متفق علیہ مین الفریقین ہے
الحق مع علی و علیؑ مع الحق یدور الحق معہ حیثما دار کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ حضرت حق کے ہمراہ ہین گردش کرتا ہے حق
جسطرف کو کہ وہ گردش کرین اور نیز حدیث ہے اللہم ادر الحق حیثما دار یعنی حضرت رسولخدا نے فرمایا خداوندا گردش دے حق کو
جسطرف کہ علیؑ گردش کرین شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ افعال اُس جناب کے بالکل حق تھے یعنی بعینہٖ حق

نہ یہ کہ مطابق حق ہون اور حق انسے علیحدہ کوئی اور شے ہو بلکہ حق ایک امر ہے کہ افعال آنحضرت سے منعکس ہوتا تھا جیسے کہ ضوء آفتاب سے منعکس ہوتی ہے
اسلیے رسولخدا نے فرمایا اللہم ادر الحق حیثما دار کہ حق کو انکا تابع اور ساتھ ساتھ پھرنیوالا قرار دیا اور یہ نہ فرمایا کہ خداوندا گردش دے علیؑ کو جسطرف کا
حق گردش کرے کہ اس صورت مین وہ تابع حق ہوتے نہ متبوع پس بموجب اسکے ابوبکر نے صریح حق سے انحراف کیا کہ گواہی آنحضرت کی قبول نہ کی
نیز حدیث صحیح ہے علیؑ باب حطۃ من دخل فیہ کان مؤمنا و من خرج منہ کان کافرا کہ علی مثل باب حطہ کے ہین کہ بنی اسرائیل
مین تھا جو اسمین داخل ہوا مومن ہے جو خارج ہوا کافر علمی سُنّی شرح صواعق محرقہ مین اس حدیث کی شرح مین لکھتا ہے کہ جو کوئی اقتدا کرے
علی علیہ السلام کی اور مہتدی ہو ہدایت آنحضرت سے اُن کے اقوال و افعال مین مومن کامل الایمان ہوگا۔ پس مقدمہ فدک مین شیخین نے آنحضرت
کی شہادت کو رد کیا اور انکی ہدایت سے مہتدی ہوئے اور باب مدینہ علم نبی اور باب حطہ سے باہر ہو گئے تو بموجب اس حدیث کے کیا ٹھہرے
اور حضرت امام حسنؑ کے بارے مین پس نیز حدیث بخاری لکھی گئی کہ حضرت رسولخدا نے ایک انہ خرمہ خرمہاے صدقہ سے اُٹھا لینے پر اُنسے فرمایا۔
اما تعلم ان الصدقۃ علینا حرام کہ تو نہین جانتا کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے پھر اُسکی شرح مین آنحضرت کا طفلی مین لوح محفوظ کو مطالعہ
کرنا بھی عسقلانی کے کلام سے گذارش ہوا۔ اب یہ عرض ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ شیرخوارگی کے زمانہ مین امام حسنؑ کو امر و نہی کرین اور
وہ حضرت اُسوقت بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہون تو اُنکی گواہی بوجہ صغیر سنی بافرعیت کیونکر رد ہوسکتی ہے اور **شیخ** عبد الحق دہلوی حدیث
مذکور کی شرح مین شرح مشکوۃ مین افادہ کرتے ہین کہ ارشاد رسول اللہ اما تعلم الخ مشعر ہے اسکا کہ امام حسنؑ پہلے سے حرمت صدقہ بر اہلبیت
کا علم رکھتے تھے اور یہ بعید نہین کسلیے کہ وہ حضرت صغیر عاقل تھے۔ بتحقیق کہ عمل کیا اِن دو بزرگ اماموں یعنی حسنؑ و حسینؑ نے احادیث رسول اللہ
کو صغر سنی مین اور وہ بوقت وفات رسول اللہ ہشت سالہ تھے۔ کیونکہ اُنکی ولادت سال دوم ہجرت مین ہے۔ **علاوہ** برین ہمہ امیر المومنین
علیہ السلام بنص قرآن شاہد ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالے نے انکی تنہا شہادت قبول کی ہے۔ چنانچہ آیہ شریفہ افمن کان علی بینۃ من
ربہ و یتلوہ شاہد منہ مین من کان علی بینۃ سے مراد حضرت رسالت پناہ اور شاہد منہ سے مراد علی علیہ السلام ہین اور اس تفسیر پر فریقین کا اتفاق
ہے لیکن بیان اسکا بطریق شیعہ پس ظاہر و عیان ہے عیان را چہ بیان۔ اور لیکن اہل سنّت کے موافق پس تفسیر درّ منثور سیوطی مین اس آیہ
شریفہ کی تفسیر مین ابن مردویہ و ابو نعیم و ابو حاتم وغیرہ سے چند طریق پر روایت کیا ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب کہتے تھے کہ قریش
مین کوئی ایسا نہین جسکے باب مین کوئی حصہ قرآن کا نازل نہوا ہو ایک شخص نے کہا آپ کے بارہ مین کیا نازل ہوا ہے فرمایا تو نے سورہ ہود مین نہین
پڑھا افمن کان علی بینۃ الخ پس علی بینۃ من ربہ رسولخدا ہین اور شاہد منہ مین ہون پس اُسی شاہد کی شہادت جسے جناب
واحد احد عز اسمہ نے قبول و منظور فرمایا ہے ردّ کرنا بلاشبہ مخالفت قرآن و باعث خروج از دائرہ ایمان ہے **القصہ** جب جناب سیّدہ نے
دیکھا کہ ہبہ فدک مین نہ میرا قول تسلیم ہوا نہ شہادت شہود پر لحاظ کیا گیا تو آپ نے ایک حجت صریح و روشن کی طرف رجوع کی جسکے قبول مین کسی
مسلمان کا پس و پیش کرنا ظاہرا ممکن نہ تھا قبل محالات معلوم ہوتا تھا اور وہ جناب اُس حساب سے بھی قریب کُل ترکہ رسولخدا کے مالک ہوتے تھیں
وہ حجت دعوے میراث تھی موافق آیہ وافی ہدایہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کہ حکم عام و شامل جمیع مسلمانان ہے سب کی اولاد

اسکے موافق اپنے والدین کی میراث پاتی ہے روی البخاری فی صحیحہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابا بکر الصدیق ان یقسم
لھا ما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ یعنی محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ فاطمہ دختر رسولخدا نے ابوبکر سے سؤال کیا کہ ترکہ
رسول اللہ کو اموال فی سے آنحضرت کے لئے تقسیم کرے مگر خلیفہ صاحب نے میراث سے بھی ویساہی جواب صاف دیا جیسا کہ پیشتر ہبہ سے دیکھ چکے تھے
اور فرمایا کہ پیغمبرون کے ترکے مین میراث جاری نہین ہوتی ان کے متروکات صدقہ ہوتے ہین۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے نحن معاشر
الانبیاء لا نورث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ کہ ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین
صدقہ ہے۔ اور حال اس حدیث نحن معاشر الخ کا یہ ہے کہ چونکہ راوی حدیث یعنی خود خلیفہ صاحب ان لوگون مین داخل ہین جن پر صدقہ
حلال ہے تو وہ اسکی روایت مین متہم ہین کیونکہ وہ ان کے نفع پر مبنی ہے اور نیز وہ اسکی روایت مین منفرد تھے کہ کوئی دوسرا شریک نہ
رکھتے تھے حتے کہ خلیفہ ثانی بھی کہ بانی مبانی خلافت بکریہ تھے اور ہر امر مین ان کے رفیق شفیق رہتے تھے اس حدیث کی روایت مین انکے
موافق نہین ہوئے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے صدق المرتضی فیما قال فاما عقیب وفاۃ النبی ومطالبۃ فاطمۃ الارث فلم یروا الخبر الا
ابوبکر وحدہ وقیل انہ رواہ معہ مالک بن اوس بن حدثان کہ راست کہا ہے سید مرتضے نے اپنے اس قول مین کہ ابوبکر روایت حدیث نحن معاشر الخ
مین منفرد تھے کسلئے کہ بعد وفات پیغمبر خدا جبکہ فاطمہ زہرا نے میراث کا مطالبہ کیا تو اس حدیث کو سوائے ابوبکر تنہا کے کسی نے روایت نہین
کیا اور کہا گیا ہے کہ اسکے ساتھ مالک بن اوس بن حدثان نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ پھر روایت مالک بن اوس مذکور کی نقل کرکے
کہتا ہے ھذا حدیث غریب لان المشھور انہ لم یرو حدیث انتفاء الارث الا ابوبکر وحدہ کہ یہ حدیث غریب ہے کسلئے کہ مشہور یہ ہے
کہ حدیث نفی میراث پیغمبران کو سوائے ابوبکر اکیلے کے کسی نے روایت نہین کیا پس ایسی حدیث جسکی روایت مین کوئی دوسرا شخص شریک
نہو اور اپنے فائدہ پر شامل ہو آیہ میراث کے مقابلے مین لانا اور اس سے میراث انبیا کی نفی کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ کمال تعجب ہے کہ جم غفیر
صحابہ سے اس حدیث کو صرف ایک ابوبکر نے پیغمبر سے سنا اور کسی کے کان مین اسکی آواز نہ گئی آیا ہو سکتا تھا کہ وہ حضرت کم از کم اپنے
رشتہ دارون کو بھی اسکی اطلاع نہ دیتے۔ ممکن تھا کہ ابوبکر کو اسکی خبر دین اور جناب سیدہ سے کہ اقرب قربا تھین پوشیدہ رکھین حالانکہ بموجب
آیہ شریفہ وانذر عشیرتک الاقربین وہ جناب قریبی رشتہ دارون کے انذار و نصیحت پر خصوصیت کے ساتھ مامور تھے اگر ایسا ہوتا تو ضرور
تھا کہ بوقت نزول آیہ میراث عام طور سے اسکا اعلان فرماتین کہ انبیا اس حکم سے مستثنے ہین ان کے متروکات مین میراث جاری نہین ہوتی
اور اپنے اعزہ و اقارب کو خاصکر جناب سیدہ کو خاص طور سے اس سے آگاہ کرتے کہ مبادا ثانی الحال وہ اسکا مطالبہ کرین جیسا کہ کیا گیا۔ اور
نیز جسطرح پر بہ تقدیر صحت اس حدیث کے جناب سیدہ کا اسکے مضمون پر مطلع نہونا متعذرات سے ہے ویساہی یہ بھی ناممکن ہے کہ
باوجود علم و اطلاع انتفاء میراث انبیاء کے وہ جناب طالب میراث پیغمبر خدا ہوئین کیونکہ آپ معصوم و مطہر تھین جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ سے
موافق آیہ تطہیر وغیرہ کے پس اس بیان سے ظاہر ہے کہ حدیث مذکور موضوع و مفتریٰ ہے کہ محض بنظر ضرر رسانی اہلبیت پیغمبر بنائی گئی
ہے۔ اور نیز یہ حدیث مخالف قرآن شریف ہے قال اللہ تعالی حکایۃ عن زکریا انی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی

عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا کہ اسمین حقتعالے حضرت زکریا کے حال سے خبر دیتا ہے
کہ انہون نے عرض کی پروردگارا مجھکو اپنے بعد موالی یعنی چچازاد بھائیون کی طرف سے اندیشہ ہے اور میری زوجہ عقیم (بانجھ) ہے پس عنایت کر
مجھکو اپنے فضل سے ایک ولی کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا اور کر اسکو اے رب میرے رضی و پسندیدہ پس حضرت زکریا نے کہ
اپنے بنی اعمام کے اطوار و اوضاع سے واقف تھے اور ڈرتے تھے کہ مبادا وہ اموال و املاک پر مسلط ہوکر انکو بدکاریون مین تباہ و برباد کرڈالین
حقتعالے سے دعا کی کہ ایک ولی وارث مجھکو عطا کر کہ مرضی الاخلاق و پسندیدہ اطوار ہو پس ظاہر ہے کہ یہان وراثت سے وراثت مال مراد ہے
نہ وراثت علم و نبوت کسلئے کہ اول تو لفظ وراثت و میراث جہان مذکور ہوتے ہین الس‍نے ان کے حقیقی معنی میراث مال و متاع سمجھے جاتے ہین
جبتک کہ بدلیل قطعی کسی اور معنون کا ارادہ نہ کیا جائے پس یرثنی ویرث من آل یعقوب مین بھی وراثت مال مراد ہوگی نہ وراثت علم و
نبوت **دوسرے** اگر وراثت علم و نبوت مراد لین تو قید واجعلہ رب رضیا کہ گردان تو پروردگارا اسکو پسندیدہ لغو اور فضول ٹھہرتی
ہے کسلئے کہ وارث علم و نبوت کو خود مرضی الاخلاق و پسندیدہ خصائل ہونا ضرور ہے اسکے لئے واجعلہ رب رضیا سے دعا مانگنا ایساہی
جیسا کہ کوئی کہے خداوندا ہمپر نبی مرسل مبعوث کر اور اسکو عاقل و دانا بھی کر کہ ایسی دعا کرنیوالا عقلاء کے نزدیک خارج از عقل احمق و مجنون ہوگا
کیونکہ جسکو حقتعالے نبوت عطا کریگا عقل و دانائی لا کلام بخشے گا اور کلام خدا لغو سے پاک ہے۔ اور نیز ظاہر ہے کہ حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام
کو بنی اعمام کی طرف سے خوف تھا اور اسی خوف کی وجہ سے انہون نے حقتعالے سے وارث طلب کیا تھا پس یہ خوف ہو نہین سکتا کہ
ان کے عالم و نبی ہوجانے سے ہو کسلئے کہ ممکن نہین کہ حقتعالے علم و نبوت ایسے شخص کو عطا کرے جو اسکے اہل و لائق نہو بلکہ علت غائی و بعثت
انبیا کے علم و حکمت کا پھیلانا اور اسکا تعلیم و تلقین کرنا ہے اس سے خوف کرنا یعنی چہ بخلاف مال کے کہ وہ نیک و بد مومن کافر سب کو ملتا ہے
پس بلا شبہ آنحضرت کو یہی اندیشہ تھا کہ میرے لواحق اموال کو فسق و فجور مین ضائع کرینگے اور اسی کی حفاظت و انتظام کی نظر سے انہونے
حقتعالے سے وارث رضی مرضی طلب کیا تھا۔ پس مراد یرثنی الخ مین وارث مال ہوگا نہ وارث علم و نبوت۔ اسی جگہہ سے ہے کہ فخر الدین رازی
امام اہل سنت نے تفسیر کبیر مین اس آیہ کی تفسیر مین سدی و مجاہد و شعبی و ابن عباس و حسن و ضحاک سے کہ اکابر معتبرین اہل سنت اور ان کے
مقبولین سے ہین نقل کیا ہے کہ انہون نے اس آیہ مین وراثت مال مراد لی ہے اور خود امام رازی وراثت مال کا مفہوم آیہ مین داخل ہونا
اولےٰ جانتے ہین **اب** اگر کوئی معترض کہے کہ مال کی طرف سے اندیشہ مند ہونا اور اسکے خاطر حقتعالے سے ولی و وارث کی درخواست کرنا
طمع مال و بخل پر دلالت کرتا ہے کہ شایان شان انبیا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ مال کو نا اہلون سے نگاہ رکھنا کہ وہ بجائے اسکے کہ نیک کام
مین صرف کرین فسق و فجور مین اوڑائین طمع و بخل نہین کمال درجہ کی دانائی و حسن تدبیر بلکہ عین تقویت دین ہے جسطرح لازم ہے کہ انسان
اپنی زندگی مین مال کو امور خیر مین صرف کرے ویساہی چاہیے کہ حتی المقدور بعد کو بھی ایسا انتظام کر جائے کہ نیک کامون مین صرف ہوتا رہے
کیونکہ یہ باقیات صالحات سے ہے اسی لئے مرنے سے پہلے وصیت کرنا اور کسی مرد صالح و دیندار کو وصی بنانا شرعاً و عقلاً و عرفاً مستحسن سمجھا جاتا ہے
اور نیز حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء الخ مخالف ہے آیہ شریفہ وورث سلیمان داؤد کے کہ اسمین حقتعالے بصیغہ ماضی سلیمان

علیہ السلام کے وارث داؤد ہونیکی خبر دیتا ہے اور گویا اسی حدیث ساختہ خلیفہ اوّل کی تردید مین فرماتا ہے کہ انبیا وارث و موروث دونو ہوتے ہین
اور واضح رہے کہ میراث کا اپنے حقیقی معنے یعنی مال مین مستعمل ہونا یہان پر زیادہ روشن ہے کسلئے کہ میراث وہ ہے کہ موروث سے اُسکے
مرنیکے بعد وارث کو پہنچے وہ یہان علم و نبوّت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ حضرت سلیمان ایام حیات داؤدؑ مین نبی ہو کر علم حاصل کر چکے تھے پس علم و
نبوت مین اُنکا وارث داؤد ہونا قطعاً درست نہین پس بالضرور یہان وراثت مال مراد ہوگی نہ وراثت علم ۔ چنانچہ مقتدا و پیشوائے اہلسنّت
حضرت حسن بصری اسی کے قائل ہین جیساکہ اُنسے نقل کیا گیا ہے ۔ طرفہ یہ کہ حضرات اہلسنّت یہان تو بہ نظر حمایت خلیفہ اوّل وراثت سلیمانؑ
کو وراثت علم و نبوّت پر محمول فرماتے ہین اور وراثت مال سے انکار کرتے ہین مگر ایک ورمقام پر اِس حمایت سے دست بردار ہو کر انحضرت
کے وارث مال داؤد ہونیکے قائل ہو گئے چنانچہ تفسیر آیہ شریفہ اذ عرض علیہ بالعشیّ الصافنات الجیاد **ترجمہ** جبکہ عرض ہوئے اُنکے
سامنے شام کے وقت اسپہائے عمدہ کو اُنکی کتب تفسیر مین ملاحظہ کیجئے اور تماشائے قدرت خدا دیکھئے ۔ **قال البیضاوی** روی انہ
علیہ السلام غزا دمشق و نصیبین و اصاب الف فرس و قیل اصابہا ابوہ من العمالقۃ فورثہا منہ فاستعرضہا فلم یزل
یعرض علیہ حتی غربت الشمس غفل عن العصر او عن ورد کان لہ یعنی بیضاوی کہتا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان نے دمشق و نصیبین
پر جہاد کیا اور ایک ہزار گھوڑے انکو وہان سے ہاتھ آئے اور کہا گیا ہے کہ یہ گھوڑے آپ کے باپ داؤد کو قوم عمالقہ سے ملے تھے انکو
میراث مین پہنچے پس یہ گھوڑے اُنہون نے اپنے سامنے منگائے اور اُنکو دیکھتے رہے تا اینکہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر یا دیگر
ورد مقررہ سے غافل رہے اور تفسیر کشاف و مدارک مین بھی یہ مضمون اسی طرح بلفظ مجہول یعنی قیل مذکور ہوا ہے ۔ لیکن تفسیر معالم التنزیل
مین اِس قول کا قائل متعین بیان کیا گیا ہے اور ربیع الابرار زمخشری مین اِس قول کو کسی خاص شخص کی طرف نسبت نہین کیا ۔ عام طور سے
کہا ہے و ورث سلیمان من ابیہ الف فرس فاستعرض تسعمائۃ فشغلتہ عن ذکر اللہ کہ سلیمان کو ایک ہزار گھوڑے اپنے باپ
سے میراث مین پہنچے تھے پس نو سے دیکھنے کے لئے طلب فرمائے اور اِس سبب سے وہ یاد خدا سے غافل رہے ۔ اور حیوۃ الحیوان دمیری
مین ہے و جمہور المفسرین علی انہا کانت خیلا موروثا کہ عامۂ مفسرین اسپر ہین کہ وہ گھوڑے موروث تھے یعنی حضرت سلیمانؑ کو
میراث مین پہنچے تھے ھذا کلہ فی نیشابوری المطالب پس جبکہ بقول جمہور مفسرین اہل سنّت حضرت سلیمانؑ کا ایک ہزار اسپ میراث مین پانا صحیح و ثابت
ہے تو آیہ و ورث سلیمان داؤد مین کس لئے میراث مالی سے انکار کیا جاتا ہے اور کیون حضرت حسن بصری جیسے پیر و مرشد کے قول سے مخالفت
کیجاتی ہے ۔ حیرت ہے کہ جمہور مفسّرین حضرت سلیمان کے ایک ہزار گھوڑے داؤدؑ سے میراث مین پانیکے قائل ہون اور یہ حضرات
حدیث نفی میراث انبیا کو کہ محض بغرض اضرار و ایذا رسانی اہلبیت وضع کی گئی ہے خلیفہ اوّل کی خاطر سے صحیح سمجھی جائین کتب فریقین مین ہے
کہ جب آیہ انک میت و انہم میتون نازل ہوئی تو حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا مجھکو خبر مرگ دی گئی ہے
آگاہ رہو کہ میرے بعد مجھپر بہت دروغ باندھین گے جب کوئی حدیث مجھ سے تمکو پہنچے اُسے کتاب خدا پر عرض کرو اگر اُسکے موافق ہو تو قبول
ورنہ ترک کرو ۔ پس حدیث نحن معاشر الانبیاء کو بموجب اِس حدیث متفق علیہ کے کتاب اللہ پر عرض کیا تو آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ

اور آیہ فہب لی من لدنک ولیّا الخ کے اور آیہ و ورث سلیمان داؤد کے برخلاف پایا پس واجب ہے کہ ہم اُسکو ترک کرین اور جانین کہ یہ ایک کذب
و دروغ ہے کہ انحضرت پر باندھا گیا ہے **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ ہے خلاصہ کلام علمار اعلام کا کہ حدیث موضوعہ خلیفہ اوّل کی قدح مین انہون نے
افادہ کیا ہے اور اکثر اور بیشتر اسکا ماخوذ ہے کلام ہدایت نظام جناب سیدہ نسار فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے کہ آپ نے مسجد رسول اللہ مین ابوبکر
و جماعۃ مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا وہ خطبہ معروف و مشہور ہے اور منتہائے فصاحت و بلاغت سے معمور سُنی و شیعون نے اپنی اپنی کتابون
مین اُسکو روایت کیا ہے سُنیون سے ابن ابی الحدید معتزلی نے کتاب سقیفہ ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری سے اسکو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ
ابوبکر بڑا عالم محدث کثیر الادب ثقہ و پرہیزگار شخص تھا محدثون نے اسکی صفت و ثنا کی ہے اور اسکی تصنیفات وغیرہ کو اس سے روایت کیا ہے پھر
اِس خطبہ کو اُس نے تین طریقہ سے نقل کیا ہے ایک طریقہ جناب زینب بنت امیر المومنین تک منتہی ہوتا ہے دوسرا ابوجعفر امام محمد باقر تک تیسرا
عبد اللہ بن الحسن تک ۔ اور علّامہ علی بن عیسی الاربلی کتاب کشف الغمہ مین کہتے ہین کہ مین اِس خطبہ کو کتاب سقیفہ احمد بن عبد العزیز کے پرانے نسخے
سے نقل کرتا ہون جو ربیع الاوّل ۳۲۲ھ ہجری مین مصنف کے سامنے قرأت کیا گیا ہے اور نیز مسعودی[1] نے مروج الذہب مین بھی اسکی طرف اشارہ
کیا ہے ۔ اور سیّد بن طاؤس علیہ الرحمہ نے کتاب طرائف مین عالم و حافظ و ثقہ اہلسنّت احمد بن موسی بن مردویہ اصفہانی کی کتاب مناقب سے نقل
کیا ہے اس نے اسکی سند عائشہ تک پہنچائی ہے اور علمار شیعہ سے سیّد مرتضے علم الہدے نے کتاب شافی مین اور شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی
نے علل الشرائع مین اور شیخ مفید و احمد بن ابی طالب طبرسی وغیرہم نے کلاً و جزءاً اسکو روایت کیا ہے ۔ اور یہ خطبہ طولانی اعلےٰ درجہ کی فصاحت
و خوش بیانی سے بھرا ہوا ہے اور بہت سے مطالب عالیہ اسمین درج ہین لیکن ہم یہان حسب حیثیت اِس مجموعہ کے تھوڑا سا اسمین سے
کہ متعلق بہ غصب فدک ہے بطور اقتطاف و انتخاب ترجمہ کرتے ہین جو چاہے کہ اصل خطبہ عربی عبارت مین ملاحظہ کرے اسکو بحار الانوار وغیرہ مطالعہ
کرنی چاہیئن اور وہ یہ ہے کہ جب جناب سیدہؑ کو معلوم ہوا کہ ابوبکر کو فدک کے دینے سے بکلی انکار ہے تو آپ نے اپنا مقنعہ مبارک سر پر لیا اور
چادر بالاپوش سے اپنے تئین محفوف اور مستور فرمایا اور جماعت زنان بنی ہاشم سے اپنی ہمچشمون اور رشتہ دارون کو ساتھ لیکر مسجد رسول اللہ کیطرف
تشریف فرما ہوئین از بسکہ آپ کی رفتار حضرت رسولخدا سے بہت ہی مشابہ تھی دیکھنے والونکو معلوم ہوتا تھا کہ گویا رسول اللہ جا رہے ہین رفتہ رفتہ
مسجد مین داخل ہوئین تو مہاجرین و انصار ابوبکر کے گرد جمع تھے ایک پردہ چادر سفید کا درمیان مین نصب ہو گیا اور اُس جناب نے پس پردہ
جلوس فرمایا ۔ پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے نکالی اور صدائے گریہ بلند کی کہ جسے سُنکر جملہ حضار مسجد رونے لگے حضرت نے توقف کیا تا وقتیکہ گریہ
انکا ساکن ہوا پس حمد و ثنائے خدا ادا کی اور اپنے پدر بزرگوار احمد مختار پر درود و صلوات بھیجی اسپر پھر شور گریہ و بکا بلند ہوا ۔ آپ پھر خاموش
ہو گئی حتّے کہ اِن کی جزع و فزع مین سکون ہوا بعد ازان بہت سے دُر رشاہوار زبان گوہر بار سے اہل مجمع پر نثار کئے بعد ازان فرمایا بندگان

خطبۂ جناب سیدہ

[1] نسخہ مروج الذہب مسعودی مطبوعہ مصر جو ہمارے پاس موجود ہے اسمین ذکر خلافت ابوبکر کے آخر مین لکھا ہے کہ ہمنے اس کتاب مین اختصار کی نظر سے بہت سے اخبار و آثار کے ذکر سے اعراض کیا ہے پھر اِن اخبار کی طرف اشارہ کرتے کرتے لکھا ہے وما کان من قصۃ فدک وما کان من فاطمۃ یعنی اور وہ جو کچھ کہ قصہ فدک سے گزرا اور جو کچھ کہ فاطمہ کیطرف سے اسمین گفتگو مین ہوئین و کلامہا متمثلۃ حین عدلت الی قبر ابیہا علیہا السلام من شعر صفیۃ بنت عبد المطلب اور انکا کلام درانحالیکہ انہون نے عدول کیا اپنے باپ کی قبر کیطرف کہ ان پر سلام ہو اور تمثیل لاتی تھین وہ شعر صفیہ بنت عبد المطلب سے وہ شعر یہ ہے قد کان بعدک انباء و ہنبثۃ + لو کنت شاہدہا لم تکثر الخطب +

خدا تم مخاطبانِ امر و نہی اسلام و حاملانِ حلال و حرام دینِ خیر الانام ہو اور امنا رخدا و رسولؐ ہو کہ دینِ اسلام کو اپنے بعد کی نسلون اور آیندہ امتون تک پہنچاؤ پس ڈرو اور خوف کرو خدا تعالےٰ سے اور اسکی اطاعت کو واجب و لازم جانو تاکہ مسلمانی کے بعد کافر نہو جاؤ اور بحالِ کفر تمہاری موت نہو۔ ایہا الناس مین فاطمہ دخترِ رسولِ خدا محمد مصطفےٰ ہون۔ اصلاً کذب و دروغ نہین کہتی اور بہ ہوائے نفسانی فدک کا دعوےٰ نہین کرتی۔ لوگو محمد مصطفےٰ میرے باپ تھے یا تمہاری زنان و دختران کے اور میرے شوہر کے برادر و ابنِ عم تھے یا تمہارے مردون کے بجز اسکے نہین کہ شیطان تمپر مشرف ہوا اور اُس نے تمکو اپنا مطیع و منقاد پایا تحقیق کہ قصہ غدیر کو بہت عرصہ نہین گذرا اور ہمارا زخم مصیبتِ رسولِ خدا ہنوز مندمل نہین ہوا آنکا جسدِ مبارک زیرِ خاک دفن نہین ہوا تھا کہ تم غصبِ خلافت پر ٹوٹ پڑے اِس سے فرصت ملی تو فدک کو ضبط کیا ہمنے اُن مصیبتون پر کہ دل مین تیر و تبر و سنان و خنجر سے کم نہ تھے صبر کیا مگر تمنے اسپر بھی قناعت نہ کی اب جاہلیت کے طریق سے یہ کہتے ہو کہ میراث پیغمبر بھی ہمارے لئے نہین حالانکہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ ہم آنحضرت کے ورثا ہین یا ابن ابی قحافہ افی کتاب اللہ ترث اباک ولا ارث ابی لقد جئت شیئا فریا اے ابوبکر کیا قرآن مین ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث نہون تحقیق کہ تونے افترا پردازی کی تہمت لگائی پیغمبر پر۔ اے مسلمانو سزاوار ہے کہ دخترِ رسولِ خدا اُنکی میراث سے محروم رہے اور غیر لوگ اِس ترکہ سے فائدہ اٹھائین تم جان بوجھکر نادان بنتے ہو اور کتابِ خدا کو پسِ پشت ڈالتے ہو کیا قرآن مین نہین آیا کہ سلیمانؑ نے داؤد سے میراث پائی اور زکریا نے دعا مانگی کہ خداوندا ایک ولی و وارث عطا کر کہ میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو اور اُس جل شانہ نے فرمایا ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ کہ صاحبانِ رحم و قرابت بعض انکے بعض سے اولے ہین کتابِ خدا مین اور نیز حق تعالےٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کہ وصیت کرتا ہے تمکو حق تعالےٰ تمہاری اولاد کے مقدمے مین کہ بیٹون کا دوہرا حصہ ہے بیٹیونکا اکہرا۔ پس انہین انبیا کو کہین مستثنیٰ نہین فرمایا۔ آیا تم گمان کرتے ہو کہ مجھکو میرے باپ سے کچھ بہرہ و حصہ نہ تھا اور کوئی رحم و قرابت اُس سے نرکھتی تھی یا کوئی آیہ تمہارے پاس ہے جسکی رو سے تم وارث اور مورث ہو اور مین اس سے خارج ہو گئی یا یہ کہتے ہو کہ مین اور میرے باپ دو ملت پر مین وہ مسلمان تھے اور مین کافر کہ اِس سبب سے انکی میراث نہ پاؤن آیا عموم و خصوص قرآن کو تم بہتر جانتے ہو یا میرے باپ رسولِ خدا اور میرے شوہر علی مرتضےٰ تمنے خلافت چھینی فدک لیا ہمکو طاقت نہین کہ آج تمسے عہدہ برآ ہو سکین اے پسر ابو قحافہ کل کو اِس ظلم کا جواب تجھے دینا ہوگا جبکہ دعویدار فدک رسولِ خدا ہونگے اور دعویٰ ہمارا کہ میعادگاہ روزِ قیامت ہوگا اسکے بعد جناب فاطمہؑ انصار کی طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا اے انصارِ اسلام و اے حافظانِ شریعت میرے حق مین یہ ضعف و سستی کسلئے ہے یہ ظلم و ستم مجھپر دیکھتے ہو اور گردنین موڑے آنکھین جھکائے بیٹھے ہو کیون میری اعانت نہین کرتے کیا میرے پدرِ گرامی حضرت رسول اللہ سے تمنے نہین سُنا کہ المرء یحفظ فی ولدہٖ کہ آدمی کی رعایت اسکے حق مین ہوتی ہے۔ کیسی جلد تم ہماری نصرت کو چھوڑ بیٹھے اور کیا جلد ہمارا حق ضائع کر دیا حالانکہ تمکو قوت و قدرت میرے حق طلب کرنے کی ہے گویا تمنے وفاتِ محمدؐ کو سہل و خفیف جانا باوجودیکہ اس سے رخنہ عظیم پڑا ہے کہ کسی طرح اصلاح پذیر نہین تحقیق کہ اُن کی دختر مغلوب ہوئی اور انکی حرمت ضائع کی گئی مگر موت قضائے الٰہی و حتمی تھی ٹل نہین سکتی تھی وما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم نہین ہین محمدؐ مگر رسول آیا اگر وہ مرجائین یا قتل ہو جائین تو تم مرتد ہو جاؤ گے اے جماعت اوس و خزرج تم موجود ہو اور دیکھتے ہو اور آدمی اور سامانِ جنگ رکھتے ہو پس میری گریہ و زاری سُنتے ہو اور امداد نہین کرتے حالانکہ نامی بہادرون سے ہو اور بزرگانِ عرب و بہترین قبائل سے شمار ہوتے ہو اور کبھی کسی کے مقابلے اور مقاتلے سے قدم پیچھے نہین ہٹایا ہمیشہ ہمارا حکم مانتے اور امتثالِ فرمان کرتے رہے ہو تا اینکہ بنائے اسلام محکم و استوار ہوئی اور آتشِ کفر و شرک بجھ گئی پس کہان جاتے ہو اور کیون اسلام کے بعد کفر اختیار کرتے ہو کیا تم وہی نہین کہ ہمیشہ مخالفانِ پیغمبر کے ساتھ جنگ کرتے رہے ہو مراد یہ کہ جیسے منکرین نبوت سے لڑتے تھے غاصبین خلافت سے کیون نہین لڑتے کیا اِن سے ڈر گئے حالانکہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرنا نہین چاہیے بات یہ ہے کہ تمنے آسائش و آرام اختیار کیا اور مال و دولت کی طرف جھک گئے لاجرم علیؑ سے کہ بہر نہج شائستہ خلافت و سزاوار حکومت تھے پشت موڑی فان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید پس اگر کافر ہو جاؤ تم اور تمام اشخاص جو روئے زمین پر ہین۔ تو خدا کا کچھ نہین بگڑیگا بتحقیق کہ اللہ غنی اور بے پرواہ ہے اور ستودہ۔ بتحقیق کہ مینے جو کچھ کہنا تھا کہا گو مین جانتی ہون کہ تم میری نصرت نکرو گے اور تمہارا غدر مجھکو بخوبی معلوم ہے یہ باتین بنظر اتمام حجت کہین ہین تا کہ فردائے قیامت تم یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل رہے اب خلافت کو اپنے پاس رکھو اور فدک کو بھی رہنے دو غاصبون کے لئے قیامت تک یہ عار رہے گی اور غضب خدا اُنسے جدا نہوگا جبتک کہ انکو جہنم مین نہ لیجائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون مین ہون دختر پیغمبر نذیر و ترسانندہ کی عذاب سے پہلے کر دو جو کچھ کہ چاہو ہم مقرر تمسے بدلا لینگے فانتظروا انا منتظرون اور انتظار کرو کہ ہم بھی منتظر ہین تمام ہوا خلاصہ ترجمہ خطبہ شریفہ کا۔ **واضح** رہے کہ جو کچھ کد و کاوش جناب معصومہ نے اِس مقدمہ مین کی اور جیسا اظہار تظلم و تکدر فرمایا سب اِس لئے تھا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ جناب کمال ستم دیدہ و زحمت کشیدہ ہین نہین تو حاشا کہ انکو فکر دنیا مال و جائداد اپنے یا اپنی اولاد کے لئے ہو یا اُسکے بغیر آپ کی کارروائی نہو سکتی ہو کیونکہ وہ جناب ہمیشہ فقر و فاقہ مین بسر کرتی تھین اور وہی تھین کہ تین روز متواتر کات کات کر جو کچھ اسکی اجرت مین حاصل کرتین اور اُن کو پیس پکا کر راہ خدا مین خیرات کر ڈالتین مسکین و یتیم و اسیر کا پیٹ بھرتین اور آپ بھوکی رہتین اور اپنے بچونکو بھوکا رکھتین پس اُنکو فدک اور غیر فدک کی کیا پروا تھی۔ بقول شاعر ؎ آنکہ جست از جہتہ فلک پو کمند ٭ وانکہ رست از جہان فدک چہ کند ٭ علی ہذا امیرالمومنین کو جسقدر پیچ و تاب و قلق و اضطراب تھا اور جہانتک اپنی مظلومیت و محرومیت ظاہر کر کے خواہانِ امداد و اعانت ہوتے اور جتنی شکایت غاصبین خلافت کی فرمائی وہ سب درد دین و نصح و خیر خواہی امت خیر المرسلین کی وجہ سے تھا آپ کے انتہا شوق و رغبت ہدایت خلق کی رکھتے اور اسکی قابلیت اپنی ذات مین منحصر پاکر اپنا تمکن چاہتے تھے جیسا کہ تمام انبیا و اوصیا کا یہی شیوہ ہے کہ سب چیزون سے زیادہ اسکو دوست رکھتے ہین اور اسی کی تکمیل کے لئے خلائق سے امداد چاہتے ہین۔ نہ یہ کہ طمع حطام دنیا و حب جاہ و مال رکھتے ہون اور بادشاہی و فرمان روائی عالم مقصود ہو حاشا ثم حاشا۔ اور نیز وہ حضرت جو جنگ و جدل سے استکراہ کرتے تھے وہ بھی اسی لئے تھا کہ یہ لوگ مرتد نہو جائین نہین تو تمام دنیا ایک طرف ہو جاتی تب بھی شیر خدا منہ موڑنے والے نہ تھے۔ **القصہ** خلیفہ اول نے جناب سیدہ کے جواب مین بہت چکنی چپڑی باتین بنائین کہ تم سیدۃ نساء و دختر خاتم الانبیا ہو کوئی عورت

بجز تمہارے اسکا دعوے نہین کرسکتی اور کسی مرد کا سوائے تمہارے شوہر علی مرتضےٰ کے یہ مقدور نہین کہ اپنے تئین آنحضرت کا بھائی کہے تم عترت طاہرہ رسولخدا و منتخب بجبار و رہنما رراہ ہدےٰ ہو سعید ہے وہ جس نے تمہین دوست رکھا اور بدبخت و شقی ہے جو تمہارا دشمن ہوا وغیرہ وغیرہ الاحرف مطلب پر پہنچکر وہی جواب صاف تھا۔ اسی حدیث نحن معاشرالخ کو مانع استرداد فدک تبلایا اور کہا مینے اسکی آمدنی کو بصلاح و اتفاق مسلمین تجہیز لشکر و سامان حرب و جہاد کے لئے رکھا ہے تمکو ہرگز نہین دیسکتا ہان میرا اپنا مال موجود ہے اس پر اختیار ہے جس طرح چاہو تصرف کرو فدک مین مین کچھ نہین کرسکتا آیا روا رکھتی ہو کہ تمہارے باپ کے خلاف فرمان کرون اور آنحضرت کا حکم بدلدون جناب سیدہ نے فرمایا کہ رسول اللہ کبھی خلاف قرآن حکم نہین دے سکتے کلام اللہ مین صاف موجود ہے کہ سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوے اور زکریاؑ نے اس جل شانہ سے وارث طلب کیا اور احکام میراث انبیاء اور غیر انبیاء کے لئے مشرح ہین یہ صرف تمہارا مکر و فریب ہے کہ جمع ہوگئے ہو اور رسول اللہ پر تہمت لگاتے ہو **کلا بل سولت لکم انفسکم فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون** ہرگز نہین بلکہ زینت دیا ہے تمکو تمہارے نفسون نے پس صبر کرنا ہی بہتر ہے اور اللہ سے استعانت طلب کردہ شدہ اس امر پر کہ تم بیان کرتے ہو۔ اس گفت و شنید کے بعد جناب فاطمہ نے ابوبکر سے کہا **واللہ لا کلمتک** قسم خدا کی مین تیرے ساتھ کبھی ہمکلام نہونگی۔ ابوبکر نے کہا **واللہ لاھجرتک ابدا** قسم خدا کی مین کبھی تمسے کلام کرنا نہ چھوڑونگا جناب معصومہ نے کہا **واللہ لادعون اللہ علیک** قسم بخدا کہ مین خدا سے فریاد خواہ ہونگی اور تجھپر دعاے بد کرونگی ابوبکر نے کہا **واللہ لادعون اللہ لک** بخدا کہ مین تمہارے لئے دعاء خیر کرونگا۔ پس جناب سیدۃ نا دم زیست اپنے اس قول پر رہین اور ہرگز خلیفہ سے کلام نہ کیا۔ صحیح بخاری مین ہے **فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فھجرتہ ولم تکلمہ حتی توفیت** کہ فاطمہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئین اور نہ کلام کیا اسکے ساتھ تا اینکہ وفات پائی۔ بعد ازان وہ جناب متوجہ روضہ رسول اللہ ہوئین اور قبر انور پر جاکر اپنے تئین اسپر گرادیا اور اشعار درد آگین بادلِ حزین پڑھتی تھین اور زار زار روتی تھین ایک شعر ان اشعار کا یہ ہے

انا فقدناک فقد الارض وابلھا ۔ واختل قومک فاشھد فقد نکبوا

یعنی رسول اللہ کو خطاب کرکے فرماتی ہین کہ تمہارا مفقود ہونا ہمارے لئے ایسا ہے جیسا کہ زمین سے بارانِ رحمت کا دور ہونا۔ تمہاری قوم و قبیلہ مین خلل و خرابی نے راہ پائی آ دا ور انکو دیکھو کہ وہ حق سے پھر گئے۔ بعدہٗ اپنے حجرۂ طاہرہ کی طرف مراجعت فرمائی۔ امیرالمومنینؑ آنحضرت کے آپکے منتظر بیٹھے تھے انکو دیکھکر شکوہ کیا کہ تم منہہ چھپا کر گھر مین بیٹھ گئے یا تو بڑے بڑے شجاعون کو زیر کرتے تھے یا چند بزدلون سے دب گئے۔ یہ ابوبکر ہے کہ میرے باپ کا عطیہ اور میری اولاد کا روزینہ مجھ سے منع کرتا ہے اور دو بدو میرے ساتھ نزاع و خصومت کرتا ہے اور اسقدر جرأت بہم پہنچائی ہے کہ انصار میری حمایت سے باز رہے اور مہاجرین نے اس سے ہاتھ کھینچا کوئی اسکا دفع و منع کرنیوالا نہین مین خشمناک گئی اور ذلیل و زبون واپس آئی اور تمنے خواری اختیار کی کہ بھیڑیون کو مارنیکے بعد مکھیون سے مغلوب ہوئے کاش مین آج سے پہلے مرجاتی اور یہ ذلت نہ اٹھاتی اب اس جرأت و جسارت سے کہ اسوقت تمہارے سامنے ہوئی عذر خواہ ہون اور خدا کو درمیان لاتی ہون وائے ہے میرے لئے کہ میرا ملجا و ماوےٰ دنیا سے اُٹھ گیا اور میرا بازو کام سے رہ گیا۔ پروردگارا تیری قوت شدید ہے اور تیرا عذاب سخت و مدید حضرت امیرالمومنین

لہ محروم از باران شفقت بزرگ قطرہ ۔ ۱۲ منہ

علیہ السلام نے فرمایا وائے اور ویل تمہارے دشمنون کے لئے ہے تمہارے لئے نہین اے سلالہ بہترین آدمیان وائے یادگار سید الانس والجان تم خفا نہو کہ مجھ سے کاردین وہن و سستی نہین ہوئی اور تا بمقدور اسمین سعی و کوشش کی ہے حقتعالےٰ تمہارے رزق کا کفیل ہے جو کچھ تمہارے لئے مخزون ہو اس سے بہتر ہے کہ جو بند ہوا پس صبر کرو راہ خدا مین جناب سیدہ نے کہا **حسبی اللہ** اور خاموش ہوگئین۔ **واضح** رہے کہ اس عتاب و خطاب سے بھی یہی مطلب تھا کہ لوگ جان جائین کہ وہ جناب سخت دردمند و مظلوم اور بکمال مجبور و لاچار ہین فی الواقع حضرت امیرؑ سے کوئی شکایت آپکو نہ تھی کیونکہ خوب جانتی تھین کہ جو کچھ وہ حضرت کرتے اور کہتے ہین مین حق و صدق ہے۔ **الغرض** اُدھر یہ تھا اور اِدھر جب ابوبکر نے دیکھا کہ کلام جناب سیدہ نے حاضرین مین اثر کیا اور کچھ ولولہ دمہمہ اُنسے سنائی دیا تو فوراً ممبر پر گئے اور کہا ایہا الناس یہ کیا حالت ہے تم ہر ایک حق و باطل بات پر کان لگا لیتے ہو یہ آرزو ئین رسول اللہ کے عہد مین کہان گئی تھین ہان جس نے سنا یا دیکھا ہے اٹھے اور کلام کرے **انما ھو ثعالۃ شھیدہ ذنبہ** وہ ایک روباہ ہے جسکی گواہ اُسکی دم ہے فتنۂ خوابیدہ کو جگاتا ہے اور عورات سے امداد چاہتا ہے مثل ام طحال زانیہ کے کہ سب سے زیادہ اُسکے دوست زناکار ہین۔ اگر چاہون تو کہدون اور روشن تر واضح کردون مگر اپنی زبان کو روکتا ہون پھر انصار سے کہا کہ تمہارے حمقا کا مینے کلام سنا ہے۔ تم حق کے لئے زیادہ ادوے وسزاوار ہو کیونکہ تمنے رسول اللہ کو پناہ دی۔ اور آنحضرت کی نصرت و یاری کی آگاہ رہو کہ مین کسی کے اوپر ہاتھ اور زبان کو دراز نہین کرتا جبتک کہ مجھکو زحمت نہ دے اور بدلا پانے کا مستوجب نہو یہ کہکر ممبر سے اُترے۔ یہ روایت احمد بن عبدالعزیز جوہری کی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے یہ کلمات ابوبکر کے نقیب ابوجعفر یحییٰ بن ابی زید بصری کے سامنے قرأت کئے تو پوچھا کہ ابوبکر کا اُنسے کسکی طرف اشارہ تھا اُس نے کہا اشارہ نہین اُس نے تصریح کی ہے مینے کہا تصریح کرتا تو مین کیون پوچھتا اسپر نقیب مذکور ہنسا اور کہا کہ یہ علیؑ کو کہتا ہے۔ اے فرزند یہ ملکداری اور بادشاہی ہے اور ملک عقیم ہے یہان اپنے بیگانے کا کچھ لحاظ نہین ہوتا مینے کہا انصار کیا کہتے تھے کہا کہتے تھے کہ خلافت علیؑ کا حق ہے اس سے ابوبکر کو اندیشہ ہوا اور انکو دھمکایا انتہی + دیکھیے بقول اس فاضل جوہری کے حضرت ابوبکر نے اپنے امام و مولے مولی الکل فی الکل کی شان مین کیسے گستاخی کے کلمات کہے اور کسطرح برملا آنحضرت کو ایک زنِ زانیہ سے تشبیہ دی اور کس بیباکی سے آپکو مثل مشہور **ثعالۃ شھید ھا ذنبھا** کا مصداق ٹھہرایا باوجود اسکے اہلسنت مدعی ہین کہ یہ حضرات اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ باادب و تعظیم پیش آتے تھے۔ بحارالانوار مین ہے کہ ایک مرتبہ روباہ نے شیر کو بھیڑیے کی طرف سے بھڑکانا چاہا اُس سے کہا کہ بھیڑئے نے وہ بکری کھائی جسکو تو نے اپنے لئے رکھ چھوڑا تھا شیر نے کہا تیرا اس دعوے مین کون گواہ ہے تو اُس نے اپنی لہو مین بھری ہوئی دم اُٹھا کر کہا کہ یہ ہے اس سے یہ مثل مشہور ہوئی۔ **القصہ** دوسرے روز ابوبکر و دیگر صحابہ مسجد مین تھے کہ حضرت امیرالمومنینؑ بھی وہان تشریف لائے اور کہا اے ابوبکر تمنے کس لئے فدک فاطمہؑ سے چھین لیا کہا وہ مال فی حق مسلمانان ہے اگر فاطمہؑ گواہ شرعی گذرانین کہ انکا مال ہے تو انکو مل سکتا ہے ورنہ نہین حضرت نے فرمایا آیا تو ہمارے مقدمہ مین خلاف حکم خدا حکم کرتا ہے کہا نہین فرمایا اگر کوئی شے کسی مسلمان کے ہاتھ مین ہو اور مین آؤن اور اسکا دعوے کردون تو تو کس سے گواہ طلب کریگا کہا تمسے فرمایا تو فدک کے معاملے مین کیون گواہ چاہتا ہے وہ تو رسول اللہ کی زندگی سے انکے قبض و تصرف مین ہے ابوبکر یہ سنکر خاموش ہوگئے مگر عمر نے کہا

[illegible] جناب سیدہ

اے علیؑ ان باتون سے کچھ فائدہ نہین اگر گواہ رکھتے ہو تو حاضر کرو ورنہ فدک سے ہاتھ اُٹھاؤ حضرت نے عمر کی طرف سے اعراض کرکے پھر ابوبکر سے
کہا تمنے قرآن مین پڑھا ہوگا کہ حقتعالے فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یہ آیہ شریفہ کسکی شان
مین ہے کہا تم اہلبیت کی شان مین فرمایا۔ اگر شہود تیرے سامنے شہادت دین کہ فاطمہؑ نے فلان معصیت کی تو تو کیا کرے کہا حد شرعی اُنپر جاری
کرون آپنے فرمایا تو اسوقت تو کافر ہوجائیگا کہا کسلئے حضرت نے فرمایا اسواسطے کہ گواہی خدا کی اُنکی طہارت اور پاکیزگی پر رد کی اور گواہی آدمیونکی قبول
کرلی۔ یہی حال فدک کا ہے کہ شہادت خدا رد کی اور شہادت اوس بن حدثان ایک اعرابی کی جسکو اُبدست کرنا بھی نہین آتا قبول کرتا ہے
جب نوبت کلام یہانتک پہنچی تو اکثر حاضرین آبدیدہ ہوئے کہ علیؑ راست کہتے ہین۔ **مجلسی** علیہ الرحمہ شریک سے نقل کرتے ہین کہ اُس نے کہا
کہ واجب تھا ابوبکر پر کہ فاطمہ زہرا سے شرع شریف کے موافق عمل کرتے اور کم از کم یہ کرتے کہ اُن کے دعوے پر کہ رسول اللہ نے فدک مجھے عطا کیا
آنحضرت سے حلف لے لیتے کیونکہ علیؑ و ام ایمن گواہی دے چکے تھے صرف ربع گواہی باقی تھی کیونکہ پورے دو گواہون مین تو ردِ شہادت
ہو ہی نہین سکتی تھی۔ اس صورت مین یا اُنکی تصدیق چاہئے تھی۔ یا اُنکو حلف دیکر فدک اُن کے حوالے کردینا تھا اور اللہ مستعان ہے آمین
کہ اُنہون نے جان بوجھکر یہ کیا یا جہالت مین **مؤلف** کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شہادت بھی کامل نہ تھی اور حلف لیکر دیدینا بھی خلاف شرع تھا
اور حدیث منع میراث انبیا بھی صحیح ہے اور فدک اُن کے قول کے بموجب داخل صدقات مال مسلمانان تھا تب بھی کیا مروت و جوانمردی
کا مقتضے یہی تھا جو بنت رسول اللہ کے ساتھ سلوک کیا گیا اگر بروئے شرع اُنکو کچھ نہ پہنچتا تھا تو کیا احسان و امتنان کا دروازہ بھی بند ہوگیا تھا۔
اگر براہ عطوفت و رعایت حقوق حضرت رسالتپناہ اُنکی دختر نیک اختر کی دلداری مین سعی کرتے اور مسلمانون سے خواستگار ہوتے کہ ترکہ آنحضرت
کا جسکو وہ طلب کرتی تھین اُن کے پاس رہنے دین تو اسمین کیا حرج تھا اور کونسا خلل دین مین آتا تھا بیشک اگر اسطرح کا اشارہ بھی آنحضرت
کی طرف سے ہوتا تو جملہ مسلمان بطیب خاطر اپنے حق سے دست بردار ہوجاتے اور بنت رسول اللہ کو آزردہ کرنا روا نہ رکھتے۔ ابن ابی الحدید نے شرح
نہج البلاغہ مین روایت کی ہے کہ ابو العاص بن ربیع شوہر زینب دختر رسولخدا جنگ بدر مین معہ دیگر اہل مکہ کے اسیر ہوکر آیا اور مکیون نے اپنے اپنے
رشتہ دار اسیرونکا فدیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کا فدیہ روانہ کیا جو مال کہ زینب نے فدیہ مین بھیجا تھا اُسمین ایک قلادہ (گردن بند) تھا کہ خدیجہ
مادر گرامی زینب نے بوقت زفاف ابو العاص اُنکو بخشا تھا۔ حضرت رسولخدا نے وہ گردن بند دیکھا تو رقت بشدت اُس جناب پر طاری ہوئی
اور مسلمانون سے درخواست کی کہ ابو العاص کو بلا اخذ فدیہ رہا کرین اور زینب کا مال اُنکو واپس بھیجدیا ابن ابی الحدید اس روایت کی نقل
کے بعد کہتا ہے کہ مینے یہ حدیث نقیب ابو جعفر یحیی بن ابی زید بصری کے سامنے قرأت کی نقیب نے کہا دیکھا تو نے کہ ابوبکر و عمر اس مقام کو نہ پہنچے
آیا شرع مروت و احسان اسکی مقتضی نہ تھی کہ فدک فاطمہؑ کو گو وہ اُنکا حق نہ تھا دیکر خوشدل کرتے کیا حرج تھا اگر مسلمانون سے اسکو ہبہ کرا لیتے اور
اُنکو دیدیتے آیا کمتر تھا رتبہ فاطمہؑ بنسبت رتبہ زینب کے حالانکہ فاطمہ سیدہ نساء عالمین تھین۔ تمام ہوا کلام ابن ابی الحدید کا فی الحقیقہ جو شخص
تھوڑا سا انصاف بھی رکھے اور طرز و طریق بنی امیہ و دیگر نواصب سے کنارہ کش ہو اسکو واضح ہوگا کہ جو سلوک دختر رسولخدا کے ساتھ کیا گیا اندازہ ای
سے کمال بعید اور بہت دور ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ اور نیز ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ لوگون کا گمان یہ ہے کہ نزاع فاطمہؑ

ابوبکر کے ساتھ صرف دو امر یعنی ہبہ و میراث مین تھا مگر مجھکو معلوم ہے کہ آنحضرت نے ایک تیسرے امر مین بھی اس سے نزاع کی اور ابوبکر نے اُس
سے بھی انکار کیا وہ تیسرا امر سہم ذوی القربے کا مطالبہ ہے ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر سے
کہا کہ تجھکو معلوم ہے کہ حقتعالے نے ہم اہلبیت پر صدقات کو حرام کیا ہے اور نیز تو جانتا ہے کہ اموال غنائم سے حسب تصریح قرآن ہمکو سہم ذوی القربی
عطا فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی الآیہ یعنی جانو تم کہ جو شے
تمکو غنیمت مین ہاتھ آئے پس خمس (پانچوان حصہ) اُسکا خدا اور رسولؐ کے لئے ہے اور ذوی القربے اور یتیمون کے لئے تا آخر آیہ ابوبکر نے کہا میرے
مان باپ فدا ہون تمپر اور تمہارے پدر عالیقدر اور فرزندون پر حکم قرآن و حق رسول و حق قرابت رسول مجھکو بسر و چشم قبول و منظور ہے مین بھی
قرآن مین وہی پڑھتا ہون جو کہ تم پڑھتی ہو مگر مجھکو علم نہین کہ یہ حصہ بالتمام تمکو تسلیم کیا جائے حضرت فاطمہؑ نے کہا تو آیا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے
اقربا کے لئے کہا نہین بلکہ تمپر نفقہ کرونگا اور باقی مصالح مسلمین مین خرچ ہوگا فرمایا حقتعالے کا یہ حکم نہین کہا یہی حکم خدا ہے لیکن اگر رسول اللہ نے
تمسے خاص اس بارے مین کوئی عہد کیا ہو اسکے سبب سے یہ تمام حصہ تمہارا ہوگیا ہو تو مین تمہاری تصدیق کرونگا اور تمام تمکو دیدونگا فرمایا رسول اللہ
نے مجھ سے اسمین کوئی عہد نہین کیا لیکن جب یہ آیہ نازل ہوئی مینے آنحضرت سے سُنا کہ فرمایا خوش ہو اے آل محمدؐ تحقیق کہ آئی تمکو غنا اور تونگری
ابوبکر نے کہا کہ مین اس آیہ سے نہین سمجھتا کہ تمام حصہ تمکو دیدیا جائے لیکن تمہارے لئے ہے غنا کہ بے نیاز کرے تمکو اور فاضل رہے یہ عمر
بن الخطاب و ابو عبیدہ جراح وغیرہ موجود ہین اُنسے دریافت کرو اور دیکھو کہ کوئی اُنمین تمہارے ساتھ موافقت کرتا ہے پس وہ جناب عمر کیطرف
متوجہ ہوئین اور اس سے کہا جو کہ ابوبکر سے کہا تھا پس عمر نے بھی وہی جواب دیا کہ ابوبکر نے دیا تھا پس متعجب ہوئین جناب فاطمہ اور گمان کیا کہ
عمر و ابوبکر پیشتر اس امر مین گفتگو کرچکے ہین اور جو کچھ کہتے ہین اسپر اُنہون نے اتفاق کرلیا ہے اور عروہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر
سے فدک و سہم ذوی القربے طلب کیا مگر اُنہون نے انکار کیا اور اسکو داخل مال خدا گردانا۔ اور نیز جوہری مذکور نے حسن بن محمد بن علیؑ بن
ابیطالب سے روایت کی ہے ان ابابکر منع فاطمة وبنی ھاشم سھم ذوی القربی وجعلہ فی سبیل اللہ فی السلاح والکراع
تحقیق کہ ابوبکر نے فاطمہؑ و بنی ہاشم سے سہم ذوی القربے کو منع کیا اور اسکو سلاح مین راہ خدا مین لگایا بالجملہ شیخین کا دعوے ہبہ کو رد کرنا
اور میراث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منع کرنا اور سہم ذوی القربے سے جواب دیدینا کہ برخلاف شرع و قرآن و سنت رسولؐ بلکہ آدمیت و
مروت سے بھی بعید تھا پارہ جگر رسولخدا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پر کمال شاق گذرا اور وہ جناب اسقدر بکمال آزردہ و غضبناک ہوئین اور
فرمایا مین اسکی شکایت رسول اللہ سے کرونگی اور مہاجرت کی ابوبکر سے اور ترک کلام فرمایا اور ہمیشہ دعا بد کرتی تھین ان کے لئے۔ یہی
حالت تھی حتے کہ رحمت خدا کی طرف انتقال کیا اور بعد حضرت رسالتپناہ چھ ماہ بقولے پچھتر روز زندہ رہین۔ بوقت رحلت وصیت کی کہ
شیخین میرے جنازے پر نہ آنے پائین چنانچہ امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھکر بوقت شب آنحضرت کو دفن کیا یہ امور نہ صرف شیعون نے
بھی اپنی معتبر کتابون مین نقل و روایت کئے ہین صحیح بخاری مین کہ اس سے بڑھکر کوئی کتاب اُن کے یہان معتبر نہین چند مقامات مین از انجملہ
باب خیبر مین روایت کی ہے بقدر حاجت اس سے یہ ہے۔ فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمة فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلک

فہجرتہ فلم تتکلم بہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن
بہا ابابکر وصلی علیہا یعنی پس انکار کیا ابوبکر نے اس سے کہ کچھ اس سے یعنی متروکات پیغمبرؐ سے فاطمہؑ کو دیوے پس اس سبب سے
حضرت فاطمہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور مہاجرت کی اس سے اور کلام کرنا اس کے ساتھ چھوڑ دیا تا اینکہ وفات پائی اور زندہ رہیں بعد پیغمبرؐ کے
چھ مہینے بوقت رحلت اُن کے شوہر علیؑ بن ابیطالبؑ نے رات کے وقت انکو دفن کیا اور ابوبکر کو اُسکی خبر نہ کی اور نماز پڑھی انحضرت پر علیؑ نے
اور یہ **روایت** صحیح مسلم مین بھی کتاب الجہاد مین مذکور ہے اور ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین روایت کی ہے کہ فاطمہؑ نے ابوبکر سے
کہا کہ مین کبھی تجھ سے کلام نہ کرونگی ابوبکر نے کہا مین ہرگز تمہارے ساتھ کلام کرنا ترک نہ کرونگا۔ اُنہون نے کہا قسم بخدا مین دعاے بد کرونگی
تجھپر ابوبکر نے کہا واللہ مین تمہارے لیے دعاء خیر کرونگا۔ جب وقت وفات فاطمہؑ نزدیک آیا تو وصیت کی کہ ابوبکر اُن کے جنازے پر نماز نہ پڑھے
اس لیے رات کیوقت دفن ہوئین۔ اور **شیخ** عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ مشکل ترین قضایا قضیہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ
اگر گوئیم کہ او جاہل بود باین سنت یعنی حدیثیکہ ابوبکر نقل کردہ بعید است از فاطمہؑ واگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را لسماع این حدیث از
انحضرت مشکل تر مے شود کہ بعد از استماع از ابی بکر وشہادت سائر صحابہ بران چرا قبول نہ کرد ودر غضب آمد واگر غضب اوپیش از استماع حدیث بود
چرا برنگشت از غضب تا اینکہ استدادکشید وتا زندہ بود مہاجرت کرد انتہی۔ اِن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ خلیفہ اول کو خلیفہ تو کیا
مسلمان بھی نہ جانتی تھین کہ اُنسے مہاجرت کی اور تا دم مرگ کلام نہ فرمایا کسلیے کہ ایسا سلوک کسی مسلمان کے ساتھ جائز ورواہ نہین صحیح بخاری
مین ہے لا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال یعنی مسلمان کو حلال نہین کہ تین شب سے زیادہ برادر مسلم سے مہاجرت
کرے پس حضرت فاطمہؑ انکو مسلمان جانتین تو کیونکر عمر بھر مہاجرت کرتین۔ اور **نیز** ابن ابی الحدید نے جوہری سے نقل کیا ہے کہ داؤد بن مبارک
نے کہا کہ ہم ایکبار حج سے واپس آتے تھے۔ پس ہمنے عبد اللہ بن موسی ابن عبد اللہ بن الحسن سے چند مسئلے دریافت کیے از انجملہ یہ کہ ابوبکر و
عمر کی نسبت اُنسے سوال کیا تو عبد اللہ نے کہا یہ سوال میرے جد بزرگوار عبد اللہ بن الحسن سے کیا گیا تو انہون نے کہا کہ ہماری ایک ماں صدیقہ
بنت نبی مرسل تھین وہ ایک انسان پر آخر وقت تک غضبناک رہین پس ہم بھی اُن کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہین اور **مروی ہے**
کسی نے اولاد برامکہ سے حضرت امام رضاؑ سے سوال کیا کہ آپ ابوبکر وعمر کے بارے مین کیا کہتے ہین فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ
الا اللہ واللہ اکبر سائل نے طلب جواب مین الحاح کیا تو حضرت نے فرمایا اسقدر جانتا ہون کہ ہماری ایک ماں صالحہ تھین اُنہون نے
انتقال کیا درحالیکہ ان دو شخصون سے خشمناک تھین اور پس از انتقال کوئی خبر ہمین نہین پہنچی کہ وہ اُنسے راضی ہوگئی ہون۔ **مولف** کہتا ہے جبکہ
دختر رسول خدا کا انحضرات پر غضبناک ہو کر اُنسے مہاجرت اختیار کرنا اور تا آخر عمر اُن کے ساتھ ہمکلام نہونا کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت ہو چکا تو
ہم صرف چند فضائل اُس جناب کے اُن ہی کی کتابون سے نقل کرتے ہین اور اِس تمام سے نتیجہ نکالنا ناظرین کی راے پر چھوڑتے ہین۔ **بخاری**
ومسلم وجمع بین الصحیحین وجمع بین الصحاح الستہ وغیرہ مین حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی فمن
اغضبہا فقد اغضبنی فاطمہؑ میری بارہ تن ہے جس نے اُسکو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ اور نیز بخاری باب مناقب فاطمہؑ

بعض فضائل جناب سیدہ از کتب اہلسنت وجماعت

مین مذکور ہے فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ اور صحیح مسلم مین عائشہ سے روایت ہے کہ انحضرت نے فرمایا یا فاطمۃ الا ترضین ان
تکون سیدۃ نساء المؤمنین او سیدۃ نساء ہذہ الامۃ کہ اے فاطمہؑ تو راضی نہین کہ جملہ زنان مومنین یا زنان اس امت کی سید وسردار
ہو اور مشکوۃ مین متفق علیہ بخاری ومسلم سے اور حلیہ مین حافظ ابونعیم نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابہا و
یوذینی ما اذاہا یعنی فاطمہؑ میری پارہ بدن ہے جس نے اسکو تہمت لگائی اُس نے مجھکو تہمت لگائی اور جس نے اُسکو رنج پہنچایا
اُس نے مجھے رنج پہنچایا ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اس حدیث کی شرح مین ایک عبارت لکھتا ہے کہ ماحصل اسکا یہ ہے کہ ایذا فاطمہؑ
بموجب اس حدیث کے حرام ہے کیونکہ انکی ایذا مین رسول اللہ کی ایذا ہے اور ایذا رسول اللہ کم ہو یا زیادہ بالاتفاق محرمات سے ہے چونکہ
آپ نے عموماً فرمایا کہ جس امر مین فاطمہؑ کو ایذا پہنچتی ہے مجھکو ایذا پہنچتی ہے پس جسکی طرف سے کوئی ایسا امر واقع ہو کہ موجب آزار فاطمہ ہو وہ
بیشک رسول اللہ کے آزار کا باعث ہوگا پس سب سے عظیم امر فاطمہؑ کا ایذا دینا ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور حقتعالے قرآن شریف مین فرماتا ہی
ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا **ترجمہ** تحقیق کہ جو لوگ خدا اور رسول کو ایذا
دیتے ہین لعنت کرتا ہے خدا انکو اور مہیا کرتا ہے اُن کے لیے عذاب اہین کو صاحب تشئید نے کتاب مودۃ القربے سید علی ہمدانی سے
نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فہو فی الجنۃ معی ومن ابغضہا فہو فی النار
یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مائۃ مواطن ایسرہن تلک المواطن الموت والقبر والمیزان والمحاسبۃ فمن رضیت
عنہ ابنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ عنہ ومن غضبت علیہ ابنتی فاطمۃ غضبت علیہ و
من غضبت غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمہا ویظلم بعلہا علیا وویل لمن یظلم ذریتہا وشیعتہا
یعنی اے سلمان جو کوئی دوست رکھے فاطمہ زہرا میری دختر کو وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا اور جو دشمن رکھے اسکو آتش جہنم مین ہوگا۔
اے سلمان دوستی فاطمہؑ کی سو مقام مین نفع پہنچاتی ہے۔ کہ کمتر اُنسے موت وقبر ومیزان وحساب ہے پس جس سے میری دختر فاطمہ راضی ہوئی
مین اُس سے راضی ہون اور جس سے مین راضی ہون خدا اُس سے راضی ہے اور جسپر فاطمہ غضبناک ہوئی مین اُسپر غضبناک ہون اور
جسپر مین غضبناک ہوا حقتعالے اُسپر غضبناک ہے اے سلمان ویل وعذاب ہے اسکے لیے جو اسپر یا اسکے شوہر علی بن ابیطالبؑ پر ظلم کرے
فائدہ۔ خواجہ نصر اللہ کابلی نے سواقع مین اور اسکی تقلید سے شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ حدیث مین وعید بلفظ
اغضاب (غضبناک کرنا) واقع ہے نہ بلفظ غضب (غضبناک ہونا) یعنی عبارت حدیث یہ ہے من اغضبہا فقد اغضبنی کہ جس نے فاطمہ کو
غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ یہ نہین من غضبت علیہ غضبت علیہ کہ جسپر فاطمہ غضبناک ہوئی مین اسپر غضبناک ہوا پس چونکہ ابوبکر نے
بارادہ فاطمہؑ کو غضبناک نہین کیا تو اسکو اس حدیث سے کیا اندیشہ ہے۔ **واضح** رہے کہ یہ کمال چالاکی وفریب دہی عوام ہے تشئید المطاعن
مین اس ملمع کاری کی اچھی طرح پر قلعی کھولدی گئی ہے یہان پر صرف اسقدر کافی ہے کہ حدیث مذکور بلفظ اغضاب وغضب دونو واقع اور
دونو طریق سے کتب اہلسنت مین صحیح وثابت ہے چنانچہ روایت مودۃ القربے جو ابھی اوپر گذری اسمین ہے من غضبت علیہ ابنتی فاطمۃ

غضبت علیہ یعنی جسپر میری بیٹی فاطمہ غضبناک ہوئی مین اُسپر غضبناک ہوا اور اس سے بڑھکر اہلسنت نے نقل کیا ہے ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی لرضاھا یعنی جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ تحقیق حقتعالے غضبناک ہوتا ہے غضبناک ہونے فاطمہ پر اور راضی ہوتا ہے اِن کے رضامند ہونے پر۔ شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین بصحت پیوستہ کہ پیغمبر خدا فرمود فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من ابغضھا فقد ابغضنی ونیز آمدہ ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی لرضاھا اور اسکے دیگر کتب معتبرہ مین مثل کنز العمال ملا علی متقی اور الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ و اسد الغابہ و مستدرک وغیرہ کے یہ حدیث مروی و ماثور ہے اور مستدرک مین بعد نقل حدیث لکھا ہے ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ کہ اس حدیث کی سندین صحیح ہین اور نہین اخراج کیا اسکو مسلم و بخاری نے پس یہ حدیث جسکی صحت مین چون و چرا نہین ہوسکتا جیسے صاف صاف اسپر دلالت کرتی ہے کہ خلیفہ اول پر جناب سیدہ کے غضبناک ہونے سے حقتعالے غضبناک ہوا ویسا ہی اُس جناب کا جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے معصوم و مطہر ہونا بھی اس سے ظاہر و باہر ہے کیا معنی کہ جب حقتعالے ہمیشہ بطریق عموم اُن کی ناراضگی سے ناراض اور رضامندی سے راضی و خوشنود ہے تو ضرور ہے کہ جمیع افعال و اعمال اُن کے حق و صدق مرضی و پسندیدہ جناب باری ہون اور یہی معنی عصمت کے ہین فللہ الحمد **سؤال** اگر فدک درحقیقت حق فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا تھا تو حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے عہد خلافت مین کیون اسپر تصرف نفرمایا اور کس لئے اُن کے دیگر ورثہ تک اُسکو نہ پہنچایا۔ **جواب** اسکا دو طرح پر ہے ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی یہ کہ مشیر بروایت صاحب شرح مواقف گذرا کہ آنحضرت نے ابوبکر کے سامنے شہادت دی کہ پیغمبر خدا نے فدک فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا ہے پس وہ حضرت بالیقین اسکو حق فاطمہ جانتے تھے ورنہ گواہی کسطرح دیتے علی ہذا نہج البلاغہ مین کہ حسب افادہ سعد الدین تفتازانی صاحب شرح مقاصد وغیرہ علماء معتبر اہلسنت بلا شبہ کلام جناب امیرؑ ہے مذکور ہے کہ آنحضرت نے عثمان بن حنیف انصاری اپنے عامل کو خط مین لکھا بلے اکانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیھا نفوس قوم و سخت عنھا نفوس آخرین و نعم الحکم اللہ یعنی ہان ہمارے ہاتھ مین کل اشیاء سے جن پر آسمان سایہ افگن ہے ایک فدک تھا پس حرص و بخل کیا اس پر ایک قوم نے اور سخاوت کی اور درگذری اُس سے دوسری قوم اور عمدہ حاکم حقتعالے ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ حضرت فدک کو بواسطہ فاطمہ زہرا اپنا مال جانتے تھے پس کس لئے اپنے عہد خلافت مین آپ نے اُسپر تصرف نفرمایا اور اُن کے وارثون کو ندیا۔ پس جو جواب اسکا اہل سنت دین وہی شیعون کی طرف سے قبول فرمائین۔ **لیکن** جواب تحقیقی یہ ہے کہ آنحضرت کو زمانِ خلافت اپنی مین بھی چونکہ پیروان خلیفہ اول و ثانی اُسوقت بھی بکثرت و شوکت موجود تھے ارتکاب تقیہ سے چارہ نہ تھا اجراء سُنت ہائے رسول اللہ پر کماحقہ تب بھی قدرت نہ رکھتے تھے چنانچہ آپ کا ارشاد لو استوت قدمای فی ھذہ المداحض لغیرت اشیاء اگر میرے دو قدم ان لغزشون مین قرار پکڑتے تو مین بہت سی باتون کو بدلدیتا۔ اس پر کافی دلالت رکھتا ہے اور مشہور ہے کہ بدعت تراویح کو کہ مروجہ خلیفہ ثانی تھی آپ نے منع کرنا چاہا تو لوگ آمادہ فساد ہوگئے چنانچہ جلد خلافت مین مفصل گذرا پس جبکہ عام سنتہائے رسول اللہ کو پھیلانے اور بدعات کو محو کرنے پر قادر نہ تھے تو فدک مین خود تصرف کرنا یا اپنی اولاد و امجاد کو اسپر قبضہ دینا کہ ذاتی نفع پر مبنی تھا کس طرح ممکن تھا

جواب تحقیقی

علاوہ برایں ہر شخص کو اپنا حق چھوڑنے اور اپنے فائدے سے دست بردار ہونیکا اختیار حاصل ہے اور کوئی عیب و عار اسمین نہین عیب و عار ہے تو اسمین کہ دوسرون کے حق پر بہ ظلم تصرف کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امیرؑ خود فرماتے ہین لا یعاب المرء بتاخیر حقہ انما یعاب من اخذ ما لیس لہ یعنی اگر آدمی اپنے حق کے لینے مین تاخیر کرے تو کوئی عیب اسمین نہین عیب کی بات یہ ہے کہ دوسرون کا حق بہ ظلم لیلے پس جب امیر المومنین نے بھی کہ دنیا کو تین طلاق دیچکے تھے باوجود قدرت و اختیار برضا و رغبت تصرف فدک سے کنارہ کشی کی تو کیا مضائقہ اسمین ہے وہ حضرت نامہ عثمان بن حنیف مذکورہ مین فرماتے ہین۔ وما اصنع بفدک وغیر فدک والنفس مظانھا فی جدث ینقطع فی ظلمتہ آثارھا ویغیب اخبارھا و حفرۃ لو زید فی فسحتھا واوسعت یدا حافرھا لاضغطھا الحجر والمدر وسد فرجھا التراب المتراکم وانما ھی نفسی اروضھا بالتقوی لتاتی آمنۃ یوم الخوف الاکبر وتثبت علی جوانب المزلق یعنی مین فدک اور غیر فدک کو لیکر کیا کرون حالانکہ محل قرارگاہ نفس وہ قبر ہوگی جسکی تاریکی مین اسکے آثار منقطع اور اسکے اخبار غائب ہوجائینگے اور وہ گڑھا ایسا ہے کہ اگر اسکو فراخ کیا جائے اور اُسکا کھودنیوالا ذرا ہاتھون کو پھیلائے تو ہر آئینہ ڈھیلے اور پتھر اسقدر گرین کہ اور بھی تنگ ہوجائے اور اتنی مٹی گرے کہ کوئی رخنہ باقی نہ رہے مین اپنے نفس کو تقوے سے ریاضت دیتا ہون اور ترک لذات سے اسکو رام بناتا ہون تاکہ بروز خوف اکبر امن سے رہے اور کنارہ ہائے صراط پر کہ محل لغزش اقدام ہے ثابت قدم ہو۔ اور یہی حال ہے باقی ورثہ کا کسلئے کہ فریقین سے کسی نے نقل نہین کیا کہ کوئی اُنسے عہد خلافت امیر المومنین مین اسکا دعویدار ہوا ہو اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ان تمام حضرات کو تاسی و پیروی جناب سیدہ کی مدنظر تھی یعنی جس شے سے وہ جناب منتفع نہین اور اسکے سبب سے آخر عمر تک مبتلائے غم و غصہ رہین انہون نے بھی اس سے متمتع ہونیکو اپنے رنج و الم کا باعث جانکر ترک فرمایا اور موافقت و مشارکت حال اس معصومہ کو ملحوظ و منظور رکھا۔ **سؤال** بعض خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے اپنے عہد حکومت مین فدک کو ورثہ فاطمہ پر رد کیا چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے اُسکو امام محمد باقرؑ کو واپس کیا اور مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام کے حوالہ کیا حتےٰ کہ یہ خبر مشہور دیار و امصار ہوئی اور شعراء نے اسمین قصائد لکھے از انجملہ ایک شعر دعبل خزاعی کا یہ ہے لقد اصبح وجہ الزمان وقد ضحکا برد مامون ھاشما فدکا یعنی روشن ہوئی روئے زمانہ و خندان ہوئی بباعث رد کرنے مامون کے فدک کو طرف بنی ہاشم کے پس آنحضرت نے کہ ائمہ طاہرین سے تھے کسلئے تاسی و اقتداء جناب فاطمہ کی نفرمائی۔ اور کیون اُسکو قبول کیا۔ **جواب**۔ ہم نہین کہتے کہ یہ تاسی و اقتدا واجب و لازم تھی کہ سؤال وارد ہو۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ فدک حق وارثان جناب سیدہ تھا بعض نے مثل امیر المومنین و حسنین علیہم السلام نظر بموافقت و مشارکت حال اس مظلومہ کے کہ تمام قصہ اُنکی آنکھون کے سامنے گذرا تھا اسپر تصرف نفرمایا۔ اور اورون نے مقولہ حق بحقدار رسید پر عمل کیا اور جو ملا لیلیا۔ علاوہ برایں امام محمد باقر و امام رضا کی حالت جدا تھی اور امیر المومنین و حسنین علیہم السلام کی علیحدہ انہین سے ایک کو دوسرے کی حالت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ آنحضرات کو خلفاء وقت نے کہ خلفاء ثلثہ کے پیرو اور اُن کی حقیت کے قائل تھے فدک واپس دیا تھا پس اُن کے اس فعل سے ظاہر ہوا کہ فدک درحقیقت حق فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا تھا کہ اب اُن کے ورثاء کو دیا گیا۔ اور خلفاء ثلثہ بر سر ناحق تھے کہ اسکو ندیتے تھے چنانچہ صاحب مجالس المومنین نے نقل کیا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز نے اسکو رد کیا تو معاندان قریش و منافقان شام نے کہ اسکے گرد و پیش جمع

maablib.org

تھے اسکو ملامت کیا اور کہا قد طعنت علی الشیخین کہ تو نے رد فدک سے ابوبکر و عمر کے فعل پر اعتراض کیا پس مصلحۃ تھی کہ آنحضرت نے اسکو بطیب خاطر قبول و منظور فرمایا۔ بخلاف امیر المومنین کے کہ انکا اپنے عہد خلافت مین اپنے تسلط کے وقت اسپر متصرف ہونا اس مصلحت سے خالی تھا

حکایت کامل بہائی مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا کہ مین ایک روز خلوت مین خلیفہ اول کے پاس حاضر تھا اور خلیفہ ثانی بھی وہان موجود تھے حجاب کو کہہ رکھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دین کہ یک ناگاہ ایک پیر مرد بلند بالا نیک محضر ہمارے سامنے نمودار ہوا ردائے سرخ دوش پر اور نعلین پاؤن مین رکھتا تھا آگے آکر سلام کیا ابوبکر نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اُسنے قبول نکیا اور کہا کہ مین ایک مرد حجاج سے ہون میرے ہمسایہ مین ایک عورت ہے اُسکا باپ مرگیا ہے اُس نے کچھ زمین اُسکو دی تھی جس سے اسکی اوقات بسری ہوتی تھی۔ والی شہر نے متعدی اُس سے وہ زمین چھین لی اور اُسکا محصول خود لیتا ہے۔ عورت نے مجھ سے کہا تھا کہ مدینہ مین میری مظلومی کا حال خلیفہ وقت کی روبرو بیان کرنا ابوبکر نے کہا لا کرامۃ للغادر الفاجر کہ غدار فاجر بدکار کی ہمارے نزدیک کوئی عزت و حرمت نہین عمر نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ کسی کو بھیج کہ اس ظالم ستم پیشہ کو دستگیر کر لائے۔ شیخ نے یہ کلام شیخین سے سُنا تو وہان سے پلٹا اور کہتا تھا فمن اظلم ممن یظلم بنت رسول اللہ کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو دختر رسول خدا پر ظلم کرے۔ ابوبکر نے چلا کر کہا رد وہ رد وہ اسکو واپس لاؤ اسکو واپس لاؤ ایک مرد اُسکے پیچھے دوڑا ادھر دیکھا اُدھر دیکھا کہین اسکا نشان نہ پایا دربانون سے دریافت کیا کہ وہ کون شخص تھا اور کہان سے آیا تھا سب نے کہا ہمنے کسی کو اندر آتے یا باہر جاتے نہین دیکھا۔ ابوبکر کو تردد ہوا اور عمر سے کہا تو نے دیکھا۔ انہون نے کہا ہمکو وادی جن مین اس سے بھی عظیم تر واقعہ پیش آیا تھا تحقیق کہ شیطان مومن و حاکم کو پیش آتا ہے تاکہ آزمائے اور گمراہ کرے ناگاہ ایک لٹ کی آواز ہمارے کان مین آئی کہ یہ اشعار پڑھتا ہے ؎

یا من تحلی باسم لا یلیق بہ + اعدل علی ال یاسین المیامینا + اتجعل الخضر ابلیسا لقد ذهبت + بک المذاهب من
بین المضلینا + نحن الشهود و قد ولت علی فدک + بنت الرسول مینا غیر مغبونا + فالله یعلم ان الحق حقهم +
لا حوبهم و لاحق العدیبینا + و قد شهدت اخاتیم وصیته + للاصلع الهادی القوام بالدینا + لا تغتم اخاتیم ابا حسن +
ما خصه الله من بین الوصیینا + خص النبی علیا یوم فارقه + بالعلم و الحلم و القران و الدینا +

اسپر ابوبکر و عمر دونو ڈرے اور حال انکا متغیر ہو گیا ناگاہ قاصد امیر المومنین نے پہنچکر ابن عباس سے کہا اجب ابن عمک کہ تمہارے پسر عم تمکو بلاتے ہین چلتے ابوبکر نے انکو قسم دی کہ یہ راز کسی پر افشا نہ کرنا۔ عبداللہ کہتے ہین کہ امیر المومنین نے مجھکو دیکھا تو تبسم ہوئے حتے کہ دندان مبارک نمایان ہوئے اور فرمایا اے پسر عم قسم رحم و قرابت کہ تجھکو وہ اشعار یاد ہین یا نہین کہا ہان یاد ہین الا دو شعر آتنے۔ علی علیہ السلام نے تمام قصہ بیان کیا اور تمام شعر پڑھین اور فرمایا خضر اسوقت میرے پاس تھے اور جو کچھ ان کے اور اس قوم کے درمیان گذرا تھا سب مجھ سے

لہ یعنی اے وہ شخص کہ جلوہ کیا ہے اپنے اس نام سے کہ جسکی وہ لائق نہتا۔ آل یسین یعنی اہلبیت اطہار سے کہ مبارک و میمون ہین بعدل و انصاف پیش آ تو خضر کو ابلیس بناتا ہے تحقیق کہ راہ گمراہون کی طرح گمراہ ہوتا ہے۔ ہم گواہ ہین کہ بنت رسول نے فدک کی ملک ہو مین امانت کے ساتھ بلا غبن و خیانت خدا جانتا ہے کہ یہ حق انکا حق ہے نہ اجم (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کا حق نہین۔ اے برادر بنی تیم تو پہچانتا ہے اور تو نے دیکھا ہے کہ آنحضرت نے علی کے تئین کہ ہادی اُمت ہین اور دین کے قائم و درست رکھنے والے ہین اپنا وصی و جانشین مقرر کیا ہے اے برادر تیمی تو ابوالحسن علی علیہ السلام کو آزردہ نہ کر اس چیز مین کہ خدا نے اسکو اوصیا کے درمیان انکے مخصوص کیا ہے رسول خدا نے بروقت وفات آنحضرت کو علم و حلم اور قران اور دین سے خصوصیت بخشی ہے۔ ۱۲ منہ +++

بیان کیا پھر کہا ما ابتلی احد باحد کما ابتلی ابوبکر بعمر و ما عادی احد قوما اشد من معاداۃ عمر لاھل بیت الرسول کہ مبتلا نہین ہوا کوئی شخص کسی مین جیسا کہ ابوبکر عمر مین مبتلا ہوا اور دشمنی نہین کی کسی نے کسی قوم کے ساتھ جسقدر کہ دشمنی کی عمر نے اہلبیت رسول اللہ سے +

بعضی از بیباکیہائے خالد بن ولید

معلوم ہوتا ہے کہ خالد ولید کی قوت اور طاقت پر حضرات شیخین کو بہت بھروسہ تھا اور وہ سمجھے ہوئے تھے کہ اگر امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ و مقاتلے کی حاجت ہوئی تو وہی اس مشکل کو آسان کریگا خاصکر حضرت عمر کو تو اُسکی شجاعت پر بہت ہی تکیہ تھا۔ اور اُس نے بھی اُنسے کہہ رکھا تھا کہ مین اس مہم کو بخوبی انجام دے سکتا ہون پس وہ جانتے تھے کہ جب چاہین گے آنحضرت کو اسکے ہاتھون قتل کرا دینگے **نقل** ہے کہ جب مقدمہ فدک مین حضرت امیر المومنین نے شیخین پر حجت تمام کی اور جناب سیدہ نے مسجد رسول اللہ مین آکر پہلے طواف مرقد منور آنحضرت کا کیا اور پھر شکایت روزگار و جفاء منافقان غدار مین چند اشعار پڑھے کہ در و دیوار سے صدائے گریہ بلند ہوئی تو عمر ابوبکر بہت گھبرائے اور باہم کہنے لگے کہ دیکھا آج علی نے ہمارے ساتھ کیا کیا اگر ایک دو مرتبہ ایسا معارضہ وہ اور عمل مین لائے تو کار خلافت مین ضرور خلل پڑیگا پس اوّل نے ثانی سے کہا کہ اسکی تدبیر کرنی چاہئے عمر نے کہا خالد ولید کو امر کر کہ علی کو قتل کرے اور تیرے دل کو اس تشویش سے نجات دے ابوبکر نے خالد کو بلوایا اور کہا ہمکو ایک کار عظیم تجھ سے لینا ہے اُس نے کہا ہو جو کچھ کہ چاہو ہر چند وہ قتل علی ابن ابیطالب ہی کیون نہو دونو نے کہا ہمارا مدعا یہی ہے پس قرار پایا کہ جب وہ جناب مسجد مین مشغول نماز جماعت ہون تو خالد تلوار لئے اُن کے پہلو مین منتظر رہے ابوبکر کے سلام پھیرتے ہی بضرب شمشیر آنحضرت کا کام تمام کرے۔ اسماء بنت عمیس نے کہ اُسوقت ابوبکر کی زوجیت مین تھین یہ باتین سُنین علانیہ اسکا اظہار مناسب نجانکر اپنی کنیز کو کہا کہ تو علی کے گھر جا اور میرا سلام انکو پہنچا۔ اور اس آیہ کو (مومن آل فرعون نے حضرت موسیٰ کو اس کے ساتھ خبردار کیا تھا) آنحضرت کے سامنے قرات کر ان الملأ یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین یعنی اشراف قوم فرعون تیرے بارے مین مشورہ کرتے ہین کہ تجھکو قتل کرین پس تو باہر نکل جا تحقیق کہ مین تیرے لئے نصیحت کرنے والون مین سے ہون اور لونڈی کو کہدیا کہ اگر نہ سمجھین تو دوبارہ سہ بارہ اسکو تکرار کرنا اس نے جاکر اسماء کا سلام آنحضرت کو پہنچایا اور آیہ شریفہ کو تلاوت کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا اپنی خاتون کو میرا سلام کہہ اور کہہ کہ انکا یہ ارادہ بامر الٰہی عمل مین نہ آئیگا اور نیز فرمایا اگر وہ مجھکو قتل کرین تو پھر ناکثین قاسطین مارقین کے ساتھ کون جنگ کرے صبح ہوئی تو حضرت نماز کے لئے مسجد مین تشریف لائے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے بہ نیت فرادے نماز پڑھنے مین مشغول ہوئے خالد شمشیر بستہ آپ کے پہلو مین کھڑا ابوبکر کے سلام کا منتظر تھا۔ لیکن ابوبکر تشہد کیواسطے بیٹھے تو انکو تردد ہوا چونکہ سطوت حیدر کرار سے واقف تھے فتنے سے ڈرے اور دریائے فکر مین غوطہ زن ہوئے زبان سے بار بار تشہد کو کہتے تھے اور سلام نہین پھیرتے تھے تا اینکہ ماموین کو گمان ہوا کہ نماز مین سہو ہوا اُدھر قریب تھا کہ آفتاب نکل آئے لاجرم خالد سے کہا لا تفعل ما امرتک یا خالد اے خالد جو کچھ میں نے تجھے حکم کیا تھا نکرنا یہ کہکر سلام پھیرا امیر المومنین نے خالد سے پوچھا کیا امر کیا تھا تجھکو کہا تمہارے قتل کو کہا تھا فرمایا کیا تو ایسا کرتا اُس نے کہا اگر قبل سلام

مخالفت نکرتا تو البتہ یہ امر واقع ہوتا حضرت کو غیظ آیا اور بزور ید اللہی اُسکو پکڑ کر زمین پر ٹپکا اور انگشت نر و انگشت درمیانی سے اُسکی گردن کو دبایا اور ایک نعرۂ حیدری مارا کہ قریب تھا کہ جان اُسکے بدن سے نکلجائے کپڑے نجاست مین آلودہ ہوگئے ہاتھ پیر ہلاتا تھا مگر حرف زبان سے نکلتا تھا۔ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ یہ تیری نحس رائے کا نتیجہ ہے مجھکو پہلے سے معلوم تھا کہ اسکا یہ انجام ہوگا خدا کا شکر ہے کہ ہماری طرف متوجہ نہوئے پس جو کوئی آگے جاتا کہ پنجۂ شیر خدا سے اس روباہ کو نجات دے حضرت نگاہ تند قہر آلود اُسکی طرف دیکھتے وہ خوف کھاکر اُلٹے پاؤن پھر جاتا۔ ابوبکر نے عباس بن عبد المطلب عم مکرم اُس جناب کو بلوایا۔ انہون نے قبر و صاحب قبر (رسول اللہ) اور حسنینؑ اور اُنکی مادر گرامی کی قسمین دین اُسوقت غصہ فرو ہوا اور اُسکو رہا کیا عباسؓ نے پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور امتنان ظاہر کیا۔ اور کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ غصب فدک کے بعد حضرت امیرؑ نے ابوبکر کو ایک نامہ بہت تہدید و عتاب کا لکھا اور وعید شدید اسمین درج کیا ابوبکر نے خط کو پڑھا تو خوف اُسپر غالب ہوا اور چاہا کہ فدک و خلافت دونو کو آنحضرتؑ پر رد کرین عمر نے کہا مینے تیرے لئے زلال حکومت کو صاف کیا تا کہ سیراب ہو مگر تو ویسا ہی پیاسا رہا چاہتا ہے جیسا کہ پہلے سے عرب کے سرکشون کی گردنین تیرے آگے جھکادین تو اُسکی قدر نہین کرتا یہ علی ابن ابیطالب ہے جس نے بزرگان قریش کو قتل کیا اور خاندان کے خاندان اُسکے ہاتھ پر تباہ ہوگئے اب اسکی بھی تدبیر کئے دیتا ہون اور قبل اسکے کہ تجھکو اس سے کچھ اندیشہ پہنچے تیرے دل کو اس طرف سے مطمئن کرتا ہون ابوبکر نے کہا اے عمر تجھکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ اپنی ان غلط کاریون سے باز آ واللہ کہ اگر علیؑ ہمارے قتل کا ارادہ کرے تو بغیر اسکے کہ دہنے ہاتھ کو کام مین لائے فقط بائین ہاتھ سے ہم دونو کو مار سکتا ہے صرف تین امر ہین جنسے ہم اُسکے ہاتھ سے بچے ہوئے ہین اول یہ کہ وہ تنہا ہین یار و مددگار نہین رکھتے۔ دوسرے وصیت رسول اللہ کا خیال ہے کہ اُنکو تلوار اُٹھانے سے منع کیا ہے تیسرے یہ کہ قبائل عرب کے دلونمین اُنکی طرف کے کینے بھرے ہوئے ہین اگر یہ باتین نہوتین تو خلافت کبھی کی ایک طرف رجوع کرگئی ہوتی تجھکو روز احد کی کیفیت فراموش ہوگئی جبکہ ہم سب بھاگ گئے تھے اور علیؑ تلوار کھینچکر تن تنہا زغۂ اعدا مین گھس گئے اور اُن کے بہادرون اور علمدارون کو تیغ بیدریغ کھینچا تو خالد کی باتون پر نہ جائیو اسکا ہرگز مقدور نہین کہ اُنکو قتل کرسکے اگر یہ ارادہ کیا تو جو شخص اول آنحضرت کے ہاتھ سے مقتول ہوگا وہ خالد ہوگا۔ **مجلسی** علیہ الرحمہ ان روایات کی نقل بعد حق الیقین مین فرماتے ہین کہ اگرچہ اہل سنت ابوبکر و عمر کا خالد ولید کو قتل امیر المومنینؑ پر مامور کرنا چھپاتے ہین اور اپنی اکثر کتابون مین اسکا ذکر نہین کرتے مگر ابوبکر کا سلام سے پہلے کلام کرنا اور خالد ولید سے مخاطب ہونا انہون نے نقل کیا ہے اور یہ قرینہ واضح ہے صحت روایات شیعہ پر اس باب مین اور بحار مین کہتے ہین اعلم ان ہذہ القصۃ من المشہودات بین الخاصۃ والعامۃ وان انکرہ بعض المخالفین جانتو کہ یہ قصہ مشہور قصون مین سے ہے درمیان سُنی و شیعہ کے گو بعض مخالفین نے اسکا انکار کیا ہے اسکے بعد ابن ابی الحدید کا اپنی استاد نقیب ابو جعفر یحییٰ بن ابی زید سے سوال کرنا اور اُسکے جواب کو نقل کیا ہے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے نقیب مذکور سے سوال کیا کہ مجھکو تعجب ہے کہ علی علیہ السلام رسول اللہ کے بعد اتنی مدت دراز کیونکر زندہ و سلامت رہے اور کیون اپنے گھر کے اندر ہی قتل نہین کردے گئے حالانکہ دلون مین اُن کی عداوت کی آگ شعلہ زن تھی اور سینے اُن کے کینے سے معمور تھے۔ نقیب نے کہا آنحضرت نے اپنی

پہلی وضع و قطع بدل ڈالی تھی بجائے جنگ جوئی و تیغ زنی و سرافشانی کے وہ زہد و عبادت و نماز و تلاوت مین مشغول رہنے لگے تھے غبار آلود خاک پر رکھنا اور پیشانی کو زمین پر گھسنا اپنا شعار بنالیا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو ضرور قتل ہوجاتے مگر اُنکا حال مثل اُس قتال کے ہوگیا تھا جو اپنی حرکت پر نادم اور اُس سے تائب ہوا اور ترک دنیا کرکے رہبانیت اختیار کرے اور اختلاط مردم چھوڑ کر کوہ و صحرا مین سیاحت کرتا پھرے پس آنحضرت نے بھی والیان امر کی اطاعت مین کمی نہ کی اور اُن کے آگے اپنے تئین خوار و خاکسار بنالیا پس اُنکو اُنکی ساتھ کوئی وجہ پرخاش باقی نرہی اور اور لوگون نے بھی جب حکام کا میلان اس طرف نہ دیکھا تو سکوت اختیار کیا کیونکہ یہ کام بلا اعانت و سرپرستی حکام حل نہ سکتا تھا اور سب سے زیادہ معقل حصین و استوار یہ امر ہے چونکہ آنحضرت کی زندگی باقی تھی کسی سے کچھ نہو سکا۔ پھر پوچھا آیا قصہ خالد اور ابوبکر و عمر کا قتل علیؑ پر اسکو مامور کرنا درست ہے اُس نے کہا کچھ لوگ سادات علوی سے اسکو نقل کرتے ہین اور ایک شخص نے زفر بن ہذیل شاگرد ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ آیا بموجب قول ابو حنیفہ نماز سے بغیر سلام پھیرنے کے فعل کثیر یا کلام یا حدث صادر کرکے نکلجانا جائز ہے زفر نے کہا ہان جائز ہے جیسا کہ ابوبکر نے تشہد مین کلام کیا اس مرد نے کہا کیا کہا ابوبکر نے اور کیا کلام تھا وہ زفر نے کہا تجھکو اس سوال کی ضرورت نہین دوبارہ پوچھا تو کہا اسکو نکالدو یہ اصحاب ابو الخطاب سے ہے۔ ابن ابی الحدید نے نقیب سے پوچھا کہ تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے تو اُس نے تقیہ کیا اور کہا امامیہ اسکو روایت کرتے ہین مگر مین بعید جانتا ہون **پھر مجلسی** علیہ الرحمہ حق الیقین مین کہتے ہین کہ فضل بن شاذان نے کتاب ایضاح مین اس قصہ کو چند فقہاء اہلسنت سے اسی طرح پر نقل کیا ہے جسطرح کہ مذکور ہوا اور کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ اور ابن حی و وکیع سے سوال کیا گیا کہ تم ابوبکر کے اس فعل مین کیا کہتے ہو تو انہون نے کہا کا سد تھا جو کہ تمام نہوا اور ایک جماعت نے اہل مدینہ سے کہا ہے کہ اصلاح امت کے لئے کہ تفرقہ سے محفوظ رہین ایک شخص کا قتل روا ہے چونکہ علیؑ لوگون کو بیعت ابوبکر سے روکتے تھے اس لئے ابوبکر نے اُن کے قتل کا حکم دیا اور بعض بخوف فضیحت تمام قصہ کو نقل نہین کرتے صرف اصل تمہید ابوبکر خالد ولید کے ساتھ کہ جب مین سلام پھیرون تو تو فلان کام کرنا اور پھر اُسکے پشیمان ہونے اور قبل سلام یہ کہنے کو کہ یا خالد لا تفعل ما امرتک حکایت کرتے ہین اور اسی فعل ابوبکر کو سلام سے پہلے جواز کلام کی دلیل گردانتے ہین۔ پھر فضل بن شاذان کہتا ہے کہ کسی نے ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ قاضی بغداد سے دریافت کیا کہ کیا کلام تھا جو کہ ابوبکر نے خالد سے کیا اُس نے کہا خاموش رہ تجھکو اس سے کیا مطلب قسم بخدا کہ اگر علیؑ مطیع ابوبکر اور اُسکی بیعت پر رضامند تھے تو کوئی ظلم اس سے بڑھکر دنیا مین نہین کہ ناحق ایک مرد اہل جنت کے قتل کا امر کیا جائے اور جو وہ اس بیعت سے کارہ اور اسپر راضی نہ تھے تو یہ عین مذہب شیعہ ہے کہ ابوبکر نے بظلم اُنپر تقدم کیا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ ان روایات و حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل قصہ کہ شیخین نے خالد ولید کو آنحضرت کے قتل پر مامور کیا اور وہ اس پر آمادہ و تیار ہوگیا کتب اہلسنت مین بھی موجود ہے بس اب یہ دیکھنا چاہئے کہ آنحضرات کو نفس رسول کے ساتھ کسقدر عداوت تھی کہ مال و منصب لیکر بھی بس نہین کرتے تھے اور درپئے اسکے تھے کہ وجود ذی جود آنحضرت کا جس سے بیخ اسلام قائم ہوئی تھی صفحۂ دہر سے نشان مٹادین مروی ہے کہ اس روز سے ابن ولید عنید کو آپ کے ساتھ سخت عداوت ہوگئی اور وہ اس تاک مین رہنے لگا کہ موقعہ ملے تو اس فضیحت و رسوائی کا اُس جناب سے بدلہ لے

جتے کہ ایک روز پیشگاہِ خلافت سے کسی مہم پر مقرر ہو کر معہ لشکر و سامان اُس طرف کو جا رہا تھا کہ راستہ مین حضرت امیرؑ کبیر کو کسی اپنے مزرعہ مین کھڑا
دیکھا خالد کثرتِ سلاح سے گویا غرق دریائے آہن تھا اور انبوہِ سپاہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور حضرت خالی ہاتھ یکہ و تنہا کھڑے ہوئے تھے لاجرم اسکی رگ
حلاوت جنبش مین آئی اور قدم آگے بڑھایا اور قریب پہنچکر گرز اُٹھایا کہ آنحضرت پر لگائے آپنے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا اور اُس سے چھین لیا اور
اُسکو بھی زمین پر کھینچ لیا پس اُس گرز کو موڑ کر بطور طوق اُسکی گردن مین ڈالدیا۔ بروایتے حضرتؑ نے خود خالد کو اس حال مین دیکھکر کہا اے پسر
ولید کیا اُس روز جو کچھ ابوبکر نے تجھے امر کیا تھا تو عمل مین لاتا۔ کہا ہان اگر اُسکی راے نہ بدلتی تو مین تمہارا سر قلم کئے بغیر نہ رہتا حضرت کو غیظ آیا
اور اُچھل کر خالد کی گردن پکڑ لی اور نیچے آتار لیا۔ اور فرمایا اے پسر نحشار (زن ختنہ ناکردہ) تیری یہ مجال کہ میرے ساتھ اسطرح پیش آئے اور
کشان کشان آسیا حارث بن کلاہ کے پاس لیگئے تمام لشکر کھڑا دیکھ رہا تھا اور رعب و جلال آنحضرت سے کسی کو مجال دم مارنیکی نہ تھی۔ اور
حال انکا یہ تھا کہ گویا ملک الموت نے مسلط ہو کر ان کی روح کو نکال کر ان کے کف دست پر رکھدیا ہے۔ پس آپنے قطب آسیا (کیلی کی درمیانی
کیل) کہ ایک موٹی آہنی سلاخ تھی نکال لی اور اُسکو خالد کی گردن مین اسطرح لپیٹ دیا جیسے کوئی چمڑے کے تسمے کو لپیٹتا ہے پس خالد جس
مہم کو جاتا تھا اُسے بھول گیا اور وہ طوق گردن مین پہنے ابوبکر کے پاس آکر حال بیان کیا خلافت مآب نے آہنگرانِ مدینہ کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ہنسلی اُسکی
گردن سے دور کرین سبنے کہا بغیر اسکے کہ اسکو آگ مین دین علیحدگی ممکن نہین لاجرم خالد چند روز اِس خواری مین سراسیمہ و سرنگون رہا
جو اُسکو دیکھتا مضحکہ کرتا حتے کہ امیرالمومنین اپنے مزرعہ سے تشریف لائے ابوبکر خالد کو حضرت کی خدمت مین لیگئے اور زبان شفاعت و عذر خواہی
کھولی اور عفو تقصیر کی درخواست کی تیداوصیا نے فرمایا کہ اِس بدبخت نے شکوہ لشکر کو اپنے ساتھ دیکھا تو مغرور ہوا اور چاہا کہ مجھپر غلبہ پائے
جرأت و جسارت کی اور اِس حال کو پہنچا جملہ صحابہ نے حضرت سے معذرت کی اور قسمین صاحب قبر (رسول اللہ) کی دین آپنے خالد کو نزدیک
بلایا اور اِس لوہے سے تھوڑا تھوڑا توڑتے تھے اور اُسکے آگے ڈالتے جاتے تھے تا اینکہ تمام کو توڑ ڈالا اور اُسکو رہائی بخشی سب لوگ شکریہ
وصی رسول مین رطب اللسان اپنے اپنے گھرون کو لوٹے اور اِس سانحہ عجیب پر متعجب تھے ابوبکر نے کہا ابوالحسن کے کار سے تعجب نکرو تحقیق
کہ مین بروز خیبر رسولخدا کے پہلو مین بیٹھا تھا کہ علیؑ نے درِ خیبر اکھاڑا اسکی خبر رسول اللہ کو پہنچی تو خندان ہوئے حتے کہ دندانِ مبارک دکھائی دے
پھر رقت آپ پر طاری ہوئی بحدیکہ ریشِ مقدس اشکون سے تر ہوگئی مینے عرض کی یا رسول اللہ اِس خندہ و گریہ باہم پیوستہ کا سبب ارشاد ہو
فرمایا مین ہنسا اِس لئے کہ مجھکو علیؑ کے درِ خیبر اکھاڑ ڈالنے پر مسرت و شادمانی ہوئی اور رونے کا یہ باعث ہے کہ انکو آج تیسرا روز ہے کہ
دن کو روزہ رکھتے ہین اور شب کو فقط چند گھونٹ آب خالص کے پیتے ہین اگر یہ حالت نہوتی تو وہ اِس در کو اُٹھا کر دیوار قلعہ سے پرے پھینکدیتے

ذکر وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا

اکثر مصائب و اشد متاعب امیرالمومنین علیہ السلام سے کہ بعد وفات جناب ختمی مآب آنحضرت پر وارد ہوئے مین ایک وفات جناب فاطمہؑ زوجہ
مطہرہ آنحضرت ہے جناب معصومہؑ اپنے پدر عالیقدر کے بعد موافق مشہور درمیان علماء شیعہ کل پچھتر روز زندہ رہین۔ یہ زمانہ کمال
پیچ و تاب قلق و اضطراب و درد و الم و اندوہ و ماتم مین بسر ہو۔ اول تو جو محبت کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے تھی معمول سے زیادہ حد عشق

و شیفتگی کو پہنچ گئی تھی لاجرم اُس جنابؑ کی وفات پر آسمانِ غم اُس معصومہؑ پر ٹوٹ پڑا اور ہجوم درد و یاس نے دل کو گھیر لیا تمام عیش و عشرت
مُبدل برنج و کلفت ہوگئے **ثانیاً** واقعات کہ اِس حادثہ جانکاہ کے بعد پیش آئے سراسر موجب ایذا و آزار تھے بجائے دلاسا و دلدہی وہ
سلوک بضعۃ الرسولؐ کے ساتھ کئے گئے جنہون نے اِس غم و غصہ کو دوبالا کر دیا اور آتش رنج و حسرت مین روغن و ہیزم کا کام دیا نخلستانِ
فدک کہ رسول اللہ نے برائے وجہ معاش آنحضرتؑ کو عطا کیا تھا بظلم و ستم اُنسے چھین لیا گیا تکمیلِ بیعت و تتمیم خلافت خلیفہ اول مین اُنکے ہواخواہون
کے ہاتھ سے وہ شدید صدمہ اُس جناب کو پہنچا جو آخرکار آپ کی وفات کا سبب ہوا چنانچہ اِسکا مجمل بیان پیشتر گذرا پس یہ تمام حالات جمع ہو کر
حالت اس معصومہ کی یہ ہوگئی کہ سوائے آہ و زاری و نالہ و بیقراری کے دوسرا شغل نہ تھا خواب و خورش و آرام و آسائش مطلقاً چھوٹ گئے
تھے شب و روز مبتلا ربلا مصروف گریہ و بکا عجیب مصیبت عظیم کا سامنا تھا چنانچہ فرماتی ہین **ع** صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا ۔ یعنی مجھپر وہ مصیبتون کا پہاڑ ٹوٹا ہے اور وہ سختیان پیش آئی ہین کہ اگر یہ مصائب و شدائد روزہاے
روشن پر بھی پڑتین تو شب ہاے تار بنجاتے۔ **مروی ہے** کہ جسم مبارک اِس مصیبت مین نہایت کاہیدہ و لاغر ہوگیا تھا سر پر عصابہ
باندھے رہتین آنکھون سے جوے اشک رواں تھی بادل سوختہ و جگر افروختہ شدت ضعف سے غش پر غش چلے آتے تھے۔ **نیز**
مروی ہے کہ وہ جناب اڑھائی مہینے اپنے باپ کے بعد دنیا مین رہین حالانکہ حزن شدید آنحضرت پر داخل ہوا تھا بسبب وفات حضرت
رسالت پناہ کے جبرئیل اُنکی تسلی کے لئے آتے اور باتین کرتے اور تسکین کی خاطر اُن کے پدر بزرگوار کا حال اور اُن کے مدارج کمال
کا ذکر فرماتے اور واقعات آیندہ اُن کی ذریت کے قیامت تک کے اُنکی روبرو نقل کرتے۔ امیرالمومنینؑ اُنکو لکھتے جاتے تھے چنانچہ
وہی کتاب مصحفِ فاطمہؑ کے نام سے موسوم ہوئی۔ امیرالمومنینؑ ارشاد فرماتے ہین کہ مینے رسول اللہ کو اُنکے پیراہن مین غسل دیا تھا وہ
پیراہن میرے پاس تھا فاطمہؑ اُسکو مجھ سے طلب کرتین جب مین اُنکو دیتا تو وہ لیتین اور اُسکی بوئے خوش کو استشمام فرماتین اور بیہوش
ہوجاتین آخر مینے اِس پیراہن کو چھپا لیا اور پھر اُنکو نہ دکھلایا **محمد بن بابویہ** علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے دنیا
سے رحلت کی تو بلال مؤذن آنحضرت نے اذان کہنا ترک کر دیا کہ مین سوائے رسولخدا کے دوسرے کے لئے اذان نہ کہونگا حضرت فاطمہؑ
نے کہا مین چاہتی ہون کہ اپنے باپ کے مؤذن کی اذان سنون بلال کو یہ معلوم ہوا تو اذان کہنی شروع کی جسوقت اللہ اکبر کہا فاطمہؑ کو
اپنے باپ کا زمانہ اور آنحضرت کے ساتھ اپنا عیش و عشرت کرنا یاد آیا اور گریہ نے اُس جناب پر غلبہ کیا بحدیکہ ضبط نہ کر سکین جب بلال
نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو اُنہون نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئین حتے کہ حاضرین کو گمان ہوا کہ رحلت کر گئین بلال
سے کہا کہ جلد اذان کو ترک کر کہ فاطمہؑ دختر رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی بلال نے اذان بلا اتمام قطع کی تھوڑے عرصہ بعد فاطمہؑ کو ہوش
آیا تو فرمایا اے بلال اذان کو تمام کر۔ اُس نے کہا اے بہترین زنانِ عالم مجھکو تمہاری جان کا اندیشہ ہے مبادا کہ پھر میری آواز سنو اور
ہلاک ہوجاؤ۔ مین اب اذان نہ کہونگا فاطمہؑ نے اسے معاف رکھا۔ **روایت** ہے کہ مرض الموت مین جسمین کہ جناب فاطمہؑ نے
رحمت خدائے متعال کی طرف انتقال فرمایا ایک روز ابوبکر و عمر نے بخیال رفع الزام امیرالمومنین علیہ السلام سے درخواست کی کہ

مصحف فاطمہ

اس معصومہ کی خدمت مین باریاب ہون آپنے اجازت دی پردہ نصب ہوگیا اور شیخین اندر آئے ابوبکر نے پس پردہ سے کہا اے دختر رسولخدا
ہم تمسے سوال کرتے ہین کہ ہمارے جرم وعصیان سے درگزر و اور جو کچھ ہمسے تمہاری نسبت صادر ہوا اُسے معاف کرو جناب معصومہ خاموش
تھین اور کچھ جواب دیتی تھین بروایت دیگر اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر نے کہا کہ ابوبکر نے میرے واسطہ سے اذن دخول طلب کیا تھا جب
اندر آئے تو فاطمہ زہرا نے روئے مبارک دیوار کی طرف پھیر لی ابوبکر نے سلام کیا جواب ندیا معذرت کی اور کہا اے دختر رسول مجھ سے راضی
ہو فرمایا اے عتیق تُنے کیا جو کچھ کہ کیا لوگون کو ہماری گردنون پر سوار کیا اب مجھ سے رضامندی کا خواستگار ہے چلا جا کہ مین تیرے ساتھ
ہرگز کلام نہ کرونگی جبتک کہ خدا اور رسولؐ سے شکایت نکرلون۔ وبروایت اوّل جب اصرار والحاح زیادہ کیا تو آپ حضرت امیرؑ کی طرف
متوجہ ہوئین اور فرمایا مین ان دونون سے ایک بات پوچھتی ہون اگر راست راست بیان کرین۔ دونو نے کہا دریافت کرو جو چاہو ہم
بجز صدق وراستی کوئی بات نکرینگے فاطمہؑ نے کہا مین تمکو قسم دیتی ہون حق سبحانہ تعالےٰ کی کہ تمکو یاد ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہ میری
پارہ تن ہے جس نے اسے ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے خدا تعالےٰ کو ایذا دی اور جو اسکو آزار دے
میری وفات کے بعد ایسا ہے گویا اُس نے آزار دیا اسکو میری حیات مین میرے سامنے اُنہون نے اقرار کیا اور کہا البتہ پیغمبر خدا نے
ایسا فرمایا ہے جناب سیدہؑ نے کہا الحمد للہ کہ حق تمہاری زبان پر جاری ہوا خداوندا گواہ رہیو اور اے جماعت حاضرین تم گواہ رہنا کہ
ان دو مردون نے مجھکو ایذا دی اور آزار پہنچایا قسم بخدا کہ مین ان کے ساتھ کلام نہ کرونگی جبتک کہ پروردگار عالم سے ملاقات نکرون اور
اس جل شانہ سے ان کے ناہموار سلوک کی جو انہون نے میرے اور میرے شوہر کے ساتھ کیے شکایت نکرلون پس ابوبکر حاضرین کے
دکھانیکو رونے اور فریاد کرنے لگے کہ کاش مین شکم مادر سے پیدا نہوتا واحسرتا واویلا مگر عمر نے انکو جھڑکا کہ خرافت پیری نے تجھ مین
اثر کیا ہے کہ ایک عورت کی ناخوشی سے اسقدر ڈرتا اور بیقرار ہوتا ہے ایسی عقل ودانش پر لوگون مین حکومت کریگا کیا ہوا اگر وہ ناراض
ہوئی تو کیا کرے گی یہ کہکر دونو وہانسے چلے گئے۔ ابن قتیبہ مورخ اہل سُنت ایک ایسی ہی روایت ابوبکر وعمر کے عذر کرنے اور جناب
سیدہ کے راضی نہونے کی لکھکر کہتا ہے کہ مجھکو تعجب ہے سخت دلی فاطمہؑ پر کہ ان دو بوڑھے شیخون کی ضراعت وزاری پر انکو رحم نہ آیا
انکا عذر قبول نفرمایا۔ **مؤلف** اوراق عرض رسان ہے کہ ایسے ہی مقامات ہین جن پر پہنچکر ذرا غور کرنیکے بعد سُنی سُنی نہین
رہتے یا تو شیعہ خالص بنجاتے ہین ورنہ ناصبی پکے دشمن اہلبیتؑ ہوکر سرے سے اسلام کو خیرباد کہدیتے ہین کیا معنی کہ جنے فضائل
اہلبیتؑ اور اُن کے سچے کمالات کو کہ خود انکی اپنی کتابون سے ظاہر وباہر ہین مدنظر رکھا اور جانا کہ یہ حضرات بنص قرآن واحادیث
متواترہ سیدالانس والجان کہ جوہر رجس وگناہ وعیب وخطا سے پاک ومبرا ہین جو کچھ وہ کرتے یا کہتے ہین عین حق وصدق ہوتا ہے
لاجرم اسکا مخالف کوئی کیون نہو گمراہ وبیدین داخل زمرۂ ہالکین وضالین ہوگا وہ بے تامل فرقۂ ناجیہ مین داخل اور انہین شامل
ہوجاتا ہے ورنہ تعصب وہٹ دھرمی دیدۂ دل کو کور کردیتی ہے اور نصب وخروج کے بھنور مین گر کر ظاہری اسلام سے بھی ہاتھ
دھو بیٹھتا ہے اور گو زبان سے کچھ نہ کہے لیکن دل مین ضرور انحضرات طیبات کے خطا وعصیان کا قائل ہوجاتا ہے۔ پھر اُس وقت

کبھی کبھی بیساختہ اسکے منہہ سے ایسے کلمات بھی نکلجاتے ہین جیسے اس مورخ معروف (ابن قتیبہ) نے جناب فاطمہؑ کو سنگدل کہا یا صاحب تحفہ نے اس
جناب کو مع اُن کے شوہر واولاد اطیاب کو نعوذ باللہ بلفظ مردودان درگاہ الٰہی تعبیر فرمایا یا جیسا کہ اس زمانہ مین کوئی مولوی احمد علی سہارنپور مین ہین
سُنے مین آیا ہے کہ اُنہون نے یہ فتوے دیا کہ فاطمہ زہرا بر سر خطا تھین جو ابوبکر سے ہمکلام نہوئین ہم کہتے ہین کہ اگر معصومہ پاک سنگدل تھین تو اُن کے
باپ صاحب لولاک اُنسے پہلے سنگدل ٹھہرے۔ کیونکہ وہ معصومہ بموجب حدیث صحیح مشہور بین الفریقین اُنکے بدن کا بضعہ اور ٹکڑا تھین۔ اور
امیرالمومنینؑ اگر اپنے اعزہ واحباب کے ساتھ ابوبکر کی بیعت سے انکار کرکے گھر مین بیٹھ رہے تو حق اُسوقت بھی اُن کے ساتھ ساتھ تھا۔
فان الحق مع علی وعلی مع الحق اور بقول شاہ ولی اللہ گذرا کہ افعال اُس جناب کے بعینہ حق تھے کہ حق اُنسے اسطرح منعکس ہوتا تھا جیسا کہ
ضو آفتاب سے منعکس ہوتی ہے۔ پس وہ مردود درگاہ الٰہی کیونکر ہوسکتے ہین۔ اور مولوی احمد علی کی نسبت ہم کچھ نہین کہتے جو کچھ اُس نے
کہا ہے اُسکا بدلا بروز جزا حق تعالےٰ اُسکو اچھی طرح دیگا فی الواقع اُنہون نے وہ کلمہ کہا ہے جو آجتک اُنکے اسلاف سے کسی نے نہین کہا اور
شیعون سے تقیہ کرتے رہے ہین۔ صاحبو آنکھین کھولو دیکھو سوچو سمجھو یہ حضرات کوئی معمولی آدمی نہین جنکی نسبت جو چاہا کہدیا وہ خاصان
خدا ومقبولان بارگاہ کبریا ہین اُس جل شانہ نے بموجب آیہ یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ انکو ہر رجس وچرک سے پاک وطاہر گردانا۔
بارہا کہا گیا کہ علی علیہ السلام جو خلافت اپنے لئے چاہتے تھے تو مقصود اس سے امتثال امر خدا ہدایت خلق اللہ اور انکا راہ راست پر لانا تھا
نہ کہ معاذ اللہ حکومت چند روزہ دنیا انکا مدعا تھا انکو اسکی کیا پروا تھی۔ تمام جہان انحضرت کی خاطر اور اُن کے طفیل سے خلق ہوا تھا
علی ہذا جناب فاطمہ جو کمال غم وغصہ مین مبتلا تھین تو انکو بھی گمراہی اُمت کا خیال تھا کہ ان بزرگوارون نے اُن کے باپ محمد مصطفےٰ کے
دین مین رخنہ ڈالدیا تھا اگر شیخین کو تہ دل سے انکا رضامند کرنا تھا تو لازم تھا کہ پہلے خلافت سے دست بردار ہوتے پھر فدک کو واگذار
کرتے اُسوقت اپنی گذشتہ جرات وجسارت پر نادم ہوکر عذرخواہی کرتے تب دیکھتے کہ وہ جناب کیونکر رضامند نہوتین۔ نہین تو یہ بھی کوئی
معذرت تھی کہ موجبات غیظ وغضب سے اصلاً متعرض نہین ہوئے انکا ذکر تک زبان پر نہین آیا زبانی باتین بنادین یہ راضی کرنا کاہے کو
تھا یہ تو اور چڑانا تھا۔ **حدیث** مین وارد ہے کہ جب وقت وفات جناب سیدہؑ کا نزدیک آیا تو آپ نے حضرت امیرالمومنینؑ کو طلب
کیا اور عرض کی اے ابا الحسن مجھکو میری وفات کی خبر دی گئی ہے مین عنقریب تمسے جدا ہونیوالی ہون چاہتی ہون کہ چند وصیتین تمکو
کرون حضرت نے فرمایا اے دختر رسولخدا جو چاہو وصیت کرو پس وہ حضرت سرہانے بیٹھ گئے اور سب لوگ باہر چلے گئے جناب سیدہؑ نے
کہا یا ابا الحسن مین جب سے تمہارے نکاح مین آئی تمنے مجھکو دروغگو وخائن نہ پایا ہوگا مین نے کسی امر مین تمسے مخالفت نہین کی حضرت
نے فرمایا معاذ اللہ اے بنت رسولؐ تم احکام خدا کی دانا نیکوکار وپرہیزگار ہو بھلا تمسے ایسا کب ہوسکتا ہے تمہاری مفارقت مجھپر نہایت
شاق ہے مگر مشیت خدا مین چارہ نہین قسم بخدا کہ تمنے مصیبت رسولخدا کو مجھپر تازہ کیا سخت عظیم ہے تمہاری جدائی انا للہ وانا
الیہ راجعون پس ایک ساعت دونو باہم گریہ وبکا کرتے رہے پھر حضرت امیرؑ نے سر فاطمہؑ کو اپنی آغوش مین لیکر سینۂ اطہر سے لگالیا۔
اور فرمایا وصیت کرو اے فاطمہؑ جو کچھ کہ چاہو تحقیق کہ مین عمل مین لاؤنگا۔ اور تمہارے کام کو اپنے کام پر مقدم کرونگا پس حضرت

وصایائے جناب سیدہؑ

فاطمہ نے کہا حقتعالے تمکو جزا خیر دے اے ابن عم رسول اللہ **پہلی** وصیت میری یہ ہے کہ تم میرے بعد امامہ بنت زینب کے ساتھ عقد کرنا کہ وہ میرے بچون کی مثل میرے پرورش کرے گی اور میری مانند اُنپر مہربان ہوگی **دیگر** یہ کہ میرے لئے ایک نعش بنانا جیسے کہ ملائکہ نے بحکم حقتعالے مجھکو تعلیم کی ہے پس آنحضرت کے سامنے جسطرح سے کہ حق سبحانہ تعالے کیجانب سے مامور تھین تقریر کی۔ بروایتے یہ نعش آنحضرت کو اسمار بنت عمیس زوجہ جعفر طیار نے تعلیم کی تھی اُنھون نے اُسکو بلاد حبشہ مین دیکھا تھا۔ **منقول ہے** کہ ایک روز آنحضرت نے اسمار سے کہا اے اسمار مین بہت نحیف و لاغر ہوگئی ہون اور گوشت میرے بدن پر نہین رہا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ میرا جسم مردون کی نظر سے محفوظ رہے۔ اسمار ایک سریر لے آئین اور اُسکو سرنگون رکھا اور اُسکے پایون پر شاخہار خرما باندھے پھر اُسپر کپڑا ڈالا فاطمہ زہرا نے اُسے نہایت پسند کیا اور فرمایا حقتعالے تیرے بدن کو آتش جہنم سے بچائے جسطرح تو نے میرے بدن کو نظر نامحرمان سے بچایا۔ بہرکیف طریقہ مروجہ عورات کے جنازے کا اسلام مین جناب سیدہ کے جنازے سے جاری ہوا اس سے پہلے ایسا نہ تھا۔ پھر فرمایا اے ابوالحسن **تیسری** وصیت میری یہ ہے کہ جن لوگون نے مجھپر ظلم و ستم کئے اور میرے حق کو مجھ سے غصب کیا اُنکو میرے جنازے پر نہ آنے دینا کیونکہ وہ میرے اور رسولخدا کے دشمن ہین کوئی اُنمین سے میرے جنازے پر نماز نہ پڑھنے پائے اور مجھکو بوقت شب جبکہ آنکھین خواب مین ہون پوشیدہ دفن کرنا۔ **منقول ہے** کہ جب وہ وقت آیا جسمین جگر گوشہ رسولخدا جناب فاطمہ زہرا کو دار دنیا سے رحمت حق جل و علا کی طرف انتقال کرنا تھا تو اسمار سے پانی طلب کیا اور غسل نیکو بجا لائین اور ملبوس جدید زیب بدن کیا اور خوشبو سے اپنے تئین معطر فرمایا پھر کہا اے اسمار جبرئیل بوقت وفات رسولخدا چالیس درہم کا فور بہشت لائے تھے ایک حصہ آنحضرت نے اپنے لئے رکھا تھا اور دو ثلث مجھکو اور علی کو عنایت کیا تھا وہ کافور حاضر کرنا کہ مجھکو اُس سے حنوط کرین اسمار حسب الحکم کافور بہشت لے آئین آپ نے اپنے سرہانے رکھہ لیا اور روبقبلہ لیٹ گئین اور چادر کو منہہ پر ڈھانپ لیا اور فرمایا اے اسمار تھوڑی دیر صبر کر پھر مجھکو آواز دینا اگر جواب نہ آئے تو جاننا کہ مینے دنیا سے سفر کیا اور اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوگئی۔ پس علی علیہ السلام کو بلوا لینا اسمار نے حسب الارشاد قدرے توقف کے بعد آواز دی جواب نہ سُنا تو چلا کر کہا اے دختر محمد مصطفٰے و اے دختر بہترین خلق خدا کوئی آواز نہ آئی تو چادر کو روئے انور سے اُٹھا کر دیکھا کہ مرغ روح آنحضرت کا باغ بہشت کو پرواز کر گیا تھا۔ پس اپنے تئین روئے مبارک پر گرا دیا اور بوسے لیتی تھین اور کہتی تھین اے فاطمہ خدمت رسولخدا مین سلام اسمار بنت عمیس کا پہنچا دیو اتنے مین حسنین علیہما السلام اندر تشریف لائے اور پوچھا اے اسمار ہماری مادر گرامی اسوقت کس لئے خواب مین ہین اسمار نے کہا کہ خواب نہین بلکہ اُس جناب نے رحمت رب الارباب کی طرف انتقال فرمایا یہ سُنکر امام حسن نے بیتابانہ روئے انور پر اپنے تئین ڈالدیا بوسے لیتے تھے اور کہتے تھے اے مادر گرامی مجھ سے بات کرو قبل اسکے کہ روح میرے بدن سے مفارقت کرے امام حسین پائے مبارک اس جناب پر پڑے رو رہے تھے کہ اے مادر بزرگوار مین ہون تمہارا فرزند حسین میرے ساتھ گفتگو کرو اس سے پہلے کہ میرا دل شگافتہ ہو اور روح میرے بدن سے نکلجائے اسمار نے عرض کی اے شاہزادو جاؤ اور اپنے پدر عالیقدر کو اس مصیبت سے آگاہ کرو حسنین بیتابانہ مسجد کی طرف دوڑے اور صدائے واویلا وا مصیبتا بلند کی امیر المومنین نے یہ حال پُرملال سُنا تو منہہ کے بھل

زمین پر گر گئے روتے تھے اور کہتے تھے۔ کس سے تسلی دونگا اپنے آپ کو بعد تمہارے اے دختر رسول اللہ بس چند اشعار اس حادثہ جانکاہ مین پڑھکر کہ زمین و آسمان کو گریہ مین لائے **شہر** مدینہ مین یہ خبر منتشر ہوئی تو زن و مرد گریان خانہ ماہ آشیانہ اس جناب کی طرف دوڑے اور تعزیت کرتے اور پرسا دیتے تھے آپ کو۔ زنان بنی ہاشم جمع ہوگئین اور شدت گریہ و بکا سے ارکان شہر مین زلزلہ ڈالدیا گویا آج حضرت رسولخدا نے دنیا سے رحلت کی ہے ہر شخص با دل بریان و چشم گریان منتظر تھا کہ جنازہ کب نکلتا ہے کہ اتنے مین ابوذر غفاری نے باہر آکر کہا کہ نکالنا جنازے کا اسوقت ملتوی کیا گیا لوگ یہ سُنکر متفرق ہوگئے جب ایک پہر رات گذری تو امیر المومنین خود متکفل امور آنحضرت کے ہوئے اور غسل و کفن سے فراغت کر کے نعش کو باہر لائے اور نماز پڑھی اس معصومہ پر اور آپکے ساتھ حسنین و عمار و مقداد و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان و بریدہ مع ایک جماعت بنی ہاشم و خواص آنحضرت کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اُسی شب کو دفن کیا اور شات قبرین آپ کی قبر کے گرداگرد بنادین تاکہ معلوم نہو کہ قبر مطہر کون سی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ امیر المومنین نے قبر مبارک جناب سیدہ کو زمین کی برابر کردیا کہ دشمن اس سے واقف نہون اور ارادہ نبش قبر کا نکرین اور بعضونکا قول ہے کہ درمیان قبر حضرت رسالت و منبر کے اس جناب کے کہ ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اُس مین مدفون ہوئین مگر صحیح یہی ہے کہ اپنے حجرۂ مقدسہ مین دفن ہوئی ہین **الحاصل** امیر المومنین نے دفن سے فارغ ہوکر باچشم اشکبار یہ اشعار پڑھے

اشعار امیر المومنین

ارى علل الدنيا علىّ كثيرة ؛ وصاحبها حتى الممات عليل ؛ لكل اجتماع من خليلين فرقة ؛ وان بقائى بعدكم لقليل ؛ وان افتقادى فاطما بعد احمد ؛ دليل على ان لا يدوم خليل

یعنی مین آلام دنیا کو اپنے اوپر بہت دیکھتا ہون۔ اور جو اس دنیا مین آتا ہے مرتے دم تک مبتلائے بلا رہتا ہے۔ جو دو دوست باہم جمع ہوتے ہین آخر کار انمین فرقت اور جدائی ہوتی ہے۔ اور بیشک میری زندگی تمہارے بعد قلیل ہے میری جدائی فاطمہ سے بعد رسولخدا کے بلاشبہ دلیل ہے اس پر کہ کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور روبجانب روضہ رسول اللہ کر کے کہا سلام ہو تمپر اے رسول اللہ تمہاری نور نظر لخت جگر دختر نیک اختر کی طرف سے کہ آج تمہاری خدمت مین حاضر ہوتی ہے وہ تمہارے جوار مین بزیر خاک دفن ہونیوالی اور تمام اہلبیت سے پہلے تمہاری طرف سبقت کرنیوالی ہے کمی و کوتاہی کی یارسول اللہ تمہاری برگزیدہ کی مفارقت مین میرے صبر نے اور ضعیف و ناتوان ہوئی بدون اُسکے طاقت میری لیکن جبکہ تمہاری مصیبت مین مینے صبر کیا اور تمہاری درد جدائی کو سہلیا تو سزاوار ہے کہ اس مصیبت کو بھی صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرون تحقیق کہ مین نے اپنے ہاتھ سے تمکو آغوش لحد مین رکھا بعد اسکے کہ روح پُرفتوح نے میرے سینے اور گلو کے درمیان بدن سے مفارقت کی پس اسوقت وہی کلمہ کہتا ہون جسکی حقتعالے نے اپنی کتاب عزیز مین ہمکو تعلیم فرمائی ہے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یارسول اللہ تمنے فاطمہ کو اپنے پاس بلالیا اور جو ودیعت میرے سپرد کی تھی مسترد فرمائی اور جو امانت میرے پاس رکھی تھی واپس لے لی بتحقیق کہ میرا غم و اندوہ دراز ہوگا اور میری طولانی راتین بیداری مین گذرین گی جبتک کہ حقتعالے میرے لئے وہی مقام اختیار نکرے جسمین کہ تم مقیم ہو پہان کا حال اپنی پارۂ جگر سے پوچھ لیجئے وہ بخوبی آپ کو اس سے آگاہ کرے گی کہ تمہارے بعد تمہاری اُمت نے ہماری

ایذا و آزار پر اتفاق کیا اور ہمکو ہمارے حقوق سے محروم رکھا پس سلام ہو میرا تم دونون پر مثل سلام ایک وداع کنندہ کے کہ جو کوئی تمسے جدا ہوتا ہے تو اُسکی جدائی از روئے ملالت و کراہت کے نہین اور جو تمہارے پاس ٹھہرتا ہے تو وعدہ ہائے ایزدی پر جو اس جل شانہ نے صابرون کے لئے فرمائے ہین بدگمان نہین ہوتا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرات شیخین نماز جنازہ جناب سیدہؑ سے محروم رہے جیسا کہ حضرت رسولخدا کی تجہیز و تکفین مین شریک نہین ہوئے تھے۔ مسلم و بخاری نے روایت گذشتہ مین قلم تشکلم حتے توفیت کے بعد نقل کیا ہے وعاشت بعد النبی ستة اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا و لم یاذن بہا ابا بکر و صلی علیہا علی[1] کہ وہ حضرت رسولخدا کے بعد چھ مہینے زندہ رہین جب وفات پائی تو اُنکو اُنکے شوہر علیؑ نے رات کیوقت دفن کیا اور ابوبکر کو خبر نہ کی اور نماز پڑھی اُنپر علی علیہ السلام نے۔ **مروی** ہے کہ جب صبح کو لوگ آئے اور معلوم ہوا کہ وہ حضرت شب کو دفن ہوگئین تو حضرت عمر کو بہت غصہ آیا۔ اور ابوبکر سے کہا مین نہ کہتا تھا کہ ایسا کرینگے عباسؓ نے کہا فاطمہؑ نے یہی وصیت کی تھی وہ نہین چاہتی تھین کہ تم اُنپر نماز پڑھو۔ عمر نے کہا قسم بخدا کہ مین نبش قبر کرونگا اور جنازہ کو قبر سے نکالکر نماز پڑھونگا حضرت امیرؑ نے کہا واللہ اگر تو نے ایسا کیا تو مین تلوار کھینچ لونگا اور بغیر تمہارے قتل کئے میان نکرونگا عمر خاموش ہوگئے۔ **القصہ** منقول ہے کہ جب چاہا کہ اُس جناب کو داخل قبر کرین تو دو ہاتھ مشابہ بدستہائے رسول اللہؐ درون قبر سے پیدا ہوئے اور آنحضرت کو اندر لیلیا۔ اور نیز مروی ہے کہ امیر المومنینؑ نماز جنازے سے فارغ ہوئے تو دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ بسوئے آسمان بلند کرکے کہا پروردگارا یہ فاطمہ تیرے نبی کی دختر ہے اُسکو ظلمت سے نور اور شدت سے راحت و سرور کی طرف منتقل فرما پس زمین بقدر ایک میل روشن ہوگئی جب چاہا کہ دفن کرین تو ایک بقعہ سے بقعہائے بقیع سے آواز آئی کہ ادھر آؤ ادھر آؤ کہ اس معصومہ کی تربت مجھ سے لیگئی ہے دیکھا تو ایک قبر کندہ و تیار موجود ہے لاش کو اُسکے پاس لے گئے جب قبر مین رکھا تو امیر المومنینؑ نے کنار قبر پر کھڑے ہوکر کہا اے زمین مینے اپنی امانت کو تجھے سونپا زمین سے آواز آئی یا علی مین اُسپر تمسے زیادہ مہربان ہون تم اندیشہ نکرو جب چاہا کہ مراجعت کرین تو قبر خود بخود پر ہوکر زمین ہموار ہوگئی اسطرح کہ معلوم نہوا کہ وہ حضرت کس طرح دفن ہین۔ سن شریف جناب سیدہؑ مین اختلاف بہت ہے جو قول کہ درمیان علماء امامیہ زیادہ مشہور ہے اور اکثر روایات معتبرہ اُسپر دلالت کرتی ہین یہ ہے کہ آپ کل اٹھارہ سال دنیا مین زندہ رہین +

جوابات بعضے از مسائل یہود و نصارے وغیرہ کہ حضرت خطیب منبر سلونی و باب مدینہ علم نبیؐ در عہد خلافت خلیفہ اول ارشاد فرمودہ

احتجاج طبرسی مین ہے کہ ابوبکر کے زمانے مین ایک قافلہ روم سے مدینہ مین آیا اُسمین ایک راہب راہبان نصارے سے تہا وہ مسجد رسول اللہ مین حاضر ہوا اور ایک شتر پر از زر و سیم اُسکے ساتھ تھا ابوبکر مجمع مہاجرین و انصار کے ساتھ مسجد مین تھے راہب نے اپنے طریق کے موافق سلام کیا اور پوچھا کہ تمہارے درمیان نائب و خلیفہ رسول کون ہے حاضرین نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے پوچھا ایہا الشیخ تمہارا کیا نام ہے ابوبکر نے کہا عتیق کہا اور بھی کوئی نام ہے کہا صدیق کہا کوئی اور

[1] یہ روایت صورت سے فوق سی کتاب زین الفتی تفسیر سورہ ہل اتی تصنیف ابو محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی مین بھی مذکور ہے۔ ۱۲ ❖ ❖ ❖

کہا اور کوئی نیا نام مجھکو معلوم نہین کیون نیز آکا کیا مدعا ہے کہا مین روم سے آیا ہون اور ایک اونٹ روپے اشرفیون سے لدا ہوا ساتھ ہے اس امت کے امیر و خلیفہ رسول سے ایک مسئلہ پوچھونگا اگر بتادیا تو یہ تمام مال اُسکو دیدونگا کہ تمہارے درمیان اُسکو تقسیم کرے اور مسلمان ہوکر اُسکا مطیع ہونگا اور جو جواب نہ دیا گیا تو اُلٹا پھر جاؤنگا اور مال بھی اپنے ساتھ لیجاؤنگا۔ یہ روایت احتجاج کی ہے اور زہرۃ الریاض وغیرہ کتب اہلسنت مین ہے کہ سلطان روم نے بہت سا مال رسول مقبولؐ کے لئے بھیجا تھا مگر جب اُسکا وکیل مدینہ پہنچا تو وہ حضرت انتقال فرماچکے تھے یہ حال وکیل نے بادشاہ کو لکھا تو اُس نے اُسکو لکھ بھیجا کہ جو کوئی ان تین مسئلونکا جواب دے وہی وصی رسول اللہؐ ہے یہ مال اُسکو دیدینا اور جو کوئی جواب نہ دے سکے تو واپس لے آنا وکیل نے ابوبکر سے بیان کیا بہر کیف ابوبکر نے سائل راہب سے کہا سوال کر جو کچھ کہ چاہے اُس نے کہا کہ پہلے مجھکو اپنے اور اپنے اصحاب کی طرف سے امان دے کہ کوئی مجھکو ایذا نہ دیگا کہا تجھکو امان ہے راہب نے کہا اخبرنی عما لیس للہ و لیس عند اللہ و لا یعلمہ اللہ کہ خبر دے مجھکو اُس خبر سے جو خدا کے لئے نہین اور اُس سے جو خدا کے نزدیک نہین اور اُس چیز سے جسکو خدا نہین جانتا۔ ابوبکر کو کچھ جواب بن نہ آیا۔ عمر کو بلوایا وہ بھی کچھ نہ کہہ سکے عثمان سے پوچھا وہ بھی خاموش رہے تب راہب ہنسنے اور طنز کرنے لگا۔ ابوبکر نے کہا اے دشمن خدا اگر پہلے عہد نہ کیا ہوتا تو ابھی زمین کو تیرے خون سے رنگین کرتا۔ سلمانؓ اُسکو حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت مین لائے آپ اُسوقت صحن مکان مین حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ بروایت دیگر عبداللہ بن عباسؓ اُسکو آپکے پاس لائے اور وہ وقت تھا جبکہ جمع قرآن سے فارغ ہو چکے تھے۔ پس راہب نے آپسے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے فرمایا یہود کے نزدیک الیا نصارے کے نزدیک ایلیا ہے اور میرے باپ نے علیؑ اور مان نے حیدر رکھا ہے کہا پیغمبر سے کیا قرابت رکھتے ہو فرمایا وہ میرے بھائی اور خسر قریبی اور ابن عم ہین راہب نے کہا قسم بخدائے عیسے تم ہی میرے سوالونکا جواب دوگے پھر سہ سوال مذکورہ بالا ذکر کئے حضرتؑ نے فرمایا ہان وہ شے کہ خدا کے لئے نہین وہ زن و فرزند ہین کہ خدا کے لئے نہین اور جو خدا کے نزدیک نہین وہ ظلم و ستم ہے کہ کسی کے لئے ظلم اُسکے پاس نہین اور جو چیز کہ خدا نہین جانتا وہ شریک باری ہے کیونکہ وہ وحدہ لا شریک ہے یہ سنکر راہب اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنا زنار توڑ ڈالا اور حضرتؑ کے دونو آنکھون کے درمیان بوسہ دیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ تم خلیفہ رسولؐ اور امین امت اور معدن دین و حکمت و منبع حجت ہو مینے توریت مین تمہارا نام الیا اور انجیل مین ایلیا اور قرآن مین علیؑ اور کتب سابقہ مین حیدر پڑھا ہے تم رسول اللہؐ کے بعد اُن کے وصی اور سزاوار حکومت ہو اور غیرون کی نسبت خلافت کے زیادہ شایان ہو کیا حال ہے اُن لوگون کا کس طرح تمہارے ساتھ پیش آتے ہین حضرت نے اُسکو کچھ جواب دیا۔ پس راہب نے تمام مال حضرت کے حوالے کیا آپ ابھی اُس جگہہ سے نہین اُٹھے تھے کہ سب کا سب فقراء و مساکین مدینہ پر قسمت کردیا اور راہب اپنے گھر کو واپس گیا۔ مناقب مرتضوی مین معارج النبوۃ[1] و زہرۃ الریاض سے **منقول ہے** کہ جناب رسولخدا کی وفات کے دس روز بعد ایک اعرابی تازیانہ ہاتھ مین لئے اور نقاب منہ پر ڈالے مسجد مین آیا اور کہا السلام علیک یا اصحاب رسول اللہ جو چیز تمسے فوت ہوئی حقتعالے اُسکا عوض تمکو عطا کرے۔

[1] معارج النبوۃ ملا معین ہروی مطبوعہ مطبع نولکشور سے مقابلہ کیا گیا رکن چہارم باب سیزدہم فصل پنجم مین وقائع بعد دفن آنحضرت مین صفحہ ۳۵۳ پر موجود ہے۔ ۱۲ ❖

ان کان محمد قد مات واللہ حی لا یموت ابدا اعظم اللہ اجرکم وغفر ذنبکم وما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم ترجمہ اگر محمد مر گئے تو اللہ
زندہ ہے کبھی نہین مریگا خدا تعالیٰ تمہارے اجر کو عظیم کرے اور تمہارے گناہ کو بخشے کسقدر عظیم ہے مصیبت تمہاری تمہارے سردار
کے مرنے سے۔ یہ کہکر پوچھا تم مین وصی پیغمبر کون ہے ابوبکر نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہین وہ شخص حضرتؑ کے پاس آیا اور کہا
السلام علیک یا وصی رسول اللہ حضرتؑ نے جواب مین فرمایا وعلیک السلام یا مضیر صاحب الیبر ابوبکر اور حاضرین مجلس اس جواب کو سنکر
حیران ہوے اعرابی نے کہا اے جوان تمنے میرا نام کیونکر جانا اور یہ کیونکر معلوم ہوا تمکو کہ مین صاحب بیر ہون حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا
کہ مجھے میرے بھائی محمد مصطفےٰ نے خبر دی تھی اور سب کیفیت تیری بیان کی تھی تو کہے تو مین اسکو بیان کرون مضیر نے کہا تمہارا نام کیا ہے
کہا کہ علی ابن ابیطالب یہ کہکر ارشاد کیا کہ سن تو عرب کا رہنے والا اور تیرا نام مضیر ہے اور تیرے باپ کا نام دارم ہے عمر تیری تین سو ساٹھ
سال کی ہوئی ہے اور اسی زمانے مین ایک سو برس تیری عمر سے گذرے تھے جبکہ تو نے اپنی قوم کو ظہور رسالت سید کائنات کی بشارت
دی تھی اور کہا تھا کہ ایک مرد ایسا پیدا ہوگا کہ اسکے رخسارے چاند سے زیادہ روشن اور اسکا کلام شہد سے زیادہ شیرین ہوگا۔ پس
جو کوئی اسپر ایمان لائیگا دارین مین نجات پائیگا وہ پدر یتیمون کا اور سکینون کا ہوگا اور صاحب شمشیر ہوگا اور دراز گوش پر سواری کریگا
کفش مین پیوند لگائیگا شراب اور زنا کو حرام کریگا قتل اور سود سے مانع آئیگا خاتم انبیا ہوگا امت اسکی پانچ وقت روز و شب مین نماز پڑھے گی
اور ماہ رمضان کے روزے رکھی گی۔ اور خانہ کعبہ کا حج کرے گی اسپر ایمان لاؤ جب تو نے یہ کہا تو تیری قوم جمع ہوگئی اور درپے تیرے ایذا
آزار کی ہوئی۔ اور چاہا کہ تجھکو ہلاک کرے پس تجھکو ایک چاہ عمیق مین ڈالدیا اور اپنی دلجمعی کی اور تو اتبک اس کوئین مین قید تھا جبکہ جناب
رسالتمآب نے انتقال فرمایا تو تیری قوم کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور تجھے اس قید سے نجات بخشی بعد اسکے تجھے عالم غیب سے آواز آئی
کہ اے مضیر محمدؐ نے دار دنیا سے دار عقبیٰ کیطرف انتقال فرمایا تو اسکے اصحاب سے ہے مدینہ مین جاکر اسکی قبر کی زیارت بجالا پس تو قطع منازل
کرکے یہان آیا تاکہ زیارت روضہ منورہ سے مشرف ہووے مضیر نے یہ باتین سنین تو رونے لگا۔ اور پوچھا کہ آپ کو اس قصّے سے کس نے
آگاہ کیا فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ مضیر میری وفات کے بعد تیرے پاس آئیگا تو میرا سلام اسکو پہنچانا مضیر نے سلام کا نام
سنا تو کھڑا ہوا اور امیر المومنینؑ کے پاس آکر سر مبارک پر بوسہ دیا اور پھر بیٹھ گیا حضرتؑ نے فرمایا اے مضیر تو نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادے
اس نے نقاب منہہ سے اٹھائی تو ایک نور اسکی پیشانی سے ساطع ہوا کہ تمام مسجد روشن ہوگئی مضیر نے عرض کی یا حضرت مین کئی سوال
رکھتا ہون کہ ان کا کوئی جواب نہین دیسکتا مگر نبی یا وصی نبی حضرتؑ نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتا ہے اس نے عرض کی یا علیؑ خبر دیجئے کہ
وہ نر کونسا ہے جو بے مان اور بے باپ کے پیدا ہوا۔ اور وہ مادہ کونسی ہے جو بے مان اور بے باپ پیدا ہوئی۔ اور وہ نر کونسا ہے جو
فقط بے باپ کے پیدا ہوا اور خبر دو مجھکو اس رسول سے کہ نہ انسانون سے ہے نہ جنات سے اور نہ ملائکہ نہ بہائم و سباع سے۔ اور وہ
قبر کونسی ہے جو اپنے صاحب کو لئے پھری اور سیر کرائی۔ اور وہ حیوان کونسا ہے جس نے اپنے اصحاب پر رحم کیا اور وہ کونسا جسم ہے جس نے
کھایا مگر پیا نہین۔ اور وہ کونسی زمین ہے جسپر آفتاب صرف ایک مرتبہ چمکا پھر کبھی نہ چمکیگا۔ اور وہ کونسا جماد ہے کہ جس نے زندہ جنا اور وہ

سوالات مضیر از حضرت امیر المومنینؑ

کونسی عورت ہے جس نے تین ساعت مین بچہ جنا اور وہ دو ساکن کونسے ہین جو کبھی حرکت نہ کرینگے اور وہ دو متحرک کونسے ہین جو کبھی ساکن
نہون گے۔ اور وہ دو دوست کون ہین جو کبھی دشمنی نہ کرینگے۔ اور وہ دشمن کونسے ہین جو کبھی دوستی نہ کرینگے اور خبر دو مجھے شے و
لاشے سے اور خوبترین اشیاء اور زشت ترین اشیا سے اور سب سے اول رحم مین کیا شے منعقد ہوتی ہے اور قبر مین کیا شے سب سے آخر
گرتی ہے۔ پس مضیر نے جب یہ بیس سوال عرض کئے تو جناب امیرؑ نے انکا بیان بتفصیل بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ وہ نر کہ جو بے مان
باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت آدمؑ ہین اور وہ مادہ کہ بے مان باپ کے پیدا ہوئی وہ حضرت حوا ہین اور وہ نر کہ بے باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت عیسیٰؑ
ہین اور وہ رسول کہ نہ قبیل انس و جن سے ہے نہ ملائکہ نہ بہائم و سباع سے وہ غراب (کوا) ہے کہ حقتعالےٰ نے واسطے تعلیم قابیل کے
بھیجا تھا جیسا کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض کہ خدا تعالےٰ نے ایک غراب کو بھیجا کہ زمین کو کھودتا تھا اور
وہ قبر کہ جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی وہ ماہی تھی کہ یونس تین روز تک اسکے پیٹ مین رہے اور وہ اطراف و جوانب بحر مین سیر
کرتی تھی اور وہ حیوان کہ جس نے اپنی قوم پر رحم کیا وہ چیونٹی تھی کہ واسطے طلب رزق کے اپنی قوم کے ساتھ گھر سے نکلی تھی اور سب
چیونٹیان ستون پر کہ حضرت سلیمانؑ اسکے نیچے سوتے تھے چڑھنے لگین تو اس چیونٹی نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار حضرت سلیمانؑ کے
سر پر مٹی نہ گرنے پائے کہ پیغمبر خدا کو ایذا پہنچے گی۔ اور وہ جسم جس نے کھایا تو مگر پیا نہین وہ عصائے موسیٰ ہے کہ سحر ساحرون کا نگل گیا
چنانچہ اسکی شان مین آیا ہے تلقف ما یافکون کہ وہ نگل جاتا تھا اس سحر کو کہ جو وہ مکر کرتے تھے۔ اور وہ بقعہ زمین کہ جسپر آفتاب ایک دفعہ
چمکا اور پھر نہ چمکیگا وہ دریائے نیل کا وہ مقام ہے کہ خدا تعالےٰ نے قوم موسےٰ کے لئے اسکو شگافتہ کیا اور تہ زمین کی اس جگہہ سے
ظاہر ہوئی تو آفتاب اسپر چمکا بحدیکہ وہ اسقدر خشک ہوگیا کہ گرد اسپر سے اوڑی اور جب سب اس سے گذر گئے تو پانی دریا کا ملگیا
اور وہ جماد جس سے حیوان پیدا ہوا وہ پتھر تھا جس مین سے ناقہ صالح نکلا اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہون گے آسمان و زمین ہین
اور مراد حرکت سے حرکت این ہے یعنی انتقال کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کی پس وہ مکان کو نہین چھوڑتے۔ اور
وہ دو متحرک کہ ساکن نہونگے وہ چاند سورج ہین کہ ہمیشہ پھرتے ہین اور وہ عورت کہ تین ساعت مین بچہ جنی وہ حضرت مریمؑ ہین کہ ایک
ساعت مین حاملہ ہوئین اور ایک ساعت درد زہ مین مبتلا رہین اور ایک ساعت مین حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے اور وہ دوست کہ کبھی دشمن
نہون گے جسم و جان ہین اور وہ دشمن کہ کبھی دوست نہونگے موت و حیات ہین اور شے مومن ہے اور لاشے کافر ہوتا ہے اور خوبترین
اشیا صورت انسان ہے اور تمام چیزون سے زشت و قبیح بدن بے سر ہے۔ اور اول رحم مین جو چیز منعقد ہوتی ہے انگشت شہادت
ہے اور آخر بدن سے جو چیز قبر مین گرتی ہے وہ ہڈی ہے جو انتہائے پشت مین ہے۔ مضیر نے جو یہ جواب اپنے سوالات کے پائے
اٹھ کھڑا ہوا اور سر مبارک امیر المومنینؑ اور جبین مبین آنحضرت پر بوسہ دیا اور سب اصحاب نے بھی دست ہائے مبارک اس جناب کے چومے
اور تعریف و توصیف آپ کی کی پس مضیر نے کہا یا علیؑ مجھے مرقد منور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ پر لیچلو تاکہ زیارت اس جناب سے مشرف
ہون وہ جناب اسکو روضہ رسول خدا پر لائے اس نے قبر مبارک کو بغل مین لیا اور اپنے سینہ سے اسکو مس کیا حضرت امیرؑ نے حاضرین سے

ارشاد کیا کہ اسکے پاس سے دور ہو جاؤ کہ اسکا وقتِ مفارقت دنیا سے نزدیک ہے سب ہٹ گئے بعد ایک ساعت جو اسکے پاس آئے تو دیکھا کہ طائر روح اسکا قفس عنصری سے پرواز کر گیا تھا اصحاب نے اسکی تجہیز و تکفین کرکے قریب بقبر حمزہ سید الشہدا اسکو دفن کیا۔

نیز معارج النبوۃ و زہرۃ الریاض مین ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک یہودی پر حقیقت نبوت حضرت خاتم الانبیا توریت سے منکشف ہو گئی تو اس نے انحضرت کا حال دریافت کیا تاکہ آپسے ملاقات کرے لوگون نے کہا کہ وہ محمد ہین کہ تہامہ مین دعوائے نبوت کرتے ہین مگر انسے نہ ملنا اولے ہے یہودی نے کہا بحق توریت موسیٰ کہ مجھکو انکی زیارت سے منع نکرو پس طے منازل کرکے شام سے مدینہ مین آیا سلمان فارسی سے ملا اور اظہار اشتیاق ملاقات سرور کائنات ظاہر کیا انحضرت کے انتقال کو اسوقت تمیس روز کا عرصہ گذرا تھا سلمان نے بخیال بیدلی یہودی کے حال پرملال وفات انحضرت کا بیان نکیا اور اسکو مسجد رسول اللہ مین مجمع اصحاب مین لیگئے یہودی نے وہان پہنچکر کہا السلام علیک یا ابا القاسم یا محمد اصحاب نام نامی رسولخدا سنکر رونے لگے اور صدائے نالہ و آہ انسے بلند ہوئی۔ حضرت امیر المومنین نے سر مبارک اٹھاکر کہا کہ اے شخص کون ہے تو کہ ہماری مصیبت کو تازہ کیا اور ہمارے زخمون پر نمک چھڑکا ظاہرا تو ناواقف ہے اور انحضرت کے فوت ہو جانیکا حال تجھے معلوم نہین ایک ماہ کامل گذرا کہ ماہ فلک نبوت و رسالت محاق مین آگیا یہودی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ افسوس کہ میری محنت رائگان گئی مینے شوق زیارت انحضرت مین طے راہ درازکی تھی تم مین کوئی ایسا ہے کہ انحضرت کی صورت و شمائل و اخلاق و خصائل کو بیان کر سکے حضرت نے فرمایا مین تجھ سے کہتا ہون یہودی نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے فرمایا علی ابن ابیطالب کہا مینے تمہارا نام توریت مین پڑھا ہے تم ہی انحضرت کے وصی ہو اب حلیہ مبارک آپکا مجھ سے بیان کرو حضرت نے فرمایا روئے مبارک اسقدر روشن تھی کہ آفتاب بھی اسکے سامنے تیرہ معلوم ہوتا تھا قد دلپذیر معتدل سر مدور پیشانی نورانی کشادہ اور چشمہائے فرخندہ سیاہ ابرو پیوستہ اور دندان کشادہ تبسم کرتے تو نور لبون سے چمکتا ہر دو کف پہن فراخ اور شکم سیمون پشت ہمایون سے ملا ہوا دو دوش کے درمیان مہر نبوت ظاہر تھی جسمین قلم قدرت سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر تھا۔ امیر المومنین نے شمائل اقدس بیان کئے تو یہودی نے کہا صدقت یا علی راست کہا تمنے مینے بھی اسیطرح توریت مین دیکھا ہے اگر ملبوسات انحضرت سے کوئی جامہ تمہارے پاس ہو تو مجھے دکھلاؤ کہ اسکی خوشبو سونگھون حضرت نے سلمان کو کہا کہ رو اور رسول خدا لے آ سلمان حسب الحکم در دولت پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت سیدہ اپنے پدر بزرگوار کے فراق مین گریہ و بکا کر رہی ہین اور حسنین علیہما السلام بھی ان کے ساتھ رو رہے ہین سلمان نے کنڈی دروازے کی کھڑکائی تو فرمایا کون ہے کہ یتیمون کا دروازہ کھڑکاتا ہے اور بیکسون کا تفقد کرتا ہے سلمان نے کہا مین ہون سلمان خادم اہلبیت پھر حال یہودی کے آنے اور امیر المومنین کے رو اور رسول خدا طلب کرنیکا بیان کیا جناب سیدہ نے خرقہ متبرکہ رسولخدا نکالکر سلمان کے حوالے کیا منقول ہے کہ وہ خرقہ سات مقام سے لیف خرما سے پیوند تھا۔ اصحاب نے سر اور آنکھون سے ملا پھر یہودی کو دیا یہودی نے اسکی خوشبو سونگھی اور روضہ رسول اللہ پر

۵ معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے رکن چہارم باب سیزدہم فصل پنجم مین بضمن وقائع بعد از دفن انحضرت صفحہ ۳۵۵ پر مذکور ہے ۱۲۰ ؞ ؞ ؞

حلیہ مبارک رسول خدا

آیا اور آسمان کی طرف منہہ کرکے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ اللہم ان قبلت سلامی فاقبض روحی فی الساعۃ یعنی بار خدایا اگر میرا اسلام تو نے قبول کیا ہے تو اسی وقت میری روح کو قبض کر یہ کہتا تھا کہ جان اسکے بدن سے نکل گئی اصحاب متوجہ اس کی تجہیز و تکفین کے ہوئے اور اسکو بقیع غرقد مین دفن کیا اور کتاب ذخائر العقبےٰ تصنیف محب الدین طبری سنی مین عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ کچھ یہود ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ اے صاحب یعنی رسول اللہ کا حلیہ ہم سے بیان کرو ابوبکر اسکے بیان سے عاجز رہے اور امیر المومنین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ انسے پوچھو چنانچہ فرمایا یا معشر الیہود لقد کنت معہ فی الغار کاصبعی ہاتین و لقد صعدت معہ جبل حراء و خنصری لفی خنصرہ و لکن الحدیث عنہ شدید و ہذا علی بن ابیطالب یعنی اے گروہ یہود مین انحضرت کے ساتھ غار مین اسطرح تھا جسطرح کہ یہ میری دو انگلیان (اپنی دو انگلیون کو ملاکر دکھایا) اور کوہ حرا پر انحضرت کے ساتھ چڑھا حالانکہ میری انگشت انکی انگشت مین تھی۔ لیکن انکا حال بیان کرنا دشوار ہے یہ علی ابن ابیطالب موجود ہین انسے پوچھو پس یہود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے ابو الحسن آپ اپنے پیغمبر کا حلیہ بیان کرین حضرت نے حلیہ مبارک رسولخدا انسے بیان کیا۔ انتہی یہان حضرت عتیق نے بیان حلیہ رسول اللہ مین اپنے عجز و نادانی ہی کے اظہار پر اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت چالاکی سے مع اسکی انحضرت کے ساتھ اپنا کمال تقرب و اختصاص سے بگھارا ہے تاکہ سامعین کے نزدیک اس سے کوئی عیب و منقصت خلافت مآب کی طرف عائد نہو لیکن اگر وہ غور سے دیکھتے تو جانتے کہ یہ کلام انکا زیادہ تر موجب عیب و عار واقعہ ہوا کہ باوجود اسقدر قرب و منزلت کے بھی شکل و شمائل انحضرت کا بیان نکر سکے۔ اور جیسا یہان یہود کے سامنے خلیفہ اول حلیہ مبارک رسول اللہ بیان نکر سکے ایسا ہی اویس قرنی کے سامنے حضرت خلیفہ ثانی اتنا بھی نہ بتلا سکے کہ ابروئے مبارک رسول اللہ کشادہ تھین یا پیوستہ مجالس المومنین مین کتاب تذکرۃ الاولیا سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی و عمر خرقہ متبرکہ رسول اللہ حسب وصیت انحضرت کے اویس کے پاس لیگئے تو عمر نے اویس سے کہا اے اویس تم کیون نہ آئے کہ پیغمبر خدا کی زیارت سے مشرف ہوتے اویس نے کہا اے عمر تو نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہی کہا ہان دیکھا ہے اویس نے کہا انکی پیشانی نورانی کو دیکھا ہے اگر دیکھا ہے تو تبلا کہ ابروئے دلجوئے باہم ملے ہوئے تھے یا کشادہ عمر کچھ جواب دیسکے قاضی صاحب نقل روایت کے بعد کہتے ہین کہ اس کلام مین اویس نے عمر پر استہزا کیا اور معرفت رسول اللہ سے انکی جہل و نادانی کا اظہار فرمایا اور انکو عوام کے آگے ذلیل و رسوا کیا۔ **نیز** کتاب مذکور سے نقل کیا ہے کہ عمر نے اویس کو دیکھا کہ ایک شتری کمبلی اوڑھے سر و پا برہنہ کئے گویا دولت دو عالم کو اپنی بغل مین لئے ہوئے ہین حکومت و بادشاہی سے دل کھٹا ہو گیا اور کہنے لگے کہ کون ہے کہ ایک روٹی کے عوض یہ خلافت مجھ سے خرید لے اویس نے کہا کون بیوقوف ہے کہ تیرے اس قول کا اعتبار کرے بیچتا کیا ہے اگر دل سے کہتا ہے تو اسکو ڈالدے کوئی اٹھالیگا۔ صاحب مجالس کہتے ہین کہ یہ کلام اویس کا مشتمل ہے طعن عمر پر کہ خلافت مین بیع و شرا کو جاری کرتے تھے حالانکہ عقل شاہد ہے کہ وہ عطیہ ایزدی ہے یوتیہ من یشاء ابوبکر سے اسکو خریدنا اور عثمان کے ہاتھ بیچنا خلاف عقل و شرع تھا۔ اور نیز انکا کلام مشعر ہے اسکا کہ عمر نے واقعی خلافت سے دل نہین اٹھایا تھا اگر فی الواقع انکو بیچنا منظور ہوتا تو طلحہ زبیر و معاویہ اسکو ہزار جان سے خرید لیتے چہ جائے کہ ایک نان سے مگر وہ جانتے تھے کہ عمر بھی ابوبکر کے اقالہ کی طرح جھوٹی تواضع اور خلاف واقع زہد و تجرد کا اظہار کرتے ہین +

سوال و جواب خلیفہ ثانی و اویس قرنی

نیز نقل کیا ہے کہ عمر نے اویسؓ سے کہا کہ میرے لئے دعا کرو انہون نے کہا مین ہر نماز و تشہد مین جملہ مومنین و مومنات کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہون اگر تو ایمان پر مریگا تو میرے دعا تجھکو نفع بخشے گی ورنہ مین اپنی دعا کو ضائع نہین کرتا قاضی صاحب کہتے ہین کہ یہ کلام ہی اویسؓ کا مشعر ہے اسکا کہ اویسؓ کو سور عاقبت عمر کا حال معلوم تھا اور وہ بالخصوص انکے لئے دعا کرنا نہین چاہتے تھے - **نیز** زین الفتی تفسیر سورہ ہل اتے التصنیف ابو محمد احمد عاصمی مین سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ انہون نے کہا رسول خدا نے وفات پائی تو نصارے قیصر روم کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ انجیل مین ہے کہ عیسیٰؑ کے بعد ایک رسول احمد نام خروج کریگا ہم اُن کے خروج کو دیکھتے رہے تا اینکہ اب اُن کے مرنیکی خبر آئی ہے بس اب تو ہمکو اس امر مین مشورہ دے تحقیق کہ ہمارے دین و دنیا کے کاروبار تیری رائے پر منحصر ہین - قیصر نے اپنے ملک کے ایک سو عالمون کو جمع کیا اور انسے عہد لیا کہ کوئی امر اس سے نہ چھپائین اور انکو بھیجا کہ جا کر اُس پیغمبر عربی کے وصی سے سوالات کرو جیسے کہ انبیا سے سوال کرتے ہین اگر درست تبلادے تو اسپر اور اسکے وصی پر ایمان لے آو اور مجھکو یہ حال لکھو اور اگر جواب نہ دے سکا تو جاننا کہ وہ ایک اپنی قوم کا مطاع تھا پس یہ لوگ وہان سے چلکر بیت المقدس مین داخل ہوئے - وہان یہودیون نے راس جالوت سے ایسی ہی درخواست کی تھی جیسی کہ نصارے نے قیصر سے کی تھی پس اُس نے بھی اپنی قوم سے ایک سو آدمی جمع کئے اور یہ سب لوگ باہم روانہ ہوئے تا اینکہ مدینہ پہنچے سلمان کہتے ہین کہ روز جمعہ تھا کہ یہ مجمع داخل مدینہ ہوا - ابوبکر مسجد رسول اللہ مین بیٹھے لوگون کو فتوے دے رہے تھے مینے اس گروہ کے آنے کی انکو اطلاع کی انہون نے اجازت دی وہ داخل ہوئے - راس جالوت نے کہا کہ ہم یہود و نصارے ہین آئے ہین کہ تمسے تمہارے دین کی فضیلت کا حال دریافت کرین اگر اسکو اپنے دین سے افضل پائین گے تو اسکو اختیار کرینگے ورنہ ہمارا دین خیر ادیان ہے ابوبکر نے کہا سوال کر جو تیرا جی چاہے کہا مین اور تو خدا تعالے کے نزدیک کیا چیز ہین ابوبکر نے کہا مین خدا کے نزدیک اور اپنے نزدیک بھی اسوقت تک مومن ہون اسکے بعد کا حال معلوم نہین کہ کیا ہو یہودی نے کہا جنت مین اپنے مکان کی اور جہنم مین میرے مکان کی کیفیت بیان کرو تاکہ اسمین رغبت کرون اور اس سے نفرت - ابوبکر حیران رہ گئے اور کبھی حیرت سے معاذ بن جبل کیطرف دیکھتے تھے اور کبھی عبداللہ مسعود کی طرف اس جالوت نے عبرانی زبان مین اپنے اصحاب سے کہا کہ یہ شخص نبی نہ تھا سلمانؓ کہتے ہین کہ مینے جب انکی یہ کیفیت دیکھی تو کہا ایہا القوم اُس شخص کو بلواو کہ اگر مسند قضا اُسکے لئے آراستہ کرو تو اہل توریت کے درمیان موافق انکی توریت کے حکم کرے اور اہل زبور کے درمیان موافق انکی زبور کے اور اہل انجیل کے درمیان بموجب اُن کی انجیل کے اور اہل قرآن کے درمیان بموجب انکے قرآن کے اور وہ ظاہر و باطن آیات کو جیسا کہ چاہیے جانتے ہین پس معاذ نے کہا علی ابن ابیطالب کو بلا لا مین گیا اور تمام ماجرے یہود و نصارے کے آنیکا عرض کیا حضرت تشریف لائے اور آکر رسول اللہ کے بیٹھنے کی جگہہ بیٹھ گئے - عبداللہ مسعود کہتے ہین کان علینا ثوب الذل فلما جاء علی بن ابیطالبؑ کشفہ اللہ تعالی عنا ہمارے اوپر ثوب (کپڑا) ذلت و رسوائی کا پڑا ہوا تھا علی کے آنے سے حقتعالے نے اسکو ہمسے اٹھا دیا - پس حضرت نے کہا اے یہودی سوال کر مجھ سے جو کچھ کہ چاہے کہ انشاء اللہ تعالے اسکی بابت خبر دونگا - یہودی نے وہی سوال حضرت سے بھی کیا جو اول ابوبکر سے کیا تھا کہ مین اور تم خدا کے نزدیک کیا ہین حضرت نے فرمایا کہ مین اُس جل شانہ کے نزدیک اور اپنے نزدیک اسوقت تک مومن ہون آیندہ کا حال نہین

جانتا علے ہذا تو خدا کے نزدیک اور میرے نزدیک انبک کافر ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے - یہودی نے دوسرا سوال مکان جنت و نار کا پیش کیا آپ نے فرمایا اے یہودی مینے ہنوز ثواب جنت و عذاب دوزخ نہین دیکھا کہ اسکو جانون - مگر حقتعالے نے مومنون کے لئے جنت اور کافرون کے واسطے جہنم مہیا کیا ہے اگر اسمین شک کرون تو پیغمبر کے خلاف ہو اور اسلام پر نہ ہون راس جالوت نے کہا درست ہے انبیا جو کہتے ہین اسمین امین ہوتے ہین اگر انکی تصدیق کرے تو مومن ہے ورنہ کافر مجھکو خبر دو کہ تمنے اللہ کو برائے محمد پہچانا یا محمد کو برائے خدا پہچانا حضرت نے فرمایا اللہ کو برائے محمد نہین محمد کو برائے خدا پہچانا ہے کیونکہ محمد محدود و مخلوق ایک بندہ ہین بندگان خدا سے حقتعالے نے اپنی خلقت کے لئے انکو برگزیدہ کیا اور چنا اور الہام کیا انپر اپنی طاعت و بندگی کا جیسا کہ الہام کیا فرشتون کو اور اپنی معرفت سے مطلع کیا بلا کیفیت و شبہ کے کہا صدقت راست کہا تمنے اب خبر دو مجھکو کہ حقتعالے دنیا مین ہے یا آخرت مین حضرت نے فرمایا اگر دنیا یا آخرت مین ہو تو محدود ہو جائے لیکن وہ دنیا و آخرت دونو کا علم رکھتا ہے اور اسکا عرش ہوائے آخرت مین ہے اور وہ محیط دنیا ہے اور آخرت اسکے اندر بمنزلہ ایک قندیل کے ہے اگر اسکو چھوڑتے ہین تو ٹوٹ جاتا ہے اور اس سے نکالتے ہین تو کسی جگہہ مستقیم نہین رہتا - پس اسی طرح دنیا آخرت کے درمیان ہے اُس نے کہا صدقت - اب مجھکو خبر دو کہ حقتعالے حامل یعنی اٹھانیوالا ہے یا محمول ہے فرمایا حامل ہے عرض کی یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ توریت مین آیا ہے ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانیه کہ اُس روز اٹھائینگے تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر حضرتؑ نے فرمایا اے یہودی ملائکہ حاملان عرش ہین اور ثرے حامل ہوا ہے اور ثرے قدرت پر ٹکی ہوئی ہے جیسا کہ فرماتا ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وما بینهما وما تحت الثری کہ وہ چیز ہے کہ آسمانون مین ہے اور زمین مین اور ان دونو کے درمیان اور ثرے کے نیچے - یہودی نے کہا راست کہا تمنے رحمت خدا ہو تمپر **مؤلف** کہتا ہے کہ بحار الانوار مین اس حدیث کو بہت شرح و بسط کے ساتھ روایت کیا ہے اسمین سو مرد نصارے کا کہ قیصر روم کی طرف سے آئے تھے مقدم جاثلیق کہا گیا ہے اور وہی ہے سوال کنندہ سوالات مذکورہ کا ابوبکر سے اور بعد ازان امیر المومنینؑ سے اور مذکورہ سوالات کے سوا اور بہت سے سوال اُسنے حضرتؑ سے دریافت کئے جنکو ہم بخوف طوالت یہان نقل نہین کر سکے آخر حدیث مین ہے کہ ان سب لوگون نے کلمہ شہادتین پڑھا اور رسول اللہ کی نبوت اور امیر المومنینؑ کی وصایت و امامت کا اقرار کیا بعد ازان حضرت نے بہت سی اسرار و حکم و اخبار و آثار انسے بیان کئے اور امور آیندہ سے ظہور موفور السرور حضرت صاحب الزمان تک انکو خبر دی راوی کہتا ہے کہ حضرتؑ کو رقت ہوئی اور گریان ہوئے اور جاثلیق بھی معہ اپنے توابع و لواحقین کے گریان ہوا اور وداع کیا آنحضرت کے تئین اور کہا ہم گواہی دیتے ہین تمہارے لئے وصایت و خلافت و اخوت رسول اللہ کی اور ہمارے پاس تمہاری صفت و صورت پہلے سے موجود ہے اور تمام انبیا سابقین اور خاتم النبیین محمد مصطفےٰ کی تصویرین معہ تمہاری اور تمہارے دو فرزندون حسنؑ و حسینؑ اور تمہاری زوجہ مطہرہ مریم کبرے سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے موجود ہین - اب ہم اپنے بادشاہ کی طرف جاتے ہین اسکو اس نور ہدایت و برہان و حجت سے کہ تمسے پایا اور اس صبر و سختی سے جسمین تم بسر کرتے ہو مطلع کرینگے اور ہم تمہارے ہی خواہ و دعاگو اور تمہاری سلطنت کے خواستگار ہین اور اقرار کرتے ہین کہ تمہاری مصیبت عظیم مصیبت ہے اور تمہاری مدت دراز مدت والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ +

حکایت ابو الضمضام عیسے وادائے دین رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن شہر آشوب مازندرانی علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب مین روایت کی ہے کہ ابو ضمضام عیسے حضرت رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا اور سوال کیا کہ بارش کب نازل ہوتی ہے اور میری اس ناقہ کے پیٹ مین نر ہے یا مادہ۔ اور کل کیا ہوگا۔ اور مین کب مرونگا۔ اور صاحب مناقب مرتضوی نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ابو ضمضام اپنی ناقہ پر سوار ہوا رسول اللہ کے آگے آیا اور کہا تم مین کون ہے کہ دعوے نبوت کرتا ہے سلمان رض نے کہا اے اعرابی مگر نہین دیکھتا تو روئے انور مثل ماہ شب چاردہم کے وہی نبی و مولیٰ و مقتدائے دین و دنیا ہین پس اعرابی آنحضرت کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اگر تم پیغمبر ہو تو بتلاؤ کہ قیامت کب قائم ہوگی اور بارش کسوقت برستی ہے اور ناقہ کے پیٹ مین کیا ہے اور کل ہم کیا کسب کرینگے اور مین کس دن مرونگا۔ بہرحال رسول اللہ ان سوالات کے جواب مین خاموش تھے کہ اتنے مین جبرئیل نازل ہوئے اور آیات ذیل لائے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی بتحقیق کہ اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی مینہہ برساتا ہے اور جو کچھہ رحمون مین ہے اسکو وہ جانتا ہے اور کوئی نفس نہین جانتا کہ کل وہ کیا کسب کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس زمین پر مریگا پس ابو ضمضام ان آیات کو سنکر ایمان لے آیا اور عرض کی کہ جا کر اپنی قوم کو بھی اسلام کی ہدایت کرتا ہون حضرت رسولخدا نے فرمایا اے ابو الضمضام میرے ذمہ ہین تیرے لئے اسی ناقہ سرخ پشت سفید آنکھہ اور سیاہ حدقہ چشم والے جن پر طوائف یمن اور نقد حجاز لدا ہو۔ پھر امیر المومنین سے فرمایا اے اخی لکھہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقرار کیا محمد بن عبد اللہ رسولخدا نے ثبات عقل و صحت بدن مین برضا و اختیار خود کہ میرے ذمہ ہین ابو ضمضام عیسے کے لئے اسی ناقہ سرخ مو سفید و سیاہ چشم پر از تحائف یمن و نقد حجاز کے یہ کاغذ ابو ضمضام کو دیا وہ اسکو لیکر اپنے وطن کو لوٹ گیا اور وہان تمام قبیلہ اسکے ہاتھہ پر اسلام لے آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے چاہا کہ یہ ناقے حاصل کرے تو معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ رحلت کر گئے۔ پوچھا انکے بعد انکا خلیفہ و جانشین کون ہوا کہا۔ ابوبکر پس اسنے سند لی اور مدینہ مین ابوبکر کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے خلیفہ رسول رسول اللہ پر میرے اسی ناقے ان صفات کے واجب الادا ہین آنحضرت نے کہا تھا کہ میرا وصی اسکو ادا کریگا اور وثیقہ دکھلایا ابوبکر متحیر ہوئے کہا اے اخ العرب تیرا دعویٰ عقل مین نہین آتا۔ رسول اللہ صرف ایک خچر دلدل اور حمار یعفور اور تلوار ذوالفقار اور زرہ فاضل نام چھوڑ گئے ہین یہ تمام چیزین علی کے پاس ہین اور فدک چھوڑا تھا وہ تمام مسلمانون کا حق ہے کیونکہ انبیا کے مال مین میراث نہین ہوتی سلمان رض نے کہا تمنے کچھہ نہ کیا کہ حق حضرت امیر کا دبا لیا اسکو آنحضرت کیطرف رد کرو پس ابو ضمضام کا ہاتھہ پکڑ کر اٹھا لیا اور حضرت کے مکان پر لیجا کر دروازہ کھڑکایا۔ حضرت نے اندر سے فرمایا کہ اے سلمان اور اے ابا ضمضام اندر آجاؤ ابو ضمضام کو تعجب ہوا کہ کسطرح بغیر دیکھے میرا نام حضرت نے لیا۔ سلمان رض نے کہا اے شخص علی وصی رسول و در مدینہ علم نبی ہین اور آنحضرت سے وہ نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور وہ ہین خیر بشر جس نے اس سے انکار کیا کافر ہوا آفتاب چھپکر دوبارہ ان کے لئے آسمان پر لوٹا اور اس نے مہاجر و انصار کے ساتھ سات مرتبہ آنحضرت پر سلام کیا۔ اور دیگر فضائل و مناقب اس جناب کے ذکر کئے تھے کہ دونو اندر داخل ہوئے ابو ضمضام نے خدمت مین پہنچکر بعد سلام اپنا قرض طلب کیا

حضرت نے فرمایا اے سلمان مدینہ مین پکار دو کہ جو شخص قرض رسولخدا کے ادا کرنیکو دیکھنا چاہے تو کل علی الصباح شہر کے باہر حاضر ہو پس اگلے دن حضرت معہ اپنے فرزندون اور دوستون کے برآمد ہوئے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے کان مین کچھ آہستہ سے کہکر ابو ضمضام سے فرمایا کہ میرے اس فرزند کے ساتھہ ان ریتے کے ٹیلے کے پاس جا کہ تیرا قرض وہان ادا ہوگا ابی ضمضام امام علیہ السلام کے ساتھہ روانہ ہوا لوگ انکو دیکھتے تھے اور منافق کہتے تھے کہ اس ریت کے ٹیلے مین کیا دھرا ہے جب قریب پہنچے تو امام حسن علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور کچھ کلمات زمین سے کہے اور عصائے رسول اللہ کو اس ٹیلہ پر لگایا ٹیلہ پھٹ گیا اور ایک پتھر سفید اسمین سے ظاہر ہوا۔ جسپر دو سطر نور کی تحریر تھین اول سطر مین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسری مین لا الہ الا اللہ علی ولی اللہ تھا امام حسن نے پھر عصا کو اس پتھر پر مارا وہ پتھر شگافتہ ہوا اور اسمین سے مہار ناقہ ظاہر ہوئی حضرت نے ابو ضمضام کو فرمایا کہ اس مہار کو پکڑ وہ مہار کو کھینچتا تھا تا انکہ اسی ناقے اسی صورت و صفت کے کہ ذکر ہوئے نکل آئے ابو ضمضام اس قطار کو لئے ہوئے حضرت امیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ قرض رسول اللہ ادا ہوا کہا ہان ادا ہوا۔ حضرت امیر نے وہ وثیقہ اس سے لیلیا اور حضرت امام حسن کے سپرد کیا کہ مین رحلت کرون تو یہ میرے کفن مین رکھدینا۔ اور فرمایا ایہا الناس جانو اور آگاہ رہو کہ رسول اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ حقتعالے نے ان ناقون کو اس پتھر کے اندر ناقہ صالح سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے منافقون نے کہا یہ بھی علی کا جادو ہے ؎ کردہ بمعجز ادا قرض رسولخدا * قرض رسولخدا کردہ بمعجز ادا * عہد نبی را وفا غیر از علی کس نہ کرد * غیر از علی کس نکرد عہد نبی را وفا *

آمدن حکیم یونانی برائے معالجہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ و ملاقات او با امیر المومنین علیہ السلام

احتجاج طبرسی مین امام ہمام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک مرد یونانی کہ مدعی طب و حکمت تھا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجھے تمہارے صاحب (رسولخدا) کا حال معلوم ہوا کہ انکو جنون ہے پس مین ان کے علاج کیلئے آیا تھا یہان پہنچکر سنا کہ انکا انتقال ہوگیا ہے پس جس تمنا مین یہان آیا تھا وہ جی کی جی ہی مین رہ گئی۔ اب سنا ہے کہ تم ان کے چچا زاد بھائی اور داماد ہو مین تمہارا رنگ زرد پاتا ہون اور تمہاری ساق یا (پنڈلیان) پتلی اور باریک ہین اس قابل نہین کہ تمہارے جسم کے بوجھ کو اچھی طرح اٹھا سکین اس زردی رنگ کی تو میرے پاس دوا ہے آپکو دونگا۔ مگر ساقون کے موٹا کرنیکا کوئی علاج میری سمجھ مین نہین آتا بجز اسکے کہ تم چلنے پھرنے مین کمی کرو اور اپنی پشت پر یا بغل مین زیادہ بوجھ کی شے نہ اٹھاؤ کیونکہ تمہاری ساقین باریک ہین بھاری بوجھ اٹھانے مین مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین ٹوٹ نہ جائین۔ اور زردی کے لئے یہ دوا ہے (ایک دوا حضرت کے سامنے رکھدی) اور کہا اس سے آپکو کچھ تکلیف اور ایذا نہوگی صرف چالیس روز گوشت سے پرہیز کرنا ہوگا پس یہ زردی جاتی رہے گی امیر المومنین نے فرمایا کہ تو نے اس دوا کا تو نفع بیان کیا کہ رنگ کی زردی کو دفع کرتی ہے آیا کوئی ایسی دوا بھی تیرے پاس ہے جو بجائے نفع کے ضرر کرے اور رنگت کی زردی کو بڑھائے کہا کیون نہین یہ دوا (دوسری دوا کی طرف اشارہ کیا) ہے اگر وہ آدمی جسکا رنگ زرد ہو اسکو کھائے تو اسیوقت ہلاک ہو اور جسکا رنگ زرد نہو وہ کھائے تو اسکا رنگ زرد ہوجائے حتےٰ کہ اسی روز مرجائے حضرت نے اس مضر دوا کو اٹھا لیا

اور فرمایا اسکی مقدار خوراک کیا ہے۔ کہا کہ دو مثقال اسکا سم قاتل ہے اور ایک حبہ بھی انسان کے مارنیکے لئے کفایت کرتا ہے۔ حضرتؑ نے
اسکو اٹھا کر منہہ مین رکھلیا اور چبا کر نگل گئے اس سے تھوڑا سا عرق آیا مگر یونانی یہ دیکھکر کانپ گیا کہ اب پسر ابوطالب کے خون مین پکڑا جاتا ہون لوگ
یہی کہین گے کہ تو نے اسکو قتل کیا یہ کوئی نہ سُنے گا کہ انہون نے آپ اپنے تئین مارا ہے حضرت یونانی کا اضطراب دیکھکر متبسم ہوئے اور کہا اے بندۂ خدا مین
اب پہلے سے زیادہ تندرست ہون مجھکو اس دوا نے جسکو تو زہر قاتل تبلاتا تھا ذرا بھی نقصان نہین کیا پھر فرمایا تو اپنی آنکھون کو بند کرلے اُس نے
بند کرلین پھر کہا کھول لے اُس نے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ رنگ روئے مبارک نہایت سُرخ و سفید ہے اور زردی کا کہین نام و نشان باقی
حیران رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہان گئی وہ زردی کہ تو مجھہ مین تبلاتا تھا اُس نے کہا قسم بخدا کہ گویا تم وہ نہین ہو جسکو مینے پہلے دیکھا تھا پہلے تمہاری رنگت زرد
تھی اب گلاب کے پھول کی مانند ہے حضرتؑ نے فرمایا تیرے اسی زہر قاتل سے میری زردی جاتی رہی لیکن میری یہ دونو ساقین جنکو تو کمزور تبلاتا ہے
بحدیکہ کہتا ہے کہ مین چلنے مین کوتاہی کرون اور کوئی ثقیل چیز نہ اُٹھاؤن کہ وہ ٹوٹ نہ جائین پس مین تجھکو دکھلاتا ہون کہ طبِ خبیثا تیرے طب کے خلاف ہے
یہ کہکر ستون کلان پر جسکے اوپر وہ چھت تھی جسکے نیچے بیٹھے تھے اور اُسکے اوپر ایک حجرہ اور حجرہ کے اوپر ایک اور حجرہ تھا۔ ہاتھہ مارا اور حرکت دی
اُسکو اور بزور یداللہی اُسکو اُٹھایا کہ اُسکے ساتھہ ہی دیوارین اور چھت اور دو منزلہ مکان تمام اُٹھہ کھڑے ہوئے یونانی کو یہ دیکھکر غش آگیا حضرتؑ
نے فرمایا اسپر پانی چھڑکو پانی چھڑکنے سے ہوش آیا تو بولا قسم بخدا کہ مینے آجتک ایسی عجیب طاقت نہین دیکھی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ نہین باریک
اور تبلی پنڈلیون کی طاقت ہے کہ انہون نے بارگران کو اُٹھالیا یونانی نے کہا محمد بھی تمہاری ہی مثل تھے حضرتؑ نے فرمایا میرا علم و عقل اُنکے
علم و عقل سے ہے اور میرا زور و طاقت اُنکے زور و قوت سے ہے حارث ابن کلدہ ثقفی طبیب عرب اُنکے پاس آیا تھا کہ مین تمہارے جنون کا علاج
کرونگا حضرتؑ نے اُس سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ مین تجھکو ایک آیت و علامت دکھلاؤن کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ مین تیری طبابت سے مستغنی اور تو
میری طب کا محتاج ہے۔ اُس نے کہا ہان چاہتا ہون حضرتؑ نے ایک نخل بلند کی طرف اشارہ کیا وہ درخت زمین کو پھاڑتا آنحضرتؐ کے پاس
آکھڑا ہوا۔ فرمایا یہ تیرے تئین کافی ہے کہا اسکو حکم کیجے کہ پھر اپنے مقام پر چلا جائے حضرتؑ نے پھر اشارہ کیا درخت پھر اپنی جگہہ لوٹ گیا اور وہین
جا کر کھڑا ہوگیا۔ یونانی نے کہا یہ معجزہ پیغمبر کا ہے مین تجسے اسکی نسبت کمتر بات چاہتا ہون وہ یہ کہ مین تجسے دور جا کر کھڑا ہوجاؤن تم مجھکو بلاؤ اور
مین آنا نہ چاہون پھر دیکھون کہ کسطرح بزور مجھکو بلاتے ہو حضرتؑ نے فرمایا یہ آیت فقط تیرے لئے ہوگی کہ تو آنا نہ چاہے گا اور مین بقہر و غلبۂ ایزدی
تجھکو بلاؤنگا اور ون کو معلوم نہوگا کہ تو اپنی ارادہ سے آیا یا باکراہ لایا گیا ہے۔ اس لئے ایسی درخواست کر کہ تمام عالم کے لئے آیت و معجزہ ہو۔
اُسنے کہا تو مین چاہتا ہون کہ آپ اس درخت کو کہین کہ اُسکے اجزا منفصل و متفرق ہوجائین اور اُن کے درمیان بُعد و دوری واقع ہو۔ پھر امر کرین
کہ وہی اجزا منفصل باہم مجتمع ہوکر ویسا ہی درخت بنجائے۔ فرمایا تو تو میری طرف سے اُسکے پاس جا اور کہہ کہ وصی رسول اللہ محمد مصطفےٰؐ تجھکو کہتا ہے
کہ تیرے اجزا متفرق و متباعد ہوجائین یونانی نے ایسا ہی کیا یہ کہنا تھا کہ تمام درخت ریزہ ریزہ ہوکر گر پڑا اور خاک مین ملگیا تا اینکہ اُسکا کوئی نشان
باقی نرہا گویا کہ وہان کبھی درخت تھا ہی نہین یونانی پر اس واقعہ کے دیکھنے سے ہیبت چھا گئی اور کہا اے وصی رسولؐ ایک خواہش میری پوری
ہوگئی دوسری باقی ہے کہ یہ درخت پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے۔ حضرتؑ نے حکم دیا کہ اجزا و ریزہ جمع ہوکر پھر درخت بنجائے پس یہ کہتے ہی ذرات

خورد مثل غبار زمین سے اُٹھے اور ہوا مین باہم پیوست ہوکر تنا شاخین پتے بننے لگے تا اینکہ سالم درخت جیسا کہ تھا بنگیا۔ یونانی نے عرض کی یا
حضرت ایک اور میری خواہش ہے وہ یہ کہ اس درخت پر پھل آجائے اور وہ سبز سے زرد اور پھر سُرخ ہوکر پختہ تازہ خرما کھانیکی لائق ہوجائین پھر
آپ بھی اُسمین سے تناول کرین اور مین اور جملہ حاضرین اُسکو کھائین حضرتؑ نے فرمایا تو ہی میرا قاصد ہے میری طرف سے درخت کو یہ پیغام پہنچا یہ
پیغام پہنچتے ہی درخت مین جنبش پیدا ہوئی اور اُسمین سے سرسبز پھل نکل آیا پھر وہ زرد ہوا پھر سرخ ہوکر نفیس خرما ہوگئے اور بڑے بڑے خوشے
لٹکنے لگے یونانی نے کہا اتنا اور چاہتا ہون کہ یہ خوشے زمین پر میرے نزدیک آجائین یا میرے ہاتھہ اسقدر دراز ہون کہ اُن کے نزدیک پہنچ
جائین اور منتہائے آرزو یہ ہے کہ بعض خوشون پر میرا ہاتھہ پہنچ جائے اور بعض خود جھک کر دوسرے ہاتھہ مین آجائین حضرتؑ نے فرمایا جس
ہاتھہ کو خوشون تک پہنچانا چاہتا ہے اُسے دراز کر اور کہہ یا مقرب البعید قرب یدی الیھا اے دور کو نزدیک کرنیوالے میرے ہاتھہ کو اُس تک
پہنچا دے اور دوسرے ہاتھہ کو سکیڑ لے اور کہہ یا مسھل العسیر سھل لی تناول ما بعد عنی اے دشوار کام کے سہل و آسان کرنیوالے جو شے
مجھ سے بعید ہے اُسکو لیلینا مجھ پر سہل کر۔ یونانی نے حسب الارشاد عمل کیا اُسکا دہنا ہاتھہ دراز ہوکر درخت تک پہنچگیا اور دوسرے کے خوشے
خرما خود پاس آگئے۔ اُسوقت حضرت امیرالمومنینؑ علیہ السلام نے فرمایا اے یونانی اگر تو نے یہ کھجورین کھائین اور جو امور تیرے لئے ظاہر ہوئے
ہین اُن پر ایمان نہ لایا تو حقتعالےٰ تجھکو عذاب عاجل مین مبتلا کریگا یونانی نے کہا اگر یہ معجزات بینات دیکھکر بھی کفر پر رہون تو معاند حق اور انبیا
کا دشمن ہونگا۔ گواہی دیتا ہون کہ تم خاصان خدا سے ہو جو کہتے ہو سب حق و صدق ہے جو چاہو مجھکو حکم کرو کہ مین اطاعت کو تیار ہون
پس حضرت نے اُسکو مراسم اسلام و لوازم ایقان تلقین کئے اور فرمایا پہلے اقرار کر کہ خدا واحد احد و یکتا و جواد و دانا ہے اور عبث و فساد و ظلم و بیداد
اُس سے نہین ہوتا اور شہادت دے کہ محمد مصطفےٰؐ جنکا مین وصی و جانشین ہون سید انام و خیر خلق خدا ہین اور علیؑ جسنے یہ معجزات باہرکات تجھے دکھلائے
بعد آنحضرتؐ کے بہترین خلائق اور اُنکی خلافت کے لئے تمام سے اولےٰ ہے اُسکے دوست دوستان خدا ہین اور اُسکے دشمن دشمنان الٰہ اور
اور جو مومن کہ دین مبین مین تیرا مشارک اور بجا آوری احکام رب العالمین مین مددگار و مساعد ہو اُسکو خلاصہ اُمت اور ہمارا خالص شیعہ
گن اور امر کرتا ہون تجھکو کہ برادران مومن کے ساتھہ جو رسول اللہؐ کی تصدیق اور ہماری اطاعت و انقیاد مین تیرے موافق ہون مواسات
و غمخواری پیش آئے اور رزق خدا مین کہ تیرے پاس ہو اُنکو اپنا شریک گردانے۔ اُنکی آتش جوع کو بجھاوے اور انکا جبر نقصان کرلے یعنی جو کوئی
ایمان مین تیرا مماثل و مساوی ہو بذل مال مین بھی اُسے اپنے برابر جانے اور جو دینداری مین تجھپر فضیلت و فوقیت رکھتا ہو مال مین بھی اُس کو
اپنے اوپر ترجیح دے حتےٰ کہ حقتعالےٰ جان لے کہ دین خدا تجھکو مال سے زیادہ عزیز ہے اور دوستان خدا اپنے اہل و عیال سے زیادہ گرامی
اور تجھکو تاکید کرتا ہون کہ ان علوم کی جو تیرے سپرد کئے گئے اور ان اسرار کی جو تجھپر حمل ہوئے کمال حفاظت کرے اور معاندین اشرار
سے کہ تجھ سے بغض و عناد رکھین اور ننگ عرض و ناموس تیرا چاہین اُنکو پنہان رکھے اور ہرگز ہمارے اسرار ان لوگون پر ظاہر نہ کرے
جو ہمپر طعن و تشنیع کرین یا ہمارے مدارج عالیہ سے بیخبر ہون اور نیز تجھکو تقید کرتا ہون کہ دین خدا مین تقیہ کا استعمال کیجیو کیونکہ وہ ضرورت کے
وقت مطلوب اور مامور بہ ہے حقتعالےٰ نے قرآن مین اسکا حکم دیا ہے اور عقل سلیم اسپر شاہد ہے کہ اگر زبان سے کوئی ناہموار کلمہ کہے

درانحالیکہ دل مین اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہو تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ آپ اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالے +

ذکر پارۂ از حالات خلافت خلیفۂ اوّل و کردار ہائے ناصواب خالد بن ولید

جب خلیفۂ اوّل کو مہم بیعت ستانی سے فراغت ہوئی اور اکثر اہل مدینہ طوعاً و کرہاً انکے حلقۂ اطاعت مین داخل ہو گئے تو انہون نے عناں توجہ بسیر و نجات کی طرف معطوف کی بعض قبائل اداے زکوٰۃ سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہؐ نے علیؑ بن ابی ابیطالب اپنے ابن عم و داماد کو ہمپر حاکم اور خلیفہ مقرر کیا ہے اگر وہ ہمسے زکوٰۃ طلب کرینگے تو دینگے ورنہ ابوبکر کوئی حق زکوٰۃ لینے کا نہین رکھتے ہم انکو کیون زکوٰۃ دین جلال الدین سیوطی تفسیر دُرّ مین رقم طراز ہین کہ ابوبکر کو حسرت و افسوس تھا کہ مینے تین امر رسول اللہؐ سے کیون نہ پوچھ لئے کہ انکا دریافت ہونا میرے نزدیک شتران سُرخ موے سے زیادہ عزیز تھا عن الخلیفۃ بعدہ۔ وعن قوم قالوا نقر بالزکوٰۃ من اموالنا ولا نودیھا الیک ایحل قتالھم وعن الکلالۃ یعنی اوّل یہ کہ آنحضرت کے بعد خلافت کسکے لئے ہے دوسرے یہ کہ آیا اُس قوم کے ساتھ حرب وقتال جائز ہے یا نہین جو کہتے ہین کہ ہم اسکا تو اقرار کرتے ہین کہ ہمارے اموال مین زکوٰۃ واجب ہے الّا تمکو نہین دیتے سوم کلالہ کے معنے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جن لوگون کو تہمت ارتداد قتل اور قید کیا گیا اور آجتک ملقب باہل ردّہ یا ارتداد موسوم ہین۔ وہ ضروریات دین سے کسی امر کے منکر نہ تھے حتےٰ کہ زکوٰۃ مال کو بھی واجب جانتے تھے الّا ابوبکر کو مستحق خلافت نہین جانتے تھے اسلئے ان کو دینے سے انکار کرتے تھے۔ قاضی نور اللہ شستری نور اللہ مرقدہٗ مجالس المومنین مین لکھتے ہین کہ اکثر وہ لوگ جن پر ابوبکر کے زمانہ مین ارتداد کی تہمت لگائی گئی اسلام پر ثابت قدم تھے۔ الّا اہل بیت علیہم السلام کو حقدار خلافت جانتے تھے اور ابوبکر کی خلافت سے منکر تھے موید اسکے ہے جو کچھ کہ احمد بن اعثم کوفی نے اہل حضر موت کے قصہ مین حارث بن سراقہ وغیرہ کا حال لکھا ہے کہ جب مسیلمہ کذاب مارا گیا تو ابوبکر نے زیاد بن لبید انصاری کو اپنی خلافت کے مقرر کرنے اور بیعت لینے کے لئے اہل حضر موت و کندہ و حنین کے پاس بھیجا بعض ان قبائل سے مثل کندہ کے کہ اشعث بن قیس انکا سردار تھا بیعت ابوبکر سے انکاری ہوئے اور کہا جب تمام مسلمان اسپر متفق ہو جاوینگے تو ہم بھی بیعت کرینگے مگر بعض نے زیاد بن لبید کی چرب زبانی سے بیعت کرلی اور زیاد نے اُن کے درمیان اقامت کر کے زکوٰۃ تحصیل کرنی شروع کردی ایک روز ایک جوان یزید معاویہ القری نام کا اونٹ داغ صدقات سے موسوم کر کے گلہ شتران بیت المال مین داخل کیا تھا کہ وہ جوان دوڑا آیا اور کہا یہ شتر مجھے بہت عزیز ہے اسکی عوض اس سے بہتر اونٹ لیلے اور اسکو رہا کر زیاد نے نہ مانا وہ جوان حارث بن سراقہ کے پاس کہ اُس ملک کے رُؤسا سے تھا گیا اور اُس سے یہ حال بیان کیا اور کہا اس اونٹ کے عوض اُس سے زیادہ قیمت کا اونٹ لیکے دلوا دو اور میرا اونٹ دے دو۔ حارث نے زیاد کے پاس جا کر کہا کہ یہ امر سہل ہے اس شتر کے بدلے دوسرا اونٹ تجھکو دیتا ہے لیلے اور وہ اونٹ اُسکو واپس کردے زیاد نے کہا وہ اونٹ داغ صدقات سے موسوم ہو چکا اب واپس نہین ہو سکتا اسپر حارث کو غصہ آیا اور خود گلہ شتران مین جا کر اُس جوان سے کہا کہ اپنا اونٹ کھول لے اور اپنے

اس روایت کا ترجمہ تاریخ اعثم کوفی فارسی مترجمہ احمد بن مستوفی الہروی مطبوعہ بمبئی سے مقابلہ کیا گیا صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۳ پر موجود ہے۔ ۱۲

گھر لیجا اگر کوئی تجھے کچھ کہے گا تو اس تلوار سے مغز اسکے دماغ سے نکال لونگا۔ ہم خدا کے حکم سے اسکے نبی کے تابع فرمان تھے جبتک وہ زندہ رہے اُن کی اطاعت کرتے رہے اب اُنکا انتقال ہو گیا ہے اگر اُنکی اہلبیت سے کوئی اُنکا جانشین ہوگا تو اُسکی اطاعت کرینگے پسر ابو قحافہ کو ہمپر حکومت کرنیکا کوئی حق نہین نہ ہم اُس سے کچھ مطلب رکھتے ہین اور چند شعر مشتمل بر ولاے خاندان مصطفےٰ و برات از ابوبکر کہکر زیاد کے پاس بھیجدے زیاد اُن شعرون کو سُنکر خائف و ترسان وہانسے بھاگا اشعث بن قیس وغیرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہون نے لوگون کو جمع کر کے کہا کہ اپنے تئین نگاہ رکھو اور اپنے ملک کی حفاظت کرو اور دشمنون سے بچاؤ ہمکو ہرگز یقین نہین کہ عرب بنی تیم بن مرہ (قبیلہ ابوبکر) کی سرداری پر راضی ہوگا اور بنی ہاشم کو کہ سران بطحا و معدن رسالت و شایان امامت ہین چھوڑ دیگا اگر اُن کے سوا خلافت کسی دوسرے کو پہنچ سکتی ہے تو ہم اسکے زیادہ سزاوار ہین کسلئے کہ ہمارے باپ دادا پشت ہا پشت سے اِس مُلک کے بادشاہ چلے آئے ہین۔ اُدھر زیاد نے بنی زبید مین پہنچکر بنی کندہ کی شکایت کی اور اُنکو اطاعت ابوبکر کی طرف مائل کیا انہون نے کہا اے زیاد کسلئے ہمکو ایسے شخص کی اطاعت کا حکم دیتا ہے جنکی اطاعت کی رسول اللہؐ نے وصیت نہین کی زیاد نے کہا یہ درست ہے مگر مسلمانون نے اتفاق کر کے ابوبکر کو خلافت کیلئے انتخاب اختیار کیا ہے۔ انہون نے کہا جب اجتہاد کرتے تھے تو کسلئے اہلبیت رسول اللہ کو اپنے ساتھ شامل نہ کیا حالانکہ خلافت اُنکا حق تھا بموجب قول حق سبحانہ تعالےٰ کے اولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ کہ صاحبان رحم و قرابت بعض اُنمے اولےٰ ہین بعض دیگر کے لئے کتاب خدا مین۔ زیاد نے کہا مہاجرین و انصار مسلمانون کے کاروبار مین تم سے زیادہ دانا ہین انہون نے کہا کچھ دانا نہین قسم بخدا کہ انہون نے حسد کیا اور حق کو حقدارونسے چھین لیا ہمکو یقین ہے کہ رسول اللہؐ دنیا سے نہین گئے جبتک کہ اپنی اہلبیت سے کسی کو اُمت کا پیشوا مقرر نہین کیا اے زیاد تو ہمارے قبیلہ سے باہر جا کہ تیری دعوت درست نہین ہم تیری بات نہین مانینگے صاحب مجالس کہتے ہین کہ یہ ہے جو کچھ ابن اعثم نے اپنی کتاب فتوح مین وارد کیا ہے اور بعض روایات مین ہے کہ جب ابوبکر نے مالک بن نویرہ سے مال زکوٰۃ طلب کیا تو اُس سے کہلا بھیجا کہ پیغمبر خدا نے حکم نہین دیا کہ مین زکوٰۃ تجھکو دون اور نہ تجھکو ہماری زکوٰۃ وصول کرنیکا امر کیا ہے پس کس حجت سے تو زکوٰۃ طلب کرتا ہے اس سنت سے ابوبکر نے اُنکا نام اہل ردّہ رکھکر خالد کو اُنپر مقرر کیا کہ اُن کے مردون کو قتل اور زن و فرزند کو اسیر کرے۔ اور اصابہ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے مالک کو اُسکی قوم پر عامل زکوٰۃ مقرر کیا جب آنحضرتؐ نے وفات پائی اور ابوبکر کے خلیفہ ہونیکی خبر مالک کو پہنچی تو اُس نے مال زکوٰۃ کو جو اُسکے پاس جمع تھا فقرا قوم پر قسمت کر دیا۔ پھر دوسرے مقام پر مالک کے حال مین لکھتے ہین کہ مالک بن نویرہ حنیفی یربوعی شاہان و شجاعان روزگار و فصحاے شیرین گفتار و صحابہ رسول مختار و مخلصان صاحب ذوالفقار سے تھا براء بن عازب سے منقول ہے کہ ایک روز رسول اللہؐ بیٹھے تھے کہ رؤساے بنی تمیم کہ از انجملہ ایک مالک مذکور بھی تھا آنحضرت کی خدمت مین داخل ہوئے۔ مالک نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھکو آداب دین تعلیم فرمایئے آپنے ارشاد کیا کہ ایمان یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ کوئی معبود سواے حقتعالےٰ کے نہین اور مین رسولخدا ہون اور نماز پنجگانہ بجالاے اور روزہ ماہ رمضان رکھے اور زکوٰۃ دے اور حج خانہ کعبہ کا کرے اور یہ میرے بعد میرا وصی ہے امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اسکی اطاعت کرے اور دوست رکھے اسکے

تئین اور جملہ بدکاریون سے مثل ناحق خونریزی اور دزدی و خیانت اور یتیمون کے مال کھانے اور شراب پینے سے پرہیز کرے اور اور
بہت سی باتین اُسکو تلقین لین جنکو مالک نے انکو یاد کرلیا اور خوشی خوشی دامن کشان جاتا تھا اور کہتا تھا تعلمت الایمان برب الکعبۃ
یعنی بخدائے کعبہ کہ مینے ایمان سیکھ لیا جب نظر رسولخدا سے غائب ہوگیا تو حضرت نے فرمایا من اراد ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر
الی ھذا الرجل جو کوئی چاہے کہ ایک مرد کی طرف اہل جنت سے نگاہ کرے اُسکو چاہیے کہ اس شخص کو دیکھے ابوبکر و عمر نے یہ سُنا تو حضرت سے
اجازت لیکر اُسکے پیچھے گئے اور یہ مژدہ اُسکو پہنچایا پھر کہا تو حسب ارشاد رسولخدا اہل جنت سے ہے ہمارے لئے بھی دعائے مغفرت کر مالک
نے کہا لا غفر اللہ لکما تمکو خدا نہ بخشے کیونکہ حضرت رسولخدا کو کہ صاحب شفاعت ہین چھوڑ کر مجھ سے دعا کے طلبگار ہو وہ شرمندہ ہوکر
واپس آئے حضرت نے فرمایا فی الحق مبغضۃ کہ کلام حق کا سُننا آدمی کو غضبناک و رنجیدہ کرتا ہے۔ **الغرض** حضرت رسولخدا نے
وفات پائی اور مالک نے سُنا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اُسکو سخت ناگوار ہوا اور بادیہ سے مدینہ مین آیا جمعہ کا دن تھا اور ابوبکر ممبر رسولخدا پر
خطبہ کہہ رہے تھے کہ وہ مسجد مین داخل ہوا ابوبکر کو ممبر پر دیکھکر بیتاب ہوگیا اور بیساختہ بولا اے ابوبکر کیون اپنے تئین اس جھنجھٹ مین
ڈالا گوشہ خانہ مین بیٹھکر تمکو اپنے لئے دعائے مغفرت کرنی تھی یہ جگہہ اختیار کرتے تمکو شرم نہین آتی کہ اس جگہہ بیٹھے ہو جسکو خدا و رسول نے
اوروں کے لئے مقرر کیا ہے پس حق کو اہل حق کی طرف رد کرو مگر تمکو یاد نہین رہا کہ علی علیہ السلام کو بلفظ امیر المومنین تمنے سلام کیا تھا
اے مہاجر و انصار اگر حق کو اُسکے مرکز پر قرار نہ دوگے تو تمہارے کام سخت و دشوار ہونگے ابوبکر یہ باتین سُنکر افروختہ ہوگئے اور کہا کہ خاموش
رہ کہ تجھکو سابقہ اسلام نہین نہ راہ خدا مین کوئی جہاد تو نے کیا ہے مالک نے کہا تمنے کونسے جہاد کئے ہین جنسے اوروں پر فخر و فضیلت
چاہتے ہو۔ ابوبکر نے کہا اس اعرابی بادشتہ یا پر مثیاب کرنیوالے کو میرے پاس سے دور کرو لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مالک کو مسجد
سے دھکیاکر باہر نکال دیا۔ ابوبکر نماز سے فارغ ہوکر گھر گئے تو خالد ولید کو بلوایا خالد اور مالک کے درمیان ایام جاہلیت سے کچھ کاوش
چلی آتی تھی۔ ابوبکر نے اُس سے کہا جسقدر آدمی چاہے ساتھ لے اور مالک کے قبیلہ پر چڑھائی کر اور بہانہ منع زکوۃ اُسکو قتل کر اور
اُسکی قوم کو قتل اور اسیر کر کیونکہ مجھکو اس سے اندیشہ ہے کہ ہمارے کام مین خلل نہ ڈالے۔ **اور** کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت امیر المومنین و جملہ انصار و مہاجرین حتے کہ خلیفہ ثانی و ثالث تک ابوبکر کی اس فوج کشی کے برخلاف تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ
چڑھائی کیجائے مگر ابوبکر نے کسی کی نہ سُنی اور خالد کو فوج دیکر اُن کے سرون پر بھیج ہی دیا۔ صاحب تشئید المطاعن علیہ الرحمہ نے کنز العمال
سے بضمن ایک روایت طولانی نقل کیا ہے کہ ابوبکر نے مہاجرین و انصار سے اس جنگ کے بارے مین مشورہ کیا اول تو سب دیر تک
خاموش رہے ثم تکلم عمر بن الخطاب فقال اری واللہ یا خلیفۃ رسول اللہ ان تقبل من العرب الصلوۃ وتدع لھم الزکوۃ
فانھم حدیث عھد بالجاھلیۃ لم تقیدھم الاسلام فاما ان یردھم اللہ تعالی الی خیر واما ان یعز اللہ الاسلام فنقوی علی قتالھم فما البقیۃ المھاجرین
والانصار یدان بالعرب والعجم قاطبۃ فالتفت الی عثمان فقال مثل ذلک وقال علی مثل ذلک وتابعھم المھاجرون ثم التفت الی الانصار فتابعوھم
یعنی پھر عمر خطاب نے کلام کیا اور کہا اے خلیفہ رسولخدا قسم بخدا کہ میری رائے یہ ہے کہ تو عرب سے نماز کو قبول کرے اور زکوۃ کو انپر چھوڑ دے

کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین اور جیسا چاہیے مقید بہ اسلام نہین ہوئے یا تو اللہ تعالے اُنکو بہتری کی طرف پہیریگا یا اسلام کی یہ
حالت بدلجائیگی اور اُن کے مقابلے کی طاقت ہوجائیگی اُسوقت بقایائے مہاجرین و انصار کے دو ہاتھ نہین کہ ایک کو عرب کی طرف اور دوسرے
کو عجم کی طرف دراز کرین۔ پس ابوبکر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اُنہون نے بھی ایسا ہی کہا اور علی علیہ السلام نے بھی یہی رائے دی اور
پیروی کی اُن کے تمام مہاجرین نے پھر وہ انصار کی طرف ملتفت ہوئے اُنہون نے بھی مہاجرین کی متابعت کی۔ اس عبارت سے ظاہر
ہے کہ ابوبکر نے یہ لڑائی خلیفہ دوم و سوم و چہارم تین خلفاء راشدین و جملہ انصار و مہاجرین کے خلاف لڑی تھی پس اہلسنت کو چاہیے تھا کہ
اُنکی اس حرکت کو کہ اجماع مسلمانان کے برخلاف تھی چھپاتے اور بھولکر بھی اُسکو زبان پر نہ لاتے مگر وہ اُلٹے اور اس فعل مین اُنکی مدح سرائی کرتے
اور اُسکو آسمان پر پہنچاتے ہین اور اُنکی اعلمیت کی دلیل گردانتے ہین ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب ابوبکر کی بزرگی علم پر
دلیل لاتے ہین اُن کے اس قول سے کہ بخاری و مسلم مین اُنسے ثابت ہے واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ قسم بخدا کہ مین اُن لوگون
کے ساتھ ضرور جنگ کرونگا جو درمیان نماز و زکوۃ کے فرق کرتے ہین یعنی نماز بجالاتے اور زکوۃ مجھکو نہین دیتے یہان اہلسنت کے اقوال کا
تعارض و تناقض قابل دید ہے کہ یہی اجماع اہل حل و عقد و اتفاق صحابہ کہ جس سے اکثر مقامات مین دلیل و حجت لاتے ہین اور اُسکو سپر مذہب
بنا رکھا ہے حتے کہ انعقاد خلافت بکریہ کی بنیاد بھی اسی پر رکھ چھوڑی ہے اس مسئلہ حکم مانعین زکوۃ مین اُسکی ذرا بھی قدر و قیمت نہین
رکھتے بلکہ اُسکی مخالفت مین ابوبکر کو اعلم تبلاتے ہین حقیقت یہ ہے کہ اُنحضرات کو اجماع و غیر اجماع کی کچھ بھی پروا نہین ہر جگہہ اپنے کام سے کام
رکھتے ہین جہان اجماع سے کارروائی دیکھی وہان اُسکو آگے کردیا ورنہ اسکا ذکر تک بھی زبان پر نہین لاتے اگر اجماع درحقیقت کچھ وقعت
اُن کے نزدیک ہوتی تو جیسا اجماع قولی و فعلی قتل عثمان پر صحابہ وغیرہ کا ہوا ہے ویسا آجتک کسی مسئلہ اسلامیہ مین نہوا ہوگا مگر انہون نے
اسکا ذرا بھی لحاظ نہین کیا اور ویسا ہی اُسکو خلیفہ راشد جانتے اور ذی النورین وغیرہ کے القاب سے پکارتے ہین قتل عثمان کا ذکر اس
کتاب مین آگے آتا ہے یہان ہمکو خالد ولید سپہ سالار خلیفہ اول کی کچھ کرتوت بیان کرنی مقصود ہین ناظرین اسکے گذشتہ حالات کو ان روایات
کے ساتھ ملاکر خود دیکھ لین گے کہ آیا اس شخص کے اوضاع و اطوار بہ نسبت سابق کے کچھ اصلاح پذیر ہوئے ہین یا اُسی ایک طرز و
روش پر جیسے بحالت کفر و بت پرستی و صدر اسلام ظاہری مین تھے۔ اب بھی سرتاپا بیباکی سفاکی کینہ توزی سنگدلی سینہ زوری شہوت
پرستی وغیرہ وغیرہ سے مملو ہین افسوس کہ اسی شخص کا بڑے ادب سے رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ نام لیا جاتا ہے اور عموماً اسکو سیف اللہ
کہا جاتا ہے۔ **قصۂ قتل خالد ولید مالک بن نویرہ یربوعی را۔** اب ہم خالد کے ظلم و زیادتیون کو
جو اُس نے مالک مذکور کے حق مین کین کرتے ہین اور عبارات کتب اہل سنت کو زیادہ تر مولانا مفتی محمد قلی کنتوری ثم الکھنوی
اعلی اللہ مقامہ کی کتاب مستطاب تشئید المطاعن و کشف الضغائن سے نقل کرتے ہین اور ہمکو اُن پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ
اصل کتب کو بچشم خود دیکھکر ہوتا کس لئے کہ تصحیح نقل مین جو چھان بین اُس دودمان عالیشان نے کی ہے کمتر کسی نے کی ہوگی
الغرض خالد ولید حسب الحکم خلیفہ اول لشکر ساتھ لئے موچھون کو تاؤ دیتے قبیلہ مالک کی طرف روانہ ہوئے اور دل مین

کہتے جاتے تھے کہ جسطرح ہو اُسکو قتل کیا چاہیے ابو قتادہ حرث بن ربعی انصاری اور عبد اللہ بن عمر خطاب وغیرہ جماعت مہاجرین و انصار اُسکے ساتھ تھے قریب پہنچے تو کچھ آدمی ابو قتادہ کو دیکر آگے روانہ کیا۔ ابو بکر نے کہدیا تھا کہ جس قوم سے اذان سُنو انکو کچھ نہ کہو جبتک کہ دریافت نکر لو کہ وہ کس لئے ادائے زکوٰۃ سے متقاعد ہین اور جو اذان کی آواز تمہارے کان مین نہ آئے تو بے تحاشا انکو قتل کرو اور اموال و اسباب کو لوٹ لو اور گھرون کو آگ لگا دو ابو قتادہ نے اذان و نماز وغیرہ شعائر و علاماتِ اسلام اُنسے مشاہدہ کئے۔ لہذا وہ وہین ٹھہر گیا۔ اتنے مین خالد بھی وہان آ پہنچا رات کا وقت تھا قبیلہ مالک فوج کی آمد معلوم کر کے مسلح ہو گیا اور پوچھا تم کون ہو کہا مسلمان ہین انہون نے کہا ہم بھی مسلمان ہین خالد نے کہا تو پھر یہ ہتیار کسلیئے لگائے ہین انہون نے ہتیار رکھدے خالد نے اپنے لشکر کو حکم کیا کہ انکو گرفتار کرو ابو قتادہ نے کہا یہ مسلمان ہین ہمنے نشانِ اسلام انسے مشاہدہ کئے ہین انکا پکڑنا روا نہین۔ کچھ اثر نہوا۔ اور آخر کار اِس سفاک بیباک نے لشکر کو حکم دیا کہ تمام کو قتل کرین بروایتے خالد وہان پہنچا تو شجاعت مالک سے ڈرا اور لڑنا مناسب جانکر ظاہر کیا کہ ہم کہین اور جاتے ہین آجکی رات تمہارے مہمان ہین لاجرم مالک اور اُسکے قبیلہ نے اُنکی خاطر تواضع کی اور کھانا کھلایا مگر آدھی رات کیوقت خالد تلوار لیکر مالک کے سرہانے آیا اور اُسکو وہین مار ڈالا پھر اُسکے لشکر نے اکثر قبیلہ کو تہ تیغ کیا اور عورات و اطفال کو اُن کے اسیر کر لیا۔ ابن اثیر جزری اسد الغابہ مین کہتا ہے قیل ان المسلمین لما غشوا مالکا و اصحابہ لیلا فقالوا نحن المسلمون فقال اصحاب مالک و نحن المسلمون فقالوا ضعوا السلاح فصلوا و کان خالد یعتذر فی قتلہ ان مالکا قال ما اخال صاحبکم الا قال کذا قال و ما تعدہ لک صاحبا فقتلہ یعنی کہا گیا ہے کہ جب مسلمان مالک اور اُسکے اصحاب کے پاس رات کے وقت پہنچے تو انہون نے ہتھیار کے لئے اُنہون نے کہا ہم مسلمان ہین اصحابِ مالک نے کہا ہم بھی مسلمان ہین اُنہون نے کہا مسلمان ہو تو ہتھیار ڈالدو اور نماز پڑھو اور خالد مالک کے قتل کرنیکا یہ عذر کرتا تھا کہ اُس نے اثنائے کلام مین کہا تھا ما اخال صاحبکم الا قال کذا کہ مین خیال نہین کرتا کہ تمہارے صاحب نے یہ کہا ہو۔ خالد نے اس سے کہا کہ تو اُسکو ہمارا صاحب کہتا ہے اپنا صاحب نہین جانتا اور اسی پر اُسکو قتل کیا اور واقدی سے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے مالک کے قتل کا ارادہ کیا تو ابو قتادہ نے کہا کہ مین تجھکو خدا کا

ؔ جس زمانہ مین حقیر جناب خاتم المتکلمین مولانا السید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ کی خدمت مین بمقام لکھنؤ حاضر تھا اسوقت جو اہتمام اُس جناب کو تصحیح نقل عبارات مین تھا بچشم خود دیکھا ہے کہ اول تو بوقت مطالعہ کتب عبارات مفید مطلب پر نشان بنا دے جاتے تھے پھر ایک شخص انکو ان کتابون سے بقید صفحہ و سطر و فصل و باب جداگانہ پرچہ پر نقل کر لیتا تھا پھر دوسرا شخص اس پرچہ کو اصل کتاب سے مقابلہ کرتا تاکہ ایک حرف کا فرق اُس مین نرہ جائے ان پرچون کی کثرت اسقدر ہوتی تھی کہ انکو جو مضمون وار علیحدہ علیحدہ مجلد کرایا تھا تو ان مجلدات سے المار یان پر ہو گئی تھین بوقت تصنیف جس مضمون کو لکھنا ہوتا اسی مجلد سے عبارات متعلقہ کو نکالکر پھر اصل کتب منقول عنہا سے مقابلہ فرماتے تھے۔ فشکر اللہ مساعیہ و اعلی فی علیین مدارجہ و معالیہ ۱۲ منہ عفی عنہ

ؔ اب تک ہمکو یہی گمان تھا کہ خالد نے جو قتل مالک مین عذر کیا کہ اُسنے اثنائے کلام مین صاحبکم کہا صاحبنا نہ کہا وہ حضرت رسولخدا کی نسبت تھا کہ اسپر اُس نے مالک کو قتل کیا۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین یہی عذر کیا ہے کہ اتفاقاً مالک بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبر این کلمہ گفت قال صاحبکم کذا الخ۔ لا کن ترجمہ تاریخ ابو الفدا مرتبہ مولوی کریم الدین پانی پتی سے دریافت ہوا کہ مالک نے پیغمبر خدا کی نہین حضرت ابو بکر کی شان مین یہ کلمہ کہا تھا اور اسپر خالد نے اُسے قتل کیا تھا چنانچہ اصل عبارت ترجمہ ابو الفدا کی یہ ہے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب کا یہی حکم ہے صاحب سے مراد حضرت ابو بکر تھی خالد نے کہا کیا تیرا صاحب نہین قسم خدا کی کہ تیرا سر اوڑا دونگا اس بات پر جھگڑا بڑھا خالد نے کہا مین تجھکو مار ڈالونگا مالک نے کہا کیا تیرے صاحب نے یہی حکم کیا ہے۔ خالد نے کہا یہی علم اخیر ہے بعد اس کلام کے ہر چند حضرت رسولخدا کو بھی بلفظ صاحبکم تعبیر کرنے سے کوئی شخص ہرگز کافر مستوجب قتل نہین ہو سکتا جیسا الخ صاحب تحفہ المطاعن نے شاہ صاحب کا اسی قول کے جواب مین اسکو بخوبی کامل ثابت کیا ہے الا ابو بکر کی نسبت صاحبکم کہنے سے مالک کا کافر ہو جانا ایسی عجیب و غریب بات ہے کہ اتنی سمجھ کر متصور

واسطہ دیتا ہون کہ اسکو قتل نکر قسم بخدا کہ مینے اُنسے اذان سُنی اور نماز پڑھتے ہوئے انکو دیکھا ہے خالد نے اسپر التفات نہ کی بلکہ اسکو جھڑکا پس ابو قتادہ کو غصہ آیا اور کہا واللہ لا کنت فی جیش انت فیہ ابدا قسم بخدا کہ مین کبھی اُس لشکر مین نرہونگا جسمین تو ہوگا یہ کہکر ابو بکر کے پاس آیا اور اُس سے ماجرا بیان کیا اور کہا خالد نے میری بات نہ مانی اور اعراب صحرا نشینون کا قول باور کیا جنکی غرض لوٹ مار کرنا اور بردہ و اسیر بنانا تھی۔ اور پھر خالد کے پاس نہ گیا اور کہا گیا ہے کہ ابو بکر نے اُسے جیش خالد مین چلے جانیکا حکم دیا تب بھی نگیا اور ایک قول ہے کہ وہ پلٹ گیا تا اینکہ خالد کی ہمراہ مدینہ مین آیا اور اسکے برخلاف شہادت دی۔ اور خالد نے مالک اور اُسکے اصحاب کو قتل کیا اور مالک کو ضرار بن ازور نے خالد کے کہنے سے مارا تھا۔ اور کتاب مراۃ الزمان تصنیف شیخ ابو المظفر یوسف بن قزعلی معروف بہ سبط ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ ابو قتادہ نے کہا ہم خالد کے ساتھ تھے جبکہ وہ اہل ردہ کی طرف روانہ ہوا جب بطاح مین پہنچا تو ادعا کیا کہ مالک مرتد ہو گیا ہے اور حجت گردانا اُسکے ایک کلام کو جو اُس سے پہنچا تھا مالک نے اُس سے انکار کیا اور کہا مین دین اسلام پر ہون اسمین تغیر و تبدل نہین کیا اور ابو قتادہ و عبد اللہ بن عمر دونو نے گواہی دی کہ وہ مسلمان ہے لیکن خالد نے ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا اور اُس نے اُسکا سر قلم کیا۔ نیز مراۃ الزمان مین ہے کہ جب قبیلہ مالک نے لشکر خالد کو دیکھا پوچھا تم کون ہو کہا مسلمان انہون نے کہا ہم بھی مسلمان ہین فلم یسمع منہم خالد و وضع فیہم السیف خالد نے ان کے قول کو نہ سُنا اور انہون نے انکو قبیلہ مالک کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پس مالک نے ہتھیار لگائے اور نکلکر پکارا اے آل عبید بنی تیہان نے اُسکی اجابت کی پس خالد کو خوف ہوا اور مالک جنگ پر آمادہ تھا۔ خالد نے اُسکو کہا اے پسر نویرہ اسلام مین شامل ہو اور اُسکو خدا اور رسول کا ذمہ اور اپنا اور ابو بکر کا ذمہ دیا پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کے ہاتھ مین دیدیا و خالد علی تلک العزیمۃ من ابی بکر فی قتلہ اور خالد اپنے اُسی ارادہ قتل مالک پر تھا جیسا کہ ابو بکر نے اسے امر کیا تھا۔ پس اُس نے مالک کے قتل کا حکم دیا مسلمانون کو یہ امر ناگوار گذرا اور مہاجرین نے کہا اتقتل رجلا مسلما و قد اعطیتہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ کہ تو ایک مرد مسلمان کو قتل کرتا ہے حالانکہ اُسکو خدا اور رسول کا ذمہ دے چکا پس ضرار بن ازور کہ بنی کور سے تھا اُٹھا اور اُسکو قتل کیا بقولے عبید بن ازور برادر ضرار نے اُسکو مارا اور منہال بن عصمہ ریاحی نے اسکا کفن دفن کیا **حقیر مولف** کہتا ہے کہ علاوہ اِس ذاتی کاوش کے جو خالد کو مالک سے زمانہ جاہلیت سے تھی اور علاوہ حکم قطعی خلیفہ اول کے کہ اسکے قتل کرنے کیلئے دے چکے تھے اور اسکی اپنی خلقی خباثت نفس و شراشت خو کے کہ خونِ ناحق پر اسکو برانگیختہ کرتی رہتی تھی۔ **ایک** اور علت بھی مالک کے قتل کی تھی وہ مالک کی بی بی تھی کہ حسن و جمال و غنج و دلال مین سر آمد زنانِ جہان تھی اِس لشکر کشی سے جو کھلبلی قبیلہ مین پڑی تھی اسمین وہ بیتابانہ باروئے برہنہ نکل آئی خالد کی نگاہ اُسپر جا پڑی اُسوقت سے اُسکے شوہر کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا۔ روایت گذشتہ واقدی مین جو مراۃ الزمان فی تاریخ الاعیان سے لی گئی ہے مذکور ہے کہ ایک روایت مین ہے کہ جب خالد نے مالک کے قتل کا ارادہ کیا تو اُسکی عورت ام متمم بنت منہال کہ حسین ترین زنان سے تھی نکل آئی اور اپنے تئین مالک پر گرا دیا اُسوقت اُسکا منہ کھل گیا مالک نے اُسکو کہا کہ دور ہو میرے پاس سے تحقیق کہ تو نے ہی مجھکو قتل کرایا ہے اِس سے اُسکا یہ اشارہ تھا کہ خالد اُسے دیکھکر

عاشق ہوگیا تھا اور اسکے لینے کے واسطے اُسے قتل کرتا تھا پھر واقدی کہتا ہے روی عن بعض من حضر هذه السریۃ قال لما عنا القوم تحت اللیل فربعت المرأۃ فخرجت عریانۃ فواللہ لقد عرفنا حین رایناھا انہ سیقتل عنھا صاحبھا یعنی ایک شخص جو اس جنگ مین شامل تھا کہتا ہے کہ ہمنے رات کے وقت اِن لوگون کو بیم دلایا اُسوقت وہ عورت بیتاب ہوکر عریان نکل آئی قسم بخدا کہ جبوقت ہمنے اُسکو دیکھا جان لیا کہ اُسکا شوہر ضرور مارا جائیگا۔ سبحان اللہ خالد کی شہوت پرستی اس درجہ کو پہنچی تھی کہ اہل لشکر نے ایک خوبصورت عورت کو دیکھتے ہی جان لیا تھا کہ وہ اسکو کبھی نہ چھوڑیگا اور ضرور اسکی خاطر اسکے شوہر کو مار ڈالیگا۔ اور فوات الوفیات ذیل ابن خلکان مین ہے ان خالدًا کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ کہ خالد زوجہ مالک پر زمانہ جاہلیت سے عاشق تھا۔ بہر کیف مالک کے قتل کرانے کے بعد خالد نے اُسی رات زوجہ مالک سے جماع کیا اور اصلاً انتظار گذرنے عدہ کا نفرمایا۔ اہل سنت نے خالد کے اس صاف اور فاش زنا کے عذر مین بالکل لچر پوچ باتین بنائی ہین کبھی کہتے ہین کہ شاید مالک کے مرنیکے بعد بوجہہ وضع حمل اُسکی زوجہ کا عدہ منقضی ہوگیا ہو کبھی کہتے ہین کہ محتمل ہے کہ انقضاء عدہ کے بعد از دواج سے بطریق جاہلیت اُسکے پاس قید ہو۔ یہ باتین ابن حجر کی ہین صواعق محرقہ مین شیعون کے مقابلہ مین اسکے بعد حسن ظن صحابہ کی کہ اکثر مقامات مین گریز گاہ اہلسنت ہے آڑلی ہے چنانچہ کہتے ہین وعلی کل حال خالد اتقی للہ من ان یظن بہ مثل ھذہ الرذالۃ التی لا یصدر من ادنی المؤمنین فکیف من سیف اللہ المسلول علی الاعداء یعنی بہر حال خالد زیادہ پرہیزگار ہے خدا کے لئے اُس سے کہ اُسکی نسبت ایسی رزالت کا گمان کیا جائے جو ادنے مومنین سے بھی صادر نہین ہوتی چہ جائے کہ سیف خدا سے کہ دشمنون پر کھنچی ہوئی ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین کہتے ہین کہ عجائبات سے ایک یہ ہے کہ شارح جدید تجرید کا مدعی ہوا ہے کہ زوجہ مالک اُسکی طرف سے مطلقہ تھی اور اُسکا عدہ گذر چکا تھا پھر کہتے ہین کہ جسپر شقاوت غالب ہوا ور حیا اُس سے مسلوب و مفقود ہوجائے اُس سے عجب نہین کہ ایسے طعن فاحش کے دفع کرنے مین ایسے ایسے احتمال پیدا کرے کہ اُس سے پہلے انکا ذکر تک بھی کسی نے نہین کیا اور کسی روایت مین نہین مذکور رہا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ خالد کا ارتکاب قتل اور زنا اور خلیفہ اوّل کا اُسپر اجراء حد شرعی نکرنے کا طعن حضرت عمر کے کلام سے ماخوذ ہے پس انہون نے نظر بصحابیت خالد کیون اس حسن ظن کو ترک کیا اور کسلئے ایسے احتمالات پیدا نہ کئے اور کاہے کو فرماتے رہے غدا علی مسلم فقتلہ ثم نزا علی امرأتہ کہ اُس نے مرد مسلمان سے دغا کی اور اُسکو مار ڈالا پھر اُسکی زوجہ کے ساتھ زنا کیا۔ چنانچہ آگے اسکا ذکر آتا ہے۔ **الغرض** خالد کی آتش حقد و عداوت مالک کے قتل کرنے اور اُسکی زوجہ کے ساتھ زنا کرنے سے بھی نہ بجھی اور اُس نے اپنی قساوت قلبی کا ایک اور یہ ثبوت دیا کہ اُسکے سر بریدہ کو دو پتھرون کے ساتھ سنگ دیگدان بنایا اور اس چولھے کے اندر آگ روشن کرکے اسپر ہنڈیا گوشت کی پکائی اور پھر اس گوشت کو نوش جان فرمایا چنانچہ یہ حکایت سراپا نکابت کتاب انسان العیون برہان الدین حلبی اور تاریخ علامہ ابن کثیر شامی شافعی مین مذکور ہے اور موخر الذکر کتاب مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے ویقال ان شعر مالک جعلت النار یعمل فیہ الی ان نضج اللحم ولم یفرغ الشعر من کثرتہ کہ آگ مالک کے سر کے بالون مین کار کرنے لگی حتےکہ گوشت پک کر تیار ہوگیا مگر بال تمام نہین جلے تھے اسلئے کہ وہ کثرت سے تھے اور ترجمہ تاریخ ابو الفدا مولوی کریم الدین پانی پتی مین مذکور ہے کہ

بوقت قتل مالک عبداللہ بن عمر اور ابو قتادہ بھی اس جا حاضر تھے وہ دونو خالد کو سمجھانے لگے آخرکار مالک نے کہا اے خالد تو مجھکو ابوبکر صدیق کے پاس بھیجدے جو وہ حکم کریگا مین بجالاؤنگا خالد نے کہا یہ نہین ہوسکتا مین تو تجھے قتل ہی کرونگا ضرار ابن ازور کو حکم کیا کہ تلوار مار اُسوقت مالک نے اپنی جورو کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اس نے مجھے قتل کروایا ہے وہ عورت بہت خوبصورت تھی خالد نے جواب دیا نہین خدا نے تجھکو قتل کروایا ہے کیونکہ تو مسلمان ہوکر اسلام سے پھر گیا۔ مالک نے کہا نہین مین اسلام پر قائم ہون خالد نے کہا اے ضرار گردن مار اُس نے ایک ضربت اُسکے ایسی گردن پر ماری کہ سر الگ ہوگیا اور اُسکے سر کو ہنڈیا کے نیچے جلایا اس شخص کے سر پر بہت بال تھے اسکے مرتے ہی خالد نے اُسکی جورو کو پکڑ کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ انتہی بلفظہ۔ پھر ذرا آگے بڑھکر لکھا ہے۔ کہتے ہین کہ خالد نے ابن عمر اور ابن قتادہ کو کہا تھا کہ تم بھی مجلس عقد نکاح مین حاضر ہونا ان دونو نے انکار کیا ابن عمر نے تو یہ کہا کہ مین ابوبکر کو لکھتا ہون اور اُسکو تیرے نکاح کرنیکی خبر بھیجتا ہون اُسوقت اُسکے سامنے انکار کیا مگر پھر نکاح کر لیا اس باب مین ابو نمیر سعدی نے شعر کہے ہین +

ذکر تباین و تخالف آراء شیخین در مقدمہ قتل مالک بن نویرہ

واضح رہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کو جو خالد سے قصاص لئے جانے اور اُسپر حد شرعی جاری کرنے کی لاانتہا رغبت تھی اور جو کچھ انہون نے اس معاملے مین غیر معمولی طور سے داد فریاد مچائی اسکا باعث کوئی درد دین و ترویج احکام شرع مبین نہ تھا بلکہ اُسکی وجہ یہ تھی کہ مالک کو ان کے ساتھ آپکا پرانا زمانہ جاہلیت کا یارانہ تھا اور سلسلہ مصادقت و یکجہتی فیما بین محکم و استوار اور مالک آپکے ہم عہد و خلفا سے شمار ہوتا تھا۔ اور نیز خالد سے بھی کما سیجیء انشاء اللہ انہی وقتون کی کدورت و کشیدگی چلی آتی تھی یہی وجہ تھی کہ خالد کے ہاتھ سے اُسکا مارا جانا سخت ناگوار طبع اقدس ہوا اور جبہین اس حادثہ ہائلہ کے اخبار مدینہ پہنچے تو حضرت عمر افروختہ ہوگئے اور انہون نے نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا ابوبکر سے کہا ان فی سیف خالد لرھقا فاقتلہ کہ خالد کی تلوار مین ظلم و زیادتی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اُسکو قتل کرنا چاہئے۔ مگر وہان تو جو کچھ ہوا تھا دلی خواہش کے موافق اپنے حکم و اشارے سے ہوا تھا حضرت عمر کی کیونکر شنوائی ہوتی لامحالہ سوکھا جواب ملا اور عمر تلملاتے رہ گئے۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے قال عمر لابی بکر ان سیف خالد فیہ رھق واکثر علیہ کہ عمر نے ابوبکر سے کہا خالد کی تلوار نے ستم ڈھایا ہے اور بہت مبالغہ کیا اسمین۔ اور مراۃ الزمان مین ہے کہ جب عمر کو خالد کے حالات معلوم ہوئے اور دریافت ہوا کہ اُس نے مالک کو قتل اور اُسکی زوجہ پر تصرف کیا تو کہا اے بندگان خدا اُس عدو اللہ نے ایک مرد مسلم کو قتل کیا اور اُسکی عورت پر سوار ہوا واللہ لنرجمنہ بالحجارۃ قسم بخدا کہ ہم پتھرون سے اُسکو سنگسار کرینگے اور ابوبکر سے کہا کہ تجھپر ہے کہ اُسکو معزول کرے مالک کا قصاص اُس سے لے بتحقیق کہ اُسکی تلوار مین رہق وطغیان ہے پس مالک کا بھائی متمم بن نویرہ حاضر ہوکر خالد سے اپنے بھائی کے خون کا دعویدار ہوا ابوبکر نے کہا اے عمر ارفع لسانک عنہ اپنی زبان کو خالد کی عیب جوئی سے باز رکھ وہ کوئی پہلا شخص نہین جس سے

---

[1] رہق بالتحریک نادانی و گول و سبکی و فتنہ انگیزی و بدی و ظلم و ستم و طغیان و نافرمانی و خود را بر حرام و تباہی داشتن و ارتکاب منہیات کردن دروغ و شتاب زدگی و تکلیف دادن کسے را بر کارے کہ طاقت آن ندارد۔ ۱۲ منتہی الارب + + +

خطا واقع ہوئی ہو عمر نے کہا وارثانِ مالک اسکے خون کے طلبگار ہین خالد سے قصاص لینا تجھپر فرض و واجب ہے ابوبکر نے کہا لا اشیم
سیفا سلہ اللہ علی الکفار ابدا۔ مین اس تلوار کو کبھی میان نہ کرونگا جسکو خدا تعالے نے کفار پر کھینچا ہے اور تاریخ ابو الفدا سے معلوم ہوتا ہے
کہ عمر نے ابوبکر سے تین درخواستین علی الترتیب کین تینون مین خشک جواب پایا اوّل کہا خالد نے زنا کیا ہے اُسے سنگسار کرو ابوبکر نے کہا مین
یہ نکرونگا پھر کہا ایک مرد مسلم کو ناحق مار ڈالا قتل کرو کہا اُسنے جلدی کی اور خطا کی پھر کہا عہدہ سے معزول کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے ان لوگون پر
کھینچا ہے مین اُسکو میان نہین کرسکتا۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے۔ گویند برادر مالک متمم بن نویرہ بعد مدینہ آمد و صورت واقعہ
را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر التماس ردّ سبایائے خویش کرد عمر خطاب رضی اللہ عنہ متمم را امداد و اسعاد نمود با ابوبکر گفت شمشیر
خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد اگر این سخن مطابق واقع باشد او را قصاص باید رسانید و روایتے آنکہ چون عمر مبالغہ در آن باب از حد گذرانید
صدیق گفت شاید خالد را درین قضیہ تاویلے رو دادہ باشد و او را در ان تاویل خطائے افتادہ اے عمر زبان خود را در شان او نگہدار انتہے
عجب تماشا ہے کہ خلیفہ ثانی خالد کو برابر عدو اللہ واجب القتل کہے چلے جا رہے ہین مگر اوّل صاحب انکے ارشاد پا سداد کی کہ بموجب روایت
صحیح ترمذی وغیرہ حق انکی زبان پر جاری ہوتا تھا ذرا پروا نہین کرتے اور برعکس اسکے اُسکو سیف اللہ کا خطاب دیتے ہین اب مقتدی
لوگ کیا کرین کسکا اعتبار کرین کسکی بات کو صواب جانین کسکو خطا۔ اور ذرا اس فقرہ پر بھی لحاظ ہو کہ شاید او را درین قضیہ تاویلے رو
دادہ باشد الخ وہان تو سیکڑون مسلمان نمازی بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہوگئے اور اُن کے سرون پر ہنڈیان پک گئین اور اُن کے مال و اسباب
غارت ہوگئے یہان شاید اور باشد ہی ہو رہا ہے کیا اچھی خلافتِ راشدہ ہے۔ اور کیسا عدل و انصاف۔ تاریخ طبری کبیر مین ہے

فلما بلغ قتلہم عمر بن الخطاب تکلم فیہ عند ابی بکر فاکثر فقال عدو اللہ عدا علی مسلم فقتلہ ثم نزا علی امرأتہ

یعنی عمر خطاب کو قبیلہ مالک کے قتل ہوجانیکی خبر پہنچی تو انہون نے ابوبکر سے اس مقدمہ مین گفتگو کی اور زیادہ کیا کلام کو اور کہا دشمن خدا
نے ایک مسلمان کو غدر و مکر سے مار ڈالا پھر اسکی زوجہ پر چڑھ بیٹھا۔ تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابو نہشل شاعر مشہور
لمرو یک چشم تھا چونکہ اسکے جملہ اخراجات کا کفیل اُسکا بھائی مالک تھا وہ نہایت فارغ البالی سے اپنے گھر پر رہتا تھا۔ جب اُسکو مالک کے مارے
جانیکا حال معلوم ہوا تو مدینہ مین آیا اور نماز صبح مسجد رسول اللہ مین ابوبکر کے پیچھے پڑھے بعد ازان اُن کے سامنے کھڑا ہوکر اور گوشہ کمان
پر تکیہ کرکے ایک دردناک مرثیہ مالک کے حال کا پڑھنے لگا پڑھتا تھا اور روتا تھا حتےٰ کہ روتے روتے کمان پر گر پڑا اور اُسکی کانڑی آنکھہ سے
بھی اشک جاری ہوئے۔ روایت ہے کہ عمر نے کہا لو کنت اقول الشعر کما تقول لرثیت اخی کما رثیت اخاک اے متمم اگر مین بھی تیری طرح
شاعر ہوتا تو ایسا ہی اپنے بھائی کا مرثیہ کہتا جیسا کہ تو نے اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔ غرض متمم کے واویلا کرنے اور حضرت عمر کے شور و غل مچانے کا
اتنا اثر ہوا کہ بیگاہ خلافت سے خالد کے نام حکم جاری ہوا کہ لشکر کو وہین چھوڑ کر جریدہ یہان ہو جائے اور خالد کو بھی دار الخلافہ کی طرف سے اطمینان
کلی نہ تھا اپنی زیادتیان اور عمر کی لاگ سے رنجش اُسکے نصب العین تھی لہذا اُس نے راستے مین یہ انتظام سوچا کہ خلوت مین ایسے وقت ابوبکر
سے ملاقات کرے جب عمر وہان نہون اسکے لئے اُس نے حاجب دربان ابوبکر کو گانٹھا۔ اور آدمی بھیجکر اظہار مطلب کیا اور دو دینار زر سرخ

اس کام کی حق الخدمت کے اُسکو بھجوا دے کہ یہ اوّل رشوت تھی کہ اسلام مین دی اور لی گئی روضۃ الصفا مین ہے کہ خالد بنا بر فرمودہ خلیفہ سوئے
روئے توجہ بمدینہ نہاد و بدان بلدہ طیبہ نزدیک شدہ دو دینار برسم تحفہ پیش بواب ابوبکر فرستادہ التماس نمودہ کہ او را تنہا در محلے مناسب پیش
ابوبکر گزارد و دیگرے را در دخول بار وے شریک نگرداند دربان مبلغ مذکور گرفتہ ملتمس او قبول کرد گویند اوّل رشوتے کہ در اسلام صدور یافت آن
بود۔ کہتے ہین کہ ابوبکر کا معمول تھا کہ صبح سویرے نماز فجر پڑھکر گھر مین چلے جاتے اور وہان کچھ دیر تک ورد وظائف مین مشغول رہتے پھر دربان
باہر آتا اور لوگون کے لئے اندر داخل ہونیکی اجازت ہوتی پس اُسنے دو اشرفی رشوت کی لیکر خالد کو کہلا بھیجا کہ علی الصباح چلا آئے تاریخ طبری مین
ہے کہ یہ دربان مرقشی بلال حبشی تھا اور روضۃ الاحباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خالد کی ابوبکر سے علیحدہ ملاقات بلال ہی نے کرائی
مگر راقم کے نزدیک صحیح نہین کیونکہ ہمارے نزدیک بلال حضرت رسولخدا کی وفات کے بعد مدینہ مین نہین رہا شام کو چلا گیا تھا اور اُس نے
ابوبکر کی خدمت تو خدمت انکی بیعت بھی نہین کی۔ غرض خالد صبح کو اپنے ناقہ پر سوار قبا جسمین نشان سیاہ زرہ کے زنگ زدون کے نمودار تھے
پہنے اور عمامہ مین دو تین تیر خون آلودہ برسم سپہداران جاہلیت لگائے بڑے طمطراق سے مدینہ مین داخل ہوا بقول ابو جعفر محمد بن جریر
طبری چونکہ ابوبکر کے مکان کا دروازہ مسجد مین تھا مسجد مین آیا اور وہان حضرت عمر نے اُسکو دیکھا اور بروایت روضۃ الصفا انکا مکان
ایک مسجد کے متصل تھا جسکے دروازے پر حضرت عمر کھڑے تھے بہر کیف عمر نے جو اُسکو باین تبختر دیکھا بیتاب ہوگئے اور اچھلکر وہ تیر اُس کے
عمامہ سے کھینچ لئے اور پیرون مین کچلکر توڑ ڈالے اور کہا قتلت مسلما و نزوت علی زوجتہ تو نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا اور اُسکی
بیوی کے ساتھ زنا کیا پھر یہ تکبر و تبختر کرتا ہے واللہ لارجمنک باحجارک قسم بخدا کہ مین تجھکو پتھرون سے سنگسار کرونگا خالد خاموش تھا اور
کچھ ہان ہین نہ کہتا تھا گمان اسلئے کہ عمر ابوبکر کی اسکے حق مین ایک رائے ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہین ابوبکر کے امر و اشارے سے کہتے ہین عمر خالد کو
کشان کشان دروازہ ابوبکر پر لے گئے اور اندر جانا چاہا حاجب مانع آیا اور خود اندر گیا اور واپس آکر کہا کہ صرف خالد کو بلایا ہے خالد اندر گیا اور
عمر بیرون در ہاتھ ملتے رہ گئے طبری کہتا ہے کہ عمر دست بر دست میزد و میفرمود دریغا کہ خون مالک باطل گشت و ہم اکنون ابوبکر رضی اللہ عنہ او را
بزبان بفریبد و عذر خواہد داد و عذرش بہ پذیرد۔ تھوڑی دیر بعد جب خالد وہان سے واپس آیا تو اُسکی حالت بدل گئی تھی عمر کو دیکھا تو انکی مان کا نام
لیکر کہا ھلم الی یا ابن حنتمہ اے پسر حنتمہ اب تو میرے پاس آ۔ اور تاریخ طبری کبیر دست بقبضہ شمشیر ہوکر کہا یا ابن الاعسر صاحب تاریخ کہتا ہے
کہ خالد نے عمر کو ایسر اسلئے کہا کہ وہ دست چپ سے کار کرتے تھے جو کہ روز دہنے ہاتھ سے کرتے ہین یہ کہکر خالد جہان سے آیا تھا وہان چلا گیا
عمر کے دل کی اسوقت جو کیفیت تھی ہر کوئی خیال کرسکتا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ تمام زمانہ خلافت ابوبکر خالد پر دانت پیستے رہے۔ تاریخ مرآۃ الزمان
مین ہے کہ عمر ابوبکر کی مدتِ خلافت مین خالد پر غضبناک رہے بسبب اُس کلام کے جو اُسکی طرف سے اُنکو پہنچا تھا کہ وہ اُنکی ہتک حرمت کرتا ہے
اور فراغت نہین سمجھتا اور کبھی اُنکا سیدھی طرح نام نہین لیتا ہے حقارت سے مان کے نام کے ساتھ یا اعسر کہتا ہے پس سب سے بڑا گناہ خالد
کا عمر کے نزدیک مالک بن نویرہ کا قتل تھا باوجود اسکے اسلام کے اور اُسکی عورت کے ساتھ زنا کرنا اور تیر ہائے خون آلود عمامہ مین لگا کر مسجد مین داخل
ہونا وہ عمر کو ہمیشہ اسکے معزول کرنیکی ترغیب کرتے رہتے تھے اور اس سے مالک کے خون کا عوض لینے کو کہتے تھے مگر ابوبکر اسمین متوقف تھے +

نیز مراۃ الزمان مین ابو ریاش سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ خالد مدینہ مین آیا تو زوجہ مالک اُسکے ساتھ تھی بس عمر اُٹھے اور علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا حق خدا ہے کہ اِس مرد سے جسنے ناحق ایک مسلمان کا خون بہایا اور اُسکی زوجہ پر اسطرح کودا جسطرح کبوتر کبوتری پر جست کرتا ہے قصاص لیا جائے۔ پھر علیؑ و عمر دونو سعد وقاص اور طلحہ بن عبد اللہ کے پاس گئے اور چارون ہم عہد ہو کر ابو بکر کے پاس داخل ہوئے اور اُنسے کہا لا بُدَّ مِن ذٰلِکَ ضرور خالد کو قتل کرنا چاہیے اُنہون نے کہا لا اغمد سیفا سلہ اللہ۔ **پارۂ از شرف و سخا ر مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ** تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ عرب اور غیر عرب سے کسی کو نہین سُنا کہ وہ اپنے مردے کے غم مین اسقدر رویا ہو جتنا کہ متمم اپنے بھائی مالک کے غم مین رویا اور نوبت اسکے گریہ وبکا کی یہ پہنچی تھی کہ شعرا نے بطور ضرب المثل اپنے اشعار مین اُسکا ذکر کیا ہے واقدی نے کتاب الردہ مین روایت کی ہے کہ عمر خطاب نے ایکبار متمم سے پوچھا ما بلغ من حزنک علی اخیک کہ تیرا حزن والم تیرے بھائی پر کہانتک پہنچا کہا ایک سال تک میری یہ کیفیت تھی کہ رات بھر نہین سوتا تھا اور یونہین صبح کر دیتا تھا۔ اور جہان کہین آگ روشن دیکھتا تو گمان ہوتا کہ میری جان بدن سے نکل جائیگی کیونکہ اسکو دیکھکر مجھکو اپنے بھائی کی آگ یاد آتی جو اُسکے حکم سے رات بھر روشن رہتی تھی تاکہ اُسکا کوئی مہمان کہین قرب وجوار مین رات کو نہ رہ جائے آگ دیکھکر اُسکی منزل پر چلا آئے اور نوبت اُسکی مہمان نوازی کی یہ پہنچی تھی کہ رات کو چھپکر اورون کے مہمانون کو اپنے ہان لے آتا۔

عمر نے کہا واقعی وہ بڑا سخی جوانمرد تھا۔ نیز عمر نے متمم سے کہا کہ کچھ اپنے بھائی مالک کا حال بیان کر اُس نے کہا اے امیر المومنین مین ایکبار قبائل عرب سے ایک قبیلہ مین اسیر ہو گیا تھا میرے بھائی کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیا جسوقت لوگون نے اُسے آتے دیکھا تو جو بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے اور کوئی عورت باقی نرہی جس نے گھر مین سے اُسے جھانک کر ندیکھا ہو پس ابھی اپنے ناقہ سے نہین اُترا تھا کہ مجھکو رسن بستہ اُسکے آگے لاکر حاضر کر دیا اُس نے اپنے ہاتھ سے مجھے کھولا عمر نے کہا ھذا ھو الشرف کہ بیشک شرف و بزرگی اسی کو کہتے ہین۔ **قصہ خولہ بنت جعفر الحنفیہ۔** واضح رہے کہ جناب خولہ مادر محمد بن حنفیہ فرزند دلبند امیر المومنینؑ کہ اسی مہم خالد مین گرفتار ہو کر مدینہ آئین۔ اِس قوم کے بزرگان و روسا سے ایک شخص مسمی جعفر کی بیٹی ہین حضرت امیر المومنینؑ نے بتعیین مہر اس معظمہ کے ساتھ نکاح کیا اور ابو القاسم محمد بن حنفیہ اُنسے متولد ہوئے **بحار الانوار** مین منقول ہے کہ دو مرد امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے ابو جعفر تم کہتے ہو کہ امیر المومنین اپنے سے پہلے خلیفون کی خلافت پر رضامند نہ تھے یہ تو فرمائے کہ اگر ایسا تھا تو اُنہون نے خولہ حنفیہ پر جو ابو بکر کے عہد مین گرفتار ہو کر آئی تھی کیون تصرف فرمایا حضرتؑ نے جابر بن عبد اللہ انصاری کو بلوایا حالانکہ بسبب ضعف پیری بصارت اُنکی جاتی رہی تھی۔ پس جابر آئے اور سلام کیا آنحضرت پر حضرتؑ نے جواب سلام دیا اور اپنے پہلو مین بٹھالیا اور فرمایا اے جابر حنفیہ کا قصہ تمہارا چشم دید ہے اِن لوگون سے بیان کرو کیونکہ یہ چاہتے ہین کہ اُسے حقیت خلافت ابو بکر کی دلیل گردانین جابر نے یہ سُنا تو گریان ہوئے یہانتک کہ اُنکی ریش اُن کے آنسوؤن سے تر ہو گئی اور کہا اے مولا میرے مین ڈرتا تھا کہ دنیا سے اُٹھ جاؤن اور کوئی مجھ سے اِس حال کی بابت سوال نہ کرے۔ قسم خدا کی کہ مین ایک روز ابو بکر کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ بنی حنیف کے اسیر اُسکے سامنے حاضر کئے گئے جنکو خالد ولید نے پکڑ کر بھیجا تھا۔ اُن کے درمیان ایک لڑکی جوان تھی جب مسجد مین داخل ہوئی تو وہ لڑکی روضہ مبارک رسول اللہ کی طرف

مُنہہ کر کے پکاری السلام علیک یا رسول اللہ درود و رحمت خدا ہو تمپر شہادت دیتی ہون کہ تم میری آواز سُنتے ہو اور جواب دیسکتے ہو۔ اُنہون نے ہمکو اسیر کیا ہے حالانکہ ہم مسلمان کلمہ گو ہین وحدانیت خدا اور تمہاری رسالت کا اقرار کرتے ہین یہ کہکر بیٹھ گئی بروایت ابن شہر آشوب کہا یا رسول اللہ آپ کی اُمت نے ہمکو کافرون کی طرح اسیر کیا حالانکہ ہمارا کچھ گناہ نہین بجز اسکے کہ تمہاری اہلبیت کو دوست رکھتے ہین پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ایہا الناس کسلئے تمنے ہمکو قید کیا بحالیکہ ہم شہادتین کا اقرار کرتے ہین ابو بکر نے بقولے زبیر سے کہا اس سبب سے کہ تمنے مال خدا کے ہمارے پاس ادا کرنے سے انکار کیا کہا انکار نہین کیا ایسا اور ایسا کہا اور مانا کہ انکار ہی کیا تھا تو مردون نے کیا تھا عورتون کا اسمین کیا قصور تھا ابو بکر کو اسکا کچھ جواب نہ آیا پس مہاجرین سے دو مرد یعنی طلحہ زبیر نے اُسپر چادر ڈالدی (یہ نشان تھا خریداری کنیز کا) خولہ نے کہا اے معشر اعراب تمکو کیا ہوا کہ اپنی عورتون کو چھوڑ کر پرائی عورتون کی ہتک حرمت کرتے ہو کہا ہم تجھکو بھاری قیمت پر خرید کرینگے خولہ نے کہا تم مجھکو نہین لے سکتے قسم خدا کی اور محمد مصطفےٰ کی کہ مجھکو وہ لے سکتا ہے جو بتلائے کہ میرے حمل کے وقت میری مان نے کیا خواب دیکھا اور کیا بیٹنے اُس سے کہا اور میرے اور اُسکے درمیان کیا علامت تھی اور جو بغیر اسکے میرا قصد کریگا مین اپنے ہاتھ سے پیٹ پھاڑ ڈالون گی اور یون میری قیمت ضائع ہو گی ابو بکر نے کہا اگر تو نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کر کہ اُسکی تعبیر کیجائے بروایت الخرائج والجرائح فرمایا اِس مجمع کو دیکھکر خوف اُسپر چھا گیا ہے اور بیہوشانہ یہ باتین کرتی ہے خولہ نے کہا جو میرا شوہر بنا چاہتا ہے وہی اِس خواب کی تعبیر تبلائیگا دوسرا نہین بتلا سکتا پس طلحہ زبیر نے مایوس ہو کر اپنے اپنے کپڑے اُٹھا لئے بروایتے اُس نے کہا ایھا الناس لست بعریانۃ فتلبسونی ولا سائلۃ فتصدقون علی کو مین ننگی نہین ہون کہ تم مجھکو ڈھانپتے ہو نہ سائل ہون کہ مجھے خیرات دیتے ہو۔ غرض یہی باتین تھین کہ حضرت امیر کبیر وہان تشریف فرما ہوئے لوگون نے یہ حکایت حضرت سے بیان کی آپ نے فرمایا راست کہتی ہے یہ حال اُس سے بیان کرو اور اُسپر متصرف ہو جاؤ کہا اے ابو الحسن تم جانتے ہو کہ جب سے رسول اللہ نے رحلت کی تو اخبار سماوی ہمپر بند ہو گئے پھر علم غیب کے دریافت ہونیکی کیا صورت ہے فرمایا اگر مین اُس سے خبر دون تو معترض تو نہو گے کہا نہین پھر خولہ سے فرمایا اگر تجھے تیرے قصہ سے آگاہ کرونگا تو تجھپر قبضہ کرونگا کہا تو کون ہے فرمایا علی ابن ابیطالب کہا تم وہی ہو جنکو رسول اللہ نے بروز غدیر امامت پر نصب فرمایا۔ فرمایا ہان وہی ہون خولہ نے کہا ہم تمہاری ہی وجہ سے تباہ ہوئے کیونکہ ہمارے مرد کہتے تھے کہ ہم سوائے امام نصب کردہ پیغمبر خدا کے کسی کی اطاعت نہین کرینگے اور کبھی زکوٰۃ ندینگے امیر المومنینؑ نے فرمایا ان اجرکم غیر ضائع وان اللہ توفی کل نفس ما عملت من خیر کہ تمہارا اجر ضائع نہو گا اور حقتعالےٰ پورا کریگا ہر شخص کے لئے بدلا نیکی کا جو اُس نے کی ہے۔ پھر فرمایا اے حنفیہ کیا یہ راست نہین کہ تیرا حمل قحط سالی مین رہا تھا جبکہ آسمان سے قطرہ آب نہ برستا تھا اور نہ زمین سے پرکاہ نکلتا نہرین اور چشمے خشک ہو گئے تھے اور جانورون صحرا چراگاہ کی تلاش مین مارے مارے پھرتے تھے نہ ملتی تھی۔ تیری مان کہتی تھی کہ تو ایک منحوس حمل ہے جو ایسے نحس وقت مین رہا جب نو مہینے پورے ہوئے تو تیری مان نے خواب مین دیکھا کہ گویا تو تولد ہوئی اور اُس نے تجھے کہا تو منحوس ہے کہ نامبارک زمانہ مین پیدا ہوئی تو نے کہا اے مادر ایسا نہ کہو بتحقیق کہ مین بابرکت ہون مبارکی سے نشو و نما پاؤن گی پھر ایک سید و سردار سے میرا عقد ہو گا اور اُس سے

میرے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بنی حنیف کے لئے عزت اور فخر کا باعث ہوگا خولہ نے کہا راست کہا تمنے اب فرمائیے کہ میرے اور میری ماں
کے درمیان کیا علامت تھی۔ فرمایا جب تو پیدا ہوئی تو اُس نے اس خواب کو تیرے کلام سمیت ایک تانبے کی تختی پر کھدوا کر عتبہ خانہ کے
نیچے دفن کر دیا جب تو دو برس کی ہوئی تو یہ ماجرا تجھ سے بیان کیا تو نے اسکی تصدیق کی چھ سال کی ہوئی تو پھر اس قصے کو تجھ پر دوہرایا۔
تو نے پھر اسکا اقرار کیا اُسوقت اُس نے وہ تختی نکالکر تیرے حوالہ کی اور کہا اسکو بازو پر باندھ لے اور حفاظت کر اسکی جب اِس قبیلہ پر
مصیبت پڑے اور وہ شخص اِنپر چڑھ آئے جو اُنکے مردون کو قتل اور زن و بچہ کو اسیر کرے اور مال و اسباب کو لوٹ لے اور تو بھی اُنکے
درمیان قید ہو جائے تو اس لوح کو اپنے پاس رکھنا جو شخص اس خواب کا حال تجھ سے بیان کرے اور عبارت لوح تجھکو بتلائے اُس سے نکاح
کرنا خولہ نے کہا صدقت یا امیر المومنین راست کہا تمنے اے امیر مومنون کے یہ کہکر وہ تختی نکال کر حضرت کے آگے ڈالدی بروایت
ابن شہر آشوب و خرائج حضرت نے فرمایا جب تو گرفتار ہوئی تو بڑا اہتمام تجھکو اسکا تھا کہ وہ تختی تجھ سے گم نہو جائے پس تو نے اُسے اپنے
بازوئے راست پر محکم باندھا اب وہ تختی مجھکو دے کہ مین اُسکا صاحب ہون اور مین ہی باپ ہون اُس پسر ارجمند کا اور نام اُسکا
محمد ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا کہ خولہ رو بقبلہ ہوئی اور کہا اللھم انت المتفضل المنان اوزعنی ان اشکر نعمتک
التی انعمت علی ولم تعطھا لاحد الا واتممتھا علیہ اللھم بصاحب النبوۃ التی اخبرھا ھو کائن الا اتممت فضلک علی
یہ دعا پڑھکر اُس لوح کو نکالکر حضرت کے آگے ڈالدی ہا ابوبکر نے اُسے اُٹھایا اور عثمان کو دی کہ قرائت کرے عثمان نے پڑھا قسم خدا کی کہ جو
کچھ امیر المومنین نے فرمایا تھا اُس سے نہ ایک حرف زیادہ تھا نہ کم تھا۔ دوست شاد دشمن نامراد ہوئے اور صدا مجلس سے بلند ہوئی
کہ راست کہا ہے رسول اللہ نے انا مدینۃ العلم و علی بابھا کہ مین شہر علم ہون اور علی اُسکا دروازہ ابوبکر نے خولہ کو امیر المومنین کے
حوالہ کیا اور آپ نے اسماء بنت عمیس مومنہ پاک کے پاس کہ اُن ایام مین زوجہ ابوبکر تھی بھیجدیا کہ اچھی طرح رکھے تا اینکہ کچھ دنون بعد اُسکا
بھائی آیا اور حضرت نے اُسکی ساتھ نکاح پڑھالیا۔ جابر نے اتمام حدیث کے بعد عرض کی اے ابوجعفر قسم بخدا کہ علی نے بعد اتمام حجت و ثبوت
شاہد و بینہ احیی نکاح اُسپر تصرف فرمایا پس لعنت خدا کی اُسپر کہ حق اُسپر واضح اور روشن ہو جائے پھر وہ آنحضرت کی فضیلت سے انکار کرے
اور اُن کے اور حق کے درمیان اورون کو حائل گردانے۔

رجوع بحال خالد ولید

خالد مین جہان اور اوصاف حمیدہ جمع تھے
وہان یہ بھی ایک وصف تھا کہ وہ فضول خرچ پرلے سرے کا تھا اموال غنیمت کو وہ بہت بیدردی سے اُڑاتا تھا اور ابوبکر کو مطلقاً اُسکا
حساب نہ بھیجتا تھا ہر چند ابوبکر بھی اُس سے ناواقف نہ تھے مگر وہ دیدہ و دانستہ اغماض کرتے تھے عمر نے چاہا کہ اُسکا ہاتھ روکا جائے
ابوبکر سے کہا کہ اُسکو لکھو کہ بغیر تمہاری اجازت کے کسی کو کچھ نہ دے ابوبکر نے اُسکو لکھا تو اُس نے حضرت کو لکھا اما ان تدعنی و عملی
والا فشانک و عملک یعنی یا تو تو مجھکو میرے کام پر چھوڑ دے کہ مین جو چاہون سو کرون ورنہ تو جان اور تیرا کام عمر نے کہا اُسکو معزول

[1] ترجمہ پروردگارا تو ہی ہے فضل و احسان کرنیوالا پروردگارا مجھ موفق کر تو مجھکو کہ مین تیری نعمت کا کہ تو نے مجھکو عطا کی شکر بجالاؤن اور خداوندا تو نے کسی کو
کوئی نعمت عطا نہین کی الا یہ کہ اسپر تمام کی خداوندا بحق اس صاحب نبوت کے جسنے خبر دی اس امر کی جو کہ ہونیوالا ہے تو اپنے فضل کو مجھپر تمام کر۔ ۱۲

کرنا چاہیے ابوبکر نے کہا اُسکو معزول کرون تو اُسکی بجائے کون میرا کام انجام دے عمر تیار ہو گئے کہ سپہ سالاری کا کام مین کرونگا مگر اور
لوگون نے ابوبکر کو کہا کہ عمر تمہارے پاس رہنے چاہئین اور خالد اِسی کام کے لئے موزون ہے جسپر کہ ہے اور معاملہ رفت گذشت ہوا چنانچہ
یہ تمام کیفیت زبیر بن بکار کی روایت سے ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین نقل کی ہے **اور ایک اور حرکت** اِس پسر ولید کی یہ ہے
کہ جنگ یمامہ مین بارہ سے مرد اصحاب رسول اللہ سے شہید ہوئے تھے کہ اکثر اُنسے مہاجرین و انصار و حافظان قرآن تھے اس مصیبت عظیم مین
اسلام و مسلمین پر واقع ہوئی چاہیے تھا کہ وہ محزون و مغموم ہوتا۔ مگر اُس نے اِسی موقعہ پر دختر مجاعہ بن مرارہ سے کہ ارکان دولت مسیلمہ کذاب
سے تھا شادی کے ٹھہرائی ہر چند خود مجاعہ نے کہا کہ اے امیر اسوقت مصیبت مین کہ کثرت قتل و قمع سے گھر گھر مین سوگ ماتم بپا ہے کون موقعہ
شادی کا ہے مگر اس شہوت پرست نے ایک نہ سنا اور مزے سے شادی کدخدائی رچائی اور ایک لاکھ درہم دلہن کے مہر مین دیکر نکاح کیا اور
وہین عیش و عشرت مین غرق ہو گیا اور الیاست بادہ سرور ہوا کہ بجز اقربا دلہن کے اسکی نظر مین کسی کی وقعت نرہی صحابہ کبار رسول مختار
کو وہ مُنہہ نہ لگاتا تھا چنانچہ کبار صحابہ اسکی اِس حرکت سے ناخوش ہو گئے اور حسان بن ثابت نے ایک قطعہ ابوبکر کو بدین مضمون لکھکر بھیجا کہ
تو خلیفہ رسول اللہ ہے روا رکھتا ہے کہ ہمارے شہید و نکا خون خشک نہو اور خالد عروس کے ساتھ حجلۂ عشرت مین پاؤن پھیلائے
اور اعضا و جوارح مسلمانون کے ہنوز خاک و خون مین غلطان میدان مین پراگندہ ہون اور وہ دلجمعی سے مسند حریر و دیبا پر تکیہ لگائے خویش
و اقارب منکوحہ کو محترم رکھے اور ہمارے سلام کا جواب بھی مشکل سے دے۔ یہ قطعہ خلیفہ صاحب کو پہنچا اور ادھر خلیفہ ثانی کا بھائی زید بن
الخطاب بھی اس معرکہ مین قتل ہوا تھا اِنکو یہ حالات معلوم ہوئے تو بہت روز سے خالد کی شکایت کی اور کہا اُسکو اب امیر لشکر نہین رکھنا
چاہیے بارے حضرت ابوبکر نے اُسے معزول تو نکیا لیکن ایک نامہ بکمال زجر و عتاب تحریر کیا جسکو ہم اصل عبارت روضۃ الصفا مین نقل
کرتے ہین **وہو ہذا** اے خالد دائم الاوقات بازدواج و اختلاط نسوان اشتغال مینمائی و استیلائے شہوت میان تو و حیا و شرم و مصلحت
حائل است و از مصیبت ہزار و دویست مسلمانان کہ ہفتصد ازان قرآن خوان بودند فراغت داری و غرائے یاران پیغمبر گاہے نداشتی و
نمیداری و این حرکات ناشایستہ علاوہ قتل مالک بن نویرہ شد۔ نفرین بر تو و احوال قبیح و اعمال شنیع تو باد کہ نسبت بنی مخزوم را معیوب
گردانیدی۔ والسلام۔ کہتے ہین کہ ابوبکر نے زوجہ مالک کے ساتھ زنا کرنے پر بھی خالد کو بہت جھڑکا تھا۔ کیونکہ لڑائی کے موقعون پر یون لذات
نسا مین منہمک ہو جانا عرب مین نہایت معیوب گنا جاتا تھا۔ اور اسوقت تو بیحیا و بے شرم یاران پیغمبر کے قتل سے بے پروا بنی مخزوم کی ذات کو بٹہ
لگانیوالا ابھی کچھ کہہ ڈالا۔ اور لعن و نفرین تک نوبت پہنچا دی۔ اگر اہل تشیع کسی ادنے اصحابی کی نسبت بھی یہ کلمات زبان پر لاتے تو خدا جانے
اہل سنت اُنکا کیا حال کرتے مگر یہ خلیفہ اول ہین انہین کچھ نہین کہتے۔ طرہ یہ کہ خالد نے خلیفہ صاحب کی اس دراز نفسی پر ذرا بھی خیال نہین کیا
اور خالی باتو نہین بلکہ اُسے ٹھٹھہ مین اُڑا دیا اِسلئے کہ اِس خط پڑھنے کے بعد کی جو اُسکی کیفیت روضۃ الصفا مین تحریر ہے وہ یہ ہے۔ چون نامہ ابوبکر
بخالد رسید و از فحوائے آن وقوف یافت بقہقہہ خندید و گفت این کلمات از سخنان عمر است و ابوبکر از ہمہ آنہا بیخبر **ایہا الناظرین** آپنے
خالد کے حالات پڑھے اور معلوم کیا کہ وہ کس قماش کا آدمی تھا ہمنے بھی اِن کوائف کو ذرا بسط سے اسواسطے قلم بند کیا تا کہ آپ دیکھین کہ یہ وہی

شخص ہے جسنے نورِ خدا کے مٹانے اور عمودِ دین کے گرانے اعنی امیر المومنین نفسِ رسول ربّ العالمین کے قتل کرنیکا ارادہ کرلیا تھا جو کہ ہرچند قوۃ سے فعل مین نہین آیا مگر وزر وبال مین وہ پسرِ ملجم قاتل امیر المومنین سے کم نہین رہا۔ پس آپ جانین کہ آنحضرت کی دشمنی ایسے ہی لوگونکا کام ہے جو اسطرح دین وایمان سے بیگانہ اور فسق وفجور مین مستغرق ہون اب ہم کچھ سلوک خلیفہ ثانی کے جو انہون نے اپنے با اختیار ہونیکے زمانہ مین خالد کے ساتھ کیے آگے لکھتے ہین اور اس قصے کو تمام کرتے ہین۔ **واضح** رہے کہ حضرت عمر کو جو حصہ غنائم قبیلہ مالک سے ملا تھا انہون نے اسپر اصلا تصرف نہ کیا بلکہ بجنسہٖ اُٹھا رکھا تا اینکہ خلافت پر فائز ہوتے ہی جو لوگ اس قبیلے کے رہ گئے تھے اُنکو بلایا اور وہ حصہ معہ دیگر اموال و نفوس کے جو مسلمانون کے پاس سے دستیاب ہوئے اُنکو دلوادیا تا اینکہ کہتے ہین کہ کچھ عورات نواحی شُشتر سے واپس منگائی گئین کہ بعض اُنمین حاملہ تھین۔ یہان قدرتی طور سے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس مقدمے مین حضرت ابوبکر برسرِ خطا تھے تو وہ تحت مواخذ دار آخرت ہین کہ مسلمانون کو مال حرام کھلایا اور ناجائز لونڈی غلامون پر اُنکو تصرف بخشا کہ انہون نے اُنکی عورتون سے بحرام جماع کیا اور اولادِ زنا اُنسے پیدا ہوئی اور جو اُنکا فعل حق و درست تھا تو نہایت ناروا جسارت حضرت عمر سے سرزد ہوئی کہ انہون نے یہ مال حلال مسلمانون سے اُگلوایا اور غلام وکنیزون کو اُن کے جائز مالکون سے چھینا اور غیر مستحقون کو بلا بیع ونکاح بخشا کہ وہ بحرام اُن پر متصرف ہوئے۔ غرض دونو باتون سے ایک بات ضرور لازم آئیگی۔ **الغرض** کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ بعد بیعت اوّل کلمہ کہ خلیفہ ثانی کی زبان سے نکلا اُنکا خالد کو امارت لشکرِ شام سے معزول کرنا تھا وہ کلمہ یہ تھا۔ **لا یلی لی خالد عملاً ابداً** یعنی خالد کبھی میرے کسی کام کا والی نہوگا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ یہ پہلا خط جو خلافت پناہ نے لکھا ابو عبیدہ کی طرف تھا جسمین خالد کو سپہ ساری سے معزول کرکے ابو عبیدہ کو اُسکی جگہہ مقرر کیا تھا۔ کیونکہ وہ تمام زمانہ خلافت ابوبکر خالد سے ناراض تھے بباعث قضیہ مالک بن نویرہ کے اور بوجہ ان افعال کے جو وہ لڑائیون مین کرتا تھا۔ اور بعض[1] کتب مین ہے کہ اصلی باعث عداوت کا خالد اور عمر کے درمیان یہ تھا کہ ایک مرتبہ شروع جوانی مین ان دونو کی باہم کشتی ہوئی خالد ازبس طاقتور مُسٹنڈا تھا اُس نے جو عمر کو اُٹھا کر پٹکا تو اُنکی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی جو بہت سے علاج معالجہ کے بعد درست ہوئی تھی اُسوقت سے عمر اسکی طرف سے بغض وعداوت رکھتے تھے۔ بہرکیف آپنے ابو عبیدہ کو لکھا کہ خالد کو مجمع عام مین کھڑا کرکے اُسکے سر سے ٹوپی اور عمامہ اتارے اور اُسی عمامہ سے اسکے ہاتھ باندھکر اُس سے اُن افعال کے بابت جو اُس سے سرزد ہوئے دریافت کرے اگر وہ اپنی تکذیب کرے تو اپنے کام پر بدستور برقرار رہے انکار کرے تو امیر تو ہے اُسکے اموال کا مقاسمہ کرکے نصف اُسکا بیت المال مین داخل کر۔ ابو عبیدہ نے مضمونِ خط خالد کو سُنایا تو اُس نے کہا اتنی مہلت دے کہ مین اس بارے مین مشورہ کرلون ابو عبیدہ نے مہلت دی پس خالد نے فاطمہ بنت ولید اپنی بہن سے کہ حارث بن ہشام کے نکاح مین تھی، صلاح لی۔ اُس نے کہا **واللہ لا یحبک[12] عمر ابدا وما یرید الا ان تکذب نفسک ثم ینزعک** کہ قسم خدا کی عمر کبھی تجھ سے دوستی نہ کریگا وہ صرف یہ چاہتا ہے تو اپنے تئین تکذیب کرے پھر تجھکو علیحدہ کردے خالد

[1] مراد ان بعض کتب سے کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون تصنیف علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی ہے کہ یہ اصلی وجہ عداوت کی اسمین بضمن بیان سریہ خالد بن الولید الی بنی خذیمہ ذکر کی ہے جیسا کہ مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے تشیید المطاعن مین نقل کیا ہے۔ ۱۲ ❖ ❖ ❖

نے یہ کلام دانش نشان اپنی عاقلہ بہن سے سُنا تو بے اختیار اُسکے سر پر بوسہ دیا اور کہا **صَدَقتِ وَاللہِ** قسم بخدا تو نے راست کہا پس اُسنے اپنی تکذیب سے انکار کیا۔ اور مراۃ الزمان مین ہے کہ خالد نے یہ حکم خلیفہ صاحب کا ابو عبیدہ سے سُنا تو کہا **فعلہا الاُعیسر بن حنتمہ** یعنی حسب عادت خود عمر کی دونو طرح کی مذمت کی کہ پسر حنتمہ اور چپہ دست (بائین ہاتھ سے کام کرنیوالا) کا یہ کام ہے **لا یزال کذا** وہ ہمیشہ ایسا ہی کریگا۔ اور ابو عبیدہ کو کہلا بھیجا کہ مین اپنی تکذیب نہین کرسکتا تو اگر میرے مال کا مناصفہ کرلے ابو عبیدہ نے ٹھیک نصفا نصف کرلیا تا اینکہ اگر ایک جفت نعلین پایا تو اُسمین سے بھی ایک پوائی لے لی۔ پس لوگ نہین عمر کی نسبت گفتگو مین ہونے لگین اور انہون نے کہا قسم بخدا کہ یہ خالد کی عداوت کے سبب سے ہے اور صحابہ کو اصلاً پسند نہ آیا جو کچھ خالد کے ساتھ کیا گیا۔ اور کہتے ہین کہ خالد نے مجمع مین اسطرح بعزت ہونا گوارا نہ کیا جب بلال بن حمامہ مؤذن کھڑا ہوا کہ اُسکو اُسکے عمامہ سے باندھے تو اُس نے بلال کو جھڑکا اور کہا ایہہ[1] تو کیا چاہتا ہے اور اُسکو دشنام دی پھر تھوڑی دیر بعد کہا کر جو چاہے پس بلال نے اُسکے عمامہ سے اُسکو باندھا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ نے یہ فعل عمر کا پسند نہین کیا اور اُسمین لوگون نے گفتگوئین کین اور بحلف شرعی کہا کہ عمر نے صرف عداوت سے خالد کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اور نیز خالد نے بھی سیدھی طرح سے اس حکم کو نہین مانا بلکہ بلال حبشی جیسے بزرگوار صحابی کو جبکہ وہ اجراءِ حکم عمری کے لئے کھڑا ہوا جھڑکا اور گالیان تک اُسے دین کہ لفظ نال منہ کہ روایت مین ہے اُسپر دلالت صریح رکھتا ہے پس صاحب ازالۃ الخفاء نے جو جوش مدح خلیفہ ثانی مین لکھدیا کہ تحفہ ترانیکہ خالد باینہمہ جلادی کہ داشت براین ماجرا مجال دم زدن ندید و دیگر لشکریان وامراء از دیدِ این معاملہ بد دل نشدند از سرتاپا باطل ہے اور علی ہذا جو کہ بمفاد بنائے فاسد علی الفاسد اسپر متفرع و مترتب فرمایا ہے کہ این از خصائص صولت حضرت فاروق بودہ است وہ بھی صحیح نہوگا کیونکہ یہان ناظرین نے دیکھ لیا کہ خالد نے بھی اسمین کم دم زنی نہین کی اور اہل لشکر بھی خلیفہ صاحب کی عیب جوئی سے باز نہ رہے بلکہ وہان تو وہان خود مدینہ مین حضرت عمر کی روبرو مین اسوقت جبکہ وہ منبر پر فخریہ اس عزل ونصب کا ذکر فرما رہے تھے لوگون نے اُن پر رد وانکار کیا ہے اور ذرا پاس ولحاظ صولت عمری کا نہین رکھا واقدی فتوح الشام مین کہتا ہے کہ عمر نے عزل خالد کے بعد خطبہ کہا **ایہا الناس انی اقررت ابا عبیدۃ الرجل الامین وقد رایتہ لذلک اہلا وقد عزلت خالدا عن امارتہ فقال رجل من بنی مخزوم انعزل رجلا اشہر اللہ بیدہ سیفا ناطقا وجعلہ دافعا للمشرکین وقد قیل لابی بکر اعزلہ فقال لا اعزل سیفا سلّہ اللہ ونصر بہ دینہ وان اللہ لا یعذرک ولا المسلمون ان انت غمدت سیف اللہ وعزلت امیرا امّرہ اللہ لقد قطعت الرحم وحسدت ابن العم** یعنی عمر نے کہا لوگو مینے ابو عبیدہ کو کہ مرد امین ہے امیر مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک وہ اس عہدہ کے اہل اور لائق ہے اور خالد کو مینے معزول کیا۔ اسپر ایک مرد نے بنی مخزوم سے کہا کہ تو اُس شخص کو معزول کرتا ہے کہ حقتعالےٰ نے اُسکے ہاتھ مین شمشیر بران کھینچی اور اُسکو دافع اہل شرک بنایا ہے تحقیق کہ ابوبکر سے کہا گیا تھا کہ اُسکو معزول کرے تو اُس نے کہا تھا کہ مین اس تلوار کو میان نہین کرتا جسکو خدا نے کھینچ رکھا ہے اور اپنے دین کی اُس سے نصرت فرمائی ہے پس اے عمر ضرور تمکو حقتعالےٰ معذور

نہ رکھے گا اور نہ مسلمانون کے نزدیک تو معذور رہوگا اگر تو نے شمشیر خدا کو میان کیا اور اُس شخص کو معزول کیا جسکو خدا نے امیر مقرر فرمایا ہی
اسمین شک نہین کہ تو نے قطع رحم کیا اور اپنے پسر عم پر حسد لیگیا ہے پس عمر یہ باتین اس مخزومی کی جسکا نام بعض روایات مین عمرو ابن حفص
لیا گیا ہے سُنکر بجائے اِسکے کہ اپنی صولت و شوکت کا اثر دکھاتے اور اِس گستاخی کی اُسکو سزا دیتے۔ اور خوشامد کی سی باتین بنانے لگے۔
چنانچہ اِسی روایت واقدی مین ہے ثم نظر عمر الی المخزومی فراٰہ غلاما حدث السن فقال شاب حدث السن غضب
لابن عمہ یعنی عمر نے اس مخزومی کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ ایک جوان نوخیز ہے۔ فرمایا جوان نوعمر ہے اُسکو اپنے چچازاد بھائی (خالد) کیلئے
غصہ آگیا ہے سُبحان اللہ یہان صولتِ عمری کہان چلی گئی کہ اِس جوان مخزومی نے جو جو دل مین آیا کہہ ڈالا اور برملا خلافت پناہ کو قاطع رحم و حاسد
بتلایا اور اُنسے کچھ بھی نہ ہوسکا۔ **القصہ** عزل خالد دو مرتبہ عمل مین آیا ایک امارت لشکرہائے شام سے صدر خلافت عمر مین دوم حکومت
قنسرین سے جہانکہ وہ ابو عبیدہ کی طرف سے حکومت کرتا تھا ۱۷ھ ہجری مین اِس دوسری معزولی کی وجہ ابن اثیر وغیرہ نے یہ بتلائی ہے
کہ کچھ لوگ جنمین اشعث بن قیس بھی شامل تھا طلب احسان خالد کے لئے اسکے پاس گئے تھے اُسنے ہر ایک کو زر و مال بخشا چنانچہ ایک اشعث
کو دس ہزار درہم ملے اسکی خبر عمر کو پہنچی تو بہت برہم ہوئے اور اُنہون نے اسی خواری سے قنسرین سے اُسکا معزول کرنا تجویز کیا جیسا کہ
پیشتر سپہ سالاری سے ہوچکا تھا چنانچہ اُنہون نے ابو عبیدہ کو کہ حمص مین حکومت کرتا تھا لکھا کہ اسکو ویسے ہی ٹوپی پگڑی اُتار کر اور پگڑی سے
مشکین باندھکر کھڑا کر اور پوچھ کہ یہ دس ہزار درہم کہانسے اشعث کو دئے اگر اپنے پاس سے دئے تو سخت فضول خرچ وہ ہے نہین تو
اسمین شک نہین کہ مسلمانونکا مال لُٹاتا ہے اور پکا خائن ہے اور کسی صورت لائق حکومت نہین اِسکے علاقہ کو اپنی حکومت مین شامل
کرے پس ابو عبیدہ نے اُسکو قنسرین سے طلب کیا اور اہل لشکر کو جمع کرکے منبر پر گیا اور قاصد عمر نے کھڑے ہوکر سوال کیا کہ امیر المومنین
دریافت کرتے ہین کہ اسقدر مال اشعث کو کہانسے دیا خالد خاموش تھا اور ابو عبیدہ بھی منبر پر چپکا بیٹھا تھا اُسوقت بلال نے اُٹھکر کہا کہ
امیر المومنین کا تیرے بارے مین ایسا اور ایسا حکم ہے اور اُسکا عمامہ اُتار لیا اور ٹوپی نیچے ڈالدی پھر کھڑا کر کے عمامہ سے اُسکو باندھا اور
وہی سوال کیا کہ دس ہزار اشعث کو کس گھر سے دئے خالد نے کہا اپنے مال سے دئے پس اُسکو رہا کیا اِسکے بعد خالد مدینہ مین آیا تو عمر نے
اس سے پوچھا کہ یہ ثروت و تونگری تجھکو کہانسے حاصل ہوئی کہا غنائم سے اور اپنے حصون سے پھر کہا کہ ساٹھ ہزار درہم سے زیادہ اگر میرے
پاس ہو وہ تمہارا مال ہے پس عمر نے اُسکے جملہ اموال و اثاثہ کی قیمت کرائی تو بیس ہزار زیادہ کا نکلا وہ بیت المال مین شامل کیا گیا تمام ہوئی
روایت ابن اثیر کی کسی قدر اختصار سے۔ اور روضۃ الصفا مین ہے کہ خالد بجانب مدینہ روان شد بعد ازانکہ بآن بلدہ مکرمہ رسید بسعادت
خدمت عمر استسعاد یافتہ بار دیگر از موقف خلافت بتنصیف مال او حکم صادر شد چہل ہزار درہم دیگر از وے گرفتہ اضافہ بیت المال مسلمین
کردند اور تاریخ طبری مین ہے وکان عمر کلما مر بخالد قال یا خالد اخرج مال اللہ من تحت استک فیقول واللہ ما عندی
من المال یعنی جب عمر خالد کے پاس سے گزرتے اُسکو کہتے کہ اے خالد مال خدا کو اپنی مقعد کے نیچے سے نکال وہ کہتا قسم بخدا کہ
میرے پاس کچھ بھی مال نہین۔ جب زیادہ اصرار کیا تو کہا اے امیر المومنین مینے جو کچھ تمہاری سلطنت مین کمایا ہے اِس تمام کی قیمت

چالیس ہزار درہم کو نہین پہنچتی عمر نے کہا ہمنے اسکو چالیس ہزار پر خرید لیا خالد نے کہا بہتر ہے مینے بیچا۔ پس اسکی قیمت کرائی گئی تو کل اسی ہزار
درہم کی مالیت کا تھا عمر نے اسکو نصفا نصف کر لیا چالیس ہزار کا اسکو دیا اور چالیس ہزار باقی کو داخل بیت المال فرمایا۔ لوگون نے کہا
اے امیر المومنین خالد کا مال رد کر دیتے تو بہتر ہوتا فرمایا مین مسلمانونکا تاجر ہون انکی تجارت مین یہ نفع ہوا ہے واللہ کہ ہرگز اسکو واپس نہ کرونگا
اسکے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے فکان عمر یری انہ قد اشتفی من خالد حین صنع بہ ذٰلک کہ عمر خیال کرتے تھے کہ ایسا کرنے سے
اُنہون نے خالد کی طرف سے اپنی دل کو شفا بخشی تھی۔ لیکن **مؤلف** اوراق کہتا ہے کہ گو یہی کسیقدر شفائے غیظ خلیفہ صاحب کا باعث
ہوا ہو کہ اُنہون نے بار بار اسکو ذلیل و رسوا کیا اور بہت سا مال اسکا چھین کر داخل خزانہ فرمایا الا تمام تر انکے غصہ کے فرو ہونے بلکہ
بکلی اس سے رضامند ہوجانے کا باعث خالد کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو اِس سے قتل سعد بن عبادہ انصاری مین بروئے کار آیا پیشتر
گزارش ہوا کہ سعد عبادہ شروع خلافت عمر مین شام کو چلے گئے تھے اُسوقت خالد نے وہان پہنچکر عمر کے خوشنود کرنیکے لئے اُسکو حیلہ سے
قتل کیا اور یارون نے شعشعہ یہ اوڑایا کہ جن اسکو مار گئے ہین **مجلسی** علیہ الرحمہ بحار الانوار مین رقمطراز ہین کہ عمر ایک روز بعض حیطان مدینہ
مین خالد سے ملے اور کہا تو وہی نہین جسنے مالک بن نویرہ کو قتل کیا اُس نے کہا اے امیر المومنین خفا نہوجے اگر مینے اپنی عداوت مین مالک
کو تہ تیغ کیا تو تمہاری عداوت کی وجہ سے سعد عبادہ کو بھی تو قتل کیا ہے عمر یہ سُنکر خوش ہوگئے اور اسکو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا انت
سیف اللہ وسیف رسولہ کہ تو ہے شمشیر خدا اور شمشیر اُسکے رسول کا۔ **ذکر وفات حسرت آیات ابو بکر** حضرت خلیفہ
اول تقریباً تریسٹھ سال دنیا مین زندہ رہا من جملہ اسکے زمانہ حکومت و امارت جسکے لئے اتنے بکھیڑے کئے اسقدر مواخذے آخرت کے
سر پر لئے کل دو سال تین مہینے چند روز ہے مرض الموت جسمین آپ نے قضا کی یہ تھا کہ ایک روز ہوا خنک تھی نہالئے مردی
لگ کر بخار چڑھ آیا پندرہ روز اسمین مبتلا رہ کر راہی دار البقا ہوئے۔ خلافت آپ کو زیادہ تر جناب عمر کے جد و جہد سے حاصل ہوئی
تھی انکے بعد اسکے حقدار وہ تھے چنانچہ پہلے ہی سے پخت و پز ہوچکی تھی اب وعدہ وفائی کا وقت آیا بنابرین آپ کو خلیفہ و جانشین بنایا
اور اس معاملہ مین ایک وثیقہ تحریر کیا کاتب وثیقہ حضرت عثمان تھے جو خود ہر قسم کے محرم راز ہم پیالہ ہم نوالہ ہونیکا شرف رکھتے تھے ابوبکر
نے اُنسے کہا لکھو یہ عہد ہے کہ خلیفہ رسول اللہ ابوبکر نے اسکو لکھا ہے کہ خلیفہ اِسکے بعد" اتنا کہکر بیہوش ہوگئے عثمان نے یہ لکھکر اپنی طرف سے
لکھدیا "عمر بن خطاب ہوگا" ابوبکر کو حواس آئے تو عمر کا نام کاغذ مین درج پایا پوچھا یہ نام کسنے لکھا عثمان نے کہا مینے تحریر کیا بہت خوش ہوئے
اور کہا مرحبا شاباش۔ **ناظرین** اِس حکایت کو کہ ابن اثیر وغیرہ مورخین معتبرین نے نقل کی ہے۔ حدیث قرطاس بخاری سے ملائین اور
انحضرت کی خودغرضی کو ملاحظہ فرمائین کہ وہان تو حضرت عقل کل کی وصیت کو ہجر و ہذیان کے حیلہ سے روکدیا اور نہ لکھنے دیا اور یہان کہ
واقعی حضرت ابوبکر وصیت نامہ لکھاتے وقت بیہوش ہو ہو جاتے تھے اُنکی بات سر و آنکھون پر رکھی جاتی ہے اِسکی کوئی وجہ نہین بجز اسکے
کہ وہ وصیت امیر المومنین کے حق مین تھی اور یہ خود اپنے لئے شاعر نے درست کہا کہ ؎ ہمہ بند پری و چون زال بنی باشد حرف
زود بخروشی و گوئی نہ صواب است خطا است ٭ بیگمان گفتہ تو باز نماید کہ ترا ٭ بدل اندر غضب و دشمنی آل عبا است ٭ الغرض سب سے

پہلے جس نے اِس تجویز و تحریر سے مخالفت کی وہ طلحہ بن عبید اللہ تھے کہ یکی از دہ یار بہشتی یعنی داخل عشرہ مبشرہ مین انہون نے دوبدو
خلیفہ اوّل پر اعتراض کیا کہ عمر ایک درشت خو سخت آدمی ہے تیری زندگی مین خلقت اُسکی شدت و غلظت سے نالان رہتی تھی تیرے
بعد تو کیا حال ہوگا اے ابوبکر جبکہ دنیا سے رحلت کرکے حق جل و علا کے سامنے جائیگا تو تجھ سے سوال کرینگے کہ رعایا و زیر دستون پر کسکو
چھوڑا تو وہان کیا جواب دیگا **بروایت** کنز العمال یہ اعتراض امیرالمومنین اور طلحہ دونو نے کیا۔ اور روضۃ الصفا مین ہے کہ اصحاب
رسول اللہ جمع ہوکر ابوبکر کے پاس آئے اور کہا تو عمر کو ہمپر حاکم مقرر کرتا ہے حالانکہ وہ مرد تند خو درشت گو ہے اور ریاست و حکومت کیلئے
رفق و مدارا مطلوب فردا ر قیامت جبکہ حقتعالے تجھ سے سوال کریگا کہ میرے بندون پر کسکو والی مقرر کیا تو کیا جواب دیگا اور خطاب
باعتاب حضرت رب الارباب کو کس حجت سے دفع کریگا بی بی عائشہ راوی حدیث کہتی ہین کہ ابوبکر کو یہ باتین سُنکر اسقدر غصہ آیا کہ اس سے
پہلے کبھی اسکو اسقدر غصہ نہ دیکھا تھا اور کہا تم مجھکو خدا سے ڈراتے ہو جسوقت وہ سبحانہ تعالے مجھ سے سوال کریگا کہ میرے بندون پر
کسکو امیر مقرر کیا تو مین کہونگا کہ ایسے شخص کو مقرر کیا ہے کہ تقوے و پرہیزگاری مین تمام آدمیون سے بڑھا ہوا اور رضائے خدا کو رضائے
مخلوق پر مقدم جانتا ہے اور اور بہت سے محامد اوصاف خلیفہ ثانی کے بیان کئے **نیز** روضۃ الصفا مین ہے کہ ابوبکر نے ایک
کاغذ سربمہر اپنے ایک معتمد کے ہاتھ مہاجر و انصار اصحاب رسول مختار کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو مسلمان مطیع و فرمان بردار ہے چاہیئے کہ
جس شخص کا نام اِس کاغذ مین درج ہے اسکی ساتھ بیعت بجالائے حاضرین نے حسب الایما بیعت کی جب علیؑ ابن ابیطالب کی باری
آئی تو انہون نے کہا بایعت من کان فیہا و ان کان عمر مؤلف روضۃ الصفا اسکے بعد کہتا ہے کہ اہل بصیرت جانتے ہین کہ یہ
قول خالی از ضعف نہین **نیز** روضۃ الصفا مین ہے کہ ابوبکر نے علی علیہ السلام کے خطاب مین کہا کہ ما ہمہ کارگزار ایم و سرور و بادشاہ
و امیر تو ای و ما ہمہ نجوم سپہر ہستیم و تو بدر منیری بعد از ان فرمود کہ من عمر را بر شما والی و خلیفہ ساختم باید کہ ہیچ یک از شما پائے از دائرہ مطاوعت
و متابعت او بیرون نہ نہد و گردن از فرمان واجب الاذعان او نکشد با وجود حسن تدبیر او حال شما منتظم و مہم شما متمم خواہد بود۔ سبحان اللہ اس
مختصر اور چھوٹی سی تقریر مین اتنا تناقض آپ ہی حضرت امیرالمومنین کو اپنا سردار و بادشاہ و امیر کہتے ہین اور آپ ہی اُنپر ایک تند خو درشت گو
کو فرمان روا مقرر کرکے اُسکی اطاعت کی تاکید اکید فرماتے ہین جب وہ حضرت بدر کامل اور دیگر صحابہ ستارے تھے تو اُنکے ہوتے عمر کو
خلیفہ کرنا چاند کو چھوڑ کر ستارے سے روشنی طلب کرنا کونسی دانائی کی بات تھی ع مرتضے اندر میان و کس کجا جوید امیر؛ آفتاب اندر
سما و کس چرا جوید سہا۔ **روایت** ہے کہ ابوبکر مرض الموت مین کہتے تھے کہ مین کبھی اسقدر آزردہ و دلگیر نہین ہوا جتنا کہ تین امر
سے دلگیر ہون جنکا مرتکب ہوا اور سزاوار یہ تھا کہ انکو نہ کرتا۔ اور اور تین امر سے جنکو ترک کیا حالانکہ چاہیئے تھا کہ اُنکو عمل مین لاتا اور دیگر تین
امر سے کہ حضرت رسول خدا سے اُنکی بابت استفسار نہ کیا۔ لیکن وہ تین امر جنکا کہ مرتکب ہوا اور لایق تھا کہ نہ کرتا یہ ہین پہلے یہ کہ دست رکھتا تھا
کہ خانہ فاطمہ کی پردہ دری اور اُسکو کشف نہ کرتا۔ گو اُسمین بیٹھکر میرے ساتھ جنگ کرنے کی تدبیرین سوچتے۔ دوسرے فجاءۃ سلمی کو آگ
مین نہ جلاتا۔ قتل کرنا تھا تو قتل کرتا ورنہ چھوڑ دیتا۔ تیسرے بروز سقیفہ بنی ساعدہ امر خلافت کو ان دو مرد یعنی عمر و ابو عبیدہ سے کسی ایک کے

گلے مین ڈالتا کہ وہ امیر ہوتا اور مین اُسکا وزیر۔ لیکن وہ تین امر جو کرنے سے رہگئے ایک اشعث بن قیس مرتد ہے کہ جب اسیر ہوکر آیا تو
اُسکو قتل کرنا چاہیے تھا مینے اُسکو چھوڑ دیا بتحقیق کہ وہ شریر ہے جہان شرارت پائیگا البتہ اُسکی مدد کریگا۔ دوم خالد ولید کو شام بھیجا تھا
تو عمر خطاب کو عراق پر بھیجتا تاکہ اپنا دہنا اور بایان ہاتھ راہ خدا مین مشغول رکھتا۔ سوم جو لشکر اہل ردہ پر بھیجا تھا آپ بھی اُسکے ساتھ جاتا اور ذی القصہ
مین توقف کرتا کہ جب اُنکو ضرورت امداد ہوتی تو مین اُنکی مدد کرتا۔ اور تین سوال کہ رسول اللہ سے نہ پوچھے ایک یہ کہ چاہیے تھا کہ خلافت کی
نسبت آنحضرت سے پوچھ لیتا کہ کسکا حق ہے کہ پھر اُسکی ساتھ ذرا نزاع نکرتا۔ دوم آنحضرت سے سوال کرتا کہ آیا انصار کا بھی خلافت مین کچھ حق و
حصہ ہے یا نہ۔ سوم میراث عمہ و دختر خواہر کی مجھکو ضرورت پیش آئی یہ مسئلہ بھی آنحضرت سے استفسار کرنا چاہیے تھا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ
حدیث کنز العمال و مروج الذہب وغیرہ کتب معتبرہ اہلسنت مین مذکور ہے اسکی صحت مین کلام نہین ہو سکتا۔ پس پہلا امر یعنی کشف خانہ فاطمہ زہرا
جس پر حضرت خلیفہ اوّل اپنے آخر وقت مین تاسف کرتے تھے اور کہتے تھے لم اکن اکشف بیت فاطمۃ و ان اُغلق علی الحرب
کہ کاش مین خانہ فاطمہ کو بے پردہ کرتا اور اُسکو بحال خود رہنے دیتا گو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے پر بند کیا جاتا۔ کثرت نقل سے کتب اہلسنت مین
حد تواتر کو پہنچگیا ہے روایت مروج الذہب مین بعد عبارت مذکورہ اسقدر اور لکھا ہے و ذکر فی ذلک کلاماً کثیراً یعنی ابوبکر نے اسی
امر کشف خانہ فاطمہ مین بہت سا کلام ذکر کیا۔ ظاہرا وہ کلام کثیر انہین شدائد اور سختیون کا ذکر ہوگا جو اِس معصومہ اور اُن کے شوہر عالیقدر
کے ساتھ کی گئین کہ خانہ ملائک آشیانہ کے جلانے کو آتش اور ایندھن لے گئے اور وہ وہ تشدد و تہتک اُس معصومہ کے کئے جنکے
تصور سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہین کہ کچھ اُنسے پہلے اِس کتاب مین ذکر ہوے دل سوز راویون نے ابوبکر کی زبان سے اُنکا شائع
ہونا نامناسب جانکر روایت سے نکالدئے۔ **اور** فجاءہ سلمی جسکا نام ایاس بن عبد یالیل لکھا ہے اعراب سے ایک مومن مسلمان شخص تھا اُسکا
یہ قصور تھا کہ اُس نے بیعت خلافتمآب سے انکار کیا تھا اور ہر چند اس سے بیعت کو کہا گیا مگر اُس نے نہ مانا لاجرم بتہمت رہزنی و اقتضائی اُسکو
پکڑکر اور آگ روشن کرکے زندہ جلا دیا خلیفہ اوّل کے اس جوش غضب پر حضرت عمر نے بھی اعتراض کیا تھا اور حدیث پیغمبر لایعذب بالنار
الّا رب النار کہ سزاوار نہین کہ آگ سے سوائے خدا کے کوئی کسی کو عذاب کرے، انکو یاد دلائی مگر کچھ فائدہ نہوا۔ **منقول ہے**
کہ فجاءہ کو آگ کے درمیان کلمہ توحید کا تکرار کرتا اور خدا اور رسول کو یاد کرتا تھا تاآنکہ درجہ شہادت پر فائز ہوا۔ اور اشعث بن قیس کے ساتھ حضرت
خلافت پناہ نے یہی رعایت نہین کی کہ باوصف اُسکے کفر و ارتداد کے اُسکی جان بخشی فرمائی بلکہ اُسکے قرب و قرابت کو موجب فخر و عزت جانکر
اپنی نابینا ہمشیرام فروہ بنت ابی قحافہ کا اسکے ساتھ نکاح کردیا چنانچہ لوگ آپکے اِس فعل پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے اکان
ثواب الکفر تزویجہ البکر کہ آیا اسکے کفر کا اجر و ثواب یہ تھا کہ اپنی خواہر دوشیزہ کی اسکے ساتھ شادی کردی ام فروہ سے اشعث
کے گھر مین محمد و اسمعیل و اسحاق تین بیٹے اور جعدہ بنت اشعث ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ **ازانجملہ** محمد بن اشعث معرکہ کربلا مین عمر سعد کے
لشکر مین حاضر تھا اور اسکے اعمال و افعال مشہور ہین آخر مختار کے ہاتھ سے فی النار ہوا اور جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیکر شہید کیا
غرض ستر اشعث اور اسکے اولاد کی کسی پر مخفی نہین۔ **بروایت** بیضاوی اُس نے زوجہ رسول خدا سے جس نے بوقت خلوت

حال اشعث بن قیس

آپ سے استعاذہ کیا اور اسوجہ سے حضرت نے اس سے کنارہ کیا تھا نکاح کیا اور امیر المومنینؑ کے ساتھ جو جو کچھ اس ملعون نے کیا تھوڑا سا اس سے جلد حالات خلافت ظاہری اس جناب مین مذکور ہے اور نوبت عداوت اسکی آنحضرت کے ساتھ اس درجہ کو پہنچی تھی۔ کہ حسب روایت ابن ابی الحدید اسنے اپنے گھر مین ایک مبذنہ (مینار اذان) بنایا تھا جب مسجد کوفہ سے صدائے اذان حضرت امیر سنتا تو اپنے اس مبذنہ پر چڑھکر پکارتا اے مرد تو ساحر و کذاب ہے کہتے ہین کہ اشعث بعد شہادت آنحضرت کے کل چالیسؔ روز زندہ رہا چالیسوین دن اپنے مقر و مقام کو چلا گیا۔ اور قول ابوبکر وددتُ انی سئلتہ من فی ہذا الامر فلا تنازع اہلہ کہ دوست رکھتا تھا کہ رسول اللہ سے امر خلافت کی بابت دریافت کرتا کہ کسکا حق ہے کہ پھر اسکے ساتھ نزاع نکرتا۔ اور نیز انکا ارشاد وسئلتہ ہل للانصار فی ہذا الامر شیئ کہ پوچھتا کہ آیا انصار کے لئے بھی اسمین کچھ شرکت ہے۔ عجیب و غریب ہے حیرت ہے کہ جب اصل حقدار خلافت آپ کو معلوم تھا نہ انصار کی عدم شرکت ہی کا الیقین رکھتے تھے تو پھر کسطرح خلافت انکو حلال ہوئی اور کس حجت و دلیل سے اموال و نفوس مسلمانان مین اتنے دنون تصرف فرماتے رہے ایسی تذبذب کی حالت مین اس سے علیحدہ رہنا چاہئے تھا نہ کہ خلیفہ بن بیٹھنا۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ یہ بیچارے تو اپنی سی بہت کچھ کرتے رہے بہتیرا سر منبر غل مچایا کئے اقیلونی اقیلونی لستُ بخیرکم و علی فیکم مجھکو خلافت سے نکالو نکالو کہ مین تم سے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان موجود ہین مگر یہ تمام کارسازی و سقیفہ پردازی حضرت ثانی لاثانی کی تھی انہون ہی نے اوّل انکو اس جنجال مین پھنسایا اور وہی اس سے مستعفی ہونے دیتے تھے کچھ روزون آپ وزارت کے لطف اٹھائے پھر امارت و خلافت پر ترقی پائی مگر اس خود مطلبی کو تو دیکھئے کہ جب اپنا مطلب سیدھا کر چکے تو آخر مین آپ بھی کانون پر ہاتھ دھر کر الگ ہو گئے اور صاف کہدیا کہ بیعت ابوبکر ایک فلتہ یعنی بن سوچی سمجھی بات تھی خدا نے مسلمانون کو اس کے شر سے بچا لیا جو کوئی پھر ایسا ارادہ کرے اسے قتل کرے جیسا کہ آیندہ اسکا ذکر آتا ہے۔ اور نیز ہم کہتے ہین کہ جب خود حضرت ابوبکر کو مستحق خلافت معلوم نہ تھا اور وہ اسمین مشتبہ و مذبذب تھے اور رسولخدا سے انکے پوچھنے کی حسرت گور مین اپنے ساتھ لے گئے تو اُن کے مریدون نے کسطرح اطمینان کرلیا کہ انعقاد خلافت کے لئے اجماع اہل حل و عقد درکار ہے اور وہ خلافت ابوبکر مین حاصل ہو گیا تھا۔ اور جبکہ انصار کا امر خلافت مین شریک ہونا حضرت عتیق کے دل مین آخر وقت تک کھٹکتا رہا تو صحت حدیث الائمة من قریش جسے پیش کرکے آپنے سقیفہ مین انصار سے میدان مارا اور جو اب تک بھی ارادتمندون کی زبان پر ہے گدھر گئی غرض خلیفہ اول کے ان آخری کلمات پر بہت کچھ گفتگو ہو سکتی ہے مناسب رسالہ ہذا انجا نکر چھوڑ دی گئی۔ کامل بہائی وغیرہ مین کتب شیعہ سے ابو غسان مالک بن اسمعیل ہندی نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ مین بوقت نزع اپنے باپ کے پاس حاضر تھا انکو حالت کرب و اضطراب مین دیکھکر مین نے کہا اے پدر مین تمکو اسوقت بہت زبون حالت مین پاتا ہون انہون نے کہا اے محمد ایک شخص کا مجھپر مظلمہ ہے اگر وہ عفو کرے تو امید نجات ہے ورنہ نہین مینے پوچھا وہ کون شخص ہے کہا علی ابن ابیطالب مینے کہا مین جانتا ہون کہ علیؑ سے معافی کی درخواست کرون تحقیق کہ وہ ایک مرد سلیم ہین ضرور معاف کر دینگے پس امیر المومنینؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ میرے باپ

اسوقت بہت بُری حالت مین ہین چونکہ انہون نے آپ پر ظلم کیا ہے اور تمہارا حق بزور دبا لیا ہے لہذا اسوء عاقبت پر یقین کامل رکھتے ہین مین ضامن ہوا ہون کہ آپ سے اسکی عفو و بخشش کا خواستگار ہون حضرت نے فرمایا کرامةً لک یا محمد اے محمد مین تیری خاطر سے بحل کرتا ہون الا اُسکو کہہ کہ سب کے سامنے اقرار کرے کہ خلافت و امامت میرا حق نہ تھا بظلم اسپر متصرف ہو گیا تھا مین اسکو عفو کر دونگا مینے واپس آکر ابوبکر سے کہا تو انہون نے کہا اگر ایسا کرون تو قیامت تک مجھکو لعن و نفرین کرین پس تلاوت کیا اس آیہ شریفہ کو وجاءت سکرة الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید ترجمہ آئین موت کی سختیان بحق و راستی کہ جن سے تو جدا اور علیحدہ نہین رہ سکتا تھا۔ پس ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کاش مجھکو فاطمہؑ و خانہ فاطمہ سے کچھ سروکار نہوتا۔ اور کاش مین فجار سلمی کو آگ مین نہ جلاتا اور اشعث قیس کو زندہ نچھوڑتا اور اپنی بہن کا اسکے ساتھ نکاح نکرتا۔ یہ کہتے تھے اور آہ و فغان کرتے تھے تا اینکہ جان بحق تسلیم ہوئے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ جب وقت وفات ابوبکر کا نزدیک آیا تو انہون نے عائشہ سے پوچھا فی کم کفنتم النبی کہ تمنے رسولخدا کو کے پارچہ مین کفن دیا اس نے کہا تین پارچہ سفید سحولیہ[1] مین کہ قمیص و عمامہ انمین شامل نہ تھا۔ پھر پوچھا کس روز آنحضرت نے وفات پائی کہا بروز دوشنبہ۔ فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ بعید ہے کہ باوصف قرب عہد کے ابوبکر کو تعداد پارچہائے کفن حضرت رسالت پناہ یاد نرہی ہو۔ لیکن اسکی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے تجہیز و تکفین کے وقت حاضر نہ تھے کیونکہ اسوقت سقیفہ بنی ساعدہ مین اخذ بیعت مین مشغول تھے لیکن تعین روز وفات کی بابت انکا استفسار کرنا پس ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ حضرت شب چار شنبہ کو دفن ہوئے تو انکو تردد ہو گیا کہ آیا انتقال دوشنبہ کے روز یا سہ شنبہ کے الحاصل خلیفہ اوّل القول مشہور میان علماء اہل سنت شب سہ شنبہ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری کو فوت ہوئے اور عمر خطاب نے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی اور اسی رات کو حجرہ رسولخدا مین پہلوئے چپ آنحضرت پر دفن ہوئے اور اس دفن مین جو انکے اعلے فضائل سے شمار ہوتا ہے علماء شیعہ نے بہت سی معقول بحثین وارد کین ہین بخوف طوالت مناسب اس کتاب کے نجانکر ترک کی گئین۔ تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ وہ کشیدہ قامت ہلکے چہرہ کے معروق الوجہ تھے یعنی رگین منہہ پر نمودار تھین اور آنکھین اندر کو بیٹھی ہوئی اور استخوان خسار باہر کو ابھرے ہوئے تھے مفاصل انگشتان پر بال نرکھتے تھے اور نیل و مہندی سے خضاب کیا کرتے تھے **تتمہ**۔ حضرت ابوبکر کو جو عزت و امتیاز دنیوی حاصل ہوئی اسلام کی بدولت حاصل ہوئی۔ ورنہ وہ پہلے سے قریش مین کوئی خاص شرافت نرکھتے تھے خاص شرافت تو درکنار وہ ایک معمولی اوسط درجہ کے آدمی بھی نہین گنے جاتے تھے اُن کے باپ ابو قحافہ پہلے چڑیمار کا پیشہ کرکے پیٹ پالتے تھے فاختہ قمری وغیرہ پکڑتے اور ذو الحلیفہ مین بیچ آتے۔ بعد کو جب نابینا ہو کر اس سے بھی بیٹھ رہے تو عبد اللہ بن جدعان رئیس مکہ سے التجا کی یہ شخص بہت بڑا مالدار اور سخی تھا اُسکا دسترخوان ہر وارد و صادر و مقیم و مسافر کے لئے کھلا رہتا تھا۔ اُس نے

[1] سحولیہ سحول بروزن صبور ایک موضع ہے یمن مین کہ جہان عمدہ کپڑا بنا جاتا ہے یا سحول کے معنے گاذر یعنی دھوبی کے ہین اور پارچہ سحولیہ منسوب ہے اس موضع کی طرف یا دھوبی کی طرف کہ اسکو دھووے۔ ۱۲ کذا فی منتہی الادب + + +

ابو قحافہ کو مہمانون کے بلانے پر نوکر رکھہ لیا وہ آوازین لگاتے کہ لوگو کھانا کھانے چلو اور اسکی اجرت مین دیگے آگے کا بچا کھچا کھانا انکو ملجاتا بعض علمانے کہا ہے کہ پس خوردے کے علاوہ ایک درہم بھی ہر روز پاتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ ابو قحافہ منادی گری پر نوکر تھے اور ابوبکر کھانا پکانے پر باورچی تھے مگر بعض نے ابوبکر کا پیشہ معلم اطفال بیان کیا ہے اور بعوے اوّل خیاطی اسکے بعد بزازی سے بسر اوقات کرتے تھے یعنی گاڑہ گزی ہوئے کپڑونکا گٹھہ لیکر دروازے دروازے بیچتے پھرتے تھے چنانچہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو بھی یہی پیشہ کرتے تھے۔ حضرت عمر خطاب و ابو عبیدہ جراح نے خلاف شانِ خلافت جانکر اس سے روکا۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ جب امرِ خلافت ابوبکر پر قرار پایا تو اگلے روز بازار کو چلے کہ بدستور معہود خرید و فروخت کرین عمر و ابو عبیدہ راستے مین ملے کہا تم اب مسلمانون کے سردار اور حاکم ہو مناسب نہین کہ پہلے کی طرح سودا بیچتے پھرو فرمایا عیال کو کیا کھلاؤن۔ اُنہون نے دیگر اصحاب کے مشورے سے کھانا کپڑا انکا اور اُن کے عیال کا بیت المال سے مقرر کر دیا اور حاشیہ زین العرب مشکوۃ سے منقول ہے کہ ابوبکر سے بیعت ہوئی تو دیکھا کہ کپڑون کا پشتارہ کندھون پر رکھے لئے جا رہے ہین مسلمانون کو یہ سخت ناگوار گزرا اُنہون نے کہا مالِ خدا اور ہمارے اموال موجود مین اسمین سے جتنا چاہو لیلو اور اس کام سے باز رہو۔ **نیز** انکا خاندان قبیلہ تیم عرب مین کوئی نامی قبیلہ تھا انکے درمیان کبھی کوئی سردار مشہور تاجر معروف نہین گزرا جریر شاعر کہتا ہے ~ ویقضی الامر دون رجال تیم + ولا یستأذنون وھم شھود یعنی کاروبار بلا شرکت مردان بنی تیم طے ہوتے تھے اور ہرچند وہ حاضر ہوتے تھے پر کسی بات مین دخل نہ دے سکتے تھے دغفل نسابہ معاویہ سے قبائل عرب کا حال بیان کرتا تھا۔ آخر مین تیم کا ذکر آیا تو کہا وہ ایک جماعت ہے کہ فحش و زنا انکے فراش مین ظاہر و فاش ہے ان شبعوا فخروا و ان افتقروا الحقوا کہ انکی خصلت ہے کہ سیر ہوتے ہین تو بخل کرتے ہین اور فقر و احتیاج مین بالحاح و سماجت پیش آتے ہین۔ ابوبکر سے بیعت ہوئی اور اسکی خبر ابو قحافہ کو پہنچی تو بہت تعجب کیا اور کہا کیف رضی بنو عبد مناف بذلک کہ اولاد عبد مناف اس پر کیونکر رضامند ہوئے چونکہ جانتے تھے کہ اشراف قریش انکے بیٹے کی اطاعت نہین کرینگے تو حیرت مین تھے اور یقین نہ کرتے تھے جب تحقیق ہوا تو کہا اللھم لا مانع لما اعطیت پروردگارا تو جسکو عطا کرے کوئی روک نہین سکتا **مروج الذہب مسعودی** مین ہے کہ ابوبکر کو ابو سفیان بن حرب کی طرف سے ایک امر پہنچا تھا اس لئے اسکو بلوایا تھا اور اسپر خفا ہو رہے تھے اور چلا رہے تھے۔ اور ابو سفیان تملق اور خوشامد کی باتین کرتا تھا اتنے مین ابو قحافہ بھی وہان آ نکلے ایک آدمی انکی لاٹھی پکڑے لئے آ رہا تھا ابوبکر کی چیخین سنکر اس مرد سے پوچھا کہ میرا بیٹا کسپر خفا ہو رہا ہے اُس نے کہا ابو سفیان پر ابو قحافہ نے ابوبکر کے پاس جا کر کہا اے عتیق تم اپنے طور و طریق پر نہ رہے اور اپنی مقدار سے تجاوز کر گئے یعنی اپنے آپ کو نہین دیکھتے اور ابو سفیان سے اسطرح پیش آتے ہو یہ سنکر ابوبکر و دیگر مہاجر و انصار کہ وہان موجود تھے ہنسنے لگے اور ابوبکر نے کہا ان اللہ قد رفع بالاسلام قوماً و اذل بہ اخرین اے پدر حقتعالے نے اسلام کی وجہ سے پست مرتبہ لوگون کو بلند کیا اور بلند درجہ والون کو پست فرمایا ہے۔ فی الواقع ابوبکر انہین لوگون سے تھے جو کہ پستی سے بلندی کو پہنچے تھے جو حال ابوبکر کے قبیلہ

کا ہے اُسی کے قریب قریب بنی عدی خلیفہ ثانی کے کنبہ کا ہے۔ اور خود حضرت عمر اور انکے باپ خطاب محنت مزدوری کرکے لکڑیونکا گٹھا اپنے سرون پر لاتے تھے جب بسر اوقات ہوتی تھی۔ عقد ابن ربہ مین ہے کہ عمر نے عمرو عاص کا مال جرمانہ کرکے ضبط کر لیا تو اُسنے کہا قبح اللہ زماناً یعمل فیہ عمرو بن العاص لعمر بن الخطاب برا ہو اُس زمانے کا جسمین عمرو عاص عمر خطاب کے بیٹے کا عامل بنے واللہ انی لاعرف یحمل علی رأسہ حزمۃ حطبٍ و علی ابیہ مثلہا قسم بخدا کہ مجھکو یاد ہے کہ وہ پشتہ ہیزم اپنے سر پر لادکر لاتا تھا اور نیز اُسکے باپ خطاب کے سر پر ویسا ہی گٹھا ہوتا تھا حالانکہ میرا باپ عاص بن وائل لباسہائے ابریشمین اور عیش و عشرت مین تھا اب وہ خلیفہ ہے اور مجھکو اُسکا تابع و عامل بننا پڑا انتہیٰ۔ کبھی کبھی عمر کو پہلی باتین یاد آتی تو کہا کرتے تھے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ مین خطاب کی بکریان چرایا کرتا تھا اور اسمین غفلت ہوتی تو وہ مجھکو مارتا تھا۔ یا اب مین ہون کہ میرے اور خدا کے درمیان کوئی تیسرا نہین جس سے کہ مین خوف کرون **مروی ہے** کہ آخری حج مین جسکے بعد پھر حج نہین کیا آپ مکہ سے واپس آ رہے تھے وادی ضجنان مین پہنچے تو اپنی پچھلی کیفیت کو یاد کرکے بولے الحمد للہ لا الہ الا اللہ یعطی من یشاء ما یشاء خدا کا شکر ہے کوئی معبود اُسکے سوا نہین جسکو جو چاہتا ہے بخشتا ہے قسم بخدا کہ مین اس جنگل مین خطاب کی بکریان چرایا کرتا تھا اور وہ فظاً غلیظاً یعنی تند خو سخت مزاج آدمی تھا۔ کام کرتا تو تعب مین ڈالتا کوتاہی ہوتی تو مارتا تھا ولقد اصبحت و امسیت ولیس بینی و بین اللہ احد اخشاہ الا اللہ اور ابن اثیر نہایہ مین لفظ خبط کے معنون مین لکھتا ہے کہ وہ ورق شجر یعنی برگ درخت ہے چنانچہ حدیث عمر مین ہے لقد رایتنی فی ھذا الجبل احتطب مرۃ و احتبط اخری کہ مینے اپنے تئین اس پہاڑ مین دیکھا ہے کہ کبھی سوکھی لکڑیان چنتا تھا اور کبھی درختون سے پتے جھاڑتا تھا یہ حضرت کے ابتدائی حالات ہین جب ذرا بڑے ہوئے تو ولید بن مغیرہ مخزومی کے یہان نوکر ہو گئے اُسکے اونٹ چراتے اور بوجھ اٹھاتے اور اسباب کی نگاہبانی کرتے اس سے ترقی کی تو بازار دنمین دلالی کا پیشہ کرتے تھے۔ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار مین نہایہ ابن اثیر سے نقل کیا ہے کہ عمر زمانہ جاہلیت مین مبرطش تھے اور وہ مثل دلال کے ایک شخص ہوتا ہے کہ بائع و مشتری کے درمیان سعی کرتا ہے اور یہ لفظ سین مہملہ کے ساتھ بھی آیا ہے یعنی مبرطس اور وہ صاحب قاموس کے نزدیک وہ شخص ہے کہ لوگون کو اونٹ اور گدھے کرایہ پر لیدے اور اپنا بھی کچھ حق اسمین ٹھہرا لے۔ اور یہ پیشہ آپکا اسلام مین بھی رہا ہے چنانچہ زمانہ خلافت مین جب کوئی حدیث انکو معلوم نہوتی اور راوی لوگ اُسکو بتلاتے تو وہ اسکے عذر مین کہا کرتے تھے الھانی عنہ الصفق بالاسواق کہ مجھکو بازارون مین پھرنے اسکے جاننے سے باز رکھا +

ذکر بعضے از حالاتِ خلافت خلیفہ ثانی

حضرت ابوبکر کے مرنے پر جناب عمر خطاب نے عنانِ حکومت ہاتھ مین لی ابوبکر اپنے آپ کو خلیفہ رسول کہلاتے تھے عمر کو یہ پسند نہ آیا اُنہون نے اپنا نام امیر المومنین مقرر کیا یعنی جسطرح حضرت امیر علیہ السلام کا منصب و مقام لیا تھا لقب و نام بھی نہ چھوڑا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ عمر نے کہا ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے مجھکو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہین گے تو طول ہوگا اور روز مرہ کی گفتگو مین تکلیف اور تنگی واقع ہوگی مغیرہ بن شعبہ حاضر درگاہ تھا بولا ہم مومنین ہین اور تم ہمارے امیر پس تمہارا نام امیر المومنین ہونا چاہئے عمر نے اسکو پسند کرلیا۔ **بروایت** دیگر جس نے سب سے پہلے خلافت پناہ کو اس نام سے آگاہ کیا وہ عمرو عاص تھا۔ **مدارج النبوۃ** مین ہے کہ مغیرہ بن شعبہ عمرو عاص معاویہ بن ابوسفیان زیاد بن ابیہ یہ چار شخص دہاۃ وعقلاء عرب سے شمار کئے گئے ہین یعنی دنیا طلبی کے ہتھکنڈے انکو خوب آتے تھے خواہ بحق یا بباطل اپنا کام نکال لینے مین مشق ومہارت رکھتے تھے۔ کیونکہ ذرا آگے بڑھکر صاحب مدارج لکھتے ہین کہ لفظ عقل تین معنون مین بولا جاتا ہے ایک قوت عاقلہ نفس ناطقہ دوسرے دریافت ہونا اُن امور کا جنسے انسان کے مبدا ومعاد کی کاروبار اصلاح پذیر ہون۔ تیسرے تحصیل اغراض دنیوی اور اُسکی تدابیر گو جھوٹ وباطل سے ہون اس تیسرے قسم کی مثال مین شیخ عبدالحق دہلوی مصنف مدارج عمرو عاص وغیرہ کا ذکر کرتے ہین وغیرہ سے وہی معاویہ ومغیرہ بقرینہ سابق مراد ہین مگر ہم حیران ہین کہ جب جماعت صحابہ کی بقول اس فاضل کے حق وناحق دنیا طلبون کی سرگروہ ٹھہری تو کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کہ ضروری مذہب سنت و جماعت ہے کہان سلامت رہا۔ علاوہ برین اُن لوگون کی حالت کذائی کو اس حدیث کے ساتھ ملائے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کہ میرے اصحاب مثل ستارہ ہائے آسمان ہین انمین سے جس ایک کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اُسوقت دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس دنیا سازی وحیلہ بازی مین بھی انکی اقتدا موجب اہتدا ٹھہرتی ہے بس دیکھا چاہئے کہ یہ حضرات صحابہ کی طرفداری مین کسقدر حق سے دور جا پڑے۔ یہی مغیرہ بن شعبہ دیگر خلفاء کی طرح حضرت امیر المومنین کے نزدیک بھی قرب ورسوخ حاصل کیا چاہتا تھا چنانچہ ابتدائی خلافت اُس جناب مین حاضر خدمت ہوکر کہنے لگا یا امیر المومنین آپ معاویہ وغیرہ عاملان عثمان کو ابھی معزول نکرین تا آنکہ بنائے خلافت مضبوط ہوجائے تو اختیار ہے جو چاہے سو کیجئے یہ صلاح نظر بمصالح سلطنت اچھی تھی۔ مگر دنیوی بادشاہی کے لئے نہ کہ دینی فرمانروائی کے اسلئے وہان قبول نہوئی جواب مین ارشاد ہوا لا واللہ لا اتخذ المضلین عضدا نہین قسم خدا کی نہین مین گمراہون کو اپنا مددگار نہ بناؤنگا مغیرہ اپنا سا منہہ لیکر رہ گیا۔ دوسرے موقعہ پر اس مضمون کو زیادہ وضاحت سے ارشاد کیا ہے فرماتے ہین قسم بخدا کہ معاویہ مجھ سے عقل ودہا مین زیادہ نہین مگر وہ فسق وفجور ومکر وزور کا مرتکب ہے مین اس سے کراہت کرتا ہون ایسا نہوتا تو سب سے زیادہ داہی مین تھا لیکن قیامت کے روز ہر غدار بدکار کے لئے ایک نشان ہوگا جس سے وہ پہچانا جائیگا قسم بخدا کہ مین مکر و فریب کام مین نہ لاؤنگا اور اپنے تئین اس شدت وتنگی مین نہ ڈالونگا۔ اور یہ بات کہ امیر المومنین لقب خاص حضرت امیر کا ہے کتب اہل سنت مین متواترات سے ہے اور اس کتاب مین بھی منقولا عنہم جا بجا اسکا ذکر آیا ہے۔ صاحب مودۃ القربیٰ نے کہ انکی کتاب رشید الدین خان جیسے بزرگون کے لئے مایۂ ناز ہے ایک علیحدہ باب اس امر کے بیان کے لئے ترتیب دیا ہے چنانچہ کہتے ہین المودۃ الرابعۃ فی انہ امیر المومنین وسید الوصیین کہ چوتھی مودت اسکے بیان مین ہے کہ وہ حضرت امیر ہین مومنون کے اور سید وسردار ہین وصیون کے پھر پیغمبر خدا سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ان فی اللوح المحفوظ تحت العرش مکتوب علی بن ابیطالب امیر المومنین

کہ لوح محفوظ پر زیر عرش لکھا ہوا ہے کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام امیر المومنین ہین۔ **دیگر** حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر لوگون کو معلوم ہوتا کہ علی کب سے امیر المومنین کے نام سے نامزد ہوئے تو ہرآئینہ انکی فضیلت کا انکار نکرتے آپکا نام امیر المومنین رکھا گیا حالانکہ آدم ہنوز روح وجسد کے درمیان تھے۔ یعنی روح اُن کے بدن مین داخل نہوئی تھی انتہیٰ۔ فقط امیر المومنین ہی پر موقوف نہین صدیق وفاروق بھی اُسی جناب کے خاص القاب ہین کہ اہلسنت زبردستی ابوبکر وعمر کے نامون کے ساتھ لگاتے ہین۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ کی تیسوین حدیث مین فضائل امیر المومنین سے بروایت عبداللہ بن عباس نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا الصدیقون ثلثۃ خزقیل مؤمن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یسین وعلی بن ابیطالب کہ صدیق کل تین ہین خزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار صاحب یسین اور علی ابن ابیطالب اور ابونعیم اور ابن عساکر نے اسقدر اور زیادہ نقل کیا ہے۔ وعلی بن ابیطالب وهو افضلہم یعنی تیسرے ان تین کے علی ابن ابیطالب ہین اور وہ ان سب مین افضل ہین اور یہ بہت صحیح ہے چنانچہ اسی وجہ سے وہ جناب اپنے آپ کو صدیق اکبر کہا کرتے تھے جیسا کہ نسائی نے خصائص مین نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مین ہون بندۂ خدا اور برادر رسول اللہ کا اور صدیق اکبر ہون سات سال پہلے سب سے ایمان لایا۔ میرے سوا کوئی اسکو نکہیگا مگر کذاب۔ اور طبرانی نے بسند خود سلمان و ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے علی علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے ساتھ مصافحہ کرینگے اور وہ ہین صدیق اکبر اور فاروق اس اُمت کے کہ فرق کنندہ ہین درمیان حق وباطل کے اور وہ ہین یعسوب مومنون کے بموجب ان روایات کے صدیق وفاروق صرف حضرت امیر کے القاب ہین۔ اور اورون نے جو یہ نام اپنے مقرر کرلئے وہ جھوٹے کذاب ہین۔ اور طرفہ یہ کہ اہلسنت نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر کو فاروق کا لقب پہلے یہود والنصاریٰ نے دیا ہے مسلمان انسے سُنکر کہنے لگے رسولخدا سے اس بارے مین کچھ نہین پہنچا **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول وے (عمر) را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند واز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم درین باب چیزے بما نرسیدہ انتہیٰ ✦

تجسس خلیفۂ ثانی

غرائب حالات خلافت پناہ سے ایک آپکا راتون کو گلی کوچون مین چکر لگانا اور مسلمانون کے خفیہ عیوب کی تلاش کرنا ہے یہ بدعت اسلام مین انسے شروع ہوئی۔ پیشتر نہ تھی کیونکہ شرع مین تجسس کی سخت ممانعت آئی ہے حقتعالے قرآن شریف مین بصیغۂ نہی لا تجسسوا اس سے منع کرتا ہے اور حضرت رسولخدا سے احادیث کثیرہ تجسس کی مذمت مین وارد ہوئی ہین ازانجملہ آنحضرت نے فرمایا اے لوگو کہ ظاہرا زبان سے اسلام لائے اور ایمان تمہارے دلونمین داخل نہین ہوا مسلمانون کو ایذا ندو اور انکی عیب جوئی نکرو اور انکی لغزش اور خطاؤن کی تلاش مین نرہو۔ بتحقیق کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی خطائین ڈھونڈتا ہے حقتعالی اُسکی خطائین ڈھونڈتا ہے اور اُسکو اُسکے گھر کے اندر فضیحت اور رسوا فرماتا ہے۔ یہ حدیث کتب معتبرہ اہل سُنت مین بطرق متعددہ متکثرہ وارد

ہوئی ہے اور نیز ان کے یہان ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص ان پلیدگیون سے کسی مین مبتلا ہووے چاہیے کہ اُسکو مخفی رکھے کیونکہ ہمارے سامنے ظاہر ہونگی تو ہم اُنپر حدود شرعی جاری کرینگے۔ صاحب شرح مواقف ایسے احادیث نقل کرنیکے بعد لکھتے ہین وقد علم من سیرتہ انہ کان لایتجسس عن المنکرات بل یسترھا ویکرہ اظہارھا یعنی معلوم ہے کہ رسول اللہ کی عادت تھی کہ بدکاریون کی تجسس و تفتیش نکرتے تھے بلکہ ستر پوشی کو کام مین لاتے اور اُسکے اظہار سے کراہت فرماتے تھے۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ درحقیقت آنحضرت کی ایسی ہی شریف عادت تھی۔ مگر خلیفہ ثانی اسکے برعکس مسلمانون کی پردہ دری سے رغبت اور اُن کی عیب جوئی کا شوق رکھتے تھے اور گو اُن کے خیر خواہ اُنکو روکتے اور مانع آتے بلکہ وہ خود بار بار اسمین ندامت و خجالت اُٹھاتے مگر اُس سے باز نہ آتے تھے وہ راتون کو اکیلے دوکیلے راستون بازارون مین گشت لگاتے اور بیدھڑک گھرون مین گھس جاتے دروازے بند پاتے تو بکمال چستی و چالاکی دیوارون کو پھاند جاتے یا پشت خانہ سے چھت پر چڑھکر دفعتہً لوگون کے سر پر جا پہنچتے اور اُنکو خجل و شرمندہ فرماتے تھے گویا حضرت مخبر صادق انہی کے حال و مآل پر نظر فرماکر تنبیہ کرتے تھے یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یدخل الایمان فی قلبہ لاتتبعوا عورات المسلمین اے ظاہر کے مسلمانو دلی ایمان کی دولت سے بے نصیبو تم مسلمانون کی عیب جوئی کروگے تو حقتعالےٰ تمکو فضیحت و رسوا کریگا۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین رقمطراز ہین کہ خلیفہ صاحب ایک رات عبدالرحمن عوف کے ساتھ دورہ کر رہے تھے کہ ایک چراغ کی روشنی نظر آئی اُسکی طرف چلے قریب پہنچے تو مکان کے اندر سے صدائے شور و غل سُنی ابن عوف سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ کسکا مکان ہے کہا نہین فرمایا ربیعہ بن امیہ بن خلف کا اب ہمکو کیا کرنا چاہیے عبدالرحمن نے کہا ہمنے وہ کام کیا جس سے حقتعالےٰ نے ہمین منع کیا ہے یعنی تجسس کیا کہ اس سے نہی فرمائی ہے پس عمر نے اُنسے تعرض نکیا اور وہانسے واپس چلے آئے اور کنز العمال مین ایک اور موقعہ کا ذکر کیا ہے کہ عمر کسی کے گھر کے اندر جا گھسے تو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اور زرد پیالے مین بھر بھر کے شراب پلا رہی ہے۔ اُسوقت عبدالرحمن نے کہا یہ عیب جوئی و تجسس ہے خلافت پناہ نے کہا اسکی توبہ کیا ہے کہا یہ کہ تو اپنے علم سے اُسے آگاہ نکرے اور بجز بھلائی کے اُسکی طرف سے دل مین کچھ نرکھے یہ کہکر دونو پلٹ آئے اور **نیز** کنز العمال مین ابو محجن ثقفی اور اسکے اصحاب شراب خوار کے سر پر آپکا دفعتہً جا پہنچنا روایت کیا ہے اس مرتبہ زید بن ثابت و عبدالرحمن بن ارقم اردلی مین تھے۔ دونو نے کہا اے امیر المومنین یہ تجسس منہی عنہ ہے۔ غرض اس قسم کی بہت سی حکایتین صاحب تشئید علیہ الرحمہ نے کتب اہل سنت سے نقل کی ہین کہ لوگ آپ کو اس خصلت زبون سے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتے تھے ازالۃ الخفا مین ہے کہ عمر ایکدفعہ مدینہ مین رات کیوقت عسعسی کر رہے تھے کہ ایک مکان سے ایک مرد کے گانے کی آواز سُنی دیوار پھاندکر اندر گئے تو دیکھا ایک عورت بیٹھی ہے اور شراب رکھی ہے کہا یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیتہ کہ اے دشمن خدا تو جانتا ہوگا کہ حقتعالےٰ تیری پردہ پوشی کریگا در انحالیکہ تو اُسکی نافرمانی مین مشغول ہے وہ بیباک بھی بڑا چالاک تھا بولا اے امیر المومنین جلدی نکرو اگر مینے خدا کی ایک معصیت کی تو تم سے تین گناہ سرزد ہوئے اول یہ کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے

کہ تجسس مت کرو تمنے تجسس کیا دوسرے تم دیوار پھاندکر گھر مین آئے اللہ جل شانہ کہتا ہے واتوا البیوت من ابوابھا کہ اُوتم گھرون مین اُنکے دروازون سے۔ سوم ارشاد فرماتا ہے لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا کہ تم بیگانے گھرون مین مت جاؤ جبتک کہ موانست نہو اور سلام کرو گھر والون پر۔ تم بے محابہ بلاکسی موانست کے چلے آئے اور سلام کا تو کیا ذکر ہے۔ خلیفہ صاحب یہ برجستہ تقریر سُنکر بغلین جھانکنے لگے اور کہا تو یہ کہا کہ اگر مین تیرا قصور معاف کردون تو تیرے پاس کوئی بھلائی ہے اُس شخص نے کہا ہان اے امیر المومنین آپ یہ خطا معاف کر دینگے تو مین پھر ایسا کام کبھی نکرونگا۔ پس وہانسے چلے آئے ابن ابی الحدید اس روایت کے نقل کے بعد شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے وروی فی روایۃ اخری فلحقہ الخجل یعنی دوسری روایت مین ہے کہ خلیفہ صاحب کو شرمندگی عارض ہوئی **مترجم** کہتا ہے کہ خلافت پناہ سے جسطرح اس شرابی کا جواب بن نہ پایا اسی طرح وہ اکثر مقامات مین بند و لاجواب ہو جایا کرتے تھے۔ حتے کہ لڑکون اور عورتون کے مقابلے مین مبہوت و حیران ہو جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی بھرے مجمع مین اپنی جہالت کا اقرار بھی کر لیتے تھے حتے کہ تمام عالم کو اپنے سے فقیہ اور عالم تر بتلاتے تھے۔ چنانچہ اسی سبب سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے ھو یکثر العثار والاعتذار منہا کہ عمر بار بار غلط اور خطا کرتے تھے اور اس سے عذر چاہتے تھے۔ ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عمر ایکروز انصار سے ایک جوان کے پاس سے گذرے چونکہ تشنہ تھے پانی مانگا اُس نے شہد کا شربت آپ کے لئے حاضر کیا آپ نے اُسکے پینے سے استکراہ کیا اور فرمایا حقتعالےٰ فرماتا ہے اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا یعنی لیگئے تم اپنی اچھی چیزون کو زندگانی دنیا مین۔ اُس جوان نے کہا اے امیر المومنین یہ کافرون کا حال ہے مسلمانونکا نہین اور ماقبل آیہ کو آپ کے سامنے پڑھا ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا جس روز کہ عرض کئے جائینگے وہ لوگ کہ کافر ہین آتش جہنم پر اور کہا جائے اُنکو کہ لیگئے تم اپنی طیبات کو زندگانی دنیا مین پس عمر نے وہ شہد پیا اور کہا کل الناس افقہ من عمر کہ تمام آدمی عمر سے زیادہ فقیہ ہین۔ اور مشہور ہے کہ ایک مرتبہ سر منبر فرمایا ایہا الناس اپنے ازواج کے مہر کو گران اور بھاری نکرو و تحقیق کہ جو کوئی چارسو درہم سے زیادہ مہر مقرر کریگا مین اُس زیادتی کو چھینکر بیت المال مین داخل کردونگا۔ خطبہ کہکر واپس آرہے تھے کہ قریش سے ایک عورت نے آگے آکر کہا اے پسر خطاب خدا کا کلام پیروی کی لائق ہے یا تمہارا کہا خدا کا عورت نے کہا پھر تم زائد مہر کو کیونکر لے سکتے ہو جبکہ خداتعالےٰ فرماتا ہے وآتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اگر تم کسی عورت کو بقدر قنطار[1] مال بھی دیدو تو اُسمین سے ذرا سا بھی واپس نہ لو۔ بروایتے بہادر عورت نے مسجد ہی مین یہ جواب دیا تھا بہر تقدیر عمر نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کل الناس افقہ من عمر حتی النساء کہ تمام آدمی عمر سے زیادہ فقیہ ہین یہانتک کہ عورتین بھی۔ بروایتے فرمایا تم تعجب نہین کرتے ایک عورت سے کہ اُس نے درست بات کہی اور ایک امام سے کہ خطا کی بروایت دیگر کہا امرأۃ خاصمت عمر فخصمتہ کہ ایک

[1] قنطار ایک چرم گاؤ پر از زر یا پُر از سیم۔ ۱۲۔ منتہی

[illegible] خلیفہ ثانی از [illegible]

عورت نے عمر سے خصومت کی اور اُسپر غالب آئی - شاہ عبد العزیز تحفہ مین کہتے ہین کہ ایسا کہنا عمر کا براہ انکسار تھا نہ کہ واقعہ مین اُنسے خطا ہوئی تھی ہم کہتے ہین کہ یہ صحیح نہین اگر انکسار کے راہ سے ہوتا تو وہ اس مسئلے سے رجوع نفرماتے حالانکہ اُنہون نے عورت کے ٹوکنے سے اپنی رائے بدلدی اور لوگون کو زیادہ مہر مقرر کرنیکی اجازت عطا فرمائی **کنز العمال** مین ہے ثم رجع الی المنبر فقال للناس انی کنت نہیتکم ان لا تغالوا فی صداق النساء فلیفعل رجل فی ماله ما شاء یعنی بعد اُسکے عمر واپس آئے اور دوبارہ منبر پر جاکر کہا مینے تمکو بھاری مہر باندھنے سے منع کیا تھا اب ہر شخص کو اختیار ہے اپنے مال مین جو چاہے سو کرے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کے تنبیہ کرنے سے خلیفہ صاحب کو اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور وہ اس سے باز رہے - پس انکسار کی کہان گنجائش رہی - خیر اس مقام پر تجسس عیوب و شب گردی کا مذکور تھا - جہالات عمر کو ہم آیندہ علیحدہ لکھنے والے ہین یہان جو امر درپیش ہے اُسکی نسبت سُنئے خلیفہ صاحب کے اس راتون دوڑے دوڑے پھرنے سے بجائے نفع کے خلقت کو نقصان پہنچتے تھے - بیچارہ **نصر بن حجاج** سلمی حضرت کے اسی کوچہ گردی کا شکار ہوا ہے - مجمل کیفیت اُسکی اس طرح پر ہے کہ ایکرات عمر حسب معمول روند کو اُٹھے تو ایک مقام سے ایک عورت کی آواز آئی کہ یہ شعر پڑھتی ہے ؎ هل من سبیل الی خمر فاشربها ام هل سبیل الی نصر بن حجاج ؎ اے کاش مجھکو شراب کی طرف راستہ ملتا کہ اُسکو پیتی یا کوئی راہ نصر بن حجاج ہی کی طرف پاتی خلیفہ صاحب کے یہ شعر سُنکر کان کھڑے ہوگئے اور صبح سویرے اُٹھکر پوچھنے لگے کہ یہ نصر بن حجاج کون شخص ہے معلوم ہوا کہ قبیلہ سلیم سے ایک جوان رعنا جمال باکمال و زلف و خال بمثال رکھتا ہے حکم دیا کہ فوراً حاضر کرین سامنے آیا تو دیکھا کہ فی الواقع حسن و خوبی کا پتلا ہے صاحب روضۃ الاحباب یہ ابیات باآب و تاب اسکی شان مین لکھتے ہین **نظم** رُخ بخوبی زمانہ دلکش تر ✤ لب شیرین از شکر خوشتر ✤ مشک با زلف او جگر خوارے ✤ گل و ریحان زباغ او خارے ✤ قدے افراختہ چو سرو بباغ ✤ روئے افروختہ چو شمع و چراغ ✤ تازہ رویش تازہ تر ز بہار ✤ خوب رنگیش خوب تر ز نہار ✤ غرض خلیفہ صاحب دیکھتے ہی اُسکے دشمن ہوگئے کیونکہ اپنے کمال دانائی سے یہ سمجھلیا کہ ضرور وہ عورت اسپر عاشق ہے اُسکے فراق مین اشعار پڑھتی تھی اور اُسکا یہ قصور ہے کہ عورتین اُسکے اوپر فریفتہ ہوکر آوارہ ہوتی ہین حالانکہ یہ گمان اُنکا باطل تھا کسلئے کہ ممکن ہے کہ کسی شاعر نے اپنے اشعار مین نصر کے حسن کو تمثیلاً ذکر کیا ہو اور وہ عورت بطور نقل و حکایت اُسکو پڑھتی ہو اور سلتا کہ شعر بھی عورت ہی کا تھا اور وہ نصر پر عاشق بھی تھی اور اپنا ہی حال اس شعر مین بیان کرتی تھی - تاہم نصر کا اسمین کیا قصور تھا غرض پیشگاہ خلافت سے حکم صادر ہوا کہ اسکے موئے سر کہ باعث زیب و زینت ہین تراش دین - مگر حسن خداداد اس سے کم نہوا بلکہ زیادہ تر دمکنے لگا - تو خلافت مآب نے بیگناہ بلا خطا اُسکو بصرہ کی طرف جلاوطن کرادیا - مدینہ مین اسکی ضعیفہ مان تھی اُس نے بہتیرا داد فریاد کی شور و غل مچایا خود نصر نے بہت کچھ منت و سماجت کے خطوط لکھے مگر یہان ایک سماعت نہوئی بیچارہ یونہین کربت غربت مین وطن کی صورت کو ترستا مر گیا - **روضۃ الاحباب** مین ہے القصہ نصر چند از بصرہ بوسیلہ کتابت عرض ضراعت و اظہار کربت و مجاعت خود میکرد و والدہ او در مدینہ بوساطت شفاعت میخواست تا امیر المومنین ویرا رخصت

قصہ نصر بن حجاج

معاودت تا بمسکن مالوف دہد میسر نشد و در غریبی وفات یافت **تنبیہ** واضح رہے کہ حسن ظاہری کہ حضرت عمر کے نزدیک بدبختی کا منشا ٹھہرا تھا عقلاً کمال انسانی ہے اور مظنہ خیر و خوبی ملا جلال الدین دوانی اخلاق جلالی مین لکھتے ہین کہ حکیمون نے کہا ہے کہ آدمی کے باطنی اخلاق بیشتر اُسکے ظاہری خلقت کے تابع ہوتے ہین یعنی جسکی صورت شکل چہرہ مہرہ اچھا ہے اُسکی عادت و اخلاق بھی اکثر اوقات اچھے ہوتے ہین اور اسکے خلاف شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اور فارس کے حکیم کہتے ہین کہ بدصورت بھونڈی شکل والے مین کوئی خیر و خوبی نہین ہوتی اسکے بعد کہتے ہین کہ پیغمبر خدا سے حدیث وارد ہوئی ہے کہ اُطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ کہ خیر و خوبی کو خوبصورتون سے طلب کرو اور نیز آنحضرت نے فرمایا کہ جب چاہین کہ کہین قاصد بھیجین چاہیے کہ نیک نام اور خوبصورت ہو کیونکہ حسن صورت پہلی نعمت ہے کہ آدمی سے پہنچتی ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ تمام انبیا خوبصورت اور خوش آواز گزرے ہین - پس یہان دیکھا چاہیے کہ خلیفہ ثانی نے بخلاف ارشاد پیغمبر نصر بن حجاج کی خوبصورتی سے بدی طلب کی اور بے حجت و برہان اسکے حسن صورت کو منشا شر و فساد گنا بار الہا چونکہ حضرت خود بھدے بہنگم لمبے ناموزون تھے اور سیاہ[1] فام عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اسلئے خوبصورتون سے عداوت رکھتے تھے - شاید یہی وجہ تھی کہ انہون نے اپنی ایک قبول صورت بی بی کو طلاق دیدیا تھا - گو پیچھے سے ارادتمندون نے یہ بات بنائی کہ اس خوف سے کہ مبادا کاروبار خلافت مین دخل دے اور آپ کو فرط محبت سے اُسکا کہنا ماننا پڑے اُسکو طلاق دیا تھا ✤

درّہ عمری

آثار مشہورہ خلیفہ ثانی سے ایک آپکا تازیانہ تھا کہ ہر وقت حضرت کے ہاتھ مین رہتا تھا اور جابجا جہان چاہتے تھے اُسکو کھینچ کر لگاتے تھے ظاہرا شوکت عمری کہ سنیون مین بہت مشہور ہے اسکی بنیاد اسی تازیانہ پر ہے - مسجد مین نماز کے لئے صفوف جماعت کھڑی ہوتین تو عمر درہ لئے نمازیون کے آگے دیوانہ وار پھرتے تھے جسکا پاؤن ذرا آگے یا پیچھے پاتے تڑاق سے اُسکے کوڑا مارتے بچے اور عورتین تک اس تازیانے کی زد سے نچھوٹتے تھے - کوچہ ہائے مدینہ مین جہان آپکا گذر ہوتا لڑکے شکل دیکھتے ہی بتا توڑ وہان سے بھاگتے کہ مبادا اس کوڑے کے ہاتھون کسی کی شامت نہ آجائے - روایت ہے کہ خلافت پر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے جسپر اس کوڑے سے ہاتھ صاف کیا گیا وہ ام فروہ خواہر خلیفہ اول حضرت ابوبکر تھین ابوبکر کے جنازہ پر زنان قرابتدار حسب معمول مشغول گریہ و بکا تھین عمر نے اُنکو منع کیا باز نہ آئین پھر کہا چپ نہوئین آخر عورتون مین گھس گئے اور اُنکے درمیان سے ام فروہ کو جسکی آواز سب مین بلند سُنائی دیتی تھی پکڑ لیا اور عورتون سے علیحدہ کرکے کوڑون سے اُسکی خبر لی دیگر عورات یہ دیکھکر منتشر ہوگئین **تاریخ الخلفا** مین ہے کہ ایک مرتبہ خود بدولت گھر مین داخل ہوئے ایک لڑکا بالون مین کنگھی کئے اُجلے کپڑے پہنے نظر پڑگیا - کوئی بات نہ چیت اُسکے کوڑا کھینچ مارا بچہ بلبلا اُٹھا بی بی حفصہ آپ کی دختر نیک اختر حاضر تھین یہ بیدردی دیکھکر بولین کیون تمنے

[1] مروج الذہب مین ہے کہ خلیفہ ثانی کی ماں حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ سیاہ رنگ تھی - ۱۲ منہ ✤✤✤

اسکو مارا کیا خطا اسکی بھی فرمایا یہ اپنے تئین دیکھتا اور خوش ہوتا تھا مینے چاہا کہ اسکے نفس کو اسکے آگے ذلیل کرون - اور تو اور صحابہ کبار تک کو تو اس تازیانہ ستم نشانہ سے امان نہ تھی سعد بن ابی وقاص کہ مبشر بہ نعیم جنت و داخل عشرہ مبشرہ تھے اور خود عمر نے اپنے بعد انکو بنام نہاد خلافت داخل شورے فرمایا ایک مرتبہ کسی مقام مین بیٹھے تھے شامت نفس سے کہین خلیفہ ثانی بھی وہان آنکلے انکو بیٹھا دیکھکر ایک کوڑا سر پر رسید کیا کہ کس لئے تعظیم کو نہین اٹھا اور فرمایا کہ تو خلافت سے ہیبت نہین مانتا تو خلافت بھی تجھ سے ہیبت نہین مانتی - ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین مطاعن عثمان کے جواب مین اس حکایت کو نقل کرکے کہتے ہین جب عمر ایسا کرتے تھے اور کوئی دم نہ مار سکتا تھا تو عثمان نے بھی اگر عبد اللہ مسعود کو پٹوایا عمار یاسر کو لکد کوب کیا تو کیا ہوا ہم کہتے ہین کہ یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے عمر نے سعد وقاص کو بیجا تازیانہ لگایا تو بیجا کیا عثمان نے ان جلیل القدر صحابیون پر دست درازی کی تو اور بھی برا کیا ایک کی ظلم و زیادتی سے دوسرے کی تعدی جائز نہین ہو سکتی عمر کی یہ حرکت بلاشبہ ظالمان بیباک کی حرکت کی مانند تھی کہ خواہی نخواہی لوگون کو اپنی تعظیم کے لئے اٹھانا چاہتے تھے نہ اٹھتے تو کوڑون سے انہین سدھاتے تھے اس ظلم کو اگر کوئی سہ گیا اور زبان سے کچھ نہ بولا تو وہ نہ خود حلال ہو سکتا ہے نہ اورون کے لئے مثال بن سکتا ہے اور عمر کا یہ کہنا کہ انک لم تھب الخلافة فاردت ان تعرف ان الخلافة لا تھابک کہ تو خلافت کا رعب نہین مانتا اسلئے مینے چاہا کہ تجھکو معلوم کراؤن کہ خلافت بھی تیرا رعب نہین مانتی عجیب و غریب استدلال ہے سعد کے سر قد تعظیم کے لئے کھڑا ہونے سے خلافت پناہ کو یہ کہان سے معلوم ہوگیا تھا کہ اسکے نزدیک خلافت یعنی خود بدولت سعد سے ڈرتے ہین کہ کوڑا مار کر انسے تبلایا گیا کہ ہم تجھ سے نہین ڈرتے - اور سنئے جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور مین نقل کرتے ہین کہ کسی نے آیہ شریفہ فاکھة وابّا مین لفظ ابّا کے معنے آپ سے دریافت کئے آپ کو علم نہ تھا چاہیے تھا کہ خاموش رہتے یا حاضرین سے سوال کرتے فرمانے لگے ما کلفنا بھذا وما امرنا بھذا ہمکو اسکی تکلیف نہین دی گئی ہمکو اسکا حکم نہین دیا گیا - حضار سے کسی نے اسکے تبلانے کا ارادہ کیا تو عمر درہ لیکر اسکے سر پر آئے اور بضرب تازیانہ اسے تادیب کیا - کیا خوب خود تو معانی قرآن سے بیخبر ہون اور جو کوئی اور بتانا چاہے تو اسکی درون سے خبر لیجائے - اسکا احسانمند ہونا چاہیے تھا نہ کہ الٹا کوڑون سے مارنا - اب ہمکو یاد آیا یہ ابّا لفظ ہی غضب کا بجھا ہوا ہے اسکے معنی حضرت ابوبکر کو بھی نہ آتے تھے پس اس حساب سے تو انہون نے خلیفہ اول کی خیر خواہی کی کیونکہ اسمین انکی بھی رسوائی تھی اسلئے اس شخص کو ڈانٹا - سیوطی نے تفسیر اتقان مین روایت کی ہے کہ ابوبکر سے یہ سوال کیا گیا تو انہون نے فرمایا کونسا آسمان مجھپر سایہ ڈالیگا اور کونسی زمین مجھکو اپنے اوپر اٹھائیگی اگر مین کتاب خدا مین وہ بات کہونگا جو مجھکو خود نہ آتی ہو - غرض ابّا کے معنے ابوبکر و عمر دونو کو نہین آتے تھے فرق اتنا تھا ابوبکر نے سادگی سے اپنی نادانی کا اقرار کر لیا عمر چالاکی سے اسکے جاننے ہی کو فضول تبلاتے اور تبلانے والے کو مارنے لگے گویا کہ آپ کو الفاظ قرآن کو زبان سے کہہ لینے کا حکم ہے اسکے معانی کے کہنے اور سننے سے منع کئے گئے ہین - کیا خوب کہا ہے اس مقام پر مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین کہ روایات اہل سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر لفظ ابّا دونو شیخون کے

نزدیک عقدہ لاینحل تھی - اور انہون نے اسکے جاننے کی توفیق نہین پائی حالانکہ گدھے تک اسکو جانتے ہین[1] **بنیاد اعتقاد**
مولانا مفتی سید محمد عباس شوستری سے
جمع الجوامع ایک سیوطی کی ہے کتاب ٭ لکھی ہے اسمین نقل یہ سنئے باب و تاب ٭
ایک شخص تھا نماز حق بے نیاز مین ٭ کوڑا اسے عمر نے لگایا نماز مین ٭ اس نے کہا اشارہ سے بیٹھ اس مقام پر ٭ جب
پڑھ چکا نماز تو بولا کہ اے عمر ٭ کسواسطے نماز مین ایذا یہ مجھکو دی ٭ بولا کہ بعد عصر نماز اور کیون پڑھی ٭ اس شخص نے کہا کہ عبث
تو خفا ہوا ٭ پڑھتے تھے یہ نماز اسیوقت مصطفےٰ ٭ **نیز** مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہین سے
کوڑے سے مارنا بھی عمر کا شعار ہے
مشاہر ایک شہر کا وہی نامدار ہے ٭ مارا ہے تازیانہ اسی نے بتول کو ٭ ایذا سے جسکے ہوتی تھی ایذا رسول کو ٭ دروازہ علی پہ جو وہ
تند خو گیا ٭ آنے مین کچھ جو دیر ہوئی آگ ہو گیا ٭ توڑا در مدینہ علم نبی کا در ٭ سرگرم اسپہ تھا کہ جلائے علی کا گھر ٭ اسکو ہراس آتش عقبے
کا کچھ نہ تھا ٭ پاس و لحاظ فاطمہ زہرا کا کچھ نہ تھا ٭

القصہ خلافت مآب کے اس درہ بازی سے خلقت کا ناک مین دم تھا حتے کہ آپ کے بعد بھی مدتون تک عرب مین اس کے ظلم و ستم کا چرچا رہا - اور لوگ اسکو حجاج کی تلوار ستم آثار سے زیادہ خوفناک گنتے تھے چنانچہ **لدرة عمر اھیب من سیف الحجاج** مشہور و معروف ہے - باوجود اسکے متعصبین اہل سنت جو اس تازیانے کی مدح سرائی کرتے ہین تماشے کی قابل ہے کبھی اسے ناقہ صالح کی کھال کا تبلاتے ہین کبھی اس دنبہ کی جلد کا جو فدیہ اسمعیل مین حضرت خلیل اللہ پر نازل ہوا تھا - کبھی شعیب پیغمبر کی بکریون کے چمڑے کا - غرض یہ سب کچھ بطیب خاطر قبول و منظور ہے الا ذو الفقار حیدر کرار کی نسبت جس سے بنار اسلام قائم ہوئی اگر کوئی انہی کے علمار کے قول کے موافق یہ کہدے کہ آسمان سے نازل ہوئی تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے فوراً روایت پر کذب و وضع کے اور راوی پر کفر و رفض کے فتوے لگ جاتے ہین خدا ایسے تعصب سے بچائے +

تصرفات خلیفہ ثانی در بیت المال مسلمانان

عمر کے زمانہ مین کچھ تو کثرت فتوحات سے مال کی خود ہی فراوانی تھی - کچھ انہون نے خمس کہ حق اقربار رسول خدا تھا اور حقتعالے نے بعوض اسکے کہ صدقہ انپر حرام تھا یہ حصہ انکو عنایت کیا تھا ضبط کر لیا فدک اس سے پہلے خلیفہ اول کے نذر ہو چکا تھا حصہ ذوی القربےٰ دوسرے صاحب نے لیا چلئے کوئی صورت خاص اہلبیت علیہم السلام کی اوقات بسری کی نرہی - اسکے علاوہ خلیفہ ثانی نے توفیر مال کی ایک اور تدبیر یہ کی کہ برخلاف حکم خدا و رسول زکوٰة کو موقوف کرکے زمین پر بروے پیمائش محصول لگا دیا چنانچہ عراق مین یہ محصول فی جریب[2] ایکدرہم وصول ہوتا تھا

[1] ابّ لغت مین چوپایون کے کھانیکی چیز کو کہتے ہین اور وہ بہایم کیلئے ایسا ہے جیسا کہ انسان کیلئے فاکہہ (میوہ) پس کون گدھا ایسا گدھا ہوگا جو اپنی خوراک کو نہ پہچانے ۱۲ منہ

[2] یہ موافق مشہور کے ہے لیکن علامہ حلی علیہ الرحمہ منتہی المطلب مین رقم طراز ہین کہ خراج مذکورہ اس شرح سے لگایا گیا تھا کہ زمین خرما مین فی جریب دس درہم اور زمین انگور مین اٹھارہ درہم اور دیگر اشجار میوہ دار تر و تازہ پر چھ درہم اور اراضی گندم پر چار درہم اور جو پر دو درہم تھا اور یہ تمام اس زمین پر لگایا گیا تھا کہ فارس سے بقہر و غلبہ ہاتھ آئی تھی - اور سواد عراق کے نام سے موسوم تھی پھر اس کے حدود اربعہ تبلائے ہین اور لکھا ہے کہ عثمان بن حنیف انصاری نے بامر عمر اس کو پیمائش کیا تو تین کروڑ بیس لاکھ جریب برآمد ہوئی اسکا مالیانہ سالانہ عمر کے زمانہ مین سولہ کروڑ درہم تھا اور ارض سواد اسکو اس لئے کہا کہ اول اول جو لشکر اسلام بادیہ عرب سے اس سرزمین پر داخل ہوا تو کثرت اشجار سے وہ انکو سیاہ نظر آئی پس انہون نے ارض سواد کے نام سے اسکو موسوم کیا - امیر المومنین علیہ السلام خلافت پر فائز ہوئے تو اس بدعت عمری کو تغیر نہین دے سکے لہذا آپ کے عہد مین بھی یہ خراج اسی طرح وصول ہوتا تھا - ۱۲ منہ عفی عنہ ٭٭٭

اور مصر مین ایک دینار فی جریب ٹھیک اسی شرح سے کہ شاہان مصر و فراعنہ کے زمانہ مین لیتے تھے۔ غرض کچھ ہوا ان تدابیر سے روپے کی ریل پیل ہوگئی پھر مال بھی مال ہے اُسنے بھی اپنا اثر دکھلایا اور خلافت پناہ کی رگ طمع نے زیادہ جنبش کی اور انکو جمع مال اور خزانہ رکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آگے مسلمانون کا بیت المال برائے نام بیت المال تھا اور نہ جو روپیہ آتا فوراً تقسیم ہوجاتا ٹھہرنے نہین پاتا تھا۔ اور سب کو برابر ملتا چنانچہ عہد عدالت مہد رسول اللہ مین یہی دستور تھا آپ کے بعد خلیفہ اول بھی اسی سنت پر کاربند رہے مگر خلیفہ دوم نے یہ دونو باتین بدلدین بجائے فوری تقسیم کے اُنہون نے سال بسال بانٹنے کا رویہ نکالا اور علی التسویہ قسمت آپ کو مطلقاً پسند نہ تھی لہذا اسکو یک قلم موقوف کرکے مسلمانونکے درجا درجے قرار دئے مہاجرین کو انصار پر اور انکو دیگر مسلمانون پر ترجیح دی اور عرب کے رہنے ولون کو اور ملک کے باشندون پر فوقیت بخشی اور مہاجر و انصار مین بھی شرکت بدر وغیرہ کے لحاظ سے تفریق کی تاانیکہ پندرہ پندرہ ہزار درہم سالانہ تک لوگ پاتے تھے اور مسلمانون ہی ایسے بھی تھے جنکو صرف دو دو سو درہم سال مین ملتا تھا۔ ازواج رسولؐ سے بعض کو پانچ پانچ چھ چھ ہزار باقی کو دس دس ہزار الا عائشہ بقولے عائشہ و حفصہ دونو کو بارہ بارہ ہزار درہم ہر سال ملتے تھے خلاصہ یہ کہ جسکی رعایت منظور تھی۔ یا جسکو ذرا چلتا ہوا اپنے کام کا پایا جس سے اندیشہ ہوا اُسے نہال کردیا باقیون کو کچھ یونہین سا اشک شوئی کے طور پر دیدیا جاتا تھا بخاری و مسلم وغیرہ نے باسناد متعدد وہ نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے قرب زمان وفات مین انصار کو تسلی دیتے وقت کہا۔ ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض یعنی میرے بعد تمپر زیادتی کرینگے پس تم صبر کرنا تاانیکہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو پس وہ زیادتی یہی تھی کہ انہین مہاجرین سے کم دیا حالانکہ رسول اللہ انہین انکی برابر رکھتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتظام تفاوت درجات کا بہت سوچ سمجھکر کیا گیا تھا اس سے اُسوقت جسقدر سلطنت کو فائدہ پہنچا اس سے چوگنا نفع یہ ہوا کہ عہد خلافت امیر المومنین مین بیعت کے ہوتے ہی بکھیڑے کھڑے ہوگئے طلحہ زبیر نے کہ ان بردون کے عادی ہو رہے تھے آنحضرت کی بالتسویہ تقسیم سے ناراض ہوکر نکث بیعت پر مبادرت کی اور جنگ جمل اس سے قائم ہوا۔ پھر جنگ صفین و نہروان بلکہ خلافت آل ابوسفیان و بنی مروان و قتل و منع اولاد رسول اسی شاخ کے شگوفے ہین اگر وہی برابر تقسیم کا قاعدہ جاری رہتا تو اُسوقت طلحہ زبیر کا فساد نہ اٹھتا شاید معاویہ کی بغاوت ہوتی جو رفع دفع ہوجاتی۔ غرض کہان برابر کی سیدھی سادی تقسیم کہان سلطانی عہدہ دارونکی طرح اعلیٰ و ادنی تنخواہین اسکے لئے ویسے ہی اسکے لازمی منشی محرر دفتر رجسٹر تمام شاہانہ سامان درکار ہوا جو کسرے و قیصر کے ڈھنگ پر مہیا کیا گیا کہتے ہین کہ ابوبکر کو بھی خلافت مآب نے یہی صلاح دی تھی۔ مگر وہ اس تہ کو نہ پہنچے یا کچھ اور مصلحت سمجھکر خاموش ہو رہے کہ یہ امور اسوقت رائج نہو سکے لیکن عمر نے اپنی خلافت کے دوسرے ہی سال اسپر عملدرآمد شروع کردیا اس بندوبست مین جیسا کہ امید تھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی خزانے مین ان گلوتراشیون سے کافی بچت ہونے لگی گاہ گاہ قرض کے نام سے روپیہ نکالا جاتا تھا حتی کہ بڑھتے بڑھتے رقم قرضہ چھیاسی ہزار کو پہنچ گئی جسکو خلیفہ صاحب قبر مین اپنے سر پر لیگئے بعض علمائے سنیہ نے ازراہ جہل یا تجاہل عمر کے مقروض مرنے سے انکار کیا ہے اور نافع غلام عمر سے نقل کیا ہے کہ وہ اسکو نہ مانتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ کیونکر قرضدار ہوسکتے ہین حالانکہ اتنے

قرضہ بیت المال بذمہ خلیفہ ثانی

بڑے مالدار تھے کہ مرنیکے بعد ترکہ تقسیم ہوا تو متعدد ورثہ سے بعض کو لاکھ روپے کی مالیت ملی۔ **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ علامہ حسین علی رضائی اردکانی شیرازی نے استیعاب ابن عبد البر سے سفینۃ النجات مین نقل کیا ہے کہ خلیفہ صاحب اسقدر متمول تھے کہ انکے انتقال کے بعد انکے ترکہ سے انکی ایک ایک زوجہ کو کہ بروایتے چار و بقولے تین تھین اسی اسی ہزار دینار زر سرخ ملے تھے۔ غرض ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے روایت گذشتہ نافع کو نقل کرکے جب دیکھا کہ یہ توجیہ نافع کی محض لغو و لوچ اور اصلاً نافع بحال عمر نہین تو اسکو بدین عبارت رد کیا ہے هذا لا ینفی ان یکون علیه دین عند موته فقد یکون الشخص کثیر المال ولا یستلزم نفی الدین عنه یعنی یہ (عمر کا اسقدر مال کثیر ورثہ کے لئے چھوڑ جانا) مانع نہین اسکا کہ بوقت مرگ وہ قرضدار ہون کیونکہ بعض اوقات آدمی مالدار ہوتا ہے اور یہ اسکے قرضدار نہونے کو مستلزم نہین ہوتا۔ اور یہ بہت درست ہے خاصکر ایسی صورت مین جبکہ قرضہ حاصل کرنے مین کچھ دشواری نہو نہ اسکے ادا کی کوئی ضرورت تو اسوقت کتنا ہی مالدار کیون نہو اسکو بھی قرض لینے مین کچھ تامل نہوگا۔ اسکے بعد ابن حجر کہتے ہین فلعل نافعا انکر ان یکون دینه لم یقض کہ شاید نافع نے اس قرضہ سے انکار کیا ہو کہ ادا نہین ہوا۔ یعنی انکار قرض سے نافع کی یہ مراد ہوگی کہ قرض انکے ذمہ باقی نہین رہا سب ادا ہوگیا تھا۔ مگر یہ تاویل ابن حجر کی اُسوقت درست ہوسکتی تھی کہ جب کسی صحیح روایت سے وہ یہ ثابت کردیتے کہ یہ قرضہ واقعہ مین بھی ادا ہوگیا وانی له ذلك یہ بات انکو کہان میسر تھی۔ **تاریخ الخلفا** مین ہے کہ عمر خطاب کو جب ضرورت پیش آتی تو وہ داروغہ بیت المال کے پاس جاتے اور روپیہ قرض لیلیتے جب وہ اسکے ادا کرنیکا تقاضا کرتا تو ٹالتے اور حیلہ کرتے اور بعض اوقات جبکہ انکا حصہ عطیات برآمد ہوتا تو ادا کرتے۔ مگر اس ادا کرنیکے باوجود بھی چھیاسی ہزار کی رقم مرتے وقت اُن کے ذمہ نکلی کیونکہ تاریخ الخلفا ہی مین ہے کہ انہون نے آخر وقت مین اپنے بیٹے سے کہا اے عبد اللہ دیکھ میرے ذمہ کسقدر مال قرض ہے لوگون نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم ہے عمر نے عبد اللہ سے کہا کہ آل عمر کا مال اسکو وفا کرے تو انسے لیکر اسکو ادا کرنا ورنہ بنی عدی سے اسکی درخواست کرنا انکی املاک بھی کافی نہون تو تمام قریش سے سوال کیجیو کہ اسکو ادا کرین انتہی۔ اس وصیت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر کے نزدیک اسکا ادا کرنا کوئی ضروری امر نہ تھا۔ ورنہ وہ باوجود اسقدر مال چھوڑ جانے کے کہ ایک ایک زوجہ کو اسی اسی ہزار دینار ملین۔ اسکے ادا مین ایسی مہمل پادر ہوا باتین نہ بناتے اور ادائے قرض بیت المال جیسے اہم مسئلہ کو یون برات عاشقان بر شاخ آہو کا مصداق نہ بناتے واضح رہے کہ علامہ سیوطی نے گو اس روایت مین بیت المال کا ذکر نہین کیا مگر فتح الباری مین صاف لکھا ہے کہ یہ مال خلیفہ صاحب کے ذمے بیت المال کا تھا اور عمر نے عبد اللہ کو بطریق مذکور گدائی کرکے بیت المال ہی مین اسکے داخل کرنیکی وصیت فرمائی تھی اور وہان تتمہ روایت مین اسقدر اور ذکر کیا ہے کہ اُسوقت عبد الرحمن بن عوف نے خلیفہ صاحب سے اس قرضہ کی بابت استفسار کیا تو انہون نے کہا مین حج کرتا تھا اور نوائب و سختیان مجھپر پڑتی رہتی تھین اس سبب سے قرضدار ہوگیا انتہی۔ کوئی ذاتی سختی و مصیبت جسمین خلیفہ صاحب کو اسقدر قرض اٹھانیکی ضرورت ہوئی ہو دوران خلافت مین ہمکو نظر نہین آتی باقی رہا حج وہ خود قرض لیکر جانا ضرور نہ تھا۔ قطع نظر اسکے آپ سفر حج مین ایسی تنگ مشتی سے خرچ کیا کرتے تھے کہ اسمین کچھ واجبی ہی خرچ ہوتا تھا۔ تاریخ الخلفا مین ہے عن ابن عمر ان عمر حج فانفق فی حجته

ستۃ عشر دینارا فقال یا عبد اللہ اسرفنا فی ھذا المال کہ عبد اللہ عمر نے کہا کہ عمر نے ایکبار حج کیا اسمین کل سولہ دینار خرچ ہوئے تو مجھ سے کہا اے عبد اللہ ہمنے اس مال مین فضول خرچی کی۔ پس جن حجون مین سولہ دینار خرچ ہونا فضول خرچی سمجھی جائے وہ کیا قرضداری کا باعث ہو سکتے ہین علاوہ آپکا یہی قول اسرفنا فی ھذا المال ہمنے اس مال مین فضول خرچی کی صاف بتاتا ہے کہ یہ انکا اپنا مال نہ تھا بلکہ جیسے تمام خرچ خوراک پوشاک وغیرہ اپنا اور اپنے عیال کا بیت المال سے لیتے تھے ویساہی مصارف حج بھی وہین سے نکالتے تھے ابن ابی الحدید نے کتاب طبقات ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ عمر نے خطبہ کہا لوگو مجھکو اس مال سے صرف اسقدر حلال ہے کہ ایک حلہ گرمی مین اور ایک سردی مین پہننے کے لئے لون اور سواری جسپر کہ حج وعمرہ بجالاؤن اور اپنا اور اپنے عیال کا خرچ خورونوش جتنا کہ قریش سے ایک متوسط درجہ کے آدمی کو جو نہ بہت امیر ہو نہ نہایت غریب درکار ہے حاصل کرون بس اسکے سوا مین سب مسلمانون کی برابر ہون میرا بھی اتناہی حق ہے جتنا کہ اورون کا اور **تاریخ الخلفا** مین ہے کہ خلافت پناہ لوگون سے پوچھا کرتے تھے کہ مین بادشاہ ہون یا خلیفہ وہ جواب دیتے کہ بادشاہ ظلم سے مال وصول کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے دے ڈالتا ہے خلیفہ وہ ہے کہ بحق مال لے اور بحق خرچ کرے بعض خوشامدی یہ بھی کہدیتے کہ آپ فضل الہی سے ایسے ہی ہین لیکن سلمان فارسی سے جو ایک مرتبہ یہ سوال کیا تو انہون نے کہا اگر تو نے مسلمانون کے مال سے ایکدرہم یا اس سے کم وزیادہ لیا ہے اور اسکو بیجا صرف کیا ہے تو تو بادشاہ ہے اور خلیفہ نہین فاستعبر عمر عمر یہ سنکر رونے لگا ٭

اعتراف خلیفہ ثانی بانیکہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اولیٰ واحق بخلافت بودہ ومباحثات عبد اللہ بن عباس بالیشان دراین باب

واضح رہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے احق بخلافت رسول اللہ ہونے کا اقرار خلیفہ اول نے بھی کیا ہے اور خلیفہ ثانی نے بھی خلیفہ اول کا اقرار تو مجمع عام مین کھلا اور آشکار ہوا تھا۔ کیا معنی کہ انہون نے سر منبر فرمادیا تھا لست بخیرکم وعلی فیکم کہ مین تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علی علیہ السلام تمہارے درمیان ہین چنانچہ بروایت طبری وغیرہ پیشتر گذرا لیکن عمر تدبیر ملکداری کے ماہر خیال کئے جاتے ہین لامحالہ وہ اس بارے مین سخت محتاط ہونگے مگر پھر بھی حق انکے چھپائے نہ چھپا اور چار ناچار انکو بھی اسکا اقرار کرنا پڑا اور نہ ایک مرتبہ بلکہ بارہا ہم اس جگہہ چند روایتین اس مضمون کی کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین۔ **مولانا** علی بن طاوس علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب حافظ ابن مردویہ سنی سے نقل کیا ہے کہ عمر شام کو گئے تو عباس بن عبد المطلب آپ کے ہمراہ تھے چونکہ عباس مرد شکیل ووجیہ تھے تو جو لوگ خلیفہ صاحب سے ملنے آتے عباس کو خلیفہ جانکر بخطاب امیر المومنین انپر سلام کرتے عباس عمر کی طرف اشارہ کرکے کہتے ھذا صاحبکم تمہارا مقصود یہ ہین جب بار بار ایساہی اتفاق ہوا تو عباس عمر سے کہنے لگے تری اللہ احق بھذا الامر منی ومنک رجل خلفتہ انا وانت بالمدینۃ علی بن ابی طالب یعنی دیکھتے ہو قسم بخدا کہ اولے واحق امر خلافت کے لئے مجھ سے اور تمسے زیادہ علیؑ ابن ابیطالب ہین جنکو ہمنے مدینہ مین چھوڑا ہے خلافت پناہ یہ سنکر خاموش ہو گئے یعنی کچھ جواب سوجھا جس سے اسکی تردید کرتے اسلئے سکوت کیا پس انکا یہ سکوت قبول وتسلیم پر دال تھا اور نیز اس روایت سے آپ کی شان وشوکت وشکل وصورت کا بھی پتا لگتا ہے۔ اور ابن الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین کتاب موفقیات زبیر بکار سے

روایت موفقیات زبیر بکار

نقل کیا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ مین ایک مرتبہ بعض کوچہائے مدینہ مین عمر خطاب کے ساتھ جا رہا تھا انہون نے کہا اے ابن عباس مین دیکھتا ہون کہ تمہارے صاحب یعنی علی ابن ابیطالب پر ظلم ہوا ہے ابن عباس کہتے ہین کہ مینے دل مین کہا کہ قسم بخدا کہ مجھکو پھر ایسا موقعہ ہاتھ نہ آئیگا پس مینے کہا اے امیر المومنین ایسا ہے تو جو شے تمنے انسے بظلم لی ہے اسکو واپس کیون نہین کر دیتے اسپر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوڑا لیا اور کچھ بڑبڑ کرتے آگے چلے تھوڑی دور جاکر پھر ٹھٹکے اتنے مین مین بھی انکے پاس پہنچگیا کہنے لگے اے پسر عباس میرا گمان یہ ہے کہ ان لوگون نے جو انکو خلافت نہین دی تو صغیر السن جانکر نہین دی مینے اپنے دل مین کہا کہ یہ پہلے سے بھی بدتر ہے اور انسے کہا قسم بخدا کہ خدا اور رسول نے انکو کمسن نہین جانا جبکہ تمہارے دوست ابوبکر سے سورۂ برات لے لینے کا حکم دیا یہ سنکر خلیفہ صاحب نے میری طرف سے منہہ پھیر لیا اور جلد جلد وہانسے روانہ ہو گئے۔ مخفی نرہے کہ زبیر بکار جس سے یہ روایت نقل ہوئی ہے زبیر بن عوام کی اولاد سے پکا سنی اور انکے ثقہ وسند عالموں سے ہے ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ وہ علماء اعیان سے ہے اور مکہ کا قاضی تھا اور اسی قضا کے درمیان ۲۵۶ھ ہجری مین اس نے قضا کی اور وہ ہی مصنف فائدہ مند کتابون کا پس ایسے ثقہ وسند کی روایت سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب حضرت امیرؑ کے مظلوم ہونے اور اپنی بظلم خلافت پر متصرف ہونیکا اقرار رکھتے ہین فللہ الحمد اور **راغب** اصفہانی نے محاضرات مین مطابق روایت ابن مردویہ کے روایت کی ہے کہ عبد اللہ عباس نے کہا کہ مین ایک رات عمر خطاب کے ساتھ جا رہا تھا عمر خچر اور مین گھوڑے پر سوار تھا کہ انہون نے ایک آیہ پڑھی جسمین علیؑ ابن ابیطالب کا ذکر تھا پھر کہنے لگے اے پسران عبد المطلب قسم بخدا کہ علی مجھ سے اور ابوبکر سے زیادہ اولے بخلافت تھے مینے اپنے دل مین کہا لا اقالنی اللہ ان اقلت کہ خدا مجھ سے درگذر نکرے اگر مین اسوقت تجھ سے درگذر کرون۔ پس مینے کہا اے امیر المومنین تم اور تمہارے یار ابوبکر ہی نے تو ہمارا حق غصب کیا ہے کسی اور نے نہین یہ سنکر خلیفہ صاحب بگڑ گئے اور لگے اولاد عبد المطلب کی توہین کرنے اور ابن عباس کو بھی دھمکایا ابن عباس کہتے ہین کہ اسوقت مین ذرا پیچھے کو کھسک گیا اور عمر آگے بڑھگئے پھر موڑ کر کہنے لگے سر لا بسر حت یعنی چل کہ تو چل نہ سکیو اور فرمایا پھر تو وہ بات کہہ جو تو نے پہلے کہی تھی مینے کہا اے امیر المومنین تمنے ایک بات کہی مینے اسکا جواب دیا اگر تم خاموش رہتے تو مین بھی کچھ نہ بولتا پس فرمایا قسم بخدا کہ ہمنے جو کچھ کیا عداوت کی روسے نہ تھا۔ مگر انکو کمسن دیکھا اور جانا کہ عرب انپر اتفاق نہین کرینگا اور قریش انکے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ ابن عباس کہتے ہین کہ میرا ارادہ ہوا کہ کہون کہ رسولخدا انکو لڑائیون پر بھیجتے تھے اور وہ وہان جاکر لشکر و [illegible] زیر وبالا کرڈالتے تھے آنحضرت نے کبھی انکو کمسن نجانا تم کمسن جانتے ہو الا ابھی زبان سے کچھ کہنے نہ پایا تھا۔ کہ عمر خود بولے کہ لاجرم ہم جیسا کہ تم دیکھتے ہو کوئی کام انکے بغیر طے نہین کرتے ہر کام مین انکی صلاح لے لیتے ہین **حقیر مترجم کہتا ہے** کہ ہرچند خلیفہ ثانی بعض مشکلات امور مین حضرت حلال مشکلات کی خدمت مین التجا لیجاتے اور وہ حضرت ان کی عقدہ کشائی فرماتے تھے تاہم بہت سی باتون مین آنحضرت کو خبر تک بھی نکرتے اور بعض اوقات آپکا کہنا نہ مانتے اور صریح آپکی مخالفت کرتے تھے جیسا کہ ہم آگے اسکا ذکر مفصل کرنیوالے ہین۔ **کامل** ابن اثیر مین ہے کہ ایک مرتبہ ابن عباس کچھ اشعار زہیر بن ابی سلمی کے

روایت راغب اصفہانی

روایت ابن اثیر

کہ بنی غطفان کی مدح مین کہتے تھے خلافت مآب کے سامنے پڑہ رہے تھے عمر انکو سنکر بولے کہ خوب شعر ہین یہ اور قسم بخدا کہ غطفانیون کی
نسبت بنی ہاشم اس مدح کے زیادہ سزاوار ہین کیونکہ اُنکو رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے خاص فضیلت ہے ابن عباس نے کہا توفیق
پائی تمنے اے امیر المومنین اور تم ہمیشہ توفیق پاتے رہتے ہو۔ عمر نے کہا یا ابن عباس تجھے معلوم ہے کہ خلافت رسول اللہ کو تمسے کس لیے
منع کیا اسلیے کہ نبوت اور خلافت دونو تمہارے لیے جمع نہو جائین اور تم لوگون پر فوقیت نہ چاہو پس قریش نے اپنے درمیان سے
ایک کو خلیفہ بنایا اور خوب کیا اور توفیق پائی اُنہون نے ابن عباس نے کہا کہ خوب جب ہوتا جبکہ جسے حقتعالے نے اُنکے لیے اختیار کیا
تھا اسکو اختیار کرتے اور تمہارا یہ کہنا کہ اُنہون نے نہ چاہا کہ خلافت و نبوت ہمارے لیے جمع ہون پس یہ تحقیق کہ حقتعالے نے اس
قوم کا حال بیان کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ یعنی یہ اسلیے کہ اُنہون نے مکروہ جانا
اس امر کو جو اللہ نے اُنکے لیے نازل کیا تھا پس حبط و ضائع ہو گئے اُنکے عمل۔ عمر نے کہا ہیہات اے پسر عباس مجھکو تیری طرف سے
کچھ باتین پہنچی ہین کہ مین نہین چاہتا کہ وہ راست ہون اور جو قدر و منزلت تیری میرے نزدیک ہے جاتی رہے ابن عباس نے کہا
وہ کیا باتین ہین بیان کیجیے اگر صحیح ہونگی تو کیون میری قدر و منزلت اُنسے جانے لگی اور باطل ہین تو اپنے تئین اُنسے پاک و بری
کرونگا۔ عمر نے کہا مینے سُنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ ہمسے خلافت حسد و ظلم و بغاوت کی راہ سے چھینی گئی ہے ابن عباس نے کہا لیکن
ظلم سے لیگئی ہے پس یہ بات ہر جاہل و حلیم پر روشن ہے اور حسد سے پس تحقیق کہ آدم علیہ السلام پر حسد کیا گیا اور ہم اُنکی اولاد محسود
ہین عمر نے کہا ہیہات ہیہات اے بنی ہاشم تمہارے دلون سے حسد نہین نکلتا ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین ذرا ٹھہر و اور
اُن لوگون کے دلون کو حسد و غش سے نسبت نہ دو جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے تحقیق کہ رسول اللہ کا دل بھی بنی ہاشم
کے دلونمین شامل ہے یہ سُنکر خلیفہ صاحب بھڑک اٹھے اور رو عبد اللہ بن عباس ابن عم خیر الناس کو جھڑکنے لگے اور کہا الیک عنی
دور ہو میرے پاس سے عبد اللہ اُٹھنے لگے تو کچھ حیا آئی۔ کہا بیٹھ جا اے ابن عباس قسم بخدا کہ مین تیرے حق کا رعایت رکھنے والا
اور تیرا خیر خواہ ہون ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین میرا حق تمپر اور تمام مسلمانون پر ہے پس جس نے اسکی حفاظت کی اپنا

روایت زرندی

بہرہ حاصل کیا جس نے اُسے ضائع کیا اپنا حصہ و نصیبہ کھو دیا۔ یہ کہکر اُٹھے اور چلے گئے **مولانا مفتی محمد قلی** علیہ الرحمہ نے کتاب
نظم درر السمطین زرندی مدنی سے نقل کیا ہے کہ شبیط بن شریط نے کہا کہ مین علی ابن ابیطالب کے ساتھ چلا عبد اللہ بن عباس بھی
ہمارے ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک انصاری کے باغمین پہنچے دیکھا کہ عمر خطاب وہان تنہا سراسیمہ و پریشان بیٹھے ہین علی علیہ السلام
نے کہا اے امیر المومنین کسلیے آپ یہان اکیلے بیٹھے ہین کہا مین ایک امر مین متردد ہون حضرت نے کہا کہو تم ہمسے ایک مرد تمہارے
پاس ٹھہر جائے کہا یہی ہے تو عبد اللہ عباس کو چھوڑ دو پس عبد اللہ اُن کے پاس رہ گئے اور ہم دونو روانہ ہو گئے تھوڑی دیر
بعد عبد اللہ بھی ہمارے پاس آگئے علی علیہ السلام نے اُنسے ماجرا پوچھا تو اُنہون نے کہا عجیب و غریب کیفیت ہے اے ابا الحسن مین
اُنکو سناتا ہون آپ پوشیدہ رکھیں جب تمنے وہانسے پشت موڑی تو مینے دیکھا کہ عمر تمہاری طرف دیکھتے ہین اور ٹھنڈی سانسین

بھرتے ہین مینے کہا اے امیر المومنین کسلیے آپ آہ آہ کرتے ہین کہا تیرے اس بھائی کے سبب اے ابن عباس اُنہون نے وہ فضل و کمال
پایا ہے کہ آل محمدؐ سے کسی کو نصیب نہین ہوا اگر تین باتین اُنمین نہوتین تو خلافت رسول اللہ کا اُنکے سوا کوئی دوسرا لائق نہ تھا۔ مینے کہا وہ کیا باتین
ہین کہا ایک کثرت مزاح و خوش طبعی دوم عداوت قریش کہ اُنسے رکھتے ہین تیسرے اُنکی صغر سنی حضرت امیرؑ نے پوچھا پھر تو نے کیا جواب
دیا ابن عباس نے کہا یہ سُنکر مجھکو وہ جوش آیا جو ایک ابن عم کو اپنے ابن عم بھائی کی خاطر آتا ہے پس مینے کہا اے امیر المومنین لیکن کثرت مزاح
و خوش طبعی پس رسول اللہ مزاح بحق کرتے تھے اور بچون سے ایسی باتین کرتے جنسے اُنکی دلجوئی ہو اور اُنکو ناگوار نگذرین اور قریش کا آنحضرت
سے بغض و عداوت رکھنا قسم بخدا کہ اسکی ذرا پرواہ نہین چاہیے کیونکہ آنحضرت نے راہ خدا مین اُنپر جہاد کیا اور بتائید ایزدی اُنکے سردار و نکو
قتل فرمایا اور اُنکے معبودون کو خاک مین ملایا اور اُنکی عورتون کو بیوہ بنایا لیکن صغر سنی پس تمکو معلوم ہے کہ جب سورہ برات نازل ہوئی
تو رسول اللہ نے ابوبکر کو دیکہ آنحضرت کیطرف سے مکہ مین لیجائے پس آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اسکو وہ شخص لیجائے جو تمہارے اہل سے
ہو اسلیے آنحضرت کو ابو بکر کے پیچھے روانہ کیا کہ اُس سے یہ سورہ لے لین پس کس لیے حقتعالے نے اُنکو کمسن نجانا عمر نے یہ سُنکر کہا خاموش
رہ۔ اور ان باتون کو مخفی رکھ اگر کسی اور نے یہ سُن پایا تو مین مدینہ مین آرام نلے سکونگا **مترجم** کہتا ہے کہ عداوت قریش کا بھی عجب
عذر ہے قریش رسول اللہ کے بھی شروع شروع مین دشمن تھے بلکہ وہ دشمنی بدرجہا زیادہ تھی۔ پس چاہیے تھا کہ عمر آنحضرت کو نبی بھی نہونے
دیتے۔ اسکے سوا حضرت امیر المومنینؑ نے جو قتل و قمع کیا کسی اپنی ذاتی غرض سے نہین کیا دین کے لیے کیا پس قریش سے جو دیندار
مومن خالص تھے وہ کاہیکو یہ عمل بُرا جانتے اور کیون آنحضرت کے دشمن ہوتے رہے منافقین بدکار اُنکا کیا لحاظ و پاس تھا اور کم سنی
کا عذر بالکل لغو و بوچ ہے کیونکہ رسول اللہ کی رحلت کیوقت امیر المومنینؑ کا سن شریف موافق مشہور تینتیس ۳۳ سال کا تھا اس سن و سال کا
آدمی ہرگز صغیر السن نہین ہوتا بلکہ اسوقت شباب ختم ہو کر سن کہولت شروع ہو جاتا ہے و دیگر یہ کہ معلوم ہے کہ حضرت سلیمانؑ و عیسیؑ و یحییؑ
و غیر ہم انبیائے کرام کمسنی مین نبی ہو گئے تھے پس کمسنی مانع نبوت نہوئی تو مانع امامت کیون کر ہو سکتی ہے اور مانا کہ اسوقت آپ
کمسن ہی تھے خلیفہ ثانی کا انتقال تو رسول خدا سے بارہ تیرہ سال بعد ہوا اُسوقت تو کمسن نہین رہے تھے اور خوش طبعی کی نسبت عبد اللہ
بن عباس نے بہت درست کہا کہ رسول اللہ خود مزاح بحق کرتے تھے علیٰ ہذا امیر المومنینؑ بھی مزاح بحق کرتے تھے پس یہ مزاح آنحضرت
کی مدح و منقبت تھی نہ کہ عیب و منقصت ہم حضرت رسول خدا کی مزاحین آیندہ بحث شورے مین کتب اہلسنت سے انشاء اللہ تعالیٰ نقل کرینگے
جنکو دیکھکر معلوم ہوگا کہ خلیفہ صاحب کا یہ مزاح کا اعتراض بہت ہی بیہودہ تھا۔ اور آخر روایت مین خلافت پناہ کا ارشاد امسک علی و
اکتم و اکتم فان سمعتہا من غیرک لم انم بین لابتیہا کہ چپ رہ اور اسکو چھپا اور مخفی رکھ کیونکہ اگر مین ترے سوا کسی اور سے یہ بات سنونگا
تو درمیان دو سنگستان مدینہ خواب نہ کرسکونگا عجیب ارشاد ہے آپ جو تن تنہا باغ مین حیران پریشان بیٹھے تھے ظاہر ہے قضیہ خلافت
ہی مین غلطان پیچان تھے۔ پھر امیر المومنینؑ کو دیکھکر بے اختیار آہ و بکا کرنا قطعاً دلالت کرتا ہے کہ اسوقت غصب خلافت کا مواخذہ

لابتیہا سنگلاخ سوختہ حدیث مین ہے کہ رسول خدا نے درمیان دو لابہ مدینہ کے حرم قرار دیا اور وہ دو پہاڑ کی جوئی ہین جسکے درمیان مدینہ آباد ہے۔ ۱۲ منتہی

آخرت آپ کو یاد آگیا تھا اسلیئے بیتاب ہوگئے چنانچہ ابن عباسؓ کے قول پر تھا وہ یا امیر المومنین اے امیر کسلیئے آپ آہ آہ کرتے ہین،،
کے جواب مین اُنہون نے پوست کندہ ظاہر کر دیا من اجل صاحبک الخ کہ تیرے صاحب یعنی امیر المومنین کی وجہ سے کہ وہ تمام اہلبیت
رسول مین بے مثل دیکھا ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکی برابر خلافت کے لائق نہ تھا۔ پھر سنبھلکر اپنے اعذار بارده غصب خلافت کے ابن
عباس سے بیان کیئے جنکے اُنہون نے وہ شافی جواب دیئے کہ خلیفہ صاحب دست پاچہ ہوگئے اور ابن عباس کو اخفار کیفیت جلسہ کی
تاکید اکید کی پس اس تاکید سے اُنہون نے دنیوی انتظام تو کر لیا کہ خلافت مین خلل و خرخشہ پیدا نہوا مگر مواخذہ آخرت کا کیا انتظام سوچا
دو سنگستان مدینہ کے درمیان خواب و آرام کا بندوبست کیا تھا تو قبر کی دو دیوارون کے بیچمین بھی میٹھی نیند سونیکا فکر کرنا چاہیئے تھا
برادرونا تو وہان کا سماں فان عذاب الآخرة اشد و اقوى و العاقبة خير لمن اتقى بتحقیق کہ عذاب آخرت شدید تر و قوی تر ہے
اور نیکیان آخرت کی پرہیزگارون کے لئے ہین۔ **بعضے از قضایاے مشکلہ کہ خلیفہ ثانی در حل آن بباب مدینہ علم بنی التجا بردہ و آنحضرت بے واسطہ تفکر و تدبر آنرا فیصلہ فرمودہ۔** ایسے
قضیے بکثرت ہین مگر ہم بیان چند اُنکے نقل کرتے ہین۔ از انجملہ کنز العمال مین ہے کہ عمر کو ایک قضیہ مشکل پیش آیا بحدیکہ آسائش و آرام
انکا جاتا رہا اور فکر و تردد عارض ہوا اور حال اُنکا متغیر ہوا ماتھے پہ بل ابرو پہ چین پڑ گئے پس آپنے اصحاب رسول اللہ کو جمع کر کے وہ قضیہ
انکے روبرو بیان کیا اور مشورہ چاہا سب نے کہا اے امیر المومنین تم ہمارے جائے پناہ اور ملجا و ماوائے ہو ہر بات کو ہم سے بہتر جانتے ہو عمر
کو غصہ آیا اور کہا خدا سے ڈرو اور وہ بات کہو جس سے تمہارے کام اصلاح پذیر ہون پس اُنہون نے کہا اے امیر المومنین جو بات
آپ دریافت کرتے ہین اُسکا جواب ہمکو معلوم نہین عمر نے کہا تم بخدا کہ مین جانتا ہون جو اس مشکل کا حل کرنیوالا اور ایسی سند تون مین
فریادرس و جائے پناہ ہے کہا گویا آپکا مقصود علی ابن ابیطالب ہین کہا ہان وہی حضرت ہین کہ انکا مثل و مانند شکم مادر سے پیدا نہین
ہوا اٹھو کہ انکے پاس چلین عرض کی آپ انکو یہین بلوا لین فرمایا ہیہات ہیہات وہ بنی ہاشم سے ہین اور رسول اللہ سے قرابت قریبہ
رکھتے ہین اور بقیہ علم و آثار اولین ہین علم حاصل کرنیوالون کے پاس جانا چاہیئے نہ انکو بلوانا پس اُسطرف روانہ ہوئے حضرت امیر اُسوقت
اپنے باغ مین تشریف رکھتے تھے اور آیہ شریفہ ایحسب الانسان ان یترک سدی ترجمہ آیا گمان کرتا ہے انسان کہ مہمل چھوڑ دیا
جائیگا،، کی تلاوت کر رہے تھے بار بار اسکو پڑھتے اور گریان ہوتے عمر نے شریح قاضی سے کہا خبر دے ابو الحسنؑ کو جو بات کہ تو نے
مجھ سے کہی شریح نے کہا کہ ایک شخص اپنی دو عورتین ایک آزاد اور ایک کنیز ایک کے سپرد کر گیا کہ جبتک مین سفر سے نہ پھرون انکے
نان نفقہ کی خبر لیتا رہے۔ آج شب کو دونونکا حمل وضع ہوا ایک کے لڑکا دوسری کے لڑکی پیدا ہوئی مگر ہر ایک کہتی ہے کہ لڑکا میرا ہے
اور لڑکی سے انکار کرتی ہے تاکہ میراث پسر ہاتھ آئے حضرت نے شریح سے پوچھا کہ تو نے اسمین کیا حکم کیا اُس نے کہا اگر مین اسکا
حکم جانتا تو آپ کے پاس کیون انکو لاتا پس حضرت نے ایک گھاس کا تنکا زمین سے اُٹھا لیا اور فرمایا میرے نزدیک اس معاملے مین حکم
اس پرکاہ سے بھی آسان تر ہے پس ایک پیالہ منگوایا اور اُنمین سے ایک عورت سے کہا کہ اپنا دودھ اسمین دو ہے اُسکو وزن کیا

پھر دوسری کا دودھ دوہایا اور اُسکو تولا پس اُسکا دودھ پہلی عورت کے دودھ سے وزن مین آدھا نکلا اُسکو فرمایا کہ لڑکی تیری ہے
اور لڑکا پہلی کا اور شریح سے فرمایا کہ لڑکی کا دودھ لڑکے کے دودھ سے نصف ہوتا ہے اور اسکی میراث نصف اور اسکی عقل نصف
اور شہادت نصف اور خون بہا نصف ہوتی ہے عمر یہ صورت دیکھکر حیران رہ گئے اور کہا یا ابا الحسنؑ لا ابقانی اللہ لشدیدة
لست لہا و لا فی بلد لست فیہ اے ابو الحسنؑ حقتعالے مجھپر کوئی سختی نہ ڈالے جسکے دور کرنیکو تم موجود نہو اور نہ کبھی ایسے شہر
مین رکھے جسمین تم نہو۔ **مخفی نرہے** کہ اس حدیث کے راویون مین ایک یحییٰ بن عبد الحمید ہے کہ بعض علماء اہلسنت ذہبی وغیرہ
نے اسکے بارے مین کلام کیا ہے مگر اوزون نے اسے رد کیا ہے۔ یحییٰ بن معین سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ اسکی مدح کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ وہ ایک ہے محدثون کا اور مشہور راست گو ہے کو فہ کا رہنے والا جو کچھ اسکی نسبت لوگ کہتے ہین حسد سے کہتے ہین اور تقریب
ابن حجر و کاشف ذہبی سے ظاہر ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین یحییٰ مذکور سے روایت کی ہے اور یہ اُسکی روایت کے قبول کرنے مین
کافی ہے **نیز** کنز العمال مین ہے کہ عمر خطاب کے پاس ایک عورت آئی کہ عجیب الخلقت بچہ جنے تھی جسکے دو سر دو سینے چار ہاتھ دو شکم
اور دو فرج تھے لیکن نیچے کا جسم اکہرا یعنی دو رانین دو ساقین دو پانو رکھتا تھا پس عورت اُسکی میراث اُسکے باپ یعنی اپنے شوہر کے
ترکے سے طلب کرتی تھی۔ عمر نے اصحاب رسول اللہ کو جمع کر کے فتوے طلب کیا وہ کچھ حکم ندے سکے پس جناب امیر علیہ السلام کو بلایا
حضرت نے فرمایا اسکی خبر پیچھے سے معلوم ہوگی فی الحال اس عورت کو معہ اس مولود کے اپنے پاس نظر بند رکھو اور اسکے مال کو ضبط کرو
اور اسمین سے انکے لئے ایک خادم مقرر کر دو عمر نے ایسا ہی کیا کچھ عرصہ بعد وہ عورت مر گئی اور عجیب الخلقت بڑا ہو کر طالب میراث ہوا
حضرت نے حکم دیا کہ ایک خادم خصی اُن دو فرجون کے لئے مقرر ہو پس ایک بدن اُنسے طالب جماع ہوا عمر نے اسکی بابت استفسار کیا
تو آپ نے فرمایا کہ حقتعالے ایسا نکریگا کہ اسکا ایک بندہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور دوسرا اُسکو دیکھے اسکو تین روز رہنے دو
کہ عنقریب حقتعالے اپنا حکم اسمین جاری کریگا اُس شخص نے جماع کی خواہش نہین کی الا یہ کہ اجل اُسکے نزدیک آگئی پس تین روز بعد وہ
بدن کہ طالب جماع ہوا تھا مر گیا پس عمر حیران ہوئے کہ اب کیا کرین اسکو کاٹ کر علیحدہ کرتے ہین تو زندہ بھی مرجاتا ہے نیز اس زندہ
نے غل مچایا کہ یارو مجھکو مارتے ہو حالانکہ مین مسلمان ہون قرآن پڑھتا ہون پھر حضرت حلال مشکلات کی طرف رجوع کی آپنے فرمایا کہ
مُردے کو غسل دو کفن کر کے اسکے بھائی کے ساتھ چھوڑ دو کہ وہی اسکا معین و مددگار ہے اور اپنے ساتھ اُٹھائے پھرے جب
خشک ہو جائے تو اُسکو قطع کرنا تاکہ زندہ کو ایذا نہ پہنچے۔ مگر مین جانتا ہون کہ حقتعالے اسکو بھی تین دن سے زیادہ زندہ نرکھیگا اسکے
بوئے بد سے متاذی ہو کر وہ بھی جلد مر جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی دوسرا بدن بھی تین دن مین مر گیا اُسوقت عمر نے کہا یا ابن ابیطالب ما زلت
کاشف کل شبہة و موضح کل حکم اے پسر ابیطالب تم ہمیشہ ہر شبہ کے کھولنے والے اور ہر حکم کے واضح کرنیوالے ہو۔ **اور مناقب مرتضوی** مین احسن الکبار سے نقل کیا ہے کہ عمر خطاب کے زمانہ مین ایک خواجہ مالدار صاحب عزت و جاہ فوت ہوا اسکے تین
غلام تھے مرض کی شدت مین وصیت کی کہ ایک غلام کو اسکی دختر معہ تمام مال و متاع و املاک و جائداد کے ملے۔ دوسرے کو ایک ہزار

دینار دیگر آزاد کردین ۔ تیسرا قتل کیا جائے آقا کے مرنے پر غلامون مین تکرار ہوا ہر ایک کہتا تھا کہ دختر و تمام مال میرا ہے کوئی نجانتا تھا کہ کسکے لئے دختر و تمام مال کی وصیت کی ہے اور کسکے واسطے ہزار دینار کی اور کون قتل ہونا چاہیے ۔ دختر خواجہ تینون غلام سمیت دار الشرع مین حاضر ہوئی خلیفہ صاحب معہ جماعت اصحاب حیران تھے کہ کیا کرین آخر کے سب حاضر درگاہ جناب ولایت پناہ ہوئے امیر المومنینؑ انکے ساتھ دار الشرع مین تشریف لائے اور تین غلامون مین سے ایک کو کہا کہ باعث اس فتنہ و فساد کا تمہارا آقا ہے جس نے علیحدہ علیحدہ ہر شخص موصی الیہ کو معین نہین کیا یہ خنجر مجھ سے لے اور جا کر اُسکا سر کاٹ لا غلام نیک انجام نے کہا یا امیر المومنین یہ مجھ سے نہوگا کہ ایسی ادبی اپنے آقا سے اُسکے مرنیکے بعد کرون حضرت نے ذرا ناخوشی ظاہر کرکے خنجر دوسرے غلام کو دیا اور کہا تو اُسکا سر کاٹ کہ وہ اسی سزا کا مستوجب ہے وہ چند قدم چلکر سوچا کہ کیونکر اپنے ولی نعمت و مخدوم سے اسطرح پیش آؤن ۔ پلٹ کر وہی عذر کیا جو غلام اول نے کیا تھا حضرت نے تیسرے کو کہا وہ سُنتے ہی خنجر لیکر تیر کی طرح سے چلا آپ نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسکے پیچھے رہے اگر قبر کھودنے کا ارادہ کرے تو نہ کھودنے دے اور واپس لے آئے غلام نمک حرام وہان پہنچکر نبش قبر مین مشغول ہوا اُس مرد نے اُسکو پکڑ لیا اور حضرت کی خدمت مین لا کر ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا غلام اول جس نے اپنے آقا کے حقوق کا خیال کرکے خنجر ہاتھ سے بھی نہین چھوا مستحق اُسکی دختر اور مال و جائداد کا ہے اور دوسرا جو چند قدم جا کر لوٹ آیا اُسکو ہزار دینار دیکر آزاد کرین اور تیسرا بموجب وصیت خواجہ واجب القتل ہے الا یہ کہ شرع اُسکو قتل نہین کر سکتے ۔ اسلیئے چاہیے کہ غلام اول شوہر دختر کی خدمت کرتا رہے کہ یہ بھی قائم مقام قتل ہے ۔ خلیفہ ثانی نے اس حکم کو نافذ کرکے درمیان دو چشم امیر المومنینؑ کے بوسہ دیا اور کہا اے ابو الحسن حقتعالے مجھکو تمہارے بغیر دنیا مین زندہ نرکھے اور ازالۃ الخفا و تذکرہ خواص الائمہ مین ہے کہ دو شخصون نے ایک زن قرشیہ کے پاس سو دینار امانت رکھے اور کہا ہمسے کسی ایک کو یہ مال ندینا جبتک کہ دونو اکٹھے ہوکر تیرے پاس نہ آئین سال بھر گزرا تھا کہ اُنمین سے ایک شخص آیا اور کہا میرا صاحب مر گیا ہے وہ مال مجھکو واپس دے عورت نے انکار کیا وہ اصرار کرتا تھا تا اینکہ رشتہ داران عورت سے شفاعت خواہ ہوا آخر عورت نے وہ سو دینار اُسکو دیدیے ایکسال بعد دوسرا آیا اور طالب مال ہوا عورت نے کہا کہ تیرے رفیق نے آکر کہا کہ میرا صاحب مر گیا ہے وہ مال مجھکو دیدے مینے اُسے دیدیا اسمین تنازعہ ہوا اور یہ قضیہ عمر کے سامنے پیش ہوا اُنہون نے فیصلہ کرنا چاہا ۔ بروایتے حکم دیدیا کہ عورت اس مال کی ضامن ہے عورت نے کہا خدا کے لئے امیر المومنینؑ اس قضیہ کو علی ابن ابیطالب کے پاس بھیجدو خلیفہ صاحب نے فریقین کو حضرت کی خدمت مین بھیجدیا آپ اس قصہ کو سُنتے ہی جان گئے کہ ان دونو مردون کی چالاکی ہے ملکر فریب کیا چاہتے ہین فرمایا تمنے نہین کہا کہ ہمسے تنہا ایک کو مال ندینا کہا ہان کہا فرمایا تو تمہارا مال موجود ہے تو جا کر اپنے صاحب کو بلا لا کہ تم دونو کو دیا جائے چونکہ انکا فریب تھا اور سازش کرکے اس عورت کو لوٹنا چاہتے تھے لہذا خاموش چلا گیا عمر نے یہ سُنا تو کہا لا ابقانی اللہ بعد ابن ابیطالب کہ حقتعالے مجھکو علی ابن ابیطالب کے بعد زندہ نرکھے ۔ **ریاض النضرہ** مین محمد بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا مین مسجد دمشق مین داخل ہوا ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اسکے دو استخوان چنبر گردن ضعف پیری سے مڑ گئے ہین ۔ پس مینے پوچھا کہ اے شیخ تو نے کس کا زمانہ

ادراک کیا کہا عمر کا جنگ یرموک مین اُن کی ساتھ تھا مینے کہا کوئی حدیث بیان کر جو تو نے سُنی ہو کہا ہم چند جوان حج کے لئے چلے تھے راہ مین ہمکو شتر مرغ کے بیضے ملے اُنکو توڑ کر کھا گئے حالانکہ حالت احرام مین تھے بعد فراغت حج عمر خطاب کے پاس آئے اور یہ مسئلہ اُنسے پوچھا اُنہون نے کہا میرے ساتھ آؤ ہمکو لیکر حجرہ ہائے رسولخدا کی طرف گئے اور اُنمین سے ایک حجرہ کا دروازہ کھٹکایا ایک عورت نے اندر سے کہا کہ کون ہے عمر نے کہا ابو الحسن کہان ہین کہا وہ اپنے مزرعہ پر تشریف لیگئے ہین پس عمر وہان سے چلے اور ہمکو کہا میرے ساتھ چلے آؤ حتے کہ آنحضرت کے پاس پہنچے آپ اُسوقت اپنے دست مبارک سے مٹی کو برابر کر رہے تھے ۔ عمر کو دیکھکر فرمایا مرحبا اے امیر المومنین عمر نے کہا ان لوگون نے حالت احرام مین شتر مرغ کے بیضے توڑے ہین انکا کفارہ کیا ہے فرمایا اے امیر المومنین تمنے کسلئے زحمت اٹھائی مجھکو کیون نہ بلا بھیجا کہا مین زیادہ سزاوار ہون تمہارے پاس آنیکے لئے پس فرمایا کہ جتنے بیضے توڑے ہین اسیقدر شتران نر کو مادون پر چھوڑین پس جو بچے اُنسے پیدا ہون اُنکی قربانی کرین عمر نے کہا کبھی وضع حمل سے پہلے حمل ساقط ہو جاتا ہے فرمایا ایسا ہی کبھی بیضے بھی گندے نکلتے ہین عمر وہان سے چلے اور کہتے جاتے تھے اللھم لا تنزل بی شدۃ الا و ابو الحسن الی جنبی خداوندا کوئی سختی مجھپر نازل نکر مگر یہ کہ ابو الحسن میرے پہلو مین موجود ہون اور **مودۃ القربےٰ** مین سید علی ہمدانی نے عبد اللہ بن خولفہ سے روایت کی ہے کہ عمر خطاب کے پاس دو مرد آئے اور اُنسے طلاق کنیز کی بابت سوال کیا وہ اُنکو ہمراہ لئے حلقہائے مردم سے ایک حلقہ مین گئے جس مین ایک مرد اصلع بیٹھے تھے اُنسے دریافت کیا کہ لونڈی کے طلاق مین آپ کیا حکم دیتے ہین اُنہون نے اپنی دو انگلیون ایک انگشت شہادت اور ایک اُسکے پاس کی انگلی سے اشارہ کیا عمر نے اُنسے کہدیا کہ دو یعنی دو طلاق ہین اِن دو مردون نے ایک نے کہا سبحان اللہ ہم امیر المومنین سمجھکر تمہارے پاس مسئلہ پوچھنے آئے تھے تم ایک مرد کے پاس گئے جسنے تمہارے ساتھ قسم خدا کی زبان سے بات تک بھی نکی ۔ عمر نے کہا جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے کہا نہین کہا یہ علیؑ ابن ابیطالب ہین شہادت دیتا ہون کہ مینے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ کہتے تھے اگر اہل آسمان و زمین کے ایمان ایک پلے رکھے جائین اور علی کا ایمان دوسرے پلے مین تو ہر آئینہ علیؑ کے ایمان کا پلہ جھک جائیگا

طلاق کنیز

برخے از مواضع کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی را بر خطائے ایشان تنبیہ نمودہ براہ صواب دلالت فرمودہ

منقول ہے کہ ایک زن باردار کو حضرت خلیفہ صاحب کے سامنے لائے اور کہا اس نے زنا کیا ہے آپ نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرین حضرت امیر المومنین کو یہ حال معلوم ہوا تو مانع آئے اور کہا اگر تمکو اس عورت پر دست قدرت ہے تو بچہ پر کہ اسکے شکم مین ہے اختیار نہین رکھتے حقتعالے فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخرای کوئی گناہگار دوسرے کے گناہ مین گناہگار نہین ہوتا ۔ پس بچہ کسلئے مان کے جرم مین سزا پائے خلاف فہم آپ اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور فرمایا عجزت النساء ان یلدن مثل علی بن ابیطالب عورتین عاجز ہین کہ علی بن ابیطالب کی مثل بچہ جنین لولا علی لھلک عمر اگر علیؑ نہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ عمر کو اس عورت کے حمل کا معلوم نتھا اسلئے یہ حکم دیا تھا نہ یہ کہ اُنکو مسئلہ عدم جواز رجم حاملہ معلوم نہ تھا واضح رہے کہ یہ صرف دھوکہ دہی ہے اگر خلیفہ صاحب یہ مسئلہ جانتے ہوتے اور امیر المومنینؑ صرف حمل کی خبر دیتے تو اسطرح نہ کہتے ان یکن

لك عليها سلطان الخ کہ اگر تجھکو اس عورت پر دستِ قدرت ہے تو اس بچہ پر دست قدرت نہین جو اسکے پیٹ مین ہے صرف اسقدر کہنا کافی تھا کہ یہ عورت حاملہ ہے اور نہ عمر صرف خبر حمل دینے پر آنحضرت کی لمبی چوڑی مدح فرماتے۔ بعض خیر خواہان خلفا نے اس روایت مین ایک اور ہوشیاری کی ہے کہ بجائے حضرت امیرؑ کے معاذ بن جبل کا نام روایت کیا ہے یعنی معاذ نے عمر کو ان کی غلطی پر آگاہ کیا۔ اور انہون نے معاذ کی نسبت فرمایا کہ عورات معاذ کی مانند جننے سے عاجز ہین لولا معاذ لهلك عمر مگر اس سے کچھ فائدہ بجال عمر نہین پہنچا انکا ایسے عام مسئلہ سے ناواقف رہنا بدستور ثابت رہا بلکہ ہمارے نزدیک تو بجائے باب مدینۂ علم نبی کے معاذ جیسون کا خلافت پناہ کو انکی غلطی پر ٹوکنا اور عمر کا انکی اسطرح مدح سراہونا انکے لئے اور بھی کسرِ شان کا باعث ہے علیٰ ہذا۔ ایک زن مجنونہ کی نسبت بھی جس سے وقوع زنا ثابت ہوا تھا رجم کرنیکا حکم فرمادیا تھا۔ چنانچہ اسکو سنگسار کرنے کو لے جارہے تھے کہ راہ مین حضرت امیر المومنینؑ ملے اور فرمایا اس مجنونہ کو کہان لئے جاتے ہو۔ کہا خلیفۂ وقت نے اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیا ہے۔ حضرت اسکو اپنے ساتھ پھرلائے اور خلافت پناہ سے ارشاد کیا اما سمعت النبی یقول رفع القلم عن ثلث کہ کیا نہین سنا تمنے کہ تین شخصون سے قلم اٹھا لیا گیا ہے یعنی کوئی گناہ انپر نہین لکھتے عن النائم حتی یستیقظ و عن الصغیر حتی یکبر و عن المجنون حتی یفیق سونے والے سے جبتک کہ بیدار نہو اور کم سن سے جب تک بالغ نہو اور دیوانہ سے جبتک کہ اس حالت سے افاقہ نہ پائے۔ خلیفہ ثانی مدح وثنائے امیر مومنان مین رطب اللسان ہوئے اور فرمایا لولا علی لهلك عمر دیگر قدامہ بن مظعون نے شراب پی خلافت پناہ کے سامنے لائے کہ اجرار حد کرین قدامہ نے اس آیہ شریفہ کو تلاوت کیا لیس علی الذین امنوا و عملوا الصالحات جناح فیما طعموا الخ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے انہون نے جو کچھ کھایا پیا اسمین انپر کوئی گناہ نہین عمر نے یہ آیہ سُنی تو اسکی حد سے درگذرے۔ حضرت امیرؑ کو خبر ہوئی تو فرمایا قدامہ اُن لوگون سے نہین جنکے حق مین یہ آیہ نازل ہوئی ہے اور وہ مقرر سزاوار حد ہے کسلئے کہ جب آیہ حرمت شراب نازل ہوئی تو بعض اصحاب نے کہا یارسول اللہ ہمارے اِن بھائیون کا کیا حال ہوگا جنہون نے مسلمان ہوکر شراب پی اور اب مرگئے ہین اسوقت یہ آیہ نازل ہوئی پس یہ آیہ اُن مُردون کے حق مین ہے قدامہ تو زندہ ہے عمر نے یہ سُنکر اسکو بلایا کہ حد لگائین مگر جانتے نہ تھے کہ حد شرب خمر کیا ہے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی تازیانے لگائے جائین فان شارب الخمر اذا شربها سکر و اذا سکر هذی و اذا هذی افترىٰ تحقیق کو شراب خوار جب شراب پیتا ہے تو مست ہوتا ہے تو ہذیان بکنے لگتا ہے اور ہذیان مین افترا کرتا ہے حقتعالےٰ نے افترا پرداز کی حد اسی تازیانے مقرر فرمائے ہین۔ اس قضیہ مین آپنے دو مرتبہ خطا کی ایک اجب الحد کو چھوڑ دیا دوم حد شرب الخمر کیا انکو معلوم نہ تھی جو خلیفہ رسول کا اول فرض ہے۔ دیگر بیت اللہ کے خزانے مین سونا چاندی زیورات بکثرت تھے عمر کے مُنہ مین انکو دیکھکر پانی بھر آیا اور بہ حیلہ تجہیز لشکر و تیاری جہاد اُس پر قبضہ کرنا چاہا امیر المومنین علیہ السلام مانع آئے اور فرمایا قرآن رسول اللہ پر نازل ہوا تو اموال چار طرح پر تھے ایک مسلمانون کا اپنا مال اُسکو انکے ورثا پر حسب فرائض تقسیم فرمایا۔ دوسرے مال غنیمت اسکو اسکے مستحقون پر قسمت کیا۔ تیسرے خمس اُسکو اُسکے محل مین خرچ کیا چوتھے صدقات انکا جو مصرف مناسب تھا ارشاد کیا اموال خانۂ کعبہ

زن مجنونہ

قدامہ بن مظعون

زیورات بیت المال

اُسوقت بھی موجود تھے حقتعالےٰ نے انکو بحال خود رہنے دیا اور یہ رہنے دینا از روے سہو و نسیان کے نتھا اور نہ انکا محل و مکان باری تعالےٰ پر مخفی تھا پس تم بھی انکو اُسی طرح رہنے دو کہ جسطرح خدا اور رسول نے رہنے دیا بروایت جلال الدین سیوطی رسالہ اخبار مہدی مین آپنے فرمایا امض یا امیر المؤمنین فلست بصاحبه انما صاحبه شاب من قریش و یقسمه فی سبیل الله فی اخر الزمان اس خیال سے درگزرو یہ کار تمسے تعلق نہین رکھتا اسکا صاحب ہمسے ایک جوان قرشی (امام مہدیؑ) ہے وہ اسکو راہ خدا مین تقسیم کریگا آخر زمانہ مین پس حضرت عمر نے فرمایا یا علیؑ تم نہوتے تو ہم فضیحت و رسوا ہوگئے تھے یہ کہا اور ان اموال کو بحال خود چھوڑ دیا۔ دیگر روضۃ الاحباب مین ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ اُنہون نے کہا ہم ایک دفعہ عمر کے ساتھ حج مین تھے جب حجر اسود کو بوسہ دینے لگے تو انہون نے کہا اگر مین پیغمبر خدا کو تقبیل کرتے نہ دیکھتا تو ہرگز یہ کام نکرتا۔ تو صرف ایک پتھر ہے نہ کوئی نفع تجھ سے متصور ہے نہ ضرر علی مرتضےٰ نے فرمایا اس سے نفع و ضرر دونو متصور ہین اگر تم اس آیہ کی تاویل و تفسیر جانتے ہوتے تو میرے کلام کی راستی تمپر ظاہر ہوتی واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربكم قالوا بلی شهدنا یعنی جبکہ لیا تیرے رب نے بنی آدم سے اُنکی پشتون سے اُنکی ذریت کو اور اُسکو اُنکے نفسون پر گواہ گردانا آیا نہین ہون پروردگار تمہارا انہون نے کہا ہان ہم گواہی دیتے ہین پس جب انہون نے حقتعالےٰ کی ربوبیت اور اپنی بندگی کا اقرار کیا تو حق سبحانہ تعالےٰ نے اس عہد و میثاق کو ایک کاغذ پر لکھکر حجر اسود کے مُنہ مین ودیعت رکھا اور تحقیق کہ ہین اس سنگ اسود کے زبان اور دو آنکھین اور دو ہونٹ کہ گواہی دیگا اسکی جو اُسکے پاس پہنچا اور اسکا استلام و تقبیل کیا اور وہ حقتعالےٰ کا امین ہے اس مکان مین۔ عمر نے یہ سُنکر کہا لا ابقانی الله تعالی بارض لست بها یا ابا الحسن اے ابو الحسن حقتعالےٰ مجھکو اس ملک مین باقی نرکھے جسمین کہ تم نہو ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ مین اس روایت کی نقل کے بعد لکھتا ہے کہ ہمنے عمر سے ایسی بہت سی باتین دیکھی ہین چنانچہ انہون نے اس شجرہ کو جسکے نیچے بیٹھکر رسول اللہؐ نے بیعت رضوان کا انصرام کیا کٹوا دیا رسول اللہ کی وفات کے بعد لوگ اس مبارک درخت کے پاس آتے اور اسکے سایہ مین آرام لیتے عمر نے پہلے لوگون کو دھمکایا کہ کوئی اسکے پاس نجائے اسکے بعد حکم دیا کہ اسکو کاٹ ڈالین دیگر۔ تاریخ ہجری کہ جسپر مسلمانون کے حساب کتاب و داد و ستد وغیرہ تمام معاملات و جملہ کاروبار کا مدار ہے اور قیامت تک رہیگا۔ بالاتفاق حضرت امیر المومنینؑ کے ارشاد و ہدایت بنیاد کے موافق قائم ہوئی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ عامل بصرہ نے عمر کو لکھا کہ آپ کے خطوط آتے ہین حالانکہ بعض اُنسے باعتبار مضامین باہدیگر متضاد و متخالف ہوتے ہین معلوم نہین ہوتا کہ متقدم کون ہے اور متاخر کونسا کہ ناسخ و منسوخ جانکر ٹھیک ٹھیک تعمیل کیجائے۔ لہذا اگر ہر حکم کے آخر تاریخ لکھدیجایا کرے تو یہ دقت رفع ہو جائے۔ بروایت محمد بن سیرین اہل مجلس سے کسی نے تقرر تاریخ کا التماس کیا عمر تاریخ کے نام تک سے واقف نہ تھے فرمانے لگے کہ تاریخ کیا چیز ہوتی ہے عرض کی وہ بڑے کام کی چیز ہے وثیقون خطون اور واقعات پیدایش و اموات وغیرہ مین اسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہے اہل عجم اسکا بڑا اعتبار کرتے ہین اُسوقت سمجھے اور فرمایا کہ واقعی فائدہ مند شے ہے پس صحابہ کو جمع کر کے کمیٹی کی کہ ابتدائی تاریخ کس وقوعہ سے کرنی چاہئے

ابتدائے تاریخ ہجری

کسی نے ولادت حضرت رسالت پناہ کی صلاح دی کوئی بعثت آنحضرت کی رائے دیتا تھا مگر لوگ اسپر اعتراض کرتے تھے حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہجرت اُس جناب سے ابتدائی تاریخ مقرر ہو کیونکہ وہ حق وباطل مین فرق ہونے اور ظہور علیہ السلام ونزول شرع واحکام کا زمانہ ہے سبنے اسکو پسند کیا اور اسی پر تاریخ کی بنیاد رکھی گئی اور ماہ محرم کہ شہر حرام ہے اور لوگ اسمین حج سے اپنے گھرون کو واپس آتے ہین ابتدائی سال کے لئے مقرر ہوا۔ تاریخ الخلفا مین ہے کہ عمر نے سولھوین سال ہجرت سے اپنی خلافت کے اڑھائی سال بعد علی علیہ السلام کی صلاح سے تاریخ ہجری لکھنی شروع کی۔ **دیگر** تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ جب ابو موسے اشعری نے فارس وکرمان کو فتح کیا تو عمر خطاب کو نامہ لکھا عمر نے اسکے جواب مین لکھا کہ تیرا خط پہنچا مضمون معلوم ہوا جو فتح ونصرت عنایت الٰہی سے تجھکو حاصل ہوئی اور فارس وکرمان ہاتھ آئے اس پر خدا کا شکر ادا کیا گیا اور یہ جو لکھا ہے کہ مین یہ خط سرحد خراسان سے لکھتا ہون ظاہرا تیرا ارادہ آگے بڑھنے اور خراسان پر چڑھائی کرنیکا ہے سو خبردار اسطرف کا عزم نہ کیجو بلکہ مقبوضہ شہرون پر حکمران نصب کرکے واپس چلا آ اور بصرہ مین مقیم ہو کہ ہمکو خراسان سے اور خراسان کو ہم سے کچھ سروکار نہین کاش ہمارے اور خراسان کے بیچ مین لوہے کے پہاڑ اور آگ کے دریا ہوتے اور سد سکندر جیسی ہزار سدین درمیان حائل ہوتین کیونکہ وہ ایک ملک پر شور وشر ہے اور وہان کے باشندے حیلہ جو اور منافق ہین حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اے ابو حفص ایسا نہین بلکہ خراسان مین بہت سی خوبیان ہین اسکی زمین پاکیزہ ہے اور چشمہاے آب اسمین جاری ہین اور ایک شہر اسمین ہے جسے ہرات کہتے ہین سکندر ذوالقرنین نے اُسے آباد کیا ہے اور عزیر پیغمبر نے اسمین نماز پڑھی ہے اسکے ہر ایک دروازہ پر ایک فرشتہ شمشیر بکف کھڑا ہے کہ آفات وبلیات کو اُس شہر اور اسکے گرد ونواح سے دور کرتا ہے اور دور کرتا رہے گا تا بروز قیامت اس شہر کو کوئی بزور نہین لے سکتا اور نہ کبھی لے سکیگا الّا قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ اور نیز خراسان مین ایک شہر خوارزم نام ہے وہ اسلام کی سرحدون سے ایک سرحد ہے جو کوئی وہان جا کر آباد ہوا اسقدر ثواب اسکو ملے کہ گویا تلوار ہاتھ مین لیکر کفار پر جہاد کر رہا ہے پس خوشا حال اسکا جو خوارزم مین سکونت اختیار کرے اور عبادت خدا اور رکوع وسجود وہان بجا لاے۔ اور خراسان مین ایک شہر بخارا ہے کہ وہان کے باشندے کثرت ریاضت سے اپنے بدن کو مثل ادھورسی کے زمین پر ملتے ہین۔ نیکی ہو اہل سمرقند پر کہ وہ عبادت وپرستش کا مقام ہے الّا آخر مین برکت اُنپر غلبہ پائیگی اور وہ ترکون کے ہاتھ پر ہلاک ہونگے۔ اور اہل شاش وفرغانہ کے حق مین حقتعالے کی نیک تقدیرات ہین خوشا حال اُسکا جو اُس مقام پر چند رکعت نماز بجالاے اور شہاب مین جو مرے مرتبہ شہادت پاے۔ بلخ ایک مرتبہ خراب ہو چکا ہے دوبارہ ویران ہوگا تو پھر کبھی آباد نہوگا۔ نیکی ہو اہل تالقان پر کہ وہان حقتعالے کے خزانے ہین لیکن سونے چاندی کے نہین بلکہ کچھ مرد ہونگے کہ حقتعالے کو جیسا چاہیے پہچانین گے۔ اور جب میرا فرزند مہدی پیدا ہوگا تو وہ اسکے اصحاب سے ہونگے۔ اور ترمذ مین مومنین ہونگے کہ سواے رضاے حق سبحانہ تعالے ودوستی محمد مصطفٰے اور انکے اہلبیت اطہار کے کوئی چیز انکے دلون پر نگذرے گی۔ مگر وہ طاعون سے ہلاک ہونگے اور مرخس مین زلزلہ عظیم آئے گا جو اسکی ویرانی کا باعث ہو۔ اکثر باشندگان شہر اسکے خوف سے مرجائین اور سیستان مین کچھ لوگ

فواید اوصاف خراسان از زبان امیر المومنین

ہون کہ قرآن پڑھین لیکن قرآن انکے گلے سے نہ اُترے۔ یعنی دل پر اسکا ذرا اثر نہو اور دین سے اسطرح نکل جائین جیسا کہ تیر کمان سے اور آخر زمانے مین اُنپر ریگ برسے حتے کہ اُسکے تلے دب جائین سختی ہو توسیخ پر کہ وہانسے تیس دجال نکلینگے کہ ہر ایک اُنسے ایسا بیباک ہوگا کہ اگر تمام بندگان خدا اُسکے ہاتھ پر قتل ہون تو ذرا اندیشہ نکرے۔ لیکن نیشاپور کے باشندے رعد وبرق سے ہلاک ہونگے اور وہ شہر کمال رونق وآبادی کے بعد ایسا ویران ہوگا کہ پھر آباد نہوگا۔ اور گرگان کے لوگ سنگدل ہین اور بدکار ہین زیادہ برخلاف اس کے قومس مین نیکوکار بہت ہین اور وہ اہل صلاح سے کبھی خالی نہین رہتا۔ اور دامغان پوری ترقی پر پہنچکر اوجڑ جائیگا اور اہل سمنان ظہور مہدی علیہ السلام تک تنگی سے زندگی بسر کرینگے۔ طبرستان مین مومن کم فاسق فاجر بہت ہون دریا اس شہر کے نزدیک ہے اسلئے اُسکے پہاڑ اور میدان سب زرخیز ہین شہر رے فتنہ وفساد کا مقام ہے آخر عہد مین دیلمون کے ہاتھ سے تباہ ہوگا اور دروازہ متصل بکوہ مین بے انتہا خلق اللہ ماری جائیگی اور نیز اس دروازے پر آٹھ شخص بزرگان بنی ہاشم سے نماز پڑھین گے کہ ہر ایک اُنمین دعویدار خلافت ہوگا اور ایک بزرگ ہمنام پیغمبر علیہ السلام کو چالیس روز محاصرے مین رکھکر قتل کرینگے اور سفیانی کے زمانہ مین رے والونکو سخت مصیبت پیش آئیگی اور قحط عظیم اُنمین پڑیگا خلیفہ ثانی نے یہ حالات خراسان کے شہرون کے امیر المومنینؑ سے سُنے تو کہنے لگے اے ابو الحسن تمنے مجھکو فتح خراسان کی رغبت دلائی حضرت نے فرمایا کہ ہرچند جو کچھ مینے بیان کیا اسمین ذرا شک وشبہ نہین الّا چاہیے کہ تو اسکی فتح کا ارادہ نہ کرے۔ اسلئے مقدر یہ ہے کہ اسکی فتح کی ابتدا بنی امیہ سے ہو اور انتہا بنی ہاشم پر ہو **مؤلف** کہتا ہے کہ بعض ان شہرون سے کہ اس روایت مین مذکور ہین مثل تالقان وغیرہ کے بعض اوقات مجمع اہل ایقان ومظہر انوار ایمان رہے ہین۔ چنانچہ تفصیل اسکی مجالس المومنین وغیرہ کتب شیعہ مین مذکور ہے اور سب سے زیادہ جو فخر وفضیلت خراسان کو حاصل ہے بوجہ روضۂ منورہ امام ضامن ثامن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علیہما کے ہے کہ لوگ اطراف واکناف عالم سے اس بقعہ مبارکہ کی زیارت کو آتے ہین اور اجر وثواب بیحساب پاتے ہین۔ لیکن خلیفہ ثانی کی باتین اکثر ایسی ہی ہوتی تھین وہ اپنی بوالفضولی سے جس امر کے چاہتے خلاف ہو جاتے اور مذمت کرنے لگتے تھے۔ جیسے یہان خراسان کی فتح سے پرلے سرے کی نفرت ظاہر فرمائی اور آرزو کی کہ کاش ہمارے اور اسکے درمیان کوہ آہن اور دریاے آتش ہوتے ویسے ہی ایک اور دانائی کی بات آپ کی یہ تھی کہ وہ سفر دریا کے بالکل خلاف تھے۔ حتے کہ دریائی جہاد سے مسلمانون کو قطعًا منع کر دیا تھا۔ یعنی جو فوائد کہ بحری سفر سے خلائق کو خاصکر مسلمانون کو آپ کے بعد پہنچے یا اس سے محض غافل وذاہل تھے یا دیدہ ودانستہ انکو اس برکت سے محروم رکھنا چاہتے تھے گویا ترقی اسلام کو محدود بلکہ مسدود کرنا چاہتے تھے ابن اثیر کامل مین لکھتا ہے۔ فجعل عمر علی نفسہ ان لایحمل فی البحر احدًا ابدًا یعنی فی الغزو۔ یعنی عمر نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا کہ وہ کسی کو دریا پر جہاد کے لئے سوار ہونے دینگے۔ اور نیز اُنہون نے حکم دیا تھا کہ جو کشتیان مصر سے غلہ لاتی ہین وہ اصلًا تردد نکرین اور ظاہر یہ کیا کہ یہ امر شتربانون کے جو کرایہ پر غلہ بھر کر لاتے ہین نقصان کا باعث ہے۔ ابن اعثم لکھتا ہے کہ معاویہ نے کنار بحر پر پہنچکر عمر کو لکھا کہ جزیرہ قبرس کہ نہایت سرسبز وزرخیز ملک ہے اور نعمات گوناگون سے مملو ومشحون ہے

اسقدر نزدیک ہے کہ صدائے مرغان وہانسے سُنتے ہین اگر امیرالمومنین اجازت دین تو کشتیون مین بیٹھکر اسکو فتح کرلین یقین ہے کہ بیشمار غنیمت وہانسے مسلمانون کے ہاتھ آئیگی۔ عمر کو دریا کے نام سے عداوت تھی سُنکر غوطے مین چلے گئے بڑی دیر مین سر ابھارا تو عمرو عاص کو کہ اسکندریہ مصر مین تھا یہ حال لکھا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ عمرو کو رشک ہوا کہ معاویہ یہ میدان مار لیجائیگا۔ جواب مین لکھا کہ امیرالمومنین جو دریا مین سوار ہونے سے کراہت رکھتے ہین بہت درست ہے وہ نہایت خوف وخطر کا مقام ہے جو کچھ کہ مینے اُسکے ہول وہیبت وتلاطم امواج کا مشاہدہ کیا ہے آپ دیکھتے تو اس سے زیادہ اسکو مکروہ جانتے جتنا کہ اب جانتے ہین غرض پیشگاہ خلافت سے حکم ممانعت صادر ہوا۔ اور جزیرہ کی فتح برسون پر جا رہی معاویہ کو فرمان ممانعت پہنچا تو کہا عمرو عاص کو گوارا نہوا کہ یہ کام میرے ہاتھون نکلے۔ اسلئے یہ صلاح دی اگر اسکو کہتے تو فوراً چلا جاتا۔ مورخ مذکور کہتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو معاویہ کا قول پہنچا تو فرمایا سچ کہتا ہے اگر ہم اسکو اجازت دیتے تو وہ کبھی نہ چوکتا **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ جب آپ کو عمرو کی دیانتداری یہانتک معلوم تھی تو اس سے صلاح ہی کیون لی۔ اور نیز جب جزیرۂ قبرس خشکی سے اتنا نزدیک تھا کہ جانورون تک کی آوازین وہانسے سنائی دیتی تھین۔ تو اُس سے ڈرنے کی ہی کیا وجہ تھی اور سرے سے آپ کشتی مین سوار ہونے اور دریا مین سفر کرنے سے اسقدر کیون گھبراتے تھے اسکا سبب کہین یہ تو نہ تھا کہ سفینہ اہلبیت سے کہ مثل کشتی نوح کشتی نجات ہے اور من تخلف عنہا فقد غرق وھوے اسکی شان مین آیا تھا آپنے تخلف کیا تھا۔ **اور نیز** ان حالات سے صحت قول شیعہ کہ فتح ممالک کسرے وقیصر بموجب ارشاد پیغمبر موعود من اللہ تھی ہوتی ہے اور ہونی ہی چاہئے تھی خلیفہ ثانی کا ہمین کچھ احسان نہین۔ بخوبی ظاہر ہے کہ آپ اور انکے ترقی اسلام کے سد راہ ہوتے تھے کبھی خراسان پر چڑھائی کے تصور سے ہراسان ہوتے کبھی دریائی سفر کے خوف سے جزیرہ قبرس پر لشکر کو نجانے دیتے تھے مگر جو کچھ منظور الٰہی تھا وہ ہو کر رہا خراسان بھی فتح ہوا اور جزیرہ قبرس پر بھی اسلام کا تسلط ہو گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ بقول اعثم کوفی حضرت عثمان بھی تباسی خلیفہ ثانی اول اول دریائی جہاد کو تجویز نکرتے تھے اور آخر مین معاویہ کے اصرار سے اسپر رضامند ہوئے تو اس شرط پر کہ وہ اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیجائے چنانچہ اُس نے یہ شرط بھی قبول کی اور جاکر جزیرہ پر فتحیاب ہوا **دیگر** بحارالانوار مین تہذیب الاخبار شیخ طوسی سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ اور عمر خطاب حمام مین داخل ہوئے عمر نے کہا بئس البیت الحمام یکثر فیہ العناء ویقل فیہ الحیاء کہ حمام بری جگہ ہے کہ زحمت اسمین زیادہ ہوتی ہے اور حیا کم حضرت نے فرمایا نعم البیت الحمام یذھب الاذیٰ ویذکر بالنار کہ اچھا مکان ہے حمام کہ مرض کو دفع کرتا ہے اور آتش جہنم کو یاد دلاتا ہے۔ **دیگر** حضرت امیرالمومنینؑ کا خلیفہ ثانی کو جنگ ہائے روم وایران کی شرکت سے باز رکھنا عظیم مصلحت وجزیل منفعت پر شامل تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض موقعون پر جبکہ کفار نابکار ہجوم کرتے اور مسلمانون پر کار دشوار ہو جاتا تو بعض اصحاب کی یہ صلاح ہوتی کہ خلافت پناہ برائے چندے دارالخلافہ کو خیرباد کہین اور بہ نفس نفیس شریک معرکہ جہاد ہو کر جوہر مردانگی دکھائین تاکہ انکو دیکھکر مسلمانون کا جوش دوبالا ہو جائے اور داد جہاد دیکر نصرت پائین مگر حضرت کبیر نظر مصالح اس رائے کے خلاف ہوتے اور خلیفہ خود شریک معرکہ ہونا تجویز نکرتے ایک مرتبہ جنگ یرموک مین جبکہ ماہان رومی بھاری جمعیت کے ساتھ

چڑھ آیا اور ابوعبیدہ نے بکمال تشویش واضطراب یہ حال خلافتمآب کو لکھکر مدد ومعاونت طلب کی تو صلاح ہوئی کہ خلیفہ خود اسطرف متوجہ ہون شیر خدا پر آپ کی دلیری ودلاوری کا حال بخوبی روشن تھا اور انکی پایداری کو جنگ احد وغیرہ مین ملاحظہ فرما چکے تھے اس سے مانع آئے اور فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہین نظر بخدا چاہئے جس جل شانہ نے جبکہ ہم قلیل تھے مظفر ومنصور کیا ہے وہ اب بھی زندہ ہے تم خود لڑائی مین جاؤگے تو مسلمانون کی پشت وپناہ جس کیطرف وہ بازگشت کرین باقی نرہے گی اسلئے بہتر ہے کہ کسی جنگ آزمائخنہ کار کو اُس طرف بھیجدو اور خود یہین رہو۔ اگر کام حسب دلخواہ انجام پایا تو بہتر ورنہ اور مدد یہانسے جاسکتی ہے فائدہ کی بات تھی خلیفہ صاحب کے فوراً سمجھ مین آگئی اور شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی اور بقول اعثم کوفی سوید بن صلامت الفصار کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجدیا گیا اور کام سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ علے ہذا ہجرت کے اکیسوین برس عراق سے خبر آئی کہ اہل عجم پھر جمع ہو گئے ہین حتےٰ کہ ڈیرھ لاکھ کے قریب انکی بھیڑ بھاڑ ہو گئی ہے عمر نے اصحاب کو جمع کرکے مشورہ کیا حضرت عثمان کی یہ رائے تھی کہ افواج شام ویمن طلب کیجائین اور مکہ ومدینہ سے جسقدر آدمی بہم پہنچین خلیفہ صاحب سب کو ساتھ لیکر خود عزم جہاد کرین آنجناب خاموش تھے امیرالمومنینؑ نے فرمایا شام کی فوج آئیگی تو رومی دلیر ہو جائینگے اور اکٹھے ہو کر مسلمانون کے اہل وعیال واسباب اموال کو لوٹ لینگے پس ایسا وسیع ملک جو اسقدر عرق ریزی سے لیا ہے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ نیز یمن سے فوج منگانے مین اندیشہ ہے کہ اہل حبش کی رگ طمع جنبش مین آئے اور وہ یمانیون کے ساتھ وہ سلوک کرین جو رومی شامیون سے کرتے ایسا ہی حرمین کو بھی بالکل خالی کردینا قرین مصلحت نہین اعراب بدوی کہ لوٹ مار کے عادی ہین فوراً آپڑینگے پس مسلمانون کی جان ومال وعزت وآبرو کی نگہداشت سب سے زیادہ ضرور ہے۔ علاوہ برین اہل عجم خلیفہ کو بہئیت کذائی دیکھین گے کہ اصل عرب راس ورئیس اسلام یہ ہے اسے مار لیا تو تمام خرخشہ مٹ جائیگا پس جہانتک اُنسے بنے گا جی توڑ کر لڑینگے اسلئے مصلحت یہ ہے کہ خلیفہ اصلاً یہان سے حرکت نکرے۔ اور یہ بات کہ اُنکی تعداد زیادہ ہے اور ہماری کم سو ہم کبھی کثرت عدد پر نہین لڑے بلکہ ہمارے محاربے فقط تائید الٰہی وامداد غیبی پر ہوئے ہین سو اب بھی وہی جل شانہ مسلمانون کی نصرت کریگا کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بہت سے چھوٹے گروہ بڑے گروہون پر باذن خدا غالب آئے ہین پس بہتر ہے کہ تو اہل بصرہ کو لکھے کہ ایک حصہ اُنسے اپنے اہل وعیال پر رہے ایک حصہ اس نواح کے ذمی کفار کی نگرانی رکھے کہ عہد شکنی کرکے اہل حرب کے نہ شامل ہو جائین باقی کوفیون کی امداد کو معرکہ جنگ مین جائین علاوہ برین یہانسے جسقدر ممکن ہو انکی امداد کیلئے سپاہ بھیجی جائے۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ خلیفہ ثانی شاہمردان کی یہ باتین سُنکر شاد ہو گئے اور شدت سرور مین اُنھون نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا بخدا اسوگند مین بھی یہی چاہتا تھا۔ مگر منتظر تھا کہ اصحاب الباب سے کوئی اور بھی میرا ہم رائے ہو ع المنۃ للہ کہ بمقصود رسیدم ابھی کیون نہین بیشک آپکا یہی مقصود تھا کہ گھر مین بیٹھے آرام سے مزے لوٹین اور ذرا اپنے ہاتھ پاؤن کو تکلیف ندین سو آپ کو حاصل تھا۔ ایک عجیب حمایت دینی ومسلمانی وغریب حفاظت ونگہبانی خلیفہ ثانی کہ حضرت علی عمرانی سے بمنصۂ ظہور وشہود جلوہ گر ہوئی وہ تھی جسکو صاحب کشف علی بن عیسیٰ الاربلی اور ابوالموید خوارزمی نے محمد بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے کہ ایک روز عمر خطاب نے منبر پر

جاکر خطبہ کہا اور اسکے درمیان میں کہا لو صرفنا کم عما تعرفون الی ما ینکرون ما کنتم صانعین قال فازموا فقال ذلک ثلاثا فقام علیہ السلام وقال اذا کنا نستتبک فان تبت قبلناک فقال عمر وان لم قال اذا نضرب الذی فیہ عیناک فقال الحمد للہ الذی جعل فی ھذہ الامۃ من اذا اعوجنا اقامرا و دنا

اے امت محمد اگر ہم تمکو اس چیز سے جسکو تم پہچانتے ہو یعنی دین اسلام سے اس شے کیطرف پھیرین جسکے تم منکر ہو یعنی مسلمانی سے ہٹاکر تمہارے اصلی کفر وبت پرستی کیطرف تمکو لیجائین تو تم کیا کروگے راوی کہتا ہے کہ لوگ یہ عمیق سوال سنکر خاموش تھے حتے کہ خلیفہ صاحب نے تین مرتبہ اسکو زبان مبارک سے ارشاد کیا۔ اسوقت امیرالمومنین نے کہ گوشہ مسجد مین نماز پڑھتے تھے بیتاب ہوگئے اٹھے اور فرمایا کہ ایسا ہو تو ہم تجھ سے توبہ کرائین اگر توبہ کرے تو اچونکہ عمر اصلی مسلمان نہ تھے کافر سے مسلمان ہوئے تھے ا تیری توبہ قبول کرین پس عمر نے کہا اگر مین توبہ نکرون فرمایا اسوقت تیری گردن مارین اجب حضرت سے یہ کلام سنا اور دیکھا کہ وہ حضرت حمایت دین ختم المرسلین مین ویسے ہی مستعد وسرگرم ہین جیسے کہ جنگ بدر واحد کے وقت تھے تو عمر اسکے تئین اور طرف لیگئے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس امت مین ایسے شخص کو مقرر کیا ہے کہ جب ہم راہ راست سے منحرف ہون تو وہ ہماری کجیون کو درست کرے اور ہمکو سیدھے راستے پر لاوے صاحب کشف الغمہ اس حدیث کے نقل کے بعد لکھتے ہین وھذا عجیب وفیہ حب یظھر لمن تاملہ کہ یہ عجیب سوال وجواب ہے اور اسمین ایک ستر ہے کہ جو اسمین تامل کرے اور سوچے اسپر ظاہر ہوگا۔ صاحب قطب شاہیہ جس سے مولف اوراق نے حدیث مذکور نقل کی ہے کہتے ہین کہ ظاہر ہے کہ وہ ستر یہی تھا کہ خلیفہ صاحب کو دین سے پھر جانیکی فکر تھی۔ اور اسمین رفقا چاہتے تھے لہذا یارون سے استفسار کرتے تھے۔ کہ کوئی موافقت کرتا ہے یا نہین جب کسی سے جواب نسنا اور حضرت امیر نے جواب دیا تو ایسا کچھ دیا تو اپنے آپ کو شکر وحمد پر لائے اور حاضرین کو راضی کرنے مین ساعی ہوئے۔

ذکر مواضعیکہ دران خلیفہ ثانی با جناب علی عالی مصداق الحق مع علی مخالفت فرمودہ وارشاد با سداد آنحضرت را بسمع رضا اصغا نمودہ

اب ہم ان امور کا ذکر کرتے ہین جنہین خلیفہ اپنی خلافت کے زمانے مین امیرالمومنین نفس رسول رب العالمین کے خلاف کے مرتکب ہوئے۔ واضح رہے کہ خلافت پناہ کا یہ کہنا کہ واللہ ما نقطع امرا دونہ ولا نعمل شیئا حتی نستاذنہ کہ خدا کی قسم کہ ہم بغیر آنحضرت کے کوئی امر طے نہین کرتے اور کوئی کام نہین کرتے جبتک کہ آنسے اجازت نہین لے لیتے کہ بیشتر بروایت راغب اصفہانی وابن مردویہ سے نقل ہوا ہرگز صحیح نہ تھا۔ کیونکہ جو باتین انہون نے دوران خلافت مین خلافت شروع کین اور جسقدر بدعتین دین مین جاری فرمائین وہ سب قطعا آنحضرت کے خلاف تھین ہرچند ایسے امور بکثرت آپ سے سرزد ہوئے الا یہ ان حسب حیثیت اس رسالے کے تھوڑے سے ذکر ہوتے ہین۔ **از انجملہ** ایک اکابر خلاف حکم خدا ورسول متعہ النساء ومتعہ حج کو حرام کرنا ہے یہ مخالفت خلافتمآب سے ایسی صریح وصاف واقع ہوئی ہے کہ خود آپ کی عبارت متعتان کانتا فی عھد رسول اللہ وانا احرمھما واعاقب علیھما

متعۃ النساء ومتعۃ الحج کہ دو متعہ یعنی متعہ زنان ومتعہ حج زمانہ رسول خدا مین تھے مین انکو حرام کرتا ہون انکے کرنیوالے کو عذاب کرونگا۔ بندا بلند اسکی شہادت دیتی ہے۔ تاریخ الخلفا مین ہے وھو اول من حرم المتعۃ کہ عمر پہلے شخص ہین جنہون نے متعہ حرام کیا پس کیا انہون نے یہ مخالفت رسول بھی امیرالمومنین کی اجازت سے اور انسے پوچھکر کی تھی۔ صحیح ترمذی مین روایت کی ہے کہ کسی نے عبداللہ بن عمر سے نکاح متعہ کی نسبت سوال کیا انہون نے کہا حلال ہے سائل نے کہ اہل شام سے تھا کہا تمہارے باپ اسکو حرام کہتے تھے کہا باپ حرام کہتے تھے اور رسول اللہ نے حلال فرمایا تو مین باپ کے کہنے سے رسول اللہ کے قول کو تو نہین چھوڑ سکتا۔ پس جبکہ عمر نے لخت جگر تک اس مسئلہ مین انکے ساتھ نہ رہے تو امیرالمومنین تو اسکو کیونکر گوارا کرسکتے تھے۔ **واضح رہے** کہ امیرالمومنین وجملہ اہلبیت اطہار نے حلت متعہ پر اجماع واتفاق کیا ہے اور بزرگان صحابہ مثل عبداللہ بن عباس وجابر بن عبداللہ انصاری وعبداللہ بن مسعود وابوسعید خدری وغیرہ حلت متعہ کے برخلاف خلیفہ صاحب کے قائل تھے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام افسوس کرتے تھے کہ اگر عمر متعہ سے منع نکرے تو پھر کوئی شقی ہی زنا کرتا تو کرتا ورنہ کوئی نکرتا چنانچہ لولا ما نہی عمر عن المتعۃ ما زنی الا شقی آپکا قول مشہور ہے اور تفسیر ثعلبی اور تاریخ طبری مین مذکور اور بعض نے شقی بقاف کو شفی بفا یکنقطہ پڑھا ہے یعنی بصورت عدم ممانعت عمر کوئی کمتر ہی زنا کرتا۔ ابن اثیر نہایہ مین کہتا ہے کہ عبداللہ بن عباس نے کہا متعہ نہ تھا مگر ایک رحمت خدا کی کہ حقتعالے نے امت محمد پر اس سے رحم کیا تھا ولولا نھیہ عنھا ما احتاج الی الزنا الا شفا یعنی اگر عمر اس سے منع نکرتا تو کوئی زنا کا محتاج نہوتا مگر قلیل وکمتر۔ اور اکثر کتب فقہ اہلسنت مین ہے کہ امام مالک اباحت متعہ پر فتوے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ایک امر مشروع ہے جبتک کوئی ناسخ ظاہر نہو۔ ویسا ہی مشروع رہے گا

منجملہ ان امور کے ایک بدعت تراویح ہے یعنی ماہ مبارک رمضان مین نماز نافلہ کو بجماعت کرانا حضرت عمر ہی کا ایجاد ہے تاریخ الخلفا مین تعداد اولیات عمر مین لکھتے ہین واول من سن قیام شھر رمضان کہ خلیفہ ثانی اول ہین جنہون نے قیام شہر رمضان کو سنت کیا۔ بخاری وغیرہ مین ہے کہ عمر ایک رات کو شبہائے رمضان سے مسجد مین تشریف لائے دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ نمازین پڑھ رہے ہین فرمایا اچھا ہوتا اگر ملکر ایک قاری کے ساتھ بجماعت پڑھتے۔ پھر حکم دیا کہ ابی بن کعب نماز پڑھائے اور سب اسکے ساتھ پڑھین چنانچہ دوسرے روز جو مسجد مین گذر ہوا تو دیکھا کہ حکم کی تعمیل ہو رہی ہے یعنی ابی بن کعب کھڑا تراویح پڑھا رہا ہے بہت خوش ہوئے اور فرمایا نعمت البدعۃ التراویح کہ تراویح اچھی بدعت ہے۔ پس تراویح کا بدعت ہونا خود بقول عمر ثابت ہے اور بدعات کے لئے جو کچھ شارع مقدس نے ارشاد فرمایا ہے ہر کوئی جانتا ہے مشہور ہے کہ فرمایا کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ سبیلھا الی النار کہ ہر ایک بدعت ضلالت وگمراہی ہے اور تمام گمراہیون کی راہ آتش دوزخ کی طرف ہے پس بموجب اس حدیث کے بدعت تراویح کا راستہ بھی معہ اسکے عاملون کے جہنم کی طرف ہوگا۔ طرفہ یہ کہ حضرات اہلسنت خود نقل کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی نے یہ نماز آپ نہین پڑھی صرف اوروں ہی کو اسکے بجالانیکا حکم دیا ہے اسپر انکو اس بلا کا اہتمام ہے اگر خود تکلیف مسجد مین آنے اور جماعت کرانے کی گوارا فرماتے تو نہ معلوم یہ لوگ کیا کچھ کرتے ملا علی قاری شرح موطا مین حدیث مذکور کے فقرہ

ثم خرج لیلۃ اخرٰی والناس یصلون بصلوٰۃ قارئھم کہ عمر دوسری شب مسجد مین آئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری (امام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہین" کی شرح مین لکھتا ہے وھو صریح فی ان عمر کان لایصلی بھم لانہ کان یری ان الصلوٰۃ فی بیتہ ولاسیما فی آخر اللیل افضل کہ اس سے صریح ظاہر ہے کہ عمر خود ان لوگون کے ساتھ نماز نہین پڑھتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک نماز کو گھر مین پڑھنا خاصکر آخر شب مین بجالانا افضل تھا۔ **بہرکیف** حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت مین اس بدعت کے مٹانے مین بہت سعی کی مگر عمریون کی کثرت وقوت سے کارگر نہوئی اور بدعت تراویح بدستور جاری رہی چنانچہ جلد حالات خلافت ظاہری مین اسکا ذکر گزرا۔ **منجملہ اسکے** خلافت پناہ نے حکم طلاق مین خدا ورسول کے خلاف عظیم تبدیلی اپنی طرف سے کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ طلاق بموجب آیہ وافی ہدایہ الطلاق مرتان دو مرتبہ ہے یعنی دو مرتبہ ایک طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے ہان تیسرے طلاق پر عورت مرد طلاق دہندہ پر حرام ہو جاتی ہے اور پھر حلال نہین ہوتی حتی تنکح زوجا غیرہ تا اینکہ وہ کسی اور دوسرے نکاح کرے یعنی نکاح کرکے جبتک طلاق وغیرہ سے اس سے جدا نہو تب تک شوہر اول پر حلال نہوگی۔ حضرت خلیفہ ثانی نے دو مرتبہ تک جواز رجوع کی سہولت کو مسلمانون سے اٹھا کر صرف تین طلاق زبان سے کہلینے کو تین مرتبہ جدا جدا طلاق دینے کے قائم مقام گردانا گو وہ تینون ایک ہی مجلس مین دئے ہون اور گو ایک ہی مرتبہ بلفظ تین طلاق زبان سے کہا ہو پس اسپر حتی تنکح زوجا غیرہ کا حکم عائد کرکے مرد طلاق دہندہ پر اسکی زوجہ کو حرام گردانا۔ صحیح مسلم وسنن ابوداؤد وغیرہ صحاح اہلسنت مین مروی ہے کہ زمانہ رسول خدا وابوبکر و دو سال اول خلافت عمر تک یہ قاعدہ تھا کہ تین طلاق کو ایک گنتے تھے پس جو شخص تین طلاق بغیر درمیان مین رجوع کرنیکے دیتا وہ ایک ہی طلاق اعتبار ہوتا۔ مگر عمر نے کہا ان الناس استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم کہ لوگ جلدی کرتے ہین اس امر مین کہ انکے لئے درنگ وتوقف تھا پس بہتر ہے کہ ہم اسکو انپر جاری کرین یعنی ان کے تین طلاق کو ہر چند کہ مجلس واحد مین ہون تین شمار کرکے ان کے ازواج کو انپر حرام کرین فامضاہ پس انہون نے اس حکم کو جاری کر دیا معنے کہ خدا ورسول نے یہ حکم کہ جبتک دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع ہو تب تک تیسرا طلاق موجب حرمت نہوگا بن سوچے سمجھے دیا تھا کہ آپ کو اسمین اصلاح کی ضرورت ہوئی بالجملہ بہت لوگون نے عمر کی اس سینہ زوری کو نہین مانا اور وہ ویسے ہی حکم شرع پر قائم رہے کہ انکے تین طلاق کو طلاق واحد گنتے تھے ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین کہتے ہین کہ علی وعبداللہ مسعود وعبدالرحمن عوف وزبیر کا یہی مذہب تھا۔ اور مشائخ قرطبہ مثل محمد بن تقی بن مخلد ومحمد بن عبدالسلام حسنی وغیرہ اسپر فتوے دیتے تھے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس عطا وطاؤس وعمر بن دینار سے اسے نقل کیا ہے اور احمد بن حنبل نے تصریح کی ہے کہ محمد بن اسحاق کا یہ مذہب تھا۔ اور طاؤس وعکرمہ اسکے قائل تھے۔ اور لکھا ہے کہ ابن عباس اس مذہب پر حدیث ابورکانہ سے سند لاتے تھے کہ اس نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دئے تھے اور ملول تھا کہ مبادا زوجہ سے ہاتھ دھوئے حضرت رسول خدا نے اس سے پوچھا کہ تو نے کسطرح طلاق دے آیا مجلس واحد مین تو نہین دئے کہا ہان یا رسول اللہ مجلس واحد ہی مین دئے ہین فرمایا تو یہ ایک طلاق ہوا اگر تو چاہے تو اپنی زوجہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے **ازانجملہ** خلافت پناہ نے ایک

مسئلہ تین طلاق

اور صلاح شرع مین یہ کی کہ حکم دیا جو کنیز اپنے آقا سے بچہ جنے وہ کنیز کنیز نرہے آزاد ہو جائے بلکہ اگر حاملہ ہو اور وہ حمل گر بھی جائے تب بھی مالک اسکو فروخت نہین کر سکتا یہ حکم بموجب روایات کثیرہ سُنیہ شارع مقدس کے خلاف تھا اور نیز حضرت ابوبکر کے بھی جنکے زمانہ مین کنیزان ذات الولد برابر فروخت ہوتی تھین بلکہ حضرت عمر کے عہد مین بھی ابتدا ابتدا مین یہ عمل جاری رہا۔ **کنز العمال** مین زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا بایع عمر اُمہات الاولاد ثم رجع کہ عمر اول اول بیع ام ولد کے قائل تھے بعد ازان انہون نے اس مسئلہ سے رجوع کیا مشکوٰۃ مین سنن ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ اور ابوبکر دونو کے زمانہ مین کنیزان ذات الولد کو فروخت کرتے تھے حتےٰ کہ عمر نے اپنے عہد خلافت مین اس سے منع کیا پس باز رہے **تاریخ الخلفا** مین اولیات (بدعات) عمر مین لکھتے ہین واول من منع عن بیع امہات الاولاد کہ وہ یعنی حضرت عمر پہلے ہین جنہون نے بچے والی لونڈیون کے بیچنے سے ممانعت کی پس کیا یہ ترمیم شریعت بھی آپ نے حضرت امیرؑ کے اذن واجازت سے فرمائی تھی۔ **نیز کنز العمال** مین ہے کہ عبداللہ بن فارط نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خرید کی جو اپنے مالک سے حاملہ تھی۔ اسکا حمل ساقط ہوا تو عمر نے ابن فارط کو کہ آپکے دوستون مین سے تھا اسکے خریدنے پر بہت سرزنش کیا اور مالک فروشندہ کنیزک کی تازیانہ سے خبر لی۔ کہ کسلئے تم ان کو بیچتے ہو اور انکی قیمتین کھاتے ہو جبکہ تمہارے گوشت وخون ان کے گوشت وخون کے ساتھ مل چکے ہین۔ سبحان اللہ یہ نکتہ خدا ورسول پر پوشیدہ تھا۔ اور وہ نہ جانتے تھے کہ جب گوشت وخون شامل ہو گیا تو پھر بیچنا سزاوار نہین کہ بیع امہات اولاد سے قطعا ممانعت نہ فرمائی۔ اب حضرت امیر علیہ السلام کی کیفیت سُنئے جن سے پوچھکر خلیفہ صاحب بقول خود تمام کاروبار کرتے تھے اُسی کنز العمال مین ہے۔ عن علی ان شاء اعتق الرجل ام ولدہ وجعل عتقہا مھرھا کہ اگر کوئی مرد چاہے کہ اولاد والی کنیز کو آزاد کرکے اسکی آزادی کو اسکا مہر قرار دے تو ایسا کر سکتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انحضرت کے نزدیک ام ولد از خود آزاد نہین ہو جاتی تھی۔ نیز کنز العمال مین حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ علی علیہ السلام نے ام ولد کے مقدمہ مین عمر خطاب سے مخالفت کی کہ وہ بمجرد بچہ جننے کے آزاد نہین ہوتی۔ اور شاہ عبدالعزیز باب امامت تحفہ مین کہتے ہین کہ علی در زمانہ خلیفہ ثانی وخلیفہ ثالث در مقدمہ بیع امہات اولاد وحج تمتع ودیگر مسائل مناظرہ فرمودہ واز جانبین نوبت بعنف وخشونت رسیدہ انتہیٰ بلکہ کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے امیر المومنین کے دیگر بزرگان اصحاب مثل ابوبکر ابن عباس وابن مسعود وزید بن ثابت وعبداللہ زبیر وغیرہ کا یہی مذہب تھا کہ بیع امہات اولاد مثل دیگر کنیزون کے فتوے دیتے تھے مگر عمر کسی کی نہین سُنتے تھے اور انہون نے اس مسئلہ مین ایسا غلو کیا تھا کہ جو ایسی کنیزین فروخت ہو کر دور کے شہرون مین چلی گئی تھین انکو واپس منگایا اور انکی قیمتین ان کے مالکون سے واپس دلوائین۔ **ازانجملہ** حرم کعبہ کے اندر خلافت پناہ نے یہ تصرف کیا کہ مقام ابراہیم کو اسکے مقام سے اٹھوا کر وہان رکھوا دیا جہان کہ ایام جاہلیت مین رکھا تھا مقام مذکور ایک سنگ بزرگ ہے جسپر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خلیل نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا ہے وہ سنگ اسوقت انحضرت کے اعجاز سے بقدر ضرورت پست وبلند ہو جاتا تھا چنانچہ اسمین پائے مبارک ابراہیم کے نشان ابتک موجود ہین اور اسکے نزدیک

[illegible]

کھڑے ہوکر نماز بجالانا ارکان حج مین داخل ہے۔ چونکہ تعمیر خانہ کعبہ مین وہ سنگ پاڑ کا کام دیتا تھا۔ اسلئے ظاہر ہے کہ اسکا اصلی مقام متصل بدیوار کعبہ تھا لیکن کفار قریش نے ایام جاہلیت مین براہ جہالت وہان سے اٹھاکر فاصلہ سے رکھدیا تھا حضرت رسولخدا نے مکہ فتح کیا تو اسکو پھر اسکی اصلی جگہہ کھوایا چنانچہ عمر کے زمانہ تک وہین تھا آپ نے سُنت کفر کو پھر تازہ کیا اور مقام کو اُسی مقام پر رکھوا دیا جہان مشرکون نے رکھہ چھوڑا تھا۔ سُنی فخریہ اسکا ذکر کرتے ہین تاریخ الخلفا مین اسکو بھی اولیات عمر مین شمار کیا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ حق الیقین مین کہتے ہین کہ عمر سال اول خلافت حج کو گئے تو پوچھا کہ جاہلیت مین یہ مقام کہان رکھا تھا۔ ایک منافق نے کہا مینے تسمہ سے اسکا اندازہ لگا رکھا ہے اور وہ تسمہ میرے پاس موجود ہے عمر نے اُسکو منگایا اور خود ناپ تول کر فاصلہ ٹھیک کیا اور مقام کو عین اُسی جگہہ کھوا دیا جہان سے رسول اللہ نے اٹھوایا تھا۔ چنانچہ اب تک اُسی جا پر ہے اور وہین رہیگا جبتک کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام پھر اُسکی اصلی جگہہ پر نہ پہنچائین پھر کہتے ہین کہ قصہ مقام ابراہیم کے آنیوالے کا مشہورات متواترہ سے ہے اور اُسکی جگہہ اب کبوتر رکھتے ہین اور اُسکو مقام جبرئیل کہتے ہین بعد ازان صاحب کشاف اور ابن ابی الحدید کی عبارتین اسکے استشہاد مین نقل کرکے کہتے ہین کہ اس سے زیادہ واضح وصریح معاندہ رسولخدا کے ساتھ اور کیا ہوگا کہ آنحضرت کی سُنت کو دیدہ و دانستہ برطرف کرکے بدعت کفر و جاہلیت کا احیا کیا جائے۔ **از انجملہ** یہ چونکہ حضرت رسولخدا و امیر المومنین کو کہتے سُنا تھا کہ ہمارے دوست و انصار اہل عجم سے ہونگے اسلئے اُنسے عداوت رکھتے تھے حتے کہ احکام اسلام اِن پر جاری نہونے دیتے تھے امر کیا تھا کہ قریش عرب و عجم سے دختر لین اور عرب عجم سے لین مگر قریش عرب و عجم سے کسی کو بیٹی ندین اور عرب عجم کو ندین حالانکہ بموجب ارشاد نبوی تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو مین اور صاحب جامع الاصول نے موطا مالک سے نقل کیا ہے کہ عمر نے منع کیا تھا کہ عرب کی میراث عجم کو نہ دیجائے اِلّا اُس عجم کو جو عرب مین پیدا ہوا ہو یہ بلا تشبیہ ایسی ہی صورت ہے جیسی کہ آجکل انگریزون نے فاتح و مفتوح کا فرق کرکے یوروپ اوہ کے ہندوستانیون کے مقابلے مین کچھہ خاص خاص حقوق مقرر کر رکھے ہین اور اخوت اسلام کے اور احکام میراث کے جو قرآن مین نازل ہوئے ہین برخلاف ہے۔ **از انجملہ** تقسیم فرائض مین عول کا اختراع کرنا یعنی ترکے کو حسب زیادتی سہام بڑھاکر تمام ورثہ کو نقصان پہنچانا باوجودیکہ بموجب شرع نقصان صرف بنات و اخوات وغیرہ پر پڑتا ہے جنکی دو سہم فرائض مین مقرر نہین مثلاً کوئی عورت مرے اور شوہر و مادر و خواہر تین شخص وارث چھوڑے تو شوہر اپنا مفروض حصہ شوہری ایک نصف لیگا اور مادر کو ایک ثلث بلا کم و کاست پہنچیگا کمی خواہر پر ہوگی کہ اُنسے بجائے نصف کے بقیۂ ترکہ یعنی چھٹا حصہ اصل کا ملیگا کیونکہ شوہر کے نہونے مین زیادتی بھی اُسی کو ملتی کہ دو ثلث پاتی یہی ہے مذہب علمار امامیہ کا اِس مسئلہ مین مگر حضرت خلیفہ ثانی نے زید بن ثابت وغیرہ اپنے مشیرون کے مشورہ سے عول ایجاد کیا۔ مثلاً صورت مذکورہ مین بجائے اسکے کہ چھہ سے تقسیم کرین آٹھہ سہم کرکے نصف چھہ کا یعنی تین سہم شوہر کو اور ثلث اسکا یعنی دو سہم مادر کو اور باقی کہ تین سہم رہے انکو نصف سمجھکر خواہر کو دیدئے گویا اپنے نزدیک ایک شے مین سے دو نصف اور ایک ثلث نکال دیا۔ کنز العمال مین ہے کہ عبداللہ بن عباس اسی تقسیم کے اسقدر بد خلاف تھے کہ اسکے قائلون کے ساتھ مباہلہ کرنیکو تیار تھے اور کہتے تھے کہ خدائے کریم کہ بیابان عالج کے ریگ کی تعداد

جانتا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اتنی بات کو نجانے کہ ایک شے مین سے نصف اور نصف اور ثلث نہین نکل سکتے جب دو نصف نکلگئے تو پھر ثلث کہان رہا۔ علی ہذا نماز جنازہ مین خلافتمآب نے پانچ تکبیر سے ایک کم کرکے چار مقرر کی تاریخ الخلفا مین ہے۔ وھو اول من جمع الناس فی صلوٰۃ الجنائز علی اربع تکبیرات کہ عمر پہلے شخص ہین جنہون نے لوگون کو نماز جنازے مین چار تکبیرون پر جمع کیا۔ اسیطرح فصول اذان مین آپنے یہ کتر بیونت کی کہ ایک فصل **حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَل** یہ کہکر نکالدی کہ لوگ نماز کو خیر عمل جانینگے تو جہاد کو چھوڑ بیٹھین گے اور بجائے اسکے اذان صبح مین ایک کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم مختل المعنے اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ بھلا خواب صبح مین کونسی دینی خوبی تھی کہ نماز کو اُس سے خوبتر کہا اور نماز صرف خواب صبح سے بہتر ہوئی تو یہ کیا اسکی مدح و منقبت ٹھہری۔ غرض ایسی ہی نو ایجاد باتین (بدعتین) ہین جنکی طرف اشارہ کرکے حضرت امیر اکثر فرماتے تھے لوقد استوت قدمای فی ھذہ المداحض لغیرت اشیاء کہ اگر میرے دو قدم ان لغزش گاہون مین قرار پکڑتے تو مین بہت سی باتون کو بدل ڈالتا۔ **کتب خانہ مصر** ایک اور عظیم نادانی کا کام جو خلافت پناہ سے حضرت نفس رسول صلوات اللہ علیہ کے برخلاف سرزد ہوا یہ تھا کہ آپنے اسکندریہ مصر کا بہت بڑا کتب خانہ کہ علوم قدیم کا بے بہا ذخیرہ تھا یک لخت جلوا دیا اُس زمانہ مین کہ ملک فرنگستان مین حکمت و فلسفہ کا چرچا کمال کو پہنچا تو نصارے وہان کے باشندے اس کتب خانہ کو یاد کرکے اور اسکے تلف ہوجانے پر اندوہ و ملال کرتے ہین اور خلیفہ صاحب کی اس حرکت پر اعتراض کرتے ہین کہ وہ عقل و علم سے کورے تھے نہین تو کتابون کو کیون جلواتے۔ ہمارے سُنی بھائی خصوصاً نیچری جب اُنکے مقابلے مین عمر کے اس فعل کی کوئی توجیہ و تاویل نہین کرسکے تو اصل قصئے سے انکار کرنے لگے ہین مگر انکا یہ انکار کسی نادان کے آگے چل سکتا تھا فرنگیون کے پاس مسلمانون کی تاریخین اسقدر ہین کہ شاید خود مسلمانون کے پاس بھی نہون گی۔ اس قصئے سے انکار کرنیوالے اسکو ان کتب سے کیونکر نکالدینگے۔ صاحب تاریخ الفی نے کتاب طبقات الامم قاضی ساعد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ عمر کے زمانہ مین ملک مصر عمرو عاص کے ہاتھہ پر فتح ہوا تو مشہور حکیم یحیی نام کہ زمانہ نصرانیت مین عمر اطیفوس کے نام سے معروف تھا۔ عمرو عاص کے پاس آیا۔ عمرو نے اسکی بہت آؤ بھگت کی اور اسکی صحبت سے محظوظ ہوتا تھا یہان تک یحیی کا مرتبہ عمرو عاص کے نزدیک دن بدن بڑھنے اور بلند ہونے لگا کیونکہ وہ باوصف حکیم متبحر ہونیکے خوش صحبت اور راز دان بھی تھا چونکہ عرب مین حکیم کم ہوتے تھے عمرو اسکی حکمت آمیز باتون پر فریفتہ ہوگیا پس اُسکے نزدیک اُسکا تقرب راسخ اور اسکی صحبت مستحکم ہوگئی تو ایک روز اُس نے بڑے بھروسے سے کہا اے امیر مصر و اسکندریہ کے نفائس غنائم سونا چاندی جواہرات وغیرہ پر تم قابض ہوئے مجھکو اسمین ذرا طمع نہین ایک چیز باقی ہے کہ تمہارے کام کی نہین نہ تمہاری سپاہ کی نظر مین کچھہ قدر و قیمت رکھتی ہے اور ہم اسکے حاجتمند ہین اگر اسکو ہمارے لئے چھوڑ دو تو کمال عنایت ہے عمرو عاص نے کہا وہ کیا چیز ہے یحیی نے کہا وہ حکمت کی کتابین ہین کہ یہان کے بادشاہون کے خزانے مین جمع تھین ازبسکہ وہ علوم حکمیہ کے پڑھنے پڑھانے اور شائع کرنے اور پھیلانے مین خاص اہتمام رکھتے تھے انکی بہت نگہداشت کرتے تھے۔ عمرو عاص نے کہا ہرچند یہ کتابین ہمارے کار آمد نہین اِلّا امیر المومنین عمر خطاب سے اجازت حاصل کئے بغیر مین تجھکو انمین تصرف کرنیکی اجازت نہین دے سکتا اتنا صبر کر کہ وہان لکھکر

اجازت منگاؤن پس عمرو نے حقیقت حال مدینہ کو لکھی حضرت فاروق نے جواب مین لکھا کہ جو کچھ تو نے کتابون کے بارے مین کہ اس ملک کے بادشاہون کے خزانے مین تھین لکھا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ اُنکو جمع کر کے تمام کو جلوا دے کسلئے کہ اگر جو کچھ اُنمین لکھا ہے قرآن کے موافق ہے تو قرآن اس سے کافی ہے اور اُنکی احتیاج نہین اور جو اُنکا مضمون خلاف قرآن ہے تو اُنکا جلا دینا واجب ہے۔ امیر المومنین علیؑ نے یہ سُنا تو عمر کو منع کیا اور کہا کہ انکا مضمون قرآن کے مطابق ہے الا قرآن مجمل ہے اور ہر شخص اُن مضامین کو اُس سے استنباط نہین کر سکتا اور بالفرض قرآن کے خلاف بھی ہون تب بھی انکا جلانا روا نہین کسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ شرائع دلوامیس سابقہ پر مشتمل ہون اور پہلی شرعیون کا جلوانا کسی صورت مین جائز نہین مگر فاروق پر اس سے ذرا اثر نہوا۔ اُدھر عمر عاص کو عمر کا فرمان پہنچا تو اُس نے مصر اور اُسکے گرد و نواح سے تمام کتابین جمع کرا کر اُس ملک کے حمامون پر تقسیم کر دین کہ بجائے گھاس پھونس کے جلا کر اُنسے پانی گرم کرین یحیٰی یہ درخواست کر کے بہت پشیمان ہوا مگر کچھ فائدہ نہ تھا۔ **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو کتب عقل و حکمت کے ساتھ کچھ خاص عداوت تھی وہ نہین چاہتے تھے کہ کوئی اُنکو دیکھے یا انکا وجود روئے زمین پر رہے۔ روضۃ الاحباب مین ایک اور قصہ اسی قسم کا لکھا ہے کہ ایک شخص نے عمر سے کہا کہ مدائن فتح ہوا تو ہمکو وہان سے ایک کتاب ہاتھ آئی جسمین بہت سی خوب مرغوب باتین کہ باعث طمانیت قلب ہون درج تھین آپ نے کہا وہ باتین کتاب اللہ سے مستند تھین کہا نہین تو خلافت مآب نے اُس شخص کی دُرّہ سے خبر لی کہ کسلئے اُس کتاب کو دیکھا پھر کچھ آیتین فضیلت قرآن مین پڑھین گویا وہ قرآن کا منکر تھا۔ بعد ازان فرمایا کہ پہلی اُمتین کتب حکما کے دیکھکر اور اُسقفون کی باتین سُنکر ہلاک ہوئین اور احکام تورات و انجیل کو چھوڑ بیٹھین۔ ہم کہتے ہین کہ احکام توریت و انجیل کو چھوڑا نہین بلکہ انمین تحریف و تبدیل کی سو یہ انکی اپنی نفسانی شرارت و خیانت تھی یا شیطانی وساوس کتب حکمت کا اسمین کیا قصور حکمت بموجب آیہ وافی ہدایہ **مَنْ یُؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا** موجب خیر و برکت ہے اور ہرگز کتب آسمانی کے خلاف نہین بلکہ اُنپر متفرع اور اُنکے اجمال کی تفصیل ہے جیسا کہ حضرت باب مدینہ علم نبی نے ارشاد کیا پس مسلمانونکو چاہیے کہ مضامین حکمیہ کو کتاب اللہ سے مطابقت بخشین نہ کہ سرے سے اُنکو چھوڑ بیٹھین اور ڈرین کہ ان کتابون کو دیکھین گے تو عقائد مختل ہو جائینگے ایسا کہنا بودے پن کی دلیل ہے۔ **دفع حدِ زنا از مغیرہ بن شعبہ**۔ اگر خلیفہ اوّل نے خالد ولید کی خاص رعایت کر کے حدِ زنا وغیرہ اُسپر جاری نہین کی تو خلیفہ ثانی نے بھی اپنے عہد حکومت مین یہ رعایت مغیرہ بن شعبہ کی ساتھ استعمال کی ہے۔ تفاوت اتنا ہے کہ ابوبکر نے صاف کہدیا تھا کہ خالد ہمارے کام کا آدمی ہے ہم اُسے قتل نہین کرینگے اور عمر وغیرہ کے شور مچانیکی پروا نہین کی عمر کا ہر ایک فعل تہ دار ہوتا تھا وہ ثبوت جرم مغیرہ ہی مین سدِّ راہ ہوئے اور گواہون کو ذرا دھمکا سکھا و سمجھا کر تکمیل شہادت زنا نہونے دی۔ لکھا ہے کہ یہ مغیرہ زمانہ جاہلیت مین انتہا درجہ کا زانی تھا اسلام مین داخل ہوا تو چار ناچار اُسکے قیود مین جکڑا گیا تاہم اسمین اس خصلت زبون کا بقیہ رہگیا تھا جو حکومت بصرہ کے دنون مین اُس سے ظاہر ہوا ابن ابی الحدید نے اقرار کیا ہے کہ وہ جاہلیت کا ایک مشہور زناکار تھا اور اپنے اصحاب اہل بغداد سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا جسکا اسلام یہ ہو کہ بخوف و مصلحۃ مسلمان ہوا ہو اور خاتمہ یہ کہ منبرون پر چڑھکر امیر المومنین علیؑ کی سبّ کرے اور مرتے دم تک اس بدکاری سے باز نہ آئے اور وسط عمر مین مشغول زنا رہے

اور خواہشات شکم و فرج کے پورا کرنے اور فساق و فجار کے اعانت مین مصروف ہو اور نافرمانی خدا مین عمر بسر کرے۔ ہم ایسے شخص کو کسلئے دوست رکھین اور کیون اسکا فسق و فجور جہان پر ظاہر نکرین۔ غرض مغیرہ عامل عمر ہو کر بصرہ مین گیا تو وہان ایک عورت مسماۃ افطار سے کہ بنی ہلال سے تھی اور ام جمیل کنیت کرتی تھی اُسکی آشنائی ہو گئی وہ خفیہ اُسکے مکان پر جاتا اہل بصرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انکو سخت ناگوار ہوا طبری کہتا ہے کہ مغیرہ و ابوبکرہ کے مکان پاس پاس تھے صرف ایک راستہ درمیان تھا دونو مکانونمین ایک کھڑکی مقابل یکدیگر واقعہ تھی۔ ایک روز ابوبکرہ اپنے مکان مین بیٹھا اپنے اصحاب سے باتین کر رہا تھا کہ ہوا سے کواڑ کھڑکی کا کھل گیا وہ اُسکے بند کرنیکو اُٹھا تو اُسکی نظر مقابل کی کھڑکی پر کہ اُسکے کواڑ بھی ہوا سے کھل گئے تھے جا پڑی کیا دیکھتا ہے کہ مغیرہ ام جمیل پر چڑھا ہوا اُس سے زنا کر رہا ہے آہستہ سے اپنے اصحاب کو بلایا کہ دیکھو سب نے دونو کو اس حال مین دیکھا فارغ ہو کر اُٹھی تو پہچانا کہ ام جمیل ہے پس مغیرہ نے مسجد مین جاکر چاہا کہ بدستور نماز پڑھائے ابوبکرہ نے منع کیا کہ ہم تیرے ساتھ نہ پڑھین گے اور یہ تمام حال عمر کو لکھ بھیجا خلافت پناہ نے ابو موسیٰ اشعری کو اُسکی جگہ بھیجکر مغیرہ کو معہ شہود کے مدینہ بلوایا۔ واقدی کہتا ہے کہ مغیرہ روانہ مدینہ ہوا تو اُس نے راہ مین ایک عورت کے ساتھ بنی مرہ سے جماع کیا۔ عمر کے سامنے گیا تو اُس نے کہا **انك لفارغ القلب شديد الشبق طول العزمول** یعنی تو بہت بے پروا ہے اور شہوت جماع از حد رکھتا ہے اور عزمول تیرا دراز ہے۔ پس مجلس قضا مرتب ہوئی تو پہلے ابوبکرہ پیش ہوا خلافت پناہ نے اُس سے پوچھا کیا گواہی دیتا ہے۔ کہا مینے مغیرہ کو اسکے دو رانون کے درمیان دیکھا ہے گویا دیکھ رہا ہون کہ چیچک کے داغ عورت کی ران پر نمایان ہین مغیرہ نے کہا نظر دقیق و لطیف کی تو نے۔ ابوبکرہ نے کہا ہان تیری فضیحت و رسوائی کا پورا ثبوت دونگا عمر نے کہا لا واللہ جبتک کہ گواہی ندے کہ مثل سلائی کے سرمہ دانی مین داخل ہوتے اور نکلتے دیکھا ہے تب تک شہادت پوری نہوگی ابوبکرہ نے کہا مینے ایسا ہی دیکھا ہے اور اسی پر شہادت دیتا ہون۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب اغانی مین کہتا ہے کہ اُسوقت رنگ روئے عمر متغیر ہو گیا اور حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا **ذَهَبَ رُبْعُكَ یا مغیرہ** اے مغیرہ چوتھائی تیرا گیا اور ہلاک ہوا پس نافع گواہ دوم طلب ہوا اُس نے کہا میری گواہی بھی مثل ابوبکرہ کی گواہی کے ہے عمر نے کہا **لا حتی تشهد انك رأيته يلج فيها ولوج المرود في المكحلة** نہین جبتک گواہی ندے کہ مینے دیکھا ہے کہ وہ سلائی کی طرح سرمہ دان مین اسکو گھسیڑتا تھا اسوقت تک کچھ فائدہ نہین اُس نے کہا مین یہی گواہی دیتا ہون اور ایسا ہی مینے دیکھا ہے کہ بر سوفار تک اسمین داخل ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس سے اثر عظیم عمر مین ہوا امیر المومنینؑ نے فرمایا **ذَهَبَ نِصْفُكَ** کہ اے مغیرہ تیرا النصف گیا گذرا۔ پس تیسرا گواہ آیا اور وہ شبل بن معبد تھا اُس نے بھی ویسی ہی گواہی دی آپ نے فرمایا تین ربع مغیرہ کے گئے۔ اور رنگ روئے عمر اسوقت ایسا ہو گیا گویا خاکستر اسپر ملا ہے گواہ چہارم زیاد بن ابیہ تھا کہ ہنوز داخل مدینہ نہوا تھا۔ مغیرہ روتا تھا اور مہاجرین سے استغاثہ کرتا تھا کہ اسکی سفارش کرین اور ازواج رسول اللہ کے پاس جاکر آہ و زاری و نالہ و بیقراری کرتا کہ اس اثنا مین زیاد بھی آ گیا عمر نے دوبارہ مجلس آراستہ کی تو دیکھا کہ وہ جوان معزور ہے ہاتھون کو ہلاتا چلا آرہا ہے عمر نے اسکو دیکھکر کہا **اری رجلا لا یخزی اللہ علی لسانه رجلا من المهاجرین**

کہ مین ایک مرد کو دیکھتا ہون کہ حق تعالے اُسکی زبان سے ایک مرد کو مہاجرین سے رسوا نکریگا۔ یہ اُسکو سمجھانا اور سکھانا تھا پاس آیا تو ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے چیخ کر کہا ما عندک یا سلح العقاب کہ اے بچہ عقاب تو کس امر کی گواہی دیتا ہے عبد الکریم یکے از راویان حدیث کہتا ہے کہ ابو عثمان ہندی مجھ سے یہ حدیث نقل کرتا تھا جب اس مقام پر پہنچا تو عمر کی چیخ کی نقل و حکایت مین اُس نے ایک نعرہ مارا جسکو سُنکر قریب تھا کہ مین غش کھا کر گر پڑتا۔ غرض اس نرمی و گرمی کا یہ اثر ہوا کہ زیاد اپنی گواہی کو اسطرح سوئی کے ناکے سے نہ نکال سکا جیسا پہلون نے نکالا تھا۔ یعنی میل و مکحلہ والی مثال پر پہنچکر اُسکے پانون ڈگمگا گئے۔ ابو الفرج کہتا ہے کہ بہت سے راویون نے روایت کی ہے کہ زیاد نے کہا مینے مغیرہ کو دیکھا کہ ام جمیل کے پانون اُٹھائے ہے اور اُسکے خصئے اُسکی دوران کے درمیان تردد کرتے ہین اور صدائے بلند و انفاس تند مینے سُنے۔ عمر نے کہا تو نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اسطرح اُسمین ڈالتا اور نکالتا ہے جیسے کہ سلائی سرمہ دان مین ڈالتے اور نکالتے ہین کہا نہین عمر نے فرط سرور مین صدائے تکبیر بلند کی اور کہا اُٹھ اے مغیرہ اور اِن گواہون کو حد قذف یعنی اسّی اسّی کوڑے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ عمر کو زیاد کا قول اور مغیرہ سے حد کا دفع ہونا بہت ہی خوش معلوم ہوا مگر ابو بکرہ نے حد لگنے کے بعد کہا گواہی دیتا ہون کہ مغیرہ نے زنا کیا ہے عمر نے چاہا کہ دوبارہ اُسکو حد لگوائے امیر المومنین مانع آئے اور کہا اگر تو پھر اسکو حد لگائیگا تو مین مغیرہ کو سنگسار کئے بغیر نہ چھوڑونگا۔ ابو الفرج کہتا ہے کہ عمر نے ابو بکرہ سے کہا کہ توبہ کر اُسنے کہا تو اسلئے مجھ سے توبہ کراتا ہوگا تاکہ آئندہ میری گواہی قبول ہو کہا ہان ابو بکرہ نے کہا جبتک تو زندہ ہے مین کبھی دو شخصون کے درمیان گواہ نہونگا۔ پس جب اُسکو گواہی کے لئے بُلاتے وہ کہتا کسی اور کو اس کار کے لئے طلب کرو۔ تحقیق کہ زیاد نے میری گواہی فاسد کر دی۔ حد لگ چکی تو مغیرہ نے کہا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے کہ اُس نے تمکو خوار کیا۔ عمر نے کہا خاموش رہ خوار وہ جگہ ہوئی جہان کہ اُنہون نے تجکو دیکھا ہے۔ ابو الفرج کہتا ہے کہ اسکے بعد عمر حج کو گئے تو ام جمیل اور مغیرہ دونون وہان انکو ملے۔ کہا وائے ہو تجپر اے مغیرہ تو جان بوجھکر میرے سامنے جاہل بنتا ہے قسم بخدا کہ میرا گمان نہین کہ ابو بکر نے تجپر جھوٹ لگایا ہو مین جب تجکو دیکھتا ہون تو ڈرتا ہون کہ مجھپر آسمان سے پتھر نہ برسین اور امیر المومنین علیہ السلام کہتے تھے کہ مجھکو قدرت ہوگی تو مغیرہ کو سنگبار ان کراؤنگا۔

بعضے از جوابات مسائل یہود و نصاریٰ کہ حضرت امیر المومنینؑ در عہد خلیفہ ثانی ارشاد فرمودند

علامہ سبط ابن الجوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامہ مین روایت کی ہے کہ ابن مسیب نے یحییٰ بن سعید سے کہا تو جانتا ہے کہ عمر خطاب جو کہا کرتے تھے اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن پناہ لیجاتا ہون مین خدا کیطرف اُس شدت و سختی سے کہ جسکے حل کرنیکو ابو الحسن موجود نہون تو اسکا کیا سبب تھا۔ اسکا یہ باعث تھا کہ شاہ روم نے چند مسائل عمر سے دریافت کرائے تھے خلافت پناہ نے وہ مسئلے تمام صحابہ کو دکھلائے کوئی اُنکا جواب نہ دے سکا۔ علی علیہ السلام کے سامنے پیش کئے تو آپنے بہت جلد تمام کے جواب لکھدئے۔ پھر سوال و جواب نقل کرکے آخر مین لکھتے ہین کہ قیصر روم نے یہ جواب دیکھے تو کہا درست ہین اور یہ کلام سوائے خانوادہ نبوت کے دوسری جگہ سے نہین نکل سکتا۔ پھر دریافت کیا کس نے یہ جواب لکھے معلوم ہوا ابن عم محمد مصطفےٰ علی مرتضےٰ نے پس قیصر نے امیر المومنینؑ کی خدمت مین نامہ لکھا۔ اما بعد مجھکو تمہارے جوابات پہنچے معلوم ہوا کہ تم اہلبیت نبوت و معدن رسالت سے ہو اور

موصوف ہو ساتھ علم و شجاعت کے تا آخر عبارت خط۔ سبحان اللہ کفار تک بھی جانتے تھے کہ علوم غامض مخصوص اہلبیت رسالت ہین اور امیر المومنینؑ انکے جاننے مین ممتاز ہین اور نہین جانتے تو ہمارے سُنی بھائی اُسکو نہین جانتے جو ابو بکر و عمر کو آنحضرت سے افضل و اعلم جانتے ہین اور خود عمر کے ارشاد بار بار لولا علی لھلک عمر و اعوذ باللہ من للمعضلۃ الخ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتے۔ ثعلبی نے قصص الانبیا مین روایت کی ہے کہ عمر خطاب خلیفہ ہوئے تو چند نفر علما و احبار یہود سے اُن کے پاس آئے اور کہا اے عمر تم محمدؐ کے بعد اور اُنکے خلیفہ و جانشین ہو ہم تم سے کچھ سوال کرتے ہین اگر تمنے درست جواب دئے تو جانینگے کہ دین اسلام برحق ہے اور محمدؐ رسول خدا ہین ورنہ اسکے برعکس جانینگے۔ عمر نے کہا سوال کرو جو چاہو۔ کہا آسمانون کے قفل کیا ہین اور انکی کنجیان کیا اور وہ قبر کونسی ہے کہ اپنے صاحب کو لئے پھری ہے اور وہ نبی کون تھا جسنے اپنی قوم کو انذار کیا اور ڈرایا حالانکہ نہ نوع بشر سے تھا نہ جنات سے۔ اور خبر دو ہمکو اُن پانچ جاندارون سے کہ روئے زمین پر روان ہوئے اور سیر کی باوجودیکہ پشت پدر و رحم مادر سے متولد نہین ہوئے تھے۔ اور تیتر بولتا ہے تو کیا کہتا ہے اور مرغ خانگی کیا کہتا ہے اور اسپ و حمار کیا آوازین نکالتے ہین اور مینڈک اور خنڈول کیا کیا صدائین لگاتے ہین۔ راوی کہتا ہے کہ عمر یہ سوالات سُنکر سرنگون ہوگئے اور کہا لا عیب لعمر اذا سئل عما لا یعلم ان یقول لا اعلم اگر عمر سے ایسی باتین پوچھین کہ وہ انکو نجانتا ہو اور کہے کہ مین نہین جانتا تو یہ اُسکے لئے کوئی عیب کی بات نہین پس یہود اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم شہادت دیتے ہین کہ محمدؐ نبی نہ تھے اور دین اسلام باطل ہے اسوقت سلمان فارسیؓ اُٹھے اور کہا ذرا ٹھہرو اور دوڑے ہوئے علی علیہ السلام کی خدمت مین گئے اور کہا اے ابو الحسن دین اسلام کی فریاد کو پہنچو فرمایا کیا بات ہے سلمانؓ نے تمام قصہ بیان کیا تو حضرت ردائے رسول خدا زیب تن کئے خراماں خراماں تشریف لائے عمر نے آپ کو آتے دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور معانقہ کیا آنحضرت سے اور کہا اے ابو الحسن تم ہی ہو کہ ہر سختی و شدت مین بلائے جاتے ہو پس علیؑ نے یہودیون کو طلب کیا اور فرمایا سوال کرو جس امر سے کہ چاہو بتحقیق کہ حضرت رسول خدا نے ایک ہزار باب علم کے مجھے تعلیم کئے ہین کہ ہر باب سے ہزار باب در مجھپر منکشف ہوتے ہین پس یہود نے پوچھنا شروع کیا حضرت علیؑ نے فرمایا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر مینے تمہاری توریت کے موافق ٹھیک ٹھیک جواب دئے تو تمکو دین اسلام قبول کرنا ہوگا یہود نے اقرار کیا پس وہ ایک ایک بات پوچھتے تھے اور حضرتؑ اُسکا جواب فرماتے تھے قفلہائے آسمان کی نسبت آپنے فرمایا کہ وہ شرک خدائے وحدہ لاشریک لہ ہے کہ مشرک کا کوئی عمل خیر اوپر نہین جاتا اور کنجیان اُسکی شہادت وحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفےٰ ہین یہ سُنکر یہودی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ جوان راست کہتا ہے۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو قبر اپنے صاحب کو لئے پھرے وہ مچھلی ہے کہ یونس بن متیٰ پیغمبر کو نگل گئی تھی اور اُن کے سمیت سات سمندرون مین پھری۔ اور رسول جس نے اپنی قوم کو انذار کیا مورچہ سلیمان بن داؤد ہے کہ اُس نے کہا یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون اے گروہ مورچگان اپنے گھرون مین گھس جاؤ کہ مبادا سلیمان اور انکا لشکر بیخبری مین تمکو پاؤن مین نہ کچل ڈالے۔ اور پانچ چیزین کہ زمین پر روان ہوئین حالانکہ ارحام مادران سے پیدا نہوئین تھین ایک آدم ہین دوسری حوا تیسری ناقہ صالح چوتھی دنبہ ابراہیم پانچوین عصائے موسیٰ۔ اور دراج کہتا ہے الرحمن علی العرش استویٰ کہ اللہ

سوالات یہود

عرش پر ستوی ہے اور مرغ پکارتا ہے اذکروا اللہ یا غافلین غافلو خدا کو یاد کرو اور گھوڑا جب مومن کافر پر جہاد کو جاتے ہین تو دعاے خیر کرتا ہے کہ خداوندا اپنے مومن بندون کو کافرون پر مظفر و منصور فرما۔ اور حمار عشّار کو لعنت کرتا ہے اور شیاطین کی نظر کے سامنے رینگتا ہے اور مینڈک کہتا ہے سبحان ربی المعبود یسبح فی لجج البحار پاک ہے میرا معبود جو گرداب ہاے بحار مین بیرا ہوا ہے یا تسبیح کردہ شدہ ہے۔ اور قبرہ (چنڈول) کہتا ہے خداوندا لعنت کر دشمنان آل محمدؐ کو **راوی کہتا ہے** کہ یہود تین شخص تھے یہ جوابات سنکر دو نے اُنمین سے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہو گئے تیسرے نے کہا یا علیؑ ایک سوال اور ہے اسکو بتلا دوگے تو مین بھی مسلمان ہو جاونگا فرمایا سوال کر جو کچھ کہ چاہے کہا وہ کون لوگ ہین کہ تین سے نو برس تک موے پڑے رہے پھر حقتعالے نے انکو زندہ کیا انکا قصہ بتلایے کہ سطح پر ہے فرمایا وہ اصحاب کہف ہین اور انکا قصہ قرآن مین مذکور ہے تو کہے تو مین اُسکو قرات کرون یہودی نے کہا قرآن مجمل ہے آپ مفصل انکا نام اور انکے شہر و بادشاہ کا اور کتے اور پہاڑ اور غار کا نام بتلاوین اور تمام داستان اوّل سے آخر تک بیان کرین حضرت نے تمام قصہ معہ جملہ اسمار و احوال کے تقریر کیا اور وہ یہودی بھی مشرف باسلام ہوا۔ اس مقام پر دیکھا چاہیے کہ کیسا معرکہ آپڑا تھا اگر حضرت حلال مشکلات یہ جواب شافی اُن یہودیون کو ندیتے تو دین اسلام کی سبکی ہتی اور یہودیون نے اقرار حقیت اسلام اور نبوت خیر الانام کو جواب مسائل پر منحصر کیا تھا بس اگر یہ جواب اُنکو نہ ملتے تو وہ لعوض اسکے کہ اسلام لاتین اسلام پر ہنستے چلے جاتے۔ مناقب مرتضوی مین احسن الکبار سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر کے بعد عمر کے لیے مسند حکومت آراستہ ہوئی تو علمار یہود سے ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہا کہ کتاب خدا و سنت مصطفے کا سب سے زیادہ کون عالم ہے عمر نے علی مرتضے کی طرف اشارہ کیا یہودی نے کہا اے خلیفہ جبکہ تم خود اقرار کرتے ہو کہ وہ اعلم ہین تو تم باوجود انکے لوگون سے کاہیکو بیعت لیتے ہو آپ نے فرمایا کہ وہ اسطرف متوجہ نہین ہوتے پس یہودی امیر المومنینؑ کیطرف رجوع ہوا اور کہا اچھا آپ بتلایے کہ اوّل قطرہ خون کہ زمین پر ٹپکا کونسا تھا۔ اور اوّل چشمہ کہ روے زمین پر جاری ہوا کونسا اور پہلا درخت کونسا زمین پر پیدا ہوا۔ حضرت نے فرمایا تمہارے عقیدت کے موافق پہلا خون ہابیل کا تھا جبکہ قابیل نے اُسے قتل کیا۔ مگر یہ درست نہین بلکہ پہلا خون حوا کا تھا کہ قبل ولادت شیث زمین پر گرا اور تمہارے عندیہ مین پہلا چشمہ بیت المقدس کا تھا ایسا نہین بلکہ وہ چشمہ آب حیات ہے کہ خضر و ذوالقرنین کے عہد مین اُسپر پہنچے اور ماہی مردہ اُس کے پانی سے زندہ ہوئی۔ اور موسیٰ و یوشع بن نون بھی اُس چشمہ پر پہنچے ہین اور تم کہتے ہو کہ پہلا درخت زیتون کا ہے کہ نوح نے اُسکو کشتی مین رکھا یہ صحیح نہین وہ درخت عجوہ (ایک قسم کا خورما) ہے کہ آدم بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور ہر قسم کے اشجار اس سے بہم پہنچے۔ یہودی نے کہا قسم بخدا کہ جو کتاب میرے باپ ہارون نے موسیٰ کے بتانے سے لکھی تھی اُسمین ایسا ہی لکھا ہے جیسا آپ نے ارشاد کیا۔ اب تین باتین ہمکو اور بتایے اوّل یہ کہ پیغمبر خدا کے بعد کے امام ہونگے دوسرے وہ حضرت کس بہشت مین ہونگے۔ تیسرے پہلا پتھر کہ آسمان سے نازل ہوا کونسا ہے حضرت نے فرمایا اے یہودی بتحقیق کہ آنحضرتؐ کے بعد بارہ امام ہونگے کہ انکو کسی ظالم کا ظلم نقصان نہ پہنچا سکے گا اور نہ کسی مخالف کے خلاف سے وہ دل تنگ ہونگے اور سید کائنات معہ اِن بارہ امامون کے جنت عدن مین ہونگے اور سنگ اوّل کہ آسمان سے نازل ہوا تمہارے قول کے موافق صخرہ بیت المقدس ہے

سوالات پادری نجران

مگر در حقیقت حجر الاسود خانہ کعبہ ہے کہ جبرئیل اُسکو آسمان سے لائے یہودی نے کہا قسم خدا کی مینے کتاب ہارون علیہ السلام مین اسی طرح لکھا دیکھا ہے اب ایک بات اور باقی ہے کہ وصی خاتم الانبیا کی کتنی عمر ہوگی اپنی موت سے مرینگے یا کوئی اُنکو قتل کریگا حضرت نے فرمایا وصی پیغمبر آخر الزمان مین ہون میری عمر ترسٹھ سال کی ہوگی اور تلوار کے زخم سے شہید ہونگا میرا قاتل عاقر ناقہ صالح سے بدتر ہوگا یہودی یہ سنکر زار زار رونے لگا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وانک وصی رسول اللہ بعد ازان ایک ورق کاغذ جسپر بخط عبرانی لکھا ہوا تھا اپنی آستین سے نکالکر حضرت امیرؑ کو دیا آپ نے اُسکو پڑھا اور اپنا اسم مبارک اُسمین دیکھکر گریان ہوے اور فرمایا الحمد للہ کہ میرا نام کتب و صحف ابرار مین ثبت ہے فراموش نہین ہوا۔ **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ یہ حدیث بحار الانوار مین چند طریق سے روایت ہوئی ہے ایک روایت مین ہے کہ یہ یہودی سائل جوان خوبصورت خوش لباس اولاد ہارون پیغمبر سے تھا اور بروایتے بزرگان یثرب و عظمار یہود سے بگمان یہود مدینہ اُس زمانہ کے تمام یہودیون سے اعلم و دانا تھا۔ پس اُس نے عمر سے کہا اے امیر المومنین تم اس اُمت مین سب سے زیادہ خدا و سنت رسول اللہؐ کے عالم ہو عمر نے جواب ندیا اور سر جھکا کر خاموش رہ گئے یہودی نے دوبارہ کہا مین تم ہی کو کہتا ہون کہا کیا مدعا تیرا ہے کہا مجھکو اپنے دین مین شک عارض ہوا ہے کچھ سوال کرنا چاہتا ہون کہا تو اس جوان (امیر المومنینؑ کیطرف اشارہ کیا) سے پوچھ یہودی نے وہی انسے کہا کہ الیا ہے تو تم کسلیے خلیفہ بنے ہو آپ نے حضرت کی مدح سرائی کی۔ یہودی نے حضرت امیرؑ سے کہا مین تین اور تین اور ایک سوال کرنا چاہتا ہون۔ آپ تبسم ہوے اور فرمایا کیون نہین ایک مرتبہ کہتا کہ سات سوال رکھتا ہون یہودی ہارونی نے کہا اوّل تین سوال کرونگا اگر انکے جواب باصواب پائے تو تین اور کرونگا ورنہ جانونگا کہ تمہارے درمیان کوئی عالم نہین۔ حضرت نے اُس سے اقرار لیا کہ درصورت حق و صدق جواب پانیکے دین اسلام قبول کریگا۔ بعد ازان وہی سوال و جواب مذکور مین جو ابھی بروایت مناقب گزرے۔ سنگ اسود کی نسبت آپ نے یہی فرمایا کہ وہ بہشت سے آیا تو برف سے زیادہ سفید تھا بعد ازان عصاۃ و بدکاران بنی آدم کے استلام سے سیاہ ہو گیا۔ آخر حدیث مین ہے کہ یہودی نے یہ جوابات شافی حضرت خطیب ممبر سلونی سے سُنے تو ایک چیخ ماری اور اپنا کستیج (چھوٹا زنار) توڑ کر پھینکدیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ تم وصی رسول خدا ہو اور سزاوار ہو سب سے بلند رتبہ پانیکے اور کسی کو تم پر فوقیت نہین پہنچتی حضرت اسکو اپنے ساتھ دولت سرا مین لیگئے اور معالم دین و معارف صدق و یقین تلقین فرمائے۔ **صاحب تشئید** علیہ الرحمہ نے کتاب ین الفتی احمد بن محمد بن علی عاصمی سے نقل کیا ہے کہ عمر خطاب کے پاس نصاراے نجران سے ایک اسقف باحسن و جمال و جاہ و جلال آیا انہون نے اسکو دین اسلام کی طرف دعوت کیا اور فضیلت اسلام اور خیر و برکت کہ مسلمانون کے واسطے ہے بیان فرمائے پادری نے کہا اے عمر تمہارے قرآن مین لکھا ہے جنة عرضها كعرض السماء والارض جب جنّت کا عرض زمین و آسمان کے عرض کی برابر ہوا تو پھر دوزخ کی کہان گنجائش رہی۔ خلیفہ صاحب کو جواب بن نہ آیا علی علیہ السلام تشریف رکھتے تھے فرمایا اے نصرانی تو بتلا کہ جب رات ہوتی ہے تو دن کہان چلا جاتا ہے اور دن کو رات کہان رہتی ہے اسقف حیران تھا کہ کیا جواب دے کہا یہ جوان عجیب کون ہے عمر نے کہا یہ ابن عم و داماد رسول الثقلین پدر حسنؑ و حسینؑ علی بن ابیطالب ہین اسقف نے کہا وہ قطعہ زمین کون ہے جسپر صرف ایک مرتبہ آفتاب

maablib.org

چمکا نہ اس سے پہلے کبھی چمکا ہے نہ کبھی بعد کو چمکیگا۔ حضرت نے فرمایا وہ دریائے نیل سے وہ قطعہ زمین ہے جہاں بنی اسرائیل کیلئے راستہ کھل گیا تھا۔ پادری نے کہا راست ہے۔ آیا دنیا مین کوئی شے مثل میوہ ہائے جنت موجود ہے کہ ہرچند اُس سے صرف کرین کم نہو فرمایا ایسی شے کلام اللہ ہے کہ لوگ جتنا چاہتے ہین اس سے فائدہ اُٹھاتے ہین۔ مگر وہ بحال خود باقی ہے۔ کہا راست کہا تمنے پھر پوچھا آسمانون کے قفل کیا ہین اور انکی کنجیان کیا۔ آپنے فرمایا شرک کرنا خدا مین انکے قفل ہین اور اقرار وحدانیت خدا کلید ان قفلون کی کہ اسکے لئے عرش تک کہین روک نہین۔ عرض کی کہ اوّل خون کہ زمین پر گرا کونسا ہے فرمایا بقول تمہارے شبیر کا خون ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نفاس حوا ہے بوقت تولد ہابیل کے یہ کہا صدقت پھر عرض کی کہ ایک مسئلہ اور باقی ہے فرمائے حقتعالے کہان ہے عمر کو غصہ آیا مگر علیؑ نے کہا مین جواب دونگا اے اسقف ہم ایک روز رسول اللہ کی خدمت مین حاضر تھے کہ ایک فرشتہ آپکے پاس آیا پوچھا کہان سے آتا ہے کہا ساتوین آسمان سے خداوند عالمیان کے پاس سے دوسرا فرشتہ پہنچا اُس نے بیان کیا کہ طبقہ ہفتم زمین سے حضرت رب العالمین کے پاس سے علی ہذا تیسرا مشرق سے اور چوتھا مغرب سے آیا اور اظہار کیا کہ خدا تعالےٰ کے پاس سے آرہے ہین۔ پس حقتعالے یہان وہان بالائے عرش برین و زیر زمین سب جگہہ موجود ہے۔ **ناواقفی خلیفہ ثانی از مسائل کثیر الوقوع**۔ ہرچند جو کچھ اوپر مذکور ہوا اس سے ناظرین خلیفہ صاحب کی عام دینی معلومات کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہین لیکن یہان چند ایسے خاص مسئلے نقل ہوتے ہین جنکے کثیر الوقوع ہونے اور بیشتر اوقات کار آمد ہوتے رہنے سے ادنیٰ مسلمان بھی ناواقف نہین ہوسکتا مگر خلافت پناہ باوجود ریاست عامۂ مسلمانان انکو نہ جانتے تھے مثلاً مسائل متعلقہ نماز پنجگانہ کہ انکا جاننا ہر مکلف کو لازم ہے مگر عمر اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ اگر کوئی جنب ہو اور پانی نہ پائے تو خاک پاک سے تیمم کرے اور نماز بجالائے وہ اس صورت مین سرے سے نماز ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے چنانچہ بخاری و مسلم مین ہے کہ کسی نے آپسے یہ مسئلہ پوچھا تو فرمایا چاہیے کہ نماز نہ پڑھے۔ اور ابو داؤد نے اپنے سنن مین روایت کی ہے کہ ایک شخص عمر کے پاس آیا اور کہا ہم بعض مقامات مین مہینے مہینے اور دو دو مہینے رہتے ہین اور پانی نہین پاتے آپنے فرمایا مین تو ایسی جگہہ ہون تو نماز نہ پڑھون جبتک پانی نہ ملے گویا آیہ شریفہ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا کہ اگر پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمم بجالاؤ آپکے گوش زد نہوئی تھی۔ اور طرفہ یہ کہ بموجب تتمہ حدیث حضرت عمار نے آپ کو آگاہ کیا کہ اے عمر تم کو یاد نہین رہا کہ ایک مرتبہ ہم دونو ہمراہ تھے جنب ہوئے تو مینے زمین پر لوٹ کر تیمم کیا اور نماز پڑھی تمنے نہ پڑھی حضرت رسولخدا کی خدمت مین آکر یہ قصہ بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ کافی تھا تجھکو یہ کہ اپنے دونو ہاتھون کو زمین پر مارکے اور جھاڑ کر پیشانی اور دونو ہاتھون کا اُنسے مسح کرے تو خلافت پناہ سخن پروری کی راہ سے حدیث عمار کو خاطر مین نہ لائے اور مرتے دم تک اپنے اپنے قول پر ثابت قدم رہے۔ مگر شکر ہے کہ اہل سنت نے دیگر مسائل متعہ وغیرہ کی طرح اس مسئلہ مین حضرت کی تقلید نہین کی اور ان کے برخلاف جنب فاقد الماء کے لئے بالاتفاق تجویز تیمم کرتے ہین ازالۃ الخفا مین ہے۔ ترک الفقہاء الاربعۃ قول عمر لانہم وجدوہ مخالفًا لما صح عن النبی من مسند عمران بن الحصین وابی ذر و عمرو بن العاص وغیرہم امرہ للجنب بالتیمم اذا لم یجد الماء یعنی فقہائے اربعہ ابوحنیفہ شافعی احمد بن حنبل و مالک نے قول عمر کو ترک کیا کسلئے کہ اسکو مخالف پایا اُسکے جو صحیح ہوا ہے پیغمبر خداؐ سے حدیث مسند

عمران بن حصین و ابوذر و عمرو عاص وغیرہ سے کہ آپنے جنب کو تیمم کرلینے کا حکم دیا جبکہ پانی نہ پائے **نیز** آپکو عدد رکعات مین شک کا حکم معلوم نہ تھا ازالۃ الخفاء مین ہے کہ عمر نے صحابہ سے احکام شک رکعات دریافت کئے تو عبدالرحمٰن عوف نے کہا مینے رسول اللہ سے سنا ہے کہ دو اور تین رکعت مین شک کرے تو دو پر بنا رکھے اور تین چار مین شک ہو تو تین پر تاکہ زیادہ نماز بجالایا ہو۔ فرمائے جبکو شکیات نماز کے مسائل تک معلوم نہون تو وہ اور کیا جانیگا۔ تعجب ہے کہ خلافتمآب عبداللہ اپنے بیٹے کے حکم طلاق عورت کے بجانہ جاننے کو مانع استحقاق خلافت بتاتے تھے کیا سبب ہے اور اپنے لئے ایسی موٹی باتین نجاننیکو ذرا مخل خلافت نجانتے تھے **نیز** عمر کو اسقدر معلوم نہ تھا کہ نماز عیدین مین جو آواز بلند پڑھی جاتی ہین اور بارہا حضرت رسولخدا کے ساتھ آپ کو اس نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ کیا کیا سورتین پڑھی جاتی ہین حمیدی جمع بین الصحیحین مین لکھتا ہے کہ عمر نے ابو واقد سے دریافت کیا کہ رسول اللہ نماز عیدین مین کیا پڑھتے تھے وسئل ابو واقد اللیثی ما کان یقرأ رسول اللہ فی الاضحی والفطر یعنی واقد لیثی سے پوچھا کہ رسولخدا عید الفطر و عید الضحٰے کی نمازون مین کیا کیا پڑھا کرتے تھے۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ اسقدر معلوم نہ تھا کہ روزہ مین جماع کرنا مفسد صوم ہے۔ **کنز العمال** مین سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ عمر نے اپنے اصحاب سے کہا کہ فتوے دو مجھکو اس کار مین کہ آج مینے کیا ہے کہا کیا کام کیا ہے تمنے اے امیرالمومنین فرمایا ایک کنیز میرے سامنے سے گذری کہ مجھکو خوب معلوم ہوئی مینے اُسکے ساتھ نزدیکی کی حالانکہ مین روزہ سے تھا پس یہ امر لوگون پر عظیم گران گزرا علی علیہ السلام خاموش تھے عمر نے کہا یا ابن ابیطالب تم اسمین کیا کہتے ہو آپنے کہا تمنے حلال کام کیا ہے روزہ کی عوض روزہ رکھ لو۔ عمر نے کہا انت خیرہم فتوی کہ تمہارا فتوے ان سب سے بہتر ہے۔ یہان دو صورتین ہین یا تو خلیفہ صاحب جانتے تھے کہ جماع مفسد صوم ہے اور اُنہون نے دیدہ و دانستہ یہ حرکت کی تو بڑی دلیری و جسارت کے مرتکب ہوئے گو اُنسے بعید نہین اور یا اس حکم سے مطلقًا واقف نہ تھے تو پرلے سرے کی نابلدی و غباوت ہے کہ باوجود اسقدر تقرب کے حضرت رسولخدا کے ساتھ کہ انکے معتقد اُسکے دعویدار ہین آپ کو یہ معلوم نہوا کہ مقاربت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **نیز کنز العمال** مین ہے کہ خلافتمآب ایک مرتبہ کچھ اونٹ خرید کر رہے تھے قیمت ہنوز طے نہین ہوئی تھی کہ آپ انکو ٹھوکرین مار مار کر اٹھاتے اور دوڑاتے اور کدراتے تھے اعرابی مالک شتران اس سے مانع آیا مگر وہ باز نہ آئے حتے کہ اس نے خفا ہوکر کہا خل ابلی لا ابا لک یعنی عرب کے محاورے مین گو سکر کہا۔ میرے اونٹ چھوڑ دے مگر عمر پر اسکا بھی اثر نہوا تا اینکہ اُنہون نے اسطرح پر ایک ایک اونٹ کو دوڑایا اعرابی نے کہا لا ظنک رجل سوء کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو برا آدمی ہے۔ غرض معاملہ طے ہوا اور اونٹ خریدے گئے تو آپکی پالان و دیگر ساز و سامان پر تکرار ہوئی مالک کہتا تھا مینے صرف اونٹ بیچے ہین خلافت پناہ سب چیزون کو اپنی بتلاتے تھے آخرش حضرت امیرالمومنین کو حکم کیا آپنے فرمایا اے امیر اگر تمنے خریداری کے وقت شرط کی تھی تو خیر ورنہ یہ اشیا تمہاری نہین ہوسکتی کیونکہ بیشتر اوقات تاجر لوگ اپنے مال کی ایسی چیزون سے زینت کرتے ہین کہ اُنکی قیمت اصل مال کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ پس وہ تمکو کیونکر دینگے آخر معلوم ہوا کہ شرط ورط کچھ نہین ہوئی تھی۔ پس مالک نے صرف اونٹ دئے اور قیمت لیکر لمبا ہوا۔ اس سودے مین خلیفہ صاحب سے دو غلطی ہوئی ایک بیگانی شے مین بلا رضا مالک تصرف کرنا دوم اتنی بات نہ جاننا کہ اونٹ کی ہمراہ اسکا ساز و سامان نہین بکجاتا۔ ایک اور

مطلب اذن دخول در مکان بیگانہ

عجیب امر کہ سر سید عجائب وغرائب ہے یہ ہے کہ آپ کو باوجودیکہ حضرت متمم مکارم اخلاق کے ساتھ اسقدر دراز مدت صحبت رہی یہ معلوم نہوا کہ اگر کوئی کسی کے مکان پر جائے تو چاہیئے کہ مالک مکان سے اذن دخول طلب کرے اگر وہ اذن دے تو جائے ورنہ لوٹ جائے۔ بخاری نے عبید بن عمران سے روایت کی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے عمر کے یہان جاکر اذن طلب کیا آپ اُسوقت کسی کام مین مصروف تھے اجازت نہوئی ابو موسیٰ الٹے پاؤن پھر گیا تھوڑی دیر بعد عمر کو مشغل سے فراغت ہوئی تو پوچھا عبید اللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ کی آواز نہین سُنائی دیتی اُسکو اندر آنے دو کسی نے کہا وہ واپس چلا گیا کہا اُسکو بلواؤ حاضر ہوا تو اُس نے کہا ہمکو رسول اللہ نے امر کیا ہے کہ اجازت نہ پاؤ تو پلٹ جاؤ عمر نے کہا اسپر کوئی شاہد رکھتا ہے تو ابو موسیٰ مجالس انصار مین جاکر خواستگار ہوا کہ کسی نے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سُنی ہو تو شہادت دے انصار نے کہا کوئی ہمسے اس امر مین شہادت ندیگا الا عمر مین سب سے چھوٹا۔ پس ابو سعید خدری کو بھیجا اُس نے جاکر گواہی دی عمر نے کہا یہ امر مجھپر مخفی رہا اور بازارون مین پھرنے اور سیر کرنے نے مجھکو اس سے باز رکھا۔ بخاری کہتا ہے سیر بازار سے مراد تجارت کے کاروبار مین جو عمر کو درپیش رہتے تھے سبحان اللہ کیا علم وفقاہت تھی کہ ایسی چھوٹی بات جسکو علم اخلاق کی الف بے کہا چاہیے اس بزرگوار پر مخفی رہی اگر یہ حدیث بالخصوص حضرت رسولخدا سے نہین سُنی تھی تو کیا آنحضرت کا رات دن کا برتاؤ بھی مشاہدہ نکیا تھا۔ اسی سے یہ قاعدہ معلوم ہو سکتا تھا۔ ملا جامی نے راست کہا ہے ؎ ہر کرا روئے بہبود نداشت ٭ دیدن روئے نبی سود نداشت ٭ ہمارے نزدیک انصار نے خوب سمجھا کہ ایسی چھوٹی بات کی گواہی کو اپنی کسر شان جانا اور سب سے کم سن کو اپنے درمیان سے اس کار کے لئے انتخاب کرکے بھیجا کرمانی شارح بخاری کہتا ہے قال النووی قال الانصار انکارا علی عمر فیما قاله قالوا انه حدیث مشهور متنا معروف عندنا حتی ان اصغرنا حفظه وسمعه من رسول الله یعنی نووی نے کہا کہ انصار نے کلام عمر کے رد کرنے اور اسپر انکار کرنی کی غرض سے یہ کہا تھا کہ یہ حدیث از روئے متن کے ہمارے نزدیک معروف ومشہور ہے حتی کہ ہم مین سب سے چھوٹی عمر والے نے بھی اسکو رسول اللہ سے سُنا۔ اور یاد رکھا ہے۔ شاباش انصار یو شاباش کیا ہی لطافت سے تمنے اس بوڑھے شیخ کی خبر لی ہے اور انکی حدیث دانی کو عالم پر روشن کیا ہے خیر اللہ المخصران سے اور انکی خلل اور بہت سی باتون سے جنکے لکھنے مین طول ہے ظاہر ہے کہ خلیفہ صاحب اول تو حضرت رسالت پناہ کی خدمت اقدس مین حاضری کم ہوتے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین بیشتر اوقات تحصیل اغراض دنیوی کے واسطے بازارون مین گھومتے اور چکر لگاتے رہتے تھے اور بیشتر گذرا کہ وہ مدینہ مین بھی دلالی کا پیشہ کرتے تھے۔ اور جو گاہ گاہ حاضر ہونیکا اتفاق ہوتا تھا تو قرآن وحدیث کے سیکھنے سے مطلقاً سروکار نرکھتے تھے۔ نہین تو ممکن نہ تھا کہ ایسے ایسے ادنیٰ مسائل انپر پوشیدہ رہین اور یون بات بات مین شرمندگی اُٹھائین

تقسیم کردن خلیفۂ ثانی فرائض خلافت را

اب اس آئے دن کی رسوائی اور ان مشکلات کی دلدل مین پھنسے رہ جانے سے نجات کی تدبیر کہ حضرت نے سوچی وہ بھی سُننے کی قابل ہے۔ توجہ سے سُنئے اور آپ کے کمال عقل وفطانت کی داد دیجئے اور اسپر صاد کیجئے وہ تدبیر یہ ہے کہ اُنہون نے اپنے فرض منصبی کو حصہ حصہ کرکے اپنے خاص خاص دوستون اور ہواخواہون پر بانٹ دیا اور آپ ہلکے پھلکے ہوگئے اعنی مقرر کیا کہ قرآن اور اُسکی تفسیر وتشریح کے مسائل اُبی ابن کعب سے پوچھا کرین اور فرائض وحصہ کشی کے مشکلات زید بن ثابت حل کیا کرے اور فقہ واحکام کا بکھیڑا معاذ بن جبل

چکائے اپنے لئے کیا رکھا فقط مال کہ سینہ کا سکھ کلیجہ کی ٹھنڈک آنکھون کا نور دل کا سرور تھا شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا وقرۃ العینین مین علی بن رباح لخمی سے روایت کرتے ہین ان عمر بن الخطاب رض خطب الناس فقال من اراد ان یسئل من القرآن فلیات ابی بن کعب و من اراد ان یسئل عن الحلال والحرام فلیات معاذ بن جبل و من اراد ان یسئل عن الفرائض فلیات زید بن ثابت و من اراد ان یسئل من المال فلیاتنی فان الله جعلنی خازنا کہ عمر خطاب نے خطبہ مین کہا ایہا الناس جو کوئی قرآن کے کوئی بات پوچھنا چاہے ابی ابن کعب کے پاس جائے اور جسکو حلال وحرام سے کچھ دریافت کرنا ہو معاذ جبل سے دریافت کرے اور فرائض کے مسائل پوچھا چاہے تو زید بن ثابت سے پوچھے اور جو مال کا طلبگار ہو وہ میرے پاس آئے بتحقیق کہ حقتعالے نے مجھکو اسکا خازن بنایا ہے انتہے۔ کیا کہنے آپ کی اس صاف گوئی کے کہ قرآن کو فلان سے پوچھو اور حلال وحرام کو فلان سے ہم تو فقط مال کے لئے ہین درحقیقت آپ مال کے لئے تھے اور مال آپکے لئے درین چہ شک بس طلبگار مال آپکے پاس نجائے تو اور کہان جائیگا۔ اسکے خازن جو آپ ٹھہرے اور نہ خود بخود ملکہ اللہ تعالےٰ نے ایک خاص وحی کے ذریعہ آپ کو اسپر مسلط کیا تھا ایک خزانے دار کسی زمانہ مین قارون دون تھا دوسرے اس عہد کے آپ قارون ہوئے۔ مگر وہ کمبخت ایک کوڑی کسی کو ندیتا تھا لاجرم اپنا خزانہ سر پر لئے تحت الثریٰ کو گیا مگر آپ خدا نخواستہ ایسے نہین تھے آپ دیتے بھی تھے الا ویسا ہی دینا جیسا کہ ہم تصرفات بیت المال والی سرخی کے نیچے لکھ آئے ہین کہ اپنے کام کے لوگون کو نہال کر دیتے تھے باقیون کے آنسو پونچھ دئے جاتے یہ نہین تو آپ ہی فرمائے کہ آپنے شرع اقدس کے ایک سیدھے سادے قاعدے برابر کی تقسیم کو کیون تہ و بالا کر ڈالا۔ خیر ہمکو اس خطبہ مین خلیفہ صاحب سے ذرا بھی محل شکایت نہین اُنہون نے جو کچھ کہا بہت درست کہا اور ایسا ہی چاہئے تھا کسلئے کہ اُنہون نے جو اسلام کا کھڑاگ اپنے سر پر لیا تھا تو اسی مال کی خاطر لیا تھا اب جبکہ پس از انتظار بسیار شاہد مقصود ہمکنار ہوا تو وہ بیوقوف تھے کہ اسکے ساتھ مسئلہ مسائل کا جنجال بھی اپنے سر پر رکھتے اور بلا وجہ بے سبب لوگون سے دست وگریبان رہ کر اپنی آبروریزی کراتے اور ناحق اپنے عیش وصافی کو منغص ومکدر فرماتے۔ پس اُنہون نے یہ خطبہ کہکر سارا جھگڑا ہی چکا دیا واہ کیا خطبہ بلیغ کہا ہے گویا حضرت امیر کبیر اسی کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین ؎ رضینا قسمة الجبار فینا ٭ لنا علم وللجهال مال ٭ کہ ہم قسمت خداوند جبار پر کہ اُسنے ہمارے درمیان کی راضی ہوگئے کہ ہمارے لئے علم مقرر کیا اور دشمنون کے لئے مال ہان شکایت اُنکے مریدون اپنے سُنی بھائیون سے ہے کہ وہ بنعاد مدعی سست گواہ چست اُنکو چرخ ہفتم پر لیجاتے اور علوم دین فقہ واحکام کا ماہر بتلاتے ہین اور جبتک خطیب ممبر سلونی وارث مرتبہ ہارونی جناب مرتضوی پر انہین ترجیح وتفضیل نہین دے لیتے آرام نہین پاتے۔ یہی شاہ ولی اللہ کہ خطبہ مذکورہ کے راوی ہین۔ ازالۃ الخفا مین کس کس پیرایہ مین اس مطلب کو لکھتے اور بزعم خود ثابت کرکے چھوڑتے ہین۔ صاحبو ذرا انصاف کرو تحقیقی عدالت نہین تو عدل تقدیری عمری ہے کام مین لاؤ تو بھی معلوم کر سکتے ہو کہ ان لوگون کو اُس جناب کے مقابل کرنا پر کاہ کو کوہ عظیم الشان سے ٹکرانا اور ذرہ ناچیز کو آفتاب عالمتاب کی برابر ٹھہرانا ہے حضرت امیر تو اپنی جگہہ ہین تمہارے خلفا علم ومعرفت مین عبد اللہ بن عباس کی برابری تو کر سکتے ہی نہین جو آپ کی شاگردی پر فخر کرتے اور اپنے علم کو اُس جناب کے علم کے آگے تالاب کے سامنے قطرہ بتاتے تھے۔ اب اسکی سند اپنی کتابون سے لیجئے۔ جلال الدین سیوطی

علم عبد اللہ بن عباس

تفسیر اتقان مین نقل کرتے ہین کہ ایکبار ابن عباس خانہ کعبہ کے آگے بیٹھے اور لوگ چارطرف سے اُنہین گھیرے تفسیر قرآن کے سوال کر رہے تھے نافع بن ازرق نے نجدہ بن عویمر سے کہا آؤ ذرا اس مرد کے پاس چلین کہ قرآن کی تفسیر مین بلا علم جرات کرتا ہے یہ کہکر دونو انکے پاس آئے اور کہا ہم تم سے کچھ کلام مجید کی باتین دریافت کیا چاہتے ہین تم انکی تفسیر بیان کرو اور کلام عرب سے اُنکی سند لاؤ کیونکہ قرآن عرب کی زبان مین نازل ہوا ہے۔ ابن عباس نے کہا سوال کرو جو کچھ کہ چاہو۔ نافع نے کہا بتلاؤ قول حق سبحانہ تعالیٰ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ مین لفظ عزین کے کیا معنے ہین اور کلام عرب سے اسکو مدلل فرماؤ ابن عباس نے بے تامل کہا کہ عزین سے مراد حلق رفاق ہے۔ مگر نہین سُنا تو نے قول عبید بن ابرص کا کہ وہ کہتا ہے ؏ فجاؤا یھرعون الیہ حتیٰ یکونوا حول منبرہ عزینا یعنی وہ دوڑتے ہوئے اُسکی طرف آئے تا اینکہ اُسکے منبر کے گرد پراگندہ ہو گئے۔ اسیطرح وہ سوال کرتے اور ابن عباس بہم انکا جواب دیتے اور اشعار عرب سے اسپر استشہاد لاتے تھے حتیٰ کہ دو سو سوال مجلس واحد مین کئے اور تمام کے خاطر خواہ جواب پائے منجملہ اُنکے آیہ فَاکِھَۃً وَّاَبًّا سے بھی لفظ اب کے معنے دریافت کئے ابن عباس نے کہا مَا یَعْتَلِفُ مِنْہُ الدَّوَاب کہ وہ گھاس جو چوپاؤن کی خوراک ہے چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے ؏ تری بہ الاب والیقطین مختلطا ٭ علی الشریعۃ تجری تحتھا الغرب ٭ تو دیکھتا ہے گیاہ و روئیدگی باہم آمیختہ کو اُسکے کنارے پر کہ اُنکے نیچے آب تیز و تند روان ہے۔ فرمائے کہ جو شخص دو سو مسئلے قرآن کے جلسہ واحد مین حل کرے اور ہر ایک کے ساتھ اشعار عرب سے بھی سند دیتا جائے تو عمر یا ابوبکر اُسکی برابری کیونکر کر سکتے ہین جنکا معانی قرآن سے بیخبر ہونا طشت از بام ہے۔ بہ پیشتر گذرا کہ وہ لفظ اب کے سیدھے معنے بھی نہ جانتے تھے اقوال عرب سے مستند کرنا تو بڑی بات ہے۔ **نیز** یہ دونو بزرگ لفظ کلالہ کے معنون سے ناآشنائے محض تھے۔ ابوبکر کا تو دم واپسین تک اسمین پریشان رہنا پیشتر گذرا عمر کے حال مین بھی صاحب تشیید علیہ الرحمہ نے بہت سی عبارتین کتب اہلسنت سے نقل کی ہین جنسے ظاہر ہے کہ باوجود صراحت بسیار اُنہون نے اسکے جاننے کی توفیق نہ پائی آخر مین اپنی بیٹی بی بی حفصہ زوجہ رسول خدا سے ملتجی ہوئے کہ کسی اچھے موقعہ خوشدلی و سرور مین آنحضرت سے سوال کرے اُنہون نے موقعہ پاکر دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا تیرے باپ نے اسکے لئے تجھسے کہا ہوگا ماادری اباک یعلمھا ابدا مین نہین دیکھتا کہ تیرا باپ کبھی بھی اسکو جانے۔ راوی کہتا ہے کہ عمر اسکے بعد کہا کرتے تھے کہ مین کبھی اسکو نجانونگا کیونکہ رسول اللہ یہ کہہ چکے ہین اور وہ آرزو رکھتے تھے کہ مین کلالہ کے معنے جانتا ہوتا تو یہ میرے لئے بہتر تھا قصرہائے شام سے بروایتے فرماتے تھے واللہ لئن اعلمھا احب الی من ان یکون لی ما علی الارض من شئ قسم بخدا کہ اگر مین اسکو جانون تو یہ میرے لئے اُن تمام اشیا سے بہتر ہے جو روئے زمین پر ہین **ھکذا فی کنز العمال** بھلا اس بلادت و غباوت کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ ایک لفظ کے معنے بارہا زبان مبارک رسول اللہ سے سنین اور پھر اسکو نہ جانین یہ سورہ بقرکے یاد ہوجانے پر قربانی شتران کی نذر قبول لنے سے بھی کہین زیادہ ہے۔ کہتے ہین کہ آپکو آخر ایام خلافت مین نسیان بھی بہت ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ عدد رکعات تک یاد نہ رہتی تھی۔ محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ خلافت پناہ نماز مین ایک مرد کو آگے کھڑا کر لیتے کہ وہ اُنکو رکوع و سجود وغیرہ اشارہ سے بتلاتا رہتا تھا۔ رہی یہ بات کہ حضرت امیرالمومنین کا علم عبداللہ بن عباس کے علم سے بمدارج بڑھا ہوا تھا۔ یہ بھی

اہلسنت پر پوشیدہ نہین شیخ عبدالحق دہلوی رجال مشکوٰۃ مین لکھتے ہین کہ ابن عباس نے کہا کہ علی کو علم کے کل دس حصون سے نو حصے مرحمت کئے گئے اور ایک حصہ تمام عالم پر قسمت ہوا اور قسم بخدا کہ وہ اس دسوین حصہ مین بھی سب کے شریک ہین۔ اور ابن اثیر نے نہایہ مین نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ علمی بالقرآن الی علم علی کالقرارۃ فی المثعنجر کہ میرا علم قرآن علی کے علم کے مقابلے مین ایسا ہے جیسا کہ چھوٹا تالاب دریائے عمیق کے سامنے ہم اس مقام پر کچھ بیان علم و معرفت حضرت امیرالمومنین بھی کرتے ہین +

شرح شمہ از علم و معرفت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

علوم وہبی و لدنی جو حضرت امیرالمومنین کو عطا ہوئے ایسے نہین کہ کوئی انکے بیان کا ارادہ کر سکے بڑے بڑے علما و عرفا نے اس مقام پر اپنے عجز و قصور کا اعتراف کیا ہے بلکہ خود وہ حضرت بخوف گمراہی خلائق پورے طور سے انکا اظہار نہین کر سکے الا یہان بمناسبت مقام حسب اسلوب اس کتاب کے چند احادیث مشہورہ اس باب کے نقل ہوتی ہین۔ **از انجملہ** متفق علیہ فریقین ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیأت الباب یعنی مین شہر علم ہون اور علی اُسکا دروازہ جو علم حاصل کرنا چاہے چاہیے کہ دروازہ سے آئے۔ یہ حدیث بہت مشہور ہے حتیٰ کہ علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی اسکی شرح مین کہتے ہین کہ احمد بن حنبل نے اسکو آٹھ طریق سے روایت کیا ہے اور ابراہیم ثقفی نے سات طریق سے۔ اور ابن بطہ نے چھ طریق سے اور قاضی جعابی نے پانچ طریق سے اور ابن شاہین نے چار سے اور خطیب تاریخی نے تین طریق سے اور یحییٰ بن معین نے دو طریق سے اور روایت کیا ہے اسکو سمعانی نے اور قاضی نے اور ماوردی اور ابوالمنصور سکری اور ابوالصلت ہروی اور عبدالرزاق اور شریک نے ابن عباس اور مجاہد اور جابر سے۔ پھر کہتے ہین کہ بموجب اس حدیث کے ہر شخص پر آنحضرت کیطرف رجوع لانا واجب و لازم ہے۔ کیونکہ رسول اللہ نے اپنے تئین شہر علم کہا اور دروازہ اُس شہر کا جسکے بغیر اُس مین داخل ہونا ممکن نہین علی کو بتایا۔ پس مقرر کر دیا آنحضرت نے کہ کوئی علم نبی کو بلا واسطہ علی نہین پا سکتا۔ پھر مزید تاکید کی اسکے ساتھ فقرہ فلیأت الباب کے کہ آنا چاہیے صرف دروازہ سے۔ پس معلوم ہوا کہ علوم نبوی سے کسی علم کے حاصل کرنیکے لئے علی کے در پر جانا اور اُنسے ملتجی ہونا ضروریات سے ہے۔ اور نیز یہ حدیث دلیل ہے اوپر معصوم ہونے اُس جناب کے کیونکہ غیر معصوم سے صدور خطا جائز ہے اور بصورت صدور خطا اُسکی اقتدا قبیح و باطل ہوگی اور محال ہے کہ پیغمبر خدا امر باطل و قبیح کا حکم دین پس ثابت ہوا کہ آنحضرت سے خطا کبھی ہوتی ہی نہین۔ اور یہی معنے عصمت کے ہین۔ اور **نیز** اس سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت اعلم امت ہین چنانچہ اسی وجہ سے اور لوگ باہم دیگر مسائل مین اختلاف کرتے تھے اور ایکدوسرے کیطرف رجوع لاتے تھے۔ بخلاف امیرالمومنین کے کہ تمام سے مستغنی تھے۔ اور **نیز** آنحضرت نے اس حدیث سے امیرالمومنین کی خلافت کو بیان کیا ہے کیا معنی کہ آپنے ظاہر کیا کہ علم دین آپ کی حیات مین اور وفات کے بعد سوائے آنحضرت کے اور کسی سے نہین لینا چاہیے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَأْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا کہ آؤ تم گھرون مین اُنکے دروازون کی راہ۔ اور یہی استخلاف ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ خلفاء ثلثہ کے شیدائیون نے حدیث مذکور کی اصلاح اسطرح پر کی ہے کہ انا مدینۃ العلم و ابوبکر اساسھا و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا و علی بابھا

یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین شہر علم ہون اور ابوبکر اسکی بنیاد اور عمر اسکی دیوارین اور عثمان اسکی چھت اور علیؑ اسکا دروازہ ہے۔ اور اس مین بھی بس نکر کے اسقدر اور زیادہ کیا ہے ان کلا من الاساس والحیطان والسقف اعلیٰ من الباب کہ تحقیق کہ بنیاد اور دیوارون اور چھت سے ہر ایک شے دروازہ کی نسبت اعلےٰ ہے۔ کتاب مستطاب قطب شاہیہ مین لکھا ہے کہ ایکرات بادشاہ جم جاہ یعنی صاحب قران ثانی کی مجلس مین ارا کین دولت و امرا و علما و زہاد و عباد حاضر تھے۔ کہ علمائے اہل سنت سے ایک شخص نے یہ حدیث پڑھی اور اور دو تین مردون نے اسکی تصدیق کی ایک ظریف نے آگے بڑھکر کہا کہ حدیث مذکور کا ایک تتمہ بھی تو ہے اسکو کیون نہین نقل کرتے کہا وہ کیا ہے اُسنے کہا اسکے بعد یہ ہے ومعاویۃ حلقتھا کہ معاویہ اس شہر کا کوڑا اور نجاست ڈالنے کی جگہہ ہے اسپر ایک فرمائشی قہقہہ لگا اور بادشاہ اور حاضرین کو مبلغ صحت روایت کا معلوم ہوگیا۔ جناب قاضی نور اللہ نور اللہ مرقدہ اس مقام پر ایک دلچسپ حکایت لکھتے ہین مناسب مقام جانکر ہم بھی اسے نقل کرتے ہین **حکایت** ملا حسین واعظ کاشفی سبزواری ہرات مین میر علی شیر کی صحبت مین گرفتار رہے اور ملا عبد الرحمن جامی کی دامادی مین مبتلا ہوئے لہذا اُن کے ہم وطن ایک جانب سے بدگمان ہوگئے کہ وہ سنی ہوگئے ہین عرصہ دراز کے بعد جو ملا کو اپنے وطن مالوف کیطرف واپس آنیکا اتفاق ہوا تو وہ لوگ اُنکے امتحان کی فکر مین تھے تا اینکہ ایک روز مسجد جامع سبزوار مین وعظ کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد عصا ہاتھ مین لئے اُٹھا اور اُنکے منبر کے قریب آکر کھڑا ہوا کہ ملا کے عقیدے کی تحقیق کرے۔ اتفاقاً اُسوقت ملا حسین کی زبان سے نکلا کہ جبرئیل امین حضرت رسولخدا پر بارہ ہزار مرتبہ نازل ہوئے پیر روشن ضمیر نے موقعہ پاکر فوراً کہا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے پاس کتنی مرتبہ آئے۔ ملا سوچے کہ اگر کہتا ہون کہ علیؑ پر بھی جبرئیل نازل ہوئے تو ظاہر اخلاف واقعہ ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہون تو پیر صافی ضمیر کہ محو ولائے امیر کبیر ہے مقر عصائے تعذیر سر پر لگائیگا۔ بس حیران تھے کہ کیا کہین آخر حسن عقیدت ملا نے اُنکی امداد کی اور اُنہون نے کہا کہ علیؑ بن ابیطالب پر جبرئیل چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے بوڑھے نے کہا میری خوشامد کرتا ہے یا اس دعوے پر کوئی دلیل بھی تیرے پاس ہے۔ ملا نے کہا دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا پس جبکہ جبرئیل بارہ ہزار مرتبہ شہر مین آئے تو امیر المومنینؑ کے پاس کہ دروازہ اس شہر کے ہین کیونکر چوبیس ہزار مرتبہ نہ آئے ہونگے۔ صدائے تحسین و آفرین اسپر بلند ہوئی۔ **نیز** تفسیر نقاس سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ علی علم و علامت علم ہین انکو رسول اللہؐ نے علم تعلیم کیا ہے پس علم رسولخدا کا علم خدا سے ماخوذ ہے اور علم علیؑ کا علم رسولخدا کے علم سے اور علم میرا علیؑ کے علم سے۔ لیکن میرے اور جملہ اصحاب محمدؐ کے علم کو علیؑ کے علم سے وہ نسبت ہے جو قطرہ آب کو سات سمندرون سے ہے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین باسناد خود امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا علمنی رسول اللہ الف باب یفتح کل باب الی الف باب یعنی رسول اللہؐ نے مجھکو ہزار باب علم کے تعلیم کئے ہر ایک باب سے ہزار باب در مجھپر کھل گئے۔ ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو شیخ صدوق محمد بن بابویہ نے اپنی کتاب خصال مین چوبیس طریق سے اور سعد بن عبد اللہ نے بصائر الدرجات مین چھبیس طریق سے۔ علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مین کہتے ہین کہ تعلیم رسول اللہؐ سے آنحضرتؐ کے تئین صرف صور جزئیہ علمیہ پر آپکا واقف کر دینا کہ آپ انکو حفظ و ضبط کر لیتے مراد نہین کیونکہ جزئی باتون کا سمجھنا اور یاد رکھنا ایک خفیف اور سہل امر ہے جسکو ادنے فہم ہو وہ بھی

حدیث الف باب علم

کلام ابن میثم

انکو سمجھتا اور یاد رکھتا ہے بلکہ مدعا اس سے یہ ہے کہ بوجہ طول صحبت حضرت رسالت وارشاد کیفیت سلوک و ریاضت کے نفس قدسی اُس جناب کا قابل و صالح اسکا ہوا تھا کہ صور غائبہ مخفیہ اسمین منقش ہون اور بانواع اعدادات اماده و مہیا تھا واسطے ادراک امور کلیہ عامہ کے اور واسطے دریافت کیفیت متشعب و متفرع ہونے جزئیات کے اُن کلیات سے چنانچہ اسی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے مجھے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے مجھے ہزار باب اور کھل گئے اور رسولخدا نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم و اعطی علیؑ جوامع العلم عطا کئے گئے مجھکو کلمات جامعہ اور عطا کئے گئے علیؑ کو علوم جامعہ۔ چونکہ آنحضرتؐ کو اور حضرت امیر کو جوامع کلم و جوامع علم حضرت حق سبحانہ تعالے سے بخشے گئے تھے اسلئے بصیغہ مجہول اسکو ادا کیا اور علیؑ کو جوامع علم عطا کرنا اپنی طرف منسوب نفرمایا۔ پھر علامہ ابن شہر آشوب کہتے ہین کہ ابن البوالنجری نے چھ طریق سے اور ابن مفضل نے دس طریق سے اور ابراہیم ثقفی نے چودہ طریق سے۔ عدی بن حاتم و اصبغ بن نباتہ و علقمہ بن قیس و یحیی بن ام الطویل و زر بن حبیش و عبایہ بن ربعی و عبایہ رفاعہ و ابو الطفیل سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنینؑ نے مجمع مہاجرین و انصار کے سامنے فرمایا اور اشارہ کیا طرف اپنے سینہ حقائق گنجینہ کے کہ یہ علم سے مملو ہے اگر کوئی اسکا طلبگار ہو سلونی قبل ان تفقدونی یعنی سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ۔ یہ صندوق علم ہے یہ لعاب رسول اللہؐ ہے یہ وہ ہے جو آنحضرت نے مجھکو چکھایا ہے۔ سوال کرو مجھ سے بتحقیق کہ میرے پاس علم اولین و آخرین ہے۔ قسم بخدا کہ اگر مسند میرے لئے بچھائی جائے تو حکم کرون درمیان اہل توریت کے موافق اُنکی توریت کے اور درمیان اہل زبور کے موافق اُنکی زبور کے اور درمیان اہل انجیل کے موافق اُنکی انجیل کے اور درمیان اہل فرقان کے بموجب اُنکے فرقان کے تا اینکہ ہر ایک کتاب اُٹھے آواز دے کہ علیؑ نے بموجب حکم خدا حکم کیا ہے۔ بروایتے فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی قسم بخدا کہ اگر تم مجھ سے کسی آیت کی نسبت سوال کروگے کہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو مکی ہے یا مدنی سفر مین اتری یا حضر مین ناسخ ہے یا منسوخ محکم ہے یا متشابہ اور اسکی تاویل و تنزیل کی بابت پوچھو گے تو مین یہ سب باتین تمکو بتلا دونگا۔ اور بروایت نہج البلاغہ فرمایا قسم ہے اُس خدائے عزوجل کی کہ میری جان اُسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ اگر اُسوقت سے لیکر قیامت تک کا حال پوچھو گے اور ہر ایک گروہ کی بابت جنسے سو مرد راہ راست پائین یا سو مرد گمراہ ہون سوال کروگے تو مین اُنکے ناعق (اونٹون کا آواز دینے والا) اور قائد (پیش رو) اور سائق (پس رو) اور اُنکے اونٹ بٹھانے اور پالان رکھنے کے مقام سے اور جو اُن سے قبل ہوگا اُس سے اور جو اپنی موت سے مریگا اُسکے حال سے خبر دونگا۔ ابن مسیب کہتا ہے کہ اصحاب رسول اللہؐ مین سوائے علیؑ ابن ابیطالب کے کوئی ایسا نہ تھا کہ سلونی کہہ سکے اور ابن شبرمہ نے کہا کسی نے سر منبر سلونی نہین کہا سوائے علیؑ ابن ابیطالب کے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حقتعالیٰ نے تمام علوم انبیا اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کو عطا فرمائے اور آپنے وہ سب علیؑ کو بخشے اس سبب سے وہ حضرت وہ کلمہ (سلونی) کہتے تھے جو آجتک کسی نے نہین کہا اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین ابن سعد سے روایت کی ہے کہ کسی نے امیر المومنینؑ سے کہا کیا باعث ہے کہ تم اصحاب رسول اللہ مین سب سے زیادہ احادیث آنحضرت سے نقل کرتے ہو تو آپ نے فرمایا انی کنت اذا سئلتہ انبانی و اذا سکتّ ابتدانی کہ میری آنحضرت کے سامنے یہ کیفیت تھی کہ جب آپ سے کچھ پوچھتا تو اُس سے خبر دیتے اور جو خاموش ہوتا تو خود ابتدا کرتے اور تعلیم فرماتے پس میرا حدیث کہنا

حدیث سلونی قبل ان تفقدونی

کیونکر اور ونسے زیادہ نہو۔ **مروی** ہے کہ حضرت رسولخدا پر رات کو وحی نازل ہوتی تو دن سے پہلے حضرت کو اُس سے آگاہ کرتے اور جو
دن کو آتی تو رات نہونے دیتے کہ انکو اُسکی خبر دیتے۔ اسلئے علمارِ صحابہ مثل سلمان و عمار و حذیفہ و ابوذر و ابی بن کعب و جابر انصاری و ابن عباس
و ابن مسعود و زید بن صوحان سب آنحضرت کے تابع تھے اور نہین تخلف کیا آپ سے مگر زید بن ثابت و ابوموسیٰ و معاذ و عثمان نے حالانکہ وہ بھی
آپ کی فضیلت کے معترف تھے۔ ابوعثمان جاحظ کہتا ہے کہ اجماع امت ہے کہ صحابہ چار شخصون علیؑ و ابن عباس و ابن مسعود و زید بن ثابت
سے و بقول عمر خطاب سبھی علم حاصل کرتے تھے پھر سب متفق ہین کہ چار پہلے عمر سے زیادہ قاری قرآن تھے اور رسول اللہ نے فرمایا کہ امامت
کے لئے سب سے زیادہ قاری ہونا لازم ہے پس عمر اِس شرط سے ساقط ہو گئے پھر بموجب ارشاد رسول **الائمۃ من قریش** کہ امام صرف قریش سے
ہونے چاہئین ابن مسعود اور زید اِن سے گر گئے اور باقی رہے علیؑ و ابن عباس یہ دونو عالم فقیہ و قریشی ہین لیکن امامت اُسکو چاہیے کہ سن
مین بڑا اور ہجرت مین سابق ہو اِس قید سے ابن عباس بھی خارج ہو گئے اور صرف امیر المومنینؑ رہ گئے پس شک نہین کہ وہ حضرت
بالاجماع لائق امامت تھے سب لوگ اُنسے مسائل دریافت کرتے تھے اور وہ کسی سے کچھ نہ پوچھتے تھے۔ ابوالمؤید خوارزمی نے نقل کیا ہے
کہ ابو درداء صحابی کہتا تھا کہ اسلام مین اسوقت تین عالم ہین ایک شام مین ایک کوفہ مین ایک مدینہ مین عالم شام سے وہ اپنے تئین مراد لیتا اور
کوفہ سے عبداللہ مسعود کو اور عالم مدینہ سے حضرت امیر المومنینؑ کو پھر کہتا فالذی بالشام یسئل الذی بالکوفۃ وھو یسئل عن الذی بالمدینۃ وھو
لا یسئل احدا یعنی شام کا عالم تو کوفہ والے سے پوچھتا ہے اور کوفہ کا صاحب مدینہ سے اور وہ یعنی اہل مدینہ کبھی کسی سے نہین پوچھتا۔
عکرمہ مولائے ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکبار عمر خطاب نے امیر المومنینؑ سے کہا اے ابوالحسن قضیئے تمہارے سامنے پیش
ہوتے ہین تو تم بہت جلد اُنکو فیصل کر دیتے ہو۔ ذرا وقفہ نہین ہوتا حضرت نے اپنا پنجہ مبارک عمر کے سامنے کیا کہ یہ کے انگلیان ہین کہا پانچ
آپ نے فرمایا بہت جلد تبلا دیا تمنے اسکو ابوحفص نے کہا میرے سامنے تھین پوشیدہ تو نہ تھین کہ بتانے مین دیر ہوتی آپ نے ارشاد کیا کہ فیصل خصومات
بھی میرے آگے اِسی طرح روشن تھے اور ذرا مخفی نہین واقعی جملہ معارف و علوم آپ پر منکشف و ظاہر تھے اور نوبت کشف و یقین کی آپکے
یہ پہنچی تھی کہ مکرر فرماتے تھے **لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا** کہ پردہ میرے سامنے سے اُٹھا دیا جائے تو میرا علم و یقین ذرا بھی
زیادہ نہو۔ مناقب مرتضوی مین تفسیر بحر الدرر و ریاض القدس سے منقول ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایکبار بعد نماز عشا کے عبداللہ بن عباس کو
اپنے پاس بُلایا اور ایک پہر کامل تک الف و لام الحمد کی تفسیر و تشریح اِسطرح پر کرتے رہے کہ اُسکا شمہ بھی کسی کے دل پر نگزرا تھا۔ پھر حا الحمد کی
شرح مین ایک پہر اور گزرا پھر فرمایا اے عبداللہ جو کچھ مینے بیان کیا تو نے سُنا کہا ہان اے امیر المومنینؑ مینے سُنا اور مبہوت و متحیر رہا۔ پھر
فرمایا یا عبداللہ لو کتبت فی معانی الفاتحۃ لاوقرت سبعین بعیرا اے عبداللہ اگر مین معانی سورہ الحمد کو لکھنے لگون تو ہر آئینہ ستر اونٹ
اِس کتابت سے بار ہو جائین اور **نیز** آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص سورہ فاتحہ کو درست پڑھے آتش دوزخ سے بیخوف ہو جائے۔ اور جو
اِسکے معانی ٹھیک ٹھیک جانے جنت اُسپر واجب ہو۔ اور حقتعالےٰ اُسکو اپنے قرب و دیدار سے عزت بخشے ابن عباس کہتے ہین کہ مینے اپنے
علم کو آنحضرت کے علم کے سامنے ایک قطرہ پایا دریا کے سامنے۔ اور ابن فخری سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا لو شئت لاوقرت

ثواب قرات سورہ الحمد و النص معنی آن

بیاء بسم اللہ لسبعین بعیرا کہ اگر مین چاہون تو فقط بائے بسم اللہ کی تفسیر سے ستر ستر بار مہیا کر دون۔ نیز اُس جناب سے
روایت ہے کہ فرمایا قسم بخدا اگر مین چاہتا تو تمام آدمیون کے حال سے خبر دیتا مگر یہ خیال ہے کہ مبادا لوگ میری محبت مین غرق ہو دین رسول
سے کافر نہو جائین۔ محقق لاثانی ابن میثم بحرانی بحث علم امیر المومنینؑ مین لکھتے ہین کہ آپنے اپنے مشہور خطبہ موسوم قاصعہ مین فرمایا کہ مین پیروی
کرتا تھا رسول اللہ کی اور آنحضرت کے ساتھ ساتھ رہتا تھا جسطرح ہر کہ بچہ شتر اپنی مان کے ساتھ رہتا ہے وہ حضرت ہر روز ایک نشان اپنے
اخلاق کریمہ کا بلند کرتے اور مجھکو اُسکے اقتدا کرنیکا حکم فرماتے اور ہر سال کچھ عرصہ تک کوہ حرا پر مقیم رہا کرتے تھے اُسوقت کوئی اُنکی خدمت مین
بجز میرے نہین پہنچ سکتا تھا۔ گھر مین تشریف رکھتے تو خدیجہ ہوتین اور مین اُنکا تیسرا ہوتا مین نور وحی و رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوت
کو سونگھتا استشمام کرتا مبعوث بہ نبوت ہوئے تو مینے صدائے گریہ شیطان سُنی پوچھا یہ کیسی آواز ہے فرمایا نوحہ شیطان ہے کہ اپنی عبادت
سے مایوس ہوا یا علیؑ تو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے جو کچھ کہ مین دیکھتا اور سنتا ہون۔ اور گو تو نبی نہین الا امیر اور وزیر ہے اور خیر و خوبی پر ہے
اِسکے بعد ابن میثم کہتے ہین کہ نتیجہ اِس ملازمت و اتباع اور اِس تعلیم و تربیت کا یہ ہوا کہ وہ حضرت جمیع علوم مین پیغمبر خدا کے بعد اُستاد عالم
ہو گئے چنانچہ مجملاً بیان اُسکا یہ ہے کہ بموجب حدیث شریف انا مدینۃ العلم الخ حضرت رسولخدا تمام علوم اسلامیہ و اسرار حکمیہ کے کہ قرآن
و حدیث اُن پر شامل ہے حاوی و محیط تھے جیسا کہ شہر جملہ ما فیہا پر حاوی و محیط ہوتا ہے اور علیؑ اُن علوم و حکم کے خلقت تک پہنچنے اور اُنسے
منتفع ہونے مین واسطہ و ذریعہ تھے کیونکہ شہر سے جسقدر لین دین ہوتا ہے اور جتنا نفع خلق کو پہنچتا ہے سب دروازہ کی راہ پہنچتا ہے
پس ثابت ہوا کہ منبع و ماخذ تمام علوم دینیہ کے امیر المومنینؑ ہین اور تفصیل اسکی اِسطرح پر ہے کہ افضل علوم اور اعلےٰ و اہم اُنکا علم الہیات ہے
پس ہر شخص جانتا ہے کہ اسرار توحید و نبوت و آثار قضا و قدر و احوال قیامت جسقدر آپکے کلام و خطب مین پائے جاتے ہین کسی عالم کسی حکیم
کے کلام مین نہین پائے جاتے۔ علاوہ برآن تمام فرق اسلامیہ اپنے اپنے علوم کا سلسلہ آنحضرت تک پہنچاتے ہین۔ لیکن متکلمین پس معتزلہ
کا آنحضرت سے منتسب ہونا ظاہر ہے کیونکہ اکثر اصول اُنکے آپکے ظواہر کلام سے ماخوذ ہین۔ **نیز** وہ اپنے مشائخ حسن بصری و واصل بن عطا
وغیرہ سے علوم اخذ کرتے ہین اور وہ سب علیؑ سے منسوب اور اُنسے علم حاصل کرنیوالے ہین۔ اور اشعریہ کا حال بھی معلوم ہے کیونکہ اُنکا
پیر و مرشد ابوالحسن اشعری شاگرد ابوعلی جبائی کا ہے وہ خود مشائخ معتزلہ سے ایک تھا اِس ابوالحسن کو معتزلہ کے خلاف کچھ امور دریافت
ہوئے تھے اِسلئے اُس نے اپنے اُستاد کا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ علی ہذا شیعون کا آپ تک منتہی ہونا مثل آفتاب نیم روز ظاہر ہے وہ علوم اپنے
اماموں سے کہتے ہین اور آئمہ بایکدیگر علم حاصل کرتے ہین اور سلسلہ اُنکا امیر المومنینؑ تک ختم ہوتا ہے اور وہ ہین امام اول شیعون کے اور
خوارج باوصف اِسکے کہ آنحضرت سے کمال بعد و دوری رکھتے ہین تاہم سب اپنے مشائخ کے علوم مین دست نگر ہین جو سب علیؑ کے کاسہ
لیس تھے **لیکن** مفسّرین پس راس و رئیس اُنکا عبداللہ بن عباس ہے جو شاگرد امیر المومنینؑ ہے اور لیکن فقہاء پس اُنکے چار مذہب
مین پہلا مذہب ابو حنیفہ کوفی کا ہے جو نہایت مشہور شاگرد امام جعفر صادقؑ کا تھا اور علم احکام کو اُنسے اخذ کیا اور امام جعفر صادقؑ کا تعلق
امیر المومنینؑ سے جو کچھ ہے ظاہر ہے دوسرا مذہب مالک کا ہے مالک نے ربیعہ رازی سے علم حاصل کیا اور ربیعہ نے عکرمہ مولائے ابن

maablib.org

عباس سے اور اُس نے ابن عباس سے اور ابنِ عباس تلمیذ با تمیز امیر المومنینؑ ہین **تیسرا** مذہب شافعی کا ہے اور شافعی شاگرد امام مالک مذکور کا - **چوتھا** احمد بن حنبل کا اور وہ شاگردان شافعی سے تھا - پس چارون اماموں کی فقہ آنحضرت کی طرف رجوع ہوئی - اور مؤید ہے آپ کی کمال فقاہت کے ارشاد باسداد حضرت رسولخدا کا اقضاکم علیؑ اسلئے کہ اقضا ہونے کے لئے اعلم و افقہ ہونا اور فقہ و اصول فقہ کے اعلےٰ مدارج کو پہنچنا ضرور ہے - اور لیکن فصحا پس اسمین شبہ نہین کہ جو لوگ مثل اصبغ بن نباتہ کے اس فن مین مشہور ہین وہ سب آنحضرت سے منسوب ہین اور آپکے الفاظ و عبارات سے اُنہون نے اپنے ظروف پُر کئے ہین - اور لیکن اہل نحو واضع اس علم کا ابوالاسود دُئلی ہے اُس نے آپکے ارشاد و اشارے سے اس علم کے تئین تدوین کیا - اور لیکن صوفیۃ اُنہون نے تصفیہ باطن و کیفیت سلوک آنحضرت کی تعلیم سے سیکھا ہے اور شجاع و ماہران حرب و ضرب آپ کی طرف منسوب اور آپکے خرمنِ کمالات کے خوشہ چین ہین - پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ کے بعد آپ اُستاد خلق اور ہادی الطریق حق آپ ہین تمام ہوا کلام ابن میثم علیہ الرحمہ کا - اب ہم مبحث علم امیر المومنینؑ کو کہ دریائے ناپید اکنار ہے اسی مقام پر چھوڑ کر بقیہ حالات خلیفۂ ثانی کی طرف متوجہ ہوتے ہین +

نکاح امّ کلثوم با خلیفۂ ثانی

جو فضائل و کمالات و خرق عادات و کرامات حضرت خلافت مآب کے کتب اہلسنت مین مذکور ہین آنحضرات نے انہی پر بس نہین کی بلکہ انکو حضرت علی مرتضےٰ و جناب سیدہ کا داماد بنا کر خاندانِ رسالت سے ناطہ قائم کرانے مین بھی سعی بلیغ فرمائی ہے یعنی بزعم خود حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے ساتھ اس پیرانہ سری مین حضرت کی شادی رچائی اور اس فرضی وصلت پر بہت کچھ دھوم مچائی ہے اور اتنا نہین سوچا کہ جب ہمارے قول کے موافق دختران رسول اللہ زینب و ام کلثوم و رقیہ ابوالعاص بن ربیع و عتبہ و عیتبہ پسران ابولہب کافرون کے ساتھ بیاہی گئین اور کوئی فخر و فضیلت اُن کافرون کو اس سے حاصل نہوا تو اگر حضرت امیرؑ کی بیٹی بھی عمر کے نکاح مین آئی تو کیا بڑی بات ہوئی - صاحب مہی الحجرات لکھتے ہین کہ اگر کوئی کہے کہ کافرون کو بیٹی دینا پہلے جائز تھا پھر منع ہوگیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ کافرون کے لئے منع ہوگیا مطہران اسلام سے تو منع نہین ہوا اور بلا ضرورت منع ہوا ضرورت مین تو منع نہین سو روایات اہلسنت بہ ندائے بلند پکار رہی ہین کہ حضرت اس نکاح پر بدل راضی نہین تھے - غلبہ و دباؤ سے اسطرح مجبور و ملجا کئے گئے جیسے کہ دیگر امور مین مثل بیعت وغیرہ کے مجبور کئے گئے اور چار ناچار انکو یہ خیالی نکاح کرنا پڑا پس کیا ایسے نکاح سے کوئی فخر و فضیلت حاصل ہوسکتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین - واضح رہے کہ علمار شیعہ ہمیشہ سے اس عقد کے منکر چلے آئے ہین اور اس انکار پر آئمہ کرام علیہم السلام سے روایات نقل کرنے مین جو اس فرقہ کی تسکین خاطر کے لئے کافی و وافی ہین - مگر ہم یہان اُن روایات کا مطلقاً ذکر نہین کرتے صرف سنیون کی روایتین لکھتے ہین انہی سے اس گمان فاسد کا بطلان بوجہ احسن ظاہر ہوجائیگا انشاء اللہ تعالےٰ - اور نیز انکی روات کی کہ درپئے تفضیح و تذلیل حضرات عالیات اہل البیت ہین قلعی کھل جائیگی - **صواعق** محرقہ مین ابن حجر مکی لکھتے ہین کہ عمر سے صحیح ہوا ہے کہ اُنہون نے علی علیہ السلام سے ام کلثوم کی درخواست کی آپ نے انکی کم سنی کا عذر پیش کیا اور یہ بھی کہا کہ مینے اسکو اپنے بھتیجے جعفر کے بیٹے کے لئے رکھ چھوڑا ہے - عمر نے کہا مین خواہش

نفسانی کی راہ سے یہ درخواست نہین کرتا بلکہ مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تمام نسب و سبب بروز قیامت منقطع ہوجائینگے الا میرا نسب و سبب کہ بدستور سلامت رہیگا اسلئے چاہتا ہون کہ آنحضرت کے ساتھ رشتہ سببی قائم کردن - اور ذخائر العقبیٰ سے نقل ہوا ہے - قال علیؑ انہا صغیرۃ فقال عمر لا واللہ ماذلک بک ولکن اردت منعی یعنی علی علیہ السلام نے کہا وہ کم سن ہے عمر نے کہا نہین قسم خدا کی یہ بات نہین ہے بلکہ تم اس حیلہ سے چاہتے ہو کہ مجھکو اس نکاح سے باز رکھو اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین کہتے ہین - ان علیاً لما ابی عن نکاح ابنتہ لعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجأ ان یراہا ایاہ کہ جب علی علیہ السلام نے اپنی لڑکی عمر کے ساتھ بیاہ دینے سے انکار کیا اور عذر اُسکی کم سنی کا فرمایا تو عمر اس عذر کو قبول نکرتے تھے حتے کہ آنحضرت کو ملجاؤ مجبور کیا کہ اسکے تئین عمر کو دکھلائین فارسلہا الیہ فلما راٰہا عمر اخذہا وضمہا الیہ وقبلہا پس علیؑ نے اُس دختر کو عمر کے پاس بھیجدیا جب عمر نے اُسے دیکھا تو اُسکو لیا اور اپنے سینے سے لگایا اور بوسے لئے اُسکے - و بروایت استیعاب وضع یدہ علی ساقہا کہ عمر نے اپنا ہاتھ اُسکے ساق پر رکھا اور اُسے کھولا تو اُس لڑکی نے کہا کیا کرتا ہے تو اگر امیر المومنین نہوتا تو مین تیرا ناک توڑ ڈالتی - پس دیکھنا چاہیے کہ اس فرقہ کو ان حالات کے وضع کرنے سے کیا مقصود ہے انکا مدعا یہی نہین کہ اس فرضی رشتہ سے خلیفہ صاحب کی قدر افزائی کرین بلکہ اسکے ساتھ حضرت شاہمردان شیر یزدان کی توہین و تحقیر بھی مدنظر ہے - یعنی معاذ اللہ توبہ توبہ آپ ایسے بےحمیت تھے کہ اپنی لڑکی کو گو وہ صغیرہ ہی تھی ایک مرد اجنبی کے پاس بھیجدیا - **نیز** صواعق مین ہے کہ علیؑ نے اُسکو امر کیا کہ زینت کرے بعد ازان عمر کے پاس بھیجدیا اُنہون نے اسکو دیکھا تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُسکو گود مین بٹھالیا اور بوسے لیتے تھے جب وہانسے چلی تو عمر نے اُسکی پیر کی پنڈلی پکڑی اور اپنی رضامندی ظاہر کی انتہیٰ - لعنۃ اللہ علی الکاذبین بھلا اس افترا پردازی کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ حضرت امیر کبیر اپنی دختر صغیر کو بنا سنوار کر بوڑھے خرانٹ کے پاس کہ اُسکے ساتھ نکاح کرنیکے درپے ہے بھیجین کہ جسطرح چاہے وہ اسکی ساتھ پیش آئے خیر ہم اِن دروغ زن زادون کو کہ آبروریزی اہلبیت اطہار پر تلے ہوئے ہین کچھ نہین کہتے انکی سزا جیسا کہ چاہے حضرت رب العزت بروز قیامت انکو بخوبی دیگا - یہان اس بات کا ذکر ہے کہ ان روایات کتب معتبرہ سے آنحضرات پر حجت ہین اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ام کلثوم اسوقت اسقدر کم سن تھین کہ بے تکلف مجلس عمر مین چلی آئین اور عمر نے بھی اُنکے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جیسا چھوٹے بچون کے ساتھ کرتے ہین چنانچہ صاحب صواعق محرقہ بھی عمر کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے لکھتے ہین وضمہ وتقبیلہ علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حدا تشتہی حتی یحرم ذلک کہ سینہ سے لگانا اور بوسے لینا عمر کا بروجہ اکرام تھا کس لئے کہ وہ اپنی کم سنی کی وجہ سے خواہش کے درجہ کو نہ پہنچی تھی - تاکہ یہ آخر ان پر حرام ہوتا - پس یہان سے بخوبی ثابت ہے کہ ام کلثوم اسوقت بہت ہی کم سن تھی - بلکہ جیسا کہ صاحب کتاب المودۃ نے تصریح کی ہے اسکی عمر فقط چار سال کی یا چار و پانچ کے درمیان تھی - حالانکہ عمر کی عمر اسوقت ساٹھ سال کو پہنچی تھی پس اب دیکھنا چاہیے کہ یہی ام کلثوم کہ بوقت شصت سالگی عمر کے چار پانچ برس سے زیادہ کی نہ تھی ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا تھین یا کوئی اور - جہانتک دیکھا جاتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اکثر مورخین کے قول کے موافق یہ ام کلثوم بنت زہرا ہو نہین سکتی

کیونکہ عمر تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۳ سنہ ہجری مین قتل ہوئے۔ پس وہ ساٹھ برس کے سنہ ۲۰ ہجری مین تھے اور ولادت حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا حسب تصریح علماء اہلسنت قبل ولادت رقیہ و محسن السقط اسدمات یا اٹھ ہجری میں ہوئی تھی بنابرین وہ سنہ ۲۰ ہجری مین تیرہ یا چودہ برس کی ہوتی ہین اس سن کی کوئی لڑکی خصوصاً دختران بنی ہاشم بچہ نہین رہتین پس ثابت ہوا کہ وہ ام کلثوم بنت فاطمہ نہ تھی۔ دیگر یہ کہ شارح مواقف نے حضرت ام کلثوم کا نام گواہان فدک مین شمار کیا ہے گو انکی اور حسنین علیہم السلام کی گواہی بوجہ فرعیت قبول نہین کی۔ مگر اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ جناب بوقت دعوئ فدک لائق اداے شہادت یعنی کم از کم پانچ سال کی تھین۔ نیز بعض رواۃ اہلسنت نے جناب فاطمہؑ سے بواسطہ انکی دختر ام کلثوم کے روایت کی ہے جیسا کہ کتاب مستطاب عبقات الانوار مین مفصل مذکور ہے اس بنا پر بھی ضرور ہے کہ وہ جناب بوقت وفات اپنی مادر گرامی کے قابل تحمل روایت یعنی کم از کم پانچ سال کی ہوں کیونکہ اس سے کم سنی کی روایت اہلسنت کے یہان مقبول نہین پس اس حساب سے سنہ ۲۰ مین پندرہ سولہ برس کی ہوتی ہین نہ کہ چار پانچ سال کی۔

پس معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم کے نکاح کے یہ حالات نقل کئے ہین وہ بنت فاطمہؑ ہرگز نہ تھین علاوہ ان سب باتون کے شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ مین رقمطراز ہین۔ کہ متواترات سے ہے کہ زید بن عمر خطاب ایک خانہ جنگی مین قتل ہوا اور اسکی مان ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا اسی روز مرض مین جان بحق ہوئین و دونو جنازے ایک وقت مین اٹھائے گئے اور عبداللہ بن عمر و امام حسین علیہ السلام نے ان پر نماز پڑھی۔ اب اس متواتر کو ایک اور متواتر سے ملائے کہ جناب ام کلثوم بنت فاطمہؑ شہادت جناب سید الشہداؑ کے بعد تک زندہ رہین اور انہون نے بروایت صاحب روضۃ الصفا و روضۃ الشہدا و حبیب السیر و مقتل ابومخنف و مشہد ابواسحاق و تحریر الشہادتین مولوی سلامت اللہ پانی پتی وغیرہ نے وہ مرثیہ کہا جسکا پہلا شعر یہ ہے

مدینۃ جدنا لا تقبلینا ؛ فبالعبرات والحسرات جینا

اے ہمارے جد کے شہر تو ہمکو قبول نہین کرتا بس ہم گریہ و بکا و حسرتون کے ساتھ آئے ہین۔ ان دو متواترون کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ام کلثوم مادر زید کہ زوجہ عمر خطاب تھی اور تھی اور ام کلثوم بنت امیر المومنین اور۔ صاحب حجی الجمرات لکھتے ہین کہ شیعون کو اس سے انکار نہین کہ ازواج عمر مین کوئی عورت ام کلثوم نام نہین تھی بلکہ ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعی زمانہ جاہلیت سے انکی زوجہ تھی۔ چنانچہ عبیداللہ و زید اسی سے پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ کامل ابن اثیر وغیرہ مین درج ہے دوسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھی کہ بقول فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بعد صلح حدیبیہ نکاح عمر مین آئی تھی۔ تیسری ام کلثوم بنت ابی بکر ہے کہ عمر کا اس سے نکاح کی درخواست کرنا کامل ابن اثیر جزری و اسماء الرجال و دیگر کتب سے ثابت ہے بلکہ بعض کتب مثل کتاب ابوالمحاسن جرجانی و بوارق محرقہ وغیرہ اسکا انکار کے بعد عمر کے ساتھ نکاح کر لینا بھی پایا جاتا ہے اور رجال مشکوۃ مین شیخ عبدالحق دہلوی اسطرح لکھتے ہین کہ ابوبکر کے مرنیکے بعد ایک لڑکی زوجہ ابوبکر سے پیدا ہوئی عائشہ نے اسکا نام ام کلثوم رکھا۔ عمر نے اس سے نکاح کی درخواست کی تو اس نے انکار کیا اور عائشہ سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر فظ غلیظ یعنی نہایت بدمزاج و تند خو ہے میرا نکاح اس سے کرو گی تو مین روضہ رسول اللہ پر جا کر فریاد کرون گی انتہی۔

الحاصل ان ام کلثومون کے حالات بردے اولاد و مہر و حسن و براہ انکار از نکاح اولاً و قبول مجبوری بعد اصرار ثانیاً راویان اہلسنت نے ام کلثوم بنت فاطمہؑ کی طرف منسوب کر دئے۔ بعض نے نام کے اشتباہ سے اور بعضون نے دیدہ و دانستہ بغرض فاسد اثبات فضیلت عمر و توہین و تحقیر حضرت امیر المومنین اور اظہار مجبوریت و مقہوریت آنحضرت کے باضافہ چند لغویات دیگر مثل بوس و کنار و کشف ساق وغیرہ کے

مگر ان باتون سے آنحضرت کا کچھ نہ بگڑا کیونکہ غایۃ الامر اس سے آپ کی مظلومیت ثابت ہوئی۔ سو مردان خدا کے لئے مظلوم ہونا فخر کی بات ہے عیب نہین۔ جناب امیرؑ خود معاویہ کے خط کے جواب مین تحریر کرتے ہین لا غضاضۃ للمرء المسلم فی ان یکون مظلوما یعنی مرد مسلمان کے لئے کوئی برائی نہین اسمین کہ وہ مظلوم ہو۔ اور مظلومون اور ستمدیدون کی گو ظاہر حال مین ہتک حرمت ہو مگر حقیقت مین انکی عزت و حرمت دنیا و آخرت مین بمدارج و مراتب بلند ہوتی ہے دیکھئے کربلا مین جناب سید الشہدا صلوات اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا کہ بنات رسول اللہ بے مقنع و چادر ہوئین انہی ام کلثوم بنت فاطمہؑ کے شانون مین رسن ظلم و ستم باندھی گئی مگر اس سے کچھ کسر شان انکی نہوئی وہ دنیا مین بھی ہر ایک کی نظر مین معزز و محترم رہے اور آخرت مین بھی بمدارج عالیہ پر فائز ہوئے اور یزید پلید کے گلے باعث اس ظلم کا تھا گلے مین لعنت کا طوق پڑا اور عقوبات اخروی تو جو اسکے لئے مین ان کی کوئی حد ہی نہین

قتل خلیفہ ثانی

ظاہرا خلافت پناہ کی غلظت و سخت گیری سے خلقت تنگ آگئی تھی اسلئے وہ بھی آخر مین انکی امارت و حکومت سے اکتا گئے اور جان لیا تھا کہ ان لوگون کی طبیعتین اب مجھ سے سیر ہو گئی ہین اگر اور زندہ رہا تو بار خلافت میرے سنبھالے نہ سنبھلے گا اور عجب نہین کہ کوئی فتنہ عظیم ایسا برپا ہو کہ اسکا دبانا ہمارے احاطہ قدرت سے باہر ہو جائے بنابرین وہ خواستگار ہوئے کہ زمانہ ناگزیر پیش آئے تاکہ عوام الناس مین جو بات انکے نزدیک دور بنگئی ہے اسمین عرق نہ آئے پس وہ دعا مانگتے تھے۔ اللہم قد کبرت سنی و رق عظمی و ضعف قوتی و انتشر رعیتی فاقبضنی الیک اے پروردگار میری عمر بہت آئی اور میری ہڈیان بڑھاپے سے رقیق و باریک ہو گئین اور قوے مین ضعف و سستی نے اثر کیا۔ اور رعیت یا رغبت پریشان و متفرق ہوئی پس مجھکو اپنے پاس قبض کر لے۔ حضرت عمر مسلمانون کی طرف سے ایسے متوہم و مشتبہ ہو گئے تھے۔ کہ ابولولو نے انکے شکم مین خنجر لگایا تو انہون نے منادی کرائی کہ اے اہل مدینہ یہ کار تمہاری صلاح و رضا سے تو واقع نہین ہوا۔ کذافی روضۃ الاحباب اور کامل ابن اثیر مین ہے کہ زخم لگنے کے بعد جو لوگ مہاجر و انصار سے خلیفہ سے ملنے آتے وہ ان سے پوچھتے کہ تم تو اسمین شریک نہین ہو وہ انکار کرتے۔ ہر چند عمر کا یہ شبہ کہ انکا قتل صحابہ کی منشا سے ہوا ہے بے بنیاد نہ تھا الا اسطرح بر بازارون مین منادی کرانا اور یون ہر آیندہ و روندہ سے استفسار کرنا کہ تم تو اسمین شامل نہین ہو ہم نہین جانتے کہ کونسی دانائی کی بات تھی۔ یہ امور ایسے نہین ہوتے کہ اسطرح کوئی انکا اقرار کرے۔ عمر تو عمر وہ تو زندہ و قائم اور بہر نوع اپنا بدلا لینے پر قادر تھے۔ عثمان کے قتل پر باوجودیکہ ہر کس و ناکس کا اتفاق تھا اور کھلم کھلا ہفتون اور مہینون شکنجہ حصار مین رکھکر انکو مارا انکے قتل کا تو کوئی یون زبان سے اقرار کرتا ہی نہ تھا حضرت امیر المومنینؑ تک نے تو کہ بقول اہل جمل و صفین راس و رئیس قاتلان عثمان تھے اپنے عہد حکومت مین اسکا اعتراف کیا ہی نہین جب ذکر آیا یہی کہا قتلہ اللہ و انا معہ کہ خدا نے اسے مارا ہے اور مین خدا کے ساتھ ہون جدا نہ تھا۔ پس عمر کے مونہہ پر کیونکر کوئی کہدیتا کہ ہان ہمنے تمکو مروا دیا ہے یا مین اس مشورے مین شریک تھا۔ بہرحال جس نے ظاہر مین خلیفہ صاحب کے پیٹ مین خنجر لگایا وہ ابو لولو فیروز تھا کہ بابا شجاع الدین کے لقب سے معروف ہے یہ شخص عجم کا رہنے والا تھا اور جس زمانہ مین فتح فارس کے بعد دختران کسرے مدینہ مین آئین یہ بھی اسیوقت یہان آیا تھا۔ سُنّی مورخ کہتے ہین کہ اس نے عمر سے شکایت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے

میرے اوپر سو درہم ماہوار کا بھاری جزیہ لگا رکھا ہے آپ اُس سے کہکر کم کرا دین عمر نے کہا تو لوہار بڑھئی نقاش کے کام جانتا ہے تیرے اوپر
یہ ٹیکس چندان گران نہین پس ابو لولو اس بات پر عمر سے بگڑ گیا اور اُس نے طیش مین آکر قتل خلیفہ پر اقدام کیا ہمارے نزدیک بہت بعید ہے
کہ فقط اتنی بات پر کہ عمر نے اُسکے آقا سے اُسکی سفارش نہ کی وہ ایسا افروختہ ہوا کہ اتنے بڑے خطرناک کام کا ارتکاب کر بیٹھے اور یون اپنی جان پر
کھیل جائے۔ اگر گرانی جزیہ ہی کی کوفت تھی تو چاہیے تھا کہ اوّل مغیرہ نابکار کو قتل کرتا بس صحیح اس بارے مین وہ ہے جو صاحب کامل بہائی وغیرہ
علمار شیعہ نے نقل کیا ہے کہ ابو لولو شیعیان و دوستان امیر المومنین علیہ السلام سے تھا اور آنحضرت کی خدمت مین آمد و رفت رکھتا تھا عمر
اُسکو اس سے مانع آئے مگر وہ باز نہ آتا تھا لاجرم اُنہون نے مغیرہ سے کہکر اُسکا محصول بڑھوا دیا اور ایذا دیتے تھے اُسکو۔ اور عجب نہین
کہ عمر کی عام عجمیون سے عداوت اور اُنکے حقوق گھٹانیکو بھی اسمین کچھ دخل ہو۔ بہر کیف ایکبار عمر نے اُس سے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ تو ایسی
بادی کہ ہوا کے زور سے چلے اچھی بنانا جانتا ہے۔ اگر راست ہے تو ہمارے لئے بھی ایک بنا دے ابو لولو نے کہا اے امیر اگر مین زندہ رہا
تو تمہارے لئے ایسی چکی بناؤنگا کہ مشرق سے مغرب تک اُسکا شہرہ ہو جائے عمر کو اس کلام سے دہشت معلوم ہوئی اور دل پر چوٹ لگی کہ
اُس نے یہ کیا بات کہی۔ غرض چکی بننی شروع ہوئی آپکو اسکا شوق از حد تھا ہمیشہ دیکھنے جاتے تیار ہوئی تو اُس نے ایک مکان کے گوشے
مین لگا دی عمر اُسکے اشتیاق مین مکان کے اندر گھس گئے فیروز نے موقعہ پاکر وہان خنجر پیٹ مین بھونک دیا یعنی دعا جناب سیدہ کی کہ بوقت
چاک کرنے ہبہ نامہ فدک کے فرمائی تھی درجہ اجابت کو پہنچی۔ کہتے ہین کہ اُس نے بارہ آدمیون کو زخمی کیا چھ جانبر ہوئے باقی کھیت رہے
خلیفہ صاحب کو اُٹھا کر گھر لیگئے طبیب آیا نبید پلائی خون مین شامل ہوکر نکلی دودھ پلایا بجنسہ زخم کی راہ باہر آیا۔ کہا یہ اب زندہ نرہین گے جن لوگون نے
عمر کے قتل کا حال لکھا ہے سب اسپر متفق ہین کہ اُنکو آخر حیات مین اذعان مرگ کے ساتھ سخت پیچ و تاب و قلق و اضطراب عارض تھا یعنی جو ظلم و زیادتیان
غصب خلافت وغیرہ مین اُنکے ہاتھون اہلبیت اطہار پر ہوئے تھے سب اُسوقت نصب العین تھے۔ اُنکی یہ حالت مختلف عبارتون اور اشارتون
مین اُنسے ظاہر ہوتی ہے۔ کبھی گذشتہ گناہون کو یاد کرکے روتے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎ وما بی حذار الموت انی لمیّت ؛ و لکن
حذار الذنب یتبعہ الذنب مجھکو موت سے تو اندیشہ نہین کیونکہ موت تو آنیوالی ہے۔ مگر خوف گناہون کا ہے جو یکے بعد دیگرے ہوتے رہے
ہین۔ کبھی کہتے تھے کہ اگر میرے پاس بمقدار تمام زمین کے سونا ہوتا تو تمام کو اہوال قیامت پر فدا کرتا۔ واقدی فتوح الشام مین کہتا ہے کہ جب
آپکے ضربت لگی اور حضرت عثمان نے دوڑ کر زمین سے اُٹھانا چاہا تو کہا مجھکو یہین رہنے دے ویلی من النار الأن لو کانت الدنیا لی
لافتدیت بہا من النار ولم ارہا یعنی ویل و عذاب ہے میرے لئے آتش جہنم سے اگر اسوقت تمام دنیا میری ہوتی تو آتش جہنم سے بچنے کے لئے اُسکو
فدا کرتا۔ اور نیز واقدی کہتا ہے کہ ابو بکر بھی اپنے مرض موت مین کہتے تھے کہ یہ تو مجھکو معلوم ہے کہ مین جہنم مین داخل ہونگا کاش یہ بھی جانتا
کہ اسمین سے نکلونگا بھی یا نہین طرفہ یہ کہ خلفار ثلثہ کے معتقد اُنکی خلافت کو خلافت راشدہ مورث حسنات و علو درجات خیال کرتے ہین لیکن
عمر بلا ثواب و عذاب اس سے سلامت نکل جانے ہی کو غنیمت جانتے تھے تاریخ الخلفا مین ہے کہ لوگ اُنکی مدح کرتے تھے کہ آپ ایسے اور ایسے خلیفہ
تھے وہ کہتے تھے کہ مین دوست رکھتا ہون کہ یہ امر میرے لئے کفاف ہو نہ کوئی نفع اس سے مجھے پہنچے نہ نقصان اور صحبت رسول اللہ میرے لئے

باقی رہجائے پس اُنکی منتہائے آرزو یہ تھی کہ برابر سرابر ہین کسی فضیلت و شرف کا حاصل ہونا اُنکے گمان و وہم مین بھی نہ تھا۔ بلکہ روضۃ الاحباب مین
ہے کہ وہ خلافت کو اپنے لئے وبال و عذاب تجویز کرتے تھے چنانچہ کسی نے اُنکے بیٹے عبد اللہ کے خلیفہ بنانیکی صلاح دی تو فرمایا کفی لآل عمر ما علی
عمر من وبال ہذا الامر یعنی آل عمر کے لئے وہی وبال کافی ہے جو اس امر سے عمر کے اوپر پڑا ہے۔ لکھا ہے کہ ایک گھاس کا تنکا آپنے اُٹھا لیا
اور کہا کاش مین پر کاہ ہوتا اور میری ماں مجھکو نہ جنتی اور حلیۃ الاولیا و تاریخ الخلفا وغیرہ مین ہے کہ عمر نزع کے وقت کہتے تھے کہ اے کاش مین
اپنے گھر والونکا مینڈھا ہوتا وہ کھلا پلا کر مجھکو فربہ کرتے اور جب کوئی مہمان عزیز اُنکے ہان وارد ہوتا تو مجھکو ذبح کرتے اور کچھ گوشت تو بریان کرتے
باقی کو خشک کر رکھتے کہ بتدریج کھائین۔ غرض ہین اُنکے شکم مین جاکر فضلہ ہوتا تو یہ اس سے بہتر تھا کہ انسان ہوا سبحان اللہ عجب خلیفہ راشد
تھے کہ ایسی نجس و ناپاک شے بننے کی آرزو رکھتے تھے کہ جسکے ذکر سے بھی گھن آئے اندرینصورت اُنکو خلافت راشدہ نے کیا نفع بخشا۔
کفار بھی اپنے اعمال نکوہیدہ کو دیکھکر آرزو کرینگے تو یہ کہ کاش وہ خاک ہوتے جیسا کہ حقتعالے اپنے قول ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا
مین اس سے خبر دیتا ہے اور یہ خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین اس سے بھی پلید شے یعنی نجاست انسانی بننا چاہتے تھے۔ واضح رہے کہ حضرت
عمر ہی اس آرزو مین کہ کاش مین فضلہ ہوتا منفرد نہ تھے حضرت ابو بکر کو بھی مرتے وقت یہی تمنا تھی کہ مین بجائے آدمی ہونیکے شکل شتر یعنی
اونٹ کی لید ہوتا۔ تاریخ الخلفا مین ہے کہ ابو بکر کہتے تھے کہ دوست رکھتا تھا کہ مین راستہ کے سرے پر ایک پیڑ ہوتا ایک شتر میرے پاس سے
گذرتا اور مجھکو لیکر اپنے منہہ مین رکھہ لیتا اور دانتون مین چباکر نگل جاتا تا اینکہ لید ہوکر اُسکے پیٹ سے نکلتا اور آدمی نہوتا ان باتون سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ حضرت اپنے اعمال نکوہیدہ کو یاد کرکے اپنی مغفرت سے ناامید ہو گئے تھے۔ نہین تو ہرگز ایسی باتین نکرتے دوستان خدا و
اولیار اللہ کا قاعدہ ہے کہ گو زندگانی دنیا مین ہمیشہ خائف و ترسان رہتے ہین کہ مبادا کوئی امر خلاف رضائے حق سبحانہ تعالے اُنسے سرزد
ہو۔ لیکن مرنیکے وقت چونکہ جانتے ہین کہ کشاکش دنیا سے نجات پاکر نعمات آخرت و غایت قرب حضرت رب العزت پر فائز ہونے والے
ہین ایک حالت بدل جاتی ہے اور اس کرب و اضطراب مین سکون و آرام ہو جاتا ہے۔ دیکھو حضرت امیر المومنین کے مسجد کوفہ مین ضربت لگی تو
پہلا کلمہ جو آپ کے منہہ سے نکلا یہ تھا کہ فرمایا فزت برب الکعبۃ فائز ہوا اور مطلوب و مدعا کو پہنچا مین قسم بخداے کعبہ برعکس اسکے حضرت عمر
خنجر کھا کر گرے تو کہا ویلی من النار ع ببین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ **القصہ** بی بی عائشہ حجرہ رسول اللہ کی جسمین آپ مدفون تھے
مالک بن رہی تھین چنانچہ اسیوجہ سے حضرت ابو بکر اسمین دفن ہوئے اب حضرت عمر کی باری آئی حجرہ مین تین قبرون سے زیادہ کی جگہہ نہ تھی
دو بن چکی تھین باقی جگہہ کے لئے اُنہون نے درخواست کی عائشہ نے کہلا بھیجا کہ یہ جگہہ مین نے اپنے لئے رکھہ چھوڑی تھی مگر عمر کو اپنے اوپر
ایثار و اختیار کرتی ہون۔ عبد اللہ بن عمر یہ خوشخبری لے گئے عمر سنتے ہی باغ باغ ہو گئے۔ **لطیفہ** فضال بن حسن نے ایک مرتبہ ابو حنیفہ کی
مجلس مین داخل ہوکر کہا اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے جو کہتا ہے کہ افضل خلق بعد رسول اللہ علی بن ابیطالب ہین مین کہتا ہون کہ افضل ابو بکر
پھر عمر پھر عثمان ہین تم مجھکو کوئی دلیل تلقین کرو کہ اسپر حجت لاؤن ابو حنیفہ سوچنے لگے تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر بولے کہ ابو بکر و عمر کی فضیلت مین
یہی کافی ہے کہ وہ حضرت رسولخدا کے پہلو مین ایک حجرے کے اندر دفن ہین فضال نے کہا مینے یہ کہا تھا میرا بھائی کہتا ہے کہ وہ حجرہ یا رسول اللہ

کی ملکیت تھا یا ابوبکر و عمر کی اگر آنحضرت کا مملوک تھا تو انہون نے ظلم کیا کہ اُسپر متصرف ہوئے اور جو اُنکا تھا اور رسول اللہ کو ہبہ کر چکے تھے تو دیگر رجوع کیا اور بھی بُرا کیا ابو حنیفہ تھوڑی دیر سوچکر کہنے لگے کہ وہ اپنی بیٹیون کے مہر مین دفن ہوئے فضال نے کہا مینے یہ کہا تھا میرا بھائی کہتا ہے کہ جو کہ خدا جبتک اپنی ازواج کا مہر ادا نہین کر لیتے تھے تب تک آنحضرت پر حلال نہین ہوتی تھین بموجب قول حق سبحانہ تعالے کے اَنَّا اَحلَلنَا لَکَ اَزوَاجَکَ اللّٰتی اُجُورَهُنَّ کہ ہمنے تیرے اوپر حلال کیا تیری اُن ازواج کو کہ دیا تونے اُنکا اجرہ یعنی مہر۔ امام صاحب نے کہا اُنکو کہہ کہ وہ اپنی بیٹیون کی میراث مین دفن ہوئے فضال نے کہا مینے کہا تھا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ کی وفات کیوقت آنحضرت کی نو بیبیان تھین تمام کا اس مکان مین آٹھوان حصہ تھا پس ہر ایک بی بی کو نوان آٹھوین کا یعنی بہتروان حصہ ملا جسکی بالشت بھر زمین سے زیادہ نہین ہوتی پس ایسی دراز قد اشین سمین کیونکر سمائین اور نیز فاطمہ زہرا کو میراث نہین ملی اور کہا گیا کہ پیغمبرون کی میراث نہین ہوتی تو عائشہ و حفصہ کیونکر میراث پاسکتی ہین۔ جب نوبت کلام اس مقام تک پہنچی تو ابو حنیفہ نے کہا یہ خود رافضی ہے اسکا بھائی کوئی نہین اِسے یہان سے نکالو۔ حضرت عمر زخم کے بعد تین روز زندہ رہکر بروز چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری تریسٹھ سال کی عمر مین دنیا سے رخصت ہوئے اُنکی مدت خلافت بنابر مشہور دس سال پانچ مہینے بیس روز ہے جنازے کی نماز اُنکی وصیت کے موافق صہیب رومی نے پڑھائی اور حجرہ رسول اللہ مین پہلوے ابوبکر مین دفن ہوئے کہتے ہین کہ سر ابوبکر محاذی شانہ رسول اللہ تھا عمر کا سر ابوبکر کے شانہ کی برابر رکھنا چاہا تو پاؤن دیوار حجرہ مین اڑے لہذا دیوار حجرہ توڑ کر بنیاد کو شامل قبر کیا۔ آپ گندمی رنگ خفیف العارضین یعنی رخسارے کم گوشت کے تھے اور دراز قد اور دراز ریش تھے جو اکثر سفید رہتی تھی گاہ گاہ حنا سے رنگین بھی کرتے تھے اور ایسر یعنی بائین ہاتھ سے کام کرتے تھے +

انجام حال قاتل خلیفہ ثانی

سُنّی کہتے ہین کہ ابو لولو فیروز عمر کے خنجر لگا کر چلا تو لوگ اُسکے پیچھے دوڑے نزدیک پہنچکر چاہتے تھے کہ اُسکو پکڑین مگر اُس نے پہلے اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ لیکن کامل بہائی وغیرہ کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ نہین آیا اور اس مہلکہ سے صاف نکل گیا نقل ہے کہ بابا شجاع الدین عمر کے ضربت لگا کر سیدھا حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت مین پہنچا اور آپکے پاس رہتا رہا تا اینکہ حضرت نے اُسکو قم و کاشان کی طرف بھیجدیا صاحب مجالس المومنین کہتے ہین کہ وہ کاشان مین شیعیان امیر المومنین کی حفظ و حمایت مین رہتا تھا حتے کہ اپنی طبعی موت سے

؎ مجلسی علیہ الرحمہ بحار مین کہتے ہین کہ عمر کا ماہ ذی الحجہ مین قتل ہونا فقہاء شیعہ مین ویسا ہی مشہور ہے جیسا کہ علماء عامہ مین اور ابراہیم بن علی کفعمی کے کتاب جُنۃ الواقیہ مین ربیع الاول کے اعمال کے ذکر مین لکھا ہے کہ صاحب مسار الشیعہ نے نقل کیا ہے کہ جو اس مہینے کی نوین تاریخ کو راہ خدا مین انفاق کرے اسکے گناہ بخشے جاتے ہین اور مستحب ہے اس روز کھانا کھلانا برادران مومن کو اور خوشبو لگانا اور توسعہ کرنا اپنے اہل و عیال کے نفقہ مین اور لباس جدید پہننا اور عبادت کرنا۔ اور وہ روز ہے دور ہونے غمون کا اور اس روز روزہ نہین اور جمہور شیعہ کہتے ہین کہ اس روز عمر خطاب قتل ہوئے یہ درست نہین اسکے بعد محمد بن ادریس صاحب سرائر اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا کلام اسکی تائید مین لکھکر مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین لیکن مشہور ہمارے اس زمانہ مین شہرون اور ملکون مین یہ ہے کہ یہ واقعہ نوین ربیع الاول ہی کو ہوا ہے اور وہ روز عید ہے پھر کہتے ہین کہ اصل اسکی روایت محمد بن علاء ہمدانی واسطی و یحیی بن محمد جریح بغدادی ہے کہ اُسکو خلف الرشید سید علی بن طاوس علیہما الرحمہ نے کتاب زوائد الفوائد مین اور شیخ حسن بن سلیمان نے کتاب مختصر مین نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو مذکورہ اشخاص نے کہا ہمنے ایکبار نہم ربیع اول کو احمد بن اسحاق قمی صاحب امام ہمام ابو الحسن علی بن محمد النقی علیہما السلام سے ملنے کے لئے قم مین اسکے گھر پر گئے تو دیکھا کہ وہ لوازم

فوت ہوا چنانچہ اسکی قبر کاشان مین بیرون شہر موجود ہے پھر لکھتے ہین کہ بابا کو اصل فارسی مین باپ کو کہتے ہین الا گاہ گاہ اسکا اطلاق اُس شخص پر بھی ہوتا ہے جسکے ہاتھ سے کوئی بڑا معرکہ کا کام نکلے نیز صاحب مجالس نے نقل کیا ہے کہ عوام کاشان ہر سال ۲۶ ذیقعدہ روز قتل عمر کو ایک پتلا آرد خمیر کردہ کا بنا کر اسمین شیرہ انگور بجائے خون کے بھرتے ہین اور باجے بجواتے شور و غل کرتے اُسکو ابو لولو کی قبر پر لیجاتے ہین اور وہان خنجر مار کر پتلے کو توڑتے اور شیرہ پی جاتے ہین گویا تشنہ خون عمر تھے اور اُنکا خون پیا ہے۔ پس کاشان مین عمر کی خواری ضرب المثل زبان و عوام ہے مولانا حیرتی نے کہا ہے ؎ خوارم اندر ولایت قزوین + چون عمر در ولایت کاشان ؛

ذکر قضیہ شورے و قصص و حکایات متعلقہ بآن

اعاظم واقعات و نوادر واردات سے ہے کہ حضرت مولائے مومنین یعسوب المسلمین کو مدت حیات اپنی مین پیش آئے ایک قضیہ شورے ہے یا تو وہ زمانہ تھا کہ حضرت ابوبکر کہتے تھے کہ خلافت علی ابن ابیطالب کو کسی راہ نہین پہنچتی کیونکہ رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرما دیا ہے کہ حقتعالے نبوت و خلافت کو ایک گھر مین جمع نکریگا۔ اور بڑے گواہ اس حدیث کے حضرت عمر تھے کہ آمنا و صدقنا کا شور مچاتے تھے یا اب قہر و سطوت حقانیت کو ملاحظہ کیجئے کہ خود حضرت عمر نے آپ کو نامزد خلافت کر کے داخل شورے فرمایا گو اسکے ساتھ کچھ ایسی تجویزون اور تدبیرون کا دُم چھلا بھی لگا دیا جس سے وہ حضرت خلیفہ ہرگز نہو سکین مگر روایات موضوعہ کی تو تکذیب اچھی طرح ہو گئی نیز اسقدر اور فائدہ ہوا کہ حضرت کو اپنے تظلم او ستم رسیدگی کے اظہار کا حسب دلخواہ موقعہ ملگیا اور ایک مجمع عام کی روبرو اپنے حقوق کو بوجہ اتم بیان کر کے اتمام حجت فرمایا چنانچہ آگے اسکا بیان واضح طور سے آتا ہے۔ یہی وجہ تھے کہ آپنے بھی اس مین شریک ہونا قبول کر لیا۔ اب ہم حکایات متعلقہ بشورے کو شروع کرتے ہین۔ واضح رہے کہ عمر کو اپنے آخر زندگی مین سخت قلق و اضطراب و کمال پیچ و تاب اسلئے تھا کہ اپنے بعد کسکو اپنا جانشین کر جائین۔ اپنے خاندان مین تو وہ کسی کو اس دل

کر دو لوازم عید مین مشغول ہے غسل کیا ہے اور مشک سے اپنے تئین معطر کر رکھا ہمنے کہا کیا آج کسی عید کا دن ہے کہا ہان آج نہم ربیع الاول عید بزرگ ہے پھر نقل کیا کہ مین بھی آج کے دن اپنے اصحاب کے ساتھ اپنے مولی و امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت مین بمقام سامرہ حاضر ہوا جبکہ تم میرے پاس آئے ہمنے دیکھا کہ آنحضرت نے اپنے خادمون کو امر کیا کہ لباس نو پہنین اور مجمر آپ کے سامنے رکھا تھا اور دست مبارک سے اسمین عود ڈالتے اور خوشبو کے لئے جلاتے تھے ہمنے کہا ہمارے ماں باپ تم پر فدا ہون یا ابن رسول اللہ کیا آج کے دن کوئی تازہ فرحت اہلبیت رسالت کو حاصل ہوئی فرمایا کون دن اس سے بزرگتر ہے آپکے لئے یہ کہکر حدیث حذیفہ متضمن بر فضیلت اس دن کے اپنے آبا ء طاہرین سے روایت کی کہ بحار مین باتمام مذکور ہے محمد بن علاء اور یحیی بن محمد کہتے ہین کہ ہمنے اس حدیث شریف کو احمد بن اسحاق سے سُنا تو اُٹھکر اُسکے سر کو بوسہ دیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ ہمکو تمہاری وجہ سے اس دن کے فضائل معلوم ہوئے پس ہمنے اپنے گھرون پر آکر عید کی۔ پھر مجلسی علیہ الرحمہ نے عبارت کتاب اقبال سید ابن طاوس کی جسمین روایت محمد بن بابویہ اس واقعہ کا نہم ربیع الاول کو واقع ہونا مذکور ہے نقل کیا ہے اس کے بعد کہتے ہین کہ خلف سید نے اور چند روایتین اس قول کی تائید مین نقل کی ہین پس استبعاد ابن ادریس وغیرہ علماء شیعہ کا بجائے خود نہین کس لئے کہ شیعہ خلفا عن سلف ان روایات کا اعتبار کرتے رہے ہین اور انکا یون اعتبار کرنا مورخین مخالفین کے اسکے برخلاف روایت کرنے سے ہرگز کمتر نہین۔ اور ممکن ہے کہ انہون نے اس خیال سے کہ صحیح تاریخ شیعون کو معلوم ہو گی تو وہ اس روز خوشی و سرور کرین گے اس کو بدلکر بیان کیا ہو۔ اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا عظیم امر باوجود کثرت دواعی نقل مشتبہ رہے تو اُس کا یہ جواب ہے کہ قتل عمر حضرت رسالت پناہ کی وفات سے تو عظیم تر نہین جب اسمین شیعہ و سنی کے درمیان اختلاف رہا تو اسمین کیا تعجب ہے۔ علے ہذا القیاس مسائل نماز روزہ حج وغیرہ مین ہمارے اور اُنکے درمیان اختلاف ہے باوصف کثرت ناقلین و ضرورت نقل کی تو اگر قتل عمر کی تاریخ مین اختلاف رہا تو کون موقعہ تعجب کا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ + + +

ودماغ کا نپاتے تھے کہ بار ایالت اٹھا سکے عبد اللہ بن عمر اپنے نور نظر فرزند اکبر کی صاف اور کھلی نااہلی سے انکا دل پہلے ہی سے کھٹا تھا وہ بقول خود عمر زوجہ کو سیدھی طرح طلاق دینا بھی نہ جانتے تھے۔ اسلئے عمر انکو ایک شہر ایک قریہ کی حکومت کے قابل نہ گنتے تھے چہ جائیکہ حکومت عامہ مسلمانانکی اہل جانتے۔ اسلئے جب مغیرہ بن شعبہ جیسے دل سوزون نے خلافت پناہ کو یہ صلاح دی تو انہون نے نہ سنی بلکہ اسکو جھڑکا کہ قاتلک اللہ ما اردت اللہ بھذا خدا تجھکو غارت کرے تو نے اس کلام سے رضائے الٰہی نہین چاہی۔ جو شخص اپنی زوجہ کو درست طلاق ندے سکے اسکو کیونکر مسلمانون پر خلیفہ کردون۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ عمر کی مراد اس کلام سے یہ تھی کہ عبد اللہ نے ایک مرتبہ حضرت رسولخدا کے زمانے مین بہ حالت حیض اپنی زوجہ کو طلاق دیدیا تھا حضرت کو یہ حال معلوم ہوا تو عمر سے فرمایا کہ عبد اللہ سے کہو کہ اپنی بی بی کی طرف رجوع کرے۔ پس عبد اللہ کے ولیعہد کرنے مین بڑا بھاری کھٹکا اسکا تھا کہ وہ اسکو سنبھال نہ سکے گا اور پھر خلافت ایسے ہاتھون مین جا پہنچے گی جنسے بموجب ان کے گمان کے پھر کبھی نکلنے کی امید نہ تھی یعنی حق بحقدار پہنچ جائیگا۔ اسلئے انہون نے اول ہی سے اسکا ارادہ نہین کیا۔ ادھر وہ حقدار بھی بمرور زمان اب پہلے سے نرہے تھے کیا معنی کہ ابتدا مین جو عذر بدتر از گناہ صغر سنی کا عمر ہی کی فطانت طبع کا نتیجہ تھا وہ عرصہ تیرہ چودہ سال کے گذر جانے سے اب فرسودہ ہوچکا تھا قطع نظر اسکے دوران خلافت مین وقتاً فوقتاً ایسے قضیے پیچیدہ اور مشکل معاملے آن پڑتے تھے جنسے عہدہ برا ہونے مین کونسل عمری کا بھی قافیہ تنگ ہوجاتا اور چارناچار حضرت حلال مشکلات کی طرف رجوع کرنا اور آپکے فیضان علم سے مستفید ہونا پڑتا تھا بنابرین آپکے وفور علم کو سراہنا اور آپکے اعلم و افقہ امت ہونیکا علانیہ اقرار کرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ شمہ اسکا مباحث گذشتہ مین ناظرین رسالہ ہذا نے بھی دیکھا ہے بیسون مرتبہ زبان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا تھا لولا علی لھلک عمر اگر علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا اور شدہ شدہ نوبت یہ پہنچی تھی کہ حکم دیدیا تھا کہ مسجد رسول اللہ مین کوئی فتوے ندینے پائے جبکہ علی تشریف رکھتے ہون وکان یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابوحسن اور تھے وہ یعنی حضرت عمر کہ پناہ مانگتے تھے خدا سے ایسی مشکل سے جسکے حل کرنیکو ابو الحسن موجود نہون کما فی تاریخ الخلفاء وغیرہ پس ایسی باتون سے کہ بمثل اقرار العقلاء علی انفسہم کی مصداق تھین کار زیادہ دشوار ہوگیا تھا انہون نے منزل مقصود یعنی امیر المومنین کے خلافت سے محروم رکھنے کی راہ مین اور بھی کانٹے بودیے۔ نیز وہ حضرت جیسے خدا اور رسول کی طرف سے منصوب و منصوص تھے ویسے ہی اپنے حق کی طلب سے ہرگز تھے کبھی اس سے خاموش نہین بیٹھے تھے۔ ہمیشہ خلوت وجلوت مین تصریح و کنایہ اپنا حق مانگتے رہتے تھے اور صلحاء صحابہ و اخیار امت انکے طرفدار بھی تھے۔ پس ان خیالات سے عمر کی جان عجب طرح کے مخمصے اور خلجان مین تھی وہ چاہتے تھے کہ اگر علی خلیفہ ہوئے تو ہماری خیر نہین جو شہرت و نیکنامی بڑی جانفشانی سے برسون مین حاصل ہوئی ہے تمام برباد پھر جائیگا یعنی جو باتین کہ اخفاص جلسو نمین پردون کے پیچھے ہوتی مین سر عام ممبرون پر پکاری جائینگی پس صدر خلافت ابو بکر مین کیا فکر و تردد لاحق حال ہوگا جو اسوقت انکو تھا۔ ایک مرتبہ عبد اللہ بن عباس حاضر درگاہ تھے۔ اور عمر اپنے اسی درد دروں مین غلطان و پیچان کہ بیک ناگاہ ایک آہ سرد انکے دردمند دل سے ایسی نکلی کہ ابن عباس کہتے ہین ظننت ان نفسہ قد خرجت مینے گمان کیا کہ انکی روح شریف اس آہ کے ساتھ بدن سے نکل گئی۔ مینے کہا واللہ ما اخرج ھذا منک الا ھم شدید کہ قسم بخدا کہ یہ آہ کسی الم شدید ہی کے باعث تمسے نکلی ہے۔ عمر بولے ھم واللہ شدید غم سا

قسم بخدا کہ سخت غم ہے ان ھذا الامر لم اجد لہ موضعاً یعنی الخلافۃ یعنی اے ابن عباس باعث اس غم جانکاہ کا یہ ہے کہ امر خلافت کا مجھکو کوئی محل و موقعہ نظر نہین آتا جہان اسکو قرار دون۔ یہ روایت محب الدین طبری کی ہے ریاض النضرہ مین اور شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ کی ازالۃ الخفاء مین مگر علامہ ابن عبد البر استیعاب مین اور نیز شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین اسکو دوسرے لفظون مین یون روایت کرتے ہین کہ ابن عباس نے کہا مین ایک روز خلیفہ صاحب کے ساتھ جارہا تھا اذ تنفس نفساً ظننت انہ قد قضت اضلاعہ کہ ناگاہ انہون نے ایک آہ کی کہ مینے خیال کیا کہ وہ انکے استخوان ہائے پہلو چھید کر پار نکل گئی۔ دوسرے مقام پر ہے ظننت ان اضلاعہ قد انفرجت کہ مینے جانا کہ انکے پہلو کی ہڈیان شگافتہ ہوگئین۔ بروایت اول اپنی غایت فکر و تردد کا باعث بیان کرنے کے بعد خلیفہ صاحب نے دفع دخل مقدر کی طرح پر فرمایا۔ یا ابن عباس لعلک تری صاحبک لھا اھلاً یعنی اے پسر عباس شاید تو اپنے صاحب یعنی امیر المومنین کو اس امر کا اہل و لائق جانتا ہوگا ابن عباس کہتے ہین مینے کہا وما یمنعہ من ذلک مع جھادہ وسابقتہ وقرابتہ وعلمہ کون چیز انکو اس سے مانع ہے باوصف انکے جہاد کے وسبقت اسلام و قرابت قریبہ خیر الانام و علم کامل و تمام کے یہ سنکر عمر نے کہا صدقت ولکنہ امرء فیہ دعابۃ تم یہ درست کہتے ہو مگر علی ایک مرد ہین جنمین خوشطبعی و مزاح ہے۔ یہ بنا مانع خلافت خوش طبعی کا جو خلافت پناہ نے اب تازہ تراشا ہم ذرا آگے چلکر اسپر گفتگو کرینگے یہان صرف اسقدر گزارش ہے کہ گو وہ زبان سے ایسا کہتے تھے مگر دل مین خود بھی جانتے تھے کہ ہمارا یہ بودا عذر کہان تک قابل قبول ہے لہذا وہ بدستور اپنی اسی ادھیڑ بن مین لگے ہوئے تھے کہ اس معاملے مین کیا کیا جائے اور کسطرح انحضرت کو ٹالا جاوے +

حدیث فلتہ

انہی دنون مین حضرت خلافتمآب نے سنا کہ کوئی کہتا ہے لو ان مات عمر بایعت فلاناً یعنی عمر مرجائین تو مین فلان شخص سے بیعت کرلونگا آخر ابو بکر کی بیعت بھی تو یونہین ہوگئی تھی جو پوری ہوگئی یعنی خلافت ابو بکر بھی تو صرف ایک عمر ہی کی بیعت کرلینے سے منعقد ہوگئی تھی یہ روایت بخاری و مسلم وغیرہ محتاط گروہ کی ہے مگر ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین پردہ اٹھادیا اور صاف کہدیا کہ یہ کلمہ عمار یاسر نے کہا تھا کہ عمر کے مرنے پر مین علی ابن ابیطالب سے بیعت کرونگا۔ غرض یہ فقرہ سنکر عمر کے ہوش باختہ ہوگئے اور کمال پیچ و تاب و شدت اضطراب مین انہین اور کچھ تو نہ سوجھا بجز اسکے کہ بیعت ابو بکر کی مذمت پر اتر آئے۔ چنانچہ ممبر پر چڑھکر ایک خطبہ بہت زور سے انہون نے پڑھا اور اسمین بہت سے اتار چڑھاؤ کے بعد ارشاد کیا کہ مینے سنا ہے کہ تمسے کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ امیر المومنین مرجائیگا تو مین فلان شخص سے بیعت کرلونگا۔ تم ابو بکر کی بیعت سے دھوکہ نہ کھاؤ الا ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ آگاہ رہو کہ ابو بکر کی بیعت ایک فلتہ یعنی بن سوچی سمجھی بات تھی۔ یا ایسی بات تھی جس پر پیچھے سے ندامت و پشیمانی اٹھانی پڑے وقی اللہ شرھا اسپر بہت سے فتنہ و فساد اٹھنے چاہین تھے۔ مگر اللہ تعالی نے اس امت کو اسکی شرارتون سے بچالیا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ جو پھر ایسا کرنا چاہے اسے قتل کرو۔ افسوس یہ وہی بیعت ابو بکر تھی جسکی تمہید و تکمیل مین خلیفہ ثانی کیسے کچھ سرگردان تھے اور جسکے پروان چڑھانے کے لئے انکو آتش و ہیزم دروازہ بیت الرسالت پر لیجانا پڑا۔ اسوقت انکو کہان معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جبکہ اپنی ہی زبان سے انکو اس بیعت کی مذمت کرنی ہوگی اور کیا تو وہ بیعت انکے نزدیک ایسی محبوب

مخالفت فیمابین شیخین

اور انکی مطلوب تھی کہ اسکی خاطر رسول اللہ کی تجہیز و تکفین مین شریک نہوئے یا زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ اسی کو مجمع عام مین شرارت و فساد کہنا پڑا اور اسکے مرتکب کو قتل کا فتوے دیکر آپ اپنے تئین مستوجب قتل ٹھہرایا۔ وہ کیا جانتے تھے کہ وہ درخت جسے آپ لگایا اور خود سینچا تھا یون اپنے ہی ہاتھون اسکی جڑین کاٹنی پڑینگی اور وہ بنائے عالی جو انکی اپنی چابکدستی سے بنکر کھڑی ہوئی تھی اسکو آپ ہی ڈھائینگے۔ اور یون یخربون بیوتہم بایدیہم کے مصداق قرار پائینگے یعنی جس امر کی سوچ بچار مین کیا کیا خون جگر نہین پیا اسکو فلتہ بتائینگے۔ ہمکو اس حدیث کی ذیل مین شیخین کے باہمی تعلقات کی نسبت کچھ اور نفیس حالات دریافت ہوئے جنہین بجنسہ بدیہ ناظرین کرتے ہین۔ سید مرتضےٰ علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ عمر کا بیعت ابوبکر پر رضامند ہونا اسلیئے تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ امر خاندان رسالت سے باز رہے اور علی علیہ السلام تک خلافت نہ پہنچنی پائے اور نیز انکو امید تھی کہ اس صورت مین ایک نہ ایک روز مین بھی اس سے منتفع ہونگا۔ اگر ممکن ہوتا کہ خود خلیفہ بن بیٹھین تو ہرگز ابوبکر کی بیعت پر راضی نہوتے اور مقر انکی خلافت کو خطا اور زنار و ابتلاتے چنانچہ یہ باتین اکثر اوقات عمر سے سنی گئی ہین۔ پھر باسناد خود سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہین کہ اس نے کہا مین ایک مرتبہ عبد اللہ بن عمر کے پاس حاضر تھا کہ انکے باپ عمر اور ابوبکر کا ذکر درمیان آیا ایک مرد نے کہا قسم بخدا کہ وہ دونو اس امت کے شمس و قمر تھے۔ عبد اللہ نے کہا تو نے یہ کہانسے جانا کہا اس الفت و دوستی سے کہ باہم رکھتے تھے۔ عبد اللہ نے کہا ایسا نہین بلکہ وہ باہدیگر مخالف تھے تحقیق کہ مین ایک روز اپنے باپ کے پاس بیٹھا تھا انہون نے کہہ رکھا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دون کہ اتنے مین معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن ابی بکر دروازہ پر کھڑا اذن دخول طلب کرتا ہے۔ عمر نے کہا دُوَیبۃ سوء ولہو خیر من ابیہ یعنی عبد الرحمن چارپایہ زشت ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے باپ سے بہتر ہے عبد اللہ نے کہا یہ سنکر میرے ہوش اُڑگئے اور مینے تعجب سے کہا کہ اے پدر کیا ہوسکتا ہے کہ عبد الرحمن ابوبکر سے بہتر ہو۔ کہا ومن لیس بخیر من ابیہ لا ام لک کہ کون ہے کہ اُسکے باپ سے بہتر نہو۔ پھر کہا عبد الرحمن کو اندر آنے دو وہ اندر آیا حطیئہ شاعر بامر عمر قید تھا عبد الرحمن اُسکے واسطے آیا تھا کہ عمر اُسکا قصور معاف کرکے اُسکو رہا کردین عمر نے اسکی سفارش نہ سُنی اور عبد الرحمن بے نیل مرام چلا گیا۔ اُسوقت پھر مجھسے کہا اے فرزند تجھے ابتک معلوم نہین کہ اس احمق بنی تیم نے تیرے باپ پر کیا ظلم کیا کہ خلیفہ ہونے مین مجھپر سبقت لیگیا مینے کہا مجھکو معلوم نہ تھا قسم بخدا کہ لوگ اُسے آنکھون کے نور سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔ کہا یہ بھی تیرے باپ کے برخلاف ہے بیٹے کہا ایسا ہے تو کیون سب کے سامنے یہ باتین نہین کہتے اور کسلیئے اُسکو اس شرف و منزلت سے نہین گراتے کہا اے فرزند تو خود کہتا ہے کہ لوگ اُسکو نور چشم سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پھر مین کیا کر سکتا ہون اگر راست کہون تو مجھپر پتھر برسنے لگین۔ اور باسناد معتبرہ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ سفر مکہ مین ابوموسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ باہم ملاقات عمر کو جارہے تھے۔ ابوموسیٰ نے کہا عمر کو خلافت ابوبکر سے ملی ہے۔ اس نے بھی تو اُسکے کام کی اصلاح مین بہت سر دردی اُٹھائی ہے مغیرہ نے کہا سر دردی نہ اُٹھاتا تو کیا کرتا کونسی اُسنے بخوشی خاطر سر دردی اُٹھائی ہے۔ اگر اُسکے قبضہ قدرت مین ہوتا تو وہ کبھی ابوبکر کو خلیفہ نہونے دیتا مگر تجھکو قریش کے حسد کا حال معلوم نہین اگر کل حسد کے دس حصے کئے جائین تو اُس سے نو حصے قریش مین ہونگے اور ایک دسوان تمام جہان مین یہی باتین تھین کہ عمر کے قیام گاہ پر پہنچے وہ طواف کعبہ کے لئے جانے کو تیار تھے ساتھ ہولیئے راہ مین عمر انکے درمیان ہوگئے اور مغیرہ پر تکیہ کرلیا اور پوچھنے لگے کہ کیا باتین تھین جو تم کرتے تھے۔ اور نوبت یہانتک پہنچی کہ نو عشر حسد کا قریش مین ہے اور ایک

حسد قریش بقول مغیرہ

عشر تمام عالم مین اور اگر ابوبکر سے ہوسکتا تو عمر کو اپنے بعد بھی خلیفہ نکرتا۔ عمر نے یہ سُنا تو ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ثکلتک امک یا مغیرہ تیری ماں تیرے ماتم مین بیٹھے صرف نو عشر نہین بلکہ عشر باقی کے نو عشر بھی یعنی سو مین سے ننانوے حصے حسد کے قریش مین ہین اور عشر العشر یعنی سوان حصہ تمام جہان مین اور قریش اس سو مین بھی انکے شریک ہین۔ یہ کہکر ذرا خاموش ہوگئے پھر کہا اگر تم کہو تو مین تمکو اس شخص کو بتادون جسمین تمام قریش سے زیادہ حسد تھا۔ پھر دو شعر کعب بن زبیر کے پڑھے جنمین اخفار راز کی تاکید تھی پھر کہا جو کچھ مین تمکو کہتا ہون اسکو کم از کم میری زندگی تک تو پوشیدہ رکھو بعد ازان تمکو اختیار ہے۔ خاصکر بنی ہاشم سے زیادہ ضرورت اخفا کی ہے۔ پھر دوبارہ آہ کی اور کہا افسوس کہ اس ناکس بنی تیم بن مرہ (ابوبکر) نے مجھپر ظلم کیا اور خلیفہ ہونے مین مجھپر سبقت کی اور عصیان و طغیان اختیار کیا۔ مغیرہ نے کہا ایسا تھا تو بروز سقیفہ جبکہ اُس نے بیعت کے لئے ہاتھ دراز کیا کیون تمنے بیعت لیلی۔ اور کاہیکو اُس سے انکار کیا عمر نے کہا اے مغیرہ مین تجھکو عقلاً عرب سے جانتا ہون جسوقت اُس نے ہاتھ دراز کیا تھا۔ وہ وہ وقت تھا جبکہ لوگ کہتے تھے کہ ہم ابوبکر کے سوا دوسرے کو نہین جانتے۔ اُسکو اطمینان تھا۔ کہ یہ کام اس سے تجاوز نہین کریگا پس اُسنے میرا امتحان کرنا چاہا تھا اگر مین بیعت قبول کرلیتا تو وہ میرا دشمن ہوجاتا۔ اور اُسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آج مین خلیفہ نہین ہوسکتا تھا۔ بموجب اس بیان کے حضرت عمر کی پہلی پچھلی حالتون مین کوئی تبائن و تناقض نہین ہے۔ پس جو کچھ انہون نے حدیث فلتہ مین ارشاد کیا سب درست تھا۔ خیر ہم یہان عمر کی اُس حالت فکر و تردد کو بیان کر رہے تھے جس نے انجام کار انکو ایجاد تجویز شورے پر انگیختہ کیا شیخین کی باہمی صفائی و عدم صفائی سے ہماری زیادہ غرض متعلق نہین ہان اتنا ضرور اس بارے مین کہے دیتے ہین۔ کہ یہ بات بہت قرین قیاس ہے کہ جو لوگ حکومت و بادشاہی کی دھن مین اپنے مولے و امام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ اس بے اعتنائی و کج ادائی سے پیش آئے وہ اگر اسی کے اینچاتانی مین باہدیگر بھی سینہ صاف نرہے ہون تو اسمین کوئی تعجب کی بات نہین۔ القصہ عمار کے اس کلمہ سے خلیفہ صاحب کا فکر و تردد اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اور ہرچند انہون نے فوراً بیعت ابوبکر کی مذمت اور ویسی بیعت کرنیوالے کیلیئے حکم قتل دیکر حتی المقدور اس خیال کی پیش بندی کردی الّا بالکل اس فکر کے دفع ہوجانیکی تو کوئی صورت نہین تھی حتے کہ ان ہی ایام مین بابا شجاع الدین نے انکے شکم مین خنجر لگایا تو عمر سے وہ منصوبہ ظاہر ہوا جسے انکے اس فکر دراز و تامل و تدبیر کا نتیجہ کہا جائے اور جو انکی رشادت و اعلیٰ قابلیت کے شایان شان تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو وہ پہلے ہی طے کرچکے تھے کہ عثمان انکی حکمت عملی کی پیروی کرتے رہینگے اور چونکہ وہ کنبے قبیلے والے شخص تھے لہذا یہ بھی امید تھی کہ وہ اس بار کو سنبھال بھی لینگے۔ الّا صاف انکے خلیفہ بنادینے مین وہی رکاوٹین تھین جسکی طرف پیشتر اشارہ کیا گیا۔ بنابرین انہون نے حضرت امیر المومنین کو خلافت پر نامزد کیا مگر اس خوبصورتی سے کہ بجائے اسکے کہ خلافت پائین زندگی سے بھی ہاتھ دھوئین۔ وہ تجویز و تعیین شورے تھے۔ یعنی آپنے حضرت امیر مومنان و عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف و طلحہ و زبیر و سعد وقاص ان چھ شخصون کو بحصہ مساوی مستحق خلافت قرار دیکر حکم کیا کہ ہمارے بعد یہ چھون ایک کو اپنے درمیان سے خلافت کے لئے انتخاب کرلین جس پر پانچ شخص اتفاق کرین وہ خلیفہ ہو اور جسپر چار اتفاق کرین وہ بھی خلافت پاوے اور ایک مخالف مارا جائے۔ علیٰ ہذا تین کے اتفاق سے بھی خلافت دیجائے اور دو مخالف تہ تیغ ہون۔ اور جو دو ایک پر اور دو ایک پر متفق ہون تو جس فریق مین

کیفیت بیان شوریٰ

عبدالرحمن ہو وہ کامیاب مراد ہو فریق ثانی قتل کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ ابنِ عوف اپنے سالے صاحب عثمان کو شوق سے پگڑی بندھوائے سعد وقاص اُسکا چچازاد بھائی ہے کبھی مخالفت نہین کریگا باقی رہین علی طلحہ زبیر سے جو عثمان کو خلیفہ جانے زندہ رہے ورنہ مارا جائے چلئے چھٹی ہوئی واہ کیا رائے زرین و فکر متین ہے کہ سقیفہ کے دن کی کارستانی مین تو پھر بھی امید ہوسکتی تھی کہ شاید کبھی نہ کبھی حق اپنے مرکز کی طرف رجوع کرے۔ آج خیر سے دو چال چلے ہین کہ اپنے نزدیک تسمہ لگا نہین رکھا سرے سے قضیہ ہی چکا دیا اب بعض روایات متعلقہ قصۂ شورے جنسے منصوبہ مذکورہ بالا کے سوا دیگر حالات وخیالات حضرت خلیفہ ثانی کی توضیح و تشریح ہوتی ہے کتب معتبرہ اہلسنت سے نقل ہوتی ہین۔ **ریاض النضرہ** مین عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ اُنہون نے اپنے باپ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ تم اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کرنا نہین چاہتے اے پدر بزرگوار اگر کوئی چرواہا تمہارے اونٹون یا بھیڑ بکریون پر مقرر ہو اور وہ انکو جنگل مین چھوڑ کر چلا آئے تو تمہارے نزدیک ملزم و قصوروار ہوگا حالانکہ آدمیون کی رعایت بھیڑ بکری کی رعایت سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر تم کسی کو خلیفہ مقرر نکروگے تو خدا کو کیا جواب دوگے۔ عمر نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور دیر تک سوچا کئے پھر مونہہ اٹھا کر بولے **ان اللّٰہ حافظ الدین** کہ حقتعالے اس دین کا نگہبان ہے میرے لئے دونو راستے کھلے ہین ترک استخلاف کرون تو رسول اللہ نے ترک استخلاف کیا ہے اور خلیفہ مقرر کرون تو ابوبکر نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ عبداللہ کہتے ہین کہ مجھکو اس سے معلوم ہوا کہ یہ اپنی طرف سے کسی کو خلیفہ نہین مقرر کرینگے۔ اور مایوس ہوگیا **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت رسولخدا پر ترک استخلاف کی تہمت محض تہمت ہی تہمت ہے آنحضرت نے تو سوا لاکھہ کے مجمع مین حضرت امیر المومنینؑ کو اپنا وصی و جانشین مقرر فرمایا جسپر خود حضرت عمر نے بڑے تپاک سے مبارکباد کہی تھی۔ آپ تو دوروز کے لئے بھی مدینہ سے باہر جاتے تھے تو کسی کو نہ کسی کو اپنے مقام پر خلیفہ کرتے تھے کیونکر ہوسکتا ہے کہ سفر آخرت مین جسکی کوئی حد نہین جانشین نکرین اور امت کو حیران پریشان مثل گلہ بے چوپان چھوڑ جائین اگر وہ ایسا کرتے تو کیا بقول حضرت ابن عمر خدا کے آگے جوابدہ نہوتے اور کیا آنحضرت کے نزدیک امت کی رعایت بھیڑ بکری کی رعایت سے بھی معاذ اللہ کمتر تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ عمر خطاب مجروح ہوئے تو کسی نے اُنسے کہا اے امیر المومنین آپ کسی کو اپنا قائم مقام کر جائین۔ اُنہون نے کہا کسکو کرون اگر ابو عبیدہ جراح زندہ ہوتا تو اُسکو خلیفہ کرتا اگر حقتعالے سوال کرتا تو کہتا کہ مینے تیرے پیغمبر سے سنا تھا کہ کہتے تھے **انه امین ھٰذہ الامة** کہ وہ امین ہے اس امت کا یا اگر سالم مولائی ابو حذیفہ جیتا تو اسکو کرتا اور خدا ایسا لے کے جواب مین کہتا کہ مینے تیرے نبی کو اُسکے حق مین یہ کہتے ہوئے سُنا تھا **ان سالمًا شدید الحب فی اللّٰہ** کہ بیشک سالم سخت محبت رکھنے والا ہے راہ خدا مین۔ یہ اور مثل اسکے دیگر روایات قرینۂ قوی ہین صحت روایات شیعہ پر کہ ابوبکر عمر ابو عبیدہ جراح و سالم و غیرہم نے باہم عہد کیا اور صحیفہ لکھا تھا۔ کہ پیغمبر خدا کے بعد سلطنت اسلام حاصل کرین اور اہلبیت کو خلافت نہ پہنچنے دین چنانچہ اسی صحیفہ کی نگہبانی کی بدولت ابو عبیدہ امین امت کہلائے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ نہین تو ابو عبیدہ و سالم مین کونسا سرخاب کا پر تھا کہ خلیفہ ثانی مرتے دم اُن کے زندہ ہونے کی آرزو کرین اور حضرت امیر المومنین و جملۂ انصار و مہاجرین پر انکو ترجیح دین کیا حضرت امیر کیبا وجود ان مناقب و مفاخر کثیرہ کے کہ سنیون کی کتابین اُنسے بھری پڑی ہین اس جراح کے بیٹے اور ابو حذیفہ کے

سلہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط عثمان کی مادری بہن تھی کہ عبدالرحمن کے نکاح مین تھی وہ انکی ماں کے شکم سے تھی جسنے عفان کے بعد عقبہ مذکور سے نکاح کیا تھا ۱۳۔ کذا فی الکامل لابن اثیر

غلام کے بھی معاذ اللہ برابر نہ تھے کہ اُنکے ہوتے انکی تمنا کرتے تھے پس یہان سے ظاہر ہے کہ حضرت خلافت پناہ کی یہ آرزو اسی عہدنامہ کے نشہ کی ترنگ تھی جسکے موافق بفحوائے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو شیخین کے بعد اب دوسرا بادشاہت کرینکی انکی باری آئی تھی ورنہ اہلسنت کے مذہب کے موافق بھی عمر کے بعد فضیلت مین عثمان کا نمبر ہے نہ ابو عبیدہ و سالم کا پھر عثمان کے ہوتے انکی تمنا یعنی چہ۔ اور ایک اور لطف یہ ہے کہ آنحضرت کے یہان حدیث **الائمة من قریش** کہ خلفاء صرف قریش سے ہونے چاہئین متواترات سے ہے چنانچہ اسی حجت سے شیخین نے بروز سقیفہ انصار کے دعوے کو دسمس کیا اور خلافت اُنسے چھینی تھی۔ غرضیکہ یہ روایت مشہورات مسلمہ سے ہے کہ اسکی صحت وغیرہ مین چون و چرا نہین ہوسکتا حالانکہ خلیفہ ثانی کے آخر وقت کی یہ آرزو بالکل اسکے مخالف و متناقض ہے کیونکہ سالم قریش سے کیا ملک عرب سے بھی نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ علماء حال نے تصریح کی ہے وہ فارس اصطخر یا کسی اور عجمی شہر کا رہنے والا تھا اور ایک زن انصار مسماۃ لیلی بنت یعار زوجۂ ابی حذیفہ بن عتبہ کا غلام تھا۔ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ مین قضیہ شورے کی شرح مین لکھتا ہے کہ صورت اس واقعہ کی یہ ہے کہ جب عمر ابو لولو کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور جانا کہ اس زخم سے جانبر نہونگے تو اُنہون نے امر خلافت مین مشورہ کیا کسی نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ کو خلیفہ کر دیجئے تو فرمایا اولاد خطاب سے ہرگز دو مرد خلافت کے کفیل نہونگے بس ہے عمر کے لئے جو کچھ کہ اس نے برداشت کیا۔ مین ہرگز زندہ و مردہ اس بار کا متحمل نہونگا پھر کہا رسول اللہ نے انتقال کیا در انحالیکہ وہ قریش سے ان چھہ اشخاص عثمان علی طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف سے رضامند تھے میری صلاح یہ ہے کہ اس امر کو ان کے درمیان شورے مین قرار دون تاکہ وہ اپنے درمیان سے کسی ایک کو انتخاب کرلین پھر کہنے لگے کہ اگر مین کسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہون تو بتحقیق کہ خلیفہ مقرر کیا ہے مجھ سے بہتر شخص نے یعنی ابوبکر نے اور ترک کرون تو ترک کیا ہے مجھ سے بہتر نے یعنی رسول اللہ نے۔ پھر کسی کو بھیجکر ان سب کو بلوایا حاضر ہوئے تو خلیفہ اُسوقت بستر مرگ پر لیٹے دم توڑ رہے تھے سامنے آئے تو انکی طرف دیکھکر کہنے لگے۔ **اُکلکم یطمع فی الخلافة** آیا تم سب کو میرے بعد خلافت کی امید ہے وہ پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو رہے عمر نے پھر اسی کلام کا اعادہ کیا تو زبیر نے جواب دیا **ما الذی یبعدنا منها ولیتها انت فقمت بها ولسنا دونك فی قریش ولا فی السابقة ولا فی القرابة** یعنی کون چیز ہمکو اس سے مانع ہے۔ تمنے اسکو لیا اور اسپر قیام کیا ہم تمہاری نسبت قریش مین کمتر درجہ کے نہین نہ سبقت اسلام و قرابت پیغمبر مین تمسے گھٹکر ہین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ شیخ ابو عثمان جاحظ نے کہا قسم بخدا کہ اگر زبیر نہ جانتا ہوتا کہ عمر اسی مجلس مین مرجائینگے تو اس کلام سے ایک کلمہ اور ایک حرف بھی مونہہ سے نہ نکال سکتا۔ پھر عمر نے کہا آیا مین تمکو تمہارے نفسون سے خبر دون یعنی تمسے ہر ایک کے عیب بیان کرون سب نے کہا کہو جو کچھ تمکو کہنا ہے بتحقیق کہ اگر ہم تمسے معافی چاہینگے تو تم باز نہ رہوگے۔ پس عمر نے کہا **فاما انت یا زبیر فوعقة لقس مؤمن الرضا کافر الغضب یومًا انسان و یومًا شیطان ولعلها لو افضت الیك لظلت یومك تلاطم بالبطحاء علی مدٍّ من شعیر** یعنی لیکن تو اے زبیر مرد وعق و لقس یعنی حریص جاہل تنگ نفس کج خلق ہے حالت رضا مین مومن ہوتا ہے اور غیظ و غصہ مین کافر ہو جاتا ہے ایک روز انسان ہے تو دوسرے دن شیطان اگر تجھکو خلافت ملے تو دن بھر بطحا مین ایک ایک مد جو پر لڑتا جھگڑتا طمانچہ کھاتا رہے گا۔ پس اگر تو خلیفہ ہوا تو مین نہین جانتا کہ جس روز بباعث غلبہ غیظ و غضب کے تو شیطان ہوگا اُس دن

امام وپیشوائے خلق سے کون ہوگا۔ خدا تجھکو اس اُمت کا حکمران نکرے جبتک کہ تو اس صفت پر ہے یہ کہکر خلافت مآب طلحہ کیطرف متوجہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ جب سے طلحہ نے بروز وفات ابوبکر سے عمر کی نسبت ایک کلمہ کہا تھا عمر اُس روز سے اسکی طرف سے سینہ صاف نہ تھے بلکہ بغض و عداوت رکھتے تھے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ طلحہ نے ہنگام رحلت ابوبکر برملا اعتراض کیا تھا کہ عمر جیسے فظ غلیظ کو ہماری گردنوں پر سوار کرتے ہو کل کو خدا کے آگے کیا جواب دوگے۔ چنانچہ یہ اعتراض اُنکا تمام کتب اہلسنت مین مذکور ہے مگر بعض متعصبون نے طلحہ کا نام نہین لکھا بلفظ قائل تعبیر کیا ہے تاریخ الخلفا مین ہے **ودخل بعض الصحابة وقال قائل منهم** کہ ابوبکر کے پاس بعض صحابہ آئے اور انمین سے ایک کہنے والے نے کہا۔ غرض خلیفہ صاحب نے طلحہ سے کہا تیرے حق مین بھی کچھ کہون یا خاموش رہون طلحہ نے کہا کہو بتحقیق کہ تم کبھی اچھی بات نہ کہوگے۔ عمر نے کہا اے طلحہ مین تجھے اُسوقت سے جانتا ہون جبکہ بروز احد تیری انگلی کٹ گئی تھی اور بدین سبب نخوت تجھ مین پیدا ہوگئی تھی۔ وبروایت ازالۃ الخفا فرمایا **ما كان الله ليراني اوليه امر امة محمد وهو على ما فيه من الزهو** کہ البتہ مجھکو خدا نہ دیکھے گا کہ مین امت محمدؐ پر اسکو والی کرون حالانکہ جو کچھ کہ غرور سے اسمین ہے سو ہے بروایت اول کہا ہر آئینہ رسول اللہؐ نے انتقال کیا اور وہ حضرت تجھ سے بوجہ ایک کلمہ کے کہ تونے بروز نزول آیہ حجاب کہا تھا ناخوش تھے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ ہمارے شیخ ابوعثمان جاحظ نے کہا کہ کلمہ مذکورہ یہ تھا کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے اُن لوگون کے سامنے جنہون نے اسکے کلام کو رسول اللہؐ سے نقل کیا یہ کہا **ما الذي يغنيه حجابهن اليوم وسيموت غدا فننكحهن** کہ آج اپنی ازواج کا پردہ مین رکھنا اُنکو کچھ فائدہ ندیگا۔ کل جبکہ وہ مرینگے تو ہم اُنکے ساتھ مقرر نکاح کرینگے **حقیر مترجم** کہتا ہے کہ شیخ ابوعثمان جاحظ جس سے ابن ابی الحدید نے یہ تمام حدیث نقل کی ہے بزرگان اہلسنت اور اُنکے مشہور علماء سے ہے کہ جمہور علماء اسکے کلام کو جا بجا سنداً نقل کرتے ہین بلکہ اس لحاظ سے کہ جاحظ مذکور عدو خاص امیر المومنینؑ کا ہے بحدیکہ تواتر حدیث غدیر کا تمام جہان کے خلاف منکر ہے چاہیے کہ اُنکے نزدیک معمول سے زیادہ موقر ومقبول ہو۔ پس اب دیکھنے کہ ایسے ثقہ وسند کی روایت سے کسقدر شوخ چشمی وبیباکی جناب طلحہ کی عیان ہے کہ ننگ وناموس رسول اللہؐ بھی اُنکی زبان سے نچھوٹا۔ اور وہ کلمہ اُنہون نے کہا جسکے تصور سے ایک مسلمان پسینہ پسینہ ہوجائے چہ جائے کہ اُسکو مُنہہ سے نکالا جائے یہ ناہنجار کلام سنکر کیا کچھ صدمہ حضرت رسالت پناہ کو ہوا ہوگا۔ آخر یہی باعث ہوا کہ آیہ شریفہ **وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه ابدا** نازل ہوئی (**ترجمہ**) تمکو کوئی حق نہین اور تمہارے لئے جائز نہین کہ رسول اللہؐ کو آزار دو اور نہ یہ کبھی اُنکی ازواج کے ساتھ نکاح کرو۔ اور ازواج رسول اللہ ہمیشہ کیلئے اُمت پر حرام ہوگئین پس ایسے دشمن خدا ورسول دریدہ دہن کو مسلمان مومن جاننا اور ممدوح ومومن ماننا اہلسنت ہی کا کام ہے پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جاحظ کہتا ہے کہ اگر کوئی کہنے والا اُسوقت عمر سے یہ کہتا کہ تم پہلے کہہ چکے ہو کہ رسول اللہؐ نے وفات پائی درانحالیکہ وہ چھ شخصون سے رضامند تھے۔ اب اسکے خلاف طلحہ سے آنحضرتؐ کا ناراض مرنا بیان کرتے ہو یہ تو تمہارے کلام مین صریح تناقض ہے مگر کسکا مقدور تھا کہ عمر کے سامنے اس سے کمتر بات پر بھی جرات کرسکتا چہ جائیکہ یہ کلمہ کہہ سکتا۔ غرض پھر خلافت مآب سعد بن ابی وقاص کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تو صرف لشکر کشی اور جنگ آوری کے کام کا آدمی ہے تجھ سے کمان وتیر وصید ونخچیر کے سوا دوسرا کام نہین ہوسکتا۔ اور نیز قبیلہ زہرہ کو خلافت وحکمرانی سے کوئی نسبت نہین بعد ازان عبدالرحمن عوف پر آئے اور کہا اے عبدالرحمن اگر تمام

نقائص طلحہ از زبان خلیفہ ثانی

نقائص سعد وقاص

مسلمانون کا نصف ایمان تیرے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ہر آئینہ تیرا ایمان راجح نکلے۔ مگر خلافت کے کام کے واسطے تجھسا سست وضعیف آدمی لائق نہین **وما زهرة وهذا الامر** اور کہان بنی زہرہ اور کہان امر خلافت وبروایت ازالۃ الخفا فرمایا **انه رجل ضعيف لو صار الامر اليه لوضع خاتمه في يد امرأته** کہ عبدالرحمن ایک ضعیف اور سست آدمی ہے اگر وہ خلیفہ ہو تو اپنی انگوٹھی اپنی زوجہ کے ہاتھ مین پہنادے یعنی تمام کاروبار خلافت اُسکی رائے اور صلاح سے کرے اور خود کچھ نکر سکے۔ اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین روایت کی ہے کہ عبدالرحمن کو کہا تو اس امت کا فرعون ہے بروایت اول **ثم اقبل الى علي** کہ خلافت پناہ ان سب کے بعد علی علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا **لله انت لولا دعابة فيك** کہ تو خدا کے لئے ہے یعنی پسندیدہ واختیار کردہ خدا ہے اگر مزاح وخوش طبعی تجھ مین نہوتی پھر کہا قسم خدا کی اگر تو انپر والی ہو تو حق واضح اور راہ روشن پر اُنکے تئین چلائے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اکثر روایات اہلسنت سے کہ صاحب تشئید علیہ الرحمہ نے اس مقام پر نقل کی ہین معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے مدح وستائش امیر المومنینؑ مین اس موقعہ پر کوتاہی نہین فرمائی اور اپنے تئین صاف اور بے لاگ ثابت کرنیکے لئے بار بار آپکے احق واولیٰ بخلافت ہونیکا اقرار کیا ہے۔ کبھی فرمایا کہ یہ اُنکو حق پر رکھین گے گو تلوار انکی گردن پر ہو۔ کبھی آپکے ایمان کو تمام جہان کے ایمان سے باوزن وراجح فرمایا۔ الا خصوصیت کے ساتھ آپکے خلیفہ کردینے مین عذر بارد مزاح اور خوش طبعی کا فرماتے رہے بادی النظر مین حیرت ہوتی ہے کہ باوصف اقرار فضیلت باین شد ومد کے پھر اس عذر پوچ اور لغو کے کیا معنی۔ مگر قاعدہ ہے کہ حق الامر کا مخالف خواہ کیسی ہی سنجیدگی سے کیون نہ کام کرے کبھی سرخرو وسرسبز نہین ہونے پاتا بلکہ جسقدر دقت نظر وباریک بینی کو کام مین لاتا ہے اسیقدر اُلٹا بدنام ورسوا ہوا کرتا ہے اسکی مثال ٹھیک ایسی ہے جیسے کوئی مسافر راہ راست سے منحرف ہوجائے تو جسقدر وہ تیز وتند چلیگا اُسیقدر منزل مقصود سے دور ہوتا جائیگا۔ یہی حال بعینہ خلیفہ ثانی کا اس مقام پر ہے کہ حق کو حقدار سے روکنے مین جو حیلے وہ کرتے ہین ٹھیک نہین بیٹھتا اور جتنا رفع تہمت کی نیت سے امیر المومنینؑ کے مناقب ومفاخر بیان کرتے ہین اتنا ہی الزام کے دلدل مین پھنستے جاتے ہین۔ بھلا جب وہ حضرت بقول آپکے اُمت کو راہ راست پر چلانیوالے اور اس امر مین یہانتک سخت وشدید مین کہ کبھی اُنکو حق سے ادھر اُدھر نہونے دینگے گو آنحضرت کے گلے پر تلوار بھی رکھدی جائے تو فرمائیے کہ مزاح وخوش طبعی اُنکو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ مزاح وخوش طبعی جسکو خلیفہ صاحب نے خلافت ندینے کا عذر قرار دیا اور جسے پیچھے پیچھے عمرو عاص جیسے جلتے پُرزون نے آنحضرتؐ کا مستقل عیب گردانکر موجب طعن ٹھہرایا۔ اگر حضرت عمر جیسے چڑچڑے اور عبوس طبیعت والون کے واقع مین بھی خلاف ہو تب بھی کچھ حرج نہین جبکہ یہ خصلت سلیم الطبع لوگون کے نزدیک مکارم اخلاق ومحاسن آداب مین شمار ہوتی ہے اور انبیاء کرام تک اس صفت سے موصوف ہین روضۃ الاحباب مین ہے عبداللہ بن حارث بن حزء گفت ندیدم من احدے را کہ مزاح بیشتر از رسول اللہ کردہ باشد لکن مزاح او ہمہ حق بود چنانچہ صحابہ یکبار گفتند یا رسول اللہ تو با ما مزاح میکنی وحالانکہ این طریقہ مناسب منصب تو نیست فرمود انی لا اقول الا حقا **ترجمہ** نہین کہتا ہون مین مگر حق۔ عائشہ رضی اللہ عنہا گوید پیغمبر بسیار مزاح میکرد ومیگفت ان الله لا يؤاخذ المزاح الصادق في مزاحه کہ حقتعالےٰ مواخذہ نہین کرتا سچے مزاح کرنیوالے سے اسکے مزاح کرنے مین انتہی۔ علامہ ابوعیسےٰ محمد بن سورہ ترمذی نے جسکی کتاب صحیح ترمذی صحاح ستہ اہلسنت مین داخل ہے کتاب شمائل النبی مین مزاحات پیغمبر خدا کو تفصیل وار بیان کیا ہے حتےٰ کہ ایک علیحدہ باب اپنی کتاب مین اسکے لئے ترتیب دیا ہے۔ اُسمین ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ

نقائص عبدالرحمن بن عوف

مزاح امیر المومنینؑ

مزاح رسول اللہ

سواری طلب کی آپنے براہ خوش طبعی فرمایا مین تجھکو بچہ ناقہ سوار ہونیکو دونگا اُس مرد نے کہا یا رسول اللہ مین ناقہ کے بچے کو لیکر کیا کرون فرمایا ھل تلد الابل الا النوق یعنی کونسا اونٹ ہے جو ناقہ (اونٹنی) کا بچہ نہو - اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک مرد زاہر نام اہل بادیہ سے کوتاہ قد زشت رو تھا رسول اللہ اسکو دوست رکھتے تھے ایک روز وہ بازار مین بیٹھا مال بیچ رہا تھا کہ رسولخدا نے پیچھے سے آکر اسکو آغوش مین لیلیا چونکہ اُس نے آنحضرت کو نہ پہچانا تھا بولا کون ہے مجھکو چھوڑ دے پھر جو موڑ کر دیکھا اور حضرت کو پہچانا تو پیچھے کو سرکنے لگا تاکہ پشت کو سینہ اطہر سے ملا دے رسولخدا نے فرمایا من یشتری العبد کون اس غلام کو خرید تا ہے زاہر نے کہا قسم بخدا یا رسول اللہ آپ فروخت کرینگے تو مجھکو کاسد اور کھوٹا مال پائینگے حضرت نے فرمایا مگر تو خدا کے نزدیک کاسد نہین - بروائتے فرمایا انت عبد اللہ تو بندہ خدا ہے دیکھے حضرت رسولخدا کس فراخدلی کے ساتھ اپنے اصحاب کیساتھ مزاح کرتے تھے پس چاہیے کہ حضرت خلیفہ ثانی کے نزدیک وہ حضرت بھی قابل نبوت نہون بہت بجا کہا ہے اس موقع پر مولانا مفتی محمد قلی علیہ الرحمہ نے کہ یہ اعتراض خلافتمآب کا امیرالمومنین پر نہین درحقیقت حضرت خاتم المرسلین پر ہے اور کلمہ ان الرجل لیھجر سے کمتر نہین - اور مجلسی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ مراد عمر کی مزاح سے وہ مزاح ہے کہ منافی تمکین و وقار ہو کہ نفاذ حکم مین اس سے خلل پڑے اور متضمن ہوا و پر لہو و لعب کے سو تمام جہان جانتا ہے کہ وہ حضرت ان اوصاف کے برخلاف سے موصوف تھے کیونکہ آپکا رعب کفار و منافقین کے دلونمین اسقدر جاگزین تھا کہ صرف نام سنکر تھرّاتے تھے بلکہ اسی سبب سے اکثر منافقین انکے برخلاف پر رضامند نہوتے تھے ابن عباس کہتے ہین کہ جب آپ خاموش ہوتے تو ہمکو جرات نہ تھی کہ بات شروع کرسکین عمر خود آنحضرت کو فخر و تکبر سے منسوب کرتے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے کہ عمر نے ابن عباس سے کہا کہ اگر تمہارے صاحب والی ولایت و امامت ہون تو مجھکو خوف ہے کہ انکی خود پسندی و عجب انکو راستی سے بھٹکا دے - نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ ایکبار امیرالمومنینؑ عمر کے پاس بیٹھے تھے اُٹھے تو اُسکے اصحاب سے ایک مرد نے آپ کو کبر و فخر سے نسبت دی عمر نے کہا سزاوار ہے کہ وہ تکبر کرین بتحقیق کہ اگر انکی تلوار نہوتی تو عمود اسلام راست نہوتا اور وہ علم قضا مین سب سے فائق ہین اور انکے لئے ہے سوابق اسلام اور شرف اس امت کا - حاضرین سے ایک شخص نے کہا ایسا ہے تو کیون تم انکے تئین خلیفہ نہین بناتے - کہا ہم انکی خلافت کرتے ہین بسبب انکی صغرسنی کے اور نیز اس سے کہ وہ اولاد عبدالمطلب کو بہت دوست رکھتے ہین - مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ کم سنی جب عیسیٰؑ و یحییٰؑ و سلیمانؑ کے لئے مانع نبوت نہوئی تو امیرالمومنینؑ کے لئے مانع امامت کیونکر ہوسکتی ہے اور محبت صلحا - اقربا قرابۃ اللہ تھی اور عزد رسالت یہ باعث عیب و منقصت لطیفہ - ایک مرتبہ حضرت خلیفہ ثانی کو بھی اپنے عہد خلافت مین چہل و دل لگی سوجھی مگر خلاف عادت بات تھی جامہ عاریت کی طرح راس نہ آئی خفت اُٹھائی - استیعاب وغیرہ مین ہے کہ سواد بن قارب نام ایک شخص بنی سدوس سے تھا بعض نے اسکو صحابہ مین بھی گنا ہے وہ پیشتر کہانت کا ہمیشہ کیا کرتا تھا اب مسلمان ہوکر تمام نامشروع کامون سے توبہ خالص کر چکا تھا - خلافت پناہ ایک روز اُس سے مزاح کرنے لگے کہ ما فعلت کھانتک یا سواد اے سواد اب وہ تمہاری کہانت کہان گئی سواد اس کلام سے بوئے طنز پاکر مارے غصہ کے سُرخ ہوگیا اور بولا جو باتین کفر و جاہلیت کے زمانے مین ہم تم کیا کرتے تھے وہ کہانت سے بھی بدتر تھین تم کسلئے اس امر پر طعن کرتے ہو جس سے مین توبہ کرچکا ہون اور حقتعالےٰ سے امید وار عفو و مغفرت کا ہون - القصّہ ریاض النضرۃ وغیرہ مین ہے کہ جب اصحاب شوریٰ عمر کے پاس سے باہر نکلے تو انہون نے امیرالمومنینؑ کیطرف

اشارہ کرکے مکرر کہا کہ اگر لوگ انکو والی امر کرینگے تو وہ انکو طریق حق پر لیجائینگے - اُسوقت آپ کے لخت جگر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اے امیرالمومنین پھر آپ سلیلا انکو اپنے سامنے خلیفہ نہین کردیتے تو فرمایا مین کراہت کرتا ہون کہ زندہ و مردہ اس بوجھ کے متحمل ہون - بروایت ابن ابی الحدید حضرت امیر سے فارغ ہوکر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کلمہ ھاھا الیک جس سے اونٹون کو زجر کرتے اور جھڑکتے ہین انسے خطاب کیا - پھر فرمایا گویا مین دیکھتا ہون کہ قریش نے بباعث محبت کے کہ تیرے ساتھ ہے تجھکو فرمان روا مقرر کیا ہے اور تو نے بنی امیہ اور پسران ابی معیط کو خلائق کی گردنون پر سوار کیا یعنی انکا حاکم بنایا اور اموال فی کو انکے لئے مخصوص کردیا ہے پس ایک گروہ گرگان عرب نے آکر تیرے فراش پر تجھکو قتل کیا ہے قسم بخدا کہ اگر تجھکو خلافت ملی تو تو ایسا کئے بغیر نرہیگا اور تو نے یہ کیا تو وہ تجھے قتل کئے بغیر نچھوڑینگے پھر حضرت عثمان کی پیشانی کو ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا جب یہ باتین ہون اور ضرور ہونگی تو اُسوقت مجھکو یاد کرنا - ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ یہ تمام روایت ہے جسکو جاحظ نے کتاب سفیانیہ مین نقل کیا ہے اور ایک اور جماعت نے اُسکو درباب فراست عمر ذکر کیا ہے اور علامہ ابوالحسن ماوردی نے کتاب احکام سلطانیہ مین نقل کیا ہے - کہ عمر نے عثمان سے کہا کیف بحبک المال و الجنۃ کہ تو کیونکر مال اور بہشت کی محبت کو جمع کرسکتا ہے اور بعض روایات مین خلیفہ ثالث کو بدتراز روثہ و سرگین ارشاد کیا - غرض ان تمام حکایات و روایات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ ثانی نے اکابر صحابہ و بزرگان امت کو کہ بعد شیخین کے دوسرا انکے رتبہ کو نہین پہنچ سکتا بھرے مجمع مین ذلیل کیا اور پیٹ بھر کر انکی توہین و تحقیر فرمائی عثمان ذی النورین ثالث خلفاء راشدین کی بہت بُری طرح خبر لی کہ انکو فساق و فجار کا مسلمانون پر مسلط کرنیوالا اور مال خدا کا ناحق ناروا لٹانیوالا بتایا اور نیز انکو طالب مال اور معتقد خیال محال روپیہ اور جنت کی دوستی کا جامع فرمایا اور بموجب بعض روایات روثہ و سرگین سے بھی بدتر کہا - قبیلہ زہرہ کی کہ سعد وقاص و عبدالرحمن عوف جیسے دو رکن رکین اسلام اس سے تھے بہت بیقدری کی کہ انکو عموماً ناقابل حکومت و ریاست قرار دیا - ابن عوف کی ہرچند بموجب بعض روایات مدح کی مگر ساتھ ہی ضعیف و سست کہا لیکن بعض دیگر کے موافق اسکو فرعون امت فرمایا اور بیوی کے کہنے پر چلنے والا یعنی مطیع زن عبدالزوج کا لقب عنایت کیا - طلحتین جواری رسول الثقلین کی وہ مٹی خراب کی کہ عمر بھر اس صحبت کو نہ بھولے ہونگے - زبیر کو صاف صاف کافر کہا شیطان فرمایا انتہا درجہ کا کنجوس مکھی چوس بتایا طلحہ کو کافر منافق دشمن خدا الیذا دہندہ رسول جو کچھ کہنے ارشاد کیا اور یہ کہا کہ وہ ایک انگلی جہاد مین کٹوا کر اتنا غرور کرتا ہے کہ آپے مین نہین رہا غرض بہت بڑا سلوک خلافتمآب نے جماعہ بزرگان اصحاب سے کیا - اس سے بڑھکر صحابہ کی مذمت اور بدگوئی اور کیا ہوگی تعجب ہے اگر شیعہ خلفاء ثلثہ کی نسبت کچھ لب کشائی کرین تو حضرات اہلسنت کے نزدیک کافر زندیق اور کیا اور کیا قرار پائین اور یہان حضرت عمر برملا ان بزرگوارون کی کہ خود انکے ہی قول کے موافق رسول اللہ آخر تک انسے رضامند رہے یون مٹی پلید

ف بغرض صحت روایت خلیفہ ثانی کی حضرت عثمان کی نسبت اس وثوق کے ساتھ پیشین گوئی کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ آپ کو علماء اہل کتاب کی زبانی پہلے سے یہ حالات معلوم ہوگئے تھے - صاحب حدائق الحقائق علیہ الرحمہ نے سنن ابو داود و جامع الاصول سے نقل کیا ہے کہ عمر نے بیت المقدس مین اسقف عالم نصاریٰ سے خلفاء کے حالات دریافت کئے تھے اور اُس نے ہر ایک کی کیفیت آپ سے بیان کی تھی - اور ابن ابی الحدید نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کعب الاحبار نے آپ کو اس سے مطلع کیا تھا - اور ممکن ہے کہ حضرت رسالت پناہ سے یہ باتین سُنی ہون - بہرکیف صاحب ازالۃ الخفاء وغیرہ نے جو اس کو فراسات عمر مین داخل کرکے انتہٰی درجہ کی آپ کی مدح سرائی فرمائی ہے ایک قسم کی دھوکہ دہی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ ٭ ٭ ٭

کریں اور اِن پر ذرا حرف نہ آئے بلکہ الٹا اور یہ امر انکے مناقب و مآثر میں شمار کیا جائے۔ اگر ثلثہ کی بدگوئی شیعون کے مناقب میں شمار نکریں تو کاش انکو
معذور و معاف ہی رکھیں تو بھی غنیمت ہے۔ اِسکے بعد ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ عمر نے ابو طلحہ انصاری کو بلوا بھیجا حاضر ہوا تو کہا اے ابو طلحہ دیکھو جب
مجھکو دفن کرکے واپس پھرو تو پچاس مرد انصار کے ساتھ ننگی تلواریں لیکر حاضر ہوا اور اہل شورے سے کہو کہ کارروائی شروع کریں انکو ایک مکان میں
داخل کرکے تم اُسکے دروازے پر کھڑے رہنا کہ وہ شورے کرکے ایک کو اختیار کرلیں پس اگر پانچ شخص ایک طرف ہو جائیں اور ایک جدا رہے تو اُسے قتل کرو
اور جو چار اتفاق کریں اور دو انکار کریں تو اُن دو کی گردن مارو اور اگر تین علیحدہ ہو جائیں تو عبد الرحمن والے تین کو دیکھو کہ کونسے ہیں دوسرے تین کو
جو اُسکے خلاف ہوں مار ڈالو۔ اور اگر تین روز گزر جائیں اور یہ لوگ کسی امر پر متفق نہوں تو تمام کو قتل کرو مسلمان اپنے آپ کسی کو اپنے لئے اختیار کرلیں گے
تمام ہوئی روایت سبحان اللہ کیا فیصلہ ناطق ہے کہ تین روز میں اتفاق نکریں تو سب مارے جائیں کوئی پوچھے تین دن کی قید آپنے کونسی آیت اور کس
حدیث سے استنباط کی۔ اگر نصب خلیفہ اتنا اہم و ضروری امر تھا کہ اسمیں کوتاہی کرنیوالا کوئی کیوں نہو آپ کے نزدیک واجب القتل تھا اور در حقیقت ایسا ہی
تھا بھی نہوتا تو آپ رسول اللہ کے جنازے کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ کیوں دوڑے جاتے؟ تو اُسی روز بلکہ اسیوقت طے ہو جانا چاہیے تھا۔ نہ یہ کہ تین دن
تک اُسکا انتظار کرنا۔ علاوہ برایں جب آپ باین تسلط و تجبر اتنے عرصہ دراز میں خود اس معاملے کو طے نکر سکے یعنی اِن چھ اشخاص سے کسی ایک کو ترجیح ندیسکے
تو اُنسے بحالت ہمسری تین دن کے اندر تصفیہ کرلینے کی کیونکر آپ کو امید ہوگئی اس حساب سے تو آپنے تین دن کے بعد چھیوں کے قتل کا حکم دیکر اسلام ہی کا
خاتمہ کرنا چاہا تھا۔ حق یہ ہے کہ یہ صرف خلیفہ صاحب کی ظاہری باتیں تھیں کہ اپنے تئیں اسطرح سے صاف اور بے لاگ ثابت کرنا چاہتے تھے ورنہ اصلی
مدعا تو آپ کا اس سارے گورکھ دھندے سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنانا تھا کیوں کہ انکو اپنی گون کا دیکھ لیا تھا اور جان گئے تھے کہ کنبہ قبیلہ والا ہے
کام بھی چلا لیگا چنانچہ اسی غرض کی تکمیل کے لئے عبد الرحمن والی پخ بڑھائی تھی۔ کیا معنے کہ آپ کو یقین تھا کہ اس صورت میں بے شبہ عثمان خلیفہ
ہو جائینگے۔ اول تین شخص عبد الرحمن سعد طلحہ انکی طرف ہونگے نہیں تو پہلے دو تو باعث قرابت ہرگز اُنسے تجاوز نہیں کر سکتے پس باقی دو یا تین اگر
مخالفت بھی کرینگے تو چونکہ عبد الرحمن کے خلاف ہونگے مارے جائینگے۔ پس اس تمام منصوبہ سے در حقیقت آپ کے دو مقصود تھے ایک عثمان کو خلافت
دلوانا دوم نفس رسول کا قتل کرانا جسکے وہ آج نہیں خلیفہ اول کے عہد سے خواہاں تھے۔ جبکہ دونو نے خالد ولید کو اس کار کے لئے مقرر کیا تھا۔ جیسا کہ
پیشتر مذکور ہوا۔ یہ اسکے لئے وہ تقریر خلیفہ صاحب نے وفات سے پہلے عام مسلمانوں کے خطاب میں فرمائی اور جو روضۃ الاحباب میں بدیں عبارت نقل ہوئی ہے
بدرستیکہ نمی ترسم بر شما مگر از دو شخص یکے آنکہ گمان برد باشد کہ او احق است بخلاف از صاحب خود بنابریں با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقاتلہ و محاربہ
کند دوم آنکہ کتاب اللہ را بمد عار خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی و غیر معنی مراد۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپکو امیر المومنین کی طرف سے کھٹکا تھا کہ شاید بوجہ
اپنی حقیت کے وہ عثمان سے لڑائی کریں اور جو آیات قرآن کہ انکے حق میں نازل ہوئیں اور ہمنے باغراض نفسانی اُنکے معنے بدل رکھے ہیں وہ اصلی
معنے بیان کرکے اپنی طرف خلقت کو دعوت کریں اسلئے اُسکا یہی بندوبست کر دیا کہ اگر وہ ایسا کریں تو قتل کرو۔ اِن سب باتوں کے علاوہ ایک اور
تدبیر اُنہوں نے یہ کی کہ معاویہ و عمرو عاص کو چلتے چلتے خلافت کی چاٹ لگا گئے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ جب عمر کے خنجر لگا اور اُنہوں نے جانا کہ
میں اس زخم سے جان بر نہونگا تو اُنہوں نے کہا اے اصحاب محمد تم باہم اتفاق رکھو اور ایک دوسرے کی نصیحت و خیر خواہی میں سرگرم رہو ایسا

نہ کروگے تو مجھکو اندیشہ ہے کہ معاویہ و عمرو عاص نہ تمسے اس امر کو لے لیں اِسکے بعد شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ غرض عمر کی اس کلمہ سے یہ تھی
کہ اگر علی تک خلافت پہنچ جائے تو عمرو عاص مصر و معاویہ شام کا حاکم ہے وہ اِن ملکوں کو دبا لیں گے۔ اور نیز ابن ابی الحدید نے قضیہ شورے کی دیگر خط
پر ایک روایت طولانی محمد بن سلیمان بن قتلمش حاجب الحجاب سے بواسطہ ابو جعفر بن مکی حاجب کے نقل کی ہے اُسکے صدر میں کہتا ہے کہ محمد مذکور ایک مرد
ظریف و ادیب تھا چونکہ علوم حکمیہ ریاضیہ میں توغل رکھتا تھا اسلئے کسی خاص مذہب میں تعصب اُسکو نہ تھا ابو جعفر مسطور نے اُس سے اختلافات
واقعہ در باب خلافت کا سبب دریافت کیا تو اُس نے دو امر اصل اور منبع اِن تمام نزاعوں اور اختلافوں کے بتلائے۔ ایک یہ کہ خود رسول اللہ نے
اس امر میں (معاذ اللہ) اہمال و سستی کی کہ معاملہ یکسو نفرمایا پس اس بیان کو مشرح لکھکر اسکی نسبت آپکے عذروں کو بالتفصیل ذکر کیا ہے ہمارے
نزدیک تمام جھک مارا اور بیہودہ بکا ہے کیونکہ ہم بار بار کہہ چکے کہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ نے اس مقدمہ میں سر مو کوتاہی نہیں فرمائی۔ خلافت
امیر المومنینؑ کو حسب ارشاد رب العالمین بوجہ اتم و اکمل امت کو پہنچایا۔ اور کیونکر نہ پہنچاتے جبکہ اس مقدمہ میں وعید و شدید وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ وارد تھی یعنی ارشاد حقتعالے تھا کہ اے محمد اگر تم امر امامت علی ابن ابیطالب کا امت کو نہ پہنچاؤ گے تو گویا تمنے خدا کی کچھ بھی رسالت نہیں ادا کی
کما مر سابقا پس اسمیں ذرا شبہ نہیں کہ خدا و رسول کی طرف سے اِسکا اعلان کماحقہ ہوا اور جنکو توفیق الٰہی شامل حال تھی اُنہوں نے اس ارشاد خدا
و رسول کو قبول کیا باقی بطمع مال و جاہ اِسکے منکر ہوئے سو وہ جانیں آنحضرت کا اسمیں کیا قصور آپ کی نبوت کی بھی تو تمام عالم نے تصدیق نہیں کی۔
کروڑوں اسکے منکر رہے اور ہیں اس سے تبلیغ رسالت کو کیا عیب لگ سکتا ہے پس اِس حاجب محجوب العقل نے جو کچھ نبوت کو سلطنت دنیا پر
قیاس کرکے اپنی عقل ناقص کے موافق یہاں کلام کیا ہے سراسر لغو بلکہ کفر محض ہے اِسلئے ہمنے بھی اِن ہزلیات کو نقل نہیں کیا۔ ہاں قضیہ
شورے کی نسبت وہ جو کچھ اعتراض کرے قبول و منظور ہے اور اسپر اور ابن ابی الحدید پر حجت ہے کسلئے کہ دونو سنی المذہب اور عام اہل سنت
کی طرح ترتیب خلافت اور رشادت خلفاء ثلثہ کے قائل ہیں پس حاجب مذکور نے کہا لیکن دوسرا امر سبب اختلاف امت کا پس وہ عمر کا خلافت کو
چھ شخصوں کے شورے میں مقرر کرنا ہے کہ انمیں سے یا اور دنسے کسی ایک کو معین و مخصوص نکیا۔ اِسلئے ہر ایک کو اُنسے یہ خیال رہا کہ وہ ریاست
و حکومت کے لائق اور ملک و سلطنت کے شایاں ہے اور یہ بات اُنکے دلوں میں قائم اور اُنکے ذہنوں میں مرتکز و مرتسم ہوگئی پس اُنکی طبیعیں اسپر
نزاع کرتیں اور انکی آنکھیں اسطرف تاکتی تھیں تاکہ میں علیؑ و عثمان کے درمیان اس سے شقاق و دشمنی پیدا ہوئی اور حتے کہ عثمان کے قتل کی اسیوجہ
سے نوبت پہنچی کیونکہ اصل باعث اِس قتل کا طلحہ تھا اسکو شبہ تھا کہ خلیفہ اِسکے بعد میں ہونگا بوجہ اپنے سابقہ و جہاد کے اور بباعث اسکے کہ وہ ابو بکر کا چچازاد بھائی
تھا۔ اور ابو بکر کی قدر و منزلت اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں اس سے زیادہ تھی جتنی کہ اب ہے اور نیز اسوجہ سے ہے اُسکو امید تھی کہ وہ سیر چشم و
دلیر تھا۔ اور ابو بکر کی حیات میں عمر کا مقابلہ کر چکا تھا۔ یعنی اس سے خواستگار ہوا تھا کہ مجھکو خلیفہ بنائے پس طلحہ عثمان کے درپے رہا اور اسمیں ترقی
کرتا اور زیادہ ہوتا رہا۔ قلوب کو اسکی طرف سے پھیرتا اور دلوں کو مکدر کرتا تھا اور مدینہ والوں و دیگر اہل شہر و بادیہ کے سامنے اسمیں عیب نکالتا تھا
اور زبیر اُسکا معاون و مددگار تھا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے لئے خلافت کا امیدوار تھا اور اِن دونو کی امیدیں خلافت کی علیؑ کی امیدوں سے کمتر
درجہ کی نہ تھیں بلکہ ان سے بڑھکر تھیں کیونکہ علیؑ کا رتبہ اول و ثانی پست کر چکے تھے اور اب لوگوں کے نزدیک اُنکی وہ وقعت نرہی تھی جو پہلے تھی

جو اشخاص کہ آپ کی عہد نبوت کے خصوصیات و فضائل سے واقف تھے اکثر اُنسے فوت ہو چکے تھے جو گروہ اُسوقت اٹھا اور جوان ہوا تھا وہ انکو صرف مسلمانون سے ایک مرد خیال کرتا تھا اور یہ کہ وہ رسولخدا کے چچا کے بیٹے اور اُنکی دختر کے شوہر اور اُن کے نواسون کے باپ ہین ماسوا اسکے تمام ماثر اُنکی فضیلت کی بھول بسر گئی تھین علاوہ برین اُنکو قریش کے بغض و انحراف سے وہ امر پیش آیا تھا کہ کسی کو نہ آیا ہوگا یہ لوگ جسقدر آنحضرت سے عداوت رکھتے تھے ویسے ہی طلحہ زبیر کے دوست تھے کیونکہ کوئی وجہ عداوت کی اُنکے ساتھ نہ تھی اور وہ آخر عہد عثمان مین قریش کی تالیف قلوب کرنے اور عطا و بخشش کا انکو وعدہ دینے لگے تھے پس وہ اپنے نزدیک اور اورون کے بھی بالفعل نہین تو بالقوہ خلیفہ بنے ہوئے تھے کسلئے کہ عمر نے اُنپر نص کی تھی اور اُنکی خلافت پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ اور عمر کا قول و فعل عموماً مقبول و پسندیدہ تھا اور وہ زندگی مین اور مرنیکے بعد دونو حالتو مین نافذ الامر و مطاع تھا پس عثمان قتل ہوا تو طلحہ نے اُنکی خواہش ظاہر کی اور لوگون کو اُسپر اکسانے اور ترغیب دینے لگا اور مالک اشتر و دیگر شجاعان عرب علیؑ کی طرف وار نہوتے تو خلافت اُسوقت بھی اُنکو نہین پہنچ سکتی تھی۔ پس جب خلافت طلحہ زبیر کے ہاتھ سے نکل گئی تو انہون نے علیؑ کی حکومت مین بکھیڑا کھڑا کر دیا۔ ام المومنین کو نکالکر عراق لیگئے اور فتنہ و فساد قائم کیا کہ بنام جنگ جمل مشہور ہے بعد ازان یہ جنگ جمل جنگ صفین کا مقدمہ و پیش خیمہ بنا کیونکہ معاویہ کو علیؑ کے مقابلے کی جرات جنگ بصرہ سے پیدا ہوئی اُس نے اہل شام کو بھڑکایا کہ علیؑ ام المومنین و دیگر مسلمین سے جنگ کر کے (العیاذ باللہ) فاسق ہو گئے انہون نے طلحہ زبیر کو قتل کیا کہ اہل جنت سے تھے جو کسی مومن جنتی کو قتل کرے وہ خود جہنمی ہے پس ظاہر ہے کہ فساد صفین نتیجہ و ثمرہ تھا فساد جمل کا پھر تمام فتنہ و فساد عہد بنی امیہ کے اسی جنگ صفین و ضلالت معاویہ سے پیدا ہوئے اور فتنہ ہائے عبداللہ بن زبیر فرعین اور شاخین ہین فتنہ و فساد دیگر (قتل عثمان) کی کیونکہ ابن زبیر کہتا تھا کہ عثمان نے مرنیکے وقت مجھکو خلافت دی اور مروان حکم وغیرہ کو اس دعوے مین اپنا گواہ بنایا تھا پس حاجب نے کہا دیکھا تو نے کسطرح پر یہ امور سلسلہ وار ایک جڑ کے پودے اور ایک درخت کی شاخین اور ایک آتش کے شعلے ہین اور کیونکر بایکدگر متعلق و وابستہ اور چھ اشخاص کے درمیان شورے مقرر کرنے سے پیوستہ ہین اس سے بھی عجیب یہ ہے کہ کسی نے عمر سے کہا تو یزید بن ابوسفیان و سعید بن عاص و معاویہ و فلان و فلان کو طلقاء و مؤلفۃ القلوب سے عامل و حاکم مقرر کرتا ہے اور علیؑ و عباس و طلحہ زبیر وغیرہ کو نہین کرتا تو اُس نے کہا لیکن علیؑ پس بسبب تمکنت مجھ سے کوئی عمل قبول کرنیوالے نہین اور دیگر قریش سے مجھکو خوف ہے کہ بلاد و امصار مین متفرق ہو کر فتنہ انگیزی کرین پس جو شخص ڈرے کہ یہ لوگ شہرون مین جاکر فتنے برپا کرینگے اور خلافت کے دعویدار ہو جائینگے وہ کیونکر نہ ڈرا جبکہ شورے مین چھ اشخاص کو مساوی قرار دیا آیا اس سے زیادہ کوئی امر قریب بفساد ہے۔ پھر حاجب مذکور کہتا ہے کہ روایت ہے کہ ہارون رشید نے ایک روز اپنی بیٹون محمد و عبداللہ کو دیکھا کہ باہم کھیلتے اور ہنستے ہین یہ دیکھکر خوش ہوا مگر جب وہ اُنکی نظر سے پوشیدہ ہو گئے تو رونے لگا فضل بن ربیع نے کہا اے امیر المومنین آپ روتے ہین حالانکہ یہ مقام شادی و سرور کا ہے نہ کہ رنج و الم کا کہا اے فضل تو دیکھتا ہے کہ وہ کسطرح ایکدوسرے کے ساتھ کھیلتے اور محبت کرتے ہین قسم بخدا اُنکی محبت بغض و عداوت سے بدل جائیگی اور وہ عنقریب ایکدوسرے کی جان لینے کو تلوار کھینچین گے اور ملک و سلطنت عقیم[1] ہے۔ حاجب کہتا ہے

[1] عقیم بروزن امیر وہ مرد جسکے اولاد نہوتی ہو اور کہا جاتا ہے الملک عقیم کہ ملک عقیم ہے یعنی قرابت و رشتہ داری اسمین فائدہ نہین دیتی کیونکہ آدمی بادشاہت کے واسطے باپ بھائی بیٹے چچا ماموں سب کو قتل کر ڈالتا ہے۔ ۱۲۔ کذا فی القاموس

کہ یہ اس صورت مین تھا کہ رشید نے عہد خلافت کو بترتیب یکے بعد دیگرے اُنکے درمیان قرار دیا تھا پس کیا حال ہے اِن لوگون کا جو ترتیب وار بھی نہین بلکہ دندانہائے شانہ کی طرح سب برابر و یکسان رکھے جائین۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مینے ابوجعفر اس روایت کے راوی سے کہا کہ یہ سب تو محمد بن سلیمان سے روایت کرتا ہے تیرا اسمین کیا قول ہے تو اُس نے محمد مذکور کی تصدیق کی اور کہا وہ درست کہتا ہے۔ جب بدعت شورے اور اُسکی قباحتین کسی قدر ذہن نشین ناظرین باتمکین ہو گئین تو اب اسکے بعد کے حالات سُناتے ہین ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین ابوبکر جوہری کے حوالے سے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ جب علیؑ عمر کے پاس سے باہر آئے تو مین حضرت کے پیچھے ہو لیا عباس بن عبدالمطلب اُنکے ساتھ جاتے تھے راہ مین اُنہون نے عباس سے کہا قسم بخدا کہ خلافت ہمسے نکل گئی عباس نے کہا تمنے کیونکر جانا۔ کہا نہین سُنا تمنے قول عمر کا کہ اسطرف ہو جدھر عبدالرحمن بن عوف ہو پس سعد عبدالرحمن سے مخالفت نکریگا کیونکہ اسکے چچا کا بیٹا ہے اور عبدالرحمن عثمان کے خلاف نہوگا کیونکہ اسکا داماد ہے جب یہ تینون متفق ہو گئے تو دو باقی اگر میرے ہمراہ بھی رہے تو کیا فائدہ ہوا حالانکہ مجھکو بجز ایک کے دو کی بھی اپنی طرف ہونیکی امید نہین قطع نظر اسکے عمر نے یہ بات ظاہر کرنی چاہی ہے کہ عبدالرحمن کو ہمپر فوقیت ہے قسم بخدا کہ حقتعالے نے انکو ہمارے اوپر فضیلت نہین دی اور نہ اُنکی اولاد کو ہماری اولاد پر بزرگی بخشی ہے بخدا سوگند کہ اگر عمر زندہ رہا تو مین اُسکو جتلاؤنگا کہ وہ اول سے آخر تک ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتا رہا ہے اور اُسکی رائے ہمارے حق مین کیسی زبون تھی۔ اور اگر مر گیا اور ضرور مر جائیگا تو یہ لوگ بلاشبہ ہمارا حق مارلینے پر اتفاق کرینگے جب ایسا کرینگے اور ضرور کرینگے تو البتہ مجھسے وہ امر مشاہدہ کرینگے کہ اُنکے مکروہ طبع اور ناپسند ہوگا قسم بخدا کہ مجھکو حکومت و بادشاہی مطلوب نہین اِلا چاہتا ہون کہ عدل و انصاف کرون اور کتاب خدا و سُنت رسول اللہ کو اِس اُمت مین رواج دون راوی (سہل بن سعد) کہتا ہے کہ پھر آپ ملتفت ہوئے تو مجھکو پس پشت پایا پس میرا وہان ہونا ناگوار ہوا مینے کہا اے اباالحسن اندیشہ نکرو واللہ کہ مین آپکی ایک بات بھی کسی سے نکہونگا پس قسم بخدا کہ مجھسے کسی متنفس نے یہ روایت نہین سُنی جبتک کہ علیؑ زندہ رہے۔ اور محمد بن بابویہ علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عمر نے نامۂ شورے تحریر کیا تو عثمان کا نام اول لکھا اور علیؑ کا نام سب سے آخر درج کیا عباس نے کہا تمہارا نام سب سے پیچھے لکھا ہے تمکو ضرور اس سے نکالدینگے میرا کہنا مانو تو شورے مین داخل نہو۔ حضرت نے کچھ جواب دیا جب عثمان سے بیعت ہو گئی تو عباس نے کہا مینے کہا تھا کہ ایسا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اے عمو میرے داخل شورے ہونیکی ایک وجہ تھی جو کہ تمپر پوشیدہ تھی۔ کیا تمنے نہین سُنا تھا کہ عمر سر منبر کہتے تھے کہ حقتعالے نہین چاہتا کہ اہلبیت کے لئے نبوت و خلافت دونو جمع ہون پس مینے چاہا کہ وہ اپنی تکذیب اپنی زبان سے کرے اور لوگ جانلین کہ پہلا کلام اسکا دروغ و باطل تھا۔ ہم خلافت کی صلاحیت رکھتے ہین اور ہمارے گھر مین نبوت و خلافت جمع ہو سکتی ہے۔ عباس خاموش ہو گئے +

انفاذ وصیت بکمال فراست و فطانت

خلیفہ صاحب تو یہ وصیت کر کے اور اسطرح کام ٹھیک ٹھاک کر کے عالم بقا کو سدھارے اور اصحاب شورے حسب الامر اُنکے دفن کے بعد ایک جگہہ جمع ہوئے اُسوقت پہلی چال جو میان عبدالرحمن چلے یہ تھی کہ اپنے تئین خلافت سے نکال لیا تاکہ لوگ اُنکی کارروائی کو بےغرضانہ محض نصیحت و خیرخواہی امت خیال کرین اور اُنکے کہنے سے باہر نہون پس زبیر نے اپنا حق امیر المومنینؑ کو بخشا اور طلحہ نے عثمان کو اور سعد نے عبدالرحمن کو عبدالرحمن پہلے ہی اس سے پہلو تہی کر چکے تھے۔ اسلئے امر خلافت

امیر المومنینؑ و عثمان بن عفان کے درمیان دائر ہوا۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ عبد الرحمن نے کہا تم دونو مجھکو اختیار دیدو تاکہ بروے
انصاف تمہارے درمیان فیصلہ کردون عثمان نے کہا مجھکو منظور ہے مگر علیؑ خاموش تھے عبد الرحمن نے کہا اے ابا الحسنؑ تم میری بات کا جواب نہین
دیتے آپنے فرمایا اے عبد الرحمن عہد کر کہ راہ راست سے انحراف نکرے اور ظلم و اعتساف روا نرکھے اور اصلا رو و رعایت و رشتہ و قرابت کا لحاظ نفرمائے عبد الرحمن
نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا اور سید مرتضےٰ علم الہدیٰ نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ عبد الرحمن نے اہل شورے سے کہا کہ مجھے اختیار دو اور میرے اوپر
وثوق و اعتماد رکھو کیونکہ مین اپنے تئین اس سے نکال چکا ہون سبنے اسے قبول کیا الا امیر المومنینؑ نہین مانتے تھے تا اینکہ ابو طلحہ نے عبد الرحمن کے کہنے
سے حضرت پر زور دیا اسوقت آپنے اس سے حلف لیا کہ ایسا اور ایسا نکرے پھر کہتے ہین کہ یہ منتہائی امر تھا جو کہ امیر المومنینؑ اس موقعہ پر کر سکتے تھے۔ کیلئے
کہ عبد الرحمن نے اپنے تئین علیحدہ کرلینے سے اُنکے دلو نمین اعتبار جما لیا تھا پس حضرت کو قدرت نہ تھی کہ ان سب کے خلاف کرین پس آپنے جن باتون کا
اندیشہ تھا تصریح انکو بیان کر کے اُس سے حلف لیلیا مگر کچھ فائدہ اس حلف پر نہوا اور اُسکو جو کچھ کرنا تھا وہی کیا۔ پھر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ
اس روز مجلس اسی پر ختم ہوئی کہ عبد الرحمن امر خلافت کا مرجع و مدار علی الاطلاق ٹھہر گیا جس کسی کو کچھ کہنا سُننا ہوتا اُسکے پاس جاتا۔ بہتون کی رائے عثمان کے
حق مین بھی بوجہ اسکے حلم و حیا و جود و سخاو ورع و تقوے و حسن سلوک و مدارا کے بعض علیؑ کی جانب کو ترجیح دیتے تھے بسبب اسکے وفور علم و کیاست و
فضیلت و فراست و قرابت و نجابت و منتہائی دلیری و دلاوری و کمال تقوے و پرہیز گاری و فتوت و جوانمردی و عدالت و انصاف پروری و دیانت
و صلابت کے **نیز** روضۃ الاحباب مین ہے کہ بنی امیہ سے ایک شخص نے عمرو عاص کے پاس جاکر کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ اب یہ کار عثمان اور علیؑ کے
اوپر ٹھہر گیا ہے ہر چند کثرت رائے عثمان کیطرف ہے الا اندیشہ ہے کہ علیؑ اپنی ہوشیاری سے کام نکال لیجائے اور عثمان مُنہہ دیکھتا رہجائے عمرو نے
کہا کچھ فکر نکرو مین آج شب کو وہ تدبیر کرتا ہون کہ کل عثمان لابد خلیفہ ہوجائین پس علیؑ کے پاس گیا اور بہت خوشامد اور ہمدردی کی باتین بنا کر کہنے لگا
کہ عبد الرحمن کل آپسے پوچھے گا کہ اگر خلافت تمکو ملے تو کتاب خدا و سنت رسول و سیرت شیخین پر عمل کروگے یا نہ پس صلاح یہ ہے کہ آپ فی الفور اُسکا
اقرار نکرین کہ کثرت رغبت و حرص خلافت پر محمول ہوگا۔ بلکہ یہ کہین کہ بقدر طاقت و توان عمل کرونگا۔ اور ظاہر ہے کہ عثمان سے بھی یہی سوال ہوگا
وہ بھی اسی خیال سے پہلے خودداری کریگا پس جب دوبارہ پوچھے تو بلا قید قبول کرنا۔ اس تدبیر سے امید قوی ہے کہ خلافت تمپر قرار دیا جائے حضرت
علیؑ نے شکر گزاری کے ساتھ اس صلاح کو قبول کیا یہان سے پلٹ کر ابن عاص عثمان کے پاس گیا اور اُسے اس منصوبہ سے آگاہ کر کے کہا کہ تم بتامل
عبد الرحمن کے کلام کو قبول کرلینا انتہی۔ **مولف** اوراق کہتا ہے کہ اس روایت کے تراشنے والے نے اسکو بہت باریک اور دقیق نظر سے
تراشا ہے اسکی وضع کی علت غائی ہم ذرا آگے چلکر بتلا دینگے یہان اسقدر گزارش ہے کہ محشی صاحب روضۃ الاحباب ال داده نصرت اصحاب وضع
روایت کی اس تہ کو نہ پہنچے صرف عمرو عاص کی دغابازی پر جھلا کر آپے سے باہر ہوگئے کہ روضۃ الاحباب جیسی مشہور و مستند کتاب پر طعن کرنے لگے چنانچہ
اُسکے حاشیہ مین لکھتے ہین "این قصہ حیلہ عمرو بن عاص را از کتب معتبرہ باید جست و بر تقدیر ثبوت آن آنرا باقتضائے بشری کہ کسے از حضرات انبیار
ازان محفوظ نیست حمل باید کرد۔ اقول روضۃ الاحباب خود بڑے پایہ کی معتبر کتاب ہے جسکو شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ جیسے بزرگون نے معتبر گنا ہے
اسکے مصنف جمال الدین محدث شاہ صاحب کے سلسلہ شیوخ صاحبان اجازہ مین داخل ہین وہ آپ جیسون کے کہنے سے غیر معتبر نہین ہوسکتی اور نہ

فریب دہی عمرو عاص

اسکی روایت مین آپ کلام کرسکتے ہین۔ مگر خیر ہمنے آپ کی خاطر سے دیگر کتب معتبرہ اہلسنت کو بھی دیکھا ان مین سے بھی عمرو عاص کی حیلہ سازی در و بار بر
اظہر من الشمس ہے اور خاص یہ قصہ بھی تاریخ ابو جعفر محمد بن جریر طبری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کے صفحہ ۵۱۷ پر ہو بہو موجود ہے بلکہ جس مقام پر صاحب
روضۃ الاحباب نے کچھ مصلحت جانکر فروگزاشت کی اور مبہم لکھدیا کہ بعضے از بنی امیہ بنزد عمرو عاص رفتہ گفتند اسمین ان بعض بنی امیہ کو بتلایا ہے کہ وہ حضرت
ابو سفیان پدر امیر معاویہ تھے اور یاد رہے کہ ابو جعفر طبری وہ شخص ہے کہ آپ کی تو کیا حقیقت ہے اسکے کلام سے ابن حجر مکی اور ابن اثیر جزری جیسے
متعصب و مستند لوگ استناد کرتے ہین۔ پس اب جبکہ یہ روایت دیگر کتب معتبرہ سے بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تو عمرو عاص کی یہ مکاری بمقتضائے بشریت
نہین بتقاضائے شیطنت کہنی چاہتی بلکہ اُس نے نفس رسول کو بالاتفاق اُسکے اور جملہ مسلمین اور مسلمات کے مولے تھے دیدہ و دانستہ دھوکہ دیا اور
انبیاء کرام مشمول ائمہ عظام جمیع گناہان خورد و بزرگ سے عمداً و سہواً پاک ہین انکو عمرو عاص جیسے اشخاص انجاس سے نسبت دینا نور کو نار کہنا بلکہ محض
تیرہ و تار بتلانا ہے غرض اگلے روز پھر انجمن آراستہ ہوئی آج عبد الرحمن تلوار کر سے لگائے عمامہ سر پر باندھے بڑے کر و فر سے دربار مین آئے۔ اور
فیما بین گفتگوئین ہونے لگین۔ کہتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ و عمرو عاص دروازہ دار الشورے پر حاضر ہوئے کہ تا فی الحال سند رہے کہ ہم بھی پانچون
سوارون مین داخل تھے مگر سعد وقاص انکے مدعا کو تاڑ گئے اور ڈھیلے مار مار کر انکو وہانسے اُٹھایا تاریخ طبری مین ہے کہ عمار یاسرؓ نے کہا یار و اگر
چاہتے ہو کہ تمہارے درمیان اختلاف نرہے تو علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کرو مقداد اسود نے انکی تائید کی کہ عمار درست کہتے ہین اگر علیؑ
سے بیعت ہوگی تو اختلاف ہمارے درمیان سے اُٹھ جائیگا۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کہ زمانہ رسولخدا مین مرتد ہوگیا تا اینکہ آنحضرت نے اُسکا قتل
مباح فرمایا تھا اور عثمان نے بروز فتح مکہ بہت منت سماجت سے جان بخشی کرائی بولا اگر چاہتے ہو کہ اختلاف رفع ہو تو عثمان کے ساتھ بیعت کرو عمار نے
اُسکو جھڑکا کہ اے کافر مرتد تیرا یہان کیا کام ہے اور تجھکو مسلمانون کے کاروبار مین کیا دخل۔ بنی مخزوم سے ایک شخص نے عمار یاسر کو ناسزا کہا اور بنی ہاشم
و بنی مخزوم باہمدیگر بُرا کہنے اور دُشنام دینے لگے۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ علی علیہ السلام نے کہا لوگو تم جانتے ہو کہ ہم اہلبیت رسالت امت کے نگہبان اور
انکو خوف و خشیت سے بچانیوالے ہین ہمارا حق ہمکو دو تو حق اپنے مرکز و مقام مین قرار پکڑے۔ ورنہ ہم اپنے اونٹون پر سوار ہونگے اور جہان صلاح دیکھینگے
نکل جائینگے اور واپس نہ پھرینگے جبتک کہ جو وقت ہمارے لیے معین ہوا ہے آنہ جائے گو ہماری غیبت دراز ہو۔ قسم بخدا کہ اگر رسول اللہ ہمسے عہد نہ
لیتے اور ان حالات کی خبر ندیتے تو مین اپنا حق کسی کے پاس نہ جانے دیتا اور اسکی تحصیل مین ساعی ہوتا گو اسکے پیچھے اپنی جان گنوانا انتہی۔ ایک اور
ہوشیاری حضرت عبد الرحمن سرپنچ صاحب نے یہ کر رکھی تھی کہ وہ ابتدا سے اسوقت تک بھی دھوکہ دیتے اور ظاہر کرتے تھے کہ علی علیہ السلام ہی کو خلافت
دینے والے ہین چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے "روایتے از مسعود آنکہ گفت بامداد کردیم و گمان نمی بردیم بروے الا آنکہ با علیؑ بیعت خواہد کرد" یعنی انکا اظہار
ہی ساخت از قرائن تقدیم و تلطف باو۔ الغرض ہمین موقعہ پر عبد الرحمن نے وہی آڑ لگا لگایا جسکو پہلے سے صلاح و مشورے و سوچ سمجھنے کے بعد مہیا
کر رکھا تھا یعنی امیر المومنینؑ سے کہا یا علیؑ اگر تمسے بیعت کیجائے تو آیا تم کتاب خدا و سنت رسول و سیرت ابوبکر و عمر پر عمل کروگے یا نہ آپنے اسکا جواب اسطرح
اسطرح پر ارشاد کیا کہ سیرت شیخین سے جسقدر کتاب اللہ و سنت رسولؐ کی مطابق ہے اُسپر عمل کرونگا نہ اسکے مخالف پر۔ کامل ابن اثیر مین ہے کہ فرمایا۔
فاعمل بمبلغ علمی و طاقتی کہ بمقدار اپنے علم و طاقت کے عمل کرونگا۔ غرض کچھ ہو حضرت نے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی ہامی نہین بھری اور اسی

انکار ہی کیا۔ یہی انکار آنحضرت کا باعث ہوا کہ واضع کو عمرو عاص والی گزشتہ روایت وضع کرنی پڑی تاکہ ظاہر کرے کہ یہ انکار حضرت نے عمرو عاص کے کہنے سے کیا از خود نہیں کیا اور اس سے خلفاء راشدین کے باہمی تعلقات پر حرف نہ آنے پائے۔ مگر بناوٹی بات تو نہیں یہی تو عیب ہوتا ہے کہ اُنسے بنانیوالے کا پورا مدعا حاصل نہیں ہوتا اس روایت اغوار عمرو عاص سے یہ فائدہ ہوا کہ حضرت امیر المومنین سیرت شیخین کے منکر نہ تھے تو اسقدر نقصان بھی ہوا کہ عمرو عاص کی قلعی کھل گئی کہ وہ بھی تمام صحابہ کی عدالت کے قائلون کے واسطے کچھ تھوڑی بات نہین چنانچہ اسی نقصان کے خیال سے روضۃ الاحباب کا محشی بغیر اسکے کہ نکتہ مذکورہ بالا کو پہنچے اسکے مصنف سے بگڑ گیا کہ اُس نے عمرو عاص کی توہین کی۔ بالجملہ حضرت امیر المومنین شیخین وغیر شیخین کو راہ راست بتانیوالے تھے نہ کہ انکی سیرت بحق و باطل پر عمل کرنیوالے پس بلا شبہ آپنے اس لزوم مالایلزم سے تہ دل سے انکار کیا نہ کہ عمرو عاص کے سکھانے بہکانے سے عمرو عاص جیسون کا مقدور نہ تھا ایسی باتون کے لئے حضرت کے سامنے لب کشائی کر سکے انکا سُننا اور قبول کرنا یعنی دھوکہ کھانا تو بڑی بات ہے۔ القصہ عثمان نے عبد الرحمن کے کہنے کو فوراً قبول کر لیا اور بیعت اُنکے ساتھ ہوگئی۔ ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ اُسوقت امیر المومنین علیہ السلام نے کہا اے عبد الرحمن یہ پہلا دن نہین ہے کہ تم ہمارے ضرر رسانی پر متفق ہوئے ہو فصبرٌ جمیلٌ واللہُ المستعانُ علیٰ ما تصفونَ قسم بخدا کہ تو نے آج عثمان کو اسلئے خلافت دی ہے کہ کل وہ تجھکو واپس دے واللہ کُلَّ یومٍ ھُوَ فی شان اور شان کبریائی جناب الٰہی ہر روز ایک نئے رنگ پر ہے۔ **بروایت** ارشاد شیخ مفید فرمایا۔ دامادی عثمان تجھکو اسکی باعث ہوئی جو تجھ سے ظاہر ہوا قسم بخدا کہ تو نے اس سے وہ امید کی جو عمر نے ابوبکر سے کی تھی۔ فدقّ اللہ بینکما عطر منشم منشم[*] مکہ کی ایک مشہور عطر فروش عورت کا نام ہے قبیلہ خزاعہ و جرہم مین آئے دن جنگ و فساد رہتے تھے یہ لوگ کبھی کبھی اسکے عطر سے اپنے تئین خوشبو کر کے لڑنے جاتے جس مرتبہ ایسا کرتے اسی مرتبہ زیادہ قتل ہوتے اسلئے اُسکا عطر نحوست مین ضرب المثل ہو گیا تھا حضرت نے اپنے اس قول دق اللہ بینکما الخ مین اسکی طرف اشارہ کیا کہ حقتعالے تمہارے درمیان عطر منشم کام مین لائے یعنی پھوٹ اور نفاق تم مین پڑے۔ یہ دعا آپ کی جلد مستجاب ہوئی اور عثمان اور عبد الرحمن کے درمیان ایسے بیر پڑی کہ ایک نے دوسرے کو ترک کیا اور مہاجرت اختیار کی اور بایکدگر صورت دیکھنے اور ملنے کے روادار نہ تھے۔ اور نوبت انکی یہ پہنچی تھی کہ عثمان عبد الرحمن کو منافق کہتے اور عبد الرحمن بیچ و تاب کھاتا اور جھنجھلاتا کہ مینے کسلئے اسکو خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اگر اب میرا اختیار ہو تو جوتی کا تسمہ اُسے نہ دون اور عہد کیا کہ کبھی اسکے ساتھ ہمکلام نہونگا۔ آثار الخفا مین ہے کہ ولید بن عقبہ نے عبد الرحمن سے کہا کہ تو امیر المومنین پر جفا کرتا ہے کہ اس سے نہین ملتا کہا اس سے کہدینا کہ مین احد کے دن نہین بھاگا جنگ بدر سے غیر حاضر نہ تھا اور سنت عمر کو مینے ترک نہین کیا۔ یعنی یہ سب باتین تجھ سے عمل مین آئی ہین مجھ سے نہین۔ اور کتاب اخبار البشر مین ہے کہ عثمان عبد الرحمن کی عیادت کے لئے اُسکے گھر گئے تو اُس نے دیوار کی طرف مُنہ پھیر لیا۔ اور انکی ساتھ بات نہ کی۔ **حدیث مناشدہ**۔ سنی و شیعہ نے روایت کی ہے کہ روز شورے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اپنے فضائل حاضرین سے بیان کئے اور اپنے حقوق انکو جتلا کر حجت کو بطرز اکمل اُن پر تمام کیا اخطب خطباء خوارزم نے اپنی کتاب مناقب مین اور ابن مغازلی شافعی ابن مردویہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابون مین باسناد خود ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا بروز شورے مین دروازہ پر

[*] منشم بفتح میم و کسر شین بروزن مجلس ایک خوشبو ہو دشواری سے کوٹی جاتی ہے اور ایک حسین و جمیل لڑکی مکہ کی رہنے والی کا نام ہو کہ خوشبو بیچتی تھی اور اسکی یہ مثال مشہور ہو انتم من عطر منشم ۱۲ منتہی

حاضر تھا کہ آوازین اندر سے بلند ہوئین پس سنا مینے کہ علی علیہ السلام کہتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور قسم خدا کی کہ مین اس کار کے لئے اسکی نسبت احق و اولیٰ تھا مگر مینے سنکر اطاعت کی بخوف اسکے کہ یہ لوگ پھر دین آبائی کی طرف لوٹ کر کافر ہو جائین اور ایک دوسرے کو قتل کرین اسکے بعد ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی قسم بخدا کہ مین عمر سے بہتر تھا۔ مگر اسی خوف سے کہ یہ لوگ اسلام کے بعد مرتد نہو جائین سنکر خاموش رہا اب تم عثمان کے ساتھ بیعت کرنا چاہتے ہو۔ تو مین نہین سُنتا اور نہین مانتا پس آپ نے فضائل بیان کرنے شروع کئے۔ تمام حاضرین نے جملہ فضائل کو تصدیق و تسلیم کیا ابن مغازلی نے بتیس فضائل لکھے ہین کہ اسوقت پیش کئے گئے اور طبری نے لکھا ہے فھذہ اکثر من مائۃ خصلۃ اورد ھو علیہ السلام علی الامۃ فضلہ اللہ بھا یعنی سو سے زیادہ خصلتین ہین کہ آنحضرت نے اُمت کے سامنے بیان کین کہ حقتعالے نے اُن کے ساتھ آپکو فضیلت بخشی ہے اور علامہ ابراہیم بن محمد الحموینی نے کہ بزرگان علماء اہل سُنت سے ہے اس حدیث مناشدہ کو سلیم بن قیس ہلالی سے اور بھی بسط سے اسکو روایت کیا ہے۔ چنانچہ مرزا محمد تقی لسان الملک صاحب ناسخ التاریخ نے اسکی روایت کو مختلف مقامات مین ٹکڑے ٹکڑے کر کے درج کیا ہے۔ بموجب اس روایت کے کوئی دو سو آدمی مہاجر و انصار کے سامنے حضرت نے ان فضائل کو ارشاد کیا اور اپنی امامت پر انسے احتجاج فرمایا۔ بالجملہ ہم یہان تمام حدیث کو نقل نہین کرتے صرف تھوڑا سا اسمین سے بطور نمونہ کے لکھتے ہین اور پوری روایت کو کتب مبسوطہ پر حوالہ کرتے ہین پس حضرت امیر المومنین نے اصحاب شورے سے کہا کہ مین اب تمپر اسطرح سے حجت تمام کرتا ہون کہ عرب و عجم بھی اُسکے تغیر دینے پر قادر نہونگے۔ اُنشدکم باللہ ایھا النفر جمیعاً ھل فیکم احدٌ وحّد اللہ قبلی فقالوا اللھم لا یعنی قسم دیتا ہون مین تمکو اے گروہ حاضرین خدائے بزرگ و برتر کی کہ آیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے جسنے کہ خدا کو مجھ سے پہلے واحد و یکتا جانا یعنی سب سے پہلے اسلام لایا ہو۔ سب نے کہا اے بار خدا نہین پھر فرمایا آیا تم مین ہے جسکا جعفر طیار سا بھائی حمزہ سید الشہداء سا چچا فاطمہ زہرا دختر رسول اللہ سی زوجہ حسنین سردار جوانان بہشت جیسے فرزند ہون سب نے کہا نہین غرض اسی طرح اپنے مناقب گنواتے اور قسمین دے دیکر ہر ایک کا اقرار لیتے چلے جاتے تھے تا اینکہ فرمایا انشدکم باللہ ھل فیکم احدٌ قال لہ رسول اللہ اللھم ائتنی باحبّ الناس الیک والیّ واشدھم لک حبّاً ولی حبّاً یاکل معی من ھذا الطیر فاتاہ واکل معہ غیری یعنی تمکو قسم دیتا ہون خدائے عزوجل کی کہ آیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے کہ رسول اللہ نے اسکی نسبت دعا کی ہو کہ خداوندا میرے پاس اُس شخص کو بھیج جو تیرے اور میرے نزدیک تمام آدمیون سے زیادہ محبوب ہو اور سب سے زیادہ تیرے اور میرے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ کہ آکر میرے ساتھ اس مرغ بریان کو تناول کرے اور وہ آنحضرت کے پاس آیا ہو اور آپکے ساتھ اکل مرغ مین شریک ہوا ہو بجز میرے قالوا اللھم لا ان سب نے کہا نہین۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ حدیث طیر کتب اہلسنت مین مشہورات متواترہ سے ہے۔ تا اینکہ کہتے ہین کہ بتیس اشخاص نے اصحاب جناب رسالتمآب سے اسکو نقل کیا ہے اور بزرگان محدثین نے اسمین علیحدہ رسالے لکھے ہین۔ مجمل اس قصہ کا بروایت انس بن مالک وغیرہ اسطرح پر ہے کہ ایک شخص بُھنا ہوا مرغ حضرت رسولخدا کے کھانے کے لئے ہدیہ کے طور پر لایا تھا و بروایت علامہ طبرسی احتجاج مین بہشت سے آیا تھا اور جبرئیل امین لائے

مناشدہ و نشاد و قسم کھلانا۔ چونکہ اس حدیث مین حضرت امیر نے حاضرین کو قسمین دے کر یعنی اُنشدکم باللہ انشدکم باللہ کہکر ایک ایک فضیلت کا اقرار لیا تھا۔ اس لئے یہ حدیث حدیث مناشدہ کے نام سے موسوم ہوئی ۱۲ منہ عفی عنہ

لائے تھے پس اُسوقت آپنے بطریق مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطیر
پروردگارا اُس شخص کو کہ تیرے نزدیک محبوب ترین خلائق ہو میرے پاس بھیج تاکہ میرے ساتھ اس پرند کے کھانے مین شریک ہو یہ دعا ختم ہوئی
تھی کہ امیر المومنینؑ نے دروازہ پر آکر دستک دی انس بن مالک کو کہ خدمت دربانی پر مامور تھا رشک پیدا ہوا اور یہ کہکر حضرت رسالت پناہ اسوقت کسی کام
مین مشغول ہین حضرت کو اندر نہ جانے دیا تھوڑی دیر مین پھر رسولخدا نے دعا کی پھر امیر المومنینؑ تشریف لائے انس نے پھر وہی خلاف واقع جواب دیکر حضرت
کو ٹال دیا غرض تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رسول دعا کرتے اور امیر المومنینؑ بر طبق اسکے در دولت پر حاضر ہوتے اور انس جھوٹ بولکر آپ کو ٹالدیتا
چوتھی مرتبہ جو حضرت نے دعا کی تو حضرت امیرؑ نے آکر بزور دروازہ کھٹکایا رسول اللہ نے آواز سُنکر اندر بلالیا۔ اور فرمایا یا علیؑ مین دیر سے تمہارا انتظار کر رہا
ہون تم کسلئے نہین آئے تھے حضرت نے حال اپنے بار بار آنے اور بحیلہ انس پھر جانے کا بیان کیا۔ فرمایا اے انس کیا باعث ہوا کہ تو نے علیؑ کو میرے پاس
نہ آنے دیا عرض کی مین چاہتا تھا۔ کہ یہ دعا آپ کی انصار سے کسی کے حق مین قبول ہو فرمایا کہ کوئی انصار مین ہے کہ علیؑ سے بہتر و افضل تر ہو۔ بروایتے
کہا احببت ان یکون فی رجل من قومی کہ مینے چاہا کہ یہ دعا میری قوم سے کسی کے حق مین ہو فرمایا ان الرجل یحب قومہ بیشک آدمی
اپنی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ غرض نبیؐ و وصیؑ نے ساتھ بیٹھکر وہ مرغ تناول کیا۔ بموجب اس روایت کے امیر المومنینؑ محبوب ترین خلائق تھے خدائے
رب العالمین کے نزدیک اور یہ ایک بے نظیر منقبت ہے آپ کے لئے افسوس کہ خلیفہ ثانی آپ کے ہوتے سالم مولائی ابی حذیفہ کی آرزو کرتے تھے کہ بموجب
انکی اپنی روایت کے شدید الحب فی اللہ تھے نہ کہ احب الخلق الی اللہ۔ ان دونو باتو نمین زمین آسمان کا فرق ہے **القصہ** حضرت امیر المومنینؑ
نے حدیث وصایت حدیث مواخات حدیث منزلت وغیرہ کو مجمع کے سامنے پڑھا استخلاف عظیم روز غدیر خم کو یاد دلوایا۔ ابلاغ سورۂ برات کا عزل
ونصب جتلایا۔ غرض فضیلتون کے انبار اور حجتون کے تودے لگا دئے مگر ناحق شناس عبد الرحمن بن عوف پر کہ یکطرفہ کارروائی کر چکا تھا ذرا
اثر نہوا اور کہا تو یہ کہا جو کہ روضۃ الاحباب مین منقول ہے ‘‘درین حال عبد الرحمن گفت یا ابوالحسن ہمہ فضائل را کہ شمردی چنین ست کہ تحت
تصرف بیان آوردی وجمیع اصحاب بدین امور اقرار واعتراف دارند۔ لیکن اکنون اکثر مردم بعثمان بیعت نمودہ اند متوقع از جناب تو آن کہ
با جمہور موافقت نمائی وبقدم قبول پیش آئی حضرت نے اسکا جواب بموجب روایت اسی روضۃ الاحباب کے اس طرح پر دیا بخدا سوگند کہ شما میدانند
کہ احق بخلافت کیست وبا این بمقتضاء علم خود عمل نمے نمائید بنا بر ملاحظہ اغراض ومصالح دنیوی خود واللہ کہ من مسلم داشتم بر خود تیراکہ مے دانم
کہ سلامت مسلمانان درین تنزل وتسلیم ست چہ درین تسلیم حیف خاصتہ برین ست وبر اسلام ومسلمانان ترک مناقشہ ومنافسہ کردم طلبا للاجر۔
پھر صاحب روضہ کہتے ہین کہ یہ اشعار آبدار اس ابر گوہر بار سے صفحۂ روزگار پر یادگار رہے مناسب اس قول وگفتار کے ہین ؎
قد یعلم الناس انا خیرھم نسبا ٭ ونحن افخرھم نسبا اذا فخروا ٭ رھط النبی وھم ماوی کرامتہ ٭ وناصر الدین والمنصور من نصروا ٭
والارض تعلم انا خیر ساکنھا ٭ کما یشھد بہ البطحاء والمدر ٭ والبیت ذی الستر والارکان لو سالوا ٭ نادی
بذلک رکن البیت والحجر ٭ اور مناسب مقام ہین یہ اشعار ؎ کمال قدر تو ہرگز کجا تواند دید ٭ بچشم ہر فلک کحل گر
شود زرقا ٭ فراز قدر تو قدر دگر چنان باشد ٭ کہ وہم ازان سوے گردن گمان برد صحرا ٭ اگر ز کوہ بپرسد کسے ز بانگ بلند ٭ کہ در میانہ اولاد آدم

وحوا ٭ کسے نظیر تو خیز زمانہ ندید ٭ ٭ برآنچہ گفت گواہی دہد زبان صدا ٭ ٭ اور احتجاج مین ہے کہ بعد اتمام مناشدہ کے حضرت امیر المومنینؑ نے جماعت
حاضرین سے فرمایا کہ اب جبکہ تمنے ان باتو نکا اقرار کیا۔ اور رشد و ہدایت بعد حضرت رسولخدا یہ امر اچھی طرح تمہارے اور ظاہر و آشکار ہو گیا تو خدا ے عزو
جل شانہ کی مخالفت و نافرمانی کرو پس حق کو اہل حق کیطرف واپس کرو تاکہ سنت رسول اللہ کی متابعت کی ہو۔ پس وہ یہ سنکر ایک دوسرے کو دیکھنے
اور باہم غمزہ وکنایہ کرنے لگے کہ بیشک یہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہین اور تمام پر فضیلت و فوقیت رکھتے ہین۔ الا اگر خلافت انکو ملی تو سب کو برابر رکھینگے
اور کسی کو کسی پر ترجیح وتفضیل نہ دینگے بخلاف عثمان کے کہ تمہاری مرضی کے موافق کام کریگا پس عثمان کے ساتھ بیعت کی۔ ابن ابی الحدید کہتا ہے خرج
عثمان علی الناس ووجھہ متھلل وخرج علیؑ وھو کاسف البال مظلم کہ عثمان لوگون مین برآمد ہوئے۔ حالانکہ انکا چہرہ مارے خوشی کے
چمکتا تھا اور علی علیہ السلام شکستہ دل و غمگین تھے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارے سوا کسی دوسرے کے ساتھ بیعت ہوتی تو ہم نہ کرتے
عبد الرحمن نے کہا جھوٹ کہتا ہے تو بخدا قسم کہ اور سے بیعت ہوتی تو لابد تجھکو بیعت کرنی پڑتی تجھکو اسمین دخل ہی کیا ہے اے پسر زن زانیہ و باغیہ
جرم کے۔ قسم بخدا کہ اگر کوئی اور خلیفہ ہوتا تو تو اسکے سامنے بھی خوشامد وطمع دنیا سے ایسی ہی باتین بناتا جیسی عثمان کے آگے بناتا ہے دونو میان سے
مغیرہ نے کہا اگر امیر المومنینؑ (عثمان) کا لحاظ نہوتا تو مین بھی تجھے ایسا جواب دیتا جو تیرے تئین ناگوار گزرتا۔ پس دونو وہان سے چلے گئے۔ پھر شعبی سے
نقل کرتا ہے کہ عثمان اپنے مکان پر پہنچے تو بنی امیہ اسکے گرد جمع ہو گئے حتے کہ تمام مکان اُنسے پُر ہو گیا۔ پس دروازہ بند کر لیا۔ اسوقت ابوسفیان بن
حرب نے کہ نابینا ہو گیا تھا پوچھا آیا تمہارے درمیان کوئی غیر شخص تو نہین۔ کہا نہین۔ اُس نے کہا اے گروہ بنی امیہ اب تم اس بادشاہت سے کہ تمہارے
درمیان آگئی ہے منتفع ہو۔ اور ایک دوسرے کی طرف گیند کی طرح اسکو لڑکاؤ اور اس سے کھیلو۔ **فوالذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب**
ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ یعنی اُسی کی قسم ہے کہ جسکی کہ ابوسفیان قسم کھایا کرتا ہے کہ کوئی عذاب ہے نہ حساب وکتاب نہ
بہشت نہ دوزخ نہ حشر ونشر نہ قیامت۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر عثمان نے اُسے جھڑکا اور یہ کلام اُسکو بُرا معلوم ہوا اور اُسکو وہان سے نکالدیا۔ **حقیر**
مؤلف کہتا ہے کہ عثمان نے جھڑکا الخ یہ فقرہ راوی نے بظاہر اصلاح معاملہ وعثمان کو اعتراض سے بچانیکی غرض سے بڑھایا ہے۔ نہین تو عثمان
ایسے ہی جھڑکنے والے ہوتے تو پہلے سے مکان کا دروازہ کاہیکو بند کیا جاتا دروازہ بند کرنے سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ خلوت کر کے ایسا ہی زہر اُگلنا اور کفر
وزندقہ کی باتین کرنی چاہتے تھے۔ نیز اگر عثمان ٹھیک ٹھیک بائے بند شرع ہوتے تو اس ظاہر وباطن کے اندھے کو پکڑواکر اس سے توبہ کراتے نہ کرتا تو
اسکو قتل کرواتے۔ یہ جھڑک کر چپکا ہو رہنا کیسا مرتد کے لئے صرف جھڑک دینا اور گھر سے نکلوانا کب کافی ہے۔ بہرکیف امیر معاویہ کے باد اصحاب کے دین و
ایمان کے شعبی جیسے بزرگون کے قول کے موافق یہ کیفیت تھی۔ مگر تعصب بھی کیا بُری بلا ہے کہ آدمی کو از خود رفتہ کر دیتا ہے۔ ابن حجر مکی ہیتمی نے
رسالہ تطہیر الجنان واللسان عن مثالب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان مین اسی ابوسفیان کی کیا کچھ مدح گستری نہین کی اور تو اور اسکے ایمان کو سراہا یعنی
اسکو اکابر صادقین وافاضل مومنین سے ایک قرار دیا ہے **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ مین ایک رات نماز عشا
کے بعد مسجد مین بیٹھا تھا اور لوگ سب متفرق ہو گئے تھے صرف ابوسفیان اور اسکا بیٹا معاویہ رہ گئے تھے۔ مین ستون کی اوٹ مین تھا کہ ابوسفیان
نے معاویہ سے کہا دیکھ کہ اس مسجد مین کوئی آدمی تو باقی نہین حالانکہ ابوسفیان اسوقت نابینا تھا معاویہ نے مسجد کا چراغ ہاتھ مین اُٹھا لیا اور

بیان حال ابوسفیان ابن حرب

اُسے لیکر چاہطرف گھومتا اور تلاش کرتا تھا مین ستون کے پیچھے گردش کرتا جاتا تھا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے جب اچھی طرح دیکھ بھال کر چکا تو کہا یہان کوئی نہین ابوسفیان نے کہا یابُنیَّ اوصیک بدین الاباء والاجداد اے فرزند مین تجھکو وصیت کرتا ہون کہ تو اپنے باپ دادون کے دین کو نہ چھوڑے وایاک ودین محمد فانہ سبب فقرنا اور خبردار کہ محمدؐ کا دین نہ اختیار کرنا کیونکہ وہ باعث ہمارے فقر اور درویشی کا ہے۔ ولا یھولنک قول محمد من البعث والنشور اور زنہار کہ تو محمدؐ کی باتون سے ڈرے کہ مرنیکے بعد پھر زندہ ہونگے اور حشر و نشر و بہشت دوزخ ہوگا جب نصیحت تمام ہوئی تو معاویہ نے کہا ذلک رأیی یا ابتاہ اے پدر گرامی اطمینان رکھو کہ میرا یہی اعتقاد ہے جو تمہارا ہے۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ علیؑ اپنے مقام پہنچے تو اپنے کنبے والون کو خطاب کرکے کہنے لگے اے پسران عبد المطلب یہ لوگ پیغمبر خدا کی وفات کے بعد تمسے ویسی ہی عداوت کرتے ہین جیسی کہ آنحضرت کی حیات مین اُنکے ساتھ کرتے تھے۔ جہانتک اُنکا مقدور ہوگا وہ کبھی خلافت و امارت کو تم تک پہنچنے دینگے اور بلا زور شمشیر ہرگز حق کی طرف نہ رجوع لائینگے۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت عبد اللہ بن عمر خطاب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور اُنہون نے آتے ہوئے حضرت کا یہ کلام سُنا۔ اندر آئے تو کہا اے ابو الحسن تم لوگون کو باہمدگر لڑوانا اور قتل کروانا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا خاموش ہو اے ہو تجھپر اگر تیرا باپ اور اُسکے پہلے پچھلے سلوک ہمارے ساتھ نہوتے تو آج پسر عفان اور ابن عوف کی مجال نہتھی کہ میرے ساتھ نزاع کرتے عبد اللہ اتنا سنکر وہانسے اُٹھے اور چلدیے۔ اگلے روز مقدادؓ۔ عبد الرحمن سے ملے اور اُسکا ہاتھ پکڑکر کہنے لگے جو تونے کیا ہے اگر اس سے رضائے خدا کا ارادہ کیا ہے۔ تو خشتعالے ثواب دنیا و آخرت تجھکو دیگا ورنہ محض دنیا چاہی ہے تو دنیا تجھے ملے گی اور مال تیرا زیادہ ہوگا یعنی آخرت سے بے نصیب رہے گا عبد الرحمن نے کہا خدا تجھے رحمت کرے سُن مقداد نے کہا مین کچھ نہین سُنتا اور اُسکے ہاتھ سے ہاتھ چھوڑاکر چلے گئے اور ابن اثیر کامل مین کہتا ہے کہ مقداد اسود نے عبد الرحمن سے کہا تو نے اُس شخص کو چھوڑا ہے جو بحق فیصلہ کرنیوالا اور عدل و نصفت مین یکتا ہے عبد الرحمن نے کہا قسم بخدا مینے مسلمانون کی خاطر بہت جد و جہد کیا مقداد نے کہا کسی کو وہ پیش نہین آیا جو اہلبیت پیغمبر کو آنحضرت کی وفات کے بعد پیش آیا تعجب ہے کہ قریش نے اُس شخص کو ترک کیا جسکی برابر حاکم عادل ہو نہین سکتا۔ قسم بخدا کہ اگر مجھکو مددگار ملین تو اُنسے جنگ کرون۔ عبد الرحمن نے کہا اے مقداد خدا سے ڈر اور فتنہ انگیزی نکر۔ بروایت اول علی علیہ السلام کے پاس جاکر کہا اُٹھو اور جہاد کرو اس قوم پر کہ ہم بھی تمہارے ساتھ جہاد کرین آنحضرت نے کہا رحمک اللہ کن لوگون کو لیکر اُن پر جہاد کرون اتنے مین عمار یاسر بھی وہان آئے اور اس شعر کو زور زور سے پڑھتے تھے یاناعی الاسلام قم فانعہ قد مات عرف وبدا انکر یعنی اے اسلام کی موت کے خبر دینے والے اُٹھ اور اُسکے مرگ کی خبر دے تحقیق کہ نکوکاری جاتی رہی اور بدکاری ظاہر ہوئی۔ پھر کہا قسم بخدا کہ اگر مین معاون و مددگار پاتا تو اُن لوگون پر جہاد کرتا اور قسم خدا کی اگر ایک آدمی بھی اُنسے جنگ کرے تو مین اُسکا دوسرا ہون علیؑ نے کہا اے ابو الیقظان قسم بخدا کہ میرے پاس اعوان و انصار نہین کہ اُنکو ساتھ لیکر جنگ کرون اور نہین چاہتا کہ تمکو تمہاری طاقت سے زیادہ تکلیف دون۔ راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد علیؑ معہ چند نفر اپنے اہلبیت کے اپنے گھر مین بیٹھے رہتے تھے اور بخوف عثمان کوئی اُنکے پاس آتا جاتا نہ تھا۔ شیخ سدید مفید علیہ الرحمہ نے جندب ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا مین عثمان کی بیعت کے بعد علی ابن ابیطالب کے پاس داخل ہوا دیکھا مینے کہ وہ حضرت سر جھکائے ملول و حزین بیٹھے ہین۔ مینے عرض کی

روایت جندب ابن عبد اللہ

عجب صدمہ عظیم آپ صاحبون کو پہنچا ہے۔ فرمایا فصبرٌ جمیلٌ مینے کہا سبحان اللہ قسم بخدا کہ آپ بڑے صابر ہین فرمایا اگر مین صبر نکرون تو کیا کرون عرض کی گھر سے نکلکر ان لوگون کے درمیان کھڑے ہون۔ اور اُنکو اپنی طرف دعوت کرین۔ اور قرابت پیغمبر اور سبقت اسلام کا واسطہ دین اور ان غاصبون پر اُنسے طلبگار اعانت ہون۔ اگر سو مین دس آدمی بھی آپ کی نصرت کرین تو ان دس سے اُن سو کو مغلوب فرمادین اطاعت کرین تو فبہا ورنہ اُن کے ساتھ جنگ کرین فتح ہوئی تو وہ ایک سلطنت ایزدی ہے کہ حقتعالے نے اپنے نبی کو بخشی آپ سب سے زیادہ اُسکے حقدار ہین۔ اور جو اسمین کام آئے تو درجہ شہادت آپ کو ملیگا اور بوجہ وراثت رسول اللہ آپ خدا کے نزدیک معذور و ماجور ہونگے۔ فرمایا اے جندب تیرے نزدیک سو مین سے دس آدمی اس دعوت کو قبول کرلینگے مینے کہا ہان مجھکو اسکی امید ہے آپ نے فرمایا لیکن مجھکو تو یہ امید نہین بلکہ سو مین سے دو کی بھی امید نہین کرتا۔ اور مین اسکی وجہ تجھے بتلاتا ہون یہ اسلئے ہے کہ تمام خلائق کی نظر اس مقدمے مین قریش کی طرف ہے اور قریش کہتے ہین کہ آل محمد اپنے تئین اورون سے برتر گنتے ہین اور سب سے زیادہ آپ کو اسکا مستحق جانتے ہین پس اگر ہم انکو حکومت دین تو وہ ہمیشہ ان ہی کے درمیان رہیگی اور کوئی دوسرا اس سے منتفع نہوگا اور جو اورون کو خلیفہ مقرر کرینگے تو باری باری سب اس سے فائدہ اُٹھاتے رہین گے قسم بخدا کہ قریش بطوع و رغبت کبھی ہمکو خلافت نہ دینگے۔ مینے کہا کہ مین جاکر آپ کی یہ باتین لوگون کو سُناکر آپ کی طرف دعوت کرون فرمایا اے جندب ابھی اسکا موقعہ نہین جندب کہتا ہے کہ مین اسکے بعد عراق کو واپس آیا پس جہان کہین آپ کے فضائل و مناقب اور آپکے حقوق مسلمانون کے سامنے بیان کرتا تو وہ مجھکو دھمکاتے اور جھڑکیان دیتے تا اینکہ میری باتین ولید بن عقبہ تک کہ عثمان کی طرف سے حاکم کوفہ تھا پہنچین اُس نے مجھکو بلاکر قید کرلیا اور اُسوقت تک جب تک کہ میرے حق مین اُسکے پاس شفاعت نہوئی مجھکو رہا نکیا۔

خطبہ نخستین خلیفہ ثالث

حضرت عثمان کو اخذ بیعت سے فارغ ہوکر گھر پر آئے بہت دیر نہوئی تھی۔ اور ابھی وہ اپنے بھائی بندون کے ساتھ مبارک سلامت ہی مین مصروف تھے کہ اتنے مین عبد الرحمن بن عوف اُنکے پاس گئے اور کہنے لگے کہ یہ وقت گھر مین بیٹھنے کا نہین چلو چلکر مسجد مین خطبہ کہو اور لوگونکو وعظ و پند کرو اور عدل و احسان کے وعدے سے اُنکے دل کو تسلی و اطمینان بخشو بنابرین عثمان مسجد مین آئے حضرت رسولخدا کا منبر تین درجے کا بنا ہوا تھا حضرت سب سے اوپر کے درجہ پر جلوہ فرما ہوتے تھے ابوبکر خلیفہ ہوئے تو بپاس ادب اُس درجے کو چھوڑکر درمیان کے زینے پر بیٹھنے لگے عمر نے انکا بھی لحاظ کیا اور آخری درجہ پر بیٹھنا شروع کیا عثمان فرط مسرت مین سب کا پاس و لحاظ بھول گئے اور سیدھے درجۂ مقام رسولخدا پر جا بیٹھے اس مرد آدمی نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ ابھی تو اور سیرت شیخین کی پیروی کا قول و اقرار کرچکا ہون کہ اسی اقرار سے میدان مارا اور خلافت جیتی ہے اسی دم اسکے خلاف کرنا کونسی انسانیت ہوگی۔ حضرت باحیا کا ابوبکر و عمر کی سنت کے برخلاف ممبر کے اوپر کے درجہ پر بیٹھ جانا صاحب روضۃ الاحباب نے بیان کیا ہے الّا وہ یہ عذر کرتے ہین کہ پایہ زیرین پر بیٹھتے تو عمر کی برابری کا گمان ہوتا دوسرے پر بیٹھنے مین ابوبکر کی ہمسری پائی جاتی اسلئے وہ رسول اللہ کی جگہہ بیٹھ گئے کہ اس قسم کا خیال ہی نہو خیر پیچھے سے بات کو سنوارنا اور بگڑی کا بنانا مریدون و معتقدون کا کام ہی ہے مگر اسمین شک نہین کہ قبیح جسارت جناب عثمان سے سرزد ہوئی کہ جو مقام حضرت رسولخدا کا مخصوص تھا اور اُنکے بعد امام بحق علی مرتضے کے سوا کسی کو

شایان نہ تھا اِس پر چڑھ بیٹھے حضرت رسالت پناہ نے خواب مین دیکھا تھا کہ بندر انحضرت کے منبر پر بازی کرتے ہین اور اسکی تعبیر بنی امیہ سے کی تھی گویا اسکی تصدیق اِسیوقت سے شروع ہوگئی۔ الغرض اس مقدس جگہہ پر پہنچکر کچھہ خلائق کا اژدحام کچھہ عظمت مقام رسول انام اور زیادہ تر علم ولیاقت کی کمی اوسان خطا ہوگئے سیٹی بھول گئی بہتیرا چاہا کہ کچھہ کہین مگر بولا نہ گیا اب تمام مجمع کی آنکھین لگی ہوئی ہین کہ نئے خلیفہ کچھہ زبانِ مبارک سے ارشاد کرین۔ وعظ ونصیحت فرمائین مگر وہان منہہ خشک زبان سے ایک حرف نہین نکلتا۔ کرین تو کیا کرین۔ آخر خلیفہ گر جناب عبد الرحمن ہی نے اپنے کئے کی لاج رکھی اُٹھے اور کہا الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین کہو اور نیچے اُترا و عثمان نے الحمد للّٰہ کہا اور شکر خدا کیا کہ اس ورطہ سے نجات ملی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ اس مکان کے ہول و دہشت سے عثمان کی زبان ادائے خطبہ سے عاجز رہی اور اُنہون نے کہا ایہا الناس انکم الی امامٍ فعّال احوج منکم الی امامٍ قوّال اقول قولی ہٰذا واستغفر اللّٰہ لی ولکم لوگو تم کار کنندہ امام کے زیادہ حاجت مند ہو بہ نسبت بہت بولنے والے امام کے یہ کہکر استغفار کی اور اُتر گئے۔ پھر کہتے ہین روایت آنکہ گفت الحمد للّٰہ ورا کلام بروے بستہ شد بروایتے فرمایا ہر کام کا آغاز سخت ہوتا ہے ابوبکر و عمر اسجگہہ کیواسطے پہلے سے کلام بنا کر لایا کرتے تھے۔ اگر مین زندہ رہا تو انشاء اللّٰہ تعالیٰ جیسا چاہیے تمکو خطبہ سنایا کرونگا۔

قضیۂ قتل ہرمزان

سب سے پہلا مقدمہ کہ بیعت کے بعد خلیفہ سوم کے اجلاس مین پیش ہوا ہرمزان کا قتل تھا۔ یہ ہرمزان شاہانِ عجم سے ملک اہواز کا فرمانروا تھا۔ عمر خطاب کے زمانے مین اسکا ملک مسلمانون نے فتح کیا تو وہ مدینہ آکر عباس بن عبد المطلب کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگیا اُسوقت سے زیر سایہ حمایت بنی ہاشم مین رہتا تھا ابو لولو نے عمر کو قتل کیا تو اُنکے منجھلے بیٹے عبید اللّٰہ کے سر مین یہ جنون سمایا کہ جتنے عجمی مدینہ مین ہین سب کو نابود کر ڈالئے کیونکہ اُس کے حساب مین وہ سب خلیفہ کے قتل مین شریک تھے۔ عمر کو دفن کر کے پلٹے تھے کہ عبید اللّٰہ نے تلوار سونت لی اور پہلے ابو لولو کی صغیر سن معصوم لڑکی کو مارا پھر ہرمزان کے گھر پر آکر اُس بیگناہ کو قتل کیا بعد ازان سعد وقاص کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہان جفینہ نام نصرانی کو تہ تیغ کھینچا سعد یہ غلغلہ سنکر بیتابانہ باہر نکل آیا اور عبید اللّٰہ سے کہا تو نے ہمارے آدمی کو کیون مارا عبید اللّٰہ شدّتِ غیظ مین ایسا از خود رفتہ ہو رہا تھا کہ بولا مجھکو تجھہ سے بھی عمر کے خون کی بو آتی ہے تجھے بھی مارنا چاہیے یہ روایت محمد بن جریر طبری کی ہے اور بقول ابن اثیر کامل مین عبد اللّٰہ کہتا تھا کہ قسم بخدا کہ مین اِن تمام کو قتل کرونگا جو میرے باپ کے خون مین شریک تھے اور مراد اسکی اس تعریض سے مہاجرین و انصار تھے کہ اُنہون نے اُسے قتل کرایا ہے۔ غرض سعد وقاص نے جھپٹ کر عبید اللّٰہ کے موئے سر کہ شانون تک لٹکتے تھے پکڑ لئے اور تلوار اسکے ہاتھہ سے چھین کر اُسے زمین پر پچھاڑا پھر اپنے نوکرون کو کہا کہ اسکو فلانے مکان مین لیجا کر قید کرو۔ عثمان تختِ خلافت پر بیٹھے تو یہ خونی مجرم اُنکے سامنے پیش کیا گیا مسلمان نگران تھے کہ دیکھئے خلافتمآب اس سے قصاص لیتے ہین یا عمر کی رعایت سے چھوڑ دیتے ہین عثمان نے اس سے پوچھا کہ کسلئے تو نے مرد مسلم کا خون گرایا عبید اللّٰہ نے کہا خنجر دو سر جس سے عمر قتل ہوئے عبد الرحمن ابن ابی بکر نے دو روز پہلے ہرمزان کے پاس دیکھا اس لئے وہ قتل عمر مین شریک تھا۔ مگر شرع مین ایسی باد ہوائی باتون سے اثبات خون کسی کے ذمّہ نہین ہو سکتا۔ علاوہ برین عبید اللّٰہ کو اسکی طرف سے شبہ تھا تو صبر کرنا چاہیے تھا۔ اور امرِ خلافت کے تصفیہ ہو جانے پر حاکم شرع سے رجوع کرنا۔ وہ اپنے آپ کسی کے مارنیکا مجاز نہین تھا۔ اسلئے اکثر صحابہ اس قتل کو ناحق ناروا بتلاتے تھے اور عبید اللّٰہ

سے قصاص لینے پر بالاتفاق فتوے دیتے تھے۔ امیر المومنینؑ نے عثمان سے کہا کہ اس فاسق خبیث کو کہ ناحق مسلمان کا خون کیا قتل کرنا واجب ہے لیکن عمرو عاص نے کہا یہ واقعہ تیرے عہد حکومت سے پہلے کا ہے کل عمر قتل ہوا آج اُسکا بیٹا مارا جائیگا۔ تو لوگ کیا کہین گے عثمان نے کہا عبید اللّٰہ کا قصور معاف کیا اور ہرمزان کا خون بہا بیت المال سے دلوادیا پس یہ پہلا امر تھا کہ مسلمانون کو عثمان سے ناپسند ہوا۔ اور وہ اپنی خلافت کے پہلے ہی روز اس طعن سے مطعون ہوگئے۔ امیر المومنینؑ نے عبید اللّٰہ سے کہا اے فاسق مجھکو جسوقت تجھپر دسترس ہوگا ہرگز قتل کئے بغیر نہ چھوڑونگا اسی لئے بعد قتل عثمان انحضرت سے بیعت ہوئی تو عبید اللّٰہ مدینہ مین نہ ٹھہر سکا معاویہ کے پاس چلا گیا اور جنگ صفین مین شامیون کے ساتھہ مارا گیا اور قول امیر المومنینؑ کا ان فاتنی الیوم فلن یفوتنی غدًا کہ اگر آج وہ میرے ہاتھہ سے نکل گیا تو کل نہین چھوٹنے پائیگا صادق آیا چنانچہ اُسکا قصہ اپنے محل مین مفصل مذکور ہے۔ سید مرتضےٰ علم الہدے شافی مین نقل کرتے ہین کہ عثمان نے عبید اللّٰہ کو عفو کیا تو مسلمانون نے کہا یہ تجھکو جائز نہین امیر المومنینؑ مسلمانون کے قول کی تائید کرتے تھے عثمان نے دیکھا کہ یہ لوگ اسکے قتل کئے بغیر راضی نہ ہونگے تو اُسکو کوفہ بھیجدیا اور وہان ایک مکان اور کچھہ زمین اُسکی مدد معاش کیلئے عطا کی کہ بنام کویفہ ابن عمر معروف ہے فعظم ذٰلک عند المسلمین واکبروہ وکثر کلامہم پس مسلمانون کے نزدیک یہ امر عظیم ہوا اور اُنہون نے اُسے بزرگ جانا۔ اور اسمین بہت سا کلام کرتے تھے

شرح شمہ از حالات خلیفۂ ثالث کہ بالاخر منجر بقید و قتل ایشان گردید

حضرت عثمان نے حکومت پاتے ہی پہلے طرز و طریق یکقلم بدل دئے۔ خلافت رسول اللّٰہ انکے عہد مین بادشاہت دنیوی کے رنگ آگئی قصرہائے عالیشان اپنے رہنے کے لئے تعمیر کرائے۔ غلامانِ رومی ترکی خطائی خدمتون پر مقرر ہوئے حکم بن عاص و مروان بن حکم کو کہ طریدانِ[1] رسول وابوبکر و عمر تھے واپس مدینہ بلوایا اور مروان اور اُسکے بھائی سعید بن حکم سے اپنے دو بیٹیون کی شادی کر کے مروان کو اپنا وزیر اعظم و مختار کل کیا۔ عاملان و نائبان عمر خطاب سے ایک معاویہ تو حکومت شام پر بحال رہا باقی تمام معزول ہو کر انکی جگہہ جوانانِ بنی امیہ بھرتی ہوئے ولید بن عتبہ برادر مادری عثمان کو حکومت کوفہ ملی عبد اللّٰہ بن عامر بن کریز کہ آپکا ماموں زاد بھائی پچیس برس کے سن و سال مین تھا ولایت بصرہ پر سرافراز ہوا عبد اللّٰہ بن سعد بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان نے امارتِ مصر پائی۔ بیت المال پر دست تصرف دراز ہوا تو ہزارون لاکھون کا شمار نہ رہا جو کچھہ چاہا اپنے رشتہ دارون کو بخشدیا اشرار بنی امیہ اس سلطنت مین مالامال تھے اور صلحاء مسلمین محتاج و پریشان حال۔ چار لاکھہ دینار اپنی چار لڑکیون کے جہیز مین دئے مال افریقہ آیا تو مروان کو اُس سے ایک لاکھہ بقولے دو لاکھہ دینار دئے اور بموجب قول واقدی کل مال اُسکو بخشدیا۔ حکم بن عاص پدر مروان کو عامل زکوٰۃ قضاعہ مقرر کیا تین لاکھہ دینار وہان سے وصول ہوئے سب اُسی نابکار کو دے ڈالے ایک لاکھہ سعید بن عاص کو دئے علیٰ ہذا حکم بن حارث بن حکم کو مال کثیر عنایت کیا۔ عبد اللّٰہ بن خالد داماد عثمان کہین گیا ہوا تھا حاضر ہوا تو ایک لاکھہ دینار اُسکو عطا کئے صحابہ انکی ان حرکات پر معترض تھے۔ سعد وقاص خازنِ بیت المال نے خزانہ کی کنجیان مسجد مین ڈالدین کہ مین خازن نہین رہ سکتا جبکہ طرید رسول خدا مستحق ایک لاکھہ دینار کا ہو۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ عثمان نے عبد اللّٰہ بن ارقم خازنِ بیت المال کو لکھا کہ عبد اللّٰہ بن خالد بن اسد بن ابی العاص بن امیہ کو تین لاکھہ دینار اور اُسکے ہمراہیون سے

[1] طرید مطرود بمعنی دور کیا گیا نکالا گیا۔ حکم بن عاص کہ بروز فتح مکہ بظاہر اسلام لایا دل مین حضرت رسولخدا کا سخت دشمن تھا اور اپنی باجیانہ حرکات سے حضرت کو اسقدر ایذا دیتا تھا کہ آخر آپ نے اُس کو معہ اُس کے اہل و عیال کے طائف کی طرف اخراج کیا ابوبکر و عمر نے اپنے اپنے عہد خلافت مین اُسے اور بھی دور کر دیا۔ مگر عثمان نے خلافت پاتے ہی اُسے واپس مدینہ بلوالیا تھا ۱۲ منہ عفی عنہ۔

حکایت جور عثمان

ہر ایک کو ایک ایک لاکھ دینار عطا کر عبداللہ نے وہ نوشتہ رد کیا اور روپیہ نہ دیا عثمان نے کہا تو خزانچی ہے جو کچھ مین کہون اسکے موافق عمل کر عبداللہ نے کہا مین خازن اموال مسلمین ہون تیرا خزانچی تیرا غلام ہوگا یہ کہکر کنجیان بیت المال کی ممبر پر لٹکا دین اور بروایتے عثمان کے آگے پھینک دین اور قسم کھائی کہ پھر کبھی یہ کام نکرونگا۔ عثمان نے وہ کنجیان لیکر نائل نام اپنے غلام کے سپرد کین۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عثمان نے تین لاکھ درہم عبداللہ بن ارقم کے پاس بھیجے زید بن ثابت حامل مال نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے یہ مال تجھے دیا ہے کہ اپنے اہل وعیال پر صرف کرے عبداللہ نے کہا مجھکو اسکی حاجت نہین مینے بیت المال کی خدمت اسلیئے نہین کی کہ عثمان مجھکو اجرت دے قسم بخدا کہ اگر یہ مال مسلمانون کا ہے تو میرا کام اسقدر نہین کہ اُسکی اجرت تین لاکھ درہم ہو اور جو عثمان کا اپنا ہے تو نہین چاہتا کہ اُسکو اتنا ضرر پہنچے تاکہ وہ بیت المال سے حق وناحق جسے جو کچھ چاہے دیدے۔ ابن ابی الحدید نے زہری سے روایت کی ہے کہ ایک جوہر غنائم عجم سے عمر کے پاس آیا تھا جب آفتاب اُسپر پڑتا تو مثل مشعل روشن ہو جاتا۔ عمر نے خازن سے کہا کہ اسکو جلد مسلمانون پر قسمت کر کہ مبادا فتنہ عظیم اسکے سبب سے حادث ہو خازن نے کہا یہ ایک عدد تمام مسلمانون مین کیونکر تقسیم ہو سکتا ہے بالفعل کسی کو ایسی مقدرت بھی نہین کہ اسکو خریدے کہ اسکی قیمت تقسیم ہو جائے سال آئندہ شاید کوئی فتح مسلمانون کو میسر ہو تو کوئی اسکو خرید سکے پس ابھی اسکو بیت المال مین رہنے دینا چاہیئے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ گوہر خزانے مین تھا تا اینکہ عمر قتل ہوئے اور عثمان نے خلافت پائی اُسوقت اُنہون نے وہ دانہ اپنی لڑکیون کو دیدیا علی ہذا اس قسم کی اور بہت سی حکایتین کتب تاریخ مین ہین کہ بخوف طوالت یہان نقل نہین ہو سکتین ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ حرکات ناشائستہ عثمان مسلمانون کو از بس ناگوار معلوم ہوئین اور اُنہون نے اسکی شکایت عبدالرحمن عوف سے کی کہ **مصرع**

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ☆ چونکہ تو نے انکو خلافت دی ہے لہذا اُن تمام سیئات کا وبال تیری گردن پر ہے۔ علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے عبدالرحمن سے ملاقات کر کے کہا کہ تو دیکھتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے کہا اگر جو کچھ کہ عثمان کی نسبت مشہور ہے بیان واقعی ہے تو ہمکو چاہیے کہ تلوار میان سے نکالین یہ خبر عثمان کو پہنچی تو بہت برہم ہوئے اور کہا عبدالرحمن مرد منافق ہے اس سے بعید نہین کہ میرے خون مین ہاتھ رنگین کرے۔ عبدالرحمن نے یہ سُنا تو آتش خشم دوبالا ہو گئی اور کہا میرا گمان نہ تھا کہ یہ وقت دیکھون کہ عثمان مجھکو منافق کہے اور قسم کھائی کہ تا بزیست عثمان سے کلام نہ کرونگا۔ نیز ابن اعثم کہتا ہے کہ افعال ناصواب عثمان کے حد سے گزر گئے تو اصحاب رسول اللہ نے جمع ہو کر کہا کہ لازم ہے کہ ہم اس مرد کو اُسکے عیبون پر مطلع کر کے حق نصیحت بجا لائین قبول کیا تو فبہا ورنہ کوئی اور تدبیر سوچنی چاہیئے۔ پس جملہ افعال نکوہیدہ کہ ابتدائی خلافت سے اُنسے سرزد ہوئے تھے ایک کاغذ مین درج کئے اور وہ کاغذ عمار یاسر کو کہ بزرگان صحابہ سے صاحب منصب جلیل تھے دیا کہ عثمان کو پہنچائین عمارؓ وہ کاغذ لیکر دار الخلافہ کے دروازے پر گئے۔ عثمان اُسوقت اندر سے باہر آرہے تھے کہ اُنہون نے وہ نوشتہ اُنکے حوالے کیا۔ عثمان نے چند سطرین اسکی پڑھی تھین کہ غضب اُنپر مستولی ہوا اور کاغذ کو ہاتھ سے پھینکدیا عمارؓ نے کہا کہ اُسکو اصحاب رسول اللہ نے لکھا ہے زمین پر مت ڈالو۔ بلکہ غور وتامل سے اسکا مطالعہ کرو مین تمہاری خیر خواہی کی رو سے یہ کہتا ہون فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے اور اپنے غلامون کو امر کیا کہ انکو لکد کوب کرین۔ چنانچہ اُنہون نے اسقدر مارا کہ عمارؓ زمین پر گر گئے بعد ازان خلافت پناہ نے خود آگے بڑھکر چند لاتین اُنکے شکم اور اعضاء اسفلیہ پر لگائین کہ اُسکے صدمے سے حالت غشی اُنپر طاری ہوئی اور علت فتق اُنکو عارض ہو گئی بیہوش زمین پر پڑے تھے بنی مخزوم کہ بنی اعمام ورشتہ داران عمارؓ تھے یہ سُنکر دوڑے آئے اور

اُنکو اُٹھا کر گھر لیگئے بستر پر لٹایا۔ مگر وہ ایسے ہی بدحواس تھے اُنہون نے قسم کھائی کہ اگر عمارؓ اس ضرب سے مر گئے تو ہم اسکی عوض عثمان کو قتل کرینگے عمارؓ آدھی رات تک بیہوش پڑے تھے چنانچہ چار نمازین ظہر عصر مغرب عشا اُنکے فوت ہوئین بعد نصف شب ہوش آیا تو اُٹھے اور وضو کر کے نمازین قضا پڑھین ☆

قصۂ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جن لوگون نے حضرت خلیفۂ ثالث کے دست تعدی سے ایذا واہانت پائی انمین سب سے بڑا حصہ ابوذر غفاری صحابی رسول خدا کا ہے حضرت ابوذر بڑے پرہیزگار باخدا اول درجہ کے صابر وشاکر شخص تھے اُنکا قصہ بہت دردناک ہے اور کچھ تعجب نہین کہ حضرت قتیل دار کو ایذا وآزار وقتل وحصار جو کچھ پیش آیا وہ ایسی ہی ستمدیدون کے نالۂ سحری وسوز دردلی کا اثر ہو ؎ آتش سوزان نکند با سپند ☆ آنچہ کند دود دل دردمند ☆ منقول ہے کہ ابوذر عمر خطاب کے زمانہ مین شام کو گئے اور وہین رہ گئے تھے۔ چونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین انکو خاص اہتمام تھا اور حاکم شام معاویہ ابن سفیان کا فسق وفجور ومکر وزور ظاہر وعلانیہ تھا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ انکی اَن بن رہتی تھی۔ یہ اسپر باب پند ونصائح کھولتے تھا نمانتا تو خفا ہوتے اور ذم وتہجین کرتے وہ تخم عداوت دل مین بوتا۔ عثمان کے حالات وعمار وغیرہ صحابہ کے ساتھ اُنکے سلوک شام مین شائع ہوئے تو ابوذرؓ نے اُنپر طعن کیا اور انکے اور اُنکے عملون کی مذمت کرنے لگے قطع نظر اسکے فضائل اہلبیت اطہار ومناقب حیدر کرار اُنکا وظیفہ تھا۔ اُٹھتے بیٹھتے انکا تذکرہ کرتے اور لوگون کو آنحضرت کی محبت وولایت کی طرف دعوت فرماتے تا اینکہ انکی فیض صحبت سے بہت سے اشخاص تشیع کی طرف مائل ہو گئے۔ حتے کہ مشہور ہے کہ دمشق وجبل عامل وغیرہ مین جسقدر شیعہ مذہب رائج ہوا۔ ببرکت اباذر ہوا۔ معاویہ نے انکی شکایت خلافت پناہ کو لکھی کہ جلد اسکو یہان سے طلب کرنا چاہیے اگر چندے اور اس جگہ رہا تو ملک شام کو ہمپر تباہ کر دیگا۔ عثمان نے جواب مین لکھا کہ جسوقت میرا خط تجھکو پہنچے فوراً ابوذر کو ایک شتر تیز وتند بے کجاوے وپالان کے سوار کر کے ایک سرہنگ زشت رو درشت خو کو اُسکی ہمراہ کر کہ رات دن اونٹ کو ہنکاتا رہے اور کہین آرام نہ لینے دے تاکہ خواب اُسپر غلبہ کرے اور ہماری اور تیری یاد اُسکے دل سے فراموش ہو جائے اس فرمان کے پہنچتے ہی معاویہ نے ابوذرؓ کو بلوایا اور حسب ارشاد خلیفہ صاحب کوہان شتر بے جامہ وجہاز پر سوار کر کے روانہ مدینہ کیا اور راہبر سے تاکید کر دی کہ اثنا راہ مین آرام وقرار نہ لینے دے ابوذرؓ مرد دراز بالا لاغر اندام تھے اور پیری نے انکے بدن مین اثر تمام کیا تھا۔ موئے سر وریش سفید وسست ہو گئے تھے راہ مین دلیل کی سختی اور شتر کی ناہمواری سے اُنکو سخت زحمت ہوئی۔ ٹانگین چھلکر زخمی ہو گئین اور رانون کا گوشت اُڑ گیا تھا کوفتہ وبیمار مدینہ پہنچے اور عثمان کی حضور مین حاضر کئے گئے تو اُنہون نے کہا کوئی آنکھ تیرے دیدار سے روشن نہوائے جندب ابوذر نے کہا میرا نام میرے باپ نے بیشک جندب ہی رکھا تھا۔ مگر رسول اللہ نے اسکو بدل دیا اور عبداللہ رکھا عثمان نے کہا تو دعوائے مسلمانی کرتا ہے اور ہماری طرف سے لوگون مین کہتا ہے کہ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء خدا فقیر ہے اور ہم تونگر تا تو مینے یہ بات تجھ سے کب کہی تھی ابوذر نے کہا یہ کلمہ میری زبان سے نہین نکلا۔ الا مینے حضرت رسول خدا سے سُنا ہے کہ فرمایا جب پسران ابوالعاص[۱] تیس نفر کو پہنچین گے تو مال خدا کو اپنی حشمت وجاگیر قرار دینگے اور دین خدا مین خیانت کرینگے اور بندگان خدا کو چاکر وخدمتگار بنائین گے۔ حقتعالے اپنے بندون کو اُنکے ہاتھ سے نجات دے۔ عثمان نے برہم ہو کر کہا تو دروغ کہتا ہے حضار مجلس نے بھی براہ خوشامد کچھ ایسا ہی کہا عثمان نے حضرت امیر المومنینؑ کو بلوایا۔

[۱] ابوالعاص عثمان کے دادا کا نام ہے یعنی عفان پدر عثمان کے باپ کا ۱۲۔ منہ عفی عنہ ☆ ☆ ☆

اور اُنسے اس حدیث کی بابت استفسار کیا آپ نے فرمایا اے عثمان ابوذر دروغ گو نہین تحقیق کہ حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے مااظلت
الخضراء واقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذر کہ آسمان سبز کسی پر سایہ افگن نہین ہوا اور زمین غبار آلود نے کسی کو اپنے اوپر
نہین اُٹھایا کہ ابوذر سے زیادہ راست گو ہو۔ جملہ حاضرین نے حضرت کی تصدیق کی۔ کہ بیشک ہمنے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سُنی ہے ابوذر نے کہا اے
جماعت حاضرین مینے حدیث اولاد ابوالعاص زبان مبارک سید المرسلین سے سُنی ہے افسوس کہ تمنے مجھکو جھٹلایا میرا گمان نہ تھا کہ یہ زمانہ دیکھون
کہ تم میری تکذیب کرو اسپر عثمان کا غصہ اور بڑھگیا اور کہا مجھکو بتلاؤ کہ اس پیر کذاب کا کہ فتنہ پردازی کرتا اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالتا ہے کیا علاج کرون
امیرالمومنین نے فرمایا اسکو بحال خود چھوڑ دے اگر اس روایت مین کاذب ہے تو اُسکا وبال اسکو پہنچیگا عثمان یہ سنکر آپے سے باہر ہوگئے اور کہا
کہ خاک ہو تیرے منہہ مین امیرالمومنین نے فرمایا کہ خاک تیرے منہہ مین ہوگی۔ تو ابوذر کو کہ دوست و مصاحب رسول اللہ ہے ایسی باتین کہتا ہے اور
ایک معاویہ کی بے سروپا تحریر پر اسکو تفرقہ پرداز فتنہ انگیز ٹھہراتا ہے عثمان خاموش ہوگئے یہ روایت ابن اعثم کوفی کی ہے کہ بقول صاحب کامل بہائی
اپنے مذہب مین اسقدر متعصب تھا کہ ایک مقام پر لکھتا ہے کہ جو کچھہ روایات اہلسنت ہین یہ ہین باقی روائتین مین نہین لکھتا کہ مبادا شیعون کے
ہاتھہ لگین اور وہ ہمپر حجت لائین پس دیکھا چاہیے کہ باوجود اسقدر احتیاط اور حفظ ماتقدم کے کیا کچھہ اس مورخ کے قلم سے نکل گیا ہے حاضرکہ یہ کلمہ
کہ حضرت باحیا نے حضرت علی مرتضٰے کے خطاب مین فرمایا قابل غور ہے سبحان اللہ یہ حضرات نفس رسولؐ کے ساتھہ ایسے بیباک اور اسقدر
دریدہ دہن تھے کہ ایسی گستاخی سے بھی درگزر نہ کرتے تھے کہ جسکے جواب مین آنحضرت کو بھی مضمون جواب ترکی بہ ترکی وہی کلمہ کہنا پڑا۔
احادیث شیعہ مین ہے کہ جب عثمان شکنجہ عقوبت کے بعد قتل ہوئے تو اُنکے منہہ مین باعجاز حضرت امیرؑ خاک بھری ہوئی تھی۔ اور نیز مروی ہے
کہ ایک روز ابوذر عثمان کی مجلس مین حاضر تھے کہ کچھہ مال بیت المال کا اُنکے پاس لائے تاکہ بنی امیہ کے درمیان قسمت کرین عثمان نے کہا
اسکو رہنے دو تا اینکہ اسی قدر اور آجائے اُسوقت تقسیم ہوگا۔ ابوذرؓ نے کہا اے امیر تمکو یاد ہے کہ ایک روز صبح کو ہم رسولخدا کی خدمت مین گئے
تو آپ کو محزون پایا شام کو حاضر ہوئے تو اُسکے برخلاف شاد و خورّم تھے مینے صبح کی دلگیری اور اسوقت کی بشاشت کا حال دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا کہ صبح اموال بیت المال مسلمانون مین تقسیم کیا چار درہم اس سے باقی رہگئے کوئی مستحق نہ تھا کہ اُسکو دئے جاتے اسوقت تمھارے آنے سے
ذرا پہلے وہ دراہم مستحق کو دیدئے لہذا خوش وقت و مسرور ہون عثمان نے کعب الاحبار سے پوچھا اگر خلیفہ وقت کچھہ مال اہل استحقاق کو پہنچائے باقی
اپنے پاس رہنے دے کہ بتدریج صرف ہو تو اسمین کیا قباحت ہے کعب نے کہا اسمین کوئی مضائقہ نہین۔ ابوذر نے کہا اے کعب تو احکام شرع سے
واقف نہین پس تلاوت کیا آیہ شریفہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ کو کہ حاصل ترجمہ اسکا یہ ہے جو لوگ جمع کرتے ہین سونے اور چاندی
کو اور اسکو راہ خدا مین نہین صرف کرتے بشارت دے تو اے محمدؐ اُنکے تئین ساتھہ عذاب دردناک کے عثمان یہ سنکر برہم ہوئے اور یہ باعث زیادتی عداوت
ہوا ابوذر کے ساتھہ بروایتے کعب نے کہا اگر امام وقت ایک خشت طلا اور ایک نقرہ کی بنائے جب بھی کچھہ ڈر نہین ابوذر نے یہ سنکر کعب کے سر پر عصا مارا اور
کہا اے یہودی زادے تیرا کیا منصب ہے کہ مسلمانون کے احکام مین دخل دے خدا کا کلام تیرے کلام سے زیادہ راست ہے پس آیہ مذکورہ کو پڑھا۔
بہرکیف خلیفہ ثالث نے حضرت ابوذرؓ سے ناراض ہوکر سزائے جلائے وطن اُنکے لئے تجویز کی۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ بعد از دو قدح

بسیار و قیل و قال بیشمار عثمان ابوذر را از افتا منع کرد و حکم باخراج او نمود۔ تاریخ ابن اعثم کوفی مین ہے کہ عثمان نے کہا کہ تو ہمارے شہر سے باہر نکل ابوذر
نے کہا مین تمھارے پاس رہنا نہین چاہتا تو کہے تو شام کو چلا جاؤن۔ کہا شام سے تو تجھکو بلوایا ہے کہ اُس ملک کو فاسد کرتا تھا پھر وہان کیونکر جا سکتا ہے
کہا عراق کو جاؤن عثمان نے کہا اہل عراق فتنہ جو طاعن امراء و خلفا ہین وہان نہ بھیجونگا ابوذرؓ نے کہا پھر کہان بھیجنا چاہتا ہے جہان جاؤنگا کلمہ حق سے
باز نہ ہونگا عثمان نے کہا کون مقام تجھکو زیادہ ناپسند و ناگوار ہے ابوذر نے کہا ربذہ جہان قبل اسلام مقیم تھا۔ عثمان نے کہا تو وہین جا اور وحشی جانورون
اور درندون کے ہمسائیگی مین زندگی بسر کر۔ اور مروان کو حکم دیا کہ اسکو شتر بے سوار کرکے شہر سے نکالدو اور خبردار کوئی اہل مدینہ سے اُسکی مشایعت نکرنے
پائے پس مروان حسب الامر خلیفہ اُنکو اونٹ پر بٹھا کر لیگیا۔ کلینی علیہ الرحمہ نے مطابق روایت ابوبکر جوہری صاحب کتاب سقیفہ روایت کی ہے کہ امیرالمومنین
علیہ السلام نے عثمان کے حکم کی اطاعت نکی اور وہ حضرت مع امام حسنؑ و امام حسینؑ و عقیل بن ابیطالب و عمار یاسرؓ مشایعت ابوذر کے لئے بیرون شہر
تک تشریف لیگئے پس امیرالمومنین نے فرمایا اے ابوذر تیرا غیظ و غضب محض حقتعالے کیلئے تھا اُسی جل شانہ سے امید وار رہ تحقیق کہ ان لوگون کو اندیشہ
ہوا کہ مبادا تو انکی دنیا مین تصرف کرے اور تو ڈرا کہ ایسا نہو کہ تیرے دین کو بگاڑین پس تو نے ہی دین کی حفاظت کی اور اُسکے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا
اُنہون نے تجھے آوارہ وطن مبتلائے درد و محن کیا قسم بخدا کہ اگر زمین و آسمان کے راستے کسی پر بند کردین اور تقوے و پرہیزگاری اُسکے ساتھہ ہو تو
ضرور حقتعالے اُسکے لئے کوئی مخرج نکالیگا پس تیری مونس تنہائی تیری حقانیت ہوگی۔ اور باطل سے تیرا وحشت کرنا پس حسنین علیہما السلام سے فرمایا
وداع کرو اپنے چچا کے تئین اور عقیلؓ و عمارؓ کو کہا کہ وداع کرو اپنے بھائی کو سب حضرات ابوذر کو تسلی و دلاسا دیتے اور صبر و شکیبائی کی وصیت کرتے تھے
ابوذرؓ یہ جوش محبت و غایت لطف و عنایت آنحضرات سے دیکھکر گریان ہوئے اور کہا رحمت خدا ہو تمپر اے اہلبیت رحمت مین تمکو دیکھتا تھا تو رسول اللہ
مجھکو یاد آتے مجھکو اس شہر سے تمھارے سوا کوئی علاقہ و دلبستگی نہین تحقیق کہ عثمان کو میرا مدینہ مین رہنا ناگوار ہوا اور اُس نے نہ چاہا کہ مین کوفہ و بصرہ
مین بھی اُسکے دو بھائیون کے ساتھہ رہون کہ مبادا ملک اُنسے برگشتہ ہوجائے پس ایسے مقام کو بھیجا جہان بجز ذات پروردگار کوئی میرا معین و مددگار
نہین قسم بخدا کہ وہ سبحانہ مجھکو کافی و وافی ہے اور مین باوجود اُسکے صحابت کے ذرا وحشت تنہائی سے نہین ڈرتا۔ القصہ مروان نے یہ ہمدردی
آنحضرات سے مشاہدہ کی تو بولا کیا عثمان نے امر نہین کیا کہ کوئی اسکو وداع نکرے۔ پھر کسلئے تم یہان جمع ہوئے امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا
دور ہو اے پسر زرقا تیری یہ مجال نہین کہ ہمارے قول و فعل پر اعتراض کرے یہ کہکر ایک تازیانہ شتر مروان کے لگایا پس ابوذرؓ نے منزل مقصود کی راہ
لی اور حضرت امیر مع اصحاب واپس شہر مین تشریف لائے لیکن مروان نے عثمان کے پاس جاکر شکایت کی اور ماجرائے گزشتہ بیان کیا۔ عثمان نے
حضرت کو بلوایا اور کہا مینے منع کیا تھا کہ کوئی وداع ابوذرؓ کے لئے باہر نجائے پھر تم کسلئے وہان گئے اور نیز مروان تمسے گلہ کرتا ہے کہ اُسکے شتر کے
سر پر تازیانہ مارا اور اُسکو سب و شتم کیا۔ آپ نے فرمایا واجب نہین کہ جو تو امر کرے ہم اُسکو بجا لائین اور رہا تازیانہ لگانا۔ سو میرا شتر دروازہ پر کھڑا ہے
مروان کو کہہ کہ اُسکے تازیانہ لگائے یہ آپ کی کمال حاضر جوابی اور منتہائے ظرافت تھی پھر فرمایا لیکن اگر کوئی کلمہ بیجا مروان زبان سے نکالیگا تو اُسکا
جواب زبان تیغ سے دونگا۔ کیونکہ وہ میرا ہمسر نہین یہ کہکر خشمناک وہان سے اُٹھے۔ اب حضرت ابوذرؓ کا حال سُنئے وہ چلتے چلتے ربذہ پہنچے یہ مقام
ویران جنگل مین ایسی جگہہ واقع تھا کہ بقول مورخین دور دور تک اُسکے چارون طرف کہین آبادی کا نشان نہ تھا۔ ابوذرؓ ناچار قہر درویش بجان

کلمات امیرالمومنین بوقت وداع ابوذرؓ

حال ابوذرؓ

درویش اسی دیرانے مین رختِ اقامت ڈالکر رہنے لگے کوئی نہ تھا کہ مونسِ تنہائی و موجبِ شکیبائی ہوتا الا ایک زوجہ پیرہ زن و بروایتے ایک دختر کہ حق
خدمت بجالاتی اور ابوذر لیل و نہار مصروف عبادت پروردگار رہتے چونکہ یہ مقام راہ کوفہ وحجاز پر واقع تھا تو گاہ گاہ حجاج وزوار وہانسے گزرتے اور بعض
اوقات بعض دیندارون کی طرف سے کچھ تحفہ تحائف بھی لاتے مگر وہ ایک قبول نفرماتے اور اسی وحشت سرا مین یاد خدا مین بسر اوقات کرتے حتےٰ کہ
رحمتِ خدا کیطرف انتقال کیا۔ مروی ہے کہ جب ربذہ مین کسی نے ابوذر سے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ جسکو رسول اللہ سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے اُسی کو
تم دوست رکھوگے پس تبلاؤ کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ دوست کون ہے ابوذر نے کہا محبوب ترین خلق میرے نزدیک وہ پیر مظلوم ہے کہ جسکا
حق غصب کیا ہے یعنی علی ابن ابیطالب۔ نعیم بن قعنب کہتا ہے کہ مین ابوذر کے ملنے کے شوق مین ربذہ گیا وہان ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اس سے
پوچھا ابوذر کہان ہین کہا کسی اپنی حاجت کیلئے باہر گئے ہین تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ وہ آئے اور دو شتر کو کہ انکی گردن مین ایک ایک مشک پر آب بندھی
ہوئی تھی لاتے تھے مینے اٹھکر سلام کیا جواب سلام دیا اور گھر مین گئے۔ پس ایک کاسہ جسمین ایک پرند مثل اسفرود کے پکا ہوا تھا لاکر میرے آگے رکھدیا اور کہا کھاؤ
مین روزے سے ہون پھر اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آکر میرے ساتھ کھانے مین شریک ہوئے مینے کہا تم کہتے تھے کہ مین روزے سے ہون کہا
ہان لیکن مین اس مہینے مین تین روزے رکھ چکا ہون اور تمام مہینے کے روزونکا ثواب رکھتا ہون اب جاہون روزہ رکھون چاہون افطار کرون
ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب وقتِ وفات ابوذر کا نزدیک پہنچا تو نیک بی بی سرہانے بیٹھی رو رہی تھی۔ سبب گریہ دریافت کیا تو کہا اپنے حال زار پر
روتی ہون کہ بے خانہ وخانمان اس صحرا غربت مین پڑے ہین کوئی پرسان حال شریک رنج وملال نہین رکھتے اور نیز اندیشہ مند ہون کہ تمکو زمانِ ناگزیر
پیش آئے تو مین تن تنہا تمہاری تجہیز وتکفین سے کیونکر عہدہ برآ ہونگی۔ ابوذر نے کہا اے ام ذر اندیشہ کو دل مین راہ ندو کہ حضرت رسولخدا نے مجھکو
خبر دی ہے کہ تیری وفات غربت مین ہوگی اور چند مومن نیکوکار اسوقت وہان پہنچین گے اور تجہیز وتکفین کے متکفل ہونگے پس مین رحلت کرون
تو تو ایک گوسفند ذبح کرکے طعام تیار کر اور راہ گزر پر بیٹھ ایک جماعت مسلمانون کی وہان گزریگی انکو اس حال سے خبر دے وہ تجھے اس مہم کو کفایت کرینگے اُسوقت انکو
وہ کھانا کھلا اور چندے ربذہ مین قیام کر پھر مدینہ کو چلی جا اور بقیہ زندگانی وہان بسر کر لکھا ہے کہ رسول اللہ جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو ابوذر بھی ہمرکاب تھے لیکن انکا شتر از بس
لاغر وناتوان تھا ساتھ نہ چل سکا پیچھے رہ گئے آخر انہون نے شتر کو چھوڑا اور اپنا اسباب اپنی پشت پر رکھا اور پیادہ پا روانہ ہوئے گرمی کا موسم تھا دن چڑھا اور آفتاب
گرم ہوا تو مسلمانون نے دیکھا کہ ایک مرد تنہا اپنا سامان اُٹھائے ہانپتا چلا آ رہا ہے حضرت رسولخدا نے فرمایا ہو نہو ابوذر ہے اور وہ پیاسا ہے جلد پانی پہنچاؤ
لوگ پانی لیکر دوڑے ابوذر پانی پیکر حضرت رسالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو پانی سے بھری ہوئی چھاگل اُن کے پاس تھی
آپ نے فرمایا اے ابوذر پانی موجود تھا کسلئے نہ پیا اس عاشق رسول اللہ نے عرض کی یا رسول اللہ مین ایک پتھر پر پہنچا کہ آب باران وہان جمع تھا چکھا تو سرد و
شیرین پایا دل مین کہا کہ جبتک میرے حبیب رسولخدا اسمین سے نہ پئین گے مین نہ پیونگا حضرت نے فرمایا اے ابوذر رحمتِ خدا ہو تم پر تم تنہا غربت و
بیکسی مین زندگی بسر کروگے تنہا مروگے اور تنہا مبعوث ہوگے اور اکیلے ہی جنت مین جاؤگے اور ایک جماعت اہلِ عراق سے توفیق تمہاری
تجہیز وتکفین کی پائینگی۔ الغرض ابوذر اپنی زوجہ کو وصیت کرکے عالمِ باقی کو سدھارے۔ اُم ذر اٹھی اور اُنکے کہنے کے موافق طعام مرتب کیا۔ پس
سرِ راہ بیٹھ انتظار کرنے لگی کہ ناگاہ حاجیون کا ایک گروہ مکہ سے واپس آ رہا تھا وہان پہنچا اسمین شرفاء عراق مثل احنف بن قیس تمیمی و صعصعہ بن صوحان

عبدی و جریر بن عبد اللہ بجلی و مالک بن حارث الاشتر النخعی۔ وخارجہ بن الصلت التمیمی وغیرہ شامل تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو سرِ راہ بیٹھا
دیکھکر سمجھے کہ سائل ہے کچھ چاہتی ہوگی نزدیک آئے تو ام ذر نے کہا اے مسلمانو ابوذر صحابی رسول اللہ نے انتقال کیا مین غریب الوطن بیکس اسکی زوجہ ہون
تم سے التجا کرتی ہون کہ از برائے خدا اسکے کفن ودفن مین میری مدد کرو انہون نے یہ حال سُنا تو گریان ہوئے اور دعائے مغفرت کی ابوذر کے لئے اور
اپنی سواریون سے اُتر آئے اور انکو غسل دیا لیکن کفن کے لئے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اپنے پاس سے دے آخر بہت قیل وقال کے بعد قرار پایا کہ سب
اسمین شریک ہون اور تھوڑا تھوڑا پارچہ سب نے دیا اس سے کفن تیار ہوا کفن کے بعد حنوط کیا اور نماز پڑھکر دفن فرمایا اُسوقت مالک اشتر قبر ابوذر پر کھڑے
ہوئے اور کہا پروردگارا یہ ابوذر تیرے پیغمبر کا مصاحب ہے کہ تیری کتابون اور نبیون پر ایمان لایا اور تیری راہ مین جہاد کیا۔ اور آخر وقت تک دین اسلام
پر ثابت قدم رہا چند امور خلاف شرع دیکھکر انپر انکار کیا تھا اسلئے اسے ستایا اور آزار دیا اور جوار پیغمبر سے نکالا کہ اس غربت کربت مین جاندی خداوندا
تو اعلےٰ درجہ بہشت مین اسکو عطا کر اور جن لوگون نے اسے آوارہ وطن کیا سزائے واجبی انکو دے اشتر یہ دعا مانگتے تھے اور حاضرین آمین کہتے جاتے
تھے دن آخر ہوا تو ام ذر نے وہ کھانا حاضر کیا سب نے کھانا کھایا رات کو وہان رہے صبح ہو کر راہی مقصد ہوئے۔ ابن اعثم کہتا ہے کہ خبر وفات ابوذر مدینہ
مین پہنچی تو عمار یاسر اُسوقت حاضر مجلس خلیفہ ثالث تھے اس خبر کو سُنکر کہنے لگے رحم اللہ ابا ذر خدا رحمت کرے ابوذر پر مین دل وجان سے یہ کہتا ہون
عثمان برہم ہوئے کہ اے ناکس تو خیال کرتا ہوگا کہ مینے جو اسکو اخراج کیا تو اس سے پشیمان ہونگا عمار نے کہا لا واللہ میرا یہ گمان نہین عثمان نے
چیخ کر کہا اسکو مار دو اور وہین بھیجدو جہان ابوذر تھا۔ عمارؓ نے کہا قسم بخدا مجھکو تیری نزدیکی سے کتون اور درندون کی ہمسائگی پسندیدہ تر ہے کہکر
وہانسے اُٹھے عثمان نے ارادہ کیا کہ عمار کو بھی مدینہ سے اخراج کرین لیکن بنی مخزوم اقربا عمار یہ سُنکر افروختہ ہوگئے اور کہا ہم ہرگز ایسا نہونے دین گے
امیر المومنین عثمان کے پاس تشریف لیگئے اور انکو فہمائش کی کہ اس ارادہ سے باز آئین عثمان نے جھنجلا کر کہا مجھکو چاہیے کہ سب سے پہلے تجھکو اس شہر سے
نکالون کہ عمار وغیرہ عمار کو تو مجھپر تباہ کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ تیرا مقدور نہین کہ ایسا خیال بھی دل مین لائے عمل مین لانا تو درکنار اگر یقین نہین تو
امتحان کرکے دیکھ لے کہ حقیقت حال تجھپر کھلجائے خود تو خلاف شرع کام کرکے لوگون کو آزردہ کرتا ہے جب وہ شکایت کرتے ہین تو اُلٹا انپر
خفا ہوتا اور سزا انکی تجویز کرتا ہے یہ حرکات مروت وانصاف سے بسا بعید ہین۔ غرض اس قسم کی نرم گرم باتین کرکے وہانسے باہر آئے اور عثمان
بنی مخزوم کے اتفاق کرنے اور شاہ مردان کی حمایت سے عمارؓ کے جلاوطن پر قادر نہو سکے نیز حضرت عثمان کو ایک اور معاملہ پیش آیا جو عام ناراضگی
کا باعث ہوا انہون نے چاہا کہ تمام مسلمانون کو قرأت زید بن ثابت پر جمع کرین بنا برین جس جس کے پاس قرآن تھے بجبر وقہر انسے چھین لئے عبد اللہ
بن مسعود کہ پرانے قرآن دان اور اپنے مصحف کی صحت پر بہت نازان تھے بقدم انکار پیش آئے عثمان خود انکے گھر پر گئے اور ہرچند وہ عذر کیا کئے
مگر مسموع نہوا اور انکا قرآن بھی اور ون کی طرح لے لیا گیا بعد ازان ان سب کو جمع کرکے کچھ کچھ حذف واسقاط وتقدیم وتاخیر کے بعد ایک نسخہ تیار
کیا اور اسکی چار نقلین کراکر چار بڑے بڑے شہرون مین بھیجدین اور باقی تمام مصاحف کو آگ مین جلوا دیا بروائتے پہلے انکو پانی مین دھویا
پھر آگ مین جلایا۔ یہ حرکت مسلمانون کو بہت ناپسند ہوئی اور قرآنونکا جلانا اُنکے نزدیک اسکی کمال بیحرمتی اور توہین ٹھہرا بس اس سے نہ صرف
وہی اشخاص ناخوش ہوئے جنکے مصاحف جلائے گئے بلکہ تمام صحابہ وغیر صحابہ نے اُنکے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔ ام المومنین عائشہ

کلمات مالک اشتر بعد دفن ابوذر

احراق عثمان مصاحف قرآن

نے کہ بمفاد خذو اثلثی دینکم من الحمیراء کہ دو تہائی دین کی حمیرا (عائشہ) سے حاصل کرو۔ مقبول القول تھین اور خصوص اس زمانہ مین
دین کا مدار بہت کچھ انکے فتوے پر آرہا تھا صاف صاف کہدیا اقتلوا حرّاق المصاحف کہ قتل کرو اس قرانون کے جلانیوالے کو۔ زیادہ تر
عبداللہ مسعود کو اپنے قرآن کا جلایا جانا سخت ناگوار تھا۔ وہ برملا مذمت عثمان کرتے اور انکے اس فعل کو بدعت و ضلالت سے تعبیر فرماتے تھے لاجرم
عثمان نے اپنے غلامون کو اشارہ کیا انہون نے اسقدر مارا کہ بیچارہ تیسرے روز جان سے گزر گیا کہتے ہین کہ اس زدوکوب مین ایک یا دو استخوان انکے
پہلو کا ٹوٹ گیا تھا۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ مین کہتا ہے کہ شدتِ مرض عبداللہ کی خبر عثمان کو پہنچی تو انکی عیادت کو گئے اور سرھانے بیٹھکر پوچھا
جس چیز کو تیرا دل چاہتا ہو بیان کر کہا سوائے رحمتِ الٰہی کے کوئی آرزو نہین رکھتا فرمایا تو کہے تو طبیب کو تیرے لئے حاضر کرون کہا طبیب ہی نے تو
مجھکو بیمار کیا ہے پھر کہا چاہتا ہے کہ رزق و عطیہ جو تجھ سے بند ہو گیا ہے کھولدون کہا جب اُسکی حاجت تھی تو تو نے بند کیا اب کہ اس سے مستغنی ہون
عطا کرتا ہے کہا اگر تجھکو حاجت نہین تو تیری اولاد کے کام آئیگا عبداللہ نے کہا اولاد کا رزق خدا تعالیٰ پر ہے وہ کریم ضرور انکو پہنچائیگا۔ عثمان نے کہا
اے ابو عبدالرحمن میرے لئے حق تعالیٰ سے طلب آمرزش کر کہا مین اس جل شانہ سے دعا کرتا ہون کہ بروز قیامت میرا انصاف تجھ سے لے پس عثمان وہان سے
اٹھکر دارالامارہ کو آئے اور ابن مسعود نے رحمتِ خدا کیطرف انتقال کیا۔ نیز ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے عمار یاسر کو وصیت
کی تھی کہ عثمان میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھنے پائے بنابرین عمار نے چند آدمیون کے ساتھ اس پر نماز پڑھکر دفن کیا عثمان کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسکی قبر پر آئے
اور عمار سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو نے ہمکو اطلاع نہ کی عمار نے کہا مجھکو یہی وصیت کی تھی۔ عثمان عمار پر ناراض ہوئے اور یہ ایک اور سبب تھا ناراضگی
عثمان کا عمار سے۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود جو اسطرح سر پنجہ ستم عثمانی سے ناچیز ہوئے بزرگان صحابہ سے داخل عشرۂ مبشرہ ہین
تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ حضرت رسولخدا نے ابو عبیدہ جراح کو ان دس سے نکالکر ابن مسعود کو انمین داخل کیا تھا۔ **عمرو عاص** عمر خطاب کے
عہد سے حاکم مصر تھا اور خلیفہ ثالث کی بہن کلثوم نام سے اُسکا نکاح بھی ہو گیا تھا۔ بنابرین اُسکو گمان تھا کہ ایاست مصر پر برقرار رہونگا چنانچہ
اوّل اوّل تو انکی خوشامد کرتا اور طرفدار بنا ہوا تھا۔ مگر جب بارگاہِ خلافت سے حکومت مصر اس سے منتزع ہو کر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو دیدی گئی
تو اس نے بھی اپنا ڈھنگ بدلدیا کلثوم کو طلاق دیکر دشمن جانی حضرت عثمانی بنگیا۔ محمد بن جریر طبری کہتا ہے کہ یہ طلاق دینا اُسکا عثمان پر سخت ناگوار
گزرا اور وہ اُسوقت سے عمرو عاص سے عداوت رکھنے لگے۔ علیٰ ہذا مغیرہ بن شعبہ و سعد بن ابی وقاص بھی یکے بعد دیگرے ایالت کوفہ سے معزول
ہوئے تھے وہ بھی خلافت پناہ سے سینہ صاف نہ تھے۔ نیز ایک اور امر عام برانگیختگی کا باعث یہ ہوا کہ فدک جسپر جناب سیدہ کا خلیفہ اوّل کے ساتھ کیا کچھ
نزاع و تکرار ہوا تھا اور جسکو ابوبکر نے حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء کی سپر منہ پر لیکر آنحضرت سے چھینا اور داخل بیت المال کیا تھا عثمان نے
اُسے مروان کو بخشدیا چنانچہ تا دم زیست اُسکے قبضہ مین رہا اور اُسکے بعد اُسکی اولاد کے تصرف مین تھا تا اینکہ عمر بن عبدالعزیز کو خلافت ہوئی اُس نے
لیکر بدستور بیت المال مین شامل کیا کما فی ابی الفدا۔ بالجملہ دارالخلافہ کی یہ کیفیت تھی اور صوبجات مین عاملان عثمانی کہ اکثر بنی امیہ انکے رشتہ دار تھے
ایک طوفان برپا کر رکھا تھا قانون شریعت بالکل بالائے طاق نفسانی خواہشون سے جو چاہتے تھے سو کرتے تھے شام سے معاویہ کے فسق و فجور
کی متواتر شکایتین آتی تھین اہل مصر ابن ابی سرح کے سر پنجۂ ظلم سے حد نالان تھے ولید بن عقبہ حاکم کوفہ کہ بنص قرآن فاسق و فاجر تھا۔ علانیہ

شراب پیتا و دیگر منہیات کا مرتکب ہوتا تھا۔ ایک روز صبح کی نماز تھی کہ یہ ولید پلید نشہ شراب مین سرشار مسجد مین آیا اور بجائے دو رکعت فریضہ صبح کے
چار رکعت پڑھگیا اور پھر مقتدیون کی طرف پھر کر کہتا کیا ہے کہ آج مجھکو سرخوشی و سرور ہے کہو تو اور رکعات تمہارے لئے زیادہ کرون عبداللہ بن مسعود کہ
جملہ ماموین سے تھے بولے ہم اوّل دن سے تیرے ساتھ زیادتی مین ہین اور ہمیشہ زیادتی مین رہینگے اہل کوفہ کو اس امامت و اقتدا سے مارے شرم کے
پانی پانی ہوئے جاتے تھے یہ واقعہ بہت گران گزرا عثمان نے ولید کو معزول کر کے سعید بن عاص کو کوفہ کا فرمانروا کیا مگر کچھ فائدہ نہوا اسکی درشت خوئی زیادہ تر
خلقت کی وحشت کا باعث ہوئی ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سعد وقاص کے برادر زادے سے باتون باتون مین بگڑ گیا۔ اور اُسکو اسقدر زدوکوب کیا
کہ بیہوش ہو کر گر گیا پھر اُسکے مکان کو آگ لگا کر جلوا دیا سعد نے اسکی شکایت مدینہ مین خلافت پناہ کے آگے کی کچھ شنوائی نہوئی سعد تو پہلے ہی سے کبیدہ
خاطر تھا سعید کے گھر پر چڑھگیا اور اُسکو جلا کر راکھ کر ڈالا اس سے زیادہ بے آبروئی کیا جاتا تھا۔ مگر ام المومنین عائشہ کے منع کرنے سے باز رہا **نیز** اس سعید
نے سعادت کی آتش مزاجی سے مالک اشتر سے کہ کوفہ مین اوّل درجہ کے شخص تھے اسکی ان بن ہو گئی اور اُس نے بایمار خلیفہ اُن کو مع بعض دیگر روسار
صعصعہ بن صوحان و کمیل بن زیاد وغیرہ کے پکڑ کر شام کو اور وہان سے حمص کو جلاوطن کیا یہ باتین کوفیون کے دل مین خاصکر اور جملہ مسلمانون مین عموماً
اثر بد پیدا کرتی تھین اور طرفہ یہ کہ جب ان بیباک ظالمون کی بارگاہِ خلافت مین شکایت و فریاد ہوتی تو ادھر سے اُلٹی انکی حمایت کیجاتی کہ اس سے یہہ
چھانک بنے تو سیر روباہ سے شیر بنے جاتے تھے اور رعایا کو پاؤن مین پیسے ڈالتے تھے۔ پس مشہور ہے۔ کہ **الملک یبقی مع الکفر والشرک**
ولا یبقی مع الظلم والجور کہ ملک بادشاہت کفر و شرک کے ساتھ بھی قائم رہتی ہے نہین تو ظلم و ستم کے ساتھ نہین رہتی۔ لاجرم ان سب باتون کا
وہی نتیجہ ہوا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام عثمان کے پاس داخل ہوئے اور فرمایا اے ابو عمر تجھکو
معلوم ہے کہ خلقت تیرے عاملون کی نسبت کیا کچھ کہتی ہے مین حیران ہون کہ تجھکو کیا سمجھاؤن تو سالہا سال حضرت رسولخدا کی خدمت مین رہا اور
شوہر انکی دو دختر کا ہے پسر ابو قحافہ و ابن خطاب ملکداری مین تجھ سے اولیٰ و الیق نہ تھے کیا تو نہین جانتا کہ عدل و انصاف کیا چیز ہے اور جور و اعتساف
کیا شے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور اسکا ثمرہ کیا مجھے خوف ہے کہ اگر چندے اور یہی حال رہا تو ملک چار طرف سے اُٹھ کھڑا ہو گا اور تو اس بلوائے عام مین
مارا جائیگا۔ اگر ایسا ہوا تو دروازہ ہائے فتنہ و فساد اس امت پر کُھل جائینگے اور روز قیامت تک بند نہین ہونگے۔ عثمان نے کہا اے ابوالحسنؑ تم میری
جگہہ ہوتے اور اپنے عزیزون کے ساتھ اسطرح کے سلوک کرتے تو مین تمکو ملامت نکرتا مغیرہ بن شعبہ کے اطوار سب کو معلوم ہین عمر نے اسے عامل
کوفہ مقرر کیا معاویہ کو شام کی حکومت بخشی مینے اگر اپنی قرابت کے لحاظ سے عبداللہ بن عامر کو والی بصرہ کیا معاویہ کو شام کی حکومت پر برقرار رکھا تو کیا برا کیا
امیر المومنینؑ نے کہا عمر اگر اپنے کسی عامل کی نسبت ایک حرف بھی شکایت کا سن پاتا تھا تو اسکو معزول کر کے شکنجۂ عتاب مین کھینچتا تھا اور بدرجۂ غائت
زجر و ملامت کرتا تو یہ کچھ دیکھتا اور سنتا ہے اور کچھ نہین کرتا معاویہ و دیگر عاملانِ عمر عمر سے اسقدر ڈرتے تھے کہ اُسکے غلام بھی اتنا نہ ڈرتے ہونگے
امیر المومنینؑ اس گفت و شنید کے بعد گھر تشریف لیگئے اور عثمان پر اثر معکوس اس نصیحت کا یہ ہوا کہ لوگون کو جمع ہونیکا حکم دیا اور خود ممبر پر جا کر انکو
سخت سرزنش و لعنت و ملامت کی اور کہا مین نے ایسی ایسی باتین سنتا ہون میرے سے پہلے عمر کی نسبت بھی تم یہی باتین کیا کرتے تھے مگر وہ
درشت خو سخت و صلب آدمی تھا انکو فتنہ و مالیدہ رکھتا تھا مین تمہارے ساتھ نرمی و مدارا کرتا ہون لہذا تم دلیر ہو گئے ہو۔ اسکے ساتھ ہی مروان

نے کھڑے ہو کر بہت سا لوگون کو ڈرایا دھمکایا اور خوف قتل دلایا عثمان نے اُسے منع کیا **بالجملہ** کچھ مروان وغیرہ کی شرارت و بدذاتی سے اور بہت کچھ خلافت پناہ کی اپنی کوتاہ اندیشی سے کارِ خلافت مین خللِ کلی پڑ گیا۔ رعبِ سلطنت مطلقاً جاتا رہا اور لوگ اُن کے اختیارات مین دخل دینے لگے بلکہ رد در رو بُرا کہنے اور ڈانٹ ڈپٹ بتلانے لگے اور آخر آخر مین مار پیٹ تک بھی نوبت پہنچ گئی تھی۔ ابن اثیر جزری کامل التواریخ مین کہتا ہے کہ اول جس نے عثمان پر لوگون کو دلیر کیا عبد الرحمن بن عوف تھا راقم حروف کہتا ہے کہ وہی عبد الرحمن عوف کہ عقد اخوت کی رو سے خلافت پناہ کا سگا بھائی اور علاقہ نسبی مین آپکا بہنوئی اور محبت و یکجہتی مین آپکا گہرا یار غار جسکو خلیفہ ثانی مجلس شورے کا صدر انجمن بنا گئے تھے اور جس نے ابھی ذکر ہوا کہ انصاف و دیانت کا خون کر کے عثمان کو ذات مجموعہ صفات حضرت مرتضوی پر تفضیل و ترجیح دی تھی۔ قدرتِ خدا ہے اور اثر دعائے مولیٰ کہ وہی عبد الرحمن باوجود اتنے رابطون کے آج اپنی حرکت پر اسقدر نادم و پشیمان ہے کہ اپنے ہاتھ کا لکھا آپ مٹاتا ہے اور خود خلیفہ صاحب کی بیحرمتی کرتا اور اورون کو بغاوت و سرکشی کا سبق دیتا ہے۔ کامل مین ہے ان ابلاً من الصدقة قدم بها على عثمان فوهبها لبعض بني الحكم فبلغ ذلك عبد الرحمن بن عوف فاخذها وقسمها بين الناس وعثمان فی الدار یعنی کچھ اونٹ شتران صدقہ سے پیشگاہ خلافت مین آئے تھے عثمان نے (حسب معمول) وہ حکم بن عاص کی بیٹون سے ایک کو بخشدئے۔ عبد الرحمن نے یہ سُنا تو بابِ علی کا ذرا پاس ادب کیا اور وہ اونٹ اُس سے واپس لیکر لوگون کے درمیان اُنکو تقسیم کیا۔ عثمان گھر مین بیٹھے رہے کچھ نہ کرسکے سُبحان اللہ۔ عجب انقلاب و نادر نیرنگیان زمانہ کی حضرت امیر علیہ السلام معائنہ فرماتے تھے پہلے بیعت ابوبکر کے لئے خلیفہ ثانی کا وہ تلملانا آپنے دیکھا کہ آگ اور ایندھن لائے تھے کہ بیت الرسالت کو جلا ڈالونگا نہین تو نکلکر بیعت کرو پھر اسی مُنہہ سے اس بیعت کو فتنہ و شرارت کہتے اور اُس جیسے کے مرتکب کے لئے قتل کا فتوے دیتے تھے آپنے سماعت فرمایا عثمان کے خلیفہ بنانے مین جناب ابن عوف کیسے کچھ سرگرم تھے کہ وہ چالین اسکے لئے چلے پھر تھوڑے ہی عرصہ مین اسکے تخریب کے درپے ہوگئے اور اسقدر اسپر پشیمان ہوئے کہ مرتے مرگئے مگر خلیفہ صاحب کی صورت دیکھنے کے روادار نہوئے اس سے بھی غریب تر بی بی عائشہ اور میان طلحہ زبیر و عمرو عاص کا قصہ ہے کہ کس اہتمام کے ساتھ اُنہون نے عثمان کو قتل کرایا۔ بعد کو حضرت ہی سے اُنکے خون کے طلبگار بنے اور کیسے کچھ فتنے و فساد برپا کئے کہ الامان۔ زبیر کو دیکھیے کہ ابتدا مین کسقدر عقیدت و اخلاص کی ڈینگ مارتے اور تلوار گھماتے پھرتے تھے کہ علیؑ کو چھوڑ کر ہم ابوبکر کی بیعت کرین یہ کبھی نہوگا۔ آخر کو جنگ جمل مین وہی تلوار حضرت کے سامنے کھینچکر کھڑے ہوگئے۔ کبھی اپنے اصحاب کے ایک فرقہ کے بیہودہ اصرار سے آپ تحکیم حکمین پر مجبور ہوتے تھے۔ پھر انہی اصحاب کو اس تحکیم پر معترض ہو کر لا حکم الا للہ کہتے اور اپنا دین و ایمان گنواتے ملاحظہ فرماتے تھے۔ **الحق** طالبان دنیا جو وقت جس صورت مین اپنی مصلحت جانتے تھے گرگٹ کی طرح ویسا ہی رنگ بدل لیتے تھے لیکن آنحضرتؑ کا چندان نفع و نقصان اس تغیر و تبدیلی سے وابستہ نہ تھا۔ آپ لا کلام خدا کی طرف سے نائب رسول و امام انام تھے پس اُمت کی فلاح و بہبودی تمام تر آپ کی اطاعت و فرمان بری مین تھی یہ اُنکا اختیار تھا کہ اس فرض کو ادا کرین یا نکرین۔ اور اس بارہ مین آنحضرتؑ کی مثال ٹھیک خانہ کعبہ کیسی تھی۔ پس اگر کوئی واجب الحج حج نہ کرے تو کعبہ کو اُس سے کیا ضرر ہے اپنا سر کھائے۔ یزیدیون نے عبد اللہ زبیر کے محل رہنے سے اسپر سنگ و آتش برسائے تو کیا کعبہ کعبہ نرہا علےٰ ہذا اگر کچھ لوگ آپ کی امامت کی تصدیق سے محروم رہے تو اُنہون نے کچھ اپنا کھویا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو احادیث متفق علیہ

مین خانہ کعبہ سے تشبیہ دی ہے یا علی انت مثل الكعبة تؤتى ولا تاتی ترجمہ اے علیؑ تو مثل کعبہ کے ہے تیرے پاس لوگ آئین تجھکو کسی کے پاس جانیکی ضرورت نہین۔ اور صواعق محرقہ مین ہے علیؑ باب حطة من دخل فيه كان مؤمنا ومن خرج منه كان كافرا علیؑ کی مثال ایسی ہے جیسے کہ بنی اسرائیل مین باب حطہ تھا جو اسمین داخل ہوا مومن ہوا اور جو خارج ہوا کافر **پھر** ابن اثیر کہتا ہے کہ کہا گیا ہے کہ جس نے عثمان کے سامنے گفتگو مین جرات کی وہ جبلہ بن عمرو الساعدی تھا۔ ایک مرتبہ عثمان جا رہے تھے وہ اپنی قوم کے ساتھ مجلس مین بیٹھا تھا اور ایک رسن اسکے ہاتھ مین تھی عثمان نے اُن لوگون کو سلام کیا اُنہون نے جواب دیا جبلہ نے کہا کسلئے تمنے ایسے شخص کے سلام کا جواب دیا جس نے ایسا اور ایسا کیا ہے اور عثمان سے کہا قسم بخدا کہ تو اپنے اُن خبیث رفیقون مروان و ابن عامر و ابن سعد وغیرہ سے کنارہ کش ہو جنکی مذمت مین قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ نے اُنکا خون حلال کیا ہے ورنہ یہی رسی تیری گردن مین ڈالونگا اور نیز وہ ایک روز خطبہ کہہ رہے اور ہاتھ مین وہ عصا تھی جسپر رسول اللہ خطبہ کہا کرتے تھے پھر ابوبکر و عمر بھی اُسی کو ہاتھ مین لیکر خطبہ کہتے تھے جہجاہ غفاری اُٹھا اور وہ عصا خلیفہ کے ہاتھ سے چھین لی اور گھٹنون مین دیکر اُسے توڑ ڈالا۔

قتل عثمان بن عفان و رویۂ حضرت امیر مومنان درآن میان

مورخین نے لکھا ہے کہ جب جور و عدوان عاملان عثمان کا اہل قریات و بلدان خصوصاً سکنۂ مصر و عراق پر حد سے گزر گیا اور باوجودیکہ وہ لوگ بارہا ہر سال عرائض و چند بار خود حاضر درگاہ ہو کر مستدعی انصاف و فریادرسی ہوئے مگر بابِ خلافت سے کوئی انتظام و انسداد اس جور و بیداد کا عمل مین نہ آیا اور سوائے حیلے و حوالے کے کوئی ٹھیک بات عتبۂ خلافت سے حاصل نہوئی بلکہ یہ امر زیادتی غیظ و غضب و شور و شغب ان ظالمون کا ہو کر نتیجہ برعکس پیدا ہوا چنانچہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نے کہ حاکم مصر و ظلم و جور مین وحید عصر و فرید دہر تھا بعض فریادیون کو تیغ بیدریغ کھینچا اور بہتون کو ضرب و شتم سے تادیب کیا مابقی کو قید کر لیا تو اہلِ مصر حرکات ناشائستہ عبد اللہ مذکور سے بیش از بیش خستہ و دل ریش ہو کر رؤسا و شرفاء مصر بجمعیت سات سَے مرد کے اور نیز جمعیت اہل کوفہ و بصرہ کے متوجہ مدینہ منورہ ہوئے اور مسجد نبی مین داخل ہو کر اوقات نماز مین صحابہ کبار سے شکایت ان حرکات کی کرتے تھے۔ ابن اعثم کہتا ہے کہ اول شخص جو اہل کوفہ سے داخل مدینہ ہوا مالک اشتر تھا اُنکے ساتھ ایک سو مرد کوفیون سے تھا اُنکے بعد حکیم بن جبلہ عبدی اہل بصرہ سے اڑھائی سے مرد کے ساتھ وارد ہوا اور اسکے ساتھ ہی عمرو بن بدیل و وہب بن ورقا خزاعی و کنانہ بن بشر تجیبی و اسید بن حمران مرادی چار سے مصریون کے ساتھ وہان پہنچے اور جماعۂ مہاجر و انصار سے جنکو عثمان کے ہاتھ سے ایذا و آزار پہنچے تھے متفق ہو کر اس مقدمے مین گفتگو کرنے لگے۔ ابن ابی الحدید اپنے شیخ و استاد ابو جعفر سے نقل کرتا ہے کہ اہل مدینہ صحابہ وغیر صحابہ نے اطراف و اکناف ملک مین خطوط لکھے کہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہو تو یہان آؤ اور خلیفہ کو جس نے دین محمدؐ کو فاسد کر دیا خلافت سے خلع کرو **مؤلف** کہتا ہے کہ یہ روایت تنہا ابن ابی الحدید کی نہین ابن اثیر نے بھی کامل مین اسکو اسی طرح روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ صحابہ و غیر صحابہ نے باہر کے مسلمانون کو یہ لکھکر بلایا تھا کہ اگر جہاد کرنا چاہتے ہو۔ تو یہان آؤ اور عثمان کو معزول کرو جس نے دین محمدؐ کو بگاڑ رکھا ہے پس اس سے زیادہ ثبوت صحابہ کے خلافت پناہ سے ناراض ہونیکا اور اُنکے قتل مین اعانت کرنیکا اور کیا ہوگا شاہ عبد العزیز تحفہ مین زبردستی اس سے انکار کرتے ہین۔ القصہ بہت سے صلاح مشورے کے بعد ان سب کی رائے اس پر ٹھہری کہ خلیفہ ثالث کو مجبور کرین کہ اپنے تئین خلافت سے خلع کرین نمانین تو اُنکو قتل کرنا چاہیے ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ عثمان نے یہ صورت دیکھی تو عبد اللہ بن عمر خطاب کو طلب کیا اور کہا اے عبد اللہ تو دیکھتا ہے کہ یہ لوگ کیا ارادہ رکھتے ہین چاہتے ہین

نصیحت عبد اللہ ابن عمر بعثمان

کہ مجھکو خلافت سے خلع کرین۔ عبداللہ نے کہا زنہار ایسا نکرنا بہ تحقیق کہ تیری زندگی اب زیادہ نہین رہی اور جو زیادہ ہوتی تب بھی سزاوار نہ تھا کہ یہ بدعت اسلام مین چھوڑ جائے کہ جب رعایا امام سے آزردہ ہوئی اُسکو خلع کر دیا۔ پس جو خلعت کہ حقتعالٰی نے تمکو پہنایا ہے اُسے بدن سے نہ اُتارنا یہ نصیحت عثمان کو بہت پسند آئی۔ اور اُنہون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ کچھ ہو خلافت سے دست بردار نہوجیے پس امیرالمومنین علیہ السلام کو بُلایا اور کہا اے ابوالحسن بدل احسان کرو اور آب پند ونصیحت اس آتش سوزان کو بجھاؤ آیندہ کوئی امر خلاف شرع مجھ سے صادر نہوگا جو کچھ وہ کہین سب میری طرف سے قبول و منظور کرو آپ نے فرمایا مین آجتک جو کچھ نیک صلاح تجھکو دیتا رہا اس پر کاربند نہین ہوا اب بھی اپنے قول وقرار پر قائم نرہیگا۔ مروان وسعید ومعاویہ وعبداللہ بن ابی سرح جو تجھے کہین گے وہ کریگا عثمان نے کہا یا علی گزشتہ باتون کو جانے دو اب جو تم کہو گے وہی کرونگا اور ہرگز تمہارے کہنے سے باہر نہونگا غرض حضرت عہد استوار لیکر اس مجمع مین تشریف لیگئے پہلے تو یہ لوگ کچھ مانتے نہ تھے بارے حضرت کی فہمایش سے ڈھیلے ہوئے اور کہا عثمان ایک اقرارنامہ لکھدین کہ آیندہ ہر کار مین کتاب خدا وسنت رسول اللہ پر کاربند ہونگا اور جو امور خلاف شرع اُنسے سرزد ہو چکے ہین حتے المقدور اُنکی اصلاح عمل مین لائین جنکو آوارہ وطن کیا ہے واپس بلائین جنکا رزق روزینہ بند کیا ہے اجرا کرین اور عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے محمد بن ابوبکر کو اُسکی جگہہ والی مصر مقرر کرین غرض اسپر تراضی طرفین ہوکر وثیقہ مرتب ہوا اعاظم مہاجر و انصار نے اپنی اپنی گواہی ثبت کی پس اہل مصر محمد کو ہمراہ لیکر اور اہل کوفہ وبصرہ بوعدہ ہائے واثق تسلی پاکر اپنے اپنے وطن کو واپس ہوئے **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ اُسوقت مروان حکم نے عثمان سے کہا اہل مدینہ کہتے ہین کہ تو نے بمنت وسماجت مصریون کو واپس کیا ہے اگر ایسے وقت مین خاموش رہے گا تو یہ بات اُنکو تیقن ہو جائیگی پس اورون کو جرات ہوگی جس کا جی چاہیگا چڑھ آیا کریگا صلاح وقت یہ ہے کہ لوگون کو جمع کر کے کہو کہ یہ گروہ فتنہ وفساد کی نیت سے یہان آیا تھا جب دیکھا کہ ہمارا مدعا حاصل ہونیوالا نہین اور محض باطل پر ہین تو خائب وخاسر پلٹ گئے یہ خطبہ مسجد مین مجمع عام کے سامنے پڑھا گیا۔ تو عمرو عاص نے اُٹھکر کہا اے عثمان خدا سے ڈر کس وقت اور حسن حیل سے تو وہ لوگ واپس کئے گئے ہین تو کہتا ہے کہ نادم وپشیمان ہوکر گئے توبہ کر کہ آیندہ ظلمہ بنی امیہ کے ہاتھ سے خلائق کو نجات دے ورنہ ایسی مصیبت مین مبتلا ہوگا کہ اس سے رہائی نملیگی عثمان نے اُسکو دھتکارا کہ اے پسر نابغہ تو تمام گناہون سے توبہ کر چکا ہے کہ مجھکو تائب ہونیکا امر کرتا ہے تیرا تمام شور وشر اسلئے ہے کہ حکومت مصر سے معزول ہوا عمرو نے کہا مین رسول اللہ اور ابوبکر وعمر کے زمانہ مین کہ بمراتب تجھ سے بہتر ہے عامل رہا ہون تو نے معزول کیا تو کیا ہوا تیرے تمام کام سنت خیرالانام کے خلاف ہین اپنی حرکت نکوہیدہ سے تائب ہو ورنہ پشیمان ہوگا پس ایک گوشہ مسجد سے آواز آئی تُب الی اللہ یا عثمان عثمان اُسکی طرف دیکھنے لگے کہ چارون طرف سے آوازین بلند ہوئین اے عثمان خدا سے ڈر اور توبہ کر کہتے ہین کہ اس روز کسی نے امیرالمومنین کہا عثمان نے حیران ہوکر کہا اللھم انی اتوب الیک پروردگارا مین توبہ کرتا ہون تیری جانب رجوع ہون اوّل توبہ کرنیوالونکا۔ اسکے بعد عمرو عاص جس سے ملتا اُسکو عثمان کے برخلاف بھڑکاتا۔ یہ روایت روضۃ الاحباب کی ہے لیکن تاریخ ابن اعثم کوفی مین ہے کہ اسوقت ہر طرف سے پتھر انپر برسنے لگے اور اسپر بھی بس نکرکے کسی نے ٹانگ پکڑ کر ممبر سے گھسیٹ لیا عثمان بیہوش ہوکر زمین پر گرے اور اُنکے غلام اُنکو اُٹھاکر گھر لیگئے۔ پھر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ ایک روایت یہ ہے کہ جب علی مصریون کو واپس کر کے عثمان کے پاس واپس آئے تو اُنسے کہا اب مناسب یہ ہے کہ جلسہ عام کر کے تو ایسی باتین کہے کہ لوگ اُنکو سُنکر امیدوار اور مسرور ہون اور جان لین کہ اپنے

عاملون سے بیزار ہے اور اُنکے افعال نکوہیدہ ناپسند کرتا ہے تاکہ یہ امر نزدیک ودور معروف ومشہور ہوا اور جو لوگ تجھ سے متنفر ہوگئے ہین درست ہوجائین ورنہ مجھکو اندیشہ ہے کہ مصریون کیطرح اور شہرون کے باشندے بھی چڑھ آئین اور تو پھر کہے کہ یا علی اُنکو جاکر واپس کرو نجاؤن تو کہے کہ علی قطع رحم کرتے اور میرے حق کو خفیف جانتے ہین پس عثمان نے مسجد مین جاکر حمد وصلوٰۃ کے بعد کہا ایہا الناس اولاد آدم سے خطا وعصیان سرزد ہوتے ہین مین بھی ہون معصوم ہونیکا دعوی نہین کرتا رسول اللہ نے فرمایا ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ کہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے کہ گویا اُسنے گناہ کیا ہی نہین پس تمام ناہموار کامون سے جو مجھ سے سرزد ہوئے توبہ کرتا ہون جب یہان سے فارغ ہوکر گھر کو جاؤ تو چاہئے کہ تمسے چیدہ لوگ میرے پاس حاضر ہون اور کاروبار مین مجھے مشورہ دین کہ مین اُنکی صلاح سے کام کرونگا اور مروان وغیرہ کو جن سے تم ناراض ہو اپنے پاس سے نکال دونگا حاضرین عثمان کی رقت آمیز ورقت خیز باتون کو سُنکر رونے لگے خود عثمان بھی گریان ہوئے علی مرتضے نے کہا جو کچھ اس شخص پر واجب تھا بجالایا حقتعالٰے توفیق دے کہ اپنے عہد پر استوار رہے پس آکابر واشراف مدینہ عثمان سے امیدوار ہوکر اپنے گھرون کو پلٹے۔ راوی کہتا ہے کہ مروان وسعید بن عاص وغیرہ بنی امیہ کہ ادائے خطبہ کے وقت حاضر نہ تھے یہ سُنکر عثمان کے پاس داخل ہوئے ازانجملہ مروان نے مبادرت کر کے کہا یا امیرالمومنین مین کلام کرون یا خاموش رہون نائلہ بنت فرافصہ زوجہ عثمان کہ زن عاقلہ تھی پس پردہ سے بولی اے مروان تیرا خاموش رہنا ہی بہتر ہے تو جو کہے گا مین جانتی ہون تو امیرالمومنین کو اُنکے خطبے مین ملامت کرنا چاہتا ہے آگاہ رہ کہ آج وہ یہ باتین نہ کہتا تو اسکو قتل اور اسکے بچون کو یتیم کر دیا تھا قسم بخدا کہ اس نے جو اقرار کیا ہے اس سے تجاوز کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین مروان نے کہا اے نائلہ تجھکو ان باتون سے کیا نسبت بخدا کہ تیرا باپ فوت ہوا حالانکہ اچھی طرح وضو کرنا بھی نہ جانتا تھا نائلہ نے کہا اے مروان اپنی زبان کو تھام۔ اور اموات کی غیب جوئی سے باز رہ تیرا باپ میرے باپ سے ہرگز فائق نہ تھا اگر وہ امیرالمومنین کا چچا نہوتا تو ابھی تجھکو اسکی حقیقت سے آگاہ کرتی۔ تجھکو مطلق عقل وشعور نہین امیرالمومنین کو لازم ہے کہ تجھ سے دوری اختیار کرے۔ مروان نے نائلہ کے جواب سے اعراض کر کے پھر کہا اے امیر مین کچھ بولون یا چپ ہون عثمان نے اجازت دی تو کہا جو خطبہ امیرالمومنین نے آج کہا ہے ہرگز مناسب وواقع نہین ہوا اس سے سخت بے آبروئی ہوئی اور عزت واعتبار کو بٹہ لگا علی ابن ابیطالب کا مقصود یہی تھا کہ خلقت کے سامنے تمکو رسوا کرین اور تمہاری خطاؤن کا اقرار تمہاری زبان سے کرائین سو وہ مقصود حاصل ہوگیا اب لازم ہے کہ ان لوگون کو کہ پہاڑون کی طرح صف باندھے تمہارے دروازے پر کھڑے ہین یہان سے دور کرو کہ مبادا کوئی کلمہ بیجا سامنے منہہ سے نکالین اور باعث فتنہ وفساد ہو عثمان نے کہا تو جاکر کہدے کہ لوٹ جائین مجھکو اُنکے سامنے جانے سے شرم آتی ہے مروان نے باہر جاکر کہا تم لوگ کسلئے یہان جمع ہوئے ہو کیا اس گھر کو غارت کروگے یا خلافت وبادشاہی ہمسے چھیننے کو آئے ہو اور بہت سخت سست باتین کمال نخوت وغرور سے کہین کہ لوگ ازبس دل شکستہ وآزردہ ہوکر متفرق ہوئے اور بعض نے علی مرتضے کی خدمت مین جاکر ماجرا بیان کیا حضرت نے عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث سے پوچھا کہ تو نے بھی عثمان کی یہ باتین سُنی ہین عرض کی ہان یہی حال ہے جو ان لوگون نے بیان کیا ولایت مآب یہ سُنکر بکمال پیچ وتاب مین آئے اور فرمایا بندگان خدا مجھکو اس شخص کے ساتھ عجب طرح کا معاملہ پڑا ہے اگر اسکے قضئے جھگڑون سے علیحدہ رہتا ہون تو کہتا ہے کہ قطع رحم کرتے اور حق قرابت نہین بجالاتے ہین اور جو اسمین دخل دیتا ہون تو یہ امور اس سے ظاہر ہوتے ہین باوجود صحبت رسول خدا اور اس سن وسال کے مروان نے اسکو اپنا کھلونا بنا رکھا ہے اور مثل شتر اسکی مہار پکڑ کر جسطرف چاہتا ہے دوڑاتا ہے اور اسی جوش غضب مین عثمان کے مکان پر جاکر کہا کہ

گفتگو درمیان نائلہ زن عثمان و مروان

مروان نے تیرا عقل و دین سب لیلیا ہے اونٹ کیطرح تیرے ناک مین نکیل ڈالکر جدھر چاہتا ہے کھینچتا ہے قسم بخدا کہ وہ اہل عقل و دانش سے نہین پس تیری وہ مثال ہے کہ کہا ہے من عشی علی الغراب سیرجع الی الخراب ہر کرا راہ بر غراب بود ؛ بگمان منزلش خراب بود ؛ **شعر** اذا کان الغراب دلیل قوم ؛ سیہدیہم طریق الھالکینا کہ جس قوم کا راہبر کوا ہوتا ہے وہ عنقریب اُنکو ہلاک ہونیوالونکا راستہ دکھائیگا ؛ پھر فرمایا تونے مروان کے کہنے سے اپنا اعتبار کھویا اور جماعت مسلمین مین رسوا ہوا۔ مین اب تیرے کاروبار مین ہرگز دخل نہ دونگا۔ اور کبھی تیرے پاس نہ آؤنگا۔ یہ کہکر اپنے گھر چلے گئے۔ آپکے اُٹھ جانیکے بعد نائلہ وہان آئی اور کہا مینے علیؑ کی باتین سُنین وہ بہت دلگیر ہو کر گئے ہین اب مشکل ہے کہ تیرے پاس آئین معلوم نہین۔ کہ مروان کی متابعت کو کسلئے اسقدر لازم جان رکھا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہی کرتا ہے گو اہلبیت کرام و اصحاب عظام اس سے ناخوش ہون عثمان نے کہا اب کیا کرنا چاہیے۔ نائلہ عاقلہ بولی۔ کرنا کیا چاہیے خوف خدا و اتباع سُنت رسولِ خدا و اتباع سیرت ابوبکر و عمر کرنا اور ظلمہ بیباک کو اُنکے کامون سے معزول فرمانا اور مروان کی پیروی ترک کرنا چاہیے۔ **القصہ** نائلہ نے بہت کہہ سُنکر عثمان کو مجبور کیا کہ علی ابن ابیطالب کے گھر جاکر جسطرح ہو اُنکو رضامند کرین۔ اور عثمان اُسکے کہنے کے بموجب رات کے وقت آنحضرت کے مکان پر گئے ہر چند امداد و اعانت کی درخواست کی مگر فائدہ نہوا علیؑ اُسکے بعد اپنے تئین اُنکے کام سے علیحدہ رکھتے تھے تا اینکہ عثمان کے گھر کا محاصرہ ہو کر پانی اُنپر بند کیا گیا اُسوقت بنفس نفیس اُنکے دروازے پر تشریف لیگئے۔ اور آب شیرین کی مشکین اندر بھجوائین۔ **منقول ہے** کہ ابھی اہل مصر کہ مدینہ سے واپس ہوئے تھے راستہ ہی مین تھے کہ تیسری منزل پر اُنہون نے غلام سیاہ عثمان کو دیکھا کہ شتر خاص پر سوار مدینہ سے بجانب مصر رواں اور تشویش و اضطراب اُسکے بشرے سے عیان ہے گویا کسی سے بھاگا ہے یا کسی گریختہ کی تلاش مین باختہ حواس باہیم و وسواس ہے دریافت کیا تو غلام نے کہا کہ قاصد عثمان ہون والی مصر کو اُنکی طرف سے پیغام لئے جاتا ہون حاضرین نے محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا کہ والی مصر یہ ہے غلام نے کہا اِنسے غرض نہین میرا مقصود عبداللہ بن ابی سرح سے متعلق ہے پوچھا کیا پیغام لیجاتا ہے غلام نے کہا اپنے آقا کا راز افشا نکرونگا پوچھا کوئی مکتوب تیرے پاس ہے کہا نہین تفحص کیا تو اُسکے اسباب سے ایک خط برآمد ہوا ایک طرف آب چرمیکا خشک اُسکے پاس تھا اُسکو ہلایا تو کوئی شے کھڑکتی اندر معلوم ہوئی اُسے چیر کر دیکھا تو ایک شیشہ سربمہر اُس سے نکلا شیشہ مین ایک خط تھا جسکے اوپر لکھا ہوا تھا من عبد اللہ امیر المومنین عثمان بن عفان الی عبداللہ بن ابی سرح خط کو کھولا تو لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکر وہان پہنچے تو اُسکو معہ فلان و فلان کے قتل کر اور فلان و فلان کے ہاتھ پیر کان ناک کاٹ کر باقی کو مقید و محبوس کرے اور اپنے کام پر مستقل رہ جبتک کہ اور حکم تیرے پاس نہ پہنچے۔ بروایتے لکھا تھا کہ یہ لوگ فتنہ انگیزی کے لئے مدینہ آئے تھے کامیاب مراد نہین ہوئے وہان پہنچین تو قتل و حبس و قطع اعضا سے اُنکے تئین سیاست کرتا کہ آیندہ کوئی ایسی جرات نکرنے پائے۔ خاتمہ مکتوب پر مہر خلافت پناہ کی ثبت تھی اہل مصر مہاجر و انصار کہ اس قافلہ مین تھے یہ دیکھکر حیران و انگشت بدندان تھے اور غدر و خیانت حضرت پر العجب گویان۔ **المختصر** عزم مصر ملتوی کرکے بارادہ انتقام مدینہ کو پھرے اور اہل عراق کو بھی بارسال خطوط واپس بُلالیا۔ علاوہ برایں یہ سانحہ ہوش ربا حیرت افزا جسنے سناز بان نفرین دراز کرکے ساتھ ہولیا جتے کہ یہ انبوہ کثیر و جم غفیر دوبارہ وارد مدینہ ہوا اور ایک مجلس مین کہ بوجود ذیجود مولائے مومنین و وجود انصار و مہاجرین رشک فردوس برین تھی حاضر ہوکر زبان شکایت کھولی اور مکتوب کیدرت اسلوب پیش کیا لاجرم حضرت امیر المومنینؑ اس خط کو لیکر مع طلحہ و زبیر و سعد وقاص وغیرہ عثمان کے پاس داخل ہوئے اور یہ عجیب استان اُنسے بیان کیا خلیفہ صاحب نے تحریر خط بلکہ اطلاع کیفیت سے انکار کیا۔

گزشتن اہل مصر وغیرہ بسوے مدینہ

حضرت نے کہا اے عثمان خدا سے ڈر تیرا غلام تیرے شتر پر سوار ہو کر تیری مہر کا خط مصر کو لیجائے اور تجھکو خبر نہو۔ کیونکر قیاس مین آسکتا ہے دیگر حاضرین نے کہا اگر تحریر مین تو شریک تھا تو قتل سزا واجب ہے کہ ناحق ناروا چند مسلمانون کے خون گرانے کا امر کیا ورنہ واجب العزل ہے اور خلافت تجھکو شایان نہین کہ ایسے غدار مکار لوگون کو کارِ خلافت سپرد کرکے خود خوابِ غفلت مین سوتا ہے۔ خط کو دیکھا تو مروان کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا پس عثمان سے کہا اگر تیری مرضی سے نہین لکھا گیا تو مروان کو ہمارے حوالے کر تاکہ تحقیقات کرین اور بعد ثبوت جرم سزا دین عثمان نے مروان کے دینے سے انکار کیا حالانکہ مروان اُسوقت اُنکے گھر مین موجود تھا پس صحابہ خشمناک وہان سے اُٹھے اور جانا کہ یہ کام بلا اطلاع عثمان اکیلے مروان کا نہین۔ نہین تو وہ اُسکی حمایت مین ایسا سرگرم کیون ہوتے ہمارے دل اب اُنسے کبھی صاف نہونگے۔ **روضۃ الاحباب** مین ہے کہ جب خبر مکتوب و قاصد مدینہ مین شائع ہوئی تو اہل مدینہ سے کوئی نرہا اِلا یہ کہ عثمان کو طعن کرتا اور عیب لگاتا تھا۔ اہل کوفہ و بصرہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی مدینہ کی طرف واپس آئے اور قبیلہ بنی زہرہ و بنی مخزوم و بنی ہذیل کہ عبداللہ بن مسعود و عمار یاسر و ابوذر غفاری کے مقدمے مین عثمان سے پہلے سے مکدر خاطر تھے یہ امر اُنکی زیادتی جوش و خروش کا باعث ہوا محمد بن ابی بکر نے قبیلہ تیم سے امداد چاہی ایک جماعت اُسکی مدد کو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اہل مدینہ سے کچھ لوگ اُنکے مددگار ہو گئے آخر کار اِن سب نے اتفاق کرکے قصرِ خلافت کا محاصرہ کرلیا یہ محاصرہ چالیس شبانہ روز اور بقولے چھ ماہ رہا کہ عثمان نماز کے لئے بھی مسجد مین نہ جاسکتے تھے اور منع کیا کہ آب شیرین کوئی اُنکے پاس نلیجائے تاکہ لاچار ہو کر یا اپنے تئین خلافت سے خلع کرین یا مروان کو اُنکے حوالے کرین مگر اِن کو دونو باتون سے انکار تھا۔ **بالجملہ** اکابر صحابہ نے قتل خلافتمآب پر فتوے دیدئے اور ایسا تو مدینہ مین کوئی نرہا کہ اس قتل پر راضی نہو۔ اکثر و بیشتر اُنسے اُنکے قتل مین ساعی و سرگرم تھے اور اہل مصر و عراق کی امداد و اعانت کرتے تھے اور بعض نے کنارہ کشی مین مصلحت جانکر خانہ نشینی اختیار کی تھی۔ چنانچہ مولائے مومنین اِن بعض سے تھے اور اعلےٰ و افضل پہلی گروہ کے ام المومنین عائشہ و طلحہ بن عبیداللہ و عمرو عاص تھے کہ ثانی الحال عہد خلافت امیر المومنینؑ مین اُنکی خونخواہی کے ٹھیکہ دار بنے تھے ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ سب سے زیادہ حریص قتل عثمان پر عائشہ تھی۔ وہ لوگون کو ترغیب و تحریص کرتی تھین کہ اُنہین قتل کرین واقدی مورخ اہلسنت نے اس زیادتی عائشہ کا سبب یہ لکھا ہے کہ جو روزینہ ابوبکر و عمر کے زمانہ مین اُنکا مقرر تھا عثمان اُسکے دینے مین مضائقہ کرتے تھے اِسلئے عائشہ اُنسے ناراض رہتی تھین اب کہ مسلمان اُنکے قتل کے درپے ہوئے تو اُسکا حوصلہ کھل گیا اور بالمشافہ عثمان سے کہا کہ تونے بیت المال مسلمانان پر دستِ تصرف دراز کیا اور اُمتِ محمدؐ کو رنج و کلفت مین ڈالا اشرار بنی امیہ کو بلاد اسلام پر مسلط کیا حقتعالے آب آسمان سے تجھے سیراب کرے اور برکات زمین سے بے نصیب رکھے اگر ظاہری اسلام مانع نہوتا تو نماز پنجگانہ بجالاتا ہے تو مثل شترانِ قربانی تجھے ذبح کرتے عثمان نے اُسکے جواب مین آیہ قرآنی پڑھی جسمین حقتعالے نے زنِ نوح و لوط کی مثال لایا ہے کہ باوجودیکہ وہ دو پیغمبرون کی بیویان تھین مگر خیانت صادر ہوئی تو اس زوجیت نے اُنکو کچھ نفع نہ بخشا اور دیگر جہنمیون کے ساتھ جہنم مین داخل ہوئین **القصہ** بی بی عائشہ بقدر اپنی وسع و طاقت کے قتل عثمان کی ترغیب دیتی تھین اور کہتی تھین کہ ہنوز پیراہن رسول اللہؐ کہنہ نہین ہوا کہ عثمان نے اُنکی شرع کو کہنہ کردیا اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا[1] یعنی اس یہودی ریش دراز کو یا اس پیر گفتار کو قتل کرے۔ واقدی کہتا ہے کہ جب عثمان محصور تھے

[1] نعثل بروزن جعفر گفتار نر و پیر نادان اور ایک یہودی کا نام ہے کہ مدینہ مین رہتا تھا اور نیز ایک مرد لمبی ڈھاڑی والا عثمان کی مذمت کرنی ہوتی تھی تو انکو اس سے تشبیہ دیکر نعثل کہا کرتی تھی۔ ۱۲ منتہی الارب ؛ ؛ ؛

عداوت عائشہ با عثمان

تو عائشہ نے مکہ جانیکا ارادہ کیا مروان حکم اُسکے پاس گیا اور کہا اے مادر مومنان اگر اسوقت یہان ٹھہرتی کہ یہ فتنہ فرو ہوتا اور عثمان قتل سے نجات پاتا تو اس کا ثواب حج سے زیادہ تھا عائشہ نے کہا مین ارادہ مصمم کر چکی ہون اور حج مجھپر واجب ہو گیا ہے ٹھہر نہین سکتی مروان نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا ۔ حرّق قیس علی البلاد ۔ حتیٰ اذا اضطرمت اجذما یعنی قیس نے شہرون مین آگ لگادی جب وہ جل اٹھی تو علیحدہ ہو گیا۔ مراد یہ کہ عائشہ اس فتنہ کو برپا کر کے اب علیحدہ ہوتی ہے اور کنارہ کرتی ہے عائشہ نے یہ شعر سُنکر کہا مین تیرا مدعا سمجھی تیرا گمان یہ ہے کہ مین عثمان کے حال سے بیخبر ہون۔ قسم بخدا کہ میری دلی آرزو ہے کہ اُسکو ایک تھیلے مین ڈالکر گلے مین لٹکاؤن اور لیجا کر بحر خضر مین ڈالدون مروان نے کہا آخر جو تیرے دل مین تھا ظاہر ہوا پر ہوا عائشہ نے کہا ہان ایسا ہی ہے یہ کہکر مکہ کو روانہ ہو گئی اثنا راہ مین عبد اللہ بن عباس سے ملی تو کہا یا ابن عباس تجھکو حقتعالے نے دل بینا و زبان گویا عطا کی ہے زنہار کہ اس طاغی (عثمان) کے قتل سے کسی کو مانع آئے بتحقیق کہ یہ اپنی قوم کے لئے ایسا نحس ہے جیسا کہ ابو سفیان بروز بدر انکے لئے نحس تھا۔ یہ حال بی بی عائشہ کا ہے لیکن طلحہ کی کیفیت روضۃ الاحباب مین اسطرح پر مسطور ہے کہ ایام محاصرے مین ایک روز عثمان بالائے بام چڑھکر اہل محاصرے کے سامنے ہوئے اور کہا السلام علیکم کوئی اسطرف متوجہ نہوا۔ عثمان نے کہا آیا طلحہ بن عبد اللہ تمہارے درمیان ہے کہا ہان ہے عثمان نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس کہ مین اِن لوگون پر کہ مدعی اسلام ہین سلام کرون اور طلحہ کہ عشرہ مبشرہ سے ہے اُنکے درمیان ہو اور میرے سلام کا جواب تک نہ دے یعنی یہ ایک مصیبت ہے کہ اسمین انا للہ کہنا چاہیے ۔ اسپر طلحہ کھسیانا ہو کر بولا مینے جواب سلام دیا تھا عثمان نے کہا سُنّت جواب مین یہ ہے کہ سلام کرنیوالا اُسکو سُن لے مینے تیرا جواب نہین سُنا پھر کہا اے طلحہ تجھکو قسم ہے خدائے عز وجل کی کہ آیا پیغمبر خدا سے تو نے نہین سُنا کہ کسی مسلمان کا خون تین باتون سے ایک کے بغیر روا نہین یا اسلام کے بعد کافر ہو جائے یا محصن ہو کر زنا کا مرتکب ہو یا ناحق کسی مسلمان کا خون کرے مین اِنمین سے ایک امر کا مرتکب نہین ہوا اسامعین سے ایک نے کہا کہ حدیث مذکور ماؤل یا مقید ہوگی کیسلئے کہ ساعی فساد اور باغی مصر کا قتل کرنا بنص قرآن جائز و مباح ہے نیز روضۃ الاحباب مین عبد اللہ بن عباس بن ربیعہ سے نقل ہے کہ اُس نے کہا مین ایام محاصرہ مین ایک روز عثمان کے پاس حاضر تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ آؤ سنین کہ یہ لوگ کیا باتین کر رہے ہین پس ہمنے دروازہ کے قریب کھڑے ہو کر سُنا کہ بعض اُنمین کہتے ہین کہ اس مرد کو مہلت نہ دی چاہیے ۔ اور دن نے کہا نہین مہلت دینی چاہیے کہ شاید راہ راست پر آجائے اس اثنا مین طلحہ عبید اللہ اُنکے پاس آیا اور پوچھا۔ عبد الرحمن بن عدیس[۵] کہان ہے پس ابن عدیس اسکے پاس آیا تھوڑی دیر دونو مین بطور سرگوشی کچھ باتین ہوتی رہین۔ بعد ازان ابن عدیس نے امر کیا کہ کسی کو اندر سے باہر اور باہر سے اندر نجانے دو تا کہ تشدد و سختی زیادہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ دیکھا تو نے کہ یہ طلحہ کی تعلیم و ترغیب کا اثر ہے ۔ خداوندا طلحہ نے اِن لوگون کو مجھپر دلیر کیا ہے اُسکی شرارت کو مجھ سے دفع کر اور چونکہ آرزوئے خلافت اُسکے دل مین جاگزین ہے تیرے کرم سے امیدوار ہون کہ اس مراد کو نہ پہنچے اور اُسکی طلب مین ذلت و خواری سے مارا جائے ۔ **لیکن** عمرو عاص پس ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ وہ لوگون کو قتل عثمان پر برانگیختہ کرتا اور بہکاتا تھا اور اس بارے مین اسقدر سخت و شدید تھا کہ کہتا تھا کہ اگر ایک گڈرئے سے بھی ملونگا تو اُسکو بھی

سعی طلحہ در قتل عثمان

[۵] یہ عبد الرحمن بن عدیس صحابی شریک بیعت رضوان تحت الشجرہ تھا۔ ابن عبد البر کتاب استیعاب مین لکھتا ہے کہ عبد الرحمن بن عدیس بلوی مصری اُن لوگون سے ہے جنہون نے حضرت رسولخدا سے زیر شجر بیعت کی اور وہ اس لشکر کا کہ مصر سے مدینہ آیا اور جنہون نے عثمان کو محصور کر کے قتل کیا امیر تھا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

قتل عثمان پر ترغیب دونگا چہ جائیکہ روسا و شرفا کو جب مدینہ مین آتش فتنہ کو اچھی طرح سُلگا چکا تو فلسطین مین اپنے مقام کو چلا گیا ایک روز وہان قصر مین بیٹھا تھا اور محمد و عبد اللہ اُسکے بیٹے معہ سلامہ بن روح جذامی کے اُسکے پاس بیٹھے تھے کہ ایک سوار مدینہ سے آیا۔ اُس سے عثمان کا حال دریافت کیا تو اُسنے کہا ہنوز محصور ہے عمرو نے کہا انا ابو عبد اللہ العیر یضرط والمکواۃ فی النار یعنی اے ابو عبد اللہ حمار گوز لگاتا ہے اور مکواۃ (آلہ داغ کردن جانوران) ہنوز آگ مین ہے پھر ایک اور سوار وارد ہوا۔ اُس نے عثمان کا قتل ہونا بیان کیا۔ عمرو نے کہا انا ابو عبد اللہ اذا حککت قرحۃ ادمیتھا کہ مین ابو عبد اللہ ہون قرحہ یعنی دنبل کو کھجلایا تو اُسکو لہو لہان ہی کر کے چھوڑا سلامہ بن روح نے کہا اے معشر قریش تمہارے اور عرب کے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا تھا تمنے اُسے توڑ ڈالا۔ عمرو نے کہا ہان ہمنے چاہا کہ حق کو باطل کے پہلو سے نکالین تا کہ لوگ اس امر مین ایک طریقہ پر ہون **نقل ہے** کہ ایام محاصرے مین جب تنگی عثمان اور اُنکے متعلقان پر غالب ہوئی تو وہ بام قصر پر آئے اور پکار کر کہا کہ کوئی تمہارے درمیان ہے کہ علی ابن ابیطالب کو ہماری پیاس سے آگاہ کرے یہ خبر امیر المومنین کو پہنچی تو رحم جبلی و سخائے عادی اُس جناب کی جوش زن ہوئی اور چند مشک پر از آب شیرین دار الخلافہ کو روانہ کین اہل محاصرہ اندر نہ جانے دیتے تھے بارے بنی ہاشم کی سعی موفور سے پانی اندر پہنچا اور محصورین سیراب ہوئے **مؤلف** کہتا ہے کہ حضرت ساقی کوثر نے خاصکر زنان و اطفال مخطا پر رحم کھا کر پانی بھیجا اور غالباً امام حسن اُسکے ہمراہ کیا کہ بحفاظت اندر پہنچا آئین تو ہوا خواہان خلیفہ صاحب نے اسپر یہ حاشیہ چڑھایا کہ حضرت امیر نے امام حسن و امام حسین کو خلافت پناہ کی ڈیوڑھی پر اُنکی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا اور حاشا کہ ایسا واقع ہوا ہو یا امیر المومنین اصلاً عثمان کی حفاظت و حمایت کا خیال خصوصاً اُن خرابیون کے بعد رکھتے ہون۔ اگر آپ کے نزدیک خلیفہ کی نگہبانی لازم تھی تو حسنین کو اُسکے لئے بھیجنا کیسا چاہیے تھا کہ خود تلوار لیکر موقعہ پر جاتے اور مہاجرین کو منتشر و پراگندہ فرماتے نہ یہ کہ آپ تو گھر مین بیٹھ رہے اور بیٹون کو بھیجدیا۔ کیون ۔ کیا خود تقیہ کی حالت مین تھے اور یہی کلام طلحہ زبیر کے بیٹون کے حق مین جاری ہے کہ وہ بھی ہرگز اُنکی حفاظت پر متعین نہوئے تھے بلکہ چونکہ طلحتین خود اہل محاصرے کے شریک اور اُنکے مشیر بنے ہوئے تھے تو کیا اُنہون نے اپنے بیٹون کو اپنے ساتھ لڑنے کو مقرر کیا تھا۔ اِس سے بھی گرم تر یہ فقرہ تراشا گیا ہے کہ خبر قتل عثمان امیر مومنان کو پہنچی تو وہ بیتابانہ دوڑے ہوئے گھر سے آئے اور حسن کے مُنہہ پر طمانچہ اور حسین کے سینہ پر مُکا مار کر کہا کہ تم موجود تھے اور امیر المومنین (عثمان) قتل ہو گئے تمنے مدد نہ کی۔" بھلا اس افترا کا بھی کوئی ٹھکانا ہے امیر المومنین اور فرزندان رسول اللہ کو بیخطا بیگناہ طمانچے مارین اگر وہ بالفرض وہان گئے ہوتے بھی تو کیا حضرت اسقدر نجانتے تھے کہ یہ تن تنہا ہزارون کے نرغہ کو کیونکر روک سکتے ہین۔ طرفہ یہ کہ اہل سُنّت خود ناقل ہین کہ قاتلان عثمان دروازہ کے راہ سے اندر نہین گئے پشت مکان سے دیوار توڑ کر گھسے تھے پس اس صورت مین حسنین علیہما السلام کا کہ بقول اُنکے دروازہ پر تھے کیا قصور تھا کہ اُنکے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ ایام محاصرے مین ایک شخص نے کہ اصحاب جناب رسالتمآب سے تھا درخواست کی کہ عثمان بام خانہ پر آئین کہ چند کلمات نصیحت اُنسے کہے جائین سامنے آئے تو صحابی نے کہا یا ابن عفان اب قرین مصلحت یہ ہے کہ لباس خلافت تہ کر رکھو۔ کہ اس بلیہ سے نجات ہو۔ ابھی اُسکا کلام پورا نہوا تھا کہ کثیر بن صلت کندی نے کہ ہوا خواہان عثمان سے تھا ایک تیر جگر دوز بام قصر سے تاک کر اُس صحابی پر ایسا لگایا کہ بیچارہ جان سے گزر گیا اہل محاصرے نے کثیر رامی تیر کو عثمان سے طلب کیا کہ قصاص صحابی مین قتل کرین عثمان نے اس سے صاف انکار کیا اور کہا کب ہو سکتا ہے کہ مین اپنے معین و مددگار کو دشمنان جفاکار کے ہاتھ مین دیکر خود اُسکے قتل کا باعث

ہون۔ اسی اثنا مین غلط مشہور ہو گیا کہ معاویہ سپاہ شام لیکر عثمان کی امداد کو آتا ہے۔ لاجرم اُنہون نے قدم سعی آگے رکھکر باب دار الخلافہ مین آگ لگادی اور پس پشت سے دیوار پھاندکر یا دیوار توڑ کر گھر مین داخل ہوئے۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب کار عثمان اور اُنکے متعلقین پر تنگ ہوا تو محمد بن ابی بکر آگے گئے اور کہا اے پیر حماقت شعار ہشیار ہو عثمان نے کہا مین عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ ہون تو دروغ کہتا ہے کہ درپے میری تذلیل و اہانت کے ہے محمد نے ہاتھ بڑھاکر انکی ڈھاڑی پکڑ لی اور کہا تقدیر الٰہی کو اپنے حق مین کسطرح پاتا ہے کہا اُس جل شانہ نے ہمیشہ میرے ساتھ نیکی کی ہے اے برادر زادے خدا سے ڈر اور میری ڈھاڑی سے ہاتھ اُٹھا اگر ابوبکر زندہ ہوتا تو ہرگز راضی نہوتا کہ یہ ذلت مجھکو پہنچے۔ محمدؓ نے کہا میرا باپ زندہ ہوتا تو گوارا نکرتا کہ تو یون خلاف شرع کام کرے عثمان نے قرآن اُٹھا لیا اور کہا یہ کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان ہے اسکے موافق تمہارے ساتھ عمل کرونگا اور بہر نوع تمہاری رضامندی کا خواہان رہونگا۔ جو مطلوب تیرا ہے کہہ کہ سب قبول و منظور ہے اصلاً مضائقہ نہوگا۔ محمد نے کہا **الآن وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین** کہ تو اب یہ کہتا ہے حالانکہ اس سے پیشتر عصیان و نافرمانی کرتا تھا۔ اور تھا تو جملہ مفسدین سے اُسوقت ایک دستہ تیرونکا محمد کے ہاتھ مین تھا عثمان کی گردن پر لگایا جس سے گردن زخمی ہوگئی اور خون روان ہوا۔ منقول ہے کہ اُسوقت کسی نے کہا اے عثمان اب بھی اپنے تئین خلافت سے خلع کرو کہ جان بچ جائے مگر انکو عبداللہ بن عمر کی نصیحت یاد تھی کہا **لست بخالع قمیص کسانیہ اللہ حتی یکرم اھل السعادۃ ویھان اھل الشقاوۃ** یعنی جو کرتا حضرت خدا نے مجھے پہنایا ہے اُسکو بدن سے نہ اُتارونگا تاکہ اہل سعادت عزیز اور اشقیا بدبخت ذلیل ہون **بالجملہ** جب متحقق ہوا کہ عثمان جان دینگے مگر خلافت سے دست بردار نہون گے تو مالک اشتر با شمشیر برہنہ اُنکے سر پر آئے عثمان نے بہ نگاہ عجز مالک کی طرف دیکھا انکو حیا آئی۔ لوٹ گئے مسلم ابن کثیر کندی نے کہا اے اشتر اسکے قتل کو آگے بڑھے دیکھا تو ڈر گئے۔ اشتر نے کہا ڈرا نہین بلکہ جب دیکھا کہ بے یار و مددگار ہے تو مجھکو شرم آئی کہ ایسی بیکسی کی حالت مین قتل کرون پس کنانہ بن بشر آیا اور ایک گرز بے تحاشا سر عثمان پر لگایا۔ بعد ازان سودان بن حمران مرادی نے تلوار ماری اسکے صدمے سے پشت کے بل گرے معہذا اوروں نے چپ و راست سے چوٹین لگائین تا اینکہ جان سے گذر گئے۔ منقول ہے کہ نائلہ زوجہ عثمان زن قوی الجثہ فربہ اندام تھی اہل مصر سے کسی نے خلیفہ کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا تو نائلہ نے دوڑ کر اسکی تلوار کو ہاتھ مین پکڑ لیا مصری نے زور سے تلوار کو کھینچا تو نائلہ کا انگوٹھا اوڑ گیا۔ اُس نے شور مچایا کہ لوگو جانتے ہو کس پارسا پاک دامن کو قتل کرتے ہو۔ انہون نے نائلہ کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ گئی علی ہذا مروان نے حمایت عثمان مین تلوار میان سے نکالی حجاج بن عزیہ انصاری نے ایک تلوار اُسکی گردن پر لگائی کہ رنہ کٹ کر کچھ خراش گردن مین آئی۔ مروان بھاگ کر عورتون مین جا چھپا۔ **مروی ہے** کہ کسی نے حضرت امام بحق ناطق جعفر بن محمد صادق علیہما السلام سے پوچھا کہ کیا باعث تھا کہ جسقدر ابوبکر و عمر سے لوگون کو حسن عقیدت تھا اتنا عثمان سے نہ تھا۔ فرمایا ابوبکر عمر خاندان رسالت

ــــه برخلاف اہلسنت محمد بن ابی بکر سے۔ انکے خلیفہ ثالث کے ساتھ ایسی گستاخی سے ہمیشہ اپنے سخت ناخوش ہین اور زیادہ تر اس خلیفہ زادے کا انکے نزدیک جرم یہی ہے کہ وہ صلحاء تابعین و شیعیان مخصوصان حضرت امیر المومنین سے تھے اور آنحضرت کے دامن تربیت مین پرورش پائے تھے جناب صاحب تحفہ نے بھی اسی وجہ سے انکو اچھے لفظون مین یاد نہین کیا۔ الا ہم بار بار کہ جگہ مین [illegible] کسی کے چھپائے نہین چھپتا باوجود ان سب توہین کے بعض بزرگان اہل سنت کو محمد کی مدح سرائی اور انکی سچی اوصاف بیان کرنے پڑے ہین۔ امام ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی مروج الذہب مین بمقام [illegible] اولاد ابوبکر محمد مذکور کے ذکر مین لکھتے ہین وکان محمد بن ابی بکر یدعی عابد قریش لنسکہ وزھدہ وربّاہ علی بن ابیطالب یعنے محمد بن ابی بکر پکارے جاتے تھے ساتھ لقب عابد قریش کے بوجہ ان کے زہد و عبادت کے اور پرورش کیا تھا۔ انکو علی ابن ابیطالب نے افسوس کہ حضرت خلیفہ ثالث کی ایسے بزرگوار کے ہاتھ سے بے حرمتی ہوئے۔ ۱۲۔ منہ عفی عنہ

کے سوا سائر خلائق کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آتے تھے لیکن عثمان کا ظلم عام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اُنسے چندان اعتقاد نہین رکھتے الا ابنا بر ضد شیعہ کے بعض علمار شیعہ نے شرح حدیث مین لکھا ہے کہ یہ بات کہ ابوبکر و عمر سائر خلقت سے بعدل و انصاف پیش آتے تھے اس سے مراد یہ ہے کہ انکا ظلم عامہ خلائق پر عثمان کی نسبت کم تھا۔ الا اہلبیت رسالت پر کہ انکے حق مین تینون متساوی الاقدام تھے ورنہ اگر کلام آنحضرت کا اپنے ظاہر پر محمول ہو تو لازم آتا ہے کذب ان احادیث کا کہ تعدی شیخین پر بہ نسبت عامہ خلائق کے دلالت واضح رکھتی ہین۔ **القصہ** مورخین نے لکھا ہے کہ لاشہ عثمان تین روز تک مزبلہ پر پڑا رہا غسل و کفن و نماز و دفن سے منع کرتے تھے۔ اور کہتے ہین کہ اسکے پانو مین رسی باندھکر بازار و زمین کھینچے پھرتے تھے تا اینکہ حضرت امیر المومنینؑ اس حرکت سے مانع آئے کہ اہل کتاب ہمپر عیب کرینگے کہ مسلمان اپنے امام سے کسطرح پیش آتے ہین اور نجانینگے کہ وہ امام کیسا تھا۔ ابن اعثم کوفی کہتا ہے کہ لاش عثمان تین روز تک خراب و خستہ پڑی رہی۔ اور کتے اُسکا پیر گھسیٹ لیگئے تھے۔ عبداللہ بن سواد کہ بزرگان مصر سے تھا کہتا تھا۔ کہ ہم اسکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہونے دینگے وہ مسلمان نہ تھا کیونکہ تحقیق ہوا ہے کہ ایک روز اپنے مکان سے مسجد کو جا رہا تھا اور بنی امیہ اسکے گرد تھے کہ ابوسفیان نے کہا **یا بنی امیۃ تلقفوھا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابو سفیان ما من عذاب ولا جنۃ ولا نار ولا قیامۃ** اے بنی امیہ اس سلطنت و بادشاہی کو اپنے درمیان گیند کیطرح لڑکاؤ اور قسم کھاکر کہا کہ حساب کتاب بہشت و دوزخ حشر و نشر کوئی شے نہین۔ پس عثمان نے بجائے اسکے کہ اسپر مرتد کی حد جاری کرتا اور اُسکو قتل کراتا دو لاکھ دینار بیت المال مسلمانان سے اُسکو بخشے۔ **روضۃ الصفا** مین ہے کہ لاشہ عثمان تین روز تک پڑا رہا کوئی اُسکے دفن پر متوجہ نہوا۔ حتے کہ جبیر بن مطعم و حکیم بن حزام نے امیر المومنین علیؑ کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ عبدالرحمن بن عدیس سے التماس کرین کہ دفن کی اجازت دے بارے حضرت کے کہنے سے اجازت ہوئی تو ہرچند تابوت تلاش کیا کہین دستیاب نہوا ناچار مکان کا کواڑ اُتار کر اُسپر لاش کو رکھا اور بخوف شور و غوغا درمیان مغرب و عشا بقیع کو لیگئے باوجود تاریکی شب لوگ تعاقب کرتے اور اینٹ پتھر پھینکتے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ کواڑ بہ نسبت قامت اُس جناب کے چھوٹا تھا لاجرم پانو نکل رہے تھے اور سر ہلتا تھا اور تختہ پر لگ کر طق طق کرتا تھا۔ جنۃ البقیع مین پہنچے تو انصار دفن سے مانع آئے لاچار گورستان یہود مین کہ قریب بہ بقیع واقع ہے لیگئے اور وہان دفن کیا جب ملک حجاز معاویہ کے قبضہ مین آیا۔ تو اُس نے دیوار بقیع کو توڑ کر قبر کو اُسمین شامل کیا۔ **مجلسی علیہ الرحمہ** حق الیقین مین کہتے ہین کہ اعاظم مطاعن عثمان سے ایک یہ ہے کہ صحابہ کبار مہاجر و انصار نے کہ باتفاق مخالفین عادل و ثقہ تھے اور انکے اقوال و افعال اُنکے نزدیک حجت ہین عثمان کی تکفیر و تفسیق کی۔ اور اسکے ظلم و کفر پر گواہی دیتے تھے۔ مثل عمارؓ کے کہ بطرق بسیار روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ آیہ شریفہ **و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون**
ترجمہ جو لوگ حکم نہین کرتے بموجب اسکے کہ خدا نے نازل کیا ہے پس وہ کافر ہین عثمان کے کفر پر گواہ ہے کسلئے کہ وہ بلا شبہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرتا تھا۔ اور مثل ابوذر و عبداللہ مسعود کے اور حذیفہ سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ الحمد للہ امر عثمان مین مجھکو شبہہ نہین بجز اسکے کہ آیا کافر کو کافر نے قتل کیا یا مسلم نے اگر قاتل عثمان مسلمان تھا تو شک نہین کہ اسکا ایمان سب سے بڑھکر تھا۔ کہ بہ نیت خالص اس امر کا مرتکب ہوا۔ اور نیز حذیفہ نے کہا جو کوئی کہے کہ عثمان بظلم مارا گیا اُسکا گناہ بروز قیامت پرستندگان گوسالہ سامری کے گناہ سے زیادہ ہوگا۔ زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم کسلئے عثمان کو کافر جانتے ہو کہا تین سبب سے مال خدا کو زینت دنیا قرار دیا۔ مہاجران رسول اللہ کو محارب ٹھہرایا۔ کتاب اللہ کے برخلاف عمل کیا۔ مجلسیؒ بعد نقل ان روایات کے

فرماتے ہین کہ تمام مہاجر و انصار کہ مدینہ مین تھے اور باقی مسلمان کہ باہر سے آئے تھے بجز چند نفر بنی امیہ کے سب کے سب قتل عثمان پر متفق ہو گئے تھے اسلئے
کہ جو اشخاص اس موقعہ پر حاضر تھے۔ یا خود مرتکب و مباشر قتل تھے یا اعانت کرتے تھے شرکا قتل کی یا انکے اس فعل پر رضامند تھے کیونکہ اسکی نصرت کے
تارک تھے پس اہلسنت کہ خلافت ابوبکر کو باجماع ثابت کرتے ہین لازم ہے کہ یہان بھی وجوب قتل عثمان کے قائل ہون کہ کاشف ہے اسکے کفر یا
فسق وارتکاب گناہ کبیرہ سے اور ظاہر ہے کہ یہ دونو امر منافی استحقاق خلافت ہین۔ یا اقرار کرین بطلان خلافت ابوبکر کا کیونکہ اکثر شرکا اس اجماع کے
اس اجماع مین شریک تھے۔ اور کتب اہلسنت مین منقول ہے کہ امیر المومنین ؑ سے سوال کیا گیا کہ عثمان کو کس نے قتل کیا فرمایا قَتَلَهُ اللّٰهُ وَاَنَا مَعَهٗ
یعنی خدا نے اُسے قتل کیا اور مین اُسکے ساتھ تھا۔ اس سے اور مثل اسکے دیگر اقوال و افعال سے آنحضرت کا قتل عثمان پر راضی ہونا ظاہر ہے بلکہ اکثر علما قائل
ہوئے ہین کہ امیر المومنین ؑ نے اس قتل پر فتوے دیا۔ **نقل ہے** کہ زمان سلطنت امیر تیمور گورگان مین علماء ماوراء النہر نے متفق ہو کر ایک محضر
لکھا کہ ہر شخص پر بغض و عداوت علی ابن ابیطالب واجب ہے تا گرچہ بہت ہی تھوڑی ہو۔ اس سبب سے کہ وہ قتل عثمان پر فتوے دیتے تھے۔ پس اس محضر کو
امیر تیمور کی خدمت مین گزرانکر ملتجی ہوئے کہ امیر اسکو اپنی قلمرو مین رواج دے تیمور نے محضر کو ملاحظہ کیا تو حکم دیا کہ اسکو شیخ زین الدین ابوبکر تایبادی کے
پاس لیجائین اور اُسکی رائے اس مقدمے مین دریافت کرین۔ وہ نوشتہ شیخ کی نظر سے گزرا تو اُسکی پشت پر لکھدیا کہ وائے اس عثمان پر کہ علی مرتضےٰ
اُسکے قتل پر فتوے دے تیمور کو کلام شیخ زین الدین کا بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ اس کاغذ کو پھاڑ ڈالین۔ **لطیفہ** ابن جوزی نے کہ اکابر علماء
اہل سنت سے ہے ایک دفعہ تقلید امیر المومنین ؑ اثناء وعظ مین کہا سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ یعنی جسطرح امیر المومنین ؑ ممبر پر فرماتے تھے کہ
سوال کرو مجھ سے جو چاہو قبل اسکے کہ مجھکو نہ پاؤ ایسا ہی اُس نے بغرور اپنے علم و فضل کے یہ دعوی کیا۔ ایک عورت اہل مجلس سے اٹھی اور کہا ایہا العالم
کہتے ہین کہ سلمان فارسی ؓ نے مدائن مین انتقال کیا اور علی مرتضےٰ مدینہ سے باوجودیکہ ایک ماہ کا راستہ تھا ایک رات مین وہان گئے اور اُسکی تجہیز و تکفین
فرمائی پھر مدینہ واپس چلے گئے۔ آیا یہ صحیح ہے ابن جوزی نے کہا ہان ایسا روایت ہوا ہے عورت نے کہا اور عثمان مدینہ مین قتل ہوئے اُنکی لاش تین روز
تک مزبلہ پر پڑی رہی باوجودیکہ علی مدینہ مین تھے تسپر نہ نماز پڑھی نہ دفن کرایا۔ ابن جوزی نے عاجز ہو کر کہا اے عورت تو جو اسوقت اپنے گھر سے یہان
آئی ہے تو اپنے شوہر کی اجازت سے آئی ہے یا بلا اجازت آئی ہے۔ اگر تیرے شوہر نے تجھے اس مجمع مین آنیکی اجازت دی تو اُسپر لعنت خدا ہے ورنہ
تو قابل نفرین و لعنت ہے عورت نے بے تامل کہا کہ ام المومنین عائشہ کہ جنگ جمل مین امیر المومنین علی ؑ سے لڑنے گئی تھین باجازت رسول اللہ گئی تھین
یا بلا اجازت۔ ابن جوزی یہ سنکر مبہوت و حیران ہو گیا اور کچھ جواب اسکو بن نہ آیا۔ **لطیفہ دیگر** ملا احمد بن نصر اللہ سندھی بموجب حکم جلال الدین اکبر بادشاہ
تاریخ الفی یعنی حالات ہزار سالہ لکھتے تھے اور جسقدر ہر روز لکھتے اسیقدر بادشاہ کو سنا دیتے تھے کہ رفتہ رفتہ قصہ قتل عثمان پر پہنچے تو تفصیل اسباب قتل اور
اجماع صحابہ مین کلام کو طول ہو گیا۔ بادشاہ خلیفہ ثالث کی رسوائی سر عام سنکر ذرا محجوب ہوئے کہنے لگے۔ ملا احمد قصہ قتل عثمان را چرا دور دراز بردی
ملا نے فی البدیہہ عرض کیا جہان پناہ قصہ کشتہ شدن عثمان روضۃ الشہدا اہلسنت است بہ کمتر ازین اکتفا نمی توان کرد۔ بادشاہ یہ سنکر متبسم ہوئے
اور ملا کو تحسین و آفرین کیا۔ **ذکر پارۂ از شکایا تیکہ حضرت امیر مومنان از متغلبان کہ بر آنحضرت تقدم و**
تفوق جستہ و از انصار و اعوان ایشان فرمودہ ہر چند یہ امر کہ حضرت امیر ؑ خلافت خلفاء ثلٰثہ پر رضامند نہ تھے اور

ہمیشہ انکی اور انکے مددگارون کے ظلم و زیادتی کی شکایات فرماتے رہتے تھے ناظرین پر پہلے سے مخفی نہین الا اس مقام پر مزید توضیح کیلئے بعض خطبات
و عبارات آنحضرت ؑ کی نقل ہوتی ہین جنسے یہ معلوم ہوگا کہ اہلسنت کا یہ دعوے کہ یہ حضرات باہم شیر و شکر تھے کہانتک خلاف واقعہ واقع ہوا ہے۔ امام محمد باقر ؑ فرماتے
ہین کہ حضرت امیر المومنین ؑ نے فرمایا کہ جب سے حقتعالے نے محمد مصطفےٰ کو مبعوث برسالت فرمایا مجھکو آرام نہین ملا بچپن مین قریش مجھکو ڈراتے اور دھمکاتے
تھے جوان ہوا تو میرے دشمن جان بنگئے تا اینکہ آنحضرت نے رحمت خدائے متعال کیطرف انتقال فرمایا۔ فَکَانَتِ الطَّامَّةُ الْکُبْرٰی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ پس اسوقت مصیبت عظیم کا سامنا تھا اور اللہ سے نصرت طلب کردہ شدہ اسپر جو کہ تم اسکو کہتے ہو۔ اور **نہج البلاغہ** مین ہے
کہ آنحضرت ؑ نے فرمایا پروردگارا مین تجھ سے طلب اعانت کرتا ہون اوپر قریش کے جنہون نے مجھ سے قطع رحم کیا اور میرے ظرف کو اوندھا یا اور
میرے اُس حق مین میرے ساتھ نزاع کی جسمین مین ان تمام کی نسبت اولے و الیق تھا اور وہ مجھ سے چھین لیا اور اسپر بھی بس نکرکے اس ظلم
مین اپنی حقیت کے قائل ہوئے اور کہا اَلَا اِنَّ فِی الْحَقِّ اَنْ نَاْخُذَهٗ وَفِی الْحَقِّ اَنْ نَمْنَعَهٗ فَاصْبِرْ مَغْمُوْمًا اَوْ مُتْ مُتَاَسِّفًا آگاہ رہ کہ یہ حق ہمارا ہے
خواہ ہم اسکو لین خواہ ترک کرین تو اس غم و یاس پر صبر کر یا حسرت و افسوس سے مرجا۔ پس مینے دیکھا تو بجز اپنے اہلبیت کے کسی کو اپنا معین و مددگار نپایا
لہذا انکو ہلاکت سے بچایا اور صبر کیا درانحالیکہ آنکھون مین خس و خاشاک اور حلق مین شجی (استخوان وغیرہ جو گلے مین اٹکے) تھا اور اپنے غصے کو ضبط کیا
کہ تلخ و تند تھا اور دل کے لئے اُسکا ضبط کرنا چھریون سے ریزہ ریزہ ہونے سے زیادہ ناگوار تھا۔ اور مجالس شیخ مفید ؒ سے نقل ہوا ہے کہ حضرت امیر ؑ نے
خطبہ کہا اور اسمین ارشاد فرمایا کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی حالانکہ مین اس منصب و مقام کے لئے تمام سے اولے و احق تھا پس مین اپنے غصے کو پی گیا
اور منتظر حکم اپنے پروردگار کا رہا اور اپنے سینے کو زمین سے لگایا۔ پھر ابوبکر نے مرتے وقت عمر کو اپنا قائم مقام کیا قسم بخدا کہ وہ خوب جانتا تھا کہ مین اس کام
کے لئے زیادہ حقدار تھا۔ پس مینے اپنے غیظ کو ضبط کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کیا۔ عمر ہلاک ہوا تو اُس نے چھ اشخاص کا شورے مقرر کیا جسمین
مجھے چھٹا چھٹا کا بقدر حصہ جدہ (دادی) کے ٹھہرایا۔ اور کہا فریق کمتر کو قتل کرو اس سے اُس نے صرف میرا قتل کرانا چاہا تھا۔ پس مینے بدستور اپنے غیظ
کو روکا اور انتظار حکم ایزدی مین رہا اور اپنے سینے کو زمین سے لگایا۔ بعد ازان ان لوگون نے میرے ساتھ بیعت کر کے جو سلوک کیا سو ظاہر ہے
قسم بخدا کہ اب مجھے چارہ نہین بجز اسکے کہ یا انکے ساتھ جنگ و قتال کرون یا حقتعالے سے کافر ہو جاؤن **نیز نہج البلاغہ** مین ہے کہ آنحضرت ؑ نے فرمایا
وَاعَجَبَاهُ اَتَکُوْنُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَلَا تَکُوْنُ بِالصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ یعنی بڑے تعجب کی بات ہے کہ خلافت صحبت پیغمبر کو ملے اور
صحبت اور قرابت دونو پر نہ ملے۔ سید رضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یہ مضمون آنحضرت ؑ سے نظم مین بھی نقل ہوا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہین
فَاِنْ کُنْتَ بِالشُّوْرٰی مَلَکْتَ اُمُوْرَهُمْ ✦ فَکَیْفَ بِهٰذَا وَالْمُشِیْرُوْنَ غُیَّبٌ ✦ وَاِنْ کُنْتَ بِالْقُرْبٰی حَجَجْتَ خَصِیْمَهُمْ ✦
فَغَیْرُکَ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ وَاَقْرَبُ ✦ یعنی اگر تو مشورے سے انکے کاروبار کا مالک ہوا ہے تو یہ درست نہین کیونکہ مشورہ
دینے والے اُسوقت وہان موجود نہ تھے۔ اور جو بوجہ قرابت رسول اللہ اُسکے مدعیون پر غلبہ حاصل کیا ہے تو یہ بھی ٹھیک نہین کیونکہ اور لوگ آنحضرت
سے تیری نسبت اولے و اقرب ہین۔ ابن ابی الحدید معتزلی اسکی شرح مین لکھتا ہے کہ کلام نثر آنحضرت کا عمر کی طرف متوجہ ہے کہ اُنہون نے
بروز سقیفہ ابوبکر سے کہا تھا امدد یدک انت صاحب رسول اللہ فی المواطن کلہا شدتہا و رخائہا یعنی ہاتھ بڑھا کہ تیری ساتھ

بیعت کرون کیونکہ تو صاحب رسول اللہ ہے اور ہر موقعہ پر سختی و آسانی سے آنحضرتؐ کے ساتھ رہا ہے۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے انکے جواب مین فرمایا کہ اگر صحابت اور ساتھ رہنے سے استحقاقِ خلافت حاصل ہوسکتا ہے تو وہ شخص کیونکر مستحق نہوگا جسکو صحابت بھی ہے اور قرابت اسپر مزید ہے اور لیکن نظم پس وہ ابوبکر کے خطاب مین ہے کیونکہ انہون نے بروز سقیفہ انصار کو کہا تھا ہم رسول اللہ کے عزیز و یگانے ہین اور اسی حجت سے ان کو مغلوب فرمایا تھا۔ اور اسکے بعد کہتے تھے کہ میری بیعت اہل حل و عقد کے اختیار و شورے سے ہوئی ہے تو حضرتؑ نے ان دونو باتونکا جواب دیا کہ اگر قرابت باعثِ استحقاق خلافت ہے تو مین تجھ سے زیادہ آنحضرتؐ سے قرابت رکھتا ہون اور جو اختیار صحابہ و اجماع اہل حل و عقد پر دار و مدار ہے تو بزرگانِ صحابہ اسوقت حاضر نہ تھے پس یہ بیعت کیونکر صحیح ہوئی نیز ابن ابی الحدید نے اقرار کیا ہے کہ کلمات تظلم و شکایت غاصبینِ خلافت بکثرت و تواتر آنحضرتؑ سے ثابت ہوئے ہین چنانچہ لکھتا ہے کہ وہ جناب مکرر فرماتے تھے۔ مَا زِلْتُ مظلوماً منذ قبض اللّٰہُ نبیَّہٗ الیٰ یومنا ھٰذا یعنی مین ہمیشہ ستم رسیدہ و مظلوم رہا ہون جب سے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے وفات پائی ہے آجتک۔ اور اسی قبیل سے کلام بلاغت نظام حضرتؑ کا اللھم اخز قریشًا فانھا منعتنی حقی و غصبتنی امری یعنی بارخدایا خم کر تو پشت کو قریش کی بہ تحقیق کہ انہون نے میرا حق غصب کیا اور نیز آنحضرتؑ نے فرمایا کہ جزائے بد دے جائین قریش بتحقیق کہ انہون نے مجھپر ظلم کیا اور میرے ابن عم کی بادشاہت کو مجھ سے چھین لیا۔ پھر ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ آنحضرتؑ کے سمع شریف مین آواز نالہ و آہ کسی کی پہنچی کہ وہ اسطرح پکارتا تھا انا مظلوم فرد یعنی مین ستم رسیدہ ہون اور اکیلا ہون۔ تو اسوقت آپؑ نے فرمایا اے شخص یہان آ تاکہ مین اور تو کہ دونو ہمدرد ہین باہم ملکر آہ و فریاد کرین کہ ہمپر ظلم و ستم واقع ہوا ہے۔ اور نیز فاضل معتزلی لکھتا ہے کہ آپ شیخین کے حق مین فرماتے تھے۔ ھما اصغیا بانائنا و حملا الناس علی رقابنا یعنی ان دونو نے کج کیا ہمارے برتن کو اور لوگون کو ہماری گردنون پر سوار کیا۔ اور نیز ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرؑ ایکبار خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آواز نالہ و فریاد اس نے بلند کی آپؑ نے اسے قریب بلایا جب پاس آیا تو کہا لقد ظلمتُ عدد المدر و الوبر یعنی اے اعرابی مضطرب نہو اور گھبرا نہین کیونکہ مین بھی مظلوم ہون اور بقدر سنگریزون اور ڈھیلون کے مجھپر ظلم ہوئے ہین۔ اور معاویہ کہ بتصریح علماء اہل سنت امام برحق و خال المومنین و باقرار صاحب ازالۃ الخفا صاحب فضیلت جلیل القدر و زمرہ صحابہ مقتدی بہم سے اور نزد ابن حجر مکی بغایت ممدوح و موتمن ہے عدم رضائے جناب امیرؑ کا خلافت خلفاء ثلثہ پر بلکہ مسرور ہوئے آنحضرتؑ کا قتل عمر پر معترف ہے اور آنحضرتؑ کو اعانتِ قتل عثمان مین شریک جانتا ہے اور آنحضرتؑ کے ساتھ بیعت کرنے مین ایک شتر سے جو مہار سے کھینچا جائے تشبیہ دیتا ہے۔ چنانچہ اُس خط مین جو اُس نے بنام مولائے مومنین لکھا ہے اور مورخین معتبرین اہلسنت نے مثل طبری وغیرہ کے نقل کیا ہے بتصریح ان امور کے موجود ہے۔ چونکہ وہ خط طولانی ہے اسلئے بقدر ضرورت اُس سے یہان لیا جاتا ہے۔ لکھتا ہے۔ لقد حسدت ابابکر و التویت علیہ و رمت افساد امرہ و قعدت فی بیتک عنہ و استغویت عصابۃ من الناس حتی تاخروا عن بیعتہ ثم کرھت خلافۃ عمر و حسدتہ و استطلت مدتہ و سررت بقتلہ و اظھرت الشماتۃ بمصابہ حتی انک حاولت قتل ولدہ لانہ قتل قاتل ابیہ ثم لم یکن اشد حسدا منک لابن عمک عثمان نشرت مقابحہ و طویت محاسنہ و طعنت فی فقھہ و دینہ ثم فی سیرتہ ثم فی عقلہ و اغریت

بہ السفھاء من اصحابک و شیعتک حتی قتلوہ بحضرمنک لا تدفع عنھم بلسان و لا ید و ما من ھؤلاء الا بغیت علیہ و تلکأت فی بیعتہ حتی حملت الیہ قھرا تساق بخزائم الاقتار کما تساق الفحل المخشوش

ترجمہ البتہ حسد کیا تمنے ابوبکر پر اور تاخیر کی اسکی بیعت مین اور چاہا کہ اُسکا کام خراب کردو اور اُس سے جدا ہو کر اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور ایک گروہ کو بہکایا کہ انہون نے اسکی بیعت مین توقف کیا بعد اسکے تمنے عمر کی خلافت سے کراہت کی اور اُسپر حسد لیگئے اور اسکا طول مدت تمکو ناگوار ہوا اور اسکے مارے جانے پر مسرور ہوئے اور اسکی مصیبت پر شماتت کی حتے کہ اُسکے بیٹے کو قتل کرنا چاہا جس نے کہ اپنے باپ کے قاتل کو قتل کیا تھا بعد ازان کسی نے عثمان پر اسقدر حسد نہین کیا جسقدر کہ تمنے کیا حالانکہ وہ تمہارا چچازاد بھائی تھا تمنے اسکے عیبون کو آشکار کیا اور اُسکی محاسن اور خوبیون کا اخفا کیا اور طعن کیا اسکے دین اور دانائی پر اور اسکی سیرت اور عقل پر اور ورغلا نا چند نادانون کو اپنے اصحاب اور اپنے شیعون سے تا اینکہ انہون نے تمہارے سامنے اسکو قتل کر ڈالا اور تمنے ہاتھ اور زبان سے ذرا اُس سے ممانعت نکی اور تینون خلیفون سے ایسا کوئی نہین کہ تمنے اُس سے مخالفت نکی ہو اور اسکے ساتھ بیعت کرنے مین مماطلہ اور سستی تمسے واقع نہوئی ہو تا اینکہ اُسکے لئے بجبر اسطرح کھینچے جاتے تھے جسطرح کہ شتر نر کی ناک مین نکیل ڈالکر اُسے کھینچتے ہین۔

پس یہان سے بشہادت خال المومنین اہلسنت مثل آفتاب نیم روز ظاہر و آشکار ہے کہ حضرت امیرؑ نے خلفاء سے جو بیعت کی بجبر و اکراہ کی ورنہ بدل وہ ہرگز اسپر راضی نہ تھے بلکہ ہمیشہ درپے فساد انکی خلافت کے رہتے تھے اور اپنے شیعون کو اُسپر برانگیختہ کرتے اور خلیفہ ثانی کے قتل ہونے پر وہ مسرور ہوئے اور شماتت کی۔ اور عثمان کو انہون نے اپنے دوستون اور شیعون کو سکھلا کر قتل کرایا اور وہ آپکے سامنے قتل ہوئے نہ ہاتھ سے انکی مدد کی نہ زبان سے پس دعوے موافقت و مخالطت جناب امیر علیہ السلام با خلفاء ثلثہ کہ اہلسنت رجماً بالغیب اپنی طرف سے کرتے ہین بالکل صحیح نہین۔ اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین اکثر مورخین و محدثین سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؑ نے بروز سقیفہ اپنی مظلومیت کا اظہار کیا اور روضہ رسولخدا کیطرف خطاب کرکے فرمایا یا ابن ام ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلوننی یعنی اے پسر مادر بتحقیق کہ اس قوم نے مجھکو ضعیف و ناتوان کیا اور قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالین اور نیز وہ حضرت کہتے تھے واجعفراہ لا جعفر لی الیوم و احمزتاہ لا حمزۃ لی الیوم یعنی افسوس تمپر اے جعفر آج میرے لئے کوئی جعفر نہین اور افسوس تمپر اے حمزہ آج کوئی حمزہ میرے لئے نہین کہ مجھکو قید غم سے چھڑا دے۔ اسکے بعد شارح مذکور کہتا ہے کہ مینے نقیب ابو جعفر یحییٰ بن محمد ابی زید سے پوچھا کہ اگر جعفر و حمزہ زندہ ہوتے تو کیا حضرت امیرؑ سے بیعت کرتے اور انکی خلافت پر راضی ہوتے اُس نے کہا البتہ جسطرح کہ آتش چوب خشک عرفج مین در آتی ہے اسیطرح وہ آنحضرتؑ کی بیعت مین داخل ہوتے۔ مینے کہا میرا گمان یہ ہے کہ جعفر تو انکی بیعت کر لیتے لیکن حمزہ چونکہ مرد جبار قوی نفس درشت خو شجاع و مفتخر تھے اور معہذا علی علیہ السلام سے سن مین بڑے اور رشتہ مین انکے چچا ہوتے تھے اور نیز انکے اخبار و آثار جہاد مین مشہور اور انکی دلاوری و مردانگی غیر مستور ہے تو مجھے البتہ مشکل تھا کہ یہ امر واقع ہو۔ نقیب نے کہا اخلاق و عادات حمزہ البتہ ایسے ہی تھے جیسے کہ تونے بیان کئے۔ لیکن وہ صاحب دین قوی تھے اور بیشک و ریب تصدیق نبی انہون نے کی تھی۔ اگر اسوقت زندہ ہوتے اور حالات امیر المومنینؑ پر اطلاع پاتے اور جو قرب و منزلت انکو حضرت رسالت پناہ سے حاصل تھا اُسکو ملاحظہ کرتے تو البتہ اپنی نخوت سے تنزل فرماتے اور انکو واسطے رضائے خدا اور رسولخدا اپنے اوپر اختیار کرتے اور خلافت انکو تسلیم کرتے اور اخلاق حمزہ کو اخلاق امیر المومنینؑ سے کوئی نسبت نہین

کلام نقیب ابو جعفر

اسلئے کہ آنحضرت کے اخلاق روحانی اور اصلی تھے کہ باعث صفائی فطرت بلا احتیاج ریاضت تعلیم آپ کو حاصل تھے معانی باریک و دقیق کو وہ اپنی قوت رائے سے اسطرح استخراج کرتے تھے کہ حکمائے مدقق انکے فہم و ادراک سے عاجز آتے اور باوجود اسکے قوت و شجاعت حمزہ بھی انمین موجود تھی اگر حمزہ اسوقت زندہ ہوتے اور محاسن عادات و مکارم اوصاف امیر المومنین کو ملاحظہ کرتے تو ابوذر و مقداد سے زیادہ مطیع ہوتے اور یہ جو تو نے کہا کہ حمزہ حضرت کے چچا اور سن مین اُنسے بڑے تھے تو عباس بھی آپکے چچا اور سن مین زیادہ تھے باوجود اسکے جسقدر سعی آنحضرت کی خلافت مین انکو تھی کسی کو نہ تھی۔ اور چچا ہمیشہ اپنے بھتیجون کی متابعت اور خدمت کرتے رہے ہین۔ حمزہ و عباس دونو پیغمبر خدا کے چچا تھے اور پھر انکی اطاعت کرتے تھے اور انکے نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور ابو طالب شیخ و رئیس بنی ہاشم تھے اور تمام قریش انکے تابع تھے کسطرح شرائط اطاعت و انقیاد حضرت رسالت پناہ بجالاتے باوجودیکہ پیغمبر خدا انکے عیال اور انکی پرورش کردہ اور بمنزلہ انکی اولاد کے تھے۔

نیز خطب و عبارات حضرت امیر المومنین مندرجہ کتاب مستطاب نہج البلاغہ کہ بالیقین آنحضرت کا کلام ہے شکایت قوم سے صراحۃً و کنایۃً لبریز ہین کسقدر انسے بیان نقل ہوتے ہین۔ ایک مقام پر فرماتے ہین **فلما مضی تنازع المسلمون الامر من بعدہ** یعنی جب رسولخدا نے وفات پائی تو مسلمانون نے انکے بعد آنحضرت کی خلافت کے بارے مین نزاع کی **فواللہ ماکان یلقی فی روعی ولا یخطر علی بالی ان العرب یزعج ہذا الامر من بعدہ عن اہلبیتہ ولا انہم منحوہ عنی** یعنی قسم بخدا کہ میرے دل مین نہین ڈالا جاتا تھا اور میری خاطر مین خطور نکرتا تھا کہ اہل عرب خلافت رسولخدا کو انکے اہلبیت سے نکالینگے اور مین نہ جانتا تھا کہ مجھ سے اسکو مانع آئینگے **فمارا عنی الا انثیال الناس علی فلان یبایعونہ** پس باز رکھا مجھکو اپنے حق کی طلب سے مگر لوگون کی بیعت ابوبکر پر ہجوم لانے نے **فامسکت یدی حتی رایت راجعۃ الناس قد رجعت عن الاسلام یدعون الی محق دین محمد** پس مینے اپنے ہاتھون کو روکا تاآنکہ دیکھا مینے کہ لوگ دین اسلام سے پھر کر مرتد ہوگئے اور ان امور کی طرف دعوت کرتے ہین جنسے دین محمد محو ہوجائے **فخشیت ان لم انصر الاسلام و اہلہ ان اری فیہ ثلما او ہدما یکون المصیبۃ بہ علی اعظم من فوت ولایتکم** پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ اگر اسلام کی مدد نکرون تو اسمین کوئی رخنہ یا ویرانی پاؤنگا کہ اسکا صدمہ مجھپر عظیم تر ہوگا تمہاری حکومت کے فوت ہونے سے۔ یعنی غصب خلافت کے بعد جو مین ان لوگون کو راہ راست دکھاتا اور ہدایت کرتا رہا تو اسکا سبب یہ تھا کہ اگر ایسا نکرتا تو مسلمان گمراہ ہوجاتے اور دین محمد مٹ جاتا۔ ایک اور جا پر فرماتے ہین **حتی اذا قبض اللہ رسولہ رجع قوم علی الاعقاب** یعنی تاآنکہ حقتعالے نے اپنے نبی کی روح کو قبض کیا پس ایک جماعت پچھلی پانو پھر گئی۔ یعنی اپنے پہلے کفر پر چلی گئی۔ اور ہلاک کیا۔ انکے تئین راہ ہائے باطل نے **و اتکلوا علی الولائج و وصلوا غیر الرحم** اعتماد کیا انہون نے ہر امر نادرست پر اور وصل کیا اور ملگئے غیر اقربائے پیغمبر سے **و ہجروا السبب الذی امروا بمودتہ** چھوڑ دیا اور ترک کیا ذریعہ نجات اپنے کو جسکے ساتھ محبت رکھنے پر حکم دئے گئے تھے یعنی اہلبیت رسولخدا کو کہ انکی محبت اجر رسالت اور سبیل بہ الحق تھے چھوڑ بیٹھے **ونقلوا البناء عن رص اساسہ فبنوہ بغیر موضعہ** اور عمارت کو اصل و مضبوط بنیاد سے بنایا اور دوسرے مقام مین کہ اسکے مناسب تھا قائم کیا مراد یہ کہ خلافت کو اہلبیت عصمت سے لیکر جائز الخطا لوگون کے حوالے کیا **معادن کل خطیئۃ و ابواب کل ضارب فی غمرۃ** وہ لوگ معدن ہین ہر خطا و گناہ کے اور دروازہائے آمد و شد ہر گمراہ کے ہین **قد ماروا فی الحیرۃ و ذہلوا فی السکرۃ علی سنۃ من آل فرعون** یعنی بھٹک کہ چلے گئے وہ وادی حیرانی و سرگردانی مین اور غافل و مست ہوگئے بیہوشی

و گمراہی مین مثل آل فرعون کے کہ ظلم و کفر مین بسر کرتے تھے۔ اور ذرا اندیشہ روز جزا دل مین نہ لاتے تھے ٭

خطبہ شقشقیہ

یہ خطبہ جیسا کہ حضرت امیر المومنین کے غایت درجہ مظلوم و متالم ہونے پر دلالت رکھتا ہے ویسا ہی آنحضرت سے اسکا صدور بھی قطعی و یقینی ہے ہمیشہ سے علمائے فریقین کے درمیان مشہور و متواتر چلا آیا ہے۔ **مجلسی علیہ الرحمہ** بحار مین کہتے ہین کہ خطبہ شقشقیہ کو شیعہ و سنی دونو نے روایت کیا ہے اور شرح کی ہے اسکی اور اسکے الفاظ کو ضبط فرمایا ہی شیعہ سے شیخ مفید و شیخ الطائفہ و شیخ ابو جعفر طوسی و شیخ صدوق نے اسے نقل کیا ہے اور سید رضی رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغہ مین اور علامہ طبرسی نے احتجاج مین اور قطب راوندی نے شرح نہج البلاغہ مین بسند خود روایت کیا ہے اور اہلسنت سے ابن جوزی نے مناقب مین اور ابن عبد ربہ نے جزو چہارم عقد مین اور ابو علی جبائی نے اپنی کتاب مین اور ابن الخشاب نے اپنی درس مین اور حسن بن عبد اللہ بن سعید العسکری نے کتاب المواعظ و الزواجر مین اسکے تئین نقل کیا ہے اور ابن اثیر جزری نے نہایہ مین اور فیروزآبادی نے قاموس مین اسکے بہت سے الفاظ کی توضیح و تفسیر فرمائی ہے۔ اور عبد الحمید بن ابی الحدید معتزلی نے اسکی شرح مین اُن لوگون پر رد بلیغ فرمائی ہے جو اُسے سید رضی کے کلام سے بتاتے ہین اور کہا ہے کہ مینے بہت سا حصہ اس خطبے کا اپنے شیخ ابو القاسم بلخی کی تصانیف مین دیکھا ہے۔ جو زمانہ سلطنت مقتدر عباسی مین شیخ معتزلہ و بغداد اور سید رضی کی پیدائش سے مدت دراز پہلے تھا۔ اور نیز بہت سا اس خطبے سے کتاب ابو جعفر بن قبہ متکلم امامیہ مین پایا ہے کہ شیخ ابو القاسم مذکور کے تلامذہ سے تھا اور رضی کے پیدا ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تھا۔ پھر اپنی شیخ و استاد ابو الخیر مصدق واسطی سے حکایت کرتا ہے کہ اُس نے کہا مین اس خطبے کو اپنے شیخ ابو محمد عبد اللہ بن احمد معروف با بن الخشاب کے پاس قرات کرتا تھا اثنائے قرات مین اُس سے کہا کہ کیا یہ کلام حضرت امیر پر باندھا گیا ہے تو اُس نے کہا کہ قسم بخدا کہ مین اسکو اسیطرح پر آنحضرت کا کلام جانتا ہون جیسا کہ تجھکو پہچانتا ہون کہ تو مصدق ہے مینے کہا لوگ کہتے ہین کہ یہ سید رضی کا کلام ہے ابن الخشاب نے کہا رضی اور غیر رضی کو کہان یہ طاقت تھی کہ ایسا کلام کرسکے تحقیق کہ ہم رسائل رضی پر واقف ہوئے اور نثر مین اسکی طرز و اسلوب کو دیکھا اُسکا کلام اس کلام سے کوئی نسبت نہین رکھتا۔ پھر اُس نے کہا کہ قسم بخدا کہ مینے اس خطبہ کو ان کتابون مین دیکھا ہے جو رضی کی پیدائش سے دو سو برس پہلے کی تصنیف کی ہوئی ہین۔ اور اُن علمائے ادب کے ہاتھ سے اُسکو لکھا ہوا پایا ہے جنکی نسبت مجھکو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ انہی کا خط ہے قبل اسکے کہ نقیب ابو احمد پدر رضی پیدا ہون اور ابن میثم بحرانی شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین کہ مینے اس خطبہ کا ایک نسخہ دیکھا جسپر ابو الحسن علی بن محمد بن الفرات مقتدر باللہ کے وزیر کے ہاتھ کی تحریر ثبت تھی اور یہ ولادت رضی سے کچھ اوپر ساٹھ سال کا واقعہ ہے پھر کہتے ہین کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ نسخہ ابن الفرات کی پیدائش سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ ان روایات و حکایات کے بعد کہتے ہین کہ ایک اور دلیل اس دعوے واہیہ فاسدہ کے بطلان کی کہ یہ خطبہ سید رضی کی تصنیف سے ہے یہ ہے کہ قاضی عبد الجبار معتزلی کہ متعصبین معتزلہ سے ہے کتاب مغنی مین اسکے بعض کلمات کی تاویل کرتا ہے کہ مطاعن خلفائے سابقین پر دلالت نہین کرتے اور سید مرتضے علم الہدے برادر بزرگ سید رضی نے کتاب شافی مین اسکے اقوال کی تردید و تزئیف کی ہے اور زمانہ اس قاضی مذکور کا ان دونو بھائیون کے زمانون سے مقدم تھا۔ پس اگر اسکو اس خطبہ کے حضرت امیر کیطرف منسوب ہونے مین گنجائش کلام ہوتی تو وہ ہرگز ان رکیک تاویلات کیطرف متوجہ نہوتا اور بے تکلف کہدیتا کہ یہ آنحضرت کا کلام نہین اُنپر لگایا گیا ہے جیسا کہ اور بہت سی روایات مین اُنسے قدح کی ہے۔ پھر مجلسی کہتے ہین کہ کافی ہے منصف کیلئے پایا جانا اس خطبہ کا تصانیف شیخ صدوق مین حالانکہ وفات

انکی ۳۲۹ سنہ ہجری مین ہوئی اور سید رضی ۳۵۹ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ملا حسین علی رضائی اردو کانی سفینۃ النجاۃ مین کہتے ہین کہ قطع نظر ان سب باتون کے جو
شخص سید رضی علیہ الرحمہ کے خصوص حالات انکی جودت طبع وکمال فضیلت وتبحر علوم وعلو ہمت وشرافت نسب وغایت الاطلاع بر فنون بلغا واحاطہ اطراف کلام
فصحا اور انتہائی ورع وتقوے سے ذرا بھی واقف ہوگا اور جو فضائل وکمالات اس جناب کے علما سنیہ نے مثل ابن ابی الحدید کے شرح نہج البلاغہ مین اور
قاضی[1] ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین نقل کئے ہین جانتا ہوگا وہ جانیگا کہ ایسے امر ناصواب کو اس سید جلیل القدر سے نسبت دینا نہایت خطا ہے کیونکر
ہوسکتا ہے کہ ایسا بزرگوار پرہیزگار اپنے کلام کو آنحضرت سے منسوب کرے یا اتنی تمیز اسلوب کلام کے جاننے اور اسقدر ذوق سلیم اسکے پہچاننے مین رکھتا ہو
کہ اورون کے کلام کو آنحضرت کے کلام سے جدا نکرسکے یا اورون کے کلام کو انکے کلام کے ساتھ مخلوط روایت کرے۔ اب ہم اصل خطبہ کو کتاب مستطاب
نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہین اور ساتھ ساتھ اسکا حاصل ترجمہ لکھتے ہین فرماتے ہین۔ اما واللہ لقد تقمصہا فلان[2] وانہ لیعلم ان محلی
منہا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونہا ثوبا وطویت عنہا کشحا و
طفقت ارتأی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یہرم فیہا الکبیر ویشیب فیہا الصغیر و
یکدح فیہا مومن حتی یلقی ربہ فرایت ان الصبر علی ہاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری

[1] شریف رضی ابو الحسن محمد بن ابی احمد الحسین الطاہر ذی المناقب معروف بموسوی صاحب دیوان اشعار مین ثعالبی کتاب یتیمہ مین انکے حال مین لکھتا ہے کہ انہون نے
دس سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور آج وہ اعجوبہ زمان ونجیب ترین سادات عراق ہین باوجود اپنے نسب شریف وفخر منیف کے ادب ظاہر وفضیلت باہر سے آراستہ
وجملہ محاسن ومکارم سے پیراستہ ہین تمام طالبین گزشتہ وموجودین سے باوجودیکہ انہین کمال اشعرا ہین وہ فن شعر مین گوئے سبقت لے گئے بلکہ اگر کہا جائے کہ تمام
قریش سے اس فن مین بڑے ہوئے ہین تو بالکل درست ہے۔ چنانچہ انکے اشعار عالی اس دعوے کے شاہد عادل ہین۔ انکے باپ ابو احمد ذی المناقب
طالبیون کے نقیب المقبار انکے درمیان حکم کرنا اور انکے مظالم مین نظر کرنا اور خلقت کے ساتھ حج کرنا انکے مناصب جلیلہ سے تھے اور ۳۸۰ سنہ ہجری مین کہ ہنوز ابو
احمد زندہ تھے یہ جملہ امور سید رضی کی طرف رجوع ہوئے ابو الفتح ابن جنی نے اپنے ایک مجموعہ مین لکھا ہے۔ کہ سید رضی موصوف لڑکپن مین ابن سیرافی نحوی
سے علم کو پڑھتے تھے ایک روز حلقہ درس مین بیٹھے اعراب مین مذاکرہ کررہے تھے کہ ابن سیرافی نے انسے پوچھا کہ جس وقت ہم کہین رایت عمر تو
عمر مین علامت نصب کیا ہوگی سید نے بے توقف کہا کہ بغض علی ابن ابیطالب سیرافی یہ حدت ذہن اور تیزی طبع دیکھکر دنگ رہ گیا۔ انکا دیوان
چار جلدون مین مشہور ومعروف ہے چھوٹے سے سن مین قرآن پڑھا اور یاد کرلیا تھا۔ پھر ایک کتاب معانی قرآن مین لکھی کہ اس کا مثل نہین ہوسکتا
اور وہ انکی وسیع لغت دانی اور کمال نحویت پر دلیل کافی ہے۔ اور ایک کتاب مجازات قرآن مین لکھی جو اپنے فن مین بے نظیر ہے ابو الحسین بن
محفوظ کے سامنے کہ سرآمد روسا تھا کہا گیا کہ لوگ کہتے ہین کہ رضی اشعر قریش تھے کہا یہ درست ہے کیونکہ ہرچند قریش مین اور بھی عمدہ عمدہ شعر گو ہوے
ہین الا انکا کلام کم ہے زیادہ اور عمدہ کلام کرنے والا رضی کی برابر کوئی نہین ہوا سید رضی ۳۵۹ سنہ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوئے اور صباح شنبہ ۶ محرم ۴۰۶
سنہ ہجری کو انہون نے وفات پائی اور بغداد مین اپنے گھر کے اندر دفن ہوئے۔ انکے بھائی سید مرتضے ابو القاسم علی کو انکے مرنے سے اسقدر قلق ہوا
تھا کہ انکے دفن مین شریک نہین ہوئے اور جنازہ نہین دیکھ سکے مشہد موسی بن جعفر (کاظمین) کو چلے گئے تھے لہذا نماز جنازہ رضی وزیر فخر الملک نے بہت
سے آدمیون کے ساتھ پڑھی۔ ۱۲۔ ابن خلکان ملخصاً ٭ ٭ ٭

[2] فلان سے مراد ابو بکر ہے یقیناً۔ جیسا کہ آئندہ فلان سے کہ ادلی بہا الی فلان مین ہے مراد عمر خطاب ہے چنانچہ بعض نسخ نہج البلاغہ مین بجائے
فلان اول ابن ابی قحافہ اور بجائے فلان دوم ابن الخطاب موجود ہے جیسے کہ نسخہ ابن ابی الحدید مین اور نسخہ قاضی عبد الجبار معتزلی مین
جسپر مغنی مین اپنی تاویلات رکیکہ کی بنیاد رکھی ہے دونو جگہہ تصریح اسم موجود ہے اور عدول کرنا صریح اسم سے طرف کنایہ کے بعض نسخ
مین ممکن ہے کہ بسبب خوف وتقیہ کے ہو بعض اوقات مین یا بعض کاتبین کی طرف سے ہو۔ ۱۲۔ بحار ٭ ٭ ٭

تراثی نہبا حتی مضی الاول لسبیلہ وادلی بہا الی فلان بعدہ۔ ثم تمثل بقول الاعشی ؎ شتان ما یومی علی کورہا
ویوم حیان[1] اخی جابر۔ فیا عجبا بینا ہو یستقیلہا فی حیوتہ اذ عقدہا لآخر بعد وفاتہ۔ لشد ما تشطرا
ضرعیہا۔ فصیرہا فی حوزۃ[2] خشناء یغلظ کلمہا ویخشن مسہا۔ ویکثر العثار فیہا والاعتذار منہا فصاحبہا
کراکب الصعبۃ ان اشنق لہا خرم وان اسلس لہا تقحم فمنی الناس لعمر اللہ بخبط وشماس
وتلون واعتراض۔ فصبرت علی طول المدۃ وشدۃ المحنۃ۔ حتی اذا مضی لسبیلہ جعلہا فی جماعۃ زعم
انی احدہم فیا للہ وللشوری۔ متی اعترض الریب فی مع الاول منہم حتی صرت اقرن الی ہذہ
النظائر لکنی اسففت اذا اسفوا وطرت اذا طاروا۔ فصغا رجل[3] منہم لضغنہ ومال الآخر لصہرہ
الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین نثیلہ ومعتلفہ وقام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ
خضم الابل نبتۃ الربیع الی ان انتکث علیہ فتلہ۔ واجہز علیہ عملہ و
کبت بہ بطنتہ۔ فما راعنی الا والناس الی کعرف الضبع۔ ینثالون علی من کل
وجہ حتی لقد وطی الحسنان وشق عطافی۔ مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم۔ فلما نہضت بالامر
نکثت طائفۃ ومرقت اخری وفسق آخرون کانہم لم یسمعوا تلک الدار الآخرۃ
نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین بلی واللہ لقد سمعوہا
ووعوہا ولکنہم حلیت الدنیا فی اعینہم وراقہم زبرجہا اما والذی فلق الحبۃ وبرئ النسمۃ

[1] حیان ایک شخص بزرگان ورؤسا بنی حنیفہ سے تھا وہ یمامہ مین ایک قلعہ رکھتا تھا اور اپنی قوم مین نافذ الامر ومطاع تھا چونکہ کسری بادشاہ عجم اسکو ہر سال جائزہ وانعام بھیجا کرتا تھا لہذا وہ بکمال
عیش وآرام اپنے گھر مین بسر لیجاتا تھا۔ کبھی سفر کرنے اور شدائد سفر برداشت کرنیکی اسکو ضرورت نہین ہوتی تھی اسی کا ذکر کرتا ہے کہ میرے اور اسکے حال مین بڑا فرق ہے۔ ۱۲ بحار۔
[2] حوزہ خشنا سے لیکر تلون واعتراض تک تمام صفات وحالات خلیفہ ثانی اور انکے عہد خلافت کے ہین چنانچہ جو مختصر کیفیت انکے عہد خلافت کی کتاب ہذا مین پیشتر گزری اس سے تمام
باتین ظاہر ہین۔ خلافت پناہ کی خشونت اور درشت مزاجی ضرب المثل ہے اور انکا بار بار قضایا ومعاملات مین غلطیان کرنا اور حضرت امیر کی تنبیہ ہوکر عذر خواہ ہونا اور اپنی خطا کا اقرار
کرنا بھی انکی تاریخ کے جاننے والون سے مخفی نہین۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضرت کا کام اس عہد مین نہایت نازک تھا۔ اگر ٹھیک ٹھیک انکو راہ راست پر چلاتے ہین تو رنج وآزردگی
پیدا ہوکر اسقدر اصلاح دین اسلام سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے اور انکو انکے حال پر چھوڑتے ہین تو نابینا وچاہ کی مثل صادق آتی ہے۔ طول مدت سے اشارہ انکے زمانہ خلافت
کیطرف ہے کہ بقول مورخین سنیہ دس سال چھ ماہ تقریباً تھا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ ٭ [3] یعنی ضغن وعداوت رکھنے والا سعد وقاص تھا کہ اس نے عہد خلافت اس جناب مین بھی آپ سے بیعت
نہین کی اور سبب اس عداوت کا اسکی بقول قطب راوندی یہ ہے کہ اسکا باپ ابو وقاص مالک بن وہیب در زہد را امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا گیا تھا مگر ابن ابی الحدید اسکو نہین مانتا اور کہتا ہے
کہ بنی زہرہ سے کوئی شخص آنحضرت کے ہاتھ سے قتل نہین ہوا بس سعد وقاص کی عداوت کا آنحضرت سے اسکی نزدیک سبب یہ ہے کہ اسکی ماں حمنہ بنت سفیان ابن امیہ بن عبد شمس تھی بس اسکے
اخوال آنحضرت کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ ۱۲ بحار ٭ [4] قرابت ازدواجی کے سبب سے پھر نیوالا عبد الرحمن عوف ہے کیونکہ اسکی زوجہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط خواہر مادری عثمان تھی کہ انکی ماں اروی بنت کریز
بن ربیعہ سے پیدا ہوئی تھی ۱۲ بحار ٭ [5] قولہ کعرف عرف وہ موٹے موٹے بال ہین جو چارپایون کی گردن پر کھڑے ہوتے ہین اور عرف الضبع ضرب المثل ہے کثرت وہجوم کیلئے۔ ۱۲ ٭ [6] ربیضۃ الغنم گلہ گوسفند
جو اپنے مربض یعنی آرامگاہ وجای پناہ مین جمع ہوتا ہے ۱۲ ٭ [7] نکثت طائفہ اس سے مراد ناکثین یعنی طلحہ زبیر وغیرہ اصحاب جنگ جمل ہین جنہون نے بیعت شکنی کرکے یہ فتنہ وفساد برپا کیا۔ روایت
ہے کہ حضرت انسے بیعت لیتے وقت اس آیہ شریفہ کو تلاوت کرتے تھے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی جو توڑیگا اس عہد کو وہ توڑیگا اسکو اپنے نفس کی ضرر رسانی کیلئے اور مارقین سے مراد فرقہ خوارج ہے
جو دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے اور ارباب فسق وفجور معاویہ ودیگر شامیان اصحاب فرین جنہون نے جنگ صفین قائم کیا اور مفصل حالات ان تینون گروہونکے اس
کتاب کی دوسری جلد مطبوعہ سابقہ مین مذکور ہین ۱۲ منہ ٭ [8] زبرج بالکسر آرائش جو نقش ونگار وجواہرات سے کیجائے یا زر خالص بنہایت زینت ۱۲ ٭ ٭ ٭

لولا حضور الحاضر وقیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله علی العلماء الا یقاروا علیٰ کظة ظالم ولا سغب مظلوم لالقیت حبلها علیٰ غاربها ولسقیت آخرها بکاس اولها ولالفیتم دنیاکم هذه عندی ازهد من عطفة عنز **ترجمہ** ہان قسم بخدا کہ پہن لیا جامہ خلافت کو فلان یعنی ابوبکر نے حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ میرا محل و مقام خلافت سے ایسا ہے جیسا کہ قطب کا چکی سے۔ بہجاتا ہے میرے پاس سے رو پانی کا یعنی مقام و مرتبہ میرا بلند ہے اور بلندی اسکی اسقدر ہے کہ پرندہ مجھ تک پر نہین مار سکتا پس ڈھانپ پایا مینے اسپر کپڑا یعنی اغماض کیا اس سے اور پہلو تہی کیا اور فکر کرنا شروع کیا مینے اس امر مین کہ آیا مین حملہ کرون دست بریدہ سے یعنی آیا بے دست و پا بے یار و مددگار اس سے لڑون یا صبر کرون اس بلائے ناگہانی پر جو کہ مثل ابر تیرہ و تار کے محیط ہو گئی تھی اور وہ ایسی سخت بلا تھی کہ بوڑھے لوگ اسمین بوڑھے پھونس ہو جاتے ہین اور کم سن بوڑھے ہو جاتے ہین اور تا دم مرگ کسی مومن کا چھٹکارا اس سے نہو سکے پس دیکھا مینے کہ صبر ہی کرنا اس مصیبت پر بھلا ہے پس صبر کیا حالانکہ میری آنکھ مین خاشاک تھا اور گلے مین گریہ اٹکا تھا۔ دیکھ رہا تھا کہ میری جائداد لوٹی جارہی ہے۔ یہانتک کہ پہلا راہ عدم کو چلا گیا اور فلان یعنی عمر خطاب کو اپنے بعد اسپر مقرر کر گیا۔ پھر حسب حال خود یہ شعر اعشی شاعر کا پڑھا۔ یعنی کہان ہین میرے یہ دن جنہین مین کوہان شتر برہنہ پشت پر شدت گرمی و تعب مین کاٹتا ہون۔ اور کہان دن حیان برادر جابر کے کہ وہ ناز و نعمت مین بسر ہوتے ہین۔ پھر فرمایا بڑے تعجب کا مقام ہے کہ ابوبکر اپنی حیات مین تو خلافت سے استعفا کرتا رہا اور ہمیشہ ممبر پر کہتا رہا اقیلونی اقیلونی لست بخیرکم و علیٌ فیکم یعنی نکالو مجھکو خلافت سے اور معزول کرو اس سے کہ تمسے بہتر نہین ہون درانحالیکہ علیؑ تم مین ہین اور مرتے وقت وہ خلافت کو اور کے لئے مقرر کر گیا۔ بہت ناگوار ہے مجھے یہ کہ انہون نے سر پستان ناقہ خلافت کو آپسمین بانٹ لیا یعنی خلافت کو فیما بین قسمت کر کے مجھے محروم رکھا پھر وہ (ابوبکر) خلافت کو ایسے مقام مین رکھ گیا یعنی اس شخص (عمر) کے سپرد کر گیا جسکی جراحت بہت غلیظ یعنی گہرا زخم تھا اور ایسی خشونت و غلظت اسمین تھی کہ چھوجا ہی اسکا غضب تھا وہ اسمین بہت لغزشین اور دھوکے کھاتا تھا اور بکثرت اس سے عذر خواہی کرتا۔ پس اسکا ساتھی مثل اس شخص کے ہے جو ناقہ سرکش پر سوار ہو۔ اگر اسکی مہار کھینچتا ہے تو اسکی ناک شگافتہ ہوتی ہے اور جو ڈھیلی چھوڑتا ہے تو منھ کے بل گرتا ہے۔ پس مبتلا ہوئے آدمی قسم بخدا راستے سے بھٹکنے اور بے راہ چلنے مین اور اضطراب اور رنگ بدلنے اور راہ راست سے نفرت کرنے مین۔ پس مینے مدت مدید و عرصہ بعید تک اس مصیبت عظمی و رنج شدید پر صبر کیا یہانتک کہ جب اس نے بھی اپنی راہ لی تو چلتے وقت اسکو ایک جماعت پر چھ آدمیون کی ڈال گیا کہ گمان کیا کہ مین بھی انہین سے ایک ہون پس حکم خدا کو شورے اور کمیٹی سے کیا نسبت۔ کب اور کس وقت شک عارض ہوا تھا میرے اور اسکے درمیان جو انسے اول تھا یعنی میری فضیلت بہ نسبت ان سب کے سرگروہ (ابوبکر) کے تو مشتبہ تھی ہی نہین چہ جائیکہ مین ان جیسون کے برابر کیا جاؤن یعنی عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابن عوف و سعد وقاص کے لیکن مین پست ہو گیا جبکہ وہ پست ہوئے اور بلند پروازی کی جبکہ وہ اوپر اڑے یعنی موافقت اور مماشات کی انکے ساتھ اور داخل شورے ہو گیا۔ پس ایک انمین سے بسبب اپنے بغض و عداوت کے مجھ سے منحرف ہوا اور دوسرا اپنی زوجہ کے رشتہ دار کی طرف مائل ہوا تا اینکہ کھڑا ہوا ان مین تیسرا اس قوم کا پھیلاتا ہوا اپنی دونو بغلون کو گوبر کرنے اور چرنے کے درمیان اور اٹھے اسکے ساتھ ہم جدی اسکے یعنی بنی امیہ اسکے شریک حال ہو گئے کہ کھاتے تھے مال خدا کو بغیر دانت لگائے یعنی بڑے بڑے منھ مارتے تھے۔

جسطرح پر کہ اونٹ موسم بہار کی ہری گھاس پر منہ مارتا ہے تا اینکہ ٹوٹ گیا اوپر اسکے قتل اسکا یعنی اسکی بیعت کو توڑ کر اسے مار ڈالا اور اسکی بدکاریون کے سبب سے اسپر چڑھائی کی۔ اور اسکا پیٹ پن اسکو لے بیٹھا۔ پس نہین تعجب آیا مجھکو مگر اس بات سے کہ وہ لوگ اسوقت میری طرف متوجہ ہوئے اور بیعت کیلئے انہون نے ہجوم کیا اور پروانون کی طرح ہر طرف سے مجھپر ٹوٹ پڑے۔ تا اینکہ انکی کثرت اور ہجوم سے حسنین پیرون مین کچلے گئے اور میری ردا کے ٹکڑے ہو گئے گلہ گوسفند کیطرح سر نہوڑائے میرے گرد جمع ہوئے پس جب مین ایستادہ و آمادہ حکمرانی ہوا تو بیعت شکنی کی ایک گروہ نے اور تیر کی طرح دین سے نکل گئے کچھ لوگ فسق و فجور اختیار کیا بعض دیگرنے گویا کہ نہ سنا تھا انہون نے یہ قول حق سبحانہ تعالےٰ کا کہ وہ خانہ آخرت ہے کہ مقرر کرتے ہین ہم اسکو ان لوگون کیلئے جو نہین ارادہ کرتے علو اور بلندی کا زمین پر اور نہ فساد چاہتے ہین اور خوبیان آخرت کی پرہیزگارون کے لئے ہین پھر فرماتے ہین کیون نہین سنا انہون نے قسم خدا کی اسکو سنا ہے اور وہ انکو بخوبی یاد ہے لیکن آراستہ ہوئی دنیا انکی نظرون مین اور عجیب اور زیبا معلوم ہوئی انکو زینت اسکی۔ اور فریب مین آگئے اسکے۔ ہان قسم ہے اس خدا کی جسنے شگافتہ کیا دانہ کو اور پیدا کیا انسان کو اگر نہوتا حاضر ہونا ان لوگون کا جو حاضر ہوئے اور نہ قائم ہو جاتی حجت بوجہ موجود ہو جانے مددگارون کے۔ اور نہوتی یہ بات کہ حقتعالے نے لیا ہے عالمون پر یعنی مقرر کیا ہے انپر کہ نہ آرام لین وہ ظالمون کے پیٹ بھرنے اور مظلوم کے بھوکا رہنے پر یعنی مظلومون پر ظالمونکا ظلم دیکھکر خاموش نہون۔ اگر ایسا نہوتا تو ہر آئینہ مین اسکی یعنی خلافت کی رسی کو اسکے کندھے پر ڈالدیتا کہ جہان چاہے چلی جائے اور سیراب کرتا اسکے آخر کو اسکے پہلے پیالے سے اور پاتے تم اپنی اس دنیا کو میرے نزدیک کمتر اس رطوبت سے جو چھینک لینے مین بھیڑ کی ناک سے نکلتی ہے یا مردار سے کمتر دیکھتے + راوی کہتا ہے کہ جب کلام اس مقام پر پہنچا تو ایک مرد دیہاتی زمین سے اٹھا۔ اور حضرت کو ایک نوشتہ دیا آپ اسے دیکھنے لگے

ابوالحسن کندری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مینے کتب قدیمہ مین دیکھا کہ وہ نوشتہ جو امیر المومنین علیہ السلام کو اثنائے خطبہ مین دیا گیا چند مسائل پر مشتمل تھا جنکا جواب آنحضرت نے دیا پہلا مسئلہ انمین یہ تھا کہ وہ کون حیوان ہے کہ دوسرے حیوان کے شکم سے نکلا اور رشتہ نسبی ان کے مابین قرار نہ پایا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ یونس بن متی علیہ السلام ہین کہ شکم ماہی سے برآمد ہوئے۔ دوسرا۔ وہ کیا شے ہے کہ تھوڑا اس کا حلال ہے اور بہت سا حرام فرمایا کہ وہ نہر طالوت ہے کہ چلو بھر پانی اس سے بموجب قول حق سبحانہ تعالیٰ الا من اغترف غرفة بیده کے حلال تھا زیادہ حرام۔ تیسرا۔ وہ کون سی عبادت ہے کہ اگر اس کو کرے تو بھی عذاب کا مستحق ہو نہ کرے تو بھی۔ فرمایا وہ نماز سکران (مست) ہے۔ چوتھے پوچھا وہ کونسا طائر ہے جس کے نہ فرج ہے نہ فرع نہ اصل فرمایا وہ طائر عیسی ہے جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے۔ اذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیه فیکون طیرا باذنی یعنی جبکہ بنائے تو اے عیسیٰ گارے سے بصورت پرندہ کے میرے اذن سے پس پھونکے تو اسمین پس ہو جائے وہ اڑنیوالا میرے اذن و اجازت سے پانچوان سوال یہ تھا کہ ایک شخص کے ذمے ہزار درہم ہین اور اس کے پاس بھی ہزار درہم موجود ہین اور ایک دوسرا شخص اس سے ہزار درہم کا ضامن ہو گیا پس زکوۃ ان دو مال سے کس کے اوپر فرض ہوگی پس حضرت نے کہا کہ اگر ضامن اس مقروض کی اجازت سے ضامن ہوا ہے تو اسپر زکوۃ نہ ہوگی اور جو اسکی اجازت سے نہین ہوا تو زکوۃ اسکے مال مین فرض ہوگی۔ چھٹے سوال کیا کہ کچھ لوگ حج کو گئے اور مکہ مین ایک مکان مین فروکش ہوئے انمین سے ایک نے مکان کا دروازہ بند کیا حالانکہ اس مین کبوتر تھے کہ جو انکے واپس مکان مین آنے سے پہلے مارے پیاس کے مر گئے تو کس کو اسکا کفارہ دینا ہوگا فرمایا جس نے دروازہ بند کیا اور نہ انکو نکالا اور نہ انکے لئے پانی رکھا۔ ساتوین چار شخصون نے ایک محصن (صاحب زوجہ) پر زنا کی شہادت دی اور امام نے انکو اسکے سنگسار کرنیکا حکم دیدیا۔ لیکن انمین سے ایک نے اسکو رجم کیا اور تین باقی ساتھ نہوئے لیکن اور اجنبی لوگ رجم مین اسکے ہمراہ ہو گئے پس اس نے قبل اسکے کہ مرجوم مرجائے اپنی شہادت سے رجوع کیا پھر وہ مر گیا بعد ازان وہ تین باقی بھی اپنی شہادت سے پلٹ گئے تو اس مقتول مرجوم کی دیت کسکے ذمہ ہوگی۔ فرمایا جس شاہد نے اسے رجم کیا اور جن اجنبی لوگون نے اسکا ساتھ دیا ان پر واجب ہوگی۔ آٹھوین دو یہودیون نے گواہی دی ایک یہودی پر کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے آیا انکی شہادت قبول ہوگی یا نہ فرمایا نہین ہوگی کیونکہ وہ خدا کے کلام کا بدل دینا اور جھوٹی گواہی دینا جائز جانتے ہین۔ نوان مسئلہ یہ تھا کہ دو نصارے نے گواہی دی اوپر نصرانی یا مجوسی یا یہودی کے کہ وہ مسلمان ہو گیا آیا ان کی بھی گواہی مقبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول کیجاوے گی۔ بسبب اس قول حق تعالے کے ولتجدن اقربهم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ اور البتہ پائیگا تو قریب تر واسطے مودت ان لوگون کے جو ایمان لائے ہین ان کو جو کہتے ہین کہ ہم نصارے ہین یعنی نصارے بہ نسبت یہود وغیرہ کے زیادہ تر قریب المحبت ہین مومنون کے ساتھ۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی عبادت خدا سے تکبر نہین کرتا وہ جھوٹی گواہی ندے گا۔ دسوین ایک آدمی کی چار گواہون نے امام کے آگے گواہی دی کہ اس نے اسکا ہاتھ کاٹا ہے اور اس نے زنا کی ہے حالانکہ محصن ہے پس امام نے اسکے سنگسار کرنیکا ارادہ کیا مگر وہ قبل اسکے قطع ید کے صدمہ سے مر گیا۔ آپنے فرمایا جس نے ہاتھ قطع کیا اسپر صرف قطع ید کی دیت ہے اور اگر وہ شہادت دینے کہ اس نے بقدر نصاب مقررہ چوری کی تو ہاتھ کی دیت اسپر نہوتی ۱۲ - شرح نہج البلاغہ +++

اُسکو پڑھکر فارغ ہوئے تو عبد اللہ بن عباس نے کہا یا امیر المومنینؑ اگر آپ اپنے کلام کو وہین سے شروع کرتے جہان سے کہ چھوڑا تھا تو بہتر ہوتا فرمایا
هیهات یا ابن عباس تلك شقشقة هدرت ثم قرت اے ابن عباس گزر گیا جو کہ تو نے دیکھا تھا وہ ایک حالت تھی مثل شقشقہ[1] شتر کے کہ
اب اسمین سکون ہوگیا۔ ابن عباس کہتے ہین کہ قسم بخدا کہ مین کسی کلام پر اسقدر متاسف نہین ہوا جتنا کہ اس کلام پر ہوا کہ امیر المومنینؑ نے حسب
مرضی اپنی کے تمام نہ کیا۔ ابن ابی الحدید ابن خشاب سے نقل کرتا ہے کہ اُس نے کہا مگر مین اسوقت ہوتا اور ابن عباس سے یہ سنتا تو کہتا کہ آیا تمہارے
ابن عم کے دل مین کوئی اور بات بھی رہ گئی تھی جسکو اُنہون نے نہ کہا ہو کہ تم اسپر تاسف کرتے ہو قسم خدا کی کہ اُنہون نے اولین و آخرین سے کسی کو
بھی تو نہین چھوڑا۔ پھر ابن ابی الحدید چونکہ اُس نے شرح نہج البلاغہ مین جابجا اقرار کیا ہے کہ یہ خطبے حضرت امیرؑ کے کلام سے ہین اور قائل ان مضامین
کے تواتر کا ہوا ہے آنحضرت سے۔ لہذا بڑی کوشش و تکلف بعید سے تاویل دور از کار یہ کرتا ہے کہ مقصود آنحضرتؑ کا ان تمام باتون سے بطلان
خلافت خلفاء ثلثہ نہین بلکہ مدعا یہ ہے کہ ہر چند وہ بھی خلیفہ برحق تھے مگر مین انکی نسبت اولٰے و احق ہون اسلیئے بہتر تھا کہ اُسکو میرے لیئے چھوڑ دیتے
پس اُنہون نے ترک اولے کیا۔ مگر یہ بالکل لغو ہے ہر ذی شعور ان کلمات سے جان سکتا ہے کہ وہ انکو اصلاً مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ ظالم
اور اپنے حق کا غاصب سمجھتے تھے۔ تب تو اسقدر شاکی تھے ورنہ خلفاء بحق کو کیونکر ظلم و ضلالت و جہالت سے نسبت دیتے۔ خود ابن ابی الحدید نے
یحییٰ بن سعید بن علی حنبلی سے کہ معروف با بن عالیہ تھا روایت کی ہے کہ اُس نے کہا مین ایکبار اسمعیل بن علی حنبلی فقیہ کے پاس کہ اُس زمانہ مین
مقدم و پیشوائے حنابلہ بغداد وہ تھا حاضر تھا اور ہر قسم کی علمی باتین ہمارے درمیان ہو رہی تھین کہ اسوقت ایک شخص حنبلیون سے اُسکے پاس آیا
جسکا اہل کوفہ سے ایک پر کچھ قرضہ تھا اور وہ اسکے وصول کرنیکو کوفہ گیا تھا۔ اور اتفاقاً غدیر کے روز کہ روضہ منورہ حضرت امیر المومنینؑ پر کثرت خاص
و عام ہوتا ہے وہان تھا۔ پس شیخ اسمعیل اُس سے وہان کے حالات پوچھنے لگا کہ تیرا قرض سب وصول ہوگیا یا کچھ باقی رہ گیا اور وہ جواب دیتا تھا تا اینکہ
اُس نے کہا اے سید و سردار میرے کاش تم بروز زیارت غدیر وہان ہوتے اور جو قبیح و شنیع باتین فضیحت و رسوائی کی اور جسقدر مذمت صحابہ کی
علی الاعلان بلا خوف و کتمان قبر علی بن ابیطالب پر اُس روز ہوتی مین دیکھتے اور سُنتے اسمعیل نے درجواب اُسکے کہا کہ اُن لوگون کا جنکو تو نے یہ باتین
کرتے دیکھا کچھ قصور نہین اُنکو دلیر نہین کیا اور یہ راستہ اُنکے لئے نہین کھولا مگر صاحب قبر نے اُس مرد نے کہا صاحب قبر کون کہا علی بن ابیطالب
اور کون اُس نے کہا اے سید میرے اُنہون نے انکو ایسا کرنیکو کہا ہے اور یہ امر اُنکا سکھایا ہوا اور یہ راستہ اُنکا کھولا ہوا ہے۔ کہا ہان قسم خدا کی
یہ سب اُنہون ہی نے کیا ہے۔ اُس حنبلی نے کہا اگر وہ ان باتون مین حق پر ہین تو ہم کسلیئے فلان و فلان کے ساتھ دوستی رکھین اور جو وہ باطل
پر ہین تو کسلیئے نہ اُنسے کنارا کرین تمہارے اس کلام کی بموجب دو باتون مین ایک بات ہمکو لازم ہے یا علیؑ سے تبرا کرین۔ یا ان دونو (شیخین)
سے ابن عالیہ نے کہا یہ سنکر اسمعیل جلدی سے اُٹھا اور اپنی نعلین پہنی اور کہا لعنت ہو اسمعیل پر اگر وہ اس مسئلہ کا جواب جانتا ہو۔ یہ کہکر گھر مین چلا گیا

[1] شقشقہ بالکسر ایک شے ہے مثل ریہ کے شتر اسکو بحالت جوش و مستی اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ چونکہ اس خطبہ مین شقشقیہ کا مذکور آیا ہے لہذا یہ خطبہ شقشقیہ کے نام سے موسوم ہوا چاہیئے کہ یہ کلام آنحضرتؑ کا گویا ایک شقشقیہ تھا کہ نکل گیا ظاہر ساکن ہوگیا اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ سننے والون کے دلون پر جیسا چاہیئے تاثیر بخش نہ تھا یا یہ کہ وہ حضرت بحیثیت سلطنت دنیاوی خلافت کا خیال نہین رکھتے تھے یا اشارہ تھا اس طرف کا کہ اب محل و موقعہ ہی اسکا گزر گیا ہے کیونکہ یہ خطبہ آپ نے قرب زمانہ شہادت مین کہا ہے یا تقیہ وغیرہ کا لحاظ ہو۔ ۱۲ منہ + + +

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مین نے شیخ اسمعیل مذکور کو دیکھا تھا۔ اور اُسکی مجلس مین حاضر ہوا تھا وہ باوجود صاحب عقل و دانش ہونیکے شیرین کلام بھی تھا۔
سنہ ۶۱۰ ہجری مین فوت ہوا فی الواقع اگر دیگر علماء اہلسنت اس اسمعیل کیطرح ذرا انصاف کو کام مین لائین تو سب اس مسئلے کے حل سے عجز کا اعتراف کرین

پارہ از کلام بلاغت نظام امیر المومنینؑ کہ در مواعظ و حکم از آنحضرتؑ بر صفحہ روزگار یادگار ماندہ

مشہور ہے کہ جنید بغدادی کہتا تھا کہ اگر امیر المومنین علیؑ اُن لڑائیون سے جو اُنکو اپنے مخالفون کے ساتھ پیش آئین فارغ ہوتے تو البتہ اسقدر علوم اُن سے
نقل ہوتے کہ قلوب اُنکے سُننے کی تاب نہ لاتے۔ ہم کہتے ہین کہ باوجود ان مشاغل کے بھی جسقدر اسرار و حکم اُس جناب سے باقی رہے صحابہ وغیر صحابہ سے
انکا عشر عشیر بھی نہین سُنا گیا۔ چنانچہ خطبے اُس جناب کے مثل خطبہ توحید و خطب ملاحم و خطبہ لولوۃ و غرا و قاصعہ و اشباح و درہ یتیمہ وغیرہ وغیرہ بلکہ تمام
کتاب نہج البلاغہ سید رضی کی اور کتاب خطب اسمعیل بن مہران سکونی کی اور دیگر کتابین اس خصوص کی نثر و نظم مین کافی شاہد اسکے ہین علامہ قطب الدین
راوندی کہتے ہین کہ مینے بعض علماء حجاز کی زبانی سُنا کہ کہا ہمنے مصر مین ایک مجموعہ امیر المومنینؑ کے کلام کا دیکھا جو بیس پچیس جلد و نمین تھا شواہد النبوۃ
مین ہے کہ علی ابن ابیطالب سر عارفان ہین اور آنحضرت کیلئے کلام ہے کہ ایسے پہلے کسی سے ایسا نہین سُنا گیا نہ اُنکے بعد کوئی ویسا لایا ہے حتے کہ
ایک روز ممبر پر فرماتے تھے کہ سوال کرو مجھ سے جملہ حالات زیر عرش سے تحقیق کہ میرے دو پہلوؤن کے درمیان بہت سا علم ہے اور یہ لعاب
رسالت پناہ کا اثر ہے اور یہ وہ شے ہے کہ چکھایا ہے اُسکو میرے تئین رسول خدا نے قسم خدا کی کہ میری جان اُسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ
کہ اگر توریت و انجیل کو اذن کلام ہو اور مین مسند پر بیٹھون اور اُنکے مضامین سے خبر دون تو وہ البتہ تصدیق کرین اور کہین کہ راست کہا اسنے

دلش بحر سبت پر از گوہر علم ❊ کلامش غیرت عقد لآلیست ❊ زبانش مظہر اسرار ذات است ❊ بیانش سر بسر سحر حلال است ❊ چنان بر خلائق منکشف شد
کہ دانائے جواب ہر سوال است ❊

ایک مرد دعلب یمانی نام اس مجمع مین تھا کلام صدق نظام سنکر از روئے انکار و اکراہ بولا اس مرد نے بڑا مباہ جوڑا
دعوی کیا ہے مین اس سے ایک سوال کرتا ہون جسکا جواب نہ دیسکے گا اور فضیحت و رسوا ہوگا یہ کہکر اُٹھا اور کہا مین ایک سوال رکھتا ہون امیر المومنینؑ
فرمایا وائے ہو تجھپر سوال کرتا ہے تو فقہ و بصیرت کے لئے کر تعنت و آزمائش کیلئے نکر کہا تمہین نے مجھکو اسپر آمادہ کیا ہے پھر کہا هل رایت ربك
یا علی حتی عرفته یا علیؑ تمنے اپنے رب کو دیکھا ہے کہ اُسکو پہچانا۔ آپنے فرمایا ما کنت لا عبد ربا لم اره مین اُس خدا کی عبادت نہین
کرسکتا جسکو مینے نہ دیکھا ہو۔ اُس نے کہا کیونکر دیکھا تمنے اُسکے تئین فرمایا لم تره العیون بمشاهدة العیان ولکن رأته القلوب
بحقائق الایقان ربی واحد لا شریك له احد لا ثانی له فرد لا مثل له لا یحویه مکان ولا یداوله زمان لا یدرك بالحواس
ولا یقاس بالناس نہین دیکھا ہے اُسکو آنکھون نے بمشاہدہ ظاہر بلکہ دیکھا ہے اُسکے تئین دلون نے از روئے حقائق ایمان کے
میرا رب واحد ہے اُسکا کوئی شریک نہین ایک ہے اُسکا دوسرا نہین اکیلا ہے اُسکا کوئی مثل نہین نہ کوئی مکان اُسپر حاوی ہوتا ہے نہ زمانہ
اُسکو ایک حال سے دوسرے حال مین بدلتا ہے وہ جو اس سے ادراک نہین ہوتا اور آدمیون پر اُسکا قیاس نہین کیا جاتا یہ قول آنحضرتؑ کا دلالت
کرتا ہے اسپر کہ حق تعالے آنکھون سے نظر نہین آتا۔ جیسا کہ اہلسنت اُسکے دیدار کے قائل ہین۔ نہج البلاغہ مین بحقائق الایمان کے بعد یہ عبارت ہے
قریب من الاشیاء غیر ملامس بعید منها غیر مباین متکلم لا برویة مرید بلا همة صانع بلا جارحة

لطیفٌ لا یوصفُ بالخفا کبیرٌ لا یوصفُ بالجفاء بصیرٌ لا یوصفُ بالحاسّۃ رحیم لا یوصفُ بالرقۃ تعنوا الوجوہ لعظمتہٖ وتوجلُ القلوبُ من مخافتہٖ یعنی نزدیک ہے وہ خدا اشیاء کے بغیر اسکے کہ اُنسے چھوجائے اور دور ہے اُنسے بلا مباینت کے کلام کرنیوالا ہے بلا فکر و اندیشہ کے ارادہ کرنیوالا ہے بلا ہمت کے۔ کاریگر ہے بغیر ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کے لطیف و پاکیزہ ہے مگر خفا و پوشیدگی سے وصف نہین کیا جاتا بڑائی رکھتا ہے مگر ظلم نہین کرتا بینا ہے مگر نہ حس بصر (آنکھ) سے۔ رحم کرتا ہے مگر رقت قلبی انسانون کیطرح اُسمین نہین چہرے اسکے بزرگی کے آگے خاضع و ذلیل ہین اور دل اُسکی ہیبت سے ترسناک ہین۔ شواہد النبوۃ مین ہے کہ وعلبئے یہ سخنان معرفت نشان اس بیشوائے ارباب عرفان سے سُنے تو ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا مینے حقتعالے سے عہد کیا ہے کہ کبھی تعنت و امتحان کی نظر سے سوال نکرونگا حضرت امیرؑ نے فرمایا اگر کام تیرے قبضہ و قدرت مین ہو تو اُسوقت ایسا کرنا۔ مروی ہے کہ حضرتؑ نے سنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔

والذی احتجب بسبع طباقٍ یعنی قسم ہے اُس خدا کی جو سات آسمانون کے اندر پردہ مین ہے آپنے تازیانہ سے اُسے تادیب کیا اور فرمایا او ہو تجھپر حقتعالے بزرگ و برتر ہے اس سے کہ کسی شے سے محتجب ہوسکے سُبحان الذی لا یحویہ مکانٌ ولا یخفی علیہ شئٌ فی الارضِ ولا فی السماء پاک ہے وہ خدا کہ کوئی مکان اُسکو احاطہ نہین کرتا اور کوئی شے اُسپر پوشیدہ نہین نہ زمین مین نہ آسمان پر اُس مرد نے کہا یا امیر المومنین آیا مین اپنی اس قسم کا کفارہ ادا کرون۔ فرمایا نہین تو نے خدا کی قسم نہین کھائی کہ حانث ہو اور کفارہ قسم تجھپر لازم آئے کسی اور ہی شے کی قسم کھائی ہے جو خدا نہین۔ نیز آپنے تنزیہ شرک بخدا کے مقام پر فرمایا اول الدین معرفتہ وکمال معرفتہ التصدیق بہٖ وکمال التصدیق توحیدہٗ وکمال التوحید الاخلاصُ لہٗ وکمال الاخلاص نفی الصفات عنہُ لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ سبحانہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثنّاہ ومن ثنّاہ فقد جزّاہ ومن جزّاہُ فقد جہلہٗ اوّل دین خدا کا پہچاننا ہے اور پورا پہچاننا اُسکی تصدیق کرنا ہے اور کمال تصدیق یہ ہے کہ اُسکو واحد و یکتا جانین اور کمال واحد و یکتا جاننے کا اخلاص یعنی ماسوا اللہ سے اپنے تئین خالی کرنا ہے اور کمال اخلاص یہ ہے کہ صفات کی اُس سے نفی کرین یعنی صفات کو کوئی شے علیحدہ و جُدا اُسکی ذات سے نہ جانین بشہادت اسکے کہ ہر صفت غیر موصوف ہے اور ہر موصوف غیر صفت ہے پس جس کسی نے وصف کیا حق سبحانہ کو اُن معنون سے پس اُس نے قرین کیا اُسکو دوسری شے سے اور جس نے قرین کیا اُسکو وہ دو چیزونکا قائل ہوگیا اور جو دو شے کا قائل ہوا اُس نے خدا کے دو جز (موصوف و صفت) قرار دئیے اور جس نے دو جز قرار دئیے اُسکے نہین جانا اُسکو اور جاہل رہا اس سے

دربیان قضا و قدر

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ارشاد مین روایت کی ہے کہ امیر المومنین جنگ صفین سے واپس آئے تو ایک مرد آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین مجھکو خبر دیجیے کہ آیا ہمارا ان لوگون کے ساتھ جنگ کرنیکو جانا قضائے الٰہی اور اُسکی تقدیر سے تھا حضرت نے فرمایا ہمنے ایک قدم

مقصود اس کلام معجز نظام سے اشاعرہ وغیرہ جیسون کے توہمات کی تردید ہے جو کہتے ہین کہ خدا حی ہے حیات سے اور عالم ہے علم سے اور قادر ہے قدرت سے اور حیات اور علم و قدرت کو اُسکی ذات سے ایک علیحدہ شے قرار دیتے ہین اور انکو معانی اور صفات زائدہ حالّ فی الذات اور صفات حقیقیہ کہتے ہین اور ہر ایک کو انمین سے مثل خدا کے قدیم جانتے ہین پس حضرت نے اس خیال کے ابطال کے لئے فرمایا کہ کمال تصدیق باری تعالیٰ کی یہ ہے کہ ایسی صفات کی اُس سے نفی کیجائے ۱۲۔ حدیقہ سلطانیہ + + +

نہین اُٹھایا اور کسی پستی و بلندی سے نہین گزرے الّا سب قضا و قدر خدا سے تھا۔ اُس مرد نے کہا اگر ایسا ہے تو جسقدر تکلیفین اور تعب ہمنے اس سفر مین برداشت کئے سب بیکار گئے حضرت نے فرمایا ایسا نہین بلکہ تمہارا ثواب اس آمد و رفت مین عظیم اور اجر جسیم ہے کسلیئے کہ تم باغیون سے لڑنے گئے تھے اُس نے کہا کہ جب قضائے الٰہی ہمکو کشان کشان لے گئی اور جملہ کاروبار ہمارے تقدیر خدا سے ہوتے ہین تو پھر طاعت پر ثواب کیسا اور معصیت پر عذاب کے کیا معنے۔ آپنے فرمایا اوظننت یا رجل انہ قضاءٌ حتم وقدرٌ لازم لا تظنّ ذلک فانّ القول بہٖ مقالۃ عبدۃ الاوثان وحزب الشیطان وخصماء الرحمٰن وقدریّۃ ہذہ الامّۃ ومجوسہا ان اللہ امر تخییرًا ونہی تحذیرًا وکلف یسیرًا ولم یُطع مکرہًا ولم یُعصَ مغلوبًا ولم یُرسل الرسلَ عبثًا ولم یخلق السمٰوٰت والارض وما بینہما باطلًا ذٰلک ظنّ الذین کفروا فویلٌ للذین کفروا من النار۔ فقال الرجل فما القضاءُ والقدر الذی ذکرتہ یا امیر المومنین فقال الامر بالطاعۃ والنہی عن المعصیۃ والتمکین من فعل الحسنۃ وترک السیئۃ والمعونۃ علی القربۃ الیہ والخذلان لمن عصاہُ والوعد والوعید والترغیب والترہیب کلّ ذٰلک قضاءُ اللہ فی افعالنا وقدرہٗ لاعمالنا فامّا غیر ذٰلک فلا تظنّہ فان الظنّ لہ محبِط للاعمال ترجمہ کیا گمان کیا تو نے اے مرد کہ وہ قضائے حتمی اور قدر لازم ہے ایسا کبھی خیال نکرنا۔ کیونکہ یہ قول بُت پرستون اور شیطان کے پیروؤن اور خدا کے دشمنون کا ہے اور قائل ہین اس قول کے قدریہ اس امت کے اور مجوس اُنکے اور سراپا باطل ہے بلکہ حقتعالے نے حکم کیا ہے طاعت کا حالانکہ انکو اختیار دیا ہے کرنے اور نکرنے کا اور منع فرمایا ہے انکو معصیت سے از روئے تحذیر کے اور تکلیف کی ہے کم و اندک یعنی تکلیف ما لا یطاق نہین دی کوئی اُسکی اطاعت اجبار و اکراہ سے نہین کرتا اور کوئی نافرمانی از روئے قہر و غلبہ کے عمل مین نہین لاتا اُس نے رسول عبث و بیفائدہ نہین بھیجے اور نہ آسمان و زمین اور اُنکے درمیان کی چیزین بیفائدہ اور باطل بنائی ہین یہ اُن لوگون کا گمان ہے کہ جنہون نے کفر اختیار کیا۔ پس عذاب ہے کافرون کے لئے آتش جہنم سے۔ پس اُس مرد نے کہا کہ قضا و قدر کہ ہم بغیر اسکے نہین گئے کیا ہے۔ فرمایا وہ امر ہے طاعت کا اور نہی ہے معصیت سے اور قدرت دینا ہے نیکی پر اور ترک کرنا اور چھوڑ دینا ہی بدی کو اور اعانت کرنا ہے اُن امور پر کہ قربۃً الی اللہ کئے جائین اور خذلان اور ترک کرنا ہے گنہگارون کا اور وعدہ دینا ہے نیکی پر اور ڈرانا اور دھمکانا بدی پر اور ترغیب ہے یہی سب باتین قضاء خدا ہین ہمارے افعال مین اور تقدیر اُسکی ہمارے اعمال مین ماورا اسکے اور کسی امر کا گمان نہ کر کیونکہ ایسا گمان کرنا اعمال کو حبط و ضائع کرتا ہے۔ پس وہ مرد یہ سُنکر خوش ہوگیا اور بولا فرّج اللہ عنک یا امیر المومنین کما فرّجت عنی اے امیر المومنین خدا تعالے

قولہ قدریۃ ہذہ الامۃ ومجوسہا قدریہ اور مجوس اس امت کے مجبرہ یعنی اشاعرہ ہین کیونکہ انکو کئی طرح سے مجوس سے مشابہت ہے ایک یہ کہ مجوس کہتے ہین کہ حقتعالے ایک شے کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اُس سے بیزار ہوجاتا ہے ایسا ہی اشاعرہ کہتے ہین کہ خدا خود کفر کو انسان مین خلق کرتا ہے پھر اُس سے برأت چاہتا ہے نیز مجوس کہتے ہین کہ ماں بہنون کے ساتھ جماع قضا و قدر خدا سے ہوتا ہے۔ اور مجبرہ تمام نیکی بدی کو خدا کی طرف سے جانتے ہین اور بندہ کو محض مجبور بتلاتے ہین۔ مولانا احمد اردبیلی حدیقۃ الشیعہ مین کہتے ہین کہ اکثر کتب تاریخ مین لکھا ہے کہ ایک مرد قائل بجبر اپنے گھر مین گیا دیکھا کہ ایک مرد بیگانہ اسکی دختر کے ساتھ بیٹھا ہے۔ تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ مرد کو معہ اپنی لڑکی کے قتل کرے اسکی بی بی نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا غضب کرتا ہے کہ استاد ہین مذہب اسباب خیر و شر خدا کراتا ہے) چھوڑ کہ صاحب بن عباد رافضی کا مذہب اختیار کرتا ہے۔ اور ایک مرد مسلمان اور بیگناہ دختر کو مارے ڈالتا ہے جبری نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مسئلہ دان عورت مجھکو عنایت کی۔ قریب تھا کہ دو بیگناہ کا خون اپنے سر پر لیکر رافضیون کا مذہب اختیار کرلون۔ ۱۲۔ حدیقہ سلطانیہ + + +

تمہارے کام کو کشادہ کرے جیسا کہ تمنے میرے کار بستہ کو کشادہ کیا ہے پھر ذوق طرب مین یہ اشعار اُسنے پڑھے ؎
انت الامام الذی نرجوا بطاعتہ ✤ یوم المآب من الرحمٰن غفرانا ✤ اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا
جزاک ربک بالاحسان احسانا ✤ یعنی تم وہ امام برحق ہو کہ تمہاری اطاعت کیوجہ سے ہم خدا کی درگاہ سے بروز قیامت بخشش اور مغفرت کے امیدوار ہین تمنے ہمارے دین سے اُس امر کو واضح فرمایا جو مشتبہ تھا حقتعالے بعوض اس احسان اور نیکی کے تمہارے ساتھ بھی احسان اور نیکی کرے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ اس حدیث سے امیر المومنین کی عدل باری تعالے اور نفی جبر اور ثبوت حکمۃ اسکے افعال مین اور نہونا عبث کا اُسکے کاروبار مین بخوبی ظاہر ہے **در فضیلت اہلبیت و خویشتن فرماید۔**

ان اللہ خص محمدا بالنبوۃ واصطفاہ بالرسالۃ وانبأہ بالوحی فانال فی الناس وانال وعندنا اھل البیت معاقل العلم وابواب الحکم وضیاء الامر فمن یحبنا ینفعہ ایمانہ ویتقبل عملہ ومن لا یحبنا لا ینفعہ ایمانہ ولا یتقبل عملہ وان داب فی اللیل والنہار یہ تحقیق کہ حق تعالے نے مخصوص کیا محمد مصطفے کو ساتھ نبوت کے اور برگزیدہ فرمایا اُنکو رسالت کے لئے اور خبر دی اُنکو وحی سے پس پہنچایا اُسکو امت کے درمیان اور پہنچا جو کچھ کہ پہنچا ترویج حق و اعلاء کلمۃ اللہ مین رنج و تعب سے آنحضرت کو اور ہم اہلبیت کے پاس چشمہائے علم و دروازے حکمت کے اور نور و ضیاء امور ہے پس جو شخص ہمکو دوست رکھتا ہے اسکا ایمان اُسے نفع بخشتا ہے اور اُسکے اعمال قبول ہوتے ہین اور جو ہمکو دوست نہین رکھتا اُسکا ایمان اُسے فائدہ نہین دیتا نہ اُسکے اعمال قبول ہوتے ہین ہر چند وہ رات دن گردش کرتا رہے ؎ بے حب اہلبیت عبادت حرام ہے + ایک اور خطبہ مین ارشاد کیا بقدر ضرورت اس سے یہ ہے۔ الحمد للہ الذی ھدانا من الضلالۃ وبصرنا من العمی ومن علینا بالاسلام وجعل فینا النبوۃ وجعلنا النجباء وجعل فراطنا افراط الانبیاء وجعلنا خیر امۃ اخرجت للناس نامر بالمعروف وننھی عن المنکر ونعبد اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا نتخذ من دونہ ولیا فنحن شھداء اللہ والرسول شھید علینا نشفع فنشفع فیمن شفعنا لہ وندعوا فیستجاب دعاؤنا ویغفر لمن ندعو لہ ذنوبہ تمام تعریفین ثابت ہین خدا کے لئے جس نے ہمکو گمراہی سے بچایا اور کوری سے بینا کیا۔ اور اسلام سے ہم پر منت رکھی اور گردانا ہمارے درمیان نبوت کو اور کیا ہمکو منتخب اور برگزیدہ اور کیا ہمارے پیش رون کو پیش رو انبیاء کا اور گردانا ہمکو بہترین امت کہ نکالی گئی لوگون کے لئے امر کرتے ہین ہم نیکی کا اور منع کرتے ہین بدی سے اور بندگی کرتے ہین خدا کی اور ذرا شرک اسمین نہین لاتے اور اسکے سوا کسی کو دوست نہین بناتے۔ پس ہم شہدا خدا ہین اور رسول خدا ہماری شہادت دینے والے ہین ہم شفاعت کرتے ہین اور شفاعت ہماری جسکے حق مین شفاعت کرتے ہین قبول ہوتی ہے اور دعا کرتے ہین اور دعا ہماری مستجاب ہوتی ہے اور جسکے لئے دعا کرتے ہین اُسکے گناہ بخشے جاتے ہین۔ **اور** دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہین

لا یقاس بال محمد من ھذہ الامۃ احد ولا یستوی بھم من جرت نعمتھم علیہ ابدا ھم اساس الدین وعماد الیقین الیھم یفیء الغالی وبھم یلحق التالی ولھم خصائص حق الولایۃ وفیھم الوصیۃ والوراثۃ الان قد رجع الحق الی اھلہ ونقل الی منتقلہ

آل محمد پر اس امت سے کوئی قیاس نہین کیا جا سکتا اور ہرگز وہ شخص اُنکی برابری نہین کر سکتا جسپر کہ خود اُنہین کی طرف سے انعام جاری ہے۔ یعنی جنہون نے علم و معرفت اُنسے حاصل کی ہے کبھی اُنکی برابر نہو سکین گے وہ بنیاد دین دین کے اور ستونان علم و یقین ہین بڑھ جانیوالا اُنکی طرف رجوع کرتا ہے اور پیچھے آنیوالا اُنسے ملحق ہوتا ہے اور اُنکے لئے ہین خصائص اور شروط استحقاق خلافت کے اور اُنکے درمیان ہے وصیت اور وراثت اب راجعت کی حق نے اہل حق کی طرف اور منتقل ہوا وہ اپنی منتقل ہونیکی جگہہ کو۔ **در صفت عالم و آداب متعلم فرماید۔** حارث اعور روایت کرتا ہے کہ مین نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سنا کہ فرماتے تھے من حق العالم ان لا یکثر علیہ السوال ولا یعنت فی الجواب ولا یلح علیہ اذا کسل ولا یؤخذ بثوبہ اذا نھض ولا یشار الیہ بید فی حاجۃ ولا یفشی لہ سرا ولا یغتاب عندہ احد ویعظم کما حفظ امر اللہ ولا یجلس المتعلم الا امامہ ولا یعرض من طول صحبتہ واذا جاءہ طالب العلم وغیرہ فوجدہ فی جماعۃ عمھم بالسلام وخصہ بالتحیۃ ولیحفظ شاھدا وغائبا ولیعرف حقہ فان العالم اعظم اجرا من الصائم القائم المجاھد فی سبیل اللہ فاذا مات العالم ثلم فی الاسلام ثلمۃ لا یسدھا الا خلف منہ وطالب العلم تستغفر لہ الملائکۃ وتدعوا لہ ما فی السماء والارض **ترجمہ** کہ عالم کا حق یہ ہے کہ اس سے کثرت سے سوال نکرین اور جواب مین اُسکے ساتھ تعنت و ایذا دہی سے پیش نہ آئین اور جب اُسکو تکان اور سستی ہو تو الحاح و اصرار نکرین جب وہ اُٹھنے لگے تو اُسکا پلا نہ پکڑین اور کسی کام مین اُسکی طرف ہاتھ سے اشارہ نکرین اور اُسکے راز کو آشکار نکرین اور کسی کی اُسکے سامنے غیبت نکرین اور تعظیم کرین اُسکی جیسا کہ اُسنے امر حق کی حفاظت کی اور طالب علم اُسکے سامنے بیٹھے اور اُسکے طول صحبت سے اعراض نکرے اور جب طالب العلم یا کوئی اور اُسکے پاس آئے اور وہ ایک مجمع مین ہو تو اس مجمع عام پر اس طور سے سلام کرے اور اُسکو خاص دعا دے اور اُسکا ادب سامنے اور پیٹھ پیچھے ملحوظ رکھے۔ اور اُسکے حق کا عارف ہو کیونکہ عالم کا ثواب روزہ دار اور عابد شب زندہ دار اور راہ خدا مین جہاد کرنیوالے سے بھی زیادہ ہے۔ جس وقت عالم مرتا ہے تو اسلام مین ایک رخنہ پڑتا ہے اُسکو بند نہین کرتا الا اُسکا جانشین اور طالب العلم کے لئے ملائکہ آسمان استغفار کرتے ہین اور آسمان و زمین اور جو کچھ اُنمین ہے اُسکے واسطے دعا مانگتے ہین + **اور نیز** آپ نے فرمایا ادرک العلم فی ذل وجوع وفاقۃ وبعد من الاباء والاھل والوطن لو کان کسب العلم اسھل حرفۃ لما کان ذو جھل علی الارض فی الزمن **ترجمہ** پاتا ہون مین علم کو ذلت اور بھوک اور فاقہ کشی مین اور دور ہونے مین اپنے ماں باپ اور اہل و عیال اور وطن سے اگر علم حاصل کرنا کوئی آسان کام ہوتا تو تمام زمانہ مین روئے زمین پر کوئی بھی جاہل باقی نرہتا + **نیز** آپ نے فرمایا انما العلماء فی الناس کالبدر فی السماء یضیء نورہ علی سائر الکواکب خذوا من العلم ما بدا لکم وایاکم ان تطلبوہ لخصال اربع لتباھوا بہ العلماء او تماروا بہ السفھاء او تراؤا بہ فی المجالس او تصرفوا وجوہ الناس الیکم للترؤس کہ صاحبان علم لوگون کے درمیان ایسے ہین جیسے کہ چودھوین رات کا چاند آسمان مین اُسکا نور تمام ستارون کے نور پر غالب ہے علم سے جسقدر چاہو حاصل کرو۔ مگر خبردار چار خصلتون کیلئے علم طلب نکرنا ایک اسلئے کہ اس سے علماء پر فخر و مباہات کرو دوسرے اسواسطے کہ جاہلون بیوقوفون کے ساتھ جنگ و جدل پیش آؤ تیسرے تاکہ مجالس مین

اُس سے ریا کرو جو تمھے تاکہ لوگون کو اپنی طرف متوجہ کرو اور اُنپر فوقیت و ریاست چاہو ۔ **شیخ** صدوق علیہ الرحمہ نے امالی مین روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ طالبان علم تین نوع پر ہین اُنکے صفات و علامات سے اُنکو پہچان رکھو۔ ایک جو مراد جنگ و جدل کیواسطے علم حاصل کرے۔ دوم استطالہ (درازی) و ختل (فریب ہی) کے لئے۔ سوم فقہ (بصیرت حاصل کرنے) اور عمل کیلئے۔ لیکن صاحب جنگ و جدل کا وہ مجالس بحث و گفتگو مین لوگون کو ایذا دیتا ہے گو اظہار خشوع کرے مگر پرہیزگاری سے کورا ہے حقتعالی اسکے سبب سے اُسکے مُنہہ اور دھڑ کو توڑے گا۔ لیکن استطالہ و ختل والا وہ اپنے برابریون پر اپنے تئین کھینچتا اور اُنپر فخر چاہتا ہے اور اغنیا کے سامنے تواضع و فروتنی سے پیش آتا ہے۔ پس وہ اُنکے خوان احسان سے بہرہ در ہوتا ہے اِلّا اپنے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ پس حقتعالے اُسکے بصر بصیرت کو کور کرتا ہے اور آثار علمار سے اُسکا نشان مٹا دیتا ہے۔ لیکن صاحب فقہ و عمل۔ پس تو جب اُسکو دیکھے حزین و دردمند نظر آئیگا وہ شب ہائے تاریک مین عبادت خدا بجا لاتا ہے باوصف اسکے عذاب خدا کے خوف سے ہر وقت ترسان و لرزان رہتا ہے حقتعالے اِس وجہ سے اُسکے ارکان مضبوط کرتا ہے اور قیامت کے روز اُسکو امان ہوگی۔

صفت شیعیان خالص

منقول ہے کہ ایک رات حضرت امیر المومنینؑ مسجد سے برآمد ہوئے اور ارادہ گورستان کا کیا چاندنی رات تھی کچھ لوگ آپ کے پیچھے ہو لئے کہ ساتھ جائین آپ نے جو اُنکو دیکھا تو ٹھہر گئے اور فرمایا تم کون لوگ ہو عرض کی یا امیر المومنینؑ تمہارے شیعہ ہین حضرت اُنکے چہرون کو غور سے دیکھنے لگے کہ کیا بات ہے وعلامات و نشان شیعہ تم مین نظر نہین آتے اُنہون نے کہا کہ علامات شیعہ کیا ہین فرمایا۔ اُنکی علامت یہ ہے صُفْرُ الْوُجُوْہِ مِنَ السَّہَرِ عُمْشُ الْعُیُوْنِ مِنَ الْبُکَاءِ حُدْبُ الظُّہُوْرِ مِنَ الْقِیَامِ خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّیَامِ ذُبْلُ الشِّفَاہِ مِنَ الدُّعَاءِ عَلَیْہِمْ غَبَرَۃُ الْخَاشِعِیْنَ کہ اُنکے چہرے کثرت بیداری سے زرد ہون اور اُنکی آنکھین روتے روتے کمزور و ضعیف ہوگئی ہون اور اُنکی پشتین کثرت قیام بعبادت ملک علام سے خمیدہ و کبڑی ہو جائین اور اُنکے شکم روزون کے سبب خالی اور اُنکے ہونٹ زیادتی دعا سے خشک ہون اور اُنکے اوپر ہو غبار فروتنی اور تذلل کا ۔

مواعظ مختلفہ فرماتے ہین۔ اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِہِ الْمُتَوَسِّلُوْنَ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی الْاِیْمَانُ بِہٖ وَبِرَسُوْلِہٖ وَالْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَاِنَّہٗ ذُرْوَۃُ الْاِسْلَامِ وَکَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ فَاِنَّہَا الْفِطْرَۃُ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہَا الْمِلَّۃُ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ فَاِنَّہَا فَرِیْضَۃٌ وَاجِبَۃٌ وَصَوْمُ شَہْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّہٗ جُنَّۃٌ مِّنَ الْعِقَابِ وَحَجُّ الْبَیْتِ وَاعْتِمَارُہٗ فَاِنَّہُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَیَرْحَضَانِ الذَّنْبَ وَصِلَۃُ الرَّحِمِ فَاِنَّہَا مَثْرَاۃٌ فِی الْمَالِ وَمَنْسَاۃٌ فِی الْاَجَلِ وَصَدَقَۃُ السِّرِّ فَاِنَّہَا تُکَفِّرُ الْخَطِیْئَۃَ وَصَدَقَۃُ الْعَلَانِیَۃِ فَاِنَّہَا تَدْفَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ وَصَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّہَا تَقِیْ مَصَارِعَ الْہَوَانِ اَفِیْضُوْا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَحْسَنُ الذِّکْرِ وَارْغَبُوْا فِیْمَا وَعَدَ الْمُتَّقِیْنَ فَاِنَّ وَعْدَہٗ اَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوْا بِہَدْیِ نَبِیِّکُمْ فَاِنَّہٗ اَفْضَلُ الْہَدْیِ وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِہٖ فَاِنَّہَا اَہْدَی السُّنَنِ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَحْسَنُ الْحَدِیْثِ وَتَفَقَّہُوْا فِیْہِ فَاِنَّہٗ رَبِیْعُ الْقُلُوْبِ وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِہٖ فَاِنَّہٗ شِفَاءُ الصُّدُوْرِ وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَہٗ وَاِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَیْرِ عِلْمِہٖ کَالْجَاہِلِ الْحَائِرِ الَّذِیْ لَا یَسْتَفِیْقُ مِنْ جَہْلِہٖ بَلِ الْحُجَّۃُ عَلَیْہِ اَعْظَمُ وَالْحَسْرَۃُ لَہٗ اَلْزَمُ وَہُوَ عِنْدَ اللّٰہِ اَلْوَمُ ترجمہ بتحقیق کہ افضل اور بہتر اُن وسائل کا کہ وسیلہ جو اُنسے قرب و وسیلہ خدا حاصل کرتے ہین حق سبحانہ تعالے اور اُسکے نبی محمد مصطفےؐ پر ایمان لانا ہے اور اُسکے راہ مین جہاد کرنا کیونکہ جہاد مسلمانی کا اعلے مقصد اور اونچا مدعا ہے اور خالص توحید کا دل سے اقرار کرنا کہ یہ مقتضائے فطرت انسانی ہے جسپر کہ آدمی مفطور

مخلوق ہوا ہے اور نماز کا برپا رکھنا کیونکہ یہ تمامی دین و مذہب ہے اور زکوٰۃ کا ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے اور ماہ رمضان مین روزہ رکھنا کہ وہ سپر اور پناہ ہے عذاب جہنم سے اور حج خانہ کعبہ و عمرہ بجالانا کیونکہ یہ دونو فقر و درویشی کو دفع کرتے ہین اور آلائش عصیان کو دھو ڈالتے ہین اور صلہ رحم اقربا کے ساتھ احسان و نیکی کرنا کہ اِس سے ثروت زیادہ اور عمر دراز ہوتی ہے اور پوشیدہ خیرات کرنا کہ کفارہ خطیات و معاصی ہے اور ظاہر مین تصدق دینا کہ بری موت سے مثل جلجانے ڈوب جانے مکان یا دیوار تلے دبجانے وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے اور نیکی اور احسان کرنا ذلت و خواری مین پڑنے سے بچاتا ہے لوگو اپنے تئین ذکر خدا مین ڈالو کیونکہ وہ تمام اذکار سے بہتر ہے اور جو وعدہ ہائے ثواب اُس نے پرہیزگارون سے کئے ہین اُنمین رغبت کرو کیونکہ اُسکے وعدے تمام وعدون سے سچے اور پکے ہین اور اپنے نبی کی ہدایت پر کاربند ہو کہ وہ ہدایت سب سے بہتر ہے اور آنحضرت کی سنت پر عمل کرو کہ سب سُنتون سے زیادہ ہدایت کرنیوالی ہے علم قرآن سیکھو کیونکہ وہ تمام باتون سے بہتر ہے اور اُسمین فقہ و بصیرت حاصل کرو کسلئے کہ وہ دلون کی بہار ہے اور اُسکے نور سے شفا چاہو کہ سینون کی شفا اُسمین ہے اور اچھی طرح سے اُسکی تلاوت کرو کہ سب قصون سے زیادہ نافع ہے اور جو عالم کہ اپنے علم کے موافق عمل نہین کرتا وہ اُس حیران کی مانند ہے جو کہ اپنی جہالت سے افاقہ نہین پاتا بلکہ اُسپر حجت زیادہ تمام ہے اور حسرۃ اُسکو زیادہ لازم ہے اور وہ خدا کے نزدیک بہت ملامت کیا گیا ہے

اور حارث ہمدانی[1] کو خط مین لکھا۔ قرآن کو لازم پکڑ اور اس سے نصیحت لے اور جس چیز کو قرآن حلال کرے حلال جان جسے حرام کہے حرام سمجھ دنیا کے گزشتہ حالات سے اسکے آیندہ کے لئے عبرت حاصل کر کیونکہ وہ باہم بگر مشابہ ہین اور مابعد ماقبل سے ملجانیوالا ہے خدا کے نام کو حق الامر کے سوا کسی کام مین زبان پر نہ لا موت اور اسکے بعد کی حالت کو یاد رکھ۔ موت کی آرزو نکر مگر جبکہ اپنے اعمال خیر پر بھروسہ کرے کہ وہ باعث نجات ہونگے کوئی کام نکر جس سے کہ تیرا نفس راضی ہو اور عام مسلمان ناراض اور اُس کام سے پرہیز کر کہ چھپ کر کئے کرے ظاہر ہو تو خفت و ندامت اُٹھائے۔ اور اُس سے سوال کرین تو یا انکار و یا عذر کرنا پڑے اپنی آبرو کو تیرہائے ملامت مردم کا نشانہ نہ بنا۔ ہر ایک بات جو تجھسے کہے اُسکے نقل کرنے پر مبادرت نکر کہ جھوٹا ٹھہرے گا اور ہر امر جو تجھسے کہین اُسکی تکذیب نکر کہ یہ جہالت ہے۔ غصہ اور غیظ کے وقت حلم اختیار کر اور قدرت پانے پر درگزر فرما اور شکر نعمت سے نعمات کی اصلاح کر کہ پائیدار ہون اور ضائع نہونے پائین پس نعمتون کا اثر تجھپر ظاہر ہونا چاہئے۔ جان کہ مومن کامل وہ ہے کہ اپنے نفس اور اہل اور مال سے توشہ آگے بھیجے یعنی نفس کو جہاد و راہ خدا مین کام مین لائے اور اہل و عیال کو خیرات و مبرات کی تاکید کرے اور مال سے زکوٰۃ وغیرہ حقوق واجب و مستحب نکالے اُس شخص کی مصاحبت سے پرہیز کر جسکی رائے مقبول ہو اور عمل مردود کیونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور آدمی اپنے ہم صحبت سے اُسکی خصائل اخذ کرتا ہے بڑے شہرون مین سکونت اختیار کر کہ مجمع مسلمین ہین اور دیہات خورد سے کنارہ کش ہو کہ غفلت و گمنامی مین بسر ہوگی اور طاعت خدا مین مددگار کم ملین گے۔ کارآمد باتون پر دل کو لگا اور رائے کو مقصور رکھ بازارون کو نشست گاہ نہ بنا کہ محل شیاطین اور مقام فتن ہین اپنے سے کمتر پر نظر رکھ اور

[1] حارث بن عبد اللہ ہمدانی کبار تابعین و خواص اصحاب امیر المومنینؑ سے ہے اور وہ ہے مخاطب اشعار مشہورہ آنحضرت کا کہ ایک شعر اُنمے یہ ہے ۔ یا حار ہمدان من یمت یرنی من مؤمن او منافق قبلا ۔ تا آخر ابیات یعنی اے حارث ہمدانی جو کوئی مرتا ہے مجھکو دیکھتا ہے خواہ مومن ہو یا منافق ہو۔ نقل ہے کہ وہ ایک مرتبہ رات کو جیوقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کون چیز تجھکو اسوقت یہان لائی اے حارث عرض کی قسم خدا کی سوائے تمہاری محبت کی کوئی شے مجھکو نہین لائی حضرت نے فرمایا تو جان لے حارث کہ کوئی مجھکو دوست نہیں رکھتا الا یہ کہ مرنیکے وقت مجھکو دیکھتا اور امیدوار رحمت الٰہی ہوتا ہے اور کوئی مجھکو دشمن نہین رکھتا مگر یہ کہ مرنیکے وقت مجھے دیکھتا اور خجل و مایوس ہوتا ہے اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہو کہ حرام ہے روح پر کہ بدن سے مفارقت کرے جبتک کہ خمسہ آل عبا محمد مصطفےؐ علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم السلام کو نہ دیکھلے اسوقت اگر مومن ہے تو اُسکی آنکھین ٹھنڈی ہوتی ہین ثواب آخرت سے برعکس اسکے منافق و کافر عقوبات اخروی معلوم کرکے محزون و مغموم ہوتا ہے ۔ ۱۲ مجالس

خدا کا شکر بجا لا جمعہ کے روز سفر نکر جبتک کہ نماز جمعہ نہ پڑھ لے الّا جبکہ جہاد پر جاے یا کوئی اور ایسا ہی عذر معقول رکھتا ہو۔ ہر قول و فعل مین اطاعت حکم خدا لازم جان کیونکہ وہ جملہ امور سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنے تئین بہلا کر عبادت پر رکھ کہ ذوق و نشاط سے اسکو بجا لاے اور قہر نہ کر الّا واجبات مین کہ انکا ادا کرنا بہر کیف لازم ہے۔ خوف کر کہ موت تجھپر وارد ہو در انحالیکہ تو طلب دنیا مین مصروف ہو فساق فجار کے سایہ سے بچ کہ انکی شرارت تجھ مین سرایت نکرے۔ حق سبحانہ کی عظمت کو ملحوظ رکھ اور اسکے دوستون کا دوست ہو اور غضب سے باز رہ کیونکہ وہ شیطان کے لشکرونمین سے ایک عظیم لشکر ہے

در مسامحت بطلب رزق یا ابن ادم الرزق رزقان رزق تطلبه و رزق یطلبك فان لم تاته اتاك فلا تحمل همّ سنتك علی همّ یومك كفاك كل یوم ما فیه فان تكن السّنة من عمرك فان الله سیاتیك فی كل یوم جدید بما قسم لك وان لم تكن السنة من عمرك فما تصنع بالهمّ ما لیس لك ولن یسبقك الی رزقك طالب ولن یغلبك علیه غالب ولن یبطئ عنك ما قدّر لك اے پسر آدم رزق دو طرح پر ہے ایک وہ رزق ہے جسکو تو طلب کرتا ہے دوسرا وہ جو تجھے ڈھونڈتا ہے اگر تو اس تک نہ پہنچیگا تو وہ تیرے پاس پہنچ جائیگا ایک روز کے رزق کی فکر کے بجاے تو سال بھر کے رزق کی فکر اپنے اوپر نہ ڈال ہر روز کا رزق جو اس روز تجھے ملے کافی ہے۔ اگر برس بھر زندہ رہا تو حقتعالے ہر روز نیا رزق جو اس روز کا تیرے لئے مقرر ہے تجھے پہنچائیگا اور جو وہ سال تیری زندگی کا نہین تو ناحق ایسی شے کے لئے جو تیرے واسطے نہین اپنے تئین رنج و تعب مین ڈالتا ہے تو جان لے کہ جو تیرا رزق ہے کوئی اسکی طرف سبقت نہین لیجا سکتا اور کوئی غالب اسے دبا نہین سکتا جو تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے ہرگز اسکے پہنچنے مین دیر نہوگی۔

ایام ہفتہ از دیوان منسوب بآنحضرت صلوات اللہ علیہ۔ معہ ترجمہ نظمیہ اردو از مولف۔

لنعم الیوم یوم السّبت حقاً تبدّی الله فی خلق السّماء	لصید ان اردت بلا امتراء وفی الاثنین ان سافرت فیه	وفی الاحد البناء لان فیه ستظفر بالنجاح و بالثراء
ہفت کا پہلا روز کہ ہفتہ کا روز ہے حق نے فلک کو اسمین کیا آشکار ہے	بے شبہ خوف از پئے صید و شکار ہے اس مین سفر کرے تو ملے مال و مدعا	یک شنبہ ہے بنا عمارت کے واسطے النسب مسافرت کے لئے سوموار ہے
فائدہ	الابنی امیہ سے منسوب ہے یہ روز	شیعون کو منع اسمین ہر ایک کاروبار ہے
وان یرد الحجامة فالثّلثا فنعم الیوم یوم الاربعاء وفی الجمعات تزویج و عرس	ففی ساعاتها هرق الدّماء وفی یوم الخمیس قضاء حاج ولذات الرجال مع النساء نبیٌّ او وصیّ الانبیاء	وان شرب امرءٌ یوماً دواءً ففیه الله یاذن بالدعاء وهذا العلم لم یعلمه الّا
سہ شنبہ ہے جو فصد و حجامت کا مقصد اپنی شفا کا جبکہ کوئی خواستگار ہے	کثرت ہون مین اسکی خون گرانے کا کار ہے ہوتی ہین پنجشنبہ کو پوری جو حاجتین	جام دوا کو نوش کرے چارشنبہ کو کرتا عنایت اذن دعا کردگار ہے

جمعہ ہے بس جماع و عروسی کے واسطے	لذات مرد و زن کی یہ لیل و نہار ہے پیغمبر اور انکے وصی کا شعار ہے	یہ علم ان علوم سے ہے جنکا جاننا

بعضے از وصایا کہ بفرزند دلبند خود فرمودند۔ یہ وصیت کہ ہنگام مراجعت از جنگ صفین مقام حاضرین پر کہ مواضع شام ایک موضع ہے لکھی۔ بقول جناب سید رضی رضی اللہ عنہ نہج البلاغہ مین حضرت امام حسنؑ کے لئے تحریر فرمائی تھی پس تمام خطابات اسکے آنحضرت کیطرف راجع ہونگے لیکن شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ محمد بن حنفیہؓ کو کی ہے بہرکیف وہ بہت مبسوط و مشرح اور مشتمل ہے اوپر مضامین عالیہ و نصائح ارجمند دنیا و عقبے و فوائد بسیار کے الا یہان بہت جزوی بطور انتخاب نقل و ترجمہ ہوتی ہے۔ **در تحریص صدقہ برائے فائدہ اخرویہ** فرماتے ہین واعلم انّ امامك وطریقاً ذا مسافة بعیدة و مشقّة شدیدة وانه لا غنا بك فیه عن حسن الارتیاد وقدر بلاغك من الزاد مع خفة الظّهر فلا تحملنّ علی ظهرك فوق طاقتك فیكون ثقل ذلك وبالاً علیك واذا وجدت من اهل الفاقة من یحمل لك زادك الی یوم القیامة فیوافیك به غداً حیث تحتاج الیه فاغتنمه وحمّله ایاه واكثر من تزویده وانت قادر علیه فلعلك تطلبه فلا تجده واغتنم من استقرضك فی حال غناك لیجعل قضاءه لك فی یوم عسرتك ترجمہ جان تو اے فرزند کہ تجھکو ایک راہ درپیش ہے جسکی مسافت دراز اور تکلیف شدید ہے اور تجھکو چارہ نہین بجز اسکے کہ اچھی طرح فکر کرے۔ اور بقدر اس راہ کے طے ہونیکے توشہ اپنی ساتھ لے۔ اور ساتھ ہی ہلکے بیٹھ رہنے کا بھی خیال رکھے پس اپنی پشت پر اپنی طاقت سے زیادہ بار نکر کیونکہ اسکا بوجھ تیرے اوپر وبال ہوگا اور اگر تجھکو اہل فقر و فاقہ سے کوئی شخص ایسا ملجاے جو قیامت تک کے لئے تیرا بوجھ اٹھالے اور پھر فردا قیامت اسوقت جبکہ تو اسکا محتاج ہو تجھے دیدے تو تو اسکو بہت غنیمت جان اور اپنا بوجھ اسپر بار کر دے اور جسقدر تجھ سے لادا جا سکے لادوے کہ مبادا پھر لادنا چاہے اور تجھے نہ ملے یعنی دنیا مین محتاج کو خیرات دینا ایسا ہے جیسا کہ توشہ سفر آخرت کو دوسرے پر بار کر دے اور آپ ہلکا پھلکا ہو جاے پھر منزل پر پہنچکر اس سے واپس لیلے۔ پھر فرماتے ہین کہ اسکی مثال ایسی ہے کہ بوقت توانگری کوئی تجھسے قرض لے اس وعدے پر کہ تیرے افلاس اور احتیاج مین واپس دیدے تجھے تو ایسے قرض خواہ کو بہت ہی غنیمت جاننا چاہیے اور فوراً اسکو قرض دیدینا چاہیے۔ **در ترغیب دعا و وجوہ تاخیر اجابت آن**۔ واعلم انّ الذی بیده خزائن السموات والارض قد اذن لك فی الدعاء وتكفّل بالاجابة وامرك ان تسئله لیعطیك وتسترحمه لیرحمك ولم یجعل بینك و بینه من یحجبك عنه ولم یلجئك الی من یشفع لك الیه ولم یمنعك ان اسأت من التوبة ولم یعاجلك بالنقمة ولم تفضحك حیث تعرّضت الفضیحة ولم یشدّد علیك فی قبول الانابة ولم یناقشك بالجریمة ولم یؤیسك من الرّحمة بل جعل نزوعك عن الذنب حسنة وحسب سیئتك واحدة وفتح لك باب المتاب وباب الاستعتاب فاذا نادیته سمع نداءك واذا ناجیته علم نجواك فافضیت الیه بحاجتك وانبثته ذات نفسك وشكوت الیه همومك واستكشفته كروبك واستعنته علی امورك وسئلته من خزائن رحمته ما لا یقدر علی اعطائه غیره من زیادة الاعمار وصحة الابدان وسعة الارزاق ثم جعل فی یدیك

مفاتیح خزائنہ بما اذن لک فیہ من مسئلتہ فمتی شئت استفتحت بالدعاء ابواب نعمتہ واستمطرت شآبیب رحمتہ فلا یقنطک ابطاء اجابتہ فان العطیۃ علی قدر النیۃ وربما اخرت عنک الاجابۃ لیکون ذلک اعظم لاجر السائل واجزل لعطاء الآمل وربما سئلت الشیء فلا تؤتاہ واوتیت خیرا منہ عاجلا او اجلا وصرف عنک لما ھو خیر لک ولرب امر قد طلبتہ فیہ ھلاک دینک لو اوتیتہ فلتکن مسئلتک فیما یبقی لک جمالہ وینفی عنک وبالہ والمال لا یبقی لک ولا تبقی لہ

ترجمہ جان تو اے فرزند کہ جس خدائے عزوجل کے قبضہ میں زمین اور آسمان کے خزانے ہیں اُسنے تجھکو دُعا مانگنے کی اجازت دی ہے اور اُسکے قبول کرنیکا کفیل ہوا ہے بقول خود ادعونی استجب لکم دُعا کرو مجھ سے اجابت کرونگا تمہارے لئے) اور امر کیا ہے مجھکو کہ اس سے سوال کرے کہ وہ عطا کرے اور رحم چاہے اس سے کہ وہ رحم کرے اور تیرے اور اپنے درمیان کوئی حاجب اور پردہ دار قرار نہیں دیا اور کسی کا محتاج نہیں کیا کہ وہ اُسکے آگے تیرا شفاعت خواہ ہو اگر بدکاری کے بعد تو تائب ہو تو تجھکو اس سے روکتا نہیں۔ نیز تیرے عذاب دینے مین جلدی نہین کرتا۔ اور نہ تجھکو فضیحت و رسوا کرتا ہے جبکہ تو خود ان امور کا متعرض ہوتا ہے بلکہ اُسپر پردہ ڈھانپ دیتا ہے اور قبول توبہ و انابت مین تجھپر سختی روا نہین رکھتا اور مواخذہ جرم مین تیرے ساتھ مضائقہ نہیں کرتا اور اپنی رحمت سے تجھکو مایوس نہین ہونے دیتا بلکہ ترک معصیت کو تجھ سے ایک حسنہ شمار کرتا ہے اور ایک گناہ کو ایک اور ایک نیکی کو دس حساب کرتا ہے بمفاد قولہ تعالیٰ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزیٰ بھا الا مثلھا اور دروازہ توبہ کرنیکا تیرے لئے کھولا اور گناہ سے عذر خواہی کا تجھے موقعہ دیا جب تو اُسے پکارتا ہے تو وہ تیری آواز سُنتا ہے اور جب مناجات کرتا ہے تو وہ اس سے واقف ہوتا ہے تاکہ تو اپنی حاجت کو اُس تک پہنچائے اور جو کار تجھے پیش آئے اُسکے آگے اُسے ظاہر کرے اور اپنے غمون کی اُس سے شکایت کرے اور اپنی سختیون کے کھولنے کی اُس سے درخواست کرے اور اپنے کاروبار مین اُس سے اعانت و امداد مانگے اور اُسکے خزائن رحمت کا کہ کوئی دوسرا اُسکے سوا عطا نہین کرسکتا اُس سے سوال کرے اور زیادتی عمر اور صحت بدن اور وسعت رزق کا اُس سے طلبگار ہو۔ پھر اپنے خزانون کی کنجیان تجھکو دین تاکہ تو ابواب رحمت کو بوسیلہ جمیلہ دعا مانگنے کے کہ اُسکا تجھے اذن دیا ہے کھولے پس تو جب چاہے دعا کے ذریعہ سے اُسکے نعمت کے ابواب کو کھول سکتا ہے اور باران رحمت اُسکی کا سوال کرسکتا ہے پس ہرگز تجھکو دعا کا دیر مین قبول ہونا مایوس نکرے۔ کیونکہ عطاء الٰہی بقدر نیت سائل ہوتی ہے اور بیشتر اوقات قبول دعا مین اسلئے تاخیر ہوتی ہے تاکہ سائل کا اجر اس سے بزرگ ہو اور امیدوار کی عطاء و بخشش جزیل ہو۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تونے ایک شے کی دعا مانگی اور وہ تجھکو ندی گئی لیکن دوسری شے اُسکی عوض دنیا یا آخرت مین اس سے بہتر مرحمت ہوگئی۔ پس اس سے تیرا باز رکھنا تیری بہتری کے واسطے تھا اور اکثر اوقات یہ صورت ہوتی ہے کہ تو نے نادانستگی سے وہ شے طلب کی ہے کہ اگر دیجائے تو تیرا دین تباہ ہوجائے۔ پس تجھکو چاہیے کہ خدا سے ایسی شے طلب کرے جسکی خوبی تیرے لئے باقی رہے اور اُسکا وبال تجھسے دور ہو اور مال وہ شے ہے کہ تیرے لئے باقی نرہیگا اور نہ تو اُسکے لئے باقی رہیگا

سلوک با یاران با صفا و دشمنان پُر جفا

احمل نفسک من اخیک عند صرمہ علی الصلۃ وعند صدودہ علی اللطف والمقاربۃ وعند جمودہ علی البذل وعند تباعدہ علی الدنو وعند شدتہ علی اللین وعند جرمہ علی العذر حتی کانک

سے تہذیب ان مصنوع ایک شہر کی ہے ... اور یارہ ابر ... اور دوسرا ایک تیر کی ... اور شب سے دفع ہوا کسی ہے کا اور جو خوبی کسی چیز کی ... اور گرمی آفتاب کی اور ...

لہ عبد وکانہ ذو نعمۃ علیک وایاک ان تضع ذلک فی غیر موضعہ وان تفعلہ بغیر اھلہ ولا تتخذن عدو صدیقک صدیقا فتعادی صدیقک وامحض اخاک النصیحۃ حسنۃ کانت ام قبیحۃ وتجرع الغیظ فانی لم ار جرعۃ احلی منھا عاقبۃ ولا الذ مغبۃ ولن لمن غالظک فانہ یوشک ان یلین لک وخذ علی عدوک بالفضل فانہ احد الظفرین وان اردت قطیعۃ اخیک فاستبق لہ من نفسک بقیۃ یرجع الیھا ان بدا ذلک یوما ما ومن ظن بک خیرا فصدق ظنہ ولا تضیعن حق اخیک اتکالا علی ما بینک وبینہ فانہ لیس باخ من اضعت حقہ

ترجمہ داشت کر اور اٹھا اپنے دوست سے اپنے اوپر یہ باتین کہ اگر وہ تجھ سے قطع و جدائی ڈھونڈے تو تو اُس سے ملاپ کر اور جو اعراض و روگردانی کرے تو تو لطف اور نزدیکی چاہ اور جو وہ بخل اختیار کرے تو تو جود و احسان سے پیش آ اور جو وہ دوری چاہے تو تو قریب ہو جب تجھ سے سختی کرے تو تو ملائمت اور نرمی کر اور جسوقت تیرے اوپر ظلم یا تیرا کوئی جرم کرے تو اُسے معاف کر بلکہ جو عذر خواہی اُسے کرنی چاہیے تھی تو بجا لا اور اُسکو شرمندہ نہونے دے اور اسطرح اپنے دوست سے پیش آ گویا تو اُسکا بندہ احسان ہے اور وہ تیرا ولی نعمت اور صاحب امتنان۔ اور خبردار کہ یہ امور اُس شخص کے ساتھ کرے کہ اُنکا اہل و مستحق نہو کیونکہ ایسا کریگا تو وہ حماقت سے تیری تواضع و فروتنی کو عجز و زبونی پر حمل کریگا۔ ہرگز اپنے دوست کے دشمن کے ساتھ دوستی نکرنا کہ وہ درحقیقت اُس دوست کو دشمن بنانا ہے دوست سے نصیحت کو باز رکھنا نہین چاہیے خواہ شیرین ہو یا تلخ صاف صاف اُسکے روبرو بیان کرنا چاہیے۔ غصہ کو پی جا کیونکہ میرے نزدیک کوئی گھونٹ نہین کہ آخرکار ایسا شیرین اور لذیذ ہو جیسا کہ غصہ کا ضبط کرنا ہے اور جو تیرے ساتھ غلظت اور سختی کرے اس سے نرمی کر کہ وہ بھی آخر نرمی کی طرف مائل ہوگا۔ اور اپنے دشمن پر جبکہ وہ تیرے قابو مین آئے فضل و احسان کر کہ وہ عظیم فتح ہے۔ اگر اپنے دوست سے محبت قطع کرنا چاہتا ہے تو بالکل قطع نکر بلکہ کسی قدر اس سے باقی رہنے دے کہ اگر کبھی وہ دوست صلح کرنا چاہے تو اس بقیہ سے متمسک کرے اگر کوئی دوست تجھ مین کسی خوبی کا گمان کرے کہ وہ خوبی تو رکھتا ہو تو اُسکے گمان کی تصدیق کر اور اُس خوبی کو اپنے لئے حاصل کر۔ کسی دوست کے حق کو اس بھروسہ پر کہ وہ میرا دوست ہے ہرگز ضائع نکر کیونکہ جسکا حق ضائع کیا وہ دوست دوست نہین رہتا۔

طرز معاشرت با زنان و خادمان و اکرام خویشاوندان

ایاک ومشاورۃ النساء فان رایھن الی افن وعزمھن الی وھن واکفف علیھن من ابصارھن بحجابک ایاھن فان شدۃ الحجاب ابقی علیھن ولیس خروجھن باشد من ادخالک من لا یوثق بہ علیھن وان استطعت ان لا یعرفن غیرک فافعل ولا تملک المراۃ من امرھا ما جاوز نفسھا فان المراۃ ریحانۃ ولیست بقھرمانۃ ولا تعد بکرامتھا ما جاز نفسھا ولا تطمعھا فی ان تشفع لغیرھا وایاک والتغایر فی غیر موضع غیرۃ فان ذلک یدعو الصحیحۃ الی السقم والبریۃ الی الریب۔ واجعل لکل انسان من خدمک عملا تاخذہ بہ فانہ احری ان لا یتواکلوا فی خدمتک واکرم عشیرتک فانھم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ تصیر ویدک التی بھا تصول ترجمہ خبردار عورتون سے مشورہ نکرنا کیونکہ اُنکی رائے فن و فریب کے قریب ہے اور اُنکا عزم و ارادہ سستی و ضعف سے خالی نہین۔ اپنی عورتون کو بیگانہ کی نظر سے بچا اور اُنکو پردہ سے باہر نکلنے ندے کیونکہ پردہ داری کو مضبوط کرنا اُنکی حفاظت کا عمدہ ذریعہ ہے

اور انکو ہمت سے چھوڑ انیر کا اچھا وسیلہ اُس شخص کو اُنکے پاس نہ آنے دے جسکی صلاحیت پر وثوق و اعتماد نہ رکھتا ہو کیونکہ بیگانہ کا اندر آنا عورتون کے باہر نکلنے سے کم نہین بلکہ اسکی خرابی اُس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تیری عورتین تیرے سوا کسی دوسرے کو نجانین تو ایسا کر۔ عورت کو کسی کام مین جو اسکے اپنے نفس کے سوا ہین دخل نہ دینے دے کیونکہ عورت بمنزلہ گل خوشبو کے ہے کہ اس سے منتفع ہونا چاہیے نہ کہ حاکم جابر کہ اسکے زیر فرمان رہین اور اسکو ایسی عزت کی عادت مت ڈال جو اسکے نفس سے زائد ہو تا کہ اسکو طمع اورون کے لئے سفارش کرنیکی پیدا ہو۔ زنہار کہ عورت کے مقدمے مین جو موقعہ غیرت کا نہین وہان غیرت کرے۔ اور بلاوجہ کافی اسکو متہم جانے بتحقیق کہ اس سے تندرست بیمار اور پاکدامن ناپرہیزگار ہوجائیگی۔ اپنے خدمتگارون مین سے ہر ایک کا کام جدا جدا معین کر اور اُنکی بھلائی برائی کا اُس سے مواخذہ فرما۔ اس صورت مین وہ خیانت سے باز رہین گے اور کام کو ایک دوسرے پر نہ ٹالینگے اور اپنے کنبے اور خاندان کے لوگونکی عزت کر کیونکہ وہ تیرے بازو ہین جنسے تو پرواز کرے اور تیری بیخ و بنیاد ہین جنکی طرف رجوع لائے اور تیرے ہاتھ ہین جنسے اورون پر حملہ آور ہو۔ **در معنی استغفار فرماید** مروی ہے کہ کسی نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا یا امیر المؤمنین مین استغفار کرنا چاہتا ہون فرمایا ثکلتک امک تیری مان تیرے ماتم مین مبتلا ہو تجھکو معلوم بھی ہے کہ استغفار کے کیا معنے ہین بہ تحقیق کہ استغفار ایک رتبہ اعلے و درجہ رفیع ہے اور وہ چھ معنون پر بولا جاتا ہے۔ **اولہا الندم علی مامضی الثانی العزم علی ترک العود الیہ ابدا الثالث ان تؤدی الی المخلوقین حقوقہم حتی تلقی اللہ عز وجل املس لیس علیک تبعۃ الرابع ان تعمد الی کل فریضۃ علیک ضیعتہا فتؤدی حقوقہا الخامس ان تعمد الی اللحم الذی نبت علی السحت فتذیبہ بالاحزان حتی یلصق الجلد بالعظم وینشأ بینہما لحم جدید السادس ان تذیق الجسم الم الطاعۃ کما اذقتہ حلاوۃ المعصیۃ فعند ذلک تقول استغفر اللہ** **ترجمہ** اول یہ کہ جو گناہ تجھ سے سرزد ہوئے ہون اُن پر نادم و پشیمان ہو دوسرے ارادہ کرے کہ پھر کبھی اسکی طرف عود نہ کرونگا تیسرے حقوق خلائق کو جو تجھپر ہون اُنکی طرف ادا کرے تا کہ حقتعالے سے ملاقات ہو درانحالیکہ تو پاک و صاف ہو اور کوئی وزر و بال تجھپر نہو۔ چہارم ہر ایک فریضہ کہ تجھپر فرض تھا اور تو نے اسکو ضائع کیا پس اسکے حقوق کو ادا کرے پانچوین جو گوشت تیرے بدن پر حرام سے پیدا ہوا ہے اسکو غم و اندوہ مین گھلادے تا اینکہ صرف پوست و استخوان تیرے جسم پر باقی رہجائے پھر از سر نو اور گوشت پیدا ہو چھٹے یہ کہ تو اپنے بدن کو طاعت خدا کا الم اسی طرح چکھادے جیسا کہ اسکو معصیت کا ذائقہ چکھایا ہے پس اُسوقت تو استغفار کرنا اور استغفر اللہ کہنا۔ **ذکر دنیا و ناپائیداری آن و ترغیب بہ تہیہ و تزود برائے سفر آخرت**۔ چونکہ وہ حضرت زاہد ترین خلائق تھے لاجرم آپکا کلام ہدایت التیام بیشتر مذمت دنیا اور اسکی وابستگی سے باز رکھنے اور موت اور عذاب آخرت سے ڈرانے اور اسکے ثواب کی رغبت و حرص دلانے پر مبنی ہوتا تھا۔ **سید رضی** علیہ الرحمہ شرح نہج البلاغہ مین کہتے ہین کہ عجائبات حضرت امیر المؤمنین سے جسمین آپ اپنا شریک و سہیم و عدیل و نظیر نرکھتے تھے ایک یہ ہے کہ آپکا کلام کہ تذکیر و وعظ و زہد و تقوے مین وارد ہوا ہے اگر کوئی تامل کرنیوالا اسمین تامل کرے اور سوچے تو اسکو ظاہر ہو کہ یہ ایک درویش تارک الدنیا کا کلام ہے جو سوائے زہد و عبادت و فقر و قناعت کے دنیا سے سروکار نہین رکھتا اور بالکل جہان سے قطع تعلق کرکے زاویۂ خانہ یا شگاف کوہ مین عزلت گزین ہے اور ہرگز اسکے خیال مین نہ آئیگا کہ یہ اُس شخص کا کلام ہے جو پایگاہ عالی او منصب عظیم رکھتا ہے اور اسکے احکام اقطاع

عالم مین نافذ اور ایک دنیا اسکے زیر فرمان ہے یا اُسکا جو ہمہ تن جنگ و جہاد مین ڈوبا تیغ آبدار ہاتھ مین لئے کھڑا ہے اور بہادرون اور سرکشون سے سر قلم کرتا اور دلیرون اور دلاورون کو خاک ہلاک پر ڈالتا ہے اور وہ باوجود اسکے زاہدون کا زاہد اور بدل الابدال ہے پھر کہتے ہین کہ یہ آپکے فضائل عجیب و خصائص لطیف سے ہے جس نے اضداد کو جمع اور اشتات کو متوالف کیا ہے مین اکثر اپنے دوستون آشناؤن سے اسکا تذکرہ کرتا اور انکے تعجب کو بڑھاتا ہون اور واقعی یہ مقام تفکر و غور و عبرت و خوض کا ہے انتہے۔ **ما اصف من دار اولہا عناء و آخرہا فناء فی حلالہا حساب و فی حرامہا عقاب من استغنی فیہا فتن و من افتقر فیہا حزن و من ساعاہا فاتتہ و من قعد عنہا واتتہ و من ابصر بہا بصرتہ و من ابصر الیہا اعمتہ** صفت دنیا مین ارشاد کرتے ہین کیا بیان کرون اس گھر کا جسکا آغاز رنج و عنا سے ہے اور انجام نیست اور فنا پر اور جسکے حلال مین حساب بنا اور حرام مین عذاب بھگتنا ہے اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ جو اسمین غنی اور مالدار ہے وہ مفتون ہوجاتا ہے اور جو فقیر و محتاج ہوتا ہے دردمند و محزون رہتا ہے اور جو سعی کرتا اور اسکے لئے دوڑتا ہے اُس سے فوت ہوجاتی ہے اور جو اسے چھوڑ بیٹھتا ہے اسکے پاس آتی ہے اور جو اس سے بینائی حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے بینا کردیتی ہے اور جو اسکی طرف بنگاہ رغبت دیکھتا ہے اسکو اندھا بناتی ہے **نیز بے ثباتی دنیا مین فرماتے ہین** **ایہا الناس انما الدنیا دار مجاز والآخرۃ دار قرار فخذوا من ممرکم لمقرکم ولا تہتکوا استارکم عند من یعلم اسرارکم واخرجوا من الدنیا قلوبکم من قبل ان تخرج منہا ابدانکم ففیہا اختبرتم ولغیرہا خلقتم ان المرء اذا ہلک قال الناس ما ترک وقالت الملائکۃ ما قدم للہ اباؤکم فقدموا بعضا یکن لکم ولا تخلفوا کلا فیکون علیکم** **ترجمہ** لوگو دنیا خانہ مجاز و فانی ہے اور آخرت دار باقی پس اس اپنی گزرگاہ سے آخرت کے لئے کہ جائے ثبات و قرار ہے توشہ حاصل کرو اور اپنے تئین اُس حق جل و علا کے آگے فضیحت و رسوا نکرو جو تمہارے خفیات و اسرار سے واقف ہے اور اپنے دلون کو دنیا سے جدا کرو قبل اسکے کہ تمہارے بدن اس سے جدا ہون کیونکہ اسمین صرف آزمائش کے لئے آئے ہو اسکے غیر کے یعنی آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ بہ تحقیق کہ جب آدمی مرتا ہے تو آدمی کہتے ہین کہ کسقدر مال ہمارے لئے چھوڑ گیا اور فرشتے پوچھتے ہین کہ کتنے اعمال خیر لیکر آیا میرے پیارو اپنے اموال سے کسیقدر اپنے ساتھ لیجاؤ کہ تمہارے کام آئے اور سب یہین مت چھوڑ جاؤ کہ تمپر وبال ہو یعنی اموال سے تھوڑا سا خیرات و مبرات زکوۃ خمس وغیرہ مین بھی خرچ کرنا چاہیے ورنہ کل مال موجب وبال ہوگا۔ **اور** راویان اخبار و ناقلان آثار نے حکایت کی ہے کہ بیشتر اوقات رات کو جبکہ نماز عشا سے فراغت پاتے تو بہ ندائے بلند کہ جملہ اہل مسجد اور اسکے قرب و جوار کے لوگ سنتے ارشاد فرماتے۔ **تجہزوا رحمکم اللہ فقد نودی فیکم بالرحیل واقلوا العرجۃ علی الدنیا وانقلبوا بصالح ما بحضرتکم من الزاد فان امامکم عقبۃ کؤدا ومنازل مخوفۃ لا بد من الورود علیہا والوقوف عندہا واعلموا ان ملاحظ المنیۃ نحوکم دانیۃ وکانکم بمخالبہا وقد نشبت فیکم وقد دہمتکم منہا مفظعات الامور ومعضلات المحذور فقطعوا علائق الدنیا واستظہروا بزاد التقوی** **ترجمہ** بندگان خدا خدا تمکو رحمت کرے کوچ کی تیاری کرو اور آمادۂ سفر آخرت ہو بہ تحقیق کہ تمہارے درمیان ندائے رحیل

له قولہ للہ ابوک یا للہ اباؤکم ایک کلمہ ہے کہ اہل عرب مخاطب کی عزت و تعظیم کے موقعہ پر اسکا استعمال کرتے ہین۔ ۱۲

دیکھی ہے۔ پس ہین دنیائے دنی پر دل نہ لگاؤ اور توشہ راہ عقبیٰ کہ اعمال صالحہ ہین اپنے ساتھ لو۔ کیونکہ عقبات دشوار گزار و منزلہائے خطرناک تمکو درپیش ہین کہ جنسے گزرنا اور انپر قیام کرنا تمکو ناگزیر ہے یقین جانو کہ نگاہین موت کی ہمیشہ تمہاری طرف لگی ہوئی ہین اور اسکے پنجے تمہارے اوپر کشادہ پس اپنے تئین چنگ شہباز اجل مین جانو اور اسکے ناخنون کو اپنے اندر گڑے ہوئے خیال کرو اور سکرات موت اور اسکی سختیان ہمیشہ مد نظر رکھو اور ایک لحظہ اسکی یاد سے غافل نرہو۔ دنیا اور علائق دنیا سے قطع تعلق کرو اور زاد تقوے و پرہیزگاری کو اپنے ساتھ لو۔ **نیز آپ نے فرمایا۔**

ایہا الناس انظروا الی الدنیا نظر الزاہدین فیہا الصادقین منہا فانہا واللہ عما قلیل تزیل الثاوی الساکن وتفجع المترف الآمن لا یرجع ما تولی منہا فادبر ولا یدری ما ہو آت فینتظر سرورہا مشوب بالحزن وجلد الرجال فیہا منسوب الی الضعف والوہن فلا تغرنکم کثرة ما یعجبکم فیہا لقلة ما یصحبکم منہا رحم اللہ امرءا تفکر فاعتبر واعتبر فابصر فکان ما ہو کائن من الدنیا عن قلیل لم یکن وکان ما ہو کائن من الآخرة عما قلیل لم یزل کل معدود منقض وکل متوقع آت وکل آت قریب دان

ترجمہ لوگو دنیا کی طرف اس نظر سے دیکھو جس سے کہ زاہد لوگ تنفر اور اعراض کی رو سے اسکو دیکھتے ہین کیونکہ قسم بخدا کہ وہ جلدی ہی اپنے مہمان اور ساکن پیغمبر کو نکال دیتی ہے اور اپنے پناہ گزین کو جسے ناز و نعمت سے پالتی ہے دردمند کرتی ہے اسکی نعمات عمر و شباب وغیرہ سے جو گزر جاتے ہین ہرگز واپس آنیوالے نہین اور آئندہ حالتون کا کچھ ٹھیک ٹھکانا معلوم نہین تاکہ انکا انتظار کیا جائے اسکی خوشیان غمون اور کدورتون کے ساتھ ملی ہوئی ہین اور اسکے جوانمردون کی طاقت ضعف و سستی سے منسوب ہے اسکی بہت سی دل پسند چیزین دیکھکر تم ہرگز دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ انمین سے جو تمہارے ساتھ جائینگی بہت ہی قلیل ہین خدا اُس آدمی کو رحم کرے جو اسکی ناپائیداری مین غور پکڑے اور نصیحت پکڑے اور نصیحت لیکر بینائی حاصل کرے دنیا کی موجودات عنقریب نیست و نابود ہو جائینگے گویا کبھی تھے ہی نہین اور آخرت کے حالات اسطرح آگے آجائینگے گویا وہ زائل ہونیوالے نہین ایام زندگانی کے معدود مین گزر جائینگے اور موت کہ آنیوالی ہے آجائیگی اور جلد اور نزدیک آئیگی۔ **نیز** مذمت دنیا مین ارشاد فرمایا بندگان خدا تمکو ذم و نکوہش دنیا اور اسکی مساوی و معائب کے جاننے مین رسولخدا کی تاسی کفایت کرتی ہے کہ اسکے اطراف آنحضرت سے منقبض و سمٹے رہے حالانکہ اُس کے پہلو اوروں پر کشادہ اور اسکے دروازے عیش و عشرت کے اغیار پر باز تھے۔ یعنی کسریٰ و قیصر و دیگر سلاطین کفر و شرک آرام و رفاہت مین بسر کرتے تھے اور حضرت رسولخدا تنگی معیشت مین مبتلا تھے پستان دنیا سے اُنہون نے دودھ نہین پیا اور اسکے زخارف سے اصلا منتفع نہین ہوئے۔ اور چاہو تو نظر کرو طرف حال موسیٰ کلیم اللہ کے جبکہ وہ کہتے تھے۔ **رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر** پروردگار امین اس احسان کا جو تو مجھپر کرے گدائے حاجتمند ہون قسم بخدا کہ اس سے اُنہون نے سوائے کھانے کی روٹی کے غذا سے اور کچھ نہین مانگا تھا کیونکہ آنحضرت کو سوائے نباتات زمین کے اور کوئی چیز کھانیکو میسر آتی تھی اور شدت فقر و فاقہ سے اسقدر لاغر ہوگئے تھے کہ جو کچھ بقولات سے تناول کرتے تھے اسکی سبزی پیٹ کے لاغری سے دکھائی دیتی تھی۔ اور چاہو تو خیال مین لاؤ حال خوش آواز شیرین نوا حضرت داؤد قاری اہل جنة کا کہ وہ اپنے دست حق پرست سے بوریا برگہائے خرما کا بنتے تھے اور اپنے صاحبون سے کہتے تھے کہ کون ہے جو اسکو بیچ آوے پس اسکی قیمت سے نان جو خرید کر نوش کرتے۔ اور غور کرو طرف حال جناب [illegible]

مریم کے کہ پتھر کا تکیہ لگاتے اور لباس درشت وخشن پہنتے اور روکھی روٹی کھاتے نانخورش انکی جوع و فاقہ تھی اور چراغ شبانگاہ جہان افروز اور سایبان موسم زمستان مین مشارق و مغارب عالم میوہ اور گل خوشبو انکا زمین کی روئیدگیان تھین کہ چارپایوں کے لئے اگتی ہین نہ زوجہ رکھتے تھے کہ اسپر مفتون ہون نہ اولاد کہ اسکے لئے متفکر و محزون نہ مال رکھتے تھے کہ انکو یاد خدا سے باز رکھے نہ حرص و طمع کہ انکو فریب دے انکی سواری انکے دو قدم تھے اور انکا خدمتگار انکے دو ہاتھ۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ یہ چند کلمات ہین کہ آنحضرت سے ذم و نکوہش دنیا مین بکمال اختصار ہمنے نقل کئے تفاصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے اور تھے وہ حضرت زاہد زہاد کہ اصلا دنیا و لذات دنیا کیطرف کبھی مائل نہین ہوئے اور انہون نے دنیا کو تین طلاق دئے تھے جسکے بعد رجوع نہین ہو سکتا پس یہان سے باحسن وجوہ ظاہر ہے کہ آپ جو طالب خلافت تھے اور ہمیشہ غاصبون کی شکایت کرتے رہتے تھے تو فقط اسلئے تھا کہ اجراء حق و اشاعت دین پر متمکن ہون اور ہدایت خلق کہ فرائض الٰہی سے تھی باطمینان بجالائین نہین تو جو دلی نفرت اس جیفۂ دنیا سے آپکو تھی انکے ہر ایک قول و فعل سے ظاہر ہے۔ سفر بصرہ مین ربذہ کے مقام پر فروکش تھے کہ کچھ لوگ حجاج سے حضرت کے کلام ہمایون کے شوق مین جمع ہوگئے عبد اللہ بن عباس کہتے ہین کہ مین امیر المومنین کی خدمت مین داخل ہوا دیکھا کہ آپ خیمہ مین بیٹھے اپنی جوتی کی اصلاح فرما رہے ہین مین نے کہا ہم اپنے کاروبار کی درستی مین اس سے زیادہ محتاج ہین جسمین کہ آپ مصروف ہین کچھ جواب نہ دیا اور مصروف اصلاح نعل مبارک رہے جب اُسے سی کر درست کر لیا تو دوسری پوائی لیکر اسکے ساتھ ملائی اور فرمایا اے ابن عباس تمہارے نزدیک اس جفت نعلین کی کیا قیمت ہوگی کہا کچھ بھی نہین فرمایا تو بھی تو عرض کی کوئی حصہ درہم کا۔ فرمایا **واللہ انہما احب الی من امرکم ہذا الا ان اقیم حقا او ادفع باطلا** یعنی قسم بخدا کہ یہ پورانا جوڑا جوتے کا میرے نزدیک تمہاری اس حکومت و امارت سے محبوب تر ہے الا یہ کہ اسمین کسی امر حق کو قائم کرون یا باطل کو دفع فرماؤن یہ کہکر باہر تشریف لائے اور تشنگان کلام کو آب فصاحت و زلال پند و نصیحت سیراب فرمایا۔ افسوس کہ دشمن ایسے باخدا تارک الدنیا کو بھی عیب لگانے سے باز نرہے اور انکی نسبت بھی یہ کہدیا کہ (نعوذ باللہ) انکو حرص دنیا ہے اسلئے خلافت چاہتے ہین۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین بھی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا مین ایک روز عمر خطاب کے پاس داخل ہوا اُنہون نے کہا اے ابن عباس اس شخص نے بروے ریا بہت تکلیف اٹھائی اور عبادت کرکر اپنے تئین سخت زحمت مین ڈالا ابن عباس نے کہا کون مرد کہ کا تم ذکر کرتے ہو کہا علی ابن ابیطالب کا کہا کیون وہ ریا کی عبادت کسلئے کرتے انکا اس سے کیا مدعا تھا عمر نے کہا اسلئے تاکہ اپنے تئین آراستہ کرین اور مستحق خلافت بنائین ابن عباس نے کہا کیا انکو رسول اللہ نے نہین سنوارا اور مستحق خلافت نہین قرار دیا تھا مگر کیا ہوا آخر ان تک نہ پہنچنے دی۔ کہا اُسوقت وہ جوان نو عمر تھے عرب نے انکو کم سن خیال کیا اب کامل ہین۔ مگر تجھکو معلوم نہین کہ حقتعالےٰ نے چالیس سال سے پہلے کسی نبی کو نبوت پر مبعوث نہین کیا۔ ابن عباس نے کہا لیکن اہل عقل و معرفت کے نزدیک وہ اُسی وقت سے کامل تھے جب سے کہ حقتعالےٰ نے منار اسلام بلند کئے مگر محروم رہے اور انکا حق انکو نہ پہنچا عمر نے کہا وہ آخرکار ایک روز خلافت پائینگے مگر انکے قدم اسمین قائم نرہینگے اور لغزش کر جائینگے لہذا کامیاب مراد نہونگے اُسوقت تو دیکھے گا اور عرب پر صحت رائے مہاجرین اولین کی جنہون نے ابتدا مین انکو خلافت نہ دی منکشف ہو جائیگی اے عبد اللہ حرص موجب حرمان ہے اور دنیا تیرے سایہ کی مانند ہے کہ جسقدر تو اس سے نزدیک ہونا چاہے

وہ اتنا ہی دور ہوتا جائیگا انتہی۔ یہ روایت ابن ابی الحدید نے امالی محمد بن حبیب سے نقل کی ہے پس اسکے موافق دیکھا چاہیے کہ کیسے جناب متین حضرت امیرالمومنینؑ
نفس رسول رب العالمین کیطرف سے جسکی طہارت و پاکی پر کتاب و سنت متفق اللفظ ہین آنحضرتؐ کے دلو مین بھری ہوئی تھین کہ العیاذ باللہ آنحضرتؑ کو
حریص طالب دنیا دنیا کے لئے ریا سے عبادت کرنیوالا بتاتے تھے۔ یہان ہم صرف اسقدر کہتے ہین کہ یہ اعتقاد انکا تصدیق قرآن و احادیث و سید الانس
والجان کے ساتھ ہرگز جمع نہین ہوسکتا پس اور کچھ نہین کہنا چاہتے بلکہ بمفاد مثل مشہور ان المرء یقیس علی نفسہ کہ آدمی اورون کو بھی اپنے نفس پر قیاس
کیا کرتا ہے کسیقدر خلیفہ صاحب کو معذور گنتے ہین البتہ امیرالمومنینؑ کو جو اپنے عہد خلافت مین جنگ و جدل پیش آئے اور جتنے فتنے و فساد اسوقت برپا ہوئے
انکی نسبت پہلے بھی عرض کیا گیا اب مکرر کہا جاتا ہے کہ زیادہ تر وہ حضرت خلیفہ صاحب ہی کی پیش بندیون کے نتیجے تھے ع اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

دریاد مرگ فرماید فلو ان احدا یجد الی البقاء سلما ولدفع الموت سبیلا لکان ذلک لسلیمان بن
داود الذی سخر لہ ملک الجن والانس مع النبوۃ وعظیم الزلفۃ فلما استوفی طعمتہ واستکمل مدتہ
رمتہ قسی الفناء بنبال الموت واصبحت الدیار منہ خالیۃ والمساکن معطلۃ وورثہا قوم آخرون
سہ باتوا علی قلل الجبال تحرسہم ÷ غلب الرجال فلم ینفعہم القلل ÷ واستنزلوا بعد عز عن
معاقلہم ÷ الی مقابرہم یابئس ما نزلوا ÷ ناداہم صارخ من بعد ما دفنوا ÷ این الاسرۃ
والتیجان والحلل ÷ این الوجوہ التی کانت محجبۃ ÷ من دونہا یضرب الاستار والکلل ÷ فافصح
القبر عنہم حین سائلہم ÷ تلک الوجوہ علیہا الدود تنتقل ÷ قد طال ما اکلوا فیہا وما شربوا ÷
فاصبحوا بعد طول الاکل قد اکلوا **ترجمہ** کسی کو ہمیشہ دنیا مین رہنے کی طرف راستہ ملتا یا کوئی موت کے دفعیہ کی جانب راہ پاتا تو البتہ
وہ سلیمان بن داود علیہما السلام پیغمبر تھے جسکے واسطے جنات و انسان کی بادشاہی مسخر کی گئی تھی باوجود انکی نبوت اور اس عظیم قرب و منزلت کے
جو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک رکھتے تھے پس جبکہ انہون نے اپنا آذوقہ پورا کرلیا اور انکی عمر تمام ہوگئی تو کمانہاے فنا سے موت کے تیر انکے لگے
اور جہان انسے خالی ہوگیا اور انکے محل و مکانات تہی رہ گئے اور اور قوم انکی وارث ہوگئی۔ **اسی** مضمون کو نظم مین یون ارشاد کیا شب باش
ہوتے تھے وہ پہاڑون کی چوٹیون پر یعنی قصرہاے رفیع و مستحکم مین رہتے تھے اور نگہبانی کرتے تھے انکی طاقتور آدمی پس ان بلند اور استوار مکانون
نے انکو کچھ نفع نہ بخشا۔ پس اتار لئے گئے وہ اپنی پناہ گاہون سے بعد اسکے کہ عزت و حرمت سے زندگی بسر کرتے تھے اور قبرون کے اندر ساکن
کئے گئے۔ کیسی بری طرح سے اتارے گئے دفن ہوجانیکے بعد ایک پکار کر آواز دینے والے نے انکو آواز دی کہان ہین وہ تمہارے تخت و تاج
و حلہ ہاے بادشاہی کہان ہین تمہاری وہ صورتین جن پر نقاب پڑے رہتے تھے اور انکے آگے ستر اور پردے لگائے جاتے تھے۔ جب اس
سوال کرنیوالے نے انکی بابت سوال کیا تو قبر نے انکی طرف سے بزبان فصیح جواب دیا کہ وہ صورتین جنکا حال تم پوچھتے ہو ان پر کرم ہاے قبر پھر رہے
ہین بعد اسکے کہ وہ عرصہ دراز تک دنیا مین کھاتے پیتے رہے پس بہت کھاتے کھلاتے اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ خود کھائے گئے منقول ہے کہ یہ
اشعار حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے متوکل عباسی کے سامنے پڑھے تو متوکل باوجود کمال قساوت و سنگدلی کے انکو سنکر رونے لگا تا انکہ

ڈاڑھی اسکی آنسوؤن سے تر ہوگئی۔ **نیز** آنحضرتؑ سے کہا گیا کہ موت کے لئے مستعد و مہیا ہون تو کیونکر ہون فرمایا اداء الفرائض و
اجتناب المحارم والاشتمال علی المکارم ثم لا یبالی وقع علی الموت ام وقع الموت علیہ کم من غافل ینسج ثوبا
لیلبسہ وانما ہو کفنہ ویبنی بیتا لیسکنہ وانما ہو موضع قبرہ ان العبد اذا کان فی آخر یوم من الدنیا واول یوم من
الآخرۃ مثل مالہ وولدہ وعملہ فیلتفت الی مالہ فیقول واللہ انی کنت علیک لحریصا شحیحا فماذا عندک فیقول خذ منی
کفنک فیلتفت الی ولدہ ویقول واللہ انی کنت لکم محبا وانی کنت علیکم محامیا فماذا عندکم فیقولون نؤدیک الی
حفرتک ونواریک فیہا فیلتفت الی عملہ ویقول واللہ انک کنت علی لثقیلا وانی کنت فیک لزاہدا فماذا عندک فیقول
انا قرینک فی قبرک ویوم حشرک حتی اعرض انا وانت علی ربک **ترجمہ** واجبات کو ادا کرو اور حرام کامون سے پرہیز کرو اور مکارم اخلاق
و محاسن آداب سے متحلی ہو پھر پروا نہین کہ موت پر تم وارد ہو یا موت تم پر وارد ہو اور نیز آنحضرتؑ نے فرمایا بہت سے غافل ایسے ہین کہ اپنے پہننے
کے لئے کپڑا بنتے ہین مگر وہ انکا کفن ہوتا ہے اور اپنے کو گھر بناتے ہین مگر وہان انکی قبر بنتی ہے نیز آنحضرتؑ نے فرمایا جبکہ بندہ کا دنیا کا آخری اور آخرت کا
پہلا دن ہوتا ہے تو اسکا مال اور اولاد اور عمل متشکل ہوکر آگے آتا ہے تو وہ پہلے اپنے مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے خدا کی قسم مین تجھپر
بہت حریص اور بخیل تھا۔ پس اب تو میری کیا مدد کرتا ہے مال کہتا ہے کہ اپنا کفن مجھ سے لیلے اور مین کیا کرسکتا ہون اسوقت وہ اپنی اولاد کیطرف
متوجہ ہوتا ہے اور انسے کہتا ہے قسم بخدا کہ مین تمکو دوست رکھتا تھا اور تمہاری حمایت کرتا تھا اب تم میری کیا مدد کروگے وہ کہتے ہین کہ ہم تجھکو گور تک
پہنچا دینگے اور اسمین تجھکو مدفون کردینگے اور کچھ نہین کرسکتے پس اپنے عمل کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے قسم خدا کی تو مجھپر گران و دشوار تھا
اور مین ذرا تیری طرف رغبت نکرتا تھا۔ اب تو بھی میرے لئے کچھ کرسکتا ہے نامہ عمل کہتا ہے کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری قبر مین اور روز
قیامت کو حتے کہ تیرے ہمراہ حقتعالے کے سامنے پیش ہون **مؤلف** کہتا ہے کہ مناسب ہے کہ اس مقام پر چند فقرے زندون کے سوال
اور مردون کے جواب کے رسالہ تنبیہ الراقدین تصنیف جناب محمد طاہر بن محمد حسینؒ سے نقل ہون جو ہر چند بعینہ تو کلام حضرت امیر نہین الا یہ مین
بھی شک نہین کہ اکثر انکا انہی حضرت کے کلام سے ماخوذ و مستنبط ہے خطاب احیا باموات السلام علیکم یا اصحاب القبور من الشیخ
والشباب السلام علیکم ایہا المفارقون للاقارب والاحباب السلام علیکم ایہا المحرومون عن الاموال والاسباب
کنتم رحمکم اللہ مغرورین بالقوۃ والشباب مشغولین باللہو والصحاب طالبین للعیش والبقاء غافلین عن الموت
والفناء متنعمین فی الدور والقصور مستانسین بالنساء ذوات الخدور مشتغلین باللذۃ والراحۃ والسرور
فترکتم مجبورین سعۃ الدور وسکنتم مقہورین فی مضائق القبور واودعتم بطون الثری وحجبتم عن عیون
الوری لیت شعری ماذا تعوضتم عن الاولاد والاحباب مزیونکم تحت ہذا التراب کیف انتم فی وحدتکم وانفرادکم وکیف بلیت
فی التراب اجسادکم وکیف خلق من ابدانکم الدود وکیف اکل اللحوم والجلود وکیف سالت الاحداق علی الخدود وکیف تفرقت الاعضاء
والاوصال وانقطعت الیمین والشمال فان سالتم ایہا التارکون للاہل والعیال والقاطعون للامانی والامال عما صنع بعدکم

من الاحوال فاقبلوا علی واسمعوا هذا المقال سکنت الدور وجت الازواج وقسمت الاموال وتفرق اهل البیت من الاولاد والاطفال الذین اتیتوهم بالنعمة والدلال ونسیکم الصواحب والرفقاء وغفل عنکم الاقارب والجلساء ولا یذکر اسماؤکم قط فی الاسماء انظر واقد الاجنة الغطاء

سلام ہو ہمارا تمپر اے صاحبان قبور بوڑھے اور جوانو۔ اور سلام ہو ہمارا تمپر اے جدا ہونیوالو رشتہ دارون اور دوستون کے سلام ہو ہمارا تمپر کہ محروم رہے ہو تم اموال واسباب سے تھے تم خدا رحمت کرے تمپر کہ مغرور تھے قوت وجوانی پر۔ اور مشغول تھے تم کھیل کود اور مصاحبت و دوستی مین۔ طلبگار تھے تم زندہ رہنے اور باقی رہنے کے ہمیشہ کیلیے اور غافل تھے مرنے سے اور فنا ہو جانے سے عیش وعشرت کرتے تھے تم مکانون اور محلون مین اور انس پذیر تھے پردہ دار عورتون کے ساتھ اور مشغول تھے لذت وآرام وخوشحالی مین پس تمکو مجبوراً وہ فراخ مکانات چھوڑنے پڑے اور بے اختیار تنگ قبرون مین ساکن ہوئے اور زمین کے شکمون مین سپرد کیے گیے اور خلائق کی نظرون سے پردے مین ہوگئے کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ تمکو اولاد اور دوستون کی عوض وہان کیا ملا اور اس زمین کے اندر کون تمہارا انیس وغمگسار ہوا اور معلوم ہوتا کہ اس وحشت تنہائی مین تمہاری کیا کیفیت ہے اور کیونکر مٹی کے نیچے تمہارے جسم بوسیدہ ہوئے کیونکر تمہارے جسمون سے کیڑے پیدا ہوئے اور کس طرح وہ گوشت وپوست کو کھاگئے اور کسطرح حدقہاے چشم رخسارون پر بہے اور روان ہوئے اور کیونکر جوڑ بند تمہارے کھل گئے اور دہنے بائین جدا ہوگئے اے تارکان اہل وعیال وے قاطعان امانی وآمال اگر تم ان حالات کی بابت جو تمہارے بعد یہان واقع ہوئے ہمسے سوال کرنا چاہو تو ذرا میری طرف متوجہ ہو اور میرا کلام سنو تمہارے مکانون مین لوگ رہنے لگے اور تمہاری بیویون سے اورون نے نکاح کرلیے اور تمہارے مال لوگون نے بانٹ کھائے تمہاری اولاد واطفال جنکو تمنے بکمال ناز ونعمت پرورش کیا تھا متفرق وپریشان ہوگئے تمہارے مصاحب اور رفیقون نے تمکو بھلا دیا اور تمہارے اقربا اور ہمنشین تمسے غافل ہوئے کبھی تمہارا نام بھی نامون کے درمیان نہین آیا اور کبھی دوستون اور یارون کے دل مین تمہارا خیال بھی نہین آتا۔

جواب از طرف موتے بزبان حال اے بندہ خدا ہمنے تیرا کلام سنا اور تیری گفتگو پر دھیان کیا اب تو ہمارا جواب سن اور عبرت پکڑ۔ قد لبسنا اثواب الندامة ودخلنا فی ابواب القیامة صرعنا المنایا فی اعجب المصارع واضجعنا اهلونا فی اضیق المضاجع واودعونا فی بطون قبورنا واضجعونا علی الایمان فی لحودنا ووضعوا علی تراب القبور خدودنا وبنوا باللبن سقوف بیوتنا وودعنا اخوتنا واهلونا ثم الملائکة للسؤال حضرونا وعما شاء ربنا سألونا ثم اجتمع علینا فاکلونا وعن صورتنا وهیئتنا غیرونا ونصبح ونمسی بغیر اهل وعیال فی بیوت خالیة من الاسباب والاموال وقد وقعنا فی امر هائل وخطر شامل نسمع من القبور تخویفا وتهدیدا وتعنیفا شدیدا ینادی بعضها ویقول انا بیت الظلمة انا الفتنة انا بیت الغربة والکربة انا بیت الوحدة والوحشة انا بیت الحیة والعقرب والدود انا سجن لمن عصی المعبود انا حفرة من حفر النار انا سجن لمن عصی الجبار ویقول بعضها مبشرا لاهلها انا بیت الراحة والنعیم لمن عبد الغفور الرحیم انا بیت النعمة و السرور لمن اتقی واجتنب الشرور وتنادی بقاع الارض وتقول یا المغتر بظاهر الدنیا هلا اعتبرت بمن دفن فینا من اهلک وحشمک واخوانک وجیرانک ما رأیت کیف حرصوا علی الدنیا وجمعوا الاموال واطالوا الآمال فترکوا ما جمعوا وقطعوا ما املوا مجبورین ودفنوا فینا صاغرین

تفکر کیف افنی الموت قوماً ۔ ثمود وقوم فرعون وعادا ۔ وسل دار البلا کم قد ابادت
ملوکا طال ما رکبوا الجیاد ۔ وسل بیت الفنا کم من ملوک ۔ عظیم شانهم صاروا رمادا

بتحقیق کہ ہمنے لباس ندامت پہنے اور دروازہ ہائے قیامت مین داخل ہوئے موت نے ہمکو بہت بری طرح گرایا اور ہمارے لواحقون نے نہایت تنگ خوابگاہون مین ہمکو سلایا۔ اور شکم ہائے قبور کے سپرد کیا اور لحد کے اندر دہنی کروٹ سے لٹایا اور خاک قبر ہمارے رخسارون کو رکھدیا اور خشت خام بجائے چھت کے ہمپر پاٹ دی اور دوستون اور بھائیون نے ہمکو وداع کیا اور یہان چھوڑ کر خود گھرون کا رستہ لیا بعد ازان نکیرین ہمارے پاس آئے اور جو کچھ خدا نے چاہا ہمسے سوال کیا پس کیڑے قبر ہمپر جمع ہوگئے اور ہمکو کھا کھا کر ہماری شکل وصورت کو بگاڑ ڈالا اب ہمکو انہین خالی گھرون مین جنمین مال واسباب کا نشان تک نہین بغیر اہل وعیال کے شام سے صبح ہو جاتی ہے اور صبح سے شام اور مارے خطرون اور ہولون کے جان ظلمان مین ہے قبرون سے صدائے سخت وہیبتناک ڈرانے اور دہمکانیکی آتی رہتی ہے کوئی پکارتی ہے کہ مین خانہ تنگ وتاریک بلا وفتنہ کا گھر غربت وکربت کا ٹھکانا وحشت تنہائی کا مسکن ہون مین سانپون بچھوؤن اور کیڑون مکوڑون کا گھر ہون مین خدائے معبود کے نافرمانون کا زندان ہون مین ایک غار ہون غارہائے جہنم سے اور قیدخانہ ہون خدائے جبار کے گنہگارونکا اور کوئی اپنے صاحب کو بشارت دیتی ہے کہ مین خانہ راحت ونعمات انکے لیے ہون جنہون نے غفور رحیم کی عبادت کی ہے اور خانہ نعمت وخوشحالی ہون واسطے پرہیزگارون اور گناہ وشرور سے بچنے والون کے اور آواز دیتے ہین قطعات زمین اور کہتے ہین اے وہ کہ ظاہر دنیا کو دیکھکر اسکے فریب مین آگیا ہے۔ کبھی تونے اپنے اہل وعیال وخدم وحشم اور بھائیون اور ہمسایون کے حال سے بھی کہ ہمارے درمیان مدفون ہین عبرت حاصل کی ہے کیا تونے نہین دیکھا کہ وہ دنیا پر حرص کرتے تھے مال جمع کرتے اور امیدون کو دراز کرتے پس جو جمع کیا تھا اسکو چھوڑ گئے اور جسکے متوقع تھے اس سے مجبوراً قطع امید کی اور خواری سے ہمارے اندر دفن کیے گئے ہے سوچ اور فکر واندیشہ کر کیونکر موت نے قومون کی قومون کو فنا کر دیا یعنی قوم ثمود اور فرعون اور عاد کو۔ اور خانہ کہنگی یعنی ہر چیز کے کہنہ کرنے والے گھر سے دریافت کر کہ کتنے بادشاہون کو جو سالہا سال اسپان تازی پر سوار ہوتے تھے ہلاک کر ڈالا اور اس فنا ہو جانیوالے گھر سے پوچھ کہ کتنے عظیم الشان سلاطین کو اس نے جلا کر خاکستر کر دیا۔

در صفت جنت فلو رمیت ببصر قلبک نحو ما یوصف لک منها لعرفت نفسک عن بدائع ما اخرج الی الدنیا من شهواتها ولذاتها وزخارف مناظرها ولذهلت بالفکر فی اصطفاق اشجار غیبت عروقها فی کثبان المسک علی سواحل انهارها فی تعلیق کبائس اللؤلؤ الرطب فی عسالیجها وافنانها وطلوع تلک الثمار مختلفة فی غلف اکمامها تجنی من غیر تکلف فتأتی علی منیة مجتنیها ویطاف علی نزالها فی افنیة قصورها بالاعسال المصفقة والخمور المروقة قوم لم تزل الکرامة تتمادی بهم حتی حلوا دار القرار وامنوا نقلة الاسفار۔ فلو شغلت قلبک ایها المستمع بالوصول الی ما یهجم علیک من تلک المناظر المونقة لزهقت نفسک شوقاً الیها ولتحملت من مجلسی هذا الی مجاورة اهل القبور استعجالا بها جعلنا الله وایاکم ممن یسعی بقلبه الی منازل الابرار برحمته ترجمہ اگر تو اپنی دل کی آنکھ کو بعض ان اشیار کی طرف لگائے جو نعمات بہشت سے تیرے لیے بیان ہوتی ہین تو البتہ تیرا نفس دنیا کی عجیب خواہشون اور نادر لذتون اور آبدار منظرون سے نفرت کرنے لگے اور مدہوش ہو جائے جبکہ اسکے درختون کے مشک کے انبارون پر لگنے اور انہار جنت کے کنارون پر کھڑے جھومنے کا خیال دل مین لاے کہ

انکی شاخون مین خوشے مروارید تر کے لٹک رہے ہین اور طرح طرح کے پھل اپنے غلافون سے نکلے ہوئے ہین اور تبئے رنج و کلفت انکو چنتا ہے اور وہ حسب خواہش اسکے چننے والے کے اسکے پاس آجاتے ہین اور اہل بہشت بر انکے قصرون کے صحنون میں گردش کرتے رہتے ہین حالانکہ شہد صافی اور شراب مروق انکے ساتھ ہے۔ اہل بہشت وہ لوگ ہین کہ ہمیشہ انکی تواضع و بزرگداشت ہوتی رہتی ہے جبتک کہ وہ دار القرار مین وارد ہوتے اور نقل و سفر کی زحمت سے امن مین ہوجاتے ہین۔ پس اے سننے والے ان باتون کے اگر تو اپنے دل کو اس کیفیت کی طرف جو ان سیرگاہون سبزہ زارون کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے مشغول کرے تو تیری جان انکے شوق مین بدن سے نکلجائے اور تو مارے جلدی کے ہماری اس مجلس سے اہل قبور کی ہمسائیگی مین بیجا یاجائے خدا ہمکو اور تمکو اپنی رحمت سے ان لوگون مین شامل کرے جو بدل مدارج ابرار کی طرف سعی کرنیوالے ہین۔

در بیان پارہ از عذاب دوزخ

واعلموا انّہ لیس لہذا الجلد الرقیق صبر علی النار فارحموا نفوسکم فانکم قد جرّبتموھا فی مصائب الدنیا افرایتم جزع احدکم من الشوکۃ تصیبہ والعثرۃ تدمیہ والرمضاء تحرقہ فکیف اذا کان بین طابقتین من نار ضجیع حجر و قرین شیطان۔ اعلمتم ان مالکا اذا غضبت علی النار حطم بعضہا بعضا لغضبہ و اذا زجرہا توثبت من ابوابہا جزعا من زجرتہ ایہا الیفن الکبیر الذی قد لہزہ القتیر کیف انت اذا التحمت اطواق النار بعظام الاعناق ونشبت الجوامع حتی اکلت لحوم السواعد جانو تم کہ تمہاری یہ پتلی اور رقیق جلد آتش دوزخ پر صبر نہین کرسکتی پس اپنے نفسون پر رحم کرو کیونکہ تم انکو مصائب دنیا مین آزما چکے ہو آیا تمنے اپنے درمیان سے کسی ایک کی بیقراری نہین دیکھی جبکہ کوئی کانٹا اسکے چبھ جاتا ہے یا ٹھوکر سے خون نکل آتا ہے یا ریگ تفتیدہ پر پاؤن جاپڑتا ہے۔ پس کیا حال ہوگا اسوقت جبکہ جہنم کے دو طبقون کے بیچ مین مقام ہوگا اور سنگہاے آتشین ہمبستر اور شیاطین قرین و ہمنشین ہونگے آیا تم جانتے ہو کہ جب مالک آتش جہنم پر غضبناک ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو ریزہ ریزہ کرڈالتی ہے اور جب اسکو زجر کرتا ہے تو وہ اسکے زجر سے مضطرب ہوکر ابواب جہنم سے نکلنے لگتی ہے۔ اے پیر سن رسیدہ کہ بوڑھاپا تیرے گوشت و پوست مین سرایت کرگیا ہے کیا حالت ہوگی تیری جبکہ طوقہاے آتشین گردن کی ہڈیون مین پڑینگے اور تجھکو غل و زنجیر کرینگے تا اینکہ آگ تیرے بہنون کے گوشت کھالیگی۔

بعضے از لطائف فضائل و محاسن خصائل آنحضرت صلوات اللہ علیہ

صواعق محرقہ مین ہے کہ فضائل علیؑ زیادہ اور مناقب انکے عظیم و مشہور ہین حتے کہ احمد بن حنبل نے کہا ہے ماجاء لاحد من الفضائل ماجاء لعلیؑ کہ کسی کے لیے اسقدر فضائل نہین کئے جتنے کہ علیؑ کے لیے آئے ہین۔ اور اسمعیل قاضی اور نسائی اور ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ صحابہ سے کسی کے حق مین اسقدر فضائل بسند حسن وارد نہین ہوئے جتنے کہ علیؑ کے حق مین وارد ہوئے ہین۔ مناقب ابن شہر آشوب مین ہے کہ ایک ہزار بردے آپنے اپنے کد ید (ہاتھ کی محنت) سے راہ خدا مین آزاد کئے۔ ایکبار ایک وسق (بار شتر) گٹھلیان آپکے پاس دیکھی گئین دریافت کیا گیا کسلئے یہ جمع کی ہین فرمایا یہ ایک لاکھ درخت ہین انشاء اللہ تعالے۔ پس آپنے وہ گٹھلیان بودین تمام اگ آئین اور درخت ہوگئے چنانچہ وہ باغ آپ کے اوقاف سے ہے اور نیز خیبر و وادی القرے وغیرہ مین حضرتؑ کے وقفیات ہین اور ایک سو چشمے پانی کے ینبع مین نکالے اور حاجیون پر وقف فرمائے کہ آجتک موجود ہین اور مکہ اور کوفہ کے راستون مین اور مسجد فتح مین اور کوہ احد مین متقابل قبر حمزہؓ کے اور

میقات مین اور کوفہ اور جامع بصرہ مین اور اور مقامات مین آپنے کوئین کھدوائے اور تھے وہ حضرت کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو ہزار رکعت نماز بجالاتے سات سال اکیلے رسول اللہ کے ساتھ اور تئیس برس آنحضرتؐ کے بعد عبادت کی دس حج انکے ساتھ کیے آنحضرت کی زندگی مین کفار پر اور وفات کے بعد باغیان سرکش پر جہاد کیا کئے۔ انکے فتوے جہان مین رائج اور انکے علوم دنیا مین شائع ہین اور وہ ہین جنہون نے احیاء سنت کیا اور بدعت کو محو فرمایا۔ ام سعید کنیز امیر المومنینؑ سے پوچھا آپ ماہ رمضان مین رات کو کسقدر نماز پڑھتے تھے۔ کہا رمضان و شوال سب انکے نزدیک یکسان تھے ہمیشہ رات بھر مشغول عبادت رہتے تھے۔ مروی ہے کہ بعض اوقات یہ صورت ہوتی کہ نماز مغرب پڑھکر مشغول قرآن و نماز ہوتے تا اینکہ بوقت طلوع فجر تجدید وضو کرکے باہر آتے اور نماز صبح بجماعت ادا کرتے پھر طلوع آفتاب تک مشغول تعقیبات رہتے پس اہل معاملہ جمع ہوجاتے تا زوال آفتاب فصل خصومات فرماتے پھر بتجدید وضو نماز ظہر پڑھتے اور تعقیب پڑھتے رہتے تا اینکہ نماز عصر بجالاتے پھر حکم کرنے اور فتوے دینے مین شام ہوجاتی۔ منقول ہے کہ نماز کا وقت آتا تو رنگ روئے مبارک متغیر ہوجاتا اور بدن کانپنے لگتا۔ اسکا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس امانت کا وقت آیا ہے جسکو حقتعالے نے آسمان و زمین و پہاڑون پر عرض کیا انہون نے اسکے تحمل سے انکار کیا مگر انسان نے باوجود اسے ضعف قوت کے اسے اٹھالیا پس مین نہین جانتا کہ اسکو اچھی طرح اٹھا سکون یا نہ ؎ حیدر وہ تھے کہ کرتے تھے جب طاعت خدا ٭ ہیبت سے کانپتا تھا بدن سر سے تا بہ پا ٭ اور نماز مین آپ کے استغراق و محویت کی یہ نوبت تھی کہ ایک مرتبہ جنگ احد مین تیر لگا تھا۔ کہ اسکی بھال بدن اطہر مین اتر گئی تھی اور بلا زحمت شدید نکل نہین سکتی تھی۔ حضرت رسولخدا نے فرمایا جسوقت علیؑ نماز کو کھڑے ہون اسوقت اسکو نکالو کہ ہمہ تن محو یاد الٰہی ہوتے اور دنیا و مافیہا سے اصلا خبر نہین رکھتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مصلے تمام خون مین تر ہوگیا تھا مگر امام اتقیا کو ذرا احساس نہوا حتے کہ بعد فراغت نماز پوچھا کہ یہ خون کہانسے آیا۔ فرید عطار کہتا ہے ؎ چنان شد در نماز او محو سجان ٭ کہ از پایش برون کردند پیکان ٭ اور ملا عبد الرحمن جامی نے اس قصہ کو تحفۃ الاحرار مین نظم کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

شیر خدا شاہ ولایت علیؑ
صیقلی شرک خفی و جلی
روز احد چون صف ہیجا گرفت
تیر مخالف بہ تنش جا گرفت

غنچۂ پیکان نہ گل او نہفت
صد گل راحت ز گل او شگفت
روئے عبادت سوئے محراب کرد
پشت بدرد سر اصحاب کرد

خنجر الماس چو بید آختند
چاک بتن چون گلش انداختند
غرق بخون غنچۂ زنگار گون
آمد از ان گلبن رحشان برون

گلگل خونش بمصلا چکید
گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
کین ہمہ گل چیست تہ پاے من
ساختہ گلزار مصلاے من

صورت حالش چو نمودند باز
گفت کہ سوگند بداناے راز
کز الم زخم ندارم خبر
گرچہ ز من نیست خبردار تر

طائر من سدرہ نشین شد چہ باک
گرچہ شدم تن چو قفس چاک چاک
جامی از آلایش تن پاک شو
در قدم پاکروان خاک شو

باشد از ان خاک بگردی رسی
گرد شگافی و بمردے رسی

روایت ہے کہ ابو بکر خلیفہ ہوئے تو ممبر رسول اللہ پر آنحضرتؐ کی نشستگاہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھے عمر نے اپنے عہد خلافت مین وہ درجہ بھی چھوڑ دیا۔ عثمان انکے بھی ایک درجہ تلے بیٹھے تھے۔ امیر المومنینؑ سے بیعت ہوئی تو آپنے رسول اللہ کے مقام پر جلوس فرمایا حاضرین

اس بارے میں کچھ سرگوشی کرنے لگے آپ نے فرمایا یہ کیا گفتگو ہے کہا لوگ آپ کے رسول اللہ کے مقام پر بیٹھنے مین معترض ہین آپ نے فرمایا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے اور میرے عمل کے موافق عمل نکرے حقتعالے اسکو اوندھے مُنہہ جہنم مین ڈالیگا۔ پس قسم بخدا کہ مین اُنحضرت کے عمل کے موافق عمل کرتا ہون اور اُنکے حکم کی تعمیل کرتا اور اور ون کو اُسکا حکم دیتا ہون مجھکو اُنحضرت کی مجلس مین بیٹھنا جائز ہے بروایتے فرمایا اَنَا الَّذِی وَضَعتُ قَدَمِی عَلیٰ خَاتَمِ النُّبُوَّۃ فَمَا ھٰذِہِ الاَعوَاد مین وہ ہون کہ اپنے قدمون کو دوش نبی پر مہر نبوت کے اوپر رکھا تھا یہ تختے تو کیا چیز ہین اَنَا مِن مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدٌ مِنِّی مین محمدؐ سے ہون اور محمدؐ مجھسے ہین۔ **نیز منقول ہے** کہ ابوبکر مرے تو کچھ اوپر چالیس ہزار درہم کا قرضہ بیت المال کا اُنکے ذمّے تھا علیٰ ہذا عمر چھیاسی ہزار اپنے سر پر لیگئے عثمان کے ذمّے بیت المال کا تو کوئی حد و حساب ہی نہین مگر امیر المومنینؑ نے شہادت پائی تو آپ کے عطایا سے سات سو درہم فاضل آپکے پاس تھے جس سے ایک خادم مول لینے کا ارادہ رکھتے تھے اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ امیر المومنین فرماتے تھے اے اہل کوفہ مین تمہارے شہر مین اپنے پہننے کے کپڑے اور پالان شتر اور شتر لیکر آیا ہون اگر اُنکے سوا کوئی اور شے لیکر جاؤن تو جاننا کہ یہ خائن ہے اور اہل بصرہ سے آپنے فرمایا کہ تم میرے اوپر کیا اعتراض کروگے یہ پیراہن مبارک کی طرف اشارہ کیا میرے گھر کے کتے ہوئے سوت کا ہے۔ مناقب مرتضوی مین ہے کہ زمانہ خلافت امیر المومنین مین بصرہ سے سمرقند تک حضرت کے قبضۂ قدرت مین تھا باوجود اسکے اسقدر متواضع تھے کہ بازار کوفہ مین پیادہ پا جاتے لوگ اپنے کاروبار مین مشغول ہوتے اور آپ سے واقف نہوتے جب زیادہ ہجوم آگے جمع ہوجاتا تو بکمال شفقت فرماتے مومنو علیؑ کو راستہ دو یہ آواز دلنواز حضرت کی سنکر خلقت ایک طرف ہوجاتی اور آپ وہان سے گزرجاتے۔ نیز مناقب مین ہے کہ معمول تھا کہ ہر ہفتہ ایک صاع جو پسواکر ایک کدوئے خشک مین بھر لیتے اور اُسکے مُنہہ کو بند کرکے مہر لگادیتے۔ کبھی ایک قرص نان اس سے تیار کراتے اور کبھی ایک کف آردہی پر قناعت فرماتے اور پھر سر کدو کو مہر کردیتے۔ عرض کیا گیا یا امیر المومنین مہر کسلئے لگاتے ہین فرمایا مبادا حسنینؑ آرد گندم اسمین شامل کردین۔ ایک روز ایک شخص ملوک عرب سے جناب حسنؑ مجتبیٰ کی ملاقات کو آیا جسوقت نمازی نماز مغرب پڑھکر مسجد سے متفرق ہوئے تو دیکھا کہ اُن حضرتؑ نے کدو نکالا اور آرد جو اسمین سے نکالکر افطار کرتے تھے کہ وہ شخص بھی نماز سے فارغ ہوا آپنے ایک مشت آرد اُسے عطا کیا اُس نے گوشہ عمامہ مین باندھ لیا اور حضرت امام حسنؑ کی خدمت مین حاضر ہوا جب دسترخوان بچھا اور انواع و اقسام کے کھانے اُسکے آگے چنے گئے تو اُس مرد نے تھوڑا سا کھانا اُسمین سے اُٹھا لیا اور کہا مسجد مین ایک مرد درویش شدت گرسنگی سے آٹا کھا رہا ہے اگر اجازت ہو تو یہ کھانا اُسکو پہنچاؤن امام حسنؑ نے یہ سُنا تو رونے لگے اور فرمایا وہ درویش جنکو تونے دیکھا بادشاہ دین و دنیا خلیفہ وقت ہین اُنہون نے یہ حالت بالقصد و اختیار اختیار کی ہے۔ ایک روز ایک باپ بیٹا اُنحضرتؑ کے یہان مہمان ہوئے کھانا آیا تو قنبر طشت و آفتابہ لائے کہ ہاتھ دھلائین حضرت خود اُٹھے اور آفتابہ اُنسے لیلیا کہ آپ اپنے مہمان کے ہاتھ دھلائین

زہد حضرت

حکایت پدر و پسر مہمان

لہ بیشتر حالات خلافت عثمان مین گذرا کہ وہ بروز بیعت ممبر رسول اللہ پر اُنحضرت کے درجہ پر بیٹھے اور اس روایت سے اُنکا عمر کے درجہ سے بھی نیچے بیٹھنا پایا جاتا ہے بصورت جمع اُنکی قطع نظر اسکے کہ وہ روایت اہل سنت کی روضۃ الاحباب وغیرہ سے منقول ہے اور مناقب ابن شہر آشوب کی ہے یہ ہے کہ اول بار خلیفہ ثالث درجہ اعلےٰ پر بجائے رسول اللہ بیٹھے بعد ازان درجہ عمر سے نیچے بیٹھتے رہے ہون خصوصاً جبکہ اسجگہ بیٹھکر خفت اٹھاچکے تھے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ ؐ ؐ ؐ

وہ شخص قدم مبارک پر گر پڑا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ مین کیونکر راضی ہون کہ خداوند عالم دیکھے کہ آپ میرے ہاتھ دھلائین فرمایا بیٹھ جا مین دوست رکھتا ہون اس امر کو کہ خدا دیکھے کہ ایک مومن اپنے برادر مومن کی خدمت کرتا ہے تاکہ اُسکو بہشت مین دس گونہ خدمتگار و غلام عنایت کرے پس وہ شخص بیٹھ گیا اور حضرت نے اُسکو اپنے حق امامت کی قسم دیکر کہا کہ باطمینان خاطر ہاتھ دھووے گویا کہ قنبر تیرے ہاتھ دھلا رہا ہے پس فارغ ہوکر محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ تم اسکے بیٹے کے ہاتھ دھلاؤ اگر یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ نہوتا تو مین ہی اسکے ہاتھ بھی دھلاتا مگر حقتعالے راضی نہین کہ باپ بیٹے کی حرمت برابر کیجائے جبکہ دونو ساتھ ہون باپ نے باپ کے ہاتھ دھلائے مین تو چاہیے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔ قنبر کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مولائے مومنین غسل کیلیے دریائے فرات پر تشریف لیگئے کرتا اُتار کر کنارے رکھدیا اور دریا کے اندر داخل ہوئے ناگہان ایک موج آئی اور کرتا بہا لے گئی حضرت غسل کرکے نکلے تو کرتا نہ پاکر سخت متردد ہوئے اُسوقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ ابوالحسن اپنے دہنے ہاتھ کی طرف نگاہ کرکیا دیکھتے ہین کہ ایک پارچہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا رکھا ہے کھولا تو معلوم ہوا کہ کرتا ہے اُسکو اُٹھایا اُسکی جیب مین سے ایک رقعہ گرا اُسمین لکھا تھا ھَدِیَّۃٌ مِنَ اللہِ العَزِیزِ الحَکِیمِ اِلیٰ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ وَ ھٰذَا قَمِیصُ ھَارُونَ بنِ عِمرَانَ وَ اَورَثنَاھَا قَومًا آخَرِینَ کہ یہ تحفہ ہے خدائے عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ ابن ابیطالب کے لئے اور یہ کُرتا ہارون پسر عمران برادر موسیٰؑ کا ہے اور وارث کیا ہے ہمنے اسکا اور دونکو تمہین۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ دو ناقے بلند قامت فربہ اندام حضرت خیر الانام کے پاس ہدیہ مین آئے آپنے اصحاب کرام سے فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہے کہ دو رکعت نماز بقیام و قعود و رکوع و سجود و خضوع و خشوع بجالائے اور اُسکے درمیان امور دنیا سے کسی امر کا خیال دل مین نہ آنے دے تاکہ مین ایک ناقہ ان دو ناقون سے اُسکے تئین عطا کرون حضرت نے تین مرتبہ اس کلام کا تکرار کیا مگر کسی نے اسکا جواب ندیا۔ تب امیر المومنین نے فرمایا یا رسول اللہ مین ایسی نماز پڑھونگا فرمایا یا علیؑ پڑھ رحمت خدا ہو تجھپر پس آپ کھڑے ہوگئے اور تکبیرۃ الاحرام کہکر نماز پڑھی سلام پھیرا تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ حقتعالے بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ کو ایک ناقہ حسب قرار اپنے عطا کرو رسول خدا نے فرمایا برادر جبرئیل مینے شرط کی تھی کہ نماز کے درمیان کسی امر دنیوی کا خیال دل مین نہ لائے علیؑ جوتشہد کے لئے بیٹھے تو سوچتے تھے کہ کونسا ناقہ ان دو سے لون۔ جبرئیل نے کہا حقتعالے فرماتا ہے کہ اُنکا یہ خیال کرنا کہ کونسا ناقہ لینے لون خدا کے واسطے تھا اپنے نفس اور دنیا کے واسطے نہ تھا وہ چاہتے تھے کہ ان دو ناقون سے جو بزرگ و فربہ زیادہ ہو وہ لون اور اُسکو نحر کرکے اُسکا گوشت راہ خدا مین خیرات کردون رسول خدا یہ سُنکر گریان ہوئے اور دونو ناقے حضرت امیر المومنینؑ کو بخشدئے پس یہ شریفیان فِی ذٰلِکَ لَذِکرٰی وَ مَوعِظَۃٌ الخ اس مقدمے مین نازل ہوئی۔ اور ابوہریرہ سے نقل ہوا ہے کہ ایک مرد رسول اللہ کے پاس آیا اور گرسنگی کی شکایت کی آپنے ازواج کے پاس کسی کو بھیجکر کھانا طلب کیا معلوم ہوا کسی کے پاس پینے کے پانی کے سوا دوسری شے نہین پس فرمایا کہ کون ہے جو آج رات کو اُسکے تئین مہمان کرے اور کھانا دے حضرت امیرؑ نے اُسے قبول کیا۔ اور اُس شخص کو اپنے ساتھ اپنے گھر لیگئے اور جناب فاطمہؑ سے کہا اے دختر رسولؐ خدا تمہارے پاس کچھ کھانا حاضر ہے کہا صرف قوت شبینہ بچون کا رکھا ہے مگر ہم مہمان کو ان پر ایثار و اختیار کرینگے حضرت امیرؑ نے فرمایا بچون کو بھوکا سُلادو اور چراغ گل کردو پھر مہمان کو بُلایا اور اُسکے ساتھ کھانے بیٹھے اور مُنہہ چلاتے تھے گویا کھاتے ہین مگر کھاتے کچھ نہ تھے۔ جب بعد فراغت طعام چراغ روشن کیا تو دیکھا کہ خوان کھانے سے پُر ہے۔ صبح کو رسول اللہ

دو رکعت نماز

خیرات شب

نے بعد نماز حضرت کی طرف منہہ کیا اور کہا یا علی تمہاری یہ مہمان نوازی حقتعالے کو کمال پسند آئی - پس تلاوت فرمایا آیہ شریفہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بھم خصاصۃ کو یعنی اختیار کرتے ہین وہ اورون کو اپنے نفسون پر ہرچند کہ اُنکے تئین خصاصہ یعنی بھوک لگی ہوئی ہو - ایک مرتبہ رسولخدا کے پاس تین سو دینار ہدیے مین آئے آپ نے وہ تمام امیر المومنین کو بخشے حضرت فرماتے ہین کہ مین نے وہ دینار لئے اور ارادہ کیا کہ شب کو انمین سے کچھ دینار خیرات کرون کہ حقتعالے اسے قبول کرے پس نماز عشا مسجد رسول مین آنحضرت کے ساتھہ پڑھکر اور سو دینار ساتھہ لیکر مسجد سے نکلا ایک عورت آگے آئی اُسکو دیدے صبح ہوئی تو سُنا کہ لوگ کہتے ہین کہ علیؑ نے رات کو ایک زن بدکار کو سو دینار عطا کیے سخت افسوس اس بات کے سُننے سے عارض ہوا دوسری رات اندھیرے مین پھر سو دینار لیکر مسجد سے چلا اُس رات ایک مرد سامنے آیا وہ اُسکے حوالے کیے صبح کو لوگون کو چرچا کرتے سُنا کہ علیؑ نے شب کو ایک سارق (چور) کو سو دینار دیدے یہ سُنکر نہایت غمگین ہوا تیسری رات باقی سو دینار لئے اور تاریکی شب مین مسجد سے چلا پھر ایک مرد ملا بغیر صورت دیکھے کے وہ سو اُسکو دئے صبح ہوئی تو لوگ کہتے تھے کہ علیؑ نے سو دینار ایک مرد غنی و مالدار کو دئے مین یہ سُنکر بیتاب ہوگیا اور جاکر رسولخدا کی خدمت مین تمام ماجرے بیان کیا - آپ نے فرمایا یا علی یہ جبرئیل موجود ہین کہتے ہین کہ حقتعالے نے تمہارے صدقات قبول کیے اور تمہارے عمل کو عزت کے اور پاکیزہ گردانا - سو دینار کہ تمنے پہلی رات خیرات کیے ایک بدکار عورت کے ہاتھہ لگے وہ اپنے گھر گئی اور بدکاری سے بصدق دل خدا کے آگے توبہ کی اور اُن سو دینارون کو اصل مال اپنا قرار دیا اب شوہر کی تلاش کر رہی ہے کہ اُسکی ساتھہ نکاح پڑھائے - اور صدقہ ثانیہ ایک چور کو ملا اُسنے چوری چھوڑدی اور اُس سو دینار کو راس المال بناکر تجارت شروع کی - تیسرے دن کا صدقہ ایک مالدار نے پایا جسنے سالہا سال سے زکوٰۃ اپنے مال کی ادا نہین کی تھی - یہ روپیہ پاکر اپنے تئین ملامت کیا کہ بُرا ہو تیرا اے نفس شوم یہ علی ابن ابیطالب ہے کہ باین ناداری سو اشرفی راہ خدا مین خیرات کرتا ہے اور تیرے پاس اتنا کچھہ مال ہے اور اُسکی زکوٰۃ واجبی بھی نہین دیتا تف ہے تجھپر یہ کہکر تمام مال کا حساب لگایا اور اُسکی زکوٰۃ نکالی کہ اتنا اور اتنا روپیہ ہوا پھر حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علی حقتعالے نے تمہارے بارہ مین یہ آیہ نازل فرمائی رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع الخ بالجملہ نوبت سیر چشمی و سخاوت کان نوال و عطا کی یہانتک پہنچی تھی کہ سیم و زر و حجر نظر مبارک مین سب یکسان تھے - چنانچہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے سوال کیا تو آپ نے اُسکے لئے ایک ہزار کا حکم دیا وکیل نے عرض کی کہ ہزار چاندی کے (درہم) دون یا سونے کے (دینار) فرمایا کلاھما عندی حجران فاعط الاعرابی انفعھما میرے نزدیک دونو یکسان پتھر ہین تو اعرابی کو دونو سے وہ دے جو اُسکو زیادہ فائدہ بخشے - ابو الطفیل عامر بن واثلہ کہتا ہے کہ مینے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو دیکھا کہ یتیم بچون کو بلاتے اور اس لطف و شفقت سے انکو شہد کھلاتے ہین کہ بعض اصحاب آنحضرت نے آرزو کی کہ کاش ہم یتیم ہوتا لا اسطرح سے انکے دست مبارک سے شہد کھاتا - ابن مردویہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا ہم لوگون کی خبث ولادت کو علی بن ابیطالب کے بغض و عداوت سے دریافت کیا کرتے تھے - نیز انس نے ایک حدیث طویل مین کہا کہ جنگ خیبر کے بعد تو یہ صورت تھی کہ ایک مرد اپنے بچے کو کندھے پر سوار کرکے آنحضرت کے رہگذر پر کھڑا ہوتا جب حضرت اُدہر سے گذرتے تو ایک طرف انگشت سے اشارہ کرتا اور لڑکے سے پوچھتا کہ فرزند تو اُن سے محبت رکھتا ہے اگر اقرار کرتا تو اپنی فرزندی مین قبول کرتا ورنہ زمین پر پٹکدیتا کہ جا اور اپنی مان سے ملحق ہو مجھکو تجھہ سے علاقہ نہین - اصبغ بن نباتہ نے امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تین شخص مجھکو کبھی دوست نہ رکھینگے ولد الزنا منافق اور

کلاھما عندی حجران

قصہ ابو دلف عجلی

وہ جسکا نطفہ حیض مادرمین منعقد ہوا ہو - مسعودی مروج الذہب مین کہتا ہے کہ عیسیٰ بن ابو دلف نے کہا میرا بھائی دلف جسکے نام پر میرے باپ کی کنیت ابو دلف تھی امیر المومنینؑ کی مذمت کرتا اور انکو اور اُنکے شیعون کو بُرا کہتا اور جہل سے نسبت دیتا تا اینکہ ایک روز ابو دلف حاضر نہ تھا دلف اُسکی مسند پر بیٹھا اہل مجلس سے کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ کوئی علی کی عیب جوئی نہین کرتا الا حرام زادہ تم لوگون کو امیر ابو دلف کی غیرت کا حال معلوم ہے کہ کوئی اُسکی ازواج کو کسی فحش و آلودگی سے متہم نہین کرسکتا مین اُسکا بیٹا ہون اور علیؑ کی بدگوئی کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ ہنوز یہ جملہ تمام نہوا تھا کہ ابو دلف بھی وہان آن پہنچا لوگ اُسے دیکھکر اُسکی تعظیم کو کھڑے ہوگئے مگر اُسنے بیٹھتے ہی کہا جو کچھہ دلف نے اسوقت کہا مینے سُنا وہ حدیث جھوٹی نہین قسم بخدا کہ دلف ولد زنا و ولد حیض ہے - کیفیت اسکی یہ ہے کہ مین ایک مرتبہ بیمار تھا میری بہن نے اپنی کنیز میری خدمت مین کو بھیجدی مجھکو وہ اچھی معلوم ہوئی اور اپنے تئین ضبط نکرسکا اُسکے ساتھہ مباشرت کی حالانکہ وہ حائض تھی جب آثار حمل ظاہر ہوئے تو ہمشیر نے وہ لونڈی مجھکو ہبہ کردی پس دلف اُس سے پیدا ہوا - ابن مردویہ نے باسناد خود روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ اے علیؑ اگر کوئی ہزار سال خدا کی عبادت کرے اور اُسکے پاس بقدر کوہ اُحد سونا ہو اور تمام کو راہ خدا مین تصدق کرے اور اُسکی عمر اسقدر ہو کہ ایک ہزار حج پیادہ پا بجالائے پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مقتول ہو اور تیرے ساتھہ محبت نرکھتا ہو تو وہ کبھی جنت مین داخل نہوسکے گا بلکہ اُسکی بُو بھی نہ سونگھے گا - منقول ہے کہ ایک روز تمازت آفتاب مین حضرت امیرؑ کہین سے تشریف لائے تھے دروازے پر ایک عورت کو دیکھا کہ کھڑی کہہ رہی ہے کہ میرا شوہر مجھپر تعدی کرتا اور مجھکو دھمکاتا ہے اور قسم کھائی ہے کہ تجھے مارونگا فرمایا اے عورت اتنا صبر کر کہ حدت دھوپ کی کم ہو اُسوقت تیرے ساتھہ چلکر اُسکو فہمائش کرون کہا اتنی دیر مین اُسکی آتش غضب اور تیز ہوجائیگی حضرت نے سر جھکالیا - پھر فرمایا نہین قسم خدا کی ستم رسیدہ کی دادرسی مین تاخیر نہین چاہیے اے نیک بخت تیرا مکان کدھر ہے غرض عورت حضرت کو گھر لیگئی آپ نے

۱؎ امیر ابو دلف قاسم بن عیسی العجلی مامون و معتصم کے زمانہ مین ایک امیر کبیر گزرا ہے ملوک و خلفا اُسکی رائے جہان آرا سے حل مشکلات چاہتے اور آئین حکومت و بادشاہت اخذ فرماتے تھے - اسکی جود و سخاوت و جوانمردی و شجاعت و ادب و بلاغت مشہور و معروف ہے ابوبکر بن نطاح و علی بن جبلہ دو شاعر اسکی مدح گستری کرتے اور محامد اوصاف کو پھیلاتے تھے - چنانچہ ابوبکر اُسکی فیاضی کو اس طرح سراہتا ہے ؎

یا طالبا الکیمیاء و علمہ ❊ مدح ابن عیسی الکیمیاء الاعظم ❊ لو لم یکن فی الارض الا درھم ❊ ومدحتہ لاتاک ذاک الدرھم ❊

یعنی اے کیمیا اور علم کیمیا کے خواہش کرنیوالے - ابن عیسی (ابو دلف) کی مدح سرائی بڑی کیمیا ہے اُسکو اختیار کر کیونکہ اگر روئے زمین پر صرف ایک ہی درہم ہو اور تو اُسکی مدح کرے تو وہ تجھکو وہی درہم دیدے گا - ابن خلکان مورخ کہتا ہے کہ ابو دلف نے ابوبکر مذکور کو ان دو شعرون کے صلہ مین دس ہزار درہم عنایت کیے جس سے اُس نے نہر ابلہ کے کنارے ایک گانو خرید کیا - تھوڑے عرصے کے بعد پھر ابو دلف کے پاس آیا اور یہ دو اور شعر مین گزرانے ؎ بک ابتعت فی نھر الابلۃ قریۃ ❊ علیھا قصیر بالرخام مشید ❊ الی جنبھا اخت لھا یعرضونھا ❊ وعندک مال للھبات عتید ❊ یعنی تمہاری بدولت مین نے نہر ابلہ پر ایک گانو خریدا ہے جس مین ایک محل سنگ رخام سے مضبوط بنا ہوا ہے - اس موضع کے پہلو مین اسکی بہن ایک اور گانو معرض بیع مین ہے اور تمہارا مال بخششون کے لئے کھلا ہوا ہے - ابو دلف نے کہا وہ گانو کہانتک ملجائیگا کہا دس ہزار تک ابو دلف نے دس ہزار درہم اسکو دلوادئے اور کہا اے ابوبکر نہر ابلہ بہت لمبی نہر ہے اُسکے کنارے بہت سے دیہات ہین اور ہر گانو دوسرے گانو کے پہلو مین اور اسکی بہن ہے زنہار کہ تو یہ دروازہ نکھولیو کہ اُسکی کوئی حد نہین - ابوبکر ہنسا اور روپیہ لیکر چلتا ہوا - اسکی آثار شجاعت سے ہے کہ بہادران کُرد سے کہ اکثر اُسکے ملک مین رہزنی و قزاقی کرتے رہتے تھے تنہا شکار مین ملا اور اُن پر حملہ کیا وہ بھاگے ابو دلف نے پیچھے سے پہنچکر ایک کی پشت مین برچھی لگائی کہ اُس کے سینہ سے پار ہوکر دوسرے کی کہ اُسکے آگے جا رہا تھا پشت مین لگی اور دونون گھوڑون سے گر ٹھنڈے ہوگئے ابو دلف نے ۲۲۶ھ ہجری مین بغداد مین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ - مجالس المومنین ❊ ❊ ❊

دروازہ پر پہنچکر آواز دی السلام علیکم ایک جوان باہر آیا فرمایا اے بندہ خدا خدا سے ڈر اور اپنی عورت کو ناحق ایذا نہ دے۔ جوان نے کہا تم کون ہو اور تمہین اسمین کیا مداخلت ہین تمہاری سفارش پر اسکو اور زیادہ ستاؤنگا۔ حضرت نے فرمایا مین تجھکو امر بالمعروف کرتا ہون اور تو الٹا برخلاف جواب دیتا ہے۔ اتنے مین راہ گیر حضرت کو دیکھکر جمع ہو گئے اور سلام علیکم یا امیر المومنین کہتے تھے۔ وہ جوان یہ دیکھکر حضرت کے پاؤنمین گر پڑا کہ لللہ میرا قصور معاف فرمائیے قسم خدا کی کہ اگر اب یہ عورت میری گردن کو بھی پاؤن رکھے کچلے گی تب بھی اسے کچھ نہ کہونگا حضرت نے تلوار میان کر لی اور کہا اے عورت اپنے گھر مین جا اور اپنے شوہر کی اطاعت کر ابو مطر بصری کہتا ہے کہ امیر المومنین خرما فروشون کے بازار سے جا رہے تھے دیکھا کہ ایک کنیز ایک دکان پر کھڑی زار زار رو رہی ہے فرمایا اے لونڈی کیسلئے روتی ہے عرض کی میرے آقا نے ایک درہم کے خرمے منگائے تھے اس دکان سے لے گئی تھی وہ اسکو پسند نہ آئے واپس کئے اب دکاندار کو پھیرتی ہون تو نہین لیتا۔ آپ نے خرما فروش سے کہا اے شخص یہ خادمہ ہے اسکا قصور نہین کھجورین لیلے اور درہم اسکو دیدے وہ بدبخت حضرت کو نہ پہچانتا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھکر بیدھڑک ایک دھول سینہ مبارک مین ماری لوگ یہ دیکھکر دوڑے کہ کیا غضب کیا تو نے کہ امیر المومنین کے ساتھ ایسی گستاخی کی دکاندار کا یہ سنکر رنگ فق ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگا۔ اور جلد کھجورین عورت سے لیکر درہم اسکو دیدیا اور کہا یا امیر المومنین میرا قصور معاف فرمائیے کہ نادانستہ مجھ سے یہ خطا سرزد ہوئی ہے فرمایا تو نے جو عورت کے ساتھ اپنا معاملہ درست کر لیا تو مین اسلئے تجھ سے رضامند ہون۔ دیگر مشہور ہے کہ ایک عورت کہ پانی سے بھری ہوئی مشک لئے جا رہی تھی راہ مین آپ سے ملی آپنے وہ مشک اس سے لے لی اور جہان اس نے کہا وہان پہنچا دی اور اسکا حال دریافت کیا تو اس نے کہا علی ابن ابیطالب نے میرے شوہر کو کسی سرحد پر بھیجا تھا وہ وہان مارا گیا میرے پاس یتیم بچے رہ گئے انکی خاطر لوگون کی محنت مزدوری کرتی پھرتی ہون حضرت دولت سرا کو تشریف لائے اور عورت کے خیال مین رات بھر بیچین رہے صبح ہوئی تو ایک زنبیل اشیاء خوردنی سے پر کی اور اسکے گھر کی طرف روانہ ہوئے راہ مین کسی نے کہا یہ زنبیل ہمکو دیجیے کہ ہم اسکو پہنچا دین قبول نہ کیا اور فرمایا قیامت کو میرا بوجھ کون اٹھائیگا۔ پس اسکے گھر پر جا کر دستک دی عورت نے اندر سے کہا کون ہے فرمایا وہی بندہ خدا جس نے کل مشک کے اٹھوانے مین تمہاری امداد کی تھی۔ دروازہ کھولو کہ بچون کے لئے کچھ کھانا لیکر آیا ہون۔ عورت نے کہا خدا تجھ سے راضی ہو اور میرے اور علیؑ کے درمیان بھی حکم کرے۔ غرض حضرت اندر داخل ہوئے اور فرمایا مین بنظر ثواب تیری خدمت کرنا چاہتا ہون یا تو تو آٹا گوندھ کر روٹی پکا یا بچون کو بہلا کہ مین روٹی پکاؤن عورت نے کہا روٹی مین اچھی پکاؤن گی تو بچون کو کھلا تا رہ پس اس نے آٹا خمیر کیا اور حضرت نے بچون کو لیا اور گوشت پکایا جب پک گیا تو بوٹیان اور کھجورین انکو کھلاتے ۲ اور کہتے جاتے تھے کہ بچو میرے علیؑ بن ابیطالب کا گناہ بحل کرو آرد خمیر ہو چکا تو عورت نے کہا اے بندہ خدا تنور مین آگ روشن کر آپ آگ سلگانے لگے پھونکین مارتے تھے حتےٰ کہ آگ کی گرمی سے چہرہ مبارک تمتما گیا فرمایا چکھ اے علیؑ اسکے تئین جو بیواؤن اور یتیمون کی خبر نہ لے اسکی یہی سزا ہے بس ایک عورت نے ہمسایہ سے جو آپ کو پہچانتی تھی دیکھا اور چلائی وائے ہو تجھ پر امیر المومنینؑ سے خدمت لے رہی ہے عورت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ وائے بیحیائی کہ مین آنحضرت سے اسطرح پیش آئی آپ نے فرمایا اے عورت مین تجھ سے شرمندہ ہون کہ تیری خبرگیری مین کوتاہی کی۔ **حقیر مؤلف** کہتا ہے کہ عاشقان خلفا نے جہان انکی اصلاح حال مین اور اور طرح بیحد سعی فرمائی ہے وہان اس قسم کے فضائل بھی کہ مذکور ہوئے انکے سر تھوپنے مین کمی

نہین کی چنانچہ روایت مذکورہ مشہورہ سے بہت ہی ملتا جلتا ایک قصہ حضرت عمر کے حال مین یہ تراشا گیا ہے کہ وہ ایک رات گشت مین تھے کہ دور سے ایک روشنی آگ کی دکھائی دی قریب گئے تو دیکھا ایک عورت ہے اور اسکے گرد چند بچے ایک ہنڈیا چولھے پر چڑھائے انکی دلداری کر رہی ہے نزدیک جا کر حال پوچھا تو اس نے بھوک اور سردی کی شکایت کی اور کہا یہ ہنڈیا خالی پانی سے بھر کر بچون کی تسلی کے لئے چولھے پر رکھ چھوڑی ہے اور یہ بھی کہا کہ خدا ہمارا انصاف عمر سے لے کہ اسکی عہد حکومت مین یہ مصیبت ہم پر پڑی ہے۔ روضۃ الاحباب مین ہے۔ عمر گفت دے ر چہ خبر از صعوبت حال شما۔ آن ضعیفہ گفت چرا ایالت و حکومت چندین مملکت التزام کند کہ خبر از حال رعیت ندارد یہ سنکر حضرت کو بہت قلق و اضطراب ہوا اور دوڑ کر بیت المال مین گئے اور ایک بوری آٹے اور روغن وغیرہ کی بھر کر اپنے کندھے پر اٹھالی۔ اسلم مولائی عمر کہتا ہے کہ ہر چند من بندہ خواستم حمل آن بنودم بجائے رسید وگفت وبال مرا اگر فردائے قیامت تو خواہی برداشت غرض یہ تمام اشیاء لیجا کر اس عورت کو دین تاکہ بچون کے لئے کھانا پکائے۔ ووے را در تہیہ طبخ امداد و اعانت فرمود تا آتش مجاعت اطفال او انطفا یافت انتہی۔ دیکھئے کیا صاف خاکہ اتارا اور کیسی اچھی صورت کی مورت کر دکھائی ہے۔ حضرت امیرؑ تو حضرت امیرؑ حضرت رسولخدا کے خصائص و معجزات تک تو ان بزرگوارون کے دست برد سے نہین بچے یعنی جو امور کہ وہ حضرت بوحی آسمانی و تائید یزدانی ظاہر کرتے تھے انکے قول کے بموجب حضرت عمر بھی ویسے ہی بلکہ ان سے بڑھکر دکھا دیتے تھے جنگ موتہ مین زید بن حارثہ و جعفر بن ابیطالبؑ و عبد اللہ بن رواحہ لڑ کر یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے تو حضرت رسولخدا حسب وحی سماوی مدینہ مین اپنے اصحاب کو اسکی خبر دیتے جاتے تھے یہ تو حضرت رسالت پناہ کا معجزہ تھا اب جو اسکا جواب حضرت خلیفہ ثانی کے لئے اپنے عہد خلافت مین دکھا دیا وہ بھی سنئے جنگ نہاوند کے دنومین جبکہ لشکر اسلام مصروف جہاد کفار تھا۔ ایک دن آپ نے مسجد مدینہ مین اثناء خطبہ جمعہ مین دو مرتبہ فرمایا یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل اے ساریہ (نام سردار) پہاڑ کی طرف مائل ہو یہ آواز حضرت کی معرکہ جنگ مین جو بمنازل و مراحل وہان سے دور تھا پہنچی اور مخاطب نے اسپر عمل کیا اور فتح پائی دیکھئے حضرت رسولخدا نے تو صرف خبر ہی دی تھی حضرت عمر نے اتنی دور سے انکو تدبیر جنگ تلقین کر کے فتح دلوائی تو وہ رسول اللہ سے بڑھکر ہوئے یا نہین۔ بالجملہ یہان حضرت امیرؑ کے سچے کمالات اور واقعی فضائل کا مذکور ہے انمین کیقدر اور سنئے اصبغ بن نباتہ کہتے ہین کہ ایک مرد امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور کہا انا احبک فی السر کما احبک فی العلانیۃ کہ مین آپ کو دل مین بھی ایسا ہی دوست رکھتا ہون جیسا کہ ظاہر مین حضرت ایک لکڑی زمین کو کریدنے لگے پھر سر مبارک بلند کر کے فرمایا واللہ کہ تو جھوٹا ہے پھر ایک اور مرد آیا اور کہا انی احبک مین آپکا دوست ہون حضرت دیر تک لکڑی سے زمین کو کریدا کئے بعد ازان فرمایا تو راست کہتا ہے تحقیق کہ ہماری طینت ازلی طینت مرحومہ ہے حقتعالے نے بروز میثاق اسپر عہد لیا ہے پس ہمارے دوستون کی جماعت معین ہے نہ انمین کوئی زیادہ ہو سکتا ہے نہ کم۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ہم کسی مرد کو دیکھتے ہین تو پہچان لیتے ہین اور ہم حقیقت ایمان و حقیقت کفر و نفاق سے واقف ہین۔ جابر انصاری ناقل ہین کہ سلمان فارسیؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو زادان نے انسے پوچھا کہ اے یار رسول اللہ تمکو غسل کون دے کہا جس نے رسول اللہ کو غسل دیا تھا کہا علیؑ بن ابیطالب مدینہ مین ہین اور تم مدائن مین وہ تمکو کیونکر غسل دے سکتے ہین۔ کہا اے زادان وہ بحکم خالق الانس والجان یہان آجائینگے زادان نے کہا جو ہین قبض روح سلمان ہوا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت دروازے سے آرہے ہین آتے ہی مجھ سے پوچھا ابو عبد اللہ نے رحلت کی

مینے کہا نعم یا سیدی آگے بڑھکر چادر روئے سلمان رضی سے سرکائی سلمان حضرت پر تبسم ہوئے فرمایا مرحبا ہو تمپر اے ابو عبد اللہ رسول اللہ سے ملاقات ہو تو جو کچھ تمہارے بھائی کو اس قوم سے پیش آیا آنحضرت سے بیان کرنا۔ پس متوجہ انکے تجہیز کے ہوئے نماز پڑھی تو تکبیر بہت بلند کہی دو مرد آپکے ساتھ اور تھے فراغت ہوئے تو مینے پوچھا کہ وہ دو مرد کون تھے فرمایا ایک میرا بھائی جعفر طیار دوسرا خضر پیغمبر اور ہر ایک کے ساتھ انکے ستر ستر صفین ملائکہ کی تھین کہ ہر صف مین ہزاران ہزار فرشتے تھے۔ قاضی نور اللہ رحمہ اللہ مجالس المومنین مین کہتے ہین کہ ایک روز مستنصر خلیفہ زیارت قبر سلمان کو آیا سید عز الدین اقساسی کوفی اسکے ساتھ تھے انسے کہنے لگا کہ کتنا جھوٹ شیعہ بولتے ہین کہ علی ابن ابیطالب ایک رات مین یثرب سے مدائن آئے اور سلمان کو غسل دیکر اسی رات کو لوٹ گئے سید نے فی البدیہہ چند اشعار پڑھے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ امیر المومنین کے لیے اس امر کو جھوٹ جانتے ہو اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان نے ایک آن کے آن مین تخت بلقیس شہر سبا سے منگوالیا اسکا انکار نہین کرتے اگر محمد مصطفےٰ تمام انبیا سے بہتر تھے تو انکے وصی خیر اوصیا ہونگے اور سبسے زیادہ قدرت ایسے امور کے اظہار کی رکھتے ہونگے ورنہ جملہ امور کا انکار کرنا پڑیگا۔ کیا خوب کہا ہے صاحب بن عباد وزیر نے مدح جناب امیر مین صنوہ الذی واخاہ واجابہ حین دعاہ وصدقہ قبل الناس ولباہ وساعدہ وواساہ وشید الدین وبناہ وھدم الشرک واخزاہ وبنفسہ علی الفراش فداہ ومانع عنہ وحماہ وارغم من عاندہ وقلاہ وغسلہ وواراہ وادی دینہ وقضاہ وقام بجمیع ما اوصاہ ذلک امیر المومنین لا سواہ ہمسر رسول خدا کے جنکے ساتھ انہون نے عقد مواخات (بھائی چارہ) باندھا اور اجابت کرنیوالے انکے جبکہ دعوت کیا انکے تئین۔ اور تصدیق کی تمام آدمیون سے پہلے انکی اور لبیک کہا انکے تئین اور یاری کی انکی اور غمخواری فرمائی اور مضبوط و مستحکم کردانا دین کو اور اسکی جڑ بنیاد کو اور منہدم فرمایا شرک کو اور خوار کیا اسکے تئین اور انکے بچھونے پر لیٹ کر اپنے تئین آنحضرت پر فدا کیا اور حفاظت کی آنحضرت کی اور حمایت فرمائی اور انکے معاندون کی ناک زمین پر رگڑی اور دشمنی کی انسے اور غسل میت دیا آنحضرت کے تئین اور دفن کیا اور ادا کیا انکے قرض کو اور سبکدوش کیا انکو اور جو جو انہون نے وصیتین کی تھین تمام کو بجالائے ان سب کامون کے کرنیوالے اور جملہ امور کے بجالانیوالے امیر المومنین ہین انکے سوا کوئی نہین۔ ابو بکر ہروی شطرنج کھیلا کرتا تھا ایک مرد حنبلی نے اس سے سوال کیا کہ رسول اللہ کے بعد امام خلق کون ہے ابو بکر نے ایک شاہ اور چار پیادے اسکے آگے رکھدیے کہ یہ نبی اور یہ چار ون اسکے خلیفے کوہستانی نے پوچھا کہ یہ جو انکے پہلو مین ہے کون ہے آیا انکا بیٹا ہے کہا نہین انکے کوئی بیٹا نہین رہا صرف ایک بیٹی انکے بعد باقی رہی کہا تو یہ انکا داماد ہے کہا نہین داماد ان سب کے اخیر کا ہے کہا تو وہ ان سب کی نسبت انسے نسب مین اقرب ہے یا علم و شجاعت و زہد و تقوے مین سب سے زیادہ ہے کہا یہ باتین بھی اسی اخیر مین ہین۔ کہا تو یہ انکے پہلو مین سب سے اول اسکو کھڑا ہونا چاہیے۔ مجد الدین سنائی کہتا ہے۔ شعر

گویند چو پیغمبر ما رفت ز عالم ❊ میراث خلافت بفلان داد و بہمان ❊ ہرگز ملکی ملک بیگانہ نداد است ❊ رو دفتر شاہان جہان جملہ تو برخوان

با دختر و داماد و بنی عم و نبیرہ ❊ میراث بہ بیگانہ دہد ہیچ مسلمان ❊ نیز سنائی نے مدح جناب مرتضوی مین لکھا ہے۔ شعر

ہم نبی را وصی و ہم داماد خوانده در دین و ملک مختارش		چشم پیغمبرانہ جانش شاد ہم در علم و ہم علمدارش		نایب مصطفےٰ بروز غدیر جان آزاد مردی و تن دین		کرده در شرع خود مراد امیر خسرو سنت و تہمتن دین

وانکہ طاہا طہارتش داده	وانکہ یٰسین امارتش داده	رازدار خدای پیغمبر	رازدار پیمبرش حیدر
عقل در آب رویش آغشتہ	سپہر گرد و پیش ناگشتہ	بہر او گفتہ مصطفےٰ با کہ	کای خداوند وال من والاه
کدخدای زمانہ چاکر او	خواجہ روزگار قنبر او	ہر کہ تن دشمن است و یزدان دست	وانکہ الراسخون فی العلم اوست
مرتضائی کہ کرد یزدانش	ہمرہِ جان مصطفےٰ جانش	ہر دو یک قبلہ و خروشان دو	ہر دو یک روح و کالبدشان دو
دو رونده چو افسر و گردون	دو برادر چو موسیٰ و ہارون	ہر دو یک دُر زیک صدف بودند	ہر دو پیرایہ شرف بودند
ازپی سائلی بیک دو رغیف	سورہ ہل اتی و رات شریف	سر توحید اندر این گلشن	پیش جانِ عزیز او روشن
قوتِ حسرتش ز فوت نماز	چرخ را داشتہ ز گشتن باز	تا نہ نگشاده علم حیدر در	ندہد سنتِ پیمبر بر
چرخ را رہنمای علم او بود	دہر را کدخدای علم او بود	تاج علمش گزشتہ از پروین	تخت علمش نہاده بر در دین
حلم را کار بست روز جمل	عفو کرد از عدو خلاف جدل	باز با خصم خویش در صفین	با عدو کار بست رای ازین
در قیام و قعود جود او کرد	درمیان سجود جود او کرد	خاتم اینجا بداد بر در راز	ملک آنجا جزا و نہ بستد باز
نایبِ کردگار حیدر بود	صاحبِ ذوالفقار حیدر بود	مہر کینش دلیل ممبر و دار	حلم و خشمش نشان جنت و نار
	دل او عالم معانی بود	لطف او آب زندگانی بود	

عجائب امیر المومنین سے ایک یہ تھا کہ باوجود طول حروب و کثرت جنگ و پیکار کبھی کسی سے روگردان نہین ہوئے۔ معہذا کوئی ضرب شدید نہین اُٹھائی اِلّا دو بار ایک جنگ خندق مین سر مبارک پر دوسرے ابن ملجم کے ہاتھ سے اسی مقام پر کہ باعث آپ کی شہادت کی ہوئی حالانکہ معرکون مین دلیرانہ در آتے اور مہلکون مین دلیرانہ گھس جاتے اور سرکشون سردارون کو خاک مین ملاتے اور آپکا قول تھا واللہ لابن ابیطالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ قسم خدا کی کہ پسر ابو طالب یعنی خود بدولت اس سے زیادہ موت سے مانوس ہین جتنا کہ بچہ پستان مادر سے اور نیز آپ فرماتے تھے۔ ایہا الناس انکم لم تقتلوا تموتوا والذی نفس ابن ابی طالب بیدہ الضربۃ السیف علی الراس اھون الی من موتۃ علی الفراش لوگو قتل نہوگے تو ویسے مروگے قسم اُس خدائے عزوجل کی علی کی جان اسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ مجھکو سو چوٹین تلوار کی سر پر کھانا ایکبار بستر پر پڑکر مرنے سے زیادہ سہل و آسان ہے۔ کبھی کوئی مقابل نہین ہوا کہ پنجہ شہباز اجل سے چھوٹا ہو اور ہرگز کوئی ایسی ضرب نہین لگائی کہ دوسری کی ضرورت رہی ہو۔ اور عادت تھی حضرت شیر خدا کی کہ حریف دراز قد کو طول سے دو ٹکڑے کرتے اور قصیر القامت کو عرضاً چیر ڈالتے اور بہرحال دونو ٹکڑے ایسے نپے تلے برابر ہوتے کہ کانٹے مین رکھو تو ذرا فرق نہ نکلے۔ ایک خصلت پسندیدہ جہاد و غزا مین آپ کی یہ تھی کہ جسکو قتل فرماتے اسکے ساز و سلب سے متعرض نہوتے حالانکہ شارع کی عام اجازت تھی من قتل قتیلا فلہ سلبہ کہ جو جسکو قتل کرے اسکا اسباب و سامان تمام قتل کرنیوالے کا ہے۔ حضرت کا حکم تھا یا قنبر لا تعر فرائسی اے قنبر میرے کشتون کو ننگا نکر وان الاسود اسود الغلب ھمتہا یوم الکریہۃ فی المسلوب لا السلیب۔ بتحقیق کہ شیران دشت وغا کا مقصود و مدعا میدان جنگ مین مسلوب و مقتول ہوتا ہے

عمرو بن معدیکرب

اسکے ساز و سلب پر نگاہ نہین کرتے۔ لکھا ہے کہ ایکبار مین گیرودار مین ایک کافر نے آپ سے تلوار کا سوال کیا فوراً تلوار اسکی طرف پھینکدی سائل حیران رہ گیا اور بولا اے پسر ابیطالب ایسے نازک وقت مین یہ فیاضی۔ فرمایا اے شخص تو نے سوال کیا مین تیرے سوال کو کیونکر رد کرتا اپنا شیوہ نہین کہ سوال سائل کا رد کرین کافر نے اپنے تئین زمین پر گرادیا کہ یہ کار کامل دیندار کا ہے جسکا محض پروردگار پر بھروسہ ہو۔ پائے مبارک کو چومتا تھا اور کلمۂ شہادتین پڑھتا تھا۔ عمرو بن معدیکرب شجاعان عرب سے سخت شورہ پشت وجری تھا قافلون کو لوٹتا اور بستیون کو لوٹ کر خاک سیاہ کردیتا تھا۔ امیر المومنین سے مقابلہ ہوا تو بلا کلمہ پڑھے جان نہ بچی عمر خطاب اکثر کہا کرتے تھے الحمد للہ الذی خلقنا وخلق عمروًا خدا کا شکر ہے ایک اُس نے ہمکو پیدا کیا ہے ایک عمرو کو اور اکثر اُس سے اسکی جاہلیت کے لوٹ مار کا حال دریافت کیا کرتے وہ کہتا قد محی سیف علیؑ الصنائع کہ تیغ شرربار حیدر کرار نے ہمارے تمام کاروبار خاک مین ملادئے۔ اکثر فتوحات عجم کہ عمر کے زمانہ مین ہوئین اسی شخص کے ہاتھ سے ہوئین۔ حدیقہ حکیم سنائی

آن ز فضل آفت سرائے فضول
آنکہ در شرع تاج دین او بود
ہرگز از چشم ہیچ سرمہ برید
ذو الفقارے کہ از بہشت خدا
زان دو تیغ کشیدہ در عالم

وآن علمدار و علم دار رسول
وانکہ تاراج کفر وکین او بود
جز بفرمان حسام ہر نکشید
بفرستادہ بود شرک زدا
شرع را کردہ ہمچو تیر و علم

آن سرافیل سرفراز از علم
ہر عدو را کہ در فگندہ زپائے
آمد از سدرہ جبرئیل امین
بہ دو تیغ او بہ ذو الفقار و زبان

ملک الموت دیو آزار علم
نامبر دستش و زنندہ خدائے
لافتی کرد مردر اتلقین
کردہ یکسر ہمہ جو تیر جہان

علامات ظاہرہ و آثار قاہرہ حضرت امیر المومنینؑ سے جنہین کہ وہ حضرت سائر خلق سے متفرد و ممتاز تھے ایک یہ ہے کہ آپ کے مناقب و مآثر و محاسن و مفاخر دوست و دشمن نے یکسان و برابر روایت کئے اور اپنی اپنی کتابون مین درج فرمائے ہین اور مطلقاً انکو چھپا نہین سکے اور ہرچند بہت سے اسباب دواعی ایسے پیدا ہوئے کہ وہ آثار صفحۂ دہر سے مٹ جائین مگر وہ برعکس اسکے آفتاب کی طرح دنیا پر چمکتے اور حاسدون معاندون کی آنکھون کو خیرہ و اندھا بناتے رہے اور قیامت تک بناتے رہینگے بنی امیہ کہ مشرق و مغرب عالم پر سالہائے دراز تک فرمانروا رہے بہت بڑے دشمن آنحضرت کے تھے ممبرون پر چڑھکر مذمت و بدگوئی کرتے اور بعض وقت برے تک سے نہین چوکتے تھے کوئی سیدھی طرح آپکا نام لیتا تو اُسکو پٹواتے قید کرتے مرواڈالتے تھے ذکر فضائل تو کیا ذکر تھا حتی کہ ان ملاعین کے خوف سے لوگون نے نقل حدیث و روایت تک مین آپکا نام لینا چھوڑ دیا تھا۔ جب ضرورت ہوتی تو کہتے حدثنی رجل من قریش یا حدثنی رجل من اصحاب رسول اللہ کہ روایت کی ہے مجھسے ایک مرد نے قریش سے یا اصحاب رسول اللہ سے اور علیؑ کا نام زبان سے نہ نکالتے تھے حسن بصری آنحضرت سے روایت بیان کرتا تو حدثنی ابو زینب کہ حدیث کی ہے مجھسے پدر زینب نے لیکن نتیجہ اس تمام کا یہ ہوا کہ یہ دشمنان دین و اصل جہنم ہوئے تو انکے نام و نشان بھی انکے ساتھ ہی نیست و نابود ہوگئے۔ آج یزید و مروان و آل ابوسفیان کا کوئی نام لیوا و پانی دیوا جہان مین نظر نہین آتا ہان ہانی پی کر لعن تو انپر ضرور کرتے ہین اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے اسمائے گرامی ہر کس کے ورد زبان ہین عالم فاضل عامی جاہل پیر و برنا غنی و گدا سب انکے آشنا ہین علماء ان کے فضائل بیان کرکے فوائد دارین حاصل کرتے ہین اُمرا انکے

نام پر ہزارون لاکھون کی نذر و نیاز کرتے اور دنیا و عقبی مین سرخرو ہوتے ہین۔ فقرا جو سوال کرتے ہین انکے واسطے سے اور انکا نام لیکر کبھی کسی بھکاری جوگی سے عمر ابوبکر کا نام بھی نہ سُنا جب سُنا حضرت علیؑ ہی کا نام لیتے سُنا اور یہ کہ وہ ایسے تھے ولیسے تھے بیٹے کو خیرات کردیا خود راہ خدا مین بک گئے۔ ع سخاوت ختم ہے مولا علیؑ پر ۔۔ شجاعت ختم ہے حق کے ولی پر ۔۔ وغیرہ وغیرہ۔ شعبی سے کہ یکے از سلاطین دین سینہ ہے باسناد معتبرہ منقول ہے کہ وہ کہتا تھا مین خلفاء بنی امیہ کو سُنتا تھا جب علی علیہ السلام کی مذمت کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ آنحضرت کا بازو پکڑ کر انکو آسمان پر چڑھا رہے ہین اور جب اپنے اسلاف کی مدح کرتے تو گویا مُردار و جیفہ سے پردہ اُٹھاتے اور انکی گندگی جہان مین کھنڈاتے ہین ابن اشوب نے نقل کیا ہے کہ ایک بدوی عورت مسجد کوفہ مین کہہ رہی تھی کہ اے مشہور آسمان و زمین کے اور اے معروف دنیا و آخرت کے بادشاہ ظالمون نے بہتیرا چاہا کہ انوار تیرا ٹھنڈا ہوجائے اور تیری یاد موقوف ہو مگر حقتعالے اُسکو بلند کرتا اور چمکاتا اور بڑھاتا ہی رہا ہرچند مشرک اس سے کراہت کرتے رہے کسی نے پوچھا تو یہ کسکا حال بیان کررہی ہے کہا امیر المومنینؑ علی بن ابیطالبؑ کا اور کسکا پھر جو دیکھا تو وہان کچھ نظر نہ آیا مثنوی نان نمک و لکھ گئے ہین یون رات باکمال

تب یہ فرمایا جواب باصواب
بو البشر ہین صاحب بر و شرف
انکو تھا حکم جنت ایزدی
مین نے گندم آجتک کھایا نہین

جب کیا راوی نے حیدر سے سوال
اول خلقت ہین وہ عالیجناب
ہین صفی اللہ سابق سب خلف
کھا یہ مست خلد مین گندم کبھی
گو خدا نے منع فرمایا نہین

آپ کا رتبہ بڑا ہے یا امامؑ
حضرت آدم صفی اللہ ہین
پر کیا تو نے جو یہ مجھسے سوال
پر صفی نے جا کے گندم کھالیا

یا ہے آدم کے لئے برتر مقام
آسمان برتری کے ماہ ہین
فرق یہ ہے مجھ مین انمین کر خیال
ترک اولی جد امجد نے کیا

یہ حدیث طولانی ہے اور صعصعہ بن صوحان عبدی اُسکے ناقل ہین انہون نے بعد ابن ملجم کے بعد ہر ایک پیغمبر کی نسبت آپ کے وجوہ فضیلت آپ سے استفسار کئے اور جواب باصواب پائے اور مسئلہ تفضیل ائمہ بر پیغمبران سوا پیغمبر آخر الزمان شیعون کے درمیان مسائل مشہورہ سے ہے بیشتر آیہ مباہلہ کے بیان مین گذرا کہ حقتعالے نے اپنے کلام مجید مین حضرت امیرالمومنین کو نفس پیغمبر کہا ہے پس نفس اشرف الانبیاء یقیناً دیگر انبیاء سے افضل ہوگا اور بموجب حدیث تشبیہ جسکو صاحب مودۃ القربیٰ وغیرہ نے نقل کیا جمیع کمالات انبیاء آنحضرت مین موجود تھے آخر حدیث مذکور مین ہے فان فیہ تسعین خصلۃ من خصال الانبیاء

[1] شاہ عبد العزیز بین اس مسئلہ کو شیعون سے نقل کرکے اسکی تردید مین لکھتے ہین کہ اس عقیدے کا مخالف قرآن ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ تمام قرآن انبیاء کے اصطفا و اختیار کرنے اور سائر خلق سے انکے چننے اور انتخاب کرنے پر دلالت رکھتا ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ان کا واجب الاطاعت بنانا اور وحی انکو بھیجنا امام وغیر امام سب کو انکا تابع کرنا بغیر اسکے کہ امام انکے مفضول ہون اور وہ امام کے نسبت افضل قیاس مین نہین آتا۔ چونکہ یہ باتین ہر ایک نبی مین ہین اور ہر امام سے مفقود ہین لہذا کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہوسکتا۔ صاحب حدیقہ سلطانیہ طاب ثراہ اس کے جواب مین کہتے ہین کہ مفصل ان مزخرفات کا تو ہمارے والد علامہ نے حسام الاسلام مین دیا ہے مگر یہان حسب موقعہ و مقام مختصر طور سے یہ ہے کہ فضیلت منوب عنہ کی اپنے نائب کی نسبت مقبول و مسلم ہے تاکہ مزیت فرع بر اصل لازم نہ آئے مگر یہ مستلزم نہین کہ ہر فرد نائب کی ہر ایک منمنہ سے مفضول و مرجوح ہو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بعض افراد منوب عنہ کا ایسا رتبہ عالی اور پایہ بلند ہو کہ اسکا نائب بھی سائر افراد منوب عنہ سے برتر ہو جیساکہ حضرت رسالت پناہ کہ باتفاق فریقین جملہ انبیاء سے افضل ہین پس اگر ان کے نائب و وصی بھی دیگر انبیاء سے افضل ہون تو کیا بعید بات ہے اور جب اسمین کوئی استحالہ عقلی نہ رہا تو جو احادیث اس بارہ مین وارد ہوئی ہین واجب العمل ہین اسکے بعد احادیث متفق علیہ فریقین کہ امیر المومنینؑ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین نقل کی ہین ۱۲ منہ عفی عنہ

جمعہا اللہ فیہ ولم یجمع فی احد غیرہ یعنی تحقیق کہ آنحضرتؑ میں نوے خصلتیں خصلتہائے انبیاء سے ہیں جمع کیا ہے انکو حقتعالے نے
انکے درمیان اور نہیں جمع کیا کسی کے درمیان انکے سوا۔ چنانچہ اس لئے کہا گیا ہے ؎ یدل بمعنی واحد کل فاخر
وقد جمع الرحمٰن فیک المعالیا ؎ حسن یوسف لب عیسے ید بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ مناقب میں ہے
کہ سفینہ نوح ذات الواح آب طوفان سے نجات دینے والی تھی۔ مگر کشتی امیر المومنینؑ کہ سفینہ نجات ہے آتش جہنم سے بچائیگی چنانچہ حدیث
مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ النوح الخ مشہور معروف ہے اور نوح کا حقتعالے نے اپنی کتاب عزیز میں بیالیس مقام پر ذکر کیا ہے اور امیر المومنینؑ
کو وہ مقام پر یاد فرمایا ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے جو بت توڑے تو چھپ کر توڑے اور کہا تھا بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم
ان کانوا ینطقون کہ تمہارے اس بڑے بت نے توڑے ہونگے پوچھ لو ان سے اگر یہ بولیں اور امیر المومنینؑ نے رسول اللہ کے ساتھ ظاہر و
علانیہ کفار و مشرکین کے سامنے بت توڑے پس یہ فعل انکا افضل ہے حضرت ابراہیم کے فعل سے اور حقتعالے نے ابراہیم کا ذکر قرآن میں
پینسٹھ مقام پر کیا ہے اور علیؑ کے ذکر سے ربع قرآن پر ہے۔ لیکن موسیٰ پس انہوں نے فرعون جیسے نجس ناپاک کے گھر میں پرورش پائی امیر المومنینؑ
حضرت رسولخدا کے دامن تربیت میں پلے اگر موسیٰ کو عصا عنایت ہوا تھا تو حضرت کو ذوالفقار مرحمت ہوئی۔ عصائے موسیٰ اگر اژدہا بنا تھا۔ تو حضرتؑ
کی کمان اژدہا بنگئی ؎ پھر کہا اس شخص نے یا بوتراب ٭ عیسے مریم ہیں افضل یا جناب ٭ یوں ہوا ارشاد عیسیٰ ہیں رسل ٭ وحی کا ہوتا تھا حضرت پر دل
ہیں رسول اللہ وہ عالی مقام ٭ ہیں وہ روح اللہ سرخیل کرام ٭ ترک اولےٰ سے ہمیشہ تھے بری ٭ دی تھی حق نے انکو عز و برتری
چرخ چارم پر ہیں وہ خورشید وار ٭ حشر تک زندہ ہیں وہ عالی وقار ٭ مجھ میں انمیں فرق ہے پر اسقدر ٭ تو نے جب پوچھا تو دیتا ہوں خبر
بیت مقدس میں تھی مریم اے جنیب ٭ وقت وضع حمل جب پہنچا قریب ٭ یوں ہوا حکم جناب کبریا ٭ باہر اس گھر سے نکل اے پارسا
درد زہ ماں کو میری جسدم ہوا ٭ حکم یہ پہنچا کہ تو کعبہ میں جا ٭ شق ہوئی دیوار اے اہل خرد ٭ داخل کعبہ ہوئی بنت اسد
اللہ اللہ کیا شرف کیا شان ہے ٭ عقل یاں انسان کی حیران ہے ٭ ابتدا میں [illegible] حق نے دیا ٭ انتہا میں کیا شرف حاصل ہوا
مولد اقدس تو بیت اللہ ہے ٭ مسجد کوفہ شہادت گاہ ہے ٭ **لطیفہ** چار چیزیں ہیں کہ تمام آدمی حتےٰ کہ انبیاء کرام بھی انسے
ڈرتے ہیں شیطان سانپ قتل ہونا اور بھوکا رہنا بیان اسکا اسطرح پر ہے کہ حقتعالے نے فرمایا قل انی اعوذبک من ھمزات
الشیاطین یعنی کہہ اے پیغمبر کہ پناہ لیتا ہوں میں تیری طرف ہمزات (اغوا کرنے اور دل میں بدی ڈالنے) شیاطین سے۔ نیز حقتعالے حضرت موسیٰ
کے حال سے خبر دیتا ہے فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ یعنی موسیٰ نے جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپ کی طرح زمین پر چلتے
دیکھا تو دل میں ڈرے۔ نیز آنحضرتؐ نے فرعونیوں سے ایک مرد کو مار ڈالا تھا لہذا ڈرتے تھے کہ انکے پاس جائیں تو وہ اسکے عوض کہیں انکو
مار ڈالیں لہذا کہتے تھے رب انی قتلت منھم نفسا اے پروردگار میرے میں نے انمیں سے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ اور نیز انسے بھوک کی
سہار نہو سکی قال لفتٰہ اتنا غداءنا اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ آپ ہمارے پاس ہمارے کھانیکو لقد لقینا من سفرنا ھذا
نصبا ہمنے اپنے اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی۔ لیکن امیر المومنینؑ نے شیطان کے ساتھ جنگ کیا ثعبان (اژدہے) سے ہمکلام ہوئے

کفار اشرار سے مقابلہ کرکے انکو قتل فرمایا اور اپنا [illegible] کا کھانا یتیم مسکین و اسیر کو کھلا دیا **دیگر** موفق نے روایت کی ہے کہ حقتعالے نے پانچ چیزیں مجھے
عطا کی ہیں۔ اور پانچ ہی [illegible] علیؑ کو بخشیں مجھکو جوامع الکلم دئے تو علیؑ کو جوامع الکلام عنایت کئے۔ مجھکو نبی کیا تو علیؑ کو وصی مقرر کیا مجھکو کوثر بخشا تو علیؑ
کو سلسبیل لطف فرمایا میرے پاس وحی آتی ہے تو علیؑ کو الہام ہوتا ہے مجھکو شب معراج آسمان پر لیگئے تو انکے لئے ابواب سموات و پردہ ہائے
آسمان کھولدئے کہ [illegible] کو نظارہ دیکھتے اور سنتے تھے اللھم صل علی محمد و آل محمد صلوٰۃ کثیرا طیبا دائما ابدا

برخے از مناقب اہلبیت و تاکید محبت ایشان و تعظیم سادات رفیع الدرجات

واضح رہے کہ مراد اہلبیت رسولؐ سے قرآن و حدیث میں ذات قدسی صفات امیر المومنینؑ اور انکی زوجہ مطہرہ جناب فاطمہؑ اور اولاد طاہرین
ہیں ازواج پیغمبر خدا انمیں داخل نہیں چنانچہ صحیح مسلم و جامع الاصول سے نقل ہوا ہے کہ حصین بن سبرہ نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا ازواج پیغمبر
بھی داخل اہلبیت ہیں تو اس نے کہا نہیں قسم بخدا کہ عورت کچھ عرصہ تک اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہے پھر وہ طلاق دیدیتا ہے تو اپنے باپ کے
گھر چلی جاتی ہے اہلبیت رسول اللہ انکے اقربا ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور نور الابصار فی مناقب اہلبیت النبی المختار تصنیف سید مومن
شبلنجی شافعی مصری میں سنہ ۱۲۹۰ ہجری میں تصنیف ہوئی اور سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں مطبع میمنیہ مصر میں طبع ہوئی درمیان آیہ تطہیر مذکور ہے کہ مراد
اہلبیت سے یہاں علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ ہیں قائل ہوئے ہیں اس قول کے ابوسعید خدری اور ایک جماعت تابعین کی مثل مجاہد و ابو قتادہ کے
پھر لکھا ہے کہ شاہد اسکا یہ ہے کہ جسوقت آنحضرتؐ نے نصارائے نجران کے ساتھ ارادہ مباہلہ کیا اور آیہ شریفہ فمن حاجک فیہ من
بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم نازل ہوئی تو آپ برآمد ہوئے
حالانکہ امام حسینؑ آپکی گود میں تھے اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور جناب فاطمہؑ آپکے پیچھے اور امیر المومنینؑ فاطمہؑ کے پیچھے تھے۔ اور حضرت
رسولخدا انسے کہتے جاتے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نجرانیوں کے اسقف (پادری) نے انکو بایں ہیئت دیکھا تو پکار اٹھے
قوم نصارے میں ایسی صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر حقتعالے سے درخواست کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جائے تو البتہ حقتعالے انکی خاطر سے
پہاڑ کو اسکی جگہ سے دور کر دیگا زنہار تم ان کی ساتھ مباہلہ کرنا نہیں تو ہلاک ہو جاؤ گے اور ایک نصرانی روئے زمین پر باقی نرہے گا۔ پس
اس بیان کے موافق ابناءنا سے حسنین علیہما السلام اور نساءنا سے حضرت فاطمہ اور انفسنا سے نفس رسول اللہ علی ابن ابیطالب مراد ہیں۔
پھر ذرا آگے بڑھکر صاحب نور الابصار کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قول کہ اہلبیت سے یہی چاروں حضرات مراد ہیں انکے سوا کوئی دوسرا نہیں وہ ہے
کہ میلان کیا ہے اسکی طرف فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور زمخشری نے کشاف میں چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ جب آیہ شریفہ قل
لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہہ اے محمدؐ کہ میں تمسے اپنی رسالت پر کوئی اجرت و مزدوری نہیں مانگتا الا محبت اپنے اقربا کی
چاہتا ہوں نازل ہوئی۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپکے اقربا جنکی محبت آپ چاہتے ہیں کون ہیں فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور انکے دو بیٹے اور
نیز دلالت کرتا ہے اس پر جو کچھ کہ امیر المومنین علیؑ سے روایت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مینے رسول اللہ سے شکایت کی کہ لوگ ہم پر حسد کرتے
ہیں فرمایا یا علیؑ تو راضی نہیں کہ جو تھا ہو ان چار کا کہ سب سے پہلے داخل جنت ہونگے یعنی میں اور تو حسنینؑ اول جنت میں داخل ہونگے اور

ہماری ازواج ہمارے دہنے ہاتھ ہیں اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہوگی۔ اور نیز آیہ تطہیر انہیں حضرات کے شان میں نازل ہوئی ہے وہو قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ ترجمہ ارادہ نہیں کرتا حقتعالیٰ مگر یہ کہ اے اہلبیت تمسے ہر ایک رجس و پلیدی کو دور کرے۔ اور پاک کرے تمکو پاک کرنا۔ اور شہرت اسکی مخصوص بآل عبا ہونیکی اسقدر ہے کہ ابن حجر جیسے متعصب نے بھی اسکا اقرار کیا ہے چنانچہ صواعق محرقہ میں کہتا ہے اکثر المفسرین علی انہا نزلت فی علی وفاطمۃ والحسن والحسین لتذکیر ضمیر عنکم وما بعدہ۔ اکثر مفسرین اسپر ہیں کہ یہ آیہ علی و فاطمہ و حسنین کے حق میں نازل ہوئی ہے بوجہ مذکر ہونے ضمیر عنکم اور اسکے مابعد یطہرکم۔ یعنی اگر ازواج پیغمبر اسمیں داخل ہوتیں تو بوجہ کثرت انکی ضمیریں مونث ہوتیں نہ مذکر۔ پھر ابن حجر کہتا ہے کہ احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ شریفہ پنج اشخاص پیغمبر خدا و علی مرتضیٰ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اخراج کیا ہے طبرانی نے کہ رسول اللہ نے آنحضرت کو عبا میں داخل کیا اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا۔ اور نور الابصار میں ہے کہ خطیب نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ تشریف لائے اور وہ حضرت ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوئے تھے پس حسن آئے آپنے انکو اسمیں لیلیا بعد ازان حسین آئے انکو بھی اسمیں داخل کیا پھر علی و فاطمہ آئے انپر بھی اسی کو اوڑھا دیا پھر تلاوت فرمایا آیہ شریفہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت صاحب کتاب کہتے ہیں کہ اسمیں دلیل ہے اوپر نبوت آنحضرت کے اور اوپر فضیلت آل عبا کے جملہ اصحاب پر۔ اور نیز بطرق متعددہ صحیحہ روایت ہوا ہے کہ رسول اللہ آئے اور انکے ساتھ علی و فاطمہ و حسن و حسین تھے حضرت نے ان دونوں کو اپنے دونوں زانوؤں پر بٹھالیا اور سب پر اپنی عبا کو اوڑھایا اور اس آیہ شریفہ کو تلاوت فرمایا پھر کہا پروردگارا یہ میرے اہلبیت ہیں انسے ہر ایک رجس و پلیدی کو دور کر۔ اور پاک کر انکو پاک کرنا۔ بروایتے فرمایا خداوندا یہ آل محمد ہیں تو انپر برکات و صلوات بھیج جسطرح کہ ابراہیم پر برکات و صلوات بھیجی کہ تو حمید مجید ہے بروایتے ام سلمہ کہتی ہیں کہ مینے سرا چادر کا اٹھایا تاکہ میں بھی انہیں شامل ہوجاؤں مگر حضرت نے اسکو میرے ہاتھ سے کھینچ لیا مینے کہا یا رسول اللہ میں بھی تو تمہارے ساتھ ہوں فرمایا تو ازواج پیغمبر سے ہے اور عاقبت تیری بخیر ہے یعنی ہر چند تیری عاقبت بخیر ہے مگر اسمیں شامل نہیں ہوسکتی۔ نیز ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ فاطمہ زہرا ایک پیالہ حریرہ کا لائیں اور حضرت کے آگے رکھدیا آپنے فرمایا تمہارے شوہر اور بیٹے کہاں ہیں عرض کی گھر میں ہیں فرمایا انکو بلالاؤ فاطمہ گئیں اور حضرت امیر و حسنین کو بلا لائیں پس سب ملکر وہ طعام کھانے لگے حضرت رسولخدا نے اپنی عبا انپر اوڑھا دی تھی کہ اسوقت آیہ تطہیر نازل ہوئی۔ بروایتے حضرت نے جبرئیل و میکائیل کو بھی اسوقت اپنے شریک کر لیا تھا۔ بموجب ایک روایت کے فعل فاطمہ کے گھر میں واقعہ ہوا تھا اور شیخ محب الدین طبری نے کہا ہے کہ یہ فعل آنحضرت سے کئی دفعہ واقع ہوا۔ پھر صاحب کتاب کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ و احمد و ترمذی نے بسند حسن اور ابن جریر و ابن منذر و طبرانی و حاکم نے بسند صحیح انس سے روایت کی ہے کہ بعد نزول آیہ تطہیر کے حضرت رسولخدا کا معمول ہوگیا کہ جب نماز فجر کو گھر سے نکلتے اور خانہ فاطمہ کے پاس سے گذرتے تو فرماتے الصلوٰۃ اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ یعنی اے اہلبیت عصمت و طہارت و مورد آیہ تطہیر نماز کا وقت ہے اٹھو اور نماز میں حاضر ہو۔ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ آپ چالیس صباح اسطرح کہا کئے۔ اور ایک اس روایت میں عبارت مذکورہ بالا سے اسقدر اور زیادہ کیا ہے السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ انما

لیکن بموجب روایت ابن عباس [illegible] چھ مہینہ تک آپکا یہ معمول رہا و بروایت ابن منذر و ابن جریر و طبرانی آٹھ مہینے اور بعض روایت نو مہینے بھی وارد ہوئی ہیں۔ پھر کیف ابن حجر [illegible] کہتا ہے یہ آیہ منبع فضائل اہلبیت ہے اور انکے غرر مناقب پر شامل کہ اسمیں اعتنا و التفات کامل انکے حال [illegible] منسوب کرنیکے [illegible] تاکید کی گئی ہے یعنی حقتعالیٰ انکے بارے میں یہ ارادہ کرتا ہے اور بجز اسکے کچھ نہیں چاہتا کہ انکے تئیں ہر رجس و [illegible] اکراہ و اجبار عمر خطاب نے [illegible] کمال ایمان میں نقص کا اندیشہ ہو پاک کرے اور تمام احوال و اخلاق مذمومہ سے انکو مطہر و معصوم گردانے اور بعض طرق احادیث نکاح کی درخواست [illegible] سے انپر آتش دوزخ کا حرام کرنا مقصود ہے کہ غرض و غایت تطہیر کی وہی ہے پس اس سے توبہ و انابت کا انپر الہام کرنا اور [illegible] امور امرا و بزرگی انکی [illegible] دائم رکھنا مقصود ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب خلافت خلافت نہ رہی اور ملک و بادشاہی ہو گئی تو انسے لے لی یعنی امام حسن پر کہ خلافت تمام نہوا تو اسکی عوض انکو خلافت باطنی دی گئی حتے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ قطب الاولیا ہر ایک زمانہ میں انہیں سے ہوتا ہے نیز ابن حجر نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میرے دو فرزند حسن و حسین سید و سردار جوانان بہشت ہیں اور انکے باپ انسے بہتر ہیں نیز صواعق میں ہے کہ آپ نے فرمایا یا علی فاطمہ مجھکو تجھسے محبوب تر ہے اور تم فاطمہ سے عزیز تر۔ نیز اسمیں ہے کہ آپنے حذیفہ سے فرمایا کہ آجکی رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا اس نے باجازت حقتعالیٰ مجھے سلام کیا اور بشارت دی کہ فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنہ ہیں اور حسن و حسین سردار جوانان بہشت۔ نیز نقل کیا ہے کہ ابوبکر امیر المومنین کی طرف بہت دیکھا کرتے تھے عائشہ نے جو اسکا سبب انسے دریافت کیا تو فرمایا رسول اللہ نے ارشاد کیا ہے کہ نظر کرنا طرف روئے علی کے عبادت ہے۔ نیز صواعق میں ہے کہ رسول اللہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور وجوہ صحابہ آپکی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ علی علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور کھڑے ہوکر مقام نشست کو دیکھنے لگے اور رسولخدا دیکھتے تھے کہ کون انکے لئے جگہہ چھوڑتا ہے۔ ابوبکر نے کہ حضرت کے دہنے ہاتھ پر بیٹھے تھے کہا اے ابو الحسن یہاں آؤ اور خود اپنے مقام سے سرک گئے تا اینکہ امیر المومنین آکر رسولخدا اور ابوبکر کے درمیان میں بیٹھ گئے اسوقت رسولخدا اسقدر خوش ہوئے کہ آثار خوشحالی و سرور چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر اہل فضل کی فضیلت کو نہیں جانتا مگر صاحب فضل ہی۔ افسوس کہ حضرت ابوبکر نے رسولخدا کے بعد اس جناب کی فضیلت کو نجانا اور اسوقت انکے لئے جگہہ نہ چھوڑی پس بموجب اس حدیث کے خود اپنی فضیلت کو کھو بیٹھے۔ نیز ابن حجر نے تاریخ دمشق سے نقل کیا ہے کہ سال رمادہ ۱۷ ہجری میں چند بار مسلمانوں نے بارش کی دعا مانگی مگر کچھ فائدہ نہوا ایکبار عمر عباس بن عبد المطلب کے پاس گئے اور کہا اے عم رسول اس مرتبہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ عباس نے جملہ بنی ہاشم کو جمع کیا اور امر کیا کہ غسل کریں اور لباس پاکیزہ پہنیں اور خود خوشبو لائے اور انکو معطر کیا پھر امیر المومنین کو آگے کیا اور امام حسن کو انکے دہنے اور امام حسین کو بائیں طرف اور آپ مع جملہ بنی ہاشم آنحضرت کے پیچھے ہوئے اور عمر سے کہا کہ اور کسی کو ہمارے ساتھ نہونے دو پس اس صورت سے مصلّے پر گئے اور دعا کی۔ جابر کہتے ہیں کہ ہنوز ہم دعا سے فارغ نہوئے تھے کہ آسمان سے پانی پڑنا شروع ہوا اور اسقدر برسا کہ ہم پانی ہی پانی میں واپس آئے۔ اور نیز صواعق میں ہے کہ رسولخدا نے فرمایا جو کوئی دوست رکھے مجھکو اور حسنین کو اور انکے ماں باپ کو وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں بہشت میں ہوگا نیز صواعق میں نقل کیا ہے کہ ابوبکر قسم کھا کر کہتے تھے کہ اقربا محمد مجھکو اپنے اقربا سے زیادہ تر محبوب ہیں۔ اگر یہ ارشاد حضرت عتیق کا صحیح ہوتا تو امیر المومنین سے خلافت اور

فاطمہ زہرا سے فدک نہ چھینتے۔ نور الابصار مین ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک دن کی دوستی [illegible] ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے جو اسپر مرے داخل جنت ہو اور کشاف سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ آگاہ رہو [illegible] مریگا شہید مریگا [illegible] اسکے گناہ بخشے جائینگے اور وہ تائب شمار ہوگا اور آگاہ رہو کہ جو محبت آل پر مریگا مومن کامل الایمان مریگا ملک [illegible] کہ ابن حجر نے صواعق [illegible] اور آگاہ رہو کہ جو محبت آل محمد پر مریگا وہ جنت مین اسطرح خوشی خوشی جائیگا جیسے عروس اپنے شوہر کے گھر [illegible] دو دروازے جنت کیطرف کھل جائینگے اور خدائے اسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ قرار دیگا اور وہی اہل سنت [illegible] رہو کہ جو بغض آل محمد پر مریگا قیامت کے روز عرصہ محشر مین آئیگا تو اسکی دو آنکھون کے درمیان لکھا ہوگا [illegible] رحمت خدا سے ناامید ہے اور آگاہ رہو کہ جو آل محمد کی عداوت پر مریگا وہ کافر مریگا اور بوے جنت نہ سونگھیگا۔ اور صواعق محرقہ مین نجم [illegible] سے نقل کیا ہے کہ قاریان قرآن سے ایک شخص جب امیر تیمور کی قبر پر گزرتا تو اس آیہ کو پڑھتا خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ [illegible] در غل و زنجیر کرد پھر جہنم مین ڈالو اور اسکو بار بار پڑھتے کہ وہی نقل کرتا ہے کہ ایک روز مین سوتا تھا خواب مین دیکھا کہ رسول اللہ تشریف رکھتے ہین اور تیمور لنگ آنحضرت کے برابر بیٹھا ہے مینے اسے جھڑکا کہ اے دشمن خدا تو اور یہ جگہہ اور چاہتا تھا کہ ہاتھ پکڑ کر وہان سے اٹھادون کہ رسول اللہ مانع آئے اور فرمایا اسکو یہین بیٹھا رہنے دے کیونکہ یہ میری ذریت کو دوست رکھتا تھا اور جمال مرشدی اور شہاب نورانی نے کہا کہ امیر تیمور کا ایک بیٹا کہتا تھا کہ میرا باپ مرض الموت مین مبتلا ہوا تو ایک روز اسکو کمال اضطراب عارض ہوا اور اسکا چہرہ سیاہ اور رنگ متغیر ہوگیا پھر اس کیفیت مین افاقہ ہوا تو سبب اس انقلاب کا پوچھا اُسنے بیان کیا کہ ملائکہ عذاب میرے پاس آئے تھے مگر اسیوقت رسول اللہ بھی تشریف لائے اور فرمایا کہ اس سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ یہ میرے اہلبیت کو دوست رکھتا اور اُنپر احسان کرتا تھا پس وہ چلے گئے۔ ابن حجر اسکے بعد کہتا ہے کہ جب اُن حضرات کی محبت نے اس ظالم کو کہ اس سے بڑھکر کوئی ظالم نہین نفع بخشا تو اورون کو کیونکر مفید نہوگی۔ **لیکن تعظیم سادات** پس صاحب نور الابصار کہتے ہین کہ ہمنے اپنے آقا علی خواص سے سنا کہ کہتا تھا کہ سید کا حق ہمپر یہ ہے کہ اپنی جان کو اسپر قربان کرین کیونکہ رسول اللہ کا کریم خون اور گوشت اسمین سرایت کئے ہوئے ہے پس وہ ایک پارہ تن رسول اللہ ہے اور جزو کا توقیر و اجلال مین وہی رتبہ ہے جو کل کا اور آنحضرت کے جزو کی انکی وفات کے بعد وہی حرمت کرنا ہے جو انکی زندگی مین۔ عبداللہ بن حسن ایک روز عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی حاجت کو گئے عمر نے کہا جب تمہین کوئی ضرورت ہوا کرے کسی کو بھیجکر مجھکو وہین بلوالیا کرو یا رقعہ لکھدیا کرو کیونکہ مجھکو شرم آتی ہے کہ خدائے تمکو میرے دروازہ پر دیکھے۔ اور بعض عالمون نے کہا ہے کہ حقوق سادات سے گو وہ نسب مین بعید ہون ہمپر یہ ہے کہ انکی رضا کو اپنی خواہشون پر مقدم کرین اور شرائط تعظیم و توقیر بجالائین اور کسی تخت وغیرہ بلند چیز پر نہ بیٹھین جبکہ وہ زمین پر بیٹھے ہون۔ نیز نور الابصار مین کتاب مبین سے نقل کیا ہے کہ مقتضاے ادب یہ ہے کہ کوئی غیر سید سید عورت کے ساتھ نکاح نکرے۔ الا اسوقت جبکہ اپنے اوپر اعتماد رکھتا ہو کہ اسکے حکم و اشارے پر چلیگا اور اسکی جوتیان اسکے آگے رکھیگا اور جب وہ اسکے پاس آئیگی تو سروقد اسکی تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوگا اور باوجود اسکے دوسری شادی نہین کریگا۔ اور معاش مین اسپر تنگی نہونے دیگا مگر جبکہ وہ خود تنگ عیشی مین رہنا پسند کرے

حقیر مؤلف

تعظیم سادات

کہتا ہے کہ ہمارے اِن اطراف مین یہی قدیم دستور چلا آتا ہے کہ سیدون کی بیٹیان غیر سید نہین لیتے اور ادب کرتے تھے مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ رسم قائم نرہے کیا معنی کہ ابھی حال مین ایک دو نکاح سیدزادیون کے غیر سیدون سے ہوئے ہین ہرچند وہ کرنے والون پر سزاوار تو نہین ہوئے ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین لکھتے ہین کہ اور لوگ اپنی بیٹیان فخریہ سادات کو دیتے ہین مگر شریف غیر شریف کو بیٹی نہین دیتا۔ الا باکراہ و اجبار عمر خطاب نے ام کلثوم کی خواہش مین کیا کچھ جد و کد نہین کی اور کسقدر اخبار و آثار اس مقدمے مین نہین لایا۔ حجاج نے دختر عبداللہ جعفر سے نکاح کی درخواست کی تو انہون نے ایک سال کی مہلت لیکر اپنے تئین اسکی اذیت سے چھڑایا۔ مامون نے فاطمہ بنت امام محمد تقی سے شادی کی۔ اور امراء و بزرگ انکو بہت رغبت سے بیٹیان دیتے تھے۔ عبدالملک بن مروان نے امام زین العابدین کو اپنی دختر دینے کا ارادہ کیا مگر آنحضرت نے انکار کیا مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کی امام محمد تقی کے ساتھ شادی کی صاحب بن عباد وزیر نے ایک مفلس شکستہ حال سید کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا تو اسپر اعتراض کیا گیا تو اُس نے یہ شعر جواب مین کہا ؎ الحمد للہ حمداً دائماً ابداً ؛ اذ صار سبط رسول اللہ لی ولدا ؛ خدا کا شکر ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کہ نواسہ رسول اللہ کا میری فرزندی مین داخل ہوا۔ **نیز** نور الابصار مین ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سید کی تعظیم نہین چاہئے جبکہ وہ محرمات کا مرتکب ہو۔ مگر معظم علماء اسکے برخلاف ہین اور کہتے ہین کہ تعظیم سادات جن امور مین کہ معصیت لازم نہ آئے مطلوب ہے ہرچند وہ زنا و لواطہ کا ارتکاب کرین اور شرب خمر و سرقہ و سحر و سود خواری اور کذب کے عامل ہون اور یتیمون کے مال کا کھانا اور زنان شوہردار کو متہم کرنا اور مومنین و مومنات کو ایذا دینا انکا شیوہ ہو خصوصاً جبکہ یہ امور کسی حاکم شرعی کے سامنے پایہ ثبوت کو نہ پہنچے ہون انکے حاسدون کے اڑائے ہوئے ہون جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ جب تحقیقات ہوئی تو ثبوت نہین ہوسکا کہ حد شرعی اسپر جاری کیجائے۔ **سعدی** ؎ سادات نور دیدہ و اشراف عالمند ؛ از عزت محمد و از حرمت علی ؛ فردا طعام معدہ دوزخ شود و لے ؛ کام مرد از محبت شان نیست ممتلی ؛ گر خوردہ از ایشان صادر شود مرنج ؛ نتوان شکست قیمت گوہر زجاہلی ؛ از بہر آنکہ سید کونین گفتہ است ؛ الصالحون للہ والطالحون لی ؛ **نیز** صاحب نور الابصار نے مشارق الانوار شیخ عبدالرحمن الاجہوری المالکی سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک شخص اہل مغرب سے عازم بیت اللہ ہوا ایک نے اسکو دینار دئے کہ مدینہ پہنچکر کسی سید صحیح النسب کو دیدینا وہ مدینہ پہنچا تو سادات کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ تمام شیعہ بدگوے شیخین ہین۔ اُس نے انکو روپیہ دینے سے استکراہ کیا۔ اتفاقاً ایک روز ایک شخص اُس سے ملا پوچھا کہ تو سید ہے کہان پوچھا تیرا عقیدہ کیا ہے کہا شیعہ یہ سنکر خاموش ہوگیا اور مال ندیا رات کو سویا تو خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلائق پل صراط سے گزر رہی ہے۔ اُس نے بھی گزرنے کا ارادہ کیا جناب فاطمہ اُسے مانع آئین وہین جناب رسول خدا کو دیکھا آنحضرت سے شکایت کی آپنے جناب فاطمہ سے پوچھا کہ کیون تم اسکو نہین جانے دیتین فرمایا اس نے میرے فرزند کا رزق بند کر رکھا ہے حضرت نے فرمایا اس نے اسلئے اسکو روپیہ نہین دیا کہ وہ شیخین کی مذمت کرتا ہے اسوقت آپ ابوبکر و عمر کی طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا کیا تم میرے فرزند سے اسکا مواخذہ کروگے انہون نے کہا نہین بلکہ درگزر اور چشم پوشی کو کام مین لائینگے پس وہ جناب اس حاجی کیطرف ملتفت ہوئین اور فرمایا تجھکو میرے فرزند اور شیخین کے معاملے مین کیا مداخلت پس وہ شخص ترسان و لرزان خواب سے بیدار ہوا اور دینار

لیکر اسیوقت اُس سید کی خدمت مین دوڑا گیا۔ اور جملہ دینار اُسکے حوالے کیے وہ متعجب ہوا اُس نے تمام ماجرائے خواب بیان کیا۔ سید نے کہا مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ اب مین ان دونو کی بدگوئی نکرونگا **مؤلف** کہتا ہے کہ ان روایات سے کہ جو انکی معتبر کتابون کی ہین ہمارے اس نواح کے اہلسنت بھائی سبق لین اور بہرکیف سادات کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھین یہ نہو سکے تو اتنا تو کرین کہ انکی توہین و تحقیر سے تو باز رہین یہود و نصاریٰ و کفار و مشرکین سے تو نہین بدتر نکالین دیکھو شیخین نے تمہارے ہی قول کے بموجب کیسے اُس سید بدگو کو حضرت فاطمہؑ کی خاطر معاف کردیا اگر روز قیامت بھی وہ اسی طرح جملہ سادات مومنین کو عفو کردین تو پھر تم کہ ان کو ستاتے اور بکمال حقارت کرتے ہو نہ ادھر کے رہو گے نہ ادھر کے۔ اور اپنے برادران سیدزادگان کو کہتے ہین کہ تم اپنے آباء طاہرین کی کہ جنکے ذریعہ تمکو یہ فخر و شرف حاصل ہے ٹھیک پیروی کرو اور اخلاق کریمہ و آداب حسنہ سے آراستہ ہو اور اعمال صالحہ کی بجاآوری مین ساعی و سرگرم رہو اور ایسا کرو کہ ہمہ تن نیکی بنکر اورون کے لئے نمونہ صلاح و تقوےٰ ہو جاؤ تب تو تم ان مناقب و مفاخر کے کہ تمہارے لئے خدا اور رسولؐ کی طرف مقرر ہین مستحق ہوگے ورنہ یاد رہے کہ قیامت کے روز حقتعالےٰ کے نزدیک اسی کی زیادہ عزت و توقیر ہے جو تقوےٰ و پرہیزگاری مین بڑھا ہوا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ اسپر نص قاطع ہے اور رسول اللہ نے تمہارے ہی سنانے کو حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے فاطمہ اگر اچھے کام نکروگی تو حقتعالےٰ تمکو جہنم مین ڈالدیگا۔ اگر تمہارے اطوار درست نہونگے تو ہمکو اندیشہ ہے کہ ایسا نہو کہ اُمتی تو تمہاری تعظیم و تبجیل برداشت سے ثواب پاکر جنت مین چلے جائین اور تم اپنے کردار زشت سے داخل جہنم ہو اُسوقت جسقدر حسرت و افسوس ہوگا اُسکا اندازہ تمہین اچھی طرح سے لگا سکتے ہو

شمشیر و زرہ و عمامہ و سواری حضرت امیر المومنینؑ

ہرچند ذوالفقار حیدر کرار کا ذکر پہلے اس کتاب مین ہو چکا ہے الا ایمان اور احادیث اس مقدمہ مین مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیجاتی ہین۔ قولہ تعالےٰ **وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ** اور اتارا اور نازل کیا ہمنے آہن کو ابن عباس اسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ حقتعالےٰ نے حضرت آدم کو جنت سے دنیا مین بھیجا تو ذوالفقار انکے ساتھ تھی کہ برگ مورد بہشت سے خلق ہوئی تھی۔ پھر فرمایا **فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ** اس لوہے مین ہے خوف اور ہیبت سخت پس آدمؑ اس سے اپنے اعدا اجنہ و شیاطین کے ساتھ جنگ کیا کرتے تھے اور اُس تلوار پر لکھا ہوا تھا کہ میرے بعد انبیاء و صدیقین بعد دیگرے اس تیغ سے جنگ کرینگے حتےٰ کہ امیر المومنین علیؑ کو پہنچے گی وہ نبی اُمی کی اس سے حمایت کرینگے **وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ** اور اس مین فائدے ہین آدمیون کے لئے یعنی محمدؐ و علیؑ اس سے منتفع ہونگے اِنَّ اللہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ اور بیشک اللہ توانا اور عزت والا ہے کہ نقمت کفار کو ساتھ علیؑ کے دور کرتا ہے۔ صاحب مناقب کہتے ہین کہ ہمارے اصحاب امامیہ متفق ہین اس امر پر کہ اس آیہ مین مراد حدید سے ذوالفقار ہے کہ آسمان سے اتری اور حضرت رسولخداؐ نے علیؑ کو عنایت کی۔ حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اُسکا نام ذوالفقار کیون ہوا فرمایا اسلئے کہ جسپر امیر المومنین اُسے چلاتے تھے وہ دنیا مین زندگی سے فقیر و محتاج ہو جاتا تھا اور آخرت مین بہشت سے۔ باسناد کثیرہ خالد ولید سے نقل ہوا ہے کہ اُس نے دیکھا کہ امیر المومنینؑ اپنے دست مبارک سے زرہ کی درزین بند کرتے اور اسکی اصلاح فرماتے ہین کہا آپ یہ عمل داؤد پیغمبر کا کرتے ہین فرمایا یا خالد حقتعالےٰ نے داؤد پر آہن نرم کیا تھا ہمپر شہ کردیا۔ کتاب شرف المصطفےٰ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسولخداؐ کے پاس ایک عمامہ تھا جسکو سحاب کہتے تھے وہ حضرت اکثر اُسکے تئین سر پر باندھا کرتے آپکے بعد وہ علیؑ کو پہنچا وہ اُسکو باندھتے۔ بعض اوقات آپ اُسکو باندھکر یکبیک نکل آتے اور فرماتے

وجہ تسمیہ ذوالفقار

اَتَاکُمْ عَلِیٌّ فِی السَّحَابِ یعنی علیؑ عمامہ سحاب باندھے تمہارے پاس آ گیا۔ اور مرکوب آپکا استر سبزہ رنگ تھا جسکو دلدل کہتے تھے۔ رسول اللہ نے آپکو بخشا تھا۔ اور اُسکا نام دلدل اسلئے تھا کہ بروز حنین جبکہ مسلمین منہزم ہوئے تو حضرت رسولخداؐ اُس خچر پر سوار تھے حضرت نے اُسے فرمایا **دُلْدُلْ** یعنی نیچے لٹک جا اور فرو شتہ ہو جا۔ پس وہ اسقدر پشت ہوا کہ اپنا شکم زمین سے لگا دیا۔ اور حضرت رسولخداؐ نے ایک مشت خاک زمین سے اُٹھاکر انکے منھ پر ڈالی۔ بعد ازان وہ استر حضرت امیر المومنینؑ کو دیدیا تھا وہ گھوڑے سے قدمین پست تھا۔ نقل ہے کہ کسی نے حضرت امیرؑ سے پوچھا کہ آپ گھوڑے پر کسلئے سوار نہین ہوتے فرمایا گھوڑا بھاگنے اور دوڑنے کے لئے ہے سو مین کبھی دشمن کے آگے سے فرار نہین کرتا اور نہ کسی بھاگے ہوئے کا تعاقب کرتا ہون بروایتے فرمایا **لَا اُقْبِلُ عَلٰی مَنْ فَرَّ وَلَا اُفِرُّ مِمَّنْ کَرَّ وَالْبَغْلَۃُ تَکْفِیْنِیْ** کہ جو میرے سامنے سے بھاگ جائے اُسکی طرف متوجہ نہین ہوتا ہون اور جو مجھپر حملہ آور ہو اُس سے بھاگتا نہین اور استر مجھکو کفایت کرتا ہے۔ سعید بن قیس ہمدانی نے بدین موقعہ جنگ مین آپ کو دیکھا کہ صرف دو پارچہ زیب تن ہین عرض کی یا امیر المومنینؑ اس موقعہ پر اور یہ لباس یعنی یہان زرہ پہنکر اور ہتھیار لگاکر آنا چاہئے تھا فرمایا اے سعید کوئی بندہ خدا کا ایسا نہین کہ اُسپر دو فرشتے نگہبان موکل نہون کہ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے اور کوئین مین جا پڑنے سے اُسکی حفاظت کرتے ہین مگر جب قضا آتی ہے تو وہ اُسے چھوڑکر الگ ہو جاتے ہین۔ اور حضرتؑ کی زرہ پر لکھا ہوا تھا **اَیُّ یَوْمٍ مِّنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ یَوْمَ لَا یُقْدَرُ اَمْ یَوْمَ قُدِرَ** کہ کس روز مین موت سے گریز کرون اُس روز جو مقدر نہین ہوا یا جو موت کیلئے مقدر ہو چکا ہے کہتے ہین کہ حضرتؑ کی زرہ مین قب یعنی پشت نہ تھی۔ اس طرف صرف ایک سطر مثل درہم معلوم ہوتی تھی اسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا مین کبھی جنگ مین پشت نہین موڑتا کہ اس سمت کی حفاظت ضرور ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ عباس ابن عبدالمطلب امیر المومنینؑ کے پاس آئے اور رسول اللہ کی میراث انسے طلب کی حضرت نے فرمایا کہ دلدل ذوالفقار و زرہ عمامہ آنحضرتؐ کا کہ مجھکو پہنچا ہے میرا حق ہے تم ناحق اسکے درپے ہو کہا ضرور تمکو یہ اشیاء مجھے دینی پڑینگی کیونکہ مین تم سے زیادہ انکا حقدار ہون مین چچا آنحضرتؐ کا ہون اور تم چچازاد بھائی۔ پس حضرت امیرؑ انکو ہمراہ لے مسجد رسول اللہ مین آئے اور اور لوگ بھی حضرتؑ کی ہمراہ تھے۔ اور وہان پہنچکر حکم کیا کہ زرہ عمامہ ذوالفقار و استر کو حاضر کرین حاضر ہو مین تو فرمایا اے چچا اگر تم ان سب کو یا انمین سے ایک کو بھی لیجا سکو تو لیجاؤ تمہارا مال ہے مینے تمکو دیدین۔ اور جو تم نہ لیجا سکو تو تمہارا انمین کوئی حق نہین بتحقیق میراث انبیاء انکے اوصیا کو پہنچتی ہے۔ عباس نے کہا اچھا امیر المومنینؑ نے درع رسولخدا اپنے ہاتھ سے عباس کو پہنائی اور عمامہ سر پر باندھا اور تلوار کمر مین لگائی۔ اور کہا اے عمو یہ چیزین لیکر جاؤ ہرچند انہون نے چاہا مگر حرکت نکر سکے اور حیران بیٹھے کہ کیا کرین حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ استر بھی صرف میرے اور میری اولاد کے لئے ہے۔ اگر تم اسپر سوار ہو سکو تو اسکو لیجاؤ پس مسجد سے نکلے انکے ساتھ ایک مرد بنی عدی سے تھا۔ اُس نے کہا اے عم رسول اللہ تمکو علیؑ نے ان چیزون مین تو فریب دیا اب خچر کے بارے مین تو انکا فریب نہ کھاؤ جب پاؤن رکاب مین رکھو تو اللہ کا نام لو اور بسم اللہ کہو اور یہ آیۃ پڑھو **اِنَّ اللہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا** راوی کہتا ہے کہ استر نے جو ہین عباسؓ کو اپنی طرف آتے دیکھا ایک ایسی چیخ ماری کہ عباس غش کھاکر گر پڑے۔ لوگ جمع ہو گئے انکو کہا کہ اسکو پکڑے رہو مگر اُس نے سوار ہونے دیا پھر امیر المومنینؑ نے ایک اسم پڑھا کہ ہمنے کبھی پہلے نہ سُنا تھا اُسکو سُنکر استر خاضع

وجہ تسمیہ دلدل

نزاع عباس بن عبدالمطلب

اور رام ہوگئی حضرت نے پاؤن رکاب مین رکھا اور اُسپر سوار ہوگئے پھر حسنین علیہما السلام کو امر کیا وہ سوار ہوئے اُس نے ذرا سر تک نہ ہلایا پھر اپنے عمامہ باندھا اور زرہ پہنی اور تلوار کمر مین لگائی اور اُسپر سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور کہتے جاتے تھے یہ احسان الٰہی ہے لیبلونی ءاشکر ام اکفر تاکہ آزمائے وہ کہ مین اُسکا شکر کرتا ہون یا نہین -

لواء و خاتم آنحضرت علیہ السلام

حدیث مین ہے کہ سب سے پہلے جس نے نشان بنایا ابراہیم خلیل تھے۔ قریش مین رایت و لواء دونو قصیؑ بن کلاب کے ہاتھ مین تھے پھر رایت عبد المطلب کے ہاتھ مین آیا چنانچہ رسولخدا مبعوث برسالت ہوئے تو اُنہون نے بنی ہاشم مین اُسے برقرار رکھا اور علیؑ کے حوالے کیا اور لواء اُسوقت بنی عبد الدار مین تھا۔ حضرتؐ نے مصعب بن عمیر کو عنایت کیا۔ پھر جنگ احد مین مصعبؓ شہید ہوا تو وہ بھی علیؑ کو بخشا اُسوقت سے حضرت علیؑ جامع رایت و لواء دونو تھے اور دونو کا رنگ سفید ہوتا تھا۔ زید بن علیؑ سے منقول ہے کہ جنگ احد مین امیر المومنینؑ کے ہاتھ مین چوٹ لگی تو لواء اُن کے ہاتھ سے گر گیا مسلمان اُسکے لینے کی حرص کرتے تھے مگر حضرت رسولخداؐ نے حکم دیا کہ اُنکے بائین ہاتھ مین دیدو چنانچہ مقداد بن اسود نے اُٹھا کر اُنکو دیدیا اور حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تو دنیا و آخرت مین میرا علمبردار ہے۔ اعتقاد اہل سنت سے نقل ہوا ہے کہ جابر بن سمرہ نے عرض کی یا رسول اللہ بروز قیامت آپکا علم کون اُٹھائیگا فرمایا اور کون اُٹھا سکتا ہے جو دنیا مین اُٹھاتا ہے وہی آخرت مین بھی اُٹھائیگا یعنی علیؑ ابن ابیطالب اُٹھائین گے اور نیز رسول اللہ سے منقول ہے کہ بروز قیامت آدمؑ اور انکی اولاد میرے علم کے سایہ مین ہونگے اور علیؑ ایک ناقہ پر ناقہاے بہشت سے سوار اُسے لئے ہونگے اور منادی آواز دیگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا اینکہ اس نشان کے ساتھ ساتھ خلقت داخل جنت ہوگی۔ اور فرمایا حضرت رسالت پناہؐ نے کہ جبرئیل قیامت کو ایک لواء لائینگے کہ اسمین ستر شقے ایسے ہونگے کہ ہر ایک شقہ چاند سورج سے زیادہ وسیع ہوگا مین اُسوقت ایک کرسی پر کہ کرسیہاے نور سے جو ایک منبر پر منبرہاے قدس سے رکھی ہوئی بیٹھونگا مین اُس لواء کو لیکر علیؑ ابن ابیطالب کو دونگا عمر خطاب نے کہا یا رسول اللہ علیؑ اُس لواء کو کیونکر اُٹھا سکین گے کہا اُس روز حقتعالے اُنکو جبرئیل کی قوت آدمؑ کا نور رضوان کا حلم اور یوسف کا جمال عطا کریگا۔ جابر بن عبد اللہ انصاری نے نقل کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو انبیاء و صدیقین سے پہلے جنت مین داخل ہوگا علیؑ بن ابیطالب ہے ابو دجانہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہین کہا کہ جنت انبیاء پر حرام ہے جبتک مین داخل نہون اور امتون پر حرام ہے جبتک میری امت نہ جائے۔ فرمایا ہان یہ درست ہے لیکن علیؑ ابن ابیطالب لواء الحمد لئے ہمارے آگے ہونگے پس وہ لامحالہ ہم سے پہلے داخل جنت ہونگے۔ سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یا علیؑ عقیق کی انگوٹھی پہن تاکہ مقربین سے ہو عرض کی مقربین کون ہین فرمایا جبرئیل و میکائیل کہا کس عقیق کی انگوٹھی پہنون مین یا رسول اللہ فرمایا عقیق سرخ کی۔ اور حفصہ اور عائشہ سے منقول ہے کہ جبرئیل رسول اللہ پر نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ حقتعالے نے تمکو سلام پہنچایا ہے اور کہتا ہے کہ انگشتر کہ اُسکا نگین عقیق کا ہو دہنے ہاتھ مین پہنو اور اپنے پسر عم کو کہو کہ وہ بھی عقیق کے نگین کی انگوٹھی دہنے ہاتھ مین پہنین۔ حضرت علیؑ نے پوچھا وہ کونسا عقیق ہے جسکی انگوٹھی کا حکم ہوتا ہے فرمایا عقیق یمنی۔ نیز منقول ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کے پاس چار انگوٹھیان تھین یاقوت کی بوجہ اُسکی بزرگی و شرافت کے فیروزہ کی برائے فتح و نصرت حدید چینی کی ہے قوت و طاقت اور عقیق کی حرز و حفاظت کے واسطے۔ اور صحیح بخاری و شمائل ترمذی وغیرہ مین ہے کہ رسول خدا دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ کیا ہے کہ آپ نے

رحلت کی حالانکہ انگشتری دست یمین مین تھی۔ اور راغب اصفہانی نے اپنے محاضرات مین روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا اور اُنکے اصحاب تمام دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ جس نے سب سے پہلے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنی وہ معاویہ ہے اور وجہ معاویہ کی اس سنت رسولخدا و سنت خلفاء اربعہ کو ترک کرنیکی یہ ہے کہ عمرو عاص نے جو بروز تحکیم دہنے ہاتھ سے انگوٹھی نکالی اور کہا مینے علیؑ کو خلافت سے اسطرح خلع کیا جسطرح اس انگوٹھی کو انگلی سے نکالا اور پھر بائین ہاتھ مین پہنکر کہا کہ معاویہ کو یون اُسپر نصب کیا جیسے اس انگوٹھی کو انگشت مین پہنا پس معاویہ نے اس واقعہ کی یاد مین ہمیشہ انگوٹھی بائین ہاتھ مین پہننی شروع کردی چنانچہ جملہ خلفاء بنی امیہ اُسکا تتبع کرتے اور دست یسار مین انگشتری پہنتے رہے مگر ابو العباس سفاح نے اسکو ترک کیا اور دہنے مین پہننی شروع کی۔ مگر ہارون رشید نے پھر بائین ہی مین پہنی اور یہ سنت سنیون کے یہان باقی رہی مجلسی علیہ الرحمہ بعض رسائل مین لکھتے ہین کہ سُنی اقرار کرتے ہین کہ چند چیزین سنت رسول اللہ سے ہین مگر چونکہ رافضیون کا شعار ہوگیا ہے لہذا ہم اُنکو ترک کرتے ہین ایک انگوٹھی کو دہنے ہاتھ مین پہننا دوسرے جریدتین مُردے کے ساتھ رکھنا تیسرے قبر کو مسطح کرنا۔ پھر کہتے ہین اے عاقلو دیکھو اور نظر کرو انکی دینداری پر کہ کیسے کیسے بہانون سے سنتہاے رسول اللہ کو ترک کرتے ہین اور طرفہ یہ کہ پھر اپنا نام اہلسنت رکھا ہے باین معنی کہ ہم سنت رسولؐ پر عمل کرتے ہین۔ بالجملہ جاحظ نے کتاب نقوس الخواتیم مین لکھا ہے کہ آدمؑ ادریسؑ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ الیاسؑ یعقوبؑ داؤدؑ سلیمانؑ یوسفؑ دانیالؑ یوشعؑ ذو القرنینؑ یونسؑ لوطؑ ہودؑ شعیبؑ ذکریاؑ یحییٰؑ صالحؑ عزیرؑ ایوبؑ لقمانؑ عیسیٰؑ محمدؐ سب کے سب دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے ایک سائل معترض کے جواب مین فرمایا کہ امیر المومنینؑ اس لئے دہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے کہ وہ امام و پیشوا تھے اصحاب یمین کے اور حقتعالے نے اصحاب یمین کی مدح فرمائی ہے اور اصحاب الشمال کی مذمت کی ہے اور نقش نگین حضرت امیر المومنینؑ بنابر مشہور الملک للہ الواحد القہار تھا اور بروائتے حسبی اللہ اور بموجب ایک روایت کے اسندت ظہری الی اللہ

اقرباء و ازواج و خدام امیر المومنین علیہ السلام

والدین آنحضرتؑ کا حال اس سے پہلے اس کتاب مین مفصل گزرا اور اسماء ازواج و اولاد جلد تہذیب مطبوعہ سابقہ مین مذکور ہوئے جنکا اعادہ یہان ضرور نہین۔ مشہور ہے کہ وہ حضرتؑ جبتک فاطمہ زہراؑ زندہ رہین کسی دوسری عورت سے متمتع نہین ہوئے جیسے کہ جناب رسالتمابؐ مادام حیات خدیجہ کسی اور سے متمتع نہین ہوئے۔ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے کل دس بیبیون کے ساتھ نکاح کیا چنانچہ چار اُنسے بوقت رحلت زندہ تھین۔ امامہ بنت زینب اسماء بنت عمیس لیلیٰ تمیمیہ ام البنین اور اٹھارہ کنیز صاحب اولاد بوقت وفات موجود تھین۔ اور قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے بعد ازان ابو الہیاج عبد اللہ بن ابو سفیان بن حارث مذکور نے امامہ بنت زینب زوجہ آنحضرتؑ سے اُنکی وفات کے بعد درخواست نکاح کی تو اُنہون نے انکار کیا اور آنحضرتؑ سے روایت کی کہ ازواج نبی و وصی کو جائز نہین کہ اُنکے بعد کسی دوسرے سے نکاح کرین بموجب اس روایت کے ازواج و کنیزان امیر المومنینؑ اورون پر حرام تھین اور کسی نے اُن مین سے اورون کے ساتھ نکاح نہین کیا۔ اور اولاد امجاد کے بارہ مین ۲۵ سے لیکر ۳۵ تک کی روایت ہے مگر کشف الغمہ مین ہے کہ کل ۱۵ پسر و ۱۲ دختر تھین اور افضل اُنمین بعد اولاد جناب فاطمہ محمد بن حنفیہؓ ہین اور عباس بن امیر المومنینؑ کو بوجہ اُنکے حسن و جمال کے ماہ بنی ہاشم کہتے تھے اور وہ تھے علمدار لشکر سید الشہداء

معرکہ کربلا میں اور سقا اہلسنت تھے اور معہ اپنے برادران اعیانی جان نثار ہوئے نور الابصار میں ہے کہ محمدؐ کو حضرت امام حسینؑ کے کربلا چلے جانیکی خبر پہنچی تو طاس انکے سامنے رکھا تھا اور وہ وضو کر رہے تھے یہ خبر سنکر اسقدر روئے کہ تمام طاس آنسوؤں سے بھر گیا۔ نیز صاحب کشف غمہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت کے ایک لڑکی دختر امراء القیس کلبی کے بطن سے سہ سالہ تھی جسکو آپ بہت دوست رکھتے تھے۔ اسکی زبان سے حرف لام نہین نکلتا تھا بجائے لام کے دال کہتی تھی۔ چنانچہ جب اس سے پوچھتے کہ تیری ماں کس قبیلہ سے ہے تو وہ کلب کہہ سکتی کدب کہتی اور پھر ننھی سی جان اپنی خطا کو معلوم کرتی اور شرمندہ ہوتی۔ اور برادران امیر المومنینؑ جیساکہ گزرا کل تین تھے طالب عقیل و جعفر۔ طالب سے اولاد نہین رہی۔ مسلم بن عقیل نے جس دلیری سے حضرت امام حسینؑ کی حمایت مین جان قربان کی سب کو معلوم ہے اولاد جعفر سے عبد اللہ بن جعفر بہت مشہور و معروف گزرے ہین داد و دہش و عطا و بخشش مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ام کلثوم دختر ام المومنین بنت فاطمہ زہراؑ آپ سے منسوب تھین۔ خواہر آپ کی ام ہانی جمانہ یا فاختہ نام تھین جنکے گھر سے حضرت رسولخداؐ کو معراج ہوئی انکے ایک بیٹا جعدہ بن ہبیرہ مخزومی تھا یہ بھانجا حضرت کو بہت عزیز تھا یہی جعدہ ہے کہ شب ضربت جبکہ ابتدائی شب سے حضرت ام کلثوم نے آپکا ہول و اضطراب دیکھا تو عرض کی کہ آج آپ نماز صبح کو مسجد مین تشریف نہ لیجائین جعدہ کو حکم دین کہ وہ نماز پڑھائے پہلے تو فرمایا ہان جعدہ کو کہلا بھیجو پھر فرمایا لا مفر من القضاء موت سے کہین بھاگ نہین سکتے اعمام آپ کے کل نو تھے بدین تفصیل حارث زبیر حمزہ عبد اق ضرار مقوم ابولہب عباس عبد اللہ۔ عبد اللہ پدر رسولخدا و ابوطالب پدر امیر المومنینؑ ایک ماں سے تھے باقی مختلف البطن۔ اور عمات امیر المومنینؑ بعینہ عمات خاتم المرسلینؐ چھ تھین امیمہ ام حکیمہ برہ عاتکہ صفیہ اروی یہ سب جد اجد اماؤں سے تھین۔ خال (ماموں) حنین بن اسد بن ہاشم خالہ خالدہ بنت اسد بن ہاشم۔ ربیب آپکا محمد بن ابی بکر کہ بروایت مروج الذہب عابد ترین قریش تھا۔ کاتبان آنجناب عبد اللہ بن ابی رافع و سعید بن نمران ہمدانی و عبد اللہ بن جعفر و عبید اللہ بن عبد اللہ مسعود دربان سلمان فارسی۔ موذن جویریہ بن مسہر عبدی و ابن نباح ہمدانی جسکو حجاج نے قتل کیا۔ اور خادم ابو نیزر کہ اولاد بادشاہان عجم سے تھا لڑکپن میں اسلام کی طرف رغبت کی اور حضرت رسولخداؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہین رہتا رہا بعد وفات رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ و حسنینؑ کے ساتھ رہا اور ایک ہزار غلام آپ کے تھے کہ انہین سے ہین قنبر و میثم جنکو حجاج ملعون نے قتل کیا۔ اور سعد و نصر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا مین شہید ہوئے اور احمر جنگ صفین مین کام آیا اور انہین سے ہین غزوان و ثبیت و میمون اور خادمہ فضہ زہرا و سلافہ ✤ تم المجلد الاول من التہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین علی ید مؤلفہ الفقیر الحقیر المعترف بالخطاء والتقصیر مظہر حسن الموسوی السہارنپوری عفی عنہ فی شہور سنۃ ستۃ عشر بعد الالف و ثلثمائۃ من الہجرۃ المقدسۃ وانا ارجوا من اللہ المفضل المنعام ان یتقبلہا من ہذا العبد المستہام ویجعل لی ذخرا فی یوم القیام والصلوۃ والسلام علی سید الانام وآلہ البررۃ الکرام وعترتہ الخیرۃ العظام ما دام اللیالی والایام

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از جناب قدسی مآب قدوسی خطاب جناب سید جمعیت علی صاحب سابق ڈپٹی مجسٹریٹ نہر رئیس سہارنپور دامت برکاتہ در سنہ ہجری و عیسوی و بکرمی و فصلی

نوشا سید جید ابن رسولؐ
بود نام نامیش مظہر حسن
کہ علم التواریخ را آبروست
بہندی سنین از بجوئی نشان
الٰہی بحق نبیؐ و علیؑ

گل بوستانِ علیؑ و بتولؑ
فرید الزمن چشمۂ علم و فن
محیط التواریخ ۔ تاریخ اوست
۱۳۱۵ھ
بہشت التواریخ سمت بدان
۱۹۵۵
مصنف بیابد مرادِ دلی

زہے عالم و فاضل مستند
نوشتہ بفضل خدائے قدیر
دگر احترام التواریخ نیز
۱۸۹۸ء
مجید التواریخ ہم گفتہ شد
۱۳۰۵
بود عمر و دولت چو علمش زیاد

زہے حاجی ناجی معتمد
کتابے بحال جناب امیرؑ
بود عیسوی سال اے باتمیز
ز سال فصلی چنین گفتہ شد
بدنیا و دین خرم و شاد باد

دیگر

قطعہ بہاریہ تاریخ تصنیف کتاب التہذیب المتین المسمےٰ باسم تاریخی حالات مرتضوی نتیجہ فکر بلند و طبع آسمان پیوند جناب مستطاب منشی زاہد حسین صاحب رئیس سہارنپور برادر ابن عم جناب مصنف سلمہما اللہ تعالیٰ ۱۸۹۶ء

الا ساقی شوخ و سرمست ناز
بصحرا گران تا گران گل دمید
دمن لالہ خیز و چمن عطر بیز
جہان رشک ارتنگ و مینو سواد
ز ابر سیہ مست و دریا نوال
چہ رنگ ست اخ اخ زہے نسترن
ز غوغائے غوغائیانِ چمن
مہیا کن اسباب عیش و نشاط
بیابے دما دم بنوشان و نوش
بیابانِ مستی غم این و آن
کہ ساقی دے ساقی کو شناست
رحیق مطہر بدہ تا کند
بدہوشی و بین مستی ہنم
کند محو از جنگ و ارغون و رود
نویدے دگر میرسانم کنون

کجائی سرت گردم اے نازنین
شمال و جنوب و یسار و یمین
زمین مشک ریز و زمان عنبرین
ز اسپرغم و لالۂ آتشین
فرو میچکد ہے چہ مستی ہمین
چہ بوییست بخ بخ خوشا یاسمین
در افتادہ غلغل بہر گلزمین
ز آلات چینی لبساطے بچین
مدہ فرصت از ساغر و ساتگین
فرامش کند قلب اندوہگین
مباح است و جائز بشرع متین
دلم را منور ز نور یقین
ز فرش زمین پا بعرش برین
بوجد آر از عود و مزمار دمین
شمارا ایا معشر مومنین

بیا اے رخت رد گش صد بہار
ز فیضان شبنم بدامانِ خویش
معطر خیابان ساحتِ مرغزار
بہ اورامن کبک و دراج و سار
بہار نوے دار دایدون بہار
ز روحاتِ گل عطر پرور دماغ
جہان ہفت دریفت و ہر ہفت شد
صراحی و جام آر و مینا بیار
بجوش اندر آور مراشل خم
بدہ چند فنجان صہبائے نور
میسم دہ کہ سرمست سازد مرا
کہ مخمور ادبند خاصانِ حق
بگو تا مغنی کند نغمہ ساز
بکہ اعلان یک امر تو مے کنم
جناب اخی میر مظہر حسن

بہاران رسید و مہ فرودین
چمن چیدہ الماس و دُرِ ثمین
کہ پیش ختن گردد تاتار چین
شدہ بار بدمات و ہم رامتین
تو گوئی بیامد ارم بر زمین
گلستان برا ز عطسہ عنبرین
بیار آے بزمے زہر ہفت سین
سبو آر و خم آر و یکدم نشین
ز لائے خم و بادۂ تہ نشین
ز خم غدیر آر ما معین
چو سلمان و عمار و روح الامین
شب و روز مستند زو عارفین
دمادم بہ نے مطرب مہ جبین
صلائیست عام از پے متقین
جمیل الشیم عالم علم دین

توغل در اکثر علومش بے
بذاتش بنازیم کو فخرہا است
وگر جزو آن جلد ترتیب داد
کہ مملوست از ذکر حال علیؑ
نظر بر رخش طاعت دہر داد
امیر عرب باب علم نبیؐ
کشائندہ باب فتح و ظفر
نبرد آزما باب خیبر کشا
بر اہل جہان حجت و آیتے
غرض جمع شد این کتاب شگرف
بری از تعصب جو تحریر اوست
ز طرز رقم مے ترا او د چنان
چہ زحمت کشیدست در استناد
درین دار آلام بر آن باد
کہ این عمر فانی چو گردد تمام
نوشتہ بماند سیہ بر سفید

مؤرخ محقق ذکی و ذہین
بقوم خودش ہست رکن رکین
کہ دیسال شد ہدیہ ناظرین
شہ لافتیٰ قاتل المشرکین
بود مہر و کابین حوران عین
عیان از سلونیش علم و یقین
ز انا فتحنا بہ فتح مبین
علمدار فوج رسول امینؐ
ز سوئے خداوندگار ہمین
بہ پیرایۂ گستر و بہترین
بد نہا معامے شود جاگزین
کہ فکرش بلیغ ست دانش رزین
بسعی و تلاشش ہزار آفرین
نگہدار ایزد علیش معین
پس از چند باشیم زیر زمین
نمانیم و این نظم ماند چنین
کہ اے شیعیان علی بشنوند

حسیب نسیب بنی فاطمہ
ز فیضان او مومنان فیضیاب
باین ضیق فرصت باین شغل درس
بن عم و داماد و نفس نبیؐ
اولی الامر و مقصود ہم راکعون
بہ از طاعت انس و جان ضربتش
شہ بت شکن عمرو و عنتر فگن
ز خوف خدا مرتعش در نماز
ندانند کسے رتبہ اش در جہان
بہ ترتیبش ار بنگری ظاہر است
عبارات و اقوال با ترجمہ
باین شرح و بسط این قدر واقعات
عجب لوحش اللہ کردست کار
بنشتیم این چند اشعار نغز
عجب نیست در دہر با این کتاب
در آخر پے سال تالیف وے
الا ان ہذا کتاب مبین
۱۳۱۵ ہجری

امام الوریٰ ہادی المسلمین
جہان ست از خرمنش خوشہ چین
رقم زد کتابے جسیم این چنین
ز من گفت مولا پسش جانشین
نویسندۂ وحی و حبل المتین
بفرمودۂ سید المرسلینؐ
فرازندۂ اہل کین روز کین
بمیدان غزوان خوش غزین
نبی داند و یا جہان آفرین
کہ آن دو ممین بود و این اولین
رقم ساخت لاریب مثل اینچنین
بأردو فراہم نشد پیش ازین
جزائش دہد ارحم الراحمین
بتوصیف وے ہم بامید این
بماند زمانہ یادگارے ہمین
رقم زد چنان زاہد لحزین

ولہ دیگر

دگر وقت عیش و طرب رو نمود
بافضال و الطاف رب مجید
سنینش چنان کلک اہد بدیہ
کہ این جزو ثانی بحسن تمام
نوشت ان ہذا کتاب مفید ۱۳۱۵
ز سعی مؤلف بپایان رسید

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب ہذا از نتائج طبع عالی جناب منشی میر الفت علی صاحب انبالوی مثل خوان محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع انبالہ سلمہ اللہ متخلص بہ گویا

مولوی مظہر حسن صاحب نے واہ
اسمین مولانا علیؑ کے سر بسر

کیا ہی تہذیب المتین تصنیف کی
درج حالات خفی ہین اور جلی
سال ہجری لکھدے گویا نے یون

شہرہ عام اسکا عالم مین ہوا
ممتلی ہے یہ متانت سے تمام
باعث حسنات عقبیٰ ہے یہی
۱۳۱۴ ہجری

جب لگے کہنے کتاب اچھی لکھی
لغو مضمون سے سراسر ہے تہی

ولہ دیگر در سنہ عیسوی

مرحبا اے مولوی مظہر حسن
آپ کی تہذیب کا شکر خدا
اور حال حضرت خیر الانام
پھر دوبارہ اسکا وہ شائق ہوا
آجتک جز تیرے اے فرخندہ پے
مجھکو سال عیسوی کی تھی تلاش

مرحبا اے واصف آل عبا
حصہ اول بھی شائع ہو گیا
تا بوقت آخری بھی لکھدیا
ایک مترہ جس نے اسکو پڑھ لیا
طے کسی سے کب ہوا یہ مرحلا
ناگہان ملہم کی یہ آئی صدا
مادہ اچھا ہے تو لکھدے فی البدیہ

مرحبا اے منبع فضل و کمال
واقعات عم شبیر ذو الجلال
ہے کتابون مین وہ یون اعلیٰ کتاب
علم سے پوچھین جو تیرے علم کو
سنکے اوصاف حمیدہ کو تیرے
کسلئے بیٹھا ہے گویا غم زدہ
خوب ہے از ابتدا تا انتہا
۱۸۹۷

مرحبا اے نور عین مرتضیٰ
خوب لکھے آپ نے اے واہ وا
جیسے سیارون مین مہر پر ضیا
خود کہے یہ علم ہے لا انتہا
شادمان ہونگے علیؑ و مصطفیٰ
فکر دل سے دور کر خامہ اٹھا

ولہ دیگر در سنہ ہندی بزبان فارسی

مولوی مظہر حسن آن عالم نیکو سیر
از پئے جمعیت این دفتر پر منفعت

در سیر گفت این کتاب دلکش شیرین بیان
سعی بیپایان نمود و بذل جہد بیکران
فکر گویا چون برائے سمت ہندی نمود

منکشف فرمود تاریخ فضل خویش را
جمع کرد احوال تاریخ علی مرتضیٰ
گفت ہاتف اسم این را نام التاریخ دان
۱۹۵۳ سمبت

منتشر بنمود تہذیب و متانت در جہان
منتہے بنہاد الحق بر گروہ شیعیان

قطعۂ تاریخ از جناب سید شبیر حسین صاحب انبالوی متخلص بہ شبیر سلمہ اللہ تعالیٰ

نخستین حصۂ تاریخ حیدر
مؤلف زد رقم با سعی اقصا
صریرے خود ز نوک کلک برخواست
پئے تاریخ فکرے کرد شبیر
جزاک اللہ فی الدارین خیرا
۱۳۱۴ ہجری
کہ باشد اجر آن در دار عقبیٰ

اعلان از انجا کہ کتاب مستطاب تہذیب المتین کامل کا حق تصنیف جناب مولانا و مقتدانا جناب مولوی السید مظہر حسن صاحب قبلہ نے راقم کو ہبہ فرما دیا ہی چنانچہ کتاب حسب قوانین مجریہ گورنمنٹ انڈیا داخل فہرست رجسٹری ہو کر رجسٹری ہو چکی ہی لہذا خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نفرمائین جسقدر کتابونکی ضرورت ہو مطبع سے منگالین مطبوعہ جلد اول بکاغذ ولایتی کی قیمت ۵ ہ اور خالی کی یہ ہین محصول ڈاک و فیس منی آڈر علیحدہ ہے ۔ المشتہر سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی کشمیری دروازہ

صحت نامہ کتاب تہذیب المتین جلد اوّل حصہ اوّل وحصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	بتول عذرا	بتول عذرا	۳۶	۱۶	ایکاہ وزاری	ایک دا زارہ	۸۱	۷	بنی ہاشم	بنی ہاشمؑ	۱۱۴	۱۴	عموما	کہ عموما
″	۱۶	زیر روانی	ریز روانی	۳۷	۲۳	وودردا	ودردا	۸۳	۴	جھنار	جھنا	″	۲۴	پتھر	تیتر
۶	۷	یرید اللہ	یریدون	۴۴	۵	بات سُن	بات سنو	۸۳	۱۷	زیادہ نہین	زیادہ ہین	۱۱۵	۳	پیکار	بیکار
۷	۵	اپنے فرضونکا	اپنے قرضونکا	۴۴	۱۷	موکل	موکل تھے	″	۲۱	کیطرف	کیطرف سے	″	۱۹	شرربار	شرربار
″	۲۲	اور شیبے	اور شعبے	۴۵	۱	کوئی بھی	کوئی نبی	۸۴	۴	عزت	عرب	۱۱۷	۱۷	کہ جوکچھ	جوکچھ کہ
۸	۲	یہ حضرات	یہ حضرات کہ	۴۷	۱۳	اؤس	ازبس	۸۵	۷	دونوپر	دونو پیر	۱۱۹	۱۸	کہ قریش	قریش
۱۰	۵	سے بلاکر	کو بلاکر	۴۸	۱۱	شیبہہ	وشیبہ	۸۹	۲۰	ہین جانتا	نہ جانتا	۱۲۰	۵	ہمچنا	ہمچنان
″	۱۰	تجمعہم	بجمعہم	۵۰	۸	میکائیل کہ	میکائیل کے کہ	″	۲۴	زور شور ہے	اور شور پر ہے	″	۲	کہ بغرض حضرت	بغرض حضرت
۱۱	۲۲	فشان کوئی تھا	نشان نہ تھا	۵۲	۲۴	روایت اوّل	بروایت اوّل	۹۰	۲	ایک طرف	انکی طرف	″	″	بادے گفت	گفتم
۱۲	″	کہ ضرب المثل ہے	ضرب المثل ہے	۵۴	۲۳	دیکھتے تھے	دیکھتی تھی	۹۱	۲۲	لشکرن	لشکران	۱۲۱	۲	افسران	اقران
۱۳	۳	عبد المطلب سے	کہ عبد المطلب نے	۵۵	۱۷	ایکطرف	انکی طرف	۹۲	۱۸	قصما	قصمنا	۱۲۳	۱۳	ازعدوبرق	رزعدوبرق
″	۴	ان یغزنکم	ان اللہ یغرنک	۵۷	۸	خزانے نہین	خرابے مین	″	″	قصم	قصم	۱۲۴	۷	حامی	جامی
″	۱۶	نہج البلاغہ	نہج البلاغہ مین	۵۸	۳	انہی موقعہ پر	اپنی موقعہ پر	۹۳	۲۳	ناواقف تھی	ناواقف تھی	″	۱۷	کمر بکڑ	کمر بکڑکر
۱۳	۱۸	اوّمے	اودے	۵۹	۱۲	روایت ہے	روایت کی ہے	۹۴	۲۱	ملقب	بہ لقب	۱۲۷	۷	تقریب	تقرب
۱۶	۱۱	تذلل انکسار	تذلل و انکسار	۶۰	۴	آنکو	اُنکو	۹۵	۱۰	نباہر یہ	یہ نباہر	″	۱۹	دربیان	درمیان
۱۸	۱	رحم فرمایا	رحم فرما	″	۱۳	عقلانی	عسقلانی	″	۱۱	امیر المومنین	نہ امیر المومنین	۱۲۹	۱۳	گمر	کمر
″	۴	انار وثمر	اثمار وثمر	″	۲۳	سر بجڑکر	پیر بجڑکر	″	۱۶	گھس گھس	گھس	۱۳۱	۱۱	یہان	کہ یہان
۳۰	۲۰	نرم برجو	نرم برجو	۶۲	۲۴	مفضی	مقضی	″	۲۴	الرنیص	الومیض	″	۴	بھی بھر	اسی پر
۳۱	۱۱	گونا جمک	گویا چمک	۶۳	۱۲	دین خدا ہین	دین خدا مین	۹۸	۲۰	ایکطرف	انکی طرف	″	۲۳	وضیعگ	وضیعک
۲۵	۲	جان فزاسے	جان فزاکے	″	۲۳	طہارۃ النبل	طہارۃ النسل	۱۰۰	۸	شہادت	شہادت پر	۱۳۱	۱۵	میراث سے	میراث مین
۲۷	۱۰	یا ابا	یا ابانا	۶۵	۱۸	تخطبہ	تخطیہ	۱۰۱	۱۵	اورزانے	اور زمانے	″	۱۹	خزانے سے	خرابے سے
″	۱۳	فعن	فعنقریب	۶۷	۱۱	بوجھہ بوچھکر	بوجھہ بوجھکر	″	۲۴	عطفان	غطفان	۱۳۲	۱۶	کوفکر	کافکر
″	۲۰	جھاڑے تھے	جھاڑتے تھے	۶۸	۷	پرواز	برداز	۱۰۳	۵	مظلمون	مظلومون	۱۳۷	۱۴	سینونین	سینونین
۳۰	۳	داولاد و اولاد	اولاد داولاد	۷۲	۳	خنکی اور بھی	خنکی انکی	″	۱۶	آواز	آزار	″	۱۸	خلفا	حُلفا
۳۱	۱	رسول اللہ موے	رسول اللہ کے موئے	۷۴	۳	نور دید	نور دیدہ	۱۰۵	۷	دادکی	دادا کے	۱۳۸	۴	نبی خزاعہ	بنی خزاعہ
″	۲	داعتدے	داغتدے	۷۶	۱۳	کرتا تھا	کرنا تھا	″	۱۴	خلفا	حلفا	″	۲۴	خاطب	خاطب
″	۴	الملتی	الملکی	۷۸	۲۱	نبوی	ہوئی	۱۰۸	۱۵	زہین	زمین مین	۱۴۰	۱۵	درفار	درقار
″	۱۰	باد	یاد	۷۹	۱۰	بدرقال	بدر قتال	۱۰۹	۲	الحاج	الحاج	۱۴۲	۸	البلاغ	السلاح
۳۱	۱۸	ہوئے	پوتے	″	۲۰	زبان	زبان کو	۱۱۲	۲۰	تاکہ	کہ	۱۴۴	۵	روزسے	زور سے
۳۲	۱۹	مروجہ	مروحہ	″	۲۴	موج کا	فوج کا	۱۱۳	۵	بنی غطفان	بنی غطفان	″	۱۴	یہ جبرئیل	یہ کہ جبرئیل
		چکر ہلانا	پنکھا ہلانا ۱۲	۸۰	۲	یہی	اپنی	″	۲۲	نے حد	بے حد	۱۴۶	۱۷	کبھی	بھی
۳۵	۱۷	یزنی	یرمی	″	۹	آمی	آدمی	″	۲۴	یمانی	خذیفہ یمانی	۱۴۷	۲۴	روایات شیعہ	بروایات شیعہ
۳۶	۱۳	فومائی	فرمائین	″	۱۲	خزمی	خزرجی	۱۱۴	۱۳	جابر الحظا	جائز الحظار	۱۴۸	۲۲	بدل کیا	بدل گیا

فہرست کتب مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی وغیرہ جو ہنگام طبع فہرست ہذا موجود ہیں

نام کتاب	مضمون	قیمت
قرآن شریف مترجم بترجمہ	اول دوم سوم	
شیعہ مع خلاصۃ التفاسیر	ے، ضر، للعہ	
تفسیر عمدۃ البیان	از مولوی عمار علی صاحب	
تہذیب المتین فی تاریخ	حالات جناب	اول حصہ
امیر المومنین جلد اول	امیر از ولادت تا خلافت	دوم
تہذیب المتین جلد دوم	از خلافت تا شہادت	للعہ
عقائد الحبیب رسالہ استخارہ اردو	قواعد استخارہ	۲؍
سفینۃ النجات	در ادعیہ	۴؍
اسنی المطالب فی نجات ابیطالب	ایمان ابیطالب	۸؍
سفینۃ الشہید	در مصائب	۵؍
یاعلی مدد	مناظرہ	۱؍
نور العینین فی معراج	حال معراج	۱؍
سید الکونین	معراج	
معیار الہدیٰ	مناظرہ	۱۲؍
آیات محکمات	مناظرہ	۲؍
مودۃ الاسلام	مناظرہ	۸؍
بشارت احمدی	ثبوت نبوت	۷؍
تنبیہ المنکرین مخزن العوائض	متعہ	۳؍
سراج الایمان	مناظرہ	للعہ
فضائل مرتضوی	فضائل	۴؍
تحفہ جعفری	پند و نصائح	۳؍
بیاض مدحجات کلان	مصائب	
فیض عام ترجمہ حسنیہ	مناظرہ	

نام کتاب	مضمون	قیمت
وقائع خلافت حضرت علیؑ	جنگ جمل وغیرہ	۶؍
نان و نمک مرزا فصیح	نصیحت	۳؍
تجہیز الموتیٰ مولوی عمار علی صاحب	غسل و کفن	۱۰؍
تحفۃ الحاجات	ادعیہ	۶؍
کھری بات	اصول دین	۱؍
انذار الناظرین	طریق سنت	۱؍
فال جعفری	خواب نامہ	۱؍
وظائف الابرار	ادعیہ مترجم	
جادہ حیدری	نماز روزہ	۴؍
رسالہ طلسمات فلاطیس	عملیات	۱۰؍
بزم ماتم مجموعہ سلام	مصائب	۶؍
مثنوی مظہر الغرائب	معجزات منظوم	۶؍
خلاصۃ المصائب	مصائب	۱۲؍
قران السعدین	نکاح فاطمہ	۴؍
مثنوی گل باغ ارم	قصص عجیب	
ہادی التواریخ	تاریخ	۷؍
نوائب کربلا	مصائب	۸؍
اعلیٰ درجہ کے آئین		
عبرت الناظرین	خلافت عثمان	۲؍
مجموعہ رباعیات	مصائب	۵؍
سراج غم سہ جلد	مصائب	
ذخیرہ مناقب	منقبت	
تحفۃ العوام	فقہ	۱۱؍

نام کتاب	مضمون	قیمت
دلیل الحسنات مولوی شیخ	فقہ	۳؍
احمد صاحب اعلی اللہ مقامہ	مناظرہ	
تنقید جدید	مناظرہ	۱۰؍
انوار الہدیٰ	مناظرہ	
کاشف الرؤیا	تعبیر خواب	۴؍
تذکرۃ المعصومین	تاریخ ائمہ	
حیات القلوب فارسی جلد	تاریخ مذہب شیعہ	
بعجمد نظم	مسائل	۱؍
ینبوع المعجزات	معجزات	۴؍
زاد الزائرین زیر طبع	حال مسافت کربلا	۵؍
آیہ تطہیر	طہارت اہلبیت	۴؍
دانشنامہ جہان	حکمت	۱۲؍
شمس المشرقین	تضمین	۲؍
تکملہ	عملیات	
اسرار مکنون		۵؍
تحفۃ المومنین آغا صاحب قبلہ	فقہ	۴؍
بیاض نوحہ جات شعرائے لکھنو	مصائب	۵؍
ترجمہ کشف الغمہ فارسی	تاریخ	
خلاصۃ الدعوات	ادعیہ	۲؍
تفسیر امام حسن عسکری عربی	تفسیر	
نجم الہدیٰ	مناظرہ	
رسالہ گمنام	مناظرہ	۶؍
اثبات خلافت	ثبوت امامت	۸؍

نام کتاب	مضمون	قیمت
آئینہ آخری جواب جلد دوم	مناظرہ	۱۲؍
ضرب المبین جواب نظر المبین	مناظرہ	۴؍
نزل المقسطہ در متعہ	متعہ	۱؍
دعائے نور	دعاء	۱؍
دلیل الوصل	خلافت بلافصل	۲؍
مجالس الشیعہ	مصائب	
استبصار ہر دو جلد عربی	حدیث	
من لایحضرہ الفقیہ چار جلد	حدیث	
بشارت محمدی	ثبوت نبوت	
استقصار الافحام کامل جلد	مناظرہ	
فوائد المومنین قصہ شہزادہ یوزاسف	قصہ یوسف	۳؍
اربعین فی فضائل امیر المومنین		
ذریعۃ النجات فی یوم العرصات	مصائب	
زائچہ تقدیر دانیال پیغمبر	جفر	
کے مفاتیح الغیب کا ترجمہ	دانیال	
قصہ اصحاب کہف	قصہ	۵؍
صیغ النکاح	نکاح کے صیغے	۱؍
مرشد الطلاب	طریق تعلیم	۲؍
لکچر نکاح بیوگان از مولوی	نکاح ثانی	۲؍
سید عباس حسین صاحب قبلہ		۱؍
بیاض نوحہ جات سلیس	مصائب	
بوستان تیغ	تعویذ	۱؍

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۲۴	گذڑیون	گڈریون
۱۴۹	۷	ہوجائے	ہوجائے
"	۱۳	جان نثارکی	جان نثاری کی
۱۵۰	۳	پھر فرتوت	پیر فرتوت
"	۱۲	پیمبر خدا	پیمبر خدا
"	۲۳	اور اسکا	اور اسکے
"	"	اس جگہہ	اس کلمہ
۱۵۲	۷	تکے زبانی انکے	زبانی تکے
"	۱۴	سے روایت ہے	روایت ہے
"	۲۱	ردوثوق وعدہ	ووثوق بوعدہ
۱۵۶	۱۱	ومشارہ	ومسارۃ
۱۵۷	۱۳	بخشش سے	بخشش ہے
"	۱۴	بدل کیا	بذل کیا
"	۲۱	باجائین	پاجائین
۱۵۹	۵	رازدان مین	رازدان ہین
"	۲۲	بخل	بخل نکرون
۱۶۱	۱۱	سے بھی	سے ہے
۱۶۳	۱	شتبنجی	شبلنجی
۱۶۴	۴	جاتا ہے	جاتا ہے
۱۶۶	۳۰	کچھ ہی خرید و	کچھ شے خرید و
۱۶۸	۵	اعرابی	اعرابی کو
۱۶۹	۲	اس پر جائین	اسیر جائین
"	۹	بخوبی کر	بخوبی پر
۱۷۰	۲۳	اتفاق	الفاق
۱۷۲	۱۷	سروہ چشمہ	وہ سرچشمہ
۱۷۳	۱۵	علی محمد	علے آل محمد
۱۷۶	۲۰	جاہتے ہو	جانتے ہو
۱۷۷	۱۰	حرف	جرف
۱۷۹	۲۱	سترسول اللہ	ستر رسول اللہ
۱۸۳	۲۳	لایردولہا	لایودیہا
۱۸۴	۲	ناقہ غضبار	ناقہ عضباء
"	۱۴	مین خصائص	خصائص مین
۱۸۴	۸	سدہوجائے	بندہوجائے
"	۱۷	معترض	متعرض
۱۸۵	۲۱	بصدمہ پہنچاہو	صدمہ پہنچا ہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۱۶	انور بوسے	انور پر بوسے
۱۸۷	۵	ورسان	ورہبان
"	۸	کامل خاتمہ	کامل کا خاتمہ
۱۸۹	۶	اس نشان کا	اس شان کا
"	۱۲	اثاردین	آثار دین
۱۹۰	۱۴	کہ اسطح پر	اسطح پر کہ
۱۹۱	۱۲	کہ ابن عم	کہ انکے ابن عم
۱۹۳	۷	ملانے سے	بلانے سے
۱۹۴	۱۸	عزور	ضرور سے
۱۹۶	۴	آوازکو	اس آوازکو
"	۱۱	ادخلوالسلام	ادخلوا بسلام
۱۹۸	۵	بیری اور میری قوم	بیری اور تیری قوم
"	۶	اور شہر مین	اور بہتر ہین
۲۰۱	۸	چوبیس	چونتیس
"	۲۲	تمام عمرہ	اتمام عمرہ
۲۰۳	۱۷	نیم ذی الحجہ	نہم ذی الحجہ
۲۰۴	۱۳	وشوکت	وشوکت
"	۱۵	یہ ہے	یہ بھی
"	۲۰	تمکرار	وتکرار
۲۰۵	۸	ہی نہین	بھی نہین
۲۰۷	۱۱	بہجانا	پہچانا
۲۰۸	۹	قدجان منی غوق	قدخان منی خفوق
۲۱۰	۱۰	گو لفظ	اور لفظ
۲۱۳	۹	هنیا	یا هنیئا
"	۱۳	رحم	زخم
۲۱۴	۶	دین کے ادہورا	دین ادہورا
۲۱۵	۴	البزد	البنود
۲۲۰	۳	هذا السجی	هذا المستجی
۲۲۱	۲۰	حواب	جواب
۲۲۲	۱۰	پس تمام	تمام
"	۲۰	پر تفضیل مفضول	تفضیل مفضول
		کی مباحت	کی قباحت
۲۲۳	۳	ممبرجاکر	ممبر پر جاکر
"	۲۱	کی لئے	کی ایسی
"	۲۲	کارانتظار	کار کا انتظار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۴	۴	لوٹ کرو	لوٹ آؤ
"	۱۰	پھر انکے	یہی انکے ہان
"	"	مفرح سے	مفرح ہے
"	۱۳	فاما افاق	فلما افاق
۲۲۶	۱۳	پایہ ممبر پر	پایۂ اول ممبر پر
"	۲۱	مرتد گئے	مرتد ہوگئے
۲۲۹	۱۰	ہین بھی ہے	ہین ہے
"	۱۱	پر ہوگئے	تر ہوگئے
"	۱۹	من قال عمر	تا قال عمر
"	۲۰	عمرکا	کہ عمرکا
۲۳۱	۲۳	تبیض	تیقن
۲۳۳	۱۴	بہانہ	بیہانہ
"	۱۵	ظاہر ہی ہے	ظاہر ہے
۲۳۴	۱۷	ایک روز	ایک اور
۲۳۵	۵	بری نتیجے کی خبر	اسکے بری نتیجے
		اسکوجانا	کوجانا
"	۶	ہوئی نہ تو	ہوئی تو
۲۴۰	۶	احصار	احصار
۲۴۱	۱	روزحساب	اورحساب
۲۴۵	۶	اعتماد کرنا	اعتماد کرتا
"	۱۴	عضابہ	عصابہ
۲۴۶	۱	مسلمان	مسلمانون
"	۱۰	چاہیے ہو	چاہو
۲۴۷	۴	کہدائی	کھدوائی
"	۱۵	زیاد	زیادہ

صحت نامہ جلد اول حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۰	۳	مصانت	مصائب
"	۵	گذرجانے سیر	گذرجانے پر
۲۵۱	۱۱	پر بیرون شہر	بیرون شہر
"	۱۶	کواسقدر	کوجسقدر
"	۲۴	کی ہے	کی یہ ہے
۲۵۲	۳	وجانشینی	وجانشینی
"	۱۰	بوجتاتھا	پوجتاتھا
۲۵۳	۲۲	انکارنے کہا	انصارنے کہا
۲۵۴	۷	حضرت شیخین	حضرات شیخین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۱۲	درانجائیکہ	دران حالیکہ
"	۲۴	نہ غضب ہے	یہ غضب ہے
۲۵۵	۲	قریش کاشجرہ	قریش کو شجرہ
۲۵۶	۲	متن ہے	ہین ہے
"	۳	وہ کہتے ہین	کہتے تھے
"	۸	ابوعبید	ابوعبیدہ
"	۱۰	ودرستی	ودرشتی
۲۵۶	۱۲	یوم القبیع	یوم البقیع
"	۱۷	دوعمروابوعبیدہ مرد	دومرد عمروابوعبیدہ
۲۵۷	۲	اولادپر	اولادکو
"	۱۸	کچل دینگے	نہین کچلینگے
۲۵۸	۲	اثرنہو	اثرنہوا
۲۵۹	۸	بھی انکے قتل	بنی اوس کے
"	۱۳	ہاتھ ہمین	ہاتھ مین
۲۶۰	۸	اسکے	انسے
۲۶۱	۴	ژدیل	رزیل
"	۱۲	ابوصفیان	ابوسفیان
۲۶۳	۳	الیسی	ایسے
"	۱۵	اسکے مالک کے سوا	اس گھر کے مالک کے سوا
۲۶۴	۳	حضرت	حضرات
"	۵	ہی ہوگئی	بھی ہوگئی
"	۱۵	مبعوب کیا	مبعوث کیا
۲۶۵	۲	اگرکچھ	اگرجوکچھ
"	۱۲	ابیطافت	ابیطالب
۲۶۶	۱۸	کے بکثرت	سے بکثرت
۲۶۷	۸	نمازکم دیتا	نمازکم کردیتا
"	۲۰	ازہداد وارتداد	ازدیاد وتمداد
۲۶۹	۵	مقداداور مقداد اسود	مقداد اسود
"	۲۱	یہ کہنکر	یہ کہکر
۲۷۰	۱	مروج ہی تمامہ	مروج بھی تمامہ
"	۱۹	اشتیاط	استنباط
۲۷۱	۱	باستیاط	باستنباط
"	۱۳	احکہ علمار	اجلہ علمار
"	۱۹	اسمین مین	اسمین ہین
۲۷۲	۱۳	روایت	بروایت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۲	مصلحت ہے	مصلحت تھی
"	۱۴	مشابہ	شائبہ
۲۷۵	۱	میری حجت	یہ میری حجت
۲۷۸	۹	دروھتی	دروبھتی
۲۷۹	۴	اے مشعر	اے معشر
"	۸	مذکور	مذکور نہین
"	۱۲	بریکے	ہریکے
"	۱۸	آمرش	آمرزش
۲۸۱	۱۲	لواسکے	کواسکے
۲۸۲	۱۱	بنوت امامت	ثبوت امامت
"	۱۶	عمرسے بھی	عمرہی
۲۸۴	۸	پیشر وسفیدون	بیشیر درو سفیدون
"	۱۸	اورحدیث	اوریہ حدیث
"	۴	اکوہ	اکوہ لے
۲۸۵	۲	پروردگاہ	پروردگارا
۲۸۶	۴	بیعت بکریہ	بیعت بکریہ کے
"	۲۵	وارواح دو	وارواح وے
۲۸۹	۱۶	ادخلعت	ادخلت
۲۹۰	۳	ابوالتیم	ابوالہیثم
۲۹۱	۶	الیسے علحدہ	انسے علیحدہ
۲۹۲	۲۲	مجھکو	تجھکو
۲۹۳	۲	جوکچھ کہہی	جوکچھ کہہ چکی ہی
"	۳	فدع عنک	فدع عنک لے
۲۹۴	۱۵	خالد کہا	خالد نے کہا
"	۲۲	فالفت	مخالفت
۲۹۷	۴	ایک طرف سہ	انکی طرف سے
۲۹۸	۳۳	اسناب الاشراف	انساب الاشراف
۳۰۰	۵	ایتمی	ہیتمی
۳۰۴	۲۰	وارجہم اسلام	وارجہم
۳۰۵	۲۲	باہر آیا	باہر آنا
۳۱۳	۹	صدیق ہبہ	تصدیق ہبہ
"	۱۱	نہین تحقین	نہین کہتین
"	۱۷	صدافت	صداقت
۳۱۴	۱۱	حکم کرناہے	حکم کرنا جائز ہے
۳۱۵	۱۱	بافرعیت	یافرعیت
"	۲۳	من قتبل	من قبیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۹	۱۴	انقاط	التقاط
"	۲۴	متشلۃ	متشلثہ
۳۲۰	۲۲	اسکے حق مین	انکی اولاد کے حق مین
"	۲۴	ختمی	حتمی
۳۲۱	۱۸	بصح	بضع
۳۲۳	۳	محزون ہو	محزون ہوا
۳۲۵	۲۲	شیعون نے بھی	شیعون نے ہی
۳۳۰	۱۶	لاحق لہم	لاحق تیم
۳۳۲	۹	کہ پہلے سے	کہ پہلے تھا مینے
"	۱۴	ایک طرف	انکی طرف
۳۳۴	۳	جلادت	جلادت
"	۷	بن کلاہ	بن کلدہ
۳۳۴	۲۳	انحضرت ہی ہی	انحضرت کی ہے
۳۳۶	۱۷	خراعت	ضراعت
۳۳۹	۲	مایک آشیانہ	ملایک آشیانہ
"	۳	زبان بنی ہاشم	زمان بنی ہاشم
۳۴۵	۳	ذخار العقبی	ذخائر العقبی
"	۴	یعنی	بنی
۳۴۹	۱۷	ساق یا	ساق پا
۳۵۱	۱۴	باہرکات	باہرات
۳۵۲	۳	عیان توجہ	عنان توجہ
"	۱۸	یزید معادیہ	یزید بن معاویہ
"	۱۹	عزیز	عزیز
۳۵۳	۱۷	سنت سے	سبب سے
"	۱۸	عشقلانی	عسقلانی
۳۵۴	۲	تلقین لسین	تلقین کین
۳۵۵	۵	کڑہی بھتی	کھڑی کی بھتی
"	۱۳	اگراجماع	اگراجماع کی
"	۲۲	ایسا ہی یقین ہی	ایسا ہی یقین ہی
۳۵۶	۱۱	لیلاً	لیلاً
"	۱۵	یہ کہا ہو	یہی کہا ہو
۳۵۹	۱۲	خلفار	خلفا جمع خلیف بمعنی ہم عہد
"	۱۵	رھقفا	رھقفاله
"	۲۰	مغزول کرے	مغزول کرکے
۳۶۰	۶	التماس	والتماس
"	۵	یابداد	بابداد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۰	۱۸	پیچھے بڑے	پیچھے پڑے بھی
۳۶۱	۱۴	ہان مین	ہان نہین
		دادوعذرش	واوعذرش
"	۱۷	بہ بزبرد	بہ بزبرد
"	۱۸	طبری کبیر	طبری کبیر مین ہی کہ
"	۱۹	روزدہنے ہاتھ	اور دہنے ہاتھ بھی
"	۲۲	یا اعسر	الیسر با عسر
۳۶۳	۴	زبیرسے	زبیرنے
۳۶۴	۱۲	اسے اٹھایا	اسے اٹھاکر
		اورعثمان	عثمان
"	۱۷	اسیر نکاح	بنکاح
۳۶۶	۱۲	یہ پہلا خط	پہلا خط
۳۶۷	۴	تواگر	تو اگر
۳۶۸	۱۹	اناثہ	اثاثہ
۳۶۹	۴	اشتقی	اشتفی
"	۵	گویہی	گویہ بھی
"	۸	اسکو	انکو
"	۹	اسکو	انکو
"	۱۳	زندہ رہاہی	زندہ رہے
"	۲۱	انحضرت کی	انحضرات کی
۳۷۰	۱۵	سپہرمتسم	سپہر ملتیم
۳۷۲	۳	ایک مینڈنہ	ایک مینڈنہ
"	۹	کہاجاہے	کہاجائے
۳۷۳	۱	دبالیاہے	دبایا ہے
"	۱۳	کے روز	کے روز ہوا
۳۷۴	"	دعفل	دعفل
۳۷۵	۶	یاد آگی	یاد آئین
"	۱۴	نغرض	بغرض
۳۸۳	۲	سنے	اس نے
۳۸۴	۷	مسلمانون ہی	مسلمانونمین ہی
۳۸۸	۱۵	بھرک اٹھے	بھڑک اٹھے
۳۸۹	۲۲	ظاہرہے	ظاہرا
"	۲۴	طائنہ	لابہ
۳۹۴	۳	مردہوشیاری	اور ہوشیاری
۳۹۸	۲۳	دادجہادودیگر	دادجہادودیگر
"	۲۴	خلیفہ خود شریک	خلیفہ کا شریک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۹	۶	صلامت	صامت
۴۰۰	۴	پہچانے ہو	پہچانتے ہو
۴۰۱	۵	نمرنے	عمرکے
"	۸	نکرنے	نکرتے
۴۰۴	۸	آزنوانے	اٹھوانے
"	۱۵	زادہ کے	زادونکے
۴۰۷	۴	مساۃ افطار	مساۃ اقطار
"	۱۶	متغبر	متغیر
"	حاشیہ	عزوہشہ	فروشتہ
۴۰۸	۱۵	ابوبکر	ابوبکرہ
۴۱۰	۲	عشار	عشار
"	۱۰	وہی انسے کہا	انسے کہا
۴۱۲	۶	یہ کہا	کہا
۴۱۴	۴	مشغل	شغل
۴۱۶	۵	زفاق	رفاق
۴۱۸	۱۷	نغاس	نفاس
۴۱۹	۱۸	قبل	قتل
۴۲۰	۱۱	ابودردار	ابودردار
"	۱۵	اسکو ابوحفص نے کہا	اسکو بھی ابوحفص نے کہا
"	۱۶	روشن بھی	روشن ہین
۴۲۱	۱	تعیرلہ	تعیرۃ
"	"	ستر ستر	ستر ستر
"	۱۸	جبالی	جبائی
۴۲۳	۱۴	عینہ	عتیبہ
"	۱۷	مطران	مظہران
۴۲۴	۱۶	زادونکو	راویون کو
"	۲۱	یہ آخر	یہ امر
۴۲۴	۱۳	وغیرہ نے	وغیرہ
۴۲۶	۷	اشیائی بادی	اشیائی بادی
۴۲۷	۱۰	منفرد بشکل	منفرد بشکل
"	۲۱	الشیار	اثیار
"	۱۶	ایک حالت	انکی حالت
۴۲۸	۵	نوبیٹیان	نوبیبیان
"	۲۰	انفاق	اتفاق
"	۲۲	ابن ادرس	ابن ادریس
"	۲۶	محمد النفی - فہم	محمد النقی - قہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۹	۱۸	آپ کے لئے	انکے لئے
〃	۳۱	روایت	بروایت
〃	۲۵	وداعی	دواعی
۳۳۰	۴	درشب	درست
〃	۱۹	چاہتے تھے	جانتے تھے
۳۳۱	۳۱	پیچھی سے	پیچھے سے
۳۳۲	۷	بیعت لیلی	بیعت نہ لی
〃	۸	نہین جانتے	نہین چاہتے
〃	۱۲	اس مکر کے	اس فکر کے
۳۳۵	۲	علمار حال	علمار رجال
〃	۱۰	پس ہے	بس ہے
۳۳۶	۱۹	موسن	مومن
۳۳۸	۱۲	انکی خلافت کردہ امیر	انکی خلافت کراہت کرتے ہین
〃	۱۸	قربۃ اللہ	قربۃً الی اللہ
〃	۲	برباعث	نہ باعث
〃	۲۰	استیساب	استیعاب
۳۴۰	۲	بوجہ کے تحمل	بوجہ کا متحمل
〃	۱۲	بڑا سلوک	بڑا سلوک
۳۴۱	۳	حاضر ہوا	حاضر ہو
〃	۱۸	اسکے لئے	اسکے لئے
۳۴۲		تاکہ مین	تا این کہ
〃	۲۰	سے	سے بھی
۳۴۳	۷	اور مالک اشتر	اگر مالک اشتر
〃	۱۳	روزدار دگیر	روزدار
۳۴۴	۷	اعتیار	اعتبار
〃	۱۷	قرار دیا جائی	قرار پا جائے
۳۴۵	۱	انہین سے بھی	الٹے بھی
〃	۹	بالاتفاق	کہ بالاتفاق
〃	۱۹	کرار کھی تھی	کر رہی تھی
〃	۳۱	شورے	شورے
۳۴۶	۳	اغوار عمرو	اغوار عمرو
〃	۶	بیسرت بحق	بیسرت ناحق
〃	۲۲	انتم من	اشتم من
۳۴۷	۸	اسکو روایت	روایت
〃	۱۹	ناخت جب	باحب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۸	۵	الدتیا	الدنیا
〃	۳۴	گردن	گردون
۴۴۹	۱	توحینز	تو درحینز
۴۵۰	۱۱	الٹے	اٹھے
〃	۲۰	انکوکاری	نکوکاری
۴۵۳	۱۸	مال سب اسکو	مال اسکو
۴۵۶	۱۲	مضمون	بمضمون
۴۵۷	۹	ہی دین کی	اپنے دین کی
〃	۵	اسکے ہاتھ سے	انکے ہاتھ سے
۴۵۸	۲۴	صعضہ	صعصعہ
۴۶۰	۱۵	ایاست	ایالت
〃	۲۲	عثمانی	عثمانی نے
۴۶۱	۳	اس امامت	کہ اس امامت
〃	۸	نے سعادت	بے سعادت
〃	۵	صعصعہ	مثل صعصعہ
۴۶۲	۱۲	دیتے تھے	دیتے بھی
〃	۱۴	مرنے مرگئے	مرتے مرگئے
۴۶۳	۳	باب خطہ	باب حطہ
۴۶۴	۱۸	بہتر ہے	بہتر تھے
〃	۲۰	امیر المومنین کہا	امیر المومنین نہین کہا
۴۶۵	۱۴	غیب جوئی	عیب جوئی
۴۶۶	۱۵	افسانگرونگا	افشا نکرونگا
〃	۲۲	ووجود انصار	ووجوہ انصار
۴۶۷	۳	قتل سزا	قتل تیرا
〃	۱۹	مانع نہوتا تو	مانع نہوتا کہ تو
〃	۲۲	قتل کرے	قتل کرو
۴۶۸	۷	طاعی	طاغی
۴۶۹	۱۱	اورحاشا	حاشا
۴۷۰	۴	ڈھاڑی	ڈاڑھی
〃	۲۴	عقداو	تعداد
۴۷۳	۱۸	صحبت پیغمبر کو	صحبت پیغمبر سے
۴۷۴	۲	اسپر مرید ہے	اسپر مزید ہے
〃	۸	قبیل ہے	قبیل سو ہے
〃	۲۰	بتصریح	تصریح
۴۷۵	۶	خونیون	خوبیون
۴۷۶	۵	ثبوت	نبوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۶	۱۸	یاتو	پاتو
۴۷۸	۷	ساتھ ساتھ	اسکے بعد
〃	۱۶	ابن سیرامی	ابن سیرافی
۴۷۹	۱۳	درعوہا	دوعوصا
〃	۱۸	تنبیہ ہوکر	تنبیہ سے متنبہ ہوکر
۴۸۰	۹	حسب مال	حسب حال
〃	۱۰	خیان	حیان
۴۸۳	۱۳	خلائق	حقائق
〃	۱۵	امیرالمومنین	امیرالمومنین نے
〃	۱۷	لااعبد	لا اعبدُ
۴۸۴	۲۲	وہ جواس ہے	وہ حواس سے
۴۸۵	۱۰	ختمی	حتمی
〃	۱۸	اور ترغب ہے	اور ترغیب و ترہیب ہے
۴۸۶	۷	وانال	ما نال
۴۸۷	۱۴	مجمع اہر اسطور کی	مجمع پر عام طور سے
۴۸۸	۲۳	لاتاہے	لاتا ہے
〃	۸	زیادنافع	زیادہ نافع
۴۹۱	۷	وطرقیا	طرقیاً
〃	۱۲	بیٹھ رہنے	بیٹھ رہنے
〃	۱۴	ولرک	ذکر ب
۴۹۳	۱۰	حمایت سے	حماقت سے
۴۹۴	۲۱	شرح نہج البلاغہ	شروع نہج البلاغہ
۴۹۵	۵	واتستہ	انتہ
〃	۱۲	لتداباوکم	اللہ اباوکم
۴۹۶	۱۴	غور پڑے	غور کرے
۴۹۷	۱۶	مین بھی	مین
۵۰۰	۱۴	آیا	آتا
۵۰۳	۱۴	ہوتے	ہوتے ہین
〃	۲۴	ایکدرجہ	ایکدرجے
۵۰۴	۱۴	قرض نان	قرص نان
۵۰۶	۲۳	تو ایک طرف	تو انکی طرف
۵۰۷	۱۶	مح گشتری	مح گستری
۵۰۸	۴	گردن کو ہی	گردن پر بھی
۵۰۹	۱۲	ثانی کیلئے	ثانی نے
۵۱۰	۱۷	یہی	یہ بنی ہے
۵۱۱	۹	رائے ازین	رائی رزین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۱	۱۱	جنت وقار	جنت و نار
۵۱۲	۱۱	ازچیثم	ازخشم
〃	۳۱	بیان کرتاتو	بیان کرتا تو کہتا
۵۱۳	۲	ابن آشوب	ابن شہر آشوب
〃	۱۷	کمالات انبیاء	کمالات انبیاء
۵۱۴	۱۱	رول	نزول
〃	۱۴	اے جنیب	اے حبیب
۵۱۵	۱۰	سنہ ۱۲۹ درمیان	کہ سنہ ۱۲۹ درمیان
〃	۲۴	اور توحسنین	اور تواد حسنین
۵۱۶	۲۲	بے اہلبیت	اے اہلبیت
۵۱۷	۳	غزومناقب	غرّ مناقب
〃	۹	بہترین	بہتر ہین
〃	۱۸	سال امادہ	سال رمادہ
۵۱۹	۱۵	معدوودوزخ	معدہ دوزخ
〃	۱۹	کہان	کہا ہان
۵۲۰	۴	نجائین	مجانین
۵۲۲	۱۴	مین اس سوار کولیکر	اور اس سوار کو لیکر
۵۲۳	۱۰	نقوس الخواتیم	نقوش الخواتیم
۵۲۴	۱	ستفار اہلسنت	ستفار اہلبیت
〃	۳	طاش	طاس
۵۲۴	۱۷	انہین سے مین	انہین سے ہین
۵۲۵	۷	حالات مرتضوی	حالات مرتضوی
〃	۲۲	مطرب و مہ جبین	مطرب مہ جبین
〃	۲۳	امرتو	امر نو
۵۲۶	۷	بہ فتح مبین	و فتح مبین
〃	۸	خوشتر	چو شیر
〃	۱۱	بدنہا	بدلہا
〃	۱۵	ماابن	باابن
〃	۱۷	بشنوند	بشنوید
۵۲۷	۱۱	تولکھدے	لکھدے
		یذل وجہد	بذل جہد

فہرست مضامین حصہ دوم جلد اول تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین بقید صفحات

مضمون	صفحہ
ظہور شرور وفتن بعد رحلت حضرت رسول ذی المنن ازین دار محن	۲۵۰
ذکر حال پراختلال سقیفہ بنی ساعدہ	۲۵۲
تشئید بنائے بیعت سقیفہ وتمیم خلافت خالفہ خلیفہ	۲۶۰
روایت بریدہ اسلمی	۲۶۳
روایت براء بن عازب	۲۶۴
روایت ابن ابی الحدید معتزلی دربارہ نقل خلافت حضرت امیر المومنین	۲۶۵
شرح ظلم وستمیکہ درمقدمہ اخذ بیعت برحضرات عالیات اہلبیت رفتہ	۲۶۸
قدح در اجماع برخلافت ابوبکر	۲۸۱
بعض روایات اہل سنت کہ دلالت بر خلافت بلافاصلہ امیر المومنین دارد	۲۸۲
خطبہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۲۸۵
علت اینکہ چرا شاہمردان برجفاء دشمنان صبر نمود و با خلفاء ثلثہ جنگ نفرمود	۲۸۶
ذکر احتجاج بعض مہاجرین وانصار بر غاصبین خلافت رسول مختار	۲۸۹
ذکر اینکہ عامہ خلائق بچہ سبب از حضرت امیر المومنین کنارہ کردند وچرا با انحضرت نگرویدند	۲۹۰
ردّ و انکار حضرت حسن مجتبیٰ برخلیفہ اول	۳۰۰
احتجاج امیر المومنین با ابوبکر	۳۰۳
معجزہ امیر المومنین (نمودن حضرت رسولخدا را با ابوبکر در مسجد قبا)	۳۰۵
ذکر نزاع امیر المومنین وعباس بن عبد المطلب در میراث پیغمبر خدا	۳۰۶
احتجاج اسامہ بن زید وابو قحافہ پدر ابوبکر برابوبکر	۳۰۸
ذکر قضیہ غصب فدک	۳۱۰
قدح در حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ	۳۱۶

مضمون	صفحہ
خطبہ جناب سیدہ در مسجد رسولخدا	۳۱۹
خطبہ ابوبکر بعد والپسی جناب سیدہ	۳۲۳
بعض فضائل جناب سیدہ از کتب اہلسنت	۳۲۶
بعضے از مبالکہہائے خالد ولید	۳۳۱
ذکر وفات جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا	۳۳۴
جوابات بعضے از مسائل یہود ونصاری وغیرہ کہ آنحضرت در عہد خلافت خلیفہ اول ارشاد فرمودہ	۳۴۰
حکایات ابوالمضام عیسے وادا دین رسولخدا	۳۴۸
آمدن حکیم یونانی برائے معالجہ رسولخدا وملاقات او با امیر المومنین علیہ السلام	۳۴۹
پارہ از حالات خلافت خلیفہ اول وکردار ہائے ناصواب خالد بن ولید	۳۵۲
قصہ قتل خالد ولید مالک بن نویرہ یربوعی را	۳۵۵
ذکر تباین وتخالف آراء شیخین درمقدمہ قتل مالک بن نویرہ	۳۵۹
پارہ از شرف وسخا مالک بن نویرہ	۳۶۲
قصہ خولہ بنت جعفر الحنفیہ	۳۶۳
رجوع بحال خالد بن ولید	۳۶۴
ذکر وفات حسرت آیات ابوبکر	۳۶۹
تتمہ در حسب ونسب شیخین	۳۷۳
ذکر بعضے از حالات خلافت خلیفہ ثانی	۳۷۵
تجسس خلیفہ ثانی	۳۷۷
درہ عمری	۳۸۱
تصرفات خلیفہ ثانی در بیت المال مسلمانان	۳۸۳
اعتراف خلیفہ ثانی تا اینکہ حضرت امیر اولیٰ واحق بخلافت بودہ	۳۸۶
بعضے از قضایا مشکلہ کہ خلیفہ ثانی در حل آن بیابانیہ علم نبی التجا بردہ	۳۹۰
برخے از مواضع کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی را بر خطاء ایشان تنبیہ فرمودہ براہ صواب دلالت فرمودہ	۳۹۳

مضمون	صفحہ
ذکر مواضعیکہ در آن خلیفہ با جناب علی عالی مخالفت فرمودہ وارشاد ہائے آنحضرت را بسمع اصغا نفرمودہ	۴۰۰
کتب خانہ مصر	۴۰۵
رفع حدّ زنا از مغیرہ بن شعبہ	۴۰۶
بعضے از جوابات مسائل یہود کہ حضرت امیر المومنین در عہد خلیفہ ثانی ارشاد فرمودند	۴۰۸
نا واقفی خلیفہ ثانی از مسائل کثیر الوقوع	۴۱۲
شرح شمہ از علم ومعرفت امیر المومنین	۴۱۷
نکاح ام کلثوم با خلیفہ ثانی	۴۲۲
قتل خلیفہ ثانی	۴۲۵
انجام حال قاتل خلیفہ ثانی	۴۲۸
ذکر قضیہ شوریٰ وقصص وحکایات متعلقہ آن	۴۲۹
حدیث فلتہ	۴۳۱
نقائص ارباب شوریٰ از زبان خلیفہ ثانی بروایت ابن ابی الحدید معتزلی	۴۳۵
مزاح امیر المومنین	۴۳۷
انفاذ وصیت خلیفہ ثانی وخلافت عثمانی	۴۴۴
حدیث مناشدہ	۴۴۶
خطبہ تحتین خلیفہ ثالث	۴۵۱
قضیہ قتل ہرمزان	۴۵۲
شرح شمہ از حالات خلیفہ ثالث کہ بالآخر منجر بقید وقتل ایشان گردیدہ	۴۵۳
قصہ ابوذر غفاری	۴۵۵
احراق عثمان قرآن را	۴۵۹
قتل عثمان بن عفان ورویہ حضرت امیر مومنان در آن میان	۴۶۳
پارہ از شکایاتیکہ حضرت امیر مومنان از متغلبان کہ بر آنحضرت تفوق جستہ واز اعوان وانصار ایشان فرمودہ	۴۷۲
خطبہ شقشقیہ	۴۷۷

مضمون	صفحہ
پارہ از کلام بلاغت نظام امیر المومنین کہ در مواعظ وحکم از آنحضرت یادگار ماندہ	۴۸۳
در بیان قضاء وقدر	۴۸۴
در فضیلت خویشتن فرماید	۴۸۶
در صفت عالم ومتعلم فرماید	۴۸۷
صفت شیعیان خالص	۴۸۸
مواعظ مختلفہ	۴۸۸
در مساحت بطلب رزق	۴۹۰
ایام ہفتہ	۴۹۰
بعضے از وصایا کہ بفرزند دلبند فرمودند	۴۹۱
تحریص صدقہ برائے فائدہ اخرویہ	۴۹۱
ترغیب بدعا ووجوہ تاخیر اجابت آن	۴۹۱
سلوک با یاران باصفا ودشمنان پرجفا	۴۹۲
طرز معاشرت بازنان وخادمان	۴۹۳
در معنی استغفار فرماید	۴۹۴
ذکر ناپائداری دنیا وترغیب بتہیہ زاد برائے سفر آخرت	۴۹۴
در یاد مرگ فرماید	۴۹۸
خطاب بموتے	۴۹۹
جواب از طرف موتی بزبان حال	۵۰۰
در صفت جنت	۵۰۱
بیان پارہ از عذاب دوزخ	۵۰۲
بعضے از لطائف فضائل ومحاسن خصائل آنحضرت صلوات اللہ علیہ	۵۰۳
برخے از مناقب اہل بیت وتاکید محبت ایشان	۵۱۵
تعظیم سادات رفیع الدرجات	۵۱۸
شمشیر وزرہ وعمامہ وسواری حضرت امیر المومنین	۵۲۰
لوار وخاتم آنحضرت علیہ السلام	۵۲۲
اقربا وازواج وخدام امیر المومنین	۵۲۳
قطعات تاریخ تصنیف کتاب ہذا	۵۲۴

۵۱ عنوان صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۰ تک ختم ہوتا ہی عبارت صفحہ ۲۹۰ سطر ۱۸ یعنی الکھہ مین سر رہ کا جو صفحہ ۲۹۳ سطر ۱۵ کے عبارت پس اس صورت مین الخ سے ملتا ہے ۵۲ عنوان صفحہ ۲۹۳ سطر ۱۵ کے عداوت رکھتا تھا پر ختم ہو جاتا ہے